UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226373

UNIVERSAL
LIBRARY

یا ارحم الراحمین

خلافت فاروق اعظم

یعنی

حصہ سوم شمس التواریخ

مشتمل حالات فتوحات جناب خلافت مآب فرزند منبر والمحراب
فاتح عرب و روم و شام قامع ممالک عراق [illegible]
حدیث ولو کان من بعدی نبی کان عمر امام جہام شفوق حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

در مطبع منشی النور آگرہ باہتمام نصیر الدین احمد طبع شد

سنہ ۱۳۲۴ ہجری

جملہ حقوق محفوظ ہیں

فہرست مضامین حصہ سوم کتاب شمس التواریخ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲	قادسیہ میں اسلامی فوج کی ترتیب وجائزہ..	۵۲
نظم مشتمل بر حمد ونعت	۵	قادسیہ کی جنگ کیلئے رستم کا تقرر.....	۵۵
استخلاف	۶	حضرت سعدؓ نے یزدگرد کو اسلام لانیکا پیام دیا..	۵۶
مجمل ذکر عراق وایران	۱۰و۱۱	حضرت زہرہ اور رستم کی گفتگو.....	۶۷
حضرت عمر کا بیعت لینا.....	۱۲	حضرت ربعی اور رستم کی گفتگو.....	۷۰
عراق کیواسطے فوج کی فراہی...	۱۳	حضرت مغیرہ اور رستم کی گفتگو.....	۷۵
[redacted] ذرسام وعزل حضرت خالد بن ولید	۱۴	یوم ارماث	۸۰
ولقر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح		یوم الاغواث	۸۷
فتح دمشق	۱۵	ابومحجن ثقفی کی بہادری	۸۹
واقعہ فحل بیسان	۱۹	یوم عماس	۹۲
صوبہ بطریہ اردن کا فتح ہونا.....	۲۰و۲۱	لیلۃ الہریر وقتل رستم	۹۶
جنگ نمارق	۲۴	حضرت عمر کا قاصد عراق کی رکاب کے ساتھ دوڑنا.....	۱۰۰
جنگ کسکر	۲۶	کسریٰ کے خزانہ کی مقدار.....	۱۰۲
جنگ قس الناطف	۲۸	معرکہ حیرہ	۱۰۳
واقعہ بویب	۳۴	بنار بصرہ۔ ولایت عتبہ بن غزوان۔...	۱۰۷
خنافس وسوق بغداد	۴۰	والئی فرات کا قید ہونا.....	۱۰۹
واقعات ۱۴ھ۔ ابتدائے امر قادسیہ..	۴۶	فتح ایلہ.....	۱۱۰
حضرت سعد بن وقاص کا تقرر.....	۴۷		

مضمون	صفحہ
واقعات ۱۳ھ۔ مرج الروم	۱۱۲
بعلبک	۱۱۴
عین البحر والون سے صلح	۱۲۱
حمص	۱۲۲
رستن وشیزر کا مفتوح ہونا	۱۳۰
حماہ کا فتح ہونا	۱۳۴
معرّۃ	۱۳۵
لاذقیہ	۱۳۷
قنسرین	۱۳۸
ہرقل کا شام سے بھاگنا	۱۴۲
فتح حلب وانطاکیہ	۱۴۳
خواب کی بحث	۱۷۳
آنحضرتؐ اور حضرت یوسفؑ کے علم تعبیر کا فرق	۱۷۵
حضور پرنور صلعم کے دیدار سے خوابین مشرف ہونا	۱۷۷
شیطان حضورؐ کی شکل مین آکر دھوکا نہیں دیسکتا	۱۷۸
پروردگار عالم کو خواب مین دیکھنا	۱۸۰
غوث اعظمؒ کی کرامت	۱۸۲
شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی کے چند واقعات	۱۹۴
یوقنا کا مسلمان ہونا	۱۹۵
فتح اعزاز	

مضمون	صفحہ
یوقنا کا قید ہوکر لاون کی مدد سے رہائی پانا ..	۱۹۸
انطاکیہ	۲۰۵
حضرت ضرار کی گرفتاری	۲۰۸
قیصر کا واثق کو حضرت عمرؓ کے قتل کیلئے مدینہ بھیجنا اور اوسکا وہان جاکر مسلمان ہوجانا	۲۱۷
حضرت ضرار کا رہائی پانا۔ ہرقل کا انطاکیہ سے بھاگنا	۲۲۱
معرہ مصرین کا مفتوح ہونا	۲۲۲
تل غراز۔ بوقا۔ حبیہ وغیرہ کی فتح	۲۲۳
بغراس ومرعش کا فتح ہونا	۲۲۴
قیساریہ	۲۲۵
یرموک	۲۲۶
اجنادین	۲۳۴
بیت المقدس	۲۳۵
مسجد اقصیٰ کی بناء	۲۴۰
مجملاً واقعات گذشتہ	۲۴۴
حضرت عمرو بن العاص کا بیت المقدس کیطرف بڑھنا	۲۶۳
حضرت عمرؓ کا سفر بیت المقدس کی جانب ..	۲۶۵
اثنار سفر کے چند واقعات	۲۶۷
فتح برس وبابل	۲۷۴

مضمون	صفحہ
کوثی اور ساباط کا مفتوح ہونا.....	۲۷۸
واقعات سنہ ۱۶ھ۔ بہرہ شیر کا محاصرہ..	۲۷۹
مدائن.....	۲۸۱
مدائن کی غنیمت کی مقدار.....	۲۸۳
جلولاء.....	۲۹۰
تکریت.....	۲۹۴
قرقیسیا.....	۲۹۶
واقعات سنہ ۱۷ھ۔ حمص پر رومیوں کی دوبارہ کوشش	۲۹۸
فتح جزیرہ و بعض حصص ارمینیہ.....	۳۰۲
فتح قلعہ ماردین.....	۳۱۱
عمودا و ربا یہ کا ذکر.....	۳۱۲
فتح رہا و حران.....	۳۲۹
فتح قلعہ راس العین.....	۳۳۶
ملکہ طاریان اور شہزادہ یرغون کا ذکر..	۳۳۸
عاصم بن رواحہ کا مسلمان ہونا.....	۳۵۸
دارا۔ بیرجا و دیار بکر کی فتح.....	۳۶۸
فتوح میافارقین و آمد.....	۳۶۹
عزل حضرت خالد رضی اللہ عنہ سوانح عمری	۳۸۲
بحرین کیجانب سے فارس پر چڑھائی.....	۴۰۹
فتح اہواز.....	۴۱۲

مضمون	صفحہ
فتح راھرمز و تستر.....	۴۱۴
ہرمزان کا قید ہو کر مدینہ آنا.....	۴۱۹
فتح سوس.....	۴۲۰
واقعات سنہ ۱۸ھ۔ قحط و طاعون عمواس..	۴۲۳
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجمل حالات.....	۴۲۹
ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل کے حالات مجملاً..	۴۳۳
سہل بن عمرو القرشی کے مجمل حالات...	۴۳۵
بحث در باب وبا.....	۴۳۶
حضرت عمر کا سفر شام.....	۴۴۱
واقعات سنہ ۲۰ھ۔ فتح مصر.....	۴۴۲
حضرت عمرو بن العاص کا اسلام سے پہلے کا ایک واقعہ	۴۴۳
حضرت عمر کا عمرو بن العاص کو مصر روانہ کرنا..	۴۴۸
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت....	۴۵۱
امرا مصر کا عرب کی دعوت کرنا.....	۴۵۲
واقعات سنہ ۲۱ھ۔ فتح اسکندریہ.....	۴۵۵
بنا فسطاط.....	۴۵۶
مصر کے دیگر بلاد کا مفتوح ہونا.....	۴۶۲ و ۴۶۳
نہاوند عراق عجم.....	۴۶۴
اصفہان کی فتح.....	۴۷۶

مضمون	صفحہ
فتح دینور وصیمرہ وسیروان	۴۷۷
فتح ہمدان وماہین وغیرہ	۴۷۸
فتح رے	۴۸۰
فتح جرجان وطبرستان	۴۸۱
واجرد واورابہر کی فتح	۴۸۲
فتح برقہ وطرابلس وغیرہ	۴۸۳
فتح آذربائجان	۴۸۴
فتح موقان وجنگ اقوام ترکستان	۴۸۶
فتح باب	۴۸۷
بلنجر کی لڑائی	۴۸۸
فتح خراسان	۴۸۹
یزدجرد کا خاقان چین سے مدد لیکر آنا	۴۹۷
فتح توج۔ اصطخر	۵۰۰
فتح سجستان	۵۰۲
مکران کی فتح	۵۰۳
فتح بیرودذ	۵۰۴
کردون کی ہزیمت	۵۰۵
صوبہ ارمینیہ	۵۰۶
فارس	۵۰۷
عام لشکر کشی کے مختصر اسباب	۵۱۰

مضمون	صفحہ
مصر کی فتح سے جناب اقدس کا بیان	۵۱۴
ملکہ ارمانوسہ کی گرفتاری اور رہائی	۵۴۴
بادشاہ اوقیس بن سعید کی گفتگو	۵۴۵
حضرت خالد وغیرہ کی شام سے روانگی مصر کیطرف	۵۷۳
دیر مرقس والوں کا صلح کرنا	۵۸۱
ارجانوس کا مسلمان ہوکر شہر مسلمانوں کے حوالہ کرنا	۵۹۶
حضرت عمر کا دریائے نیل کے نام رقعہ لکھنا	۵۹۹
فتح مربوط۔ یوقنا کی گرفتاری اور رہائی	۶۰۱
ساحل رملہ پر حضرت ضرار کی گرفتاری ورہائی	۶۱۲
اسید بن حاتم طائی کی رہائی	۶۲۱
سیطس بطریق کا مسلمان ہونا	۶۳۳
حضرت شرحبیل بن حسنہ اور ارسطولیس کی گفتگو	۶۳۶
دمیاط کا مفتوح ہونا	۶۴۶
شطا کا مسلمان ہونا	۶۵۳
جزیرہ تینس کی فتح	۶۵۵
قلعہ مدینہ اور بلقارہ پر قبضہ	۶۶۷
صلح قصر مشید وغیرہ	۶۶۸
فاروق اعظم کے ممالک مقبوضہ کا رقبہ	۶۷۱

مضمون	صفحہ
فتح کی نسبت مورخین یورپ کی راے	۶۷۱
سکندر اعظم اور چنگیز خان کی فتوحات سے فتوحات فاروقی کا مقابلہ	۶۷۴
دوسرا حصہ فاروق اعظم کی سوانح عمری	۶۸۱
فاروق اعظم کی ولادت	۶۸۵
فاروق اعظم کو عہدہ سفارت ملنے کا حال	۶۸۷
قبل از اسلام فاروق اعظم کی حالت	۶۸۹
فاروق اعظم کا اسلام لانا	۶۹۷
ہجرت	۷۱۱
سنہ ہجری سے آنحضرتؐ کی وفات تک کے حالات	۷۱۹
قصۂ قرطاس	۷۳۹
حضرت عمر کی راے سے وحی کا مطابق ہونا	۷۴۸
آنحضرتؐ کے اقوال فاروق اعظم کے باب مین	۷۵۰
سقیفۂ بنی ساعدہ اور خلافت صدیقی	۷۵۴
سیاست و انتظام سلطنت و نظام حکومت	۷۶۲
جمہوری اور شخصی حکومتون کا فرق	۷۶۸
تقسیم ملک اور ملکی عہدہ دار	۷۷۳
اسلام سے قبل شام و ایران کی تقسیم	۷۷۵ و ۷۷۶
تقسیم مال و وظائف	۷۸۱
بچونکا وظیفہ مقرر ہونا	۷۸۸

مضمون	صفحہ
انتظام فوجی۔ ترتیب فوج	۸۱۰
ترقی تنخواہ	۸۱۵
چراگاہین اور چھاؤنیان و سرحدین	۸۱۷
فوج کی وسعت	۸۲۲
رسد	۸۲۳
تنخواہ کی تقسیم کا طریقہ	۸۲۴
موسمونکا لحاظ۔ گھوڑونکی غور و پرداخت	۸۲۵
آرام بحالت کوچ و رخصت	۸۲۶
دیگر امور	۸۲۷
میدان جنگ مین فوجی انتظام	۸۲۸
فوجی معائنہ	۸۲۹
علم	۸۳۰
اسلحہ	۸۳۱
آلات محاصرہ	۸۳۲
خبر رسانی اور ڈاکخانہ	۸۳۴
سنہ ہجری کا رواج پانا	۸۳۵
کاغذات حساب و ترتیب دفتر	۸۳۷
بیت المال کا انتظام	۸۳۹
مال فیٔ	۸۴۳
خراج	۸۴۴

مضمون	صفحہ
جزیہ	۸۴۸
اشیائے تجارت پر محصول	۸۴۹
ترقی اور سرسبزی ملک کیلئے حضرت عمر کی کوشش	۸۵۰
قحط و وبار کا انتظام	۸۵۳
رفاہ عام و تعمیرات	۸۶۷
ترقی تعلیم اور اشاعت اسلام	۸۷۰
جلال و رعب اور پائداری حکومت فاروقی کا	۸۷۹
سکہ	۸۸۱
گورنمنٹ فاروقی میں ذمیوں کے حقوق	۸۸۲
اقوام جراجمہ وسامرہ وغیرہ	۸۹۳
غلامی پر فاروقی عنایت	۸۹۶
تقرر عہدہ داران و عمالان	۸۹۹
عدالت اور قضا	۹۲۷
رومن امپائر کے قاعدے	۹۳۰
قانون دانی	۹۵۰
احتساب	۹۵۲
جیلخانے	〃
حکومت فاروقی کی خصوصیات	۹۵۳
حدیث و فقہ	۹۶۸
ذاتی حالات و اخلاق و طرز زندگی	۹۷۴

مضمون	صفحہ
فاروق اعظم کے اقوال	۹۸۶
فاروق اعظم کا رات کا شغل	۹۹۶
اہل علم کی قدر	۹۹۷
رسول اللہ کے متعلقین و رشتہ داروں کا پاس و لحاظ	۹۹۹
تواضع و سادگی	۱۰۰۰
لباس	۱۰۰۲
خوراک	۱۰۰۴
اپنا کام خود کرنا	۱۰۰۵
طبیعت پر قابو رکھنا	۱۰۰۶
غصہ کی حالت کو فرو کرنا	۱۰۰۷
رعب و ہیبت	۱۰۰۸
کلمات دعائیہ کا ورد رکھنا	۱۰۱۰
اپنے نفس کو ذلیل رکھنا	۱۰۱۴
جودت و ذہانت	۱۰۱۶
خطبت حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کی حفاظت	۱۰۱۷
گھر والوں کو نصیحت کرنا	۱۰۱۷
حضرت خضر کا امیر المومنین سے گفتگو کرنا	۱۰۱۹
حضرت جبرئیل کی زبانی فاروق اعظم کی فضیلت	۱۰۲۷

مضمون	صفحہ
حضرت عمر کی کرامت	۱۰۳۴
امام اوزاعی کا خلیفہ منصور کو نصیحت کرنا..	۱۰۳۹
حضرت خضر علیہ السلام کی بتلائی ہوئی دعا	۱۰۵۱
خلیفہ ہارون الرشید اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر	۱۰۵۲
نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا....	۱۰۶۲
جناب عمر فاروق کی گذران کا بیان...	۱۰۶۴
فدک	۱۰۷۴
وصیت در باب ذمی	۱۰۷۶
کتب خانہ اسکندریہ	۱۰۷۷
غیر اقوام سے سلوک	۱۰۸۶
حضرت عمر کا علم	۱۰۸۸
ہر شخص کے حال سے کما حقہ واقف ہونا...	۱۰۹۰
امیر المومنین کا اپنی کنبہ کے آدمیوں کو حاکم نہ کرنا	۱۰۹۳
حفظ حسنہ سے محبت رکھنا....	۱۰۹۷

مضمون	صفحہ
اخلاق کا درست کرنا	۱۱۰۹
عمال کی صحت و تندرستی کا خیال رکھنا	۱۱۱۶
امیر صوبہ و عہدہ داروں کو الگ الگ جگہ ابدہ کہنا	۱۱۱۷
خشک مزاجی اور تعیش کے مخالف ہونا	۱۱۲۱
عمال کو ذاتی جائداد پیدا کرنے کی ممانعت کرنا	۱۱۲۴
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت	//
یہودیوں اور عیسائیوں کے جلا وطن کرنے کا معاملہ	۱۱۲۶
جزیہ وغیرہ پر اعتراضات کا جواب	۱۱۲۸
بنی ہاشم کو ملکی عہدے نہ دینے کا سبب	۱۱۳۲
پابندی اوقات	۱۱۳۳
مفلس اور اپاہج اور ضعیفوں کا وظیفہ مقرر کرنا	۱۱۳۵
لاوارث بچوں کی پرورش	۱۱۳۶
آنحضرت سے روایت کرنے میں روک ٹوک کرنا	۱۱۳۷

مضمون	صفحہ
مشہور واقعات سنہ ۲۰ھ	۱۱۵۲
سنہ ۲۱ھ	۱۱۵۴
سنہ ۲۲ و ۲۳ھ	۱۱۵۵
حلیہ مبارک	۱۱۵۹
جناب عمر کی ازواج و اولاد کے بیان میں	۱۱۶۱
شہادت	۱۱۷۱
خلافت کے باب میں وصیت	۱۱۷۷
حضرت عبداللہ کا جناب صدیقہ سے حجرہ مبارکہ میں امیرالمومنین کی دفن کرنیکی اجازت مانگنا	۱۱۷۸
حضرت صہیب کا امامت کے لئے تقرر ۔	۱۱۷۹
حضرت عمر کی وصیت	۱۱۸۰
حضرت عمر اور عبداللہ ابن عباس کی گفتگو	۱۱۸۳
حضرت عمر کی مناجات	۱۱۸۷
حضرت علی اور حضرت عثمان کو نصیحت	۱۱۹۰

ے احبار کا ذکر .....

مضمون	صفحہ
عبداللہ بن سلام کا جنازہ پر آنا	۱۲۰۲
حضرت عبیداللہ ابن عمر کا ذکر	۱۲۰۴
خلافت کے باب میں اختلاف اور اوس کی متعلق بحث	۱۲۰۶
مجمل ذکر خلافت حضرت عثمان و اعتراضات کا جواب	۱۲۱۵
صحابہ میں باہم سلوک ہونا	۱۲۲۳
افراط و تفریط کے بارہ میں نصیحت	۱۲۲۸
تصوف و سلوک سیدنا عمر حقیقت تصوف ۔	۱۲۳۹
علم و علماء کی قدر	۱۲۴۶
تعبد	۱۲۴۷
آفات زبان ۔ آفات قلب	۱۲۴۸
توبہ ۔ ذم دنیا ۔ رح قناعت	۱۲۵۲
یقین حضرت ابوشحمہ کا ذکر	۱۲۵۵
عامر ہمدردی	۱۲۵۸

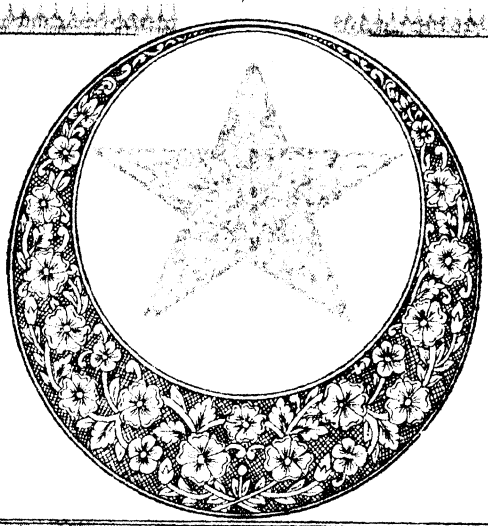
سؤال رب علی النبی صلی اللہ علیہ

بعد دعا بدوام ایام دولت الملک العلام مرکز کتاب مطالب ریخ اسلام یعنی



مؤلفہ ملا فاضل تفلیسی و معاون آگاہ الناصح محمد سعادت اللہ سنا ایلی

مطبع الوقائع طبع منوشد
در مطبع ربانی بالورن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اللھم ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اللھم نستعین بک علی طاعتک و علی علمک اللھم صل و سلم علی حبیبک و رسولک و عبدک محمدٍ و علی آلہٖ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اھلبیتہ و اولیاء امتہ و علینا معھم اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

اما بعد

اہل اسلام کو ابتداے اسلام ہی سے فن تاریخ سے ایک خاص قسم کی دلچسپی تھی انکے لئے بعض بعض احکام بھی تاریخی ہی پیرایہ مین نازل فرمائے گئے۔ کچھ مدت بعد تو تاریخ کا

ایک حصہ اسماء الرجال علوم اسلام کا ایک بہت بڑا جزو ہی ہوگیا مگر افسوس اس زمانہ مین اس فن کا حشر انکے ہی ہاتھون ناول نویسی اور ناول بینی پر ہوا جا رہتا ہے۔ گو وہ طبیعتین جو ہر بات سے ایک مفید نتیجہ نکال لیتی ہین ناولونکو بیقدری کی نگاہ سے نہ دیکھین اور اسیوجہ سے یورپ کے بعض ممالک مین تہذیب کی ترقی ناولون ہی کے ہاتھون ہوئی لیکن آہ۔ ایسی طبائع بالعموم یہان کہان۔

قوم کو اس غفلت کی میٹھی نیند سے جو نکالنیکے لئے کئی کتابین قابل قدر شائع ہوئین مگر ابھی تک وہ اتنی ہی ہونگی جو دونون ہاتھونکے پورونپر شمار کیجا سکین۔ میرے بعض احباب نے مجھسے فرمائش کی اور سا تھہ ہی اصرار بھی کیا کہ اس مجموعہ مین ایک کتاب کا اضافہ میری جانب سے اور ہو۔ اول تو مین یہی چونکہ قوم کے اون ہی افراد مین ہون جو فن تاریخ کے اصول سے ناواقف ہین۔ دوسرے یہہ کہ فرمائش وہ تھی جو باوجود اس میدان کے مرد ہونیکے بھی سر ہی ڈالنا پڑتی۔ فرمایش کیا تھی۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات سلیس اردو مین قلمبند ہون۔ بس مینے صاف انکار کر دیا اور واقعی اوس انکار پر مین جما ہی رہتا اگر مینے ۱۳۲۱ھ کا خواب نہ دیکھا ہوتا جس مین خود حضرت اقدسؐ نے مجھسے اپنے حالات تحریر کرنیکی بابت ارشاد فرمایا جسکے بعینہ الفاظ مبارک یہ تھے۔ "تو لکھدے۔ یہ میرے آخری حالات ہونگے" مین تو آپ کے اس آخری فقرہ کا یہی مطلب سمجھا ہون کہ مجھے آپکے جامعیت حالات کی وہ توفیق عطا ہوگی جو شاید میرے بعد کسیکو نہو۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب۔

اسیوجہ سے مینے یہ ارادہ کیا ہے کہ جہانسے بھی حالات فراہم ہوسکین بشرط صحت جمع کرون۔ اس فراہمی کا مجھے اسقدر خیال ہے کہ ہمت کر رہا ہون جمیع مرویات بھی باترجمہ

اسمین شامل کردون - اسی خواب پر منحصر نہین بلکہ بارہا مختلف پیرایون مین تاکید ہوئی -
پس انہی وجوہ سے مینے باوجود بے بضاعتی کے اس راہ مین چلنے کا قصد کیا اور لکھنے بیٹھ گیا
مین خوب جانتا ہون کہ کیا میری استعداد ہے اور کیا میری قابلیت کیسکو فرمان واجب الاذعان کی
بجا آوری کا شوق مجھے لئے جا رہا ہے - مجھے نہ داد کا اشتیاق ہے نہ صلہ طلبی - اگر میری یہہ
ناچیز تحریر پسند بارگاہ ہوگئی تو مین اپنے عیوب کی بھی کچھہ پروا نکرونگا اور بآواز بلند کہونگا

ہر عیب کہ سلطان بپسند وہنر است

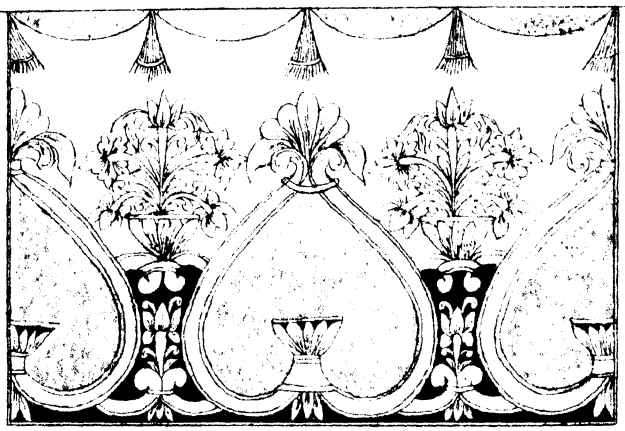
مجھے امید ہے کہ جن حضرات کو اوس جناب سے ذرا بھی تعلق ہوگا وہ میرے اس ناچیز تعمیل
ارشاد کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگے -

مینے اس تاریخ کے دو حصہ مقرر کئے ہین - پہلے حصہ مین سنین خلافت کے لحاظ سے
واقعات بیان کئے ہین - دوسرے حصہ مین سیرت - مینے ہر روایت کے ساتھہ درایت کو
نہین بیان کیا ہان طرز تحریر ضرور ایسا رکھا ہے کہ ذی فہم کو اون واقعات پر کسی قسم کی
حیرت و استعجاب نہو -

ہر مؤلف و مصنف اپنی کتاب کی قدر افزائی کے لئے اوس کتاب کو کسی بڑے شخص
کے نام سے معنون کرتا ہے مین بھی اسی طریقہ کا اتباع کرکے اپنی اس تالیف کو
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے معنون کرتا ہون -

ہدیۂ سعدی بچشم التفات	گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد سعادت اللہ عفا اللہ عنہ اسرائیلی سنبھلی
اکبرآباد یکم رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ



بسم الله الرحمن الرحیم

اے تو ہم ناز و نیاز ہمہ
ساز تو سوز و گداز ہمہ

سجدہ زنان بر درِ پاکت ہمہ
رقص کنان بر سرِ خاکت ہمہ

جملہ تو شور نمودے کہ ہست
ضبط تو ربطِ وجودے کہ ہست

وحدت تو مشعلِ بزمِ وجود
حیرتِ تو مردمکِ چشمِ شہود

نورِ شہودی و وجودی تو
شورِ وجودی و شہودی تو

از تو بخواہیم بروئے نیاز
رحمتِ وافر بہ رسولِ حجاز

وہ چہ رسولے کہ حبیبِ تو بود
عکسِ رخش نورفزائے وجود

مونسِ بزمِ زخود آوارگان
چارۂ دردِ دلِ بے چارگان

نورفروزِ شبِ دیجورِ ما
مرہمِ زخمِ دلِ رنجورِ ما

ذات وصفاتش چو گہر ریز شد	وحدت و کثرت بہم آمیز شد
ظلمتِ کفر از ہمہ کافور کرد	از قدمش جملہ جہان نور کرد
بروے و بر آل و صحابہ تمام	خاصہ بروح خلفائے عظام
نام خلافت ہم ازیشان بشان	ستر ولایت ہم ازیشان عیان
ظاہر و باطن ہمہ آراستہ	ز رنگ خودی از ہمہ برخاستہ
سعدیت اکنون بدرت نالہ زن	یک نظرے سوئے وے اے ذوالمنن
ذرہ ز مہرت بکف خاک دہ	قطرہ ز سر چشمۂ ادراک دہ

استخلاف

خلافت صدیقیہ کا بڑا فرض منصبی مرتدین کا قلع قمع کرنا۔ کجروون کو سیدہا کرنا اور اون دشمنان دین کو جو درخت اسلام مین گھن لگانا چاہتے تھے خاکمین ملانا تھا۔ بحمداللہ یہ اس خوش اسلوبی سے انجام کو پہونچا کہ ابھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کو پورے دو برس بھی نہونے پائے تھے کہ یہہ کام سب ٹھیک ہوگیا اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہونے لگا۔ یہہ سب کام گو شورے سے طے ہوتے تھے لیکن پھر بھی بہت بڑا حصہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی راے کا ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے دلمین یہ خیال پورے طور سے جمگیا تھا کہ میری جانشینی کی قابلیت اگر ہے تو عمرؓ مین ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فتوحات کے سلسلہ مین اپنی عنانِ توجہ شام و عراق کیجانب منعطف فرمائی اور کئی فوجین بسرکردگی حضرت سیف اللہ خالد بن الولیدؓ وغیرہ اوس جانب روانہ بھی فرماوین۔

مقام یرموک مین جو اطراف شام مین سے ایک نالہ بصرے کے قریب واقع ہے سخت جنگ ہوئی تھی اور یہ وہ جنگ تھی جو بعد مین شام کی فتوحات کا سبب بنی اور جس سے مسلمانون مین اوسی قسم کی قوت حاصل ہوئی جیسی ابتدا اسلام مین بدر کبریٰ سے حاصل ہوئی تھی یہ وہی جنگ تھی جسنے رومیونکی ہمتین بالکل پست کردی تھین۔ ابھی اس معرکے نے فتح و شکست مین سے کوئی صورت اختیار نہین کی تھی کہ اوس دین کے جان نثار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار کی رخصت کا وقت قریب آگیا۔ اس آخری حالت مین آپنے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کو بلوا کر دریافت فرمایا کہ تم کو تم کیسا جانتے ہو۔ اونہون نے جوابدیا کہ اونکی قابلیت مین کسکو کلام ہوسکتا ہے مگر یہان اونکے مزاج مین ذرا سی درشتی ہے آپنے فرمایا کہ تم سمجھے بھی اونکی یہ سختی کیون تھی۔ اسلئے تھی کہ مین نرم تھا۔ مین دیکھتا تھا کہ جہان کسی شخص کی بابت مین ذرا گرم ہوا وہ فوراً نرم ہوجاتے تھے اور مین نے ذرا کسیکے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا کہ اونکے تیور کچھ اور کہنے لگتے تھے۔ جب یہ سارا بار اون ہی کے سر پر رہیگا آپ سے آپ نرم ہوجائینگے۔

پھر آپ نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر پوچھا تو آنجناب نے جوابدیا کہ اونکی باطنی کیفیت اونکے ظاہری حالات سے بدرجہا بڑھکر ہے۔ ہم مین تو اونکے مثل کوئی معلوم نہین ہوتا۔ واقعی یہ ہے کہ وہ اپنا جواب نہین رکھتے۔

حضرت طلحہؓ کو جو یہہ خبر لگی وہ فوراً دوڑے ہوے آئے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کیا کرتے ہین کیا آپ حضرت عمرؓ کو خلیفہ کئے دیتے ہین آپ جانتے ہین کہ لوگونکے ساتھ اونکا کیسا برتاؤ رہا ہے حالانکہ آپ موجود تھے پھر بھلا جب آپ نہونگے تو کیا کچھ نہوگا۔ اب تو آپ خدا کے پاس جاتے ہین جب وہ آپ سے سوال کریگا کہ ہمارے بندون کو کسپر چھوڑ آئے تو ذرا سوچ لیجئے کہ

کیا جواب دیجئے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ مین اوسوقت اوٹھکر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی فرمایا کہ ذرا مجھے بٹھا دو پھر فرمایا کہ مین خداوند تعالےٰ شانہٗ سے عرض کرونگا کہ مینے تیرے بندونپر اوس شخص کو حاکم مقرر کرکے چھوڑا ہے جو تیرے بندون مین سے سب سے زیادہ اچھا تھا۔

پھر حضرت صدیقؓ نے حضرت ذی النورینؓ کو بلواکر خلافت نامہ لکھوانا شروع کیا۔ آپ صرف اسقدر ہی لکھوا چکے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما عھد ابو بکر بن ابی قحافۃ الی المسلمین۔ **اما بعد**۔ یعنی صرف یہی لکھوایا تھا۔ یہ عہد نامہ مسلمانونکی خدمت مین ابوبکر بن ابی قحافہ کیجانب سے ہے کہ آپ بیہوش ہوگئے حضرت ذی النورینؓ نے اسکے آگے لکھدیا کہ مین نے تمہارے اوپر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور مینے تمسے بھلائی کرنمین کوئی کوتاہی نہین کی۔ جب حضرت صدیقؓ کو ہوش آیا تو فرمایا کہ ہان عثمانؓ آپ نے کیا لکھا آپ نے سب سنا دیا۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔ عثمانؓ۔ شاید تمکو یہہ خوف ہوا ہوگا کہ غشی کے عالم مین میرا انتقال ہوگیا تو یہہ عہد نامہ نامکمل رہکر لوگون مین جھگڑا پھیلجا ویگا۔ اور اسیوجہ سے تمنے یہ الفاظ بڑہا دیئے۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ نے جواب دیا کہ ہان خیال تو یہی تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ خدا تمکو جزاے خیر دے یہ بالکل میرے دل کی ہی تھی۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے یہہ عہد نامہ اپنے غلام کو دیکر فرمایا کہ اسکو مجمع عام مین جو مسجد مین تھا سنا دو۔ اونہون نے وہان جاکر سنا دیا۔ سب نے اس انتخاب پر آنکھونسے صاد کئے۔

پھر حضرت نے خود دریچہ مین سے سر مبارک باہر نکالکر مجمع مسلمانان کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دیکھو مینے تم پر اپنے کسی رشتہ دار۔ عزیز۔ قریب کو خلیفہ مقرر نہین کیا ہے بلکہ عمرؓ کو مقرر کیا ہی تم میری اس راے کے خلاف تو نہین ہو۔ کیا تم بھی راضی ہو۔ سب نے بالاتفاق سمعنا واطعنا

کہکر بسر و چشم منظور کیا اسکے بعد صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو طلب کرکے نصیحتین فرمانا شروع کین۔ سب سے پہلے خوف خداوندی کو یاد دلایا جو تمام امور دینیہ اور دنیویہ کی جڑ اور اصل الاصول ہے اوسکے بعد فرمایا دیکھو عمرؓ۔ کچھ حقوق خداوندی ایسے ہین جو رات کے ساتھہ مخصوص ہین دن مین اگر کئے جاوین تو قبول نہین ہوتے اور کچھ ایسے ہین جنکو دن کے ساتھہ تعلق ہے۔ رات کو قبول نہین ہوتے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت ہے اور ہر وقت کے لئے ایک کام۔ خدا نفل کو قبول نہین کرتا جب تک فرض کو پورے طور سے پہلے ادا نکر لیا جاوے۔ دیکھو عمرؓ قیامت مین اوسیکا پلہ میزان جھکا ہوا ہوگا جو اتباع حق کریگا۔ وہی خائب و خاسر ہوگا جو باطل پرستی کریگا۔ سنو عمرؓ قرآن پاک مین جہان آیت رحمت ہے وہین آیت عذاب ہے اور جہان آیت عذاب ہے وہین آیت رحمت ہے۔ مسلمانون مین خوف کے ساتھہ اُمید ہوتی ہے اور اُمید کیساتھہ خوف "مصرع درشتی و نرمی ہم در بہ است۔ اسکے سوا کچھہ اور نصائح تہین جو اونکے ایام خلافت مین بہت بڑے مشیر کا کام دیتی ہین اور جو آب زر سے لکھے جانیکے قابل ہین۔ اسکے بعد حضرت صدیق اکبرؓ اپنا ایسا جانشین چھوڑکر اور تمام اسلام کی گردن پر ایک خاص احسان کا بار گران رکھکر راہی ملک بقا ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن سے فارغ ہوکر ۲۳ جمادی الاخری ۱۳ھ بروز شنبہ نگین خلافت کو اپنے نام نامی کے طغرے سے مزین فرمایا اور ممبر پر تشریف فرما ہوکر دعا کی کہ اے ارحم الراحمین میرے مزاج مین سختی ہے تو اوسکو نرمی سے بدل دے۔ مین کمزور ہون مجھے قوت عطا فرما۔ میرے دل کی تنگی کو کشادگی سے بدل کردے۔ پھر حاضرین کو مخاطب فرمایا کہ عرب کی حالت باوجود اس شان و شوکت۔ شجاعت حمیت کے بالکل اونٹ کی سی ہے جسکے ہاتھہ مین نکیل آگئی بس اوسکے پیچھے ہولئے۔ یہ بھی تو دیکھو کہ تمہارا رہبر کون ہے

کیسا ہے۔ کس خیال کا ہے اور دیکھو مین تو تمکو سیدہ ہے راستہ جیسے بہی چلوگے لیچلونگا خواہ نرمی سے چلو خواہ سختی سے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنی توجہ مبارک نہایت اہتمام کے ساتہہ دو جانب مبذول فرمانی تہی۔ ایک عراق کیجانب۔ دوسرے شام کیطرف۔ عراق کی یہہ حالت تہی کہ جب حضرت سیف اللہ خالدؓ بن الولید کو جو سپاہ عراق کے افسر تہے حضرت صدیقؓ کا یہہ نامہ ملا کہ تم نصف فوج پر حضرت مثنّیٰ بن حارثہؓ کو افسر مقرر کرکے نصف فوج اپنے ساتہہ لیکر شام کی فوج مین جاکر ملجاؤ اور وہانکی افسری اپنے ہاتہہ مین لیلو۔ حضرت خالد اوس طرف تشریف لے گئے اور حضرت مثنّیٰ مقام حیرہ مین مقیم ہوکر ترتیب لشکر مین مصروف ہوے۔ اہل فارس کو حضرت سیف اللہ کے تشریف لیجانیکے بعد کچہہ اپنے ہوش سنبہالنے کا موقع ملا۔ اونہون نے اپنے پریشان حواسونکو مجتمع کرکے شہریزان بن آرویشیر بن شہریار بن سابور کو ۱۳ھ مین اپنا بادشاہ بنایا۔ اوسنے عنان حکومت ہاتہہ مین لیتے ہی ایک خط حضرت مثنّیٰ کے نام اس مضمون کا لکہا کہ مینے تمہارے مقابلہ پر فارس کے جنگلیونکا ایک بہت بڑا لشکر روانہ کیا ہے جو مرغیون اور سوروں کا چرانیوالا ہے۔ مین تمسے بس ان ہی لوگونکے ذریعہ سے ڈرسکتا ہون۔ یہی تمہارے مناسب حال ہین۔ حضرت مثنّیٰ نے اسکے جواب مین تحریر فرمایا کہ سُن۔ تو اپنے اس دعوی مین یا تو حد سے بڑہگیا تو یہہ تیرے حق مین زہر اور ہمارے لئے تریاک اور یا تو بالکل جہوٹا ہے اس صورتمین خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کہ تمہاری دغابازیون کو اوسنے مرغیون اور سوروں کے چرواہون پر لوٹا دیا۔ ہم تیری دہمکی مین آنے والے نہین۔ تو ہی خدا کے سامنے اور زیادہ ذلیل و خوار درباروں مین جہوٹا اور بدنام ہوگا۔ اہل فارس اس جواب سے گہبرا گئے۔ شہریزان نے جلاکر دس ہزار فوج اور ایکسو ہاتہیونکے ساتہہ ہرمز کو حضرت مثنّیٰ کے مقابلہ کے لئے بہیجا۔

ہرمزاد حضرت مثنّیٰ کا مقابلہ مقام بابل پر ہوا۔ یہہ ہنگامہ عجب ہوشربا تھا۔ فارسیونکی وہ زرق برق فوجین تمام عدہ ہتھیارون سے آراستہ۔ ساری فوج توپیچے اور ہاتھیونکا لشکر آگے آگے۔ پہلا حملہ فارسیونکا ان ہاتھیون سے ہی ہوتا تھا۔ جس طرف حملہ کرین فوجونکے ملنے سے پیشتر مقابل کو پامال کرڈالین۔ ہاتھیونکا چنگھاڑنا۔ اونکے گھنٹونکی آوازین۔ یہ سب کچھ ایسی چیزین تھین کہ عرب جنکو پہلے کبھی ایسے موقعہ کے دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا تھا ذرا ہچکے حضرت مثنّیٰ نے للکار کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور خود بنفس نفیس ہاتھیون سے بچکر فارسی فوج پر حملہ کردیا۔ مسلمانونکو پہر کہان تاب تھی۔ دل دہلا دینے والی آوازون سے یہہ بھی دشمنونکی فوج پر ایسے اچانک جا پڑے کہ وہ سنبھلنے بھی نپائے۔ ہوش وحواس باختہ سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے۔ اسلامی لشکر نے انکا تعاقب مدائن تک نہچھوڑا اور اونکو قتل وقید کرتے ہوے سوائے دجلہ کے تمام عراق کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ فارسیون پر ایک آفت اور ٹوٹی وہ یہہ کہ اس حملہ کے بعد شہریزان کا انتقال ہوگیا اور اُنمین بادشاہت مین اختلاف پڑگیا۔ بڑی مصیبت کے بعد کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کی تخت نشینی پر اتفاق ہوا مگر ابھی وہ کسی قسم کا کچھ انتظام نکرنے پائی تھی کہ اوسکو تخت سے اوتار کر سابور بن شہریزان کو تخت نشین کردیا اوسنے پہلا کام یہہ کیا کہ آزرمیدخت کو اپنے حرم مین لے لیا اور فرخ زاد بن بندوان کو اپنا وزیر مقرر کیا آزرمیدخت کو سابور کا یہہ فعل نہایت ناگوار معلوم ہوا اور اوسنے ایک خط خفیہ رستم فرخ زاد کے بہت بڑے سپہ سالار کے نام لکھکر بھیجا اور اوسمین یہہ سارا واقعہ درج کردیا۔ وہ ایک بہت بڑی فوج لیکر چل کھڑا ہوا اور عین شب عروسی مین اُنپر آن پڑا۔ پہلے اوسنے فرخ زاد کو معہ اوسکے ہمراہیونکے تہ تیغ کیا اور اوسکے بعد سابور کیطرف متوجہ ہوا۔ اوسکو محصور کرکے گرفتار کرلیا اور مار ڈالا۔ اب پہر آزرمیدخت تخت پر بٹھلائی گئی۔

اودہر تو اہل فارس ان رد و بدل مین تھے اور اونکو خانہ جنگیون سے فرصت نہ تھی اور اودہر حضرت صدیقؓ اس عالم فانی کو خیرباد کہنے پر آمادہ تھے۔ حضرت مثنیٰ کو جو اس زمانہ مین حضرت صدیق رضؓ کا کچھ حال معلوم نہ ہوا تو وہ بیچین ہوکر ان تمام خبرونکے پہنچانے اور فتوحات کے سلسلہ کو آگے بڑہانے کے مشورہ کیغرض سے بشیرؓ بن خصاصہ کو اپنا نائب مقرر کرکے خود مدینہ منورہ کی جانب چلدیئے۔ جب آپ مدینہ پہونچے ہین تو حضرت صدیق اکبرؓ اپنی زندگی کے آخری حصّہ کی سیر کر رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ واقعات سنکر حضرت فاروق اعظمؓ کو بلاکر فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ مین کچھ سانسونکا مہمان ہون۔ اگر مین اس عالم کو چھوڑ جاؤن تو کل شام سے پہلے حضرت مثنیٰ کے ساتھہ فتوحات عراق کے سلسلہ بڑہانے کے واسطے ایک بڑا لشکر روانہ کردینا مصیبت سے گھبراکر خدا کے کامون سے غفلت نکرنا۔ تم دیکھہ چکے ہو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کے بعد مینے کیا کیا تہا حالانکہ حضور کی جدائی وہ مصیبت تھی کہ دنیا بھر کی مصیبتین اوسکے مقابلہ مین راحت معلوم ہوتی تھین۔ جب شام کی فتوحات ختم ہوچکین تو وہان کے لشکر کو بھی عراق ہی کی جانب روانہ کردینا۔ ان مین وہان کے انتظامات کی اہلیت اور اون مین انکے احکام کے ماننے کی قابلیت ہے۔ اسکے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس عالم سے ارتحال ہوگیا اور حضرت عمرؓ کو اپنے تمام امور انتظامیہ سے پیشتر اسی جانب توجہ مبذول فرمانی پڑی۔

یہہ وہ موقع تہا کہ اطراف وجوانب کے لوگ جوق جوق بیعت کے لئے چلے آتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت سے ایک عجیب جوش موجزن تہا۔ اس موقع کو آپنے غنیمت جانکر عراق کے جہاد کے واسطے بیعت لینے شروع کردی۔ تین روز تک بے انتہا لوگ بیعتِ خلافت سے مشرف ہوچکے تھے لیکن جہاد کیجانب سے سب خاموش تھے

کیونکہ سبکے ذہن نشین یہہ بات ہورہی تہی کہ اسکی کنجی حضرت سیفؓ اللہ کے ہاتہہ مین ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوبہار رہے تہے کہ اے وہ لوگو۔ جنہون نے محض خدا کی راہ پر اپنے
وطن چہوڑے۔ اپنے مال واولاد سے علیحدگی اختیار کی اوس زمین کیطرف اپنا رُخ کرو جسکا وعدہ
پروردگار نے اپنی پاک کتاب مین فرمایا ہے۔ وہ پروردگار جو اپنے دین کو تمام دینو پر غالب
کرنیوالا ہے۔ جو دین کی مدد کرنے والونکو غالب کرتا ہے۔ اونکی مدد کرتا ہے۔ مختلف ممالک کا
اونکو حاکم بنانیوالا ہے۔ کہان ہین! انصار جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے یہان ٹہیرانیوالے
ہین۔ جو دین کی مدد کرنے والے ہین اوس ملک کی طرف چلین جسکی فتح کی بشارت حضورؐ خود بدولت
دے چکے ہین۔ چلو اور بڑہو۔

تین روز کے سکوت کے بعد قوم مین سے سب سے پہلے حضرت ابو عبیدؓ بن مسعود (جو مختار کے
والد تہے) اوٹہہ کہڑے ہوے اور جہاد پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ انکے ساتہہ ہی ساتہہ سعدؓ بن عبید
انصاری اور سلیطؓ بن قیس جو بدر مین شریک ہو چکے تہے اوٹہہ کہڑے ہوئے۔ حضرت مثنّٰی بن
حارثہ نے کہڑے ہو کر کہا کہ تم اس معرکہ کو بڑا نہ سمجہو۔ ہم وہان جاکر فارسیونکی سب شان و شوکت
دیکہہ چکے ہین۔ دور ہی کے ڈہول ہین۔ ہمنے بڑے بڑے ملک اونکے فتح کرلئے۔ ہماری اونپر ہیبت
بند گئی ہے۔ چلو تو سہی ہم اور کیا کیا فتح کرلینگے۔ یہہ سنکر سب مین حرارت آگئی اور سبکے سب
مستعد ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبید کی ہمت پر آفرین کی اور اسیوجہہ سے اونکو ہزار
منتخب آدمیونکا سپہ سالار مقرر فرماکر عراق کیطرف روانہ ہونیکا حکم دیا۔ حضرت ابو عبیدؓ چونکہ
صحابی نہ تہے تاہم اسواسطے بعض لوگونکو تمام لشکر پر انکی افسری کا خیال ہوا اسوجہہ سے کہ لشکر
مین صحابی بہی تہے اور صحابی بہی مہاجرین و انصار۔ ایک نے کہا کہ حضرت کیا لشکر مین مہاجر و
انصار نہین ہین۔ اونمین سے کوئی افسر مقرر ہونا چاہیئے۔ دیکہئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ

کی سطوت وجبروت کو اور پھر اس آزادانہ رائے کو اور اب آپکے حلم اور دانشمندی کو غور کرو کہ آپنے جوابدیا۔ اصحاب اور خصوصاً مہاجرین وانصار کو شرف صحبت اور ہجرت ونصرت ہی کیا کم ہے کہ اس افسری سے اوسکا اضافہ کیا جاے۔ دوسرے اسمین دشکنی بھی ہے۔ جس نے سب سے پہلے اسکی ہمت کی ہے وہی مستحق ہے۔ مگر ہان ابو عبیدہؓ تم ہرامر مین مشورہ ان ہی اصحاب سے کرنا۔ انکا ادب ملحوظ رکھنا۔ یہہ تمہاری خیر اندیش اور واجب التعظیم ہین

یہہ پہلا لشکر تہا جسکو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے واسطے روانہ فرمایا۔ اسکے بعد آپنے یعلیٰؓ بن اُمیہ کو یمن کیجانب روانہ کیا اور بموجب وصیت آنحضرت صلعم اہل نجران کے جلاوطن کرنیکا حکم دیکر فرمایا۔ اہل نجران سے کہدینا کہ ہم تمکو بحکم خدا ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس شہر سے باہر کرتے ہین کہ زمین عرب مین دو دین نہین رہ سکتے۔ ہم تمکو دوسری زمین بلحاظ ایفاء عہد تمہارے رہنے کے لئے دیتے ہین۔

یہہ تو وہ تہی توجہ جو عراق کی جانب مبذول ہوئی تہی۔ اب سنئے شام کیحالات وہان خلافت صدیقی کے آخری حصہ مین شام کو فوجین جاچکی تہین۔ دمشق کے محاصرہ کا قصد تہا یرموک مین رومیونسے سخت جنگ ہورہی تہی۔ ابہی اس جنگ کا انفصال نہین ہونے پایا تہا کہ حضرت صدیقؓ اکبر کی وفات ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے خلافت ہوے آپ نے اس کے متعلق بلحاظ مخالفوں کے قسیس ہونے اور رہبانیت۔ عیسائیت کے یہہ حکم تجویز فرمایا کہ حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح سپہ سالار مقرر ہون۔ حضرت سیف اللہؓ حضرت امینؓ الامۃ کی نیابت مین کام کرین۔ یہہ حکم حضرت امینؓ الامۃ کو اوسوقت ملا ہے کہ جسوقت ہنگامہ کارزار نہایت گرم تہا اور حضرت خالدؓ داد شجاعت دے رہے تہے۔ آپنے اس حکم کو تا اختتام جنگ اس لحاظ سے کہ شاید جنگ کی کچہ دوسری صورت ہوجاے اپنے ہی

پاس رکھا۔ جب رومیون کو شکست ہوگئی اور اسلامی لشکر فتح یاب ہوچکا تب آپ نے اوس حکم کا اظہار فرمایا جسکے ظاہر ہونیکے بعد جو خیال حضرت سیف اللہؓ کی نسبت تھا اوسکا شائبہ بھی نہین رہا۔ یہہ وہ آئینہ ہی نہ تھا جس مین غبار کو دخل ہو۔ اسوقت سے حضرت امین الامۃؓ سپہ سالار عساکر اسلامیہ تصور فرمائے گئے اور حضرت سیف اللہ نائب سپہ سالار۔ ہم حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معزول ہونیکے اسباب ۱۷ھ کے واقعات مین انشاءاللہ تعالےٰ ذکر کرینگے جس مین کہ حضرت سیف اللہ سپہ سالاری اور نیابت سپہ سالاری سبھا لکل معزول کئے گئے

فتح دمشق

جب جنگ یرموک سے فراغت حاصل ہوچکی تو حضرت ابو عبیدہؓ وہان بشیر بن کعب حمیری کو اپنا نائب مقرر فرماکر صفر مین تشریف لے آئے وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ ہرمیت خوردہ رومی مقام فحل سرزمین اردن مین مجتمع ہورہے ہین اور دمشق والونکی مدد کے واسطے ایک بہت بڑا لشکر ہرقل شاہ روم نے جو حمص مین مقیم تھا حمص سے روانہ کردیا ہے حضرت امین الامۃؓ نے اسکی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کی آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ تمام ہمت دمشق مین صرف کی جاوے اور پہلے اس مرحلہ کو طے کرلیا جاوے۔ وہ شام کا پایہ تخت ہے۔ تمام بلاد شام کی ناک ہے۔ فحل کا یہہ انتظام کیا جاوے کہ کچھہ فوج اونکے مقابلہ کے لئے روانہ کردیجاوے کہ وہ اونمین اوجھے رہین جب دمشق فتح ہوچکے تو فحل کیجانب رُخ کرنا اوسکو فتح کرکے تم اور خالدؓ حمص کیجانب متوجہ ہونا اور اردن و فلسطین مین شرحبیل بن حسنہ اور عمرو کو چھوڑ جانا۔

حضرت امین الامۃؓ نے اس حکم کے بموجب ایک دستہ فوج فحل کو روانہ کیا کچھہ حصہ حمص و دمشق کے درمیان ٹھیرایا اور کچھہ حصہ فلسطین و دمشق کے مابین کہ کسی طرف سے

دمشق والون کو مدد نہ پہونچ سکے اور خود حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ساتھہ لیکر دمشق کا قصد کیا۔

دمشق تمام بلاد شام مین ایک بہت بڑی نمایش کا مقام تہا۔ تجارت کی منڈی ہونیکی وجہہ سے تمام بلاد عرب مین اسکی شہرت تہی۔ باغونکی کثرت اور تمام اطراف وجوانب کی سرسبزی وشادابی کیوجہہ سے کسی نے بے اختیار ہوکر کہا ہے کہ اگر جنت روئے زمین پر ہی تو یقیناً دمشق ہے اور اگر آسمان پر ہے تو یہہ اوسکے مقابل ہے۔ اوسکی خوبصورت آبادی کیوجہہ سے اوسکو اگر عروس البلاد (شہرونکی دلہن) کہا گیا ہے تو بہت ہی ٹہیک ہے۔

اسیوجہہ سے ہرقل نے اپنی بڑی قوت اسکے بچانے مین صرف کی تہی۔ حضرت امین الامۃ رضؓ اور حضرت خالدؓ کو بہی اسکے محاصرہ کے لئے نہایت اہتمام اور سرگرمی کرنی پڑی۔ دمشق کے شہرپناہ کے بڑے بڑے دروازون پر اون بہادران اسلام کو معین فرمایا جو اکثر بلاد شام مین فتحیاب ہوچکے تہے۔ خود حضرت ابو عبیدہؓ باب الجابیہ پر فروکش ہوے شرحبیل رضی اللہ تعالےٰ باب الفرادیس پر عمرو بن العاص باب توما پر اور حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضؓ پانچ ہزار فوج کیساتہہ باب الشرف کے قریب متعین ہوے۔

غازیان اسلام کا یہہ عالم کہ ہر شخص شجاعت کے نشہ مین چور تہا اونکے چہرونسے اسلامی راستبازی۔ ثابت قدمی۔ اولوالعزمی نمایان تہی۔ عیسائیون کے یہہ خبرین سُن سُنکر جی چہوٹے جاتے تہے مگر اس خیال سے کہ بادشاہ خود حمص مین ہے کمک کے لئے بے شمار فوجین آیا چاہتی ہین کچہہ اونکی ڈہارس بندہی ہوئی تہی۔ غازیان اسلام دمشق کا محاصرہ کئے ہوے تہے کبہی تیر برساتے تہے کبہی پتہر۔ کبہی فتح کے جوش مین حملہ بہی کردیتے تہے۔ اسی اثنار مین حضرت خالدؓ نے کچہہ حصہ فوج کے ساتہہ ذوالکلاع کو دمشق سے ایک منزل کے فاصلہ پر حمص

و دمشق کے راستہ پر روانہ کردیا۔ ہرقل کو جو اس زبردست محاصرہ کی خبر لگی فوراً اوسنے ایک زبردست دستۂ فوج اہل دمشق کی کمک کو روانہ کیا۔ یہان ذوالکلاعؓ نے جو خاص اسی کام کے واسطے متعین ہوے تھے اونکو تباہ و برباد کرکے دمشق مین داخل ہونے دیا۔ اہل دمشق کا اس خبر سے کلیجہ بیٹھ گیا اور سارے منصوبے خاک مین ملگئے۔ اسلامی عسکر نے نشررات اور بقول بعضے چھ ماہ دمشق کا محاصرہ قائم رکھا۔ عیسائیونکو اسقدر محاصرہ کے طول پکڑنیکا خیال بھی نہ تھا بدحواسی کا عالم روز افزون تھا عساکر اسلامیہ کو اب اس سے زیادہ کی تاب نہ رہی اور کلہ بکلہ لڑنے کیلئے مستعد ہوگئے عساکر اسلامی کے لئے حسن اتفاق سے ایک ایسا اچھا موقع ہاتھ آیا کہ اوسکا خیال بھی نہ تھا اور نہ بغیر اوسکے اسقدر جلد کامیابی کی امید ہوسکتی تھی۔ وہ یہ کہ دمشق کے بطریق کے یہان لڑکا پیدا ہوا اوسکی خوشیان منائی گئین۔ کثرت سے شراب پی گئی۔ شام ہی سے اونکو مسرتون کی خبر نہ رہی۔ حضرت خالدؓ جنکو ایسے موقعونکا تجسس رہتا تھا۔ تعقاع بن عمر۔ اور مذعور بن عدی کو ساتھہ لیکر شہر پناہ کیطرف چلدئے۔ فصیل کے نیچے کہائی پانی سے لبریز تھی مشک کے ذریعہ سے اوسکو عبور کیا اور کمند ڈالکر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے وہان سے رسیونکی سیڑہی جو ساتھہ تھی اوسکو لٹکا کر نیچے اوتر گئے اور پھر دروازہ کھولنے کے لئے قلعہ کے پھاٹک کا قصد کیا۔ راستہ مین جس جس کو کچھہ ہوش ہوگیا تھا اور اوسنے روک ٹوک کی تلوار سے اوسکا صفایا کرتے ہوے پھاٹک تک پہونچ گئے۔ دربانون کو غافل پاکر اونکو ہمیشہ کی نیند سلا دیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا ادہر جو فوج اسلامی خاص انکی منتظر کھڑی تھی نعرہ تکبیر بلند کرتی ہوئی قلعہ مین گھس پڑی۔

اب عیسائیونکی حالت کا کیا پوچھنا۔ اونکو بالکل معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کس طرف سے

مسلمان چڑھ آئے گھبراکر اونھون نے خود ہی قلعہ کے تمام دروازے کھول دئے اور بے تحاشہ اپنے اپنے دروازون کے محاصرہ کرنے والون کے پاس بغرض صلح دوڑے گئے۔ حضرت امین الامۃؓ نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور اوس ہنگامہ کے فرو کرنے کیلیے اوسی دروازہ سے جسپر آپ مقیم تھے شہر کے اندر تشریف لے چلے۔ ادہر حضرت سیف اللہؓ کے لشکرون سے تمام میدان گونج رہا تھا تمام بہادران اسلام جوانون کے ساتھہ تھے فتح کی خوشی مین تلوارین کھینچے ہوے حملہ کرتے چلے آتے تھے یہان تک کہ ان دونون بزرگوارونکی وسط شہر مین ملاقات ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے اپنا حصہ غلبۃً فتح کیا تھا اور حضرت ابوعبیدہؓ کا حصہ صلحاً۔ مگر چونکہ سپہ سالار امین الامۃ تھے اور وہ صلح منظور فرما چکے تھے اسلیئے کل حصہ پر صلحاً کے احکام نافذ فرماے گئے۔ حضرت خالدؓ کے حصہ کی بھی غنیمت اور لونڈی غلام بنانے کی ممانعت کیگئی۔ اسطرح سے تمام بلاد شام کی کنجی ہاتھہ آئی۔ یہہ روایت کامل ابن اثیر کی ہے لیکن امام بلاذری نے اور روایت لکھی ہے۔ جو اس سے کچھہ مختلف ہے وہ لکھتے ہین کہ محاصرہ کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو ایک اسقف نے قلعہ کی فصیل پر چڑھہ کر بلا کر اونسے کچھہ گفتگو کی اور کہا کہ مجھے یقین ہے۔ تم فتحیاب ہوگے اگر تم مجھہ سے اس قلعہ پر صلح کرلو تو مین تمکو اسکے لینے کے سب راستے بتلا دون۔ آپنے قلم دوات منگا کر یہہ امان نامہ لکھدیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما اعطی خالد بن الولید اھل دمشق اذا دخلھا اعطاھم اماناً علی انفسھم واموالھم وکنائسھم وسور مدینتھم لا یسکن ولا یھدم شی من دورھم لھم بذالک عھد اللہ وذمۃ رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والخلفاء والمومنین لا نعرض لھم الا بخیر اذا

اعطوا الجزیۃ - ترجمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - یہ امن نامہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی جانب سے ہے جو دمشق والون کو دیا جاتا ہے کہ دمشق شہر مین داخل ہونے کے بعد نہ اونکی جانین ہلاک کیجاوینگی نہ اونکے مال لوٹے جائینگے نہ اونکے کنیسے عبادت خانے - نہ اونکے شہر پناہ تباہ و برباد کئے جاوینگے نہ اونکے مکانون کو ڈہایا جاویگا نہ سکونت اختیار کیجاویگی - اس کے بابت خدا کا عہد اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء اور مومنین کا ذمہ ہے ہم جب تک وہ جزیہ دیتے رہینگے سوائے بہلائی کے اور کسیطرح سے پیش نہ آوینگے - اسقف یہہ عہد نامہ لئے ہوے اپنے دیر مین چلا گیا اور حضرت خالدؓ بھی واپس تشریف لے آے - ایک شب کو اسقف کا ایک رفیق آیا اور اوس نے کہا کہ آج رات کو موقع ہے تمام شہر مین ایک عید کی خوشیان منائی جارہی ہین - شراب نوشی ہورہی ہے جو ہین یا تو بیہوش ہین اور یا اس لہو ولعب مین مصروف - مین سیڑہیان لاے دیتا ہون تم قلعہ پر چڑہ آنا پھر بس قلعہ تمہارا ہے - یہہ کہکر وہ دو سیڑہیان لے آیا اور اُس سے چڑہنے کے واسطے کہا جو سنگبار ہی کیوجہ سے کمزور ہوگئی تہی - حضرت خالد چند افسرونکو ساتہہ لیکر قلعہ پر چڑہ گئے اور اودہر سے قلعہ کا دروازہ کہولدیا - حضرت ابو عبیدہؓ نے بہی حملہ کرکے باب الجابیہ کو فتح کرلیا اسی اثنا مین اور طرف سے بہی چند افسر کمند ڈال کر چڑہ آے - حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سقلاط مین جو ٹٹیرونکا بازار تہا آمنا سامنا ہوگیا -

واقعہ فحل بیسان

اس فتح کی خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیگئی - آپ نے عراق کی فوج کو عراق واپس

جانے کے واسطے حکم فرمایا چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عراق کی فوج کو بسرکردگی ہاشم بن عتبہ عراق کی جانب روانہ فرمایا اور دمشق مین یزیدؓ بن ابی سفیان کو اپنا نائب مقرر فرماکر خود فحل کیجانب متوجہ ہوے۔ حضرت امین الامتہ نے حضرت خالدؓ کو تعدادیہ الجیش پر قلب لشکر پر شرحبیل بن حسنہ میمنہ پر عمرو بن العاص کو۔ سوار و پیر ضرار بن ازور۔ پیادو پر عیاض بن غنم کو متعین فرمایا اور میسرہ پر خود رہے اور اس شان سے فحل۔ بیسان کی طرف روانہ ہوے۔

وہان کا یہہ حال تہا کہ دمشق کی فتح سے عیسائیون کے تن بدن مین آگ لگ گئی تہی کچہہ کرتے نہ بن پڑتا تہا جب عساکر اسلامیہ کا ادسطرف رُخ دیکہا تو اپنی ساری قوت فحل کے جانب صرف کردی اور وہ لشکر جو حمص سے دمشق کیجانب مدد کو آرہا تہا اور حضرت ذوالکلاع نے ناکام برباد واپس کیا تہا وہ بہی آکر انسے مل گیا اب ان کے پاس تیس چالیس ہزار کی جمعیت ہوگئی۔

جب عساکر اسلامیہ بیسان کے گرداگرد پہونچ گیا تو ایک شب کو عیسائیون نے عساکر اسلامیہ پر حملہ کردیا۔ شرحبیل بن حسنہ مقابل ہوے اور لڑائی کا ہنگامہ سنکر تمام امرا اسلام تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوے پہونچ گئے۔ پہر تو وہ لڑائی ہوئی کہ شام سے صبح تک اور صبح سے شام تک کئی روز متواتر ہوتی ہی چلی گئی۔ رومی سپہ سالار سقلار بن مخراق معہ اسی ہزار فوج کے مارا گیا۔ پہر اہل اسلام بیسان کی طرف متوجہ ہوے۔ اوسکا محاصرہ کرکے حملہ کردیا۔ اہل بیسان نے اپنی حفاظت مین بڑی سرگرمی دکہائی مگر ناچار قلعہ مسلمانون کے ہاتہہ چہوڑنا پڑا۔

اودہر اُردن کے دوسرے صوبہ طبریہ کا حضرت ابوالاعور سلمی نے محاصرہ کرلیا تہا جب

طبریہ والون نے بیسان کا واقعہ سنا تو قلعہ کے دروازے کھولکر اہل اسلام کے قدموں پر صلح جویان آن پڑے اوسکا قصہ بھی اسیطرح پاک ہوا۔

اسکے بعد اردن کے جتنے شہر تھے سب صلحاً مسلمانون کے قبضہ مین آگئے اور صلحنامہ ہر ایک کے حوالہ کیا گیا جسمین قریب قریب وہی شرطین تھین جو ہم واقعہ دمشق مین بروایت فتوح البلدان حضرت خالدؓ کے امن نامہ مین لکھ چکے ہین (ابن اثیر) (ابن خلدون)

دیگر مورخین نے واقعہ فحل کو ذرا زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔ اونکی روایت یہہ ہے کہ دمشق کے محاصرہ کے وقت جو تھوڑی سی اسلامی سپاہ جانب فحل روانہ کی گئی تھی اوسکو یہان آکر معلوم ہوا کہ پچاس ہزار عیسائی قلعہ بند ہین اسلئے فتح کا تو ارادہ ہی نہین کیا لیکن جو مقصد اصلی تھا اوسکو بھی ہاتھہ سے نہ جانے دیا یعنی اونکو اپنے آپ سے اولجھا کر اہل دمشق کی مدد سے روک لیا جب حضرت امین الامۃ فحل مین پہونچے عیسائیون نے شہر کا بند توڑ دیا۔ تمام میدان مین وہ سیلاب ہو گیا کہ جو آگیا بہہ گیا۔ نہ آدمیون کو پناہ تھی نہ جانورونکو۔ صرف ایک تنگ راستہ باقی تھا جسپر عیسائیون نے سخت مورچہ بندی کی تھی۔ سپاہ اسلام سخت حیران تھی۔ قلعہ پر حملہ کرنیکا کوئی راستہ نہ تھا نہ عیسائیون ہی کیجانب سے کھلے میدان مین لڑنیکی آمادگی ظاہر ہوتی تھی۔ ایک شب کو شامت جو آئی تو عیسائیون نے اہل اسلام کو غافل خیال کرکے چھاپا مارا۔ یہان غفلت کا کیا کام یہہ تو خدا ہی سے چاہتے تھے کہ کسی صورت سے عیسائی قلعہ اور دلدل سے باہر نکلکر آمادۂ پیکار ہون فوراً حضرت سیف اللہ اپنے رسالہ کے سوارونکو ساتھہ لیکر جا مقابل ہوے۔ آپ کی فوج کے ہراول قیس بن ہبیرہ نے عیسائیون کے اس تند سیلاب کو وہین روکدیا۔ کچھہ ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک اور عیسائی فوج قلعہ سے للکارتی ہوئی لشکر اسلام پر آپڑی حضرت خالدؓ نے

اپنے میسرہ کو اوسنے مقابلہ کا حکم دیا۔ لڑائی خوب تیزی پر تھی کہ ایک بہت بڑا زبردست دستہ فوج مکلار سپہ سالار افواج عیسائیان اپنے ساتھ لیکر حملہ آور ہوا اس حملہ کے وقت خود حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہہ آیتہ پڑہتے ہوئے حملہ آور ہوے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ یعنی اے ایمان والو جب تم (کافروں کی) کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ پاک کو بہت یاد کیا کرو تم ضرور فلاح پاؤ گے۔ خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرو اور آپسمین پھوٹ نہ ڈالو تم نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری (بندہی ہوئی) ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو اللہ صبر کرنیوالون کے ساتھہ ہے۔ اسوقت جو رومی فوجون کے یکے بعد دیگرے حملے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ ٹالے ٹل سکتے مگر حضرت سیف اللہ کا اس آیت کو تلاوت فرمانا کام کرگیا۔ رومی جان توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے مگر حضرت خالدؓ کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی آخر بہت ساری جانین میدان مین چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ یہہ وقت تھا عام حملہ کا فوراً حضرت خالدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو اطلاع دی کہ عیسائی ہمارا لوہا مان چکے ہین ہمت ہار کر پسپا ہو رہے ہین عام حملہ کر دیجئے۔ حضرت ابو عبیدؓ نے فوراً میمنہ میسرہ وغیرہ درست فرماکر اور صحابہ جلیل القدر کو اوپر مامور فرماکر حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ میدان اہل اسلام کے ہاتھہ رہے کہ اتنے ہی مین رومیونکا دوسرا سپہ سالار سکلار نامی اپنی تمام فوج لیکر میدانمین آگھڑا ہوا اور لڑائی کا رنگ بدل دیا۔

اسنے آتے ہی پیدل فوج پیچھے کی اور میمنہ میسرہ پر سوار اور ہر سوار کے ادہر ادہر نامی تیرانداز مقرر کئے اور اس جلوس سے قومی گیت گاتے ہوے مسلمانوپر جھک پڑے

اسلامی سپاہ مین سب سے آگے حضرت خالدؓ تھے کفار کی یہہ حالت دیکھکر آپکی حرارت
اسلامی نے جوش مارا اور اوسوقت پھر آپنے یہ آیت بڑے پُرزور لہجہ مین پڑہکر مسلمانونکو سنائی
فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّقَاتِلْ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ○ یعنی سوچاہیے لڑین
اللہ کی راہ مین جو لوگ بیچتے ہین دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ مین پھر
مارا جاوے یا غالب ہووے ہم دینگے اوسکو بڑا ثواب - جو جوش مسلمانونمین اس آیت سے
پیدا ہوا ہمارے قلم مین طاقت نہین جو بیان کرسکے بس اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت
خالدؓ کی اس تھوڑیسی جمعیت نے مقابل کے مقدمۃ الجیش کو پسپا ہی کرکے چھوڑا - اون کے
تیرانداز غضب کر رہے تھے حضرت خالدؓ نے سوچا کہ اس جانب حملہ کرتے چلے جانا مسلمانونکی
جانمین ضائع کرنا ہے جسکی باز پرس مجھسے ہی ہوگی وہ رُخ چھوڑکر میمنہ پر جھپٹکے پڑے اسجانب
تیرانداز کم تھے مگر وہی ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے اور نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے حضرت خالدؓ
نے ایک اور تدبیر سوچی وہ یہ کہ ذرا پیچھے ہٹنا شروع کیا عیسائیون کے سوار فتح کی خیالی صورت
دیکھتے ہوئے دیگر حصونسے آگے بڑھ آئے بس یہہ وقت تھا حضرت خالدؓ کا - آپ نے یکبارگی حملہ
کردیا وہ بھی اس زور کا کہ اونکے جوش وحواس جاتے رہے صفین کی صفین اولٹ دین - اونکی تمام
صفین تتر بتر ہوگئین - عیسائیونکے میسرہ کو حضرت قیس اور حضرت ہاشم اونکے قلب کو اپنے حملونسے پہلے ہی
ضعیف کرچکے تھے جب عیسائی اپنے بڑے بڑے افسرونکی اور سپاہیونکی بے شمار لاشین میدانمین
چھوڑکر بھاگے تو اونمین کچھ حصہ دلدل نے لیا بہت کم قلعہ تک پہونچے اب مقابلہ کا دم کہان تھا
رعایا پہلے ہی خوف زدہ ہوچکی تھی - صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی - اون کے دینی
اُمور کا اون ہی پر چھوڑا گیا - جان ومال کو امان دیگئی اور اونکے حقوق کی وہ رعایت کی

جواون کے ہم قوم رومیون نے بھی نہین کی تھی اس وجہ سے اونہون نے اسلامی حکومت کو رومی حکومت سے بدرجہا بڑھکر پسند کیا۔ اس لڑائی مین حضرت سائب بن حرث صحابی رض شہید ہوے۔

فتوح البلدان۔ ابن اثیر۔ ابن خلدون وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے مگر بعض مورخین سنہ ۱۴ھ ہجری کا واقعہ تحریر فرماتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جنگ نمارق

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے واسطے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت ابوعبید ثقفی کو چار ہزار مردان جنگی کی افسری کے ساتھ عراق کیجانب روانہ کیا تھا یہہ سب ابھی وہانتک پہونچنے بھی نہین پاے تھے کہ پوران دخت نے فرخ زاد گورنر خراسان کے بیٹے رستم کو جواب اپنے باپ کی جگہہ خراسان کا حاکم تھا آزرمیدخت پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ کیا اور اوسکو اپنے تمام ممالک علی الخصوص فوجی معاملات کا جزئی وکلی اختیار دیدیا۔ رستم ایک فوج جرار لیکر مدائن کے محاصرہ کے واسطے آموجود ہوا اوسنے مدائن کو بہت جلد فتح کرلیا۔ سیاوخش کو گرفتار کرکے فوراً قتل کردیا اور آزرمیدخت کی آنکھین نکلوالین۔ اب بجاے آزرمیدخت کے پوران تخت نشین ہوا ایک تو فارسی اپنی نااتفاقی کے نتیجہ خوب بھگت چکے تھے دوسرے رستم کی چال بازیان۔ ان دو وجہونسے رعایا مین بدامنی جو پھیلی ہوئی تھی وہ اب بالکل نہین رہی اور سلطنت یا تو تنزل کے آخری درجہ تک پہونچا چاہتی تھی یا اپنی اصلی قوت پر آگئی۔ رستم نے ایک اور غضب کیا وہ یہہ کہ جو جو مقامات مسلمانون کے قبضہ مین آگئے تھے وہان بغاوت پھیلوادی اور موقع پاکر وقتاً فوقتاً آگ لگوالگوادی وہان کے جسقدر حاکم تھے وہ بھاگ نکلے اسوجہ سے

اور بھی فساد برپا ہوا مسلمان رعایا بے سروسامانی کے عالم مین جدہر منہ اٹھا چلدی اس طریقہ سے یہہ سب مقامات رستم کے قبضہ مین آگئے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ حضرت مثنی ایک فوج لیکر مدینہ منورہ سے واپس آرہے ہین۔ پوران نے رستم کی مدد کے واسطے دوبڑے بھاری فوج کے دستہ جنکی تعداد تیس ہزار سے زاید بیان کی گئی ہے نرسی اور جاپان کی سرکردگی سے روانہ کئے۔ نرسی ایک زمیندار شخص اور جاپان کسرے کا خالہ زاد بھائی تھا۔ یہہ دونون مختلف راستون سے جارہے تھے کہ حضرت ابوعبید و مثنی کو جو حیرہ تک پہونچے تھے مخالف کی یہہ تیاریان معلوم ہوئین وہ کچھہ پیچھے ہٹ کر مقام خفان مین خیمہ زن ہوے۔ جاپان نے نمارق مین اور نرسی نے کسکر مین قیام کیا حضرت ابوعبید نے فوراً اپنی فوج مرتب کی اور بہت جلد نمارق کیجانب حملہ کردیا۔ فارسی لشکر نہایت آراستہ و پیراستہ تھا لیکن حضرت ابوعبیدؓ کے تکبیر کے نعرون کے سامنے پانؤن جمنے ذرا کارے دارد کا مضمون تھا۔ صفین بالکل بے ترتیب ہوگئین بدحواس ہوتے ہوے گرتے پڑتے میدان خالی کردیا۔ جاپان کو مطر بن فضہ نے اور مردانشاہ کو جو میمنہ فوج کا ایک بہت بڑا مشہور جری افسر تھا اکتل بن شماخ نے گرفتار کرلیا۔ مردانشاہ کو تو اکتل نے فوراً قتل کرڈالا مگر جاپان نے مطر سے چاپلوسی شروع کردی۔ دو غلام اور بروایتے ہزار درم دینے کا لالچ دیا۔ مطر نے اوسپر ترس کھاکر نادانستگی مین چھوڑ دیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہی نمارقی فوج کا سپہ سالار تھا بہت سخت مشرک ہے۔ پھر کسی نے اسکو گرفتار کرکے حضرت ابوعبید ثقفی کی خدمت مین حاضر کردیا آپ نے فوراً اسکے قتل کردینے کا حکم دیدیا لیکن جسوقت یہہ معلوم ہوا کہ مطر نے اسکو امان دیدی ہے تو آپ نے اوسکو یہہ فرماکر رہا کردیا کہ مسلمان بمنزلہ

جسم واحد کے ہین جب ہم مین سے کوئی بھی کسی بات کو منظور کریگا سبکو منظور کرنا ہوگی پھر بعض مسلمانون نے سطرح سے کہا کہ آپنے دو غلام یا ہزار درم نادانستگی مین منظور کئے ہین اب اسکے فدیہ کو بڑھا دیجئے اگر سو غلام بھی طلب کیجئے تو اسپر گران نہین۔ آپنے جواب دیا کہ مجھسے اس سے جو عہد ہو چکا ہے وہ ہو چکا مسلمان تو بات کے دھنی ہوتے ہین۔ جاپان یہانسے رہائی پاکر سیدھا نہر یموت خوردہ شکر سے جاملا۔

جنگ کسکر (مرج الصفر)

فارسیونکا نہر یموت خوردہ لشکر سمیت جاپان کسکر مین نرسی کے پاس پہونچا۔ نرسی نے یہ خلاف اُمید خبر سنکر رستم کو اطلاع دی اونھر ایک بہت بڑا لشکر جالینوس کی سرکردگی مین نرسی کی مدد کیواسطے روانہ کیا ابھی وہ آنے نہین پایا تھا کہ یہ خبر ابو عبیدؓ کو ملگئی آپنے فوراً اپنا رُخ کسکر کیجانب کردیا جالینوس کے پہونچنے سے پیشتر کسکر کے نشیب سقاطیہ مین صف آرا ہوگئے۔ نرسی بھی کسکر سے ایک بڑا لشکر لیکر جسکے میمنہ اور میسرہ پر نفدویہ۔ شیرویہ۔ کسریٰ کے مامون زاد بھائی تھے آمادہ پیکار ہوا لیکن اوسکو مدد کا خیال تھا اور اسوجہ سے وہ پہلے حملہ آور نہین ہوا۔ ابو عبیدؓ نے اپنا مقام قلب تجویز فرماکر اور میمنہ اور میسرہ سعدؓ و سلیطؓ اور مقدمۃ الجیش حضرت مثنیٰ سے آراستہ کرکے خود ہی حملہ کردیا۔ فارسیونکا گروہ بہت تھا۔ لڑائی نے طول پکڑا حضرت مثنیٰ نے جو یہ حال دیکھا پہلو بچاکر چار کوس کا چکر کھایا اور نرسی کی فوج پر پیچھے سے حملہ کردیا نرسی اس غیر متوقع حملہ سے سخت پریشان ہوا اور اپنا رُخ اوسطرف کیا حضرت سعدؓ اللہ اکبر کہتے ہوے جھپٹ پڑے اور اب کلہ بکلہ جنگ ہونیلگی۔ اودہر حضرت ابو عبیدؓ نے بھی اللہ اکبر کہکر ایک سخت حملہ کردیا یہ تمام لشکر اسلام ٹوٹ پڑا۔ اور فارسیونکے پانوں اوکھڑ گئے۔ حضرت ابو عبیدؓ نے حضرت مثنیٰؓ و عاصمؓ کو مفرورین کے تعاقب مین روانہ فرمایا اور خود یہان کا انتظام کیا۔ تھوڑی دیر مین سقاطیہ اور کسکر مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔ پھر حضرت ابو عبیدؓ نے تھوڑا تھوڑا

لشکر اطراف وجوانب مین فارسیونسے مقامات خالی کرانیکے واسطے بھیجدیا۔ حضرت مثنیٰ بارسما کیجانب۔ حضرت عاصم نہرجور۔ حضرت سلیط زوابی کیطرف تشریف لیگئے۔ وہانکو روسا نے بہت تھوڑیسے مقابلہ کے بعد جزیہ قبول کرکر صلحاً اپنے ملک دیدئے۔ فرخ دانی بارسما فراوندادہ حاکم زوابی نے نہایت عمدہ عمدہ کہانے ابوعبیدؓ کیخدمت مین پیش کئے حضرت ابوعبیدؓ نے دریافت فرمایا کہ یہہ کہانے مخصوص میرے لئے ہین یا کل فوج کے واسطے۔

اونہون نے عرض کیا کہ ساری فوج کا ایسی حالت مین ہم سے انتظام نہین ہوسکتا اسوقت تو صرف آپ ہی کی دعوت کی گئی ہے۔ آپ نے اوسکے لینے سے انکار فرمایا اور کہا کہ ابوعبیدؓ جس قوم مین ہو اور اونپر اپنے آپ کو ترجیح دے تو اس سے بدتر کون۔ مین ہرگز اسکو منظور نہین کرونگا بلکہ مال غنیمت بھی جو کچھہ ہاتھہ لگا ہے اوسمین سے بھی صرف اُسی قسم کا میرا حصہ ہے جیساکہ متوسط لوگون کا ہوتا ہے۔

اس واقعہ مین ابوسعیدؓ خالد بن سعید شہید ہوے۔ شبکا والکا عقد ہوا ہے صبح کو یہہ واقعہ ہوا۔ انکی شہادت کی خبر انکی بی بی کو ہوئی تو خیمہ کی طناب لیکر مخالف کے لشکر مین گس گئین راوی بیان کرتے ہین کہ وہ جسطرف نکل جاتی تھین وہ راستہ اونکی خوشبو سے معطر ہوجاتا تھا۔ سات شخصونکو قتل کرکے اپنے شوہر کا بدلہ لیا۔ اس روز حضرت ابوسعید کے ہاتھہ مین مسمسامہ تلوار تھی جو حضرت معدیکرب نے قبل از اسلام انکے نذر کی تھی۔ آنحضرتؐ نے انکو حاکم یمن کرکر بھیجا تھا راہ مین حضرت معدیکرب کا قبیلہ تھا۔ ابوسعید نے حملہ کرکے چند شخص اوس قبیلہ کے عمرو بن معدیکرب کی بی بی کیساتھہ گرفتار کرلئے حضرت معدیکرب نے عاجزی کرکے قیدیونکو چھوڑا لیا اور مسمسامہ نذر کی حضرت ابوسعیدؓ کی شہادت کے بعد یہہ تلوار حضرت معاویہؓ نے لیلی اور پھر وہ بدست خلفاء عباسیہ مین سے موسیٰ ہادی تک پہونچ گئی اسکے بعد کچھہ پتہ نہین چلتا (فتوح البلدان)

کچھ عرصہ بعد حضرت ابو عبید کو خبر لگی کہ مفرورین جالینوس سے جاملے ہین جو نرسی کی مدد کو آرہا ہے آپ نے فوراً اوسطرف کو دہاوا بولدیا۔ اودہر جالینوس منتظر ہی تہا۔ مقام باقسیا مین لڑائی چھڑگئی۔ عساکر اسلامیہ نے پہلے ہی حملہ مین اوسکو شکست دیدی اوسکے پالؤن جو اوکھڑے پہر نہ جم سکے۔ اس معرکہ مین بہی بے شمار غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آئی جسکا پانچوان حصہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس مین ان تمام خوشخبرِیون کے ساتہہ روانہ کیا گیا۔

حضرت ابو عبید نے تمام ناکونیر کچھ فوج روانہ کی اور خود مقام حیرہ مین فروکش ہوے

جنگ قس الناطف

جالینوس اس معرکہ سے بہاگ کر سیدہا مدائن رستم کے پاس پہونچا وہ یہہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور تمام اہل دربار سے دریافت کیا کہ عربون سے دلی عداوت زیادہ کسکو ہے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ اس بارہ مین بہمن ذوالحاجب سب سے بڑہا ہوا ہی اونسے لڑنیکی قابلیت جیسی ہونی چاہیے اسمین ہی ہے۔ رستم نے بہمن کو تیس ہزار فوج تیس ہاتہیونکے ساتہہ مسلمانون کے مقابلہ پر حیرہ کو روانہ کیا اور کہدیا کہ اگر جالینوس اب بہی میدان خالی دے تو اس مردک کی گردن مار دینا۔ پہر رستم نے تبرکاً درفش کاویانی جو فریدون کے وقت سے خزانہ شاہی مین چلا آتا تہا اور جو نہایت مصیبت کی لڑائی مین نیک فال خیال کیا جاتا تہا اسکے ساتہہ کردیا۔ درفش چیتے کی کہال کا ایک علم تہا جسکا طول بارہ گز۔ عرض آٹہہ گز تہا۔ تمام جواہرات سے لدا ہوا تہا۔ فریدون کی تمام فتوحات اسی کی جانب منسوب کیجاتی ہین۔ انکی روانگی کے بعد پوران دخت کا نامہ رستم کے نام اس مضمون کا پہونچا کہ جہانتک اس معرکہ مین مدد پہونچائی جاسکے

ہرگز نہ چوکنا اب کی مرتبہ یہہ لڑائی پوری قوت سے ہو۔ رستم نے کئی ہزار فوج کئی ہاتھیون کے ساتھہ اور بہمن کی مدد کے واسطے اوسکے عقب مین روانہ کی۔ یہہ گروہ اس تمام ساز و سامان کے ساتھہ دریاے فرات کے اس پار مقام قس الناطف مین خیمہ زن ہوا۔ حضرت ابو عبیدؓ اپنی فوج کے ساتھہ اوس پار مقیم تھے۔ فارسیون نے کہلا بھیجا کہ لڑائی دریا کے حائل ہونے کیوجہہ سے ممکن نہین یا تو ہم کو اجازت دو تو اوس پار آپہونچین یا تم اس پار آؤ۔ حضرت ابو عبیدؓ کی حرارت اسلامی نے جوش مارا کہ اوہو مجوسیونکی یہہ طاقت کہ بڑہ کر ہم پر حملہ کرین نہین۔ یہہ ہرگز نہین ہوسکتا ہم ہی اوس پار پہونچین گے۔

شریک دولت خود را نمے تواند دید	بچشم غیرت من مرغ نامہ بر تیر است

حضرت مثنیٰ اور حضرت سلیط نے منع بھی کیا کہ وہ میدان نہایت تنگ ہے عرب کے طرز کے بالکل خلاف ہے مگر آپ نے فرمایا کہ ہم شجاعت مردانہ سے کبھی مجوسیونسے پیچھے نہ رہین گے آپ کو یہہ بھی خیال تہا کہ اس طریقہ سے ہم ہی پانی پر قابض رہین گے اور دوسری صورت مین فرات ہمارے قبضہ سے بالکل نکلجاوے گا۔

حضرت ابو عبیدؓ نے ابن صلوبا کو بلوا کر دریا پر پل باندہنے کا حکم دیدیا۔ اس شبکو حضرت ابو عبید کی بی بی نے خواب مین دیکہا کہ آسمان سے ایک شخص شربت کا پیالہ لایا ہے اوسکو حضرت ابو عبید اور چند اونکے ہم قبیلہ نے پی لیا۔

اس خواب کو اونہون نے حضرت ابو عبید سے بیان کیا آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ یہہ جام شہادت ہے جسکو کل میدان جنگ مین خوشی سے پیونگا۔

صبح کو آپ نے اپنی تمام فوج کے ساتھہ اوس دریا سے جسپر کشتیونکا پل باندہا

دیا گیا تھا عبور کیا لیکن وہ میدان اسقدر تنگ تھا کہ فوج کی صف بندی بھی ممکن نہ تھی عسکر اسلامی بالکل بے ترتیب وہاں قیام پذیر ہوا۔

مجوسیونکی فوج کا عجب عالم تھا۔ آگے آگے کوہ پیکر ہاتھی تھے جنپر پاکھرین پڑی تھین۔ گھنٹے بج رہے تھے۔ اور اونپر نشانہ باز تیرانداز اس ہیئت سے بیٹھے ہوے کہ سر پر لانبی لانبی سمور کی ٹوپیان تھین۔ آہنی زرہین پہنے تھے جسم کا کوئی حصہ سوائے تھوڑے سے چہرہ کے کھلا نہ تھا۔ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑونپر دیوبیٹھی ہوے ہین۔ جھانجھ اور باجے پیچھے سے بجتے جاتے تھے۔ اس تمام شور غل سے میدان گونج رہا تھا۔ عرب جنکو ایسے نظارونکا کبھی کیا ہرگز اتفاق نہین ہوا تھا ذرا جھجکے۔ اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ گھوڑے بھی بدکنے لگے۔ مجوسی جسطرف بڑھتے تھے پامال کرتے چلے جاتے تھے اور اوپر سے اونکے تیرانداز غضب کر رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدؓ نے یہہ لڑائی کا رنگ دیکھا تو للکار کر فرمایا تم لوگ ہاتھیون پر کیون حملہ آور نہین ہوتے کیا تمہاری تلوار وںکی دھار کو زنگ کھا گئی۔ کیا وہ آدمی نہین جو اونپر سوار ہین اور جنکے قبضہ مین یہہ ہین۔ بڑھو اور بڑھکر انکی سونڈین تلوارون سے اوڑا دو۔ یہہ فرماکر تکبیر کہتے ہوے گھوڑے پر سے کود پڑے اور جاتے ہی ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلوار کا وار کیا۔ سونڈ کٹ کر زمین پر آپڑی۔ اُسکے سوار نے نیزہ کا وار کیا آپ نے اوسکو خالی دیکر ہاتھی کے اگلے پیرونپر دوسرا وار کیا۔ ہاتھی دھم سے زمین پر آپڑا۔ تیسرے وار مین اوس سوار کا سر زمین پر لڑھک رہا تھا۔ آپ کے سب سوار یہہ ماجرا دیکھکر اپنے اپنے گھوڑونسے کود پڑے اور یہہ ساری جماعت ہاتھیونکی صفونمین گھس گئی وہان پہونچکر جیسا موقع ہوا کبھی ہودون کی رسیان کاٹ ڈالین۔ کبھی ہاتھی کے پچھلے پاؤن اوڑا دئے۔

اگرچہ اس طریقہ سے مجوسیونکے بہت سے فیل نشین خاک وخون مین مل گئے لیکن بہت سارے مسلمان بھی ہاتھیون کے پاؤن مین کچل گئے۔

حضرت ابوعبید نے ایک سفید ہاتھی کیطرف جسکو انہون نے اپنے خیال مین سردار کا ہاتھی سمجھا تھا اپنا رخ کیا اور جاتے ہی اوسکی سونڈ پر جو تلوار کا ایک ہاتھ دیا تو اوسکی سونڈ دستک سے الگ جارہی پھر وہان سے واپس ہونا چاہتے تھے کہ پاؤن پھسل گیا اور یہہ زمین پر آرہے۔ ہاتھی نے بڑھکر پاؤن انکے سینہ پر رکھدیا جس سے ہڈیون تک کا پتہ نہ چلا۔

حضرت ابوعبید کی شہادت کے بعد لوا اسلام انکے بھائی حکم نے سنبھالا۔ یہہ بھی اوسیطرح ہاتھی کے پاؤنمین تھے۔ اسیطرح قبیلہ بنی ثقیف کے سات شخصون نے جو حضرت ابوعبید کے قریبی رشتہ دار تھے لوا اسلام سنبھالا مگر سب شہید ہوے آٹھوین شخص حضرت مثنیٰ تھے۔ انہون نے ایک بہت پرزور حملہ کرنا چاہا مگر اہل اسلام کی تمام صفین درہم برہم ہوگئی تھین۔ لوگون نے بھاگنا شروع کردیا تھا۔ اسی حالت مین ایک شخص نے دریا کا پل توڑدیا جو کشتیان بندھی تھین اونکی رسیان کاٹ ڈالین کہ اب کدہر سے بھاگ سکوگے۔ بھاگنے والون کو جب راستہ نہ ملا تو دریا مین کود کود پڑے۔ ادہر بہمن نے ایک بہت بڑا حملہ کردیا۔ اگرچہ بہت سے ساتھی بھاگ گئے تھے مگر حضرت مثنیٰ تھوڑی سی جماعت کے ساتھہ قدم جمائے کھڑے تھے اور پار اوترجانیوالون سے خطاب کرکر کہہ رہے تھے کہ مین تمہاری آڑ موجود ہون۔ تم دوبارہ پل درست کرلو چنانچہ اونہون نے بہت جلد اوسکو ٹھیک کرلیا۔ حضرت مثنیٰ ڈوبنے والونسے فرمارہے تھے کہ مین تو موجود ہون تم کیون میدان چھوڑکر مفت مین حرام موت

مرر ہے ہو۔ تمہاری شجاعت کہان گئی۔ تمہاری غیرت کدہر چلی گئی۔ جب اسپر بھی وہ لوگ باز نہ آے تو پھر آپ مصروف کارزار ہوگئے۔ حضرت عروہ اور حضرت ابو محجن بڑے زور شور کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ اس حالت مین ایک نصرانی ابو زید طائی جو جوش انتقام مین حضرت مثنی کے ساتھہ فارسیونسے لڑنے آیا تھا مارا گیا۔ حضرت مثنی بھی زخمی ہوئے۔ آپ اوس تھوڑی سی جماعت کو ساتھہ لیکر دریا سے پار اوتر گئے۔ یہان جو سب سے آخر مین پل کے پاس شہید ہوے وہ حضرت سلیطؓ تھے۔

اس لڑائی مین مسلمانون کے قریب چار ہزار آدمی شہید ہوے جنمین سے قبطی بن قیس کے بیٹے عقبہ اور عبداللہ بھی تھے جو جنگ اُحد مین شریک ہو چکے تھے انہی کے ساتھہ انکے بھائی عبادہ جو جنگ احد مین نہ تھے وہ بھی شہید ہوے۔ قیس بن الکن بدری انصاری۔ یزید بن قیس انصاری۔ ابو امیہ فزاری صحابی حکم بن مسعود بڑے بڑے صحابہ بھی اس مین شہید ہوے اور دو ہزار بھاگ گئے صرف تین ہزار آدمی حضرت مثنی کے ساتھہ رہے۔ فارسیونکے چھہ ہزار آدمی کام آے اس لڑائی کے حسب دلخواہ فتح ہونے سے بہمن کا ارادہ تھا کہ کچھہ فوج حضرت مثنیٰ کے تعاقب مین روانہ کرے لیکن جب اوسکو معلوم ہوا کہ ملک مین بغاوت پھیل گئی لوگونکے دو گروہ ہو گئے ہین۔ ایک تو رستم کا ساتھی ہے اور ایک رستم کا مخالف اور اس مخالف گروہ کا سردار فیروزان ہے تو بہمن نے یہ ارادہ چھوڑ دیا اور سیدہا مدائن رستم کے پاس چلدیا۔

بہمن کے جاتے ہی جاپان و مردان شاہ بھی اوسی طرف کو ہولئے حضرت مثنیٰ کو جو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی جماعت لیکر اونکے پاس پہونچ گئے۔ اونہون نے

خیال کیا کہ یہہ مفرورین ہین انسے بالکل قریب ہوگئے۔ حضرت مثنی نے دونون کو گرفتار کرلیا اہلِ لیس کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اپنے سردارونکے چھڑانے کے لئے آمادہ پیکار ہوے مگر حضرت مثنی کو مستعد پاکر ٹھنڈے ہوگئے (مجبوراً صلح پر آمادہ ہوے اور اس طریقہ سے اپنے سردارونکی خلاصی چاہی) لیکن انکو آتا ہوا دیکھکر انکے قیدی پہلے ہی قتل کردئے گئے تھے۔

اس واقعہ کی مدینہ مین جب خبر پہونچی ہے تو ماتم کا ایک کہرام برپا تھا۔ مفرورین جو وہان پہونچ گئے تھے مارے شرم کے کہین نکل نہین سکتے تھے۔ بہت سارے مارے شرم کے گھر چھوڑکر باہر نکل گئے۔

حضرت عمرؓ ایک ایک کے پاس جاکر نہایت نرمی سے دلاسا دیتے اور فرماتے تھے کہ یہہ بھاگنا بھاگنا نہین ہے لیکن ان لوگونکی یہہ حالت تھی کہ ایسی باتون سے اونکو تشفی نہین ہوتی تھی۔ اپنے آپ سے اون کو شرم آتی تھی۔ اور سچ بھی ہے۔ شجاعان اسلام جو بھاگنے کا نام نہین جانتے اونکو بھاگنے سے چاہے وہ کسی ہی طرح کا ہو وہ غیرت آتی ہے کہ موت پر زندگی کو قربان کردیتے ہین اور یہہ عار اون سے گوارا نہین ہوتی۔ اسی واسطے اسلامی لڑائیون مین اس قسم کے وقوعہ نہایت شاذونادر ہوتے ہین۔ اسی غیرت کی وجہ سے وہ آیندہ معرکون مین جس جرأت سے کام لیتے ہین وہ وہ یادگار ہوتی ہے جو صفحۂ عالم سے تاقیامت مٹ نہین سکتی اس معرکہ کے بعد جنگ بویب مین جو مسلمانون نے ایرانیونکا بہت جلد فیصلہ کیا وہ اسی غیرت کا نتیجہ تھا۔

واقعہ بویب

حضرت ابو عبیدؓ کی شہادت اور اس شکست نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت برافروختہ کیا۔ آپ نے دوسرے حملہ کی تیاریاں کر دین۔ تمام قبائل عرب مین بڑے بڑے فصیح و بلیغ نقیب بھیجکر ایک عام جوش جوروکے سے نہین رکتا تھا پیدا کر دیا۔ قبائل کے قبائل ٹوٹ پڑے۔ عدی بن حاتم طائی بے شمار جمعیت کے ساتھہ حاضر دربار ہوے۔ حصین بن معبد بنو تمیم کے ہزار آدمی لیکر آموجود ہوے مخنف بن سلیم سات سو سوارون کی جمعیت لیکر آیا۔ الغرض بنو کنانہ۔ بنو حنظلہ بنو ضبہ۔ قشیم کے بڑے بڑے تمام جتھے مدینہ منورہ کو اُمنڈ آے۔

یہہ ریلا کچھہ اس زور کا تھا کہ نمر اور تغلب کے عیسائیونکی ایک بڑی جماعت عرب وعجم کی لڑائی کی وجہ سے بہہ آئی اور حاضر دربار ہوکر شرکت جنگ کی حضرت فاروق اعظم سے درخواست کی جو بہت عمدگی کے ساتھہ منظور کی گئی۔

اسی اثنار مین حضرت جریر بن عبداللہ بجلی بھی یمن سے آگئے۔ یہہ وہ حضرت تھے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند متفرق قبائل کے مجتمع کرنیکے صلہ مین اپنے قبیلہ کی سرداری کی درخواست کی تھی جو منظور کر لیگئی تھی مگر تعمیل کا موقع نہین آیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا زیادہ تر حصہ مرتدین کی سرکوبی واصلاح مین صرف ہوا اور اوس خلافت مین بھی تعمیل نہوسکی اب یہہ موقع تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے تمام قبیلۂ بجیلہ کے پاس پیام بھیجا کہ سب جریر کے علم کے سایہ کے نیچے اکٹھے ہون۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے قبیلہ مین پہونچے اور اوس بڑے گروہ کو اپنے ساتھہ لیکر حاضر مدینہ منورہ

ہوے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان قبائل کو بسرکردگی جریر و عصمت بن عبداللہ حضرت مثنیٰ کی کمک کے واسطے عراق کیجانب روانہ فرمایا۔ ان ہی قبائل مین سے ایک بہت بڑا گروہ عیسائیون کا بھی تہا جو بسرکردگی انس بن ہلال عیسائی کے عراق کو روانہ ہوا۔

اس گروہ عظیم کی روانگی سے قبل حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مثنیٰ کو تمام اطراف و جوانب کے لوگون کے مجتمع کرنے کے واسطے لکھدیا تہا چنانچہ ان قبائل کے پہونچنے سے پہلے انہون نے بھی سرحدی مقامات سے ایک فوج جرار جمع کر رکھی تہی۔

رستم و فیروزان نے جو یہہ آمد آمد سُنی تو بارہ ہزار سوار منتخب کرکے زیر کمان مہران بن مہرویہ ہمدانی جو طرز جنگ عرب سے عرب مین رہکر خوب واقف ہوگیا تہا حضرت جریر کے مقابلہ کے واسطے روانہ کئے۔

انہونون حضرت مثنیٰ قادسیہ و خفان کے درمیان مین ٹہیرے ہوے تہے۔ آپ نے مہران کے آنیکی خبر سنکر حضرت جریر و حضرت عصمت کو جو ابہی تک راہ مین ہی تہے اطلاع دی کہ بویب مین چلکر خیمہ زن ہون خود بھی فرات کے کنارے کنارے کوچ کرتے ہوے کوفہ کے قریب مقام بویب مین پہونچ گئے۔ مہران بھی اپنی جمعیت کے ساتھہ انکے نقل و حرکت کی خبر سنکر ان کے مقابل فرات کے دوسرے کنارہ پر آن ٹہیرا اور حضرت مثنیٰ سے کہلا بہیجا یا تو تم خود فرات کو عبور کرکے ہماری طرف بڑہ آؤ یا ہمکو اوس پار آنیکی اجازت دو حضرت مثنیٰ کو پچہلے واقعہ سے نصیحت مل چکی تہی جواب دیا کہ تم خود عبور کرآؤ چنانچہ مہران اپنے میمنہ اور میسرہ پر مردان شاہ ابن آزادبہ۔ مرزبان حیرہ کو لئے ہوے

فرات کو عبور کر کے حضرت مثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ کو آموجود ہوا۔ اوسنے اپنے پورے لشکر کے تین حصہ کئے تھے۔ سب سے آگے پیدل فوج تھی۔ ان کے بعد ہاتھیونکا ایک جُنڈ تھا جنپر قاور انداز نشانہ باز سوار تھے اور دائین بائین سوارونکے رسالے تھے۔

حضرت مثنیؓ نے بھی نہایت مستعدی کے ساتھہ اپنی فوج کی اس طرح ترتیب دی کہ میمنہ پر بشیر بن خصاصہ۔ میسرہ پر بسر بن ابی رہم۔ مقدمہ پر اپنے بھائی معنی کو۔ پیدل پر حضرت مسعود اپنے دوسرے بھائی کو اور ساقہ پر مذعور کو معین فرمایا اس سے بہت جلد فارغ ہوکر حضرت مثنیؓ نے تمام ترتیب صفوف اس سرے سے اُس سرے تک خود چکر لگاکر معائنہ فرمائی۔ اسکے بعد رایت اسلام کے نیچے کھڑے ہوکر آپ نے فرمایا۔ "بہادرو۔ مجھکو اُمید ہے کہ پھر ایسا دن نہ آئیگا اسلامی جوش جو مجھہ مین اسوقت ترقی پر ہے اوسکے ہوتے اگر آج مین اکیلا بھی ہوتا تو مقابلہ سے کبھی نہ ہٹتا۔ مجھے یہہ دن عید سے بڑھکر معلوم ہورہا ہے۔ رضوان تمہارے انتظار مین جنت کے دروازے کھولے ہوے ہے۔ دولت عقبےٰ تمہاری منتظر ہے بڑھو اور بڑھکر اپنی مرادین حاصل کرو۔ آج کا دن خالی نہ جانے پاے۔ اللہ اور اوس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی اشاعت مین جانون کی بھی پرواہ نکرنا۔ اوسکی خوشنودی کے جویان رہو۔ بے شک پروردگار عالم اون ہی کو اپنا محبوب بناتا ہے جو اوسکے راستہ مین دشمنان دین سے صف بستہ استقلال سے لڑتے ہین۔ دیکھو۔ عجمیون کے مقابلہ مین عربون کے ناموس پر بدنامی کا دھبہ نہ لگانا۔"

یہہ تقریر فرماکر حضرت مثنیٰ رضؓ چند ساعت خاموش کھڑے ہوکر عساکر اسلام کے جوش مردانگی کو نظر فراست سے معائنہ فرماتے رہے۔ اور جب ہر طرح جنچے تلے معلوم کرلئے تو پھر خطاب فرمایا کہ دیکھو مین چار تکبیرون کہونگا ہر تکبیر مین تھوڑا تھوڑا وقفہ ہوگا تین تکبیرون تک تم ہر طرح سے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوجانا۔ چوتھی تکبیر میرے منہ سے سنتے ہی فوراً حملہ کردینا۔ حضرت مثنیٰ کی زبان مبارک سے پہلی تکبیر کے بھی پورے لفظ ابھی طرح سے ادا ہونے نہین پائے تھے کہ عجمیون نے گھبراکر حملہ کردیا اور اس بے ترتیبی کے ساتھہ کہ سوار و پیادہ سب گڈمڈ ہوگئے مسلمانون مین سے بنی عجل کے آدمی اون کی سبقت نہ دیکھہ سکے اور جوش مین آکر صفون سے آگے بڑھہ چلے۔ حضرت مثنیٰ نے غضب آلود ہوکر اپنی ڈاڑھی دانتون مین دباکر فرمایا کہ اے معاشر اسلام۔ خدا کے لئے آج اسلام کو بدنام نہ کرو۔ یہہ سنتے ہی سب اپنی صفون مین اپنی اپنی جگہہ پر پلٹ آئے۔

چوتھی تکبیر پر حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حملہ کردیا۔ عجمی بڑے زور و شور سے بڑھے چلے آرہے تھے۔ اون کے شور و غل سے تمام میدان گونج رہا تھا۔ حضرت مثنیٰ نے فرمایا کہ بہادر وان کے شور پر نہ جانا یہہ دور کے ڈھول ہین تمہارے مقابلہ مین یہہ نامردانہ غُل ہے۔ پھر حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انس بن ہلال نمری عیائی سے فرمایا کہ دیکھو اگرچہ تم مسلمان نہین ہو لیکن ہو عرب۔ مین مہران پر حملہ کرتا ہون تم میرے ساتھہ رہنا۔ اونہون نے لبیک کہکر اس کا اقرار کیا۔ حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو ساتھہ لیکر مہران کا میمنہ توڑکر قلب پر حملہ کردیا جس سے عجمیون کا قلب جسمین

خود مہران موجود تھا پسپا ہوا قلب کی مدد کے لئے اونکا میمنہ بڑھا مسلمانونکے میسرہ نے اوسپر حملہ کرکے قلب کی مدد سے روک لیا۔ ادہر میسرہ پر اہل اسلام کا میمنہ حملہ کر رہا تھا۔ عجمی پہر سنبھلے اور پراگندہ حواس یکجا کرکے یکبارگی اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمان گھبرا گئے۔

حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے للکار کر کہا کہ کیا آج پہر مسلمانون کو رسوا کروگے۔ دیکھو۔ تمہارے دشمنون کے پانؤن اوکھڑ گئے ہین جیٹیو اور جی توڑکر لڑو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد + اسی حالت مین بنی بکر کے سردار حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہائی اور بڑے شجاع تھے زخم کھاکر گرے۔ حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو۔ بکر علم نہ جھکنے پائین۔ میرا بہائی اگر مارا گیا تو کیا پروا۔ بہادرون کا یہی خاتمہ ہوتا ہے تم اسلام کے نام پر دہبہ نہ لگانا۔ خود حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی گرتے وقت جب اپنی قوم کی بیقراری کی حالت دیکھی ہے تو فرمایا دیکھو۔ میرے مرنے سے پریشان نہو۔ علم کو سیدھا کئے رہو۔ خدا تم کو بلند رکھے۔ پہر حضرت مثنیٰ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اے بنی عجل۔ دشمنان دین کے زیر کرنے مین جلدی کیون نہین کرتے۔ کیا تم کو شرم نہین آتی کہ تمہارے بہائی خون مین لتھڑے ہوے فرش خاک پر پڑے ہین اور تم جی چھوڑے جاتے ہو۔

عساکر اسلامیہ کا اس تقریر سے دل بھر آیا اور مجموعی قوت سے نعرۂ تکبیر کہکر ایک بڑے زور کا حملہ کر دیا جس سے عجمی حواس باختہ ہوگئے مگر بھاگنے کا نام نہ

لیتے تھے۔ اندھا دھند چاروں طرف ہاتھ مار رہے تھے بہت سے سرداران اسلام نے جام شہادت پیا لیکن حضرت مثنیٰ کی ثابت قدمی سب کو جمائے ہوئے تھی۔ انس بن ہلال عیسائی جو مسلمانوں کی طرف سے بڑی جانبازی سے حملہ کر رہا تھا زخم کھاکر گھوڑے سے گرا حضرت نے فوراً اپنے گھوڑے سے کود کر اوسکو اپنی گود میں لیکر اپنے بھائی مسعود کی برابر لٹا دیا۔

عجمیوں کا قلب جس سے حضرت مثنیٰ کا مقابلہ ہو رہا تھا خوب جم کر لڑا لیکن سب ہی کام آیا۔ بالآخر مہران۔ نہایت زرق برق زرہ بکتر لگائے ہوئے آگے بڑھا کہ بنی تغلب کے ایک نوجوان نے تیر مارا جو اوسکی آنکھ مین ہوکر سر کے اوس پار نکل گیا اور پھر بڑھکر تلوار سے سر اوتار لیا۔ اوسکے دھڑ کا گھوڑے سے گرنا تھا کہ یہ نوجوان عیسائی اوسکے گھوڑے کی پیٹ پر تھا اور زور زور سے کہہ رہا تھا کہ مین ہون سردار عجم کا قاتل بنی تغلب کا ایک نوعمر جوان۔

مہران کے قتل سے لڑائی بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اہل عجم نہایت بے ترتیبی کے ساتھ بھاگے۔ شہریراز جو عجمیون کا ایک نامی افسر تھا قرطہ کی تلوار سے فی النار ہوا۔ حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عجمیون کو بھاگتے دیکھکر پل کا راستہ روک لیا۔ باقی ماندہ اس طرح تلوارونکی نذر ہوے۔

جس قدر کشتون کے پشتے اس جنگ مین لگے ہین بہت کم مواقع ایسے ہون گے جنکی یادگار مین اس قدر لاشین ہون۔ بعض روایات مین عجمی مقتولونکی تعداد ایک لاکھ بیان کی گئی ہے۔ ایک مدت تک آنے جانیوالے مسافر وہان ہڈیون کا ایک بہت بڑا ڈھیر پاتے تھے اس لئے کہ بہادران

اسلام مین سے سو شخص ایسے تھے جن مین سے ہر ایک نے دس دس کافر قتل کئے تھے۔ یہہ دن یوم الاعشار کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی مین مسلمانونکے ہاتھہ اموال غنیمت بہت آیا۔ بھیڑ بکریون اور دیگر اشیاء خوردنی کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔

اس لڑائی کے بعد سے عرب کبھی عجم سے نہ دبے اور سمجھہ گئے کہ ساسانی دولت اب قریب باختتام ہے۔ حضرت مثنیٰ فرماتے ہین کہ اس جنگ سے پیشتر چند مرتبہ مجھکو عجمیون سے لڑنے کا اتفاق ہوا ہے۔ سنو عجمی بھی ہزار عرب پر بھاری پڑجایا کرتے تھے لیکن اس کے بعد سے ایک عرب دس عجمیو پر بھاری ہے۔ آپ نے جنگ سے فارغ ہوکر شہداء اسلام کی نماز جنازہ پڑہی اور انکو دفن کیا

اس واقعہ کے بعد حضرت مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چھوٹا سا لشکر اون لوگونکے تعاقب مین روانہ کیا جو کسی طرح سے بچ بچاکر بھاگ گئے تھے یہہ اسلامی جماعت ساباط تک اون کے تعاقب مین گئی اور وہان پہونچکر اون کو تباہ و برباد کیا۔ اطراف و جوانب کے تمام دیہات و قصبات مین مسلمان پھیل پڑے۔ یہہ واقعہ بروایت ابن اثیر و ابن خلدون وغیرہ سنہ ۱۳ ہجری ماہ رمضان کا ہے اور بقول بعض سنہ ۱۴ ھ کا واقعہ ہے۔

خنافس و سوق بغداد

حضرت مثنیٰ رضؓ اس جنگ سے فارغ ہوکر حالانکہ ابھی تک آپ کے زخم بھی نہ بھرے تھے سواد کی طرف روانہ ہوے اور حیرہ مین حضرت بشیر بن خصاصہ کو اپنا نائب چھوڑ گئے۔ مقام لیس مین جو انبار کا ایک گانون تھا پہونچکر مقیم ہوے۔ یہان آپکو

ایک انباری جاسوس نے خنافس پر حملہ کرنیکی راے دی۔ دوسرے جاسوس نے بازار بغداد کیجانب اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ دونون کسقدر فاصلہ پر ہونگے۔ اُنہون نے جواب دیا کہ ایک روز کی مسافت ہوگی پہر آپ نے سوال فرمایا کہ ان مین سے کونسا مقام آسانی اور جلدی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اونہون نے خنافس کی راے دی۔ خنافس وہانسے قریب تہا۔ وہان سال بہر مین ایک مرتبہ بازار لگا کرتا تہا جس مین مدائن اور سواد کے بڑے بڑے تاجر دوکانین لگاتے تہے۔ یہہ ربیعہ اور قضاعہ دو قبیلون کے ٹہیکہ مین تہا اور یہی دو قبیلہ اوسکی حفاظت کرتے تہے اوس زمانہ مین ربیعہ کے گروہ کا سردار سلیل بن قیس تہا اور قضاعہ کا رومانس بن وبرہ حضرت مثنیٰؓ نے اپنے قیام گاہ پر بازار کے دن کا انتظار کیا اور عین بازار کے روز خنافس پر حملہ کر دیا۔ سوداگر مال واسباب چہوڑ کر بہاگے۔ محافظین کے بنائے بہی کچہہ نہ بنا۔ حضرت مثنیٰ وہ تمام مال غنیمت لیکر پہر انبار مین تشریف لے آئے۔ ابہی وہان آپنے اچہی طرحسے دم بہی نہ لیا تہا کہ بازار بغداد پر حملہ کرنیکا سامان شروع کر دیا۔ رہبر کو ساتہ لیکر خاص بازار کے روز وہان بہی حملہ کر دیا۔ یہہ بازار اوس جگہہ تہا جہان بغداد اباد آباد ہے۔ تمام سوداگر مال تجارت چہوڑ چہوڑ کر بدحواس ادہر اودہر بہاگ گئے۔ بے شمار غنیمت یہانسے بہی ہاتہہ لگی۔

حضرت مثنیٰؓ نے فرمادیا تہا کہ سوائے زر نقد کے اور کسی چیز کو ہاتہہ نہ لگایا جاے پہر بہی زر نقد کئی بار شتر وہانسے حاصل ہوا۔ یہہ زر کثیر لیکر پہر آپ انبار تشریف لاے مضارب عجلی کو آپ نے تغلب کی ایک جماعت کیجانب روانہ فرمایا جو مقام رکان مین رہتے بستے تہے۔ ادہر تو حضرت مضارب اوسطرف چلے اودہر اونکو جو خبر لگی وہ رکان

چھوڑکر بھاگ گئے۔ رکان پہونچکر آپ نے اونکا تعاقب کیا بالآخر اونکے پچھلے حصّہ سے مُٹ بھیڑ ہوئی آپ نے اوسکو تباہ و برباد کر دیا۔ یہہ لوگ رکان سے واپس آرہے تھے کہ فرات بن حیان ثعلبی اور عتبہ بن نہاس کو قبائل بنی تغلب کے زیر فرمان کرنیکے لئے حضرت مثنی نے صفین کے طرف روانہ کر دیا۔ پھر حضرت مثنی خود بھی صفین کی جانب راہی ہوئے وہان کے لوگون نے بھی ان کی آمد آمد سنکر شہر خالی کر دیا تھا۔ جب آپ وہان پہونچے شہر کو خالی پاکر دریائے فرات کو عبور کر کے جزیرہ کو چلے گئے۔ وہان ایک مشکل یہہ پیش آئی کہ رسد وغیرہ کا کچھ انتظام نہ تھا زاد راہ تمام ہُوچکا تھا۔ گرسنگی کی یہہ حالت کہ اپنی اپنی سواریان بھی ذبح کر کر کھانا شروع کر دین۔ نہین معلوم انجام کیا ہوتا کہ خوبی تقدیر سے خفان والونکا ایک قافلہ اوسجانب آنکلا۔ آپ نے اوپر حملہ کر کے اوسکے تین محافظونکو گرفتار کر لیا اور بنی تغلب کا نشان دریافت کیا۔ اونھون نے کہا ہم اس شرط سے بتلا سکتے ہین کہ تم ہمارے جان و مال کو امن دو۔ آپ نے اون سے پتہ دریافت کر کے اون کو چھوڑ دیا۔

حضرت مثنیؓ اوسی روز بنی تغلب پر جا پڑے جو وادی روحیلہ مین مقیم تھے اور اونکو فی النار والسقر کر کے اونکے اموال و اولاد پر قبضہ کر لیا۔ ربیعہ کے اوس گروہ نے جو حضرت مثنیؓ کے ساتھہ لڑنیکو آیا تھا اپنے حصّہ کے عوض اونکو خرید کے آزاد کر دیا۔

حضرت مثنیؓ کو معلوم ہوا کہ جن جن قبائل کے شہر انکے تحت تصرف مین آگئے ہین وہ سب کے سب دجلہ کے کنارہ کنارہ چلے جا رہے ہین آپ نے اونکا تعاقب اس شان سے کیا کہ مقدمۃ الجیش پر حضرت حذیفہ بن محصن تھے۔ میمنہ پر نعمان بن عوف شعبانی۔ میسرہ پر مطر شیبانی۔ آپ نے تکریت مین جاکر اونسے مقابلہ کر کے اونکو گرفتار کر لیا

اور تکریت سے بھی بہت غنیمت ساتھ لیکر انبار کیجانب مراجعت فرمائی۔ اودہر عتبہ ضع وفرات جو صفین کیطرف گئے ہوے تھے اونھون نے نمرود تغلب پر چھاپا مارا۔ اکثر نے تو پانی مین ڈوب کر رہائی پائی اور باقی مانده یا تو عتبہ وفرات کی تلوار کے نذر ہوے یا گرفتار کئے گئے۔

یہہ تھے وہ واقعات جنسے عجمیونکے عرب کے مقابلہ مین جی چھوٹے جاتے تھے اور اونکو مجبور ہوکر دجلہ کے سوائے ادہر کی ساری سرزمین مسلمانون کے قبضہ مین چھوڑنا پڑی۔ مسلمانونکی حکومت فرات و دجلہ کے مابین موجین مار رہی تھی اونکے ہتھیارونکے عکس دجلہ اور فرات کے پانی مین جھلکنے لگے تھے۔

فارس مین جب ان فتوحات کی خبر پہونچی تو اونھون نے کہا کہ زنانہ حکومت اور آپس کے اختلاف کا یہی نتیجہ ہے فارس کا حشر ان ہی حالون ہوا چاہتا ہے۔ روسار فارس رستم وفیروزان کے پاس پہونچے اور کہا۔ عرب کی فتوحات کا یہہ حال ہے کہ بعد غارت ہوا تکریت پر اونھون نے حملہ کیا۔ سواحل عراق اونکے قبضہ مین ہین اور تمھاری یہہ حالت کہ آپس ہی مین کٹے مرتے ہو۔

ویران شد صد شہر ز سیلاب سرشکم		در دہر چنین چشم تر ے ہست بگوئید	

اپنی حالت سنبھالو۔ اگر تم دونون مین اتفاق ہوتا تو ہم ذلت و رسوائی کے اسدن کو کیون پہنچتے

دلم در آتش افگندی وزمن از غصہ میسوزم		مبادا بشنود نامحرمے بوئے کبابش را	

اب تم آپس مین متفق ہوکر یکجائی قوت سے عرب کا مدافعہ کرو ورنہ اونسے پہلے ہم تمھارا فیصلہ کردین گے پھر چاہے جو کچھ نتیجہ ہو۔ رستم وفیروزان پر اس تقریر کا بہت بڑا اثر پڑا اور دونون متفق ہوکر انتظام کیجانب متوجہ ہوے۔ زنانہ حکومت کے بدلنے مین اونکو بہت بڑی

دشواری یہ تھی کہ خاندان شاہی مین سے نرینہ اولاد کا پتہ نہ تھا شیرویہ نے چن چن کر اپنے بھائیون کو قتل کروا دیا تھا۔ رستم وفیروزان نے حرم شاہی سے نرینہ اولاد کا نشان چاہا حسب مراد جواب نہ ملنے پر اونہون نے جبر و تعدی شروع کردی۔ بالآخر اونمین سے ایک نے جو اس جبر کی تحمل نہ ہو سکی اپنے ایک بیٹے یزدجرد کا پتہ دیا جو مخفی طور پر اپنے مامون کے یہان تربیت پا رہا تھا۔ رستم وفیروزان نے اوسکو تاج شاہی پہنایا۔ تخت نشینی کیوقت اوسکی عمر اکیس سال کی تھی۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی فوجون کی تیاری کے واسطے اپنے خزانون کے منہ کھول دئے۔ تمام مرزبانون کو انتظام ملکی۔ رعایا کی حفاظت۔ دشمنون کی مدافعت کی سخت تاکید کی اور بصلاح دید رستم ایک بہت بڑے لشکر کو حد و دانبار و ایلہ وجیرہ پر بغرض حفاظت روانہ کیا۔ سلطنت مین اس انتظام سے دوبارہ جان آگئی تمام قلعے اور چھاؤنیان دوبارہ مستحکم کردی گئین اور وہ آپس کا شقاق اور پھوٹ بھی بالکل مفقود ہوگیا۔

وہ ملک جو ممالک اسلامیہ مین تھوڑے ہی دن ہوے کہ آے تھے سلطنت کا یہہ رنگ اور قوت دیکھکر سب کے سب باغی ہوگئے۔ حضرت مثنیٰ نے ان واقعات کی اطلاع حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

ہنوز دار الخلافہ سے اس عرضی کا جواب نہین آیا تھا کہ اہل سواد بگڑ بیٹھے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے انکی سرکوبی کی غرض سے تھوڑی سی فوج کے ساتھہ ادھر کا رُخ کیا اور باقی عسکر اسلام موضع طف کربلا مین مقیم رہا۔

حضرت عمرؓ کے پاس جب حضرت مثنیٰ کی عرضداشت پہونچی ہے تو آپ نے اونکو تحریر فرمادیا کہ تم تمام اطراف و جوانب کی فوجون کو یکجا کر کے عرب کی سرحد کو ہٹا آؤ۔ ربیعہ

اور مضر کے جنگ آور ونکو بھی اپنے ساتھہ لے لینا۔ یہ بڑے کام کے آدمی ہین۔

حضرت مثنی تمام اقوام عرب کو جوانکے گرد و نواح مین تھین یکجا کر کے حملہ مین آٹھیرے حضرت مثنی نے حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کے انتظار مین یہانسے بھی کوچ کر کے جبل بصرہ پر قیام کیا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت مثنی کو یہہ جواب دیکر خود بڑے زور شور کے حملہ کی تیاریان کرین اسوقت آپکے عمال یہ تھے۔ مکہ معظمہ مین عتاب بن اسید۔ طائف مین حضرت عثمان بن العاص یمن مین یعلی بن امیہ۔ عمان و یمامہ مین حذیفہ بن محصن بحرین مین علا بن الحضرمی شام مین حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ کوفہ اور اوسکے گرد و نواح مین مثنی بن حارثہ۔ قاضی القضاۃ امام الاولیا حضرت سیدنا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو اطلاع دی کہ جہان جہان کوئی بہادر۔ کوئی سپاہی۔ کوئی رئیس۔ کوئی فصیح اور کوئی بلیغ ہو۔ شاعر ہو۔ خطیب ہو۔ کسی فن کا کوئی ماہر ہوا وسکو روانہ دار الخلافت کرو۔ ہر طرف ہرکارے اور نقیب دوڑا دئے۔ حج کا زمانہ آگیا تھا آپ خود عازم مکہ معظمہ ہوئے وہانسے واپس بھی نہونے پائے تھے کہ تمام قبائل عرب کا ایک بہت بڑا سیلاب آیا۔

حضرموت۔ صدف۔ مذحج۔ قیس۔ غیلان کے بہت سے بڑے بڑے سردار ہزارون سوارونکی جمعیت کے ساتھہ مدینہ منورہ پہونچ گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے تین ہزار وہ مرد میدان روانہ کئے جنمین سے ہر ایک تمام قبائل کے اولٹ دینے کو اپنے بائین ہاتھہ کا دانو سمجھتا تھا۔ بڑے بڑے مشہور قبائل مین سے یمن کے ایک ہزار۔ بنو اسد کے تین ہزار۔ بنو تمیم و رباب کے چار ہزار مرد مسلح تھے۔

یہہ واقعات ماہ ذیقعدہ اور ذی الحجہ ۱۳ھ کے ہین جو اوپر بیان ہوے۔

واقعات ۱۴ھ

ابتداے امر قادسیہ

حضرت عمرؓ جب حج سے واپس تشریف لاے ہین تو اطراف مدینہ کے تمام جنگل آدمی ہی آدمیون سے بھرے تھے جسطرف نگاہ جاتی تھی سر ہی سر نظر پڑتے تھے حضرت فاروقؓ نے اس خیال سے کہ مدائن جو ایران کا دارالخلافہ اور اونکی تمام قوت کا مرکز ہے وہ اس جنگ سے بہت قریب ہے مسلمانون کے پانؤن جمنے ذرا مشکل ہین حضرت علیؓ کو امیر خلافت مقرر فرماکر اعلان کر دیا کہ مین خود اس مہم پر جاؤنگا۔ میمنہ حضرت زبیر۔ میسرہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ ہراول حضرت طلحہ سے آراستہ فرماکر مدینہ سے عراق کیجانب باہر نکل کھڑے ہوے وہان سے تین میل کے فاصلہ پر چشمۂ ضرار پر قیام فرمایا۔

حضرت کا خود تشریف لیجانا کوئی ایسی ویسی بات نہ تھی ہر مسلمان کا خون جوش مارنے لگا اور سب مارنے مرنے پر مستعد ہوگئے چشمہ پر پہونچکر آپ نے اپنے ساتھیون سے اپنے تشریف لیجانیکی بابت مشورہ کیا جنمین سے اکثر نے یہی مشورہ دیا کہ یہہ مہم آپ کے بغیر سر ہوتی نہین معلوم ہوتی۔ آپ نے حضرت سیدنا علی حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ بڑے بڑے صحابہ کو جو معاملات کے نشیب و فراز سے خوب واقف تھے بلاکر اس بابت مین اونسے راے لی ان حضرات نے صاف انکار کیا اور کہا۔ جنگ دوسر دارد۔ نہ معلوم کیا واقعہ ہو۔ حضرت کے بعد اسلامی جھنڈی کا سنبھالنے والا کون ہے۔ آپ ایسا کیجئے کہ کچھ فوج اسوقت کسی صحابی کی سرکردگی مین روانہ فرمائیے پھر کچھ اور کمک روانہ کیجئے۔ خدانخواستہ کوئی اور صورت نکلے تو ایک لشکر جرار روانہ فرمائیے۔ اسمین دشمن پر

بہت سا زور پڑے گا آپ کا بنفس نفیس اوسطرف تشریف لیجانا ہرگز مناسب نہین۔
حضرت عمرؓ نے بآواز بلند فرمایا کہ صاحبو۔ مین تمہاری راے پر کاربند ہوکر خود جانے کے لئے تیار ہوں اور اسی ارادہ سے مدینہ سے باہر نکلا تھا لیکن یہہ عظمار صحابہ اسکے خلاف ہین۔ یہہ سنکر سب کا اتفاق ہوگیا کہ حضرت خود تشریف نہ لیجائین۔ اب بھیجا کسکو جاوے؟ حضرت ابو عبیدؓ اور حضرت خالدؓ شام مین مصروف تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اوس جانب تشریف لیجانیکی راے نہین ہوئی اسی حالت مین حضرت سعد کا جو صدقات ہوازن پر متعین تھے خط اس مضمون کا پہنچا کہ مین نے ہزار منتخب سوار جنمین سے ہر ایک ایک میدان کے واسطے کافی ہے روانہ دربار خلافت کئے ہین حضرت عبدالرحمن بن عوف یہ معلوم کرتے ہی چلا اوٹھے کہ پالیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کسکو۔ حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص کو حضرت سعد بن ابی وقاص ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ عشرہ مبشرہ مین انکا شمار ہے۔ آن حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک جہاد مین تشریف لیجانے لگے ہین تو آپ نے اپنے گھر کی خبر گیری کے لئے یہہ فرماکر چھوڑا تھا کہ تم ہمارے ماں باپ ہو یہہ نہایت بہادر و شجاع تھے۔ یہہ وہی تھے کہ خدا کی راہ مین دشمنان دین پر پہلا تیر انہی کی کمان سے نکلا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کو انکی شجاعت و دلیری مین ہرگز کلام نہ تھا۔ ہان ذرا سا تردد تھا تو انکے مراتب جنگ کی ناواقفیت کا تھا اور اسیوجہہ سے ان کی سپہ سالاری پر آپ کو اطمینان نہین ہوتا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا۔ اسکا تدارک اسطرح ممکن ہے کہ مراتب جنگ اونکو سمجھا دئے جاوین اور اون شرائط کے ایفا کا اونسے عہد لیا جاوے۔ وہ صحابی جلیل القدر ہین جنگ بدر مین شریک

ہو چکے ہین۔ جنکے فضائل خود پروردگار عالم نے اپنی پاک کتاب مین بیان فرمائے ہین وہ ہرگز عہد کے خلاف نکرین گے۔ (مسعودی)

حضرت فاروق اعظمؓ نے ہوازن سے حضرت سعد کو طلب کرلیا اور فرمایا کہ مین تمکو عراق کی جانب بھیجنا چاہتا ہون۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ جو مین کہونگا اوسکے خلاف ہرگز نہوگا پھر آپ نے تمام مراتب جنگ اونکو سمجھا دئے یہانتک کہ مدینہ سے عراق تک تمام منزلین بھی خود ہی معین فرمادی تھین پھر فرمایا "اے سعد۔ اس خیال سے کہین بے پروانہ ہوبیٹھنا کہ تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں اور صحابی ہو۔ پروردگار کا قرب نسب و حسب پر نہین ہے۔ مقبول بندگا وہی ہے جو اوسکی طاعت و بندگی مین سرگرم ہے۔ وہ سب کا خالق ہے ہم سب اوسکے بندی ہین۔ اوس کا تقرب ہم محض اوسکے فضل و توفیق سے چاہ رہے ہین اللہ تعالیٰ شانہ برائی کو برائی سے محو نہین کرتا بلکہ اچھے کامون سے بُرائیون کو مٹاتا ہے۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہوچکے ہو حضورؐ کے اخلاق گرامی تم نے بخوبی دیکھے ہین حضورؐ کا جو طریق یگانہ و بیگانہ کے ساتھ تھا اوسکے بتلانے کی تمکو کوئی ضرورت نہین تم خود اچھی طرح سے واقف ہو پس ہر امر مین آپ ہی کے اتباع کو ملحوظ رکھنا تم سے وہی سرزد ہو جسکو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھ چکے ہو اونسے ہرگز غفلت نہ اختیار کرنا۔ ہر کام نہایت صبر و تحمل سے کرنا چاہیے جلدی تمام کامونکو خراب کردیتی ہے اور اس کا نتیجہ ہمیشہ خلاف مقصود ہوتا ہے" آپنے آخر مین اسکی بھی تاکید فرمادی کہ دربار خلافت مین واقعات کی مفصل کیفیت بہت جلد جلد روانہ کرتے رہین۔

غرض حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ کو چار ہزار غازیان اسلام کا افسر

مقرر کرکے عراق کیجانب روانہ کیا۔ آپ ہی نے اس لشکر کی متفرق جماعتونکی افسری کے لئے بڑے بڑے نام آوران اسلام کو نامزد کردیا چنانچہ بارق پر حمیضہ بن نعمان کو۔ مذحج پر عمرو بن معدیکرب اور ابوسیرہ ابن ابی ذویب کو۔ صدار پر یزید بن حارث صدائی کو۔ قیس غیلان پر حبیب و مسلیہ و بشر بن عبداللہ ہلالی کو۔ سکون و کندہ پر معاویہ بن حدیج اور حصین بن نمیر کو افسر مقرر فرمادیا تھا۔ حضرت سعدؓ رایت اسلام کو حرکت دیتے ہوے اس جمعیت کیساتھ مدینہ سے روانہ ہوے۔ حضرت عمرؓ نے اسی فوج پر اکتفا نہین کیا۔ بلکہ حضرت سعدؓ کے کوچ کے بعد دو ہزار یمانی اور دو ہزار نجدی جنگ آزماؤن کو کمک کی غرض سے اور روانہ کیا۔ انتظامات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ امیرالمومنین حضرت سیدنا عمرؓ کو فارس کی فتوحات کا کسقدر بڑا خیال تھا۔ ستفتح لکم الفرس کی بشارت ہر گھڑی اور ہر لحظہ حضرت مین ایک نیا جوش پیدا کرتی چلی جاتی تھی اور اگرچہ آپکی خلافت کی تمام فتوحات مین عنان اختیار آپ ہی کے ہاتھہ مین رہتی تھی اور جو کچھہ ہوتا تھا وہ آپ ہی کی صائب تدبیر سے لیکن اس جنگ کا تو کچھہ رنگ ہی اور ہے یہہ تو اس قابل ہے کہ بالکل آپ ہی کے نام سے نامزد ہو۔ تھے تو آپ مدینہ منورہ مین مگر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ روحی قوت سے خود معرکہ کارزار مین رونق افروز ہین۔ اپنی صائب راے سے تمام انتظامات مناسبہ کی تجویز مین مصروف۔ میدان جنگ فرودگاہ وغیرہ کی سیر فرمارہے ہین۔

نمازون تک مین آپ انہی انتظامات مین ہوتے تھے نہایت اہتمام سے فارس و روم کی فتوحات کے لئے دعائین مانگتے تھے۔

حضرت امام نووی نے وہ دعا جو آپ نے اسبارہ مین صبح کی نماز مین مانگی ہے یہہ نقل فرمائی ہے۔

اللهم انا نستعينك ونستغفرك ولا نكفرك ونومن بك ونخلع
من يفجرك اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد و
نرجو رحمتك ونخشى عذابك ان عذابك الجد بالكفار ملحق ○
اللهم عذب الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك
ويقاتلون اوليائك ○ اللهم اغفر للمومنين والمومنات والمسلمين
والمسلمات واصلح ذات بينهم وآلف بين قلوبهم واجعل فى قلوبهم
الايمان والحكمة وثبتهم على ملة رسولك صلى الله عليه واله وسلم
واوزعهم ان يوفوا بعهدك الذى عاهدتهم عليه وانصرهم على
عدوك وعدوهم اله الحق واجعلنا منهم ○ یعنے اے پروردگار ہم تجھی سے
مدد مانگتے ہین اپنی لغزشونکی تجھسے مغفرت چاہتے ہین۔ ہم تیرے ناشکر بندونمین نہین بلکہ
ہم تجھپر ایمان لاے ہین جو تیرے راستے نہ چلے ہم اوس سے بالکل بیزار ہین۔ اے پروردگار
ہم تیری ہی عبادت مین مصروف ہین۔ تیری ہی نماز ادا کرتے ہین۔ تیرے ہی سامنے سر
جھکاتے ہین۔ تجھی تک ہماری دوڑ ہے ہم تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے عذاب سے
ترسان ہین۔ ہم خوب جانتے ہین کہ تیرا عذاب کفار کو ہرگز نہ چھوڑے گا۔ اے اللہ اون
کافرونپر عذاب نازل فرما جو تیری راہ سے روکتے اور تیرے رسولؐ کی تکذیب کرنیوالی ہین۔
جو تیرے پیارے بندونسے مجادلہ اور مقاتلہ کرتے ہین۔ اے پروردگار عالم مسلمان
مردون اور مسلمان عورتون کے گناہونکو بالکل مٹادے اونکی حالتین درست کردے
اونکے دلون مین محبت کے رشتہ قائم کردے اونکے دل نور ایمان وحکمت سے منور فرمادے
اونکو اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ثابت رکھ۔ اونکے دلون مین

اپنے اوس عہد کے پورا کرنیکی طرف کمال شوق پیدا کردے جو تو نے اوسسے لیا ہے۔ اے سچے خدا اپنے دشمنون اور خود اونکے دشمنونپر اون کو فتحیاب کر اور اے پروردگار مجھکو بھی اوسی جماعت مین لے لے۔

اور تو اور حالانکہ دوران جنگ مین روزانہ ڈاک جاری تھی لیکن آپ اس فتح کے انتظار مین ہر روز مدینہ منورہ کے باہر تشریف لیجایا کرتے تھے اور وہان دیر تک اسکے منتظر رہتے تھے کہ اب کوئی شخص آیا جسنے فارس کی خوشخبری سُنائی۔ (واقدی)

الغرض حضرت سعدؓ نے ۱۷-۱۸ منزلین طے کرکے بروایت ابن اثیر و ابن خلدون وطبری مقام زرود اور بروایت بلاذری مقام ثعلبہ پر جو کوفہ سے تین میل کی فاصلہ پر تھا قیام کیا حضرت مثنیٰ آٹھہ ہزار فوج کے ساتھہ موضع ذی قار مین حضرت سعد کے انتظار مین پڑے ہوے تھے۔ جنگ جسر مین جو زخم آپنے کھاے تھے وہ بگڑ رہے تھے۔ حضرت سعدؓ مقام زرود تک ہی پہونچنے پاے تھے کہ آپ کو حضرت مثنیٰ کے انتقال کی خبر ملی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امیر لشکر حضرت بشیر بن خصاصہ کو مقرر فرما گئے ہین۔ حضرت سعد وہانسے چلدئے جب خزن و بسیطہ کے بیچ مین پہونچے ہین تو بنی اسد تین ہزار کی جمعیت سے حضرت سعد سے آکر ملگئے جو بموجب فرمان حضرت فاروق اعظم کے حضرت سعد کا اس مقام پر انتظار کر رہے تھے

حضرت سعد جب مقام شراف مین پہونچے ہین تو یہان اشعث بن قیس اپنے قبیلہ کے ایک ہزار سوار سوجانون کو لیکر اس لشکر ظفر پیکر مین مل گئے۔ یہین حضرت معنی بن حارثہ حضرت مثنیٰ کے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ اونہون نے تمام وہ ضروری باتین بیان کردین جو حضرت مثنیٰ رحلت کے وقت اس جنگ کے متعلق وصیت کر گئے تھے۔ وہ بالکل وہی تھین جو آیندہ کے والا نامہ مین حضرت عمرؓ نے بعد کو تحریر فرمائین حضرت سعد موضع شراف ہی مین مقیم تھے

کہ حضرت عمرؓ کا ایک مفصل فرمان آیا جسمین فوج کی ترتیب کے قواعد تھے اور فوج کے جائزہ لینے کا حکم تھا۔ حضرت سعدؓ نے آپ کی ہدایت کے مطابق فوج کی ترتیب دی اور جائزہ لینا شروع کیا کل فوج کی تعداد تیس ہزار نکلی۔ لشکر کی ترتیب آپ نے اسطرح دی کہ رایات اسلام پر سابقین اولین کو مقرر فرمایا۔ میمنہ اور میسرہ۔ ہراول وساقہ کی حسب ذیل ترتیب دی دس آدمیوں پر ایک افسر مقرر کیا۔

ہراول بنا تھی زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ جو ایام جاہلیت مین بحرین کے بادشاہ تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین اپنی قوم کیجانب سے وکیل ہوکر آئے تھے اور اسلام قبول کر لیا۔

میمنہ (دایان حصہ) تحت عبداللہ بن المعتصم صحابی۔ **میسرہ** (بایان حصہ) شرحبیل بن السمط الکندی کے زیر حکم جو ایک نوعمر آدمی تھے انہون نے مرتدین کی لڑائی مین نیکنامی کا بڑا حصہ لیا اور بہت شہرت حاصل کی تھی۔ **ساقہ** (پچھلا حصہ) پر عاصم بن عمرو التیمی صحابی مقرر ہوئے

طلائع (گشتی فوج) کا افسر سواد بن مالک تمیمی کو کیا گیا جو پہلے ایک جماعت فوج کے سردار تھے پھر طلائع پر متعین ہوئے۔ **مجرد** (بیقاعدہ فوج) کو سلمان بن ربیعہ باہلی کی سپردگی مین رکھا گیا۔ **پیدل** پر ہمال بن مالک اسدی حکمران مقرر ہوئے۔ **شتر سوارون** کو زیر نگرانی عبداللہ بن ذی السہمین چھوڑا گیا۔

حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی قاضی وخزانچی مقرر ہوئے اور اموال غنیمت جمع کرنا اور اوسکا تقسیم کرنا بھی ان ہی کے سپرد کیا گیا۔ **رائد** یعنے رسد وغیرہ کے بندوبست کرنیوالے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ہلال ہجری مترجم اور زیاد بن ابی سفیان محرری کی خدمت پر مامور ہوئے۔

طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لشکر کے ساتھہ کچھہ طبیب بہی تہی جنکے نام طبری نے درج نہین فرمائے۔ افسوس۔

حضرت مثنی کی جمعیت جو انسے آکر ملگئی تہی ان مین ننانوے ۹۹ وہ صحابہ تہے جو جنگ بدر مین شریک ہوے تہے تین سو وہ تہے جو فتح مکہ مین تہے تین سو سے زائد بیعۃ الرضوان والے سات سو صحابہ رضہ کی اولاد مین سے تہے۔

حضرت سعد اس نظم و نسق سے فارغ ہوکر موضع شراف سے آگے بڑہنے نہ پاے تہے کہ امیر المومنین کا دوسرا فرمان صادر ہوا جسمین قادسیہ کیجانب بڑہنے کا حکم تہا کہ تم اپنے مورچے اس ڈہنگ سے جمانا کہ فارس کی سرزمین تمہارے سامنے ہو اور عرب کے پہاڑ تمہاری پشت پر اگر پروردگار عالم نے تمکو فتح دی تو آگے بڑہتے چلے جانا اور خدانخواستہ کوئی دوسری صورت ہوئی تو پہاڑونکی پناہ مین آرہو اور انکار نگ ڈہنگ دیکہکر حملہ کرو۔ حضرت سعد رضہ نے بموجب ان ہدایات کے فوراً قادسیہ کیجانب کوچ کر دیا۔ حضرت زہرہ بن عبد اللہ نے جو مقدمہ کے افسر تہے تہوڑی سی جماعت کو جسمین تیس بڑے بہادر اور جنگ آزمودہ آدمی تہے بسرکردگی بکر بن عبد اللہ لیثی اطراف حیرہ کیجانب روانہ کر دیا۔ حضرت بکر مقام سیلحین سے کچھہ ہی آگے بڑہے ہونگے کہ انکے کانونمین برات کے سے باجے کی آواز گئی۔ انہون نے حقیقت حال کے منکشف ہونیکی غرض سے وہان توقف کیا۔ دیکہتے کیا ہین کہ واقعی ایک بہت بڑی برات ہے۔ نہایت آراستہ بڑے سامان اور بڑی آرائش کا انتظام کیا گیا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حاکم حیرہ آزاد مرد بن آزاد بہ کی بہن کی رخصت ہے اور یہہ برات حاکم حنین کے یہان جارہی ہے۔ حضرت بکر نے موقع پاکر انپر حملہ کر دیا۔ شیرزاد بن آزاد بہ کے ایک ایسا ہاتہہ دیا کہ اوسکی کمر ٹوٹ گئی۔ اور تہوڑی دیر مین پیکر بے جان

فرش خاک پر پڑا تھا۔ ادہر انکے ساتھیون نے بھی اور لوگون پر وار کرنا شروع کر دئے جتنے براقی تھے سب بھاگ گئے۔ دولسن تیس مستورات شرفا اور ایک سو لونڈیون کے ساتھہ گرفتار کرلیگئی جسقدر سامان تھا سب لوٹ لیا گیا۔ اوس سامان کا اندازہ کیا ہوسکتا تھا جسکو اہل عرب نے پہلے ہی مرتبہ دیکھا تھا حضرت بکر اس سب ساز و سامان کو لئے ہوے بمقام عذیب حضرت سعد سے جا ملے۔ عذیب مین فارسیونکا میگزین تھا مگر خوش نصیبی سے حضرت سعدؓ کے ہاتھہ بغیر لڑے جھگڑے ہی پڑ گیا۔ حضرت سعد نے اموال غنیمت کو تقسیم کرکر فوراً کوچ کر دیا اور قادسیہ مین پہونچکر ہی دم لیا۔ آپ نے وہان پہونچکر عتیق و خندق کے مابین قنطرہ کے سامنے اپنے مورچے قائم کئے۔ موضع قدیس یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر نشیب مین تھا۔

حضرت سعد کو عجمیونکے انتظار مین قریب دو ماہ کے گذر گئے لیکن اونکی کوئی خبر نہین معلوم ہوتی تھی۔ اثنار قیام مین جب رسد وغیرہ کی ضرورت ہوئی تو حضرت عاصم کچھ جماعت کے ایک طرف کو نکل گئے وہان کچھ کفار کی جمعیت تھی آپ نے اونسے دریافت فرمایا کہ کچھ گاہی بکریان یہان مل سکتی ہین۔ اونہون نے جواب دیا کہ یہان کچھ نہین ہے۔ اتنے مین ایک جانب سے آواز آئی کہ یہہ کم بخت جھوٹا ہے یہان گایونکا بہت بڑا گلہ ہے آپ اسطرف آیئے نظر اوٹھاکر جو اوسجانب دیکھا تو یہ کلمات ایک گائیکی زبان سے نکلتے ہوے معلوم ہوتے تھے اور واقعی وہان ایک بہت بڑا گلہ تھا حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کو اپنے لشکرگاہ مین ہنکا لاے۔ (ابن اثیر)

پھر جب جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی آس پاس کے مواضع پر دھاوا کر دیا جاتا اور یون رسد پوری کیجاتی تھی گویا وہ اطراف و نواحی مسلمانونکے لئے کمسریٹ مقرر کئے گئے تھے۔

جب پاس پاس کے مواضع تباہ ہونے لگے تو یہہ سب مفرورین خانہ بدوش بھاگ کر مضطربانہ مدائن پہونچے جو نوشیروان کے وقت سے فارس کا پایہ تخت چلا آتا تھا۔ حاضر دربار ہوکر یزدجرد سے فریاد کی کہ یا تو ہماری حمایت وحفاظت کیجاوے اور یا ہمکو اجازت دیجاوے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمانونکی حمایت مین دیدین جب تم ہماری حمایت نہین کرسکتے تو چارو ناچار یہی ہونا ہے۔

جانم بلب رسید مداواچہ فائدہ		بگذار این تملق بیجا چہ فائدہ	
تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو	دیگر	ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو	

یہ سنکر یزدجرد نہایت پریشان ہوگیا اور فوراً رستم بن فرخزاد کو جو ارمینیہ کا گورنر تھا طلب کرکے حکم دیا کہ اسی وقت مسلمانون کے مقابلہ کے لئے کوچ کردے۔ رستم بعض مصلحتونکی وجہہ سے مدائن سے جانا نہین چاہتا تھا اوسنے عرض کیا کہ میرا جانا مناسب نہین مجھے پایہ تخت سے علیحدہ نہ کیا جاوے بلکہ اس معرکہ کے لئے جالینوس بہت مناسب ہے۔ اول تو وہی کافی ہے نہین تو مین موجود ہون مگر اسکی اس چالبازی کی جانب توجہہ نہین کیگئی اور دوبارہ حکم دیا گیا کہ تو ہی اس معرکہ کے لئے مناسب ہے تیری جاندیدگی اور کارآزمودگی شہرۂ آفاق ہورہی ہے۔ عرب سے لڑنیکا تجھکو کئی مرتبہ اتفاق ہوچکا ہے تو اونکے طرز سے واقف ہی۔ تجھکو ہی جانا پڑے گا۔ متفرق فوجین روانہ کرکے اونکو ندراجل کرنا اور پھر تیرا کمر ہمت باندہنا بالکل قرین مصلحت نہین۔ مین خوب جانتا ہون کہ جب تک میدان کارزار ٹڈی دل فوجونسے نہ بھر دیا جاویگا اور ساری قوت کو یکجا نہ کیا جاوے گا یہہ عرب کے بادیہ نشین ہرگز باز نہ آئینگے اسلئے تو ہی ہمت کر۔ تجھہ ہی سے یہہ مہم سر ہوگی۔ رستم نے بددلی سے مدائن کو چھوڑا اور ساباط مین آن پڑا یہان سے اوسنے پھر اسکی تحریک کی کہ اوسکو واپس بلالیا جاوے مگر کچھہ توجہہ نہ کیگئی

یہانتک کہ رستم نے استعفا بھیجدیا لیکن وہ بھی نامنظور کیا گیا۔ اب رستم عربون کے انتظار مین ساباط ہی مین ٹھیرا رہا۔

حضرت سعدؓ کو جو جاسوسونکی زبانی یہہ حال معلوم ہوا تو فوراً ایک عرضداشت دربار خلافت کو تفصیلی حالات اور اپنی کمی اور مخالف کی کثرت تحریر کرکے روانہ کی وہانسے فوراً ہی ان الفاظ مین جواب آیا لا یکربنك ما یاتیك عنهم واستعن باللہ و توکل علیه وابعث الیه رجالا من اهل المناظرة والرای والجلد یدعونه فان اللہ جاعل دعاءهم توهینا لهم۔ یعنے تم اونکے حالات سُن سُنکر مضطرب نہو اللہ تعالیٰ کی امداد کے خواستگار رہو اوسی پر بھروسہ رکھنا۔ جنگ چھڑنے سے پیشتر کچھ لوگ جو صاحب عقل وفراست ہون اور بحث مباحثہ سے بھی خوب واقف ہون دعوت اسلام کی غرض سے بادشاہ فارس کے پاس روانہ کردو اس دعوت اسلام کا وبال اللہ تعالےٰ اونہی پر ڈالے گا۔

یون تو اہل اسلام عموماً جنگ سے پیشتر تبلیغ اسلام کرتے ہین مگر یہہ تبلیغ خاص بادشاہ کے نام تھی فوراً حضرت سعدؓ نے سفراء اسلامی کا انتخاب شروع کردیا۔ حضرت سعدؓ نے اس سفارت کے لئے جن جن حضرات کا انتخاب کیا وہ یہہ تھے۔ نعمان[1] بن مقرن۔ بسر[2] بن ابی رہم حملہ[3] بن حویہ۔ حنظلہ[4] بن الربیع۔ فرات[5] بن حیان۔ عدی[6] بن سہیل۔ عطارد[7] بن حاجب مغیرہ[8] بن زرارہ اسدی۔ اشعث[9] بن قیس۔ حارث[10] بن حسان۔ عاصم[11] بن عمرو۔ عمرو[12] بن معدیکرب مغیرہ[13] بن شعبہ اور معنی[14] بن حارثہ۔ یہہ چودہ حضرات تھے جو مختلف حیثیتون سے یگانۂ روزگار تھے۔ انکا ساز وسامان کیا تھا۔ بس یہہ سمجھ لیجئے کہ گھوڑونپہ کاٹھیان تک نہ تھین ہاتھون مین بجائے آلات ضرب کے کوڑے تھے ہیئت یہہ تھی کہ بڑی بڑی چادرین اوڑھے

ہوے تھے۔ پاؤن مین چمڑے کے موزے تھے۔ مگر شان و شوکت کا یہہ حال تھا کہ جہان جاتے تھے تماشائیون کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ رعب و داب ایسا کہ کوئی نظر بھر کر نہین دیکھہ سکتا تھا۔ گھوڑونکی تیزی کا یہہ حال تھا کہ اگرچہ کاٹھی تک اونپر نہ تھی مگر سوار ونکی رانون مین سے نکلے جاتے تھے۔ یہہ گھوڑے اوڑاتے ہوے مدائن مین جو فارسیونکا پایہ تخت اور حضرت سعد کی قیام گاہ قادسیہ سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر تھا پہونچ گئے۔ یزدگرد نے جو گھوڑونکی ٹاپونکی آواز سنی تو دریافت کرایا کہ یہہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ کچھہ اسلامی سفیر آے ہین اور پیغام پہونچانا چاہتے ہین۔

یزدجرد نے فوراً امرا و وزرا کو طلب کرکے دربار ترتیب دیا۔ اور جو اوس وقت فارسیونکی عیش پرستی کی حالت ہو رہی تھی اوسکو تمام لوازمات سے آراستہ کرکے دربار کو دلہن بنادیا اس سے فارغ ہوکر اسلامی جماعت کو حاضری دربار کا حکم دیا۔ یہہ اپنے اوسی سادہ لباس مین تھے مگر انکے پچھلے معرکون اور خود انکے رعب و داب نے اہل دربار پر وہ اثر کیا کہ سب انکو دیکھکر سناٹے مین آگئے۔ یزدجرد نے ہوش و حواس درست کرنیکے لئے اسلامی جماعت سے بوساطت ترجمان دریافت کیا کہ یہہ جو تمہارے ہاتھہ مین ہے اسکو عربی زبان مین کیا کہتے ہین۔ انہون نے کہا۔ سوط۔ پھر پوچھا کہ یہہ جو تمہارے کاندھون پر ہے اسکو کیا کہتے ہین۔ انہون نے کہا۔ بُرد۔ یزدجرد سوط کو سوخت سمجھا اور برد کو فارسی لفظ سمجھکر اوسنے فارسیونکی نسبت ایک بدفالی خیال کی۔ فارس تو ان اوہام پرستیون مین مبتلا تھے ہی یزدجرد کا بھی کلیجہ اس بدفالی کے خیال سے بیٹھہ گیا۔ اوسنے پھر ہمت باندھ کر ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا کہ تم لوگ ہمارے پاس کس غرض سے آے ہو اور تم نے یہہ ہنگامۂ فتنہ و فساد کیون برپا کر رکھا ہے کیا اسوجہ سے کہ ہم نے تمہاری جانب سے ذرا سی بڑا عتنا

اختیار کرلی ہے۔ ہمارا طرح دینا تمہارے لئے باعث اشتعال ہوگیا۔

حضرت نعمان بن مقرن اپنے ساتھیونسے اجازت لیکر جواب دینے کے لئے آگے بڑہے اور کہا "اے بادشاہ پروردگار عالم نے ہم گروہ عرب پر ایک بڑا احسان کیا کہ ہمین سے اپنے ایک سچے رسول کو پیدا کیا۔ اوس سچے رسولؐ نے ہمکو پاک خدا کا راستہ دکھایا ہم کو خوشخبریان سنائین۔ بداعمالیونکی سزاؤنسے ہمکو ڈرایا۔ ایک گروہ نے بخوشی خاطر اطاعت قبول کی اور اسلام لے آے اور ایک گروہ متردد رہا جسنے کچھ مدت کے غور وتامل کے بعد معاملات کی سچائی اور صفائی دیکھکر زمرۂ اسلام مین داخل ہونے کا فیصلہ کیا اور ایک گروہ نے اوسکی تکذیب کی۔ مراسم عبادت سے روکنا شروع کیا۔ اونکی اصلاح ہمنے تلوار سے کی۔ اوس سچے رسولؐ نے خوشامد لجاجت کے پہندونسے ہمکو بالکل چھوڑادیا۔ ہمکو کسی کا خوف نہین۔ ہم بس ایک خدائے برتر کے بندے ہین اوسی کا ہم کو خوف ہے اسلام نے غیر دین والون کے ساتھہ ہمکو تین طریقونکا حکم فرمایا ہے۔ سب سے اوّل یہ کہ ہم ارکان اسلام کی اونکو تلقین کرین جو ہماری اصل غایت اور مقصود اصلی ہے اگر اس سے انکار کرین تو جزیہ دین اگر یہ بھی منظور نہ کرین تو بس آخری فیصلہ تلوار کا ہے۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو ہم اپنی جماعت مین سے صرف وہ چند شخص چھوڑ جائین جو اسکام کو بخوبی انجام دیسکتے ہین اور باقی تمام فوج کو واپسی کا حکم دیدین۔ اگر جزیہ منظور ہو تو بھی ہم صرف چند عمال چھوڑ کر چلے جائین اور جب کبھی تم پر کوئی وقت آن پڑے ہم فوراً تمہاری مدد کے لئے آموجود ہون اگر یہ بھی منظور نہ کرو اور حق کے دیکھنے سننے سے تمہارے آنکھہ کان بالکل بند ہوجاوین تو مجبوراً ہمکو تلوار اوٹھانا پڑیگی"

یزدجرد نے اپنے غصہ کو روک کر کہا "تم عرب کے صحرانشین۔ چمڑے کا لباس پہننے والے

کھاری پانی پینے والے فارس کی لذیذ نعمتونسے بالکل واقف نہ تھے اب جو تم مین سے چند شخص یہانتکا مزہ چکھہ گئے اور چٹخارا پڑگیا تو اپنے ساتھہ کچھہ اور لوگ لگا لائے۔ پہلے ہم نے اسجانب توجہہ نہین کی تھی۔ کیا تمہارا یہہ خیال ہے کہ ہمیشہ تم ایسے ہی لوٹ مارے کھاے جاؤگے۔ تمہاری حالت بالکل اوس لومڑی کی سی ہے کہ اوسکو بھوکھا دیکھکر باغبان نے کچھہ انگور کھانیکو دیدیئے تھے وہ تھوڑی دیر بعد بہت ساری لومڑیان لے آئی باغبان نے سب کا شکار کرکے اونکا چمڑہ اوتار لیا۔ میرے خیال مین تم سے زیادہ وحشی بدبخت۔ بھوکی دوسری کوئی قوم نہوگی۔ تمہاری یہہ تو حالت ہے اور چاہتے یہہ ہو کہ تاج کیخسروی اوتارو۔

زشیر شتر خوردن و سوسمار		عرب را بجاے رسید ست کار	
کہ تاج کیان را کند آرزو		تفو باد بر چرخ گردون تفو	

اگر تم لوگ بھوک سے تنگ آگئے ہو تو کہو۔ مین تم کو غلہ کے انبار دیدون۔ اگر ننگے ہو تو پوشاک کا سامان اور تمہارے دیگر اخراجات کا بندوبست کردون۔ تمہارے اوپر حکمران بھی ایسا مقرر کردونگا جو ہمیشہ تمہارے حقوق کی رعایت کرتا رہے گا اور نہایت نرمی سے پیش آتا رہیگا۔ بتاؤ تو سہی آخر اس پردہ مین تمہاری اصل منشا کیا ہے۔"

یزدجرد کی اس بکواس کو سنکر حضرت مغیرہ بن زرارہ سے جو عقل و فراست حزم و سیاست مین اپنا جواب نہین رکھتے تھے ضبط نہو سکا اور آگے بڑہکر کہا کہ یہہ میرے سب ساتھی شرفاء عرب سے ہین۔ یہہ اپنے حلم و وقار کیوجہہ سے ایسی یاوہ گوئی کیطرف متوجہہ ہونا پسند نہین کرتے۔ ان باتونکا جواب مجھسے سُن۔

نازک کلامیان میری توڑین عدو کا دل		مین وہ بلا ہون شیشہ سی پتھر کو توڑ دون	

واقعی ہماری بدبختی اسی حالت کو پہونچ گئی تھی کہ ہم سب گنون پورے تھے۔ شراب ہماری گھٹی مین تھی۔ جوا ہمارا شغل تھا۔ آپسمین کٹ مرنا ہمارا رات دن کا مشغلہ تھا۔ ہم اپنی لڑکیون کو زندہ درگور کرتے تھے۔ تمام فحش باتین ہمارے لئے باعث فخر تھین۔

درعشق خوار وزار ترازما کسے نبود	بیقدر و بے وقار ترازما کسے نبود

مگر رحمت الٰہی نے جوش زن ہوکر ہماری اصلاح کے لئے ایک رسولؐ پیدا کیا جو نسب و حسب مین ہم سب مین بالکل ممتاز تھا۔ اوسنے ہدایت کے تمام راستی ہمکو دکھلائے۔ ذلت و خواری کے گڈھے سے ترقی کے زینہ پر چڑھنے کی تدبیرین بتائین۔ ہم نے اول اول اوسکی تکذیب کی وہ بڑہاتا تھا ہم پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے۔ وہ ہمکو سیدہا کرنا چاہتا تھا ہم اور ٹیڑہے ہوے جاتے تھے۔ بالآخر اوسکی سچائی ہمارے دلونپر اثر کرگئی۔ ہمکو یقین ہوگیا کہ وہ وہی کہتا ہے جو پروردگار عالم اوس سے کہلواتا ہے۔ وہی کرتا ہے جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہے اوسکا حکم ہے کہ ہم تمام عالم مین سچے دین اسلام کی تبلیغ کرین۔ جو ایمان لاتا جاوے ہم اوسکو بالکل اپنے مثل سمجھتے جائین۔ جو اسلام نہ لاے جزیہ قبول کرلے ہم اوسکو اپنی حمایت مین لین نہین تو ہماری یہہ تلوار سارے معاملات کا فیصلہ کرنیوالی ہے۔ تجھکو اگر بچنا ہے تو اسلام لاکر اپنے آپ کو بچالے"۔

اب یزدجرد کو ضبط نہو سکا تہوڑی دیر اپنے ہونٹ چباتا رہا پھر کہا "اگر تم قاصد نہوتے اور ہمارے یہان قاصدونکا قتل آئین سلطنت کے خلاف نہ ہوتا تو قسم کہاکر کہتا ہون کہ مین نے تم سب کو اسیوقت زندہ درگور کردیا ہوتا۔ یہہ کہکر اوسنے ایک ٹوکرا مٹی منگوائی اور کہا۔ جاؤ۔ یہہ تم اپنے سردار کو دیدینا کہ تمکو ہمارے ملک سے یہہ ملا ہے۔ بہت جلد رستم تمہاری سرکوبی کرکے تمکو خندق مین دفن کریگا اور تم سے نبٹ کر تمہارے سارے ملک اپنے

گھوڑونکی ٹاپونسے روندیگا" یزدجرد نے یہہ کہکر کہا۔ تمہین سے جو افسر ہو وہ اسکو اُٹھالے حضرت عاصم بڑھے اور یہہ کہکر اوس ٹوکرے کو اوٹھالیا۔ چلو خود شاہ فارس نے اپنی زمین ہمکو دیدی۔ حضرت عاصم اپنے ساتھیونکے ساتھہ اوس مٹی کو لئے ہوے گھوڑے دوڑاتے حضرت سعد کے پاس پہونچ گئے اور کہا۔ حضرت فتح مبارک باد۔ دشمن کی سرزمین آپ کے قدمونمین ہے۔ دشمن نے اپنی زمین خود آپ کو دیدی۔ اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔

سفرا اسلامی کے چلے جانیکے بعد یزدجرد کے دربارمین تہوڑی دیر کچھہ ان واقعات کے اثر سے خموشی کا عالم رہا۔ اس خموشی کو خود یزدجرد نے یہہ کہکر توڑا کہ انمین کا جو سب مین بڑا افسر تہا وہی سب سے زیادہ بیوقوف تہا۔ فوراً ایک درباری افسر نے کہا۔ وہ بیوقوف نہین تہا بہت ہی عقلمند تہا۔ وہ ہم سب کی عقل کی آنکھونپر خاک ڈالکر تفاؤل کے طور پر مٹی کا ٹوکرا لیگیا ہے۔ یزدجرد یہہ سنکر سرد ہوگیا۔ آخر تہوڑی دیر بعد اوسنے رستم کو حیرہ کیطرف بڑہنے کا فرمان تحریر کیا۔

اسلامی لشکرمین غلہ وغیرہ کی اسقدر کمی نہ تہی اگر تہی تو گوشت کی۔ اسکا انتظام وہ گرد ونواح کے مقامات سے کر لیتے تہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرالمومنین ہی اسکا بہی انتظام مدینہ منورہ سے فرما رہے تہے۔

رستم اسقدر لڑائی سے جی چُرا رہا تہا کہ اس فرمان کے پہونچنے کے بعد بہی اوسنے حیرہ کیجانب آمادگی نہین دکہلائی۔ غرض دونون جانب سکوت تہا۔ دربارمین اس سکوت اور اہل اسلام کے گرد ونواح کے تاخت وتاراج کی خبر دیگئی۔ اس مرتبہ نہایت برہمی کا فرمان رستم کو ملا جس سے چار وناچار رستم کو اپنی فوج کو اسطرح ترتیب دیکر ساباط کو خیرباد کہنا پڑا۔ ہراول پر جالینوس چالیس ہزار آدمیونپر افسر تہا۔ میمنہ پر ہرمزان۔ میسرہ پر مہران بن مہران رازی۔

تیس تیس ہزار جمعیت کے ساتھ تھے۔ ساقہ مین بیس ہزار فوج تھی۔ اس حساب سے رستم کے ساتھ ساباط سے چلتے وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی لیکن مدائن سے چلتے وقت اوسکے ساتھ صرف ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ اس بڑی جمعیت مین اوسکے ساتھ تین سو ہاتھی بھی تھے جنکی ترتیب اوس نے اسطرح دی تھی کہ ایک سو قلب مین اور پچھتر پچھتر میسرہ اور میمنہ مین۔ تیس ساقہ مین اور بیس مقدمہ مین۔ رستم اس فوج جرار کو لئے ہوے موضع کوثی مین مقیم ہوا۔ راستہ مین اوسکو ایک بدوی ہاتھ لگ گیا۔ اوسنے بدوی کو سامنے بلاکر پوچھا کہ تمہارے یہان آنیکی غرض کیا ہے تم کیا تلاش کرتے ہو۔

بدوی - ہم ڈھونڈتے کیا ہین۔ تم ایمان نہ لاے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے جو اس سرزمین کے عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے اوسکو ڈھونڈتے ہین۔

رستم - کہین تم اس جستجو مین اپنی جان بھی نہ کھو بیٹھنا۔

بدوی - ہمکو اسکی کچھ پروا نہین۔ جو اس راہ مین مارا جائیگا سیدہا جنت پہونچے گا۔ مگر وعدہ الٰہی تو پورا ہوگا۔ ہم مین سے جو بچ رہے ہونگے اللہ اونہی سے یہہ کام لے لے گا۔

نباشد کارسازان را بکس درکار خود حاجت	نخارد دیدن نباشد احتیاجی پشت ناخن را

رستم - پہر تمکو تو کچھ بھی حاصل نہوا اگر ہوا بھی تو اور دونکو۔

بدوی - عجب عقلمند ہو۔ کہہ تو دیا۔ وہان ہمکو جنت ملے گی یہان ہمارے بھائیونکو یہہ ملک ملیگا۔ اللہ کا وعدہ پورا ہوگا۔ پہر پورا ہوگا۔

رستم - تم اس تھوڑی سی جماعت سے ہمارا کیا کر سکتے ہو تم سے تو ہماری تلوارونکی پیاس بھی نہ بجھے گی۔

بدوی- ہم کیا کرسکتے ہین جو کریگا اللہ کریگا- تمہاری بدکرداریان تمکو ذلیل وخوار کرکے ہمارے حوالہ کرینگی-

رستم- تو ہمارے غضب سے نہین ڈرتا- دیکھہ ہمارے پاس کس قدر جنگ آور موجود ہین-

بدوی- یہہ تیرا نرا گھمنڈ ہی گھمنڈ ہے- کیا تجھے خبر نہین کہ یہی تیرے پاؤن کی زنجیرین ہین جو تجھکو گھسیٹتی ہوئی ہمارے پاس لے آئی ہین- یہہ سب قضا وقدر کے کرشمہ ہین-

رستم بدوی کی اس تقریر سے نہایت برافروختہ ہوگیا اور جلاد کو اس بیچارہ بے گناہ کی گردن اوڑا دینے کا حکم دیدیا- دیکھیئے اس غریب کا خون کس کس کی گردنین رنگتا ہے

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا احوال قتل کیونکر	جو چپ رہیگی زبان خنجر تو خون پکاریگا آستین کا

رستم کوئی سے حیرہ کیجانب متوجہ ہوا مگر اوسکے لشکر کی عجیب حالت تھی- وہ رات شراب کی بدمستیون مین رہتے تھے- ہوش آتا تو رعایا کو لوٹتے- عورتونکو بے عزت کرتے تھے- رستم کو جو اپنے لشکر کی یہہ حالت معلوم ہوئی غضب آلود ہوکر افسرونکو خطاب کیا- مین اپنی آنکھونسے دیکھہ رہا ہون کہ وہ عربی جو کہہ گیا ہے وہی نتیجہ ہوگا- تم اپنی بداعمالیون مین مبتلا رہوگے اور سلطنت عجم لٹ رہی ہوگی- دیکھو- ہوش سنبھالو- تم لڑنے کے لئے جارہے ہو اوسکے لئے یہہ آمادگی- یہہ کہکر دو چار کو جو ایسے جرائم کے مرتکب ہوے تھے سزا دی بعض کو قتل بھی کرادیا-

رستم جب حیرہ پہنچا ہے تو وہانکے امرا اور رؤسا کو مجتمع کرکے خوب سمجھایا اور اونکو مسلمانونکے خلاف اوبھارا- اون سب نے یک زبان ہوکر کہا- کیا خوب- جب تمسے اونکی مدافعت

نہین ہوسکتی تو ہم سے کیا چاہتے ہو۔ ذرا اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھو۔ پھر کچھ نصیحت ہوگی رستم اس جواب سے خاموش ہوگیا۔

حضرت سعدؓ نے جو رستم کی آمد سنی تو ایک تھوڑسی فوج حضرت عاصم بن عمرو کی سرکردگی مین اوسجانب روانہ کردی۔ رستم نے انکے مقابلہ اور روک ٹوک کیلئے سوار ونکا ایک دستہ بھیجدیا۔ یہہ خبر فوراً حضرت سعد کو دیگئی اونہون نے کچھہ اور جماعت اس سرپہ کی کمک کے لئے بھیجدی۔ حضرت عاصم نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوے فارسیونمین گھس گئے فارسی کچھہ تو نعرہ سے گھبراے اور کچھہ خود اونکو دیکھکر بالکل حواس باختہ ہوگئے اور بدحواسی بھاگ کھڑے ہوے۔ حضرت عاصم اس مختصر فتح کے ساتھہ اموال غنیمت لئے ہوے حضرت سعد بن ابی وقاص کیخدمت مین حاضر ہوگئے۔ حضرت سعد نے عجم کے لشکر کا رنگ ڈھنگ اور اوسکے نظم ونسق کی خبر لانیکے لئے کچھہ جاسوس مقرر کر رکھے تھے جو دم دم کی برابر خبرین لاکر دیتے تھے۔ اونمین سے حضرت معدیکرب اور حضرت طلیحہ بھی تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ یہہ دونون بزرگوار فارسیونکے لشکر کیجانب جارہے تھے۔ حضرت معدیکرب مصلحت وقت کے خلاف خیال فرماکر اپنے لشکر کیجانب واپس چلے آے مگر حضرت طلیحہ بھیس بدلے ہوے لشکر مین گھس گئے۔ وہان پہونچکر آپ نے کئی خیمونکی طنابین کاٹ ڈالین جو زمین پر آرہے۔ اس پھرتی سے آپنے یہہ کام کیا کہ جب تک کچھہ خبر ہوا آپنے ایک گھوڑا جو تھان پر بندہا ہوا تھا اوسکی رسی کھولکر اپنی باگ ڈور سے ہلگالی اور لیکر چلتے ہوے۔ ابھی لشکر سے باہر نہ نکلنے پاے تھے کہ اوس گھوڑیکا مالک جو نہایت شجاع افسر تھا اور ہزار سوار ونسے منہ موڑنیوالا تھا تعاقب مین انکے سر پر آپہونچا اور پہونچتہی برچھے کا ایک وار کیا۔ حضرت طلیحہ نے اوسکا وار خالی دیا جونہی وہ اپنے نیزہ کی جھونک مین

زمین کیطرف جھکا ہے کہ حضرت طلیحہ نے تلوار کا ایک ہاتھہ دیا۔ وہ وہین ٹھنڈا ہوکر رہگیا۔ اتنے مین غل شور جو ہوا تو اور دو سوار آپہونچے۔ اونمین سے بہی ایک کا خاتمہ اسیطرح ہوا دوسرے کی گردن آپ نے اپنے ہاتھہ سے زور سے پکڑی اور گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ گھوڑا فراٹے بہرتا ہوا لشکر سے نکلا حالانکہ اور کئی سوارون نے آپ کا تعاقب کیا لیکن نہ تو گھوڑا رکا نہ آپ کے ہاتھہ سے اوسکی گردن چھوٹی۔ حضرت طلیحہ اس ایک لاکھہ بیس ہزار لشکر مین سے صاف نکل آے اور کوئی بہی کچھہ نہ کرسکا۔ سب منہ دیکھتے کے دیکھتے رہگئے۔ حضرت طلیحہ اس نصرت و غنیمت کے ساتھہ حضرت سعدؓ کی خدمت مین آے۔ تمام ماجرا بیان کردیا اور کہا کہ اوس لشکر کی پوری کیفیت اس قیدی سے معلوم ہوگی۔ ترجمان بلایا گیا اور اس سے گفتگو شروع ہوئی۔ اسنے کہا کہ لشکر کا حال مین جب کہونگا جب حضرت طلیحہ کے وصف شجاعت سے فارغ ہوجاؤنگا۔

خورد من زشست نا خدنگے کہ واہ واہ	خون از دلم چکید برنگے کہ واہ واہ

یہہ وہ شخص ہے کہ اسکی برابر بہادر میری اسقدر عمر آئی مین نے کہین نہین دیکہا۔ ہمارے لشکر کے دو افسر جو طاقت مین دو ہزار سوارونکی برابر مانے جاتے تہے اور میرے چچازاد بہائی تہے اسکا کچھہ بہی نہ کرسکے اور ایک ایک ہاتھہ کے نکلے۔ خود مین جو اپنے لشکر مین اون ہی کا ہم پلہ خیال کیا جاتا ہون اسیر و قیدی ہوکر انکی دست بُرد سے بچا ہون۔ پہر اُسنے اوس لشکر کی وہ حالت بیان کی۔ جو جاسوسون کے ذریعہ سے بہی اچھی طرح سے معلوم نہ ہوسکتی تہی حضرت سعد کا ارادہ تہا کہ اوسکو عہم کے لشکر مین واپس کردیا جاے مگر وہ حضرت طلیحہ کی شجاعت اور اس تہوڑیسی گفتگو مین اخلاق اسلامی پاکر اسلام کا اسدرجہ مفتون ہوا کہ اس بات پر راضی نہوا اور بخوشی خاطر مسلمان ہوگیا۔

زبس حکایت حسنت شنید ام جانان		کنون کہ دیدمت الحق ہزار چندانی

حضرت سعدؓ نے اوسکا اسلامی نام مسلم رکھا۔ مسلم نے اسوقت سے اپنے خلوص ایمان کا ایسا امتحان دیا کہ اسی جنگ قادسیہ مین بہت سی ناموریان حاصل کین اور تا بزیست ہر موقع پر نہایت جانبازی کے ثبوت دئے۔

رستم نے حیرہ سے کوچ کرکے قادسیہ مین اپنی مورچہ بندی شروع کردی۔ اس سے فارغ ہوکر بھی کچھ چھیڑ چھاڑ شروع نہین ہوئی۔ رستم کچھ اسدرجہ اہل اسلام سے خائف ہورہا تھا کہ باوجود یزدجرد کی سخت تاکیدون کے لڑائی کو ٹالتا ہی جاتا تھا۔ مورخین نے اسکے خوف کے بہت سے اسباب نقل فرمائے ہین۔ اونمین سے ایک یہہ بھی کہ مدائن سے چلکر جب ساباط مین مقیم ہوا ہے تو رستم نے اپنے بہائی کو جو اپنے وقت کا نجوم مین یگانہ خیال کیا جاتا تھا اپنا عزم جنگ اور مسلمانونکا زور شور لکھہ بھیجا۔ جسکا جواب یہ آیا مجھے اپنے علم سے یہہ معلوم ہوا ہے کہ عرب بہت ہی جلد تمام اون سرزمینونکی جنہیں تمہارا قبضہ ہے مالک ہوجاوینگے اور کسیکے بنائے کچھہ نہ بنیگی۔ جہانتک ممکن ہو لڑائی مین طرح دیجائے ورنہ خیر نہین۔ اس جواب سے رستم کا دل بیٹھہ گیا تھا اور وہ لڑائی مین ڈھیل ڈالے جاتا تھا۔

شوق دیدار فکر سر بھی ہے		اب ادھر بھی ہے دل ادھر بھی ہے

اوس کا یہہ بھی خیال تھا کہ شاید عرب اس غیر ملک مین خود ہی تنگ آکر واپس ہوجاوینگے اور بغیر لڑے بھڑے مقصود حاصل ہوجاویگا۔ حضرت عمرؓ کو جب ان واقعات کی اطلاع دیجاتی تھی تو برابر حکم آرہے تھے کہ لڑائی مین جلدی ہرگز نہ کیجاوے۔

حضرت سعد بڑی مشکل سے تمام جنگ آوران اسلام کو روکے ہوے تھے۔ تمام لشکر

اسلام کی حالت بالکل اوس شیر کی سی ہو رہی تھی جو اپنی کمینگاہ مین حملہ کرنیکے لئے مستعد بیٹھا ہو اور عنقریب حملہ کیا چاہتا ہو۔

الغرض رستم نے قادسیہ پہونچکر مقام عتیق مین اپنے خیمہ نصب کرائے۔ دوسرے روز علی الصباح نہر کے پل پر کھڑے ہو کر جہانسے لشکر اسلام بالکل سامنے تھا ایک آدمی زہرہؓ کو اپنے مقابلہ پر کھڑا ہونے اور اونسے کچھ گفتگو کرنیکی غرض سے عساکر اسلام مین روانہ کیا۔ حضرت زہرہؓ تن تنہا اوس مقام پر آکھڑے ہوے جہانسے رستم بالکل سامنے تھا۔

رستم نے تمام وہ سخت لفظ گویا اپنی یاد سے بھلا دئے جو یزدجرد نے سفراے اسلام سے استعمال کئے تھے بلکہ اوسکے برعکس نہایت نرمی سے اسطرح آغاز کلام کیا۔

رستم ۔ دیکھو تم ہمارے پڑوسی ہو۔ ہم ہمیشہ تمہارے ساتھہ سلوک کرتے رہے ہین۔ ہر طرحسے ہم نے تمہاری خبرگیری کی ہے۔ تم کو یاد ہوگا کہ ہم تمہارے ساتھہ کیسے پیش آیا کرتے تھے۔ تمہارے وظائف ہم نے مقرر کر رکھے تھے۔ اب تمکو کیا ہو گیا ہے جو اپنی پہلی روش بالکل بھولے جاتے ہو۔

کہون کیا خوبی اوضاع اتباع زمان غالب	بدی کی اوسنے جس سے ہمنے کی تھی بارہا نیکی

اگر کہو تو اب بھی ہم تمہارے لئے وہ سب سامان مہیا کر سکتے ہین۔

زہرہؓ ۔ تمہاری اس گفتگو کا مطلب کیا ہے۔ کیا تم یہہ سمجھتے ہو کہ ہم دنیا طلبی کیلئے یہان آے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ یہہ بالکل تمہاری خام خیالی ہے۔

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر	
	جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

رستم ۔ پھر آخر تمنے یہان کیونکر تکلیف کی۔

زہرہؓ۔ ہم آخرت بنانے آئے ہین۔ ہماری وہی حالت تہی جو تمنے بیان کی لیکن زمانہ ایک رنگ پر نہین رہتا۔ ہماری بدبختی انتہا کو پہونچ گئی تہی۔ آخر ہماری قسمت نے پلٹا کہایا۔

تنزل مین ترقی ہے۔ ترقی مین تنزل ہے		تماشہ دیکہہ غافل ماہِ نو کا ماہِ کامل کا

پروردگار عالم نے ایک سچا نبیؐ ہماری ہدایت کے واسطے بہیجا جسنے ہمکو دین حق کیجانب بلایا ہم نے اوسکو دل وجانسے قبول کرلیا۔ اوس سچے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص سرکشی اور عناد اختیار کریگا اور اس دین حق سے روگردان ہوگا اوسکی سرکشی کو اللہ تعالیٰ توڑدیگا۔ تمکو فتح ہوگی۔ وہ ذلیل ہوگا اوسکے ممالک مقبوضہ سب تمہارے ہاتہہ آوینگے۔ سچے دین کیوجہہ سے تم ہر جگہہ مظفر ومنصور رہوگے۔

رستم۔ کیا خوب عقل ہے۔ ہماری اس جرار فوج کو دیکہو اور اپنی تہوڑیسی جماعت کو غور کرو۔ بہلا یہہ اونٹ کی ڈاڑہہ مین زیرہ بہی ہین؟ تم باین بے سروسامانی ہمارا کرکیا سکتے ہو۔

زہرہؓ۔ اس خیال مین نرہنا۔ جب ہمارا دین سچا ہے اور اللہ تعالےٰ شانہ ہمسے وعدہ کرچکا ہے تو یہہ لاؤلشکر تمہارا رکہا ہی رہیگا۔

وھل من قضاء اللہ فی الناس ھارب		وھل لقضاء اللہ فی الناس غالب
وھل یدفع الانسان ماھو واقع		وھل یعلم الانسان ماھو کاسب
اذا اللہ لم تحرزلک مما تخافہٗ		فلا الدرع مناعٌ ولا السیف قاضب
اگر خواہش کردگار بلند		چنانست کاید بتو ہر گزند

بتدبیر اندیشۂ خود بکار		نیاری کہ از وے شوی رستگار	
کہ کارے خدائی نہ کارِ تست خورد		قضائے نبشتہ نشاید سترد	

رستم۔ وہ کونسا دین ہے جسکے رنگ مین تم اسقدر رنگے ہوے ہو۔

زہرہؓ۔ وہ دین اسلام ہے جسکی بنا ان دو باتونکے دل و زبان سے گواہی دینے پر ہے لا الہ الا اللہ خدا تعالیٰ شانہٗ کی وحدانیت محمد رسول اللہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت۔ یہی دین حق ہے۔

رستم۔ اس شہادت کے سوا کچھ تمہارے دین مین کرنا بھی پڑتا ہے۔

زہرہؓ۔ انسان جسقدر بہی ہین ہمارے خیال مین سب ایک ہی درخت کی شاخین ہین۔ اسلئے ہمارے دین کا بہت بڑا کام یہہ ہے کہ رسم بت پرستی تمام جہان سے بالکل مٹا دیجاوے۔ معبود حقیقی کے سب پیارے بندے اوس کے سچے پرستار بن جاوین۔

نہ کور باطن ہوائے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر	
	خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر

رستم۔ اگر ہم تمہارے دین کو قبول کرلین تو کیا بے لڑے جہگڑے تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ گے۔

زہرہؓ۔ ہم واللہ بلا تعرض اپنے ملک کو واپس چلے جائینگے۔

رستم یہہ گفتگو کرکے اپنے خیمہ مین چلا آیا اور زہرہ نے اپنے لشکر مین پہونچکر ساری گفتگو حضرت سعد سے بیان کردی۔ رستم نے خیمہ مین جاکر تمام امرائے دربار کو طلب کرکے زہرہؓ کی گفتگو کا اعادہ کیا اور کہا کہ ہمارے اسلام قبول کرلینے مین کیا حرج ہے یہہ مفت مین جو

جانبین سے خون کی ندیان بہ رہی ہین یہہ سب بند ہوجاوینگی اور پھر دین کے اصول جو اس شخص نے اپنی گفتگو مین بیان کئے ہین قابل تو اسکے ہین کہ بدل وجان اونکو قبول کرلیا جاوے۔ کہو تمہاری کیا رائے ہے۔

ایرانیونکی عقلو پہ پتھر پڑے ہوے تھے۔ حق سمجھنے کے تمام راستے مسدود تھے۔ کینہ وعداوت نے اونکو بالکل اندہا کردیا تھا وہ بالکل اس گفتگو کی تہہ تک نہ پہونچے اور اونہون نے رستم کا میلان خاطر اسلام کیجانب جو دیکھا تو عرب اور دین عرب کی تحقیر شروع کردی اور نہایت ترش روئی کے ساتھہ مجلس سے اوٹھنا شروع کیا۔ تھوڑیسی دیر مین مجلس کچھہ طے پاسے بغیر بالکل درہم برہم ہوگئی۔

وہ اپنی خو نچھوڑینگے ہم اپنی وضع کیون بدلین	سبک سر بنکے کیا پوچھین کہ ہمسے سرگران کیون ہو

رستم چونکہ لڑائی سے جی چراتا تھا اسلئے اوسنے پھر صاف صاف مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع کی اور ایک دفعہ صلح کی اور کوشش کرکے حضرت سعدؓ کے پاس پیام بھیجا کہ ہمارے پاس اپنے لشکر کا کوئی قابل اعتبار آدمی بھیجدو جو ہم اوس سے صلح کی بابت گفتگو کرین۔ جب حضرت سعد کے پاس یہہ پیام پہونچا تو بعض کی رائے ہوئی کہ کئی شخص بھیجے جائین لیکن حضرت ربعیؓ بن عامر نے کہا کہ ایک ہی شخص کافی ہے۔ اکیلا مین ہی اس کام کو انجام دیسکتا ہون۔ چنانچہ یہی مامور کئے گئے۔ آپ جس ہئیت سے تشریف لے چلے ہین وہ نہایت عجیب وغریب ہے۔ آپ کے اونٹ کا عرق گیر آپ کی مزرہ تھا۔ ایک دھجی سر سے بندہی تھی۔ تلوار کے نیام پر بھی کچھہ چیتھڑے باندھ لئے تھے ایک رسی کے ٹکڑہ کا آپ کا پٹکا تھا۔ اس ساز وسامان سے گھوڑے پر سوار ہوکر آپ چلے۔ ابھی پُل ہی پر پہونچے ہونگے کہ انکے آنیکی رستم کو اطلاع دیگئی۔ اوسنے بڑے ساز وسامان سے

دربار آراستہ کیا۔ دیبا وحریر کا فرش اوسپر رومی قالین۔ زرین گاؤتکیہ جن مین موتیونکی جھالرین تھین اور زربفت کے غلاف پڑے ہوے تھے۔ صدر مین زرین تخت تھا جسپر رستم نہایت شان وشوکت اور کرّوفر سے بیٹھا تھا۔ اوسکے داہنے بائین بڑے بڑے امرا دربار کی رونق بڑہا رہے تھے۔ حضرت ربعی خیمہ کے قریب پہونچکر گھوڑے سے اوترپڑے اور اوسکی باگ ڈور خیمہ کی طناب سے اٹکا دی اور مسلح ہی اندر جانا چاہا۔ درباریون نے حسب قاعدہ ہتھیار رکھنے کے واسطے کہا آپ نے فرمایا کہ مین اپنی خوشی سے نہین آیا ہون جو تمہارے قواعد کی تعمیل کرون۔ بلایا ہوا آیا ہون اگر میرا اسطرح آنا منظور نہین تو مین واپس چلا جاؤنگا۔ درباریون نے رستم سے عرض کیا۔ اوسنے مسلح ہی آنے کی اجازت دیدی۔ آپ دلیرانہ اونکے تمام سامانونکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے سیدہے تخت کیجانب بڑہے چلے گئے۔ چلتے مین آپ نے اپنے نیزہ کو اپنا عصا بنایا تھا اوسکو ٹیکتے ہوے آہستہ آہستہ تخت تک گئے جس کی نوک کی تیزی سے تمام فرش کا کٹ پھٹ کر ستیاناس ہوگیا تخت کے پاس پہونچکر آپ نے رستم کے برابر بیٹھنے کا قصد کیا لوگون نے روکا۔ آپ نے فرمایا کہ میری کوئی غرض تمسے اٹکی نہ تھی مین تو بلایا ہوا آیا ہون جہان بیٹھنا چاہون مجھکو بیٹھنے دو ورنہ مین چلا جاؤنگا۔ ہمارے مذہب مین یہہ بات سخت ممنوع ہے کہ ایک شخص تو خدا بنکر صدر مقام مین بیٹھے اور دوسرے لوگ اوسکے پائین مین بندے بنکر کھڑے یا بیٹھے ہون۔ رستم نے اشارۃً منع کر دیا کہ اس شخص کے افعال سے کچھ تعرض نہ کیا جاے۔ حضرت ربعی یہہ کہتے ہوے کہ ہمارے مذہب مین ایسے مکلف فرشونپر بیٹھنے کی سخت ممانعت ہے جس سے فروتنی پیدا ہو ہم تیرے اس مکلف فرش پر نہین بیٹھتے ہمارے لئے خدائی فرش ہی ایک بہت بڑے تخت کی برابر ہے۔

خود ہی تخت کے نیچے اپنے نیزہ سے فرش کو کاٹ کر خالی زمین پر بیٹھ گئے۔

رستم نے عبود حیرتی ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کرایا کہ تمہارے یہان آنیکی اصل غایت کیا ہے۔ حضرت ربعی نے فرمایا کہ ہماری اصل غرض یہہ ہے کہ کفر و شرک کا اندہیرا جہان کہین بہی ہو ہم اسلام کی روشنی سے اوسکو بالکل کافور کر دین۔ جو جو مظالم تمام دنیا مین ہو رہے ہین بندگان خدا کی جانین ان عذابونسے چہوڑائین۔ ہم اس دہن کے ایسے پکے ہین کہ سر جانیکی بہی پرواہ نہین کرتے۔ فتحیاب ہونگے تو اللہ کے سچے دین کو پہیلائینگے اگر شہید ہوے تو سیدہے جنت پہونچینگے۔ سواے ان دو صورتون کے ہمارے یہان کوئی اور تیسری صورت نہین مگر یہہ سب اوسوقت ہے جب مخالف سرکشی کرتا چلا جاے اور اسلام و جزیہ کے شقون مین سے کسی شق کو قبول نکرے۔

ما صف آرائے نیاریم و تو لشکر کش ناز	داری ارداعیہ جنگ بہا بسم اللہ
جنگ کردن چہ مناسب کہ دوسر داشتہ است	غور فرماز در صلح در آ بسم اللہ

رستم نے کہا کہ مین اب اچہی طرحسے تمہارے مقصد سے واقف ہو گیا ہون اسکا جواب جب تک کہ مین خود نہ سوچ لون نیز ارکان سلطنت سے مشورہ نہ کر لون دے نہین سکتا۔ کیا آپ مجہے کچہہ مہلت دیسکتے ہین۔ حضرت ربعی نے فرمایا کہ ہان تین روز کی تمکو مہلت دیجاتی ہے اس عرصہ مین جو فیصلہ تمہاری طبیعتین کرلین اوسکی ہمکو اطلاع دیدینا۔ رستم نے کہا کہ یہہ مدت بہت کم ہے مجہے پایہ تخت کو لکہنا پڑیگا وہان بہی جب کوئی امر مشورہ سے طے پا چکے گا اوسوقت مجہے اطلاع دیجائیگی۔ یہہ سب کچہہ تین دن مین نہین ہو سکتا۔ حضرت ربعی نے فرمایا۔ اس سے زیادہ کی اجازت ہمکو جناب رسالت سے نہین تم ان ہی تین دن مین یہ فیصلہ کر لو کیا تو اسلام یا جزیہ یا پہر چوتہے روز تلوار۔ جزیہ کی صورتمین

ہم تمہارے یاور و مددگار رہینگے۔ تمہاری جان و مال کی حفاظت کرین گے اور لڑنیکی صورت مین ہم تمکو ضرور زیر کرینگے۔ یہہ صرف میرا ہی قول نہین تمام لشکر کا مقولہ سمجھو۔ رستم نے کہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ ہی اس سارے لشکر کے سردار ہین۔ جو آپ ہر بات زور دیکر فرما رہے ہین۔ حضرت ربعی نے فرمایا کہ مسلمان جسقدر بھی ہین سب ایک ہین جو ایک کا قول وہی دوسرے کا۔ ایک مسلمان کا وعدہ گویا سب ہی مسلمانونکا قول ہے اوسکے ایفا کی ہم مین سے ہر ایک ایسی ہی کوشش کریگا جیسا کہ خود وعدہ کرنیوالا۔ ہم مین ادنےٰ و اعلیٰ کی وہ امتیاز نہین جیسی کہ تمہارے یہان ہے۔ ہمارے یہان کا ادنیٰ شخص اعلیٰ کیجانب سے اجازت دے سکتا ہے۔

رستم اور اوسکے تمام ارکین دربار اس تقریر کو سنکر جسکے لفظ لفظ سے اونکے کان مطلق آشنا نہ تھے بالکل دنگ رہگئے۔ حیرت سے ہر ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا۔ اس اثنار مین دربار ہی بار بار حضرت ربعی کی تلوار کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے اور کہہ رہے تھے کہ باین بودگی فارس فتح کرنے چلے ہین لیکن جب آپ نے اوسکے چمڑے ہٹاکر تلوار میان سے نکالی ہے تو ایک بجلی سی کوند گئی۔ سب کی آنکھین چوند ہیا گئین اور اوسکی آزمایش کے لئے جب ڈھالین سامنے لائی گئی ہین تو آپ نے سب کی پرخچے اوڑا دئے۔ ایک نے کہا کہ جناب آپ کے نیزہ کا پھل بہت ہی چھوٹا ہے۔ نیزہ کیا ہے تکلہ ہے۔ لڑائی کے وقت کیا کام دیتا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ اعدائے دین کے کلیجونمین پہونچکر ہی دم لیتا ہے۔ اسکا پھل ہے تو چھوٹا مگر آگ کی چنگاری ہے ایک دم مین شہر بہر کا صفایا کر دیتا ہے۔ اسیطرحکی نوک جھوک کے بعد حضرت ربعی گھوڑے پر سوار ہوکر بے تکلف اپنے لشکر مین تشریف لے آئے۔ (ابن اثیر۔ بدائع الاسلام)

رستم نے انکے تشریف لیجانیکے بعد ایک مجلس خاص منعقد کی اور بڑے بڑے افسرونکو خطاب کرکے کہا۔ دیکھا مسلمان عرب کس بے باکی سے گفتگو کر رہا تہا۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ ایک نے کہا کہ یہہ لڑائی کیا جانے۔ صورت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ کس قدر غیر تربیت یافتہ اور وحشی تہا۔ دوسرا بول اوٹہا۔ تمام فرش کا ناس کرگیا۔ تیسرے نے کہا آپ کی تلوار بہی دیکہی۔ یہہ بہلا کیا لڑینگے۔ نیام تک تو درست نہین۔ رستم ان فضولیات کو سنکر جہلا اوٹہا اور کہا۔ افسوس۔ تمہاری عقل کہان گئی۔ اوسکی ظاہری شکل وصورت تو تم نے دیکہی مگر اوسکی عاقلانہ باتونپر غور نہین کیا۔ اوسکے زور تقریر کو نہین دیکہا۔ اوسکے خیالات دیکہو۔ کسقدر سنجیدہ اور صاف و بے باک ہین۔ وہ تمہاری طرح سے بد باطن ظاہر آراستہ نہین۔ یہ عرب ہین۔ عرب۔

	بہ بین تو ہمت رندان بے سروپایان		کہ ہر دو کون نیرزد بپیش شان یک کاہ

رستم نے دوسرے روز گفتگوے صلح کے واسطے حضرت ربعی کو بلا بہیجا۔ اس مرتبہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حذیفہ بن محصن کو روانہ فرمایا۔ گئے تو حضرت حذیفہ بہی قریب قریب اوسی وضع مین تہے جسمین حضرت ربعی تشریف لے گئے تہے مگر یہہ حضرت گہوڑی پر سے نہ اوترے اور گہوڑے کی ٹاپونسے فرش کو روندتے ہوے سیدہے رستم کے پاس جا پہونچے۔ رستم نے کہا کل والے حضرت کہان رہے۔ حضرت حذیفہ کا انداز کلام اور تقریر کے تیور وہی تہے جو حضرت ربعی کے تہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے یہان نرم گرم کا انصاف ہے کل اونکی باری تہی آج ہماری نوبت ہے۔

رستم نے کہا کہ ہمکو اس معاملہ مین سوچنے کے لئے کسقدر مدت دے سکتے ہو حضرت حذیفہ نے فرمایا کل تو گذر گئی دو روز اور۔ رستم یہہ سنکر چپ رہگیا حضرت حذیفہ نے

گھوڑیکی باگ اوٹھادی - سیدھے اپنے لشکر مین چلے آئے اور سارا ماجرا بیان کر دیا -

رستم نے پہر ارکان دربار کو طلب کر کے کہا - دیکھو - اسلامی اتحاد کو جو کچھ باتین ربعی نے کہی تھین وہی آج اس شخص کی زبانسے نکل رہی تھین - جانبازی انکی صورتوںسے ٹپک رہی ہے - کوئی چیز انکے خیال کو دور نہین کرسکتی - ایسی قوم سے لڑنیکا جو نتیجہ ہے وہ تم خود ہی اگر غور کرو تو دریافت کرسکتے ہو - انکا دین یا جزیہ کیون نہ قبول کرلیا جاوے - افسران دربار رستم کی زبانسے ان کلمات کو سنکر نہایت طیش مین آگئے اور کہا کہ یا تو یہہ ہمارے دست نگر تھے یا اب ایسے ہوگئے کہ اولٹا ہم اونکو خراج دینگے - اب اولٹے بانس پہاڑکو چڑھنے لگے نہ ہم جزیہ قبول کرسکتے ہین نہ انکا دین - آپ کو لڑائی کی اسقدر فکر کیون ہے آپ دیکھہ لیجئے گا کہ پہلی ہی لڑائی مین ہم انکا فیصلہ کردینگے - رستم انکی حماقت پر کف افسوس ملکر خاموش ہوگیا

نہال سرکش وگل بیوفا ولالہ دو رنگ	درین چمن بچہ اُمید آشیان بندم

دوسرے روز پہر رستم نے حضرت سعدؓ کے لشکر سے گفتگو سے صلح کی غرض سے ایک مرد معتمد کو بلا بھیجا - اس مرتبہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تشریف لیگئے - ایرانیون نے اس روز بہ نسبت اور دونکے اپنے دربار کو خوب ہی سجایا تھا - تمام درباری لباس زرکار - تاجہائے مرصع سے آراستہ ہوکر اپنے اپنے مراتب کے موافق کرسیون پر بیٹھے تھے - ایک پرتاب تیر تک دیبائے رومی کا اعلیٰ درجہ کا فرش بچھایا گیا تھا -

مسلح سپاہی دو رویہ صفین باندہے کھڑے تھے - انکی زرہون اور خودونکی چمک دمک سے تمام دربار جگمگا رہا تھا -

حضرت مغیرہ گھوڑے سے اوتر سیدھے رستم کیطرف بڑہے چلے گئے اور اوسکے زانو سے زانو بڑہا کر بیٹھگئے - چوبدارون نے اس ترک ادب کو دیکھکر تخت سے اوتار دیا

دلاتا بزرگی نیاری بدست	بجاے بزرگان نباید نشست

حضرت مغیرہ نے فرمایا کہ تخت پر بیٹھنے سے نہ تو میرا مرتبہ کچھ بڑہا نہ تمہارے مرتبہ مین کچھہ داغ لگا ہمارے نزدیک تخت اور فرش سب یکسان ہین - آجتک تو مین تمہاری حماقتونکی بہت ساری حکایتین سنا کرتا تھا لیکن میرالیقین ایسا نہ تہا - آج مین نے چشم خود دیکھہ لیا - مین اپنی خوشی سے یہان نہین آیا بلکہ بلایا ہوا آیا ہون - مین جہان بیٹھہ جاتا بیٹھنے دیتے - مہمان کے ساتھہ یہی سلوک کیا جاتا ہے ؟

تنگ کیون کرتے ہو مہمان بلاکر ہمکو	یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

مجھے مطلق خیال نہ تہا کہ تم مین سے بعض خدا ہین اور بعض بندے ہماری یہان بالکل یہ ستو نہین اس بے عنوانی پر قسم کہا کر کہتا ہون کہ ایسی قوم جسمین بادشاہ خدا بن بیٹھے ہرگز سرسبز نہین ہوسکتی بہت جلد ایسی سلطنت کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے - اگر یہی حالت ہے تو تم اس نتیجہ کے منتظر رہو اور وہ وقت بالکل قریب ہے جو تمہاری شامت اعمال تمکو آخری درجہ پر پہونچاے - مترجم نے جب اس تقریر کا ترجمہ کیا ہے تو تمام دربار پر ایک خاص اثر پڑا بلکہ بعض کی زبانسے تو بے اختیار نکل گیا کہ قسم بخدا - عربی سچ کہتا ہے - ہم جیسا وحشی انکو خیال کرتے تہے ویسے نہین - یہہ ہماری غلطی تہی - (ابن اثیر کتاب الخراج)

رستم نے جو یہہ رنگ دیکھا تو اس کو چھوڑ کر اصل گفتگو چھیڑ دی - اپنی شان و شوکت - یزدجرد کا سلطانی داب - خوب خوب ملمع کاری سے بیان کیا اور آخر مین اپنے احسانات یاد دلاے جو عرب کے ساتھہ وقتاً فوقتاً کئے تہے - ساتھہ ہی اسکے پہلی حالت بہی انکے پیش نظر کی کہ تم قحط و تنگی کے زمانہ مین ہمارے پاس کس حالت سے آتے تہے - ہمارا اوسوقت تمہارے ساتھہ کیا سلوک ہوتا تہا - ہمارے یہان تمہارے لئے نہ دراہم کی کمی تہی اور نہ غلہ

اور خچر و نکی۔ یہی ہمارے احسانات ہمکو روکے ہوے ہین۔ وہ ہاتھہ جو تمہارے ساتھہ ہمیشہ سلوک کرتے رہے ہین یکبارگی کیسے تمہارے خون مین رنگے جاسکتے ہین۔

چوب را آب فروی نبرد حکمت چیست	شرم دارد ز فرو بردن پرورد ۂ خویش

اب بہی کچہہ نہین بگڑا ہے۔ جس جس چیز کی تمکو ضرورت ہو ہم سے بیان کرو ہم تمکو قدر ضرورت سے بہی زائد دینگے۔ تم اس سب سامان کے ساتھہ خوش خوش اپنے وطن واپس چلے جاؤ ہم بہی تمہارے ساتھہ کسی قسم کا تعرض نکرینگے۔

حضرت مغیرہ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ پروردگار عالم کے کل کام حکمت سے ہوتے ہین۔ وہ جو کچہہ کر رہا ہے ہزارون لاکہون حکمتین اوس مین مضمر ہین ہر شخص کو اوس سے آگاہی نہین۔

بروای کافر خود بین کہ ز چشم من و تو	راز این پرده نہانست و نہان خواہد بود

اوسکا فضل ہے کہ وہ بعض حکمتین ہمکو بہی بتلا دیتا ہے۔ واقعی ہماری پہلی حالت یہی تہی بلکہ اس سے بہی کچہہ درجہ بڑہکر لیکن زمانہ کی رفتار ایک سی نہین۔ سختی ہوتی ہے سختی کے بعد آسانی آتی ہے۔ آسانی ہوتے ہی پہر سختی آتی ہے۔ کبہی ارزانی ہے تو کبہی قحط۔ ہمارا ادبار انتہا کو پہونچ گیا تہا۔ اوسنے اپنے فضل سے اپنا پیارا حبیب ﷺ روحی فداہ ہماری ہدایت کے واسطے مبعوث فرمایا۔ اُنکے فرمان عالیشان کو قبول کرتے ہی ہماری کایا پلٹ گئی تم نے جو کچہہ ہمارے ساتھہ کیا ہے ہمکو اوسکا انکار نہین۔ لیکن اگر تم نے اس حکومت و سلطنت کا شکر ادا کیا ہوتا تو ہرگز تم آج یہہ دن نہ دیکہتے۔ شکر کیا تہا۔ منعم حقیقی کا اقرار اوسکے احکام کا اتباع۔ افسوس تم نے اسطرف بالکل توجہ نہین کی اور بالآخر تمکو خواب غفلت سے چونکا دینے کی ضرورت ہوئی پس ہم چونکانے کے واسطے آے ہین۔ اب مین

وہی تین چیزین پیش کرتا ہون جو مجھسے پہلے دو شخصون نے پیش کی تھین اسلام یا جزیہ۔ اور یہہ دونون نہین تو تلوار۔ ہم بغیر ان تین چیزونکے قبول کرائے تمہاری سرحد سے نہ ہٹینگے۔ چاہو ہمارے ٹکڑے اڑجائین۔ ہم کو مرنیکا کچھہ خوف نہین۔ ہماری قلیل تعداد بھی جو بچ رہیگی وہ اس ملک کے لینے کے لئے کافی ہے۔ رستم کے اس تقریر سے آگ لگ گئی۔ اوسنے کہا مجھکو قسم ہے۔ مین تم سبکو کل اسی خاک کا پیوند کرونگا اور جاؤ یہی اپنے سردار کو سنا دینا حضرت مغیرہؓ لشکرگاہ مین آرہے تھے کہ رستم نے ایک شخص انکے پیچھے دوڑایا۔ اوس نے انسے کہا کہ رستم کہتا ہے کل تمہاری ایک آنکھہ اس سخت کلامی کی پاداش مین پھوڑی جائیگی آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے آیندہ کفار سے مقاتلہ کی آرزو نہوتی تو مین کہتا کہ اس کا خیر مین میری دونون آنکھین چلی جائین تب بھی کچھہ پرواہ نہین جاؤ کہدینا مغیرہ ان گیدڑ بھبکیون مین آنے والا نہین۔

آپکی جسمین ہو مرضی وہ مصیبت بہتر	آپکی جسمین خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

حضرت مغیرہ نے لشکر مین پہونچکر ساری کیفیت حضرت سعد کے روبرو بیان کی۔

حضرت مغیرہ کے چلے جانے کے بعد رستم نے پھر اہل دربار سے مشورہ کیا مگر آج رستم کا غصہ بٹہر کا ہوا تھا صلح و آشتی کی سب راہین بند کردی گئین اور لڑائی پر فیصلہ ہوا۔ حضرت سعدؓ نے اتمام حجت کی غرض سے کچھہ سفیر رستم کے پاس اور روانہ کئے اونہون نے پہونچکر کہا۔ ہمارا سردار تمکو ایسی صلاح دے رہا ہے جسمین تمہاری بہی اصلاح ہے اور ہماری بہی۔ تم کیون اونکی بات کو بسمع قبول نہین سنتے۔ تمہارا ملک تمہارے قبضہ مین رہیگا۔ ہم بخیر و عافیت اپنے وطن کو واپس چلے جائینگے۔ ناحق بندگان خدا کا خون بہانا نہین معلوم کہانکی دانشمندی ہے۔ ہم ہر وقت تمہارے معین و مددگار رہینگے جب ضرورت ہوگی

ہم یہان موجود ہوجائینگے۔اب بہی ہوش مین آجاؤ۔رستم جہلایا ہوا تہا۔اوسنے کہا
کہین تمہاری حالت بکہیونکی سی نہو کہ یا تو شہد تک پہونچنے کی تمنا ئین کر رہی تہین
یا جب اوس مین پہونچگئین تو لینے کے دینے پڑ گئے۔ہمارا ملک ہماری زمین دوچار مرتبہ
ہم نے آنے دیا تو چاٹ لگ گئی۔تم ہمارا کر ہی کیا سکتے ہو۔سفرا اسلام نے اولا تو وہی
تقریر کی جو پہلے حضرات نے کی تہی اوسکے بعد کہا کہ تمہاری حالت بالکل اون باغبانون
کی سی ہے جنکو مالک باغ نے محض حفاظت باغ کے واسطے رکہا تہا اب وہ اپنی ہی
ملکیت کا دعوی کر بیٹہے۔مالک نے دوسرے باغبان طلب کرکے اونکو مقرر کر دیا اور
انکو نکال باہر کیا۔بیشک تمہارا انجام یہی ہونا ہے۔رستم نے غصہ مین بہر کر انکو واپسی کا
حکم دیدیا۔انکے واپس ہوتے ہی اعلان جنگ دیکر حضرت سعد کے پاس پیام روانہ کیا
کہ یا تم اسپار آؤ یا ہم کو دوسرے پار آنیکی اجازت دو۔حضرت سعد کے پاس سے جواب آیا
کہ تم ہی خود اس پار آجاؤ۔رستم اگرچہ لڑائی ٹالتا جارہا تہا مگر اب سر ہی پر آگئی تہی اوس نے
فورا تمام لشکر کی کمر بندی کا حکم دیدیا۔حضرت سعد کا پیام رستم کے پاس شام کو پہنچا تہا
اوسکا ارادہ تہا کہ اسی وقت پل سے اوتر کر اونکے مقابل صف آرا ہو مگر پل پر حضرت سعد
قابض ہو چکے تہے۔جب یہہ خبر لگی تو آپ نے کہلوا بہیجا کہ قنطرہ کیجانب ہرگز رخ نہ کرنا ہم
جس چیز پر قابض ہو چکے ہین اوسکو ہرگز واپس نہ دینگے۔اب ناچار رستم کو اپنا کوچ شب بہر
کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔نہر کے پاٹنے کا حکم دیا گیا۔دوسرے دنکی دوپہر نہ ہونے پائی تہی کہ
نہر کا اسقدر حصہ مٹی۔بانس وغیرہ سے پٹ گیا جسکو فوج عبور کر سکے۔رستم نے اوسیوقت معہ
لشکر جرار نہر عبور کر کے حضرت سعدؓ کے مقابل مین صف آرائی شروع کر دی۔آگے پیچھے
تیرہ صفین قائم کین۔جالینوس کو اپنے اور میمنہ کے مابین اور فیروزان کو اپنے اور میسرہ کے درمیان

افسر مقرر کیا۔ ہاتھیونکا آدہا گروہ قلب مین اپنے پاس رکھا اور چوتھائی میمنہ مین اور اتنا ہی میسرہ مین اور خود سامان جنگ سے خوب آراستہ ہوا۔ ہتھیار لگائے۔ سر پر خود رکھا دوہری زرہین پہنین پہر اسپ خاصہ پر بغیر رکاب کے سہاری کے سوار ہوکر جوش مین کہا کہ دیکھنا۔ عرب کو کیسا چکنا چور کرتا ہون۔ کسی نے کہا۔ اگر خدا چاہے۔ اوس کم بخت نے کہا۔ اگر خدا نے نہ بھی چاہا تب بھی۔

ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخاست	بغیر مصلحتش رہبری کند ایام
کبوترے کہ دگر آشیان نخواہد دید	قضا ہمے برد او را بسوئے دانۂ دام

یہان سے لیکر مدائن تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کچھہ آدمیونکی ڈاک بٹھادی کہ جو واقعہ پیش آئے موقع جنگ کا آدمی چلاکر کہے اوسکو سنکر دوسرے درجہ والا پہر اوسکے بعد والا اسیطرح سے دم دم کی خبر یزدجرد کو ملتی رہے۔ اوس زمانہ مین خبر رسانی کا ذریعہ یہی پیدا کیا گیا تھا۔

قادسیہ کی جنگ کئی روز تک رہی اور ہر روز سخت ہنگامہ ہوا ہے اس لحاظ سے اوسکا ہر دن ایک نئے نام سے مشہور ہے۔ ہم بالترتیب اوسکو ذکر کرتے ہین۔

یوم ارماث

عساکر اسلامیہ نے بھی رستم کی صف آرائی دیکھکر تیاری شروع کردی۔ حضرت سعد کو کچھہ تو عرق النسا اور کچھہ دنبلونکی شکایت تھی۔ چلنے پھرنے اور شریک جنگ ہونیسے معذور تھے اسوجہ سے حضرت سعد ایک قدیم شاہی محل کے بالاخانہ پر میدان کے جانب رُخ کرکے تکیہ کے سہارے سے بیٹھہ گئے۔ یہہ محل ایسے موقع پر تھا کہ تمام میدان کارزار یہان سے سامنے تھا۔ بعض نے انکی قلعہ نشینی کی نسبت کچھہ کہا بھی تھا چنانچہ ایک شخص کا یہہ دو شعر منقول ہین

نقاتل حتے انزل اللہ نصرہٗ	وسعد بباب القادسیۃ معصم
فأبنا وقد امت نساء کثیرۃ	ونسوۃ سعد لیس فیھن ایم

یعنی ہم اعدائے دین سے لڑے جائینگے جب تک خدا کی مدد نازل ہو اور فتح نصیب ہو اور حضرت سعد قادسیہ کے دروازہ پر پناہ گزین ہین جب ہم لوٹے ہین تو بہت سی لشکریونکی بی بیان بیوہ ہوگئی تہین لیکن حضرت سعد کی بی بیونمین سے کوئی بیوہ نہوئی۔ حضرت سعدؓ نے جوان کلمات کو سنا تو دعا کی کہ اے ظاہر و آشکارا کے دانا۔ اگر یہہ شاعر جھوٹا ہے۔ صرف تہمت باندہی ہے اور مین درحقیقت معذور ہون تو اسکی زبان کو بالکل بیکار کردے لکھا ہوا ہے کہ اسی جنگ مین اس شاعر کے منہ پر ایسا تیر آنکر لگا جس سے قوت گویائی بالکل جاتی رہی اور تا بہ زیست نہ بول سکا۔ پہر حضرت سعد نے اراکین لشکر کو بلاکر اپنی معذوری ظاہر فرمائی اور دنبل دکھلائے۔ حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنی جگہہ سپہ سالار مقرر فرمایا لیکن فوج کو خود ہی لڑا رہے تھے۔ چونکہ موقع جنگ بالکل سامنے تہا اس لئے جس طرز کو بدلنا ہوتا تہا اوسکو کاغذ پر لکھکر گولیان بناکر لشکر کیجانب پھینک دیا جاتا اور فوراً جو طرز حضرت سعدؓ چاہتے تھے وہی ہوجاتا تہا۔ حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا جانشین معین فرماکر آپ نے ایک نہایت پرتاثیر تقریر فرمائی جسکی غرض تحریض علی الجہاد تہی اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اسپر اوبھارنے کے لئے آپ نے بڑے بڑے شعرا۔ نامی گرامی خطبا کو معین فرمایا جنہون نے اپنی کلام کی گرمی سے تمام لشکر مین ایک آگ لگادی۔ شعرا مین سے شماخؓ۔ حطیہؓ۔ اوس بن مغراؓ۔ عبدیؓ۔ عبدۃ بن الطبیبؓ۔ عمرو معدیکربؓ۔ خطبا مین سے۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت مغیرہ۔ حضرت عاصم بن عمرو۔ طلیحہ۔ قیس بن ہبیرہ غالب۔ عمرو۔ بسر بن ابی رہم۔ ربیع سعدی اور ربعی بن عامر منتخب کئے گئے تھے

قاریون کو حکم دیا گیا کہ سورۂ انفال جسمین آیات جہاد ہین پڑہتے چلین۔

حضرت سعد نے امرا لشکر کو اسطرح مخاطب فرمایا "اے غازیان اسلام۔ جہان تمہارے قدم جمین پہر وہانسے ہٹنے کا نام نہ لین۔ جہان ٹہیرو پہاڑ بنکر ٹہیرنا اور حملہ کرو تو سیلاب دریا کیطرح ایک ساتھہ جا پڑنا۔ مین اوسوقت جسوقت کا انتظار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہ جہاد کے مواقع پر کیا کرتے تہے یعنے بوقت ظہر حسب معمول عساکر اسلام چار تکبیرین کہونگا۔ تیسری تکبیر پر تم سب مستعد کارزار ہوجانا اور چوتہی تکبیر پر ایکدم سے حملہ کردینا۔ حملہ کرتے وقت تمہارے حواس تمہارا ساتہہ دین لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کے مبارک الفاظ تمہاری زبان سے نکلتے ہون مین بظاہر گو تمہارے ساتہہ نہین مگر میرے اللہ اکبر کے نعرے تمہارے ساتہہ ہین"۔ لشکر اسلام جب اس شانسے میدان کارزار کیجانب بڑہا ہے تو شعرا رکے رجز خطبا رکی پرزور تقریرون۔ قرا رکے جوش اور خوش الحانی نے ایک ایسا عالم پیدا کردیا تہا کہ ہر مسلمان متنفس کو قفس عنصری کی قید دوبہر ہوئی جاتی تہی۔ حضرت سعد نے بعد نماز ظہر ابہی تین ہی تکبیرین کہی تہین کہ مرد میدان بڑہنا شروع ہوے۔ سب سے پہلے حضرت غالب اسدی یہہ رجز پڑہتے ہوے نکلے۔

قد علمت وارد ۃ المسامع		ذات اللسان والبیان الواضح	
انی سمام ابطل المسالح		وفارج الامر الہم القادح	

یعنی وہ عورت جو لڑائیونکے میدانون مین آتی جاتی رہتی ہے خوش گفتار وخوش بیان ہے خوب جانتی ہے کہ مین کیسا دلیر پرمغز شخص ہون۔ بڑے بڑے عقدونکو دم بہر مین کیسے حل کردیتا ہون۔

انکے مقابلہ کو ایرانی فوج سے شاہزادہ ہرمز تاج زرین سر پر رکھے سلاح ملوکانہ سے آراستہ صفونکو چیرتا ہوا باہر نکلا۔ یہہ جھپٹ کر اس تیزی سے اوسکے سر پر پہونچا جیسے شیر اپنے شکار کو جا دابتا ہے اور جاتے ہی اس پھرتی سے گرفتار کر لیا کہ اوسکو خبر بھی نہوئی اور سیدھے لشکر اسلامی مین لے آئے۔ وہان پہونچا کر پھر میدان کا رخ کیا۔ اس مرتبہ حضرت عاصم بھی یہ رجز کے اشعار پڑھتے ہوے انکے ساتھہ ہوئے۔

قد علمت بیضاء صفراء اللبب		مثل اللجین اذ تغشاہ الذھب	
انی امرؤ لا من یعیبہ السبب		مثلی علی مثلک یغریہ العتب	

وہ گوری جسکے سینہ و گلو کے نمرے پن سے یہہ معلوم ہوتا ہو کہ چاندی پر سونے کا کندن چڑھا ہے خوب جانتی ہے کہ کسیکے گالی دینے سے میرا کچھہ نہین بگڑتا۔ غصہ۔ تجھے شخصونکو مجھے پہلوان کے ہاتھہ مین یون ہی دیدیتا ہے۔

انکے مقابلہ پر ایک شہسوار فارسی گرجتا ہوا نکلا۔ حضرت عاصم نے نیزہ کا وار کیا اوسنے سپر پر روکا۔ آپ نے تلوار میان سے نکالکر وار کرنا چاہا ہی تھا کہ وہ بھاگا۔ آپنے تعاقب کیا وہ لشکر مین پہونچتے ہی اونمین رل مل گیا۔ یہہ لشکر مین گھسکر ایک دوسرا شخص شکار کر لایے یہہ گرفتار شدہ داروغہ مطبخ تہا۔ حضرت عاصم کی یہہ دلیری دیکھکر فارسیونمین سے ایک نامی تیرانداز سونے کے کڑے پہنے۔ چاندی کا گرز ہاتھہ مین لئے ہوے۔ زرین تاج زیب سر کئے۔ گھوڑا کودا تا میدان مین آکر طالب مبارز ہوا۔ ادہر سے حضرت عمرو بن معدیکرب اوسکے مقابلہ کو باہر تشریف لائے اور آتے ہی ایک تیر اوسکیجانب رسید کیا۔ اوسنے گھوڑیکا سر سپر بنا کر اپنے آپ کو بچایا مگر تیر تو حضرت معدیکرب کی شست کا تہا گھوڑا فوراً گرا اور سوار بھی اوسکے ساتھہ زمین پر آرہا۔ حضرت معدیکرب گھوڑا دبائے ہوے اسقدر جلد

اوسکے سر پر پہونچ گئے کہ وہ سنبھل بھی نہ سکا۔ کمر بند مین ہاتھہ ڈالکر علم کیا اور زمین پر دے مارا پھر تلوار سے گردن اوڑا کر لشکر سے مخاطب ہوکر کہا "یون لڑا کرتے ہین"۔ ایک عام جواب ملا۔ "ہر شخص معدیکرب تو ہوئے"۔

یہہ اوسکا تمام ساز و سامان لیکر ہوے لشکر مین پہونچے ہی تھے کہ فارسیون مین سے مہران حاکم آذربائیجان اکرتا۔ گھوڑا کودا تا۔ طالب جنگ ہوا اور وہی رستمی بڑہ ہانکتا جاتا تھا الیوم ندق العرب دقا مین آج عرب کو چکنا چور کر دونگا۔ اس کم بخت سے بھی کسی نے وہی کہا جو رستم سے کہا تھا کہ انشاء اللہ کہہ لے۔ موت سر پر سوار تھی۔ کہتا کیا ہے۔ خدا نہ ہی چاہین تو ایسا ہی کرونگا۔

اس عرصہ مین حضرت منذر بن حسان نے پیچھے سے آکر اسکے پہلو پر نیزہ کا ایک وار کیا جس سے یہہ سر کے بل زمین پر آرہا۔ حضرت منذر چاہتے تھے کہ گھوڑے سے اوتر کر تلوار سے گردن اوڑا دین لیکن اگا گھوڑا نہ رکا۔ یہہ روکنے مین مصروف ہوگئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی نے جو میمنہ مین تھے یہہ رنگ جو دیکھا تو بجلی کیطرح چمک کر اوسکے سر پر پہونچے اور ایک ہی ہاتھہ مین مہران کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضرت منذر جب تک آئین یہان اونکے مقابل کا کام تمام ہو چکا تھا۔ یہہ مقتول دونون بزرگوار اونکا خیال کیا گیا اور اوسکے سامان مین سے پکا جسکی قیمت تیس ہزار تھی حضرت منذر کے حصہ مین آیا اور باقی سامان قیمتی دس ہزار کا حضرت عبداللہ بجلی کو دیا گیا۔ رستم نے یہہ دار و گیر۔ اور لڑائی کا یہہ رنگ دیکھکر فوراً ہاتھیون کے جھنڈ کے بڑہنے کا حکم دیدیا۔ اس کالی آندہی نے اپنا رخ قبیلہ بجیلہ کیجانب کیا جو اور قبائل سے ممتاز اور مہران سے اشجع عجم کا قاتل تھا۔ عرب کے گھوڑون نے یہہ مجسم راتین کہان دیکھی تھین بدکے اور صفین درہم برہم ہونے لگین۔

پیدل نہایت جانبازی سے لڑرہے تھے لیکن ہاتھیونکا ریلہ روکنا ممکن نہ تھا۔ قریب تھا کہ تمام قبیلہ جو رُبع لشکر تھا اس عالم کو خیرباد کہے۔ حضرت سعدؓ نے جو بالاخانہ سے یہ ڈھنگ دیکھ رہے تھے فوراً بنی اسد کو بجیلہ کی کمک کا حکم بھیجا۔ طلیحہ اسدی سردار قبیلہ اور حمال بن مالک نے موقع پر پہونچکر بجیلہ کو سنبھال لیا اور اوس چڑھتے ہوے سیلاب کو روکدیا۔

طلیحہ شد آشفتہ چون اژدھا	عنان کرد برسید شیران رھا
زہر حملہ کز خشم برزد سرے	شگافے درافگند بالشکرے
بر آن تن کہ زد خنجر سخت کوش	روان شد سرش پاے کوبان زدوش
بہر سو کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد دو را چار کرد

ایرانیون نے بجیلہ کو چھوڑکر اب اپنا سارا زور اس قبیلہ کیطرف متوجہ کردیا۔ ایک نامی سپہ سالار سید ہاحضرت طلیحہ کے مقابلہ پر آتا ہوا چلا۔ وہ پہونچا ہی تھا کہ حضرت طلیحہ نے ایک ہی وار مین فی النار والسقر کردیا۔ اسوقت لڑائی کا مقیاس الحرارت بہت اونچی خبر دے رہا تھا۔ دونون جانب سے سخت جوش برپا تھا۔ اشعث بن قیس نے بنواسد کی یہہ شجاعت دیکھکر اپنے قبیلہ کندہ کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ آج کا میدان کیا بنواسد کے ہی قبضہ مین رہے گا۔ کیا ناموری و شجاعت کے تاج اونکے ہی زیب سر ہونگے۔ تمام قبیلے حرکت کرچکے۔ تم انکی شجاعت و مردانگی کا کیا فوٹو لینے آے ہو۔ افسوس ہے تمہاری رگ حمیت کو ذرا بھی جنبش نہوئی۔ یہہ کہتے ہی اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑدی پھر کیا تھا سارا قبیلہ جوش مین بھرا ہوا غنیم کی فوج پر جا ٹوٹا اور پہلے ہی حملہ مین دشمن کو کسی قدر پیچھے ہٹا دیا۔

رستم نے اب ایک اور تدبیر کی وہ یہہ کہ اپنی تمام فوج کو جسمین ذوالحاجب اور جالینوس بھی تھے مجموعی قوت سے حملہ کرنیکا حکم دیا۔ یہہ ٹڈی دل گروہ اور کوہ پیکر ہاتھیونکا انبوہ ایک دم سے اسد وکندہ و بجایلہ کیطرف جھکا۔ بقیہ لشکر اسلام کو اسوقت چونکہ یکبارگی مجموعی قوت سے حملہ کرنا تھا اسوجہہ سے چوتھی تکبیر کا انتظار کیا۔ حضرت سعد نے عجمیون کے پہونچتے ہی پہونچتے چوتھی تکبیر کہدی۔ اہل اسلام بھی ادہر تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑہتے ہوے آگے بڑہے۔ بنی اسد اسوقت تک قدم جمائے نہایت مردانگی سے لڑ رہے تھے انکے پہونچتے سے دونون لشکر خلط ملط ہوگئے ہاتھیونکا ریلا مسلمانونکا صفایا کر رہا تھا۔ جسوقت ہاتھیونکا یہہ ریلا ہوا اور مسلمان پسپا ہونے لگے حضرت سعد مارے غصہ کے بے تاب ہوکر کروٹین بدل رہے تھے۔ حضرت شنیٰ کی بیوہ جواب حضرت سعد کے عقد مین آچکی تھین انکی یہہ حالت دیکھکر ہاتھیار چلّاا ٹھین۔ افسوس۔ آج مثنیٰ نہوے۔ ورنہ نوبت کاریہانتک نہ پہونچتی۔

کو حریفے کہ شب و روزے صاف کشید	کہ بہ بیند بہ سیہ مستی دُرد آشامان

حضرت سعد نے اونکی منہ پر ایک تھپڑ کینچ مارا اور کہا کہ اگر مثنیٰ آج ہوتے تو کیا کر لیتے۔ بی بی نے کہا۔ ماشاء اللہ۔ اس بزدلی پر یہ غیرت۔

حضرت سعد نے قبیلہ تمیم کو جو مشہور نشانہ باز تھے حکم دیا کہ تیر باری کرکے ان ہاتھیونکو روکا جاوے۔ پس ادہر تو تیر اندازون نے تیر باری کرکے سوارون اور مہاوتون کو گرانا شروع کیا اودہر حضرت عاصم نے ہاتھیونکے زیر بند کاٹ کاٹ کر ہودون کو گرا دیا۔ انکو دیکھا دیکھی بہت سی اسلامی فوج بھی اسیطرح ہاتھیون کے جنڈ مین گھس پڑی اور اونکی سونڈون اور اگلے پاؤن پر وار کرنا شروع کردئے۔ سوارونکی عجیب حالت تھی۔ اوپر سے

تیر برس رہے تھے اور نیچے سے ہودون کے زیر بند کٹ رہے تھے بیچارونکو کسی وار کے جواب دینے کی مہلت نہ تھی۔ جان کے لالے پڑے ہوے تھے۔ بہت سے ہاتھی اپنے اپنے مہاوتون کو میدان جنگ مین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس آفت سے اپنی جان بچائی۔ باقی سب میدان مین ڈھیر ہوے۔ شام تک لڑائی اسی انداز سے رہی۔ ایرانی پسپا ہوتے چلے جاتے تھے مگر پھر بھی جہان جمتے تھوڑی دیر خوب داد شجاعت دیتے تھے۔ یہان تک کہ رات کی تاریکی نے میدان کارزار پر پردہ ڈال دیا۔ مجبوراً خون آلود تلوارین نیام مین کرلی گئین اور دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر واپس چلے آے۔

چو شمشیر خورشید شد در نیام	برون تاخت اہرمن سپہ وار شام
ز شب سایہ بر چرخ والا رسید	علم زیر شد سایہ بالا رسید
دو لشکر ز کوشش عنان تافتند	سوے بنگہ خویش بشتافتند
طلایہ برون شد ز ہر دو سپاہ	شبیخون بدخواہ را بست راہ

اس روز کے واقعہ مین بنی اسد مین سے پانچ سو بزرگوار درجہ شہادت کو پہونچے۔

یوم الاغواث

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے عراق کے حملہ کی تیاری کے وقت ہی حضرت ابو عبیدؓ کو جو اوسوقت مہم شام مین مصروف تھے لکھہ بھیجا تھا کہ عراق کی اوس فوج کو جو شامی فوج مین جاکر ملگئی ہے، پھر عراق کیجانب واپس کر دیا جاوے چنانچہ وہ فوج حسب الحکم کوچ کرتی ہوئی عراق کو آرہی تھی۔ یوم الاغواث کی صبح کو جب حضرت سعد شہدار کو وادیٔ مشرق مین جو مابین عذیب و عین الشمس واقع تھا دفن کرا چکے اور

مریضون کی تیمارداری عورتونکے حوالہ کرچکے تو لشکر کی کمربندی وصف آرائی کا حکم دیا۔ ابھی لڑائی نہین چھڑی تھی کہ شام کی طرف سے گرد اوٹھی۔ یہہ وہی عراقی فوج تھی جو بسر کردگی ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص حضرت سعدؓ کی کمک کو آرہی تھی۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر حضرت قعقاع بن عمرو تھے انکے تحت مین ڈیڑھ ہزار مرد تھے۔ اس خوش اسلوبی سے انہون نے اپنے لشکر کو دکھایا جسکی دہاک ایرانی فوج پر بیٹھہ گئی۔

حضرت قعقاع نے اپنے لشکر کے دس حصے کئے اور ہر حصہ اتنے فاصلہ پر رکھا کہ ایک حصہ جب عسکر اسلامی مین پہونچ چکے تو دوسرے حصہ کی گرد نمودار ہو۔ عین وقت پر حضرت قعقاع کے پہونچنے سے ایک تائید غیبی کا خیال ہوگیا۔ حضرت قعقاع نے ابھی دم بھی نہین لیا تھا کہ میدان کا رخ کیا اور جاتے ہی للکارے۔ کوئی مرد ہو تو مقابلہ پر آئے۔ بہمن ذوالحاجب مقابل ہوا۔ حضرت قعقاع کی آنکھون مین بہمن کو دیکھتے ہی خون اتر آیا اور چلاّئے۔ دیکھین ابو عبید کا قاتل کہان جاتا ہے۔ اب آبسمین نیزہ کے وار شروع ہوگئے۔ قعقاع نے جو جنگ کو طول پکڑتے دیکھا نیزہ چھوڑ، جھپٹکر تلوار کے ایسے تابڑ توڑ وار کرنا شروع کردئے کہ سر اوٹھانیکی بھی مہلت ندی۔ تھوڑی ہی دیر مین بہمن کا سر قعقاع کے گھوڑے کی ٹاپون کے نیچے تھا۔ لشکر اسلامی سے نعرہ تکبیر بلند ہوا اور قعقاع جوش مسرت سے چکر لگاکر پھر طالب مقابل ہوے۔ اس مرتبہ فارسیونکے لشکر سے دو نامور افسر فیروزان و بندوان ایک ساتھہ قعقاع کے مقابلہ کو نکلے۔ صلاح یہہ تھی کہ فیروزان سامنے سے وار کرے اور بندوان پیچھے سے حملہ کرے۔ بندوان ابھی حملہ بھی نکرنے پایا تھا کہ حارث بن ظبیان اسکے سر پر جا پہونچے اور دم کے دم مین حضرت قعقاع نے فیروزان کا اور حارث نے بندوان کا ڈھیر کردیا۔ پھر تو

یہہ حالت تھی کہ حضرت قعقاع طالب مبارز ہوتے اور دم بہر مین حریف کا فیصلہ کر دیتے۔
اس روز انہون نے تیس حملے کئے اور ہر حملہ مین یہی غالب رہے۔ آخری شخص جو انکے
ہاتھہ سے واصل جہنم ہوا ہے۔ وہ بزرجمہر ہمدانی تھا۔ سیستان کا شہزادہ شہریار بھی
اعور بن قطبہ کے ہاتھہ سے مارا گیا۔ ابھی ہنگامہ کارزار عام نہونے پایا تھا کہ ایرانی
فوج اپنے تاج کے عمدہ جواہرات اپنے ہاتھہ سے کھو بیٹھی۔

حضرت قعقاع کی دو تدبیرین بڑی کارگر ہوئین۔ ایک تو انکی فوج کا متفرق حصون مین آنا
جسکا تانتا ابتک بندہا ہوا تھا جس سے ایرانیون کے جی چھوٹے جاتے تھے دوسرے
حضرت قعقاع نے یہہ کیا کہ اونٹون پر چادرین ڈال ڈالکر ہاتھیونکی جھولین اونپر ڈلوادین
اور آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ ایرانی گھوڑے مصنوعی ہاتھیون سے بدک بدک کر صفونکو درہم
برہم کرنے لگے اور اسقدر بے قابو ہوے کہ سوار ہزار اونکو سنبھال رہے تھے مگر وہ
قابو پر نہ چڑہتے تھے۔ ایرانی اسوقت کئی پریشانیون مین مبتلا تھے۔ حضرت قعقاع برابر
مقابل کے طالب ہو رہے تھے لیکن ہر ایرانی سپاہی اونکے مقابلہ سے جی چراتا تھا
دوپہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا۔ دوپہر کے بعد رستم نے عام حملہ کا حکم دیدیا۔ دونون جانب
سے داد شجاعت دی جارہی تھی اور دونون پلہ برابر کے تھے۔ جب یہہ ہنگامہ کارزار
ترقی پر تھا تو ابو محجن ثقفی بڑے مشہور شاعر و بہادر جو شراب پینے کے جرم مین قید تھے
قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا نظارہ کر رہے تھے۔ شجاعت انکے رگ و پے مین ایک خاص
اثر پیدا کئے چلی جاتی تھی مگر یہہ ضبط کرتے چلے گئے۔ بالآخر جب ضبط نہ کر سکے تو حضرت سعدؓ
کی بی بی سلمیٰ سے کہنے لگے "خدا کے واسطے مجھے اسوقت اس قید سے رہائی دیدو اگر
واپس آگیا تو مین عہد کرتا ہون کہ خود اپنے ہاتھون سے بیڑیان پہن لونگا۔ اگر مارا گیا تو

دفن کرادینا تمہارے سر سے وبال ٹلا" سلمیٰ نے انکے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا یہہ افسوس کے ساتھہ اپنا دل مسوس کر حسرت کے لہجہ مین یہہ اشعار پڑہنے لگے۔

کفی حزناً ان تردی الخیل بالقنا	واترک مشدوداً علیّ وثاقیا
اذا اقمت عنانی الحدید واغلقت	مصاریع من دونی تصم المنادیا

اب اس سے بڑہکر اور کیا غم ہوگا کہ سوار تو نیزہ بازیان کر رہے ہین اور میری یہہ حالت ہے کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا ہون جب اوٹھنا چاہتا ہون تو زنجیر اوٹھنے نہین دیتی اور اسطرح دروازے بند کر دیئے جاتے ہین کہ پکارنیوالا پکارتے پکارتے تھک کر گونگا ہوجاتا ہے

نمک میریزد از صبح طرب در جام اقبالم	بدستم آسمان ساغر دہد از گردش حالم

یہہ شعر کچھہ ایسے دردانگیز لہجہ مین پڑہے کہ سلمیٰ نے خود اوٹھکر انکی بیڑیان کاٹ دین اور خاص حضرت سعدؓ کی سواری کا گھوڑا ابلقا رنام سواری کے لئے دیدیا۔ (کتاب الخراج قاضی ابویوسف رح) ابومحجن نیزہ بازی کرتے ہوئے میمنہ پر حملہ آور ہوے اور اوسی دوڑ مین میسرہ پر بھی حملہ کر دیا۔ پھر تو یہہ عالم تہا کہ جدہر نکل گئے صفین کی صفین صاف کر دین۔ پرے کے پرے اولٹ دیئے۔ تمام لشکر کو انکی سبکدستی پر ایک حیرت تہی۔ خود حضرت سعد بھی متحیر تھے دلمین کہہ رہے تھے کہ حملہ کا انداز تو ابومحجن کا سا ہے لیکن وہ تو قید مین ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ گھوڑا خاص میری سواری کا ہے۔

غرض یہہ ہنگامہ رستخیز نصف شب تک رہا۔ اس لڑائی مین تقریباً ایک ہزار مسلمان شہید ہوے اور دس ہزار مشرکین فارس واصل بجہنم جنمین فارس کے چیدہ چیدہ افسرونکی تعداد بہت تہی۔ حضرت سعد نے شہدا کی تدفین کا سامان کیا۔ رستمیونکی مرہم پٹی عورتونکے سپرد کی۔ ہر فرد اسلامی پر ایک جوش غالب تہا جو کبھی کبھی مسرت کے رنگ مین نکہرا ہوا معلوم ہوتا تہا

برطرب حمل مکن سرخی رویم جان جان		جوش دل مکس برون میدہد از خسارم

ہر شخص اپنے کام مین نہایت سرگرمی سے مصروف تہا۔ ایرانیونکی حالت اسکے بالکل برعکس تہی وہان نہ وہ پہلا سا جوش تہا نہ وہ بڑہ بڑہ کے دعوے تہے۔ ایک مُردنی سی چہرونپر چہائی ہوئی تہی۔ ہر شخص بحال خود مبتلا تہا۔ دوسرے کی کسی کو کچہہ پرواہ نہ تہی اونکی لاشین مردار خوار جانورونکا طعمہ ہو رہی تہین۔ زخمیونکی اصلاح حال کیجانب بہی پوری توجہ نہتی لیکن تاہم جنگ کا فیصلہ ابہی کچہہ نہین ہوا تہا۔ ابومحجن بہی میدان کارزار سے واپس ہوکر اپنی اوسی جیل کی کوٹہری مین آبیٹہے۔ اپنے ہاتہہ سے بیڑیان پہن لین اور ان شعرونکو پڑہنے لگے

لقد علمت ثقیف غیر فخر		بانا نحن اکرمهم سیوفا
واکثرهم دروعاً سابغاتٍ		واصبرهم اذا کرهوا وقوفا
فان احبس فذالکم بلائی		وان اترک اذیقهم الحتوفا

قبیلہ بنی ثقیف اس بات کو خوب جانتے ہین کہ ہم بڑے تمشیر زن ہین۔ یہہ ہمارا محض فخر ہی نہین ہے۔ ہمارے پاس بڑی لمبی لمبی چوڑی چوڑی بہت ساری زرہین ہین۔ جب اور لوگ پانوں نہین جمتے تو ہم اڑے رہتے ہین۔ اگر مین قید ہی رہا تو خیر قہر درویش برجان درویش اور اگر مجہکو رہائی ہوگئی تو دیکہو مین اونکو کیسا موت کا مزہ چکہاتا ہون۔ سلمی نے انکے قید ہونیکی کیفیت دریافت کی۔ ابومحجن نے فرمایا۔ اے سلمیٰ کیا پوچہتی ہے۔

ایکہ از حال من آشفتہ میپرسی مپرس		کز پریشانی خبرہاے پریشان میدہم

مین نے اسکے سوا کوئی اور جرم نہین کیا کہ ایام جاہلیت مین شراب بکثرت پیتا تہا اور یہی کمبخت عادت اب بہی نہین چہوٹی۔

عشق نے غالبؔ نکما کر دیا		ورنہ ہم بہی آدمی تہے کام کے

شراب نہین ملتی تو اوسکو ذکر ہی سے ذائقہ چشی کرلیتا ہون ایکروز اسی خیال مین یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اذا مت فادفنی الی اصل کرمۃ	تروی عظامی بعد موتی عروقہا
ولا تدفنی بالفلاۃ فانی	اخاف اذا ما مت ان لا اذوقہا

میرے انتقال کے بعد مجھکو انگور کی جڑ مین دفن کرنا کہ اوسکے ریشے میری ہڈیون کو سیراب کرتے رہین کہین جنگل مین مجھکو دفن نہ کردینا۔ مجھے خوف ہے کہ اس حالت مین مرنیکے بعد مجھے شراب کا ذائقہ بھی نہ ملیگا۔

بیا ساقی کہ چون میرم مکفن از برگ تاکم کن	بآب می بدہ غسلم درمیخانہ خاکم کن

کہ حضرت سعد کا گذر ہوا اونھون نے سُن لیا۔ اور نتیجہ یہہ ہوا کہ مین قید کردیا گیا۔"

صبح کو سلمیٰ نے یہہ سارا واقعہ حضرت سعد سے بیان کردیا حضرت سعد نے فوراً اونکو یہہ کہکر رہا کردیا کہ جاؤ اب تمہاری شاعری پر کبھی تمکو سزا نہ دونگا۔ ابو محجن نے کہا تو مین بھی آج سے ایسے خراب اشعار اپنی زبان سے نہ نکالونگا۔

مسعودی کی روایت ہے کہ حضرت سعد نے ابو محجن سے فرمایا جاؤ تم رہا ہو۔ مین ایسے شخص کو جو مسلمانونکا ایسا جان نثار ہو ہرگز سزا نہین دیسکتا۔ ابو محجن نے کہا تو مجھے بھی قسم ہے کہ آج سے شراب کے پاس کبھی نہ پھٹکونگا۔

یوم عماس

حضرت قعقاع نے شب کو یہہ تدبیر کر رکھی تھی کہ کچھہ رسالے اور پیدل شام کیجانب روانہ کردیئے اور کہدیا کہ صبح ہوتے ہوتے سو سو سوارونکی جماعت ہم سے آکر ملے جس سے غنیم کو خیال ہوگا کہ امدادی فوجین آگئین چنانچہ صبح ہوتے ہوتے ایک رسالہ گھوڑے اڑاتا ہوا اسنے آکر ملا لشکر اسلامی مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا۔ تمام مین غل مچ گیا کہ شام کی امدادی

فوج آگئی اونکے آتے ہی حملہ شروع ہوگیا۔ کچھ ہی وقفہ ہوا ہوگا کہ پہر گرد نمودار ہوئی حسن اتفاق سے یہہ وہ فوج تھی جو بسرکردگی ہاشم بن عتبہ شام سے آرہی تھی۔ حضرت ہاشم نے بھی اپنی سات سو فوج کو اوسی طرح سے ترتیب دیا جسطرح قعقاع نے ترتیب دی تھی پہلی جماعت ستر سوار تھے جس مین حضرت ہاشم خود رونق افروز تھے۔ پہر خود انکی فوجون اور قعقاع کے بھیجے ہوے آدمیونکا وہ تار بندہا کہ تھوڑے تھوڑے سے وقفہ سے گرد نمودار ہوتی اور کچھ جماعت ظاہر ہوکر آتش جنگ کو اور مشتعل کر دیتی۔ یزدجرد کو اپنی مقررہ ڈاک سے یہہ خبرین مل رہی تھین وہ بھی امدادی فوجین بیشمار بھیج رہا تھا۔

حضرت ہاشم نے آتے ہی شام کی فتوحات کا مژدہ جانفزا بڑے زور سے بیان کیا پہر فوج کو مخاطب کرکر فرمایا کہ دیکھو تم سے پروردگار عالم نے اس سرزمین کی بھی حکومت کا وعدہ کیا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ پورا ہوگا۔ کیا اچھا ہو کہ تمہارے ہی ہاتھہ سے ہو۔ اور خدا نے چاہا تو ضرور تم ہی سے پورا ہوگا۔ عساکر اسلامیہ نے جاتے ہی قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہہ حملہ اس زور کا تھا کہ فارسی نہ روک سکے صفین کاٹی کیطرح سے پھٹ گئین۔ اسلامی لشکر انکو دباتا ہوا عتیق تک نکل گیا۔ وہانسے پلٹ کر میمنہ پر دھاوا کر دیا۔ یہہ بھی غضب کا تھا مسلمانونکی تلوار۔ مسلمانونکا جوش۔ کسکے روکے رُک سکتا تھا۔ رستم یہہ رنگ دیکھکر گھبرایا اور اسنے پھر وہی اپنی پُرانی تدبیر کی۔ ہاتھیونکا غول آگے کر دیا گیا اور سوار اوسکی آڑمین آگے بڑھاے گئے۔ ہاتھیون کے غول کے دائین بائین پیدل فوج تھی۔

حضرت معدیکرب نے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ مین سامنے کے ہاتھی پر حملہ کرتا ہون تم میرے ساتھہ رہنا اور دیکھو تم نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا تو پھر تم معدیکرب کو ڈھونڈھتے ہی پھروگے۔ یہہ کہکر تلوار نیام سے کھینچ سامنے کے ہاتھی پر حملہ آور ہوے۔ دائین بائین کی

پیدل فوج انپر ٹوٹ پڑی اور انکو بیچ مین لے لیا۔ انکے سب ساتھی پیچھے رہگئے۔ گرد و غبار کیوجہ سے اونکو بالکل پتا نہ لگا کہ حضرت معدیکرب کہان گئے۔ اونکی آنکھون مین تمام جہان سیاہ ہوگیا اور اندہادھند اونھون نے وہ وہ حملے کئے کہ پیدل فوج کو بیچ مین سے ہٹنا پڑا حضرت معدیکرب کا یہہ حال ہوا کہ یہہ اکیلے اوس تمام ٹکڑی سے لڑ رہے تھے۔ تمام بدن آپکا گرد مین اٹ رہا اور زخمون سے چور ہو رہا تھا لیکن تلوار کا قبضہ ہاتھہ سے نہ چھوٹتا تھا وار کئے جاتے تھے۔ اتفاقاً ایک ایرانی نے انپر وار کیا۔ انھون نے اپنے آپ کو بچایا۔ وہ وار گھوڑے پر پڑا جو زخمی ہوکر زمین پر گرا مگر اوسکے گرنے سے پیشتر یہہ کود پڑے تھے اور زمین پر پہونچتے ہی انھون نے اوس ایرانی کے گھوڑے کی دُم پکڑلی۔ ایرانی ایڑ پر ایڑ دے رہا تھا مگر گھوڑا جنبش نہ کرسکا۔ انھون نے وار کیا وہ گھوڑا یہ کو دجان بچاکر بھاگا۔ اوسکا بھاگنا تھا اور انکا اوسکی زین پر بیٹھنا۔

اسی اثنار مین ایک ایرانی کا مقابلہ بشیر بن علقمہ سے ہوگیا۔ یہہ پستہ قد تھے انکے مقابلہ کے لئے وہ بھی گھوڑے پر سے اوتر پڑا گھوڑے کی لگام پیٹی سے باندھ لی اور آتے ہی بشیر بن علقمہ کو زمین پر دے پٹکا۔ سینہ پر سوار ہوکر چاہتا تھا کہ سر تن سے جدا کرے مگر گھوڑا بھڑکا۔ اوسنے روکا نہ روکا۔ گھوڑا آگے آگے اور یہہ اوسکے پیچھے پیچھے گھسٹتا ہوا چلا جاتا تھا۔ بشیر بن علقمہ نے اس موقع کو خالی ندیا دوڑکر تلوار کا ایک ہاتھہ مارا کہ وہ واصل بہ جہنم ہوا اوسکے کل سامان قیمتی بارہ نہرار کے یہہ مالک ہوے۔ یہہ سب کچھہ تھا مگر ہاتھیونکی کالی آندہی کا کیا علاج۔ وہ جسطرف بڑہتے تھے دل کے دل پھٹ جاتے تھے حضرت سعد نے قعقاع و عاصم سے کہلا بھیجا کہ تم فیل ابیض کی مہم سر کرو جو انکے مقابل تھا اور حمال و زبیل سے اونکے مقابل فیل اجرب کی مہم کیواسطے کہلا بھیجا۔ یہی دونون ہاتھی

گویا تمام ہاتھیونکے سردار تھے۔ انکے بھاگنے کے بعد کسی ہاتھی کے پاؤن نہ جمتے تھے۔

حضرت قعقاع وعاصم نیزہ لیکر فیل ابیض پر جھپٹے اور جاتے ہی دونون آنکھون پر وار کیا۔ آنکھین ندارد ہوتے ہی اوسنے فیلبان کو گرا دیا۔ پھر دونون نے اوسکی سونڈ پر ہاتھہ مارا جس سے وہ زمین پر گرا انھون نے جھپٹ کر اوسکو سوار و تلوار کی دھار تلوار کی دھار اور تلوار سے حمال و زبیل بھی نیزہ لیکر فیل اجرب پر حملہ آور ہوے۔ حمال نے نیزہ کے وار سے اندھا کیا۔ زبیل نے تلوار کا ایک ہاتھہ اوسکے ہونٹھہ پر دیا۔ وہ کٹ کر زمین پر گر پڑا۔ فیلبان نے یہہ دیکھکر اوسکے سر پر آنکس مارنا شروع کیا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ زخمی ہاتھی میدان سے بھاگا۔ اوسکا ساتھ باقی اور ہاتھیون نے دیا۔ مسلمان انکے رخ سے علیحدہ ہوجاتے تھے اور ایرانی اونکے ریلونکی نذر ہوتے تھے۔ اسطرح سے یہہ کالی گھٹا دم بھر مین چھٹ گئی۔

اسلامی فوج میدان صاف دیکھکر ایرانی لشکر مین گھس پڑی اور نعرہ تکبیر بلند کرتی ہوئی کانٹ چھانٹ کر دوسری طرف نکل گئی۔ دوسرے حملہ مین ادہر نکل آئی ایرانی فوج تباہ ہورہی تھی مگر قدم میدان سے نہ ہٹتے تھے۔ شام ہوتے ہوتے پھر جانبین سے سخت حملہ ہوا۔ ابھی کچھہ فیصلہ نہونے پایا تھا کہ آفتاب اس پر خطر معرکہ سے منہ چھپاتا ہوا افق مغربی مین پہونچ گیا۔ دونون فریق بھی برابر کی چوٹین جھیل کر اپنے اپنے لشکر گاہ مین واپس آگئے۔ مگر جوش حوصلہ آزمائی ترقی پر تھا اسیوجہ سے آفتاب غروب ہونیکے بعد بھی جنگی تیاریان ہورہی تھین۔

یہہ ہنگامہ ایسا سخت تھا کہ مسلمانون کو دن بھر کی نمازین بھی باشارہ ادا کرنی پڑین صرف مغرب کے وقت تھوڑا سا وقفہ ملا۔

لیلۃ الھریر وقتل رستم

ابھی فوجون کو واپس ہوے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی کہ ترتیب صفوف جانبین سے شروع ہوگئی ایرانیون نے اپنی فوج کی آگے پیچھے تیرہ صفین قائم کین۔ مسلمانون نے اپنی تمام فوج کے تین پرے جماے۔ سب سے آگے سوار ولکا رسالہ اونکے پیچھے پیدل۔ سب سے پیچھے تیرانداز۔ جنگ شروع ہونیسے پیشتر حضرت سعد نے طلیحہ وعمرو بن معدیکرب کو مخاضہ نشیبی موقع کیجانب اس غرض سے روانہ کیا کہ فارسیون کے حملہ کو اوسطرف سے روکین۔ ان دونون بزرگون نے باہم کچھ مشورہ کیا اور طلیحہ فارسی لشکر پر نعرۂ تکبیر کہتے ہوے عقب سے آپڑے۔ اودہر عمرو بن معدیکرب مخاضہ پر شبخون مار کر طلیحہ سے آملے۔ یہہ دونون حملے بغیر اجازت حضرت سعد کئے گئے۔ ان حملونسے جنگ شروع ہوگئی۔ فارسیون نے ادہر بھی تیرباری شروع کردی۔ حضرت قعقاع سے ضبط نہوسکا فوراً اپنی ماتحت فوج لیکر غنیم پر جا پڑے اگرچہ یہہ بالکل فوجی قواعد کے خلاف تھا کہ بغیر اذن افسر جنگ شروع کردیجاے لیکن خلوص وجوش کا یہہ اثر ہوا کہ حضرت سعد کی زبانسے بے اختیار نکلا۔ اللھم اغفرھا لہ وانصرہ فقد اذنت لہ ان لم یستاذنی اے اللہ قعقاع کو معاف کرنا۔ اوسکی مدد کرنا۔ مین نے اوسکو اجازت دیدی گو اوسنے اجازت لینے کا خیال نہ کیا۔ پھر حضرت سعد نے فرمایا کہ جب مین تیسری تکبیر کہون تب حملہ کرنا۔ ابھی ایک ہی تکبیر ہوئی تھی کہ قبیلہ بنواسد نے بھی قعقاع کا ساتھہ دیا حضرت سعد نے پھر وہی دعا کی اللھم اغفرھا لھم وانصرھم اے اللہ انکو معاف کرنا۔ انکی مدد کرنا۔ انکے دیکھا دیکھی نخع۔ بجیلہ کندہ۔ بھی ٹوٹ پڑے۔ حضرت سعد ہر قبیلہ کے حملہ کیوقت کہتے جاتے تھے۔ اے اللہ انکو معاف کرنا اور انکی مدد کرنا۔ آخر بڑے بڑے قبائل سب ٹوٹ پڑے۔ جب حضرت سعد نے

بسری تکبیر کہی تو سارا لشکر اسلام خلط ملط تہا۔ ایرانیونکی اصل مٹ بھیڑ قعقاع ہی سے تہی اور اسیوجہہ سے اونکی ساری قوت وہین مجتمع تہی۔ اسلامی سوارون نے نہایت جانبازی سے حملہ کیا تہا مگر ایرانی لوہے کی دیوارین بنے کہڑے تہے۔ ہٹنے کا نام نہ لیتے تہے۔ ایسی ثابت قدمی سے لڑے کہ گہوڑے آگے نہ بڑہ سکے اب وہ گہمسان لڑائی ہو رہی تہی کہ نہ تو رستم تک کوئی خبر پہونچ سکتی تہی اور نہ حضرت سعد کے پاس سے کسی فرمان کے پہونچ جانیکی اُمید تہی۔ نصف شب تک اسیطرح کا ہنگامہ رہا۔ حضرت سعد تمام رات دست بدعا رہے۔ جنگ کی حالت معلوم نہونیسے بہت فکر تہی۔ تمام رات قیامت خیز جنگ ہوتی رہی حضرت قعقاع نے آکر اپنے ساتہیون سے کہا کہ سب کے سب یکجا ہوکر قلب پر حملہ کردو حریف پر میدان جنگ بالکل تنگ ہوا چاہتا ہے۔ اگرچہ چوبیس گہنٹہ کی لڑائی اور نیند کے خمار سے اعضار بالکل شل ہو رہے تہے مگر حضرت قعقاع کی اس للکار نے تمام لشکر کو گرمادیا اور سب مین گویا نئی جوش کی ایک روح پہونکدی۔ سب نے ایک ساتہہ سے نعرۂ تکبیر بلند کرکے قلب پر حملہ کردیا۔ حضرت قعقاع کے بڑہتے ہی تمام سرداروں نے اپنی اپنی قومونکو للکار کر کہا۔ دیکہو بہادرو۔ خدا کی راہ مین یہہ لوگ تم سے آگے نہ بڑہنے پائین۔ یہہ سنکر تمام قبیلون مین ایک آگ سی لگ گئی۔ سوارون نے باگین چہوڑ دین۔ پیدل تلوار کہینچ کر جہپٹ پڑے۔ یہہ ایسے زور کا حملہ تہا کہ ایرانی فوج کے دونون بازو اکہڑ گئے۔ دوسرے حملہ نے کچہہ اور سپاہی اوڑا دیئے۔ اب رستم کے تخت کا سامنا بالکل کہل گیا۔ رستم ایک تخت پر بیٹہا فوج کو اڑا رہا تہا۔ اسلامی لشکر رستم کے قریب پہونچگیا۔ رستم یہ رنگ دیکہکر تخت سے کود خود لڑنے لگا۔ دیر تک مردانہ جنگ ہوتی رہی۔ زخمونسے جب بالکل چور چور ہوگیا تب رستم نے بہاگ کر جان بچانا چاہی۔ ہلال نے تعاقب کیا۔ رستم ایک نہرمین

پارا و تر جانیکے خیال سے کود پڑا۔ ہلال نے اوسکو ٹانگ پکڑکر باہر گھسیٹ تلوار سے سر اوڑا دیا اور لاش کو خچر کے پانوں سے باندہ دیا۔

پانوں تہراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے	کاسۂ سر اونکے دیکھو ٹھوکرین کہاتے ہوے

پھر تخت پر چڑھ گئے اور نیزہ پر سر کو علم کرکے چلاا وٹھے۔ قتلت رستم ورب الکعبۃ الیّ الیّ۔ خدا کی قسم مین نے رستم کو قتل کرڈالا دیکھو میری طرف دوڑو (ابن خلدونؒ وغیرہ)

علامۂ ابن اثیر و دیگر مورخین کا بیان ہے کہ یکجائی حملہ قریب چاشت ہوا۔ اسلامی لشکر ہرمزان و فیروزان کو دباتا ہوا جب آگے بڑہا ہے تو ایک بڑے زور کی آندہی آئی جس کا رُخ ایرانیونکی جانب تہا۔ یہہ ایک تائید غیبی تہی۔ ایرانی اس سے سخت پریشان ہوے رستم کا خیمہ اوکھڑکر نہر عتیق مین جا گرا۔ رستم نے چند خچروں کے سایہ مین جنہر شاہی اسباب لدا ہوا تہا دم لیا۔ تمام لشکر رستم کو ڈہونڈہ رہا تہا۔ حضرت ہلال نے جب اون خچروں کی طرف رُخ کیا تو رستم نے ایک تیر انکی جانب رسید کیا جو انکے پانوں اور رکاب مین ترازو ہوگیا۔ انہون نے بڑہکر تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا پھر تخت پر چڑہکر چلاّے۔ قتلت رستم ورب الکعبہ۔ برب کعبہ مین نے رستم کو قتل کرڈالا۔ اسلامی لشکر مین ایک نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ ایرانی فوج نے جو تخت خالی دیکہا تو ایک بہاگڑ مچ گئی۔ جالینوس نے انکے روکنے اور پھر لڑانیکی ہرچند کوشش کی مگر سب بے سود ہوئی۔ فارسیونکا ایک گروہ مقرنین بالسلاسل یعنی سر تا پا لوہے مین غرق تہا۔ قبیلہ حمیضہ نے اونپر حملہ کیا۔ ساتہیون نے شکایت کی کہ تلوارین زرہونسے اچٹ اچٹ کر رہجاتی ہین۔ کچھہ بناے نہین بنتا۔ سردار قبیلہ للکارے اور غصہ مین آکر ایک ایرانی پر نیزہ کا وار کیا۔ یہہ وار اس بلا کا تہا کہ ایرانی اسکو نہ جہیل سکا اوندہا زمین پر گر پڑا۔ افسر کی اس جرأت سے فوج کے دل بڑہ گئے اور پھر ایسے لڑے کہ ان تیس ہزار

مین سے ایک بھی انکے ہاتھہ سے نہ بچا۔ ایرانیونکا ایک رسالہ ایسا تھا جو بعد ہزیمت بھی قدم اوٹھانیکی قسم کھا چکا تھا۔ سلیمان بن ربیعہ باہلی اور عبدالرحمن بن ربیعہ ایک جماعت سے اونکے سر پر جا پڑے اور دم بھر مین سب کا ڈھیر کر دیا۔ ایرانی افسر کچھہ تو بھاگ گئے تھے اور کچھہ ایسے تھے جنھون نے ہزیمت کے بعد بھی ثابت قدم رہکر مردانہ جان دی۔

بھاگنے والے نامی افسرون مین سے ایک تو ہرمزان تھا جس کا مقابلہ عطارد سے تھا دوسرا اہواز جسکے سامنے حضرت حنظلہ بن ربیع کاتب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے تیسرا زادبن بہیش جسکا سامنا حضرت عاصم بن عمر سے تھا۔ چوتھا قارن تھا اسکے مقابلہ حضرت قعقاع تھے۔ جن نامی افسرون نے مردانہ جان دی اون مین سے شہریار۔ ابن بہبند فرخان اہوازی اور خسرو شنوم ہمدانی تھے جنکا مقابلہ بترتیب سلیمان بن ربیعہ عبدالرحمن بن ربیعہ۔ بسر بن ابی رہم اور ابن ہذیل کاہلی سے ہوا۔

ایرانیون کے مقتولین کا کیا حساب۔ مسلمان صرف اسی روز کی جنگ مین تقریباً چھہ ہزار کام آئے۔ مفرورین کے تعاقب کے لئے پہلے تو حضرت زہرہ بن حیوہ ایک دستہ فوج لیکر نکل چکے تھے اونکے بعد حضرت قعقاع و شرحبیل بھی روانہ کئے گئے۔ جالینوس مقام حرازہ مین مفرورین کی متفرق جماعتونکو مجتمع کی غرض سے یکجا کر رہا تھا حضرت زہرہ نے پہونچتے ہی جالینوس اور اوسکے ساتھیونکا وہین فیصلہ کر دیا۔

اس فتح مین آلات جنگ اس کثرت سے اموال غنیمت مین شامل ہوے کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا۔ قیمتی اشیا مین سے دو چیزین نہایت اعلیٰ درجہ کی تھین ایک درفش کاویانی جو ضرار بن الخطاب کے ہاتھہ لگا تھا اور جسکے خود حضرت ضرار ہی مستحق تھے دوسرا جالینوس کا لباس و اسباب جو حضرت زہرہ کے حصہ مین آنا چاہیے۔ درفش کاویانی کا

حضرت سعدؓ نے یہہ فیصلہ کیا کہ تیس ہزار دینار منہ مانگے دام حضرت ضرار کو دیدیئے۔
حضرت زہرہؓ کا معاملہ کچھ اس سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوا اس لحاظ سے حضرت سعدؓ کو
فتح کی نوید کے ساتھہ اس معاملہ کو بھی دربار خلافت مین تحریر کرنا پڑا جسکا جواب حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہہ دیا کہ زہرہ کام کا آدمی ہے۔ فتوحات کا سلسلہ
ابھی بند نہین۔ ایسا جوانمرد آیندہ لڑائیون مین بہت بڑا حصہ لینے والا ہے پس وہ مستحق
ہے۔ جالینوس کا سب اسباب اوسکو دیا جاوے بلکہ زہرہ اور اونکے ساتھیونکو پانچ پانچسو
دینار اور دو۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہہ تمام مال ٹھکانے لگاکر مفصل فتح کی کیفیت
مع تفصیل شہدا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر کی۔

حضرت عمرؓ کا یہہ حال تہا کہ صبح سے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے آتے اور دوپہر
تک ہر آنیوالے سے جنگ کی بابت سوال فرماتے۔ جسروز یہہ مژدہ فتح سوار لیکر پہونچا ہے
آپ حسب معمول منتظر تہے۔ واقدیؒ نے سوار کا نام زید بن عمر لکہا ہے۔ آپ نے بڑہکر
دریافت فرمایا کہ کدہر سے آتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت سعد کا قاصد مژدہ فتح لیکر آیا ہے۔
آپ پیدل اوسکے ساتہ رکاب تہامے دوڑتے جاتے تہے اور ہر کیفیت کو تفصیل سے دریافت فرماتے
تہے۔ اوسنے بیان کیا کہ کسطرح مسلمان کامیاب ہوے۔ کسقدر ایرانی مقتول ہوے
اور کتنے مسلمان کام آے۔ شتر سوار جب شہر مین داخل ہوا اور اوسنے دیکہا کہ سب آپ کو
امیر المومنین کے خطاب سے پکار رہے ہین۔ تو کانپ اوٹہا۔ رنگ بدل گیا اور گڑگڑاکر
عرض کیا کہ حضور نے اگر پہلے سے مجھے اپنا پتہ دیدیا ہوتا تو اس گستاخی کا ہرگز
مرتکب نہ ہوتا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ تم بیان کئے جاؤ سلسلہ نہ توڑو۔ اسی مین مصلحت تہی یہ تہی فراخ حوصلگی اور متانت اور دنیا سے بے پروائی اوس شخص کی جسکے سامنے اوسوقت قیصر و کسریٰ کی کوئی حقیقت نہ تہی۔

نظر مین ہے تیری دلربائی سما گئی تیری خوش ادائی	
	اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

مدینہ پہونچکر آپ نے مجمع عام مین اس فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک پرزور اور نہایت موثر تقریر فرمائی جسکے آخری الفاظ یہہ تہے "مسلمانو۔ مین بادشاہ نہین کہ تمکو غلام بناؤن مین خود تمہاری طرح خدا کا غلام ہون ہان خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا ہی جسکا ہر دم مجھے خیال لگا رہتا ہے۔ اگر مین ایسی خدمت کرون کہ تم اپنے اپنے گہرونمین میٹھی نیند سوؤ تو یہہ میری سعادت اور میرا فرض منصبی ہوگا۔ اگر خدانخواستہ یہہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازہ کی حاضری دیا کرو تو میری بدبختی مین کیا کلام ہو سکتا ہے۔ مین تمکو تعلیم دینا چاہتا ہون لیکن زبانی جمع خرچ سے نہین بلکہ عمل سے" پہر آپ نے حضرت سعد کو کچہہ روز قادسیہ مین ہی قیام کرنیکو تحریر فرمایا چنانچہ وہ حسب فرمان وہان مقیم ہوگئے۔ بہت ساری رعایا جو لڑائی کیوجہہ سے ادہر ادہر پریشان ہوگئی تہی اوسنے آکر امان چاہنی شروع کی۔ حضرت سعدؓ نے دربار خلافت سے استفسار کے بعد سب کو امان دیدی۔ بہت سارے گہر پہر آباد ہوگئے۔ رعایا سے اسقدر میل جول بڑہگیا کہ بعض بعض بزرگون نے وہان رشتہ داریان پیدا کرلین۔

حضرت واقدی علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ بن مروان بیان کیا ہی۔ لَمَّا وَجَّہَ کسریٰ بن ابرد شیر رستم الی قتال سعد الفذ معہ نصف بیت مالہ

وھی ستماته الف الف مرتین الی المصاف فلما صفت الصفوف وضعها امام الجیش وقال کل من قتل فارسا کان له کذا وکذا ومن قتل راجلاً کان له کذا وکذا۔ یعنی کسریٰ بن آردشیر نے رستم کو جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے مقابلہ پر بھیجا ہے تو اپنا نصف خزانہ اوسکے ساتھہ کر دیا تھا جسکی مقدار ساٹھہ کرور درہم تھی۔ صف بندی کے بعد رستم نے یہہ سارا خزانہ لشکر کے روبرو رکھکر جائزہ مقرر کیا کہ سوار کے قاتل کا اسقدر انعام اور پیدلونکا تباہ کرنیوالا اسقدر کا مستحق ہے

جب یہہ مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ لگا ہے تو حضرت سعد نے پچاس کرور درہم اور دو کرور دینار ارسال دار الخلافت کئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آنکھونمین اسکو دیکھکر آنسو ڈبڈبا آے اور یہہ آیت پڑہی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی۔ دنیا دی مال ومتاع سب ہیچ ہے نعماے اخروی پرہیزگارونکے لئے بہتر ہین۔

تف ہے اوس شخص پر جو پیرزال دنیا پر فریفتہ ہوکر آخرت کھو بیٹھے۔

نوشتہ اند برایوان جنت المأوے	کہ ہرکہ عشوۂ دنیا خریدواے بوی

راوی کا بیان ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے لینا تو درکنار ایک دینار یا درہم کو ہاتھہ بھی تو نہین لگایا۔

واقدی علیہ الرحمہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قادسیہ کی جنگ سے پیشتر حضرت سعدؓ کو ایک معرکہ مقام حیرہ مین سر کرنا پڑا تھا۔ وہ فرماتے ہین۔

نعمان بن منذر والی حیرہ کو جاسوسونکے ذریعہ سے یہہ معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ

مقام رحیہ سے کوچ کرچکے اور حیرۃ البیضاء کی طرف بڑہے چلے آرہے ہین تو اوسنے اپنے تمام لشکر اسی ہزار مردان جنگی کو فراہم کرکے افسران فوج کو طرح مخاطب کیا۔ عنقریب تم پر ایک فوج حملہ کرنیوالی ہے۔ وہ تم سے کسی بات مین بڑہے چڑہے نہین۔ وہ عرب ہین تم بہی عرب ہو اگر اونکو شجاعت و دلیری کا دعوی ہے۔ تو تم بہی اپنی تلوار کے جوہر بارہا دکہا چکے ہو غور کرو تو اونکو تم سے کیا نسبت وہ مفلس تم کسریٰ کی دولت کے مالک۔ اونکا کسی بادشاہ سے تعلق نہین تمکو کسریٰ نے اپنا دست و باز و بنایا ہے۔ اوسکے آڑے وقت مین تم ہی سینہ سپر ہوتے ہو۔ اہل اسلام کو اگر اپنی کتاب اور اپنے نبی (روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ناز ہے تو کیا تمہارے پاس انجیل نہین تمہارے یہان نبی نہین۔ تمہارے یہان تو وہ چیزین ہین جنکا نام نشان تک اونکے یہان نہین۔ تمہارے یہان کے سے راہب و قسیس کسی دین والون نہین تمہارا سا ناقوس وغیرہ کسکے یہان ہے۔ تمہارا دین اونکے دین سے قدیم اونکا دین جدید و نوایجاد۔ پہر کیا ان سب باتون کے ہوتے تم اونسے مُنہ موڑ جاؤ گے۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ تم اوسی سچے خیال کو پورا کروگے جو کسریٰ کو تمہارے ساتہہ ہے

برخیز تا نہم سر خود را بپای دوست	جان را فدا کنیم کہ صد جان فدای دوست

آخر مین اوس نے طمع مال کا بہی انجہ چلایا اور سب کو اوسیوقت ایک ایسے جوش سے بہر دیا جس سے توقف جنگ گویا اونکی جانونپر ظلم کر رہا ہے۔

نعمان اس قسم کی گفتگو سے فارغ نہین ہونے پایا تہا کہ اوسکو الیاس اپنے چچا انس پاسبانا نسے معلوم ہوا کہ مسلمان آگئے۔ ایک قاصد اونکی جانب سے بارچاہ رہا ہے نعمان کی اجازت سے وہ سامنے بُلایا گیا یہہ قاصد حضرت سعد بن ابی وقاص کے

بھیجے ہوے سعد بن ابی عبید القاری تھے۔ یہہ مروجہ مراسم ملوکانہ کچھہ بھی نہ بجالاے سیدھے بڑھے ہوے نعمان کے سامنے جاکھڑے ہوے۔

حجاب وخدام زجر قہر کے طور سے انپر چلاّے کہ یہہ تمام سرزمین ہمارے بادشاہ کی ہے جسکا مطلب یہہ تھا کہ اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی تمکو ہمارے قواعد کا پابند ہونا پڑیگا سعد نے انکو کچھہ جواب نہ دیا بلکہ نعمان کیجانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم کچھہ مدت پہلے ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے۔ یہہ ہماری محض نادانی اور جہالت تھی اور مرض نے ہمکو ایسا دبایا تھا کہ اس مرض کو ہم مرض ہی خیال نہ کرتے تھے۔

بدرد عشق خوکردم ندارم تاب بیدردی	طبیبا ترکِ درمان کن کہ درد آمد دوا من

آخر خدا کے فضل نے ہماری دستگیری کی اور ایسا طبیب ہمارے اندرونی امراض کے معالجہ کیلئے بھیجا جسنے ہمکو ہر مرض کی ماہیت جتائی۔ اوسکا علاج بتایا۔ اوسی نے ہمکو حکم دیا کہ سجدہ سوائے معبود حقیقی کے کسیکو درست نہین۔ تھوڑی دیر کے مکالمہ سے نعمان کو سعد کی قابلیت دریافت کرکے اونکے اسجانب آنیکی غرض دریافت کی۔ سعد نے فرمایا مین اپنے افسر سعد بن ابی وقاص کا پیام لیکر آیا ہون وہ پیام یہہ ہے "ہم بھی عرب اور تم بھی عرب۔ جوش ہم قومی ہرگز یہہ نہین چاہتا کہ تمکو کسی قسم کی مضرت پہونچے اور ہم تمکو آگاہ نہ کرین۔ تم نہایت گمراہی مین مبتلا ہو۔ تم نے کسکی اطاعت کی ہے؟ شاہان فارس کی۔ جنکا نہ کچھہ دین ہے نہ کوئی قانون۔ آتش پرستی۔ آفتاب پرستی جنکے یہان عبادت ہو۔ مذہب معلوم واہل مذہب معلوم۔ انسانی اور قومی ہمدردی نے ہمکو مجبور کیا کہ وہ نعمت عظمیٰ جو ہدایت کے روشن لفظون مین چمکتی ہے صرف ہم ہی اوس سے بہرہ ور نہون بلکہ تمام عالم اور علی الخصوص عرب کو بھی اوسمین شریک کرلین یہی ہمارا اصلی مقصد ہے۔

یار بیگانہ مشو تا نہ بری از خویشم	غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم

اگر اس سے انکار ہو تو جزیہ اور مجبوری کو پھر یہ تلوار ہے"

نعمان نے ہنسکر کہا تمہارے حواس کہان ہین۔ کیا ہم کو بھی تم نے روی خیال کیا ہے ہم نہایت جنگجو نیزہ باز ہین۔ مسیح کی قسم تمہاری ان باتون مین سے ایک بات بھی منظور نہ کیجاویگی تم قحطازدہ اپنی سرزمین چھوڑ کے بھاگے تو کیا اس ارادہ سے کہ کسریٰ کے ممالک مقبوضہ اپنے تحت تصرف مین لاؤ۔ یہہ ہرگز نہوگا۔ ہم سامان جنگ مین ہر طرح سے تیار ہین۔ جوش جنگ ہماری رگونمین خون کیطرح جوش مار رہا ہے۔ آتش نمرد دسینونمین مشتعل ہے۔ کسریٰ بھی بے شمار فوجین تمہاری سنکینی کے لئے روانہ کرچکا ہے۔ تم ہمارے اور اون کے پنجونمین گرفتار ہوکر قتل و اسیر ہوگے اور اسطرح تمہارے دلی مقاصد کو تمہارے دلونسے نکالا جاوے گا۔

دلازان لب زلال خضر مجوئی خیالست این	ز آتش آب میخواہی تمنائے محالست این

سعد نے فرمایا کہ یہہ تیری تعلی ہی تعلی ہے جسکی ہمارے یہان ذرا بھی وقعت نہین۔ خدا کا فضل اور اوسکی مدد ہمارے ساتھہ ہے جس سے ہم ہر مقام مین مظفر و منصور رہے اور رہین گے۔ ہمارے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ستفتح علی امتی کنوز کسری و قیصر بہت جلد میری امت پر کسریٰ اور قیصر کے خزانے کھلجاوینگے پروردگار عالم نے قیصر کے خزانے تو ہمارے قبضے مین دیدیئے۔ کسریٰ کے خزانونکا بھی یہی حال ہونا ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ سیدہی اونکلیون گھی نکل آوے لیکن جب ہم دیکھینگے کہ اسطرح ناممکن ہے تو پھر یہ مجبوری ٹیڑھی اونگلیونسے نکالنا پڑیگا۔ گر صلح و جنگ مین ہماری نظر تمہارے اموال و خزائن پر نہین اصلی مقصد وہی ہے جو ہم پہلے کہہ چکے۔ یہ خدا کا

فضل ہے۔ نعمان جھلاکر بولا۔ جاؤ۔ تمہاری باتونکا جواب ہمارے پاس بس تلوار ہے۔ سعد بن ابی عبید نے سارا ماجرا حضرت سعد بن ابی وقاص سے آکر بیان کردیا۔

حضرت سعد نے فوراً تمام فوجکی کمر بندی کا حکم دیدیا۔ میدان مین پہونچکر آپ نے ترتیب صفوف کی۔ میمنہ پر سعد بن عبید کو مقرر کیا۔ میسرہ پر سعد العشیرہ کو۔ قلب لشکر کے جناح ایمن پر سعد بن نجیبہ کو قائم کیا۔ ایسر پر سعد ہلالی کو۔ ترتیب صفوف سے فارغ ہوکر حضرت سعد بن ابی وقاص نے تمام لشکر کا گشت لگایا اور فوج کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دیکھو جنھون نے بلاد شام فتح کئے وہ کون ہین۔ تمہارے ہی بھائی ہین۔ اونکے استقلال والطمینان نے شامیونکے اس انبوہ کثیر پر اونکو غالب رکھا۔ کیا تم اونکے بھائی نہین۔ کیا مجھکو تم سے ایسی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ نہین۔ مجھکو وہی اُمید ہے اور یہہ میری سچی اُمید ہے" تمام لشکر اس تقریر سے گرما گیا اور جوش سے چلاّ اوٹھے کہ بس بس حملہ کرنیکی دیر ہے۔ خدا کی مدد ہمارے ساتھہ ہے۔ دیکھئے تو دم بھر مین کیا ہوتا ہے۔ یہہ کہا اور گھوڑونکو ڈپٹا۔ وہ ہوا ہوگئے۔

ادھر سے نعمان کی فوج کثیر دف وغیرہ بجاتی ہوئی نشانونکے پھریرے اڑاتی ہوئی۔ آگے بڑہی۔ وہ رن پڑا کہ نہ صفین قائم تھین نہ ایک کو دوسرے کا ہوش تھا دوپہر ہوگئی اور آفتاب سر پر آگیا لیکن بالکل نہین معلوم کہ فتح وشکست مین سے کس کا معیار غالب ہے۔ حضرت بشر بن ربیعہ تمیمی نے کچھہ سوارونکو اپنے ساتھہ لیا اور تھوڑا سا چکر دیکر پیچھے سے نعمان کے سر پر آپڑے۔ قلب کے افسر مقابل ہوے۔ حضرت بشر نے اس ہمت سے کام لیا کہ وہ جماعتین منتشر ہوگئین۔ نعمان کا سامنا کیلتے ہی اس جوانمردی سے اُسکے بھالا مارا کہ پار ہوکر اوسکی انی چمکنے لگی۔ فوج نے اپنے افسر کا یہہ حال دیکھکر میدان خالی دیا۔

تخت شاہی اور قصر خورنق بہت سارے مال غنیمت کے ساتھہ مسلمانونکے قبضہ مین آے۔ حضرت سعد نے وہان صرف ایک شب قیام کیا اور صبح کو سالم بن مسروق کو محافظ قصہ مقرر فرماکر خود قادسیہ کیجانب کوچ کر دیا۔

بنا ر بصرہ - ولایت عتبہؓ بن غزوان

حضرت فاروقؓ اعظم نے جسوقت حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو حیرہ کیطرف روانہ فرمایا ہے اوسی زمانہ مین اطراف بصرہ کیجانب قطبہ بن قتادۃ السدوسی کو روانہ فرمایا تہا۔ یہہ اطراف جوانب کی فارسی جماعتونکو پریشان کرتے رہتے تہے۔ کچہہ مدت بعد حضرت قطبہ نے دربار خلافت سے امداد طلب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شریح بن عامر کو روانہ فرمادیا۔ حضرت شریح نے بصرہ مین پہونچکر حضرت قطبہ بن قتادہ کو تو وہین چہوڑا اور خود اہواز کیطرف جو خوزستان کے ۱۴ بڑے شہرونمین سے ایک شہر ہے۔ بڑہگئے۔ راہ مین ایرانیون سے مقابلہ ہوگیا۔ شریح نے کمال مردانگی سے مقابلہ کرکے مردانہ وار جان دیدی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہہ خبر سنکر حضرت عتبہ بن غزوان کو اون اطراف کا حاکم مقرر فرماکر روانہ فرمایا۔ روانگی کیوقت آپکی ہدایات جو علامہ ابن اثیر نے نقل فرمائی ہین وہ ہم بلفظہٖ یہان نقل کئے دیتے ہین۔

انی قد استعملتك علی ارض الهند وهی حومة من حومة العدو واسرجوان یکفیك الله مأحولها ویعینك علیها وقد کتبت الی العلاء بن الحضرمی ان یمدك بعرفجة بن هرثمه وهوذو مجاهدة ومکائدة للعدو فاذا قدم علیك فاستشره وادع الی الله فمن اجابك

فاقبل منه ومن ابی فالجزیة والا فالسیف + واتق اللہ فیما ولیت + وایاك ان تنازعك نفسك الی کبر ما یفسد علیك اخوتك + وقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم فعزنرت به بعد الذلة وقویت به بعد الضعف حتی سرت امیرا مسلطاً وملکاً مطاعاً تقول فیسمع منك وتامر فیطاع امرك فیالها نعمة ان لم ترفعك فوق قدرك وتبطرك علی من دونك + واحتفظ من النعمة احتفاظك من المعصیة ولهی اخوفهما عندی علیك ان تستدرجك وتخدعك فتسقط سقطة تصیر بها الی جهنم اعیذك باللہ ونفسی من ذالك + ان الناس اسرعوا الی اللہ حتی رفعت لهم الدنیا فاراد وها + فارد اللہ ولا ترد الدنیا واتق مصارع الظالمین + انطلق انت ومن معك حتی اذا کنتم فی اقصی ارض العرب ادنی ارض العجم فاقیموا۔ ترجمہ مین نے تمکو بصرہ کا حاکم مقرر کیا جو مخالفین کے جولانگاہون مین سے ایک جولانگاہ ہے۔ مجھے اُمید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تمکو گرداگرد کی آفتونسے بچاے رکھے گا۔ اور اونکے لینے مین تمہاری مدد کریگا۔

مین علاء بن حضرمی کو لکھ چکا ہون وہ تمکو عرفجہ بن ہرثمہ سے مدد دینگے۔ ابن ہرثمہ جنگی واقعات سے واقف ہین جب وہ تمہارے پاس پہونچ جاوین تو اون ہی سے مشورہ لینا۔ اول خدا کے راستہ پر بُلانا جو قبول کرلے اوسکو مسلمان تصور کرلینا۔ جو اسلام نہ لاے اوس سے جزیہ لینا۔ سب سے آخر مین تلوار پر ہاتھہ ڈالنا۔ جو جو کام تمہارے متعلق کئے جاتے ہین اونمین خدا سے ڈرتے رہنا۔ دیکھو کہین ایسا نہ ہو کہ تم مین خود پسندی اور خود بینی پیدا ہو جاے۔ جس سے تمام تمہارے بھائی

ناراض ہوجاوین ٭ تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوچکے ہو اسی شرف سے تم عزیز ہوگئے۔ تم کمزور تھے اس شرف سے تم قوی ہوگئے۔ یہانتک کہ آج تم حاکم ہوکر جارہے ہو۔ تم بادشاہ خیال کئے جاؤگے جو کہوگے لوگ سینگے۔ جس بات کا حکم کروگے لوگ مانینگے۔ یہہ کیا اچھی نعمت ہے اگر اس سے تم اپنے مرتبہ کو نہ بھولو اور چھوٹے لوگو پر فخر نہ کرو ٭ نعمت سے ویسا ہی ڈرتے بچتے رہنا جیسا گناہ سے۔ میرے خیال مین تمہارے لئے بہ نسبت گناہ کے یہہ زیادہ خوفناک ہے۔ کہین ایسا نہو کہ نعمت کے پیٹ مین پڑکر ہمیہ دوزخ ہوجاؤ۔ خداوند تعالےٰ شانہ مجھے اور تمکو دونوکو اس بلا سے بچاے ٭ لوگ اللہ تعالیٰ کیطرف دوڑے چلے جاتے ہین اور جہان دنیا اونکے سامنے کیکئی بس وہ اوسی کے ہورہتے ہین۔ تم ہرگز ہرگز دنیا کے طالب نہونا بلکہ طالب رضاے مولیٰ رہنا ٭ ہر وقت اس کا خیال رکھنا کہ ظالمونکا انجام کار کیا ہونیوالا ہے۔ اپنے ساتھیون کو لیکر جاؤ اور جب سرحد عرب و عجم پہ پہونچو تو وہان ٹہیر جانا (ترجمہ بالمراد)

حضرت عتبہ آٹھ سو کی جمعیت کے ساتھہ چل کھڑے ہوے۔ راہ مین جسر صغیر کے قریب جاکر ٹہیرے تھے کہ وائی فرات چار ہزار سوار سے انکا راستہ روک کر کھڑا ہوگیا۔ حضرت عتبہ کے ہمراہی اگرچہ بہت قلیل تھے مگر مسلمانونکی تھوڑی تعداد بھی بہت ہوجاتی ہے لڑائی چھڑگئی۔ حضرت عتبہ اور اونکے ساتھیون نے وہ وہ حملے کئے کہ ایرانیونکے چھکے چھڑادیئے۔ چن چن کر قتل کرنا شروع کردیا۔ آخر وائی فرات قید کرلیا گیا۔

حضرت عتبہؓ اس مہم سے فارغ ہوکر ۱۴ھ مین سید ہے اوس مقام خریبہ پر پہونچے جہان اب بصرہ آباد ہے۔ یہہ پہلے ایک کف دست میدان تہا۔

حضرت عتبہؓ نے یہان قیام پذیر ہوکر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی اور ساتھہ ہی یہہ درخواست کی کہ فوج کے لئے ایک ایسا پڑاؤ تجویز فرمادیا جاوے جہان فوجین تغیر و تبدل کے زمانہ اور ایام سرما مین اقامت کرسکین۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ درخواست منظور کرلی اور مقام کا نقشہ طلب کیا اور تحریر فرمادیا کہ چاؤنی ایسی ہونی چاہیئے جسمین گھاس اور پانی کا آرام ہو۔ حضرت عتبہؓ نے اوس مقام کا نقشہ لکھہ بھیجا۔ نقشہ دیکھتے ہی حضرت عمرؓ نے اجازت دیدی۔ یہہ مقام ہی ایسا تھا۔ نہایت سرسبز و شاداب۔ دریا کا کنارہ اور دریا بھی وہ جو کئی دریاؤنکا مجمع خیال کیا جاتا ہے۔ یہہ ایک ناکہ تھا جسکی حفاظت حضرت عمرؓ کی تدبیر صائب سے ہوئی۔ اجازت آتے ہی حضرت عتبہ نے بنار شہر کی داغ بیل ڈلوانا شروع کردی۔ مسجد کی داغ بیل خود اپنے ہاتھہ سے ڈالی۔ ہر ہر قبیلہ کے مکانات جدا جدا بنوائے گئے۔ دارالامارت۔ قیدخانہ۔ مسجد یہہ سب بانس اور گھاس کے بنائے گئے۔ قاعدہ یہہ رکھا تھا کہ جب فوج کوچ کرتی یہہ مکانات مسمار کردئے جاتے اور واپسی مین پھر تیار کرلئے جاتے تھے۔ (فتوح البلدان)

دیگر مورخین نے ایک روایت یہہ لکھی ہے کہ حضرت عتبہ جب اس کف دست میدانمین پہونچ گئے تو ایک ماہ تک امن و امان سے قیام کیا۔ ایک ماہ گذرتے ہی ایلہ والے انکے مقابلہ کو کھڑے ہوگئے۔ حضرت عتبہ نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا وہ پسپا ہوکر شہر بند ہوے۔ حضرت عتبہ اپنی لشکرگاہ پر واپس آے۔ رات بھر مین ایلہ والون نے سارا شہر خالی کردیا اور دریا پار بھاگ گئے۔ جو سامان اونسے اوٹھہ سکا وہ تو لیگئے باقی بے شمار مال و اسباب مسلمانون کے لئے چھوڑ گئے جسپر صبح کو حضرت عتبہؓ جاکر قابض ہوے۔ اسکے بعد بصرہ کی بنا پڑی۔ سب سے پہلے مسجد بانسون اور کھجور کے

پتو نسے بنائی گئی پہر دار الامارت وغیرہ کی بنائین قائم ہوئین۔

ایرانیون نے ایلہ سے شکست کہاکر دشت میسان مین جاکر دم لیا۔ وہان کے مرزبانون نے انکے پہونچنے سے پیشتر ہی انکے لئے بہت سی امدادی فوج تیار کر رکہی تہی حضرت عتبہ کو جو یہہ حال معلوم ہوا تو فوراً اونہون نے اوسطرف کا دہاوا بولدیا۔ دشت میسان مین پہونچکر ایک معرکہ خونریز ہوا تو خوب لیکن بہت جلد اسکا فیصلہ ہوگیا۔ ایرانی بدحواس ہوکر میدان سے بہاگے اور اپنے افسر کو مسلمانون کے پنجہ مین اسیر چہوڑ گئے۔

حضرت عتبہؓ نے خمس کے ساتہہ اس افسر کا تاج بہی دار الخلافت بہیجدیا۔ ایک زمیندار کا ایسا مرصع تاج دیکہکر لوگونکو بہت ہی حیرت ہوئی۔ جنہون نے بصرہ کے گرد و نواح دیکہے تہے اونہون نے زمین بصرہ کی شادابی و زرخیزی بیانکر کے بصرہ کا ایک عام اشتیاق پیدا کر دیا۔ پہر کیا تہا بصرہ تو ایک بہت ہی عمدہ چہاؤنی ہوگئی حضرت عتبہؓ نے مجاشع بن مسعود کو ایک جماعت کا افسر مقرر فرماکر فرات کیجانب روانہ کیا اور خود تا واپسی حضرت مجاشع حضرت مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر فرماکر مدینہ منورہ کو چلدئے

حضرت عتبہ و مجاشع کے جاتے ہی میدان خالی پاکر روسار فارس مین سے الب پیکان نامی رئیس نے ایک بڑی جماعت سے مسلمانون نکالکر خ کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بڑہکر مقام مرغاب مین اوسکا آگا روکا۔ عین اوس حالت مین جب آتش جنگ زور پر تہی مسلمان عورتون نے اس لڑائی مین حصہ لینا چاہا۔ عورتین اکثر اسوجہہ سے ساتہہ لے لی جاتی تہین کہ زخمیونکی مرہم پٹی انکے سپرد ہوتی تہی۔ اکثر ایسا بہی ہوتا تہا کہ جب قصبات کے مرد فوج کے ساتہہ آگے بڑہتے تہے تو غنیم کے پیچہے سے آپڑنے کا خوف ہوتا تہا اسلئے عورتین تہانہ مقامات پر نہین چہوڑی جاتی تہین۔ ایک مصلحت اور بہی تہی

یعنی اس غیرت سے کہ پسپا ہونیکی صورت مین غنیم کا قابو حرم پر ہوگا جان لڑا دیتے تھے مگر قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے اسلئے عورتونکی صف پیچھے رکھی جاتی تھی۔ ان سب باتون کے علاوہ خود اون عورتون مین حمیتِ اسلامی جوش زن تھی اس جوش کی بدولت انسے وہ وہ کام نمایان ہوے بزرانہ کے صفحۂ پر روشن حرفونسے قیامت تک چمکتے رہینگے۔ ان عورتون نے جو یہہ راے قائم کی تھی اوسکا سبب صرف یہی جوش تھا۔ اپنی اپنی اوڑھنیان نشان بناکر مردونکی صفونسے آملین۔ ایرانی یہہ نشان دیکھکر سمجھے کہ کمک آگئی۔ ہوش باختہ ہوگئے۔ ہاتھہ پاؤن ڈھیلے کرکے گھوڑونکو اڑبتانا شروع کی۔ زیادہ تر مسلمانونکی تلوارونکے نذر ہوے۔ بقیۃ السیف جان سلامت لیکر بدحواس بھاگ گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مژدہ فتح دربار خلافت کو لکھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ کو بلاکر دریافت کیا تم کسکو اپنا نائب مقرر کرآے تھے۔ اونھون نے کہا۔ مجاشع بن مسعود کو۔ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی تحریر دکھلاکر فرمایا کہ تمکو ابھی بصرہ واپس ہونا چاہیئے چنانچہ وہ فوراً واپس گئے۔

واقعات سنہ ۱۵ھ

مرج الروم

واقعہ فحل کے بعد اہل اسلام کی تتوڑی ہی جماعتون نے حضرت دحیہ کلبی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ حضرت ابوالاعور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی کشتی سے اطراف وجوانب کے اکثر شہر مثل بعیدا و بیروت وغیرہ کے فتح کرلئے۔

اب مسلمانونکا رُخ حمص کیجانب تھا۔ اوس گردونواح مین رومیونکی فوج کا اگر زیادہ تر جماؤ تھا تو حمص مین۔ حضرت امین الامۃ اور حضرت سیف اللہ نے حمص کیجانب

کوچ فرما دیا۔ ابھی موضع ذی الکلاع ہی مین پہونچنے پائے تھے کہ ہرقل نے جاسوسونسے یہہ خبر پاکر ایک جرار فوج نوذر نامی سپہ سالار کی ماتحتی مین مسلمانون کے مقابلہ پر روانہ کردی۔ نوذر روانہ ہی ہوا تھا کہ ایک اور رومی جنرل یانس نامی یورپ سے تازہ دم فوج لئے آپہونچا جسکو فوراً نوذر کے ساتھہ ملجانیکے لئے روانہ کیا گیا۔

اس دو دہارے دریا نے پہونچتے ہی مسلمانونکو آگے بڑہنے سے روکدیا۔ حضرت سیف اللہ کے وار اور حضرت امین الامۃ کے نعرہ ہاے تکبیر سنکر سپاہیون کے جی چھوٹے جاتے تھے۔ اون دونون سپہ سالارون نے خیال کیا کہ یہہ مہم ان دونون کے ہوتے ہوے سر ہوتی معلوم نہین ہوتی پس یہہ چال چلی کہ حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کو علحدہ علحدہ کرکے مسلمانونکی مجموعی قوت کو پہلے توڑ دیا جاوے پہر انکا چن لینا کچھہ مشکل نہین چنانچہ نوذر نے اپنا رُخ دمشق کیجانب کرکے میدان چھوڑ دیا۔

دمشق مین حضرت یزید بن ابی سفیان کے پاس فوج کی تعداد اسقدر نہ تھی کہ اس کا مقابلہ پورے طور سے کرسکتی اور عیسائی رعایا قابل اعتبار نہ تھی۔

حضرت خالد اس گہات کو سمجھہ گئے فوراً حضرت یزید کے پاس قاصد دوڑایا کہ تم قلعہ سے باہر نکلکر مقابل ہو مین انکے پیچھے آتا ہون۔ اور حضرت ابو عبیدہ کو یانس کے مقابلہ مین چھوڑکر خود دمشق کیجانب دہاوا بولدیا۔ اودہر سے حضرت یزید بن ابی سفیان اپنی فوج لیکر بڑہے۔ اب رومی نرغہ مین تھے۔ نوذر نے سوچا تھا کچھہ۔ ہوگیا کچھہ۔ ہاتھہ پانوں پھولگئے حضرت خالد کے حملون نے اور اوسکا گلا دبایا آخر نوذر کو جان دیتے ہی بنی۔ اوسکی فوج نے بدحواسی مین بہاگنا شروع کردیا۔ جانبر بہت کم ہوے۔ اکثر تلوار کے گہاٹ اوتارے گئے۔ حضرت خالد مظفر و منصور واپس ہوکر حضرت ابو عبیدہؓ سے آملے

یہان حضرت ابو عبیدہؓ اپنے مقابل یانس سے مصروف کارزار تھے۔ یانس کی فوج جی توڑ کر لڑ رہی تھی۔ خود یانس بھی مردانہ وار کر رہا تھا کہ ایک اسلامی سپاہی نے گھوڑے سے نیچے گسیٹ لیا۔ اسکا گھوڑے سے زمین پر آنا تھا کہ چارون طرف سے یورش ہوگئی جس سے بہت جلد یہہ جھاؤ صاف ہوگیا۔ یانس کا سر تن سے جدا تھا لاش زمین پر تڑپ رہی تھی۔ فوج اپنے افسر کا یہہ حال دیکھکر بے شمار لاشین میدان جنگ مین چھوڑ کر بھاگی کچھہ نذر اجل ہوے باقیماندہ پسپا ہوکر حمص واپس گئے۔

ہرقل کو جب اس شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ حمص کے گورنر کو چند مناسب ہدایتین سمجھا کر مقام رہا کو چلا گیا چلتے وقت امدادی فوج کا وعدہ کر گیا۔

بعلبک

حضرت ابو عبیدہؓ واقعہ مرج الروم سے فارغ ہوکر حمص کیجانب آگے کو بڑہے۔ راہ مین بعلبک پڑتا تھا۔ بعلبک کی ترکیب بعل اور بک سے ہی۔ بعض کا خیال ہے کہ بعل بہ معنی آفتاب ہے اور بک سے مقام سمجھا جاتا ہے۔ گویا مقام شمس تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ بعل بت کا نام تھا اور بک اوس بادشاہ کا جس نے یہہ شہر اوس بُت کے نام پر آباد کیا۔

دمشق سے حلب اور انطاکیہ تک ایک میدان دس دنکی راہ بجانب مغرب دریاے آرنٹیز اور بحیرۂ روم کے درمیان واقع ہے۔ اس جانب میوہ دار گہاٹی بھی ہی جو برفانی پہاڑونکی چوٹیونسے محدود ہے۔ حمص کو اوس میدان کا دارالخلافہ سمجھنا چاہیے اور بعلبک کو اس گہاٹی کا۔

بعلبک اوس گرد و نواح کی تجارت کا مرکز ہونیکی وجہہ سے خوب رونق پر تھا۔

وہانکی عمارتین سنگین تہین سخت تعجب ہوتا ہے جب اس کثرت سے وہانکے پتھر دیکھنے مین آتے ہین۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کئی پہاڑ کاٹ کر کام مین لائے گئے ہین اعجوبہ کاری وہ تہی کہ اب بہی اگر کوئی ٹکڑا کسی سیاح کو اون قدیم عمارتون کے نقش ونگار کا ملجاتا ہے تو قدیم شہر کی یادگار ہونیکی وجہہ سے نہین بلکہ اپنی صنعت کیوجہہ سے حیرت مین ڈالدیتا ہے۔

گذشتہ خاک نشینونکی یادگار ہونمین	مٹا ہوا سا نشان سر مزار ہونمین

بعلبک کی راہ مین حضرت ابوعبیدہ نے چار سو اونٹون کا قافلہ گرفتار کیا اور تہوڑا سا جزیہ لیکر اپنی عام رحمدلی سے اوسکو چہوڑ دیا۔ اس قافلہ نے یہہ ماجرا ہربس حاکم بعلبک سے جاکر عرض کیا۔ ہربس مسلمانونکو لوٹیرا خیال کرکے سات ہزار سوار اور بے قاعدہ پیدل فوج لیکر قلعہ سے غنیمت واپس لینے کی غرض سے باہر نکلا اور مسلمانونپر حملہ کردیا حضرت ابوعبیدہ نے لشکر کو ترتیب دیکر مقابلہ کیا۔ تہوڑی ہی دیر گذری تہی کہ ہربس حاکم بعلبک سات زخم کہاکر بڑے نقصان کے ساتہہ شہر کو واپس ہوکر قلعہ بند ہوگیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے بعلبک کا محاصرہ قائم کردیا۔

دوسرے روز صبح کو یہہ رائے ہوئی کہ ایک خط تبلیغی انکے پاس بہیجنا چاہیئے چنانچہ یہہ خط حضرت ابوعبیدہ نے لکہکر ایک دہقانی کو دیا جسکی اجرت بیس درہم یہہ کیکر دیگئی کہ بلا مزدکام نہین لینا چاہیئے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر جیوش المسلمین بالشام والعامل علیهم وخلیفة امیر المومنین فیهم ابو عبیدہ عامر بن الجراح الی اهل هذه المدینة من المخالفین والمعاندین اما بعد فله المنة والطول وقد اظهر الدین واعز اولیائه المومنین علی جنود الکافرین وفتح علیهم البلاد وابادا هل العناد ان کتابنا انما هو

معذرۃ بیننا وبینکم وتقدمۃ الی کبیرکم وصغیرکم لا ننا قوم لا نری فی دیننا البغی والغدر وما ئتنا بالذی نقاتلکم او نغدر الیکم فان دخلتم فیما دخل فیہ اھل المدن من قبلکم من الصلح والامان صالحتکم و ان اردتم الذمام اذممناکم فان ابیتم فلیس الا الحرب والقتال۔ یعنی یہہ نامہ ابوعبیدہ بن الجراح عامل شام وسپہ سالار افواج شام کیجانبسے اون لوگونکے نام ہے جو اس شہر مین مخالف اور معاند ہین۔ امابعد پروردگار عالم کا بے انتہا شکر کہ اوسنے اپنا دین غالب کیا۔ اپنے پیارے بندے مسلمانونکی مدد کی اونکے ہاتھہ پر بہت سے شہرونکو فتح کرایا اور دشمنان دین کو تباہ و برباد کیا۔ یہہ نامہ ہماری جانب سے تمام چھوٹے بڑونکے لئے اتمام حجت ہے۔ ہم لوگونکا شعار یہہ نہین کہ خواہ مخواہ لڑین یا بدعہدی کرین۔ اگر تم بھی دوسرے شہرونکی طرح صلح وامن کے خواستگار ہوگے تو ہم بخوشی خاطر تم سے صلح پر راضی ہین۔ اگر ہماری پناہ مین آنا چاہو تو ہم اپنے ذمہ بھی تم کو لے سکتے ہین۔ اگر یہہ نہین تو پھر تلوار ہے۔

دہقانی یہہ خط لیکر دیوار شہر پناہ تک آیا وہانسے اوسنے اون ہی کی زبان مین چلاکر کہا کہ مین کچھہ پیام لیکر تمہارے پاس آیا ہون۔ شہر پناہ کی دیوار سے رسی لٹکائی گئی اور دہقان اوسکے ذریعہ سے شہر کے اندر بلالیا گیا۔ خط پیش ہونیکے بعد اون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ اکثر کی راے صلح کی تھی مگر ہرقس کے زخم ابھی ہرے تھے اوسنے جھلاکر وہ خط پھاڑ ڈالا اور قاصد کے باہر نکلوا دینے کا حکم دیدیا۔

قاصد نے باہر نکلکر سارا ماجرا حضرت ابوعبیدہؓ سے بیان کردیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فوراً حملہ کا حکم دیدیا۔ اہل بعلبک مردانہ وار لڑتے رہے۔ فلاخن وغیرہ سے ڈھیلے

پتھر برسی طرح سے مسلمانونپر پڑرہے تھے۔شام تک یہی حال رہا۔سردی کا زمانہ۔
میدان کارزار کی یہہ گرماگرمی۔حضرت ابوعبیدہؓ نے فوج کو تازہ دم ہونیکے لئے ایکروز
کے التوا جنگ کی اپنے لشکر مین منادی کرادی اور ساتھہ ہی دعوت بھی کردی۔صبح کو
مسلمان تو اس انتظام مین لگے ہوئے تھے کہ یونانی بے خبر قلعہ کا دروازہ کھول اپنر
آن ٹوٹے۔اگرچہ یہہ حملہ ایسا تھا کہ اور کوئی ہوتا تو چھکّے چھوٹ جاتے مگر واہ ری ہمت
مردانۂ اسلام۔وہ کلہ بکلہ جواب دیئے کہ یونانیونکو پسپا ہوکر قلعہ بند ہی ہونا پڑا۔تمام
یونانی کچھہ قیدیون اور غنیمت مین اُنسے بڑھے رہے۔حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے
خیمے فلاخن کے زد سے اوٹھا لئے۔میدان مین بھی وسعت نکل آئی۔اب یہہ مناسب
سمجھا گیا کہ قلعہ والونکی توجہہ کئی سمت کردی جاوے پس سعید بن زید پانسو، اور
تین سو پیادونکے ساتھہ اوس دروازہ پر روانہ کئے گئے جو دمشق کیجانب تھا۔حضرت
ضرار تین سو سوار اور دو سو پیادونکے ساتھہ پہاڑی دروازہ کے مقابل بھیجے گئے۔
ہربس نے صبح کو خیمہ جو ہٹا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ انمین کچھہ دم خم نہین دورہی کے ڈھول
ہین طرز جنگ سے واقف نہین اوسنے اس روز ایک اور پرزور حملہ کیا۔اس حملہ کا سارا
زور اوسی جانب تھا جسجانب حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔سہیل ایک اسلامی افسر
جو بوجہہ دہنے بازو مین سخت زخم ہونیکے لڑ نہین سکتے تھے گھوڑے سے اوتر کر مشکل تمام
قریب کی پہاڑی پر چڑھہ گئے۔وہان سے تمام میدان جنگ کا سامنا تھا۔لڑائی کی ساری
گردش جب حضرت ابوعبیدہؓ ہی کیجانب دیکھی تو انہون نے عربی قبائل کی طریقہ کے بموجب
آگ جلاکر حضرت سعید و حضرت ضرار کو اسبات سے مطلع کیا کہ اسجانب مدد کی ضرورت ہے
وہ دونون بزرگوار اسکو دیکھتے ہی ادہر پلٹ پڑے۔یہان لڑائی آخری فیصلہ کرنیوالی

ہورہی تھی۔ یونانیون نے ٹھان لی تھی کہ کل پر کیون اوٹھار کھا جاوے جو ہونا ہے وہ آج آفتاب غروب ہونے سے پہلے ہوجانا چاہیئے۔ ہربس کے دل مین فتح کی اُمنگین پیدا ہورہی تھین اور وہ بڑھ بڑھکر ہر سپاہی کا دل بڑہا رہا تھا۔ حضرت سعیدؓ اور حضرت ضرار کے آتے ہی رنگ ہی کچھہ اور ہوگیا۔ ع

ادہر سے اودہر پھر گیا رخ ہوا کا

یا تو یونانی بڑہ رہے تھے یا اب پسپا ہونے شروع ہوے۔ حضرت سعیدؓ کی بہادری اور حضرت ضرار کی تیزی نے اونکے ہوش ٹھکانے لگا دئے۔ حضرت ابوعبیدؓ کو لڑائی کے ہنگامہ مین بالکل خبر نہ تھی کہ ضرار و سعید آپہونچے ہین۔ یونانیونکے پسپا ہونیکو ایک حیلہ سمجھہ کر آپ نے اپنی فوج کو آگے بڑہنے سے روک دیا۔ حضرت سعیدؓ نے لڑ جو دا اس ممانعت کے دشمن کا تعاقب نہ چھوڑا۔ یونانی بہت گھبرا رہے تھے اسلئے کہ اونمین اور قلعہ مین مسلمان حد فاصل ہورہے تھے مگر پھر بھی پیچھے کو قدم رُکتے ہی ہوے پڑتے تھے۔ حضرت سعید اونکو دباتے ہوے پہاڑی کے سرے تک لے گئے۔ اس پہاڑی پر ایک معبد تھا۔ ہربس اور اوسکی فوج نے اس معبد کو ہی قلعہ خیال کیا اور اوسمین پناہ گزین ہوگئے۔ تھوڑی سی دیر مین حواس کو یکجا کر کر ہربس نے فوج کو حکم دیا کہ ایک مرتبہ جانفروشی کا بازار پھر گرم کر دیا جاوے اس حملہ مین یقیناً ہم قلعہ مین ہونگے۔ فوج نے معبد سے نکلکر اس زور کا حملہ کیا کہ واقعی قلعہ اونکے قدمونکے نیچے ہی ہوتا اگر حضرت سعد کی امداد کو اور سپاہ نہ آجاتی۔ اس کمک سے پھر ہربس کو معبد ہی مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ اس مرتبہ انکی اسقدر سخت نگرانی کیگئی کہ یونانی آنکھہ روزن مین نظر آئی اور مسلمانون کے تیر نے اوسے آن لیا۔

حضرت ابو عبیدہ نے بھی شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کرلیا۔ ہربس کی عجب حالت تھی۔ قلعہ اوسکے اختیار سے باہر تھا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے کوئی صورت معبد سے بھاگ نکلنے کی نہ تھی۔ اوسکی کیا حالت ہوگی جب وہ ریشمی لباس اوتار پٹے کپڑے پہن کر حضرت سعید کے پاس صلح کا طالب ہوکر آیا ہے حضرت سعیدؓ نے اوسکو دیکھتے ہی فرمایا۔ الحمد للہ الذی اذل لنا جابرھم وامکننا من بطارقھم ترجمہ خدا کا بے انتہا شکر کہ اوسنے انکے سرکش ہمارے سامنے ذلیل کئے اور انکے افسرونکو ہمارے قبضہ مین دیدیا پھر فرمایا کہ مجھکو صلح کی گفتگو کرنیکا اختیار اگر ہے تو صرف اونہی لوگونسے جو میرے محاصرہ مین ہین نہ تمام بعلبک والونسے شہر والونکی نسبت میرا اختیار نہین۔ اسکو حضرت ابو عبیدہ جانین۔ تم لوگ اگر ایمان لے آئے تو ہماری اخوت مین داخل ہوجاؤگے ہم تمکو بالکل اپنے بھائی کی برابر سمجھینگے یا یہ شرط کرلو کہ مسلمانونپر ہتیار نہ اوٹھاؤگے تو ہم بھی تم سے کچھ تعرض نہ کرینگے۔ اس معاملہ کی بابت قطعی فیصلہ کے لئے مین تمجھکو اپنی ذمہ داری مین حضرت ابو عبیدہ کے پاس لے جاسکتا ہون۔ اس شرط پر کہ صلح نہ ہونیکی صورت مین اسی طور پر ہمارے محاصرہ مین تمجھکو آنا پڑیگا پھر ہمارا تمہارا آخری فیصلہ اس تلوار کے ہاتھہ ہے۔

ہربس حضرت ابو عبیدہ کے خیمہ مین لایا گیا۔ مسلمانونکی تعداد دیکھہ دیکھکر اپنے پورے کاٹ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہربس نے گفتگو سے صلح شروع کی مگر اس طرز کے ساتھہ کہ حضرت ابو عبیدہ کا عندیہ بھی معلوم ہوجاے۔ حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا سنو۔ تمہارا تمام سونا چاندی مسلمان کے ایک قطرہ خون کی برابر بھی نہین

مسلمان کے اوس قطرۂ خون کی جوخدا کی راہ مین گرے تمام دنیا و مافیہا قیمت نہین ہوسکتی اس لحاظ سے صلح نہایت مناسب لیکن تاوان جنگ اور جزیہ یہہ سب تمہارے ذمہ ہوگا۔ اسکی تعداد بیان کرو۔ ہرقس نے ایک ہزار اشرفی۔ دو ہزار درہم۔ ایک ہزار ریشمی عبائین دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس تعداد کو دونا کر دیا مقصود معبد کے کل ہتیار طلب کئے۔ سالانہ جزیہ چاہا اور یہہ کہ نئے گرجے نہ بنائے جائین مسلمانون سے بغاوت نہ اختیار کرین۔ اور اضافہ کر دیا۔

ہرقس نے ان سخت شرائط کو منظور کر کے یہہ ایک شرط اپنی جانب سے بیان کی جو تمہارا نائب یہان مقیم ہو ہم اوسکو قلعہ مین جگہہ ندینگے قلعہ کے باہر ہی اونکی ضروریات کے واسطے بازار لگا دیا جاویگا۔ سالانہ جزیہ مین خود اونکے پاس جاکر ادا کر دیا کرونگا۔ اندرون قلعہ کے تمام انتظامات میرے متعلق کئے جاوین یہہ اسوجہہ سے ہے کہ اہل شہر درشت مزاج ہین کہین ایسا نہو کہ ذرا سی مخالفت باہمی کیوجہہ سے نقص صلح ہوجاے اور پھر وہی روز بد دیکھنا نصیب ہو۔ ہرقس کو ان شرطونکی منظوری کے بعد قلعہ مین جانیکی اجازت دیگئی۔ معبد کا محاصرہ توڑ کر ہرقس کے ساتھی ضامن مقرر کر کے خیام اہل اسلام مین روک لئے گئے۔ ہرقس نے جب ان شرائط کو اہل شہر سے بیان کیا ہے تو اونمین بغاوت سی پھیلنی شروع ہوگئی۔ وہ جانتے تھے کہ بلاد شام مین بعلبک نہایت مستحکم شہر ہے۔ برسون سر پھوڑا کیجئے لیکن وہان خبر نہو۔ جب ہرقس نے سالانہ جزیہ کی چوتھائی اپنی جیب خاص سے دینے کا اقرار کیا تو وہ اختلاف رفع ہوگیا۔ ایک بات اونکے حسب دلخواہ تھی وہ یہہ کہ رافع ابن عبداللہ السہمی جو اوس شہر پر حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے نائب مقرر ہوے تھے اپنے

نوسو سپاہیون کے ساتھہ شہر سے باہر خیمہ زن رہینگے۔ حضرت ابو عبیدہؓ مناسب نصائح فرماکر آگے بڑہے۔ راہ مین عین الجر کا حاکم آکر طالب صلح ہوا آپ نے اون شرایط پر جو بعلبک والونسے مقرر ہوئی تہین اوس کو بہی صلحنامہ تحریر فرمادیا لیکن مقدار جزیہ اون سے نصف مقرر فرمائی۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے بعلبک سے تشریف لیجانے کے بعد حضرت رافع نے اطراف و نواحی کے گانون کو تحت تصرف لانیکی غرض سے کچہہ جماعتین مقرر فرمادین۔ وہ ادہر ادہر سے اموال غنیمت لاکر اہل بعلبک کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے جس سے بعلبک والونکی لڑائی کا جبر نقصان ہوگیا۔ لشکر اسلامی نے وہ برتاؤ کیا جس نے بعلبک والونکی دلونمین گہر کرلیا۔ ہرپس نے اہل بعلبک سے اپنی شرائط اور جزیہ کی چوتہائی یا دو لاکر منافع مین دسوان حصہ طلب کیا۔ شہر والون نے جبراً اسکو منظور کیا۔ اب کیا تہا ہرپس کا دانت لگا۔ آے دن کا منافع اور وہ سب رعایا کے حصہ مین اس خیال سے ہرپس نے تہوڑے ہی دنونکے بعد دسوین حصہ سے چوتہائی حصہ کا تقاضا شروع کیا۔ آخر اہل شہر نے تنگ آکر ایک شب کو شوریٰ کرکے ہرپس کا صفایا کردیا۔ اب ایک ہنگامہ برپا ہوگیا فل شور اسلامی خیمونمین بہی پہونچا۔ بعض نے چاہا کہ خود جاکر اسکا سبب دریافت کرین لیکن حضرت رافع کی ممانعت سے کسیطرف جانب قدم نہ بڑہایا۔ تہوڑی دیر گذری ہوگی کہ کچہہ شہر کے باشندے حضرت رافع کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہرپس کا خاتمہ ہوچکا تنخت آپکو یاد کر رہا ہے۔ حضرت رافع نے فرمایا۔ چونکہ یہہ امر معاہدہ کے خلاف ہے اور مجہکو اسکا اختیار نہین دیا گیا اسوجہہ سے حضرت امین الامتہ کی بغیر اجازت مین تمکو کچہہ جواب نہین دیسکتا۔

قاصد فوراً حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی خدمت اقدس مین عرض حال کیلئے دوڑایا گیا اور حضرت رافع اجازت حاصل کرکے شہر مین داخل ہوے۔ اسطرح شہر آفتاب یعنے قدیم ہلی پولس مسلمانونکے قبضہ مین آیا۔ (واقدی)

حضرت ابوعبیدہ بعلبک سے فارغ ہوکر حمص کیجانب بڑہ رہے تہے کہ یونانی فوجون نے مقام جوسیہ پر انکو روکنا چاہا مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک ہی حملے نے دہوئین اوڑا دئے۔

مقام زراعہ مین پہونچکر حضرت امین الامتہ نے میسرہ بن مسروق کو پانچ ہزار فوج لیکر ہراول کے طور پر آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ یونانی قبائل سے جو ادہر ادہر منتشر ہورہے تہے اونکا سامنا ہوگیا۔ حضرت شرحبیل نے اس معرکہ مین نہایت جوانمردی کی تن تنہا فوج سے آگے بڑہکر لڑے۔ یونانی رسالہ نے انکا مقابلہ کیا لیکن جب انکے ہاتہہ سے دس گیارہ شخص مارے گئے تو دنگ رہگئے اور بہاگ نکلے۔ واہ ری ہمت اکیلے حضرت شرحبیل نے اونکا تعاقب کیا۔ یونانی دیر مسحل مین جاکر پناہ گزین ہوے یہہ بہی اونکے پیچہے پیچہے دیر مین گہسے چلے گئے کچہہ تو مفرور یونانی وہان پہونچ گئے تہے اور کچہہ پہلے سے موجود تہے تعداد زیادہ ہوگئی۔ ادہر اکیلے حضرت شرحبیل تہے دست بدست کی لڑائی مین تو خوب جمے لیکن جب یونانیون نے اوپر سے ڈہیلے اور پتہر برسانے شروع کئے تو زخمی ہوکر شہادت حاصل کی۔

حمص

حضرت میسرہ کی روانگی کے بعد حضرت امین الامتہ و حضرت سیف اللہ نے حمص کا رخ کیا۔ سرزمین حمص مین پہونچتے ہی حضرت ابوعبیدہؓ کی زبان مبارک سے نکلا

اللھم عجل علینا فتحنا واخذل من فیھا من المشرکین۔ اے پروردگار ہمکو جلد فتح نصیب کرنا اور مشرکین کے حصہ مین تباہی و رسوائی۔

شام کے چھ ضلعونمین سے۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ اردن۔ حمص اور انطاکیہ مشہور ضلعے تھے۔ دمشق اور اردن کی فتح کے بعد بیت المقدس حمص اور انطاکیہ جہان ہرقل خود اوسوقت موجود تہا باقی رہگئے تھے حمص (جو اپنے بانی کے نام پر مشہور اور حمات کے مغربی جانب واقع تہا۔ اسمار البلدان) ان سب مین قریب اور سب مین سرسبز و شاداب تہا۔ شکل شمس ہونیکیوجہہ سے وہ ایک تیرتھ تہا جہان ہر روز اطراف وجوانب کے پوجاری لوگ میلا لگا رہتا تہا حمص کا قلعہ نہایت مستحکم تہا اور سامان جنگ اور رسد وغیرہ اسقدر فراہم تہا کہ برسون باہر نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اطراف وجوانب کی جنگ چھ نیسے بڑے بڑے جنرل اور شاہزادے ہر طرف سے بہاگ کر یہین پناہ گزین ہو گئے تھے۔

موسم سرما سر پر آگیا تہا سردی سخت پڑنے لگی تہی۔ رومیون نے سوچا کہ عرب گرم ملکون کے رہنے والے۔ انکو سردی کی تاب کہان۔ سامان سرما بہی ان کے پاس کچھ واجبی ہی ہے برف کے پڑتے ہی یہ ابر خود بخود چھنٹ جاے گا۔ دوسرے انکو یہ خیال بہی لگا ہوا تہا کہ ہرقل امدادی فوج کا وعدہ کر گیا ہے وہ آئی اور اب آئی اس گھمنڈ پر قلعہ بند ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہؓ و حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قلعہ کے دروازہ بند دیکہکر محاصرہ کے ڈول ڈال دئے۔

کڑاکے کا جاڑہ پڑ رہا تہا۔ رومی وہان کے باشندونکے تو اعضا بیکار ہوے جاتے تھے مگر واہ رے جوش اسلامی۔ محاصرہ نہ اوٹہتا تہا حضرت خالد اس زمانہ مین بہی

بیکار نہ بیٹھے ادہر اودہر سے ہر روز سامان رسد فراہم کرلاتے تھے اس طریقہ سے گرد ونواح کے تمام گانؤن اپنے قبضہ مین کرلئے۔ سردی کا تمام زمانہ مسلمانون نے خوشی خوشی گذار دیا۔ یونانیون کے پژمردہ دل موسم گرما آنے پر بھی ٹھنڈے ہی رہے بڑا خیال امدادی فوج کا تھا اوسکا پتہ بھی کچھ ابتک نہ لگا۔ وجہ یہہ ہوئی کہ ہرقل نے حمص سے جاتے ہی حاکم جزائر کو امدادی فوج روانہ کرنے کا فرمان لکھا تھا۔ وہ فوج حمص کیجانب روانہ بھی ہوچکی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص جو اوسطرف تھے اونھون نے یہہ خبر پاکر ایک دستہ فوج انکے روکنے اور اپنے ساتھہ ادلجانیکی غرض سے ہیت اوقرفیسا کیجانب انکے عقب مین روانہ کردیا۔ اس دستہ نے پہونچکر اون کو روکا ہی نہین بلکہ تباہ کردیا۔ معدودے چند مفرورین جزائر واپس گئے۔ محاصرین حمص نے باتہہ پاؤن کہلتے ہی حملہ کی ٹھیرادی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فوج کو چار حصہ کرکے بہ سرکردگی حضرت شرحبیل۔ حضرت یزید بن ابی سفیان۔ حضرت قعقاع ہاشم بن عتبہ۔ حضرت مسیب فزاری چارون طرف سے حملہ کرنے کے واسطے مامور کئے۔ اورخود معہ حضرت خالد بن ولید باب رستن پر مقیم رہے۔ تمام دن ہنگامہ کارزار گرم رہا مگر فیصلہ کچھ نہوا۔ دوسرے روز حضرت خالدؓ کے مشورہ سے چار ہزار حبشی غلام اس مہم پر متعین کئے گئے۔ غرض یہہ تھی کہ اب تمہارا دم خم بس اسقدر ہے کہ ہمارے یہان کے غلام ہی تمہارے لئے کافی ہین قلعہ والے اس غیرت سے جوش مین آکر قلعہ سے باہر نکلکر حبشیون پر آپڑے۔ مسلمانونکی یہہ تو منہ مانگی مراد ہی تھی۔ حبشیون سے گرما گرمی کی لڑائی ہورہی تھی کہ عرب کے بہادر ایک دم سے آپڑے اور عیسائیونکو چننا شروع کیا۔ عیسائی بے حد نقصان اوٹھاکر قلعہ کو واپس ہوئے۔

کئی معرکہ اسیطرح ہوتے رہے جسمین جنگ کا کچھ فیصلہ نہوا۔

حضرت خالدؓ کی طبیعت موجدہ نے جو اس معاملہ کو طول پکڑتے دیکھا تو ایک اور تدبیر سوچی وہ یہہ کہ کسی صورت سے عیسائیونکو قلعہ کی آڑ سے باہر نکالنا چاہیئے بس پھر میدان ہمارا ہے۔

اونہون نے مشورہ دیا کہ محاصرہ کو ایک شب کے لئے ہٹا لیا جاے۔ بہت تھوڑیسی جماعت قلعہ کے گرد و نواح مین متعین کیجاوے اور سب سامان۔ خیمے وغیرہ وہین چھوڑ کر ایک دو جگہہ پر سب چلکر قیام پذیر ہون۔ یہہ مشورہ مناسب وقت خیال کرکے اسپر عمل درآمد شروع ہوگیا صبح ہوتے ہوتے بہت تھوڑی سی صرف وہی جماعت وہان تہی جو اسجگہہ ٹہیرنے کے لئے متعین کیگئی تہی۔

قلعہ والون نے جو یہ رنگ دیکھا تو خیال ہوا کہ مسلمان ہمت ہار کر چلدئے باقیماندہ بہی اسی پس وپیش مین ہین۔ اب کیا تہا۔ عیسائی نہایت جرأت سے للکارتے ہوے ان معدودے چند مسلمانون پر آن ٹوٹے۔ حریص تو لوٹ مار مین مشغول ہوے اور گورنر حمص اپنے دستۂ فوج سے انکی جانین لینے کو دست بشمشیر بڑہا۔ یہ لوگ نہایت خوش اسلوبی سے اونکے وار روکتے ہوے پیچہے ہٹنے لگے۔ یہہ مبتلا تو تہی اس بلاے جانستان مین مگر اوس سمت کو ہاتہہ سے نہین جانے دیتے تہے جسطرف کو سپہ سالار اسلام قلعہ والون کے انتظار مین فروکش تہے ہٹتے بہی تہے تو اوسی جانب۔ مؤلف۔

میرد م افتان وخیزان سوئے تو		خوش بہ مستی میرد م بر بوئے تو	

اسی طرح لڑتے بہڑتے اوس مقام تک لے آئے۔ بہادران اسلام نے جب دیکہا

کہ ہمارا شکار عین زد پر آپہونچا۔ تاخیر ٹھیک نہین فوراً حملہ کر دیا۔ خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے قبیلہ بنی مخزوم کو لئے ہوے سب سے آگے بڑہے اور عیسائی سیلاب کو روکدیا عیسائی قدر اندازون نے فوراً صف بندی کر کر تیر برسانے شروع کر دئے مسلمان ڈہالون کی آڑمین گھٹنے ٹیک ٹیک کر بیٹہہ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکہا کہ اسطرف سے حملہ کرنیمین سراسر موت کے مُنہ مین جانا ہے۔ چکر کاٹ کر دشمن کے دوسرے پہلو پر جاٹوٹے۔ یہان ایک بڑا بہادر عیسائی جنرل انکی تلاش مین تہا ادہنے سامنے آتے ہی تلوار کا وار کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی پہرتی سے خالی دیکر خود وار کیا۔ یہہ وار گو مخالف کے سر پر تہا مگر خود پر پڑتے ہی تلوار کا پہل الگ جاپڑا اور انکے ہاتہہ مین صرف قبضہ ہی قبضہ رہگیا۔ عیسائی جنرل اس دہماکے سے کچہہ ایسا مبہوت ہوا کہ دوسرا وار کرنا یا دفاع موش ہوگیا۔ حضرت خالدؓ اس فرصت کو کب رائگان جانے دیتے تہے مخالف سے جا لپٹے۔ زین سے اوٹہاکر زمین پر دے پٹکا اور اسی کی تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا۔ پہر اپنے قبیلہ کے بہادرونکو لیکر رومیونکی صفونکو اولٹنا شروع کیا جدہر جاتے تہے مطلع کا مطلع صاف ہوجاتا تہا حضرت خالدؓ کی اس جرأت نے ایک خاص جوش پیدا کر دیا۔ حضرت مرقال ہاشم بن عتبہ اپنے قبیلہ بنی زہرہ کو للکارتے ہوے مخالف کے میسرہ پر جاپڑے انکا ساتہہ حضرت میسرہ بن مسروق نے بہی دیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ معہ اپنے قبیلہ کے مخالف کا میمنہ توڑنے کے لئے بڑہے۔

بدانسان سپہ درہم آویختند		چو دو دروان درہم آمیختند	
بیک حملہ کردند برسانِ شیر		سواران خالدؓ سرانِ دلیر	

خروش آمد و نالہ کردنا سے		ہمین کوہ را دل بر آمد زجا سے	
ہمہ روئے ہامون پر از گشتہ شد		زخون خاک چون ارغوان پشتہ شد	

عیسائی بہی خوب دل کہولکر لڑ رہے تہے۔ جان فروشی کا بازار گرم تہا مگر وہ دل کہان جو کیسکو نام پر قربان ہونیکو جان کی قیمت سمجہے وہ دل تو خدا سے تعالےٰ نے مسلمانون کے ہی سینونمین رکہے ہین۔ بالآخر عیسائی پسپا ہوکر قلعہ کیجانب بہاگے۔

گریزان برفتند یکسر سپاہ		ز خالد سر افراز لشکر پناہ	

وہ لوگ جوانکے تعاقب مین گئے اونمین حضرت معاذ بن جبل بہی تہے مگر اونہون نے ایک تدبیر یہہ کی کہ پانچ سو سوار لیکر راستہ چہوڑ دیا اور چکر لگاکر قلعہ کے دروازہ پر اسقدر جلد جا پہونچے کہ رومی مفرورین داخل بہی نہ ہونے پاے۔ وہان مفرورین کا بہت بڑا حصہ کام آیا۔ وہ تعداد جو قلعہ بند ہوئی بہت کم رہگئی تہی۔ اس روز کے واقعہ مین حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل نے شجاعت کے بڑے جوہر دکہاے۔ مخالف کے نیزون اور تیرونمین وڑاتے چلے جاتے تہے۔ اگر کوئی کہتا بہی کہ یہہ مناسب وقت کے خلاف ہے تو فرماتے۔ جب مین بہتونکی حمایت مین اسیطرح لڑچکا ہون تو کیا دین حق کے لئے اس سے مُنہ موڑ لونگا۔ مجھے صاف نظر آرہا ہے کہ حورین میرے انتظار مین ریشمی لباس اور کاسۂ جواہر لئے کہڑی کہہ رہی ہین کہ اب تاب انتظار نہین۔ بالآخر انکی یہہ سچی جرأت۔ یہہ پکا جوش۔ اوس جناب مین بہی مقبول ہوگیا۔ وہ بطریق جوانکے ان بیباکانہ حملونکو دیکہہ رہا تہا نیزہ کو جنبش دیتا ہوا انکی طرف بڑہا۔ مقابلہ ہوتے ہی اوسنے نیزہ کا وار کیا جوانکی دلسے پار ہوگیا اور یہہ تڑپتے ہوے خاک پر گر پڑے۔

دل بردلدار رفت۔ جان برجانانہ شد	

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن	خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

واقدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ جسروز حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اہل حمص کے مقابلہ پر غلام بھیجے گئے تھے اوسکی شام کو ہرقل حاکم حمص کیجانب سے حضرت امین الامۃ کے نام یہہ خط پہونچا۔

اما بعد یا معاشر العرب قد تبین عندنا ضعفکم وسفه رایکم اذ وجهتم العبید للقتال ونحن حجة هذه اللیلة نخرج الیکم والله ینصر من یشاء ترجمہ یعنے اے گروہ عرب۔ تمہارے غلامونکے لڑانیسے معلوم ہوگیا کہ اب تم مین تاب مقابلہ نہین رہی۔ کاربین رسید کہ غلام مقابلہ کے لئے بھیجے جاتے ہین۔ ہم صبح کو تمہارے مقابلہ کے لئے نکلین گے۔ اللہ تعالے شانہ جسکو چاہے گا مدد دیگا (ذرا ہوشیار رہنا) حضرت امین الامۃ نے مشورہ کے بعد یہہ راے قائم کی کہ ظاہری طور پر محاصرہ چھوڑکر کسی طرف کو نکل جانا چاہیئے اور پہر اچانک اپر آپڑین جب تک انکی جماعتین بہی متفرق ہوچکی ہونگی۔ رسد مین بہی کمی آگئی ہوگی غرض الحرب خدعۃ کے لحاظ سے حضرت امین الامۃ نے یہہ جواب لکہا۔

بسم الله الرحمن الرحیم اما بعد فانی قرأت کتابکم ورأیت ان قولکم صلاح ولسنا ممن یرید البغی علی احد من عباد الله عزوجل فان اردتم ان نرحل عنکم فابعثوا الینا میرة خمسة ایام فالطریق قدامنا شائم واذا فتح الله علینا رجعنا الیکم فان فعلتم ذالك کان صلاحاً لکم والسلام ترجمہ یعنے مین نے تمہارا خط پڑہا

تمہاری اطلاع ہمارے لئے نہایت مفید ہے۔ ہم ظلم کرنیکے لئے نہین نکلے ہین اگر تم ہمارا یہانسے چلا جانا چاہتے ہو تو پانچ روز کی رسد ہمارے پاس روانہ کردو۔ راستہ ہمارے سامنے کھلا ہوا ہے جب ہم دیگر فتوحات سے فارغ ہو لینگے تب تمہاری طرف پلٹین گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے لئے اچھا ہوگا۔

یہہ خط جب حاکم حمص کے پاس پہونچا ہے تو کچھ۔ تو سہ کی بلا ٹلنی کے خیال سے اور کچھہ مرجعنا الیکم پر اچھی طرح غور نکرنے کیوجہہ سے یہی راے قائم ہوئی کہ اسقدر رسد انکے پاس بھیجکر اسوقت کی آفت کو ٹالنا چاہیئے۔ غلہ وغیرہ بھیجدیا گیا اور جس جس چیز کی اہل اسلام کو ضرورت تھی وہ اور خرید لی گئی اور ایکدم محاصرہ اوٹھاکر رستن کی جانب چل کھڑے ہوے۔ حضرت ثابت بن علقمہ فرماتے ہین کہ رستن پہونچکر حضرت ابو عبیدہؓ ابن الجراح نے پیام صلح رئیس رستن کے پاس بھیجا اور جب اوسنے انکار کیا تو باہم مشورہ سے یہہ طے ہوا کہ شہر نہایت مضبوط ہے آسانی سے فتح ہوتا نظر نہین آتا ہم اسیکے ہورہینگے اسلئے کوئی تدبیر مخفی کیجاوے۔

پندرہ صنادوقون مین پندرہ بہادران اسلام کو جنمین سے حضرت ضرار بن الازور۔ ذوالکلاع حمیری۔ قیس بن ہبیرہ وغیرہ تھے بند کرکر یہہ ظاہر کیا جاوے کہ ہم اس بارگران کو تمہارے پاس چھوڑے جاتے ہین واپسی مین لیتے جائینگے۔ یہہ راے تجویز ہوکر حاکم رستن سے دریافت کیا گیا۔ اوسنے منظوری ظاہر کی۔ اسطرحسے پندرہ جری مردان کارزار صنادوقونمین مقفل ہوکر اوسکے مکان پر پہونچے۔ قفل صنادوق کے اوپر کے تختہ مین لگاے گئے تھے نیچے کے تختے بالکل الگ تھے۔

حاکم رستن اس چال سے بالکل بے خبر ان صنادوقونکو اپنے خاص محل مین کہلاکر

اس بلاے ناگہانی سے بچ جانیکے شکر مین نماز شکریہ ادا کرنے چلا گیا۔ یہہ موقع تہا بہادران اسلام کے باہر نکلنے کا۔ انہون نے اسوقت کو ضائع نہ کیا۔ صندوقون سے نکل کھڑے ہوے اور ماریہ زوجۂ حاکم رستن سے شہر کی کنجیان طلب کین۔ وہ اس واقعہ سے بالکل بدحواس ہوچکی تہی کنجیان دیتے ہی بنا۔ کنجیان لیکر پہلا کام یہہ کیا گیا کہ شہر کے دروازے کہولنے کیواسطے حضرت عبداللہؓ بن جعفر طیار۔ ربیعہؓ بن عامر۔ عکرمہؓ بن ابی جہل۔ عتبہؓ بن العاص کو روانہ کیا اور باقی بہادران اسلام گرجہ پر حملہ آور ہوے گرجہ والے نمازمین مشغول تہے۔ چونکہ نہتّے تہے مقابلہ کرتے نہ بنا۔ اودہر دروازونسے نعرہاے تکبیر بلند ہوے اور ساعت بہ ساعت قریب ہوتے چلے جاتے تہے۔ اہل رستن جو اس پر اگنڈ ہو گئے اور سمجہ گئے کہ اب کوئی چارہ اس کے سوا نہین کہ اطاعت قبول کیجاوے۔ سب نے متفق ہوکر عرض کیا کہ ہم تمہارے قبضہ مین ہین تمکو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ ہم تمہارے انصاف کے ہاتہون مین ہین۔ اس عرصہ مین حضرت خالدؓ وغیرہ پہونچ چکے تہے آپ نے تبلیغ اسلام کی بعض نے قبول کیا بعض نے انکار۔ پہر جزیہ کے واسطے کہا گیا سب نے منظور کرلیا مگر حاکم رستن کی عقل کہوپڑی کے آخری حصہ مین تہی اوسنے یہہ بہی منظور نہ کیا حضرت خالد نے اوسکو مع اہل وعیال قلعہ سے باہر نکلوا دیا۔ وہ سیدہا حمص پہونچا۔ وہان پہونچکر اس واقعہ سے اوسنے پریشانی اور بڑہادی۔ حضرت ابوعبیدہؓ یہانسے فارغ ہوکر مقام شیرز مین پہونچے۔ شیرز اگرچہ پہلے صلحاً فتح ہوچکا تہا مگر وہ حاکم شیرز جس سے مصالحت ہوئی تہی مرچکا تہا اوسکے مرتے ہی ہرقل نے دوسرا گورنر روانہ کرکر پہر اوسکو اپنی حمایت مین لے لیا تہا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شیرز کے قریب پہونچکر حاکم

کے نام خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد یا اھل شیرز فان حصنکم لیس بامنع من حصن بعلبك ولا من رستن ولا رجالکم باشجع من رجالهم فاذا قرأتم کتابی هذا فادخلوا فی طاعتی ولا تخالفوا فیکون وبالا ذالك علیکم۔ ترجمہ یعنے اے اہل شیرز نہ تو تمہارا قلعہ بعلبک اور رستن کے قلعونسے زیادہ مضبوط ہے اور نہ تمہارے آدمی ویسے جنگجو ہین۔ پھر ہمارے مقابلہ مین اونہون نے کیا کرلیا جو تم کرلوگے۔ میرے اس خط کے دیکھتے ہی میری اطاعت مین داخل ہوجاؤ سرکشی نہ کرو ورنہ تمہارے لئے اچھا نہوگا۔ اہل شیرز بچکچاے مگر اونکا حاکم کمبخت ایسا ظالم تھا کہ اونکو لڑنے ہی پر مجبور کیا۔ پہلے پہل غلام باہر نکلکر لڑنے کیواسطے بھیجے گئے۔ مسلمانون نے ہوش بہی ابہی درست نہین کرنے دیئے کہ اونکا صفایا کرکے قلعہ پر حملہ کردیا۔ فصیلین توڑکر قلعہ مین داخل ہوگئے۔ پھر کیا تھا۔ قلعہ مسلمانون کا تھا۔

اب حضرت ابوعبیدہ کی راے پھر حمص کیجانب متوجہ ہوئی۔ کچھ دور نہ پہونچے ہونگے کہ ایک شکار اور اونکے پیچھے چڑہ گیا یعنی کچھ گرد اوٹھی۔ غبار صاف ہونیکے بعد معلوم ہوا کہ ایک بڑا پادری عمدہ نسل کے سو گھوڑے لئے جارہا ہے جسکی حفاظت کے لئے سو گبر بہی ساتھ تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے گرگ کر نعرہ تکبیر بلند اور حملہ کردیا۔ بہادران اسلام بہی اونکے ساتھ ساتھ پادری کے سر پر پہونچگئے۔ گبر اور پادری گرفتار کرلئے گئے۔ تمام گھوڑے مسلمانون کے قبضہ مین آے۔ حضرت امین الامتہ نے پادری پر تبلیغ اسلام کی پادری نے عرض کیا کہ حضرت۔ یہہ دولت عظمی آج شب کو عالم خواب مین لوٹ چکا ہون۔ مین نے جناب رسالت مآب صلعم کے

دست مبارک پر توبہ کی ہے مین اپنا دین۔ اپنا تن من سب اونکے ہاتھہ بیچ چکا اور آہ بیچ کیا چکا خدا جانے کیا کیا خرید چکا۔ مین کیا عرض کروں کہ کیا کیا دیکھا۔

پری پیکر نگارے سرو بالا لالہ رخسارے	سراپا آفت دل بود شب جائی کہ من بودم
رقیبان گوش بر آواز او در نازمین ترسان	سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائی کہ من بودم

اس لٹنے کی خاطر تو مین اس راہ مین آیا ہی ہون۔

یہی ہے شب سے تو اے خضر مدعا دل کا	رہ حضور مین لٹ جاے قافلہ دل کا

اب آپ جانئے اور یہہ گھوڑے اور گبر۔ مجھے سرکار سے غرض ہے انسے کیا سروکار۔ حضرت امین الامتہ نے گبر و نیچر تبلیغ اسلام کی اون کم بخت خسر الدنیا والاخرہ کی سمجھہ مین ایک نہ آئی انکار کر بیٹھے اور انکار بھی محض ہٹ دھرمی کا۔ حضرت امین الامتہ فداون سب گلے سڑے عضو و نکو اپنے صحیح اعضاء اسلامی سے جُدا کر کے خس کم جہان پاک کر دیا۔

حمص پہونچکر یہہ محاصرہ قائم کر دیا گیا۔ قلعہ والے خواب خرگوش سے جاگے۔ اونکی رسد مین بھی کمی آگئی تھی اور جماعتین بھی کچھہ متفرق ہو چکی تھین۔ ایک خط حضرت امین الامتہ کے نام اس مضمون کا لکھا کہ حضرت یہہ عہد شکنی کیسی۔ آپ تو پانچ روز کی رسد پر مصالحت فرما گئے تھے۔ آپ نے جواب مین تحریر فرمایا کہ تم میرے خط کو سمجھے ہی نہین یہہ تمام شکایتین تمکو اپنی عقلو نسے کرنا چاہئین۔ کیا میرے خط مین یہہ لفظ نہ تھے واذا فتح اللہ علینا رجعنا الیکم۔ اسکو تم کیا سمجھے۔ مین نے ہرگز اسکے خلاف نہین کیا۔ جب رستن و شیرز فتح کر چکا ہون تب تمہاری جانب رُخ کیا ہے۔ میرا قول بھی یہی تھا کہ بغیر فتوحات تم تک نہ پہونچونگا۔

اب تو ذرا حمصیونکی عقلین ٹھکانے لگین پہلے معرکے دیکھہ ہی چکے تھے

تازہ فتوحات نے انکے دل اور دہلا دئے مگر قلعہ کا نام بھی نہین ڈبویا جاتا۔ ہاری جی سے مستعد کارزار ہوے۔ اس شکستہ خاطری کو اونہون نے اہل اسلام پر ظاہر نہین ہونے دیا۔ دوسری صبح کو قلعہ سے باہر نکلکر صف آرائی کی جنمین سے پانچ ہزار گبر سرتاپا لوہے سے ڈھکے ہوے تھے گویا لوہے کی دیوارین سامنے کھڑی تھین۔ مسلمانون نے اپنے حملہ مین ان لوہے کی دیوارونکی جانب رُخ کیا مگر وہان کیا ہوتا نہ وہ اپنی جگہہ سے ہٹے اور نہ کوئی کاری زخم ہی اون کے لگا۔ مسلمانون کے اس بیکار حملہ نے قلعہ والونکو ہمت دلادی۔ چارون طرفسے سوار اہل اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ پیدلون نے تیرونکا مینہ برسانا شروع کردیا۔ مسلمان کچھہ پسپا ہوے بہت سی تعداد نے دوڑکر درجہ شہادت حاصل کیا۔ حضرت امین الامتہ کا مارے غصہ کے رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ عرب کے دودھ کا جوش کہان گیا۔ کیا تمہاری ماؤن نے اسیدن کے لئے پالا تھا اور سب جانے دو کیا اسلام تمکو یہی اجازت دیتا ہے۔ بڑھو اور دشمن پر جا پڑو۔ خدا تمہارے ساتھہ ہے وہ برکت دیگا حملہ کرکے دیکھو تو۔ حضرت امین الامتہ رض کی اس للکار سے مسلمانون مین ایک گرمی پیدا ہوگئی۔ حضرت خالدؓ اپنے قبیلہ بنی مخزوم کے ساتھہ آگے آگے تھے اور مسلمان پیچھے پیچھے۔ بڑا رن پڑا۔ حضرت واقدیؒ نے اسکے بعد اونکے قلعہ بند ہونیکے وہی واقعات لکھے ہین جو ہم اوپر لکھہ آے ہین الغرض غازیان اسلام نے قلعہ پر دلیرانہ حملے کرنے شروع کردیئے۔ انکی تکبیر کے نعرے اونکا دل دہلاے دیتے تھے۔ شہر مین تزلزل پڑگیا۔ فصیل کا کچھہ حصہ گرگیا۔ بعض گنبد دہل گئے۔ محصورین کی ہمتین ٹوٹ گئین۔ چھکے چھوٹ گئے آخر صلح کی درخواست کی اہل اسلام کو بالکل خبر نہ تھی کہ یہہ کیا ماجرا ہے اور یکایک اسقدر اضطراب ان کو

کیون پیدا ہو گیا قصہ مختصر اون ہی شرائط پر جو دمشق والو نسے کیگئی تہین صلح ہو گئی (ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا)

بقول واقدی علیہ الرحمہ۔ اس جنگ مین دو سو پینتیس ۲۳۵ مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوے جنمین سے تیس اہل مکہ تھے اور باقی قبیلہ حمیر و ہمدان کے۔

حضرت امین الامۃ نے اموال غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکالکر ایک عرضداشت اطلاعی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے ہمراہ روانۂ دار الخلافت کی۔

چند قبائل عرب کو حمص مین بساکر حضرت فاروق اعظمؓ کے فرمان کے انتظار مین کچھ دنون کے لئے اقامت فرمائی۔

حضرت فاروقؓ اعظم کا فرمان عالی شان پہونچا کہ تم چند روز مین قیام کرکے اطراف و جوانب سے مردان کارزار کے اجتماع مین مشغول رہو اور ہر سے مین وقتاً فوقتاً فوجین بہیجتا رہونگا جب تمہارے پاس ایک کافی تعداد مجتمع ہو جاوے تو بلاد شام مین سی جسقدر شہر باقی رہگئے ہین اوسجانب متوجہ ہو جانا۔

می باش چو ہستی کورا نبود دیری	ہر چند شود عالی تو میل باعلی کن

حضرت امین الامۃؓ نے بموجب فرمان چند روز قیام فرماکر حضرت عبادہؓ بن صامت کو حاکم حمص مقرر کیا اور خود حما کیجانب چل کھڑے ہوے۔ (روضۃ الاحباب وازالۃ الخفاء)

حما ایک نہایت سرسبز و شاداب شہر نہر عاصی کے کنارہ واقع ہے اوسکی دو جانبین ہین اعلیٰ و اسفل اور دونون جانب آباد ہین۔ اسمین کئی قدیمی قلعے ہین جس قلعہ کے گرد اگرد کہائی ہے وہی قدیمی حماۃ ہی حمص کے متعلقات مین سے تہا

حمص سے ایک روز اور شیرز سے آدھے دن کی مسافت پر واقع ہے اب حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے حجاز ریلوے کا ایک جنکشن قرار دیا ہے۔

یہان لڑائی کا موقع ہی نہ آیا اور حما صلحاً قبضہ مین آگیا۔ جزیہ اور خراج دونون منظور کرلئے گئے حما سے چلکر آپ نے معرّۃ کا رخ کیا۔

معرّۃ

حلب سے پندرہ فرسنگ کے فاصلہ پر حما اور شیرز کے قریب واقع ہے۔ یہانکی پیداوار زیادہ تر گیہون ہے۔ انگور۔ انجیر۔ بادام۔ زیتون۔ کی منڈی خیال کیجاتی ہے ایک وقت مین اسکے حاکم حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ رہے تھے اسوجہہ سے اب تک معرۃ النعمان کے نام سے مشہور ہے۔ پانچوین صدی ہجری مین اسکی ریاست ابوالعلاء معری علیہ الرحمہ کے متعلق تھی چار برس کے سن مین انکی دونون آنکھین جاتی رہین۔ علم ادب مین وہ ترقی کی کہ اپنا جواب نہین رکھتے تھے۔

ہر روز دو تین سو شعرا انکی خدمت مین حاضر ہوکر اصلاح لیا کرتے تھے۔ اپنی یادگار ایک لاکھ شعر سے زائد انہون نے چھوڑی۔ **لطیفہ** متنبّی کی شرح سے جب فارغ ہوچکے اور لوگونمین اسکے چرچے ہوے شہرت ہوئی تو فرمانے لگے کہ متنبّی نے شاید میری ہی جانب اس شعر مین اشارہ کیا ہے۔

انا الذی نظر الاعمی الےٰ ادبی	واسمعت کلماتی من بہ صمم

مین وہ ہون کہ میرے کلام کو اندھے بھی دیکھہ سکتے ہین میرے کلمات نے بہرونکو شنوا کردیا ہے۔ باوجود اس ثروت ظاہری کے لباس فقر سے آراستہ تھے

پوشاک مین صرف موٹا کمبل تہا۔ کہانیمین جُو کی روٹی۔ دن کا زیادہ ترحصہ انتظام شہری اور اصلاح شعری مین گذرتا تہا شب عبادت کے واسطے وقف تہی۔ صائم الدہر قائم اللیل کی ایک نورانی صورت تہی جو سیاہ گلیم مین لپٹی ہوئی تہی۔ بقول بعض ۴ ر اور بقول بعض ۱۳ ربیع الاول سنہ ۴۴۹ھ مین اس تیرہ خاکدان کو چھوڑکر مرکز اصلی کیجانب راہی ہوے۔ انکے بہت سارے مرثیہ کہے گئے خود انکے شاگرد ابوالحسن علی بن ہمام نے جو مرثیہ کہا ہے اوسکا ایک شعر تو میرے خیال سے نہین اوترتا۔

ان کنت لم ترق الدماء زهادة	فلقد ارقت الیوم من جفنی دما

بات یہہ تہی کہ حضرت ابوالعلاء معری علیہ الرحمہ نے اس خیال سے گوشت کہانا بالکل ترک کردیا تہا کہ محض اپنے حظ نفسانی کی غرض سے کیون کسی جانور کی جان لیجاوے۔ یہہ کمال زہد تہا جسپر شریعت مجبور نہین کرتی۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر آپ خون گرانیسے عمر بہر دستکش رہے تو آج آپ کو کیا ہوا جو ہماری آنکہون سے خون کی ندیان بہا رہے ہین۔

معرہ سنہ ۴۹۱ھ تک مسلمانون کے قبضہ مین رہا مگر شروع سنہ ۴۹۲ھ مین اہل فرنگ کے ہاتہہ پڑگیا۔ ۴۳ سال کے بعد پہر سنہ ۵۲۳ھ مین اسکو عماد الدین زنگی نے واپس لے لیا اور ابتک خدائے تعالیٰ کی فضل سے حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے قبضہ مین ہے (سفرنامہ حکیم ناصر خسرو۔ ابن خلکان)

کجا بود اشہب کجا تاختم۔ کہتا کیا تہا کہہ گیا کیا۔ ہان تو اس معرہ مین جب حضرت ابو عبیدہؓ پہونچے ہین تو ساکنین معرہ کے دل جو پہلے ہی سے دہلے ہوئے تہے

بغیر کان ہلائے امن خواہ ہوگئے۔ آپ نے ہر شخص کے ذمہ کچھ جزیہ وغیرہ مقرر کرکر امن نامہ تحریر فرما دیا۔ معرّہ سے چلکر لشکر اسلام نے لاذقیہ کیجانب رُخ کیا۔

لاذقیہ

یہہ شہر حلب کے متعلقات مین سے تہا۔ ربیع بن محمد لاذقی امام نسائی علیہ الرحمہ کے استاد یہین کے رہنے والے تہے۔ یہان کا قلعہ نہایت مضبوط تہا۔ اوسکا پہاٹک اتنا بہاری اور عالیشان تہا کہ اوسکے کہولنے اور بند کرنے کیلئے کئے آدمیونکی ضرورت ہوتی تہی۔ اہل لاذقیہ کو جو اسلامی لشکر کی خبر لگی دروازہ بند کرلیا۔ قلعہ بند ہوکر مطمئن بیٹہے گئے مسلمانون نے دیکہا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہے۔ قلعہ سے فاصلہ پر فروکش ہوے وہان پہونچکر قلعہ کے گرداگرد نہایت گہری خندق کہودی جو اسقدر گہری تہی کہ سوار بہی اوپر سے نظر نہ آتا تہا۔ الحرب خدعۃ کی بموجب تدبیر یہ کی کہ شہر کے دروازہ کے سامنے کوچ کرنا شروع کیا جس سے شہر والونکو دہوکا یہہ ہوا کہ بس چلدئے۔ مسلمان خندق کے قریب پہونچکر شب بہر کے لئے اوسمین چہپ گئے صبح کو جب اہل شہر جو اسلامی محاصرہ کیوجہ سے بے دست و پا تہے اور جنکے تمام کاروبار بند ہو رہے تہے اسکو غنیمت جانکر اپنے اپنے دہندونمین مشغول ہوکر ادہر اودہر متفرق ہوگئے۔ شہر کا دروازہ بہی کہلا۔ دلاوران اسلام شمشیر بکف نعرہ مارتے ہوے حملہ آور ہوے اور شہر والون کے چھکے چہوڑا دئے۔ کچھ تو نکلکر بہاگے اور کچھ وہین رہے۔ جنہون نے اسلامی دامن کے سایہ مین امن چاہی کچھ جزیہ مقرر کرکر اونکو اونکی زمینونپر چہوڑ دیا گیا۔ اونکے گرجاؤنسے کوئی تعرض نہین کیا گیا۔ مفرورین بہی اس امن کا حال سنکر اور کچھ محبت وطن کے جوش سے لاچار ہوکر واپس چلے آے۔

ہوائے کوئے تو از سر نمیرود آرے	غریب را دل سرگشتہ باوطن باشد

انکو بھی اون ہی شروط کے ساتھہ امان دیگئی چند لوگ ایسے تھے جنھون نے جزیہ وغیرہ سے انکار کیا اوسکی سزا اونھون نے یہہ بھگتی کہ تلوار کے گھاٹ اوتارے گئے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اہتمام سے ایک جامع مسجد وہان تیار کی گئی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی کچھہ دن وہان قیام کیا (روضۃ الاحباب)

لاذقیہ کیطرح سلمیہ بھی صلحاً فتح ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلمیہ شہر مؤلفکہ کے قریب تھا جو کسی زمانہ مین عذاب الٰہی سے اولٹ دیا گیا تھا صرف سو آدمی بچ رہے تھے ان سو آدمیون نے سو مکان بنوا کر اوسکا نام سلم مأتہ رکھا یعنے سو آدمی بچے۔ آگے چلکر سلم مأتہ کا سلمیہ ہوگیا یہہ لکھکر خود ہی رد کرتے ہین کہ یہہ سب تاویلین جب ہوسکتی ہین جب وہ لوگ عربی اور اونکی زبان بھی عربی ہو اگر وہ عجمی تھے تو یہہ سب ڈھکوسلا ہے۔

قنسرین

جنگی مقامونمین حمص سے دوسرے درجہ پر ایک مقام قنسرین تھا۔ یہان بھی عیسائی فوجونکا جماؤ ہو رہا تھا۔ شہنشاہ ہرقل بھی اسی گرد و نواح مین عرب کی اوکھاڑ پچھاڑ کی فکر مین تھا۔ اس مہم کے سر کرنیکے لئے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ منتخب فرمائے گئے۔

حاکم قنسرین سردار میناس نے جو شہنشاہ ہرقل کے بعد سب سے اعلیٰ درجہ کا خیال کیا جاتا تھا جب اسلامی لشکر کی آمد آمد سنی تو قنسرین سے دو تین میل آگے بڑہکر اونکا آگا روکنا چاہا۔ بڑے زور کی جنگ ہوئی اسلئے کہ رومیون نے اس سے پہلے

ایسی حرکت مذبوحی نہین کی تہی جو اسوقت انکو مجبوراً کرنا پڑی۔

چنان گشت ہنگام آرزم گرم		کہ خارا شد از تیغ پولاد نرم	
سنان در دل سنگ شیران مست		چو الماس بُد کاندر آہن نشست	

لیکن بہادران اسلام کی جانفروشی کے مقابلہ مین جنکی حالت یہ تہی۔

ہم تیری راہ مین مٹ جائینگے سوچا ہی یہی		دردمندان محبت کا طریقہ ہے یہی	

کچھ بہی پیش نہ گئی۔ بہلا کہان وہ شیدائی جنکو خدا کی راہ مین نہ جانکی پرواہ تہی نہ مال کی نہ اولاد کی خبر تہی نہ وطن کی ایک ایمانی جوش تہا جو اُمنڈ رہا تہا۔ توحید کی رینی تہی جو چاہتی تہی کہ سارے عالم کو رنگ دے اور کہان وہ سگِ دنیا جنکی ساری ہمت ملک گیری یا دنیاوی زندگی کے زیب و زینت مین مصروف تہی جنکا اصلی مقصود خدا کی عبادت چہوڑا کر اپنی بندگی کرانا تہا۔ بالآخر الحق یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰے اسلامی لشکر فتحیاب ہوا۔ مینا س اور اوسکی فوج کا بالکل ستیاناس ہوگیا۔ حضرت خالدؓ اب شہر کی طرف بڑہے۔ شہر والونکو یہہ خبر مل چکی تہی۔ اونہون نے شہر کا دروازہ بند کرلیا۔ حضرت خالدؓ نے وہان پہونچکر اونکو کہلا بہیجا لو کنتم فی السحاب لحملنا اللہ الیکم او کلا تزلکم الینا اگر تم ابر مین بہی جاکر چہپو گے تو ہمکو پروردگار سے اُمید ہے کہ وہ ہمکو مدد دیکر بجلی کیطرح وہان پہونچا دیگا یا تمکو باران بناکر ہم تک پہونچا دے گا بہرحال ہمکو اعتماد ہے تم ہمارے ہاتہہ سے بچکر جانہین سکتے۔ چونکہ وہ حمص کے واقعات سن چکے تہے اس تحریر نے اونکو اور دہلا دیا۔

بطعنہ ام مشکن دل بیک خدنگ سخن		شکست تفرقہ در قلب صد سپاہ آرد	

اہل قنسرین بشرائط حمص صلح کے خواہان ہوے۔ قنسرین ایک ناکہ اور خطرناک مقام تہا

حضرت خالدؓ نے اون شرائط کو منظور نہین کیا اور فرمایا کہ ہان اسطرح پر ہم تم سے صلح کرسکتے ہین کہ قلعہ کے روپ لگاڑنے کا ہمکو اختیار رہو۔ ہم نہین چاہتے کہ ایسا خوفناک مقام ہماری راہ مین اوسی استحکام کے ساتھہ باقی رہے ناچار اسی پر صلح کیگئی حضرت سیف اللہ رضی اللہ تعالے عنہ نے اوسکی فصیلونکو گروا دیا۔ (ابن اثیر و روضۃ الاحباب)

واقدی علیہ الرحمہ کی روایت مین جنگ قنسرین کئی روز تک بیان کیگئی ہے وہ فرماتے ہین کہ حضرت خالدؓ کے ساتھہ بہت تھوڑی سی جماعت تھی اور چونکہ حاکم قنسرین سے حاکم عموریہ ملنے کیواسطے آیا تھا اسوجہہ سے اوسجانب اصلی تعداد سے بھی کہین زیادہ تعداد بڑھہ گئی تھی۔ ایک روز عسکر اسلام پر نہایت سختی کا گذرا اوسی شب کو حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے جو مقام شیزر مین فروکش ہو رہے تھے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرما رہے ہین یا ابن الجراح انتم عن نصرۃ القوم الکرام فقم والحق بخالد فقد احاط بہ اللئام فانک ملحق بہ انشاء اللہ تعالی بمشیۃ رب العالمین ترجمہ اے جراح کے بیٹے تم اپنی قوم کی مدد سے غافل ہو کر پڑے سو رہے ہو جاؤ اوٹھو اور خالدؓ سے جاکر ملجاؤ اونکو کمبختون نے گھیر لیا ہے تم اونسے اللہ تعالی شانہٗ نے چاہا تو ملجاؤ گے۔

حضرت امین الامتہؓ گھبراکر اوٹھہ بیٹھے اور سب ساتھیون کے سامنے اس خواب کو بیان کیا سب کا خون جوش مارنے لگا اور فوراً چلنے کیلئے آمادہ ہوگئے۔

یہہ سب جارہے تھے کہ ایک سوار ان سب سے آگے جاتا ہوا معلوم ہوا۔ بہت ہی کوشش کی کہ اس سوار سے جا ملیں مگر اوسکا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا چلا جارہا تھا برابر کیا قریب ہی نہو نے دیا۔ بالکل معلوم نہین کہ سوار کون ہے۔ کس غرض سے اور کہان جارہا ہے مگر جیاتا اوسی راہ پر ہے جسپر انکو جانا تھا۔ کہین فرشتہ تو نہین ہے جو انکی رہبری کے لئے آسمان سے اوترا ہو۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے زور سے قسم دیکر ٹہیرالیا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ ام تمیم زوجہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہین۔ آپ نے اونکے اسقدر اضطراب کی وجہہ دریافت فرمائی۔ حضرت ام تمیم نے کہا کہ تمام فتوحات جو حضرت خالدؓ کے ہاتھون ہورہی ہین وہ ایک کلاہ کے بدولت ہین۔ جسمین موئے مبارک حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آلہ علیٰ قدر حسنہ وجمالہ بحفاظت تمام رکھا ہوا ہے۔ اتفاقاً اس معرکہ مین وہ ساتھہ لیجانا بھول گئے۔ مجھے جو خیال آیا تو خوف ہوا کہین دشمنونکے نرغہ مین خدانخواستہ پڑجائین اور اوسوقت یہہ کلاہ یاد آئے۔ مین نے قصد کرلیا کہ جس طرح ممکن ہو یہہ امانت اون تک پہونچادون۔ حضرت امین الامتہؓ اونکو ساتھہ لئے ہوئے معرکۂ جنگ مین پہونچے۔ کچھہ کسی کو خبر نہ تھی کہ یہہ کمک کس کیلئے آئی ہے۔ بہادران اسلام پر بخت گھڑی تھی حضرت خالدؓ نہایت ثابت قدمی سے لڑرہے تھے کہ ایک سوار صفین چیرتا ہوا سیدہا حضرت خالدؓ کی طرف بڑہتا معلوم ہوا۔ رومیونکا خیال تھا کہ یہہ ہم ہی مین کا کوئی سپاہی ہے۔ مسلمانون کو بھی زیادہ تر یہی خیال تھا۔ حضرت خالدؓ اپنی جگہہ سے بڑہے اور ڈپٹ کر کہا۔ تو کون ہے۔ کیا غرض ہے۔ فوراً ایک نہایت محبت انگیز آواز آئی۔ کیا ام تمیم کو نہین پہچانتے۔ یہہ لیجئے آپ کی وہ امانت ہے جسکو کسی معرکہ مین

آپ نے جدا نہین کیا ہے حضرت خالدؓ کلاہ کو دیکھتے ہی ایک عالم وجد مین آگئے اور کلاہ پہنکر جو حملہ کیا ہے تو پہر رومیونکی پانوں جمنے نہ دئے - دم کے دم مین فتح ہوگئی - آگے بڑہکر شہر کا رخ کیا - وہان پہونچکر ہر جوان پر ایک دینار یا اڑتالیس درہم جزیہ مقرر فرماکر صلحنامہ لکہدیا گیا - حضرت خالدؓ نے بصوابدید حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح مقام رہا کیجانب جہان ہرقل مقیم تہا قصد فرمایا - ہرقل کو جو خبر لگی کہ عمرو بن مالک کوفہ سے چلکر قرقیسا تک آگئے اور عبداللہ بن المعتم موصل کی طرف سے بڑہ رہے ہین - اب خبر پہونچی کہ حضرت خالدؓ و حضرت عیاضؓ ادہر سے آرہے ہین تو رہا چہوڑکر قسطنطنیہ کیجانب چلدیا - مقام شمشاط مین پہونچکر وہان کے انتظامات کی جانب مشغول ہوا - وہان پہونچکر اونسے اسلامی اخلاق و عادات کی تحقیقات کی - وہان کے لوگون نے بیان کیا کہ شجاعان اسلام دن کے تو مرد میدان ہین - جنگ سے منہ موڑنیوالے نہین - نہ بہوک اونکو ہراتی ہے نہ نیند ستاتی ہے - وہ ہر حال مین مستعد کارزار ہین - اونکے سر بکف ہونیسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اونکا مقصود اصلی ہماری ملک گیری نہین - جن جن مقامونپر پہونچے خواہ جنگ ہوئی ہو خواہ صلح ہم نے وحشیانہ حرکات نہین دیکہین - موقع جنگ اور موقع صلح سب سے - پہلے جس چیز کے خواستگار ہوتے ہین وہ خدائے واحد کے پرستار بننے - اوس بزرگ و برتر کے احکام پر جان و مال قربان کردینے کی - یہہ تو اونکی وہ حالت ہے جو دنیا مین دیکہی جاتی ہے - شب اونکو قیام و رکوع و سجود مین گذار دینا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر اونکا قول ہے جسکو وہ بڑے دہنی ہین -

گشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست

چونکہ دانستم زپیکار ی برون		روئے آوردم بہ پیکار درون	
قد رجعنا من جہاد الاصغر یم		با تنے اندر جہادِ اکبر یم	
قوت از حق خواہم و توفیق لاف		تا بسوزن بر کنم این کوہ قاف	
سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند		شیر آن باشد کہ خود را بشکند	

ہرقل سے گبراہٹ مین بے اختیار نکل گیا کہ اگر واقعی وہ ایسے ہی ہین تو ہمان مجھ تم دیکھہ رہے ہو اس سب سرزمین کے مالک ہوجائین گے۔ فوراً وہانسے سامان کرکے قسطنطنیہ کا رخ کیا۔ شمشاط سے آگے بڑہ ایک ٹیلہ پر چڑہکر شام کو خیرباد کہی السلام علیك یا سوریة السلام علیك یا ایہا البلاد سلاماً لا اجتماع بعدہ ولا یعود الیك روحی ابداً الا اخائفاً۔

ذہبت فلا ادری الی این اذہب		وای امور بالعزیمة ارکب	
ولو کان لی قلب لسرت مولیاً		ولکن بلا قلب الی این اذہب	
میروم و زہر حسرت بقفا می نگرم		خبر از پاے ندارم کہ زمین می سپرم	
پاے می پیچم و چون پاے دلم می پیچد		باری بندم و از بار فرو بستہ برم	

ہرقل نے قسطنطنیہ پہونچکر تمام اطراف کی مضبوطی کے منصوبے باندہنا شروع کئے قیساریہ۔ انطاکیہ وغیرہ پر فوجین بہیجدین۔ عموماً حکم دیدیا کہ سب قلعہ بند ہوجاؤ

فتح حلب و انطاکیہ

قنسرین سے فارغ ہوکر حضرت ابوعبیدہ حلب کیطرف بڑہے۔ راہ مین معلوم ہوا کہ اہل قنسرین نے عہد شکنی کرکے بغاوت اختیار کرلی۔ اونکی سرکوبی کیلئے سمط کندی کو روانہ کیا گیا۔ اونہون نے پہر محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ

حلب کے اطراف مین پہونچکر ایک مقام پر جہان عیسائی عرب بنو تنوخ آباد تھے جا اوترے۔ اول اول تو اونہون نے بہی جزیہ دیکر امان چاہی اسکے بعد اسلامی صداقتون قومی اتحاد اور تبلیغ اسلام نے اون کے دلونمین گہر کرکے سب کو سچا مسلمان بنا دیا۔

حلب والونکو جو یہہ خبر لگی شہر پناہ کا دروازہ بند کرکے قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت عیاض بن غنم نے جو مقدمتہ الجیش کے افسر تھے شہر کا محاصرہ کیا۔ چند روز کے بعد دیگر مفتوحہ شہرونکی طرح ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ اون کی جان و مال سے تعرض نہ کیا جاوے۔ اونکے گرجے۔ اونکے گہر برباد نہ کئے جاوین صرف مسجد کیلئے تہوڑیسی زمین اونسے لیلی گئی جسکے بغیر مسلمانونکا گذارہ نتہا۔

واقدی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے حلب کیجانب جب کوچ فرمایا ہے تو حضرت کعب بن ضمیرہ ضمری کو ایک ہزار سوار کے ساتھہ مقدمتہ الجیش کے طور پر آگے روانہ کیا اور فرمادیا تھا کہ جہان اسقدر تعداد ملے جسکا مقابلہ تم سے ممکن ہو تو لڑائی سے ہرگز نہ چوکنا۔ اگر تعداد زیادہ دیکھو تو طرح دیجانا۔ مین تمہارے پیچے پیچے آتا ہون۔ گہبرانا نہین۔ ادہر خبر رسانی کے لئے یوقنا حاکم حلب نے جاسوس چہوڑ رکہے تھے۔ اونکی رپورٹونسے معلوم ہوا کہ ایک ہزار مسلمانونکی جمعیت حلب کی جانب بڑہتی آرہی ہے جو اسوقت یہان سے چہہ میل کے فاصلہ پر ایک نہر کے کنارہ فروکش ہے۔ یوقنا نے اپنے حصۂ لشکر کا نصف کمینگاہ مین چہپا کر باقی نصف سے اونکا رخ کیا۔ اسلامی بہادر اوسوقت بالکل بے خبر تھے۔

گرد نمودار ہوتے ہی سب مسلح ہو گئے۔ تخمیناً پانچہزار سوار یوقنا کے ساتھہ تھے۔ ہر ایک مسلمان کے حصہ مین پانچ پانچ رومی آتے تھے جنکا اونکو بالکل خیال نتھا سامنا ہوتے ہی جنگ شروع ہو گئی۔ ہنگامۂ کارزار گرماگرمی پر تھا کہ مسلمانونکی پشت کیجانب سے شور وغل کی آواز آئی۔ یہہ وہی نصف فوج تھی جو کمینگاہون مین اس وقتِ خاص کے لئے پوشیدہ رکھی گئی تھی۔ اب کیا پوچھنا ہے۔ مسلمان نرغہ مین تھے مگر ہوش وحواس غائب نتھے۔ نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے حضرت ضمرہ پکار پکار کر فرما رہے تھے یا محمدؐ یا محمدؐ یا نصر اللہ انزل یا معاشر المسلمین اثبتوا لھم فانما ھی ساعۃ وانتم الاعلون اے حضور رحمت للعالمینؐ۔ اے وسیلہ درماندگان۔ مدد فرمائیے۔ اے پروردگار۔ اپنی مدد نازل فرما۔ اے مسلمانون کے گروہو۔ دیکھو۔ جمے رہنا۔ بس گھڑی بھر کا معاملہ ہے۔ دیکھنا تم ہی بڑھے چڑھے رہو گے۔

مسلمانون مین سے ایک سو ستر شجاع شہید ہوے۔ جنمین سے بڑے بڑے یہہ تھے۔ عباد بن عاصم نجیبی۔ زمر بن عامر بیاضی۔ حازم ابن شہاب۔ سہیل بن اسلیم۔ فاعلہ بن محصن۔ عامر بن ذر الضمری۔ قیس بن طالب الضمری۔ عبان بن یوسف الضمری۔ لجام بن ضمرہ ضمری۔ محکو بن ماجد الیشکوئی۔ سنان بن عودہ اور سعید بن مفلج۔ سب سے زیادہ افسوس حضرت سعید بن مفلج سے بہادر شخص کا تھا۔ انکے چالیس زخم آے مگر کوئی پشت پر نہ تھا سب سینہ پر تھے۔

حضرت کعب بن ضمرہ اپنے ہطال نامی گھوڑے پر سوار صفین کی صفین صاف کرتے پھرتے تھے۔ آپکو کمک کا انتظار تھا۔ ادہر حضرت ابو عبیدہؓ کا یہہ واقعہ ہوا

کر یوقنا کے چلے آنیکے بعد اہل حلب مین سے بڑے بڑے آزمودہ کارون نے یہہ خیال کیا کہ مسلمان اہل صلیب کو شکستو پر شکستین دیتے چلے آرہے ہین یہہ معرکہ بہی ان ہی کے ہاتہہ رہے گا ہم خود ہی چلکر کیون نہ طالب صلح ہوجاوین اس خیال سے وہ یوقنا کے پیچہے ہی پیچہے چل کہڑے ہوے۔ یوقنا حضرت کعب سے بہڑگیا۔ اور یہہ راستہ کاٹ کر سیدہے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس دور ہی سے امان امان پکارتے ہوے پہونچ گئے۔

مترجم کے ذریعہ سے انہون نے اظہار مدعا کیا۔ یہان سے جواب ملا کہ تم کو صلح کرنیکا حق بہی حاصل ہے؟ اونہون نے ظاہر کیا کہ بڑے بڑے راہب اور رؤسا طالب صلح آئے ہین۔ پہر انسے کہا گیا۔ تمہارے یہان کے گورنر نے تمام سامان جنگ فراہم کرلیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہے اس حالت مین صرف تم سے صلح کسطرح مناسب ہوسکتی ہے۔ اونہون نے کہا۔ ہمارا گورنر آمادہ پیکار کیا معنے وہ تو مقابلہ کے واسطے نکل بہی چکا۔ کیا عجب ہے جو کہین قریب ہی ہو۔ اب حضرت امین الامتہؓ کو حضرت کعب کا خیال آیا۔ ایک دم خاموش ہوگئے۔ مترجم نے اہل حلب کیجانب سے پہر عرض صلح کی۔ آپ نے سر مبارک اوٹہاکر فرمایا کہ ہمارے جانب سے صلح نہین۔ اہل حلب کانپ گئے اور عرض کرنے لگے۔ حضرت۔ تمام کاشتکار اور زمیندار اسوقت ہمارے ساتہہ متفق ہین۔ گورنر نے محض اپنی رائی سے آمادگی جنگ کی۔ ہم اسمین بالکل مخالف تہے۔ اسوقت اگر آپ ہمکو اپنی حمایت مین لے لینگے تو ہم آپ کے ساتہہ دغا نہ کرینگے۔ اپنی اپنی زمینون پر پہونچکر آپ کا ساتہہ دینے کی کوشش کرینگے اور اگر آپ نے اسوقت دامن عاطفت ہمارے سر سے

اوٹھایا تو تمام مین ابھی ابھی یہہ مشہور ہوا جاتا ہے کہ آپ صلح خواہ نہین - مترجم یہ کہہ رہا تھا اور حضرت ابو عبیدہؓ خاموش سب کیجانب نظر فرما رہے تھے کہ اون ہی مین سے ایک شخص پستہ قد صف سے آگے نکلکر عربی زبانمین یہہ کہنے لگا کہ ہمکو جو ہمارے صحائف سے معلوم ہوا ہے اوسکو آپ ذرا توجہ سے سُن لین - ہمارے صحائف مین ہے انا الرب الرحیم خلقت الرحمۃ واسکنتھا قلوب المومنین و انی لا ارحم من لا یرحم فمن احسن احسنت الیہ ومن تجا و نر تجاوزت عنہ ومن عفا عفوت عنہ و من طلبنی وجدنی و من اغاث ملھوفا امنتہ یوم القیامۃ وبسطت لہ فی رزقہ و بارکت لہ فی عمرہ وکثرتُ لہ اھلہ ونصرت علی عدوہ ومن شکر المحسن علی احسانہ فقد شکرنی ترجمہ مین پروردگار مہربان ہون مین ہی نے رحمت کو پیدا کرکے مومنین کے دلونمین جاگزین کیا - مین اوسپر مہربان نہین جو کسی پر مہربانی نہ کرے - جو کسی کے قصور سے درگذر کریگا مین بہی اوس سے درگذر کرونگا - جو کسی کے جرم کو معاف کرے مین بہی اوسکے گناہ معاف کردونگا جو مجھے ڈہونڈہیگا پائیگا - جو کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے گا مین اوسکو قیامت کے روز بے خوف کردونگا - اوسکے رزق مین فراخی عطا کرونگا - اوسکی عمر بڑہا دونگا - اوسکی آل اولاد مین ترقی دونگا - دشمن کے مقابلہ مین اوسکو مدد دونگا - جو کسی احسان کرنیوالے کا شکر ادا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارا ہی شکر ادا کرتا ہے - اصل تمام نعمتونکی تو ہماری ہی جانب سے ہے تمام عالم وسائط وہمیہ ہین - یہہ کہکر اونسے کہا اب ہماری عرضداشت کیجانب غور فرمائیے - ہم کس حالت سے آپ کی خدمتمین

حاضر ہوے ہین - ہمکو اس مصیبت سے بچایئے - ہم سے کوئی امر خلاف ادب ہوا ہو تو معاف فرمائے - یہہ سنکر حضرت امین الامتہ سے رحمدل شخص سے ضبط نہو سکا بے اختیار آنسو نکل آے - آپ نے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ پڑہکر مہاجرین اور انصار کے بڑے بڑے اون امرا کو مخاطب فرمایا جو آپ کے ساتہہ تہے کہ آپ سب صاحب اسبارہ مین کیا مشورہ دیتے ہین - یہہ لوگ بازاری اور کشتکار ہین - میرا خیال ہے کہ انکے ساتہہ مصالحت کرنے اور انکو بخوشی خاطر حسب مراد واپس کرنیمین ہمکو کئی طرح کا فائدہ ہے - ایک تو یہہ کہ مخالف کی جماعت مین تفریق ہوئی جاتی ہے - دوسرے ہمکو رسد وغیرہ کی دقت نہ اوٹہانی پڑے گی - تیسرے یہہ کہ یہی لوگ ہمارے جاسوس ہوجائینگے جنسے ہمکو نہایت آسانی سے دشمن کا حال معلوم ہوتا رہیگا - انکی عاجزی کیحالت اب تو دیکہی نہین جاتی - ایک صاحب اونمین سے جو ابدہ ہوے کہ حضرت - کہین ایسا نہو یہہ سب منصوبہ غلط نکلین اور اولٹے یہہ اون ہی کے جاسوس ہون - میرا خیال زیادہ تر یہی ہے کہ ہمکو دہوکا دیا جارہا ہی ہم انکے فریب مین آکر غافل ہوبیٹہین اور انکا گورنر جو بارادہ جنگ قلعہ سے چل کٹرا ہوا ہے اور جس سے اغلب ہے کہ کعب بن ضمرہ سے مقابلہ ہوا ہوگا اچانک ہم پر آپڑے اوسوقت ہم کیا کرسکینگے - نہین - مین کبہی ایسی راے نہ دونگا - حضرت امین الامتہ نے فرمایا کہ احتیاط اسی کا نام ہے لیکن انکی انتہا درجہ کی عاجزی اپنی بے زبانی سے صاف کہہ رہی ہے کہ معاملہ مین ناراستی کا پہلو بہت دبا ہوا ہی ہمارا کامل بہروسا اپنے پروردگار پر ہے وہ ہمیشہ ہماری نصرت فرمائیگا - تمہارے خیالات کیوجہہ سے مین اونسے مسلمانونکی خیرخواہی کا عہد کرائے لیتا ہون -

یہہ فرما کر آپ اہل حلب کیجانب متوجہہ ہوے "آپ صاحب اگر صلح کے خواہان ہین تو اوسقدر رقم ادا کیجئے جسقدر کہ اہل قنسرین نے ادا کی ہے" وہ لوگ چونک پڑے اور کہنے لگے "حضرت - ہم مین وہ وسعت کہان - بادشاہ کی مخالفت مین ہم جو کچھہ بہی کر رہے ہین وہ بہت ہے - وہ رقم کثیر صرف اہل شہر نے نہین ادا کی تہی اور یہہ بار ہمارے ہی سر پر پڑ رہا ہے - ہماری حالت دیکھہ لیجاوے - اور ہمارے ساتھہ نرمی کیجاوے" حضرت امین الامتہ نے فرمایا کہ تم کسقدر اپنی حالتو - نکے مناسب سمجھتے ہو اون سب نے کہا کہ اوسکی نصف رقم ہم ادا کر سکتے ہین - آپ نے فرمایا - ہمکو یہی منظور ہے مگر یہہ شرطین تمکو تسلیم کرنا پڑینگی "ہم جسوقت تمہاری سرزمین مین پہونچین ہماری رسد کا انتظام کرو - جس چیز کی ہمکو ضرورت ہو وہ مہیا کرنا پڑیگی بلا قیمت نہین - ہم قیمت دینگے - تمہارے گورنر کی جو سازشین ہون اوسکی ہمکو اطلاع دیتے رہو مگر ہمارے یہان نہ تمہاری طرف کے جاسوس گسنے پائینگے - نہ تم ہی ہمارا حال کچھہ کہہ سکوگے - تمہارے بادشاہ کو اگر شکست ہو اور وہ بہاگ کر قلعہ مین پناہ گزین ہونا چاہے اوسوقت کہلم کہلا تمکو ہماری مدد کرنا ہوگی وہ یہہ کہ ہم اودہر سے دابین تم اودہر سے روکو جس سے وہ نرغہ مین پڑجائین گے" اہل حلب نے کہا کہ ہم صرف اون باتونکا عہد کر سکتے ہین جو ہم سے ہوتی ہوئی معلوم ہون - ہمکو دغا و فریب دینا تو ہے نہین جو ہم سب کی بابت اقرار کرجائین اور کرین وہ جو ہمارے دلمین آے - اسلئے ہماری عرض یہہ ہے کہ بادشاہ کا روکنا ہمارے بوتے کا روگ نہین اوسکی باقیماندہ فوج بہی ہمارا کام تمام کرنیمین اوسوقت نہایت چست و چالاک ہوگی جب تک آپ دباتے ہوے وہان پہونچین - ہمارا مارگزید مردہ شود کا مضمون ہوجاوے گا حضرت ابوعبیدہ

نے فرمایا۔ اچھا باقی شرائط تو منظور ہین؟ سب نے کہا۔ وہ ایسی شرطین ہین جنکو ہم پورا کر سکتے ہین اسلئے منظور ہین اسپر اونسے قسمین لی گئین۔ سخت عہد و پیمان ہوے آخر مین حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ دیکھو ہم تمہاری قسمونکے اعتبار پر تم سے مصالحت کرتے ہین اگر ان شرطونمین سے کوئی بھی پوری نہوئی تو پھر یہہ سب صلح کا تار و پود درہم برہم ہے۔ ہم اوسوقت نہ تمہاری جانونکی پرواکرینگے نہ اولاد و مال کی۔ تم نے عہد شکنی کی اور ہم نے تمکو سزا دی تو اسمین پروردگار عالم کے یہان ہم سے مواخذہ نہوگا۔ ہم تمسے آیندہ سال سے جزیہ لیا کرینگے۔

حضرت سعید بن عامر التنوخی فرماتے ہین کہ اہل حلب نے ان سب باتون کو منظور کر کر اپنے نام لکھواے اور واپسی کا ارادہ کیا۔ حضرت امین الامتہؓ نے فرمایا کہ تم ہماری حفاظت مین آچکے ہو ہم تمکو تنہا نہ جانے دینگے اسوقت سے تمہارے جاے امن تک خدانخواستہ جو تکلیف تمکو پہونچے ہم اوسکے ذمہ دار ہین۔ اہل حلب نے کہا کہ جس راستہ سے ہم آے ہین وہ بالکل بے خطر ہے ہم آپ کے آدمیونکو تکلیف دینا نہین چاہتے۔ راستہ مین کچھہ بھی کھٹکا نہین۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اونکی مرضی کے مطابق یون ہی رخصت کر دیا۔ اب حضرت کعب کا خیال آیا جسنے نہایت بے چین کر دیا۔ رات کا وقت تھا کچھہ کر نہ سکتے تھے۔ اسی بے چینی مین ساری رات گذاری۔

اہل حلب یہانسے چلکر ابھی حلب نہین پہونچے تھے کہ یوقنا حاکم حلب کے ساتھیون سے کچھہ گبر انکو ملگئے۔ اونہون نے جوانسے حال دریافت کیا یہہ سمجھے کہ حلب والے ہین دو فقرونمین سارا کچا چٹھا کہدیا وہ گبر چپ چاپ وہانسے چلدئے

یہہ لوگ جب حلب مین داخل ہوے ہین تو شہر والے بڑے شوق سے انکی طرف بڑہے کہ کیا کر آے اونہون نے کہدیا کہ اِن اِن شرائط پر صلح ہوگئی۔

حضرت کعب کا حال سنئے۔ یوقنا سے سخت ہنگامہ ہورہا تہا۔ مدد کا ہر وقت انتظار تہا۔ ایک شب و روز لڑائی رہی۔ یہہ ایسا کچہہ ہوش رُبا معرکہ تہا کہ نہ تو مسلمانونکو نماز دنکی فرصت ہوئی نہ اسقدر وقفہ ملا کہ پانی ہی پی لیتے۔ اسی حالت مین وہ گبر گہبرائے ہوے یوقنا کے پاس پہونچکر بولے کہ آپ تو اسطرف مشغول رہیئے اور مسلمان قلعہ کے مالک ہوا چاہتے ہین۔ تمام شہر اونکا ساتہہ دیگا۔ آپ کے بچے اور عورتین لاوارثی ادہر اودہر مارے مارے پہرتے ہونگے۔ یوقنا کو یا تو بازی جیتنے کی خوشی ہورہی تہی یا اب ہوش و حواس تک ہار بیٹہا۔

حضرت کعب فرماتے ہین کہ ہماری آنکہین قنسرین کی راہ پر لگی ہوئی تہین کہ شاید اب اسلامی پھریرا ہوا مین اڑتا نظر آے لیکن نہین۔ آخر ہم نے سمجہہ لیا کہ ہماری کوششین مقبول ہوچکین اور اب ہمکو اونکے صلہ ملنے کا وقت آگیا۔ بے اختیار میری زبان سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے الفاظ مبارک نکلے۔ مین یہ کہنے ہی پایا تہا کہ دیکہتا کیا ہون۔ یا تو مخالف ہم پر تلے ہوے تہے یا ایکایک اونکو جنبش ہوئی اور میدان کا کچہہ حصہ چہوڑ دیا۔ مجہے خیال ہوا کہ شاید عساکر اسلامیہ آگئے یا آسمانی مدد پہونچی۔ جب مین نے پشت پہیرتے دیکہا تو چاہا کہ تعاقب کرون مگر ساتہی پکارے کہ کعب۔ یہہ کیا کرتے ہو۔ پروردگار عالم نے تو ہمکو یہہ آرام کا موقع دیا آپ پہر خطرہ مین جانین اڑاتے ہین۔ یہہ بہی دیکہہ لیا ہے کہ گہوڑونمین دم بہی ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے فورًا باگ روک لی

اور آرام کی خاطر وہین اوتر پڑے۔

حضرت امین الامتہؓ نے رات تو جیسے تیسے گذار دی صبح کو حضرت خالدؓ کو بلاکر فرمایا تمکو معلوم ہے کہ رات بھر میری آنکھ نہین جھپکی۔ آخر کیون ایسا ہوا۔ سنو۔ رات بھر کعبؓ اور اونکے ساتھیونکی تصویرین میری نظر کے سامنے پھرتی رہی ہین۔ جنکو میرے خیال نے سرخ لباس پہنا دئے تھے۔ میرا گمان ہے کہ یوقنا اگر نکل کھڑا ہوا ہے جیسا کہ اہل حلب کے بیان سے ظاہر ہے تو کعب کے پاس اسقدر جماعت کہان جو اوسکی روک تہام کرسکین۔ وقت زیادہ گذر چکا خدا جانے کیا حال ہوا ہوگا۔

حضرت سیف اللہ نے کہا کہ یہی خیال رات بھر میری آنکھونمین پھرتا رہا ہے اب سوائے اسکے کیا تدبیر ہوسکتی ہے کہ فوراً تمام لشکر کو کمربندی کا حکم دیکر کوچ کردیا جاوے۔

لشکر کو حلب کیجانب کوچ کا حکم دیا گیا۔ حضرت خالدؓ اسلامی علم سنبھالے ہوے سب سے آگے تھے۔ امین الامتہؓ اور تمام فوج اونکے پیچھے۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لشکر کے قریب پہونچکر حضرت خالدؓ نے باواز بلند پکارنا شروع کیا النفیر النفیر یا انصار الدین۔ اے دین کے مددگارو چلو چلو۔

حضرت کعبؓ کے ساتھی اس آواز کو سنتے ہی بے اختیار استقبال کے لئے جھپٹے۔ استقبال ہو رہا تھا مگر حضرت امین الامتہؓ کو بے گور وکفن کے لاشون اور خون کی ندیونکے سامنے بالکل خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر آپ نے حضرت کعب سے دریافت فرمایا۔ گو مجھکو خیال ضرور تھا کہ معرکہ عظیم ہوا ہے لیکن تمکو زندہ پالینے سے

معلوم ہوا کہ خدانخواستہ کوئی ایسا جانگزا امر نہ تھا مگر یہہ جو میدان کو دیکھتا ہون تو یہہ کچھہ اور ہی پکار رہا ہے۔

کیا ہوگا دیکھہ لوگے جو مقتل کو اک نظر	بھر جائیگا لہو سے نہ دامن نگاہ کا

آخر ماجرا کیا ہوا۔ اوسوقت حضرت کعب نے وہ سب دکھہ بھری داستان جسکا خاتمہ خدا کے فضل وکرم سے بہت اچھا ہوا کہہ سنائی۔

رسیدہ بلو د بلائے ولے بخیر گذشت

حضرت ابو عبیدہؓ کا حال اوسوقت نہ پوچھیے کہ کیا تھا۔ کبھی تو اداے شکر مین تر زبان تھے اور کبھی فرماتے تھے۔ کاش انکے عوض مین ابو عبیدہؓ کی جان جاتی اور یہہ سچے دین کے حامی بچ رہتے۔

آپ نے سب سے پہلے یہہ انتظام فرمایا کہ سب شہدا کو اکٹھا کر کر ایک ہی نماز ادا فرمائی اور اوسی خون کے لتھڑے ہوے کپڑونمین یہہ کہکر دفن فرمادیا کہ مین نے رسول کریم علیہ وعلی آلہ الوف التحیۃ والتسلیم کو یہہ فرماتے سنا ہے یحشر اللہ تعالیٰ الشہداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیامۃ ودماءھم علی نحورھم اللون لون الدم والریح ریح المسک والنور علیھم یتلألأ فیدخلھم الجنۃ بغیر حساب۔ ترجمہ پروردگار عالم اون شہدا کو جنہون نے خالص اوسی کی راہ مین جان دی ہے قیامت کے دن اسی ہیئات سے اوٹھاے گا کہ وہ خون جو شہادت کے وقت اونکے گلون سے بہا تھا اونکے سینونمین لگا ہوگا جسکی رنگت تو خون کی سی لیکن خوشبو مشک کی سی ہوگی۔ نور کی بوچھارین اونپر پڑ رہی ہونگی۔ اللہ تعالےٰ شانہ اونکو بلا حساب جنت مین

داخل فرماوے گا۔

پھر امین الامتہ کو اون اہل حلب کا خیال آیا جو طالب صلح ہو کر آے تھے کہ یوقنا کو اگر یہہ خبر لگ گئی ہوگی تو وہ جو آفت برپا کرے تھوڑی ہے اسلئے اس تدفین سے فارغ ہو کر آپ دو اسپہ سید ہے حلب کیجانب تشریف لے چلے۔

یوقنا جو حضرت کعبؓ کے مقابلہ سے گیا تو جاتے ہی اوسنے شہر کا محاصرہ کر کے اعلان کرا دیا کہ مجھکو صلح کا سارا حال معلوم ہو چکا ہے جو اصل بانی مبانی اس صلح کا ہی اوسکو حاضر کر دو اب تو صرف اوسی پر گذرتی ہے ورنہ مین قتل عام کا حکم دیتا ہون۔ شہر مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ کوئی خاص شخص اسکا بانی ہوتا تو کبھی کا حاضر کر دیا جاتا وہ تو تمام شہر کا حصہ تھا۔ یوقنا کا غصہ دمبدم بڑہتا جاتا تھا۔ بالآخر اوسنے اپنے غلاموں کو بازار قتل گرم کرنیکا حکم دیدیا۔ اہل شہر جس بلا سے بھاگے تھے وہ اب سر پر تھی۔

یوقنا کا ایک بھائی یوحنّا تھا جو اس جنگ مین شریک نہ تھا۔ بشارات سماویہ اوسکے دلمین گھر کر چکی تھین۔ تبلیغ کے نقارون نے اوسکے کان کھولدئے تھے۔ باطن مین آفتاب اسلام نے اپنی کرنین ڈالکر اوجالا پیدا کر دیا مگر ظاہر پر ابھی عیسائیت کا حجاب تھا اس حجاب کا اوٹھنا ایک وقت کا منتظر تھا افسوس وہ فرصت کا وقت تو نہ ملا مگر ہان اسکا وقت آگیا۔

جب شہر مین یہہ ہنگامہ ہو شہر بابر پا تھا وہ قلعہ مین تھا اسکو سنتے ہی باہر نکل آیا اور کہا اس مارشل لا کو جب تک مین خود یوقنا سے دریافت نہ کرلون روکا جاے۔ بندگان خدا کا خون کیا پانی سے بہی گیا گذرا ہے جو یون ہی بہایا جا رہا ہے۔ افسوس اوس دین کے مدعی جسمین سراسر رحم و خدا ترسی کی تعلیم ہو اونکے ہاتھونسے

ذبح کئے جاوین جو اوس دین کی پیروی مین پیشروی ثابت کرنا چاہتے ہون - یہہ کہتا ہوا یوقنا کے پاس پہونچا - یوقنا اسوقت اپنے ہوش مین نہ تہا اتنا توقف اوس کیلئے سوہان روح کا کام دینے لگا - اسنے جہلاکر یوحنا سے کہا - کیا کسی کی قرابت حکم شاہی کو روک سکتی ہے -

یوحنا - نہین - قرابت نہین بلکہ رحم وانصاف -

یوقنا - یہہ رحم وانصاف کے موقع ہین ؟ -

یوحنا - کیا رحم وانصاف کسی حالت کے ساتہہ مخصوص ہین - کیا دین مسیحی کی یہی تعلیم ہے -

یوقنا - ہان - یہہ لوگ ہرگز قابل رحم نہین - یہہ عرب سے ملگئے - سازشین کرکر مجھکو اور تجھکو بلکہ ساری مملکت کو خاکمین ملانا چاہتے ہین - ان سے درگذر کرنا اپنی جانو پر ظلم کرنا ہے - یہہ کہان کا انصاف ورحم ہے -

یوحنا - دیکھو اول تو یہہ تمہارے ہم مذہب وہم کیش - دوسرے دین ہمارا وہ جسمین مخالف ودشمن کے ساتہہ بہی سختی کا حکم نہین - کیا وہ آیت نہین دیکہی کہ اگر کوئی تیرے کلّہ پر طمانچہ کینچ مارے تو تو دوسرا کلّہ اوسکے سامنے کردے - تیسرے یہہ کہ عرب کی ان فتوحات نے سب کی دل دہلا دئے - ان بے چارونکو بہی یہی دہڑکا ہوا ہوگا کہ عرب اگر یہان کے مالک ہوگئے تو ہماری جانین معرض ہلاک مین رہین گی اس حیلہ سے اونہون نے جان بچائی جو اونکا فرض تہا مجھے ہرگز انسے یہہ اُمید نہین کہ یہ مخالف سلطنت کوئی شورہ کرین یا آمادہ جنگ ہون -

یوقنا۔ اس طولانی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صلح کا آغاز تم ہی سے ہوا ہے جب ہی اپنی طرف سے اونکی جانب سے وکالت کیجارہی ہے اور اقل درجہ یہہ کہ تو اونکا ہمخیال ضرور ہے۔ مجھے سب سے پہلے تیرا قصہ پاک کرنا پڑا۔

یوقنا یہ کہکر یوحنا کیجانب جھپٹا اور جاتے ہی اوسکو اپنے قابو مین کرلیا۔ یوحنا کے قتل کے واسطے تلوار نیام سے نکال لیگئی۔ یوحنا کی حالت۔ درواکہ رازپنہان آخر شد آشکارا کی تھی۔ اوسنے اپنا سر آسمانکی جانب اوٹھاکر کہا۔ اللھم اشھد علی انی مسلم الیک مخالف لدین ھؤلاء القوم اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ وان المسیح نبی۔ ترجمہ اے اللہ تو گواہ رہیو مین مسلمان ہون ان لوگونکے دین سے بالکل الگ ہون مجھے تیری وحدانیت اور تیرے رسول کی رسالت کا سچا اقرار ہے اور حضرت عیسیٰ نبوت کی حد سے بڑہ نہین سکتے۔ پھر یوقنا سے مخاطب ہوا کہ اب آپ کا جو دل چاہے کیجئے۔ یوقنا کچھ تو یون ہی بہرا ہوا تھا ان کلمات نے اوسکو بالکل بہونکدیا۔ ایک ہی وار مین اوسکا سر جدا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہہ تہا اسلام بزور شمشیر۔ اس قسم کی نیرنگیان تو اسلام نے بے انتہا دکہادین اور دکہا رہا ہے۔ ہنوز آن ابر رحمت درفشان است۔ افسوس۔ ہم نے اسلام بزور شمشیر کے اور ہی معنی تراش رکہے ہین۔ اسلام کی شمشیر پر ہم غور نہین کرتے۔ اوسکی خدا جانے کسقدر شمشیرین ہین جو ہر وقت کہنچی رہتی ہین۔ جس شمشیر کا موقع دیکہتا ہے اوسی سے کام لے لیتا ہے مگر سب پر آب صداقت اور خلوص کی چڑہی ہوئی ہے۔ یہہ وہ

آب ہے جس سے کوئی شمشیر تا قیامت زنگ آلود نہین ہوسکتی۔ شمشیر گر نے ان شمشیرونکے بناتے وقت اس خوبی سے اس آب کو چڑہایا ہے کہ زنگ غیریت بالکل مٹا دیا اب یہہ کبھی بھی جدا نہین ہوسکتی اصلی اور نقلی کی بس یہی پہچان ہے۔ خیر یہہ تو وہ داستان ہے جو مرتے دم تک کیا اوس عالم مین بھی ساتھہ دیگی۔

نہ چنان گرفتہ جا بہ میان جان شیرین	کہ تو ان ترا و جانرا ز ہم امتیاز کردن

اب یوقنا کی حالت مین بدرجہا غضب کی برافروختگی تہی۔ اہل شہر نہایت بیدردی سے قتل ہو رہے تہے۔ غایت درجہ منت و سماجت ہو رہی تہی مگر کوئی شنوائی نہین ہوتی تہی۔ ایک شور قیامت برپا تہا جسمین مرد و عورت جوان اور بچہ کی آواز ونکی تمیز نہ تہی الامان الامان۔

ہمکو تو خلافت راشدہ کے تاریخ کے صفحات مین کہین بھی ایسا واقعہ نہین ملتا کہ مسلمانون نے نعوذ باللہ اپنے ہم مذہبون کے ساتھہ تو درکنار غیر قومون کے ساتھہ بھی جنکو اپنے ذمہ لے لیا ہو یہہ بیدردی روا رکہی ہو۔ انصاف پسند غور کرین۔ عین اوسیوقت جب یہہ شور قیامت زا برپا تہا حضرت خالدؓ اور حضرت امین الامۃؓ عسکر اسلامی لئے ہوے جا پہونچے۔ شور و غل کی آواز سے سمجہہ گئے تہے کہ جو سوچا تہا آخر وہی ہوا شہر پر حملہ کر دیا۔ یوقنا اس کے لئے پہلے سے مستعد نہ تہا۔ سب سے پہلے اوسکو قلعہ کی فکر پڑی وہ سیدہا قلعہ کیطرف ہولیا۔ اوسکے ساتھیون کی دو جماعتین ہوگئین۔ کچھہ شہر سے باہر بہاگے اور وہ سیدہے نیزونکی انیونپر رکہہ لئے گئے باقی اوسکے ساتھہ قلعہ بند ہوگئے۔ اس ہماہمی مین اہل شہر بچ گئے مگر اوسوقت تک جبتک کہ اسلامی مدد پہونچے تو اہل شہر مظلومی کے ساتھہ جان دیچکے تہے۔ اہل اسلام

نے بھی اس وقت پہونچ کر تین ہزار یوقنا کے ساتھیون سے اون کا عوض لے ہی لیا۔

حضرت امین الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان حواس باختون سے سارا ماجرا اور یوحنا کے اسلام کی کیفیت کچھ بقرائن اور کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین معلوم ہوگئی۔

یوقنا نے قلعہ بند ہو کر قلعہ کی پوری حفاظت کے انتظام شروع کر دئے منجنیقین وغیرہ آلات جنگ سب فصیلون پہ چڑھا دئے گئے۔

حضرت امین الامۃؓ نے ابھی تک قلعہ کا رخ نہین کیا تھا کہ اہل شہر دس بطریقون کو گرفتار کئے ہوے لے آئے۔ آپ نے فرمایا یہہ قیدی کیسے۔ اہل شہر نے کہا یہہ ہمارے یہان پناہ گزین ہونا چاہتے تھے۔ انکا اخفاء شرائط صلح کے خلاف تھا آپ جیسا چاہیئے انکے بارہ مین حکم فرمائے۔

آپ نے تبلیغ اسلام فرمائی۔ سات شخص جنکو متقین کے قلوب عطا فرمائے گئے تھے بلا زجر و اکراہ اس دولت سے مشرف ہوے۔ تین شخصون نے شقاوت قلبیہ کی وجہہ سے اعراض کیا جسکا حال اونہون نے اوسی وقت خاکمین سلکر اچھی طرح سے دیکھہ لیا۔

اب حضرت امین الامۃؓ کو قلعہ کیجانب توجہہ فرمانی پڑی۔ کوئی راہ مخفی ایسی معلوم نہوئی جس سے قلعہ کشائی بآسانی ممکن ہو۔ خود اہل شہر بھی اس سے ناآشنائے محض تھے اسلئے کہ جو راستے تھے وہ نہایت احتیاط و مضبوطی سے پہلے ہی بند کر دئے گئے تھے۔ حضرت یونس بن عمر غسان جو تمام ملک شام کو چھانے ہوے تھے اونکو بھی یہی

کہتے بنا کہ قلعہ کا محاصرہ ہی کیا جاے۔ جب تک وہ خود کھلے میدان نہ لڑین محاصرہ نہ اوٹھے۔ اس اثنار مین اطراف وجوانب جولانگاہ کے واسطے کافی ہین۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راے ہوئی کہ محاصرہ کو اگر طول ہوا تو ہرقل کی فوجین آکر حائل نہ ہوجاوین اور بنا بنایا کھیل مرض التوا مین پڑجاوے اسلئے ابھی حملہ کردینا چاہیئے خداوند عالم کی مدد کی اُمید مین پوری قوت صرف کردیجاوے پھر دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔ بالاخر یہی راے مانی گئی اور حملہ کردیا گیا۔

چونکہ کوئی خاص سمت تجویز نہین کی گئی تھی اسلئے کبھی کسی جانب سے اور کبھی کسی جانب سے حملہ ہورہا تھا۔ ایک وقت مین کئی طرف سے بھی دھاوا ہوجاتا تھا۔ قلعہ پر سے تیر اور پتھرونکی بارش تھی جسکی سپر ہی نہ تھی اس سے اہل اسلام کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ اون بعض شہدار کے اسمار گرامی جو اس موقع پر جان بحق ہوے یہ ہین عامر بن الاسلع الربعی۔ مروان بن عبید الربعی۔ مالک بن جزعلی الربعی۔ احسان بن حنظلہ الربعی۔ سلیمان بن رفاع العامری۔ عطار بن سالم الکلابی۔ سراقہ بن مسلم العدوی۔ عاصم بن قانع العدوی۔ مرہ بن سفیان العدوی۔ زید بن سیف العدوی سواد بن مالک العدوی وغیرہم۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے یہہ رنگ دیکھکر تمام لشکر کو الگ ہٹ آنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ یہہ حملہ نہ تھا بلکہ سبقت تھی جسکا یہہ نتیجہ ہوا اب پہلے شہدا کی تدفین کرنا چاہیئے اور پھر زخمیونکی چارہ گری۔ پس اہل اسلام قلعہ سے ہٹ کر ان کامون مین مصروف ہوگئے۔

یوقنا کے دل کا اب کیا کہنا تھا۔ اوسنے کہا۔ اہل اسلام مین اب یہہ توہمت

رہی نہین کہ پہر قلعہ کا رُخ کرین مگر مین ابھی انکو یون ہی تھوڑی چھوڑے دیتا ہون۔ جب تک کہ آج شب کو چھاپا مار کر انکو خوب تباہ نہ کر لونگا دم نہ لونگا۔ چنانچہ وہ اس رات کو دو ہزار سوار لیکر قلعہ سے باہر نکلا۔ اہل اسلام کا یہہ عالم تھا کہ اودہر تو حلب تک کی دوڑ۔ پہر شہر کی لڑائی۔ پہر قلعہ کے محاصرہ کی افتاد۔ اس نے ہاتھہ پانون بالکل شل کر دئے تھے۔ یوقنا یکایک انپر آپڑا اور جب تک ایک عام ہنگامہ ہوا وسنے اپنا کام شروع کر دیا۔ حضرت سیف اللہ مقابل ہوے۔ انکے سامنے اوسکا کیا دم خم تھا جو ٹھیرتا۔ پلٹا۔ پلٹتے وقت اون پچاس مسلمانونکو جنکو حضرت خالد کے مقابلہ سے پیشتر ہی گرفتار کر چکا تھا اپنے ساتھہ قلعہ لیتا چلا گیا۔ شب بھر پا بہ زنجیر رکھا صبح ہوتے ہی سب کو صرف اس بنا پر شہید کرا دیا کہ یہہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل تھے۔

کیا کوئی خیال جو اپنی حقانیت سے نہین بلکہ بزور شمشیر دل نشین کرایا گیا ہو ایسا مضبوط جاگزین ہو سکتا ہے کہ اوسکے مقابلہ مین جانون کی بھی پروا نہ کیجاوے۔ اگر بفرض محال ایسا ممکن ہے تو دنیا مین اسکی نظیر ملنے کے علاوہ کسی طرح سے کوئی خیال حقانیت تک پہونچتا نظر نہین آتا۔ صدق اور کذب اپنے آثار ہی سے معلوم ہوتے ہین۔ انپر ہی کیا منحصر ہے باستثنار معدودے چند اشیا کے ہم کو جس چیز کا بھی علم ہوا ہے اوسکے آثار ہی سے۔ صدق کے لئے اس سے بڑھکر اور کونسا اثر تلاش کیا جا سکتا ہے۔ افسوس۔ اس قسم کے صدہا واقعات کے ہوتے ہوے بھی وہی اپنی ایک بڑہ ہے۔ عالم کے واقعات پر صدق و کذب کے اس معیار کو پرکہہ کر دیکھو اور غور کرو۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے اسکے بعد سے کمال احتیاط شروع کردی۔ محاصرہ قائم تھا رسد وغیرہ کا یہ انتظام تھا کہ قریب کے گانوں والون سے جنسے مصالحت ہوچکی تھی سب سامان فراہم ہوجاتا تھا۔ یوقنا پہلے تو سمجھا تھا کہ اب انمین وہ دم خم نہین رہا اور اگر زبردستی کی ضد بھی پکڑینگے تو کے روز۔ سامان کے نبٹتے ہی بس بھنڈارا ہے۔ مگر اب ذرا سا اوسکو پس وپیش ہونے لگا۔ ایک آفت یہہ تھی کہ اگر قلعہ سے کوئی محاصرین کی نظر سے بچکر نکل بھی گیا تو شہر والون نے اوسکو باندہ بوندہ کر محاصرین کے حوالہ کرنا ایک شب کو جاسوسونسے یوقنا کو اس رسد کا حال معلوم ہوگیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اسیوقت رسد کی تلاش مین سو سوار ادہر ادہر کے گانومین گئے ہین۔ یوقنا نے فوراً ایک ہزار سوار جاسوس کی رہبری سے اونکے تعاقب مین روانہ کردئے۔ راہ مین ایک گڈریہ سے مسلمانون کے اس گروہ کا سارا حال معلوم ہوگیا وہ سیدہے اوسی راہ پر ہولئے جس جانب گڈریہ نے اشارہ کیا تھا۔ صبح کے قریب گروہ اسلامی سے دوچار ہوے۔

یہہ مختصر سا گروہ سو سوار ونکا تھا جسکی افسری پر مُناوش بن ضحاک الطائی مامور فرمائے گئے تھے جو اس واقعہ سے بالکل بے خبر تھے۔ سامنا ہوتے ہی آپ نے للکار کر اپنے ساتھیونسے کہا۔ عرب کا دودہ رائگان نہ جاے۔ چاہے سر کٹے مگر قدم نہ ہٹے جنت بالکل تمہارے سامنے ہے۔ صبر کے راستہ سے وہانتک پہونچ سکتے ہو۔ قدم ڈگمگاے تو پھر نہ یہان کے ہو اور نہ وہان کے۔ یہہ کہتے ہی حملہ کردیا۔ معرکہ کی ابتدا تو بڑے زور وشور کی ہوئی لیکن ایک شخص دس کا کہانتک مقابلہ کرسکتا ہے مسلمانون مین سے تیس بزرگوار شہید ہوے جنمین سے بعض کے اسمار گرامی یہہ ہین

مناوش بن ضحاک سردار قوم۔ غیلان بن مسافر۔ غطریف بن ثابت۔ منبع بن عاصم۔ کہلان بن مرو۔ مطر بن حمید۔ یاسر بن عوف۔ بشیر بن سراقہ۔ شبیہ بن الاشلع۔ منہال بن الیشکر۔ نجام بن عقیل۔ مسیب بن منافع۔ حنظلہ بن ماجد۔ مناوش بن شلیط۔ ربیعہ بن قاع۔ مرہ بن ماہر۔ نوفل بن عدی۔ عطار بن یاسر۔ غفان بن جاہر۔ سالم بن خفاف۔ فضل بن ثابت۔ اقرع بن قاع اور معیط بن عامر۔ یہہ سب قبیلہ بنی طے کے یادگار تھے۔ انکے شہید ہوتے ہی میدان بطریق جلبی کے ہاتھہ تہا۔ اہل اسلام کو مجبوراً میدان چہوڑنا پڑا۔ ساری رسد بہی وہین چہوڑدی۔ بطریق نے زائد جانورونکو تیرمارکر وہین ڈہیر کردیا باقی باربردار جانور ساتھہ لے کر مسلمانون کے تعاقب کے خوف سے ایک گانون مین جو پہاڑ پر واقع تہا رات کے انتظار مین جا ٹہیرا۔

اہل اسلام نے جب اپنے لشکر مین پہونچکر یہہ واقعہ بیان کیا ہے تو سب کو حیرت تہی اسوجہہ سے کہ محاصرہ کی کمال حفاظت پر اونکو اعتماد تہا۔ حضرت ابو عبیدؓ نے فرمایا ایسا خیال ہوتا ہے کہ یہہ صلح کرنے والونکی چالاکیان ہین اونہون نے نقض عہد کیا مگر مین اپنا پیمان محض اس کمزور خیال سے ہرگز نہین توڑ سکتا لیکن اسکا انتظام تو ضرور ہونا چاہیئے۔ خالدؓ ایسی مہمونکے واسطے ہین اور ایسی مہمین خالدؓ کیواسطے اس تجسس اور تعاقب کے واسطے حضرت خالدؓ تجویز ہوے۔

حضرت خالدؓ تنہا جانے پر آمادہ تہے لیکن حضرت امین الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے سے ضرارؓ بن الازور اور حضرت ربیعہؓ بن عامر وغیرہ تہوڑیسی جماعت کو اپنے ساتھہ لے لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب موقعہ پر پہونچے ہین تو

اطراف وجوانب کے باشندے اوس میدان مین جمع ہوگئے تھے۔ ہرایک کو اپنی جانکا دھڑکا لگا ہوا تھا کیونکہ جو خیال ہوسکتا تھا وہ انہی کے جانب۔ انہون نے حضرت خالدؓ کو دیکھتے ہی نہایت الحاح وزاری سے کہنا شروع کیا کہ انکے خون سے ہمارے دامن بالکل پاک ہین۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا پھر آخر یہہ ہوا کیا۔ تب اونہون نے سارا واقعہ جو اونکو معلوم تھا کہہ سُنایا۔ اب حضرت خالد کو اوس موقعہ کی تلاش ہوئی جہان بطریق رات ہوجانے کے انتظار مین مقیم تھا۔ اونمین سے ایک رہبر کو ساتھہ لیکر اوس موقعہ کے قریب آپ بھی شب کے انتظار مین فروکش ہوگئے۔ رات کا تھوڑا سا ہی حصہ گذرا ہوگا جو بطریق اپنے ہمراہیون کو لیکر قلعہ کے رُخ نکلا اوسکو مطلق خبر نہ تھی کہ موت مجھے تاک رہی ہے۔ حضرت خالدؓ شیر غران کے مانند للکارتے ہوے خاص بطریق پر جھپٹے اور جاتے ہی ایک ہاتھہ مین دو کردیئے۔ حضرت ضرار وغیرہ بھی نہایت تیزی سے اپنے کام مین مشغول ہوگئے۔ سات سو سے کچھہ زائد زمین کا پیوند ہوے۔ باقی گرفتار کرلئے گئے۔

حضرت امین الامۃ نہایت بے چینی سے حضرت خالدؓ کا انتظار فرما رہے تھے کہ یکایک خالدی تکبیرونکی آواز آپکے کانونمین آئی۔ آپ بھی جوش مین نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوے باہر نکل آے۔ قیدیونپر تبلیغ اسلام کیگئی۔ انکار پر گویا اون پچاس شہیدون کے قصاص مین قلعہ کے سامنے اِن کے سر اوڑا دیئے گئے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔

اب حضرت امین الامۃ کو محاصرہ کی زیادہ نگہداشت کرنی پڑی چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر۔ حضرت ضرار بن الازور۔ حضرت سعید بن عمرو بن

طفیل العدوی۔ حضرت قیس بن ہبیرہ اور حضرت میسرہ بن مسروق وغیرہم کو افسر مقرر فرماکر قلعہ کے ہر چہار طرف معین فرمادیا۔ حفاظت کی اونکو سخت تاکید کردیگئی۔

باوجودیکہ محاصرہ کو طول کھینچ رہا تھا مگر قلعہ بند رسد وغیرہ سے اسقدر مطمئن تھے کہ اب بھی اونکو اضطراب نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدؓ نے پھر وہی تدبیر فرمائی کہ محاصرہ اوٹھاکر کئی میل قلعہ سے فاصلہ پر ہٹکر خیمہ زن ہوے۔ مگر یوقنا نے قلعہ سے جنبش بھی نکی۔ حضرت ابوعبیدؓ کو خیال ہوا کہ ہمارے لشکر اور ہماری تدابیر کی خبر وہان پہونچائی جاتی ہے۔ ضرور جاسوس چھوٹے ہوے ہین۔ حضرت خالدؓ کو اس تحقیقات کا حکم دیا گیا۔ حضرت خالد گشت لگا رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک شخص پر پڑی جو اپنے کمبل کو اُلٹ پلٹ رہا تھا۔ جب آپ پہلی نظر مین نہ پہچان سکے تو تھوڑی دیر قیام فرماکر اوسکو بغور دیکھا۔ اسقدر معلوم ہوا کہ ہے تو عربی مگر ہمارا ساتھی نہین معلوم ہوتا۔ آپ نے جاکر سلام کیا۔ اوسنے وہی جواب دیا جو اہل اسلام کے یہان مروج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو۔ اوسنے کہا۔ عرب۔ آپ نے فرمایا کس قبیلہ سے۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے قبیلہ کے نام کی جگہ کوئی دوسرا نام لے دے لیکن ہیبت خالدؓ نے گھبراہٹ مین اوس سے صاف کہلوادیا کہ غسّان سے آپ نے فرمایا تو یون کہو کہ آپ عیسائی ہین اور یہ ساری شکوفہ آپ ہی کے چھوڑے ہوے ہین۔ اوس نے کہا۔ ہرگز نہین۔ مین تو مسلمان ہون۔ آپ نے فرمایا۔ یون نہین جب تک حضرت ابوعبیدؓ کا سامنا نہ کرادینگے تم کو نہ چھوڑین گے۔ آپ اوسکو لئے ہوے حضرت ابوعبیدؓ کے پاس پہونچے اور کہا کہ حضرت۔ مجھے بس یہہ شخص ناآشنا معلوم ہوتا ہے۔ بتاتا ہے غسّان سے اور کہتا ہے کہ ہون

مسلمان۔ آپ تحقیق فرمالیجئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ آپ اس کا امتحان جو لیجئے۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ امتحان کس چیز مین لیا جاوے۔ ارشاد ہوا دو رکعت نماز بالجہر پڑہوائیے ابہی معلوم ہوجائیگا۔ حضرت خالد نے اوس سے کہا۔ اگر آپ مسلمان ہین تو دو رکعت بالجہر پڑہیئے۔ اون حضرت نے کبھی پڑہی ہو تو جانین فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ۔ حضرت خالد نے فرمایا ہم نہ کہتے تھے۔ ع تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے۔ ہم سے چھپکر کہان جاؤ گے۔ اوسکا سر نیچا ہوگیا چونکہ بغیر اقرار چارہ نہ تہا ناچار اقرار کرنا پڑا۔ اوس سے معلوم ہوا کہ وہ اکیلا ہی نہین بلکہ دو اور ساتھی بہی ہین۔ جو اوسوقت قلعہ مین خبر دینے کے لئے گئے ہوے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ اب تم کو اسلام قبول کرنہین کیا تامل ہے تمہاری جاسوسی کی یہ داش قتل ہے مگر اسلام تمکو اس سخت سزا سے بچا سکتا ہے۔ غسانی نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔

محاصرہ کئی ماہ کا طول پکڑتا چلا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے معاملہ کے یکسو نہونیکی وجہ سے اسکی اطلاع دارالخلافت کو بہی نہ دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہان تاب تہی ایک فرمان حضرت ابوعبیدہ کے نام پہونچا جو بجنسہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من عبد اللہ عمر بن الخطاب الی عامله بالشام ابی عبیدة السلام علیك فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی نبیه صلی اللہ تعالیٰ علیه واله وسلم یا ابا عبیدة لو علمت ما یصیبنی بابطاء کتابك عنی وانقطاع خبرك بکثرة متعلقی

وضنی جسدی علی اخوانی المسلمین ومالی لیل ونهار الا وقلبی عندکم ومعکم فلما لم یات منکم خبر ولا رسول فان عقلی طائر وفکری حائر وکانک لا تکتب الی بالفتح والغنیمة واعلم یا ابا عبیدة وانکنت نائیا عنکم فانی داع لکم قلق علیکم کقلق المرأة الحنینة علی ولدها فاذا قرأت کتابی هذا فکن للاسلام والمسلمین عضدا والسلام علیک وعلی من معک من المسلمین ورحمة الله وبرکاته۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدا کے غلام عمر بن الخطاب کی جانب سے حاکم شام ابوعبیدہ کے نام حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ اے ابوعبیدہ کاش تمکو میرے اوس تعلق خاطر کی خبر ہوتی جو تمہارے خط کے توقف سے رہتا ہے۔ کاش تم پر میری وہ جسمی حالت روشن ہوجاتی جو اہل اسلام کی خبر نہ معلوم ہونیسے ہوتی ہے شب و روز میں کوئی ساعت ایسی نہیں ہوتی جو میں اور میرا دل عالم خیال میں تمہاری ساتھ نہوتا ہو۔ جب تمہاری حالت مجھکو معلوم نہیں ہوتی تو نہ میری عقل ٹھکانے رہتی ہے نہ فکر ہی صحیح ہوتی ہے۔ تم نے مجھے فتوحات کا حال نہیں لکھا۔ اے ابوعبیدہ میں تم سے بہت دور پڑا ہوا ہوں لیکن دعا سے غافل نہیں میرے قلق و اضطراب کی وہ حالت ہے جو کسی ماں کو اپنے بچہ پر ہو۔ میرے خط کو دیکھتے ہی مستعد ہوجانا۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بازو کا کام دینا۔ خدا کی رحمت تمہارے اور تمہارے ساتھیوں پر ہو۔ اوسکی برکتیں تمکو گھیرے رہیں حضرت ابوعبیدہ نے اس والا نامہ کا یہہ جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعبد اللہ امیر المومنین عمر بن الخطاب

من عامله بالشام ابی عبیدۃ سلام علیك فانی احمد الله الذی لا الٰه الا هو واصلی علی نبیه صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم تسلیما کثیرا کثیرا واعلم یا امیر المومنین ان الله عزوجل وله الحمد قد فتح علی ایدینا قنسرین وقد شننا الغارۃ علی العواصم وقد فتح الله مدینة حلب صلحاً وقد عصی من فی قلعتها وهم خلق کثیر مع بطارقتهم یوقنا وقد کادنا مرارا وقتل منا رجالا رزقهم الشهادۃ علی یده (میان اون شہدا کے اسمار گرامی تحریر فرماے تھے) والله من ورائه لبالمرصاد وقد رائت الرحیل عن محاصرته الی البلاد التی ما بین انطاکیة وحلب وانا منتظر جوابك والسلام علیك وعلی من معك من المسلمین ورحمة الله وبرکاته۔ یعنی امیر المومنین۔ خدا کا بے انتہا شکر ہے کہ اوسنے قنسرین ہم سے فتح کرادیا۔ ہم اوسکے حدود مین تاخت وتاراج کرچکے شہر حلب بہی صلحاً فتح ہوچکا۔ ہان قلعہ بند جماعت کثیرہ۔ وہ ابہی اپنی ہٹ پر جمے ہوے ہین اونسے ہم سے کئی مرتبہ مقابلہ ہوا جس مین ہم مین سے بہت سے درجۂ شہادت پر کامیاب ہوے۔ وعدہ الٰہی اون کی گہات مین ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب محاصرہ اوٹہالیا جاوے اور انطاکیہ و حلب کے درمیانی شہرونکی جانب بڑہون مجہے صرف آپ کے جواب کا انتظار ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے مہر کرکے یہہ خط حضرت عبداللہ بن القرط یمانی اور جعد بن حیران الیشکری کے ہاتہہ روانہ دارالخلافت کیا۔

یہ دونوں بزرگوار مقام صکا صکہ ہی تک پہونچے تھے کہ ایک سوار جنگلی نے انکے سامنے آکر سلام علیک کی اور انکا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہدیا کہ ہم ایک خط حضرت ابو عبیدہؓ کا امیر المومنینؓ کے نام لئے جاتے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی۔ اونہوں نے کہا۔ میں ہلال بن زید الطائی ہوں۔ امیر المومنین کا فرمان پہونچا کہ تم حدود شام کیجانب بڑھکر جہاد میں شریک ہوں۔ میرا ایک قوی گروہ میرے ساتھ ہے جو پیچھے آرہا ہے۔ میں نے چاہا کہ خود ہی بڑھکر تمہارا حال دریافت کروں۔ یہ کہکر وہ اپنے گروہ کے حدود شام کیطرف بڑھے چلے گئے۔

حضرت عبداللہ اور حضرت جندبؓ نے مدینہ منورہ پہونچکر خط پیش کیا جسکو حضرت امیر المومنین نے پڑھکر اول تو شکر ادا کیا پھر دعا کی اللھم اکف المسلمین شر ہ وشر کل ذی شر اے اللہ تعالیٰ شانہ تو مسلمانوں کو اوسکی اور دیگر موذیوں کی شرارت سے محفوظ رکھنا۔ پھر منادی نے آپکے حکم سے آواز دیدی الصلوٰۃ جامعۃ جماعت کے یکجا ہونیکے بعد آپ نے باآواز بلند سب کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھکر سنا دیا۔

اس خط اور آپکے خود ایسے اعلان سے وہ جوش پیدا ہوا کہ حضرموت و یمن کے قبائل جو اوسوقت آئے ہوئے تھے بے اختیار ہوگئے اور شام کے جہاد کی درخواست کی آپ نے تعداد دریافت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ قریب چار سو کے تو سوار ہیں۔ تین سو اونٹنیاں ہیں جنپر دو دو سوار ہیں اور ایک سو چالیس پیادہ ہیں اگر اونکو سواریاں ملجائیں تو وہ بھی جانے کے لئے مستعد ہیں۔ امیر المومنینؓ نے اموال صدقات میں سے ستر اونٹ اونکے واسطے منگوا دئے اور اسکے بعد

حضرت ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فقد ورد علیّ کتابك ورسلك فسرنی ما سمعت من الفتح والنصر علی اعدائکم وبمن قتله الله تعالی من الشهداء واما ما ذکرت من انصرافك الی البلاد التی مابین حلب وانطاکیة لکل القلعة ومن فیها فما هذا برائی اتترك رجلاً قد اخذت دیاره وملکت مدینة ثم ترحل عنه فتبلغ الخبر الی جمیع النواحی انك لم تقدر علیه ولا وصلت الیه فیضعف ذکرك ویعلو ذکره بما صنع ویطمع فیك من لم یطمع ویجری علیك اجناد الروم وجمیع من فی الشام خاصتهم وعامتهم ویرجع الیك جیوشها وتکاتب ملوکها فی امرك فایاك ان تبرح حتی یحکم الله وهو خیر الحاکمین فتبث الخیل فی السهیل والسعة واوتفها فی المضایق والجبال وبین المغرب الی حدود الفرات ومن صالحك منهم فاقبل صلحه ومن سالمك سالمه والله خلیفتی علیك وعلی جمیع المسلمین وقد نفدت وکتابی هذا واصل مشارق الیمن الذی وهب لقسه لله تعالی رغبة فی الجهاد فی سبیل الله منهم عرب وموالی فرساناً ورجالة والمدد یاتیك انشاء الله تعالی متواتراً۔ یعنی اما بعد مجھے آپ کے خط اور آپ کے قاصد دونسے یہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی کہ فتوحات کا سلسلہ بند نہیں۔ ہاں یہ جو آپ کی رائے ہے کہ قلعہ حلب کو جانب وانطاکیہ کے مابین

جولانگاہ بنایا جاوے مین اسکے خلاف ہون - اوس شخص کو کیون چھوڑتی ہو جسکو ملک پر تم قابض ہو چکے شہر فتح ہو ہی چکا پھر کیون ادہورا کام چھوڑا جاے - اگر اب وہانسے محاصرہ اوٹھا اور یہہ خبر سارے مین مشہور ہوئی تو خیال کیجئے کیا حال ہوگا - حاکم قلعہ کی تو دہاک بندہ جائیگی اور یہہ مشہور ہو جائیگا کہ آپ اوسکا کچھہ نہ کر سکے - جو آنکھہ اوٹھا کر آپ کو نہ دیکھہ سکتے ہونگے پہر اونکی آنکھین آپ ہی مین لگ جاوینگی - روم کی فوجون کے سیلاب کا رخ آپ ہی کیجانب ہوگا - شام کی تمام جماعتین خواہ عوام ہون یا خواص سب آپ پر اُمنڈ آئینگی - گرد و نواح کے ملوک آپکے مفتوحہ ممالک کے حصے بخرے لگانے لگین گے - پس ہرگز ہرگز وہانسے نہ ہٹئے - دیکھئے اللہ جو تمام حاکمون سے بالاتر ہے کیا حکم کرتا ہے - اپنے سوار و نکو چار و نطرف پہیلا دیجئے - تنگ پہاڑیون اونکے موافق مقرر کیجئے - مغرب کی جانب حدود فرات تک اپنا میدان رکھئے - جو طالب صلح ہو اوس سے صلح کیجئے جو آپ سے بسلوک پیش آے اوسکے ساتھہ سلوک کیجئے - اللہ تعالیٰ آپکا اور تمام مسلمانون کا نگہبان ہے - اس خط کے ساتھہ مشرقی یمن کی ایک جماعت بہی آپ کے پاس پہونچتی ہے جس نے اپنے نفسونکو خدا کی راہ مین ہبہ کر ڈالا ہے اور جنکو جہاد فی سبیل اللہ کا شوق کشان کشان آپ تک پہونچا رہا ہے - اس جماعت مین عرب بہی ہین - کچھہ غلام بہی ہین اور سوار و پیادہ دونون ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ برابر تمہارے پاس مدد پہونچتی رہیگی -

آپ نے یہہ والا نامہ حضرت عبد اللہ بن قرط کے ہاتھہ روانہ فرمایا - جب حضرت ابو عبیدؓ بن الجراح کو یہہ نامہ ملا ہے اوسوقت تک محاصرہ قائم تہا - اس اثنا مین یوقنا نے کئی مرتبہ قلعہ سے باہر نکلکر حملے کئے مگر سب رات کیوقت - دن کی ہمت نہی

وہ موقع ڈھونڈہ رہا تھا کہ ذرا سی غفلت بہی ہو تو آن دبا ؤن اسیوجہہ سے اہل اسلام کو کمال ہوشیاری کرنا پڑتی تہی - وامس ابوالہول کو جو نہایت شجاع اور صف شکن تمام قبائل عرب مین مشہور تہے اور جو حضرت امیرالمومنینؑ کے والا نامہ کے ساتہہ آئے تہے چونکہ یوقنا کی ان چالبازیونکی خبر نہ تہی مسلمانون کے اس حزم و احتیاط پر تعجب ہوا فرمانے لگے - میری سمجہہ مین نہین آتا کہ اسقدر نگہداشت کی کیا ضرورت خیال کیگئی یہہ مین ضرور کہونگا کہ موقع جنگ مین جسقدر بہی احتیاط ہو مناسب ہے لیکن ہم تو ایسے موقع پر ہین کہ تمہاری ایسی احتیاط بہی ہمارے لئے کافی ہے - مخالف خوف کیوجہہ سے قلعہ بند ہے اور کسی جانب سے حملہ کا خوف نہین - میدان صاف پڑا ہوا ہے پہر یہہ دم دم کی خاص نگہبانی کیسی - حضرت امین الامتہؑ نے یوقنا کا سارا حال بیان فرماکر سمجہا دیا کہ ہماری ذرا سی غفلت مین وہ اپنا کام بنانیکو موجود ہے - ادہر یہہ باتین ہو رہی تہین کہ دوسری طرف ایک شور و غل کی آواز آئی - یوقنا پانسو سوارونکے ساتہہ شبخون مارنے نکلا تہا - ابوالہول بہی تلوار لیکر اوس شور کیطرف جہپٹے انکے ساتہہ انکی قوم بنی ظریف کی ایک بڑی جماعت تہی - مقابلہ ہوتے ہی دو سو آدمیونکا دم بہر مین صفایا کر دیا - یوقنا قلعہ کیجانب پسپا ہوا - ابوالہول نے قبیلہ کندہ کے کچہہ آدمی ساتہہ لیکر اوسکا تعاقب کیا - حضرت امین الامتہؑ کو جو اس تعاقب کی خبر لگی فوراً واپسی کا حکم بہیجدیا - تاریکی شب مین واقعی ایسا تعاقب اچہے نتیجے نہین پیدا کرتا - ابوالہول واپس کر لئے گئے - ابوالہول کی شجاعت کے چرچے نئے سرے سے شروع ہو گئی صبح کو حضرت امین الامتہؑ نے انکو بلاکر نہایت آفرین کی مگر ساتہہ ہی اوسکے یہہ فرمایا مین خوب جانتا ہون کہ آپکی شجاعت کے جوہر بارہا ظاہر ہو چکے ہین - آپکی بہادری کا

سکہ دلو پر بیٹھہ گیا ہے مگر اس شجاعت کے ساتھہ تھوڑی سی انجام بینی بھی ملا لیجئے ابتک جسقدر آپ کو جنگ کے موقع ملے ہونگے وہ اکثر کھلے اور صاف میدان کے ہونگے اور آپ کے مقابل وہی بادیہ نشین۔ یہان کوہستانی سلسلہ اور پھر مقابلہ حاکم قلعہ سے۔ محض شجاعت ہی سے کام نکلنا ذرا جاے غور ہے۔ ہر موقع کو دیکھئے چلئے اور ہر پہلو پر نظر ڈالتے جایئے۔

ابوالہول نے کہا واقعی اکثر مواقع ایسی ہی تھے لیکن کہین کہین مٹ بھیڑ ایسے مقامو پر بھی ہوئی ہے جہان صاف میدان کی جگہہ پہاڑی پہاڑ تھے۔ قوم مہرہ پر کئی مرتبہ مین نے حملے کئے اور مین ہی غالب رہا۔ اسکا مجھے کیا خوف۔ دوسرے میری ہمت ایک خواب سے اور بڑھ گئی میرا خیال ہے کہ وہ سچا ہے اور اوسکی تعبیر اسی قلعہ کی فتح ہے۔ جب مین یہان کا سفر کر رہا تھا تو دیکھتا کیا ہون کہ اپنی قوم کیساتھہ کسی جانب جا رہا ہون۔ راہ مین ایک پہاڑ حائل ہے۔ جو تنگ راہ اوسپر چڑھنے کی تھی اوسمین ایک خونخوار اژدہا بیٹھا تھا۔ سب حیران تھے کہ کیا کیا جاوے۔ کسی مین ہمت آگے بڑھنے کی نہوتی تھی۔ مین نے تدبیر یہہ کی کہ پہاڑ کے عقب مین ایک راہ تھی بس چکر کاٹ کر وہان پہونچا۔ گو تھک کر چور ہو گیا تھا مگر ہمت مجھے بڑھاوے دے رہی تھی۔ مین خدا کا نام لیکر اوس تنگ راستہ سے اوسجانب چلا جس جانب اژدہا تھا۔ سارا پہاڑ طے کر کے مین پہونچا۔ چونکہ اوسکا رخ باہر کیجانب تھا اور دم میری طرف اسواسطے مجھے اوسمین کامیابی نہایت آسانی سی ہو گئی۔ دم بھر مین مین نے تلوار سے اوسکے ٹکڑے اڑا دیئے اور پائوں سے روندتا ہوا اپنی قوم کیطرف نکل آیا۔ اس طرح سے مین نے اپنی قوم کا وہ راستہ صاف کر دیا۔ حضرت امین الامتہ

کا رنگ اس خواب کو سنکر دیکھنے لگا۔

خواب کے بارہ مین بہت بڑا اختلاف کر رکھا ہے بعض اسکو محض وہم وخیال کہہ رہے ہین لیکن یہہ اونکا زاوہم ہے۔ بارہا تجربہ ہوا ہے کہ جو آج دیکھا کل کو وہی ہوگیا خواب دیکھنے والے کے حالات پر غور کرنا ضرور ہے۔ ہر شخص کی یہہ حالت نہین ہوتی حکما کا خیال ہے کہ نفس ناطقہ یعنے روح اس عالم کی چیز نہین وہ عالم بالا سے لاکر اس قفس عنصری مین بند کر دیگئی ہے۔ ہر چیز کی توجہ اپنے اصلی مرکز کیجانب ہوتی ہے جب تک روح اس بدن کے دہندونمین لگی رہتی ہے اوس عالم کی جانب پوری توجہ نہین کرسکتی۔ خواب کی حالت مین ذرا سی سبکدوشی اوسکو ہوتی ہے۔ وہان پہونچکر عقول عالیہ سے اس عالم کے متعلق جو کچہہ اوسکو حاصل ہوجاتا ہے وہی سچا خواب ہے متصوفین کے نزدیک اس عالم اجسام سے پیشتر ایک عالم مثال مانا گیا ہے۔ عالم اجسام مین اور اوس عالم مین کچہہ بہی فرق نہین۔ شکل وصورت جیسی یہان اجسام کی ہے وہان بہی اسی قسم کے اجسام مشکل اور مصور ہین فرق ہے تو بس اسقدر کہ وہ اجسام لطیفہ ہین اور یہہ کثیفہ۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح جسم کے بغیر اس عالم کا کیا کام کرسکتی ہے حالانکہ ہم خواب مین دیکھتے بہی ہین۔ چلتے پہرتے بہی ہین۔ ہمارے چوٹ بہی لگتی ہے درد بہی ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ وہ واقعہ نظر پڑتے ہین جو بالکل اصلی ہین۔ ایسی ایسی چیزین نظر ونسے گذرتی ہین جو ہم نے کبہی نہین دیکہین اور پہر واقع مین بہی ویسی ہوتی ہین جیسی ہم نے دیکہی تہین۔ پہر اسکو وہم و خیال کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اور اگر یہی وہم وخیال ہے تو تمام عالم کا میرے خیال مین یہی حال ہے۔

دنیا خوابے ست زندگانی دروے	خواب است کہ در خواب بہ بینی آنرا

حدیث شریف مین آیا ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسوان حصہ ہے۔ وجہ کیا حضور کا زمانۂ نبوت تیئیس سال ہے۔ چھ مہینے پیشتر آپ سچے خواب ہی دیکھا کرتے تھے۔ شاید حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آپ کے خواب ایسے صاف ہوتے تھے۔ جیسے صبح (بخاری شریف) یہان ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ ابتدا وحی کے زمانہ مین حضرت عائشہؓ کا وجود ہی کہان تھا مگر ذرا غور سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضور سے سننے مین کیا استعجاب ہے۔ خیر ان چھ ماہ کو تیئیس سال کے ساتھ وہ ۱/۴۶ کی نسبت ہے۔ دوسری حدیث مین وارد ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویا الصالحۃ مبشرات (بخاری) یعنی اجزاء نبوت مین سے صرف مبشرات باقی رہگئے ہین صحابہؓ نے عرض کیا مبشرات کیا ہین۔ آپ نے فرمایا سچے خواب مبشرات ہین۔ نبوت کا ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر خاتمہ ہوچکا یہی سچے خواب رہگئے ہین مگر یہہ خیال رہے کہ اوس عالم مین جو چیزین نظر آتی ہین وہ اوسی رنگ اور اوسی ہیئات پر جو اوس عالم کے مناسب ہے اب اوسکو اس عالم کے اشیاء پر مطابق کرلینا معبّر کا کام ہے۔ دیکھئے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ دودھ پی رہے ہین جب آپ خوب سیر ہوگئے تو بقیہ حضرت عمرؓ کو دیدیا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ حضورؐ اسکی کیا تعبیر ہے۔ آپ نے فرمایا الدین۔ دیکھئے۔ دین کی اوس عالم مین اوسوقت دودھ کی صورت تھی۔ یا ایکمرتبہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ بہت ہی نیچا کرتا پہنے چلے جارہے ہین جس کی دامن بوسی

راہ کی تمام چیزین کرتی جاتی ہین اسکی بابت بہی آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ یہہ دین ہے۔ صوفیۂ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک علم تعبیر مین وہی کامل ہوگا جسکو عالم مثال سے کمال درجہ کی مناسبت ہوگی۔ یہ تعلق پیدا کرنیکے لئے اونکے یہان مراقبات وتصور وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے۔ تمام دنیا کا خواب کی بابت چاہے جو کچھہ خیال ہو لیکن جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا ثبوت ہے توہم تو اوسی طرف جھکین گے۔

ہر قوم راست راہے دینے وقبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

بات مین بات نکل آتی ہے۔ خواب کے تذکرہ مین مجھے شیخ ابن عربی علیہ الرحمہ کے فصوص مین سے فصّ یعقوبی یاد آگئی۔ وہ ہمارے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یوسف علیہ السلام کے علم تعبیر کا فرق بیان فرماتے ہین کہ اونکے والد اور خالہ اور بہائی جب مصر مین اونکے پاس آئے ہین تب آپ کو اپنے بچپنے کا خواب یاد آیا اور بے اختیار اوسکی تعبیر کی بابت ارشاد فرمانے لگے۔ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا یہ میری پہلے خواب کی تعبیر ہے اسکو میرے پروردگار نے واقع کردیا اس سے معلوم ہوا کہ محل تعبیر آپکے نزدیک یہی عالم ہے۔ ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے الناس نیام اذا ماتوا انتبہوا۔ لوگ پڑے سو رہے ہین جب مرین گے تب چونکین گے۔ اس سے جو شیخ عربی اپنے اصول کے مطابق سمجھے وہ یہہ ہے۔ عالم خواب وہ عالم ہے جس مین اشیاء کی رویت اپنی اصلی صورت پر نہین ہوتی۔ دیکھئے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنے والدین اور بہائیونکو تارون اور آفتاب اور ماہتاب کی صورت مین دیکھا یا ہمارے آقا نے

علم یا دین کو دودہ اور کرتہ کی صورت مین مشاہدہ فرمایا۔ اب اسطرف آیئے۔ یہہ عالم جو ہمکو نظر آرہا ہے یہہ بہی اپنی اصلی صورت پر نہین۔ دیکہئے حدیث شریف مین ہے رب کاسیات فی الدنیا عاریات فی الاخرہ بہت ساری دنیا مین لباس پہننے والیان آخرت کے اعتبار سے ننگی ہین یا بہت ساری جو اچہی اور پیاری صورتین ہمکو نظر آرہی ہین وہ آخرت کے اعتبار سے نہایت قبیح صورتین ہین یا بقول صوفیہ کرام یون سمجہئے کہ یار اغیار کی صورت مین نظر آرہا ہے۔ مولف

عاشقے باید کہ باشد دیدہ باز و روشناس		یار ما در صورت اغیار مے آید برون
غضب کا پردہ نشین ہے وہ شوخ ہر جائی	دیگر	ہر انجمن مین ہے ہر انجمن کی پردہ مین

جب بہی یہہ عالم اصلی صورت کچہہ اور ہی رکہتا ہے تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہوتا ہے کہ لوگ پڑے سو رہے ہین۔ یہہ دنیاوی زندگانی اصلی حالت نہین یہہ خود عالم خواب ہے جب مرینگے آنکہہ کہلے گی۔

مردن جسم زادن جان ست

بلکہ اس عالم مین تو ایک پردہ اور پڑا ہوا ہے کہ ہم اسکو خواب نہین بیداری سمجہہ رہے ہین۔

ہے غیب غیب جسکو سمجہتے ہین ہم شہود		ہین خواب مین ہنوز جو جاگے ہین خواب مین

اب یہان سے عرفان یوسفی اور عرفان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم امتیاز کر لیجئے مقام صاف کہلا ہوا ہے۔

بعض خواب ضرور ایسے ہوتے ہین کہ بیداری مین جو خیالات دماغ مین جاگزین ہو چکے ہین واہمہ نے اونکو خاص لباس پہنا کر حس مشترک کے سامنے پہینک دیا

اسوقت اوسکو اصلی اور بناوٹی چیز مین امتیاز تام کرنیکا مادہ نہین ہوتا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصلی اور حقیقی چیز ونکا نظارہ ہو رہا ہے یہہ نظارہ اسی حالت تک محدود ہے آنکھہ کھلتے ہی کچھہ بھی نہین نہ انکی کچھہ تعبیر ہے نہ انمین واقعیتہ کا رنگ یہی اضغاث احلام ہین - چونکہ اکثر ہماری پریشان خیالات خواب کا مرقع ہوتے ہین پس نظر ظاہر بین نے سمجھہ لیا کہ خواب کی حقیقت ہی یہہ ہے - واقعات پر خاک ڈالکر جو چاہے سو کہہ لیجئے ورنہ رویاے صادقہ سے انکار انکار نہین ہٹ دھرمی ہے -

اصلی مضمون سے بہت دور ہوا جاتا ہون لیکن کیا کرون سلسلہ نکلتا ہی چلا آتا ہے ایک مقام اور سمجھہ لیجئے وہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہونا - آپؐ فرماتے ہین من رانی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل بی - یعنے جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اوسنے واقعی مجھی کو دیکھا اسلئے کہ شیطان میری صورت بنا کر نہین آسکتا - حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے مین کچھہ شک نہین مگر دیکھنے والے کے مراتب کا فرق ہے کبھی اپنی اگو دگیان آنکھونکا حجاب ہوجاتی ہین وہ تو بے حجاب ہی ہوے مگر یہان کے حجاب کا کیا علاج -

اونکے جلوونکا تو کیا کہنا مگر	دیکھنے والے کو دیکھا چاہیئے

بس یہی وجہہ ہے اختلاف حالت سے رویتہ مین بھی اختلاف ہوجاتا ہے -

ایک بزرگ فرماتے ہین کہ مین نے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ستر مرتبہ خواب مین دیکھا بالآخر مجھکو یقین ہوگیا کہ اپنے آپ ہی کو دیکھا تھا - عرفا جاہے اسکا کچھہ مطلب لین لیکن میرے ذہن ناقص مین یہی آتا ہے کہ

دیکھنے والا اس سے اپنے مراتب اچھی طرح سے دیکھ سکا یہ نہین کہ دیدار سے بہرہ اندوز ہی نہین ہوا۔

اب یہان ایک بات اور سننے کے قابل ہے وہ یہہ کہ شیطان کسی صورتمین اگر یہہ نہین کہہ سکتا کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہون لیکن کسی صورتمین اگر یہہ کہہ سکتا ہے کہ مین خدا ہون۔ اسکی وجہہ صاف ہے۔ صورتمین آنیسے صاف معلوم ہوجاے گا کہ خداوند عالم نہین وہ تو صورتون اور اونکے تمام لوازمات سے بالکل پاک ومنزہ ہے یہان تو دہوکا کسی طرحسے ہوہی نہین سکتا۔ لیکن حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک مین واقعی بڑا دہوکا دیسکتا تہا اسواسطے رحمت الٰہی نے اس دروازہ کو فان الشیطان لا یتمثل بی فرماکر بالکل ہی بند کردیا۔ اسمین علماء کا اختلاف ہے کہ پروردگار عالم کی خواب مین رویتہ ممکن ہے یا نہین۔ اکثر کی راے ہے کہ بلاجہتہ اور بلاکم وکیف رویتہ قلبیہ جو خوابمین ہوتی ہے اوسکے انکار کی کوئی وجہہ نہین معلوم ہوتی لا یدرکہ الابصار مین خاص یہی ظاہری بصر مراد ہین اسیوجہہ سے اوس عالم کے بصر ونسے وہ حجابات جو اس عالم مین اونپر پڑے ہوے ہین اوٹہادیئے جائینگے اور دیدار ہوگا۔ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بہت سارے چہرے نہایت تروتازہ اوسدن پروردگار کے دیدار سے مشرف ہونگے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ نے پروردگار عالم کو کم وبیش ایک سو مرتبہ خواب مین دیکھا ہے۔

حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ مین نے پروردگار عزاسمہٗ کو خوابمین دیکھا اور عرض کیا کہ کس عمل سے نہایت آسانی سے آپکا تقرب حاصل ہوسکتا ہے

ارشاد ہوا کہ کلام پاک کی تلاوت سی۔ مینے عرض کیا کہ اگر بے سمجھے ہوے ہو تب بھی ارشاد ہوا جیسے بھی ہو سمجھکر ہو یا انسمجھی کے ساتھہ بہرحال تقرب کا ذریعہ ہے۔

جیسے دیدار پر انوار کے دیکھنے کے لئے آنکھونکے حجابات کا نہایت مجلّی اور شفاف ہونا ضرور ہے اسیطرح کان کے پردے بھی صاف ہونے چاہئین تاکہ کلام مبارک اچھی طرحسے سمجھہ مین آسکے۔ ایک شخص نے ایک بزرگ سے بیان کیا کہ مین دیدار پر انوار سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھسے یہہ ارشاد فرمایا اشرب الخمر (توبہ توبہ) وہ بزرگ بے چین ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اگر تو مشرف ہوا ہے تو واقعی تو نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دیکھا لیکن تیری سماعت کا قصور ہے آپ نے فرمایا ہوگا لا تشرب الخمر تیرے خیال نے تجھکو کچھہ کا کچھہ سنا دیا۔ یہہ کیسے سمجھا اس سے کہ شریعت مطہرہ مین شراب کی قطعی ممانعت ہے ایسا کبھی نہین ہوسکتا کہ عالم خواب مین تجھسے کچھہ اور ارشاد ہو۔ اس بیان سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے اول تو احکام شرع سے واقفیت کی ضرورت ہے اسی سے سمجھہ مین آویگا کہ ہمارے کان صاف ہین یا آلودہ۔ دوسرے حضور پر نور کا حلیہ مبارک معلوم ہونا چاہیئے اوس سے یہہ معلوم ہوجاویگا کہ ہماری آنکھین تو قاصر نہین۔ میرا خیال ہے کہ دیدار پر انوار خواہ کسی حالت سے ہو ہماری حالت قاصرہ ہو یا کاملہ۔ ہے بڑی مضبوط رسّی۔ اگر ہماری حالت ناقصہ بھی ہے تو بھی امید ہے کہ اسکے ذریعہ سے ہم اوس نقصان سے پاک ہوجائین گے۔ اس رسّی سے ہم بام مقصود تک پہونچ سکتے ہین۔ دیکھئے دوسری حدیث مین ارشاد ہوتا ہے من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ جس نے مجھے خواب مین دیکھہ لیا وہ بہت جلد مجھکو بیداری مین دیکھیگا

علمار نے اسکی دو توجیہین کی ہین ایک تو یہہ۔ کیا عجب ہے کہ اسی عالم مین دیدار پرانوار سے مشرف ہوجاے۔ بر کریمان کارہا دشوار نیست۔ دوسرے یہہ کہ قیامت مین وہ میرے دیدار سے مشرف ہوگا جس سے اوسکے لئے بڑی بشارت نکل رہی ہے بہرحال عجب دولت عظمیٰ ہے اور گنہگارونکے لئے تو کچھ نہ پوچھئے کہ کیا ہے حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مجلس مین رونق افروز تھے کہ ایک مست سرشار اینٹھتا ہوا نکلا اور یہہ کہتا چلا جارہا تھا کہ اے پیارے پروردگار تو مجھے دیکھہ لے۔ حضرت بایزیدؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہے بھی آپ کی صورت اسی قابل۔ وہ یہہ سنکر ذرا سنبھلے اور فرمانے لگے کہ اسیواسطے تو عرض کررہا ہون کہ پھر کسی قابل ہوجاے گی۔ حضرت بایزیدؒ بے چین ہوکر اوٹھے اور اونسے لپٹ گئے۔ حضرات! ہمارے حالات کیسے ہی ناقص ہون مگر دیدار پرانوار سے وہی حالات سئیات مبدل بحسنات ہوجائین گے۔ اللھم ارزقنا رویتہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بحقہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

بزرگان دین دیدار پرانوار سے جسقدر فیضیاب ہوے ہین اون کے لئے ایک الگ دفتر کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات مین ایک روایت نقل فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرمارہے تھے۔ دس ہزار آدمیونکا مجمع تھا۔ حضرتؓ کے خادم خاص شیخ علی ہیتی ممبر کے نیچے ہی بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک انکی آنکھہ لگ گئی۔ حضرت غوث پاکؒ اسکتوا فرماکر ممبر پر سے اوترآے اور نہایت ادب کے ساتھہ شیخ علیؒ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ جب شیخ علیؒ کی آنکھہ کھلی ہے

تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے؟ انہوں نے کہا بیشک۔ حضرتؓ نے ارشاد فرمایا کہ میرا باوب تمام کھڑا ہونا بس اسی وجہ سے تھا۔ اچھا کہو۔ ارشاد کیا ہوا۔ شیخ علیؒ نے جواب دیا کہ حضور کی مجلس پاک کی حاضری کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

شیخ علیؒ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ عالم خواب میں دیکھ رہا تھا حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ چشم ظاہر میں باطن کا نظارہ فرما رہے تھے۔ اللہ ری کمال

اون آنکھونکی آنکھوں سے لوں میں بلائیں		میسر جنہیں ہو نظارہ تمہارا

اس واقعہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ دیدار پر انوار رحلت کے بعد بھی بیداری میں خرق عادات کے طور پر ممکن ہے۔ امام حجۃ الاسلام نے المنقذ من الضلال میں بڑے بسط کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ارباب قلوب بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاءؑ کے مشاہدہ سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ حضرت ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیداری میں مجھسے فرمایا یا علیؓ طھر ثیابک من الدنس یعنے اے علی اپنے کپڑونکو میل کچیل سے پاک وصاف رکھا کرو۔ حضرت سید نور الدین یحییٰ علیہ الرحمہ جب مزار مبارک پر حاضر ہوے ہیں تو فرماتے ہیں کہ میرے سلام کے جواب میں مزار مبارک سے آواز آئی۔ علیک السلام یا ولدی ؎

بر تو سلام میکنم گرچہ فرو دیا فتم		باشرف جواب تو قدر سلام خویش را

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں کہ اگر ایک لحہ کو بھی جمال مبارک مجھسے محجوب ہو جاوے تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ خیال کروں۔

ولے کو غافل ازوے یک زمانست	درآندم کافرست اما نہان ست

بعض نے یہان یہی فرمایا ہے کہ درحقیقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال پاک نصب العین تہا۔ خیر۔ اگر کرامات سے انکار کر دیا جاے تو یہی کہنا پڑے گا۔

یون تو ہر بزرگ کو ذات پاک کے ساتہہ ایک نسبت خاصہ ہے جو دیدار سے بہرہ اندوزی کا بڑا سبب واقع ہوتی ہے لیکن حضرت شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمہ کی اسبارہ مین کچہہ شان ہی نرالی معلوم ہوتی ہے۔ انکی رویت بڑی کثرت سے منقول ہے یہان چند واقعہ نقل کئے جاتے ہین جو ہمارے واسطے کبریت احمر ہین۔

واقعہ۔ فرماتے ہین کہ مین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکہا۔ مین نے بیقراری مین عرض کیا کہ حضور مجہے چہوڑ نہ دینا۔

برا ہون یا بہلا ہون خیر جیسا ہون تمہارا ہون	
	طریقہ ہے کریمی کا نبہانا اپنے چاکر کا

ارشاد ہوا کہ ہم تم کو چہوڑنیوالے نہین یہانتک کہ تم حوض کوثر پر آکر اوسکا پانی پیا سو جب سے کہ تم سورۂ کوثر اور درود شریف پڑہا کرتے ہو۔ درود کا ثواب تو مین نے تمکو دیدیا اور کوثر کا ثواب تمہارے لئے جمع ہے پہر فرمایا کہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ کو کبہی ترک نہ کرنا۔ جب تم کو اپنے قول و فعل مین ذرا سا بہی خلل معلوم ہو توبہ و استغفار کر لیا کرو وہ تواب رحیم ہے

واقعہ۔ ایک مرتبہ جو مین دیدار پرانوار سے مشرف ہوا ہون تو مجہسے ارشاد ہوا کہ تم ایک لاکہہ شخصونکی شفاعت کروگے۔ مجہے سخت تعجب ہوا اور عرض کیا یہ قابلیت

مجھ مین کس چیز سے آگئی۔ فرمایا تو نے اپنے درود کا ثواب مجھے دے ڈالا ہے۔

واقعہ ۳۔ یہہ ہزار مرتبہ روزانہ درود شریف پڑہا کرتے تھے اپنے ورد کو جلد ختم کرنیکی غرض سے انہون نے ذرا سی عجلت سے کام لیا۔ کہتے ہین کہ مجھسے ارشاد ہوا تم نہین جانتے جلدی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے اللھم صل علی سیدنا محمدؐ وعلی آل سیدنا محمدؐ نہایت الطمینان سے کہا کرو۔ ہان اگر وقت تنگ ہوتا ہو اوسوقت کی جلدی تمہارے لئے مضر نہین۔ پہر ارشاد ہوا کہ یہہ سب بطور فضیلت ہے ورنہ درود شریف تو جیسے بہی پڑہو گے بالآخر درود ہی ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ ابتدا و انتہا درود کامل سے کیا کرو چاہے ایک ہی مرتبہ کیون نہو۔ فرمایا درود کامل یہہ ہے۔ اللھم صل علی سیدنا و مولنا محمدؐ وعلی آل سیدنا و مولنا محمدؐ کما صلیت علی سیدنا و مولنا ابراھیمؑ وعلی آل سیدنا و مولنا ابراھیمؑ وبارک علی سیدنا و مولنا محمدؐ وعلی آل سیدنا و مولنا محمدؐ کما بارکت علی سیدنا و مولنا ابراھیمؑ وعلی آل سیدنا و مولنا ابراھیمؑ فی العالمین انک حمید مجید السلام علیک ایھا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واقعہ ۴۔ کہتے ہین۔ ایک بار ارشاد ہوا کہ جب تم کو کوئی امر درپیش ہو اور تم اوسکا ہونا چاہتے ہو تو نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لیا کرو چاہے ایک ہی پیسہ کیون نہو وہ کام ہوجاے گا۔ حضرت سیدہ نفیسہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت زید کی پوتی ہین سنہ ۱۴۵ھ مین مکہ مین پیدا ہوئین ابتدا ہی سے عبادت مین تو غل تہا۔ کیون نہو آخر تہین کس کی پارہ جگر۔ حضرت اسحٰق موتمن سے انکی

شادی ہوئی تھی جنسے ایک صاحبزادہ قاسم اور ایک صاحبزادی ام کلثوم تولد ہوئین سات برس مصر مین انکا قیام رہا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ جب مصر مین پہونچے ہین تو انکی خدمت مین اکثر آمد و شد رکھتے تھے۔ ۲۰۸ھ مین اس دار نا پائدار سے عزلت گزین ہوئین۔

یہہ نذر نذر فقہی نہین ہر جسمین احتمال شرک ہو بمقصود ایصال ثواب معلوم ہوتا ہے۔

واقعہ ۵۔ یہہ کہتے ہین کہ جامع ازہر مین قصیدہ بردہ کے اس شعر پر مجھسے اور ایک دوسرے شخص سے بحث ہو پڑی۔

فمبلغ العلم فیہ انہ لبشر	وانہ خیر خلق اللہ کلھم

ترجمہ ہمارے علم کا انتہائی درجہ حضور کے بارہ مین بس یہی ہے کہ آپ انسان کامل ہین تمام مخلوقات سے افضل و اعلی ہین۔ میرے مد مقابل نے کہا کہ سب سے افضلیت کی دلیل کیا ہے۔ مین نے کہا اجماع منعقد ہو چکا۔ لیکن وہ نہ مانا۔ اسکی بعد مین نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جامع ازہر کے منبر کے قریب رونق افروز ہین اور حضرت خلیفہ اول و دوم بھی تشریف فرما ہین مجھے دیکھتے ہی ارشاد ہوا مرحبا بحبیبنا پھر اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا تمکو بھی معلوم ہوا کہ آج کیا واقعہ پیش آیا۔ فلان مردود یہہ کہتا ہے کہ مجھکو ملائکہ پر افضلیت نہین ایسے شخص کا حال سوا اسکے کیا ہو گا خسر الدنیا والآخرہ اس کے نزدیک اجماع ہی اس عقیدہ پر نہین (کیونکہ معتزلہ اسکے خلاف ہین) یہہ نہین جانتا کہ اہلسنت کے اجماع کے لئے معتزلہ کا انکار بجوی نمی ارزد کا مضمون رکھتا ہے۔ دوسرے وقت خود مین نے اس شعر کا مطلب جناب اقدس مین عرض کیا

یا اوس شخص کے علم کی انتہا ہے جسکو آپکی حقیقت علیا کا علم نہین دیا گیا ہے ورنہ آپ تو روح قدسی اور قالب نبوی کے ماوراء ہین - ارشاد ہوا کہ تم سچ کہتے ہو مین نے تمہاری مراد سمجھ لی -

واقعہ - فرماتے ہین - ایک مرتبہ مین نے دیکھا کہ آپ نے میرے دہن کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ مین اوس دہن کو چومتا ہون جو ہزار بار دن مین اور ہزار بار رات مین مجھپر درود بھیجتا ہے پھر فرمایا اگر شب کو تمہارا ورد انا اعطیناك الکوثر ہوتا تو کیا اچھا ہوتا - یہہ دعا کیا کرو - اللھم فرج کربا تنا اللھم اقل عثرا تنا اللھم اغفر ذلا تنا پھر مجھپر درود بھیجا کرو اور یہہ پڑھا کرو - وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین -

واقعہ - فرماتے ہین کہ مین نے ایک مجلس مین صرف ایکمرتبہ یہہ کہا محمد بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر حضور انسان تو ہین مگر اونکی طرح نہین - پتھرونمین ہی سے یاقوت ہوتا ہے مگر اوسکو اونسے کیا نسبت - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ارشاد ہوا قد غفر اللہ لك ولکل من قالھا معك پروردگار عالم نے تمکو بھی بخشدیا اور تمہارے ساتھہ کوئی دوسرا شخص کہے وہ بھی بخشدیا گیا - پھر تو ان حضرت کی یہہ حالت تھی کہ مرتے دم تک اس پیاری کلمہ کو انھون نے ترک نہین کیا - جس مجلس مین جاتے ایک مرتبہ ضرور کہہ لیتے -

ایک مرتبہ دیدار پرانوار سے مشرف ہوے ہین تو ارشاد ہوا کہ مین مردہ نہین ہون جنکو اوس جناب سے علم نہین دیا گیا ہے اونسے روپوش ہون اور جو دہانکے علوم سے مالامال ہو رہے ہین مین اونکو دیکھتا ہون وہ مجھے دیکھتے ہین -

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست		می بینمت عیان و دعامی فرستمت

جب شہدا کی بابت نص قطعی مین آچکا لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی جو لوگ خدا کی راہ مین قتل کئے جاتے ہین اونکو مردہ نکہو وہ تو زندہ ہین لیکن تمکو شعور نہین۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق		ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

تو حضور سرور عالم جان جہان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو تمام شہدا کیا تمام انبیا سے بدرجہا بالاتر ہین اگر زندہ ہین اور آپ کی رویت مبارک خواب یا بیداری مین بچشم سر یا بچشم سر اولیاء کرام کو ہو تو کوئی جائے تعجب ہے؟ بل العجب علی خلاف ذالک۔

واقعہ۔ اور تو اور حضرت شیخ ابو المواہب علیہ الرحمہ نے احادیث شریفہ کی بابت بہی تو دریافت فرمالیا چنانچہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے اس حدیث کو دریافت فرمایا جو ابن حبان نے اپنی صحیح مین بیان فرمائی ہے۔ اکثروا من ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون اللہ تعالی کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگین۔ آپنے فرمایا۔ ابن حبان اپنی روایت مین صادق ہے۔ اذکروا حتی یقولوا مجنون کا راوی یہی سچا ہے۔ مین نے دونون لفظون کو معا کہا تہا کبہی یون اور کبہی وون۔ دیدار پر انوار سے مشرف ہونے کے لئے ذکر کی زیادہ ضرورت ہے اولیاء کرام کی جناب مین خیالات نہایت شستہ ہونا چاہئین۔ ورنہ رویت مبارک کا دروازہ بالکل مسدود رہے گا۔ حضرت ابو المواہب نے ایک طریقہ بہی اس دولت سے مشرف ہونیکا بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب مین دیکھا۔ آپ نے مجھسے فرمایا کہ سوتے وقت پانچ مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پانچ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہ لیا کرو پھر یہہ دعا کیا کرو اللھم بحق سیدنا و مولٰنا محمدؐ ارنی وجہ سیدنا و مولٰنا محمدؐ حالاً و مآلاً جب یہہ کہہ لیا کروگے تو مین تمہارے پاس آیا کرونگا اور تم سے جدا نہونگا اس دعا مین سیدنا و مولٰنا کا لفظ تعظیماً لجنابہ الاقدس مین نے بڑہا دیا ہے آپکے ارشاد پاک مین اسم مجرد تہا۔

رویت مبارک کے لئے اسرار فاش کرنیکی سخت ممانعت ہے

ستانی زبان از رقیبان راز	کہ تا راز سلطان نگویند باز

چنانچہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوگا۔

یہی حضرت ابوالمواہب فرماتے ہین کہ ایک مدت تک مین اس نعمت سے محروم ہوگیا تہا بالآخر ع خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔ مین پھر دیدار سے مشرف کیا گیا۔ مین نے عرض کیا کہ مجھے اپنی خطا کا علم دیا جاے مجھے نہین معلوم ایسا کیا قصور ہوا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم ہماری رویت کے قابل نہین ہو تم لوگون کو ہمارے اسرار پر مطلع کر دیتے ہو۔ بات یہہ ہوئی کہ انہون نے اپنے ہم مشربون مین سے کسی سے کسی خواب کا ذکر کر دیا تہا۔ فرماتے ہین کہ مینے توبہ کی اسکے بعد سے پھر دیدار مبارک سے مشرف ہونیلگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے صرف خواب کا ہی ذکر نہین کیا ہوگا بلکہ اسرار خواب بیان کر دیئے ہونگے ورنہ اگر خواب ہی کی ممانعت ہوتی تو ہم تک یہہ واقعہ کیسے پہونچتے۔

اسیطرح غیبت کرنیوالا اور غیبت سننے والا دونون کو اس نعمت سے حصہ نہین ملتا

انہی سے ایک مرتبہ ارشاد ہوا انی لا اجتمع بمن یجلس مجالس الغیبۃ مع الناس ولا یقوم منہا۔ مین اوس شخص سے نہین ملتا جو غیبت کی مجلسونمین لوگون کے ساتھ بیٹھتا رہتا ہو اور وہانسے کھڑا نہوتا ہو۔ ایک مرتبہ انہون نے درود شریف کی بابت سوال کیا کہ جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالے شانہ اوسپر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے ھل ذالک لمن کان حاضر القلب۔ کیا یہہ اوس شخص کے لیئے ہے جو دل لگاکر پڑہتا ہو۔ فرمایا لا بل ھو لکل مصل علیّ غافلاً و یعطیہ اللہ تعالیٰ امثال الجبال من الملآئکۃ تدعو لہ و تستغفر لہ و اما اذا کان حاضر القلب فیہا فلا یعلم ذالک الا اللہ یعنے نہین یہہ مرتبہ تو اون لوگونکا ہے جو بے دل لگائے درود پڑہتے ہین۔ بڑے بڑے فرشتے اونکے لئے دعا و استغفار کرتے ہین اور جس نے دل لگاکر پڑہا اوس کا اندازہ تو بس اللہ ہی کو معلوم ہے۔ یہہ قریب قریب ویسا ہی واقعہ ہے جیسا ہم قرآن پاک کی تلاوت کی بابت حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمہ سے نقل کر آے ہین۔

اگرچہ اپنی روش کے خلاف یہان طوالت سے کام لیا مگر کیا کرون۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم	چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

اب پھر اصلی مقصد کیطرف آتا ہون۔

حضرت ابو عبیدہؓ کی راے ہوئی کہ سوا ے دامس کے ساتھیون کے ساری فوج دو میل کے فاصلہ پر چلی جاے۔ دامس اپنے ساتھیون کے ساتھہ یہان کسی غار مین پہلے سے پوشیدہ ہو رہین۔ فوج کے چلے جانیکے بعد کیا عجب ہے کہ محصورین قلعہ سے باہر نکلکر ہمارا تعاقب کرین دامس اسوقت کو باتہہ سے نہ جانے دین

اگر ضرورت ہو تو سوار کے ذریعہ سے ہمکو اطلاع کردین تاکہ دشمن کا بالکل صفایا کردیا جائے
اسیکے بموجب عملدرآمد کیا گیا۔ حضرت ابوعبیدؓ اپنی فوج کو لیکر قلعہ کے قریب بجیلہ
جنگ چلدئے۔ اکثر اہل قلعہ کی رائے تعاقب کی ہوئی لیکن یوقنا بڑا گرگ باران دیدہ
تھا اوسنے سب کو روک لیا اور قلعہ کا دروازہ اب بھی بند رہا۔

دامس اپنے ساتھیون کے ساتھہ دن بھر ایک غار مین پوشیدہ رہے۔ شب کو
تنہا وہانسے قلعہ کی خبرگیری کے لئے نکل کھڑے ہوے۔ کئی شخص گرفتار بھی کئے
مگر نہ تو کچھہ قلعہ کا حال معلوم ہوا اور نہ کوئی مخفی راہ ہی دریافت ہوئی۔ بالآخر دامس نے
حملہ کی ٹھیرادی۔ حضرت ابوعبیدؓ کو سارے ماجرہ کی اطلاع دیگئی اور یہہ کہدیا گیا کہ
آفتاب نکلتے وقت آپ ہماری مدد کو یہان آن پہونچین۔ دامس اپنے ساتھیونکو نہایت
اخفا کے ساتھہ لئے ہوے قلعہ کی دیوار کے نیچے پہونچے۔ چارون طرف چکر لگا کر دیکھا
مگر کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایک برج پر یہہ معلوم ہوا کہ یہان حفاظت کامل طور سے نہین
ہورہی ہے۔ وجہہ غالباً یہہ تھی کہ وہ رُخ مسلمانون کے حملہ کا نہ تھا۔ حضرت دامس نے
اوسیکو حملہ کے لئے تجویز کیا۔ اب تدبیر کیا کیجاے۔ دیوارین نہایت سنگین تھین ایسی
آلات نہ تھے جس سے دیوارونکو اوڑا دیا جاتا۔ اوس زمانہ کے مناسب یہہ تدبیر کیگئی
کہ ایک دوسرے کے کندہونپر کھڑا ہوتا چلا جاے اور سب کا بوجھہ دامس سمبھالین
سب سے اوپر کے شخص نے قلعہ کی لگر پکڑکر جست بھری اور دیوار پر ہولیا۔ خوبی قسمت
وہان کا محافظ اور اوسکے دونون نائب شراب کے نشہ مین ہوش کیا اپنی زندگی گنوا ے
ہوے تھے۔ ان حضرت نے پہلے اون ہی کا صفایا بولدیا۔ اس سے فارغ ہوکر اپنے
عمامہ کے ذریعہ سے اپنے اور ساتھیونکو چڑھا لیا۔ سب سے آخر مین دامس کی باری آئی

انہون نے وہان پہونچکر فرمایا کہ سب نہایت خاموشی کے ساتھہ یہین ٹہیرے رہین
مین ابہی خبر لیکر آتا ہون - وسط قلعہ مین پہونچکر آپ کو معلوم ہوا کہ یوقنار وسارکیساتھہ
رنگین بیگم کی رنگ رلیونمین مبتلا ہین گو موقع اچہا تہا مگر یہہ خیال ہوا کہ سب کچہہ سہی
خود انکے ساتہیونکی تعداد بہی اسقدر کہان تہی جوان مدہوشونسے مقابلہ کرسکتی قلعہ
کے دروازے بند ہین - مدد پہونچنے کی اُمید نہین چُن چُن کر مار ڈالے جائین گے
پہلے دروازونکا بندوبست کر دیا جاے بس آپ سیدہے قلعہ کے دروازہ پر پہونچے
چونکہ کئی روز سے سخت حفاظت کیجارہی تہی - آج عساکر اسلامی کے چلے جانے سے
ذرا سے آرام کی صورت نکلی - کچہہ دربان تو غافل پڑے سو رہے تہے اور کچہہ نشہین
چور مُردونسے شرط باندہنے کو تہے - دامس نے ان بدحواسونکا دم بہرمین خاکہ بگاڑدیا
سوتے ہوے دربان سوتے ہی رہگئے - اب کمال ہوشیاری یہہ کی کہ دروازہ کا قفل
توڑکر کواڑ بندہی رہنے دیئے - اس سے فارغ ہوکر اپنے ساتہیونسے آئے سارا ماجرا سنادیا اور
فرمایا کہ اسوقت حملہ مناسب نہین صبح ہوتے حملہ کیا جاے - اگر پروردگار عالم نے
فتح ہمارے ہی ہاتہہ رکہی ہے تو کسیکی مدد کا ہمکو منتظر نہ رہنا چاہیئے درصورت دیگر
حضرت امین الامۃ قلعہ کی فصیلونکے نیچے ضرور ہونگے - دروازہ کہلا ہے بس اطلاع
کی دیر ہوگی - دروازہ پر چلکر ابہی سے قبضہ کرلینا چاہیئے - سب دروازہ کو جاہی رہے
تہے کہ قلعہ مین اسکی خبر ہوگئی - اب کیا تہا - رومی اُمنڈ پڑے گو بدحواس ضرور ہوگئے
تہے لیکن ہنگامہ کارزار نہایت شدت سے گرم ہونے لگا - اہل اسلام مین سے
جو اسوقت شہید ہوے اونکے اسمار گرامی یہہ ہین - اُوس بن عامر - ابوحامد بن
سراقہ حمیری - قارع بن مسیب تمیمی - ضرارہ بن شداد العنوی - ربیع بن جابر عبدری

(قبیلہ بنی عبدالدار کے) ہلال بن یعرب الخشمی۔ امید بن قاوح الدامی اور اسود بن ملاعب بن مقدام بن عروۃ الحضرمی۔

لڑائی کا یہی رنگ تہا۔ دامس شجاعت کے جوہر دکہا رہے تہے۔ نعرۂ تکبیر سے قلعہ کے برج گونج رہے تہے کہ یکایک قلعہ کی دیواروں سے تکبیر کی آوازیں آنا شروع ہوئیں اور ساعت بہ ساعت قریب ہوتی چلی گئیں۔ یہ حضرت سیف اللہ اور اونکے ساتھی تہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت امین الامۃ کو جب انکے خفیہ حملہ اور قلعہ کی دیوار پر چڑہ جانیکی اطلاع ہوئی ہے تو نہایت ہی بے چین ہوے اسلئے کہ دامس کے ساتہ اسقدر آدمی نہ تہے جنسے تمام قلعہ والونکا مقابلہ ہوسکتا۔ آپ نے حضرت خالدؓ کو ایک جماعت کے ساتہہ انکی کمک کے لئے روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ جب قلعہ کی دیوار کے نیچے آے ہین تو اونکے کانون سے صداے تکبیر ٹکرانے لگی جس سے آپ آسانی سے سمجہہ گئے کہ جنگ چہڑ گئی۔ قلعہ والے تو اندرونی فساد کیطرف متوجہہ تہے آپ رسّی کی سیڑہیونکے ذریعہ سے نہایت آسانی سے قلعہ مین پہونچ گئے۔ اب رومیونکی حواس جواب دینے لگے۔ ادہر دامس کے وار بے سپر تہے اودہر حضرت سیف اللہؓ کے کاٹ بے پناہ ہورہے تہے۔ عاجز ہوکر ہتہیار ڈالدیئے اور چارون طرف سے لفون لفون کی آواز بلند ہوئی۔ یہ اونکی زبانمین طلب امان کا کلمہ تہا جس سے اہل اسلام بارہا ایسے وقائع کیوجہہ سے خوب واقف ہوچکے تہے۔

اب یہ وہ وقت تہا کہ حضرت امین الامۃؓ بہی خود اپنی جرار فوج لیکر آموجود ہوے قلعہ کا دروازہ پہلے ہی سے بے پناہ ہوچکا تہا آپ قلعہ مین تشریف لے آے۔ یہان امان طلب کیجارہی تہی۔ آپ نے سب سے پہلے تبلیغ اسلام کی۔ اسمین پیشقدمی جس شخص نے

کی وہ خود وہانکا گورنر یوتفنا تہا۔ اسکے ساتہہ ساتہہ ایک جماعت نے بہی اسلام قبول کرلیا۔ اللہ اللہ مشیت نے اسلام کے لئے کسکو تاکا تہا۔ یوتفنا کو ع

عشق ازین بسیار کردست و کند ÷ یہہ ہرگز خیال نکرنا چاہیئے کہ اس کا اسلام بزور شمشیر تہا آیندہ واقعات اسکی بالکل تکذیب کرینگے کیونکہ یوتفنا نے جس خوبی کیساتہہ اپنی خوش اعتقادی کا ثبوت دیا ہے سچ تو یہہ ہے کہ اون ہی کا حصہ تہا۔ ایک جماعت اس نعمت سے بدنصیب رہی جسکو قلعہ سے باہر رہنے کے واسطے حکم دیا گیا۔ اب حضرت امین الامتہ کو دامس کی جانب توجہ ہوئی۔ انکے تہتر زخم آئے تہے اگر غور کیا جاوے تو یہہ فتح انہون نے بزور سینہ حاصل کی۔ آپ کی مرہم پٹی کیگئی۔ یوتفنا نے بعد کو ایک مجمع عام مین اسکا اقرار کیا کہ مجہے پہلے سے معلوم تہا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگا۔ اونکے پیرو ہر جگہہ غالب رہین گے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہر طرح اونکی مدد پر ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بس نبوت کی حد تک ہین مگر یہہ خیال نہ تہا کہ وہ نبی عربی روحی فداہ ہین تمہارے غلبہ اور تمہاری تبلیغ سے مجہکو اسکا علم ہوا۔ میری خواستگاری یہہ ہے کہ ذرا سی تفصیل کے ساتہہ آپ کے حالات سے مشرف ہون کیونکہ مین نے جو اوصاف پڑہے ہین اونکی مطابقت علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ تک پہونچ جاوے اور بجاے اجمالی علم کے تفصیلی حالات معلوم ہون۔

حضرت امین الامتہ نے ارشاد فرمایا۔ ہان دریافت کیجئے۔ ع اوست مجموعہ خوبی بکدامش گویم۔

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری		سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری	

یوتفنا نے کہا کہ مین نے آپکے اوصاف مبارکہ مین سے ایک یہہ پڑہا ہے کہ پروردگار

آپ کو صحابہؓ اور متبعین کی بابت حکم فرمائیگا۔ آپ یتیمون اور مسکینونکی اعانت فرمائینگے جنکا کہین ٹھکانا نہین وہ آپ کی گلیم مبارک کے سایہ مین دونون عالم سے مستغنی ہوکر آرام پذیر ہونگے۔

امین الامتہؓ نے ارشاد فرمایا کہ اصحاب کی بابت تو آپ کو یہہ ارشاد ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ ترجمہ اور سمیٹ اپنے بازو اونکے واسطے جو تیرے ساتھہ ہون ایمان والے۔ یتیمون اور مسکینونکی بابت یون تعلیم فرمائی اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ○ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ○ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ○ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ ترجمہ کیا پروردگار عالم نے آپکو یتیم نہین پایا پہر جگہہ دی اور جویاے راہ حق پایا تو آپ کو مطلوب تک پہونچا دیا اور نادار پایا تو غنی کر دیا سو جو یتیم ہو اوسکو نہ دبائے اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑکئے۔

یوقتا چونکہ محاورات عرب سے اچھی طرح واقف نہ تھے ضالًّا کا لفظ سنکر چونکے مگر حضرت امین الامتہ نے اچھی طرح سے ذہن نشین کر دیا کہ وہ معنی جو تمہارے خیال مین آے ہین وہ مراد نہین۔ ضال کے معنی طالب راہ کے ہین۔ آپؐ کا راہ طلب کرنا کتنی ہی قسم کا تھا ایک تو یہ ہی تھا کہ قبل از نبوت چونکہ دین ابراہیمیؑ کے قواعد سب خلط ملط ہو رہے تھے۔ اوسکا چھانٹنا کہ کون کونسے تو اپنی اصلی حالت پر باقی ہین اور کون کونسے صورت بدلکر نئے روپ مین آگئے بلا وجی نہایت دشوار تھا۔ وہ پاک طبیعت جو ناحق کے لئے پیدا ہی نہین کی گئی بلکہ وہ فطرت جو حق کا سرچشمہ تھی اس سے بڑھکر اوسکو اور کیا پریشانی ہو سکتی تھی اسواسطے اوس پروردگار نے جو آپ کے سینہ

فیض گنجینہ کو ایک بحر ذخار بنا یا والا تہا بذریعہ وحی قواعد حقہ کی تعلیم فرمائی - یا آپ شاہد لایزال الآن کہا کان کے جلوونکے طالب تہے اس تمنا کو خدا ہی جانے کیسے کیسے پورا کیا گیا ذرا سی جملک اس حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے یطعمنی ربی ویسقینی یہہ آپ نے اوسوقت ارشاد فرمایا تہا جب آپ صوم وصال یعنے تہم کے روزے رکہا کرتے تہے کئی کئی روز تک کہانا نہ پینا صرف اوسی کی یاد سے جینا تہا - صحابہؓ نے بہی ان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے بموجب صوم وصال رکہنا شروع کردئے - آپ کو جو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا ایکم مثلی تم مین سے میری برابری کون کرسکتا ہے میری تو یہ حالت ہے کہ میرا پروردگار ہی مجہے کہلا پلا دیتا ہے - اس سے جو کچہہ معلوم ہو رہا ہے اوسکو ذرا غور سے دیکہئے مین کچہہ نہین کہہ سکتا -

یوحنا کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا اور کہنے لگے کہ بجنسہ یہی مطلب مین نے یوحنا کی کتب مین لکہا دیکہا ہے - اب میرا ارادہ ہے کہ تلافی مافات کے خیال سے اوسی قدر اہل اسلام کی اعانت مین کوشش کرون جسقدر کہ اونکے مقابلہ مین کرچکا ہون - سچی توبہ یہہ ہوگی - اس موقعہ پر انگریزی مورخ بہی لکہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کی تاریخ مین یہہ امر نہایت تعجب انگیز ہے کہ اسلام کے سخت سے سخت مخالف نے بہی جہان اپنا لباس پارینہ اوتار کر اسلامی تمغہ حاصل کیا اگرچہ بزور شمشیر ہی کیون نہو لیکن اسلام سے مشرف ہوتے ہی اوسکا بڑا حامی ہوجاتا تہا اوسکو نہ اپنے اہل وعیال کی پروا رہتی تہی نہ مال واسباب دنیا وی کچہہ تمنا ہوتی تہی - یہانتک کہ اس راہ مین جان دیدینا اونکے خیالون مین جان کی قیمت ہوتی تہی -

جان دی دی ہوئی اوسیکی تھی	حق تو یہہ ہے کہ حق ادا نہوا

الفضل ماشہدت بہ الاعداء اسے کہتے ہین۔ مگر افسوس ان مورخون پر۔ ذرا بھی تدبر سے کام نہین لیتے اسلام کی حقانیت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت مانگتے ہین اسی سے اونکا وہ تعجب جو مثل کوہ معلوم ہوتا ہے پر کاہ کی بھی وقعت نہین رکھہ سکتا۔

ان ہی مورخین نے یوقنا کی حمایت اسلامی کے واقعات لکھے ہین جنمین سے ایک یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ یوحنا اپنے بھائی کو صرف حمایت اسلام ہی کیوجہ سے اسنے قتل کرادیا مگر سخت تعجب اور کمال افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انگریزی مورخین کی یہہ فاحش غلطی ہے یوحنا کا قتل اوسوقت ہوا ہے جسوقت یوقنا مشرف باسلام نہین ہوے تھے اور اون بیچارہ کی جان تو اسی حمایت اسلامی مین گئی نہ یہہ کہ وہ ابتک عیسائی تھے۔ افسوس ہماری تاریخین بالکل اسکی تکذیب کررہی ہین اول تو یہہ واقعہ ہی کل تاریخونمین نہین۔ واقدی علیہ الرحمہ وغیرہ نے اسکو ذکر کیا ہے وہ بالکل اسکے خلاف ہی۔ ہمہی سے تو واقعات لئے جاتے ہین پہر اونکا روپ وہ بہرا جاتا ہے کہ جس سے خواہ مخواہ کا ظلم ثابت ہو۔ ایسے واقعات کاذبہ سے اسلام کے دامن پر دہبہ لگانا اپنی عقل پر داغ لگانا ہے۔

فتح اعزاز

یہہ ایک نہایت مستحکم شہر تھا جس کو قلعہ کی فصیلین نہایت باشان وشوکت ثابت کررہی تھین یہان کا حاکم تھیوڈورس یوقنا کا چچازاد بھائی تھا۔

یوقنا نے اپنے خلوص اسلام ثابت کرنیکے لئے پہلے اسی کو تاکا۔ یوقنا کا شوق

نہ بہی ہوتا تب بہی مسلمانونکو پہلے اسی جانب رُخ کرنا پڑتا اسلئے کہ حلب سے بہت فاصلہ پر نہ تہا۔ اوس زمانہ کے شور وشغب کیوجہہ سے ہر قلعہ مستعد فوج سے معمور رہتا تہا اسکا بہی یہی حال تہا ایک کثیر تعداد فوج اسکی حفاظت کر رہی تہی اور حلب کے واقعات نے انکو معمول سے زیادہ چوکنا کردیا تہا۔ یوقتا جانے ہوے تہے کہ مسلمانون کے ہاتہہ سے تو کہین بچکر جاتا نہین مگر میری کوشش یہہ ہو کہ حیلہ سے فتح کرلیا جاوے اس لئے انہون نے راے دی کہ ایک سو عیسائی سپاہی اپنی اپنی وردیونمین میرے ساتہہ کئے جائین اور ہمارے تعاقب مین کچہہ حصہ عربی فوج کا روانہ کیا جاے۔ جس سے یہہ خیال پیدا ہو کہ ہم انکے مقابلہ کی تاب نہ لاکر طلب امداد مین حاکم اعزاز کے پاس جارہے ہین۔ جسوقت ہم حاکم اعزاز کے سامنے جائین ہمارے تعاقب کرنیوالے اوسکے اطراف ونواحی مین پوشیدہ ہو رہین۔

حاکم اعزاز جو اپنے چچازاد بہائی کے اسلام سے ناواقف ہے اس حالت مین دیکہے گا تو ضرور پناہ دے گا۔ شب کو موقع پاکر ہمین اون ہی عیسائی سپاہیون کو لیکر جو میرے ساتہہ ہونگے قلعہ کے دربانو پر حملہ آور ہوکر دروازہ کہولدونگا۔ باہر کی عربی فوج جو اسی غرض سے پوشیدہ ہوگی، وہ اسوقت کو خالی نہ جانے دے فوراً گہس پڑے اس حیلہ سے شہر بلا تردد قبضہ مین آجاے گا۔

حضرت امین الامۃؓ نے حضرت خالدؓ سے مشورہ لیا جنہون نے اس حیلہ کو پسند فرمایا مگر اس شرط پر کہ یوقتا اپنی صداقت اور اپنا اعتماد ثابت کرے اونہون نے اسکا کامل طور سے یقین دلادیا۔ ایک سو آدمی ان دس قبیلونمین سے دس دس چنکر اونکے ساتہہ کئے گئے۔ طیؔ۔ ہنداؔ۔ خزاعہؔ۔ سلیسؔ۔ نمیراؔ۔ خضارعہؔ۔ حمیراؔ۔

بائلہ - مراد اور تمیم -

انکی روانگی کے بعد حضرت امین الامۃ نے ایک ہزار آدمی مالک اشتر نخعی کے تحت مین جنکو اس حیلہ کی پورے طور سے اطلاع دیدگئی تہی اونکے تعاقب مین روانہ کئے جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا تہا اسکی خبر اعزاز کے حاکم کو معلوم ہوگئی کیونکہ اوسکا ایک جاسوس عصمۃ تمیمی اہل اسلام کے لشکر مین تہا اوسکو یہہ ساری چال معلوم ہوگئی تہی لیکن اوسوقت تک مالک بن اشتر نخعی اور اونکی ایک ہزار جماعت کی اوسکو اطلاع نہین ہوئی تہی جو حال کہ اوسکو معلوم ہوا تہا وہ سب اوسنے لکہکر کبوتر کے پانو نہین باندہکر اعزاز کی سمت چہوڑ دیا -

تہیوڈورس نے اس خبر کو پاکر اپنے قلعہ کے استحکام کی جانب اور خاص توجہ کی - اطراف کے اور عیسائی عربون کو طلب کیا جو شریک جنگ ہوسکتے تہے - ایک قاصد طارق الغسانی لوقاس حاکم راعندان کے پاس کمک کے لئے روانہ کردیا - اتفاق سے یہہ قاصد لوقاس کے پاس سے پلٹتے وقت حضرت مالک بن اشتر نخعی کے ہتہے پڑگیا اوس سے یہہ سارا حال معلوم ہوکر آپ کو کمال احتیاط سے کام لینا پڑا -

لوقاس ابہی پہونچنے نہین پایا تہا کہ یوقنا اعزاز مین پہونچ گئے - حاکم اعزاز تین ہزار دیگر اقوام کے لوگونکو اور ایک ہزار عیسائی عربون کو ساتہہ لیکر بظاہر استقبال کے ارادہ سے باہر نکلا - یوقنا کو بالکل اس حالت کی خبر نہ تہی یہہ بالکل اطمینانی حالت مین تہے - تہیوڈورس یوقنا کو دیکہتے ہی گہوڑے سے اوتر کر رکاب بوسی کے ارادہ ظاہری سے یوقنا کی طرف جہپٹا - ایک پیش قبض اوسکے پاس تہا اوسنے جاتے ہی رکاب کی جانب جہکر گہوڑے کا تنگ کاٹ ڈالا - یوقنا پہلے تو کچہہ پریشان ہوئے

اسقدر مہلت نہ ملی کہ سنبھلتے پھر سر کے بھل زمین پر آرہے۔ اونکے ساتھیونکے ساتھہ بھی یہی معاملہ کرکے سب کو قید کرلیا گیا۔ تیہوڈورس نے یوقنا کے ساتھہ نہایت درشتی کا برتاؤ کیا اور یہہ دھمکی دی کہ ہم تمکو شہنشاہ ہرقل کے پاس جوابدہی کے لئے روانہ کرینگے تم اس کام کے لئے چاق چوبند ہو رہو کیا کیا معقول عذر تم نے اوس کے لئے تراشے ہین۔

مالک اُشتر نے طارق سے حاکم راوندان کی خبر پاکر راہ مین ہی قیام کیا اور موقع کے منتظر رہے۔ لوقاس کی جماعت جون ہی اس زد پر آئی ہے مالک اشتر نے سر اوٹھانیکی بھی مہلت نہ دی۔ اونکو ہوش ہوا ہے تو قید کی حالت مین۔ اب حضرت مالکؓ نے ایک اور تدبیر کی وہ یہہ کہ طارق سے آپ نے فرمایا کہ تم نے ہماری ساتھہ سلوک کیا ہے کچھہ ہمکو بھی تمہارے ساتھہ سلوک کرنا چاہئے تم اوس نعمت سے کیون محروم ہو جس سے ایک عالم مالا مال ہو رہا ہے۔ اسلام کیون نہین قبول کرلیتے۔ طارق نے عرض کیا کہ مین حضرت امیر المؤمنین کے دست مبارک سے یہہ دولت لوٹ چکا ہون مگر شامت اعمال کہ ان لوگون سے مل گیا اور اب میری سوائے اسکے اور کیا سزا تجویز کیجاسکتی ہے کہ میرا سر اوڑا دیا جاے۔ آپ نے فرمایا نہین کیا تم نے آیہ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا نہین سنی۔ دیکھو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت وحشی کی توبہ قبول فرمائی تھی یا نہین حالانکہ حضرت وحشی سے بڑا صدمہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہہ پہونچا تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا کو انہون نے ہی شہید کیا تھا پھر تم کو توبہ کرنیمین کیا عذر ہے۔ طارق کی قسمت کا تارہ چمک رہا تھا فوراً کلمۂ شہادت پڑہکر تجدید اسلام کی

اب انکو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ تم شہر اعزاز کو اپنی اوسی حالت سے واپس جاؤ جس حالت سے کہ تم آئے تھے اور وہان جاکر حاکم راوندان کے پاس پیام رسانی اور اوسکی آمد آمد کی خبر سنادو وہ اسی مین مست ہوگا کہ ہم ایک دم سے اوس کے ہوش ٹھکانے کر دینگے۔ اللہ رے ہمت مردانۂ اسلام۔ بھلا کیا حضرت مالک کیسی جماعت تھی جس سے ایک ایسے بڑے حاکم کے مقابلہ کو چلے ہین مگر اہل اسلام کے نصرون اور تلوارون نے ایسی تعداد کیجانب بہت کم توجہ کی ہے اونکا سارا بھروسہ اپنے پروردگار پر تھا خدا جانے وہ لڑتے تھے یا فرشتے اوتر آتے تھے بڑا فرشتہ اونکا یقین تھا جسکے سامنے سارے عالم کی بھی کچھ ہستی نہ تھی۔

طارق جو اعزاز پہونچے ہین تو یہان کا رنگ ہی دوسرا ہو رہا تھا۔ گو شہر کی حفاظت پورے طور پر کیجارہی تھی لیکن اوسکے ساتھہ شادیانے بھی بجتے ہوے معلوم ہوے اصل بات یہ تھی کہ تیہ ڈورس نے یوقنا اور اوسکے ساتھیونکی حفاظت اپنے بیٹے لاون کے سپرد کی تھی۔ ان حضرت لاون کا عجب ماجرا تھا انکو یوقنا کے پاس تحفہ وہدایا لیکر اکثر جانا پڑا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ عید صلیب مین جو جانے کا اتفاق ہوا تو کہین یوقنا کی صاحبزادی پر نظر پڑگئی اوسکی صورت حیرت انگیز اور اوسکا قامت قیامت خیز انکو اولجھا لینے کے لئے پوری دسترس رکھتا تھا اور اوسپر اوسکی نگاہ کی شوخی نے رہا سہا بھی لوٹ لیا۔ اب لاون مکانکو واپس آے ہین تو کسی پہلو قرار نہ تھا وہ صورت ہے کہ ہر گھڑی عالم خیال مین انسے کرشمہ سازیان کرتی ہے اور دم بھر کے لئے پھر غائب۔ ابھی ہوش وحواس کو گئے ہوے دیر نہین ہوئی تھی کہ وہی صورت پھر دوسرے رنگ مین موجود۔ بمیر دتشنہ مستسقی و دریا ہچنان باقی کا مضمون ہو رہا تھا۔ افسوس

حجاب مین پہنسا تہا یہہ ساری مصیبتین بس اسیوجہہ سے تہین حجاب کے نقش ولنگا نے اسدرجہ محو کیا تہا کہ محجوب تک رسائی نہ تہی۔ اس حالت کو دیکہکر انکی والدہ نے دریافت کیا۔ انہون نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ وہ نہایت دانشمند تہی اوس نے سوچا کہ اگر ذرا سا بہی اسوقت مین تردد ظاہر کرتی ہون تو اسکا ڈہیر ہے۔ بہلا جب ذرا سی امید کے ساتہہ تو یہہ حالت ہے اگر مین نے صاف جواب دیدیا تو سوائے اسکے کہ مین گودہ خالی دیکہون اور کیا ہوگا یہہ سوچکر جواب دیا کہ پہر اس مین تم اسقدر متردد کیون ہو۔ تم نے پہلے ہی مجہے اسکی اطلاع نہ دیدی تمہاری یہہ حالت کاہے کو ہوتی۔ یوقتا تمہارے والد کے چچازاد بہائی ہین اونکا تعلق جو تمہارے والد کیساتہ ہے اوسکے ہوتے ہوے کیا تم اسقدر نا امید ہوسکتے ہو۔ مین ابہی موقع پاکر اونسے عرض کرتی ہون وہ فورًا پیام بہیجین گے اور یوقتا اوسکو بخوشی خاطر منظور کرلینگے بس اتنی سی تو بات ہے جسکے لئے تم اپنی زندگی کے پیچہے پڑے ہو۔ امید عجیب چیز ہے لاون کی حالت مین ایک انقلاب ہوا یا تو وہ یاس کیصورت تہی جو مہیب مہیب پیکر خیال کے سامنے پیش کرتی تہی جنکو خیال بہت ناک بہون چڑہاکر تہوڑی دیر اپنے سامنے کہڑے ہونیکی اجازت دیتا تہا۔ ان مہیب پیکرونکا ایسا تانتا بندہا تہا کہ اوس غارت گر صبر و قرار کی صورت ان کی اوجہل مین ہوجاتی تہی یہہ سخت آفت تہی

سنبہلنے دے مجہے اونا امیدی کیا قیامت ہے	
	کہ دامان خیال یار چہوٹا جاے ہے مجہسے

یا اب اوسکے سامنے مقصود اصلی رنگ برنگ کے پیرایونمین ظاہر ہوکر اوسکے اشتیاق کی آگ کو اور بہڑکانیلگا مگر اس حالت نے اوسکو نگمانہونے دیا یہہ خیال

اوس سے اپنے موافق بہت سارے کام لے لیتا تہا۔ غرض لاون کی والدہ کے جاتے ہی اسکے باپ حاکم اعزاز سے سارا حال ظاہر کر دیا اوس نے کسی خاص وجہ یا حضرت عشق کی کرم فرمائیو نسے اس نسبت کو نامنظور کیا۔

غضب یہہ ہوا کہ باوجود اخفار کے یہہ نامنظوری لاون کو بہی معلوم ہوگئی اب لاون کو صدمہ کے ساتہہ غصہ بہی تہا۔ یہی زمانہ تہا کہ یوقنا کی آمد ہوئی اور حسن اتفاق سے اونکی خدمت بہی اس ہی کے سپرد ہوئی۔ لاون نے یہان ذرا عقل سے کام لیا وہ یہ کہ گو اوس کی جان جنجال مین پہنس چکی تہی لیکن پہر بہی اوسکو خیال پیدا ہوہی جاتا تہا کہ اس عالم کے بعد دوسرا عالم اور بہی ہے جسکی ابتدا وقت مرگ سے ہوتی ہے رہرو اوسکا پتہ یہان اگر کچہہ نہین دیتے پتہ کیا دین خود ہی نہین پلٹتے۔

کہان کی نیند آگئی آہی مسافران رہ عدم کو	کچہہ ایسی سوے کہ پہر نہ چونکے تمہی ہم اونکو جگا جگا کر

پہر اس منزل ناشناسی سے جس مصیبت کا سامنا ہو وہ تہوڑا ہے اس زندگی مین جو کچہہ ہمکو شعور دیا گیا ہے وہ صرف اسی واسطے کہ اوس عالم کی رسم وراہ سے کچہہ واقف ہو جائین وہان کے لئے جس جس توشہ کی ضرورت ہے وہ سب تیار کرلین۔ اب رسم وراہ پوچہین تو کس سے اور توشہ کیا ہونا چاہیئے محض اپنی عقل پر رہجانا ٹہیک نہین ہم ذرا ذرا سے کامونمین تو دوسرونکی عقلونسے کسقدر مدد لیتے ہین پہر بہلا ایسا انقلاب عظیم ایسا سفر دور ودراز اوسکو ایسا مہمل خیال کرلیا جاوے کہ جو کچہہ اپنی سمجہہ مین آوے اوسی کا یقین کرلین نہین ہرگز نہین۔ تمام مذہب کی پرتال کرنا۔ اسکے لئے ایک زمانہ کی ضرورت ہے۔ آسان طریقہ اوسنے اوس حالت کے مناسب یہہ تجویز کیا کہ جسکو مین زیادہ عقلمند سمجہتا ہون اور اوسکے اتفاق سے میری عقل بہی انکار نہ کرتی ہو پس اوسیکا اتباع

مین کرلون - یوقنا کے زیر حفاظت ہونے نے اسکا پورا پورا فیصلہ کر دیا - وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یوقنا کی فہم و فراست کے مقابلہ مین اوسکے باپ کی سٹی گم ہوجاتی ہے پھر ضرور اوس دین کو میرے باپ کے دین پر ترجیح ہوگی جسکو یوقنا اختیار کر چکی ہین حالانکہ یوقنا پہلے خود اوسی دین کے متبع تھے جسکے ہم سب پیرو ہین میرے خیالمین ضرور دین اسلام کو ترجیح ہے اور جب مین یہہ دیکھتا ہون کہ یہ ہمیشہ اپنے مخالف کی تعداد سے کم ہوکر نہایت شایستگی سے فتحیاب ہوتے ہین اور مفتوحہ قومون کیساتھہ انکا جابرانہ برتاؤ نہین ہوتا تو اس خیال کو اور ترقی ہوجاتی ہے - اسجانب کا ایک محرک اپنے دل کے کونہ مین اور بھی پاتا تھا وہ یہہ خیال کہ یہی دین تو میری جان و مال کا ہے پھر مجھے دل سے قبول کرنے مین کیون تردد ہونا چاہیئے - یوقنا کی گرفتاری کیحالت مین یہہ منصوبے تھے جو دہوم مچا رہے تھے - بالآخر وہ انکو لئے ہوے یوقنا کے پاس آکر کہنے لگا -

چچا - میرا ارادہ ہے کہ اس بلا سے آپکو نجات دون اپنے ہاتھہ سے یہہ سب بیڑیان کاٹ ڈالون - آپ خیال کر سکتے ہین کہ اسکے بعد مجھپر کیا افتاد پڑیگی مجھکو اپنے تمام مال و متاع کو چھوڑنا پڑے گا - اپنے تمام اعزا و اقربا سے علیحدگی اختیار کرنا پڑیگی اور یہہ سب بھی جب جان بچ گئی ورنہ محض خیال ہی خیال ہے - پھر کیون مین ایسے بڑے امر کا اقدام کرتا ہون ؟ اصلی سبب اسکا یہہ ہے کہ مجھے اسلام کی حقیت اچھی طور سے ظاہر ہوچکی آپکی اسلامی شہادت نے میرے یقین کو دوبالا کر دیا - مجھے امید ہے کہ اس بلا سے نجات پانیکے بعد آپ مجھے بھی اوس بلا سے نجات دینگے جسکی نذر مین اپنی زندگی کر چکا ہون اگرچہ مین اوسکا مہر جسقدر بھی آپ طلب کرینگے دونگا -

مجھے اوس سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین جب مین نے اپنے اوقات عزیز ہی اوسکے خیال کے نذر کردئے تو پھر کیا رہا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کی اور آپ کے ساتھیونکی رہائی بھی مہر کا کچھ کم حصہ نہین رکھتی یوقنا نے فرمایا کہ دیکھو تم اپنا دین ترک کرتے ہو اسکے لئے خلوص نیت کی ضرورت ہے جب خدا کے واسطے کام کیا جاتا ہے تو کیون دنیاوی اغراض سے اوسکے اصلی جوہرون کو خراب کرتے ہو تم اوسکی رضا کے جویان رہو وہ دونون عالمونمین تمہاری مدد کریگا دونون حالتین سنور جائین گی مجھ مین اور تم مین ایک حجاب باقی ہے جسکی وجہ سے مین ابھی تم سے اقرار نہین کرسکتا جب تم بخوشی خاطر محض اللہ کے واسطے مسلمان ہوجاؤ گے مجھے کچھ عذر نہین تمہارے مسلمان ہوجانیکے مقابلہ مین یہہ کوئی بڑی بات نہین ہان تم اپنے دل کو سمبھالی رہو ذرا سا بھی اس جانب کا کھٹکا نہ لگا رہے ورنہ اصلی غرض جو اوس راہ پر بآسانی چلا جاتا ہے ازبس دشوار رہے گا۔

لاون ان سب معاملات کو پہلے ہی طے کرچکا تھا اوسکو اسطرح پیش ہونے مین کیا تامل تھا فوراً دین حق قبول کرلیا۔ بڑھکر سب کی بیڑیان کاٹ ڈالین اور اونکے وہ تمام ہتھیار جو ضبط کرلئے گئے تھے اوسی وقت اونکو واپس دیدیئے۔ اب یہہ رائے قرار پائی کہ اسیوقت مخفی طور پر حملہ کردینا چاہیئے اسوجہ سے کہ اسوقت حاکم اعزاز دختر رز سے ہم آغوش مدہوش پڑا ہوا ہے۔ قیدیونکے ہاتھہ پانون کا کھلنا تھا کہ وہ قلعہ کی فوج پر آپڑے۔ ایک پرشور لڑائی ہوئی جس مین تیوڈورس اپنے بیٹے کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

یہی وہ وقت تھا کہ طارق پہونچے ہین طارق اولٹے پانون حضرت مالک

بن اشتر کے پاس پہونچے جو اپنی فوج لئے ہوے سید ہے قلعہ پر آپڑے۔ اہل قلعہ کا خیال تہا کہ یہہ حاکم راوندان کی وہ فوج ہے جو انکی کمک کو آرہی تہی اوسکے استقبال کے لئے جلدی سے بڑہے مگر اجل رسید ونکے استقبال کو اونکی موت دو قدم آگے ہی رہی ادہر حضرت مالک اودہر یوقنا اور لاون۔ اہل قلعہ کے ہوش بگڑ گئے۔ ہتہیار ڈالنے ہی بنا۔ حضرت مالک نے سب کو امان دی۔ آپ کی اس جلدی کی نرمی سے بعض اہل قلعہ کو کچہہ ہمت دلادی وہ پہر برسر پرخاش ہونیکو تہے کہ آپ کے مخاطب ہوتے ہی ٹہنڈے پڑ گئے۔ حضرت مالک نے یوقنا کی بڑی تعریف کی لیکن اونہون نے لاون کا ہاتہہ پکڑ کر کہا کہ دراصل ان تمام تعریفون کے مستحق یہہ ہین اور ساری سرگذشت کہہ سنائی۔ حضرت مالک نے آسمانکی جانب نگاہ اوٹہا کر کہا کہ جب پروردگار عالم کی مرضی ہوتی ہے تو اسی قسم کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ مالک ابہی اسیطرف متوجہہ تہے کہ منبج کے راستہ سے شور وغل کی آواز ساعت بہ ساعت قریب ہوتی معلوم ہوئی۔ جوانان اسلام پہر کمر بندی کر کر مستعد ہو گئے مگر یہہ وہ جماعت تہی جو بسر کردگی حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما براعہ وغیرہ کے تحت تصرف مین لانیکی غرض سے حلب سے روانہ کیگئی تہی ان مین سے دو سو شخص حلب کے بہی تہے جو یوقنا کے قریب کے رشتہ دار تہے۔ مالک اشتر سعد بن عمر اور یوقنا کو یہان چہوڑ کر مال غنیمت کے ساتہہ حضرت امین الامتہ سے آملے۔

گو یوقنا ہی کی راے سے اعزاز فتح ہوا لیکن چونکہ جو چال انہون نے سوچی تہی وہ پیش نہ گئی اسوجہہ سے کسیقدر شکستہ خاطر تہے اب دوبارہ انہون نے مستعدی ظاہر فرمانیکے لئے انطاکیہ کو تاکا۔ اس نئی آئی ہوئی فوج مین سے دو سو حلبی رشتہ دارونکو

ساتھہ لیکر انہون نے انطاکیہ کا رُخ کیا۔

انطاکیہ

شام کے سرحدی ممالک مین سے حلب سے ایک شب و روز کی مسافت پر بالائے کوہ واقع ہے چڑہائی کیجانب سے بلند اور اوتار کیجانب سے پست ہوتا چلا گیا ہے اسکا قلعہ نہایت مستحکم تہا تین سو ساٹھہ برج اسکی فصیل پر قائم تہے۔ پانچ دروازے تہے جنکی حفاظت اوسوقت کے مناسب نہایت احتیاط سے کیجاتی تہی۔ انطاکیہ کی زمین اپنے گرد و نواح مین سرسبزی و شادابی مین ممتاز تہی۔ یہان گرجے نہایت کثرت سے ہین حبیب نجار کی مسجد بہی یہین ہے۔ شام کے سرحدی مقامات مین ہرقل کے دارالاقامت ہونیکی وجہہ سے تمام و کمال قوت یہان کام مین لائی گئی تہی جسکے اسلامی نعرون نے بہت جلد دہوئین اوڑا دئے۔

یوقنا نے اپنے دو سو ساتہیون مین سے چالیس قریب کے رشتہ دارونکو منتخب کرکر باقیماندہ کو سمجہا دیا کہ ہم آگے آگے چلتے ہین تم ہمارے عقب مین اس طرح آنا کہ گویا ہمارے تعاقب مین بے باکانہ یہان تک چلے آئے ہو۔ قریب انطاکیہ پہونچ کر صرف چار شخصونکو اپنے ہمراہ لیا اور باقی کو قافلہ لیماندہ کی حفاظت وغیرہ کے لئے چہوڑ دیا کہ جب میری داخلی ہوجائے تم بہی اپنے آپ کو مفرورین حلب ظاہر کرکے چلے آنا۔

دیر سمعان مین پہنچکر جو بحر اسود کے قریب تہا قیصر ہرقل کے پولس والون کو ہاتہہ گرفتار ہوگیا لیکن یہہ ظاہر ہوکر کہ یہہ یوقنا حاکم حلب ہے جو اہل اسلام کی زد سے جان بچاکر پناہ جویان آیا ہے محافظین کے ساتہہ انطاکیہ بہیجدیا گیا۔

قیصر ہرقل فتوحات اسلامیہ کو سُن سُنکر شکستہ خاطر تو ہو ہی رہا تہا یوقنا کی حالت

دیکھکر بے اختیار آبدیدہ ہوگیا اور کہنے لگا۔ یوقنا یہہ تو مجھے یقین نہین آتا کہ تم نے اپنا آبائی دین ترک کیا ہو لیکن حلب کی صلح اور اعزاز کی فتح کے ساتھہ جو تمہارا معاملہ ہوا ہے وہ ضرور شبہ مین ڈالنے والا ہے۔ یوقنا نے کہا کہ یہہ سب جو کچھہ ہوا جان بچانے کے لئے تھا جو ذی عقل کے نزدیک قابل ملامت نہین۔ اعزاز کے معاملہ مین جو میری چال تھی بدنصیب تھیوڈورس سمجھا ہی نہین۔ مین نے مسلمانون سے کچھہ ہم وطن سپاہی یہہ کہکر اپنے ساتھہ لئے تھے کہ حاکم اعزاز کا کام مین انہی کے ہاتھون اپنی دانائی سے تمام کئے دیتا ہون مگر بہ نظر احتیاط ایک ہزار عرب اور میرے عقب مین روانہ کر دینا۔ مقصود میرا یہہ تھا کہ اعزاز پہونچتے ہی کچا چٹھا حاکم اعزاز سے کہدونگا پھر ان ایک ہزار عربونکو گرفتار کر لینا اور اس ذریعہ سے مسلمانونکی قوت کو بے لڑے جھگڑے کم کر دینا کوئی بڑی بات نہین۔ مسلمانونمین تو یہہ میرا فقرہ چل گیا وہ میرے دم مین آگئے مگر حاکم اعزاز سے جو کچھہ مین نے بیان کیا وہ سب خلاف سمجھا۔ ہزار سمجھایا لیکن اوسکا نتیجہ یہی ہوا کہ مین اپنے ساتھیون سمیت قید کر دیا گیا اب کیا ہو سکتا تھا۔ مسلمانون نے چڑھائی کر کے فتح کر لیا۔ مین اس قیامت خیز ہنگامہ سے فرصت پاکر آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اگر مجھکو اپنے دین کی حمایت مین اسقدر تو غل نہوتا تو یوحنا کے خون سے میری تلوار پر کبھی آب نہ چڑھتی۔ میرا اس بے سروسامانی کے ساتھہ آپکی خدمت مین حاضر ہوجانا میرے اعتماد کی دلیل ہے۔ ہرقل یوقنا کی ان باتونمین آگیا۔ ہرقل کی ذرا سی توجہ اوسکے ارکان دولت کی بڑی گہری آمیزش کا باعث ہوگئی۔ اسی اثنا مین ہرقل کو اطلاع دیگئی کہ قریب دوسو اشخاص کے اور پناہ جویان آئے ہین جو حلب سے بھاگے آرہے ہین۔ اونکی تشفی کے لئے اونکا انتظام نگہداشت یوقنا کی

سپرد کیا گیا۔ اب یوتنا کو اپنی آرزوئین پوشیدہ طور پر پوری کرنے کے واسطے دو سو ہموطنونکی مدد کافی تہی۔ یوتنا کو خیال تہا کہین ایسا نہو جو اصل حال سے ہرقل کو آگہی ہو اور بنا بنایا کہیل سب خاک مین ملجاے اس لحاظ سے اونہون نے ہرقل سے کہا۔ دنیاوی جاہ و ثروت ہرگز قابل التفات نہین دین و مذہب کی بنا اسی پر ہے کہ اس دار فانی کو دار باقی پر ترجیح نہ دین حضرت مسیح کے حالات پڑہنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ انہون نے اس عالم کو کیسا سمجہا اور اوسکا اصلی سبب کیا تہا اس بنا پر مجہے اوس افسری پر جو اپنے ہی ہم قومونپر دیگئی ہے ہرگز فخر نہ کرنا چاہیئے لیکن اوسکی نسبت چونکہ آپکی ذات سے متعلق ہے اسوجہہ سے وہ میرے لئے مایہ ناز ہوگئی۔ اب خیال یہہ ہوتا ہے کہ حاسدین شپرہ چشم اپنے دل کے پھپھولے نہ پھوڑین اسلئے اگر حضور کو اعتماد کلی ہے تب تو مین اسکو بخوشی خاطر قبول کرتا ہون مجہے پھر کسی کا خیال نہوگا۔ ؎

زمانہ لاکہہ مخالف ہو ہم سمجہہ لین گے	تیری نگاہ مگر جان جان پھری نہ رہے

اور اگر تذبذب کی حالت ہے تو پھر مین یہہ بار ملامت اپنے سر پر کیون لون مین ہر حالت سلطانی رکاب سے جدا نہونگا۔

اس گفتگو نے ہرقل کے دل و دماغ پر جادو کا کام کیا وہ بالکل نہ سمجہہ سکا کہ اس کی تہہ مین کیا ہے اوس نے کہا مجہے تمہاری حالت قابل اطمینان معلوم ہوتی ہے تمہارے بارہ مین جو کوئی بات خلاف سننے مین آئیگی اوس خلاف گو کو تمہارے ہی سپرد کردیا جاے گا تم اپنے آپ اوس سے اچھی طرح سمجہہ لینا۔

اتفاق سے اسیوقت کچہہ قاصدونکی زبانی معلوم ہوا کہ ہرقل کی چہوٹی بیٹی

زیتون حاکم معاقل عربونکے نرغہ مین ہے اور امداد چاہتی ہے۔ یہہ یوقنا کے امتحان کا اچھا موقع تھا۔

یوقنا ہی اسکے لئے منتخب کئے گئے۔ دو ہزار عیسائیونکے ساتھہ اوسکے لانے کے لئے ان کو روانہ کیا گیا۔ اس خدمت کو یوقنا نے نہایت شائستگی اور دیانت داری سے ادا کیا۔ یہہ اپنے ساتھیون کے ساتھہ واپس آرہے تھے کہ راہ مین انکو ایک ہزار عیسائی فوج ملگئی جو بسرکردگی جبلہ بن ایہم دوسو مسلمانونکو معہ حضرت ضرار بن الازور گرفتار کئے لارہی تھی حضرت ضرار بن الازور دوسو کی جماعت سے ایک جانب نکل کھڑے ہوے۔ شب کو ایک موقع پر قیام کیا کہ یہی ابن ایہم اپنی ایک ہزار جماعت سے بے خبری مین اپنر آن پڑا یہہ جب تک خبردار ہون وہ کشت وخون کا بازار گرم کرچکا تھا حضرت ضرار بن الازور مردانہ وار حملہ کررہے تھے وہ سب نیزے اور تیر ایکدم سے اکیلے ان پر ٹوٹ پڑے جب تک کہ انکے گھوڑے کے بہت کاری زخم نہ لگے تھے انہون نے کسی کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دیا مگر گھوڑے کے زخمی ہوکر گرتے ہی مخالف کے گھوڑے انکے سر پر تھے۔ آخر یہہ گرفتار کرلئے گئے۔ باقیماندے بھی اسیطرح گرفتار ہوگئے۔

ابن ایہم ان سب کو گرفتار کئے ہوے ہرقل کی خدمت مین چل کھڑا ہوا اور راہ مین یوقنا سے ملاقات ہوگئی۔

جسوقت انکی پیشی ہرقل کے یہان ہوئی ہے اوسوقت اونکی کفری رسم کے مطابق انکو سجدہ کا حکم کیا گیا۔ حضرت ضرار نے سر کو خم بھی نہ کیا اور کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ہے کہ بس اللہ ہی کی

عبادت کرو۔ ہرقل نے اس جواب سے متعجب ہوکر کہا۔ مین تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بابت سوال کرنا چاہتا ہون تم مین سے اسکے لئے کون زیادہ مستعد ہے

حضرت ضرار کی تقریر مین وہ قوت نہ تھی جو انکے دل مین تھی لہذا قیس بن عامر کیجانب اشارہ کیا گیا حضرت قیسؓ نے آگے بڑہکر کہا کہ آپکو جس قسم کے سوال کرنا ہون مجھسے کیجئے۔ ہرقل نے پہلے نزول وحی کی کیفیت دریافت کی۔

حضرت قیس نے فرمایا کہ میری موجودگی مین خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حارث بن ہاشم نے اسکا سوال کیا تھا جسکا جواب حضورؐ پرنور روحی فداہ نے یہہ ارشاد فرمایا کہ کبھی تو وحی گھنٹہ کی آواز کیطرح آتی ہے یہہ مجھپر گران ہوتی ہے اوس کے انقطاع کے وقت مجھے جو کچھہ وہ آواز کہہ رہی تھی سب یاد ہوجاتا ہے کبھی فرشتہ شکل بشری مین آتا ہے اور وہ کلام کرتا ہے جو وہ کہتا ہے مین یاد کرتا جاتا ہون۔

وحی کی گرانی جو پہلی صورت مین بیان کیگئی ہے اوسکی بابت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جاڑے کے دنونمین آپکی یہہ کیفیت ہوتی تھی کہ وحی کے انقطاع کے وقت آپؐ کی پیشانی انور سے پسینا جاری ہوجاتا تھا۔ آپ کی ابتدائی وحی سچے خوابونسے ہوئی جو شب کو دیکھا صبح کو ویسا ہی نمودار ہوا پھر آپؐ کو گوشہ تنہائی کی جانب توجہہ ہوئی آپ غار حرا مین تشریف لیجاتے کئی کئی روز تک واپس تشریف نہ لاتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھہ سامان ساتھہ کردیا کرتین جب وہ سامان ختم ہوجاتا اور آپ کو مکان مبارک کیجانب توجہہ ہوتی واپس تشریف لے آتے اور پھر کچھہ دنونکا سامان ساتھہ لیجاتے۔ آپؐ کو اسی حالت مین کچھہ روز گذرے کہ ایک روز ایک فرشتہ یعنے جبریل علیہ السلام آئے اور آنکر کہا کہ پڑہیئے۔

بخندان از لب این غنچہ باغم	وزین گل عطر پرور کن دماغم

آپ نے فرمایا کہ مین پڑہا ہوا نہین ہون تو جبریل علیہ السلام نے آپکو دبوچ لیا۔ آپ فرماتے ہین کہ اس زور سے دبوچا تہا کہ مجھہ مین یا اون مین اور زیادہ طاقت باقی نہین رہی تہی۔ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب منور کے اوس عالم سے مرتبط کرنے کے لئے تہا۔ وہ سہارا جو قلب جبریل علیہ السلام مین تہی آپ کے قلب اطہر مین پیدا ہوجاے۔ فقرار کے یہان اسکو توجہ عینی کہتے ہین۔ جب چہوڑا تو پہر کہا کہ پڑہیے آپ نے پہر وہی جواب ارشاد فرمایا کہ مین پڑہا ہوا نہین ہون۔ اونہون نے پہر دبوچا اور دبوچکر چہوڑا تو پہر کہا کہ کچہہ پڑہیے آپ نے پہر وہی ارشاد فرمایا کہ مین پڑہا ہوا نہین ہون۔ سہ بارہ دبوچکر جو فرمایا تو یہہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ ترجمہ پڑہ اپنے رب کے نام سے جسنے پیدا کیا۔ بنایا آدمی کو خون بستہ سے۔ پڑہ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جسنے علم سکہایا قلم سے۔ سکہایا آدمی کو جو نہ جانتا تہا۔

آپ مکانکو تشریف لے آے۔ بار وحی کے آثار آپ پر عیان تہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علامات نبوت سے واقف تہین بعض کا مشاہدہ بہی فرما چکی تہین فوراً سمجہہ گئین کہ جس چیز کا انتظار تہا وہ معرض ظہور مین آگئی۔ زیادہ تصدیق کے لئے ورقہ بن نوفل کے پاس حضور پر نور کو لیگئین جنہون نے صاف فرمادیا کہ یہی وہ فرشتہ تہا جو انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس کلام ربانی لیکر آیا کرتا تہا اوسکے بعد آپ کی ہجرت کا حال بیان کیا جو توریت سے اونکو معلوم ہوچکا تہا۔ اس واقعہ کے

کچھ روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لئے جارہے تھے آپ فرماتے ہین کہ زمین وآسمان مین معلق وہی پیکر معلوم ہوا جو غار حرا مین مین نے دیکھا تھا آپ قلبی اضطراب کیوجہ سے مکان کو واپس تشریف لے آے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھکو کچھ اوڑھا دو - پروردگار عالم نے یہہ آیتین نازل فرمائین یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ترجمہ اے لحاف مین لپٹنے والے - کھڑا ہو پھر ڈرا - اور اپنے رب کی بڑائی کر - اور اپنے کپڑے پاک رکھہ اور پلیدی کو چھوڑ دے -

اسکے بعد وحی پے در پے نازل ہونے لگی -

حضرت قیس نے ابتدا ء وحی کی پوری کیفیت بیان فرماکر حضور پر نور کی تعلیمی کیفیت اسطرح بیان فرمائی - ایک روز ایک بدوی خدمت مبارک مین حاضر ہوکر عرض کرنیلگا کہ مین جو بات دریافت کرونگا مجھے اوسکا شافی جواب ملے گا ؟ آپ نے ارشاد فرمایا تمہارا جو دل چاہے سوال کرو - اوسنے کہا - مین پروردگار عالم کی قسم دیکر سوال کرتا ہون کہ کیا آپ تمام عالم کی ہدایت کے واسطے مبعوث فرماے گئے ہین - آپ نے فرمایا - ہان - پھر قسم دیکر عرض کیا - کیا آپ کو پانچ وقت نماز پڑہنے کا حکم دیا گیا ہے - آپنے فرمایا - ہان - اسیطرح اوسنے روزون اور زکوٰۃ کا بھی سوال کیا - آخر مین اوس نے عرض کیا - مین آپ کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہون - یہہ ضمام بن ثعلبہ قوم بنی سعد بن بکر سے تھے جو اپنی قوم کیجانب سے تفتیش حال کے واسطے بھیجے گئے تھے - ہرقل یہہ سب خاموش سنتا رہا - سب باتین سنکر اوسنے حضرت قیس سے دریافت کیا - تم سچ سچ کہنا کہ تم نے کوئی معجزہ بھی بچشم خود دیکھا ہے - حضرت قیس نے فرمایا - ایک تمر

سفر مین حضور پر نور کی ہمرکابی سے مشرف تہا کہ ایک اعرابی خدمت اقدس مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ۔ اوس اعرابی نے کہا۔ اس کلام کی حقیت کی کوئی شہادت بہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہہ درخت ہی آپ نے اوسکو بلایا۔ وہ زمین چیرتا سامنے حاضر ہوا اور آنکر عرض کیا انت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

اسی واقعہ کو صاحب قصیدہ بردہ نے اپنے ان دو شعرونمین بیان کیا ہے۔

جاءت لدعوتہ الاشجار ساجدۃ	تمشی الیہ علی ساقٍ بلا قدم
کانما سطرت سطراً لما کتبت	فروعہا من بدیع الخط فی اللقم

یعنے جب آپ نے درختون کو بلایا تو وہ اپنی شاخین جہکائے ہوے مثل سجدہ کرنیوالی کے ایسے حال مین حاضر ہوے کہ وہ اپنے تنون پر بلا قدم چلتے تہے۔ درختہاے مذکورہ حسب طلب ایسے سیدہے اپنی شاخون سمیت زمین سے ملے ہوئے آتے تہے کہ گویا ایک سیدہی سطر اپنی راہ مین لکھتے آرہے تہے۔ اس قسم کے واقعہ متعدد مرتبہ ہوے ہین۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ آپ قضاے حاجت کے لئے ایک میدانمین تشریف لاے میدانمین کوئی آڑ نہ تہی آپ نے جناب امیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ دو درخت جو کہڑے ہین اونکو بلالاؤ حضرت امیرؓ گئے اور درختون سے کہا کہ تمکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہین۔ وہ فوراً زمین کو چیرتے ہوے آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون باہم مل گئے۔ پردہ کی غرض حاصل ہوگئی۔ جب آپ فارغ ہوچکے تو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر چلے جاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر غور کیا جاے تو اس قسم کے ایک ہی

معجزہ مین چند معجزہ ہین۔ اول نباتات کا فہم خطاب۔ دوم اونکی رفتار ارادی ۔ سوم ادائے شہادت۔ پروردگار عالم کو خالق کل مانکر اور اس قسم کے واقعات کو محالات عقلیہ مین نہ خیال کر کر معجزونکا انکار محض اس بناپر کہ عادت کے خلاف ہے ہٹ دہرمی نہین تو اور کیا ہے۔ زیادہ بحث ہم آگے چلکر کرینگے جو منصف مزاجون کے لئے انشاء اللہ تعالے کافی ہوگی اگرچہ ہٹ دہرم مرغی کی ایک ہی ٹانگ گائے جائین۔

اسکے بعد ہرقل نے تورات وانجیل مین جو ہمارے آقائے نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات مبارکہ دیکھی تہین دریافت کرنا شروع کین۔ معراج کی بابت سوال کیا۔ تمام اُمتونپر آپکی ادائیگی شہادت دریافت کی جنکا جواب حضرت قیس نے نہایت خوش اسلوبی سے دیا۔ حضرت قیس فرماتے ہین کہ مین جب جواب دیچکا تو ایک بطریق نے کہا کہ یہہ سب علامتین ایک دوسرے نبی مین ہونگی وہی پیغمبر آخرالزمان ہونگے۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک مین گستاخی کر بیٹھا۔ اسوقت حضرت ضرارؓ سے نہ رہا گیا بے اختیار ہوکر چلا اوٹھے کہ اے رومی کُتے تو جھوٹا ہے جنکے ذکر مبارک سے تمام تورات وانجیل وزبور بھری ہوئی ہین وہ ہمارے ہی آقا رسولؐ عربی ہین تمہاری آنکھین نہین جو اونکو دیکھہ سکو ہرقل بگڑ گیا کہ کون خلاف واب شاہی ایسا کرنے پر آمادہ ہوا۔ بتلایا گیا کہ یہہ حضرت ضرار صاحب معرکہائے کیژہ ہین۔ اس اثنار مین عیسائیونکی تلوارین نیامونسے باہر نکل پڑی تہین اور قریب تہا کہ ہرطرف سے ہلّہ ہوجاے۔ اہل اسلام کا بیان ہے کہ اوسروز بچ جانا محض کرامت ہی کرامت تہا ورنہ کوئی صورت بچنے کی معلوم نہوتی تہی۔ عیسائی مورخ لکھتے ہین کہ آپس کے شور وشغب نے انکو بچالیا۔ خدا جانے یہہ کیا کہہ رہے ہین

آپس کا شور و شغب بہی تو انکے قتل ہی پر تہا۔ انکے قتل پر تو سب متفق تہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایسا ہوا ہو تو یوقنا کی کارگزاریونکو بہی کچہہ دخل ہوگا۔ ہرقل کا پورا ارادہ انکے قتل کا ہو چکا تہا اگر یوقنا پر اعتماد اور اونکی راے کے خلاف نہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ بہی ان ہی گرفتارون مین تہے مگر کسی چال سے وہ راہ مین ہی انکے بند سے نکلکر حضرت امین الامتہؐ کی خدمت مین پہونچ گئے جنہون نے سارا ماجرا عرض کر کر حضرت امین الامتہؐ اور حضرت سیف اللہ کو ایک سخت اضطراب مین ڈالدیا مگر اہل اسلام کا اضطراب وہ اضطراب نہوتا تہا جو ہاتہہ پاؤن پہولاکر اونکو ٹہنڈا کر دیتا بلکہ وہ نئے جوش کی ایک روح ہوتا تہا۔ فورًا حضرت امین الامتہؐ نے انطاکیہ کیجانب بڑہنے کا حکم دیدیا۔

ہرقل نے انکے پہونچنے سے پیشتر یہہ انتظام کر رکہا تہا کہ تمام لشکر کی سپہ سالاری کے لئے یوقنا تجویز کئے گئے اور ان گرفتارونکو گرچہ اس غرض سے بہجوادیا گیا کہ شاید تبدیل دین کرلین۔ لیکن سب نے انکار کیا۔ اصل غرض یہہ تہی کہ گرچہ کی ظاہری آرایش اور خوبصورتی خصوصاً وہ جو اسی غرض کے لئے کنواری لڑکیون سے کیگئی تہی انکے دل کو لبہالیگی مگر وہ دل جو خدا ے پاک کے جلوونکے اشتیاق کو اوس عالم سے لاے تہے بہلا اس سراب سے سیر ہو سکتے تہے۔

حور پر آنکہہ نہ ڈالے کبہی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہی اے دوست شناسا تیرا

پادری نے کہا وہ ایسی کیا زبردست چیز ہے جو تمکو ہمارے مذہب مین آنے سے روک رہی ہے۔ انہون نے جواب دیا۔ اسلام کی حقیت۔ ہرقل کو حضرت فاروق اعظم کے لباس کا حال کچہہ معلوم ہو چکا تہا کہ آپ موٹے کم قدر لباس کی عزت بڑہاتے ہین۔

اوس نے دریافت کیا۔ ہمارے خزائن مین سے بہت سارا مال ومتاع اون کے حصہ مین آچکا ہے پھر دیگر سلاطین کیطرح کیون شان وشوکت اختیار نہین فرماتے۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو منجملہ اسیرونکے تھے فرمایا کہ یہ طالبان دنیا کے لئے زیبا ہے اون کی ساری ہمت اوس عالم کی طرف ہے وہ عقبیٰ بنانیوالے شخص ہین نہ دنیا ساز۔

ہرقل ۔ اونکا دارالامارت (دربار) کیسا ہے۔

رفاعہؓ۔ فیصلہ کی جگہ مسجد ہے اور رہنے کے مکان کچی مٹی کے۔

ہرقل ۔ اونکے مصاحب۔ دربان۔ کس قسم کے اشخاص ہین۔

رفاعہؓ۔ محتاج اور غریب لوگ۔

ہرقل ۔ وہ کس قسم کے فرش پر بیٹھتے ہین۔

رفاعہؓ۔ انصاف اور عدل کے فرش پر۔

ہرقل ۔ اونکا تخت کیا ہے۔

رفاعہؓ۔ یقین اور پرہیزگاری۔

ہرقل ۔ اونکا خزانہ۔

رفاعہؓ۔ پروردگار عالم پر توکل۔

ہرقل ۔ اونکا لشکر کیا ہے۔

رفاعہؓ۔ دلیران موحدین۔

اہل اسلام کی جماعت مین سے صرف ایک نوجوان ہوا وہوس کے بندے نے جسکو پہلے کسی عیسائی لڑکی سے تعلق تھا تبدیل مذہب کیا۔

عشوۂ او مے فریبد زاہد صد سالہ را		موئے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد

جسکی بڑی خوشی ظاہر کیگئی - خود ہرقل نے ایک قیمتی گھوڑا اور ایک خوبصورت عورت اوسکے دین کے خونہامین دی - اوسکا نام عیسائی عربون کی فہرست مین درج کرکر جبلہ بن ایہم کے زیر فرمان کیا گیا - اسکے باپ نے اسکو سخت ملامت کی جو اسوقت پابند زنجیر دنمین جکڑا ہوا تہا اور اسلام کے نام پر جان فدا کرنیکو موجود تہا -

ہرقل نے قیدیون کے قید خانہ واپس جانیکا حکم دیکر اوس لشکر کا معائنہ کیا جو دیوار قلعہ سے باہر قایم کیا گیا تہا -

ہرقل کو انطاکیہ کی حفاظت کے لئے بہت بڑا بہروسا آہنی پل پر تہا - دریاے اورنٹس پر ایک سنگین پل تہا جسکے اس جانب اور اوس جانب دو برج قائم تہے ان برجونکی وجہ سے وہ پل مثل ایک قلعہ کے تہا جو اہل اسلام اور انطاکیہ کے درمیان حائل تہا اس مین اس کثرت سے فوج تہی کہ صرف تین سو افسر ہی تہے -

حضرت امین الامۃ کو جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے حضرت ضرار وغیرہ کی گرفتاری کی خبر لگی تو سب فوج اسی پل پر آکر دم لیا - اول تو مسلمانونکے حملے کے سامنے یہہ تہا ہی کیا چیز دوسرے خوش قسمتی سے ایک سبب اور پیدا ہوگیا وہ یہہ کہ خبر گیری کے لئے جو فوج پل پر قائم تہی اوسکا افسر ایک عیسائی تہا - اوس نے اس اثنار مین ایکمرتبہ کسی محافظ کو نشہ مین مخمور پاکر پچاس کوڑے لگوا دئے تہے - عیسائیونکے ادبار کیحالت اسدرجہ کو پہونچ گئی تہی کہ ایسے وقت مین بہی ایسی غفلت شعاری اونکے نزدیک کوئی چیز نہین تہی - اس سزایاب محافظ نے اس ذلت کو اپنے دل مین رکہا قیصر کا یہہ خیال تہا کہ اس قلعہ سے اہل اسلام کچہہ دنون تک اوبہے رہین گے اور محاصرہ

دیر پا ہوگا لیکن جب اوسکو معلوم ہوا کہ وہ مسلمانون کے ایک ہی حملہ مین بلا فراحمت قبضہ مین آگیا تو ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔

ہرقل کا دل تو بیٹھ چکا تھا اب اوسنے فوج کی فراہمی کا خیال کو ترک کرکر رؤسا اور پادریون کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ شام کی افسوس ناک حالت پر بے اختیار اوسکے آنسو نکل پڑے۔ جبلہ نے حضرت فاروق اعظم کے قتل کا مشورہ دیا۔ وہ یہہ سمجھتا تھا کہ اسلام کا قیام بس ان ہی کے دم سے ہے یہین سے صفایا نہ شروع کردیا جاوے سب احکام اسلام درہم برہم ہوجاوین گے۔ قیصر نے اسکو منظور کرکے واثق ابن مسافر ایک نہایت جری نوجوان عرب کو اس کام کے لئے مدینہ منورہ روانہ کردیا۔ وہ نوجوان مدینہ منورہ پہونچکر سب حال دریافت کرکے اوس درخت پر چڑھ گیا جسکے سایہ مین حضرت امیر المومنینؓ کے ٹہلنے کا معمول تہا۔ آپ حسب معمول وہان تشریف لائے تہوڑی دیر تک ٹہلتے رہے اسکے بعد اوسکے سایہ مین لیٹ گئے۔ جب نوجوان کو یقین ہوگیا کہ آپ بالکل غافل ہوگئے تلوار لئے ہوے اوترنا چاہا مگر دیکہتا کیا ہے کہ ایک شیر آپ کے تلوے چاٹ رہا ہے۔ یہہ اس خوف سے درخت سے نہ اوتر سکا جہان تہا وہین کا وہین رہگیا یہان تک کہ آپ بیدار ہوے۔ وہ شیر چلا گیا۔ اب اسکو اوترنے کی ہمت ہوئی اور اچھی طرح سے سمجھہ مین آگیا کہ یہہ کام میرے بل بوتے کا نہین آپ اللہ کی حفاظت مین ہین۔ یہان نہ تلوار کام دیسکتی ہے نہ خنجر۔ اُترتے ہی اوس نے اپنا فریب ظاہر کیا اور مسلمان ہوگیا۔ یہہ اسلامی تلوار کی دوسری چمک تہی۔

قیصر نے نوجوان عرب کو مدینہ روانہ کرکے تمام رؤسا اور پادریون سے میدان سے

قدم نہ ہٹانے کی قسم لی اور لشکر آراستہ کر کر چل کھڑا ہوا۔

حضرت امین الامۃؓ کیلئے پل کے قبضہ مین آجانیسے انطاکیہ کا داخل ہونا بہت آسان ہوگیا۔ یہان سے جو آپ نے کوچ فرمایا ہے وہ عجب شان سے تہا۔ پہلے تین ہزار صحابہ کی جماعت بہ سرکردگی حضرت سعد بن زید بن عمرو بن طفیل عدوی روانہ فرمائی۔ اوسکے بعد دو ہزار سوار قبیلہ طے کے ماتحتی حضرت رافع بن عمیر الطائی روانہ فرمائی پہر حضرت میسرہ بن مسروق کی ہمرکابی مین تین ہزار سوار اور اسی قدر حضرت مالک بن اشتر نخعی کے ہمراہ کئے گئے ان سب کے بعد حضرت سیف اللہ خالد بن الولید اپنی جیش منصور کے ساتھہ اوسجانب نہضت فرما ہوے۔ آخر مین حضرت امین الامۃؓ نے قصد فرمایا۔ آپ کے ساتھہ شجاعان اسلام مین سے یہہ یہہ بزرگوار تہے۔

عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ ابان بن عثمان بن عفان فضل بن عباس۔ ذوالکلاع الحمیری۔ ابوسفیان بن حرب۔ راشد بن سعید۔ رافع بن سہیل۔ زید بن عامر۔ عبداللہ بن ظفیر۔ عبید بن اوس۔ ابولبابہ بن المنذر۔ عوف بن ساعدہ۔ عباس بن قیس۔ عابد بن علیہ۔ واقع بن عنجدہ۔ عبداللہ بن قرحا الازدی۔ واحد بن ابی العون۔ مہاجر بن اوس۔ کعب بن ضمرہ اور مسعود بن عون۔

انکے پیچہے اون عورتونکی جماعت تہی جنکے شوہر حضرت ضرار کے ساتھہ مقید ہوے تہے۔ ان ہی مین حضرت ضرار کی ہمشیرہ حضرت خولہ بنت الازور بہی تہین جو اپنے بہائی کے غم مین گھل رہی تہین۔ واقدی علیہ الرحمہ نے ان کے اس وقت کے یہہ اشعار نقل کئے ہین۔

ابعد اخی تلذ الغمض عینی		وکیف ینام مقروح الجفون

کیا میرے بہائی کے بعد میری آنکھین نیند کا مزا اوٹھا سکتی ہین اون آنکھونمین نیند ہی کب آسکتی ہے جنمین زخم پڑ گئے ہون۔

سابکی ما حییت علے رفیقی		اعز علیّ من عین الیمین

مین اپنے اون بہائی پر جو مجھے داہنی آنکھ سے بھی زیادہ پیارے ہین عمر بھر جبتک زندہ رہونگی روے جاؤنگی۔

فلو انی لحقت بہ قتیلا		لھان وانہ غیر الھین

اگر مین کشتہ ہو کر بھی اونسے اس حالمین ملجاؤن کہ اونکی جانپر کسی قسم کا گزند نہ پہونچا ہو تو بھی میرے لئے آسان ہے۔

وانا معشرٌ من مات منا		فلیس یموت موت المستکین

ہم تو اوس گروہ کے ہین کہ ہم مین سے کوئی ذلت وخواری کی موت نہین مرتا۔

وانف ان یقال مضی ضراما		ولم یفعم الی الحرب الزبون

اب وہ وقت آگیا کہ کہا جارہا ہے۔ ضرار چل بسے۔ اونہون نے تو ابھی بہانکی چھوٹے سے میدان مین بھی بازی نہین لی ہے۔

وقالوا کم بکاء قلت مھلاً		الا ابکی وقد قطعوا تینی

لوگ مجھسے کہتے ہین کہ یہہ رونا دھونا کب تک رہے گا۔ مین کہتی ہون ذرا ٹھیرو تو میری رگ دل کاٹ ڈالی اور مین روؤن بھی نہین۔

دوستان من کے ہوس دارم بنالیدن دمے		در دچون در سینہ باشد نالۂ زار آورد

غرض حضرت ابو عبیدہؓ نے شہر بنا تک پہونچ کر ہی دم لیا جہان عیسائیونکی فوجین

صف بستہ موجود تھین۔

ایک عیسائی افسر نسطوریس نامی اپنے لشکر سے آگے بڑہکر طالب مبارز ہوا۔ شرط یہہ تھی کہ ایک ایک مقابلہ کو آے۔

دامس فاتح حلب اوسکے مقابلہ کے لئے باہر آے۔ مقابلہ ہونیسے پیشتر اونکے گھوڑے نے ٹھوکر لی اور یہہ زمین پر آرہے۔ سر اوٹھاتے ہی یہہ اپنے مقابل کی کمند کے پھندہ مین تھے۔ فوراً گرفتار کرکے خیمہ مین روانہ کئے گئے۔ انکی جگہہ دوسرے اسلامی بہادر ضحاک نے اگرلی۔

ضحاک اور نسطوریس مین دیر تک زور آوری ہوتی رہی جب تھک کر چور ہو گئے تو دونون آپس کی رضامندی سے دم لینے کے لئے علحدہ ہو گئے۔

یہہ ایسی دلچسپ زور آزمائی تھی کہ فریقین کے سوار و پیادہ اس تماشہ کے دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے تھے۔ اس اژدحام کے سبب سے نسطوریس کے خیمہ کی طنابین گر گئین اور خیمہ زمین پر آن پڑا۔ اس خیمہ کے تین شخص محافظ تھے جو نسطوریس کے غصہ سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ تنہا اوسکو پھر قائم کرنیکی کوشش کی بیکار ثابت ہونے پر اونھون نے دامس کے ہاتھہ پاؤن کھولدئے کہ انکی مدد سے پھر قائم کرلیا جاے اور نسطوریس کو خبر ہی نہو بدقسمتی نے انکو اندھا کر دیا تھا۔ دامس کے ہاتھہ کھلنے کی دیر تھی کہ اونھون نے دو محافظون کے سر دونون ہاتھون سے پکڑکر تیسرے محافظ سے ٹکرا دیئے جس سے اون تینون کا وہین ڈھیر ہو گیا اور خود نسطوریس کا لباس صندوق مین سے نکالکر اوسے پہن لیا اور اوسکے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر عیسائی قوم جبلہ مین سے ہوتے ہوے اپنے لشکر مین چلے آے۔

ادہر تو یہہ ہنگامہ شہر پناہ سے باہر ہو رہا تھا اور ادہر اندرون شہر چالین چلی جارہی تہین - یوقنا نے حضرت ضرار اور اونکے ساتہیونکو رہا کر دیا اور جسقدر نومسلم اونکی ہمراہ تہے وہ بہی انکے ساتہہ کر دئے -

اس فریب کی خبر جب قیصر کو ہوئی اور ساتہہ ہی اوسکے اپنی لشکر کی بغاوت کا خوف بہی پیدا ہوا اوسکا دل ٹوٹ گیا - اوس نے خواب بہی دیکہا تہا کہ وہ تخت سے اور اوسکا تاج اوسکے سر سے گر گیا ہے - اسکی تعبیر اپنی آنکہونسے وہ دیکہنے لگا -

اوسنے اپنے چند قریب کے رشتہ دارونکو فراہم کر کے سب کے ہمراہ سمندر کا راستہ لیا اور وہان سے سیدہا قسطنطنیہ بہاگ گیا -

ایک تعداد کثیر یہان پناہ گزین تہی قسرین وغیرہ گرد و نواح کے مفرورین بہی یہین بہاگ کر آ گئے تہے - قلعہ والے قلعہ بندی کو ننگ سمجہے شامت جو آئی قلعہ کا دروازہ کہول کر صاف میدانمین زیر دیوار والی فوج سے آملے - یہان ہنگامہ حشر برپا ہوا - ہرقل کی سالار فوج جو اوس سے زیادہ دلیر تہے زیر دیوار شہر سخت لڑائی لڑے مگر مسلمانون کے حملون نے سب کے ہوش ٹہکانے لگا دئے - اور ادہر حضرت ضرار اور اونکی ساتہی یوقنا وغیرہ جو ایکدم سے انکے عقب پر آن ٹوٹے تو نازپروردہ انطاکیہ کانپ گیا اہل انطاکیہ کچہہ تو مصالحت پر راضی ہوے اور کچہہ شہر چہوڑ کر نکل جانے کے لئے مستعد ہو گئے -

طالبان صلح کو تین لاکہہ دینار ادا کرنے پر امن دی گئی - جزیہ سے انکار کرنیوالونکو راستہ بتایا گیا جدہر اونکے سینگ سمائین چلے جائین - یوقنا کی یہہ ساری کارگذاریان صرف واقدی علیہ الرحمہ کا بیان ہے - دیگر مؤرخین کامل ابن اثیر - ابن خلدون -

بلاذری وغیرہ نے اسکا بالکل ذکر نہین کیا۔ اونکی روایت مین صرف حضرت امین الامتہؓ کے محاصرہ اور فتح کا ذکر ہے۔ اسیطرح ہرقل کا اسوقت تک انطاکیہ مین موجود ہونا سوائے واقدی کے اور کوئی بیان نہین کرتا دیگر مورخین کا بیان ہرقل کے کوچ کی بابت وہی ہے جو پہلے آپ دیکھہ آئے ہین کہ حلب کے واقعہ سے بہی پیشتر وہ چلدیا تہا۔ انطاکیہ فتح ہونیکے بعد رعایا نے غدر کردیا جسکو حضرت عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ نے بزور شمشیر فرو کیا۔

عیسائیونکا یہہ بار بار نقض عہد کرنا۔ اونکی سرکوبی کا ہر مرتبہ نیا انتظام کرنا۔ ایک قابل ذکر واقعہ تہا جسکی اطلاع حضرت امیر المومنینؓ کو دیگئی۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے بہ موجب شہر کی حفاظت کے لئے فوجین مامور کرکے اونکی تنخواہین مقرر کیگئین جو اوقات معینہ پر برابر اونکو دیجاتی تہین۔

اس عرصہ مین رومیونکا ایک گروہ معرہ مصرین وحلب کے مابین مسلمانون کے خلاف سازش کرکے مجتمع ہورہا تہا۔

حضرت امین الامتہؓ کو جو یہہ خبر لگی فوراً لشکر کو کوچ کا حکم دیدیا۔ موقع پر پہونچکر دم بہر مین اوس مجمع کو منتشر کردیا۔ عام لوگونکی تعداد کے علاوہ بہت سارے عیسائی مذہبی پیشوا اس میدان جنگ مین کام آئے۔ اہل معرہ مصرین نے اہل حلب کیطرح صلح کی درخواست کی۔ حضرت امین الامتہؓ نے فوراً معاہدہ لکہکر دیدیا۔

اہل اسلام کے ان صدر مقامات کی فتح کرلینے سے انکی بہادری۔ ہمت۔ استقلال کا لوگونکے دلونپر سکہ بیٹہہ گیا۔

پہر تو یہہ حال تہا کہ جب کوئی افسر تہوڑیسی جماعت کیساتہہ یہی کیسطرف نکلجاتا اوسطر

عیسائی امراخود آنکر طالب صلح ہوجاتے تھے۔حضرت امین الامتہؓ نے چارون طرف فوجین پھیلادین۔قنسرین اور انطاکیہ کے کل مضافات اسطرح قبضہ مین آگئے۔ اس دوران مین یہہ معلوم کرکے کہ اہل حلب بہی کچھہ فساد کی سازشین کررہے ہین وہان پہونچکر اس منصوبہ کے پرخچے اوڑادئے۔یہان سے قورس کا قصد کیا۔مقدمتہ الجیش پر حضرت عیاض بن غنم تھے۔وہانکے گورنر نے اہل انطاکیہ کی شرائط پر صلح کی درخواست کی جو حضرت امین الامتہؓ کی راے سے منظور کرلیگئی۔تل غراز۔بوقا۔جومہ۔منبج۔دلوک رعبان۔اور اسکے قریب قریب کے جسقدر چھوٹے چھوٹے شہر تھے اس آسانی سے فتح ہوگئے کہ اہل اسلام کو کہین بہی تلوار اوٹھانیکی ضرورت نہ ہوئی۔ان مین سے منبج سلمان بن ربیعہ باہلی اور دلوک حضرت عیاض کی کارگذاریونسے فتح ہوی جبل لکام کے قریب ایک شہر جرجومہ نامی تہا۔حبیب بن مسلمہ نے وہانپر دہاوا کردیا۔وہ امن خواہ ہوے لیکن ساتھہ ہی جزیہ سے انکار کیا اور کہا کہ بجاے جزیہ کے ہم مواقع جنگ مین تمہارا ساتھہ دینگے۔چونکہ جزیہ کا مصرف بہی یہی تہا اسلئے بہت خوشی کیساتھہ اونکی یہہ درخواست منظور کرلی گئی۔حضرت امین الامتہؓ حسب ہدایات حضرت امیرالمومنینؓ جن جن شہرونکو فتح کرتے جاتے تھے اونپر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر فرماکر اوسکی حفاظت کے لئے ایک لشکر جسکی تنخواہ کا پورا انتظام ہوتا تہا چھوڑتی جاتے تھے۔ اوسکی تمام حدود کو نہایت مستحکم اور مضبوط فرماتے جاتے تھے۔اسطرح سے شام کے جسقدر شہر فرات تک تھے سب مسلمانونکی حمایت مین آگئے۔

اس قسم کی فتوحات کا فتوحات اسکندر اعظم اور فتوحات چنگیز یہ اور ہلاکیہ سے موازنہ کرتے چلیئے۔کیا اُنکے یہان رعایا کی اسی قسم کی حفاظت منظور تہی۔کیا اونکی

فتوحات دراصل فتوحات کے نام سے پکارے جانیکے قابل ہین - ذرا غور کرتے چلئے

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے فلسطین کیجانب پلٹتے ہوے میسرہ بن مسروق عبسی کو مقام بغراس کیطرف روانہ کیا - یہہ انطاکیہ کے مضافات مین سے ایک شہر تہا جس سے ایشیاے کوچک کی سرحد ملتی تہی - یہان عرب کے بہت سارے قبیلے تنوخ غسان - ایاد - پہلے سے آباد تہے اور یہ وہ وقت تہا کہ اسلامی فتوحات سنکر انکا ارادہ ہرقل کے پاس جانے کا تہا بلکہ اوسکی تیاریان بہی کر چکے تہے لیکن عین وقت پر حضرت میسرہ نے حملہ کر دیا - وہ رن پڑا کہ مدت تک یاد رہا - ہزارون جانین تلف ہوئین - اثنار جنگ مین حضرت امین الامتہؓ نے انطاکیہ سے مالک بن اشتر نخعی کو میسرہ کی کمک کے واسطے بہیجدیا - حریف کا قافیہ چونکہ پہلے ہی سے تنگ ہو رہا تہا اب گہبرا کر میدان خالی دیا عساکر اسلامی شہر پر قبضہ کر کے مظفر و منصور حضرت ابو عبیدہؓ کی خدمت مین واپس چلے آے -

حبیب بن مسلمہ کو حمص حدث اور حضرت سیف اللہؓ کو مرعش کیجانب روانہ کیا گیا دونون بزرگوار فتح و نصرت کے پہریرے اوڑاتے واپس آے - حضرت خالدؓ نے جو اپنے حریف کے ساتہہ معاملہ کیا وہ یہہ تہا - کسی کو شہر مین رہنے نہ دیا سارا شہر خالی کرالیا گیا -

وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ پچہلے واقعات سبق دیچکے تہے - یہہ قومین نہایت فریبی و مکار تہین انکے سر پر جب تک تلوار رہے جب تک تو یہہ سیدہے ہین اور جہان اوسکا سایہ ہٹا اور یہہ جامہ سے باہر ہوے - وہ وہ چہ میگوئیان تراشتے کہ بیان نہین ہو سکتین - ایک ایک شہر کو دو دو بار فتح کرنا پڑتا تہا - حضرت سیف اللہ نے سونچا -

خس کم جہان پاک۔ وہ قصہ ہی نہ مٹا دیا جاے جس سے دردسری اوٹھانی پڑے۔
ظاہر مین یہہ ایک جابرانہ حکم معلوم ہوتا ہے لیکن سیاست کی آنکھونسے دیکھو تو بہت سی باریکیان اسمین نظر آئین گی جنکو خیرہ چشم کچھہ کا کچھہ دیکھہ رہے ہین۔

مین دیکھتا ہون کہ اہل اسلام کے ضروری سیاسی امور کو لوگ اوس نگاہ سے دیکھتے ہین جو نہایت ظالمانہ ہے۔ وہ اپنی حالتون اور بدنظمیونکی جانب کیون توجہہ نہین کرتے جسکے مقابلہ مین اہل اسلام کی سیاست پر کاہ بھی نہین۔ سچ ہے اپنی آنکھہ کا شہتیر بھی نظر نہین آتا اور دوسرے کا تنکا تک کھٹکتا ہے۔

ہم کو یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ ایسے وقت مین اگر ہم موجود ہوتے اور یہہ واقعات پیش آتے اور ہم کو ذرا سا دخل بھی ہوتا تو ہم کیا کرتے۔ اوسوقت کو جانے دیجیے ہم اب کیا کر رہے ہین۔ کیا بیچارے حبشیونکی جانین فرانس کے نقل مجلس نہین بنائی جاتین کیا اونکے خون پانی سے بھی زیادہ بیدردی کے ساتھہ نہین بہاے جاتے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قیساریہ

یہہ واقعات ہو ہی رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا فرمان عالی شان حضرت یزید بن ابی سفیان کے نام اس مضمون کا آیا کہ اپنے بھائی معاویہؓ کو قیساریہ کیجانب روانہ کردو چنانچہ آپ نے پانچ ہزار سوار اونکے ساتھہ کردئے۔ حضرت معاویہؓ نے قیساریہ کا محاصرہ کرکے لڑائی چھیڑدی اول اول تو قیساریہ والے کچھہ دم خم دکھلاتے رہے مگر جب انکے اسّی ہزار آدمی معرکۂ جنگ مین کام آچکے تو ناچار میدان جنگ چھوڑکر بھاگنا پڑا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑکر

اسلامی پھریرا اوڑا دیا۔

مورخین نے یہان اجنادین اور یرموک کے واقعات دوبارہ بیان کئے ہین۔ دراصل یہہ آخر خلافت صدیقی کے واقعات ہین۔ مگر جب یہہ دیکھا جاتا ہے کہ اہل اسلام کو ان ممالک مین سے بعض بعض کے فتح کرنے مین دو دو بار کوشش کرنی پڑی ہے تو کچھہ عجب نہین کہ یہان کے لوگون نے بھی بغاوت کے مشورہ سے سر اوٹھایا ہو جسکے لئے اہل اسلام کو پھر اپنی اُنھی تلوار و نیزہ باڑہ رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس لحاظ سے مین بھی اوسی اختصار کے ساتھہ جیساکہ اس مقام پر دیگر مورخین نے کیا ہے ان واقعات کو فتوح البلدان۔ کتاب الخراج اور روضۃ الاحباب سے لیکر ذکر کئے دیتا ہون۔ گو خود مجھکو یہہ بیجوڑ سے جملے معلوم ہوتے ہین۔

یرموک

پے در پے شکستون نے ہرقل کے حواس ٹھکانے لگا دئے تھے اوسنے امرار کو طلب کرکے ایک دربار مرتب کیا جس مین فتوحات اسلامیہ کی یوماً فیوماً ترقی کا مسئلہ درپیش تھا۔ ہرقل بار بار کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس ساز و سامان زیادہ۔ تعداد مین ہم بڑھے ہوے۔ مگر فتوحات تو چیزے دیگر اونکے مقابلہ مین ٹھیر ابھی نہین جاتا اس کا سبب کیا۔ تمام دربار سناٹے مین تھا ندامت سے سب کے سر جھکے ہوے تھے۔ ہرقل کا مصمم قصد ہو چکا تھا کہ شام کو یون ہی مسلمانون کے سپرد کرکے قسطنطنیہ چلا جاے لیکن ایک تجربہ کار پیر مرد نے سر اوٹھا کر کہا کہ یہہ سب ہماری شامت اعمال ہے۔ مسلمانون کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے۔ اونکا برتاؤ رعایا کیساتھہ

ہمارے برتاؤ سے بالاتر۔ عہد کے وہ پابند۔ ہوشیاری اونکے ہمرکاب۔ انصاف اونکا خیراندیش۔ ہم نہ عہد کے پابند نہ ظلم وجور سے چوکنے والے جو چاہا دم بھرمین بے سوچے سمجھے کرڈالا اس حالت پر ہماری جو گت بنے وہ کم ہے یہہ خود ہمارے ہی کرتوت ہین۔ ہم اگر اہل اسلام کیطرح اس خلق و مروت سے کام لیتے تو یہہ روز بد دیکھنا ہمکو کیون نصیب ہوتا۔ ایسی حالت مین ملک کو بے سروسامان چھوڑکر چلا جانا اپنی اوس حالت کو کمال پر پہونچانا ہے جسکا ہم رونا رو رہے ہین۔

کچھہ اس پیرمرد کی تقریر اور کچھہ اوس فریاد نے جو چارونطرف کے لوگ جوق جوق اکر کر رہے تھے ہرقل کو انتظام لشکر تک کے واسطے بلاد شام مین روک لیا۔ بار بار کی شکستون نے اوسکی آنکھون کے پردے اوٹھا دئے تھے اور اب وہ خوب اچھی طرحسے جان گیا تھا کہ خانہ بدوش عربون نے باقاعدہ فتح کا بیڑا اوٹھایا ہے جب تک انکے مقابلہ مین مجموعی قوت یکجا نہ کردیجاے گی یہہ چارونطرف کا غل موقوف نہوگا اس خیال سے اپنے تمام اضلاع مین لکھہ بھیجا کہ جہان سے بھی جسقدر فوج مجتمع ہوسکے فوراً روانہ کیجاوے۔ تمام اطراف وجوانب سے فوجونکا سیلاب امنڈ آیا۔ ہرقل نے خود میدان جنگ سے الگ رہکر اس ٹڈی دل کو ماہان کے ماتحت مسلمانونکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دو بڑے افسر قنطار۔ وریجان بھی اوسکے ساتھہ کردئے گئے۔ ان مین سے صرف قبیلہ غسان کے ساٹھہ ہزار عیسائی عرب تھے۔ یہہ جبلہ کے جھنڈہ کے نیچے جو ان کا سب سے آخری شاہزادہ تھا فوج کا مقدمۃ الجیش بنکر آگے بڑھے۔

اہل اسلام نے مفتوحہ قومون کے ساتھہ وہ برتاؤ کیا تھا کہ باوجود تخالف مذہب

وہ لوگ اپنے ہم مذہبون کے سارے حالات کی انکو خبر دیدیا کرتے تھے۔ حضرت امین الامتہؓ کو انکی زبانی جب یہہ حال معلوم ہوا تو آپ نے امرا اسلام سے اسبارہ مین رائے لی۔ حضرت معاویہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان نے کہا۔ میرے نزدیک یہہ مناسب ہے کہ اپنے تمام متعلقین کو حمص کے قلعہ مین چھوڑ کر اودنکا رُخ کیا جاے اور تمام ممالک سے امدادی فوجین طلب کرلیجائین وہ ہم سے میدان جنگ مین آکر مل جائین۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے فرمایا کہ آپ کی راے اگرچہ محض دیانت پر مبنی ہے لیکن ہر شخص کو آزادانہ راے دینے کا اختیار رہے۔ میرے خیال مین ایک نقص رہگیا۔ یہان کی عیسائی رعایا ہرگز قابل اعتبار نہین۔ ایسے وقت مین انکا غدر کردینا ہماری لئے بلاے بے درمان ہوجائیگا۔ ہمارے اہل وعیال انکے پنجہ مین ہونگے اور ہم دشمن کے سامنے۔ حضرت امینؓ الامتہ نے فرمایا کہ اسکی تدبیر تو یہہ ممکن ہے کہ اہل حمص کو شہر سے باہر نکال کر اونکے مکانونمین ہم اپنے متعلقین چھوڑ جائین قلعہ کا دروازہ بند کرلیا جاے اور اسی پر اکتفا نہ کیا جاے بلکہ کچھ محافظ بھی اسکے لئے چھوڑ دئے جائین۔ شرحبیل بن حسنہ نے کہا۔ اے امیر۔ آپ کو ہرگز یہہ حق حاصل نہین ہے۔ ہم اونکو امن دے چکے۔ اونکے گھر بار ہم نے اون ہی پر چھوڑے۔ اسلئے ہم اونسے نقض عہد کیسے کرسکتے ہین۔ حضرت امین الامتہ کو اس نقصان راے کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس گفتگو مین یہہ طے نہین ہوا کہ ہونا کیا چاہیئے۔ پھر حضرت شرحبیل نے کہا کہ ایک عرضداشت دارالخلافہ روانہ کیجاے۔ اوسکا جواب آنے تک ہمکو یہین اقامت اختیار کرنا چاہیئے۔ حضرت امین الامتہؓ نے فرمایا کہ اسقدر مہلت کہان۔ اگر ہم یہان انتظار مین رہے تو کیا عجب ہے کہ دشمن ہمارے سر پر ہی آپہونچے۔

حضرت میسرہ ابن مسروق کی راے ہوئی کہ حمص کو فی الحال چھوڑ دیا چاہیئے متعلقین کے لئے دمشق زیادہ مناسب ہے۔ اہل دمشق بہ نسبت اہل حمص کے زیادہ قابل اعتماد ہین۔ وہین سے ایک عرضداشت دارالخلافت کو روانہ کیجاے اور جواب کے آنے تک ہم سے جہان تک ہوسکے فوج کی فراہمی مین کوشش کرین اغلب ہے کہ امیرالمومنین مدد روانہ کرینگے۔ اگر مدد نہ بہی آئی تب بہی ہمکو اوسی فوج سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ سب نے اسی راے پر اتفاق کیا۔ حضرت امین الامتہ نے افسر خزانہ حضرت حبیب بن مسلمہ کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ عیسائیونسے جو رقم جزیہ یا خراج کی مدمین لی جاتی ہے وہ صرف اس معاوضہ مین کہ ہم اونکی جان و مال کی حفاظت کرسکین۔ اونکو دشمنونسے بچاسکین۔ ہماری اسوقت کی حالت ایسی نازک ہورہی ہے کہ اسقدر بار ہم نہین اوٹھا سکتے۔ جو کچھہ اہل حمص سے وصول ہوچکا ہے سب واپس دیا جاے اور اونسے کہدیا جاے کہ جو تعلق اونکو ہمارے ساتھہ تہا وہ اب بہی ہے لیکن چونکہ ہم اونکی حفاظت کی ذمہ داری اچھی طرحسے نہین کرسکتے اس لئے جزیہ جو صرف اسی کا معاوضہ ہے وہ تمکو واپس دیا جاتا ہے۔ ہم اگر واپس آے تو سب شرطین بدستور قائم رہین گی۔ یہی حکمنامہ آپ نے اطراف وجوانب کے مفتوحہ قلعونمین بہی روانہ فرماکر کئی لاکھہ کی رقم جو وصول ہوچکی تہی واپس کردی۔

یہہ ہے مفتوحہ قومونکے ساتھہ اہل اسلام کا سلوک۔ اب ذرا سا یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بہت ہی ناوقت انہون نے ان مفتوحہ قومونسے ہاتھہ اوٹھالیا لیکن انصاف کیجئے کہ اگر ذمہ داری کیجاتی اور اوسکا انتظام اس نازک حالت مین نہ ہوسکتا تو علاوہ بدعہدی کے اونکا یہہ سارا مال جو محض اسی غرض سے دیا گیا تہا سب خورد برد سمجہا جاتا

میرے خیال مین ایسی حالت مین اس سے بڑھکر اور کوئی صورت ہی نہین تھی اسوجہ سے اس واقعہ کا عیسائیون پر اسقدر بڑا اثر پڑا کہ وہ چلّاکر چلّاکر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تمہارے عدل و انصاف نے قیصری ظلمونکی مکافات کردی تھی اور کچھہ ہمارے آنسو پونچھے تھے۔ خدا تمکو پھر واپس لائے۔ یہود کا یہہ حال تھا کہ وہ توریت کی قسمین کھا کھاکر کہہ رہے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہین ہرقل حمص کے اندر قدم نہین رکھہ سکتا۔ شہر کے دروازے بند کرلئے اور ہر جگہہ حفاظت کا انتظام کرلیا گیا یہی حال تمام گرد و نواح کے قلعونکا ہوا۔

حضرت امین الامۃ دمشق کو روانہ ہوگئے۔ ان تمام حالات کی دار الخلافت کو سفیان بن معقل کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی۔ حضرت امیر المومنین یہہ سنکر کہ مسلمانون نے مخالف کی دہشت سے حمص کو چھوڑکر دمشق کی راہ لی ہے نہایت رنجیدہ ہوے مگر یہہ معلوم کرکے کہ سب کی راے کا اتفاق اسی پر ہوا ایک گونہ اطمینان ہوگیا۔ یہی مضمون آپ نے جواب مین بھی تحریر فرمایا۔ اسکے ساتھہ یہہ بھی لکھا کہ تمہاری مدد کیواسطے سعید بن عامر کو بھیجا جاتا ہے لیکن یہہ اچھی طرح سے سمجھہ رکھو کہ فتح و شکست فوج کی کمی و بیشی پر نہین۔ محض خدا کا فضل ہے۔

بخت و دولت بکار دانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست

حضرت مالکؒ نے اس والا نامہ کی یہہ عبارت اور نقل فرمائی ہے۔ مھما ینزل بعبد مومن من منزل شدۃ یجعل اللہ بعدہٗ فرجاً وانہ لن یغلب عسر یسرین وان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون یعنے مسلمانونپر جب کبھی سختی آتی ہے

بہت جلد اوسکا آسانی کے ساتھہ خاتمہ ہوجاتا ہے۔ سورہ الم نشرح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سختی کے بعد دو آسانیان ہین اکیلی سختی دو آسانیو پر ہرگز غالب نہین ہوسکتی۔ (یعنے کوئی جاے خوف نہین)

حضرت ابوعبیدہ نے دمشق پہونچکر فوج کی فراہمی شروع کردی۔

اسی اثنار مین حضرت عمرو بن العاص کا قاصد اس مضمون کا خط لیکر پہونچا کہ علاقہ اردن مین عام بغاوت پہیل گئی اور اوسکا سبب بس حمص سے مسلمانون کا ہٹ آنا اور ادہر سے عیسائی فوجون کا اُمنڈنا ہے۔ حضرت امین الامتہؓ نے فوراً جواب لکھا کہ ہمارا آنا کسی خوف کیوجہہ سے نہین تہا۔ ہمارا مقصود یہہ تہا کہ اسلامی لشکر جو ادہر ادہر پریشان ہین وہ سب مجتمع ہوجائین۔ مخالف بہی محفوظ مقامات سے نکلکر کہلے میدانین آکر لڑے۔ آخر مین لکھا تہا کہ تم اپنی جگہہ سے نہ ہٹنا مین بہت جلد تم سے وہین آکر ملاقات کرونگا۔

حضرت امین الامتہؓ دوسرے ہی روز دمشق سے روانہ ہوگئے اور اردن کی حدود مین سے یرموک نالہ مین پہونچکر قیام فرمایا۔ یہان عرب کی سرحد نہایت قریب تہی پشت کی جانب سے سرحد عرب تک کہلا ہوا میدان چلا گیا تہا جس کی وجہہ سے یہ بیچ نہین سکتے تہے۔ موقع کے وقت دور تک پیچہے ہٹنے کے لئے جگہہ نہی حضرت سعید بن عامر کے ہمراہ جو فوج مدینہ منورہ سے آرہی تہی وہ ابہی تک نہین پہونچی تہی البتہ رومیونکی آمد آمد ہورہی تہی اور مسلمانون مین اضطراب پیدا ہوا جاتا تہا۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت فاروق اعظم کے پاس ایک اور قاصد دوڑایا کہ رومیونکی بڑی دل فوجین لگاتار آرہی ہین۔ خانقاہ نشین تارک الدنیا وہ لوگ جو اپنے

صومعونسے قدم باہر نہین نکالتے تھے اس ریلے مین بھی چلے آرہے ہین۔
جیسے ہی یہ خط پہونچا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین وانصار کو مجتمع فرماکر باواز بلند سنایا۔ تمام صحابہؓ بے اختیار رو پڑے اور بڑے جوش کے ساتھہ کہنے لگے۔ امیرالمومنین۔ خدا کے لئے ہمکو اجازت دیجئے تاکہ ہم اپنے بھائیون پر جانین قربان کرین۔ خدانخواستہ اگر اونکو ذرا سا بھی چشم زخم پہونچا تو ہماری زندگی حرام ہوجائیگی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا۔ امیرالمومنینؓ۔ تم خود سپہ سالار بنو اور ہم کو ساتھہ لو۔ مگر یہہ اے محض جوش پر مبنی تھی دیگر صحابہ نے اسکو نامنظور کیا۔ اجماع اسبات پر ہوا کہ امدادی فوجین اور روانہ کرنا چاہئین۔ حضرت عمرؓ نے جب قاصد سے سنا کہ مخالف مقام یرموک کے بہت قریب پہونچ گئے ہین تو آپ نے نہایت غمزدگی کی حالت مین فرمایا کہ اسقدر جلد کیسے مدد پہونچ سکتی ہے۔ ایک خط حضرت امین الامتہؓ کے نام اوسیوقت نہایت جوشیلے الفاظ مین تحریر فرمایا اور قاصد سے فرمادیا کہ ہرصف مین پہونچکر تم خود اس خط کو سنانا اور یہہ زبانی کہنا الاعمر یقرئکم السلام ویقول لکم یا اھل الاسلام اصدقوا اللقاء وشدوا علیھم شد اللیوث ولتکونوا اھون علیکم من الذر فانا قد کنا علمنا انکم علیھم منصورون۔ عمر تم سے سلام کے بعد کہتے ہین کہ دیکھو جم کر لڑنا شیرون کی سے حملے کرنا اور اونکا چیونٹی کی برابر بھی خیال نہ کرنا۔ ہمکو پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ فتح تمہارے ہاتھہ ہے۔

حسن اتفاق دیکھو۔ ادہر تو قاصد یہہ والا نامہ لیکر پہونچا اودہر حضرت عامر بھی ہزار سوار لیکر پہونچ گئے۔ وہ جوش جو والا نامہ نے پیدا کیا تھا دوبالا ہوگیا۔

بالآخر لڑائی چھڑگئی۔ طرفین سے داد شجاعت دی جانیلگی۔ حضرت سیف اللہ دلاوری کے جوہر دکھلانے لگے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اوسروز سات تلوارین آپکے دست مبارک مین ٹوٹین۔ خاص اوسوقت جسوقت گھمسان لڑائی ہورہی تھی صاحب فتوح البلدان جناب ابن قیس کا ایک عجیب واقعہ تحریر فرماتے ہین۔ یہہ ایک بہت بڑے جگردار سپاہی تھے اور بڑی جانبازی سے لڑرہے تھے۔ اسی حالت مین کسی نے انکے پاؤن پر تلوار کا وار کیا جس سے پاؤن الگ کٹکر جا پڑا مگر یہہ اسقدر سرگرم تھے کہ اسکی خبر تک نہوئی۔ جب انکی توجہہ اسطرف ہوئی ہے تو اوس میدان مین ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ میرا پاؤن کدہر گیا۔ اللہ رے شجاعت۔ یہہ بےخودی کس چیز نے انمین پیدا کردی تھی؟ صرف اسلام نے۔ وہ اس راہ مین پاؤن کٹنا تو درکنار جان دیدینا بھی ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔

انکے قبیلہ کے لوگ اس واقعہ پر ہمیشہ نازان رہے۔ سوار ابن اوفی شاعر کہتا ہے۔

ومنا ابن عتاب وناشد رجله		ومنا الذی ادی الی الحی حاجبا

اس گرماگرمی مین عورتون نے خیمون سے نکل نکل کر چلانا شروع کیا کہ تمہارے پلٹتے وقت ہم نہونگے۔ رومیونکو پسپا ہونا پڑا۔ نالہ خالی ہوگیا۔ وہ نالہ جو پہلے انکی فوج سے بھرا ہوا تھا اب ان ہی کی لاشون سے بھر گیا۔

امام بلاذری اور صاحب روضۃ الاحباب نے رومیونکے مقتولونکی تعداد ستر ہزار بیان کی ہے مسلمانونکی طرف سے تین ہزار کا نقصان ہوا۔

امام بلاذری کا بیان ہے کہ اس شکست کی خبر ہرقل کو انطاکیہ ہی مین ملی تھی۔ بلاد شام کو الوداعی سلام اوسنے اسی وقت کیا تھا۔ دیگر مورخین نے اس سے پیشتر ہی اوسکا کوچ بیان کیا ہے جیسا ہم پچھلے واقعات مین بیان کرآئے ہین۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فتح کے انتظار مین کئی روز بے چین رہے جسوقت قاصد مژدۂ فتح لیکر پہونچا ہے آپ فوراً سجدہ مین گر گئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت امین الامۃ تقسیم اموال غنیمت فرماکر حمص واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے حمص سے چلتے وقت کے سلوک نے وہ اثر کیا کہ اہل حمص تو استقبال کے لئے بڑھی ہی اطراف وجوانب کے بھی وہ افسر جو ابتک طالب صلح نہ ہوے تھے بے اختیار کھنچ آئے اور آپ کے سایہ مین آرام پانے لگے۔

اجنادین

اجنادین علاقہ فلسطین مین رملہ اور بیت جبرین کے مابین واقع ہے۔ حضرت امین الامۃ جب حمص واپس آے تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا والا نامہ اس مضمون کا اونکو ملا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اجنادین کی جانب روانہ کر دیا جاے۔

بطریق ارطبون حاکم غزۂ و اجنادین نے اپنی فوج کے تین حصہ کئے تھے ایک حصہ تو بیت المقدس روانہ کیا اور دوسرا رملہ مین ٹھیرایا۔ باقی حصہ فوج خود لئے ہوئے اجنادین مین پڑاؤ ڈالے ہوے تھا۔

ارطبون یونانی زبانمین نہایت ہوشیار کو کہتے ہین۔ یہہ حاکم بھی نہایت زیرک تھا۔

جب حضرت امیر المومنین کے سامنے اسکا ذکر ہوا ہے تو آپ نے فرمایا ما ھینا اسا طبون الروم بارطبون العرب ہم عرب کو ارطبون کو یونانی ارطبون سے لڑاتے ہین۔ حضرت عمرو بن العاص نے علقمہ بن حکیم فراسی اور مسروق بن العکی کو بیت المقدس کے حملہ پر روانہ کیا۔ ابو ایوب مالکی رملہ کے لئے متعین کئے گئے اور خود اجنادین کیجانب بڑھے

اجنادین مین بھی یونانیون نے وہی زور لگاے جو یرموک مین لگا چکے تھے مگر وہانسے کیا حاصل کیا جو یہانسے لیتے۔ ارطبون کو پسپا ہونا پڑا۔ بھاگتے وقت اوس نے پناہ گزینی کے لئے غزہ۔ رملہ پر بیت المقدس کو ترجیح دی اور سیدہا اوسی طرف چلدیا۔ وہان حضرت علقمہ اور حضرت مسروق محاصرہ کئے پڑے تھے اونہون نے اوسکو راستہ دیدیا اور ارطبون بیت المقدس مین داخل ہوگیا۔ دیکھئے یہہ آسانی سے راستہ دیدینا آگے چلکر مخالفین پر کیا کیا اثر ڈالتا ہے۔

بیت المقدس

قبل اسکے کہ مین واقعات کی جانب رجوع کرون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس معظم شہر کا حال بطریق اختصار عرض کردون جسمین مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ مسجد اقصیٰ وہی مسجد ہے جو نصاریٰ کا قبلہ ابتک ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کچھ دن اسجانب نماز پڑہی ہے۔ یہہ وہی مسجد ہے جس کا معراج شریف کے بیان مین پروردگار عالم نے ذکر فرمایا ہے۔

بیت المقدس چونکہ فلسطین کے علاقہ مین سے ہے اسلئے فلسطین کے حدود اربعہ پہلے معلوم کرلیجئے۔

شمال مین ملک شام۔ مغرب مین شمالی حصہ تک بحیرۂ روم (جسکے کنارہ پر طرابلس عسرہ۔ یافہ۔ صیدا۔ عسقلون۔ عکہ۔ صور۔ بیروت۔ لاذقیہ۔ قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہین) جنوب مین ملک عرب کے شمالی حصے۔ مشرق مین برون ندی اور بحر لوط یعنی وہ کھاری جھیل جس کا عرض دس میل اور طول تخمیناً ستر میل ہے۔ اسکے کنارہ پر وہ پانچ گانون بستے تھے جو حضرت لوط علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی سے

غارت ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس ملک کا طول شمالاً و جنوباً ہے جسکی مسافت شام سے لیکر سرزمین عمالیقون تک اسّی کوس ہے۔ عرض شرقاً و غرباً بحیرۂ روم سے لیکر موآبیون تک۔ اس ملک کی شمال کی جانب پہاڑون کے دو سلسلے جنوب و مغرب کی طرف چلے گئے ہین۔ مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس شمالی جانب کنارۂ بحیرۂ روم پر ختم ہو جاتا ہے۔

جنوبی سلسلہ کی دو شاخین ہوئی ہین جو دکن کی طرف چلی گئی ہین اونمین سے مشرقی سمت کے سلسلہ مین کوہ موریہ ہے جسپر شہر یروشلم بیت المقدس واقع ہے۔ اصل مین بیت المقدس چار پہاڑون پر واقع ہے۔ موریہ۔ صیحون۔ اکرا۔ بزیتھا۔ مگر قدیم زمانہ مین ایک قوم اموری بستی تھی اسوجہ سے سارے مجموعہ کو موری ہی کہتے تھے یہانکے فرمانروائونمین سے ایک وقت مین صیحون نامی بادشاہ گذرا ہے جسکے نام سے صیحون پہاڑ پکارا جاتا ہے۔

بیت المقدس بحیرۂ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ سے سطح سمندر سے دو ہزار پانسو اڑتیس فیٹ بلندی پر واقع ہے۔

دمشق کے گوشہ غربی و جنوبی مین ایک سو بیس میل کے فاصلہ پر اور بغداد سے مغرب کے رُخ ساڑھے چار سو میل کی مسافت پر ہے۔ یہانسے بابلس جہان حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سکونت پذیر تھے ۳۳ میل شمال کی جانب اور ناصرہ جہان حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر سے واپس ہو کر قیام پذیر ہوے تھے جسکیوجہ سے آپ کی امت نصاریٰ کہلاتی ہے ۶۰ میل ہے۔ مصر یہانسے جنوب و مغرب مین تخمیناً دو سو میل۔ مدینۂ منورہ تقریباً چھ سو میل۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی پیدائش کی جگہہ بیت اللحم چار میل۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات مقدسہ جنکو آج کل خلیل کہتے ہین اور جو ایک عمدہ شہر آباد ہوگیا ہے وہ یہانسے بیس میل پر ہین۔

بیت المقدس کے مشرق کیجانب تھوڑیسے فاصلہ پر کوہ زیتون ہے جہان حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جاکر عبادت فرمایا کرتے تھے یہین سے یہودی آپ کو گرفتار کرکے پلاطوس کے پاس لے گئے تھے۔

یہہ شہر اوسوقت سے آباد ہے جسوقت سے بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کرکے یہان آے ہین۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عہد مین پایہ تخت ہونیکی وجہہ سے نہایت رونق و آرائش پر تھا۔ حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے پیشتر بھی یہہ متبرک جگہہ اور مقدس مقام خیال کیا جاتا تھا۔ اہل کتاب کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو اسی مقام پر قربانی کرنے لاے تھے۔ حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہین خواب مین پروردگار عالم سے باتین کی تھین جسکیوجہہ سے یہہ بیت ایل یعنی خانہ خدا کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی مین وہ مسجد مبارک ہے جسکی خاطر ہم اسقدر مطلب سے دور ہوکر دوسرے بیان مین پڑ گئے۔ اس شہر اور اس مسجد مبارک پر چونکہ مختلف بادشاہونکی دست برد رہی اسلئے اوسکی پہلی حالت کا پتا چلانا ہمارا کام نہین۔ جو کچھہ ہمکو بعد کے زمانہ کا حال معلوم ہوا وہ ہم پیش کئے دیتے ہین۔ اس دہندہلکے مین جتنی صورت نظر آجاے اوس سے زیادہ دکھلانیکا ہم کو مقدور نہین۔

بیت المقدس کی وہ شہر پناہ جو سلطان سلیمان بن سلیم نے ۱۵۳۴ء مین بنوائی ہے

اوس کا دورہ تقریباً ڈہائی میل ہے۔

ایک موزخ یوسفس کے زمانہ مین جو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب العہد تہا۔ چار میل کا دور تہا۔ اوس زمانہ مین تین دیوار دنسے شہر گہرا ہوا تہا۔ جسمین سے ایک دیوار مین ساٹہہ۔ دوسری مین چالیس۔ تیسری مین چیاسٹہہ بُرج بنائے گئے تہے۔ شہر کے سات دروازے ہین۔ ایک مشرق کیجانب۔ دو جنوب کیطرف۔ دو شمال رویہ۔ ایک باب الحرام۔ اس شہر مین تین بڑی سڑکین ہین۔ ایک وہ جو شمال و مغرب کیطرف جاتی ہے اوسکو باب الدمشق۔ دوسری پورب پچہم سوق الکبیر کے نام سے معروف ہے۔ تیسرا وہ راستہ جس سے بخیال اہل کتاب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود سولی دینے لے گئے تہے۔

سات سڑکین اور بہی ہین جو انسے چہوٹی ہین۔ کوچہ مسلمین۔ کوچہ نصاریٰ۔ کوچہ یہود کوچہ ارمنی۔ کوچہ ظاہرہ۔ کوچہ مغربین۔ کوچہ باب حوت۔ مسجد اقصیٰ کے علاوہ اس شہر مین اور مقامات بہی مشہور ہین جو اوسقدر عمدہ عمارت تو کہان مگر متوسط درجہ کی خیال کئی جاتے ہین۔ بعض وہ مقام جو ہمکو معلوم ہوے وہ ہم لکہے دیتے ہین۔ الصخرۃ۔ بیت اللحم کا پہاٹک۔ دمشق کا پہاٹک۔ افرائیم کا پہاٹک۔ سنہرا پہاٹک جو ہمیشہ بند رہتا ہے۔ آرمینیونکی خانقاہ۔ قبر کا گرجا۔ ہیرودیس کا محل۔ پلاطوس کا محل۔ حضرت سلیمانؑ کا تخت۔ یہین ایک اور بہی تخت ہے جسکی بابت بعض مسلمانونکا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت مین تشریف فرما ہونگے۔

یہ محض انکی جہالت ہے۔ شریعت اسلامیہ سے اس کا کچہہ ثبوت نہین۔ وہ روز آپ کی تخت نشینی کا ہے یا امتی امتی فرمانے کا۔ اوس روز آپ تخت نشین ہونگے

یا شفاعت کے دروازے کھول رہے ہونگے۔

یہان دو خانقاہین بہت مشہور ہین۔ لاطینی۔ ارمنی۔ ارمینیو نکے گرجہ مین اس قسم کا نایاب سامان ہے کہ دنیا بھر مین ذرا مشکل سے اوسکی نظیر ملتی ہے بیت المقدس کے جنوب مین ایک وادی جہنم کے نام سے مشہور ہے۔ اسکا سبب یہہ تھا کہ یہودی مالک بت کی یہان پرستش کیا کرتے تھے۔ یہہ بت پیتل کا تھا جسکا چہرہ بیل کا سا تھا اور ہاتھہ اسطرح پھیلے ہوے گویا اپنے پوجاریون کو گود مین لینا چاہتا ہے۔ گوسالہ سامری کیطرح سمجھہ لیجئے۔ اب یہود کی دانشمندی دیکھیئے کہ بت کو خوب آگ سے گرم کرکے اپنے لڑکونکو اوسکی گود مین ڈالدیتے۔ بچے جو چیختے تو اونکی آواز دبانے کے لئے ڈہول بجاتے تھے۔ شاید اسی وقت سے گھنٹہ اور دف وغیرہ اوقات عبادت مین بجاے جاتے ہین۔ بابل کی اسیری کے بعد یہود کو کچھہ ہوش آیا اور بت پرستی کی حقیقت معلوم ہوئی جس نے انکو بالکل تباہ کر رکھا تھا۔ اب انکو نفرت ہوئی۔ شہر کا تمام کوڑا اور غلیظ یہین لاکر ڈالتے تھے اور اوسکے جلانے کے لئے آگ لگائی جاتی تھی اس مناسبت سے اس وادی کو جہنم کہنے لگے۔

یہان ایک عالیشان جدید گرجا ہے جو مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ اسمین گھستے ہی مجاور ایک پتھر دکھاتے ہین کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے آگے بڑھکر ایک گنبد کو جو سولہ ستونون پر قائم ہے مسیح کی قبر بتاتے ہین۔ اسکی بالکل مزار کی سی صورت بنادی ہے۔ ایک صندوق بھی سنگ مرمر کا رکھا ہوا ہے جسکو کہتے ہین کہ لاش اسی مین ہے۔ ہر سال وقت مقررہ پر عیسائی حضرت مسیح کے مصلوب ہونے اور پھر زندہ ہونیکا سوانگ بھر کر سخت ماتم کرتے ہین۔ لاش نکالتے ہین

اور وہ وہ رسومات ادا کئے جاتے ہین جن کو تھوڑی سی عقل والا بھی دور از کار خیال کرسکتا ہے۔

اہل اسلام یہان کے مقدس مقامون کو مانتے ہین مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صلیب دئے جانے سے اون کو انکار ہے اسوجہ سے اس گرجہ کو وہ نہین مانتے۔

دراصل یہہ مقبرہ یہود اسکریوطی کا ہے جو آپ کی جگہہ شبہ مین سولی پر لٹکایا گیا تھا اور اس جگہہ دفن کیا گیا نہ آپ کا۔

مسجد اقصیٰ کی بنا

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب مصر سے لاکھون بنی اسرائیل کو وعدۂ الٰہی کے بموجب ملک شام کی جانب لیکر نکلے ہین تو وہ راستہ جو چالیس بجائے نو روز کا تھا بنی اسرائیل کی شامت اعمال سے چالیس برس کا سفر بنگیا۔

حضرت موسیٰ اس بے شمار جتھے کو شمالی عرب کے ریگستانون مین ٹکراتے پھرے آپ اور آپ کے ساتھہ والے سارے نوجوان بنی اسرائیل جو مصر سے چلتے وقت بیس برس کے تھے راہ ہی مین دوسرے عالم کو چلدئے۔ حضرت ہارونؑ نے بھی اسی جنگل مین انتقال فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ان ہی بیابانون مین تھے کہ پروردگار عالم نے خیمۂ عبادت کے بنانے کا حکم فرمایا۔ اوسکے تمام لوازمات بھی تعلیم فرمادئے گئے کہ کسقدر طول ہو۔ کتنے درجے ہون۔ صندوق شہادت رکھنے کا کونسا مقام ہو۔ قربانی کی جگہہ کہان ہو۔ امام کون ہو اوسکا لباس کیسا ہو۔ اس خیمہ کا محافظ

اسرائیلی فرقونمین سے کونسا فرقہ ہو۔ غرض جو جو باتین تھین سب بتلا دیگئی تھین۔

حضرت موسیٰ اسکے بموجب کاربند ہوے۔ یہہ خیمہ جہان آپ جاتے ساتھہ جاتا۔

حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک یہی حالت رہی۔ آپ نے اوس خیمہ کو اوس جگہہ استادہ کرایا جو پروردگار عالم نے اسکے لئے پہلے سے مقرر کر رکھی تھی اور جس جگہہ کا نام حضرت یعقوبؑ نے خانہ خدا رکھکر ایک پتھر ہی گاڑ دیا تھا۔

اب ارادہ اللہ ہوا کہ عبادتگاہ پختہ بنے۔ حضرت داؤدؑ کے پاس سب سامان تیار تھا لیکن سرکشونکی سرکوبی سے اسقدر مہلت نہ ملی۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت اپنے صاحبزادے حضرت سلیمانؑ کو وصیت کرکے وہ تمام ساز وسامان جو خاص اسی غرض کے لئے مہیا کر رکھا تھا حوالہ کر دیا۔ نقشہ بھی سب بتلا دیا۔

حضرت سلیمانؑ نے اپنی تخت نشینی کے چار برس دو ماہ بعد سے ہیکل کا بنانا شروع کیا۔ حضرت سلیمانؑ نے بڑے بڑے پتھراوکی بنیاد کے واسطے درست کرائے۔ بڑی گہری نیو کھودی گئی اور ہیکل کی بنیاد پڑی۔ یہہ عمارت سنگ مرمر کی بنائی گئی۔ مدتون تک قایم رہنے کے خیال سے اسکے استحکام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا گیا۔ ہیکل کا طول وعرض ساٹھہ ساٹھہ ہاتھہ تھا اور اسیقدر اوسکی بلندی تھی۔ اسکے اوپر اتنا ہی بلند ایک بالاخانہ بنوایا گیا جس سے کل بلندی ۱۲۰ ہاتھہ ہوگئی۔ ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بارہ ہاتھہ لمبا۔ بیس ہاتھہ چوڑا۔ ایک سو بیس ہاتھہ اونچا بنوایا گیا۔ ہیکل کے چار ونطرف برابر برابر تیس چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ جنکا طول وعرض پانچ پانچ ہاتھہ اور بلندی بیس ہاتھہ تھی ہیکل کی نصف بلندی تک ان کمرونکے تلے اوپر تین درجے قائم کئے گئے سرو کے نہایت صاف شہتیرون سے اوسکی چھت پاٹکر تمام دیوار و در کو سونے کی چادر ونسے

اس خوبی سے منڈہ دیا کہ کہین جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا جس سے تمام ہیکل جگمگا اوٹھی۔

ہیکل کے دو درجہ کئے گئے ایک اندرونی دوسرا بیرونی۔ اندرونی درجہ مین جسکا طول وعرض چوبیس چوبیس ہاتھہ تھا دو کروبین (فرشتونکی مورتین) پانچ ہاتھہ اونچی خالص سونے کی بنائین جنکے بازو جنوبی وشمالی دیوار دنسے ملے ہوے تھے بیچ مین صندوق عہد تھا۔ بیرونی درجہ کو قسم قسم کی تصویرون اور باریک کتان کے مختلف رنگ کے پردونسے خوب آراستہ کردیا تھا۔ اندر اور باہر کے سب دروازونپر پردے پڑے ہوے تھے لیکن برآمدہ پر نہ تھے۔

ایک حوض نصف کرہ کا پیتل کا ڈہلا ہوا بنایا گیا جسکا قطر دس ہاتھہ تھا اور دل چار انگشت۔ اسکے نیچے پیتل ہی کا ایک ستون دس فٹ کے قطر کا تھا۔ چارونطرف ڈہلے ہوے بارہ بیل تھے جنکی پشت پر یہ حوض تھا۔ حوض کے لئے چہار گوشہ دس ستون بنائے گئے جنکا طول پانچ ہاتھہ۔ عرض چار ہاتھہ۔ بلندی چھہ ہاتھہ تھی۔ انکے کونون مین بھی چھوٹے چھوٹے اور ستون تھے۔ ہردو ستونونکے درمیان مین کہین بیل بنایا گیا تھا۔ کہین شیر ببر۔ کہین عقاب۔ کہین کسی جانور کی تصویر۔ کہین کسی حیوانکی مورت کوئی ستون انسے خالی نہتا۔ ان دس چھوٹے ستونونکے لئے دس ہی حوض بھی بنائے گئے تھے۔ پانچ ہیکل کے داہنی جانب اور پانچ بائین جانب۔ کاہن ان ہی مین وضو کرکے قربانگاہ مین جاتے تھے اور نیز اون جانورونکو دہوتے تھے جنکی قربانی منظور ہوتی تھی

ہیکل کے چارونطرف تین ہاتھہ اونچی دیوار اس غرض سے بنوائی گئی کہ اس متبرک مکانمین ہرکوئی نہ جانے پاے۔ خاص۔ پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اس دیوار کے باہر ایک غار پٹوا کے زمین بلند کرائی گئی اوسپر ایک دوسری

چھوٹی ہیکل تیار ہوئی جسکے چار دروازے اور بڑے بڑے کمرہ تھے۔

اس ہیکل خورد کے سامنے دو رویہ مکانات کی قطار بنوائی گئی جنپر چاندی کا ملمع چڑھا ہوا تھا۔

اسکی تعمیر مین یہود کے بادشاہ جیرام نامی نے لکڑیونکی بہت مدد دی۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کام کے لئے تیس ہزار مزدور مقرر کئے تھے جو کوہ لبنان پر لکڑیان چیرتے اور تراش کر یہان بھیجتے جاتے تھے۔ باربرداری کے کام پر ستر ہزار آدمی تھے۔ اسّی ہزار کے متعلق سنگ تراشی تھی۔ تین ہزار سب کے محافظ تھے۔ حکم یہہ تھا کہ پتھر وغیرہ جو لائے جائین وہ سب وہین سے درست ہوکر آئین شہر مین انکا دھندا نہ پھیلے۔

سات برس مین جب یہہ مسجد تیار ہوچکی ہے تو حضرت سلیمانؑ نے تمام بنی اسرائیل کو دور دراز مقامات سے بلوا کر جمع کیا۔ اونکی دعوت کی اور نہایت تزک و احتشام سے صندوق شہادت اندر رکھا۔ جب تمام چیزین اندر بہ ترتیب رکھی جا چکین ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا جس سے کچھ دیر کے لئے اندھیرا سا ہوگیا تھا ہیکل کے اندر چلا گیا یہہ اوسوقت کی علامات سے مقبولیت کی علامت خیال کیگئی۔

حضرت سلیمانؑ نے سربسجدہ ہوکر یہہ مناجات کی۔ خداوندا۔ نہ تو زمین مین سما سکتا ہے نہ آسمان مین۔ تو کسی مکان مین سما نہین سکتا۔ مین تجھسے نہایت عاجزی سے التجا کرتا ہون کہ جسوقت تیرے بندے تیری عبادت کرنے۔ تجھسے گڑگڑا کر دعا مانگنے کیلئے حاضر ہون تو ان سب کی عبادت قبول فرما۔ اونکی دعائین سُن۔ اونکی حاجتون کو پُورا کر۔ اگرچہ تو اپنے سب بندونکا نگہبان ہے مگر جو تجھسے ڈرتے ہین اونکا تو زیادہ نگہبان اور اون پر بڑا مہربان ہے۔

اسکے بعد آپ نے خدا کا شکر ادا کر کے بقولے بائیس ہزار جانورونکی قربانی گذرانی جنکو سب کے سامنے آسمان سے آگ اوتر کر کھا گئی۔ اوسوقت کی قبولیت کی یہی علامت مقرر تھی۔ اسیوجہ سے سب کو اوسکی مقبولیت کا یقین ہوگیا۔ تمام لوگ خوشی کے نعرے مارتے ہوے اپنے اپنے وطنون کو واپس ہوے۔

یہہ دن تہا نبی اسرائیل کی خوشی اور اقبال کا۔ کیا اس سے بڑہکر بہی اس سے پہلے اونکو کوئی دن نصیب ہوا تہا مگر افسوس اسکے بعد ہی سے اونمین انقلاب ہوگیا۔ یہہ اونکے لئے آفتاب نیمروز تہا جسکے بعد ہی سے زوال شروع ہونیوالا تہا۔ ہر قوم کی ترقی اوسیوقت تک ہے جب تک احکام الٰہی کا اتباع رہے اور جہان اسمین ذرا سا نقص آیا پہر ویسی ہی وہانسے اوسکی مکافات کیجاتی ہے۔

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ پر مختلف اوقات مین حملے ہوے جن سے تباہی و بربادی کا کوئی دقیقہ نہین چہوڑا گیا تہا۔ پہلی مصیبت جو اس شہر اور اس مسجد پر آئی وہ یہہ تہی کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چورانوے برس کی عمر مین چالیس برس سلطنت فرماکر اوس عالم کو تشریف لے گئے۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا رجیعام نامی تخت نشین ہوا۔

اس شخص کے دماغ مین انتظامی مادہ بالکل نہ تہا خراب مجالس نے اسکے خیالات رہے سہے بہی تباہ کر دئے تہے۔ اسکا تخت نشین ہونا سمندر نا زپہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ وہ خیالات جو عدم اقتدار کیوجہہ سے اسکے دماغ مین تہے قدرت حاصل ہوتہی اوبل پڑے اس نے آبائی روش کو بالکل ترک کر دیا۔ بنی اسرائیل کے بارہ فرقون مین سے صرف دو فرقہ اسکے ماتحت رہگئے باقی دس فرقونکی عنان حکومت ایک شخص یربعام نامی کے ہاتہہ مین گئی چندہی روز بعد سیساق شاہ مصر نے چار لاکہہ ساٹہہ ہزار فوج سے بیت المقدس

پر چڑھائی کردی اگرچہ شہر کی عمارتونکو اوس سے کچھ نقصان نہ پہونچا نہ مسجد اقصیٰ گرائی گئی مگر اوسکا جسقدر سونے چاندی کا اسباب تہا وہ سب اپنے ساتھہ لیگیا۔ رجیعام کو اوسی قسم کا اسباب پہر بنوانا پڑا مگر اتنا حوصلہ کہان جو سونے چاندی کا ہو مجبوراً پیتل کا سامان درست کیا گیا۔

رجیعام سے یوحیاہ کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ تہا کتنے ہی بادشاہ گذرے۔ اس درمیان مین چونکہ بت پرستی کا بہی دور دورہ رہا اور بادشاہ بہی اسطرف سے غافل رہے اسوجہہ سے مسجد اقصیٰ خراب خستہ اور بے مرمت پڑی رہی۔ یہی وہ زمانہ تہا جسمین توریت اور تبرکات شہادت یہانسے جاتے رہے ہین۔ یوحیاہ نے اپنے زمانہ مین پہر بیت اقصیٰ کیطرف توجہہ کی اوسکی مرمت کراکر درست کرادیا۔ یہہ نہایت دیندار شخص تہا مگر اسرائیلی تنزل ابہی حد تک نہین پہونچا تہا قسمت نے اس دیندار کو بہی نہ رہنے دیا۔ شاہ مصر فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑھائی کی جسکے ایک صوبہ بابل پر بخت نصر کا باپ حکمران تہا بیچ مین یوحیاہ کا ملک حائل تہا۔ پہلے مٹ بہیڑ انہی سے ہوئی۔ خوب جنگ ہوئی جسمین یوحیاہ زخمی ہوے اور آخر کار اسی مین اونکا انتقال ہوا۔ یہی زمانہ حضرت ارمیا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تہا۔

اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا یہوآخذ تخت نشین ہوا۔ ابہی تین ماہ تخت نشینی کو نہ گذرنے پائے تہے کہ پہر اوسی شاہ مصر نے دوبارہ چڑھائی کردی۔ اسکو گرفتار کرکے اپنے ساتھہ لے گیا۔ یہہ وہان پہونچتے ہی مرگیا۔ اس مرتبہ شہر اور بیت اقصیٰ پر بہی کچھہ دست درازی کی گئی تہی۔

یہوآخذ کے بعد اسکا بہائی ال یقیم جو اب یہویقیم کے نام سے پکارا جاتا تہا تخت نشین ہوا

اسنے بیٹھتے ہی چار لاکھ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالانہ باج گذاری مقرر کی۔ اس مصیبت مین ہیکل سلیمانی۔ شہر کے شاہی مکانات۔ شہر پناہ گو شریک نہ تھے مگر اہل شہر کے لئے یہہ ساری مصیبتون سے بالاتر تھی۔ اس واقعہ کو ابھی بہت زمانہ نہین گذرنے پایا تھا کہ بخت نصر شاہ بابل نے بیت المقدس کو فتح کر کے یہویقیم کو اپنا باج گذار بنالیا۔ بیت المقدس کا بہت سا مال و متاع اوسکے ہاتھہ لگا۔ شاہی خاندان کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے لے گیا جنکے متعلق اوسکے محل کی خواجہ سرائی کیگئی۔ ان ہی اسیرون مین حضرت دانیال پیغمبر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بھی تھے۔

تھوڑے دنون تک بھی یہویقیم اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکا اور شاہ بابل سے بغاوت کی شاہ بابل کچھہ ایسے اولجھیڑونمین مبتلا تھا کہ اسوقت خود تو نہ آسکا مگر اطراف و جوانب کے سریانی۔ موابی۔ عمونی سردارونکو اسپر مسلط کر دیا۔ ان لوگونکی چارون طرف کی تاخت و تاراج نے یہویقیم کا دم بند کر دیا۔ انجام کار یہہ ہوا کہ بیت المقدس کے پھاٹک کی باہر قتل کر کے اوسکی لاش پھینکدی گئی۔

کاٹ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور	ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو

یہویقیم کے بعد اوسکا بیٹا یکونیاہ تخت نشین ہوا۔ تیسرے ہی مہینہ بخت نصر خود ایک ہزار فوج لیکر حملہ آور ہوا۔ شہر فتح ہو کر یکونیاہ اور تمام لونڈی غلام۔ سب شاہی حرم۔ ہر قسم کے صناع سب گرفتار کر لئے گئے۔ ہیکل سلیمانی کا باقی ماندہ سامان سب اسکی بھینٹ ہوا۔ بخت نصر چلتے وقت یکونیاہ کے اعزا مین سے صدقیاہ نامی ایک شخص کو اپنی جانب سے نائب مقرر کر گیا۔

قسمت کا بھلا ہو بخت نصر کے جاتے ہی چارون طرف کے سردارون نے اسکو

بغاوت پر اوبھارا۔ خیر یہہ تو چلتا یا نہ چلتا شاہ مصر نے اور ہمت دلائی۔ اس عقل باختہ شاہزادہ نے سلطنت کے نوین سال کہلّم کہلّا شاہ بابل سے انحراف اور شاہ مصر کے معاہدے کا اعلان کر دیا۔

طبری وابن خلدون کا بیان ہے کہ حضرت ارمیا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام صدقیاہ کو آنیوالی مصیبت سے متنبہ کر کے بدکاری بت پرستی سے اگرچہ کتنا ہی ڈراتے رہے لیکن تقدیری امور ٹل نہیں سکتے اوسکی سمجھہ میں ایک نہ آئی بلکہ اور بدبخت بادشاہوں کی طرح اوسنے حضرت کو قید کر دیا۔ منجملہ اون اقوال کے جو حضرت ارمیا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے کہے تھے یہہ بھی تھا کہ بخت نصر کے ہاتھوں ہلاک ہوگے باقیماندہ ستر برس کے بعد بیت المقدس کی جانب واپس کئے جائینگے اس زمانہ میں وہاں بخت نصر اور اوسکا لڑکا اور پوتا حکومت کریگا ساری تباہی اوسکے ہاتھہ ہوگی کلدانیونکی حکومت کا خاتمہ ہوجاے گا۔ حضرت اشعیار علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کورش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کیجانب پھر پلٹینگے۔

واقعہ مذکورہ کے دو برس بعد بخت نصر نے بڑی بھاری لشکر کے ساتھہ بیت المقدس کی جانب چڑھائی کر دی۔ اگرچہ صدقیاہ نے اپنی پوری قوت سے کام لیا اور ادھر شاہ مصر بھی کمک بھیجتا رہا مگر اوس عذاب الٰہی کو جو بنی اسرائیل کے بدکردار اور مرتد بادشاہوں سے انتقام لینے کے لئے اس خونخوار فوج کی صورت میں ظاہر ہوا تھا کون روک سکتا تھا شہر فتح کر لیا گیا۔ صدقیاہ نے چھپ چھپا کر بہت جان بچانا چاہی مگر اوسکی بدکرداریوں نے زنجیر بنکر اوسکو گرفتار کرا دیا اور شہر رملہ میں قید ہو کر روانہ کیا گیا

یہان اوسکے بیٹے اوسکے سامنے قتل کئے گئے۔ اوسکی آنکھین پھوڑی گئین اور بہ بابل بھیجدیا گیا جہان جاتے ہی مرگیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے مال ومتاع کو جمع کراکر باقی سارے شہر اور مسجد اقصیٰ مین آگ لگادی۔ تمام شہر اور ہیکل کی بنیادون کو اوکھڑواکر میدان کردیا۔ ہزار ہا پیشہ ور گرفتار کرکے بابل پہونچادئے گئے۔

یہہ دن تہا بنی اسرائیل کے اقبال کے خاتمہ کا۔ افسوس صد افسوس۔ اب نہ ہیکل باقی تہی نہ وہ شہر۔ اہل شہر یا بزنجیر بابل جارہے تہے۔ اون ہی کے ساتھہ وہ سب سامان بہی تہا جنکو کاریگرون کی اعلیٰ صنعت نے زمانہ کے لئے ایک بڑی یادگار بناکر چہوڑا تہا اور آہ۔ توریت کا ایک نقلی نسخہ تہا وہ بہی وہین جلادیا گیا۔ بنی اسرائیل کی اس حالت پر کوئی رونیوالا تک نہ تہا۔ ہان کوہ صیحون جو پتہر کا کلیجہ بنائے کہڑا تہا ایک اوسکو سمجھہ لیجئے یا اوس میدان کو جو کبہی یروشلم کے نام سے پکارا جاتا تہا جسمین یہود کی جابرانہ احکام جاری ہوتے تہے۔ یا آج یہہ حالت ہے کہ نہ دیوار کا پتہ ہے نہ در کا نہ کوئی محل ہے نہ عمارت۔ کوئی ایسی چیز بہی تو سوائے اوس میدان کے نہ تہی جسپر کہا جاے کہ حسرت برس رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوختم خاک شدم ہستی من رفت بباد	اثر شورش این قلب طپانم باقیست

یہہ واقعہ جانکاہ عبرت خیز تعمیر مسجد اقصیٰ سے تخمیناً چار سو پندرہ برس بعد اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے پانسو چہیاسی برس پیشتر گذرا ہے۔

حضرت ارمیا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھہ جنکو صدقیاہ نے قید کردیا تہا

شاہ بابل کی فوج نے بہت اچھا سلوک کیا۔ اونکو قید سے رہا کرکے آزادی دیدی کہ جہان چاہین تشریف لیجائین۔ شہرمین اب کیا تھا اوہر اودھر کے غریب کاشتکار یہودی کچھ باقی تھے اونپر جدلیاہ کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ مین رہنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت ارمیا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو شہر کی اس حالت پر دل ہی دل مین کڑھتے تھے۔ شاید انہی کا بیان قرآن پاک مین ہے۔ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پروردگار عالم کب اس برباد شہر کو پھر آباد کریگا۔ اسپر انکا انتقال ہوگیا اور آپ کی سواری کا گدھا بھی مرگیا۔

آپ کے انتقال کو سو برس گذر گئے۔ اس عرصہ مین بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پھر یہان آگئے تھے۔ ہیکل اور شہر بھی دوبارہ تعمیر ہوگئے۔ پروردگار عالم نے حضرت ارمیا کو زندہ فرماکر دریافت فرمایا کہ تم کتنی دیر پڑے رہے۔ اونہون نے عرض کیا۔ ایک دن یا کچھ کم۔ پروردگار عالم نے انکے سامنے انکے گدھے کو بھی زندہ کردیا اور فرمایا کہ تم کو پڑے ہوئے سو برس گذر گئے دیکھو ہم نے کسطرح سے پھر اسکو آباد کردیا

بابل مین یہودی ستر برس رہے یہانتک کہ ایران کے بادشاہ خسرو کے ہاتھ سے شاہان بابل کا خاتمہ ہوگیا۔ اوسنے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کیطرف واپس آنے اور مسجد بنانے کی اجازت دیدی۔ لوگون مین یہ منادی کرادی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ایک مکان بنانیکی ہدایت کی ہے جسکا دل اللہ کے لئے چاہے وہ اوسکے بنانے کے لئے جاے۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ بیالیس ہزار بنی اسرائیل اس منادی سے چل کھڑے ہوے جنمین حضرت عزیر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے۔ خسرو نے انکے وہ ظروف بھی جنکو مسجد اقصیٰ سے تعلق تھا واپس کردئے۔

ابن عبید کہتا ہے کہ وہ طلائی و نقرئی ظروف تعداد مین پانچ ہزار چار سو تھے۔ کثرت تغیر و بیان کیوجہ سے صحیح تعداد کا پتہ لگا لینا نہایت دشوار ہے۔

بخت نصر نے حکومت کے اٹھارہوین سال بیت المقدس کو تباہ کیا تھا۔ کل حکومت اسکی ۴۵ سال رہی۔ لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس برس رہا۔ اس حساب سے اون ستر سال مین جو دوبارہ تعمیر کا وقت حضرت ارمیا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا ابھی اٹھارہ سال باقی تھے۔ بنی اسرائیل شام کو واپس گئے اور تعمیر شروع بھی ہوئی لیکن اٹھارہ برس تک اہل سامرہ تعمیر قدس سے روکتے ہی رہی اب داراشاہ فارس کا زمانہ آگیا اوسکی اجازت سے دوبارہ تعمیر شروع ہوئی۔ اہل سامرہ اسکی مزاحمت کی غرض سے دارا کے پاس پہونچے۔ دارا کو ارکان دولت سے خسرو کی اجازت معلوم ہو چکی تھی۔ اہل سامرہ ناکام واپس کئے گئے۔ اسکی ۲ سنہ جلوسی مین بنی اسرائیل نے اونہین آثار پر مسجد اقصیٰ دوبارہ تیار کرلی۔

حضرت عزیرؑ نے بیت المقدس کی مراجعت کے دوسرے ہی سال توریت کو ازسرنو تازہ کیا۔

اس دوسری تعمیر مین زوربابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق مہتمم تھے اور حجی اور زکریاؑ تعمیر کی ہدایت فرماتے تھے۔ شاہ ایران تعمیر اور لکڑی اور پتھر کے اخراجات کا متکفل تھا۔ اطراف وجوانب کے تمام سردار فرمان شاہی کیوجہ سے اسمین سرگرم تھے۔ ہیکل کے تیار ہو چکنے کے بعد نئی امت اس نئی تعمیر پر خوشیون کے نعرے بلند کر رہی تھی مگر پرانی مسجد کے دیکھنے والے زار و قطار رو رہے تھے۔

یہانسے تاریخ کے اسقدر ورق اولٹ دیجئے کہ اس دارا کے بعد ایک اور دارا ہوا

جو اسکندر یونانی کا مدمقابل ہو کر لڑا۔ اسکندر نے اوسپر فتح پاکر تمام ممالک پر قبضہ کرلیا۔ اسکندر کے ملکون کے حصے کرنے کے بعد ایک شخص انیتوکس نے حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے تین سو برس پیشتر اور سکندر کی وفات کے ۳۳ برس بعد شہر انطاکیہ آباد کرکے اوسکو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ یہہ یونانی سلطنت کہلائی جاتی تہی انمین اور مصر یونمین کٹاچھنی ہوتی رہتی تہی اور بے چاری یہودی انمین پسا کرتے تہے۔

جب انیتوکس چہارم کا تسلط بیت المقدس پر ہوا ہے وہان کہانت کی بڑی قدر تہی اعلیٰ درجہ کا کاہن مثل گورنر کے تہا۔ اس نے یہہ عہدہ یسون یہودی کے ہاتہہ تیرہ لاکھہ مین فروخت کر ڈالا پہر اس سے لیکر اسکے بہائی منلاؤس کے ہاتہہ چوبیس لاکھہ پچہتر ہزار مین فروخت کر دیا۔ انیتوکس کی جہوٹی خبر مرگ سنکر یسون نے اپنے بہائی منلاؤس کو مار ڈالا۔ انیتوکس نے اس سے طیش مین آکر حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ایک سو ستر برس پیشتر یروشلم پر چڑہائی کر دی۔

اس لڑائی مین چالیس ہزار یہودی قتل اور چالیس ہزار قید کئے گئے ہیکل کا کل اسباب جسکی قیمت کا تخمینہ چار کرور انسٹہہ لاکھہ ساٹہہ ہزار بیان کیا جاتا ہے لوٹ لیا گیا ہیکل کی نہایت ہی بے عزتی کیگئی اور ایک نہایت سفاک ظالم شخص بیت المقدس کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس کم بخت نے جب چوتہا حملہ مصر پر کیا اور یہودیونکی مدد سے وہان سے ناکام واپس کیا گیا تو اسنے دوبارہ خونریزی کا بازار گرم کیا۔

انطاکیہ مین دم لینے کے بعد اس بدبخت کو یہہ خبط سمایا کہ بت پرستی کا طریقہ بالعموم جاری کیا جاے یونانی کج عقلیونپر اپنے سارے ممالک محروسہ کو مجبوراً چلایا جاے۔ اسی خیال سے اسنے ایک نائب فلیلقوس نامی مقرر کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ یہودیونکو

بتون کے سجدہ کرنے۔ خنزیر کھانے۔ ترک اعمال سبت و ترک ختنہ پر مجبور کرے اسکی مخالفت مین سزاے موت مقرر کردی۔ اس نائب نے اجازت سے بھی بڑھکر وہان سختی سے کام لیا۔ جو لوگ اس فتنہ کے باعث ہوے تھے اونہون نے بیگناہ یہودیون پر خوب خوب ہاتھہ صاف کئے۔ وہ ترجمہ یونانی جو توریت کا کیا گیا تھا اوسکا مترجم قتل کیا گیا اور وہ ترجمہ جلا دیا گیا۔

متیتاہ بن یوحنا جو ایک بہت بڑا کاہن مرد صالح۔ شجاع اور دلیر تھا اس غم کے مارے آبادی چھوڑ سنسان جنگل مین چلا گیا۔ جب یہہ واقعہ جانکاہ گذر رہا تھا اوسنے یہود کو اپنے مقام کی اطلاع دیکر سب کو اوس میدانمین اکھٹا کیا۔ اونکو اسا تپر ترغیب دیگئی کہ یونانیون پر حملہ کیا جاے۔ یہود جلے بھنے تو بیٹھے ہی تھے یہہ سنتے ہی مستعد ہو گئے۔ فلیلقوس اس مشورہ کی خبر پاکر فوج کو ساتھہ لئے اس میدان کیجانب چل کھڑا ہوا۔ اسوقت یہودیونکا تارہ چمک رہا تھا فلیلقوس کو شکست ہوئی۔ اسی اثنار مین اوس کاہن کا انتقال ہو گیا اور اوسکا بیٹا یہوزا جانشین ہوا۔ اوسنے اپنے افسرون کو شہر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فلیلقوس انکے ہتھے چڑھ گیا جس کو قتل کر کے لاش آگ مین جلا دی گئی۔

رومی سردار اندلون ملکون کی فتوحات مین مشغول تھے ایک شخص اددمی انٹی پیٹر نے انکو بڑی مدد دی تھی اسکے صلہ مین اوسکو حاکم بیت المقدس وغیرہ مقرر کیا گیا اسکی حکومت ابھی اچھی طرح جمنے بھی نہ پائی تھی کہ مر گیا۔ اسکا بیٹا ہیرودیس نامی جانشین ہوا مگر یہان کے کاہن اور امراء دربار کی مخالفت سے جو سب کے سب یہودی تھے بیت المقدس کا ٹہیرنا دشوار ہو گیا بالآخر یہہ وہانسے روم کو بھاگ گیا۔ پھر اپنے دادا کی خدمت کے لحاظ سے

یہودیولنکا بادشاہ مقرر ہوکر آیا۔ اسکو کاہن سے تین برس تک لڑنا پڑا۔ آخر مین محاصرہ کرکے اوسکو فتح کرلیا اور یہودیون مین شادی کرکے یہودیولنکا بادشاہ بنگیا۔ اسیکے آخری عہد مین حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش ہوئی تہی۔

یہود کے خوش کرنیکی غرض سے اسنے ہیکل کی تعمیر شروع کرادی جو بہت تہوڑیسی ہوتی تہی۔ ایک مدت کے بعد یہہ عمارت نہایت خوشنما از سر نو حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے آٹھہ برس پیشتر تیار ہوگئی مگر اوسکی تکمیل حضرت مسیح کی تین برس عمر تک ہوتی رہی۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسکی تعمیر مین لگے رہے۔

موریہ پہاڑی کی وسعت اسکے لئے کافی خیال نہین کیگئی اسوجہہ سے ایک پشتہ بہت بڑا سنگین باندہا گیا۔ یہہ پہاڑی کے چارونطرف تہا۔ اسی پر نہایت خوشنما برآمدے بنائے گئے جنمین صراف اور کبوتر فروش نذر و نیاز کی چیزین لیکر بیٹہتے تہے۔ یہین ایک مقام تہا جہان ربیّون مسائل دین تعلیم کیا کرتے تہے۔ اس احاطہ کی دیوار مین نو پہاٹک تہے انمین سے وہ پیتل کا پہاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تہا نہایت عمدہ تہا۔ اسکی بلندی ۳۷ ہاتہہ تہی۔ باہر کا احاطہ عام لوگون کے واسطے تہا اس مین ایک اور خاص احاطہ تہا جہان صرف یہودی عورتین جاسکتی تہین۔ وہ بہی صرف اوسوقت جبکہ قربانیان لاتی تہین۔ اسکے آگے دو احاطہ اور تہے۔ پہلا احاطہ اسرائیلیون کا اور دوسرا لاویونکا۔ اسی احاطہ مین قربان گاہ تہی اور یہین پیتل کا حوض تہا جو ہیکل کے سامنے رکہا ہوا تہا۔ ہیکل نہایت بلندی کے ساتہہ بہت خوشنا تیار کی گئی تہی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑہ سو فٹ مربع تہا۔

ہیکل کے اندر دو دالان تہے ایک تو وہ جسمین نذر کے سامان رکہنے کی میز اور

بخور جلانے کے اگردان اور سونے کے شمعدان وغیرہ رکھے تھے اسکو قدوس کہتے تھے
یہہ ساٹھہ فٹ لمبا اسی قدر بلند اور تیس فٹ چوڑا تھا۔ دوسرا وہ جسمین ہیکل قدیم
کے زمانہ مین صندوق عہد جسمین شریعت کی دو لوحین اور من کا مرتبان اور عصاے
ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ تبرکات رکھے رہا کرتے تھے۔ اس کو
قدس الاقداس کہتے تھے۔ بیس فٹ اسکا طول وعرض اور بلندی تھی۔
قدس الاقداس مین سواے اوس شخص کے جو اپنے وقت مین کاہنونکی سرداری
کے عہدہ پر ممتاز ہوتا دوسرا جا نہین سکتا تھا اور وہ بھی سال بھر مین بس ایک مرتبہ
ان دونون کمرون کے درمیان کتان کا ایک بہت باریک پردہ بیش قیمت
پڑا ہوا تھا۔ ہیکل کے چارونطرف کاہنون کے رہنے کے لئے بہت سارے
دالان تھے اور صحن مین بھی اسی قسم کی بہت سی عمارتین سنگ مرمر کی بنائی گئی تھین۔
حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام تک یہی ہیکل باقی تھی انھی کمرونمین
سے ایک کمرہ مین حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
کے پاس پرورش پائی تھی۔ یہی ہیکل حضرت مسیح اور اونکے حوارین کی عبادت گاہ تھی
ہیرودیس اس ہیکل کا بانی شہر یریحو مین مرگیا اسکے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا۔
اس کے خوف سے حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بچپنے مین اپنی
والدہ کے ساتھہ مصر تشریف لیگئے تھے۔ بی بی اور بیٹے کے پھر کانیسے اسی کے حکم سے
حضرت یوحنا یعنے یحییٰ علیہ السّلام کا سر مبارک کاٹکر سامنے طشت مین رکھا گیا تھا۔
ہیرودیس کے مرنیکے بعد اوسکے ملک کے تین حصے بحسب تعداد شرکا رہو گئے
پہلا بیٹا ارکلاؤس تھا جسکے حصہ مین یہودیہ۔ ادومیہ۔ سامریہ آئے۔

دوسرا بیٹا فلیبوس تہا اوسکے قبضہ مین بیت عنیا وغیرہ رہا۔
تیسرا بیٹا انطپاس تہا اسکو گلتیہ اور پریہ دیا گیا۔
یہہ سب اپنے باپ ہی کے نام سے مشہور تہے۔ ارکلاؤس جس کے حصّہ مین یہودیہ بیت مقدس تہا وہ ظلم وجور مین اپنے باپ کے قدم بقدم تہا اوسکی سنگدلی اور ظلم کا یہہ نتیجہ ہوا کہ قیصر روم نے اسکو معطل کرکے فرانس بھیجدیا جہان جاتے ہی اسکا انتقال ہوگیا۔ اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ظہور ہوا۔ یہود خوب جانتے تہے کہ نبی اولوالعزم مبعوث ہونے والا ہے۔ آپ پند ونصائح کیساتہہ معجزات بہی دکہاتے تہے مگر اونپر تو بدا قبالی کی گہٹا جوم رہی تہی حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا تو درکنار اونکے اور اونکے حواریین کے جانی دشمن ہوگئے۔

حضرت مسیحؑ بارہا ان غفلت کے بدمستونکو چونکاتے رہے کہ دیکہو خبردار رہو عنقریب ایک آسمانی بلا تمپر نازل ہونے والی ہے جو تمہارے شہر اور ہیکل کو تباہ وبرباد کردیگی۔ مگر یہہ کب ماننے والے تہے باز نہ آئے۔ بغاوت کا الزام لگاکر سولی دینے کے لئے پلاطوس نامی ایک حاکم کے پاس لیگئے اوسنے محض انکی خاطر آپؑ کو سولی دینا چاہا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کو آپ کا اسکے پہندے سے چھڑانا منظور تہا اوپر اوٹہالیا اور آپ کی جگہہ انہی یہودیون مین سے ایک کو آپ کی صورت کردیا جسکو سولی دیگئی۔ آپ کے بعد آپ کے حواریون پر صرف یروشلم والون ہی کی جانب سے نہین بلکہ روم کے بادشاہونکی جانب سے بہی سخت سخت ظلم وستم ہوا۔

فلک کے ظلم غم ورنج وگردش ایام		انہین پہ تہے ستم روزگار ہونیکو

حضرت مسیحؑ کے بعد ہیرودیس کے خاندان کی بدنظمیونکی وجہہ سے رومیونکی جانب سے

یہان ایک صوبہ رہنے لگا ایک فوج بہی مقام ارک مین روانہ کردی گئی۔ یہود پر تو غضب الٰہی تہا اونکی بدکرداریونکے نتیجہ بنی بنائی تدبیرین اولٹی کردیتے تہے۔ سونچتے تہی اپنی منفعت۔ عذاب الٰہی نے عقل کردی تہی بیکار۔ منفعت کے بجاے مضرت ہوجاتی تہی

اس موقعہ پر بہی اونسے ایسی ہی ایک حرکت سرزد ہوئی۔ اپنی قوم کی نام آوریان اپنے پورانے اقبال کی کہانیان سن سن کر ولولے پیدا ہوتے تہے کہ جس طرح بہی ہو اپنے ملک کو رومیون کے ہاتہون سے آزاد کرلیا جاے اس خیال سے ارک کی فوج کو محاصرہ کرکے تہ تیغ کیا اور بہی بہت سے رومیونکو قتل کرڈالا اور اپنی حکومت کی نیو جمادی۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے گروہ کو پہلے ہی اسکی اطلاع دیدی تہی اسوجہ سے عیسائی اس ہنگامۂ فتنہ وفساد مین شریک نہوے۔ باہر بہاگ گئے۔

اس خبر نے رومیونمین ایک آگ لگادی۔ سپاسٹن ایک رومی سردار فوج کثیر کیساتہ یروشلم کے محاصرہ کی غرض سے بہیجا گیا۔ اسکے محاصرہ کے کچہ ہی روز بعد سلطنت روم کا وارث تاج وتخت اسی کو ہونا پڑا۔ محاصرہ اپنے بیٹے طیطس کے سپرد کرکے روم کو روانہ ہوگیا۔ علامۂ ابن خلدونؒ کا بیان ہے کہ سپاسٹن کو اثنار محاصرہ مین قیصر روم کے مرنے کی خبر ملی اور ساتہہ ہی یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوسکی جگہہ اہل رومہ نے ایک کمزور شخص نطاوس نامی کو بٹہایا ہے۔ بطارقہ وغیرہ سب اس خبر سے بگڑ گئے اور سب نے سپاسٹن کی حکومت پر اتفاق کرلیا۔ سپاسٹن نصف فوج اپنے لڑکے طیطس کے زیر کمان چہوڑکر رومہ کی جانب نطاوس سے لڑنے کی غرض سے گیا اور اوس کو شکست دیکر قتل کرڈالا۔

طیطس نے جاڑے کی شدت کیوجہہ سے محاصرہ ترک کردیا تہا تاآنکہ جاڑہی کی

فصل تمام ہونے پر آگئی۔ اسی اثنار مین یروشلم کے یہودیون مین باہم وہ فتنہ وفساد ہوا کہ گلی کوچونمین خون ہی خون بہتا نظر آتا تہا۔ لوگ خوف کیوجہ سے مسجد مین جاکر نماز تک نہین پڑہ سکتے تہے۔ راستہ مین بہی خون کے نالے حائل تہے۔ کاہن ذبح مین جانورونکی طرح ذبح کئے جاتے تہے۔ عام راہ چلتے پتہرونکے نشانہ ہوتے تہے۔ اس موقعہ کو طیطس نے ہاتہہ سے نہ دیا لشکر جرار لیکر یروشلم کا محاصرہ پہر قائم کردیا۔ اسنے جسقدر صلح کے پیام دئے یہود کی نخوت کے سر اونچے ہی ہوتے چلے گئے۔ اونکو بڑا گھمنڈ اپنے شہر اور اللہ کی اوس مدد کا تہا جسکو اونکے فاسد دماغون نے اپنی بدکرداریون کا ثمرہ خیال کیا تہا۔ بالکل گوش برآواز نہوے۔ طیطس کے غصّہ کی اب کوئی حد نہ تہی اوسنے حملہ کی ٹہیرادی۔ یہودیون نے ایک چالاکی کی تہی وہ یہہ کہ اسوقت اونہون نے اپنے تمام قضیون جہگڑون کو بالائے طاق رکہکر اتفاق کرلیا تہا۔

یہود حتی المقدور دل توڑکر لڑے مگر پسپا ہونا پڑا پہر دوبارہ ہمت کی اور رومیونکو پیچہے ہٹادیا مگر غضب الٰہی کب چہوڑنیوالا تہا آپس مین پہوٹ پڑگئی۔

کاہنون کے ایک سردار نے یہودیون کے دوسرے فریق کی گردنون سے اپنی تلوار دن پر خوب سان رکہی طیطس نے مناسب سمجہکر حملہ کردیا مگر پہر پسپا کیا گیا صلح کے نامہ وپیغام جاری ہوے۔ یہود کے دماغ اب بہی آسمانی خبر لے رہی تہے قاصد کو جو ایک نہایت سربرآوردہ افسر تہا تیر سے اوڑادیا طیطس کا غصہ اب اور بہڑک گیا اور اوسنے پہر حملہ کیا لیکن ہنوز روز اول۔ ناچار پہر صلح کی سلسلہ جنبانی کی گئی اس مرتبہ بعض یہودی راضی تہے لیکن وہ رؤسا جو شہر سے خارج تہے راضی نہ ہوے۔ بلکہ اون یہود پر جنکی آمد ورفت رومیون مین تہی ہاتہہ صاف کرنے لگے۔ اسطریقہ سے

اونہون نے سبکو اپنا ہم کیش بنالیا۔ طیطس نے ناچار محاصرہ قائم رکھکر شہر مین غلہ کی جو آمد و رفت تہی یک لخت بند کردی۔ جسطرف کوئی یہودی نظر آیا انکا شکار ہوجاتا تہا۔ شہر کی یہہ حالت تہی کہ اہل شہر مین اب بہوک سہنے کی بالکل طاقت نہین رہی تہی۔ مائین اپنے بچونکو کہاے جاتی تہین۔ جنکے پاس نقد و جواہر تہا وہ اس دوزخ کے بہرنے کے لئے اوسی کو کہا گئے۔ آخر اس حالت نے اونکو شہر کا دروازہ کہولنے پر مجبور کیا۔ دروازہ کا کہلنا تہا کہ ایک گروہ کثیر شہر سے نکل کہڑا ہوا مگر افسوس۔ بہوک نے اسقدر بدحواس کردیا تہا کہ باہر نکلتے ہی جانورونکی طرح جو چیز کہانے کے قابل دیکہی اوسپر ٹوٹ پڑے۔ کہانے کا حلق سے اوترنا تہا کہ وہی کہانا سم قاتل ہوگیا۔ کہاتے ہی مرگئے۔ جو بچے وہ رومیون کے شکار ہوے۔ رومیونکو اس شکار کا زیادہ مشتاق اسنے اور کردیا کہ بعض کے جو پیٹ چاک کئے گئے تو وہ جواہر جو بہوک کے روکنے کے لئے اونہون نے نگل لئے تہے انکے ہاتہہ پڑے۔ طیطس نے اس حرکت سے سب کو روک کر شہر پر حملہ کردیا۔ یہود اب کس برتے پر انکو روک سکتے تہے۔ اس نے پہونچتے ہی اوس برج کو تباہ کیا جسمین انکا اجتماع تہا۔ یہودی مسجد کیطرف بہاگے قلعہ والے کچہہ دیر ٹہیرے مگر انکے اس ٹہیرنے سے کیا ہوسکتا تہا فتح کا تمغہ قسمت نے پہلے ہی سے طیطس کے نام رکہا تہا۔ بالآخر یہہ بہی بہاگے۔ طیطس نے شہر پناہ کی دیوارونسے لیکر مسجد تک ساری عمارتون کو منہدم کرانا شروع کیا۔ ابن کریون ایک اونچے مقام پر کہڑا ہوا یہود کو رومکی اطاعت کی ترغیب دے رہا تہا مگر افسوس۔ ان کی بدکرداریون نے انکی عقلونپر پردے ڈال دئے تہے سوائے تہوڑیسی کا ہنونکی جماعت کے سب نے انکار کردیا۔ عام خونریزی شروع ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مسجد بہی انکے

قبضہ مین تہی۔ شہر پناہ کی دیوارین منہدم ہوچکی تہین سارے شہر مین آگ لگادی گئی۔ افسوس یہہ وہی شہر ہے جسمین ایک روز یہود کے اقبال کا تارہ چمک رہا تہا۔ اوس ہیکل تک بہی شعلے پہونچے جسنے مٹ مٹاکر پہر کچہہ اپنی صورت بنائی تہی۔

سچ ہے کسیکی آگ مین جلنا ہنسی نہین	کی آہ دل نے پڑ گئے چہالے زبان پر

رومی سپہ سالار چاہتا تہا کہ ہیکل تک شعلے نہ پہونچین مگر کیا جاتا چہہ ہزار یہودی اوسمین پناہ گزین تہے آخر وہان بہی آگ کے شعلے بہڑکنے لگے۔ یہہ آگ روشن ہی تہی کہ ہیکل کے موقع پر رومی بت رکہے گئے۔ ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ شہر مین گویا گدہو لگا ہل چل گیا۔ باقیماندہ کاہنون نے جو اسطرح دین خراب ہوتے دیکہا بہڑکتے ہوئے آگ کے شعلونمین گر کر دنیا کو اس سخت عذاب سے پاک کیا۔ خاص خاص ہیکل جب گرفتار ہوکر سامنے آیا ہے بلا تامل اوسنے تمام اون خزانونکی کنجیان دیدین جو ہیکل کے اخراجات کے واسطے جمع تہا یا نذر و نیاز کا چڑہاوا تہا۔

ابن کریون کا بیان ہے کہ بروایت مناحیم جو کہ مقتولون کے دفن کرانے پر متعین تہا اس واقعہ مین اون مقتولون کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازہ پر لائے گئے تہے ایک لاکہہ پچیس ہزار آٹہہ سو تہی۔

کچہہ یہود ایک موقع پر برسرپیکار ہونیکی غرض سے مجتمع ہورہے تہے۔ طیطس نے یہہ سنتے ہی سلیاس نامی ایک سپہ سالار کو اوسطرف روانہ کردیا جس نے جاتے ہی محاصرہ کرکے اونکو امان طلب کرنے پر مجبور کیا۔ یہود کی دولت کا اسی وقت سے خاتمہ ہوگیا۔ آہ وہ قوم۔ جو ایک وقت مین حکومت کا ڈنکا بجاتی تہی۔ وہ قوم۔ جس مین کتنے ہی انبیاء اولوالعزم علیہم السّلام مبعوث ہوے۔ وہ قوم۔ جسکی ترقی کا تارہ سب سے

بالاتہا آج ادبار سے اوس درجہ پر پہونچی کہ اپنے آپ کو یہود کہتے بہی ڈرتی ہے۔

بدست بے نشانی آنچنان آوارہ گردیم	کہ عنقا میشود ہر کس کہ میگیرد سراغ من

کوئی اوسکے درد جانکاہ کا سننے والا نہین۔

نصیبے نیست از اہل کرم برگشتہ بختان را	کہ ہرگز پرنساز د کاسۂ گرداب را دریا

اوسپر ضربت علیهم الذلة والمسكنة وباء وا بغضب من الله کا سکہ لگ گیا۔ یہہ کیون۔ صرف اون سرکشیونکے باعث جو انہون نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کین۔ اون بدکرداریون کے سبب۔ جس سے انکو بار بار روکا گیا۔ قانون آلہی جاری ہے کہ پروردگار عالم کسی قوم کو تباہ نہین کرتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کرلے۔ فطرت سلیمہ اگر ہے تو وہ خود ہر قوم کو اوسکے ایسے اسباب پر مطلع کرسکتی ہے مگر افسوس۔ اسکا کیا علاج کہ پانیکے چھینٹے دئے جائین۔ جھنجوڑا جائے اُمید ہو کہ اب نہین تو تہوڑی دیر مین ضرور چونکین گے مگر یہہ جو دیکہا تو وہی پہلے سے خراٹے لے رہے ہین۔ تباہیونپر تباہیان نازل ہو رہی ہین اور وہ قوم اپنی نشہ مین بدمست ہی انا لله وانا اليه راجعون ایسی قوم کا اللہ ہی والی ہے۔

فتنہ نہین ہون جسکو اوٹہایا کرے فلک	ایسے گرے ہوے کو اوٹہایا نجائیگا

مورخین کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صعود سے چالیس برس بعد کا ہے اسوقت آپکے حواریون مین سے صرف یوحنا شہر افسس مین زندہ تہے۔

پادری اسکاٹ کا بیان ہے کہ اس واقعہ سے پہلے چند عجیب باتین ظاہر ہوئی تہین (۱) عید فصیح کی شب مین قریب قربانگاہ آدہ گہنٹہ تک ایسی چمک ہوتی رہی

جس سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ دن نکل آیا (۲) ہیکل کا پیتل کا مشرقی دروازہ جسپر آدمیونسے بہی بمشکل کہلتا تہا ایک شب کو آپ سے آپ کہل گیا (۳) عید فصیح کے کچہہ ہی دنون بعد غروب آفتاب کے بعد بادلون مین ہتہیار بند سپاہیون اور آلات جنگ کی شکلین دیر تک نمودار ہوتی رہین۔

یہود کی شرارتین اس حادثہ کے بعد بہی کم نہوئین۔ چونسٹھہ ہی برس کے بعد آوریان قیصر روم نے مجبور ہوکر یہود پر سخت تشدد شروع کر دیا اور سخت حکم سنا دیا گیا کہ جو ختنہ کریگا اوسکی سزا لبس قتل ہے۔ اسی روز سے عیسائیون نے توریت و حواریون کی اتباع کو بالائے طاق رکہکر پولوس کے کہنے سے ختنہ کو ترک کر دیا اس خیال سے کہ کہین یہود کے شبہہ مین ہم بہی نہ مارے جائین۔ اس قیصر نے یروشلم اور ہیکل کا دوبارہ رہا سہا نشان مٹا دیا۔ اس نے اپنے خاندان سے ملتا ہوا اسکا دوسرا نام رکہا۔ اسکے بعد کچہہ ایسے حکمران گذرے جو نہ صرف یہود بلکہ عیسائیون کے بہی سخت دشمن تہے انکے ہاتہون یہود جسطرح تباہ ہوے وہ تو کوئی نئی بات نہ تہی لیکن عیسائی بیچارے بہی اُن اون مصائب مین گرفتار ہوے جو بیانین نہین آسکتے ۳۳۶ء مین قسطنطین قیصر روم ایک بہت بڑا ظالم اور سنگدل بادشاہ گذرا ہے جسنے محض اپنے ملک کے استحکام کی غرض سے دین مسیحی اختیار کیا۔ اسکے بیٹے قسطنطین ثانی نے اپنے باپ کی اتباع مین اس دین مین خوب سرگرمی دکہلائی۔ اسکے زمانہ مین لوگ زبردستی عیسائی کئے جاتے تہے۔ افسوس۔ دین مسیحی کی نرمی اس ظلم کے ہاتہون درشتی سے بدل گئی اسکو لوگ خدا جانے کیا کہین گے۔

عیسائیت کا سلسلہ قسطنطین ثانی تک ہی آکر رہگیا۔ اسکا بیٹا جولین نامی عیسائی

مذہب کے بالکل برخلاف ہوا۔ یہہ بت پرست تہا۔ اس نے صرف مسیحؑ کی اس پیشین گوئی کی تکذیب کرنے کے لئے یروشلم مین ہیکل تعمیر کرنے کا ارادہ کیا "جب تک غیر قومونکا وقت پورا نہو یروشلم غیر قومونسے روندی جاے گی"۔

اسلئے جیولین نے جو غیر قوم یعنے بت پرست تہا ہیکل کی تعمیر کے لئے کاریگر روانہ کئے۔ مزدورون نے بنیاد کو ہاتہہی لگایا تہا کہ زمین سے آگ کے شعلے نکلے۔ کوئی مزدور بنیاد نہ کھود سکا۔ بار بار قصد کرنے پر بہی تعمیر نہ ہوسکی۔

یہہ پیشین گوئی جیولین اور اوسکے بعد والے قیاصرہ کے بارہ مین تو پوری ہوتی رہی مگر حضرت فاروق اعظم کے زمانہ مین کیا اس پیشین گوئی کا وقت گذر چکا تہا۔ لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ آپ غیر قوم نہ تہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کے وہ پیارے بندے تہے جن سے اوس پروردگار عالم نے وہ کام لیا جو حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تہا۔ اس سے دریافت ہوسکتا ہے کہ مسیحی پیشین گوئی اسلام کو کیا جانتی ہے۔

عیسائیون نے بارہا لینا اور تعمیر کرنا چاہا مگر بجز چند مرتبہ عارضی قبضہ ونکے اوسکی کوئی تعمیر نہ کرسکے۔ یروشلم کی تعمیر اور درستی قیاصرہ کرتے رہے یہانتک کہ اس واقعہ مین جو ہم آگے چلکر فتح بیت المقدس لکہینگے اونکی جانب سے شہر پناہ - برج اور فصیلین سب درست کردی گئی تہین۔ لیکن ہیکل اوسی خراب حالت مین تہی۔ یہہ تہی عیسائی تقدس کی مقبولیت۔ پروردگار عالم نے اپنے فضل سے صرف یروشلم ہی کو مسلمانون کے قبضہ مین نہین دے رکہا بلکہ تمام اوس سرزمین کو عطا فرمادیا ہے جسکا وعدہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور اونکی اولاد کے لئے ابدتک کیا تہا۔ اس طویل قصہ کو جس کے ذرا سے حصہ سے میرا مقصود متعلق تہا اوجس

سے ہماری تاریخ کے ناظرین کی سمجھ مین بہت ساری آیات کلام مجید اچھی طرح سے آگئی ہونگی۔ اب ترک کرکے اصلی مطلب کی طرف آتا ہون۔ حضرت عمرو بن العاص بیت المقدس کے گرد و نواح پر قبضہ کرتے ہوے اوسکے محاصرہ کے لئے بڑہے۔ عیسائی قلعہ بند ہوکر لڑتے رہے۔ اس اثنار مین آپ نے تبلیغ فرمائی جس مین اسلام اور جزیہ کا ذکر تہا مگر دونون کی نامنظوری سنکر حضرت امین الامتہؓ کے تشریف لانیکا انتظار کیا۔ حضرت امین الامتہؓ قنسرین کے سارے انتہائی اضلاع کو فتح کرچکے تہے۔ گیارہوین روز اپنی پوری طاقت سے آپ اس لشکر سے آکر مل گئے اور آتے ہی حاکم شہر کے نام اس مضمون کا خط لکہا۔ ہمارا اصلی مقصد یہہ ہے کہ اللہ اور اوسکے سچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ تم ایمان لے آے تو تمہارے اموال و اولاد سے ذرا سا بہی تعرض کرنا ہمارے یہان بالکل حرام ہے۔ اگر ایمان نہ لاؤ تو جزیہ منظور کرو تم ہماری حمایت مین آجاؤ گے۔ اگر یہہ بہی منظور نہین تو مین تمہارے مقابلہ پر ایک ایسے گروہ کو لاؤن گا جسکو موت اس سے بہی زیادہ لذیذ معلوم ہوتی ہے جسقدر کہ تم کو شراب و خنزیر۔ ہم بغیر فتح کئے یہان سے ہرگز نہ ٹلین گے۔ حاکم نے یہہ کہکر ٹالدیا کہ یہہ پاک جگہہ یون ہی نہین دیجاتی۔ اس زمانہ مین سردی شدت سے تہی۔ اونکا خیال تہا کہ گرم ملکون کے رہنے والے اسکی تاب نہ لاسکین گے۔ مگر جب سردی کے چار مہینے محاصرہ ہی مین گذر گئے تب مجبور ہوکر اونکے ایک امام سمپرونیس نے دیوار کے اوپر سے حضرت امین الامتہؓ سے صلح کی گفتگو شروع کی۔ اسنے کہا۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ یہہ مقدس مقام ہے جو اس پر برسر پرخاش آتا ہے قہر الٰہی اوس سے بدلا لیتا ہے حضرت امین الامتہؓ نے فرمایا کہ ہان۔ ہم خوب جانتے ہین۔ یہہ پیغمبرون کی جگہہ ہے۔

یہان اولکا مدفن ہے۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہین سے معراج کو تشریف لے گئے تھے۔ ساتھہ ہی یہہ بھی جانتے ہین کہ بہ نسبت تمہارے اسکے قبضہ کے ہم زیادہ مستحق ہین ہمارا محاصرہ بس اوسوقت اوٹھے گا جب پروردگار عالم اور مقامونکی طرح اسکو بھی ہمارے قبضہ مین دیدے۔ عیسائی پادری نا اُمید ہوکر صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لئے یہہ شرط اضافہ کردی کہ خود خلیفہ تشریف لاکر صلحنامہ تحریر فرمائین۔

علامہ ابن اثیر۔ امام یافعی علیہ الرحمہ اور شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہین کہ اثنار محاصرہ ہی مین حضرت عمرو بن العاص نے ایک قاصد کے ذریعہ سے نامہ تبلیغی پہونچایا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ارطبون کو اپنے یہانکی پیشین گوئیونسے یہہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کے ذریعہ سے یہہ شہر فتح نہین ہوگا بلکہ اس شہر کا فاتح وہ شخص ہوگا جسمین یہہ یہہ علامتین پائی جاتی ہون۔ یہہ وہ علامتین تھین کہ سوائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے شخص پر صادق نہین آتی تھین۔

آن باہمہ کس نے وکسے راکہ نظر ہست	درہیئت مطبوع نگارین من آن یافت

اس روایت کو بعضے عیسائی مورخین نے بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے اسکی کچھہ اصلیت ہو مگر آفرین ہے آجکل کے اسلامی مورخون پر کہ اونہون نے بلا تامل اس پر وضع کا حکم لگا دیا۔

ہمارے خیال مین توثیق وتنقید روایت مین حضرت شاہ ولی اللہؒ اور امام یافعیؒ اور علامہ ابن اثیرؒ کی انکے مقابلہ مین کوئی حقیقت نہین ہے افسوس صد افسوس

محض اپنے گڑھے ہوے اصولون کی بنا پر جو دین و مذہب کے بھی بالکل خلاف ہین اس بیدردی سے کذب و وضع کی تہمت لگانا ذرا غور طلب ہی نہین بلکہ داد طلب بھی ہے۔ یہہ وہی حضرات ہین کہ جس اسلامی فن کے کمال کا تمام دنیا لوہا مانے ہوے ہے اوسکو یہہ ہی لوگ اسلام کے پردہ مین مرے ہی سے اوڑھکر ظاہر کرتے ہین کہ درحقیقت یہہ کمال نہ تہا۔ حدیث شریف کو قابل اعتماد اسیوجہ سے نہ جانا۔ اسماء الرجال مین اونکی ان جانکاہیون کا ان حضرات کے دربار سی یہہ صلہ ملا کہ گھر بیٹھے جوچاہا سو لکھہ مارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور پھر دعوی حمیت اسلام ہے۔ سچ ہے۔ دوستی بے خرد خود دشمنی ست +

غرض جب حضرت فاروق اعظم کو اسکی اطلاع دیگئی تو حضرت عثمان آپ کے تشریف لیجانیکے بالکل برخلاف ہوے لیکن حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یہہ شہر نہایت مقدس ہے اگر آخری وقت تک اونکی مدد و نکتار لگا رہا تو کچھہ بعید نہین۔ پھر وقت اوٹھانا پڑیگی۔ آپکے تشریف لیجانیسے سپاہیون کے دل بھی بڑھ جاینگے اور اونپر بھی اسکا خاطر خواہ اثر پڑیگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے خود جاکر اس مقدس شہر کو زیر حمایت لانا پسند فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نائب مقرر فرماکر سب عمال کو لکھہ بھیجا کہ اپنے اپنے مقررہ کام نائبون کے سپرد کرکے مقام جابیہ مین جو بیت المقدس سے پانچ منزل کے فاصلہ پر ہے موجود رہین۔ یہہ انتظام فرماکر آپ روضہ اقدس پر حاضر ہوے اور مسجد مبارک مین نماز پڑہکر بیت المقدس کے جانب نہضت فرما ہوے۔

خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ وہ شخص جو اپنے وقت کے تمام مسلمانون کا سردار تہا جسکی حکومت کی حدود بڑہتی ہی چلی جارہی تہین۔ جسکے سامنے ادہر یزدگرد گرد تہا اودہر قیصر کے ہوش وحواس باختہ تہے۔ جسکے قبضہ مین بے حساب غنیمت آچکی تہی اوسکا سفر کس تزک واحتشام سے ہوگا۔ آیئے ہم بتائین۔ اسلام کی سادگی کو یہین سے ملاحظہ فرمالیجئے۔ آپ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تہے جسکے دونون جانب دو جھولے لٹک رہے تہے۔ ایک مین کھجور اور سوکھے میوہ تہے دوسرے مین بھونے ہوئے گیہون وغیرہ تہے۔ ایک مشکیزہ پانی کا ساتھہ تہا۔ لاؤلشکر تو ایک طرف آپ کے ساتھہ خیمہ بہی نہ تہا۔ درخت کے سایہ مین چٹائی پر آپ آرام فرمالیتے تہے۔ اور تو اور لباس کا یہہ حال تہا کہ دوش مبارک پر کئی پیوند تہے۔

ہے اونکی سادگی بہی تو کس کس پہ کیا تہے	سیدہی سی بات بہی ہے تو اک بانکپن کیا تہے

مگر پہر بہی یہہ حال تہا کہ جہان جہان یہہ خبر پہونچی کہ حضرت فاروق اعظم رضؓ نے شام کا سفر فرمایا ہے۔ زمین لرز جاتی تہی۔ عمال کا یہہ حال تہا کہ سب کے سب کانپ رہے تہے کہ محاسب آرہا ہے۔

ہیبت حق ست این از خلق نیست	ہیبت این شخص صاحب دلق نیست

واقدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس سفر مین جب آپ چلتے تو بغیر نماز صبح ادا کئے نہ چلتے تہے۔ نماز کے بعد مسلمانونکی جانب خطاب فرماکر یہہ دعا پڑہتے۔ الحمد للہ الذی اعزنا بالاسلام وخصنا ببیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدانا من الضلالۃ وجمعنا من بعد الشتات علی کلمۃ التقوی والف

بین قلوبنا ونصرنا علی عدونا وکمن لنا فی بلادہ وجعلنا اخوانا متحابین فاحمدوا اللہ علی ھذہ النعمۃ واسألوہ المزید منھا والشکر علیھا وعلی ما اصبحتم ینقلبون فیہ من النعمۃ السابغۃ والمنن الظاھرۃ فان اللہ یزید المتدبرین والراغبین فیما لدیہ ویتم نعمۃ علی الشاکرین۔ تمام تعریفون کا مستحق وہی پروردگار عالم ہے جس نے ہمکو اسلام سے معزز فرمایا۔ جسنے ہمکو اپنے پاک نبیؐ سے مخصوص فرمایا (یعنے اونکی بعثت ہم ہی مین سے ہوئی) ہم کو گمراہی سے بچاکر سیدہے راستہ پر لگایا۔ ہم بالکل پراگندہ تھے کلمۂ تقویٰ پر ہم سب کو مجتمع کر دیا۔ ہمارے دلونمین ایک دوسرے کی محبت ڈالدی دشمن کے مقابلہ مین ہماری مدد کی اونسے اپنے شہرونمین ہمکو محفوظ رکھا ہم اوسکے فضل سے ایک دوسرے کے خالص بھائی بنگئے۔ اے خدا کے سچے بندو۔ اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو اوس سے نعمت کی زیادتی طلب کرو۔ اوسکی شکر کی توفیق کی دعا کرو۔ اون نعمتونکی توفیق شکر کی دعا کرو جو صبح کیوقت سونے سے اوٹھکر تمہارے شامل حال ہوتی ہین۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتونکو اون لوگونپر جو اوسکی رغبت کرنے والے اور اوس سے طلب کرنیوالے ہین اوس کا شکر ادا کرنیوالے ہین کامل فرما دیتا ہے۔

حضرت امیر المومنینؓ کا یہہ سادہ سفر عدل و انصاف ہی مین صرف ہوا۔ اسی سفر مین آپ نے عرب کی کثیر الازدواجی کی اصلاح فرمائی چنانچہ آپ جب چشمۂ ذات المشار پر پہونچے ہین تو آپ کو معلوم ہوا کہ دو حقیقی بہنین ایک مرد کے نکاح مین ہین۔ یہہ امر اگرچہ کفار کے رسم و رواج مین داخل تھا لیکن مسائل اسلام کے

بالکل خلاف تہا۔ یہہ شخص مسلمان تہا۔ آپ نے اوسکو اور اوسکی بی بی کو بلاکر اس غلطی پر متنبہ فرمایا کہ شریعت اسلامیہ مین یہہ امر حرام ہے۔ اوس نے کہا ہم اسلام کے اس مسئلہ سے واقف نہ تہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے ابہی انمین سے ایک کو چھوڑ دے نہین تو تیرا سر اوڑا دیا جائیگا۔ سُن۔ جو اسلام کو اختیار کر کے ترک کر دیتا ہے اوسکی سزا موت ہے۔ اُن دونون مین سے ایک کو طلاق دلوا کر آپ نے فرمادیا کہ اگر دوسری کو تو نے ہاتہہ لگایا تو سنگسار کر دیا جائیگا۔

وادی القریٰ مین پہونچکر عجیب معاملہ پیش آیا۔ ایک بوڑہے آدمی کی جان اولاد نہ تہی۔ اوس دیوث نے ایک نوجوان کو شریک کر لیا تہا۔ اوسکی عورت ایک رات دن اسکے پاس اور ایک رات دن دوسرے کے پاس رہتی تہی۔ آپ نے اوسکو بلاکر دریافت فرمایا۔ پیر مرد نے جواب دیا۔ امیر المومنین مجھے معلوم نہ تہا کہ اسلام مین یہہ امر منع ہے مگر اب مجھے معلوم ہوگیا۔ آیندہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اگر پھر مجھکو اسکی خبر لگی تو تیرا سر اوڑا دونگا۔

ان لوگون کو اسلامی حالت مین بہت زمانہ نہین گذرا تہا قدیمی رسمین کچہہ کچہہ چلی جاتی تہین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان قبایل کو اسطرح سیدہی کرتے چلے۔ ایک جگہہ آپ نے کچہہ آدمیون کو دہوپ مین کہڑے دیکہا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ انہون نے اہل اسلام کو حسب وعدہ جزیہ نہین دیا اونکے حال کی تحقیقات سے آپ کو معلوم ہوا کہ یہہ بالکل بے سروسامان ہین۔ آپ نے اونکو رہا فرما دیا۔ ایذا دینے والونکو یہہ فرماکر سخت ملامت کی کہ اسقدر کسی پر شدت نکرو

جو تم نہ سہہ سکو۔ انچہ برخود نہ پسندی بدگر ہم مپسند۔ ہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ جو شخص اپنے کسی ساتھی کو دنیا مین تکلیف دیتا ہے اوسکو جہنم مین آگ سے تکلیف پہونچے گی۔

یہہ تھا عدل فاروقیؓ کیا اسکی نظیر آج اونکی سلطنتو نہین ملتی ہے جنکو عدل نوشیروانی کہلاے جانے پر ناز ہے۔ یہہ صرف وہ واقعات ہین جو ایک سفر مین راہ چلتے پیش آگئے تھے گویا یہہ معمولی توجہہ کا عدل و انصاف تھا۔ عدل کے اصلی کارنامے انشاءاللہ تعالیٰ آپ حصہ دوم مین ملاحظہ فرمائین گے۔

مقام جابیہ مین جب آپ پہونچے سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور حضرت یزید بن ابی سفیان سے ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد حضرت سیف اللہ اپنے سوار و لشکر رسالہ لئے ہوے آملے۔ یہہ سب دیبا و حریر کے چلتہ پہنے ہوے تھے۔ حضرت عمرؓ اس تکلف کے لباس کو دیکھکر برہم ہوگئے۔ گھوڑے سے اوتر کر سنگریزے اوٹھاکر اونکی جانب پھینکے اور کمال طیش سے فرمایا "دو ہی برس مین تم نے اپنی حالت بدل دی۔ تمکو کیا ہوا ہے۔ اسقدر زیب و زینت سے میرے استقبال کو کیون آے ہو۔ تمنے بالکل عجمیون کی سی حالت اختیار کرلی"۔ لیکن جب اون لوگون نے عرض کیا "ان قباؤن کے نیچے سلاح حرب ہین۔ یعنی ہم فن سپہگری مین ویسے ہی طاق ہین اوسکو ہم نے نہین چھوڑا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو کچھہ مضائقہ نہین۔

مقام جابیہ مین کچھہ روز قیام رہا۔ یہین بیت المقدس کا معاہدہ بھی تحریر کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم فوج کے حلقہ مین تشریف فرما تھے کہ کچھہ سوار نظر آئے

جو گھوڑے اُڑاتے چلے آتے تھے۔ اونکے ہتھیار چمک رہے تھے۔ دراصل یہہ لوگ طالب صلح ہوکر اوس لشکر کا تماشا دیکھنے آئے تھے جو تمام دنیا کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ اہل اسلام نے فوراً برچھے سیدھے کر لئے۔ آپ نے فرمایا خیر ہے۔ لوگون نے سوارونکی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ اپنی خداداد فراست سے فوراً سمجھ گئے۔ فرمایا۔ کوئی گھبرانے کی بات نہین۔ بیت المقدس کے عیسائی طالبان صلح آئے ہین۔

ارطبون پہلے ہی سے شہر چھوڑکر مصر کو بھاگ گیا تھا یہہ عمائد و رؤسا شہر تھے۔ اونہون نے جزیہ دیکر مصالحت کر لی۔ شہر کے دروازے کھولدئے گئے۔ صلحنامہ وہین لکھا گیا اور اوسکی تکمیل کے لئے عظام صحابہ کے دستخط بھی کرادئے گئے اہل رملہ نے بھی ان ہی شرائط پر صلح کر لی اور شہر کا دروازہ کھولدیا۔

یہان سے حضرت فاروق اعظم نے شہر کا قصد فرمایا۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ کی سواری مین جو گھوڑا تھا اوسکے سُم روزانہ سفر سے گھس گئے تھے جس سے اوسکے قدم رک رک کر پڑتے تھے۔ لباس وساز وسامان بھی ایک ایسی ہی معمولی حیثیت کا تھا جس حالت سے خود مسلمانونکو شرم آتی تھی۔ حضرت فاروق اعظم گھوڑے کی یہہ حالت دیکھکر اوتر پڑے۔ ایک عمدہ ترکی نسل کا گھوڑا اور ایک قیمتی لباس پیش کیا گیا۔ لباس کو دیکھکر آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے جو ہمکو عزت دی ہے وہ اسلامی عزت ہے ہمارے لئے بس وہی کافی ہے اسکو واپس لیجاؤ مجھے اسکی کچھہ ضرورت نہین ہے۔

	دیوانۂ او ہر دو جہان را چہ کند	

گھوڑے پر لوگون کے کہنے سننے سے آپ سوار ہو گئے۔ وہ شوخی کرنے لگا۔ آپ نے اوسکی گردن پر تھپکی دی اور فرمایا۔ کم بخت۔ یہہ غرور کی چال تو نے کہانسے سیکھی یہہ کہکر آپ اوپر سے بھی اوتر پڑے اور بیت المقدس کو پیادہ پا ہی چلے بیت المقدس کے قریب پہونچکر آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ شہر پناہ کی فصیلو پر شہر کے تماشائیون کے ٹھٹ لگے ہوے تھے آپ کے دیکھتے ہی سب کی زبانسے بے اختیار نکل گیا ھذا ھو یہہ وہی ہین (تاریخ یافعی) یہہ اوسی پیشین گوئی کا اثر تھا جسکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین ورنہ تماشائیون کا یہہ ہجوم اور پھر یکبارگی یہہ کلمہ چہ معنی دارد۔

حضرت فاروق اعظمؓ جب شہر مین داخل ہوے ہین تو پا پیادہ تھے۔ ایک عصا دست مبارک مین تھا۔ پادری سفرونیوس آپکے ساتھہ ساتھہ تھا۔ سب سے پہلے آپ اوس مسجد مین تشریف لے گئے جسکی وجہہ سے اس شہر کو تقدس حاصل ہوا محراب داؤد مین پہونچکر آپ نے سجد داؤد کی آیت پڑہی اور سجدہ ادا کیا اسکے بعد اوس پادری نے کئی گرجونکی سیر کرائی۔

سیر کرتے کرتے جب آپ ریوریکیش چرچ یا معبد حشر گرجہ مین پہونچے ہین تو نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے پادری سے کہا۔ کوئی ایسی جگہہ بتاؤ جہان مین نماز پڑہ سکون پادری نے فوراً کہدیا کہ جہان آپ کھڑے ہین یہین نماز پڑہ لیجیے۔ مگر یہہ جواب ملا مین یہان نماز نہ پڑہونگا۔ پادری گرجہ سے باہر آیا۔ قریب دروازہ کے پہونچکر پہر اس نے کہا کہ یہین نماز پڑہ لیجیے۔ مگر پھر بھی فاروقؓ اعظم نے انکار ہی کیا۔ پادری آپکو پھر گرجہ قسطنطین مین لے گیا اور چٹائی بچھا کر نماز پڑہنے کیلئے عرض کیا

آپ نے یہان بہی انکار ہی فرمایا۔ گرجہ سے باہر نکلکر مشرقی دروازہ کی سب سے آخر سیڑہی پر آپ نے نماز ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہوکر پادری کی جانب آپ متوجہہ ہوے اور فرمایا "شاید تمکو میرے نماز نہ پڑہنے سے سخت تعجب ہوا ہوگا کہ مین نے گرجہ کے اندر نماز کیون ادا نہین کی۔ اس کا سبب یہہ ہے کہ مین نے تمہارے ساتہہ تمہاری عبادتگاہونمین دست اندازی نہ کرنیکا عہد کرلیا ہے۔ اگر مین ان مقامات مین سے جہان تم نے مجہے نماز پڑہنے کے لئے کہا تہا نماز پڑہ لیتا تو پہر مسلمان یہان اپنا حق اس بنا پر قائم کرسکتے تہے کہ جہان ہمارے خلیفہ نے نماز ادا کی ہے وہان ہم نماز پڑہ سکتے ہین۔ اسطرح عہد نامہ کی اوس شرط پر جو عبادتخانونکے متعلق کیگئی ہے پورا پورا ایفا نہ ہوتا" حضرت فاروق اعظم نے اس سے بہی زیادہ یہہ کیا کہ ایک حکم امتناعی اس مضمون کا صادر فرمادیا کہ کوئی مسلمان گرجہ کی سیڑہیہ پر نماز نہ پڑہنے پاے ہان اگر ضرورت ہو تو صرف ایک آدمی ایک وقت مین تنہا نماز ادا کرسکے گا۔

آپ کی اس قسم کی رعایتون اور شرائط کی ایفا کا عیسائیون کے دلون پر اسقدر بڑا اثر پڑا اور مسلمانونکی اونکے دلونمین وہ وقعت ہوگئی کہ وہ زمین جسمین گرجہ قسطنطنیہ کی راستہ کی آدہی سیڑہیان بہی آگئین مسلمانون کو مسجد بنانے کے لئے بہ خوشی خاطر دیدی گئی۔ اسکی کچہہ پرواہ نہ کی گئی کہ یہہ زمین جو مسجد کے لئے لی جارہی ہے اور جس مین گرجہ کی نصف سیڑہیان بہی آتی جاتی ہین فروخت نہ کی جاے۔

یہان سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مفتوحہ قومون کے ساتہہ اہل اسلام کا

کیا سلوک تہا۔ کیا ایک نظیر بہی اسکے مقابلہ مین پیش کیجا سکتی ہے۔ مفتوحہ قومونکے حقوق کی نگہداشت اس قدر باریک بینی کے ساتہہ بس اہل اسلام اور اونمین سے بہی علی الخصوص حضرت فاروق اعظمؓ ہی کا حصہ ہے۔

وہ ہے ہمارا طریق الفت کہ دشمنون سے بہی ملکے چلنا۔	
نہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نکرنا	

آپ نے معبد حضرت سلیمانؑ مین ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی۔ بعد مین وہ اسقدر مرصع اور آراستہ کیگئی کہ مسجد قرطبہ جسکا تمام عالم مین شہرہ ہو رہا ہے اوسکی ثانی ہوگئی۔ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر شکایت کی۔ امیر المومنین ہمارے افسر تو پرند کا گوشت اور میدہ کی روٹیان کہاتے ہین اور عام مسلمانون کو معمولی کہانون مین بہی دقت ہوتی ہے۔ حضرت عمر نے افسرونکی طرف دیکہا۔ اونہون نے عرض کیا حضرت یہہ عشرت پسندی نہین ہے۔ مدینہ منورہ مین جس قیمت پر روٹی اور کہجور ملتی ہے یہان اوسی قیمت پر پرند کا گوشت اور میدہ ملتا ہے۔ یہان ہر چیز ارزان ہے۔ حضرت عمرؓ کو افسرونکے مجبور کرنیکی کوئی وجہ نہ تہی مگر یہہ حکم دیدیا کہ غنیمت اور تنخواہ کے علاوہ ہر سپاہی کا کہانا بہی مقرر کیا جاوے۔

یہین ایک روز آپ نے حضرت بلالؓ (سنہ ۲۱ھ مین بعمر ۶۳ یا ۶۴ سال وفات پائی الریاض المستطابہ یحییٰ بن ابی بکر العامری الیمنی) سے ایک روز نماز کے وقت اذان دینے کیواسطے فرمایا۔ بلالؓ نے کہا کہ حضور پر نور روحی فداہ کی وفات کے بعد مینے قصد کرلیا تہا کہ اب اذان نہ دونگا مگر آپ کے فرمانے سے آج اور بس آج ہی

اذان دیتا ہون۔ اذان جو شروع کیگئی تمام صحابہ کی پیش نظر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد مبارک ہوگیا اور ایک عام رقت طاری ہوگئی۔ حضرت امین الامۃ اور حضرت معاذ بن جبل روتے روتے بے تاب ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی یہہ حالت تہی کہ ہچکی بندہی ہوئی تہی۔ دیر تک ایک خاص اثر رہا۔

یہان چونکہ اکثر افسران فوج وعمال جمع تہے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے دس روز قیام فرماکر ضروری احکام جاری فرمائے اور شام کی موجودہ اور آئندہ حالات کے مناسب ہدایات فرماکر بندوبست فرمادیا۔

اہل مدینہ کا خیال ہو رہا تہا کہ بیت المقدس کا تقدس اور یہہ وہان کی آب وہوا کی فرحت انگیزی کہین حضرت فاروق اعظم کے دامنگش نہ ہو اور آپ وہین اقامت فرمالین لیکن جب انہون نے اوسی بدستور حالت مین آپ کو دیکہا کہ وہی اونٹنی ہے۔ وہی پیوندار لباس۔ وہی پانی کا مشکیزہ پہچلی ساری خیالات کافور ہو گئے۔ کون نادان اس کو دنیاوی سلطنت کہے گا۔ ان کی سلطنت تو وہ تہی کہ سلاطین کو دربانی سے شرف حاصل ہوتا تہا۔ یہان تو وہ حالت تہی۔

خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پای	پای بر منصب نگر و رفعت عالیجاہی
بر در میکدہ رندان قلندر باشند	کہ بیک جرعہ دہند افسر شاہنشاہی

فتح برس و بابل

تاریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف ہوتی ہے۔ ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ

عراق مین بڑا معرکہ قادسیہ کا حضرت سعد بن وقاص سر کر چکے تھے۔ اس فتح کے بعد آپ کئی ماہ دربار خلافت سے نیا حکم صادر ہونیکی وجہ سے مقیم رہے۔

قادسیہ کی جنگ مین چونکہ اکثر موذنین شہادت یاب ہو چکے تھے نئے موذنین کی اسقدر درخواستین آئین کہ حضرت سعدؓ کو قرعہ ڈالنے کی ضرورت ہوئی۔ افسوس آج یہہ حالت ہے کہ خود اہل اسلام بلکہ اسلامی جماعت کے مدعیون کی نظر مین اس فرقہ سے ذلیل تر کوئی فرقہ نہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پدید آمد رسوم بیوفائی		نماند از کس نشان آشنائی
کسے کو فاضل ست امروز در دہر		نمے بیند زغم یکدم جدائی
ولیکن جاہل ست اندر تنعم		متاع او چو ہست ایندم بہائی

مگر یہہ رونا ہمکو اپنی ہی حالتون کا ہے ہم ہی نے اپنی حالت خراب کر رکھی ہے۔ اب ایسے ہو گئے کہ خود قوم ہی اچھے کامونپر اپنے بھائیونکو ذلیل نگاہ سے دیکھنے لگی۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم		کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

ایرانی قادسیہ سے بھاگ کر بابل مین جا جمے۔ یہہ ایک مستحکم اور محفوظ مقام تھا۔ اس بدحواسی مین بھی اونہون نے تمام جنگ کے سامان مہیا کر لئے تھے۔ اگرچہ جنگ قادسیہ سے بچے کھچے افسر مثل نخیر خان وغیرہ کے وہان تھے۔ مگر سر لشکر فیروزان قرار دیا گیا۔

حضرت عمرؓ کا فرمان حضرت سعدؓ کے نام اس مضمون کا آیا کہ متعلقین کو مقام عتیق ہی مین چھوڑ کر ایک لشکر جرار سے تمکو مدائن کا رخ کرنا چاہیئے ان کی حفاظت کے واسطے جو لوگ چھوڑے جاوین گو یہہ اسوجہہ سے شریک جنگ نہ ہو سکین گے

لیکن اموال غنیمت مین سے سب کے برابر حصہ دار ہونگے - واقعی انکا یہان رہنا شریک جنگ ہی ہونا تہا کیونکہ وہ سب وہان کے لئے راضی تہے مگر متعلقین کی حفاظت کا پہر کیا ذریعہ تہا یہہ لوگ قاعدین نہ تہے -

حضرت سعد یہہ انتظام فرماکر آگے بڑہے - آپکے مقدمتہ الجیش کے افسر حضرت عبداللہ بن معتم - زہرہ بن حیوہ اور شرحبیل بن السمط تہے - مقام برس مین بصبہا ایک فارسی جماعت کے ساتہہ انکا سد راہ ہوا - میدان جنگ مین حضرت زہرہ کے نیزہ کا زخم کہاکر ایک نہر مین جاکود اجسکا خاتمہ وہین ہوگیا - رئیس برس بسطام نامی نے آکر حضرت زہرہ سے صلح کی درخواست کی جو فوراً منظور کرلیگئی - بسطام نے بابل کے متعلق جو جو حالات اوسکو معلوم تہے اور قابل ذکر تہے سب کی اطلاع دیدی اور راہ مین جسقدر نہرین اور نالے تہے بابل تک سب پر پل تیار کرادئے کہ اسلامی فوجین آسانی سے عبور کرجائین - حضرت زہرہ نے اسکی اطلاع حضرت سعد کو دی - آپ برس مین آکران سے ملگئے رائے یہی ہوئی کہ حضرت زہرہ ہی پہر آگے بڑہین -

فیروزان وغیرہ نے اگرچہ بند وبست مین کسی قسم کی کوتاہی نہین کی تہی مگر اسلامی تلوار وں کی آب کے سامنے فارس کی آگ کیا ٹہیر سکتی تہی - پہلے ہی حملہ مین بجہ گئی اور میدان اہل اسلام کے ہاتہہ رہا - فارسی فوجین بابل سے بہاگتے وقت کئی گروہ ہو پر منقسم ہوگئین - کچہہ ہرمزان کے ساتہہ اہواز چلے گئے ایک حصہ فوج فیروزان کے ہمراہ نہاوند جا پہونچا جہان کسریٰ کا خزانہ تہا - ایک گروہ مہران کے ساتہہ مدائن کیطرف چلدیا - راہ مین جسقدر پل بند ہے

ہوے تھی سب کو توڑتے چلے گئے۔

حالانکہ افسران ایران کے نامونکی تصحیح کا مورخین نے نہایت اہتمام کیا ہے پھر بھی اس مقام پر اکثر نہین معلوم کیا وجہ کہ اون ہی افسرونکے نام دوبارہ ذکر کردئے جو جنگ قادسیہ وغیرہ مین کام آچکے تھے۔ انکی تصحیح اگر ممکن تھی تو متقدمین سے مگر وہ سب اسی راہ چل رہے ہین۔ مین بالکل نہین کہہ سکتا کہ مہران و فیروزان جو یہان ذکر کئے گئے انکے اصلی نام کیا ہین۔ شاید ان کے بھی وہی نام ہون مگر یہہ صرف احتمال ہی احتمال ہے۔

غرض حضرت سعدؓ بابل پر قابض ہو گئے اور پھر حضرت زہرہ ہی کو مقدمۃ الجیش مقرر فرماکر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت زہرہ۔ بکر بن عبد اللہ لیثی۔ کثیر بن شہاب سبعی راستہ صاف کرتے ہوے کوثی پر جا پہونچے جہان ایرانیونکا ایک شاہزادہ شہریار نامی موجود تھا۔ کوثی ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نمرود کے حکم سے یہین قید کئے گئے تھے۔ قید خانہ کی جگہہ اوسوقت تک محفوظ تھی فتح کے بعد حضرت سعد اسکی زیارت کو گئے تھے اور درود پڑھکر آپ نے یہہ آیت پڑھی تھی تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

شہریار کو حضرت زہرہ کے پہونچنے کی جب اطلاع ہوئی تو وہ کوثی سے باہر نکلکر میدان جنگ مین پکارا۔ تم مین سے جسکو اپنی قوت پر گھمنڈ ہو وہ میرے مقابلہ پر آے۔ حضرت زہرہ خود جانیکو مستعد تھے لیکن اوسکا دعویٰ توڑنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ اب ادنیٰ شخص تمہارے مقابلہ پر بھیجا جائیگا۔ ابو نباتہ نایل بن جشعم اعرجی کو جو بنی تمیم کے بہادرون مین سے تھا آپ نے اشارہ کیا۔

وہ گھوڑا کود اکر میدانمین جا پہونچے۔ شہریار بہت لحیم شحیم تہا۔ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک دیو ہے۔ نایل کو اوس نے اپنے مقابلہ مین بہت کم سمجھکر نیزہ ہاتہہ سے پھینک دیا اور گردنمین ہاتہہ ڈالکر زور سے اپنی طرف کہینچا۔ نایل نے بہی نیزہ پھینک گردن مین ہاتہہ ڈال کہینچنا شروع کیا۔ اس کشاکشی مین دونون زین سے جدا ہوکر زمین پر آرہے مگر اتفاق سے شہریار اوپر تہا۔ شہریار نے سینہ پر چڑہکر سر جدا کرنے کے لئے خنجر نکال ہی لیا تہا مگر اتفاق سے نایل کے مُنہ مین شہریار کا انگوٹہا آگیا۔ نایل نے اس زور سے کاٹا کہ شہریار تڑپ گیا اور یہہ موقع پاکر اوسکے سینہ پر چڑہے اور اوسکا خنجر چھین کر پیٹ چاک کر ڈالا۔

شہریار کا مارا جانا تہا کہ تمام اوسکی رکاب کی فوجین بہاگ نکلین۔ نایل اوسکا قیمتی لباس و اسلحہ لئے ہوے حضرت سعد کی خدمت مین آگئے جو اتنا جنگ ہی مین اپنے مقدمۃ الجیش سے آملے تہے۔ حضرت سعد نے اونکو دیکہکر حکم دیا کہ وہی لباس اور اسلحہ نایل اپنے بدن پر سجاکر آئین۔ شہریار کی زرق برق پوشاک جو اوس سادہ بادیہ نشین کے بدن پر دیکہی گئی تو زمانہ کی تلون مزاجیون کا نمونہ سامنے ہوگیا۔

ہماری آنکہون نے بہی تماشا عجب عجب انتخاب دیکہا	
	بُرائی دیکہی بہلائی دیکہی عذاب دیکہا ثواب دیکہا

کوتی سے آگے بڑہکر مدائن پایہ تخت کے قریب ایک مقام بہرہ شیر یا آردشیر تہا۔ حضرت سعد نے اسکے لئے بہی حضرت زہرہ کو ہی آگے کیا۔ راہ مین شیرآزاد رئیس ساباط طالب صلح ہوا جسکو جزیہ مقرر کرکر امن نامہ دیدیا گیا۔

راہ ہی مین ایک مقام پر پوران بنت کسریٰ کے اوس رسالہ اور حضرت زہرہ مین مٹ بھیڑ ہوگئی جو ہر روز یہہ قسم کہا کر اوٹھتا تہا کہ جب تک ہم ہین فارس روز بد نہین دیکھہ سکتا۔ حضرت زہرہ نے اوسکے پرخچے اوڑا دئے۔

بہرۂ شیر مین کسریٰ کا ایک شیر ببر پلا ہوا تہا جسکی نسبت بعض کا خیال ہے کہ اس مقام کی وجہہ تسمیہ یہی شیر تہا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ حضرت زہرہ جب اس مقام کے قریب پہونچے یہہ شیر بڑھکر نکلا۔ ہاشم مرقال نے جو ہراول کے افسر تہے اس صفائی سے تلوار کا ایک ہاتہہ دیا کہ ڈہیر ہوکے رہگیا۔ حضرت سعدؓ نے اونکی اس شجاعت پر اونکی پیشانی اور انہون نے جوش مسرت مین سعدؓ کے قدم چوم لئے۔ حضرت سعد نے آگے بڑہکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ فوج نے اطراف و جوانب کے ہزارون آدمی گرفتار کرلئے مگر رئیس ساباط سے یہہ معلوم ہوکر کہ یہہ معمولی کاشتکار ہین انکے قید کرلینے سے کیا حاصل۔ دفتر مین انکے نام درج کرکے سب چھوڑ دئے گئے۔ یہہ محاصرہ ذی الحجہ ۱۵ھ مین کیا گیا تہا۔

واقعات سنہ ۱۶ھ

بہرۂ شیر کا محاصرہ صفر ۱۶ھ تک قائم رہا۔ آس پاس کے تمام رئیسون نے جزیہ دے دے کر امان حاصل کرلی۔

حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا تہا کہ جو شخص جزیہ دینا منظور کرے یا ہتہیار ڈالدے یا لڑتے ہوے بیٹہہ جاے اسکو امان دیدینا اور جو شخص بہاگے اور تم اوسکو گرفتار کرلاؤ اوسکی بابت تمکو اختیار ہے۔ غربی دجلہ کے کل دہقان اور اہل سواد مسلمانون کے سایہ مین آگئے تہے مگر شہر پر قبضہ نہ ہوسکا۔ ایرانی کبھی کبھی شہر سے

باہر نکلکر صف آرا ہوتے تھے مگر کچھہ فیصلہ نہونے پاتا تھا کہ قلعہ بند ہوجاتے تھے ایک روز ایرانی تنگ آکر مرنے پر کمر باندہے بڑے جوش وخروش سے میدانمین اگر معرکہ آرا ہوے اور آتے ہی تیر برسانے شروع کئے۔ حضرت زہرہ جنکی کارگذاریان آپ پچھلے واقعات مین ملاحظہ کرآے ہین ہر معرکہ مین سب سے آگے ہی رہتی تھے انکی زرہ اس معرکہ مین کچھہ بوسیدہ ہوگئی تھی اوسکے بیچ کی کئی کڑیان ٹوٹ گئی تھین لوگون نے کہا۔ اس زرہ کو بدل ڈالئے۔ آپ نے فرمایا۔ مین ایسا خوش قسمت کہان کہ دشمن کے تیر سارے مسلمانون کو چھوڑکر میرے ہی طرف آئین۔ اتفاق دیکھئے کہ پہلا تیر ان ہی کے آکر لگا۔ لوگ نکالنے لگے تو آپ نے منع فرمایا کہ جبتک یہہ ہے۔ جب ہی تک مین زندہ بھی ہون۔ تھوڑا سا وقت رہگیا ہے اسکو رائگان کیون جانے دون۔

برنگ حسرت مثال ارمان جو آگیا یا نسے پھر نہ نکلا	
	رہیگا سینہ مین تیر تیرا اسیر قید فرنگ ہوکر

شہریار حاکم اصطخر میدان مین طالب مقابل ہو رہا تھا اور شیر کیطرح سے ڈنکار کر کہہ رہا تھا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلہ پر آے۔ حضرت زہرہؓ اسی حالت سے میدان کی جانب چلے۔ بہت ہی تھوڑی نیزہ بازی کے بعد حضرت زہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھہ مارا کہ اوس کا سر میدان مین لڑھکتا نظر آیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت زہرہ زخم کی گرمی مین یہہ سارے مقابلے کرچکے اب اعضا سست ہونے لگے اور تھوڑی ہی دیر مین اس

قفس عنصری سے مرکر اعلیٰ کیجانب پرواز فرما گئے۔ بعض کا بیان ہے کہ آپ حجاج بن یوسف کے زمانہ تک زندہ تھے اور شبیب خارجی کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوے واللہ اعلم بالصواب۔

اہالیان بہرۂ شیر محاصرہ کی شدت سے تنگ آگئے تھے۔ تین ماہ کے محاصرہ سے اونکو اپنے سامان رسد وغیرہ مین بہی کمی محسوس ہوئی۔ اس معرکہ نے اون کی رہی سہی ہمت توڑ دی سب شہر چہوڑ کر بہاگ گئے۔ اسلامی لشکر جب حملہ کرتا ہوا شہر کے قریب پہونچا ہے تو اہل اسلام مین سے ایک شخص سوار ہوکر دروازہ کے قریب گیا۔ دور سے ایک شخص معلوم ہوا جو اشارہ سے کہہ رہا تھا کہ شہر مین اب کوئی متنفس نہین سب ایوان شاہی کیطرف چلے گئے۔ غرض حضرت سعدؓ عسکر اسلامی لئے ہوے بہرۂ شیر مین داخل ہوے۔

مدائن

نواح بابل مین سات شہر تھے جو اہل رنگ وموفق وغیرہ نے آباد کئے تھے مگر یہہ وہ نہین بلکہ یہ عراق عرب مین ایک بہت بڑا شہر تہا جسکو نوشیروان نے پایہ تخت قرار دیا تہا اور بوجہ کثرت آبادی کے اسم جمع سے ملقب ہوا۔ بہرۂ شیر اور مدائن مین بس دجلہ حائل تہا دجلہ اوس زمانہ مین نہایت طغیانی پر تہا۔ حضرت سعدؓ یہانسے آگے بڑہکر جب دجلہ پہونچے ہین اس جوش کو دیکہکر رکے۔ ایرانیون نے پہلے ہی سے جہان جہان پل بندہے ہوے تھے سب توڑ پہوڑ کر بیکار کر دئے تھے کشتی کا کہین پتہ نہ تہا۔ اسی فکر مین دجلہ کے کنارہ حضرت سعد نے قیام فرمایا۔ اس اثنار مین ایک جاسوس نے آکر کہا کہ آپ اسی فکر مین رہین گے اور تیسرا روز بہی گذرنے نہ پائیگا کہ یزدجرد اپنے

تمام ضروریات ساتھہ لیکر کسیطرف کو چلدیگا۔ یہہ سنتے ہی حضرت سعد اوٹھہ کھڑے ہوے۔ فوج سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ بہادرو۔ دیکھتے کیا ہو۔ اب تمہارے دشمن نے چارونطرف سے مجبور ہوکر دریا کے دامن مین پناہ لی ہے۔ جب تک تم اسکو عبور نہ کروگے تمکو کامیابی نہین ہوسکتی۔ اس مہم کے سر کرتے ہی میدان صاف ہے۔ کشتیونکا کب تک انتظار کروگے۔ مفت مین وقت ضائع ہو رہا ہے۔ تمہارے جوش نے کیا تم مین ابھی وہ استقلال نہین پیدا کیا کہ تم اللہ کا نام لیکر اس دریا کو عبور کرجاؤ۔ دیکھو۔ دنیا کے گرداب مین پھنسنے سے پیشتر اپنے دشمنونسے نبٹ لو۔ مین نے تو اپنے پروردگار پر توکل کرکے دریا کے عبور کرنیکا قصد کرلیا ہے۔ سب نے یک زبان ہوکر کہا۔ چلو۔ اللہ تعالیٰ تمکو تمہارے ارادونمین کامیاب کرے۔ پھر حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ کوئی ایسا بہادر بھی ہے جو عبور کے وقت لشکر کی حفاظت کرے۔ حضرت عاصم نے جوابدیا کہ اس کام کے لئے مین ہون۔ مجھے پروردگار عالم نے ایسے ہی کامونکے لئے پیدا کیا ہے۔ حضرت عاصم یہہ کہکر چہ سو تیراندازونکی جماعت سے آگے بڑہے۔ حضرت سعدؓ نے نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑہکر گھوڑا دریامین ڈالدیا۔ آپ کا دریامین اوترنا تہا کہ تمام فوج دریامین تہی۔ دریا خوب چڑہ رہا تہا اوسکی موجین کیا تہین آغوش اجل تہین۔ مگر واہ رے ہمت مردانۂ اہل اسلام کہ لہرین گھوڑونسے آآکر ٹکرا رہی تہین اور سوار رکاب سے رکاب ملاے بےتکلف چلے جارہے تہے۔ نہ اونمین کسی قسم کا اضطراب تہا نہ اونکی صف بندی مین کسی قسم کا فرق آیا یہانتک کہ جو ترتیب صفوف چلتے وقت قائم کی گئی تہی پار اوترتے

وقت بہی وہی تہی۔ ایرانی دریا کے اوس پار یہہ حیرت انگیز تماشا دیکہہ کر کہہ رہے تہے "ہیچ بے پروا می آیند مگر جن و آسیب بوں باشند"۔ ابہی اسلامی فوج دریا عبور نہین کرنے پائی تہی کہ خرزاد سپہ سالار نے تیر اندازونکو تیر باری کا حکم دیا جسکا جواب اسجانب سے حضرت عاصم بن عمرؓ ونے دینا شروع کیا۔ اثنار عبور مین ہی بعض ایرانی دریا مین کود کر صفونکو درہم برہم کرنا چاہتے تہے مگر خس وخاشاک کیطرح ہٹادئے گئے۔ اس عبور مین نہ کوئی جانی نقصان اہل اسلام کو پہونچا اور نہ مالی صرف ایک شخص کی کشتی قلندران گرگئی تہی جو پار اُترنے کے بعد کنارہ پر بہکر آگئی۔ عبور کرتے وقت حضرت سلمانؓ فارسی بے اختیار ہو ہو کر یہہ کہہ رہے تہے الاسلام جدید ذلت لهم البحور كما ذل لهم البرا ما والذی نفس سلمان بیده لیخرجن منه افواجا كما دخلوا فیه افواجا۔ ترجمہ۔ اسلام کی ابتدائی حالت ہی مین تمام بحر و بر اوسکے مطیع ہو گئے۔ مجہے قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین سلمان کی جان ہے کہ جیسے ہم گروہ گروہ اسمین داخل ہو رہے ہین ویسے ہی اس سے نکلین گے۔ عبور کر چکنے کے بعد تیر انداز ایرانی فوج نے کچہہ مزاحمت کی مگر ما تقاتلون الا جناً (کس سے لڑتے ہو یہ تو جن ہین) کہکر اونکو بہاگنا ہی پڑا۔ یزدجرد پہلے ہی حرم شاہی اور اوسقدر مال و متاع کو جسقدر کہ روانہ کرسکتا تہا حلوان کیجانب روانہ کر چکا تہا۔ اس خبر کے سننے سے وہ خود بہی مدائن کو خیرباد کہتا ہوا اوس جانب نکل گیا جس جانب اوسکا قبلۂ شاہی گیا تہا۔ مگر باین ہمہ مدائن مین اسباب وظروف وسامان آرائش اس کثرت سے تہا کہ خمس نکالنے کے بعد بہی ساٹہہ ہزار سوارونمین سے ہر سوار کے حصہ مین بارہ بارہ ہزار درہم آئے تہے۔

(بدائع الاسلام۔ دولت مآب صبحی پاشا)

حضرت زہرہ بن حیوہ کو دشمن کے تعاقب مین نہروان کیجانب روانہ فرماکر حضرت سعدؓ مدائن مین داخل ہوے۔ ہرطرف سناٹا تھا پایہ تخت نوشیروانی کو اس عبرت انگیز حالت مین دیکھکر بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ آیتین نکلین جنھین فرعون اور اوسکے لشکر کا اپنے مکانون کو چھوڑنا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ۔ کتنے باغ۔ چشمے اور غلہ کے کھلیان اور عمدہ مکانات اور وہ نعمتین جنھین وہ عیش اوڑاتے تھے انھون نے اپنے پیچھے چھوڑے۔ اسطرح سے ہم نے اونکو بے دخل کیا اور اوسکا وارث دوسرونکو بنایا۔ شہر مین گشت لگاتے ہوے کسریٰ کے اوس محل تک پہونچے جسکی تعمیر قباد بن فیروز نے شروع کی تھی اور اختتام اوسکے بیٹے نوشیروان کے ہاتھہ پر ہوا تھا۔ وہ محل بالکل سنگ مرمر کا تھا جسکیوجہ سے سفید محل کے نام سے مشہور تھا۔ اہل اسلام کو سفید محل دیکھتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وہ پیشین گوئی یاد آگئی جبکہ آپؐ نے کسریٰ فارس یعنے خسرو پرویز کا حال سناکر اوس نے آپ کا والا نامہ چاک کرڈالا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اوسکی سلطنت کو پارہ پارہ کرڈالے گا۔ اہل اسلام یہہ یاد کرتے ہی چلااوٹھے۔ سفید محل دیکھو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ حضرت سعدؓ سفید محل کے بلند دروازہ سے شکر الٰہی بجالاتے ہوے محل مین داخل ہوے۔ پہلا کام آپ کا یہہ تھا کہ اوس مین آٹھہ رکعتین

بیک سلام صلوٰۃ الفتح کے نام سے ادا فرمائین اور ہر کرہ مین پہونچکر کلمہ کی برکت سے شرک کی نجاستونکو دور کیا۔

یہین آپ نے جمعہ بہی ادا فرمایا۔ عراق مین یہہ پہلا جمعہ ادا کیا گیا۔ یہان چونکہ آپ کا اقامت کا ارادہ تہا اسوجہہ سے نمازونمین قصر نہ فرمایا۔ محل مین گشت لگا کر اوسکی باریکیون کو معائنہ فرمانا شروع کیا۔ اسمین گو بعض جگہہ تصویرین تہین لیکن آپ نے اوسسے تعرض نکیا۔ اسلام کے مخالف اسکو کیا کہتے ہین۔

محل کی چہت آسمانی برجون کے مانند تہی جسمین بجائے تارون کے سونیکے کڑے گہومتے تہے۔ یا یون سمجہئے کہ محل منطقۃ البروج تہا جسکے کڑے اوسکی نشانیون کا کام دیتے تہے۔ وسط محل مین نہایت عمدہ تخت خالص چاندی کے قوائم پر قائم تہا جسپر خسرو نوشیروان کا سونے کا مرصع کا تاج لٹک رہا تہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تخت پر بیٹہنے کے بعد اس تاج کی سرافرازی کی نوبت آتی ہوگی۔

مال غنیمت کے جمع کرنے پر حضرت عمرو بن عمرو بن مقرن اور اوسکی تقسیم پر حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی مقرر ہوے۔ گنبدونمین چاندی سونے اور جواہرات کے بے حساب خزانے تہے۔ بعض بعض کمرون مین عطریات کے کنٹر سونے چاندی کے تہے میگزین مین مصالح اور خوشبو اور ہر قسم کی ادویات فراہم تہین قصر ابیض اور ایوان شاہی مین جو کچہہ تہا اوسکو اور جسکو اہل مدائن اس بہاگڑ مین لوٹے لئے جاتے تہے اون سب کو یکجا کیا گیا۔

علامۂ ابن اثیر تحریر فرماتے ہین کہ اس ہلڑ مین قصر ابیض اور عجائب خانہ کی جو چیز جسکے ہاتہہ لگی وہ اوسے لئے بہاگا جاتا تہا۔ حضرت عصمۃ بن خالد ایک

راستہ سے جو گذرے تو دیکھتے کیا ہین کہ دو شخص دو گدھو پر کچھ اسباب لادے لئے جاتے ہین آپ نے اونکی جانب لپک کر تلوار کا ایک وار کیا۔ ایک تو وہین ٹھنڈا ہو رہا دوسرا سر پر پاؤن رکھکر بھاگا۔ حضرت عصمۃ اونکو حضرت عمرو کے پاس لے آئے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عجیب عجیب چیزین تھین۔ ایک سونے کا گھوڑا تھا جسکا زین اور سوار چاندی کے تھے۔ دوسرا اونٹ تھا چاندی کا۔ اوسکا سوار مہار اور کاٹھی سونے کی تھی۔ یاقوت۔ زمرد اور بیش بہا جواہرات سینہ اور پیشانی پر جڑے ہوے تھے۔ دونون سوار جواہرات مین لدے تھے۔ ایک فارسی کو حضرت قعقاع نے جا پکڑا وہ یزدجرد کے تاج کے جواہرات۔ کمربند۔ تلوار اور گلوبند لئے جا رہا تھا کسریٰ کا شاہی ملبوس۔ اوسکا تاج زرنگار۔ اوسکی وہ زرہ جسکو فخر و مباہات کے وقت پہنتا تھا ان ہی بہاگنے والون کے ہاتھون ملے۔ کیانی سلسلہ سے لیکر نوشیروان اور اس یزدجرد کے عہد تک کی ہزارون عجوبہ روزگار چیزین غنیمت مین شامل کی گئین۔ خاقان چین۔ قیصر روم۔ راجہ دھر شاہ ہند۔ بہرام گور۔ سیاوخش۔ نعمان بن منذر۔ ملک خزر۔ زرہین اور تلوارین بھی تھین۔ کسریٰ۔ ہرمز۔ قباد۔ فیروز کی نایاب تلوارین اور جانستان پیش قبض تھے۔ ان نادرات اور یادگار شاہان فارس کے اجتماع مین حضرت قعقاع نے قابل داد کوشش کی تھی۔ حضرت سعدؓ نے اس کوشش کے معاوضہ مین اونکو اجازت دیدی کہ تلوارون مین سے جس تلوار کو چاہین لے لین حضرت قعقاع رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قیصر روم کی تلوار اوٹھائی۔ حضرت سعدؓ نے بہرام گور کی زرہ اور اضافہ کرکے مرحمت فرمائی۔

اموال غنیمت مین سے نہایت عجیب وغریب ایک فرش تہا جو طولاً وعرضاً ساٹھہ ساٹھہ گز تہا اوسکو ایرانی بہار کہتے تہے۔ وجہ یہہ تہی کہ موسم بہار کے نکل جانے کے بعد اسپر مے نوشی کی داد دیجاتی تہی۔ موسم بہار کا لطف اوس فرش سے حاصل کیا جاتا تہا۔ اوسمین ایک باغ لگایا گیا تہا جسمین روپیہ کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی صنعت بہی صرف کیگئی تہی۔ زمین بالکل سونے کی تہی جسپر زمرد کا سبزہ جمایا گیا تہا۔ نیلم کے چشمے بہتے معلوم ہوتے تہے۔ درخت سونے اور چاندی کے تہے مگر جو درخت جس رنگ کا ہونا چاہیئے وہی رنگ دیا گیا تہا۔ حریر کے پتے اور جواہرات کے پہل لگائے گئے تہے۔ غرض جو کچہہ تہا وہ زر وجواہرات کا مگر صنعت نے وہ روپ پہنایا تہا کہ اصل کا دہوکہا ہوجاتا تہا۔

یہہ سب سامان جب فراہم کرکے سجایا گیا ہی تو تمام میدان جگمگا اوٹہا۔ اس ہلڑمین اس تمام اسباب کا فراہم ہونا۔ جو چیز جسکے ہاتہہ لگی وہ بجنسہ لے آیا۔ کتنی بڑی اسبات کی دلیل ہے کہ وہ بادیہ نشین عرب کسقدر دیانت دار۔ راستباز اور سیر چشم تہے۔ طمع دنیاوی ان ملکونکی خاک اونسے نہین چہنوا رہی تہی وہ ایک اور ہی جوش تہا جسکے نعرونسے وہ چاہتے تہے کہ تمام دشت وجبل گونج اوٹہین اور گونج اوٹہے ہی۔

حضرت سعدؓ کو خود حیرت ہوئی بار بار تعجب کرتے اور کہتے تہے کہ جن لوگون نے ان نادرات زمانہ کو ہاتہہ بہی نہین لگایا بے شبہ انتہا درجہ کے دیانت دار ہین۔

غنیمت مین سے حسب دستور پانچوان حصہ نکالکر کئی سو اونٹونمین بارکرکے

دربار خلافت کو روانہ کیا گیا۔ قدیم یادگارین اور فرش وغیرہ بجنسہ بھیجے گئے کہ عرب ایرانیون کے جاہ وجلال اور اسلام کے فتح واقبال کا کچھ تو تماشا دیکھ لین۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب یہہ تمام چیزین سجائی گئین تو خود آپکو بھی فوج کی سیر چشمی اور کمال دیانت پر حیرت تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ محلم نام ایک شخص کو جو خوبصورت اور موزون قامت تھا نوشیروان کے خاص ملبوسات جو مختلف حالتونکے تھے باری باری سے پہنا کر سامنے لائین۔ وہ باری باری سے پہنکر آتے تھے جشن کا جدا تھا۔ تہنیت کا جدا۔ دربار کا جدا۔ جب ملبوس خاص اور تاج زرنگار پہنکر آے ہین تو تماشائیونکی آنکھین خیرہ ہوگئین۔ دیر تک ایک سکوت کا عالم رہا۔ فرش کی نسبت گو بعض کا کیا خود حضرت عمرؓ کا بھی خیال تھا کہ تقسیم نہ کیا جائے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمانیسے اوسپر بھی خزان آگئی اور نوشیروانی پرچم کے دم بھرین پرخچے اوڑا دیئے گئے لوگ اسکو چاہے جو کچھ خیال کرین اپنا اپنا مذاق ہے جنکی آنکھین مَا لَا عَیْنٌ رات کی مشتاق ہون۔ جنکے قلوب ولاخطر علی قلب بشر کے لئے بے چین ہون وہ اس مصنوعی اور بے اصل بیل بوٹونکی کیا پرواکر سکتے ہین۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو اس موقعہ پر حضرت عمرؓ سے مخاطب فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان نوری پیکرونکی قوت خیالیہ کہان تک پرواز کرچکی تھی۔ آپ فرماتے ہین۔ لم یجعل اللہ علمك جهلا ویقینك شكا انه لیس لك من الدنیا الا ما اعطیت فاَمضیت او لبست فابلیت او اكلت فافنیت وانك ان تبقه علی هذا الیوم لم تعدم فی غد من یستحی به

مالیس لہ یعنے آپ دانا ہوکر نادان نہون۔ دنیامین سے آپکا حصہ ہی کیا ہے بس یا تو جو کچھ آپ دیچکے یا کھا پہن کر پورا نا اور فنا کر دیا (پھر کس برتے پر تنتا پانی) اگر آپ نے اس فرش کو آج بچالیا پھر کل کو کیا۔

خور و پوش بخشا و راحت رسان	نگہ می چہ داری ز بہر کسان
ز رو نعمت آید کسے را بہ کار	کہ دیوار عقبیٰ کند زر نگار
بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری	بخر جان من ورنہ حسرت بری

اسکو وہ حضرات جو اپنے آپ کو جناب امام الاولیا کرم اللہ وجہہ کے سلسلہ مین وابستہ ہونیکا دعویٰ کرتے ہین ذرا غور سے پڑہین اور دیکھین۔ کیا اونکے اعمال وخیالات اسی معیار پر ہین۔

یہہ فرش اسقدر گران بہا تہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عالی خیال نے صرف اسی فرش کے اپنے حصہ کو چھ سو درہم چاندی مین فروخت کیا۔ اب خیال کر لیجئے کہ یکجائی حالت مین اوسکا حسن و قیمت کسقدر حد پر ہونگے۔

ان قیمتی اشیار کو اہل یمن و مصر نے خرید کر کے ٹھکانے لگا دیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو اونکے کل مقبوضات کا متولی کر دیا۔ حضرت حذیفہ بن الیمان صاحب السر ساحل فرات اور حضرت عثمان بن حنیف کنارہ دجلہ کی شہرونکے خراج وصول کرنے پر معین فرمائے گئے۔ حضرت سعدؓ کا قصد تہا کہ حلوان تک میدیہ کے پہاڑونمین یزدجرد کا تعاقب کیا جاے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے سے اونہون نے کچھ عرصہ کے لئے اپنی مدت اقامت بڑہا دی حضرت عمرؓ کی فکر اس غضب کی تہی کہ وہ مدینہ منورہ ہی مین اپنے سردارونکی ہر وقت نگران رہتے

جہان احاطۂ تائید سے باہر ہونیکا کسی جانب شک بھی ہوجاتا فوراً فوج کو آگے بڑھنے سے روک دیتے تھے۔

جلولاء

ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولاء مین پناہ گزین ہوے اور پہونچتے ہی جنگ کی تیاریون کی دہن مین لگ گئے۔ وہ فوجین جو آذربائجان۔ باب جبال۔ وغیرہ مین منتشر تھین سب کو یکجا کرکے ایک جرار فوج تیار کرلی۔ بہ روایت ابن اثیر وابن خلدون مہران رازی وبہ روایت علامہ بلاذری فرزاد رستم کا بھائی افسر مقرر کیا گیا۔ شہر کے گرداگرد خندق کھودکر اور گندرگا ہونپر گوکھرو بچھاکر حفاظت کا پورا سامان کردیا گیا۔

حضرت سعدؓ نے اس خبر کو پاکر دربار خلافت کو اطلاع کی۔ وہان سے جواب آیا کہ اس مہم پر ہاشم ابن عتبہ بارہ ہزار فوج لیکر جائین جسکے مقدمہ پر قعقاع۔ میمنہ پر حجر بن عدی کندی۔ سوار ونپر عمرو بن معدیکرب پیادہ پر طلیحہ بن خویلد افسر مقرر کئے جائین۔ کامیابی کے بعد قعقاع کو سواد وجبال کی مابین مقامات کا متولی کردو۔

ہاشم بن عتبہ بارہ ہزار فوج لیکر اس فرمان کے بموجب چل کھڑے ہوے۔ تین روز چلکر چوتھے دن جلولاء مین تھے۔ وہان پہونچتے ہی اوسکا محاصرہ کرلیا۔ انسٹی روز تک محاصرہ رہا۔ اس اثنار مین کتنی ہی مرتبہ حملے ہوے جنمین ہمیشہ فارسیونکا پلہ ہلکا رہا لیکن فوج اور رسد کا ذخیرہ اسقدر جمع کرلیا گیا تھا کہ بد دل نہ ہوتے تھے آخری حملہ اونہون نے بڑے زور شور کا کیا جسکے سامنے واقعۂ لیلۃ الہریر کی بھی کوئی حقیقت نہ تھی۔ مسلمانون نے بھی خوب جم کر مقابلہ کیا۔ اتفاق وقت بلکہ محض فضل۔ اس زور شور کی آندہی آئی کہ زمین وآسمان مین کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

فارسیون نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ نظر تو کچھ آتا نتھا ہزارون فارسی خندق مین گرگر کر ہمیشہ کے لئے لڑائی سے کنارہ کش ہوگئے۔ ایرانیون نے یہہ دیکھکر جابجا سی خندق کو جسطرح بنا پاٹنا شروع کیا۔ اور اپنے قلعہ کے استحکام کو خود ہی فاسد کر دیا۔ مسلمانون کے لئے یہہ موقع غنیمت تھا آگے بڑہنے کی تیاریان کر دین۔ فارسیون کو بھی دم دم کی خبر مل رہی تھی اوسن رخ اونہون نے گوکھرو بچھوا دئے۔ اہل اسلام نے حملہ کر ہی دیا۔ دونون فریق خوب جی توڑکر اور خوب جم کر لڑے۔ تیرون سے ترکش خالی ہوے تو نیزے سنبھالے جب نیزے بھی ٹوٹ پھوٹ کر ڈھیر ہوگیا تو تیغ و خنجر نکلے۔ حضرت قعقاع آگے ہی بڑہتے جارہے تھے شجاعت و دلیری اونکے گرد قربان ہو رہی تھی یہانتک کہ آپ قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ گئے۔ لیکن فوج کا زیادہ حصہ حضرت ہاشم سپہ سالار کے ساتھہ تھا جو اسوقت پیچھے رہگئے تھے۔ اسوقت تھی زیادہ فوج کی ضرورت۔ حضرت قعقاع نے ایک چال چلی۔ نقیبون سے یہہ آواز دلوادی کہ سپہ سالار قلعہ کے دروازہ تک پہونچ گیا اوس سے آکر ملجاؤ۔ ساری فوج اوسی طرف اُمنڈ پڑی۔ ایرانی گھبراکر ادہر اودہر بھاگے۔ یہہ وہی راستے تھے جنپر انہون نے گوکھرو بچھوا دئے تھے جب انکے گھوڑے زخمی ہوکر رہ گئے تو پیادہ بھاگے مگر دو قدم بھی نہ چلے کہ موت نے پانؤن پکڑکر گرادیا۔ عسکر اسلامی تیغ بیدریغ چلا رہا تھا جو لوگ جان بچاکر بھاگے ہین اونکی تعداد بہت ہی کم تھی۔

علامہ ابن اثیر و ابن خلدون و طبری کی روایت کے مطابق ایک لاکھہ فارسی اس معرکہ مین کام آے۔ حضرت قعقاع انکے تعاقب مین خانقین تک بڑہتے چلے گئے یزدجرد اس خبر کے سنتے ہی حلوان چھوڑکر رے کو بھاگ گیا اور حلوان کی حفاظت

چند رسالون کے سپرد کر گیا جو خسرو شنوم کی ماتحتی مین تھے۔

جب قعقاعؓ قصر شیرین تک جو حلوان سے تین میل پر ہے پہونچے ہین تو خسرو شنوم نے حلوان سے نکلکر مقابلہ کی تیاری کی۔ اسکی فوج کے مقدمۃ الجیش پر زمینی دہقان حلوان مامور تھا مقابلہ ہوتے ہی حضرت قعقاع نے اوسکا فیصلہ کر دیا۔ خسرو شنوم یہہ رنگ دیکھکر بھاگ نکلا۔ حضرت قعقاع نے حلوان پر قابض ہوکر چار و نطرف امن کی منادی کرادی۔ اطراف و جوانب کے تمام رؤسا رجزیہ قبول کرکے اسلامی حمایت مین آتے جاتے تھے۔ اسی زمانہ مین جمیل بن بصبہری رئیس نہرین بسطام بن نرسی رئیس بابل۔ رفیل رئیس عال۔ فیروز رئیس نہر الملک وکوثی مشرف باسلام ہوے۔

فتح جلولا ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۶ھ مین واقع ہوئی۔ اس واقعہ مین تین کرور غنیمت حاصل ہوئی جو حضرت سلیمانؓ بن ربیعہ نے تقسیم کی۔ ہر سوار کے حصہ مین نو لو ہزار اور نو لو گھوڑے آے۔ حضرت سعدؓ نے مژدۂ فتح کے ساتھہ غنیمت کا پانچوان حصہ زیاد کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور آگے بڑہنے کی اجازت بہی طلب کی زیاد تھے خوش بیان۔ مدینہ منورہ پہونچکر حضرت عمرؓ سے جنگ اور غنیمت کی مفصل کیفیت اسطرح بیان کی کہ آپ نے جوش مین آکر فرمایا۔ تم اسیطرح مجمع عام مین بہی سنا سکتے ہو۔ زیاد نے کہا۔ حضرت۔ مجھے جو کچھہ ڈر ہے وہ آپ ہی سے ہے جب آپکے سامنے عرض کر چکا تو دوسرونکے سامنے مجھے کچھہ بہی کھٹکا نہین۔ پھر مجمع عام مین کھڑے ہوکر ایک پرزور تقریر سے ساری جنگ کی کیفیت اور وہ تدابیر جو ان موقعونپر کام مین لائی گئی تھین اہل اسلام کا استقلال۔ اونکا جوش و ہمت مردانہ۔ اونکی دیانت

ان سب کا سچا فوٹو سب کے سامنے کھینچ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خطیب بلیغ اسی کہتے ہین۔ حضرت زیاد نے کہا۔

ان جدنا اطلقونا	بالفعال لساننا

ہمارے لشکر نے کارگذاریان دکھا دکھا کر ہماری زبانونمین طلاقت پیدا کردی ہی۔ زیاد جسوقت غنیمت لیکر مدینہ منورہ پہونچے تھے تو شام ہوگئی تھی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے قسم کہالی کہ جب تک اسکو تقسیم نہ کرلونگا یہہ مال غنیمت کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائیگا چنانچہ یہہ مال غنیمت صحن مسجد مین رکھدیا گیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم اوسکی حفاظت کے لئے چھوڑے گئے۔ صبح کو جب چادر ہٹائی گئی ہے جواہرات وغیرہ کے انبار دیکھکر آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین حضرت عمرؓ مال غنیمت کے اس انبار کو دیکھکر رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا۔ حضرت یہہ مقام شکر کا ہے یا رونے کا۔ آپ نے فرمایا "جہان دولت دنیاوی آتی ہے رشک وحسد اوسکے ساتھہ ہی آتی ہین۔ انمین وہ کٹا چھنی ہوتی ہی کہ اوس قوم مین بالآخر تفرقہ پیدا ہوجاتا ہے"۔

اسکے بعد آپنے حضرت سعد کو لکھہ بھیجا۔ چونکہ مابین سواد وجبل ایک قدرتی قلعہ سے گھرا ہے اس لئے وہ ہم تک نہین آسکتے اس لحاظ سے چندے مسلمانون کو آرام لینے کے لئے توقف کرو۔

حضرت ہاشم جلولاء سے جب مدائن واپس ہوے تو معلوم ہوا کہ ہرمزان کا بیٹا اوین نامی ایک لشکر از سرنو مرتب کرکے بقصد جنگ سہل کیطرف بڑہ رہا ہے حضرت سعدؓ نے اونکی سرکوبی کے لئے حضرت ضرار بن الخطاب کی ماتحتی مین ایک

لشکر روانہ فرمایا۔ میدان مین صف آرائی ہوئی۔ حضرت ضرار نے ادین کو گرفتار کرکے قتل کر دیا اور بقیہ ایرانیون کے تعاقب مین نہروان تک چلے گئے سیدان کی مضافات کو جسقدر فتح کیا تھا پھر وہان کے باشندون کو بلاکر واپس دیدیا اور وہین قیام پذیر ہوگئے۔

تکریت

یہہ جزیرہ کا سب سے ابتدائی حصہ ہے موصل سے ۶ منزل اور بغداد سے تیس فرسخ پر واقع ہے۔ عراق کی سرحد ملی ہونے اور خود عراق کی فتوحات اس چپیڑ چھاڑ کا سبب ہونیکی وجہ سے عراقی فتوحات کے ذیل مین اسکا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہہ تکریت بنت وائل کے نام سے آباد کیا گیا تھا۔ یہان کا جو مشہور قلعہ ہے اوسکا بانی سابور بن آردشیر بن بابک تھا۔

مدائن وجلولا کی فتوحات نے تمام عجم کی آنکھین کھولدی تھین۔ یہی عرب جنکو وہ بادیہ نشین کے خطاب سے پکار کر نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اب ایسے ہوگئے تھے کہ انکے نام سے لرزنے لگے۔ ہر صوبہ کو خون تھا لیکن حمیت قومی اور رشک اونمین آگ بھی لگا رہے تھے اس خیال نے اونکو اسقدر اوبھارا کہ بطور خود ہر صوبہ میدان جنگ مین کلہ بکلہ لڑنیکی آمادگی کرنے لگا۔

ان سب مین سبقت حاکم تکریت نے کی۔ اوس نے اہل اسلام کے مقابلہ کیلئے صرف تیاریان ہی نہین کین بلکہ رومیونکو چال دیکر اپنا ہمدرد بنالیا۔ عرب کے چند قبائل ایاد۔ تغلب۔ نمر۔ مشہار جہ بھی اسکے شریک ہوگئے۔

حضرت سعدؓ نے اسکی پوری کیفیت حضرت فاروقؓ اعظم کو لکھہ بھیجی جواب آنیپر

حسب ہدایت حضرت عبداللہ ابن المعتم کو افسر ربعی بن الافکل کو مقدمۃ الجیش پر سواروں پر عرفجہ بن ہرثمہ کو۔ میمنہ پر حارث بن حسان کو۔ میسرہ پر فرات بن حیان کو ساقہ پر ہانی بن قیس کو نامزد فرماکر پانچہزار فوج کے ساتھہ تکریت کیجانب روانہ کردیا یہہ تمام افسر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے نامزد فرمادئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا خیال کسدرجہ اہتمام کے ساتھہ اس جانب متوجہ ہورہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن المعتم تکریت پہونچکر چالیس روز تک اوسکا محاصرہ کئے رہے۔ اس مدت مین چوبیس حملے ہوے۔ ابہی کوئی قطعی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت عبداللہ بن المعتم نے عربی قبائل کے پاس خفیہ پیام بہیجکر اونکو غیرت دلائی کہ عرب ہوکر عجمیون کے دامن مین جاکر چھپے ہو۔ کیا تمہاری عربی غیرت اسیکا تقاضا کرتی ہے۔ تمہارا خون تو وہ تھا جو جوش مین آکر اپنے سوا عرب کے ہی دوسرے قبایل کی کچھہ وقعت نہین سمجھتا تھا یا آج ایسا پانی ہوگیا کہ عجمیونکی غلامی مین آگئے اسکا یہہ اثر ہوا کہ وہ پوشیدہ طور پر سب کے سب ان سے مل گئے۔ انکے ملنے سے سردست تو یہہ نفع ہوا کہ روزمرہ کی خبرین انکے ذریعہ سے اچھی طرحسے ملنے لگین۔ رومیونمین اب دم خم رہا نہین تھا وہ کب تک انکا ساتھہ دیتے آخر کو ناامید ہوکر اونکا مصمم ارادہ ہوگیا کہ دجلہ کی راہ سے اپنا تمام مال واسباب کشتیونپر بارکرکے جان بچاکر بہاگ جائین۔ انہی عرب کے قبائل نے حضرت عبداللہ بن المعتم کو اس واقعہ سے آگاہ کردیا ساتھہ ہی یہہ بہی کہلا بہیجا۔ اگر تم ہمکو امان دینے کا وعدہ کرو تو ہم عین معرکہ مین اُن سے ٹوٹکر تم سے مل سکتے ہین۔ حضرت عبداللہ بن المعتم نے

جواب مین کہلا بھیجا کہ تمہارے حق مین ہمارے امن سے خدائی امن بے انتہا مفید ہے اگر تم سچے ہی ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس جواب نے چونکہ خلوص کے ساتھ تھا یہ اثر کیا کہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن المعتم نے کہلا بھیجا کہ تم جب عسکر اسلامی کی تکبیرونکی آوازین سنو تکبیر کہتے ہوے دریا کا ناکہ روک لینا حضرت عبداللہ بن المعتم نے یہہ بندوبست فرماکر تاریخ معینہ پر دہاوا کر دیا عساکر اسلامی کی تکبیرونکے سنتے ہی عرب بہی تکبیر کہتے ہوے دریا کے ناکہ پر جا اڑے۔ رومیون اور عجمیون نے جو دریا کی طرف بہی تکبیرونکی آوازین سنین تو سمجھے کہ نرغہ مین آگئے۔ بدحواس ہوکر اسلامی عسکر ہی کے جانب جا ٹوٹے۔ اسوقت مسلمانون نے مجموعی قوت سے کام لیا جب عجمی پسپا ہوے تو پیچہے سے عربون نے اپنے نیزونکی انیو پر ان کو رکہا۔ اب دونون طرف کے ریلون نے اونکو پیسنا شروع کر دیا۔ باستثناراون عربی قبائل کے جو مشرف باسلام ہو گئے تہے سب کے سب پامال ہو گئے اور باستثناراون لوگون کے جو قبائل ربیعہ کے بنوتغلب و نمر مسلمان ہو چکے تہے باقی سب پر مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ سوارون کے حصہ مین تین تین ہزار درہم اور پیادونکو ایک ایک ہزار ملے۔

قرقیسا

اس سے پیشتر جزیرہ والون نے ہرقل کو لکہہ بھیجا تہا کہ آپ اپنی ہمت بالاستقلال از سر نو شام کی جانب متوجہ فرمائیے۔ حمص پر دوبارہ فوج کو حکم دیا جاے کہ وہ جاتے ہی اسلامی دبدبون کے دہوئین اوڑادے (ہم بہی دیکہتے ہین کہ وہان پہونچکر کیا کر لینگے) ہم مدد دینے کو تیار ہین۔

اصل وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ فتوحات اسلامیہ جو روز بروز بڑہتی جاتی تہین۔ جسکی حدود اد ہر ممالک شام اود ہر عراق کی تمام سرحدونکو اپنے تحت مین لاچکی تہین اس سے تمام ہمسایہ سلطنتین گہبرا رہی تہین کہ ایک دن ہمارا بہی یہی حال ہونا ہے۔ آج وہ ہین کل ہم۔ بس اس خیال نے جزیرہ والون کی ہمتونکو چمکا کر جنگ کے لئے آمادہ کردیا دیکہئے یہان بہی ابتدائے جنگ مخالفین ہی کی جانب سے ہے۔ اہل اسلام اپنے بچاؤ پر مجبور ہین۔ اور پہر بہی یہی غریب مورد طعن ہین۔

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین	
	جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

اہل جزیرہ اور عرب کی خانہ بدوش اور آوارہ گرد قومین جو اپنے آپ کو کسی کا مطیع نہ سمجہتی تہین ایسے زور مین آئین کہ اظہار مستعدی کے لئے ایک فوج کثیر مقام ہیت کیجانب روانہ کردی جسکی سرحد عراق سے ملتی تہی۔

حضرت سعدؓ نے یہہ خبر پاکر ایک فوج کو بسرکردگی حضرت عمرو بن مالک بن عتبہ بن نوفل اونکے مقابلہ پر بڑہنے کا حکم دیا۔ اسلامی فوج کے مقدمۃ الجیش پر حارث بن یزید معین فرمائے گئے تہے۔ عمرو بن مالک نے ہیت پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ اہل ہیت پہلے سے خبردار تہے اونہون نے اوسکی فصیلین نہایت مضبوط کرکی تہین گرداگرد خندقین کہودلی تہین جس کیوجہ سے مسلمانونکے حملے اونکے مقابلہ مین بے کار ثابت ہوے۔ عمرو بن مالک نے دیکہا کہ اس حالت مین ہماری قوت اسطرح سے بالکل بے کار جائیگی نصف فوج حارث کے زیر کمان چہوڑکر بقیہ نصف کے ساتہہ قرقیسا پر جا پہونچے۔ اوسکو بزور تیغ فتح کرنے کا مصمم ارادہ کرکے حملہ پر حملہ کرنا شروع کردیا

اہل قرقیسا اس آندھی کے جھونکون سے گھبرا اوٹھے مجبوراً جزیہ دیکر صلح کرلی۔ عمرو بن مالک نے حارث کو لکھہ بھیجا کہ یہان کا کام تو مین تمام کرچکا اگر اہل ہیت بھی اسلام یا جزیہ کچھہ منظور کرلین تو محاصرہ اوٹھا دیا جاے ورنہ تم بھی اونکی خندق کے مقابلہ مین خندق کھود کر لڑائی برابر جاری رکھو۔ لڑائی کو ہرگز اوسوقت تک نہ بند کیا جاوی جب تک اسلام وجزیہ کے شقونین سے کسی شق کو قبول نہ کرلین۔ حارث بن یزید نے یہی پیغام اہل ہیت اور افواج اہل جزیرہ کے پاس کہلا بھیجا۔ اہل جزیرہ دم خم دکھلا چکے تھے اب اتنی قوت کہان تھی جو جم کر مدت تک لڑائی قائم رکھی جاتی جزیہ دینا قبول کرلیا۔ حارث بن یزید اونسے مصالحت کرکے عمرو بن مالک سے آملے۔

واقعات ۱۷ھ

حمص پر رومیونکی دوبارہ کوشش

جزیرہ والون کے لکھنے پر ہرقل کی رگ حمیت نے حرکت کی اور فوراً اوسنے فوج کثیر حمص کو روانہ کردی۔ حضرت امین الامۃ نے بھی یہ سنکر تمام اطراف وجوانب سے فوجین جمع کرکے قلعۂ حمص کے نیچے صف آرائی شروع کردی۔ اس اثنار مین حضرت سیف اللہ بھی تشریف لے آے جو اسوقت تک قنسرین مین رونق افروز تھے۔ بعض کا خیال قلعہ بند ہوکر لڑنیکا تھا اور بعض کا خیال تھا کہ قلعہ کو پس پشت چھوڑکر مقابلہ کیا جاے۔ بالآخر فیصلہ اور دیگر امور دریافت طلب کیوجہ سے دربار خلافت کو اطلاع دی گئی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے آٹھہ بڑے بڑے شہرون مین

چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھیں اور ہر جگہ ضرورت کے مطابق گھوڑوں کی مقدار ہر وقت اسلئے تیار رہتی تھی کہ خبر پاتے ہی ہر طرف سے فوجیں یلغار کر کے موقع پر پہونچ سکیں چنانچہ کوفہ کی چھاؤنی میں چار ہزار گھوڑے تیار رہتے تھے۔

رومیوں اور جزیرہ والوں کی اس حرکت مذبوحی کو سنکر حضرت فاروق اعظمؓ نے چار دانگ طرف قاصد دوڑا دئے۔ حضرت سعدؓ کو لکھا کہ قعقاع بن عمرو کو جو اسوقت کوفہ میں مقیم تھے چار ہزار سوار لیکر حمص کی مہم پر بھیجدو ابو عبیدؓ بن الجراح وہاں پہونچ چکے ہیں۔

سہل بن عدی کو حکم بھیجا کہ رقہ پہونچکر جزیرہ والوں کو حمص کی جانب بڑھنے سے جاتے ہی روک دیں کیونکہ سارا بس ان ہی کا بویا ہوا ہے۔ عبداللہ بن عتبان کو نصیبین ہوتے ہوئے حران اور الرہا کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ ولید بن عقبہ عرب کے قبائل ربیعہ و تنوخ کی روک تھام کے لئے روانہ کئے گئے جو جزیرہ میں آباد تھے۔ اس جماعت کو یہہ بھی سمجھا دیا گیا کہ درصورت جنگ عیاض بن غنم تمہارے سپہ سالار ہیں انکے زیر کمان تمکو لڑنا چاہیئے۔

یہہ سب کچھ تو تھا مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت حمص کی اس جنگ پر جو اسلامی حدمیں داخل ہو چکا تھا باوجود اس تمام انتظام کے قناعت نہ کر سکی بالآخر خود مدینہ منورہ سے حضرت امین الامتہؓ کی امداد کی غرض سے مقام جابیہ میں آ گئے۔

جزیرہ والونکو جو معلوم ہوا کہ ہم یہاں ہیں اور خود ہمارے ملک کو اسلامی گھوڑے روند رہے ہیں فوراً محاصرہ چھوڑ جزیرہ کو چلدئے۔ عرب کے اور قبائل جو دیکھا دیکھی

انکا ساتھہ دینے مین شریک تھے یہہ رنگ دیکھکر گھبرائے۔ خفیہ طور پر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر آپکی رائے ہو تو ہم اسی وقت یا عین ہنگامۂ کارزار کیوقت عیسائیونسے علیحدہ ہوجائین۔ حضرت خالد نے کہلا بھیجا۔ میرے نزدیک تمہارا عدم و وجود دونون برابر ہین۔ نہ تمہارے ساتھہ دینے سے مجھے کوئی دقت پیش آسکتی ہے نہ تمہارے چلے جانیسے مجھپر کوئی آسانی ہوگی۔ حملہ کی بابت مین تم سے کچھہ نہین کہہ سکتا اسلئے کہ مین خود مختار نہین بلکہ دوسری شخص یعنے حضرت امین الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان تمام امور کا اختیار ہے۔ ہان تمکو اگر کسی بات کا ڈر ہے اور وہ سچا بھی ہے تو تم نکل جاؤ۔

اسلامی عسکر حملہ کیلئے بیچین ہو رہا تھا حضرت امین الامۃ سے حملہ کیلئے تقاضہ پر تقاضہ شروع ہوگئے۔ آپ نے حضرت خالدؓ سے مشورہ لیا حضرت خالدؓ نے کہا۔ میری رائے تو آپکو معلوم ہی ہے عیسائی ہمیشہ کثرت فوج کی بل بوتے پر لڑتے ہین سو وہ ٹوٹ ہی گیا اب کس بات کا اندیشہ ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پہلو پر جھکنے والے نہ تھے تمام پہلوؤنپر اونکی نظر تھی۔ ابھی حملہ کا قطعی فیصلہ نہ کیا۔ تمام لشکر کو جمع کرکے ایک پر زور اور نہایت جوش کی روح پھونکنے والی تقریر فرمائی "مسلمانو۔ تم مین سے جو ثابت قدم رہا اگر زندہ بچا تو ملک و مال اوسکا حصہ علاوہ اوس حصہ کے ہے جو آخرت مین خدا کا فضل تمکو دلائیگا اور مارا گیا تو شہادت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوگا جسکی ہر مسلمان کے بے چین دل مین تمنا ہونا چاہیئے۔ مین سچی گواہی دیتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مرے اور مشرک ہوکر نہ مرے وہ ضرور جنت مین جائیگا"

فوج حملہ کے لئے بے چین ہو ہی رہی تھی اس تقریر نے اور سونے پر سہاگہ کا کام کیا دفعتہً سب نے ہتیار سنبھال لئے۔ حضرت ابو عبیدؓ قلب لشکر اور حضرت خالدؓ و عباسؓ میمنہ و میسرہ کے ساتھ حملہ کے لئے بڑھے۔ قبائل عرب جیسا کہ حضرت خالدؓ سے اقرار کر چکے تھے اس حملہ کو دیکھتے ہی نہایت ابتری کے ساتھ پیچھے کو ہٹے انکا ہٹنا تھا کہ رومی سپاہ کا بازو ٹوٹ گیا۔ رومی سپاہ جسکی فراہمی مین نہایت سرگرمی سے کام لیا گیا تھا اور جو خود اس معرکہ کو شام کا آخری فیصلہ سمجھتی تھی ہزار جی توڑ کر لڑ رہی تھی مگر حضرت خالد کے حملے اور اونکی رجز اونکو پریشان کئے دیتے تھے۔ حضرت خالدؓ تھے تو میمنہ کے افسر مگر چستی سے مقدمہ تک کی خبر لاتے تھے۔ مجاہدین کو اولکا یہ فرمانا اور گرما رہا تھا۔ الشہید یوضع علی راسہ تاج الوقار شہید کے سر پر عزت کا تاج رکھا جاتا ہے۔ حضرت خالدؓ کی ہمت مردانہ باوجود ایک حصہ فوج کی افسری کی سپہ سالاری کا کام دے رہی تھی۔ عرب کے قبائل رومیونکی کمر پہلے ہی توڑ چکے تھے ان حملون نے اور غضب ڈہادیا۔ بدحواسی کا بھلا ہو وہ سارا جوش و خروش جسکو روم سے لیکر نکلے تھے سب اوسی میدان مین چھوڑ کر پسپا ہونا شروع ہوے۔ ایسی وحشت اور اس قدر خوف سوار ہوا کہ مرج الدیباج تک انکے قدم نہ جمے۔

یہ معرکہ اس لئے ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آرمینیہ وغیرہ کی فتوحات کا سلسلہ اسی سے شروع ہوا۔ وہ ملک صاف بچا جاتا تھا۔ اہل اسلام کا طریق نہین کہ خود بخود چھیڑین۔ ان کی تقدیر کا بھلا ہو کہ مسلمانون کو چھیڑ کر خود اپنے گھر بلا لیا

لو چٹکیان جو دل مین تو پہلو مین بیٹھکر	ایذا وہ دو ہمین کہ نہ ایذا کہین جسے

اس معرکہ کے بعد پھر رومیونکو آگے بڑھنے کی کبھی ہمت نہوئی۔ یہ وہی رومی ہین جو عرب کو بادیہ نشین۔ غیر مہذب جانتے تھے۔ یہہ وہی ہین کہ انمین سے ایک کے سامنے دس عرب ہیچ خیال کئے جاتے تھے۔ آج وہ حالت ہے کہ عرب کا نام سنا اور کلیجے سینونمین دہڑکنے لگے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

حضرت قعقاع بن عمرو کو جو کوفہ سے چار ہزار سوار لئے آرہے تھے راہ مین اس فتح کا حال معلوم ہوا۔ فتح کے تیسرے دن وہ حمص پہونچے۔ مژدۂ فتح کے ساتھہ حضرت قعقاع کے تین روز بعد آنیکی بھی دربار خلافت مین اطلاع دیگئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمان بھیجا کہ مال غنیمت مین انکا بھی حصہ لگایا جاے کیونکہ وہ جانبازی کے لئے آہی رہے تھے یہہ دوسری بات ہے کہ خدا کی فضل نے ان کے آنیسے پیشتر تمہاری مدد کردی اہل کوفہ کو پروردگار عالم جزاے خیر دے وہ اپنے یہان کی بھی حفاظت کرتے ہین اور دوسرونکے بھی کام آتے ہین۔

فتح جزیرہ و بعض حصص ارمینیہ

جو آبادی دجلہ اور فرات کے بیچ مین ہے اوسی کو جزیرہ کہتے ہین۔ اوسکے مغرب مین ارمینیہ کا کچھہ حصہ ہے۔ مشرق مین عراق۔ جنوب مین شام۔ شمال مین آرمینیہ کے کچھہ اور حصے۔

ارمینیہ ایشیائی کوچک کا ایک صوبہ ہے جسکو بلاد ارمن بھی کہتے ہین۔ اس کے مشرق مین گرجستان۔ مغرب مین بلاد روم۔ جنوب مین دور تک لق و دق جنگلون اور پہاڑونکا سلسلہ ہے۔ شمالی جانب بحر اسود واقع ہے۔

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوج پانچ ہزار کی جمعیت سے اس غرض سے جزیرہ کیجانب روانہ فرمانے کا حکم دیا کہ اہل جزیرہ کی کمک حمص تک نہ پہونچ سکے جنین سے افسری کے لئے حضرت عیاض بن غنم نامزد فرمائے گئے تھے۔

حضرت عیاض بن غنم نے خود مقام رہا مین جو کسی زمانہ مین رومن امپائر کا یادگار مقام تھا ڈیرے ڈالے اور حضرت سہیل بن عدی کو رقہ کی طرف روانہ کردیا اہل رقہ زمانہ کا رنگ ڈھنگ اچھی طرح سے دیکھ چکے تھے محاصرہ قائم ہوتے ہی جزیہ دیکر صلح کرنے پر راضی ہوگئے۔

حاکم رہا جو حضرت عیاض بن غنم کی زد مین تھا اوسنے بھی خفیف سی روک ٹوک کے بعد جزیہ دیکر صلح کرلی۔

حضرت عیاض نے یہان سے حران کا رخ کیا۔ آپ کا ساتھہ قبائل عرب نے جو جو ہان آباد تھے سب نے دیا مگر قبیلہ ایاد اس سے پہلے رومیون کے ساتھہ ممالک روم کیطرف چلدیا تھا۔ غرض اسی طرح سے جزیرہ کے تمام حصے اس سرے سے لیکر اوس سرے تک خفیف خفیف سی چھیڑ چھاڑ کے بعد بہت ہی تھوڑے زمانہ مین مفتوح ہوگئے۔

جزیرہ کے جن جن مقامات پر خفیف خفیف سی چھیڑ چھاڑ کی ضرورت ہوئی اونکے یہ نام ہین۔ نصیبین۔ میافارقین۔ سمساط۔ سروج۔ زوزان۔ عین الورد یا راس العین۔ ان مین سے بعض کی تفصیل واقدی علیہ الرحمہ کی روایت سے ہم آگے چلکر ابھی بیان کرتے ہین۔

حمص کا ہنگامہ جب فرو ہولیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام جابیہ سے واپس ہونے لگے تو حضرت امین الامۃؓ نے فتح جزیرہ کی اطلاع کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر حضرت خالد کو اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے جانیکا ارادہ ہو تو اون کی جگہہ میرے پاس حضرت عیاض بن غنم کو چھوڑ جایئے۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔

حضرت حبیب بن مسلمہ جزیرہ کے عجمیون پر اور ولید بن عقبہ جنھون نے جزیرہ کی لڑائی مین باستثنار ایاد تمام عربی قبائل کو زیر کیا تھا وہان کے عربون پر حاکم مقرر فرماے گئے۔

حضرت ولید بن عقبہ سے قبیلۂ ایاد کا ترک وطن معلوم ہو کر حضرت فاروق اعظمؓ نے قیصر ہرقل کو اس مضمون کا خط لکھا "مجھکو معلوم ہوا ہے کہ عرب کے قبائل مین سے ایک قبیلہ جو یہان آباد تھا وہ ترک وطن کر کے تمہارے ملک مین چلا گیا ہے۔ یا تو اونکو تم ہماری جانب نکال باہر کر دیا اور عیسائی قبائل کو اپنے یہان سے نکالکر ہم تمہاری سلطنت مین بھیج دیتے ہین۔ واقعی ایسے لوگ ادہر اودہر کے لڑانیکے لئے بڑا سبب قوی واقع ہوتے ہین اگر کچھ تعرض نکیا جاے تو ہر فرقہ کو اختیار ہوگا کہ وہ قانون سرکار اپنے خلاف منشا خیال کر کے جہان سینگ سمائین چلا جاے اور پھر ایسے لوگ جو ایسی بری عادت کے خوگر ہو چکے ہین کسی سلطنت مین چین سے نہین بیٹھ سکتے آے دن فتنہ و فساد برپا کرانا انکی تفریح کا ایک مشغلہ ہو جاتا ہے۔ جس سے ایک عالم شرارت کی آگ سے بھڑک اوٹھتا ہے"۔ میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے ہی اسباب تھے جو انکے حالات سے تعرض کیا گیا۔

ہرقل بھی کسیقدر ان اسباب کی حقیقت تک پہونچا اور کچھ یہہ سونچا کہ مفت کا
دردسر انکی وجہہ سے کون مول لے فوراً ہی اونسے اس عربی قبیلہ کو راستہ بتایا۔
چار ہزار آدمی بنو تغلب (ایاد) کے شام وجزیرہ مین واپس آگئے۔ حضرت ولید بن عقبہ
نے انکو اسلام لانے پر مجبور کرنا چاہا۔ اس امر کی بابت دربار خلافت سے دریافت کیا
حضرت امیر المومنین نے جواب تحریر فرمایا کہ اسلام لانے پر صرف وہ قبائل مجبور کئے
جائینگے جو جزیرۃ العرب مابین مکہ و مدینہ ویمن آباد ہون۔ اونسے سوائے اسلام کے
جزیہ وغیرہ کچھ منظور نہ کیا جائیگا مگر یہہ حکم عام نہین صرف انہی کے ساتھہ مخصوص ہے
اسلئے جزیرہ کے قبائل کو اسلام پر مجبور نہ کرنا چاہیئے اگر وہ جزیہ دینا چاہین اوسے
منظور کرلو۔

اس قبیلہ بنو تغلب کے بہت سارے افراد بہ خوشی خاطر داخل اسلام ہو چکے
تھے۔ اونکے بچے اونکے انتقال کے بعد صغرسنی کیوجہہ سے خاندان کے اون افراد کی
سرپرستی مین گئے تھے جو دین نصرانی پر جمے ہوے تھے۔ اونکا خیال تھا کہ بچے کو
اگر اصطباغ دیدیا جاے تو پھر عمر بھر اوسپر کسی دین کا رنگ نہین چڑھتا اس خیال سے
وہ مسلمانون کے بچے جو حکماً مسلمان ہی تھے زبردستی اصطباغ دیکر عیسائیت مین
داخل کرلئے جاتے تھے۔ اسکی بابت حضرت امیر المومنینؓ نے اس جواب مین یہہ اور
اضافہ کردیا کہ ہان بنو تغلب کو ان بچونکے اصطباغ سے روکا جاے۔ اور جو اسلام لانا چاہے
فوراً منظور کرلو۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شرط کا اضافہ بنو تغلب کے افراد
اسلامیہ ہی کی درخواست پر کیا گیا تھا۔ بہرحال یہہ اضافہ اصل حال معلوم ہونیکے بعد

بالکل جاے تامل نہین رکھتا معاملہ نہایت صاف ہے۔

مگر ہان۔ بعض مورخین کا طرز بیان یا اونکا اپنے خیال سے اسکو حقیر بات جانکر نظر انداز کرنا بعد والونکے لئے غلطمان ہی نہین بلکہ سخت اعتراضات کا نشانہ بناتا ہے علامۂ ابن اثیر و ابن خلدون وغیرہ نے تحریر کیا ہے فدعهم علی ان لا ینصروا ولیدًا۔ یہان ولید مقید نہین۔ اس سے یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کسی بچہ کو اصطباغ ندیا جاے یہہ ایسا حکم ہے جسکا بظاہر نظر حضرت فاروقؓ اعظم کو حق حاصل نہ تہا انہی مورخین کے اتباع مین دیگر مورخین بہی یہی لکھتے چلے گئے۔ مگر جب طبری کے اس جملہ کو پڑہا جاتا ہے علی ان لا ینصروا ولیدا ممن اسلم اباءهم اون بچونکو اصطباغ ندیا جاے جنکو آبا اسلام قبول کر چکے ہین یا اوس جملہ کو جو دوسرے مقام پر یہی نقل فرماتے ہین ان لا ینصروا اولادهم اذا اسلم اباءهم تو اعتراض کا تار و پود کبیت العنکبوت بہی باقی نہین رہتا۔ ہرگز اس شرط کا مبنی تعصب مذہبی نہین اور نہ یہہ اس قسم کی شرط ہے جسکا حق امیر المومنینؓ کو نہ ہو۔ عامۂ خلق کی امن کی وہ صورت جو دینی پیرایہ مین ہو اس سے اچہی ہو ہی نہین سکتی۔ اگر اسکا اضافہ نہوتا تو نو مسلم تغلبی کے قلوب مین اس زبردستی کے اصطباغ سے کسقدر اشتعال پیدا ہوتا۔ ذرا غور کیجیے پہر کوئی اعتراض نہین۔ اعتراضونکا مبنی اکثر غلط فہمی واقع ہوتی ہے۔ کبہی تو وہ غلط فہمی اپنی فرضی قواعد کے جکڑ بند کیوجہہ سے ہوتی ہے اور کبہی بیان کرنیوالے کی ذرا سی فروگذاشت کیوجہہ سے۔ یہہ دوسری قسم بہت زیادہ لے ڈوبتی ہے۔

چند روز کے بعد بنو ایاد نے جو سب مین ذرا اونچے ہوکر رہنا چاہتے تہے ایک سفارت حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت مین اس مضمون کے ساتہہ ارسال کی کہ جزیہ

کے نام سے اونسے کوئی رقم وصول نہ کیجاے۔ ہم اس سے زیادہ دینے کو تیار ہین مگر جزیہ کا نام جیسا اور لوگو پر آرہا ہے انپر نہ آے۔ حضرت نے اسکو منظور فرماکر اوس رقم کو دوچند کرکے صدقہ کے نام سے وصول کرنیکا حکم بھیجدیا۔

ان واقعات سے حضرت فاروق اعظمؓ کو خیال پیدا ہوا کہ ولید بن عقبہ کی زیادہ توجہ بنو تغلب کی جانب ہے کہین یہہ نہ ہو کہ یہہ بیچارے کسی پیچ مین آجائین فوراً حضرت ولید کو معزول فرماکر اونکی جگہہ فرات بن حیان اور سعد بن عمر الجملی کو بھیجدیا۔

اب وہ پہلا اعتراض کرنے والے کہان ہین۔ کیا مذہبی تعصب اور بلا وجہ دوسرے کے مذہب مین دست اندازی اسی کا نام ہے۔ آئین ذرا ہم کو عالم کی سیر کراکر دکھلائین تو سہی کہ ایسی بے تعصبی عمل درآمد مین تو درکنار کسی سلطنت کے دکھلاوے کے قوانین مین بھی ہے۔ یہہ بے تعصبی تھی اوس شخص کی جو سراپا دین تھا جسنے محض اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوجہہ سے گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کو ترک کردیا تھا۔ کہان ہین دین اسلام پر تعصب کا دھبہ لگانیوالے۔ اس بے لوثی کو دیکھین اور پھر اپنے اپنے گریبانونمین مُنہ ڈالین۔

ناصحا کہدے محبت مین خدا لگتی کچھہ		مدعی لاکھہ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مین نے جو کچھہ اوپر بیان کیا ہے وہ وہ ہے جس پر اکثر مورخین کا اتفاق ہے بعض مورخین نے جو کچھہ اختلاف کیا ہے مین اوسکو بھی یہان لکھے دیتا ہون۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جزیرہ ۱۷ھ مین فتح نہین ہوا بلکہ ۱۹ھ کی فتوحات مین سے ہے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عیاض بن غنم کو جس لشکر کے ساتھہ

اس جانب روانہ کیا تھا اسمین انکا بیٹا عمرو بھی ساتھہ تھا جس کے ہاتھون محرّم کا وہ واقعہ ہوا۔ جسکے بیانکی طاقت نہ زبان مین ہے نہ تھوڑی دیر تک خیال جمانے کی طاقت دماغ مین۔ نہ قلم سے تحریر ہوسکے نہ کاغذ اوسکا متحمل ہوسکے۔ حضرت عیاض کے ساتھہ عمرو نے الرہا کو فتح کیا۔ اہل حران نے جزیہ دیکر صلح کی۔ ابو موسیٰؓ نے نصیبین کو فتح کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ حضرت امین الامّہؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عیاض بن غنم کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے اس جانشینی کو منظور فرماکر حمص وقنسرین کی افسری بھی ان ہی کے متعلق کردی۔

سنہ ۱۸ھ کی ماہ شعبان المعظم مین پانچ ہزار کی جمعیت سے حضرت عیاض بن غنم نے جزیرہ پر چڑہائی کی۔ انکے ہراول کے افسر حضرت ہبیرہ بن مسروق نے رقہ پہونچکر چھ روز کے محاصرہ کے بعد محصورین کو جزیہ وطلب صلح پر مجبور کیا۔ گردونواح کے قصبات پر خراج مقرر کرکے حران کا رخ کیا اسی اثنار مین انسے حضرت عیاض بھی آملے۔ آپ حران کے محاصرہ کے لئے ایک فوج بہ سرکردگی صفوان بن معطل و حبیب بن اوس چھوڑکر خود الرہا کی جانب بڑہے چلے گئے۔ الرہا والون نے پہلے پہل تو قلعہ سے باہر نکلکر کچھہ مقابلہ کیا مگر تاب مقابلہ نہ پاکر قلعہ بند ہوگئے مسلمانون نے محاصرہ کرکے حملہ پر حملہ شروع کردیئے جس سے محصورین کو یہ مجبوری جزیہ قبول کرکے طلب امان کرنا پڑی۔

حضرت عیاض اس سے فارغ ہوکر پھر حران کی جانب واپس ہوے یہان حضرت صفوان وحبیب حران کا فیصلہ کرکے اوسکے تمام قصبات ومضافات پر قبضہ

کر چکے تھے۔ حضرت عیاض بن غنم نے اپنا ہیڈ کوارٹر الرہا کو قرار دیا تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ادہر اودہر حملہ کرتے اور فتح کرکے پھر الرہا واپس تشریف لے آتے۔ اسکے بعد سماط۔ سروج۔ راس کیفا۔ پر حملہ کیا۔ یہان کے لوگون نے الرہا والونکی شرائط پر صلح کرلی۔

راس کیفا کا معرکہ ہورہا تھا کہ اہل سماط نے غدر کردیا۔ حضرت عیاضؓ کو اپنی ہمت پھر ادسطرف متوجہ کرنی پڑی اور محاصرہ کرکے دوبارہ فتح کیا۔ منبج وغیرہ اسکے بعد مفتوح ہوے۔ پھر آمد کارخ کیا۔ اول اول وہان کے باشندے ذرا سامنے اٹے مگر پھر وہی صلح تک اونکی دوڑ۔ اسی طرح سے میافارقین۔ کفرتوتا۔ صلحاً فتح ہوے۔ اس سے فارغ ہوکر آپ نصیبین پہونچے اوسکو بھی صلحاً فتح کیا۔ اسی طرح سے موصل کے دو قلعون مین سے ایک قلعہ۔ ارزن۔ بدلیس۔ خلاط۔ اور منتہاے ارمینیہ کو بصلح و امان فتح کرکے رقہ واپس ہوے۔ حمص پہونچکر ۲۰ھ مین انتقال فرمایا۔

ان کے انتقال کے بعد ان کے بجاے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعید بن عامر کو عامل مقرر فرماکر بھیجا مگر بہت ہی تھوڑی مدت مین انہون نے بھی اس خاکدان عنصری کو خیرباد کہی۔

انکے بعد عمر بن سعد انصاری روانہ کئے گئے انہون نے راس العین کو جسکو حضرت عیاضؓ سلسلہ فتوحات مین ترک فرماگئے تھے بڑی شدید لڑائی کے بعد فتح کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت عیاض بن غنم کی وفات کے بعد راس عین کی فتح کے واسطے حضرت ابو موسیٰ اشعری روانہ فرمائے گئے تھے۔ بعض لکھتے ہین کہ جزیرہ کی فتوحات مین حضرت عیاض بن غنم کے ساتھ حضرت خالد سیف اللہ بھی تھے۔

آپ آمد کے حمام مین نہانے گئے وہان ایک تیل کی مالش کرائی جسمین کچھ شراب کا جز تھا اور یہی انکے عزل کا باعث ہوا۔

خدا جانے یہہ مورخین کیا کہہ رہے ہین حضرت خالدؓ حضرت ابو عبیدہؓ کے بعد کسی کی نیابت مین نہین رہے ہین۔ عجب گڑبڑ ہے دیکھنے والا تو ایک طرف مورخ کو بھی اس سے جو دقتین پیش آتی ہین وہ وہ ہین جنکو اوسکا جگر ہی جانتا ہے۔ ان تمام پچھلی روایات سے بالکل نہین معلوم ہوتا کہ حمص کی فوج کشی مین جو فوج جزیرہ روانہ کی گئی تھی آخر اوسکا کیا حشر ہوا اسواسطے کہ ان تمام روایات کے بموجب جزیرہ ۱۷ھ کے واقعات مین نہین اور حمص کی فوج کشی ۱۸ھ مین ہے دوسرے کوئی واقعہ صاف نہین۔ دو تین سطرونمین دو تین سال کے وقائع سب آگئے اسطرح سے تو تمام فتوحات فاروقی کا سلسلہ ختم ہوسکتا تھا۔ میرے خیال مین صحیح روایت وہی ہے جو سلسلہ کلام مین اولاً ذکر ہوچکی ہے۔ اُسمین اس قسم کے اشکال بھی نہین اور روایت کا سلسلہ بھی مسلسل چلا آتا ہے۔

حضرت عیاض بن غنم جب سمساط فتح کرچکے حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ کی جانب روانہ فرمایا۔ پہلے تو اہل ملطیہ وہی سرکشی سے پیش آئے جسکے لئے اہل اسلام کو اپنی تلوارونکے کچھ جوہر دکھانیکی ضرورت ہوئی آخر مین اونہون نے بھی اوسی طریق کو اختیار کیا جسکا گرد ونواح کے چھوٹے چھوٹے مقامات اونکو سبق دے رہے تھے یعنے جزیہ دیکر صلح کرلی۔ حضرت حبیب بن مسلمہ نے وہان ایک چھاؤنی قائم کرکے اوسکی کمان ایک شخص کو دیدی۔

حضرت عیاضؓ بن غنم نے جسوقت جابیہ کو چھوڑا ہے حضرت فاروق اعظمؓ

مدینہ منورہ کو واپس ہوے۔ اوسوقت حسب ذیل آپکے امرا تھے۔ حمص مین حضرت امین الامتہ ابوعبیدہ بن الجراح اور اونکی ماتحتی مین قنسرین مین حضرت سیف اللہ خالدؓ بن الولید۔ دمشق مین یزیدؓ بن ابی سفیان۔ اردن مین حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان فلسطین مین علقمہ بن مجزر۔ سواحل پر عبداللہ بن قیس۔

اب مین بعض اون معرکونکو بیان کرتا ہون جو مجھکو ان معتبر تاریخونمین بالاختصار ملے لیکن واقدی علیہ الرحمہ نے اونکو علیحدہ سرخیان قائم کرکے ذرا تفصیل کے ساتھہ لکھا ہے اور جنکا مین اوپر وعدہ بھی کر آیا ہون۔

فتح قلعۂ ماردین

مثنیٰ بن عامر اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ اکثر قصبات جزیرہ کے حمایت اسلامی مین آجانیسے اطراف وجوانب کے جسقدر زمیندار اور قلعون کے مالک تھے سب کو اپنی اپنی پڑی تھی اور یہہ سمجھہ رہے تھے کہ عنقریب وہ وقت آرہا ہے جو ہماری بھی یہی حالت ہوگی۔ انمین سے جسکی جسقدر قوت اور مقبوضات کی زیادتی تھی اوسیقدر اوسکے خوف وہراس کو بھی افزونی تھی۔ صاحب ارض بیعہ و راس العین کی بھی یہی کیفیت تھی۔ زمانۂ قیام مقام ارض الطیر مین اوسنے اپنے عمائد وارباب سلطنت سے مشورہ کیا اور کہا کہ مین صرف ان دو قلعون اور راس العین وغیرہ چند شہرونکا حاکم ہون مجھہ سے کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ بڑے بڑے قلعونکا جو حال ہوا وہی روز بدمیرے مقبوضات کو نصیب ہونا ہے۔ طرہ یہہ ہوا کہ عرب متنصرہ جو میدانمین ان کے سامنے کچھہ قدم جماتے وہ پہلے ہی ہماری حمایت سے نکل چکے۔ اِن کے

چلے جانے سے بقیہ فوج مین جو بد دلی پیدا ہو وہ کم ہے۔ ارکان سلطنت مین سے ایک بطریق توتا نامی نہایت قابل اور تجربہ کار تہا اوس نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ لڑائی سے جی چرانا ہمارا کام نہین۔ عرب لاکہہ شجاع ہوا کرین مگر ساری شجاعت اونکے ہی حصہ مین تو آئی نہین۔ ہم لڑین گے اور پہر لڑین گے۔ رہی یہہ بات کہ فتح وظفر کا پہلو کس جانب ہوگا یہہ ہمارے اور اونکے اختیار مین نہین یہہ خداوند عالم کے قبضۂ قدرت مین ہے۔ سامان جنگ کے علاوہ ایک تدبیر جو میرے ذہن مین آتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپ اپنے فرزند عمود کا عقد ملکہ ماریہ دختر ارسوس بن جاروس حاکم ماردین سے کر دیجئے۔

پادری صاحب کی رائے ایک معما ہے جب تک یہہ نہ معلوم ہو جاے کہ وہ قلعہ جسکا ذکر حاکم ارض بیعہ نے کیا کون کون سے تہے اور اس عقد کو جنگ کے واقعات کے ساتہہ کیا تعلق ہے بالکل سمجہہ مین نہین آتا کہ یہہ عقد کیا فرما رہے ہین۔ سنئے۔

آرسوس بن جاروس اہل طیرزند مین سے ایک بڑا بہادر اور شجاع اور متمول تہا۔ بانی سبانی سلطنت آرمینیہ یہی ہے۔ تمام طیرزند والے اس سے ڈرتے تہے۔ یہہ جب چاہتا تہا بلاد روم کی جانب نکل جاتا۔ ڈاکہ زنی اس کا شغل ہوتا تہا۔ آخر وہان کے باشندون نے تنگ آکر قیصر ہرقل کے پاس جاکر اسکا استغاثہ کیا۔ وہان سے یہہ انتظام کیا گیا کہ ایک شخص اسکے پاس یہہ کہلوا کر بہیجا گیا کہ تمکو صرف ایک گڈہی بنانے کا اختیار دیا جاتا ہے تمہاری جو لانگاہ اور ہیڈ کوارٹر جو کچہہ ہو وہ بس اوس حد تک محدود رہے گا اسکی خلاف ورزی مین

سلطنت کی جانب سے دباؤ ڈالکر تمکو مجبور کیا جاوے گا کہ تم کو اسقدر آزادی نہ حاصل ہو۔

ارسوس یہہ پیام سنکر سرزمین جبل اردین مین جا رہا تھا کہ ایک ٹیکری پر اسنے فارسیونکی آگ روشن دیکھی وہ فارس کے عابدون مین سے ایک مشہور عابد دین نامی کی عبادت گاہ تھی۔ اس عابد کا تقدس فارسیونکے قلوب پر اسقدر اثر کئے ہوے تھا کہ اقصاے بلاد خراسان و عراق کے عمدہ عمدہ ہدایا اسکی خدمت مین نذر گذرانے جاتے تھے۔ ارسوس نے تھوڑی مدت کے قیام کے لئے اس مقام کو تاکا عابد کی خدمت مین نہایت عقیدت مندی کے طریقہ سے حاضر ہوکر کچھ ہدایا نذر کئے۔ اسکی ظاہری چاپلوسی نے عابد پر یہہ اثر کیا کہ اسکو عابد کیخدمت مین ہی رہنے کی اجازت ملگئی۔ اب اس نے اسکو تحفون اور نذرونکی چاٹ پر لگا کر خوب اوسکے دل مین گھر کرلیا۔ ایک روز تنہا موقع پاکر عابد صاحب کا قصہ پاک کر دیا اور لاش خفیہ ایک مقام پر دفن کر دی۔ اون اطراف کے باشندون کو جب عابد کی زیارت نصیب نہوئی تو خیال کرلیا کہ حسب معمول وہ کسی طرف نکل کر درندونکے طعمہ ہوگئے۔

جب کسی کو ارسوس کی جانب وہم بھی نہین ہوا تب اوس نے ایک بڑا آتش خانہ بیت النار کے نام سے تیار کیا۔ اوسکی عمارت برائے نام معبد کے طور کی بنائی ورنہ وہ ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تیار کیا گیا تھا۔ ارسوس کی لڑکی ماریہ نامی جو اکثر اسکے ساتھہ اور اس سے جدا اون ہی اطراف کو اسیکی طرح جولانگاہ بنائے ہوے تھی اوس نے اس قلعہ کا حال سنکر دوسرا قلعہ اوسکے مقابل تیار کرایا۔ فرق اسقدر تھا کہ ماریہ کا قلعہ اُسکے زیورات و مال و متاع کا خزانہ بھی تھا۔ ماریہ چونکہ خاندان شاہی

سے تہی اور شجاعت کے جواہرات سے بہی اوسکی تلوار خالی نہ تہی - وہ کسی کو اپنا کفو نہ سمجھتی تہی اسیوجہہ سے حالانکہ اوسکی شادی کے پیام بڑے بڑے امرا کے یہان سے آئے مگر اسنے اب تک کہین اقرار نہین کیا تہا - اب دیکہئے پہنچتے ہین تو اسطرح - ماریہ کے قلعہ کے قریب سطحہ جبل پر ایک دیر مین فرما نامی ایک راہب رہتا تہا جو اپنی شکل وصورت مین اپنے ہمعصر وقرین ممتاز تہا - ماریہ ایک روز سیر کرتی ہوئی اوس جانب نکل گئی - راہب کی خدمت مین پہونچکر اسکو معلوم ہوا کہ ہان دل کچہہ کہتا ہے - حجاب کس چیز کا - پہلی ہی ملاقات مین نہایت بے تکلف ہوگئی - بار بار کی ملاقات نے اوسکو ایک دوسری بلا مین گرفتار کر دیا - جس کا ظہور نو ماہ گذرنے کے بعد ہوا - وہ بلا ایک لڑکے کی صورت مین نمایان ہوئی - اب یہہ فکر ہوئی کہ خبر ہونے پر مین اور یہہ بچہ دونون ارسوس کے ہاتہہ سے مارے جائین گے بچہ اگرچہ حرام کا تہا مگر جزیریت کا علاقہ ہرگز نہ چاہتا تہا کہ زندہ درگور کیا جاے - آخر اوسنے دایہ کو ایک گہوارہ مین بچہ رکہکر دیا اور کہا کہ اس کو ایسے مقام پر رکہہ آؤ جہان اسکی زندگی کی بہی کچہہ اُمید ہو - اوس گہوارہ مین بہت سا اپنا زیور رکہدیا اور گہوارہ پر لکہدیا کہ یہہ اس بچہ کی خبر گیری کا خرچ ہے - اوس نے بچہ کو جدا کرتے وقت خوب اچہی طرح سے دیکہہ لیا تہا کہ پہر کسی وقت اوسکو پہچان سکے اوسکا ایک کان دوسرے کان سے کسی قدر بڑا تہا اور چہرہ پر ایک بہت بڑا تل تہا بس یہہ علامتین دوسرے وقت کی شناخت کے واسطے کافی تہین - دایہ کے ساتہہ ایک غلام کر دیا - شب کا وقت تہا جو دایہ اس بلا کو دور کرنے کے لئے نکلی ہے - قلعہ سے فاصلہ پر پتہر کا ایک ستون تہا جسپر ایک پتہر

سائبان کے طور پر رکھا ہوا تھا جو اُس عمود کا قاعدہ مقلوبہ تھا۔
دایہ نے گہوارہ کے لئے اس سائبان کو تجویز کیا یہان اوسکا خیال ہوا کہ شاید بچہ درندون وغیرہ سے بہی محفوظ رہ سکتا ہے۔ گہوارہ رکھکر وہ فوراً وہان سے چلدی بچہ کا بلک بلک کر رونا اوس خوف کی حالت مین بہی دایہ کے دل پر ایک خاص اثر کر رہا تھا مگر خوف غالب تھا چلی آئی۔ یہہ کس کو معلوم تھا کہ یہہ بچہ بڑا ہوکر کیا ہوگا۔

اتفاق دیکھئے۔ قضا و قدر کے کرشمہ۔ حاکم موصل ملک انطاق شہریاض کی جانب سے ارسوس بن جاروس کے پاس برسم رسالت جا رہا تھا صبح کیوقت جب وہ اس مقام پر پہونچا ہے بچہ کے رونیکی آواز نے اوس کے کان کھڑے کئے اوسکے اضطراب قلبی نے اسکے تجسس کی جانب اوسکو مجبور کیا بالآخر وہ ستون کے قریب آیا۔ اوسنے جب ایک بچہ کو زرین پارچہ مین لپٹا ہوا دیکھا اور وہ عبارت پڑہی جو گہوارہ پر لکھی ہوئی تہی فوراً اوسکو اوٹھالیا اور یہہ کہکر اپنی کنیز کے حوالہ کیا کہ اسکی خوب حفاظت کی جاوے یہہ معمولی بچہ نہین معلوم ہوتا ضرور اسکا کسی نہ کسی وقت گل کہلے گا۔ وہانسے چلکر ارسوس کے پاس پیام پہونچایا۔ واپس ہوکر شہریاض سے اوسکا جواب اور بچہ کا سارا ماجرا بیان کر دیا۔ شہریاض اس دولت سے محروم تھا اوسکو نعمت غیر مترقبہ ملی فوراً خواص کے حوالہ کیا گیا اور شاہی تربیت ہونے لگی۔ چونکہ وہ عمود پر پایا گیا تھا اسوجہہ سے بادشاہ خود عمود کے نام سے اوسکو پکارتا تھا باقی رعایا ولد الملک کہتی تہی۔ رفتہ رفتہ اوسکو آداب شاہی سے آراستہ کیا گیا اور اب وہ زمانہ آگیا کہ شہسواری کے قابل ہوا۔ فنون حرب مین

اعلیٰ درجہ کی دستگاہ اوسکو حاصل ہوئی طبیعت اوسنے ایسی بے چین پائی تھی کہ راس العین جو شہر ریاض کا پایہ تخت تھا وہان نہ ٹہیرتا بلکہ ہمیشہ سیر وشکار مین اطراف جوانب کے دشت وجبل ہی مین رہتا تھا۔ اوسنے اپنے لئے ایک قصر علیحدہ بنوایا جسکا نام قصر عمود رکھا گیا۔ عمود کا شجاعت وفنون حرب مین طاق ہونا تمام مین مشہور ہوگیا تھا مگر ماریہ کو بالکل معلوم نہ تھا کہ اوس کا بچہ کیا ہوا اور عمود کون ہے یہی وہ زمانہ تھا کہ لشکر اسلام جزیرہ کی فتح کی غرض سے اس جانب آیا ہوا تھا۔ بطریق توتا کا مشورہ یہہ تھا کہ اس طریق سے ارسوس کو ملاکر عرب تنصرہ کا جزبقصان اسطرح کرلیا جاے۔ دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ اب خیال یہہ تھا کہ عمود کی عمر کم ماریہ کی زیادہ مگر یہہ معلوم ہوکر کہ ابہی تک وہ ناکتخدا ہے اس کو بہی مٹا دیا گیا۔

بادشاہ نے اسکو منظور کرکے خود توتا ہی کو اس پیام رسانی کیلئے منتخب کیا۔ توتا ہدایا وغیرہ لیکر ارسوس کی خدمت مین باریاب ہوا اور موقع پاکر اصل مطلب کا اظہار کیا۔

ارسوس نے کہا اگر دو شرطین منظور کیجاوین تو مجھکو بخوشی خاطر منظور ہے۔ اول تو یہہ کہ اوس کے مہر مین ایک لاکھہ دینار اور دو قلعہ باریہ وجملین دئے جائین دوسرے یہہ کہ ماریہ کے شب زفاف مین نذر مسیح کی قربانی کے لئے بیس شخص امرا عرب مین سے دئے جائین۔ ماریہ بہی ان شرطون سے اپنے نکاح پر راضی تہی۔ ارسوس نے ان شرائط پر راہبون اور فارسیون کے سامنے عقد تجویز کرلیا۔ توتا نے واپس ہوکر شہر ریاض کو اطلاع کی اوسنے زر نقد فوراً بہیجدیا

اور قلعون کی بابت کہلا بھیجا کہ شب زفاف کے بعد فوراً یہہ تمہاری سپرد کردئے جائینگی
امرار عرب کی قربانی کا یہہ سامان کیا کہ عمود کو بلا کر سب معاملہ سے آگاہ کردیا
اور کہدیا گیا کہ امرار عرب کی گرفتاری تمہارے متعلق ہے۔ اوسکی مدد کے لئے
توتا بطریق اور رودس حاکم حران بہی ساتہہ کردئے گئے۔

حضرت عیاض بن غنم کو اپنے جاسوسون سے یہہ سارا واقعہ معلوم ہوگیا کہ
انکی گرفتاری کے لئے دس ہزار کی جمعیت کا لشکر آرہا ہے۔ آپ نے صحابہؓ سے
مشورہ لیا۔ یہہ راے قائم ہوئی کہ اسی وقت عبداللہ بن غسان اور سہیل بن
عدی کو لکہا جاے کہ فوراً ہمارے لشکر سے آکر ملجاوین۔ براقہ بن دارم دونونکی
خدمت مین بہیجے گئے۔ وہ اس خبر کے معلوم ہوتے ہی اسطرف کو چلدئے۔

اب حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر نے بہی حرکت کی لشکر کو
ایک سمت سے روانہ نہین کیا گیا بلکہ ایک حصہ فوج دائین جانب سے اور
دوسرا بائین جانب سے چلا۔

عمود اپنی جماعت کثیر کے ساتہہ اسطرف بڑہا آرہا تہا۔ حضرت عیاضؓ کے
لشکر سے ابہی دس فرسخ کا فاصلہ تہا کہ اسنے ایک مقام پر ڈیرہ ڈال کر
لشکر کی دیکہہ بہال شروع کی۔ اونکو بالکل خبر نہ تہی کہ لشکر اسلام بہی انکی
گہات مین آرہا ہے۔ آلات حرب کی دیکہہ بہال کرکے آرام مین مشغول ہوگئے
حضرت عیاض کا لشکر تو دو طرف سے آرہا تہا۔ عبداللہ بن غسان نے تیسری
سمت اختیار کی۔ آپس مین مشورہ ہوگیا تہا کہ آواز کیساتہہ چارونطرف سے حملہ
شروع ہوجاے۔ ایک حصہ فوج پوشیدہ رکہا گیا کہ موقع پاکر عین معرکۂ جنگ

مین وہ حصہ بہی حملہ کردے۔

لشکرِ عمود کے قریب ہوتے ہی اسلامی نعروں سے تمام میدان گونج اوٹھا حملہ چارونطرف سے ہوگیا۔ جزیرہ والے چونکہ اس حملہ کے منتظر نہ تھے اسواسطے سوائے حاکم حران اور اوسکی رکاب کے پانسو سوارون کے فوراً کوئی مقابلہ پر آمادہ نہ ہوسکا۔ جب تک یہہ اولجھے بقیہ لشکر بہی اونگھتا ہوا سنبھلا مگر کیا ہوسکتا تہا اسلامی لشکر چارونطرف سے گہیر چکا تہا ایک ہنگامہ ہوش ربا گرم ہوا۔ دیر کے بعد اب جزیرہ والون نے بہاگنا شروع کیا۔ چار ہزار اہل جزیرہ قید کر لئے گئے جسمین عمود و توتا بہی تہے اور ایک ہزار سات سو چیاسٹھ قتل ہوے۔ باقی بہاگ کر شہر یاض کے پاس پہونچے۔

جس وقت اس واقعہ کی اوسکو اطلاع ہوئی ہے۔ ضاقت علیہ الارض بما رحبت۔ اوسکے ہوش اوڑ گئے اور اوسکو کچہہ معلوم نہ تہا کہ کیا ہو رہا ہے توتا سا مشورہ دینے والا بہی اوسکے پاس کوئی نہ تہا۔ ارکان دولت نے اوس کو گہبراتے ہوے دیکہکر عرض کیا کہ جب تک ہم ہین آپ کو اسقدر اضطراب نکرنا چاہیئے۔ ہم اپنے قلعون سے دور پڑے ہوے ہین ایسے وقت مین اگر وہ ہم پر حملہ آور ہوے تو اس طرف اضطراب گہر لگاڑ رہا ہے اوسطرف کوئی جاے پناہ نہین ہے۔ اسوقت یہان اقامت قرین قیاس نہین اسی وقت کوچ کرکر اپنے قلعون کے قریب ہم کو صف آرا ہونا چاہیئے کہ قلعے پس پشت ہون اگر ہم فتح یاب ہوے تو سارے مقامات ہم اونسے واپس لے لین گے اور درصورت دیگر ہم قلعہ بند ہوسکین گے۔

یہی مشورہ مناسب خیال کرکے ارض طیر سے کوچ کردیا گیا۔ سب سے پہلے راس العین پہونچکر اوسکی حفاظت واستحکام کی تمام تدبیرین کیگئین۔ دس ہزار فوج بسرکردگی مرتودس جو اعلیٰ درجہ کا شہسوار اور شجاع مشہور تہا اوجس کو شہریاض کی لڑکی منسوب تہی وہان چہوڑی گئی۔

شہریاض یہان کے انتظام سے فارغ ہوکر مرج رغبان کیطرف چلدیا حضرت عیاض کو جاسوسون سے یہہ سارا حال معلوم ہوتا رہتا تہا آپ نے ساری کیفیت مفصلاً لکھہ کر مع خمس حبیب بن صہبان کے ہاتہہ روانہ دارالخلافت کی اور خود اوسکے تعاقب مین مرج رغبان پر جا اوترے۔

ارسوس حاکم ماردین کو جب یہہ سارا حال معلوم ہوا تو اول تو اوس کے تن بدن مین آگ لگ گئی پہر اوس کو عمود کی گرفتاری سے ایک قسم کی شرم لاحق ہوئی۔ اوس نے فورًا ماریہ کو طلب کرکے ساری کیفیت بیان کی۔ ماریہ نے کہا۔ میرے خیال مین ایک تدبیر آئی ہے اگر وہ چل گئی تو عمود رہا ہوسکتا ہے۔ مین روپ بدل کر لشکر اسلام مین پہونچکر امیر لشکر کے پاس جاؤنگی اور اسلام کی جانب رغبت ظاہر کرونگی۔ سبب یہہ بیان کرونگی کہ مین مسیحیہ تہی آج شبکو حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے مجہے ارشاد ہوا ہے کہ مین دین حق اسلام اختیار کرلون اور یہہ بہی ظاہر کردونگی کہ مین ہون کون اور میرے اسلام سے اہل اسلام کو کیا نفع ہوسکتا ہے۔ مین اونکو لالچ دونگی کہ تنہا سوار وہ میرے ساتہہ کردین اور مین اپنے صندوقون مین بند کرکے آپ کو قلعہ مین پہونچا دینے کا وعدہ کرون اور اسطریقہ سے گویا آپ کے قلعہ پر بہی

حاکم بنا سکتی ہون۔ اغلب ہے کہ وہ میری چال مین آجاوین گے مین صندوقین بند کرنے کے بعد اونکو گرفتار کرلونگی جب تک عمود رہا نہوا نکو رہا ہرگز نہ کیا جاے گا۔ ضرور ہے کہ وہ سوسوار ونکے واسطے عمود کو چھوڑ دین گے۔ ارسوس نے کہا۔ تو نے ابھی زمانہ نہین دیکھا اس مین تو خود گرفتار ہوجائیگی۔ تو نے عرب کو سمجھا کیا ہے۔ وہ تیری ان چالون مین آنیوالے نہین۔ ماریہ نے کہا۔ بہت ہوگا تو یہہ کہ سوار ساتھہ کرتے وقت وہ مجھہ سے ضمانت کے طالب ہونگے۔ مین سارا زیور اسطریقہ سے دینے کو موجود ہون اسلئے کہ یہہ میرے ہاتھہ سے جا نہین سکتا مین اون سے لے سکتی ہون۔ ارسوس نے مجبور ہوکر کہا۔ خیر۔ تجھکو اختیار ہے۔

ماریہ ایک خادم اور چار اون غلامونکو ساتھہ لیکر جو اسکے اونٹ چلاتے تھے اسباب وظروف لاد کر چل نکلی۔ یہان ایک اور واقعہ ہوگیا۔ وہ یہہ کہ عبداللہ بن غسّان چالیس آدمیون کے ساتھہ رسد فراہم کرنے کے واسطے حران ورہا کی طرف بھیجے گئے۔ انسے تین ہزار کی اوس جماعت سے مقابلہ ہوگیا جو شہریاض کی جانب سے فراہمی رسد پر مامور تھی۔ اونھون نے حملہ کرکے مسلمانونکو گرفتار کرلیا۔ رسد کے ساتھہ شہریاض کی خدمت مین یہہ بھی پیش کئے گئے۔ شہریاض کی رائے اون سب کے فوراً قتل کی تھی مگر اوسکے وزیر کی راے نہوئی۔ اوس نے کہا۔ شہزادہ عمود۔ رودس حاکم حران۔ تو تاصاحب الحجاب سے ہمارے معزز اشخاص اونکے ہاتھہ مین ہین اگر انکو قتل کیا گیا تو اپنے قیدیونسے ہاتھہ دھو بیٹھئے مناسب ہے کہ انکو ارسوس حاکم ماردین کے پاس بھیجدیا جائے

وہ بحفاظت تمام انکو مقید رکھین گے۔ اس صورت مین اگر عرب انکے طالب بہی ہون تب بہی آپ کو یہہ کہنے کی گنجایش ہے کہ وہ ہماری قدرت سے باہر ہین۔ بادشاہ نے اس راے کو پسند کرکے گروہ محافظین کے ساتھہ ماردین کی جانب روانہ کردیا یہہ مقام وینس ہی مین پہونچے ہین کہ ماریہ ادہر سے آتی تہی اوسنے یہہ اچہی فال خیال کی اور اپنے قلعہ مین پہونچا دینے کا حکم دیدیا۔ خود وہان سے اپنے اوسی ارادہ پر چلی گئی۔

لشکر اسلام مین سہیل بن عدی اور نجبتہ بن سعد ایک جماعت کے ساتھہ طلایہ پر مقرر تہے۔ ماریہ کے پہونچتے ہی اونہون نے دریافت کیا۔ کون۔ اسنے بجاے اپنا نام بتانے کے یہہ کہا کہ مجھکو امیر لشکر سے ایک خاص ضرورت ہے۔ آپ اوسکو اپنی حفاظت مین حضرت عیاض کی خدمت مین لے گئے۔ ماریہ نے ہدایا پیش کرکے اپنی رسم کے مطابق سجدہ کیا مگر یہہ کہکر فوراً اوسکو روکا گیا کہ ہماری جو کچہہ عزت ہے وہ اسلام کی بدولت۔ اسلام ہمکو ایسی باتون سے منع کرتا ہے۔ یہہ متکبرون کا طریق بد تہا۔ سجدہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھہ مخصوص ہے اوسکے سوا کسی کو زیبا نہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی) العظمة ردائی والکبریاء ازاری فمن نازعنی فیهما قصمته ولا ابالی عظمت وجلالت میری چادر ہے۔ کبریائی میرا پیراہن۔ جو کوئی میری ان دونون چیزون مین مجہہ سے نزاع کرے گا مین اوس کو تباہ کردونگا اور مجھے کچہہ پرواہ نہین۔

ماریہ نے عرض کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ انہی خصائل سے ہمپر سردار ہوے۔

قوم کی ترقی کی یہی نشانیان ہین - آپ نے دریافت فرمایا تم کون ہو - اوسنے کہا
مین ماریہ حاکم ماردین کی لڑکی ہون - عمود شاہزادہ جو آپ کے یہان اسیر ہے
وہ میرا شوہر ہے - اوسکی اسیری نے مجھے نہایت بے چین کیا اس بے چینی مین
مین نے جناب یسوعؑ کی جانب توجہہ کی - اسی خیال مین مجھے نیند آگئی خواب مین
بہی وہی سمان نظر آیا - حضرت یسوع مسیح معہ حواریین رونق افروز ہوے - مجہسے اسکی
سخت تاکید فرمائی گئی کہ مین آپ کے دین کی متابعت کرون - مجھے جو کچہہ مل سکتا
ہے وہ اسی سے - میری اصل غرض اور غایت بس دین حق کا قبول کرنا ہے -
اوسکے ساتہہ آپ کو جو منفعت ظاہری ہوگی وہ یہہ کہ آپ میرے اور میرے
باپ کے قلعہ کے مالک ہوجائین گے مگر ہان آپ کی ماتحتی مین مین اپنے قلعہ پر
حاکم رہون - میرے قوانین مین دخل نہ دیا جاے - مین اور میرا شوہر ہم دونو
اوس قلعہ مین رہین - حضرت عیاضؓ اس واقعہ کو سنکر مسکراے اور فرمایا -
درحقیقت تو اپنے شوہر کے پردہ مین چال چلنا چاہتی ہے - یہہ اوس سے کہو
جو کہ خبردار نہو - ذرا ہوش کی لے - عمود تیرا شوہر نہین وہ تو تیرا لڑکا ہے جسکی
ساری سرگذشت یہہ ہے اور سارا واقعہ آپ نے فرمادیا - یہہ داستان سنکر
ماریہ کا چہرہ فق ہوگیا - ع

	بہ بیداریست یارب یا بہ خوابست

اوسکو بالکل خبر نہ تہی کہ کیا ہورہا ہے - اوسکے خیالات کی ساری عمارت ایکدم سے
آرہی اور وہ اوس مین دب گئی - تہوڑی دیر کے بعد اوس نے ذرا ہوش سنبہالکر
عرض کیا - آخر اس کیفیت سے اطلاع آپ کو کیسے ہوئی - آپ نے فرمایا کہ

جناب رسالت مآب صلعم سے عالم خواب مین یہہ ساری کیفیت معلوم ہوئی ہی۔
(ظاہر ہین اس واقعہ سے نہایت اچنبھے مین ہونگے۔ اونکو سمجھانے کے لئے
گو مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ جاسوسون کے ذریعہ سے یہہ سارا حال معلوم ہوگیا تہا
جس سے اصل واقعہ مین اونکو تردد نہ رہے گا لیکن میرا دل کیا۔ ایمانی قوت
بڑے زور شور سے روک رہی ہے کہ نعوذ باللہ صحابی کی جانب مین اس جھوٹی
نسبت کا خیال کرون اور وہ بہی محض اس خیال سے کہ ایسے امور بالکل خلاف
عادت ہین لیکن جب مین خرق عادات وکرامات کا معتقد ہون تو اس قسم کے
واہیات خیالات کی مجھے کچھہ پروا نہونا چاہیئے۔ رہی روایت تو واقدی علیہ الرحمہ
گو ضعیف الحدیث ہون لیکن مین اونکو وضاع نہین سمجھتا۔ فضائل کے باب مین
ضعیف روایات بہی قابل قبول ہین چونکہ یہہ محل تفصیل کا نہین اسوجہہ سے مین
اصل واقعہ کی طرف متوجہہ ہوتا ہون۔) اب ماریہ کو ذرا زیادہ ہوش ہوچلا۔
اوس نے کہا۔ گو واقعہ اس قسم کا ہوا سہی لیکن یہہ کیسے باور کرلیا جاے کہ یہہ
وہی عمود ہے۔ میرے خیال مین جو اوسکی علامتین ہین جب تک مین اونکو مطابق
نہ پالونگی یقین کے درجہ تک نہین پہونچ سکتی۔ عمود بلاے گئے۔ چہرہ پر خال دیکہتے ہی
اوسکو دوبارہ غشی کی حالت ہوا چاہتی تہی مگر سنبہلی اور اوس نے کان کی طرف
دیکہا۔ ایک کان دوسرے سے لانبا تہا۔ اب اوس سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار
نعرہ مار کر عمود سے لپٹ گئی۔ دیوانہ وار اوسکی زبان سے نکل رہا تہا کہ جو کچھہ
آپ سے کہا گیا وہ سب راست تہا۔

عمود گو حیران تہا لیکن ایک خاص قسم کا جوش اپنے خون مین پا رہا تہا

جو ماریہ کی آغوش سے جدا نہونے دیتا تھا۔ بالآخر اوسکو بھی اطلاع ہوئی۔

اب حضرت عیاضؓ نے فرمایا کہ اوس جامع المتفرقین نے تم کو محض اپنے فضل سے ایسی حالت سے ملایا جسکی تم کو ہرگز اُمید نہ تھی اوسکا ارشاد ہے کہ شکر سے ازدیاد نعمت کیا جاتا ہے تم کو اس کا یہہ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اوسکی توحید پر ایمان لاؤ تثلیث کے غیر معقول پھندہ سے اپنے نفوس کو رہائی دو۔ دیکھو اوس کی رحمت نیکوکارون سے دور نہین ایسے ہی اوسکا عذاب منکرون کو چھوڑتا بھی نہین۔ سنو پروردگار عالم ایک ہے نہ اوسکی ذات کی طرح کوئی دوسری ذات ہوسکتی نہ اوسکی سی صفتین کسی دوسرے مین پائی جاسکتی ہین۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہیگا۔ اوسکے لئے کوئی حد و انتہا نہین۔ وہ جسم اور جسمانی لوازمات سے بری ہے وہی اول ہے کہ ہستی عالم اوس پر موقوف ہے وہی آخر اور شایان مفاخر ہے۔

عمود نے اس تقریر کو جس مین تصنع اور تکلف کو بالکل آمیزش نہ تھی اول سے آخر تک سنکر کہا۔ سچ وہی ہے جو دل مین جالگے مجھے اس تقریر مین کوئی حرف مکر و زور کا نہین معلوم ہوتا و انا اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده و رسوله۔ سچائی کا اثر ہوتے دیکھکر ماریہ کا قلب بھی بے اختیار ہوگیا۔ اسلام کے جذب مقناطیسی نے اوسکو بھی نہ چھوڑا اور مشرف باسلام ہوگئی۔ آئی کس ارادہ سے تھی اور ہوگیا کیا۔ اب اوس نے اوس جھوٹ کو جو ارسوس اپنے باپ سے بیان کیا تھا سچ کر دکھانیکی کوشش کی۔ اوسنے حضرت عیاضؓ سے عبداللہ بن غسان کی گرفتاری اور خود اپنے ہی قلعہ مین مقید ہونیکی پوری کیفیت سنا کر کہا۔ مین ابھی جاکر اپنے باپ کا قلعہ اونکے حوالہ کئے دیتی ہون۔

حضرت عیاشؓ کو اہل اسلام کی گرفتاری سے جو ایک قسم کی اولجھن ہو رہی تھی اوس سے نجات ہوئی۔ آپ نے ماریہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھکو تیرے ارادون مین کامیاب کرے۔ مصلحت یہہ ہے کہ عمود کو ابھی یہین چھوڑ جاؤ اور اپنے باپ سے جاکر کہدینا کہ آپ کا فرمانا بالکل بجا تھا۔ مین نے ہزار کوشش کی مگر عرب کچی گولیان کھیلے ہوے نہ تھے جو دم مین آجاتے۔ ماریہ سمجھ گئی اور عمود کو وہین چھوڑکر اپنے قلعۂ ماردین کی جانب راہی ہوئی۔

وہان کا حال سنئے۔ ماریہ نے اسیران اسلام کو راستہ ہی مین اپنے قلعہ کا پتہ بتا دیا تھا۔ میتا راہب جو محافظین کا افسر تھا وہ اوس پتہ پر پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ ارسوس کے چوکیدارون نے آگھیرا۔ ارسوس کو حقیقت حال معلوم ہوکر خیال ہوا کہ ماریہ کا قلعہ بالکل خالی ہے۔ جب تک وہ آے نہ معلوم کیا سے کیا ہو۔ فوراً حکم دیا کہ یہہ اسیر ہمارے قلعہ مین تا صدور حکم ثانی مقید کئے جائین۔ ارسوس انکو میتا کی نگہبانی مین چھوڑکر تمام مشکلات کے طے کرنیکی غرض سے مرج رغبان شہر یاض کے پاس چلا گیا۔

میتا راہب اپنے یہان کی تمام کتابون کا متبحر عالم تھا۔ علامات نبوت ہر وقت اوسکے پیش نظر تھین۔ اوسکا قلب انکی تصدیق کا ہر وقت متجسس تھا۔ حضرت عبداللہ بن غسان اور دیگر اہل اسلام کی عبادت۔ قرارت قرآن اور خوش الحانی نے بالآخر اوسکو اس جانب متوجہ کیا۔ موقع تھا اچھا اسلئے کہ میدان خالی تھا۔ اوسنے مختلف سوالات شروع کر دئے۔

پہلا سوال نماز ہی کی بابت تھا۔ حضرت عبداللہ بن غسان نے نہایت

خوبی سے بیان فرمایا کہ ادب و تعظیم کی جسقدر صورتین نکل سکتی ہین نماز ان سبکی جامع ہے۔ کبھی تعظیم قیام سے کی جاتی ہے کبھی کچھ خم ہوکر۔ کبھی دوزانو بیٹھکر کبھی خاک پر پیشانی رگڑکر۔ یہہ انتہائی تعظیم ہے۔ پھر تعظیم زبان سے بھی ہوتی ہے اظہار عاجزی وسوال ہاتھون سے ہوتا ہے۔ نماز مین یہی ارکان ہین۔ زبانسے جو کلمات ادا کئے جاتے ہین اونمین سے ہر ایک کلمہ انتہاے تعظیم بتلا رہا ہے سب سے بڑھکر تعظیم وعاجزی قلب کے متعلق ہے۔ یہی نماز کی روح ہے۔

اور سنئے۔ ہمارے یہان کی بڑی عبادتین جہاد۔ روزہ۔ حج ہین۔ نماز مین ان عبادات کے بھی نمونے ہین۔ حج کو دیکھئے۔ قصد خانہ کعبہ ہے۔ یہان توجہ الی القبلہ سب مین مقدم ہے۔ روزہ مین کھانے۔ پینے اور دیگر خواہشات کو ترک کرنا ہوتا ہے۔ یہان ان کے علاوہ آپس کی بول چال کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے۔ جہاد کا نمونہ یہان نفس امارہ کا زیر کرنا ہے۔ وہ کمبخت نہین چاہتا کہ سر جھکایا جاے اوسکے خلاف ایک گھڑی بھی صرف کی جاے۔ اس سے اوس کو خاک مین ملایا جاتا ہے۔ غرض اول سے آخر تک ہر صورت سے مجموعہ خوبی ہے۔

سر نوشت واژگون را راست می سازد نماز	
	نقش معکوس نگین در سجدہ می گردد درست

اسی طرح سے آپ نے اوسکے تمام سوالات کے نہایت شافی جواب دئے۔ میرے پاس ایسے پیارے الفاظ کہان۔ مجھے وہ حالت کہان نصیب جس سے پورا پورا فوٹو آپ کی تقریر کا کھینچ سکون۔ بس یہہ سمجھہ لیجئے کہ اوس تقریر نے راہب کو اپنا کر لیا اور اوس جوینڈ نے اپنا مطلوب انہی مین پالیا۔

ذسبب دل نہین کہتا تری باتونکی طرف	کچھہ نہ کچھہ سحر مقرر تری تقریر مین ہے

اسلام تولے آئے مگر ظاہری نگہداشت ترک کرنیکی ابہی قوت نہ تہی۔

ماریہ کو راہ مین معلوم ہوچکا تہا کہ ارسوس مرج رغبان گیا ہوا ہے اور اسیران اسلام اوسی کے قلعہ مین ہین اسوجہہ سے وہ سیدہی اپنے باپ ہی کے قلعہ مین جاکر اوتری۔ میتا کو بلاکر اونکی حفاظت وحراست کے متعلق دریافت کیا اور تاکید کی۔ ماریہ کو یہہ فکر تہی کہ جو منصوبہ سوچا ہے۔ اوسکی سبیل کیسے نکلے۔ آخر اوس نے ایک روز کچھہ سوچکر میتا کو بلواکر حکم دیا کہ آج تمام اہل اسلام ہمارے معبد مین حاضر کئے جائین۔ کیا عجب ہے کہ ہمارا طریق عبادت اونکو اسطرف کھینچ لائے۔ میتا نے فوراً انتظام کیا۔ تمام اسیران اہل اسلام کو بیعہ مین پہونچا کر ماریہ کا انتظار کرنے لگا۔ شب کے وقت ماریہ آئی۔ یہہ وہ وقت تہا کہ محافظین بیعہ کے باہر تہے۔ بیعہ مین یا تو اہل اسلام تہے یا ماریہ اور میتا۔ ماریہ نے اصحابؓ کو جسوقت پابزنجیر دیکہا اوسکے دل کی جو کیفیت ہوئی ہوگی وہ اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ اوس نے میتا سے کہا۔ یہہ وقت کسیکے خوف کا نہین اور حق مین کبہی خوف نہ ہونا چاہیئے خصوصاً تم سے عالم متحیر کو۔ اب سچ سچ بتادو کہ یہہ حق پر ہین یا ہم۔ میتا نے جوابدیا۔ شاہزادی۔ حق پوشیدہ نہین آشکارا ہے۔ آپ کہلا کہلا دیکہکر بہی زبردستی کے تردد مین پہنسی ہین۔ یہہ وہ فقرہ تہا جس نے ماریہ کے دلمین چٹکیان لے لین اور وہ سجدہ مین گرگئی۔

چہیڑ تہمتی ہے کوئی نالہ کوئی رکتا ہے	چارہ گر ناخن وحشت ہی یہ مضراب نہین

سجدہ سے سر اوٹہاکر میتا سے کہا کہ ان سب کی بیڑیان کاٹ دیجائین اور تم کو

ان سب کا نہایت اکرام کرنا چاہیئے۔ مین اب یہہ فکر کرتی ہون کہ والئی قلعہ کو کس طرح گرفتار کرکے قلعہ پر اپنا تسلط کیا جائے۔

ماریہ یہہ کہکر اپنے قلعہ مین چلی گئی وہان اوسنے اوس شخص کو اپنا نائب کیا جسپر اوس کو خوب اطمینان تہا اور جسقدر مشتبہ لوگ تہے سب کو نکال باہر کیا۔ یہان میتار اہب نے سب کی بیڑیان دور کرکے یہہ مشورہ دیا کہ حاکم قلعہ صبح اس گرجہ مین عبادت کے لئے آئے گا تم سب ایک دم سے حملہ کر دینا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تمہاری مدد کریگا۔ یہہ کہکر اونکو بیت المذبح مین پوشیدہ رہنے کے لئے جگہہ بتلا دی۔ صبح کو والئی قلعہ جب گرجہ مین امرار کیساتہہ آیا ہے تو قیدیان اسلام نے جو کہ اسکے انتظار ہی مین تہے دروازہ بند کرکے یکبارگی حملہ کر دیا۔ مسلمانونکی تلوار۔ اونکا جوش۔ کام کرگیا۔ والئی قلعہ امرار کیساتہہ مارا گیا۔ ادہر قلعہ والے نعرہاے تکبیر سنکر سمجہے کہ شاید اہل اسلام کا تسلط قلعہ پر ہوگیا وہ سراسیمہ ماریہ کے قلعہ کی جانب بہاگے۔ اہل اسلام نے تہوڑے سے ہی حملہ مین سارے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مفرورین جو ماریہ کے قلعہ کی جانب دوڑے داخلہ سے ناکام رہے کیونکہ اوسنے پہلے سے یہہ انتظام کرلیا تہا کہ قلعہ کے دروازے کسیکے واسطے نہ کہولے جائین۔

آہ ازین حسرت کہ ہرجا خواستم بینم ترش	پیش چشم من ہزاران پردہ حائل ساختند

قلعہ ماردین پر تسلط ہوتے ہی ماریہ نے مژدہ فتح حضرت عیاض بن غنم کیخدمت مین پہونچایا۔ مفرورین قلعہ ماریہ سے ناکام ہوکر منتشر ہوگئے۔ اکثر شہر یاض کے پاس اپنی بری حالت کی داد لیکر پہونچے۔ اوس نے تو دلمین کچہہ اور ہی سونچا تہا یہ سنکر

سب ہوش وحواس باختہ ہوگئے۔ ارسوس جسکے قلعہ کا یہہ حشر ہوا۔ جسکی دولت بے قیاس یون لُٹی۔ اوسکی حالت کا کیا پوچھنا۔ مگر تھا گرگ باران دیدہ۔ رات بہر تو وہین قیام کیا صبح کو اپنے معتمدین کو ہمراہ لیکر حران کیجانب اس ارادہ سے چلدیا کہ چونکہ رودس حاکم حران اہل اسلام کے پنجہ مین گرفتار ہے خانہ خالی را دیو میگیرد یہہ وہان پہونچکر قابض ہوجاے۔

جسوقت یہہ اپنی اس تہوڑیسی جماعت سے قلعہ حران کے دروازہ پر پہونچا ہے تو ہرچند دربانون سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا مگر ایک شنوائی نہوئی بالآخر یہہ چال چلی کہ رودس اہل اسلام کے پنجہ سے چھوٹ کر آیا ہے۔ دروازہ کھولدو۔ یہہ فقرہ چل گیا اور اہل قلعہ اپنے اوس حاکم کے انتظار مین بڑے ہے جسکی جانب سے بالکل مایوس ہوچکے تھے مگر بجاے اوس کے ارسوس حاکم ماردین کو پاکر جو اونکی حالت ہوئی وہ قابل بیان نہین۔ اسوقت اونہون نے سونچا کہ اپنے حاکم کی جانب سے تو یاس کلی ہوچکی ضرور کوئی حاکم بنانا پڑیگا اور مسلمان ضرور اس جانب رُخ کرینگے پہر آپس ہی مین کٹ مرکر اپنی قوت کا ستیاناس کیون کیا جاے اوسکی اطاعت کرلی۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ تمام مفرورین جو قلعہ ماردین سے نکلے تھے اور اسطرف اور اوسطرف کی خانہ بدوش سب اسکے پاس آکر مجتمع ہوگئے۔ اسطرح سے ارسوس ایک لشکر عظیم کا حاکم ہوگیا۔

فتح رہا وحران

رودس حاکم حران نے جواب اہل اسلام کا اسیر ہوچکا تھا ایام حکومت مین

اپنے بیٹے ارغوک کو جو ایک بہت بڑا شجاع و دلیر تھا اور جس کے سر مین حکومت کا سودا سما جانیکی وجہ سے رودس کو اپنی جان کا خوف تھا مقام عمق مین قید کر دیا تھا وہ قید ہی کی حالت مین تھا کہ ارسوس حاکم حران ہوگیا خاندان شاہی سے جنکو تعلق تھا اونہون نے وہان پہونچکر اسکی اطلاع دیکر اوسکو رہا کر دیا۔ اس کے سر مین تو وہ سودا تھا جس نے علاقۂ پدری سے بھی اسکو اندہا کر دیا تھا وہ بھلا کب دم لے سکتا تھا فوراً فراہمی لشکر کی دُھن مین لگ گیا۔ اسمین اوسکو ایک حد تک کامیابی بھی ہوگئی۔ اطراف وجوانب کے دیہاتی شجاع اور اہل حران مین سے وہ لوگ جو ارسوس کی حکومت کو زبردستی کی حکومت خیال کرتے تھے ٹوٹ کر اس سے آملے۔ اسکے خیال مین اب اسقدر فوج ہوگئی تھی کہ حران کیا۔ بڑے بڑے قلعہ زیر کرنا ان کے ہوتے ہوے کچھ مشکل نہ تھا۔ میدان عمق سے کوچ کر کے حران کیجانب رخ کیا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر ایک بہادر ارمنی ارجوک نامی تھا جسکی کمان مین تین ہزار آدمی تھے۔ پہلا مقابلہ اسی ارمن سے ہوا مگر ارسوس کی چالبازیون نے ساری بہادری خاک مین ملادی اور ارمنی کو شکست ہوئی۔

اسطرف تو یہہ واقعات ہو رہے تھے اوسطرف حضرت عیاض بن غنم رضؓ کو جو مقام مرج رغبان مین ڈیرہ ڈالے ہوے پڑے تھے اپنے جاسوسونکے ذریعہ سے یہہ سارا حال معلوم ہوا۔ آپ نے رودس حاکم حران کو بلا کر فرمایا اب تمہارا کیا خیال ہے۔ رودس نے کہا۔ میرا جہانتک خیال ہے وہ

یہہ ہے کہ یہہ سارا ہنگامہ میری عدم موجودگی کیوجہہ سے برپا ہو رہا ہے۔
میرے وہان پہونچتے ہی پھر کچھہ بھی نہین - ایک میرے بیٹے کی جماعت ہے
دو سہی خود میری - مجھکو دیکھتے ہی سب کے سر نیچے ہو جائین گے - اگر آپ
مجھکو رہا فرما دین مین جزیہ کا اقرار کرتا ہون یہہ بھی مین نہین چاہتا کہ تمام وہ
سرزمین جسکا مین حاکم تہا وہی تمام و کمال مجھکو دیجاوے بلکہ مقام سوید
یا نصیبین صغریٰ کی حکومت مجھکو دیدیجاے مین اوسکا باج گذار رہونگا۔

حضرت عیاض نے قول و قسم سے اس عہد و پیمان کو مضبوط فرما کر رہا کر دیا
عبداللہ یوقنا جو ان معرکون مین ساتہہ دیتے رہے تہے اپنی جماعت کیساتہہ
اوسکی ہمراہی مین گئے - رودس کو قریب حران پہونچکر اپنے جاسوسونسے
معلوم ہوا کہ ارمنی سپہ سالار کو ارسوس نے گرفتار کر لیا ہے - ارسوس کی
فوج بہی بیرون حران خیمہ زن ہے - باہم اس بارہ مین نامہ و پیام ہو رہا
ہے کہ ارغوک ارسوس کی ماتحتی مین آجاوے اور دونون قوتین یکجا ہو کر
رہا پر حملہ کر دین - حاکم رہا مین یہہ قوت نہین جو مدافعت کر سکے - حران کا
اوسکا بہی حشر ہوگا - اس سے یہہ فائدہ ہوگا کہ اہل اسلام کے اسطرف
آنیسے پیشتر حران و رہا اور اسکا درمیانی علاقہ تمام ایک ہی قوت کے زیر
فرمان ہونگے جس سے کچھہ ٹکر سنبہال سکنے کا خیال پیدا ہوتا ہے - کل صبح
دیر قرحا مین اکابران جانبین کا باہم معاہدہ ہوگا - یوقنا نے مشورہ دیا
کہ اسیوقت حاکم رہا کو اسکی اطلاع دیجاے کہ وہ اس مختصر سی جماعت کا
انتظام کر کے جو کچھہ اوسکو کرنا ہو دیر قرحا کے قریب آکر پوشیدہ ہو کر کر سکتا ہے

اسکے لئے ایک غلام دوڑایا گیا۔ اسرار فاش کرنے کی سخت ممانعت کردیگئی اوسکے چلے جانیکے بعد رودس نے ارمنی فوج مین آکر حاکم رہا کا قریب دیر آجانا اور باہم عہد و معاہدہ کی مصلحتین سب بیان کردین مگر ابھی تک اوس نے علی رؤس الاشہاد اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔ ارمنی فوج مین سے صرف پچاس بڑے بڑے سردار اس معاہدہ کے واسطے جانے والے تھے۔ پوشیدہ طور پر اونہون نے ایک ہزار بہادر لباس اہل رہا مین اس خیال سے روانہ کردئے کہ یہہ پہونچکر حاکم رہا کی فوج مین رُل مل جائین اور موقع پاکر وہ حملہ جو بعد معاہدہ ہوتا اوسکا پہلے ہی سے فیصلہ کردیا جاے۔

عبداللہ یوقنا بھی غلام کے بھیجنے کے بعد قریب دیر قرحا ایک کمین گاہ مین جا چھپے۔

آخر شب مین دونون معاہدون کے گروہ چلے۔ ارسوس کے ساتھہ ایک سو سوار تھے اور دوسرے فریق کے ہمراہ پچاس۔ مگر چونکہ ابھی تک معاہدہ نہین ہوا تھا اسوجہہ سے ایک دوسرے سے ترسناک تھا ایک راستہ سے دیر قرحانہ گئے بلکہ ارسوس اور جانب سے اور ارمنی اور جانب سے۔

حضرت عیاض نے رودس کے عہد و پیمان پر اعتبار کرکے عبداللہ یوقنا کو ساتھہ تو کردیا لیکن پھر آپ کو خیال ہوا کہ عبداللہ کی جماعت قلیل رودس کی دو طرفہ فوجونکے سامنے کیا کرسکتی ہے۔ خدانخواستہ اگر اوسکا خیال پلٹا تو عجب خلجان ہوگا۔ اوسنے عہد و پیمان کیا تو کیا۔

بر تواضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را

آپ نے اور اصحاب سے مشورہ لیا۔ اکثر کا خیال تہا کہ غدر اور عہد شکنی ہر فرقہ اور ہر ملت مین معیوب ہے اسکا رد و دس کو ضرور خیال ہوگا مگر حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہر بہی اطمینان نہین ہوا اور دو سو سوار حضرت عمرؓ و بن سعید کی ماتحتی مین اونکے عقب مین روانہ فرماوئے۔ ارسوس اپنے سوارون کے ساتہہ جس راستہ پر جارہا تہا اتفاق سے یہہ بہی اوسی راستہ پر پہونچے حضرت عمروؓ نے نعرۂ تکبیر بلند فرماکر حملہ کردیا۔ ارسوس جو اس سے بالکل بے خبر تہا گہبرا گیا۔ سنبہل کر مقابلہ پر آمادہ ہوا تو مگر کیا کرسکتا تہا۔ تہوڑی ہی دیر مین وہ اپنے افسرونکے ساتہہ اہل اسلام کی قید مین تہا۔

یوقنا جو کمین گاہ مین مخفی تہے اونکو معلوم ہوا کہ حاکم رہا بہت ہی قلیل جماعت کے ساتہہ دوسری جانب ارمنی اور حرانی سردارونکا انتظار کر رہا ہے۔ اونہون نے ایک چہوٹے سے حملہ مین سب کو گرفتار کرکے اوسی کمین گاہ مین مقید کردیا۔ مگر ابہی تک نہ تو عبداللہ یوقنا کو حضرت عمرو کا حال معلوم ہے اور نہ اونکو انکا۔ اسی طرح سے ارمنی جماعت ارسوس کے حال سے بالکل بے خبر تہی۔ شب کیوقت عبداللہ یوقنا نے خود اپنی اور اپنے ساتہیونکی بالکل وہی وضع کردی جو اہل رہا کی تہی اور اس وضع سے رہا کیجانب چل کہڑے ہوے۔ قلعہ رہا کے دروازہ پر پہونچ کر دربانون کو دہوکے مین ڈالدیا۔ وہ بالکل اصل اور نقل مین تمیز نہ کرسکے اور دروازہ کہولدیا۔ انکا قلعہ مین داخل ہونا تہا کہ چارون طرف تکبیر و تہلیل کے نعرے بار بار کر تلوارونکے وار کرنے شروع کردئے۔ اہل قلعہ کے لئے یہہ ایک بلاے ناگہانی تہی۔ حاکم گرفتار ہوہی چکا تہا ہتہیار رکہتے ہی بنا

عبداللہ یوقنا تمام اون خزاین اور مال ومتاع کے مالک ہوگئے جو خدا جانے کن کن امیدونکے پورا کرنے کے واسطے جمع کیا گیا تہا۔ افسوس اس روایت مین عبداللہ یوقنا کی جماعت کی تعداد بیان نہین کی گئی جس سے بعض واقعات مین ذراسی اولجہن سی ہوجاتی ہے۔

حضرت عمرو بن معدیکرب ارسوس کو گرفتار فرماکر حران کیجانب جارہے تہے جو وہ لشکر نظر پڑا جسمین رودس تہا۔ جاسوسونکے ذریعہ سے آپ نے سارے ماجرہ کی اطلاع دی۔ رودس نہایت تپاک کے ساتہہ ملا اور اوس وقت اوسنی اپنی اوس حکومت کو جو ابہی تک بعض خواص ہی تک محدود تہی بالکل آشکارا کردیا۔ بہت تہوڑی سی جماعت ارسوس کی حراست کی غرض سے وہان چہوڑکر باقی تمام فوج کے ساتہہ جسمین اسلامی سوار ہی تہے قلعہ حران کے دروازہ پر پہونچکر دربانون کو اطلاع دیگئی۔ دروازہ نہایت استقبال کے ساتہہ کہولا گیا۔ اب پھر وہی حاکم مدت کے بعد اپنے دارالامارت مین دربار کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔

یوقنا نے رہا کا فوراً انتظام کرکے ایک مرد معتمد کو وہان کا حاکم بنایا اور خود اپنی جماعت اور شجاعان اہل رہا مین سے ایک جماعت کو ساتہہ لیکر حران کا اس خیال سے قصد کیا کہ اگر اوسکا فیصلہ ابتک نہوا ہو تو اب کردیا جاے مگر جون ہی قلعہ کے دروازہ پر پہونچے ہین تو معلوم ہوا کہ کام تمام ہوچکا ہی اطلاع کے بعد دربار مین باریابی ہوئی۔ یہہ وہ وقت تہا کہ رودس حاکم حران اراکین دولت کے سامنے نہایت پراثر تقریر کررہا تہا جسکا خلاصہ یہ ہے

پروردگار عالم کا محض فضل ہی فضل ہے کہ دوبارہ تم مجھکو اس مقام پر دیکھہ رہے ہو۔ اوسنے پوری تفصیل کے ساتھہ بیان کیا کہ وہ کسطرح گرفتار کیا گیا کسکی غفلت تھی پھر اہل اسلام نے حالت گرفتاری مین اوس کے ساتھہ کیا کیا سلوک کئے خود اہل اسلام کو اوسنے کیسا پایا خواہ بہ لحاظ سیاست وانتظام ملکی وخواہ بلحاظ دین۔ اونکا ظاہر و باطن جداجدا نہ پائے۔ وہ وہی کہتے ہین جو کرتے ہین۔ وہی کرتے ہین جو کہتے ہین۔ اسکے بعد اوس نے بیان کیا کہ یہہ حالت جو تم میری اسوقت دیکھہ رہے ہو اس عہد کیوجہہ سے ہے کہ یہہ شہر ہین اہل اسلام کے حوالہ کردون اور اسکے عوض مین مقام سوید یا مقام نصیبین صغریٰ مین کسی پر باجگذارانہ قابض ہون۔ مین اسکا امیر لشکر اسلام سے عہد و پیمان کرچکا ہون۔ مین ہرگز اسکے خلاف نہین کرسکتا کیا عجب ہے کہ یہہ میری اس مقام پر آخری تقریر ہو۔ سلسلہ کو بغیر یہہ بیان کئے ختم نہین کرسکتا کہ اہل اسلام کے عادات۔ عبادت۔ اونکی حالت اونکی سچائی نے میرے دلمین گھر کرلیا ہے۔ مین نے بڑی کوشش سے اسوقت تک اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔ میرے خیال مین اس سے اچھا موقع اوسکے ظاہر کرنیکا نہین ملیگا پھر ذرا سے سکوت کے بعد کہا۔ وہ راز یہہ ہے کہ میرے خیال مین قطعی طور پر دنیا مین جسقدر ادیان ہین تمام دین مخالف اسلام باطل ہین وانا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ۔

یہہ ایک آواز تھی جسنے گنبد کے ساتھہ تمام اراکین کے دل دہلادئے

اکثر ارکان دولت پر اس تقریر اور اس سچی حالت کا یہہ اثر پڑا کہ وہ بھی بے اختیار ہو کر یہی گواہی دینے لگے۔ صرف چند ہٹ دھرم اوس جماعت سے خارج ہو کر کسی جانب نکل گئے۔

واقعات مذکورہ سے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ اسلام کی کونسی تلوار کام کرتی تھی۔ آہنی یا حقی۔

فتح قلعہ راس العین

شہر ریاض کو مرج رغبان مین ان سب فتوحات کا حال معلوم ہو رہا تھا۔ حران کے فتح ہونے سے اوس نے خیال کیا کہ اب مسلمانون کا رُخ راس العین کیجانب ہو گا۔ اسلئے فوراً مرج رغبان کو چھوڑ کر سیدہا راس العین پہونچا اور وہانسے بیعہ نسطوریا مین جہان اب خدا کے فضل و کرم سے جامع مسجد ہے پہونچکر ارا کین دولت کو اسطرح مخاطب کیا۔ تم کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہ عرب جنکو تم اپنے خواب خرگوش مین ابھی تک بادیہ نشین دیکھتے چلے آتے تھے وہ تمہارے ملکون کو کس طرح پامال کر رہے ہین۔ اس خوش نظمی کے ساتھ وہ بڑھتے چلے آرہے ہین کہ تم جو مدتون سے قواعد جنگ کے ماہر خیال کئے جاتے ہو اونکی اس چال سے حیران ہو۔ سامان رسد جسکی فراہمی مین ایک وقت خود مجھکو بھی دقت پڑجاتی ہے نہین معلوم وہ کیا سامان کئے ہوے ہین کہ برابر غلہ اور علوفہ اونکے لشکر گاہ مین پہونچتا رہتا ہے۔ اطراف وجوانب پر قابض ہو کر مال و متاع کی بھی اونکے یہان کمی نہین۔ فتوحات کے پے در پے ہونے نے اونکی ہمتونکو اور چمکا دیا ہے۔ اونکا اب سیدہا رخ تمہاری جانب ہے۔

میری حالت سے بہی تم خوب واقف ہو۔ انکے یہہ واقعات مجھپر کچھہ اثر نہین کرسکتے ہم مین اور اون مین سوا جنگ کے اور کسی طرح سے فیصلہ نہین ہوسکتا۔ یہہ جنگ ہی اس تمام جزیرہ کا فیصلہ کردے گی اگر مین فتح یاب ہوا جیسا کہ مجھے تمہارے ہوتے ہوے یقین ہے تب تو سارے علاقہ مین ان سے واپس لے لونگا اور سب کی طرف سے ان سے مکافات لینے کا مین ہی مستحق ہونگا درصورت دیگر یہہ سمجھہ لو کہ جزیرہ کی چپہ چپہ بہر بہی زمین ایسی نہ ہوگی جسپر عرب قابض نہ ہون۔ مگر محض اپنی قوت پر گھمنڈ ٹھیک نہین۔ جنگ دو سر دارد میری راے مین مناسب ہے کہ دوسرے فرمانرواؤنکو خطوط لکھکر ملالیا جاے جب تک ہم کسی نہ کسی طرح سے یا تو جنگ کو ملتوی کرتے رہین اور یا خفیف خفیف سی چپیڑ چپاڑ سے ہم اونکو اولجہاے رکہین۔ ان تمام فرمانرواؤنکی شرکت کے بعد مجموعی قوت سے اہل اسلام پر حملہ کرین پہر ہم دیکہین کہ ہماری سامنے کس کے قدم جمتے ہین۔ مسیح کی قسم۔ ایسا نکالا ہو کہ یاد ہی تو کرین۔ یہہ ایسی راے تہی کہ ایسے وقت مین اونکے خیال سے اس سے زیادہ کیا مناسب ہوسکتا تہا۔ سب نے بالاتفاق اسکو منظور کرلیا۔

اوسی وقت حاکم نینوی اور بلاد نینوی اور شاہان بزرگ۔ سفروزعضرہ اور خیربن صالح وغیرہم کو نامہ لکہے گئے اور دربار برخاست ہوا۔

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ نے جو مرج رغبان مین مقیم تہے محاصرہ کی حالت مین اس زور شور سے حملہ نہین کیا جس سے جنگ کا کچھہ نہ کچھہ فیصلہ ہوجاتا۔ نہ شہر یاض کے کوچ کرتے وقت کسی قسم کی روک ٹوک کی

اس کے دو سبب تھے ایک تو آپ کا مقصود یہہ تہا کہ توجہہ متفرق نہ کیجاے چونکہ اطراف و جوانب مین فوجین پہیل چکی تہین جنکی فتوحات کے مژدہ پے در پے پہونچ رہے تھے اسلیئے آپ کا خیال تہا کہ اس جنگ عظیم کے چھڑنیکی حالت مین اونکو اگر کمک کی ضرورت ہوئی تو ذرا دقت پیش ہوگی اسواسطے اطراف و جوانب کے آخری فیصلونکا آپکو انتظار تہا۔ دوسرے یہہ کہ آپ نے حضرت امین الامتہ کی خدمت مین حالات کی اطلاع کی تہی اوسکی جواب کا انتظار تہا۔

اب ادہر کی سنئے۔ شہر ریاض کے خطوط جن جن کے پاس گئے تھے اون سب نے تیاریان کر دین ان ہی مین سے حاکم اخلاط بہی تہا۔ اسکی لڑکی ملکہ طاریون باوجود کمال حسن و جمال نہایت شجاع بہی تہی۔ اسکے یہہ دونون وار ایک نگاہ کا اور دوسرا تلوار کا کہ یہہ کبہی خالی جاتے ہی نہ تھے ایک عالم مین مشہور ہو چکے تہی۔ بڑے بڑے شہزادونکے سر مین اسکا سودا سمایا ہوا تہا مگر اسکی ایک شرط سے کہ جو میدان مین مجہپر غالب آے مین اوسکی ہون اوسکی خواستگاری کی ہمت نہوتی تہی اور جس نے ہمت کی وہ دل کے ساتہہ اپنی بہادری بہی میدان سے ہار کر گیا۔

بکویت آمدیم و آرزوئے مانہ شد حاصل	زکویت مے روم اینک ہزاران آرزو باما

اسکے دلدادون مین سے دو شہزادونکی حالت نہایت قابل افسوس تہی ایک تو سوسی ملک سلنطور والی جبل السنا سنہ کے ولی عہد کی۔ دوسری خود ملکہ طاریون کے چچازاد بہائی یرغون کی۔ مگر دونونکی حالتون مین زمین و آسمان کا فرق تہا۔ سوسی نے ہمت کر کے خواستگاری کی اور شرط کو پورا کرنا چاہا مگر میدان مین

مغلوب ہوکر اوسکو اپنی ناکامیابی کا یقین ہوگیا جس سے محبت کی آگ کے وہ شعلے جو بلند ہو چلے تھے پھر کچھ مایوسی کی چنٹو نسے دب گئے۔

یرغون نے پہلے ہی سے اپنی حالت کا اندازہ کرکے لب نہ کھولا تھا۔ حالانکہ وہ شجاع و دلیر تھا اور اسپر اوسکو نازبھی تھا مگر اسکا کیا علاج۔ وہ خوب جانتا تھا کہ میری حکومت کی وسعت اوسقدر نہین جو حاکم اخلاط اس نسبت کو سن بھی سکے۔ اسکی مایوسی کا کچھ اندازہ نہ تھا۔ اتفاق یہہ کہ حاکم اخلاط نے اس لڑائی کو دینی لڑائی خیال کرکے چار ہزار سوار بہ سرکردگی ملکۂ طاریون شہر یاض کیجانب روانہ کئے۔ حاکم جبل السنا سنہ ملک سلنطور نے بھی شہزادۂ سوسی کے ہمراہ ایک فوج عظیم روانہ کرکے حکم دیدیا کہ دونون فوجین ساتھ نہ چھوڑین۔ سوسی کے لئے یہہ اچھا موقع تھا۔ شہزادہ سوسی اپنی صورت کے لحاظ سے بھی ممتاز تھا۔ اوسکے چہرہ اور آنکھہ مین بھی بہت ساری وہ چیزین تھین جو دل کا چھین لینا بائین ہاتھہ کا کرتب سمجھتی تھین۔ گو ملکہ طاریون پر شرط کی آزمایش کے وقت اس کی صورت کا ایسا اثر نہ پڑا تھا جس سے سوسی کے بے قرار دل کو کچھ تسلی ہوتی مگر راہ کی اس رفاقت اور ہر منزل کی نگہداشت خاطر نے حسن صورت کی قوت سے ملکہ پر اثر کر ہی لیا اور ملکہ اپنے دلمین ایک میٹھا میٹھا درد پانے لگی جس سے وہ بالکل ناآشنا تھی۔

چٹکیان لینے لگا پھر دل مین درد		عشق نے کم کم اثر پیدا کیا

غضب یہہ ہوا کہ اسمین اوسکو لذت بھی معلوم ہونے لگی مگر نازمعشوقانہ نے اوسکو آپے سے باہر نہونے دیا۔ وہ ہر مقام پر پہونچکر لگاوٹ کی باتین

توکرتی مگر ذرا اوچٹتی اوچٹتی۔

یرغون کے پاس بہی شہریاض کا خط پہونچ چکا تہا اور ساتہہ ہی ملکہ کی روانگی کے متعلق بہی اوسکو خبرین مل چکی تہین وہ بہی تین ہزار سوار کیساتہہ آہستہ آہستہ شہریاض کیجانب بڑہنے لگا۔ یہہ لشکر پہلے دونون لشکرونسے مقام یدلیس مین ملا جو زیر حکومت یرغون تہا۔ یرغون نے اوسکی دعوت کے اہتمام مین کسی امر کی فروگذاشت نہ کی۔ اوس تکلف کا کیا کہنا جو محب محبوب کے راضی کرنے کے لئے کرے مگر افسوس محبوب وہ تہا جو پہلے ہی اپنا دل کسیکی نذر کرچکا تہا اب کوئی اسکو قدر دانی کی نگاہ سے دیکہنے والا بہی نہ تہا۔ یرغون کی ناکامی اب کنارہ پر جا لگی۔ اوسنے ساتہہ ساتہہ کوچ کیا مگر نہایت بے دلی سے۔ مقام نہر پر پہونچکر ایک اور شگوفہ کہلا۔ ملکہ کا دل کسی وقت قرار نہ لیتا تہا۔ رہ رہ کر اوسکو یاد آتا کہ افسوس۔ مین نے مقابلہ پر اپنے آپ کو قصداً اسوسی سے مغلوب کیون نہ کرالیا اس مصیبت سے تو نجات ملتی۔ آخر اوس نے تلافی مافات کی غرض سے ایک خفیہ پیغام شہزادہ سوسی کے پاس کہلا بہیجا کہ پہلے واقعات کو دل سے بہلا کر مین عہد کرتی ہون کہ آپ کے سوا مین کسی کی نہین مگر واپسی تک زبردستی مجھکو اور آپکو انتظار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہہ کوئی موقع نہین۔ مین چاہتی ہون کہ شب کے وقت سب سے چہپکر تہوڑی دیر کے لئے آپ میرے پاس ہوجائین تاکہ آپ کے سامنے مین اس عہد کی تجدید کرلون اور جو جواب سننا چاہتی ہون خود آپ سے سنون۔

بوصلت دل گواہی گرچہ دادا ما زبیتابی	بہ لوح سینہ از خطائی ناخن فالہا دیدم

یہہ پیام اوس شخص کے ذریعہ سے پہونچوایا جسپر اوسکو خوب اعتماد تہا۔ اخفا کے خیال سے اوس نے دن ہی سے یہہ انتظام کر دیا کہ محافظین ہمارے خیمہ سے بہت فاصلہ پر رہین۔ ہم کو ابہی کسی مخالف سے پالا نہین پہر اسقدر جان ضیق مین ڈالنے سے کیا حاصل۔

اب لطف سنئے۔ یرغون کے ہرکارے ان دونون لشکرونمین چہوٹے ہوے تہے جو دم دم کی خبر اسکو آکر دیتے تہے۔ پیام رسانی کے لئے جو شخص تجویز کیا گیا تہا اتفاق سے یہہ وہ شخص تہا جسکی گودون مین یرغون پلا تہا اور جسکو بالخصوص یرغون کے حسن اخلاق نے غلام بنا لیا تہا۔ اوس نے سب سے پہلے یہہ کام کیا کہ اس سارے واقعہ کی یرغون کو اطلاع دیدی۔ یرغون یہہ سنتے ہی بُت ہو کے رہگیا۔ قاصد نے اسکو اسی حالت مین چہوڑ سوسی کی خدمت مین پیام پہونچایا۔ اُمید وآرزو نے بہتیرے گہوڑے دوڑائے مگر وہم نے سامنے کہڑے ہوکر سارے منصوبے بگاڑ دئے آزمایشی معرکہ نے اسکی ہمت کچہہ ایسی توڑ دی تہی کہ اسوقت جو شاید عمر بہر مین پہلا موقع اور خدا جانے کسقدر تمناؤنکے ہاتہون نصیب ہونیوالا تہا وہان جانے پر اس خوف سے آمادہ نہونے دیا کہ مبادا اس تہ مین کوئی فریب ہو۔ یکہ وتنہا اس اخفا کے ساتہہ جانا ہرگز مناسب نہین۔ سچ ہے عقل وعشق مین لاگ ہے اصل مین یہہ عقل نہ تہی حضرت وہم کی چہ میگوئیان تہین۔ اس نے زبردستی اپنی تمناؤن کا خون کرکے قطعی فیصلہ کر لیا کہ شب کا جانا مناسب نہین ایسا ہی ہے تو صبح کو دیکہا جائیگا۔

ہان یرغونکی حالت مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔ حیرت کے عالم سے نکلکر اوسنے اپنے عمائد کو مجتمع کرکے اسطرح بیان کرنا شروع کیا۔ حکومت وسلطنت بغیر دو چیزون کے ہرگز قایم نہین رہ سکتی۔ ایک تو عقل دوسرے شجاعت۔ مگر یہہ دونون پلّہ برابر کے نہین بلکہ شجاعت تابع عقل ہونا چاہئے تو سب سے زیادہ مہتم بالشان عقل ہے۔ مسیح نے جو مجھکو تم لوگونپر والی وحاکم مقرر فرمایا ہے ضرور اونکے علم مین میری عقل تم سب کی عقل سے بالا ہے۔ یہہ مین فخر کی راہ سے نہین کہتا بلکہ دین وعقل کے مقدمون سے جو نتیجہ پیدا ہوا وہ مین نے تم پر ظاہر کیا ہے۔ اس لحاظ سے جو کچھہ مین آگے چلکر تم سے کہنے والا ہون اوسکو سُن کر گو اول اول تمہارے کان کھڑے ہوجائین گے لیکن جب تم اس نتیجہ پر ذرا سا بھی غور کروگے مجبوراً تم کو وہی تسلیم کرنا پڑے گا جو مین کہونگا۔ یہہ مین شاہی قوت سے نہین کہتا بلکہ عقلی اور دینی زور سے۔ تمام عمائد نے بے چین ہوکر کہا۔ حضور کا جس قسم کا ارشاد ہو وہ ہمارے سر آنکھونپر۔ یہہ عین بندہ نوازی ہے جو اوسکی مصلحتین بھی ہمکو بتلائی جارہی ہین کیا ہماری جانب سے اطمینان کامل نہین۔ ہمارے پچھلے واقعات ہماری تصدیق کے لئے کیا پورے طور سے کافی نہین۔ جو ارشاد ہو جلد ہو تاکہ ہم اسیوقت اپنی جان نثاری کے ثبوت سے سبکدوش ہون۔

یرغون نے کہا۔ مین پھر اسکو کہتا ہون کہ جہانتک میرا ذہن دوراندیشی کرے گا تمہاری عقلین اوسکا ہرگز ساتھہ نہ دے سکین گی۔ انجام کار پر جس تیزی کے ساتھہ میری وسیع نظر پہونچ سکتی ہے تمہارے خیالات کی رسائی

وہان سے دور افتادہ ہے۔

جزیرۂ عشق و زمنسر لگئہ یارش کہ مپرس	آن مقامیست کہ آنجا نرسیداست کسی

مین تمہارے نفع وضرر کے متعلق تم سے زیادہ سمجھ سکتا ہون - جو کچھہ مین کہون گو تمہاری عقلین اوسکو ضرر سمجھین مگر مسیح کا حاکم بنانا تمکو سمجھا دے گا کہ میری باتون مین ہرگز تمہارا ضرر نہین بلکہ سراسر نفع ہے - اب اصل مطلب سنو - تمہارا خیال ہوگا کہ جس جرارت اور چستی سے ہم بادیہ نشین عرب کے مقابلہ پر چلے ہین وہ دم بھر مین غیر مہذب اور غیر تربیت یافتہ قوم کے دھوئین اوڑا دینے کے لئے کافی اور بہت کافی ہے - تمہاری تلوارین اس سرزمین کو عرب کے خون سے رنگ دینگی - ہان یہہ خیال ضرور صحیح تہا اگر اسوقت سے کچھہ پہلے ہوتا - اب عرب وہ عرب نہین - وہ تمہاری چالون سے غافل نہین - اونکو دور نہ سمجھنا - اونکے گھوڑونکی ٹاپونکی آوازین اپنے کانون مین سمجھو - اونکی آبدار تلوارین - اونکے چمکتے نیزے - تمہارے گرد و پیش ہونگے - یہہ بہی نہ خیال کرنا کہ تمہاری جماعت کے سامنے اونکی کیا ہستی ہے - ایک کی دوا دو اور دو کی دو اچار - وہ کہان تک تمہارا مقابلہ کرین گے - یہہ سب صحیح - مگر اسکا کیا علاج کہ فتح و نصرت اونکی ہمرکابی مین دوڑتی آرہی ہے - کیا تمہارا خیال ہے کہ ملک شہریاض کی قوت قیصر ہرقل اور شاہ کسریٰ سے بڑہی ہوئی ہے - پہر اونہون نے کیا کرلیا - کیا شام عرب کی سرپرستی مین نہین آگیا - کیا تمہارے خاص معبد ہیکل کی کنجی عرب کے ہاتہون مین نہین - کیا ایسے ایسے مضبوط قلعے ملک شہریاض کے حدود مملکت مین کہین ہین -

کیا اب اونپر عربون کا پہریرا نہین اوڑتا۔ یہہ واقعات تم کو کیا نتیجہ اخذ کرنے پر
مجبور کر رہے ہین۔ خود شہر ریاض کے مقبوضہ ممالک کو دیکھو کہ اوسکے حصولکا
کیا حشر ہوا۔ حران۔ رہا۔ خابور۔ یہہ کس کے قبضہ مین ہین۔ پہر اب وہ کونسی
پوشیدہ قوت شہر ریاض کے پاس ہے جو اوسکے بقیہ ممالک کو ان کے ہاتھون سے
بچا سکے گی۔ بہت جلد تم دیکھہ لینا کہ شہر ریاض کے پاس ایک چپہ بہر بہی زمین
نہ ہوگی۔ عرب کے پہریرے ہر قلعہ پر تمکو اوڑتے ہوے نظر آئین گے اب اپنی
خیال کو وسعت دیکر یہہ سمجھہ لو کہ یہہ سب کچھہ ہولیا۔ پہر آپکی ایسی کیا خاطر عزیز
ہے جو عرب صاف چہوڑ دینگے۔ شہر ریاض کے خاتمہ کی دیر ہے پہر دیکھنا کہ
وہی تلوارین تمہارے سر پر ہونگی اور جن جن باتون کو تم اسوقت خیال کرتے
ڈرتے ہو وہ سب وقوع مین آرہی ہونگی۔ تمام وہ سرزمین جسکو تم اپنی مقبوضہ
سمجھہ رہے ہو اسکو اونکی ملوکہ سمجھہ لو۔ آخر پہر اسکی وجہہ کیا کہ وہ اسقدر ترقی
کر گئے۔ اونکی تہوڑی سی جماعت نے عالم مین تہلکہ مچا رکہا ہے۔ اسکا سبب
اصلی کیا ہے۔ میرا خیال جہانتک زور دیتا ہے۔ اور جسکو مین نہایت وثوق
کے ساتہہ کہہ سکتا ہون وہ بس یہہ ہے کہ یہہ حق پر ہین۔ حق انکا ساتہی ہے
یہہ حق پسند ہین اور باطل کے دشمن۔ ظلم و زیادتی۔ تکبر و نخوت سے بالکل
پاک ہین۔ وہ ناحق کی چاپلوسی کے بالکل مخالف ہین۔ اونکا برتاؤ جو مقبوضہ
ممالک کے ساتہہ آجتک سنا جاتا ہے اس قابل ہے کہ اوسکا اتباع کیا جاے
رعایا اون سے ہرگز ناخوش نہین ہوتی۔ اونکے یہان ادنیٰ۔ اعلیٰ کی ایسے
امور مین کچھہ امتیاز نہین۔ ایک ادنیٰ سپاہی نے جس بات کا عہد کر لیا تمام سردار

اور خود سپہ سالار کو کوشش کرکے اوسکا ایفا کرنا پڑیگا - بات کی دھنی ہین جو کہتے ہین اوس سے ٹلتے نہین - سر جاے مگر بات نہ جاے اور اسکا اسقدر خیال ہی کہ اپنے فرائض مذہبی مین اسکو داخل سمجھتے ہین - جو شخص اپنے آپ کو اونکی حمایت مین دیدی - اونکی پناہ مین آجاے چاہے اپنے آبائی ہی دین پر قائم ہو جسکو وہ قطعی طور پر باطل سمجھتے ہین مگر امن دیکر اوسکی ہر قسم کی حفاظت کے ذمہ دار ہو جاتی ہین - اونکے زن و فرزند کی آبرو ہمیشہ اونکو ملحوظ رہتی ہے - ہر دشمن کی شرارت کی سپر ہو جاتے ہین - اونکے دونون دامن - امن - و اخوت کے نہایت فراخ ہین - کسی قوم کا کوئی شخص جب اونکے زمرہ مین داخل ہوا وہ اونکا بھائی ہو گیا اوسکی راے اوسی غور سے سنی جائیگی جیسی پہلے لوگونکی - اوسکی عزت اپنی عزت اوسکا ضرر اپنا ضرر خیال کرتے ہین - بس یہی وہ اسباب ہین جنکو مین نے اونکے معاملات سے اخذ کرکے ان تمام فتوحات و ترقی کی اصل وجہ قرار دیا ہے - اسی بنا پر مین زور دیکر کہہ سکتا ہون کہ ان اسباب کے ہوتے ہوے کوئی شے اونکی سدِّ راہ نہین ہو سکتی - جسکے سر پر موت کھیل رہی ہوگی - جسکو اپنے دونون عالم تباہ کرنے ہونگے وہ ان سے برسر پرخاش ہو سکتا ہی

یہہ ایک بھید تھا جو مدت سے میرے ذہن مین ہل چل مچا رہا تھا آج اوسکا موقع پاکر مین نے تمہارے سامنے اوسکو ظاہر کر دیا - ایک بھید اور بھی ہے جو اس کے ساتھہ بالکل متعلق نہین وہ اسی عالم تک رہجانیوالی چیز ہے گو اوس سے بعض مقربین کے کان آشنا ہو چکے ہون مگر علانیہ طور پر وہ نہین کہا گیا اس سلسلہ مین اوسکو بھی ظاہر کئے دیتا ہون سُنو - مدت سے

میرے سینہ مین ملکۂ طاریون کے عشق کی آگ سُلگ رہی تھی اب اوسکے شعلے دماغ تک پہونچنے لگے۔ میری تمام امید ونکا دارومدار اس پر ہے کہ وہ میری پیاری بی بی بنجاے۔ مین نے عالم خیال مین بہت سی ایسی تدبیرین نکالین لیکن ناکامیابی کے ہاتھون وہ سب مٹ مٹا گئین۔ میری حالت کا اظہار ملکہ سے ہوا مگر اوس نے وہ دل نہین پایا جسمین رحم ہو۔ خدا جانے اسمین میری کشش کا قصور ہے یا اوس جانب سے کوتاہی ہے مگر مجھکو یہہ بلا بھی اپنے ہی سر لینا چاہیئے۔

انچہ رحم از دل بردتاثیر فریادِ من ست	وانچہ نسیان آورد خاصیت یادِ من ست

خیر اسپر بھی کچھ صبر تھا اب غضب یہہ ہوا کہ اوسکا مصمم ارادہ ہو چکا ہے۔ وہ سوا سوئی ملک سلنطور کے شاہزادہ کے اور کسی سے شادی نہ کریگی اور یہانسے واپسی کے بعد اس رسم کو ادا کیا جائیگا۔ میری حالت کا کچھ خیال نہ کرو مگر یہہ سوچ لو کہ اس کے بعد تین قومین ایک دم سے تم پر یورش کرین گی۔ ملکہ طاریون۔ اوسکا باپ۔ ملک سلنطور۔ اس یورش مین تمہاری کچھ رعایت نہ کی جائیگی۔ تمہاری جانین نہایت بیدردی سے تلف کی جائین گی۔ تمہارے خون کی ندیان بہین گی۔ تم جو کچھ اسکے دفعیہ مین سوچو تمکو اختیار ہے۔ مگر مین نے جو کچھ سوچ لیا ہے وہ یہہ ہے کہ ایک چال سے آج ہی شب کو ملکہ کو گرفتار کر لونگا۔ عمائد نے عرض کیا۔ کیا ہم بھی اوس تدبیر سے مطلع ہو سکتے ہین۔ کیا عجب ہے جو ہم اسی موقع پر اپنی جان نثاری کا ثبوت دے سکین۔

یرغون نے سارا ماجرا سنا کر ظاہر کیا۔ میرا ارادہ ہے کہ تنہا جاکر اوسکو گرفتار کرلون۔ وہ بالکل اس سے بے خبر ہوگی۔ بہت ہوگا تو شاہزادہ سوسی مین دونون سے ایسی حالت مین اچھی طرح سے نبٹ لونگا۔ عمائد نے عرض کیا خدانخواستہ اگر کوئی دوسری صورت درپیش ہوئی تو ہماری کیا حالت ہوگی اور بالفرض صرف ملکہ پر قابض ہوجانے سے کامیابی کیا متصور ہوسکتی ہے وہ مصیبت جسکا سامنا ہم کو بعد واپسی ہوتا اسی میدان مین اوسکا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہہ دونون لشکر ہرگز چپ چاپ نہ بیٹھے رہین گے پہر ہمکو جو کچھہ فیصلہ کرنا ہے ابہی جان لڑاکر نہ کرلین۔ ہماری تلوارین کند نہین ہماری شجاعت کو بہی نامردی کا کیڑا نہین لگا ہے۔

یرغون نے کہا۔ واقعی تمہارا خیال صحیح ہے۔ مین بہی پہلے سے ہر پہلو پر غور کرچکا ہون۔ جب تک اسکے تمام مراحل مین نے طے نہین کرلئے تہا مجمع نہین کیا مین نے وہ محفوظ قلعہ تاک لیا ہے جہان ملکہ کے ساتہہ نہایت اطمینان کیساتہہ زندگی بسر کرسکتا ہون اور اگر ایسے ایسے لشکر دس گنے اور ترقی کرجائین۔ اپنی طاقت اور بڑہالین تب بہی میرا بال بیکا نہین کرسکتے۔ تم میرے پہلے راز پر غور کرو۔ مین قصد کرچکا ہون کہ ملکہ کو لیکر سیدہا لشکر عرب مین جا پہنچون بس میرا اونکی پناہ مین آجانا ہے پہر یہہ کیا اگر انکے اور ساتہی بہی آجائین تو میرا کچھہ نہین کرسکتے۔ عمائد نے عرض کیا۔ تو کیا قدیمی نمک خوار دامن دولت سے جدا ہوسکتے ہین۔

یرغون نے کہا۔ تو بس کوچ کا سامان شروع کردو۔ ذرا تاریکی ہوتی ہی

ملکہ کو مین لے آؤنگا تمکو بالکل مستعد پاؤن - فوراً کوچ کرنا ہوگا -

فوج تو اس سامان مین مصروف ہوئی اور یرغون شام ہونیکا انتظار کرنیلگا - ذرا ہی تاریکی ہوئی ہوگی کہ یرغون چل کھڑا ہوا -

بکوبش میروم تنہا و لے ترسیہ ترسیہ	زجان پوشیدہ پوشیدہ زدل دزدیدہ دزدیدہ

خوبی قسمت سے ملکہ کے حکم کے موافق پہرہ والے خیمہ کے قریب نہ تھے - یرغون سیدہا ملکہ کے خیمہ مین چلا گیا - ملکہ خیالی تصویر کو سامنے کئے کسی کے انتظار مین محو تھی خیمہ کے پردہ کا اوٹھنا تھا کہ وہ ہمہ تن محو ہوکر اوسطرف جھپٹی - اوس کے خیال نے قوت ممیزہ بالکل سلب کرلی تھی اوسکو بالکل معلوم نہ تھا کہ شاہزادہ سوسی نہین - یرغون نے بھی بغلگیر ہوتے وقت اسکو ظاہر نہ ہونے دیا اور قابو پاکر فوراً گرفتار کرلیا - اب ملکہ سے سوائے الحاح کے اور کیا ہوسکتا تھا - یرغون نے اس سب کا یہہ جواب دیا - شاہزادی - آپکا خیال تھا کہ مین بھی آپ کی طرحسے آپ سے غافل ہون اور آپ کے راز کا تجسس مجھکو نہین - کیا آپ کو مناسب تھا کہ کفو کو چھوڑکر غیر کفو کی جانب آپ کی التفات ہو - اسکے بعد وہ ملکہ کا مُنہ بند کرکے اس صفائی سے اپنے لشکر مین لے آیا کہ کسیکو آہٹ بھی نہوئی - یہان تمام کوچ کا سامان تیار ہوچکا تھا ایک گھوڑی پر اوسکو ڈالکر اوسی وقت کوچ کردیا -

دوسرے لشکر اگرچہ انکا کوچ دیکھہ رہے تھے مگر اصلی سبب کی ناواقفیت کیوجہ سے ایسے نازوقت کسی کا کوچ کے لئے قدم نہ اوٹھا - ایک بات اور بھی تھی - ان کے ساتھہ اون دوسرے لشکرون کو کچھہ دلچسپی بھی تو نہ تھی -

کچھ راہ کی تنگی بہی اونکے عزم کی حائل ہوئی اور وہ سب وہین رہے۔ یرغون نے شباشب چلکر صبح کو مقام سور پر پہونچکر قیام کیا۔

شہزادہ سوہنی شب کو تو نہ جاسکا صبح کو کوچ کی اطلاع دینے کے واسطے اپنے سوارونکے ساتھہ ملکہ طاریون کے خیمہ کے قریب پہونچا۔ وہان کا رنگ دیکھکر متحیر ہوگیا۔ محافظین سے معلوم ہوا کہ شاہزادی ابہی تک بستر خواب سے شاید نہین اوٹھی ہین۔ تہوڑے انتظار کے بعد ایک خادم خیمہ مین بہیجا گیا۔ جب اوس نے واپس ہوکر یہہ بیان کیا ہے کہ شاہزادی صاحبہ تو اندر نہین سب کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ عقلی گھوڑے دوڑائے گئے کہان گئین کیون گئین۔ کسوقت گئین۔ مگر بالکل بے کار۔ آخر یہہ رائے ہوئی کہ واپس چلکر ہم کو بادشاہ سے اطلاع کرنا چاہیئے ہم سے اسکے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے۔ ایک تجربہ کار شخص نے اس رائے کی مخالفت کی۔ اوس نے کہا۔ ہمارے پہونچنے کی دیر ہے۔ بادشاہ کے غضب سے واقف ہی ہو۔ غفلت کا الزام لگاکر ہم سب کی گردنین اوڑادی جائین گی۔ میرا جہانتک خیال ہے اس کا پتہ یرغون کے لشکر مین لگے گا۔

ابہی اس راہ سے کوئی گیا ہے		کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی	

یرغون ہی کو ملکہ کی فکر تہی اوسکی حالت جو سنی گئی ہے اوس سے کچھہ بعید نہین جو ایسی جسارت کر بیٹہا ہو۔ ہم کو جو کچھہ کرنا ہے وہ یہی ہے کہ یرغون کے لشکر کا تعاقب کرین۔ یہہ رائے بالکل قرین قیاس تہی۔ کوچ کا سامان تو ہو ہی چکا تہا فوراً روانہ ہوگئے۔

پائی میرے سراغ سی دشمن ذرا ہ دوست	اے بے خودی مجھے نہ رہا ہوش نقش پا

یرغون ابھی تک مرج سور مین مقیم تہا کہ یہہ دونون لشکر اوس کے سر پر جا پہونچے اور یرغون کو پیام دیا گیا کہ ہم کو اپنی ملکہ کا پتہ ملچکا ہے بہتر ہے کہ سیدہی طرح اونگلیون گہی نکل آے ورنہ ہم کو پہر وہی کرنا پڑیگا جو ایسے شخص کی سزا ہونا چاہیے آپ کی قلیل جماعت ہماری تلوارونکی پیاس بہی نہین بجہا سکتی۔ ہماری پیام رسانی صرف اسیوجہہ سے ہے کہ ہم آپکو اپنی ملکہ کا عم زاد بہائی جانتے ہین ورنہ اتنی مہلت مین تو معاملہ طے بہی ہوچکا تہا۔

یرغون ان دہمکیون مین آنے والا شخص نہ تہا۔ اوس نے اپنی فوج کو مخاطب کیا کہ عرب جنگی تلاش مین ہم نکلے ہین وہ اپنے امور سے غافل نہین خصوصاً اوس گروہ سے جو اونسے پناہ جویان ہو مین تم سے کہہ چکا ہون کہ اون کے غلبہ کا دار و مدار محض حق پر ہے۔ تم بہی اگر حق کی جانب ہوجاؤ گے کبہی دشمن کے پہندے مین نہین پہنس سکتے۔ مجہہ سے سُن لو کہ اون کے اصول دین کیا کیا ہین ہمارے اعتقاد مین یہہ ہے کہ پروردگار عالم زن و فرزند کے جہگڑے مین پہنسا ہے۔ ہم معبود تو کہتے ہین اُسکو اور پوجتے ہین صلیب اور تصویرون کو۔ اونکا اعتقاد ہے کہ پروردگار عالم یکتا ہے اوس کو کسی چیز مین کسیکی احتیاج نہین۔ کوئی اوس کے مثل نہین۔ وہ ان علاقون سے بالکل بری ہے۔ تمام مخلوقات اوسکے سامنے سرافگندہ ہے اوس کے سامنے چون وچرا کی مجال کسی کو نہین۔ اونکے نبیؑ اون تمام صفات سے آراستہ تہے جنسے نبیؑ کو ہونا چاہیئے۔ اون ہی کی تعلیم نے انکو ترقی کے زینہ پر لگایا۔ مین تو

اوسی دین پر ایمان لاتا ہون تم بہی خود اپنے ذہنون مین اچہی طرح سے فیصلہ کرسکتے ہو۔ تمام لشکر مین امنا باللہ الواحد القہار کی آواز گونج اوٹہی اور پہاڑونکی چوٹیون سے ٹکراتی ہوئی اوس میدان سے باہر نکل گئی۔

شہزادہ سوسی کو جو یہہ حال معلوم ہوا اوس نے یہہ کہلا کر چارون طرف سے یرغون کو گہیر لیا کہ اب تم ہمارے دین سے بہی خارج ہوے۔ ہم دیکہین اب کون حامی ہوتا ہے۔ عرب جن کے بل بوتے پر آپ کود رہے ہین اون تک آپکی فریاد پہونچانیوالا بہی نہین۔ اب چارون طرف سے حملہ شروع ہوگیا۔ شہزادہ یرغون کے لئے یہہ بڑے امتحان کا وقت تہا مگر واہ رے جوش امنا باللہ الواحد القہار کے نعرے اون مین ہر دم جوش کی ایک نئی روح پہونک رہے تہے۔ نرغہ مین تہے لیکن جواب کلمہ بہ کلمہ دے رہے تہے

جہان یہہ ہنگامہ برپا ہورہا تہا اوس کے قریب ایک قلعہ تہا جو میتا راہب کے ذریعہ سے اہل اسلام کے قبضہ مین آچکا تہا۔ اتفاق سے حضرت عیاض بن غنم نے تہوڑی سی مقدار فوج بہ سرکردگی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ فراہمی رسد کی غرض سے اس جانب بہیجدی تہی۔ تین روز سے یہہ حاکم قلعہ کے یہان مہمان تہے۔ ان کے کانون مین جو امنا باللہ الواحد القہار کے الفاظ پہونچے فورًا بے قرار ہوکر کہا۔ ضرور ہمارے قریب ہی کسی جماعت اسلامی سے معرکہ آرائی ہورہی ہے۔ جو ہم کو ہرگز اس اطمینان سے بیٹہنے کی اجازت نہین دیتی۔ انسانیت کا مقتضا نہین کہ ہمارے بہائی اس حالت مین ہون اور ہم آرام سے داد عیش دے رہے ہون

ہم کو بہت جلد وہان پہونچکر اون کی مدد کرنا چاہیئے۔ یہہ کہکر اپنی جماعت کیساتھہ قلعہ سے باہر نکل کھڑے ہوے۔ اہل قلعہ نے بہی انکا ساتھہ دیا۔ نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتے ہوے آگے بڑہے۔ یرغون نے انکی آواز سُنکر اپنی جماعت مین بلا لیا۔ عین معرکہ مین اس کمک کا آجانا ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہوگیا یرغون کی شجاعت نے مخالف کے پہلے ہی چھکے چھڑا دئے تہے اس کمک نے اون کی ہمتین بالکل پست کردین۔ تہوڑی دیر تو قدم جمے پہر جو اوکھڑے تو نہ ملکہ کا خیال اون کا دامنگیر ہو رہا تہا نہ شہزادہ سوسی کی روک تہام بقیۃ السیف سیدہے ملک شہریاض کی خدمت مین پہونچے۔ ان واقعات نے شہریاض کے رہے سہے ہوش اوڑا دئے۔ شہریاض کو اب پورا یقین ہوگیا کہ یہہ ملک بچنے والا نہین۔

اب یرغون کی کیفیت سنئے۔ اوس نے فتح کے بعد اپنی ساری کیفیت حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کردی۔ اوسیوقت یہہ مشورہ ہوا کہ اب سیدہے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوجانا چاہیئے پہر جیسا اون کا ارشاد ہو۔ اس راے پر عمل درآمد کیا گیا۔ قلعۂ ماردین راہ مین تہا جس مین بیتارا ہب اقامت کئے ہوے اور اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے ان تمام واقعات سے آگاہ ہو چکے تہے۔ ان کے ماردین پہونچتے ہی بیتانے نہایت تپاک سے انکا استقبال کیا۔ ان کے آرام لے چکنے کے بعد اونہون نے یہہ مشورہ دیا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ ایک کام انجام دیکر حضرت عیاض بن غنم

سے ملئے۔ اوسکا وقت ہے پہر یہہ موقع ہاتھہ سے جاتا رہے گا۔ یہان سے آپ کفرتوتا کا قصد کیجئے۔ اونکو ملک شہریاض کی فوج کا انتظار ہو رہا ہے۔ آپ کا اسلام ابہی اسقدر مشتہر نہین ہوا۔ وہان پہونچکر کچہہ عرصہ تک آپ بہی اصل حال سے اطلاع نہ دیجئے۔

بات یہہ تہی کہ والئی کفرتوتا کے نام ملک شہریاض کا ایک خط اس مضمون کا آیا تہا کہ عنقریب ہماری فوج کا کچہہ حصہ شاید تمہارے قلعہ مین پناہ جویان آئے۔ فوراً قلعہ کے دروازہ کہولدئے جائین۔ اونکے تعاقب مین عرب ہونگے ایسا نہوکہ تمکو تامل ہو اور یہان ان سب کا خاتمہ ہوجاے۔

شہزادہ یرغون نے اس مشورہ کو نہایت پسندیدگی سے منظور کرلیا۔ شام ہوتے ہی کفرتوتا کیجانب کوچ ہوگیا۔ اہل قلعہ منتظر تہے۔ ان کے لشکر مین کوئی علامت اسلامی حالت ظاہر کرنے والی نہ تہی نہایت تپاک سے انکا استقبال کرکے قلعہ مین داخل کرلیا۔ انہون نے باجازت والئی قلعہ اپنی فوج کو قلعہ کی فصیلون پر مناسب مقامات پر معین فرمادیا۔ اس انتظام سے فارغ ہوکر ابہی انکو اطمینان نہ تہا۔ ان کو کٹکا شہریاض کی فوج کا لگا ہوا تہا۔ آخر شب مین والئی قلعہ کو غافل پاکر معہ محافظین وارا کین گرفتار کرلیا۔

اب کیا تہا قلعہ انکا تہا۔ شہر مین غوغا ہوگیا اور بغاوت کی سی صورت پیدا ہوگئی لیکن ادہر تو حاکم کے مقید ہوجانے ادہر یہ غونی فوج کے انتظام نے بہت جلد اسکو ٹہنڈا کردیا۔

آنیوالی فوج کا یہہ انتظام کیا گیا کہ ایک دستہ فوج قلعہ کے دروازہ پر

معین کیا گیا کہ فوج کے گستے ہی فیصلہ کر دیا جاے۔ جسوقت فوج آئی ہے دربانون نے پھاٹک کا ایک پٹ کھولکر کہا۔ ہم ایک ایک شخص کو شناخت کر کے اندر آنے دین گے اس لئے کہ ہم کو یونانا کا خوف ہے اوس نے اسی قسم کے حیلون سے ہمارے بہت سے قلعہ لے لئے ہین۔ ہمارے حاکم کی اجازت نہین کہ دو شخص ایک بار داخل ہون۔ یہہ بہت ہی اچھی تدبیر تہی۔ بغیر لڑے بھڑے ایک ہزار کی ایک ہزار فوج اسطرحسے گرفتار کر لی گئی۔ جب آخری شخص گرفتار ہو چکا ہے یکبارگی تکبیر و تہلیل کے نعرون سے تمام قلعہ گونج اوٹھا۔ اب اسیرونکو معلوم ہوا کہ ہم کس کے ہاتھہ مین ہین جس سے بھاگ کر آے تھے تقدیر نے اوسی کو پھر سامنے کر دیا۔ شہر کے اون سرکشونکو جنکی جانب سے کچھہ کھٹکا تھا گرفتار کر کے مژدۂ فتح کے ساتھہ حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین روانہ کر دیا۔

حضرت عیاضؓ کو جب اس جانب سے اطمینان ہو چکا تو خود حملہ کی تیاریان کر دین۔ آپ نے فوج کو یون مخاطب فرمایا۔ موت کے وقت کی کسی کو خبر نہین تم کو یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ وقت آگیا۔ اگر ہم اوسی کی راہ مین جان دین تو ہماری زندگی سے ہماری موت بدرجہا بڑہی ہوئی ہے۔ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلہ مین کچھہ بھی نہین۔ ایسا نہو کہ تم ان پھندون مین آکر اوس عالم سے غافل ہو بیٹھو۔ جس طریقہ کو تم نے اختیار کیا ہے اوسکو ہاتھہ سے نہ دینا۔ ثبات و استقامت ہی کچھہ چیز ہین۔ پروردگار عالم نے ایسے بندونکے بارہ مین ارشاد فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔

استقامت ہے ولایت ساری	کشف کیا چیز کرامت کیا ہے

اسکے بعد ترتیب صفوف کے متعلق ہدایتین فرمائین۔ شجاعان اسلام نے خدا خدا کرکے رات گذاری اور بعد نماز صبح حسب ہدایات رومیونکے مقابلہ پر صفین آراستہ کیگئین۔

شہر یاض راس العین سی تمام امدادی فوجین مجتمع کرکے ایک لشکر جرار کیساتھہ مقابلہ پر آگیا تہا۔ اسلامی فوجونکی ترتیب اور آمادگی جنگ معلوم ہوتے ہی صفین درست کرکے آگے بڑہا۔ راہب اوقسیس انجیل کی آیتین ساتھہ ساتھہ پڑہتے آرہے تہے۔ عسکر اسلام نے بہی اپنے مقام سے حرکت کی۔ رومی تعداد مین گو ان سے بہت زیادہ تہے لیکن اہل اسلام مین جانبازی کا شوق اس درجہ بڑہا ہوا تہا۔ یکایک جانبین سے ایسا حملہ ہوا کہ تمام وہ صفین جو نہایت انتظام کے ساتھہ جمائی گئی تہین دم بہر مین درہم برہم ہوگئین پہر بہی اہل اسلام کے نعرہائے تکبیر جماعتونکی تفریق کر رہے تہے۔ ابہی کچھہ فیصلہ نہونے پایا تہا کہ دن کا خاتمہ ہوگیا۔ شب نے اپنی تاریکی کا پردہ ڈالکر دونو لشکرونکو آرام لینے کا موقع دیا۔

رات جس حالت سے گذری اوسکو رومیون کے دل خوب جانتے ہونگے مگر اہل اسلام کے لئے شب عید تہی۔ صبح ہوتے ہی پہر صفین درست کی گئین۔ اس روز اہل اسلام نے حتی المقدور اپنی صفونکو درہم برہم نہونے دیا مسلمانونکا سارا زور مخالف کے میمنہ پر تہا۔ اہل جزیرہ پہلے تو نہایت جانبازی سی جواب دیتے رہے لیکن تا بہ کے اونکا شکست پانا تہا کہ اہل اسلام کو قلب کا راستہ مل گیا

میسرہ بھی توڑ دیا۔ اب جو کچھ ہو رہا تھا وہ قلب مین۔ دن تمام ہو گیا مگر قلب لشکر نے ہٹنے کا نام نہ لیا۔ لڑائی کے طول کھینچ جانے نے اہل اسلام مین دونا جوش پیدا کر دیا۔ تیسرے روز وہ اسطرح صفین درست کر رہے تھے کہ بغیر معاملہ یک سو کئے آج دم نہ لین گے۔ اس روز اونہون نے پہلے حملہ مین سیدہا صلیب کا رخ کیا جو ملک شہریاض کے علم مین آویزان تھی۔

شہریاض بڑھاوے دے دے کر لشکر کو نہایت عمدگی سے لڑا رہا تھا۔ اہل اسلام نے جو صلیب کو تاکا تھا اوس سمت کو نہ چھوڑتے تھے۔ اہل اسلام کی ایک جماعت کا وہان تک پہونچنے مین جو حال ہوا وہ ہوا مگر صلیب پر جا ہی پڑی۔ اہل جزیرہ نے اس جماعت کو نرغہ مین لیکر فوراً گرفتار کر لیا۔ مسلمانون نے اون کے میمنہ اور میسرہ کے پرخچے اوڑا دیئے لیکن گرفتار نہ چھوٹ سکے۔

شب کی تاریکی نے پھر انکے بہت سارے منصوبون کو دل ہی مین ہنوز دیا شہریاض کا پہلا کام یہہ تھا کہ وہ گرفتارونکو اس پرخوف مقام پر نہ رکھے۔ اوسنے ہزار سوار کی حفاظت مین فوراً اپنے حاجب نقیطا کے ہمراہ انکو راس العین روانہ کر دیا اور تاکید کر دی کہ صبح تم کو راس العین مین ہو۔

جسوقت یہہ لوگ راس العین پہونچے ہین عبداللہ یوقنا بھی اپنے چالیس ہمراہیونکے ساتھہ مقید ہو کر آ گئے تھے۔

بات یہہ ہوئی کہ عبداللہ یوقنا رہا۔ حران۔ سروج۔ کا فیصلہ کر چکے تو انہون نے رودس کو یہہ مشورہ دیا کہ شہریاض کی توجہ تو اوس طرف ہے سامان جنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ عظیم برپا ہوگا میری رائے ہے کہ

اپنی جماعت کے ساتھہ مین راس العین کیجانب بڑہ جاؤن - مناسب سمجھہ کر حملہ کردونگا یا کوئی ایسی تدبیر کرون گا جس سے راس العین کے قلعہ مین میری رسائی ہوجاے - اونکی قوت کو اسطرح سے تفریق کرنے مین ہماری بہت سی مشکلین آسان ہوجائین گی - عبداللہ یوقنا اس ارادہ سے چل کھڑے ہوے - راہ مین جاسوسون سے انکو معلوم ہوا کہ عاصم بن رواحہ امیر قبیلہ اباذ الشمطا کیجانب سے پانسو سوار ونکی جماعت سے ملک شہریاض کے پاس سے واپس آرہا ہے اباذ الشمطا اون لوگون مین سے تہا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والا نامہ سے قیصر ہرقل کے ملک سے نکالے گئے تہے - اکثر تو اپنے اپنے بلاد مین واپس ہوگئے اباذ الشمطا اپنی قوم کو لئے ہوے جزیرہ کے اوس حصہ مین آگیا جو زیر حکومت اسلامی نہ تہا - حران وغیرہ کے واقعات سے اوسنے ملک شہریاض کا ساتھہ دینے کی غرض سے عاصم اپنے چچازاد بہائی کے ساتھہ یہہ سوار کردئے تہے - ملک شہریاض نے انکو راس العین مین مقیم ہونے کا حکم دیا - یوقنا کو جاسوسون سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی قریب ہین - عبداللہ یوقنا نے ایک کمین گاہ تجویز کرکے اپنے تمام ہمراہیون کے ساتھہ قیام کیا - ابہی رات کچھہ زیادہ نہ ہونے پائی تہی کہ انکو لشکر کی آواز معلوم ہوئی - سب مستعد ہوگئے انہون نے یہہ تدبیر بہت اچہی کی تہی کہ اپنی ہمراہی فوج ایک مقام پر نہین رکہی بلکہ اوس میدان کے چارون طرف مخفی کردیا تہا - عاصم جب اوس میدان مین پہونچ گیا اور انہون نے سمجھہ لیا کہ اب اس سے اچہا موقع نہین چارونطرف سے نعرہ مارتے ہوے اوبل پڑے - دو دو ہاتہہ ہوتے

مگر اہل اسلام نے اسقدر فرصت ہی نہ دی سب کو گرفتار کرلیا۔

حضرت سعدؓ بن زید جو عبداللہ یوقنا کے ہمراہ تھے اونہون نے امیر سے دریافت کیا۔ تم مین افسر کون ہے کہ جو کچھ ہم کو کہنا ہے اوسکا جواب اوس سے سُنین۔ عاصم بن رواحہ کی جانب اشارہ کیا گیا۔ اوسکو مخاطب کرکے آپ نے فرمایا قیصر ہرقل کو تم سے کیا علاقہ تھا جو تم ہم سے ٹوٹ کر اون سے جا ملے۔ کیا تم عرب خالص نہین۔ کیا ہمارا تمہارا سلسلہ نسب معد بن عدنان ابوالآبا عرب سے جاکر نہین ملتا۔ مانا کہ جماعتین جدا ہوگئین۔ قبائل الگ ہوگئے۔ تو کیا اسقدر جدا ہوگئے کہ قیصر ہرقل قریب ہوگیا۔ تم اپنی حالت پر غور کرو کہ تم کیا تھے اور خدا نے تمہارے اوپر کیا فضل کیا۔ کیا عرب بت پرستی نہ کرتے تھے۔ کیا قمار بازی سے اونکو نفرت تھی۔ کیا شراب اون کے یہان پانی کی جگہ استعمال نہوتی تھی۔ کیا بڑے بڑے گناہ خانہ کعبہ کے جوار مین نہین کئے جاتے تھے۔ آخر اس گمراہی اور کج عقلی کی کوئی حد بھی تھی؟ اوس پروردگار عالم نے تمام تباہ قومونکے سدھارنے کے لئے خاص قبیلہ عرب سے ایک نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرمایا جسکو یہہ حکم فرمایا گیا تھا وانذر عشیرتک الاقربین۔ آپ اپنے اعزا و اقربا کو خدا سے ڈرائیے۔ اوس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سمجھایا کہ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا کس قدر انعام ہے کہ تم اوسکے بیت محترم اور بلد الحرام مین آباد ہو پھر تم کو شرم نہین آتی کہ اوسی کے ساتھ پتھرون کو شریک کرو اور پھر اس درجہ گمراہی پر اڑو کہ سمجھانے سے بھی راہ پر نہ آؤ۔ تم بیوقوف بھی تو نہین ہو۔ مین دیکھتا ہون کہ تم بینا ہو۔

پہر کیا ہے۔ اسطرف کیون توجہ نہین کرتے۔ کیا پروردگار عالم نے تم کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ اپنے ہاتھہ سے بتونکو تراشو اور پہر اونکو خدا کی برابر سمجھو۔ جو کام کرو اوسکے حکم کے بالکل خلاف۔ اور جب اوس نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ سوال کیا گیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہین تو آپنے جوابدیا کہ مین اوسکی عبادت کرتا ہون جسنے مجھکو اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا جس نے اپنے عرفان سے میرے سینہ کو کشادہ کیا۔ جس کے قبضہ قدرت مین تمام مخلوق کا رزق ہے۔ جس کے احکام مین چون وچرا کو دخل نہین۔ وہ کلام فرماتا ہے مگر اوسکا کلام ہمارا سا کلام نہین۔ اوسکو زبان و دہن کی احتیاج نہین۔ وہ سنتا ہے مگر نہ ہماری طرحسے کانون کا محتاج ہے۔ اوسکی عبادت کرتا ہون جو احاطہ امکان و قید سے بالکل معرا ہے۔ جو ہر صفت اور ہر شان مین یکتا ہے اے ابن رواحہ۔ کیا ان تعلیمات کے بعد تیرا دل تردد و شک کے درجہ مین پڑا رہے گا۔ دیکھو تم آل ابراہیم ہو۔ کیا اونکا یہی طریقہ تہا جو آجکل تم اختیار کئے ہو۔ اے عاصم۔ اچھی طرحسے سن لے کہ مین پوری طور سے اتمام حجت کر چکا اب آخری حکم تلوار ہے۔ یہہ قضا و قدر کے کرشمہ ہین کہ تم ہمارے پنجہ مین اسیر ہو اس قید سے رہائی دینے والی سوائے ایمان کے اور کوئی چیز نہین۔

عاصم نے کہا۔ اگر مین نے اسلام قبول کر لیا تو کیا وہ گناہ جو مجھہ سے اس حالت مین ہوے ہین معاف ہو جائین گے۔ تمہارے دین کے اصول سے مین شرک مین مبتلا رہا ہون جس سے بڑہ کر اور کوئی گناہ نہین ہو سکتا کیا اس کے بہی عفو کی امید ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ اسلام لانے سے انسان

اپنے پچھلے گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا نوزائیدہ بچہ۔ عاصم نے یہہ سنتے ہی کہا۔ پھر مجھکو کوئی تردد نہین۔ بڑا مرحلہ اسیکا تھا وانا اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ۔

حضرت سعدؓ ان لوگون کو ساتھہ لئے ہوے حران تشریف لے آے۔ آپ کا مقصود یہہ تھا کہ جزئیات مسائل سے بھی اسطرح ان کو آگاہ کردیا جاے۔ عبداللہ یوقنا نے حران پہونچکر کہا۔ مجھے انسے ابھی کچھہ کام لینا ہے اور وہ یہہ ہے کہ مین انھی کے ذریعہ سے راس العین کی فتح مین کامیاب ہوسکتا ہون۔

ابن رواحہ سے کہا گیا کہ آپ عبداللہ یوقنا اور اونکے چالیس ساتھیونکو گرفتار کرکے راس العین لے جاکر یہہ ظاہر کیجئے کہ ملک شہریاض کے پاس سے آتے وقت جب ہم فرات عبور کرچکے ہین یہہ لوگ یکایک ہم پر آپڑے۔ اول اول تو ہم گھبراے مگر مسیح کی مدد سے پھر انپر غالب رہے۔ جو ہم سے اوسوقت اسیر ہوسکے وہ یہہ ہین۔ عاصم بن رواحہ نے کہا۔ یہہ چال تو اوسوقت بھی ممکن ہے جب ہم اس تعداد کو بڑہادین۔ یہہ مقدار نہایت قلیل ہے۔ عبداللہ یوقنا نے فرمایا۔ یہہ صحیح ہے لیکن کثرت جماعت مین افشاے راز کا خوف ہی۔

عاصم بن رواحہ عبداللہ یوقنا اور انکے ساتھیونکو گرفتارون کی صورت مین لئے جارہے تھے کہ دامس ابوالہول راہ مین مل گئے۔ یہہ ساڑہے چارسو کی جماعت سے حضرت عیاض بن غنم کی مدد کے لئے حضرت امین الامتہ کے بھیجے ہوے آرہے تھے۔ عبداللہ یوقنا کی اس خوش تدبیری نے انکو بھی اپنے ساتھہ

لے لیا یہہ آلات حرب پوشیدہ کرلئے گئے۔ بالکل وہ حالت کرلیگئی جو سارباتونکی ہوتی ہے۔ دیکھنے والے کو گمان ہوتا تہا کہ یہہ ایک قافلہ ہے جو مع سازو سامان لوٹ لیا گیا ہے۔ والی راس العین اور عاصم مین پہلے سے باہم تعارف تہا جون ہی اوسکو ان کے آنیکی اطلاع ہوئی استقبال کے لئے شہر سے باہر آگیا۔

یوقنا کی تدبیرین شہرۂ آفاق ہوچکی تہین اونکی گرفتاری کے واقعہ نے فرط خوشی مین آپے سے باہر کر دیا۔ اونسے اوسیوقت حکم دیا کہ ان کو پہلے اسیرونکے قریب زیر نگرانی رکہا جاے۔ اس خوشخبری کے لئے فوراً شہر یاض کے پاس ایک قاصد دوڑایا گیا۔ حضرت سعد بن زید نے سارے واقعہ کی اطلاع حضرت عیاض کی خدمت مین پہونچائی کہ اب جو کچہہ کرنا ہے وہ یہی کہ مرج رغبان مین کفار کو شکست ہوا ور وہ پناہ جویان راس العین پہونچین۔ پہر میدان ہمارے ہاتہہ ہے۔ دونون طرف یہہ خبرین اوسوقت پہونچی تہین جب لڑائی کا چوتہا روز ختم ہونے والا تہا اور معاملہ نہ اسطرف تہا نہ اوسطرف۔ یہہ رات دونون لشکرون کو ذرا سی خوشی کی ملی تہی۔ صبح ہوتے ہی اہل اسلام نے صفین آراستہ کرکے حملہ کر دیا۔ دونون جانب ایک خاص جوش تہا۔ ہر فریق یہہ سمجہے ہوے تہا کہ جو کچہہ کرنا ہے آج ہی کرلیا جاے کل پر کیون اوٹہا رکہین دونون فریق سمجہہ رہے تہے کہ فتح بس ہمارے ہاتہہ ہے۔ رات کے پیامون نے انکو سمجہا دیا تہا کہ بس آج کی لڑائی مین فیصلہ ہے اسیوجہہ سے آج قیامت کا سامنا ہو رہا تہا۔ سوار دلکا رسالہ بڑہا چلا جا رہا تہا کہ یکایک پسپا ہوا۔ پیچہے ہٹتے ہٹتے ایک مقام پر رکا۔ رک کر جو حملہ کیا ہے تو سامنے سے میدان صاف کردیا

کچھ دیر نہین گذری تہی کہ مخالف کے میمنہ اور میسرہ نے آن دبایا۔ نرغہ مین پڑکر صاف نکل آنا ان ہی کا کام تہا۔ لاشون کے انبار لگ گئے۔ خون کی ندیان بہہ گئین۔ کبھی میمنہ ٹوٹا کبھی میسرہ۔ یہہ دونون سنبھلنے نہ پاے تہے جو قلب پر وار ہوا۔ غرض دونون جانب اسی قسم کا معاملہ ہو رہا تہا۔ اہل اسلام کا جوش رو بہ ترقی تہا۔ اب دن آخر ہو چلا تہا۔ شہریاض کی فوج کے دم خم مین سستی آنے لگی۔ اہل اسلام کو یہہ محسوس ہوتے ہی زیادہ جوش سے کام لینا پڑا۔ اس جوش کے ریلہ نے اسقدر اونکو بدحواس کیا کہ فوج کو شہریاض کیجانب توجہہ نہ رہی۔ حضرت عبداللہ بن عیاض بن وائل اور عبداللہ بن قراہی اس موقعہ کو غنیمت سمجھہ قلب مین گھسکر شہریاض پر جا پڑے اور جاتے کیساتہہ دونون نے نیزہ کا وار کیا۔ دونون کے نیزونکی انیان شہریاض کے سینہ سے پار نکل گئین۔ کچھہ جماعت جو قلب مین باقی تہی یہہ دیکھتے ہی بہاگی۔ عبداللہ نے سر قلم کرکے نیزہ پر علم کرلیا اور آواز دی کہ یہہ ہے ملک شہریاض کا سر جسکو مین نے قتل کیا ہے۔ اب جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ بقیۃ السیف گرفتار کرلئے گئے۔ کچھہ بہاگ گئے۔ اس جنگ مین بقول حدید بن تاشب الضمیری اسّی ہزار سات سو پچاس اہل جزیرہ مارے گئے۔ بے شمار مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتہہ آیا۔

مفرورین یہانسے راس العین کی سمت چلدئے۔ حضرت عیاض بن غنم بہی اسیرون اور اموال غنیمت کو کفر توتا کی جانب روانہ فرماکر مفرورین کے عقب مین راس العین کے رخ ہو لئے۔ مرسیوس والئی راس العین کے

مفرورین سے شہر یاض کی حالت معلوم ہوکر ہوش جاتے رہے مگر خوف نے اوسکی آنکھین کھول دین کہ اب تیری باری ہے فوراً اوسنے قلعہ کا استحکام ازسرنو شروع کیا۔ وہ ابھی فصیلین اچھی طرحسے درست نہ کرنے پایا تھا کہ حضرت عیاض بن غنم زیر دیوار قلعہ پہونچ گئے۔ مرسیوس کے یہان سنگباری کا سامان بہت اچھا تھا۔ انکے خیمے ابھی جمنے نہ پائے تھے۔ صفین بھی قائم نہوئی تھین کہ پتھر برسنے لگے۔ قریب چھ سو کے اہل اسلام فائز بہ شہادت ہوے۔ اس جانب سے بھی تیر باری ہورہی تھی۔ نشانہ بازی مین حضرت جمیل اعلیٰ درجہ کے قدر انداز تھے انکا کوئی نشانہ خالی نہ جاتا تھا۔ اونکی فلاخنون کا اگر کچھ جواب دیا تو انھون نے ہی۔ انھون نے تاک تاک کر افسر ہی افسر گرائے۔ فلاخن چلانے والے تک نہ چھوڑے۔ اب فصیل بالکل صاف معلوم ہوتی تھی۔ مرسیوس یہہ رنگ دیکھہ کر آگ ہوگیا اور لوہے کی چادرونمین فلاخن اندازون کو چھپاکر سنگباری شروع کرائی۔ حضرت جمیل اپنے نشانہ سے کام لے رہے تھے مگر اپنے ساتھیون کیحالت دیکھکر بے اختیار انکی زبان سے نکل رہا تھا واشوقاہ الی الشہادۃ ہاے شہادت۔ ہاے شہادت۔ یہہ اپنے اسی وجد مین تیر اندازی کر رہے تھے کہ مرسیوس نے فلاخن کے تمام نشانہ ہٹواکر سب کا رُخ انکی جانب کر دیا۔ حضرت جمیل اپنی اسی دھن مین تھے کہ ایک پتھر انکے آکر لگا۔ بس خاتمہ تھا۔ آخری الفاظ جو انکی زبان سے نکلے وہ یہہ تھے۔

ایارافعا الاحملت رسالتی	مخبرا انی لقیت حمامی

اے رافع (انکے چچازاد بھائی تھے) تم میری خبر مرگ کا پیام کیون نہین پہونچا دیتے۔

وان جئت امی واخوتی وعشیرتی		فخصهم عنی بکل سلام

اگر تم میری ماں بہنون۔ اور اقربا کے پاس جاؤ تو سب سے جدا جدا میرا سلام کہدینا۔

وان سئلت عنی العجوز فقل لها		قتیل احجار کلا قتیل سهام

اگر میری مادر ضعیفہ میری بابت دریافت کرے تو کہدینا کہ وہ پتھرون سے مارا گیا ہے۔ کشتہ تیر نہین۔

طریحا بباب الحصن لما تطائرت		من الجم الصلد الاصم عظام

دروازہ قلعہ پر اس حال مین پڑا ہے کہ سخت پتھرونسے اوسکی ہڈیون کے پرزے ہوگئے ہین۔

ولست ابالی ان قتلت کاننی		اساجو بقتلی فی الجنان مقامی

مجھے اپنے مارے جانے کی کچھ پروانہین ہے مین جانتے ہوے ہون کہ مین اس شہادت سے سیدہا جنت مین جاؤنگا۔

اس روز بس یہی معرکہ رہا۔ شب کو حاکم قلعہ کی راے ہوئی کہ اسیران اہل اسلام کو قتل کردیا جاے مگر عاصم کی راے نہوئی۔ اونہون نے کہا۔ اسکا آپ کو ہر وقت اختیار ہے۔ انکے ذریعہ سے ہم اونپر ہر قسم کا دباؤ ڈال سکتے ہین۔ پھر یہ جاتا رہیگا اور یہ قوانین جنگ کے بھی خلاف ہے۔ ذرا سوچ لیجئے بالآخر یہ راے ملتوی کردی گئی۔

اس گفتگو کے بعد عاصم نے سمجھ لیا کہ اب تاخیر مین آفت ہی آفت ہے سید ہے اسیزان اہل اسلام کے پاس پہونچکر اونکو رہا کر دیا۔ محافظ چونکہ انہی کے ہمراہی تھے اسوجہ سے کانون کان کسی کو خبر نہوئی۔

وہ سارا اسباب جو لوٹ کا خیال کیا گیا تھا سب عاصم کے قبضہ مین تھا۔ وہ کیا تھا۔ سلاح جنگ تھے جو آپس مین تقسیم کر دئے گئے اور صبح کا اسلئے انتظار کرنے لگے کہ حاکم قلعہ جسوقت گرجہ مین جائے حملہ کر دیا جائے مگر صبح سے پہلے انکو ایسا موقع ہاتھہ آگیا۔ وہ یہہ ہوا کہ مرسیوس کے ندامین سے ایک نہایت تجربہ کار حکیم تھا۔ دن بھر کے ہنگامہ کو دیکھکر شب کو بار یابی کے وقت اوس نے عرض کیا۔ میرے خیال مین انسے لڑنا مناسب نہین۔ دو وجہ سے ایک تو یہہ کہ جہانتک معلوم ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ انکی اصلی غرض ملک گیری نہین معلوم ہوتی بلکہ اشاعت دین ہے اسیوجہ سے انکے یہان سب سے مقدم تبلیغ دین کیجاتی ہے اگر اوس پر معاملہ طے نہ ہو تو جنگ کی باری آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی قوم کا جوش بدرجہا بڑہا ہوگا۔ انکی ٹکر جیل جانا ہر ایک کا کام نہین۔ کیون مفت مین بندگان خدا کے خونون سے زمین کو رنگا جائے دوسرے یہہ کہ اونکی فتوحات کا سلسلہ روز بروز بڑہتا چلا جا رہا ہے۔ شام اونکے قبضہ مین آچکا۔ نوشیروانی مرقع کے وہ پرخچے اوڑا چکے۔ خود جزیرہ کو دیکھو۔ حران۔ الرہا۔ کفرتوتا۔ ماردین۔ سروج۔ وغیرہ کتنے ہی حصے اونکے قبضہ مین آچکے۔ ہم مین کونسی ایسی شاخ ہے جو غالب آسکین گے۔ سب سے بڑہکر یہہ کہ اونکا معاملہ یہہ بتلا رہا ہے کہ وہ برسر ناحق نہین اونکے اخلاق اور

اونکے معاملات ہی سے یوتنا - یرغون - عمود - بیتا سے عقلا کو اپنے دین مین
لے لیا کیا یہہ سب ہمارے ہم مسلک نتھے - ان سب باتونپر غور کرنے کے مین ہرگز
راے نہ دونگا کہ مقابلہ کیا جاے - آیندہ جیسے مرضی سلطانی - یہہ سنکر مرسیوس
کی آنکھین سُرخ ہوگئین - اور کہا - کیا آپ کی راے ہے کہ مین سارا ملک عرب کی
نذر کردون - کیا دوستی کے پردہ مین مجھہ سے عداوت نکالی جاتی ہے -
مجھے معلوم ہوا کہ مسیح نے تجھکو محض ذلت وخواری کے لئے پیدا کیا ہے -
جادور ہو - اگر میری نگاہ دوبارہ تجھہ پر پڑی بغیر قتل کئے ہرگز نچھوڑونگا
اوسکو دربار سے نکلوا کر مرسیوس کو یہہ خیال پیدا ہوا - نہین معلوم اس
مفسد نے یہہ خیال کہان کہان پہونچایا ہو - اگر عوام کے ذہن نشین کردیا گیا
تو بڑا خوف ہے - کہین عین معرکہ مین مجھے دہوکا نہ دے بیٹھین - توبہ کسوقت
یہہ اولجھن پیدا ہوئی ہے -

اسکی تدبیر اوس نے یہہ سوچی کہ تمام عمائد اور راہبان وقسیس کو اسیوقت
مجتمع کرکے گرجہ مین انجیل ہاتھون پر رکھہ رکھہ کر لڑنے مارنے اور مرنے پر
قسم لی جاوے - چنانچہ اوسنے فوراً سب کو معبد مین حاضر ہونے کا حکم دیا - تھوڑی
دیر بعد خود بھی معبد مین پہونچا - معبد عمائد وغیرہ سے بھر چکا تھا - اس خیال سے
کہ عوام مین اس قسم کا وہم بھی نہونا چاہیئے معبد کا دروازہ بند کرلیا گیا - عام کو
یہہ حال معلوم ہوچکا تھا - اونہون نے جماعت اسلامی سے کہا - شاید تمہاری
مراد صبح سے پیشتر حاصل ہو - نہایت استقلال کے ساتھہ جو کچھہ تمکو فیصلہ
کرنا ہے معبد مین چلکر کرلو - اہل اسلام نہایت آہستگی کیساتھہ معبد کے دروازہ پر

پہونچے اور یکبارگی حملہ کر دیا۔ اہل راس العین گھبرا چکے تھے۔ ملک مرسیوس کو پہلے ہی سے اطمینان نہ تھا۔ اس حملہ نے اوسکو بالکل بدحواس کر دیا۔ اہل اسلام نے چار و نطرف سے ایسا گھیرا تھا کہ کسی جانب سے نکل بھاگنے کی راہ نہ تھی شہر مین ایک غوغا ہوا جسکا اصلی سبب خود اہل شہر کو بھی معلوم نہ تھا۔ اہل شہر کا ایک عام ہلّہ قلعہ کی فصیل کیجانب ہوا۔ دامس اپنے ساتھیون کو لئے ہوئے قلعہ کے دروازہ پر پہونچے اور دربانون کا فیصلہ کرکے دروازہ کھولدیا۔ حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جرار لشکر کے ساتھہ قلعہ مین گھس آئے اور ابتداہی سے معاملہ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اہل شہر سے کچھہ مدد گرجہ والون کو نہ پہونچ سکی اونکا وہین خاتمہ ہوگیا۔ بے سری فوج کہانتک مقابلہ کرتی۔ بقیۃ السیف مین سے اکثر مسلمان ہوگئے۔

بقول واقدی علیہ الرحمہ راس العین کی فتح ربیع الاول ۱۷ھ مین ہوئی۔ اموال غنیمت کے اجتماع اور شہر کے انتظام کے بعد خمس کے ساتھہ ایک اطلاعی عرضداشت روانہ دار الخلافت کی گئی جس مین یہہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ اب ہمارا قصد دیار بکر کیجانب ہے۔ حضرت عیاض بن غنم نے ایک ماہ کے قیام مین بیعۂ نسطوریا کی جامع مسجد تیار کرائی عمر فجیہ بن مازن عامری کو وہانکا حاکم مقرر فرماکر کفر توتا تشریف لے آئے۔

یہان یرغون کی سچی محبت نے ملکہ طاریون پر کچھہ اثر کیا ہی تھا۔ اسلامی رنگ مین رنگ جانے سے اوسکے عادات واخلاق اس مین زیادہ موثر ثابت ہوے۔ حضرت عیاضؓ کے پہونچتے ہی ملکۂ طاریون نے

اُس راز کو آشکارا کر دیا جو تھوڑی مدت سے اوسکے دل مین ہلچل ڈالے ہوے تہا اور مشرف باسلام ہوگئی - اوس مجلس مین یرغون کے ساتھہ عقد بہی ہوگیا حضرت عیاضؓ بن غنم اس قصہ کو تمام کرکے مقام وارا کی جانب نہضت فرما ہوے - اہل دارا نے بیس ہزار مثقال سونا اور بیس ہزار درم جزیہ قبول کرکے امان حاصل کرلی - ان مین سے بہی بعض مسلمان ہوگئے -

یہان سے آپ مقام بیرجا مین تشریف لے آے عوام اہل بیرجا نے اسکا چوتہائی جزیہ قبول کیا -

بیرجا کے بانی بخیال یہود ایک نبی تہے اسیوجہ سے وہ ایک متبرک مقام خیال کیا جاتا تہا اس لئے وہان کے عظماء نے اس رقم کو اپنے شہر کی اہانت کا باعث سمجہکر اسکا اوسی قدر اضافہ کر دیا جسقدر کہ اہل دارا نے منظور کیا تہا - وہان کے رئیس طریاطس نے یہہ بہی درخواست کی کہ اس شہر کی حکومت تا بہ زیست میرے ہی متعلق رہے - آپ مجہ سے سرکشی ہرگز نہ پائینگے اوسکے اخلاق نے اوسکی سچائی کی سفارش کی اور یہہ درخواست منظور کرلی گئی - حضرت عیاض کے مفتوحہ قومون کے ساتھہ برتاؤ نے دیار بکر کو مجبور کیا کہ وہ بہی اسلامی حمایت مین آجائین - متفرق جماعتین جزیہ قبول کرکر امان حاصل کرتی چلی جاتی تہین -

حضرت عیاضؓ کو معلوم تہا کہ دیار بکر کے قلعے استحکام اور مضبوطی مین مشہور ہین - وہان کے معاملات بظاہر نظر مشکل معلوم ہوتے تہے لیکن خدا کے فضل نے ان مشکلونکو بالکل آسان کر دیا -

ان واقعات نے اسلام کی خوبیان چار دانگ عالم مشتہر کر دی تھین - وہ قومین کہ جو خدا جانے اسلام کو کیسا جنگجو اور دنیا دی طلب کا مرکز اور مذہب سمجھتی تھین اسلام کی فریفتہ ہوگئین - ان ہی مین اہل نصیبین بھی تھے - حضرت عیاض رض بن غنم ابھی وہان پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ لوگ اسلام کا خیر مقدم کر چکے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بلا کین دولت از گفتار خیزد

طرہ یہہ ہوا کہ انہون نے خود ہی اپنا گرجہ توڑ کر اپنے خیال سے اسلامی عبادت خانہ بنا لیا - حضرت عیاض نے ایک ماہ نصیبین مین قیام فرما کر اوسکے انتظامات سے بکدوشی حاصل کی - طریاطس حاکم بیرجا پر آپ کے اخلاق اور اسلامی حالت نے وہ اثر کیا تھا کہ بمشکل اسوقت تک صبر کر سکا جب آپکا ارادہ نصیبین سے کوچ فرمانے کا ہوا ہے وہ بیرجا سے چلکر نصیبین حاضر خدمت ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا - طریاطس نے اسلامی حالت مین اپنی سچائی کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت دیا - اوسکے واقعات زندگی اس اسلامی حالت کی شہادت کے کافی گواہ رہے - اس نے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت مین اس خاکدان عنصری کو خیرباد کہی -

حضرت عیاض راہ مین عمود و ماریہ کی مہمانی سے فارغ ہوکر ساتوین جمادی الاولیٰ کو شہر آمد کی فصیل کے نیچے خیمہ زن ہوے -

فتوح میافارقین وآمد

قسطنطین اول بن استنبول بن طیماؤس نے جس زمانہ مین شہر استنبول کی اس تعمیر کو جسکی بنا اوسکے باپ نے ڈالی تھی تمام کیا ہے - اسکے دادا طیماؤس کا گذر

اس سرزمین پر ہوا جو نہایت سرسبز و شاداب اور نہروں اور چشموں سے بکثرت سیراب ہو رہی تھی۔ اسکو خیال ہوا کہ یہان ایک شہر آباد کیا جاے۔ جن جن چیزونکی اہل شہر کو ضرورت ہوتی ہے وہ سب نہایت خوبی کے ساتھہ یہان موجود ہین۔ فن عمارت مین چونکہ خود بڑا ماہر تھا فوراً اس فن کے ماہرونکو حکم دیا گیا کہ قریب قریب کئی شہر آباد کئے جائین چنانچہ کئی شہر ماہرین فن کے حسب لیاقت تعمیر کئے گئے جن مین سب سے زیادہ استحکام کا خیال کیا گیا تھا۔ اون تمام شہرونکے گرد ایک فصیل بنوا کر سبکو ایک کر دیا گیا۔ تعمیر کے ختم ہوتے ہی طیاؤس کی عمارت حیات بھی ختم ہو چکی اس مناسبت سے اسکا نام آیدر رکھا گیا۔

اسکی حکومت اوس زمانہ سے کچھہ قبل تک اسی کی نسل مین رہی جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین۔ اسکی نسل کے آخری دو شہزادے پطرس اور یوحنا تھے جو اوس قلعہ مین اپنے اپنے حصہ پر قابض تھے اور باہم کسی قسم کا کوئی رنج وعناد نہ تھا۔ یوحنا نے حاکم دارامرطاوس کے پاس پیام بھیجکر اوسکی لڑکی مریم سے شادی کر لی۔ یہہ لڑکی بڑی فتنہ پرداز تھی۔ آتے ہی قلعہ کا رنگ ڈھنگ اور استحکام دیکھکر اسکو اور خیال جما۔ اس خیال نے علاقہ زوجیت پر بھی خاک ڈالی اور اس فکر مین ہو گئی کہ جیسے بنے اس تمام قلعہ کی حکومت میری ہی نام سے ہو۔ اسکو مدت تک ایسا موقع نہ ملا جو کچھہ کر گذرتی اتفاق سے تھوڑے انتظار کے بعد اسکو ایک اچھا موقع ہاتھہ آگیا۔ پطرس نے خواستگاری کی کہ یوحنا کی پہلی بی بی کی لڑکی اغورہ کے ساتھہ اوسکے لڑکے کی شادی اس شرط پر

ہوجاے کہ صفورا اسکی بیٹی یوحنا کے بیٹے کے ساتھہ منسوب ہو - یوحنا کو کسیوجہ سے یہہ دونون نسبتین منظور نہ تہین صاف انکار کردیا جس سے مخاصمت کا بیج پڑا - اب گل کہلتے ہین - پطرس صاف جواب سنکر آگ ہوگیا - فوراً جنگ کی تیاریان شروع کردی گئین - ادہر یوحنا اوس سے کچہہ کم تو تہا ہی نہین بڑے زور شور سے آمادگی ظاہر کی گئی - مریم نے ایک چال چلی - یوحنا کو سمجہا یا کہ اسطرح فضول اپنی قوتون کو بیکار کرتے ہو - دیار بکر تمہارے جوار مین ہے - تم اس آپس کی جنگ وجدل مین رہوگے اور وہ تمہارے سرون پر پہونچکر اچہی طرحسے فیصلہ کردین گے آپ کی اگر ذرا سی رضامندی پاؤن تو صلح کراسکتی ہون - یوحنا سمجہہ گیا - اوس نے کہا - اسمین صرف میری رضامندی کیا کرسکتی ہے - پطرس کا غصہ اوبل چکا ہے اوسکو کون ٹہنڈا کرے - مریم نے یہہ مہم اپنے سرلی اور فوراً سوار ہوکر پطرس کی خدمت مین پہونچی اسکی تقریر کچہہ ایسی جادو بہری تہی کہ پطرس کے غصہ کا بہوت دم بہر مین اوتر گیا - جب پطرس کو شیشہ مین اوتار چکی فوراً دعوت کا پیام دیدیا جو منظور کرلی گئی - واپس آکر اسنے نہایت شائستگی سے اسکا سارا انتظام کیا - شام کو جانبین کے تمام عمائد و شہزادے جب جمع ہولئے کہانا کہلایا گیا - آخر مین شراب کا دور چلا - اسمین زہر ملادیا گیا تہا - تہوڑی ہی دیر مین جلسہ دعوت جلسہ ماتم تہا - اس چالاکی سے مریم تمام قلعونکی مالک ہوگئی - اسکو حکومت کرتے بارہ برس گذرے تہے جو حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہان خیمہ زن ہوے ہین -

اس مدت مین مریم نے قلعونکو نہایت بارونق بنا رکہا تہا - انتظام

اس خوش اسلوبی سے کیا تھا کہ تمام رعایا کے دل مین گھر کر چکی تھی۔ حضرت عیاضؓ بن غنم نے دہان پہونچکر محاصرہ کر لیا۔

مریم نے ارکان دولت اور قسیسین کو جمع کر کے کہا۔ عرب نے اب سب طرف سے فارغ ہو کر تمہاری جانب رخ کیا ہے۔ اونکا خیال یہہ ہے کہ یہہ شہر دیار بکر کی کنجی ہے اس کے فتح ہوتے ہی پھر فیصلہ ہے اور واقعی اگر اونکا ایسا ہی خیال ہے تو بہت صحیح ہے۔ مین دیکھتی ہون کہ اطراف وجوانب کی چھوٹی چھوٹی سلطنتونکی آنکھین بھی اسیطرف لگی ہوئی ہین۔ دیکھیے کیا نتیجہ پیدا ہو۔ لیکن مین اس کے استحکام کے لحاظ سے کہہ سکتی ہون کہ اسکا فتح کر لینا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہین ہے سو برس بھی سر ٹپکین تب بھی کچھہ نہ ہو۔ ہان اگر اسکے خاتمہ ہی کا وقت آگیا ہے تو تمہاری ذرا سی غفلت سے اس کا فتح کر لینا کچھہ بھی نہین۔ یہہ سمجھہ لو کہ تمہاری غفلت سے صرف تم ہی تک اسکا وبال نہ رہے گا بلکہ اونکے حملونکا وہ زور شور ہوگا کہ ان تمام ممالک مین عرب ہی عرب ہونگے۔ پھر اونکے مقابلہ کا خیال کسیکے دل مین کھٹکے گا بھی تو نہین۔ یہہ جو کچھہ مین نے کہا صرف جنگی احتیاط سے کہا ورنہ میرے لئے یہہ موقع ناز ہے کہ میری رعایا۔ میرا لشکر غفلت سے کوسون دور ہے۔ اس قسم کا خیال بھی کرنا ایک طرحکی تمہاری ناقدرشناسی ہے۔ مگر کیا ایسے وقت مین ایسے ضعیف پہلوؤنپر اچھی طرحسے غور نہین کر لیا جاتا کیا یہہ داب سلطنت سے بعید ہے۔ اسی خیال سے مین چاہتی ہون کہ میرے سامنے معاہدہ کر لیا جاے کہ جان دیدینگے لیکن آبرو پر حرف نہ آنے دینگے۔ صرف مال ومتاع کی حفاظت ہی نہین بلکہ زیادہ تر وہ بے آبروئی جو تمہاری عورتون

اور بچونکے ساتھہ بعد فتح بلاد ریغ کیجائیگی مجھے اسپر مجبور کر رہی ہے کہ ہم جتلادین نام اور کام کے دہنی ایسے ہوتے ہین۔

بات پر اپنی جان دیدینگے		قول سے جان نثار پھرتی ہین	

میری راے مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کو دروازونکی سخت نگہداشت کیجاوے اور جو کچھہ ہم کو کرنا ہے فصیل شہر پر سے کرین۔ عرب بالکل ہماری زدمین ہین جب تک وہ ہمارا کچھہ نقصان کرین ہم اونکی بڑی تعداد کو بالکل نیست و نابود کر سکتے ہین۔ چونکہ یہہ سلطانی اور نہایت ہی مناسب راے تھی فوراً عمل درآمد شروع ہوگیا۔

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی چھڑنے سے پہلے ایک تبلیغی نامہ اس مضمون کا ملکہ مریم کے نام لکھا۔ دیکھو ہمارا کام سوا ے حق کی اشاعت کے اور کچھہ نہین۔ ہماری اصلی غرض یہہ ہے کہ عالم شرک کی نجاستوں سے بالکل پاک وصاف ہوجاے۔ چونکہ ہماری نیت۔ ہمارے ارادے۔ الو دہ غرض نہین اسوجہہ سے ابتک ہماری فتوحات کا سلسلہ یوماً فیوماً ترقی کرتا چلا جارہا ہے۔ مناسب ہے کہ تم بھی اوسی دین حق کی اطاعت قبول کرلو جسکے لئے ہمکو نہ اپنے گھر کی خبر ہے نہ اہل وعیال کی ہم سی بر سر پرخاش نہو۔ اچھی طرحسے سمجھہ لو کہ یہہ تمہارا قلعہ جسپر تم کو گھمنڈ ہے وہ کچھہ بھی نہین۔ خداے تعالیٰ شانہ ہماری مدد کریگا۔ وہ فرماتا ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ ہمارے ذمہ ایمان والونکی مدد ہے۔

دیکھو کیا بلاد شام ہمارے قبضہ مین نہین۔ کیا قیصر ہرقل سے زیادہ تم کو اپنی

قوت پر نازہے۔ کیا بعلبک اور انطاکیہ کے قلعونسے بھی یہہ قلعہ زیادہ مستحکم ہے پھر اونکا کیا حشر ہوا جس سے تم کچھ امید کرسکتے ہو۔ ہان اگر تم نے حمایت اسلامی قبول کرلی اوسوقت پھر ہم تمہارے مذہب وملت سے تعرض نہ کرینگے۔ تمہارے آڑے وقت مین ہم ہی آڑے آئینگے اگر اب بھی تم نے بے اعتنائی سے کام لیا تو بہت جلد تم کو اسکے نتائج معلوم ہوجائین گے۔ فستعلمون من اضعف ناصرًا واقل عددًا ترجمہ تم بہت جلد جان جاؤگے کہ کسکے مددگار کمزور ہین اور کسکی جماعت کم ہے۔

یہہ نامہ ایک شخص کے حوالہ کیا گیا۔ اوس نے زیر دیوار پہونچکر اونہی کی زبان مین فصیل والون کو آواز دی اور رسی کے ذریعہ سے یہہ نامہ مریم تک پہونچا دیا گیا۔ مریم نے دربار ترتیب دیکر اعیان مملکت سے مشورہ کیا۔ اس مشورہ مین بھی رائے زنی کا حصہ مریم ہی نے لیا۔ اوسنے کہا۔ صرف اس نامہ کی بنا پر قلعہ اونکے سپرد کردینا کسقدر بڑے شرم کی بات ہے۔ چھوٹے چھوٹے قلعے بھی کب ہاتھہ آسے ہین جب ایک دفعہ اونہون نے عرب کے چھکے چھڑادئے ہین۔ ہمارے یہان نہ غلہ کی کمی نہ زراعت کا نقصان ہے۔ رسد فراہم کرنے کے لئے ہم کو کوئی اسکی ضرورت نہین کہ قلعہ کا دروازہ کھولا جاے یا کوئی مخفی راستہ تلاش کیا جاے۔ یہہ تو مین ہرگز منظور نہین کرسکتی۔ اب مشورہ طلب یہہ ہے کہ ان کو جواب کیا دیا جاے۔ عمائد کی بالاتفاق یہہ رائے ہوئی کہ ایسا جواب دیا جاے جو اون کے ارادون ہی کو پست کردے اونکو معلوم ہوجاے کہ ہم دم مین آنیوالے نہین۔ اس مضمون کا

جواب لکھوا کر رسی کے ذریعہ سے حضرت عیاض تک پہونچا دیا گیا کہ آپ کو فتوحات پر ناز نہونا چاہیئے۔ یہہ ہرگز نہ خیال کیجئے کہ نصرت خداوندی کے سایہ مین آپ یہہ سارے کام کر رہے ہین۔ یہہ حضرت مسیح کی درگذر ہے کچھہ مدت کے لئے ذرا رسّی ڈھیلی کر دی گئی ہے اسمین جو چاہے کر لیجئے پر نتیجہ بھی ایسا سخت ہوگا کہ ساری کسر نکلجائیگی۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب آن پہونچا۔ اب آپ میرے بہادر ونکے مقابلہ پر تیار ہو جائیے۔ یہی آپ کے لئے کافی ہین مگر میری ہمت نہین چاہتی کہ صرف انہی پر اکتفا کیا جائے اسلئے کمک پر کمک آپ کے مقابلہ مین جاری رہیگی۔ اس قلعہ سے اپنی امیدونکو بالکل قطع کر دیجئے۔ اب آپ چاہے ٹھہرین یا چلدین۔ حضرت عیاضؓ نے جواب دیکھتے ہی یہہ آیت پڑہی وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ترجمہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اُسکے لئے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنے کام کا پہونچانیوالا ہے اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ماہ کامل محاصرہ کئے رہے مگر ہنوز روز اول۔ حکم بن ہشام نے گھبرا کر کہا۔ ہمکو اجازت دیجائے کہ میافارقین پر دہاوا کر دین اسطرح سے تو ہم یہین کے ہو رہین گے۔ اونکو اجازت دیگئی۔ وہ مہاجرین و انصارین سے تو صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی جماعت ساتھہ لیکر چل کھڑے ہوے۔ دجلہ سے پار اوتر کر شوق نے انکے گھوڑونکے گویا پر لگا دیئے تھے۔ بہت جلد میافارقین مین جا پہونچے۔ اتفاق وقت وہ روز نصاریٰ کی عید کا تھا۔ شہر کے دروازے کھلے تھے ایک عام اژدحام

بڑے گرجہ مین ہو رہا تہا جو وسط شہر مین واقع تہا۔ اہل اسلام تکبیر کہتے ہوے بے دہڑک شہر مین داخل ہو گئے۔ گرجہ کے قریب اسلامی عورس حاکم میافارقین کی جانب سے بازپرس ہوئی۔ صاف جواب ملا کہ ہم عالم کو شرک کی نجاست سے دور کرنے کے لئے نکلے ہین۔ اس نے مذہب کے متعلق کچہ سوال کئے جنکے نہایت شافی جواب اس جانب سے دئے گئے۔ پہر اوس نے اجازت دی کہ گرجہ کے اندر سیر کرین۔ یون تو وہ گرجہ خاص طور پر پہلے ہی سے آراستہ تہا جسقدر چیزین بیت المقدس مین تہین اون سب کے نمونہ یہان موجود تہے اور آج توعید کا دن تہا اسطرحسے سجایا گیا تہا کہ آنکہین خیرہ ہوئی جاتی تہین اوسکا خیال تہا کہ مال ومتاع کا شاید جاد وچلجاے اور جس ارادہ سے یہہ نکلے ہین وہ درکنار اولٹے یہہ ہمارے ہو رہین مگر اہل اسلام نے گرجہ مین پہونچکر وہی نعرے لگاے۔

ناظرین کو یہان تردد ہوگا کہ اس جماعت قلیل سے وہ مزاحمت کیون نہ کیگئی جو ایسے وقت کے مناسبات مین سمجہی جاتی بلکہ ضروریات مین سے ہے۔ اسکی وجہ یہہ تہی کہ اسکے پاس وہ دل ہی نہ تہا جس سے اہل اسلام پر تلوار اوٹہا سکے۔ یہہ فتح بیت المقدس مین مسلمان ہو چکا تہا۔ باپ کے مرتے ہی حب دنیا نے اسکی آنکہون پر وہ پٹی باندہی کہ بہ مقابلہ حکومت کے دین چہوڑ بیٹہا دین چہوڑ تو دیا لیکن اوسکے ساتہہ ہمت بہی ہار چکا۔ اوسکا خیال اسطرف لگا رہتا تہا اور پچہتاتا تہا۔ اوسکا یہہ بہی خیال تہا کہ دین سے پہر جانیکے بعد دوبارہ اس دین مین داخل نہین ہوسکتا اسکی سزا اہل اسلام کے ہاتہون

بس موت ہے اس خیال نے اوسکو کہین کا نہین رکھا تہا۔ اس موقعہ پر اوسنے
اپنا خیال ظاہر کیا۔ حکم نے ارشاد فرمایا۔ ہرگز ایسا نہین۔ مین نے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ ایک روز آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ
انسان کس چیز سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا۔ اپنے اہل
سے۔ آپ نے تہوڑے سے تامل کے بعد ارشاد فرمایا۔ زیادہ خوشی اوسوقت
ہوتی ہے جسوقت انسان سفر مین چلا جا رہا ہو۔ اوسکے اونٹ پر اوسکی تمام
ضروریات ہون۔ تمازت آفتاب کیوجہ سے کسی سایہ کی جگہہ آرام لینے کیلئے
ٹہیر جاے۔ آرام پاکر سوجاے۔ جب آنکہہ کہلے کیا دیکہتا ہے کہ نہ وہ اونٹ
ہے نہ زاد راہ ہے تلاش کرتا ہوا ادہر ادہر مارا پہرتا ہے آخر مجبور ہوکر اور
یہہ سمجہہ کر کہ بس اب مجہکو موت کا استقبال کرنا چاہیئے اس خیال سے پہر وہین
آپڑا جہان سے یہہ سارا سامان گم ہوا تہا۔ یہان تکان سے پہر سوگیا۔ اب
جو بیدار ہوا دیکہا تو سارا سامان موجود ہے اونٹ بہی وہی ہے تمام
چیزین بہی اوسپر لدی ہوئی ہین اسوقت جو اوسکو خوشی ہوتی ہے اسکی
برابر کوئی خوشی نہین۔ اس سے کہین زیادہ بندۂ مومن کی توبہ سے
پروردگار عالم خوش ہوتا ہے۔ حضرت حکم نے اسطرح سے بیان کیا کہ اوسکا
چوٹ کہایا ہوا دل بے چین ہوگیا۔ اوسکی آنکہون سے آنسو بہہ رہے تہے
اور وہ چپ تہا۔ اس تقریر کے ختم ہوتے ہی وہ جماعت اسلامی کو اپنے
دارالامارۃ مین لے گیا۔ وہان پہونچکر اوسنے سارا راز ظاہر کرکے تجدید
اسلام کی اور عمائد سلطنت سے مخاطب ہوکر کہا۔ میرا خیال تمہارے

خیال مین بہی تمہارے خیالون سے بالاتر ہوگا۔ مین نے جس چیز کو اپنے لئے
پسند کیا ہے تم کو بہی نصیحت کرتا ہون کہ اوسی کو اختیار کرلو۔ تمہاری دنیا
اور تمہارا دین دونون سنور جائین گے۔ یہہ تم جانتے ہی ہو کہ عرب بلد آمد کا
محاصرہ کئے ہوے پڑے ہین اوسکے فتح ہوتے ہی کیا تم مین ایسی طاقت
ہے جو تمکو اونکے ہاتہون سے بچاسکے۔ تمہارے اہل وعیال کا خبر گیران
اوسوقت کون ہوگا۔ اون سب حالتون کو پیش نظر کرکے اچہی طرح سے
سوچ لو کہ تمہارے لئے کیا پسندیدہ ہے۔ عمائد مین سے جو نہایت ہی
مقرب تہے اونہون نے بادشاہ کا ساتہہ دیا لیکن اکثر اراکین نے کہا۔
ہم کو اسکی بابت غور کرنے کے لئے کچہہ مہلت ملنا چاہیئے۔ اس سے پہلے
ہم بالکل بے خبر تہے۔ ہم نے اس مین کبہی فکر نہین کی اسلئے یکایک ہم مضبوط
رائے نہین قائم کرسکتے۔ اسلاعورس نے اونکو مہلت دیدی۔ وہ دربار
سے اوٹہکر ایک جگہہ مجتمع ہوے اور سب کی بالاتفاق یہہ رائے ہوئی
کہ دین عرب ہرگز نہ قبول کیا جاے۔ نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ ادہر بادشاہ
ہمارے لئے بلاے جانستان ہوگا اودہر عسکر اسلامی کی یورش ہم پر ہوگی
مگر کیا استقلال اور صبر کوئی چیز نہین۔ نہایت اطمینان کے ساتہہ اپنے
دین کو اپنے ساتہہ لیجاؤ۔ تین روز تک بادشاہ کو انکا حال معلوم
نہونے سے خود تعرض کرنا پڑا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب برسرپیکار ہین۔
رعایا مین عام بغاوت پہیلی ہوئی تہی۔ لشکر کے دو حصہ ہوگئے تہے ایک
رعایا کا ساتہی دوسرا بادشاہ کا طرفدار۔ اسلاعورس اپنے ساتہیونکو لیکر

انکے قلع قمع کرنیکی غرض سے نکلا۔ اسلامی جماعت بھی ساتھہ تھی۔ تمام روز سخت ہنگامہ برپا رہا لیکن کچھہ فیصلہ نہوا۔ ابھی تک قلعہ کا دروازہ بادشاہ کے قبضہ مین تھا۔ شب کو یہہ راے ہوئی کہ اسیوقت بلد آمد کی جانب بطلب کمک ایک سوار دوڑایا جاے چنانچہ سوار روانہ کیا گیا وہ ابھی کچھہ دور پہونچنے نہ پایا تھا کہ ضبہ بن عدی پانسو اسلامی سوارونکی جماعت سے انکی کمک کے لئے آرہے تھے۔

چونکہ حکم کو کئی روز آے ہوے ہو چکے تھے اور حضرت عیاضؓ کو انکا کچھہ حال معلوم نہ ہوا۔ علاوہ برین حضرت عیاض نے ایک خواب بھی دیکھا تھا اسوجہہ سے یہہ کمک اس جانب کو روانہ کیگئی تھی۔ شہر مین کمک کا داخل ہونا تھا کہ مخالفین کی ہمتین پست ہوگئین۔ ناچار اونکو ہتھیار رکھنے پڑے اسوقت اونمین سے کچھہ اور لوگ مشرف باسلام ہوگئے۔ بادشاہ نے اوس گرجہ کو توڑکر مسجد بنوائی۔ تین روز تک جماعت اسلامی اوس کے ہان مہمان رہی۔ حضرت حکم بن ہشام اور دس اور صحابہؓ بغرض تعلیم احکام دین وہین مقیم رہے باقی جماعت ضبہ بن عدی اپنے ساتھہ لئے ہوے حضرت عیاضؓ کی خدمت مین آپہونچے۔

یہان کی حالت سنیئے کہ حضرت عیاض کو محاصرہ کئے ہوئے پانچ ماہ گذر گئے اور کشود کار کی کوئی صورت نتھی ایکروز ایک کتا قلعہ مین غیر راستہ سے جاتا دیکھکر معلوم ہوگیا کہ یہی چور راستہ ہے۔ سرشام ہی سے سارا انتظام کرکے یہہ تدبیر کیگئی کہ کچھہ لوگ اسکے ذریعہ سے اندر پہونچکر کسی طرح سے قلعہ کا دروازہ

کھولدین اسجانب فوج مسلح رہے دروازہ کھلتے ہی حملہ کردیا جاے۔
اسطریقہ سے قریب سوآدمیونکے قلعہ مین داخل ہوگئے یہہ جماعت قلیلہ کیاکرسکتی تہی سخت مصیبت کا سامنا ہوا لیکن یہہ سونچکر اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ ترجمہ بیشک اللہ نے ایمان والون کے نفس اور مال خرید لئے ہین کہ اونکے لئے جنت ہے۔ سربکف کچہ لوگ دروازہ تک پہونچ ہی گئے۔ محافظین سے مقابلہ کرکے اپنی طرف اوجہا لیا۔ جو لوگ اس تاک مین تہے اونہون نے جھٹ قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ دروازہ کا کہلنا تہا کہ اسلامی دریا اُمنڈ آیا۔ شب کی تاریکی مین ایک ہنگامہ قیامت نما برپا ہونے لگا۔ لاشین دہڑادہڑ گررہی تہین۔ خون کی ندیان جاری تہین۔ آہ و واویلا کا ایک شور عظیم برپا تہا۔ نہ وہان ترتیب صفوف تہی نہ اپنے اور بیگانہ کی تمیز۔ تمام رات یہی معرکہ رہا صبح ہوتے ہی اہل آمد دارالامارۃ کی جانب دوڑے مگر مریم وہان کہان۔ وہ تو رات ہی کو جب اوسکو اہل اسلام کی آمد معلوم ہوئی مخفی راستہ سے تمام اسباب وجواہر جو ساتہہ لے جاسکی لیکر اپنی خواصون کے ساتہہ بلاد روم کی جانب نکل گئی تہی۔ اب شہر والون کے لئے کوئی جاے امن نہ تہی ناچار طالب امان ہوکر پہر پلٹے۔ حضرت عیاض نے اونسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمارا شیوہ نہین جو امان خواہ کو امان نہ دین۔ تم نے اگر پہلے ہی یہہ سونچ لیا ہوتا تو ہم کو تمپر تلوار اوٹھانیکی کیون ضرورت ہوتی۔

	انچہ دانا کند ہمان نادان		لیک بعد از لحوق ذل وزیان

حضرت عیاض نے اب اسلام پیش کرنا شروع کیا۔ اونسے کہدیا گیا تھا کہ
دین مین جبر نہین چونکہ تم امن خواہ ہو چکے ہو اسلئے اگر تم اپنے اپنے طریقہ پر ہی
جمے رہوگے جب بھی ہماری جانب سے کسی قسم کی زیادتی نہوگی مگر انسانیت کا
مقتضی ہے کہ جو چیز اپنے آپ کو پسندیدہ معلوم ہو کوشش کرے کہ دوسرونکے
نزدیک بھی وہ ایسی ہی پسندیدہ ہوجاے اور پسندیدگی بھی کونسی جسمین
دنیا و عقبیٰ دونون کا بھلا ہو۔ اسلئے مین تم کو صلاح دیتا ہون کہ تم دین اسلام
جسکے تمام اصول موافق عقل ہین قبول کرلو۔ یہہ وقت منازعہ اور مجادلہ کا
نہین۔ تم خود اسلامی اخلاق۔ مسلمانون کے عہد کی پابندیان۔ اونکا برتاؤ
دیکھکر اپنے دل مین فیصلہ کرسکتے ہو کہ حق کس جانب ہے۔ جن جنکی تقدیر
مین یہہ دولت لکھی تھی اس تقریر نے اونکو بے چین کر دیا اور شرف باسلام
ہوگئے۔ جنکی قسمت مین خسر الدنیا والآخرہ تھا اونھون نے جزیہ منظور کیا۔

جزیہ کی شرح یہان یہہ رکھی گئی تھی کہ ہر جوان آدمی سے چار چار دینار
سالانہ سال آیندہ سی لیا جاوے۔ اہل آمد مین سے ایک متبحر یہودی عالم تھا
اوسکی اسوقت کی تقریر نے اور بہت سارے لوگ اسلام کی جانب کھینچ لئے
اوسنے کھڑے ہوکر کہنا شروع کیا۔ مین اچھی طرحسے جانتا ہون کہ وہی تمہارے
نبیؐ ہین جنکی بابت کتب سابقہ مین نبی الرحمۃ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ تم ہی
اوس نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے متبع ہو جو سراپا
رحمت تھے اور پھر رحمت بھی کسی ایک نوع کے لئے نہین بلکہ تمام عالم
کے لئے وہ وہی نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) ہین کہ

جنکی بابت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صحیفون مین ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مین آخر زمانہ مین ایک نبی مبعوث کرونگا جسکی امت ساری امتون سے افضل ہوگی۔ اونکے دل رحمت سے بھرے ہونگے۔ اونہی کے چہرہ اور دست و پا آثار وضو سے درخشان اور تابان ہونگے۔ یہی وہ نبی پاک ہین (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) جنکے توسل سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعائین قبول ہوئین۔ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا جسوقت کہ اون سے تمام جانور بھاگنے لگے ہین کسکے توسل سے قبول ہوئی تھی ان ہی کے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ اس تقریر سے وہ لوگ زیادہ مستفید ہوے جنکی نظر کتب سابقہ پر تھی۔

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اموال غنیمت مین سے بھی کچھ مال برضامندی اہل اسلام آمدوالونکو واپس دیکر نہایت خلق ورفق سے اوسے معاملہ رکھا۔ بارہ روز تک مقیم رہکر تمام انتظامات ضروریہ کئے۔ کوچ کرتے وقت وہانکی حکومت وولایت صعصعۃ العبدی کی سپردگی مین دیکر پانچسو عرب جو اونہی کے بنی اعمام تھے بہ غرض حفاظت وہان چھوڑے۔ تم ما وعدناہ من روایۃ الواقدی علیہ الرحمہ

عزل حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فتوحات جزیرہ کے ختم کرتے ہوے مورخین نے اسواقعہ کو بیان کیا ہی

یہہ واقعہ اہم ہونیکی وجہہ سے مورخین کے فکری گھوڑ دلنکا جولانگاہ رہا ہے۔ دوسرے مین ابتدا مرکتاب مین اسکی تفصیل کا وعدہ بھی کر آیا ہون اس لحاظ سے صاف صاف جو مجھکو معلوم ہوتا ہے وہ عرض کئے دیتا ہون مگر مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مختصر سی سوانح عمری حضرت خالدؓ کی بیان کر دیجاے جس سے اصل مطلب کا میدان جو ایک ذراسی تاریکی مین پڑکر جولانگاہ بنگیا ہے بالکل صاف ہوجاے۔

اسمین اکثر پچھلے واقعات کو دوہرانا پڑے گا مگر ناظرین سے امید ہے کہ بالاستیعاب دیکھکر اصل مضمون کی بابت راے قائم کرینگے۔ مین مورخین کے نقل کردہ واقعات مین ضرور مجبور ہوسکتا ہون لیکن اونکی راویونکی پابندی۔ یہہ امر میرے ذمہ لازم نہین۔ بہرحال واقعات کی رو سے جو کچھہ میرے ذہن مین آے وہ بیان کرونگا جسمین حیلہ جوئی کو انشاءاللہ تعالیٰ بالکل دخل نہوگا۔

حضرت خالد کا نسب

خالد بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرّہ مرّہ پر جاکر حضرت خالد کا سلسلۂ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سلسلہ کے ساتھہ متصل ہوجاتا ہے۔ مرّہ کے تین لڑکے تھے۔ کلاب جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سلسلہ نسب آتا ہے۔ تیم جنکی اولاد مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے۔ یقظہ جسکا بیٹا مخزوم قبیلہ بنی مخزوم کا جداعلیٰ تھا۔ مخزومی نسل مین سے

تیسرے طبقہ مین مغیرہ ہین جو حضرت خالد کے دادا تھے۔ انکا بیٹا ولید نہایت خوبصورت اور اعلیٰ درجہ کا بہادر شخص تہا۔ ان ہی دونون وصفون کے لحاظ سے یہہ ریحانۂ قریش اور وحید القوم کے لقبون سے مشہور تہا۔ اسکی مالی حالت اسدرجہ کی تہی کہ اسکی تجارتی کوٹہی مین ادنیٰ سی چیز سے لیکر اعلیٰ درجہ کے جواہرات تک موجود تھے مگر تہا بدنصیب۔ اسکی امارت وشجاعت اسکو لے ڈوبی کبھی اس نے یہہ خیال نکیا کہ یہہ دونون چیزین عاریتی ہین اصل مالک کوئی اور ہی ہے۔ اس نے کبھی اپنے مالک کے سامنے سر نہ جھکایا۔ آفتاب اسلام جب چمکا ہے اور تبلیغی صدائین اسکے کان تک پہونچی ہین اسقدر اسکی دونون اعتباری وصفون نے اسکو اندہا اور بہرا کر دیا تہا کہ مطلق توجہ نہ کی بلکہ سارے وہ منصوبے جو خلاف اسلام قریش مین کئے جاتے تھے اون سب کا مرکز یہی ہوتا تہا اسکا وبال بداسکو بھگتنا پڑا۔ کچھہ ایسی یکے بعد دیگرے افتادین آنکر پڑین کہ بنا بنایا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ اسکی شادی حارث کی بیٹی لبابہ صغریٰ سے ہوئی تہی۔

حارث کے تین بیٹیان تہین۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ازواج مطہرات مین داخل ہین لبابہ کبریٰ جو حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے منسوب تہین اور جو حضرت فضل بن عباس کی والدہ تہین۔ لبابہ صغریٰ یہہ ولید سے منسوب تہین انہی کے بطن سے حضرت خالد پیدا ہوے۔ ولید کے سات لڑکون مین

چار لڑکے خالد۔ ولید بن ولید ہشام۔ عمارہ۔ مشرف باسلام ہوے تین لڑکون نے اپنے باپ کا ساتھہ دیکر دونون جہانکی تباہی اختیار کی۔

قبل از اسلام حضرت خالد کی حالت

حضرت خالد صغر سنی ہی مین شہسواری کیجانب مائل تھے۔ دیگر فنون ان کو تعلیم کئے گئے لیکن انکی دلچسپی فطرۃً کچھہ اسی طرف واقع ہوئی تھی اسی لئے انکو آگے چلکر ایک بہت بڑا سپہ سالار ثابت کیا۔

حضرت خالد ایام جاہلیت مین بھی افسر فوج اور سب سے آگے بڑھے رہا کرتے تھے۔ وہ قبہ جہان فوجون کے انتظام کی کمیٹیان ہوا کرتی تھین اوسکی صدارت بھی انہی کے متعلق تھی۔ (الریاض المستطابہ)

احد کی مشہور فتح جو مشرکین کو نصیب ہوئی ظاہری سبب اوسکا حضرت خالد ہی تھے یہہ مقام حضرت خالد کا اچھی طرحسے دیکھا بھالا تھا۔ اسمین ایک درہ تھا جو نہایت عمدہ کمین گاہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس مقام پر پچاس تیرانداز مقرر کر دئے تھے کہ کچھہ ہو مگر وہ اپنے مقام سے ہٹنے نہ پائین۔ اہل اسلام نے جب چن چن کر رؤساے قریش کا خاتمہ کر دیا اور بالکل فتح ہو چکی تھی حضرت خالد اپنے دستہ فوج کو لئے ہوے پہاڑ کے عقب سے اس درہ کی جانب آے۔ یہان کے مقرر شدہ تیرانداز نومین سے اکثر اپنی جگہہ پر اس خیال سے قائم نہ رہے تھے کہ جنگ تک کیواسطے ہمکو حکم تھا اب اوسکا خاتمہ ہو چکا۔ حضرت خالد نے موقع پاکر اس غفلت مین اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمانون کو اوسکا سنبھالنا مشکل پڑ گیا وہ مشرک جو

میدان سے بھاگ گئے تھے واپس ہوکر شریک جنگ ہو گئے اور اہل اسلام کو پسپا ہونا پڑا۔ اس شکست کا اصلی سبب تو اوس درہ کا چھوڑنا ہے جس کی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سخت تاکید کی گئی تھی اور ظاہری سبب حضرت خالد کی چستی وچالاکی اور مواقع جنگ کی کمال مہارت تھی۔

حضرت خالد کا اسلام

اسواقعہ کا خاص اثر یہہ ہونا چاہیئے تھا کہ حضرت خالد کو اپنی شجاعت پر ناز ہوکر اسلام کیجانب مطلق توجہ نہوتی مگر جہان انکو قلب شجاع ملا تھا وہان اوسمین حق پسندی کا بھی مادہ تھا۔ اسلام کی حقیّت رفتہ رفتہ اون مین گھر کرتی چلی جاتی تھی۔ وہ خوب جانتے تھے کہ پے در پے فتوحات کا ہونا محض شجاعت کے بل بوتے ہرگز نہین ہوسکتا جب تک اوسمین حق نہو۔ باطل چیز کو چاہے جسقدر زبردستی سے شایع کرو ہرگز شایع نہین ہوسکتی اگر ہوگی بھی تو نہایت ناپائیداری کے ساتھہ کہ ذرا سے امتحان مین ساری قلعی کھلجاے گی۔ وہ اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے کہ اونہی کے ہم قوم قریش مین سے چند اصحاب کیسی کیسی سخت آزمایشون مین رکھے گئے مگر صاف۔ ذرا سا بھی تو میل نہ آیا۔ وہ کیا پوشیدہ سبب ہے کہ جو مشرکین مین نہین جسکی وجہہ سے وہ اپنی جانون کو جان نہین سمجھتے۔ ضرور اسمین حق ہے۔ کچھہ اسی قسم کے خیالات حضرت خالد کے ہونگے جو اس جانب رہبری کر رہے تھے۔ آپ کا میلان خاطر اسطرف ہوتے ہی شجاعت نے

اسکے آثار چہرہ پر نمایان کردئے۔ عمائد قریش نے اسکی پیش بندی چاہی مگر جوا مرہونے والا تھا وہ کب رک سکتا تھا آخر یہہ جوش ۷ھ ہجری مین اُبل پڑا۔ بقولے قبل از غزوۂ خیبر و بقولے بعد خیبر غزوۂ موتہ سے دو ماہ پیشتر آپ اسلام لانیکے لئے چل کھڑے ہوے۔

راہ مین انکو حضرت عمرو بن العاص مل گئے۔ یہہ قریش کی جانب سے نجاشی حاکم حبش کے پاس اس لئے گئے تھے کہ جو اہل اسلام وہان پہونچے ہین اونکو پناہ نہ دی جاے۔ یہہ سفارت پہونچاکر لوٹے ہین کہ یکایک انکا خیال پلٹ گیا بے اختیار اسلام کیجانب انکا دل کھنچنے لگا اب مکہ شریف کا جانا چھوڑ مدینہ منورہ کی راہ لی۔ راہ مین حضرت خالد مل گئے۔ یہہ فرماتی ہین کہ مین نے کہا خالد۔ کہان کے ارادہ سے ایسے یکہ و تنہا نکلے ہو۔ حضرت خالد نے فرمایا۔ اسلام گھسیٹے لئے جارہا ہے۔ آپ فرمائیے کہان کا ارادہ ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا صورت حال یہان بھی یہی ہے۔ حضرت عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ پہونچکر اسلام لانے مین حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی نے سبقت کی۔ جب تو بہ کرچکے ہین تب مین بھی مشرف باسلام ہوا۔ (اصابہ)

ایسے شجاع بہادر ولنکا اس طرح پر اسلام قبول کرنا کوئی سبب ظاہر نہین کرتا سوا اس کے کہ حق نے دلین گھر کرلیا تھا۔ انپر نہ کوئی جانی افتاد پڑی تھی نہ مالی۔ نہ یہی تھا کہ ایام جاہلیت مین یہہ محکوم ہوکر رہے تھے اور اسلام مین انکو کسی حکومت کی امید تھی۔ یہہ وہ لوگ بھی نہ تھے

جنکو کہا جاے کہ انکی سادہ لوحی اسکا باعث ہوئی - ایام جاہلیت کی انکی چستی وچالاکیان صاف بتلا رہی ہین کہ جو کچھہ یہہ کرنیوالے ہین نہایت سوچ سمجھہ کر اور ڈنکے کی چوٹ - عالم مین آشکارا کرکے -

حضرت خالد کو اپنی اوس شجاعت کو دکھلانے کا جسپر اسلام کی آب پڑہ گئی تہی بہت جلد موقع ملگیا - وہی ایک واقعہ اسکی کافی شہادت ہوسکتا ہے کہ اسلام نے حضرت خالد کے دل مین سوا اپنی حقانیت کے کسی اور وجہہ سے گہر نہین کیا تہا - حضرت خالد کو دو ماہ ہی اس جماعت حقہ مین داخل ہوے گذرے تہے کہ جو واقعہ موتہ پیش آگیا - لشکر اسلامی کی سپہ سالاری کے لئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بالترتیب اصحاب نامزد فرمادئے تہے - چلتے وقت آپ نے فرمایا تہا کہ اسوقت زید تمپر افسر مقرر کئے جاتے ہین اگر زید شہید ہوجائین تو جعفر بن ابیطالب اونکی جگہہ کام دین اور اونکی شہادت کی صورت مین عبداللہ بن رواحہ - عبداللہ بن رواحہ کے بعد پہر جسکو مسلمان افسر مقرر کرلین - یہہ ایک پیشین گوئی تہی جسکو ان حضرات کے قلوب اوسی وقت سمجہہ گئے فرماتے ہین کہ ہم مین سے ہر ایک نام بردہ کو اپنی شہادت کا پورا پورا الیقین ہوگیا تہا ورنہ اس قسم کی تقسیم وتفصیل کے کیا معنی - بالآخر یہی ہوا کہ اہل اسلام نے اول معرکہ مین مشرکین کے چھکے چھوڑا دئے مگر پیشین گوئی کے پورا ہونے نے اون کے کچھہ قدم جمائے جس مین یہہ تینون اصحاب اوسی ترتیب سے فائز بہ شہادت ہوے - حضرت عبداللہ کے شہید ہوتے ہی حضرت ثابت نے

علم سنبھالتے ہی کہا۔ جلدی افسر مقرر کرو۔ نظر حضرت خالد پر پڑی حضرت خالد کے لئے اسلامی حالت مین یہہ پہلا موقع تہا۔ حضرت ثابت اس سے پیشتر بہی ایک معرکہ مین افسر رہ چکے تہے۔ حضرت خالد نے کہا۔ آپ کے ہوتے ہوے مین اسکا مستحق کیسے ہوسکتا ہون۔ حضرت ثابت نے فرمایا یہہ سب کچھہ صحیح لیکن یہہ وقت آپ کے لئے مناسب ہے۔ یہہ وہ وقت تہا کہ پے در پے اسلامی افسرونکی شہادت جو کچھہ لشکر پر اثر ڈالتی وہ کم تہا۔ حضرت خالد کے علم لیتے ہی رنگ ہی دوسرا ہوگیا۔ ان کی چستی وچالاکی نے مخالفین کے جنکے دل بہت بڑہ رہے تہے ہوش بگاڑ دئے بالآخر اس فتح کا سہرا حضرت خالدؓ ہی کے سر رہا۔

فتح مکہ مین بہی ایک دستۂ فوج حضرت خالد کے زیر کمان تہا۔ آپ نے مکہ کے نشیبی جانب سے دہاوا کیا تہا۔ قریش کا سارا زور حضرت خالدؓ ہی کیجانب تہا۔ چونکہ دوسری طرفون سے کفار کا معاملہ بہت پست ہوگیا تہا اور حضرت خالدؓ کی جانب سارا زور تہا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اثنار جنگ مین کہلا بہیجا ادفع عنھم السیف تلوار ان سے اوٹھالو لیکن پیام رسان نے کسی وجہ سے یہہ کہدیا ضع فیھم السیف یعنے قتل کئے جاؤ حضرت خالدؓ کفار کو دباتے ہوے حرم تک پہونچ گئے۔ اسمین حضرت خالد کے اوپر کچھہ الزام نہین آسکتا اسلئے کہ انہون نے اوس پیام کی تعمیل کی جو اون تک پہونچا تہا اونہون نے اوسی کو فرمان واجب الاذعان تصور کیا۔

یہی وجہہ ہے کہ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا گیا ہے تو آپ نے حضرت خالد سے کچھہ نہ فرمایا۔ رہے پیام رسان انکی بابت عام اسلامی مورخ لکھتے ہین کہ انہون نے عرض کیا۔ مین محض مجبور تہا کیونکہ مجہہ سے راہ مین ایک آسمانی فرشتہ نے ملکر زبردستی ایسا کہلوایا مین سوا اسکے اور کیا کرسکتا تہا۔

جنگ حنین مین بہی حضرت خالد شریک تہے۔ مخالفین نے اندہیرے مین صبح سے پیشتر حملہ کردیا تہا اسوقت حضرت خالد اپنا لشکر سنبہال نہ سکے مگر خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جلوہ افروزی نے اون سب متفرق جماعتون کو اکہٹا کرکے ایسا سنبہالا کہ مخالف کو پسپا ہی ہونا پڑا اس واقعہ مین ان کے ایک زخم آیا تہا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمام لوگون مین تلاش فرماتے اور دریافت فرماتے کہ خالد تک مجہکو کون پہونچاوے گا یہانتک کہ حضرت خالد کے پاس تشریف لاکر آپ نے زخم پر دم کیا جس سے فورًا وہ زخم اچہا ہوگیا وہ زخم کیا اچہا ہے جسکی شفا اسطرح ہو ع

خوش آن دردیکہ درمانش تو باشی	

حضرت خالدؓ کے مرتبہ اور انتہاے طلب کو یہان سے ملاحظہ فرمایئے۔

آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
میل آبست این عطش در جان ما	ما ازان او و او از آن ما

جنگ طائف مین حضرت خالدؓ کی یہہ خصوصیت یاد رکہنے کے قابل ہے

کہ عزے بت کا انہدام انہی کے متعلق تہا۔

دومۃ الجندل جو ایک چہوٹی سی عیسائی ریاست تہی اوسکا خاتمہ ان ہی کے ہاتہون ہوا۔ صلح تبوک کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چار سو بیس سوار حضرت خالدؓ کے ساتہہ کرکے اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی جانب روانہ فرمائی تہے یہہ ہمیشہ ایسی سازشین کرتا رہتا تہا جس سے اہل اسلام کو سخت تکلیف ہوتی تہی۔ فتنہ وفساد کرادینا اسکے نزدیک کچہہ مشکل نہ تہا۔ حضرت خالد جسوقت پہونچے ہین وہ اپنے بہائی حسان کے ساتہہ چاندنی رات مین شکار کے لئے نکلا تہا کہ بہادران اسلام نے بغیر لڑے جہگڑے اکیدر کو گرفتار کرلیا۔ حسان نے کچہہ مقابلہ کیا مگر دو ایک وارون مین اوسکا خاتمہ ہوگیا۔ مصادجو دوسرا بہائی اکیدر کا تہا اوسے جو خبر لگی وہ اپنی جماعت کے ساتہہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوا مگر خالد کی حملونکی اوسکو کہان تاب۔ بالآخر اوسکو قلعہ حضرت خالد کے حوالہ ہی کرنا پڑا۔ حضرت خالد نے آٹہہ سو گہوڑے چار سو نیزے لیکر قلعہ اکیدر کے حوالہ کردیا۔ اکیدر اپنے بہائی کو لئے ہوئے مقام تبوک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوگیا۔ حاضر خدمت ہونا تہا کہ اسلام کی سچائی نے اوسکے دل مین اثر کرکے اسلام پر اوسکو مجبور کیا اور وہ مسلمان ہوگیا۔

الریاض المستطابہ مین یہہ ہے کہ حضرت خالد اکیدر کو گرفتار کرکے خدمت بابرکت مین حاضر ہوے یہان حاضر ہوکر اوسنے جزیہ قبول کرکے

امان حاصل کرلی۔

سنہ ۱۰ھ مین جب بڑے بڑے جنگجو یا تو تباہ ہوگئے یا اسلام نے اونکو دہر گسیٹا تھا جوق جوق لوگ چار و نطرف سے بغرض اسلام حاضر ہو رہے تھے اسی زمانہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خالد کو بنی حارث بن کعب بن مذحج کی ہدایت کے واسطے روانہ فرمایا۔ جیسے معرکۂ جنگ مین حضرت خالد کی تلوار کام دیتی تھی ویسے ہی ایسے مقامو نپر اونکی زبان بہی کم موثر ثابت نہوتی تھی انہون نے وہ تقریر کی کہ انکے ساتھہ کتنے ہی اشخاص مدینہ منورہ حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔

ایک مرتبہ جب سرور عالم عمرہ سے فارغ ہوکر احرام سے باہر آئے اور موئے مبارک ترشوائے ہین تو پیشانی کے موے مبارک حضرت خالدؓ نے لیکر ٹوپی مین رکھہ لئے۔ حضرت خالد کا بیان ہے کہ میری ساری فتوحات کا باعث یہی موئے مبارک ہوتے تھے۔ صاحب اصابہ تحریر فرماتے ہین کہ یرموک کی لڑائی مین یہہ ٹوپی سر پر نہ تھی جب تک نہین ملی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت اولجھن مین رہے ملنے کے بعد اطمینان ہوا اوسوقت آپ نے یہہ سارا ماجرا بیان فرمایا۔ ہم اسکی تفصیل پہلے کرآے ہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کے بعد جو ایک شورش برپا ہوئی ہے اوس ہنگامۂ فتنہ وفساد کے فرو کرنے مین بہی آپنے بڑا حصہ لیا۔ ادہر مسیلمہ کذاب اپنی جماعت بڑہا رہا تھا اودہر سجاح نبوت کا دعوی کر رہی تھی جس سے اوسنے اپنے سارے قبیلہ کو اسکا معتقد بنالیا تھا

ایک طرف طلیحہ بن خویلد لوٹ مار کی فکر مین پڑا تھا۔ کسی فرقہ نے زکوٰۃ دینا بند کردی تھی کوئی روزہ نماز کو چھوڑے بیٹھا تھا۔

حضرت صدیق اکبر کے لئے یہہ وقت واقعی نہایت دقت کا تھا سب سے بڑھکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مفارقت۔ ادہر ایک دم سے یہہ سارا بار۔ طلیحہ کی مہم کے لئے حضرت خالد نامزد کئے گئے۔ مخالف کی قریب ایک لاکھہ فوج کے سامنے آٹھہ ہزار اسلامی جماعت بظاہر کچھہ نہ تھی لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حملون نے سہ پہر تک فیصلہ کر دیا کچھہ مارے گئے کچھہ بھاگ گئے اور کچھہ ابھی تک باقی تھے افسر نے طلیحہ سے یہہ ماجرا سُنا کر غیبی مدد کے لئے عرض کیا اوس نے ایک چادر سر پر ڈال کر یہہ ظاہر کیا کہ وحی کا انتظار ہے۔ جب افسر نے بہت ہی تنگ کیا تو طلیحہ نے کہا۔ مجھے جبریل سے معلوم ہوا کہ خالدی حملونکے مقابلہ مین تمہاری کچھہ پیش نہ جائیگی وہ حالت ہوگی جسکو کبھی نہ بھولوگے یہہ سننا تھا کہ بقیہ بھی روبہ فرار ہوگئے۔ اکیلا طلیحہ کیا کرتا شام کے اطراف کی جانب وہ بھی نکل گیا جہان تھوڑے روز کے قیام کے بعد حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگیا فارس کے معرکون مین اسنے اپنی سچائی کا اچھا امتحان دیا اور واقعہ نہاوند مین شہید ہوا۔ حضرت خالد مظفر ومنصور واپس تشریف لائے

(فتوح البلدان وحبیب السیر)

اس مہم سے فارغ ہوکر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ بنو تمیم کیجانب توجہ فرمائی۔ یہہ قبیلہ کا قبیلہ مرتد ہوکر سجاح کا ساتھی ہوگیا تھا

انکا سردار مالک بن نویرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم
کی حیات ظاہری کی حالت مین صدقات جمع کرنے پر عامل تہا حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی وفات کی خبر سنکر اوسنے تمام صدقات
واپس دیکر کہدیا تم جانو اور تمہارے مال۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے
کہ اسکی بعض عورتون نے اوسی روز خوشی ظاہر کی۔ مگر صدقات واپس دینا تو
اچہی طرحسے ثابت ہے جو فی المعنی ادائگی زکواۃ کا انکار ہے۔ امام بلاذری کا
بیان ہے کہ اس بنا پر حملہ کر کے حضرت خالدؓ نے گرفتار کرلیا اور جو حکم مرتدین کا ہے
وہ اوسپر جاری کیا گیا مگر طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے قتل کی بنا
وہ بے ادبی تہی جسکو باوجود تنبیہہ کے بہی اوس نے ترک نہ کیا وہ فرماتے
ہین فحادثہ ساعۃ فظن خالد ان مالکا مرتد اذ جری علی لسانہ
ان راجلکم کان یقول کذا یعنی محمداً صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
واصحابہ وسلم فغضب خالد فقال یا کلب کان راجلنا ولم یکن
راجلکم علمت انک کافر یعنے جب قیدیون کے ساتہہ مالک بہی
گرفتار ہوکر آیا ہے تو اوسکی باتون سے حضرت خالد کو کھٹکا ہوگیا کہ یہہ مرتد
ہوگیا ہے۔ وہ بار بار یہی کہتا تہا "تمہارے صاحب یون فرماتے ہین" بس
حضرت خالد کے آگ لگ گئی اور آپ نے فرمایا۔ اے کتے کیا ہمارے ہی
حضور تہے تمہارے نہ تہے میرا گمان غالب ہے کہ تو کافر ہے۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ صدقات کا حال تو پہلے معلوم ہوچکا تہا اب اپنے خیال کی اور
زیادہ استحکام کی غرض سے آپ نے گفتگو مین اسکی ٹٹول کی تو صاف کہل گیا

کہ اسکے دل مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کس قدر قدر و منزلت ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اپنی زندگی حضور ہی کی خدمت کیلئے وقف کر چکے تھے اور سارا گھر بار جنکی خاطر چھوڑ بیٹھے تھے اسکی کہان تاب تھی فوراً حضرت ضرار کو حکم دیا کہ اسکا سر اوڑا دو۔

اصل واقعہ یہہ ہے اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ حضرت خالد رض کی رائے کہان تک صحیح تھی۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیگئی ہے آپ نے اصل کیفیت دریافت فرمانیکے بعد اور کسی قسم کی باز پرس حضرت خالد سے نہین فرمائی۔ حضرت خالد پر قصاص تو آہی نہین سکتا تھا کیونکہ اول تو بہ مقابلہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاداریون کے مالک کا واقعہ بہ ہیچ نمے ارزد کا مضمون تھا اوسکے اسلام کا ہی ثبوت نہین۔ بعض روایات سے صرف حضرت ابو قتادہ انصاری کا فرمانا معلوم ہوتا ہے وہ اسکے اسلام کے شاہد تھے مگر اس واقعہ کے ہوتے ہوئے ایسی شہادت جس مین زیادہ احتمال ارتداد سے قبل کا ہے کیا کافی ہو سکتی ہے۔ اگر بہت کھینچ کہانچ کی جاے تو یہہ ہوگا کہ اس سے زائد تحقیقات حضرت خالد کو کرنا تھی مگر یہہ ہم گھر بیٹھے باتین بنا رہے ہین اس جلتی ہوئی آگ مین اونکے خیال مین اسی قدر تحقیقات کافی تھی۔ یہہ تو خیال کر لیجئے کہ وہ وقت کیا تھا ایسے وقتون مین آے حواس بھی جاتے رہتے ہین۔ سرزمین عرب مین چارونطرف سے بغاوت کے شعلے اوٹھہ رہے تھے اوسکی روک تھام سچ تو یہہ ہے کہ انہی حضرات کا کام تھا۔ مالک کا بھائی ایک بڑا

پر گو شاعر تہا اوس نے اپنے بہائی کا مرثیہ کچہہ ایسے درد انگیز الفاظ مین لکہا تہا کہ اوسیوقت مشہور ہوگیا جس کے چند شعر یہہ ہین۔

لقد کلامنی عند القبور علی البکا		رفیقی لتذراف الدموع السوافک

بخدا میرے رفیق نے قبرونکے پاس میرے رونے پر بسبب اشک ریزان کے ملامت کی۔

فقال اتبکی کل قبر رایته		بقبر ثوی بین اللوی والدکادک

سو اوسنے کہا۔ کیا اوس قبر کے خیال سے جو مقام لوی اور مقام دکادک مین ہے جسکی قبر تو دیکہیگا اوسپر روئیگا۔

فقلت له ان الشجا یبعث الشجا		فدعنی فهذا کله قبر مالک

تو مین نے کہا ایک غم سے دوسرے غم کی یاد زیادہ ہو جاتی ہے مجہے اس ملامت سے معاف کر (میرے خیال مین) یہہ سب میرے بہائی مالک کی ہی قبرین ہین۔

اس نے حضرت فاروق اعظمؓ سے اوسکا قتل ایسے درد انگیز الفاظ مین کہا جس سے حضرت عمرؓ کی انصاف پسند طبیعت فوراً اس جانب مائل ہوگئی کہ خالدؓ خطا پر تہے اور قابل معزولی ہین۔ حضرت عمرؓ کو جیسا جنگ کے معاملات مین لوگون نے بے باک خیال کر رکہا ہے وہ اسکے بالکل برخلاف نہایت محتاط تہے اونکا عدل ہرگز یہہ نہین چاہتا تہا کہ کسی کا شبہ مین خون زمین پر گرے آپ نے فوراً اپنا خیال حضرت صدیق اکبر سے جاکر ظاہر کر دیا۔ حضرت صدیق اکبر نے کچہہ ایسا سمجہا دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے

پھر اس قسم کی شکایت نہوئی - ہم پورے طور سے نہین کہہ سکتے کہ ان دونون بزرگوارون مین کیا گفتگو ہوئی لیکن یہہ یقینی ہے کہ حضرت عمرؓ کے دل سے یہہ خیال ضرور مٹگیا ورنہ اونکی آزادانہ طبیعت اسکی تفتیش کی جانب ان کو پھر دوبارہ متوجہہ کرتی - یہہ وہ واقعہ تہا جو کھینچ تان کر کبھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب لایا جاتا ہے اور کبھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف -

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک مین بہی ہوا ہے - حضرت خالد نے بہ شبہہ کفر چند شخصونکو قتل کر ڈالا تہا مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہ حضرت خالدؓ سے قصاص طلب فرمایا نہ دیت کیونکہ حضرت خالد کی نیت مین فتور نہ تہا آپ نے فرمایا تو یہہ فرمایا اللھم ابرئ الیک مما صنع خالد اے اللہ مین خالدؓ کے کئے ہوے کی بریت چاہتا ہون - پس اسیکا اتباع حضرت صدیق اکبر نے کیا اور یہی حضرت فاروق اعظم کے لئے لازم تہا -

یہہ واقعہ اگرچہ اپنے موقع پر ذکر نہین کیا گیا ہے لیکن چونکہ مین لکھنے والا ہون کہ بعض کے خیال سے یہی واقعہ عزل کا سبب ہوا اس لئے تفصیل سے مین نے اسکو یہین صاف کر دیا -

جب یہہ واقعات اسطرف ہو رہے تہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لئے حضرت عکرمہ کو روانہ فرمایا تہا اور انکی کمک کے لئے حضرت شرحبیل بن حسنہ متعین ہوے تہے - حضرت عکرمہ

نہایت جانباز شخص تھے حضرت شرحبیل کا انتظار نہ کیا اور مسیلمہ سے جا بھڑے انکے پاس تعداد بہت کم تھی زبردستی پسپا ہونا پڑا۔ حضرت شرحبیل ابھی راہ ہی مین تھے۔ حضرت خالد اس جانب سے جب نبٹ لئے تب اوسکی مہم کے سر کرنے کے لئے بھی یہی مامور ہوے۔ مسیلمہ کی جماعت کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ اوس کے مقدمۃ الجیش مین چالیس ہزار سوار تھے۔ ادہر مسلمانون کے یہان کُلہم تیرہ ہزار۔ حضرت خالد نے تبلیغی پیام کے بعد حملہ کر دیا۔ اوسکی بے شمار فوج نے کئی بار اونکے مورچے چھین چھین لئے مگر واہ رے ہمت کہ پھر بڑھے اور واپس لئے۔ یہہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی للکار کا اثر تھا کہ یہہ تھوڑی سی جماعت مرتدین کو ناک چنے چبوا رہی تھی۔ بالآخر مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہوا اوس کے ساتھیون مین سے بھی ستر ہزار نے اوسکا ساتھہ دیا باقی ادہر ادہر پریشان ہو گئے۔

اس معرکہ مین حفاظ قرآن مین سے سات سو فائز بہ شہادت ہوے اوس تمام علاقہ مین گشت لگا کر تکبیر کے نعرون سے حضرت خالد نے تمام دشت و جبل کو بھر دیا انکے سچے نعرون ہی کا یہہ اثر ہوا کہ مرتدین از سر نو مسلمان ہونے۔ یہہ لوگ تلوار تو جب اوٹھاتے تھے جب جانتے تھے کہ اب بغیر اسکے چارہ ہی نہین ورنہ انکی تکبیر ہی اکثر جگہہ وہ کام کر جاتی تھی جو آج توپ و تفنگ سے نہین ہوتا۔

ان مہمات سے فارغ ہونیکے بعد حضرت خالد نے تعلیم احکام کے لئے

بڑے بڑے صحابہ کو مختلف مقامات پر قیام کی رائے دی۔ وہ میدان جو کفر و شرک کے خس و خاشاک سے بالکل بھر رہا تھا اوسکو پاک و صاف بناکر آپ پھر حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو گئے۔

اب تک جو واقعات تھے وہ ایسے قبائل سے تھے جو جنگجو تو حد درجہ کے تھے مگر قواعد جنگ کے نظم و نسق سے بالکل بے خبر تھے اب پالا پڑتا ہے ایسی قومون سے جو چار دانگ عالم مین اپنی تہذیب و شائستگی کا ڈنکا بجا رہی تھین۔

جس زمانہ مین کہ سجاح و مسیلمہ کے واقعات پیش آرہے تھے علاقہ بحرین کی جو خلیج فارس کے ایک کنارہ ہے ایک قوم بنی بکر نے مرتد ہوکر شاہ ایران سے درخواست کی کہ بحرین کو اپنی حمایت مین لے لے۔ ملک چونکہ مفت ہاتھ آتا تھا اوس نے فوراً منذر بن نعمان کو ایک فوج کثیر کیساتھ روانہ کر دیا جو عبد القیس کی جو اسلام پر قائم تھا اور بحرین مین بنی بکر کا مدمقابل تھا حمایت اسلام مین کسی امر کی فروگذاشت نہ کی مگر فارسی فوج نے جو تربیت یافتہ اور تمام آلات حرب سے آراستہ تھی اس قبیلہ کو جو بلاشبہ اس آفت کو سر سے ٹالنا چاہتا تھا اور جن مین کوئی سپہ سالار نہ تھا تباہ کر کے اپنے خیال مین اسلام کی بنیاد ہی ڈھا دی۔

اہل اسلام کی عراق کیجانب توجہ کا پہلا سبب یہی ہوا جس سے یہہ فتوحات تمام فارس تک بڑھتی چلی گئین۔ یہان بھی اہل اسلام کی جانب سے پیش قدمی نہین ہوئی جب سرحد پر آپہونچی تو اپنی ہمت سے اسجانب

توجہ کرنی پڑی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اطلاع ہوئی ہے
فوراً آپ نے حضرت خالدؓ کو لکھا کہ تم یمامہ سے سیدھے بحرین پہونچکر مظلومونکی
دادرسی کرو۔ حضرت خالدؓ نے بحرین پہونچکر اوس فوج کا مقابلہ کیا جس کو
اپنی قوت۔ اپنی قواعد دانی اور اپنے ہتھیارون پر ناز تہا۔ ایرانیون نے
اس جنگ مین یہہ اور تفوق حاصل کرلیا تہا کہ پانی پر قابض ہوگئے۔ حضرت خالد کو
جو موقع ملا ہے اوسجانب پانی بہت کم تہا۔ ایسے وقت مین جنگ کو ٹالنا
مفت مین اپنی فوج کو تباہ کرنا تہا مقابلہ ہوتے ہی خالدی نعرون نے
ایرانیون کے حوصلے پگاڑ دئے۔ بحرین کے تمام علاقو پر یکے بعد دیگرے
حضرت خالد قابض ہوتے چلے گئے۔ ہر ہر موقع پر ایک سخت ہنگامہ برپا
ہوتا تہا جسکو سیف اللہ کی شمشیر آبدار بالکل صاف کرتی چلی جاتی تہی۔
ایرانی بہاگتے جاتے تہے اور اہل اسلام اونکا تعاقب نہ چہوڑتے تہے۔
حیرہ۔ انبار۔ عین التمر وغیرہ تمام معرکہ اسی سلسلہ مین ہوے جسمین نصرت
وظفر اہل اسلام کے ہمرکاب رہی۔ خالدی شجاعت نے عراق عرب کے
اکثر حصونپر اسلامی جہنڈا گاڑ دیا۔

ایرانیون نے پہر ہمت کرکے ایک فوج کثیر اسجانب روانہ کی جسنے
مقام سواد پر اچانک آکر تاخت و تاراج شروع کردی۔ حضرت خالد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اس زمانہ مین دومۃ الجندل مین مصروف تہے یہہ سنتے ہی
اوسجانب چل کہڑے ہوے۔ حضرت قعقاع انکے پہونچنے سے پیشتر اس جماعت
کو پریشان کرچکے تہے۔ ایرانیون کے اس شور و غوغا سے چہوٹی چہوٹی

عیسائی ریاستین بہی لڑائی کا خیالی پلاؤ پکانے لگین جنکا نتیجہ وہی ہوا جو ایسی خام خیالیونکا ہونا چاہیئے۔ ثنی۔ رضاب۔ فراض۔ سب ایسی قبیلہ کے تہین۔

شام کی فتوحات کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو سپہ سالار مقرر فرمایا تہا جنکی ماتحتی مین حضرت عمرو بن العاص۔ یزید بن ابی سفیان۔ شرجبیل بن حسنہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ فلسطین اردن اور دمشق کے مہمات کی جانب متوجہ تہے۔ شہنشاہ کی جماعت سے مدارق قیصر ہرقل کا بہائی آمادۂ پیکار تہا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجہے ہوے تہے کہ ایسی جماعتونکا پریشان کر دینا سیف اللہ ہی کا کام ہے فوراً عراق سے شام کیجانب اونکو روانہ کر دیا۔ یرموک تک کے سارے واقعہ خالدی شجاعت کے نمونہ تہے۔ یہہ وہی تلوار تہی کہ شام سے لیکر عراق تک سب جسکا لوہا مانے ہوے تہے۔ یہہ وہی تہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک مقام پر رونق افروز تہی اور لوگ آپ کے سامنے سے گذرتے جاتے تہے۔ آپؐ دریافت فرماتے یہہ کون ہین یہہ کون ہین۔ حضرت خالد جب سامنے حاضر ہوے ہین۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہین کہ مین نے جواب مین عرض کیا یہہ خالد بن الولید ہین۔ آپ نے فرمایا کہ یہہ کیا اچہا اللہ کا بندہ ہے آلہی شمشیرونمین سے ایک شمشیر ہے۔ حضرت صدیق اکبر سے جب کبہی کچہ انکی بابت کہا جاتا فرماتے کہ مین خدائی تلوار کو نہین روک سکتا۔ یہہ تہے وہ واقعات جو عزل اول کے پیشتر وقوع مین آے اور جنکو مین نے محض تمہید کے لحاظ سے مختصراً تحریر

کیا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔

عزل کیا ایک ہی مرتبہ ہوا

بعض کا خیال ہے کہ عزل صرف ایک مرتبہ ہوا۔ صرف وہی جو جزیرہ کی فتوحات کے سلسلہ مین ذکر کیا جاتا ہے مگر علامہ ابن خلدون۔ علامہ ابن اثیر۔ علامہ بلاذری وغیرہ دیگر معتبر مورخین کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عزل دو مرتبہ ہوا۔ پہلا عزل تو حضرت فاروق اعظم کے خلیفہ ہوتے ہی اور دوسرا سنہ ۲۰ مین۔ ہان ان دونون مین فرق یہہ ہے کہ پہلے عزل مین سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول ہو کر نائب سپہ سالار مقرر ہوے اور دوسرے مین بالکلیہ امارت سے معزول کئے گئے۔ علامہ ابن اثیر پر یہہ اعتراض کر کی کہ دونون جگہہ ایک ہی قسم کے واقعات نقل کر دئے ہین جس سے تناقض صریح معلوم ہوتا ہے یہہ ثابت کرنا کہ ابتداے خلافت مین عزل ہی واقع نہین ہوا بالکل خلاف ہے۔ علامہ مذکور نے ہرگز ایک سے واقعات نقل نہین کئے بلکہ اوس نے دونون مقامون پر علیحدہ علیحدہ اسباب نقل کئے ہین جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل دو مرتبہ عزل واقع ہوا باقی رہا یہہ کہ عزل کے اسباب کیا تھے اسمین چاہے مورخ کی غلطی ہو لیکن یہہ سمجھ مین نہین آتا کہ ایک ہی واقعہ دو جگہہ بیان کیا گیا ہے جسمین پانچ سال کا فصل ہے

عزل کے اسباب

اس موقعہ پر جو کچھہ بیان کیا جاتا ہے وہ مورخین کی اپنی اپنی راے ہین

اگرچہ اونکے ذکر کردہ الفاظ ہی بتلا رہے ہین کہ اصلی سبب کیا ہے لیکن افسوس اونکو اوسجانب توجہہ نہین۔

عزل اول کے اسباب

بعض کا خیال ہے کہ حضرت خالدؓ خلافت صدیقی سے کچھہ ایسی بے اعتدالیان کرتے چلے آتے تھے کہ نہ تو قومی مصارف کا حساب و کتاب بھیجتے نہ اسکی پرواکرتے کہ شاعرونکو مدحیہ قصائد کے صلہ مین کسقدر دے ڈالا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہہ امور ناگوار گذرے خلیفہ ہوتے ہی آپ نے اسکا تدارک چاہا لیکن حضرت خالد کے اس جواب پر کہ مین تو اوسی طرح کئے جاؤنگا جس طرح خلافت صدیقی مین کرتا رہا ہون فاروق اعظمؓ نے سپہ سالاری سے معزول کرکے نائب مقرر کردیا۔ صاحب اصابہ وغیرہ کے بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن اسکے لئے دو باتونکی ضرورت ہے، اول تو اس قسم کی تحریر کے لئے مہلت ملنی چاہیئے۔ حضرت خالدؓ کو اسقدر موقع دیا جاتا کہ وہ جواب سوچتے مگر اسقدر مہلت نہ دی گئی۔ عام مورخین کا بیان ہے کہ یہہ عزل خلیفہ ہوتے ہی ہوا ہے۔ دوسرے یہہ کہ حضرت خالدؓ کی مشتبہ حالت تھی۔ اسمین حضرت خالد ہی پر الزام نہین بلکہ ذرا غور کرنیسے حضرت صدیق اکبر تک بات پہونچتی ہے۔ اور جسکو خود اس وقت کے والانامہ مین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنایتہً رد کر رہے ہین۔ اس والانامہ کے آخری الفاظ یہہ ہین۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله واصحابہ وسلم یقول خالد سیف من سیوف اللہ نعم فتی العشیرۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عزل کا مدار اشتباہی حالت پر نہ تھا۔
بعض مورخین نے یہی وجہ عزل ثانی کی قرار دی ہے مگر افسوس
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ جو خود اس مورخ نے نقل کئے
صاف انکار کر رہے ہین۔ طبری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مین نے خالدؓ کو
ناراضی سے یا خیانت کی بنا پر موقوف نہین کیا۔ کیا ان الفاظ سے وہی مطلب
نکل رہا ہے۔ کیا حضرت خالد کی اشتباہی حالت کا صاف رد اس سے
نہین ہوتا۔ کیا ذکر کردہ سبب حضرت عمرؓ کی ناراضگی کا باعث نہین ہوسکتا
پھر کیون ایسے اسباب اپنی طرف سے ملائے جاتے ہین جن سے یا تو حضرت
خالدؓ کی اشتباہی حالت معلوم ہو یا جس سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی ناراضگی ٹپکتی ہو۔

یہی ارشاد اوس سبب کی بھی اچھی طرح سے تردید کر رہا ہے جس کو علامہ
ابن اثیر نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ مالک بن نویرہ کا واقعہ حضرت
عمرؓ کی ناراضگی کا باعث تھا اور خلیفہ ہوتے ہی آپ نے اس جانب توجہ
فرمائی۔ اول تو مالک بن نویرہ کا ایسا واقعہ ہی کیا تھا مین اوسکو مشرح
بیان کر چکا ہون وہ ناراضگی کا باعث ہو ہی نہین سکتا اگر ہوا بھی ہو تو حضرت
صدیق اکبر کی گفتگو سے وہ معاملہ بالکل صاف ہوگیا۔ ہرگز سمجھ مین
نہین آسکتا کہ حضرت عمر حضرت صدیق کیوجہ سے اوس امر کو جس کو اپنے
ذہن مین حق سمجھے ہوے تھے چھپاتے رہے۔ دوسرے آپ کا یہہ فرمانا کہ
ناراضگی اور خیانت اسکا سبب نہین سنگ بنیاد ہی کو اوڑا دیتا ہے۔

علامہ ابن خلدون نے پہلے عزل کا ذکر تو کیا مگر اوسکے اسباب بالکل نہین
بیان کئے ہان دوسرا عزل معہ اسباب ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہین۔ فتح
جزیرہ کے بعد تمام مین یہہ مشہور ہوگیا کہ حضرت خالد عیاض بن غنم کے ساتھہ
جزیرہ سے بیحد مال و اسباب لائے ہین اور اشعث بن قیس شاعر کو ایک مدحیہ
قصیدہ کے صلہ مین دس ہزار درم دئے۔ حضرت عمرؓ نے جہان اور انتظام
کئے تہے وہان ایک عمدہ انتظام یہہ بہی کیا تہا کہ ہر فوج کے ساتھہ کچھہ
پرچہ نویس مقرر کر دئے تہے جو ہر معاملہ کی اطلاع آپ کو دیتے رہتے تہے
پرچہ نویسون نے جب اس صلہ اور حمام آمد مین شراب آلود روغن سے
بدن ملوانے کی اطلاع دی ہے فوراً حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کو خط لکہا کہ سر مجلس خالد کی ٹوپی اوتار کر اونہی کے عمامہ سے
اونکی گردن باندہی جاے (یہہ علامت عزل تہی) اور یہہ دریافت کیا جاے
کہ اشعث کو جو روپیہ انعام مین دیا گیا ہے یہہ تمہارے ذاتی مال مین سے تہا
یا بیت المال مین سے۔ اگر تمہارے مال مین سے تہا تو اسراف ہوا اور
اگر بیت المال مین سے تہا تو خیانت۔ دونون صورتون مین قابل عزل
ہین۔ حضرت خالد ایک مجمع عام مین بلاے گئے اور اون سے سوال کیا گیا۔
حضرت خالد خاموش تہے۔ حضرت فاروق اعظم کا حکم تہا کہ اگر خطا کا اقرار
کرین تو درگذر کی جاے لیکن حضرت خالد نے اقرار نہ کیا۔ سر دربار اوس
سپہ سالار کے سر سے ٹوپی اوتاری گئی جس سے ایک طرف تو شام کانپ
رہا تہا اور دوسری طرف عراق۔ اوسوقت آپ نے فرمایا کہ یہہ رقم مین نے

اپنے مال مین سے دی ہے۔ حضرت خالد جوابدہی کی غرض سے مدینہ منورہ بلائے گئے۔ حضرت خالد نے کہا۔ عمرؓ۔ خدا کی قسم تم میرے معاملہ مین انصاف نہین کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے اسقدر دولت کہان سے پائی اور اسقدر انعام کہانسے دیا۔ حضرت خالد نے کہا اموال غنیمت کے حصہ سے اور یہہ کہکر کل مال پیش کر دیا کہ اسمین سے ساٹھہ ہزار سے جسقدر زیادہ نکلے وہ مین تمہارے حوالہ کرتا ہون۔ جانچنے سے بیس ہزار زیادہ نکلے اور وہ بیت المال مین داخل کر دئے گئے اسکے بعد دونون مین صفائی ہوگئی۔ اسی کے قریب علامہ ابن اثیر اور دیگر مورخین نے ذکر کیا ہے۔ اسمین چند باتین سمجھہ مین نہین آتین اول تو حمام آمد کا واقعہ بالکل بیسروپا ہے۔ دوسرے جزیرہ کی فتوحات مین حضرت خالد کا شریک ہونا خود مختلف فیہ ہے اکثر اس جانب ہین کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی ماتحتی کے علاوہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کی ماتحتی مین ہو کر نہین لڑے۔ تیسرے وہی حضرت فاروق کا فرمان عالیشان کہ بنا بر عزل خیانت و ناراضگی نہین سب کچھہ بیخ و بن سے اوڑا رہا ہے۔

واقعات کے دیکھنے سے جو مجملاً ظاہر ہوتا ہے اور خود حضرت فاروق اعظمؓ کے ارشاد کے مطابق معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت خالد نہایت شجاع اور شمشیر برہنہ تھے انکی تیزی سے جو لازمہ شجاعت ہے اسبات کا خوف ہوتا تھا کہ کہین کوئی ایسا معاملہ نہ پیش آجاے جسکی بابت بعد مین وقت اوٹھانی پڑے۔ اوس شخص کو ضرور ایسا خیال ہونا چاہیئے جسکو اوسکا

عدل پھونک پھونک کر قدم رکھنے پر آمادہ کرے اسوجہ سے اس درشتی کو حضرت امین الامۃ کی کمال نرمی سے ملاکر اعتدالی حالت پیدا کر دینا یہہ عدل فاروقی کا کام تہا اسمین نہ کوئی حضرت خالد کیجانب بدگمانی تہی نہ کوئی ناراضگی حضرت فاروق اعظم کا اس موقعہ پر سیف من سیوف اللہ کی حدیث شریف کو یاد دلانا صاف اسی جانب اشارہ ہے۔ ۱۷ھ مین جب شام وعراق وجزیرہ فتح ہو چکے تو سب مین غلغلہ ہوگیا۔ مخالفین کا جو کچھہ خیال تہا وہ یہی کہ ان فتوحات کا باعث حضرت خالد کی شجاعت اور اونکی جیتی ہے نہ حقانیت اسلام۔ اس خیال کو تو نہین مگر ہان حضرت خالد کے زور شمشیر کو شعرا نے مبالغہ ملا ملاکر ایسا چمکایا کہ قریب قریب اسی خیال کے ہوگیا حضرت عمرؓ نے جنکو یہہ آشکارا کرنا منظور تہا کہ اسلام کسیکی شجاعت وقوت کا محتاج نہین اوسکے حقانیت اوسکے لئے کافی ہے اور اب تک کی فتوحات کا بہی اصلی سبب یہی ہے حضرت خالد کو معزول کرکے یہہ دکہلا دیا کہ دیکھو اشاعت اسلام پہلے سے کم ہے یا زیادہ اور یہہ کسکا طفیل ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس عزل سے لوگون کو غلطی سے بچایا وہ خالدؓ کی کوشش سمجھتے تہے مین نے یہہ سمجھا دیا کہ جو کچھہ کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور خود حضرت خالد کی حالت پر بہی احسان کیا یعنی فتوحات کی ترقی سے کہین انکو عجب ونخوت نہ پیدا ہوجاے۔ اوسکا راستہ ہی مسدود کر دیا۔

(طبری۔ بدائع الاسلام۔ کتاب الخراج۔ ازالۃ الخفا)

جب حضرت خالد کو اس عزل کی اطلاع ہوئی ہے تو کہا کہ جب شام تمام

فتح ہوچکا تو مجھکو معزول کردیا۔ ایک شخص نے اوٹھکر کہا۔ خالد ایسی باتوںسے فساد پیدا ہوجاتا ہے۔ حضرت خالد نے کہا عمرؓ کے ہوتے ہوے کسی فتنہ کا ڈر نہین (کتاب الخراج)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام عمال کو لکھہ بھیجا کہ خالد کا عزل ناراضگی اور خیانت پر مبنی نہین بلکہ یہہ ظاہر کرنا ہے کہ جو کچھہ کرتا ہے اللہ کرتا ہے۔ اسیطرح سید احمدؒ دحلان فتوحات اسلامیہ مین تحریر فرماتے ہین کہ جب حضرت خالد نے اپنی مجلی معزولی کی بابت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا ہے تو آپ نے فرمایا یا خالد واللہ انک علی کریم وانک الی حبیب وکتب الی الامصار انی لم اعزل خالدا عن سخطۃ ولا خیانۃ ولکن الناس فتنوہ وفتنوا بہ فخفت ان یوکلوا الیہ فاحببت ان یعلموا ان اللہ ھو الصانع وان لا یکونوا بعرض فتنۃ ترجمہ خالد بخدا تم مجھے بہت ہی عزیز اور بہت ہی پیارے ہو اسکے بعد آپ نے تمام شہرون مین لکھہ بھیجا کہ مین نے خالد کو کسی ناراضگی یا خیانت سے معزول نہین کیا بلکہ لوگون نے اونکو بہت بڑہا رکھا تھا اور اونکی وجہ سے خام خیالی مین مبتلا ہو مجھے یہہ ڈر ہوا کہ کہین ان سب فتوحات کا مرکز انہی کو نہ سمجھہ لین اسلئے مین نے چاہا۔ یہہ ظاہر کردون کہ جو کچھہ کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور اس قسم کی خام خیالی مین نہ پڑین۔

اب آپ کے تمام اقوال ملا لیجئے کہین بھی اختلاف نہین نہ حضرت ابوبکرؓ

کیجانب کچھ خیال جاتا ہے نہ حضرت فاروق اعظم کیطرف کچھ وحشت ہوتی ہے نہ حضرت خالد ہی کی حالت اشتباہی قرار پاتی ہے۔

یہہ جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے واقعات کے خلاف نہوگا ہان مورخین کی رایون کے ضرور خلاف ہوگا اون کے مقابلہ مین کچھہ کہنا چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے لیکن الحق یعلو۔

بحرین کیجانب سے فارس پر چڑہائی

فارس پر اصلی حملہ جو حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اجازت سے ہوا اور جسکا کچھہ نتیجہ بہی ہوا وہ ۲۲ھ کے واقعات مین سے ہے یہہ حملہ بلا اجازت ہوگیا اور اتفاقی طور پر جنگ چھڑگئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مین بحرین کے عامل حضرت علا بن الحضرمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اونکو معزول فرماکر اونکی جگہہ قدامہ بن مظعون کو مقرر فرمادیا۔ ۱۴ھ ہجری مین علا بن الحضرمی پہر اپنی جگہہ واپس کیئے گئے۔

حضرت علا بن الحضرمی نہایت حوصلہ آور شخص تھے یہہ چاہتے تھے کہ انکا قدم کسی سے پیچھے نہ رہے حضرت سعد جب قادسیہ کی جنگ کا خاتمہ کرچکے ہین انکو بہی فارسیون سے مقابلہ کا خیال پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ مین اور حضرت عمرؓ بہی اب تک سفر دریا کو مناسب نہ سمجھتے تھے۔ دوسرے ابتدا جنگ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بڑا خیال رہتا تہا آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور فارس کے درمیان مین

آتشین پہاڑ حائل ہوجاتے کہ نہ وہ ہم تک آتے اور نہ ہم اون تک پہونچتے اسیوجہ سے اب تک جسقدر لڑائیان ہوئین اون سب مین ابتدا مخالفین ہی کیجانب سے ہوئی۔

حضرت علار بن الحضرمی کو جو خیال ہوا اوسمین اونہون نے اسجانب بالکل توجہ نہ کی اور بلا اجازت فوجین تیار کرکے دریا کی راہ سے فارس پر چڑہائی کردی خلید بن المنذر سرلشکر مقرر فرملے گئے۔ جارود بن المعلی۔ سوار بن ہمام۔ الگ الگ فوجونکے افسر مقرر کئے گئے۔ اصطخر پہونچکر جہاز لنگر انداز ہوے اور فوجین کنارہ پر اوتریں۔ یہان کا حاکم ایک ہیربد تہا اوسنے دریا سے اوترکر اس موقعہ سے اپنا لشکر اوتارا کہ اسلامی فوج اور جہازون مین حائل ہوگیا اس خوش تدبیری سے وہ اسلامی جہازون کا بہی گویا مالک ہوگیا اور تعداد بہی اسکی اسلامی تعداد سے بڑہی ہوئی تہی مگر پہر بہی مسلمانون کے جوش اسلامی مین کچہہ فرق نہ آیا نہ انکو ہراس تہا نہ انکے سپہ سالار خلید کی ثابت قدمی مین کچہہ فرق آیا۔ سپہ سالار نے للکار کر کہا مسلمانو۔ دیکہو بیدل نہونا تم اونکے بلاے ہوے نہین آے ہو بلکہ خود چڑہ کر آے ہو۔ جہاز ونکے ساتہہ ملک بہی اوس کا ہے جو غالب رہے اللہ پر نظر رکہکر صبر وصلوٰۃ کے ذریعہ سے مدد حاصل کرو اسکے بعد ظہر کی نماز ادا کرکے صفین آراستہ کی گئین۔ خلید و جارود بڑے زور سے رجز پڑہ پڑہ کے آگے بڑہے۔ مقام طاؤس مین سخت معرکہ ہوا۔ یہہ دونون نہایت جانبازی سے لڑے۔ ہزارون کو تہ تیغ کیا۔ آخر مین سوار و جارود نے بڑہکر درجہ شہادت حاصل کیا۔ خلید نے اپنی فوج کو پیدل لڑنے کا حکم دیدیا۔ عجیب

ہنگامہ حشر برپا ہوا۔ میدان اگرچہ اہل اسلام کے ہاتھہ رہا مگر بہت سے مسلمان بھی کام آچکے تھے آگے بڑہنے کی قوت نہ تھی۔ پیچھے جو ہٹے تو جہاز دشمنون نے غرق کردئے تھے۔ ناچار خشکی کی راہ بصرہ کی جانب ہولئے مگر مخالف نے سب نا کے روک لئے تھے ہر طرف مخالف کی فوجین روکنے کے لئے متعین تھین۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی ہر تو نہایت برہم ہوے۔ ایک تہدیدی نامہ تو علاء کے نام روانہ فرمایا جس مین یہہ بھی تھا کہ تم اپنی ساری فوج کے ساتھہ سعد بن ابی وقاص سے آکر ملجاؤ۔ دوسرا عتبہ بن غزوان کے پاس بصرہ روانہ کیا کہ بہت جلد ایک لشکر تیار کرکے مسلمانون کے بچانیکے لئے فارس بھیجدو۔

حضرت عتبہ بن غزوان نے بارہ ہزار فوج بسرکردگی ابوسبرہ بن ابی رہم فارس کیطرف روانہ کردی۔ اس مین بڑے بڑے جری۔ عاصم بن عمرو۔ عرفجہ بن ہرثمہ۔ احنف بن قیس وغیرہ تھے۔ ابوسبرہ یہہ فوج لئے ہوے اوس مقام پر پہونچے جہان ایرانی اسلامی جماعت کو روکے ہوے پڑے تھے۔ اس مدت مین مجوسیون نے چارون طرف نقیب دوڑاکر ایک انبوہ کثیر اکھٹا کرلیا تھا جس کی کمان شہرک کے ہاتھہ مین تھی۔ دونون فریق نہایت دل توڑکر لڑے۔ بیشمار ایرانی اس معرکہ مین کام آے اور ابوسبرہ فتحیاب ہوے۔ جس وقت ایرانی میدان چھوڑکر بھاگے ہین تعاقب کا موقع تھا لیکن چونکہ آگے بڑہنے کا حکم نہا بصرہ کو واپس ہوگئے۔

فتح اہواز

عراق و فارس کے درمیان مین جو آبادی ہے وہ خوزستان کے نام سے نامزد ہے اوسکے چودہ بڑے شہرون مین سے ایک شہر اہواز تہا۔ اسکی حد بصرہ سے ملتی ہوئی تہی اپنی زرخیزی اور کثرت زراعت مین اطراف و جوانب کے شہرونمین ممتاز تہا۔ مشہور ہے کہ حضرت دانیال علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مزار مبارک یہین ہے۔ اوسوقت یہان قلعہ اور ایوان شاہی وغیرہ سب کچہ تہا مگر اب درندونکی سیرگاہ ہے۔

جنگ قادسیہ مین فارسی لشکر کی تباہی و بربادی دیکہکر بڑے بڑے سردار اپنے اپنے مناسب مقامات کی طرف بہاگ کہڑے ہوے تہے انہی مین سے ہرمزان شیرویہ کا مامون بہی تہا اس نے اپنا رُخ اہواز کی جانب کیا۔ اس نے یہان پہونچکر لوٹ مار مچادی اور زبردستی یہانکا حاکم بن بیٹہا۔ صرف اہواز ہی پر اسکی ہمت کا خاتمہ نہین ہوا بلکہ اسنے یہہ سونچا کہ یہان کی مستقل حکومت اوسی وقت ممکن ہے جب بصرہ مسلمانون سے پاک کرلیا جاے اس خیال سے اس نے اہواز سے قدم آگے بڑہاکر میسان اور دشت میسان مین قتل و غارت کا بازار خوب گرم کیا۔ عتبہ بن غزوان کو جو اسوقت بصرہ کے حاکم تہے جب یہہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت سعدؓ کو لکہہ بہیجا۔ حضرت سعد نے انکی مدد کے لئے نعیم بن مقرن۔ نعیم بن مسعود کو بصرہ اور اہواز کے حدود پر بہیجدیا۔

دلب اور نہر تیری کے مابین ہرمزان سے مقابلہ ہوا۔ اثنار مقابلہ مین عتبہ بن غزوان کے آملنے سے جب جماعت اسلامی بڑہ گئی تو کچہہ حصہ مناذر

اور نہر تیری کی جانب بڑھ گیا۔ ہرمزان نہایت جانبازی سے لڑ رہا تھا۔ فتح وشکست کے ابھی کچھ آثار نہ تھے کہ اچانک اوسکو مناذر اور نہر تیری کی شکست معلوم ہوئی۔ وہ ہاتھ جو ابھی ابھی بہت تیزی سے وار کر رہا تھا سست پڑ گیا اوسکی ہمت جو اوسکے دل کو بڑھاوے دے رہی تھی بالکل پست ہوگئی۔ اہل اسلام کے وہ قدم جو ابھی تک جمے ہی ہوے تھے آگے کو بڑھے اور انکے وار پہلے سے زیادہ تیزی پر تھے۔ ہرمزان کو اب چارہ کار اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ میدان اہل اسلام کے لئے خالی کردے۔ وہ پسپا ہوا اور جسر سوق اہواز سے پار اوتر کر طالب صلح ہوگیا۔ اہل اسلام اسکے تعاقب مین آب دجیل تک چلے گئے تھے۔ ہرمزان اور اہل اسلام مین بس یہہ نہر حائل تھی۔ آخر اس بات پر صلح ہوگئی کہ اہل اسلام جن جن مواضع پر قابض ہوچکے ہین قابض رہین بقیہ حصہ اہواز کا باجگذار ہرمزان رہے۔

بعد چندے اہل اسلام اور ہرمزان مین سرحد کی بابت اختلاف ہوگیا۔ ہرمزان نے کھلم کھلا بغاوت کرکے اکراد کو جمع کرنا شروع کردیا اور وہی قصہ جو ابھی ختم ہوچکا تھا از سر نو اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اس مرتبہ حضرت عتبہ نے حرقوص بن زہیر کو اس معرکہ کے لئے روانہ کیا۔ حرقوص کا معرکہ مقام سوق اہواز مین ہوا اسواقعہ مین بھی ہرمزان کو شکست ہوئی اور وہ پسپا ہوکر راہ مزکیطرف بھاگ گیا۔ جزو بن معاویہ اسکے تعاقب مین شغر اور دورق تک چلے گئے۔ اس تعاقب مین یہہ تمام مواقع بھی اہل اسلام کے قبضہ مین آگئے اسلامی حکومت کا دائرہ اب تستر تک بڑھگیا۔ اس قسم کی لڑائیان برابر ہوتی چلی جاتی تھین یہان تک کہ

ہرمزان نے پھر طلب صلح کی اور اپنے پچھلے کرتوتونکی معافی چاہی۔ حضرت امیرالمومنین کو مژدہ فتح کے ساتھہ اس امر کی بھی اطلاع دی گئی بالآخر حسب اجازت حضرت امیرالمومنین اسی پر صلح ہوگئی کہ اہل اسلام اپنے مفتوحہ مواضع مین سے ایک چپہ بھر بھی زمین واپس نہ دین باقی اون مواضع کا جنپر ہرمزان قابض ہے جزیہ ادا کرتا رہے۔ اس صلح کے بعد وہ تمام قومین جو ادہر اودہر پریشان ہوگئی تھین پھر اپنے اپنے وطنون مین واپس ہوئین اور اپنی اطمینانی حالت کے منصوبے باندہنے لگین مگر تا بہ کے۔

فتح راہرمزد تستر

جسوقت ہرمزان کی یہہ معرکہ آرائیان ہورہی تھین یزدجرد مرو مین بیٹھا نا۔ وپیام کے ذریعہ سے اہواز کے علاقون کی رعایا کو لڑائی کے لئے ابھار رہا تھا اوس نے اس قسم کے لوگونکی جو بالکل جنگلی اور خودسر تھے ایک بڑی جماعت فراہم کرلی اور ہرمزان کو پھر مقابلہ پر آمادہ کیا جسکے ساتھہ شاہی فوج سے امداد کا وعدہ بھی تھا ہرمزان چندمرتبہ گوشمالی پاچکا تھا لیکن اس وعدہ سے کہ فتح ہونیکے بعد شاہ فارس کیجانب سے بھی یہان کا گورنر ہوجاے گا پھر اسکو موت کے منہ مین جانیکی جرات ہوئی۔ حرقوص نے ان تمام واقعات کی اطلاع دربار خلافت کو دی۔ حضرت عمرؓ نے اسطرف تو حضرت سعدؓ کو لکھہ بھیجا کہ ایک فوج جرار نعمان بن مقرن کی سرکردگی مین روانہ کردین اودہر حضرت ابوموسیٰ اشعری کو جو اس زمانہ مین بصرہ مین تھے لکھا کہ ایک فوج بافسری سعد بن عدی جسمین براء بن مالک۔ مجزاۃ بن ثور۔ عرفجہ بن ہرثمہ وغیرہ وغیرہ نامی سردار ہون

بہت جلد راہرمز کیجانب روانہ کردین - ان دونون فوجون کی افسری کے لئے خود حضرت امیر المومنین نے ہی حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم کو نامزد فرما دیا۔

ہرمزان کو جب اہل اسلام کی اس آمادگی کی خبر پہونچی اوس نے آگے بڑہکر اہل اسلام کا مقابلہ کیا اسوقت تک بصرہ کی فوجین نہین آنے پائی تہین صرف نعمان بن مقرن کوفہ کی فوج لئے ہوے اوسکے مقابل ہوے - انہون نے پہلے ہی حملہ مین ہرمزان کے لشکر کا خاکہ بگاڑ دیا مجبورًا اوسکو پسپا ہونا پڑا اور اہل اسلام راہرمز پر قابض ہوگئے - اس فتح کے بعد بصرہ کی فوجین یہان پہونچین لیکن یہ معلوم ہوکر راہرمز کو کوفہ کی فوج فتح کرچکی اور ہرمزان اب بہی تستر پہونچکر شرارت کے منصوبون سے باز نہین آتا ہے سیدہی تستر بڑہی چلی گئین حضرت نعمان بہی اپنی رکاب کی فوج لئے ہوے انکے ساتہہ ہولئے - تستر مین فوجون کا بڑا جماؤ ہو رہا تہا - اول تو تمام وہ اکراد آملے تہے جنکو شاہ فارس نے اوبہارا تہا پہر وہ تمام فوجین بہی جو اہواز کے علاقون سے شکست کہاتی جاتی تہین یہین مجتمع ہورہی تہین - ہرمزان نے یہان کے قلعہ کا بہی از سر نو انتظام کرلیا تہا اوسکے استحکام کیجانب بڑی توجہ مبذول کیگئی تہی اور چارونطرف خندق کہود کر خوب محفوظ کرلیا تہا۔

اس انتظام کی جب حضرت امیر المومنین کو اطلاع ہوئی ہے تو آپ نے فورًا حضرت ابوموسیٰ کو لکہا کہ وہ خود سیدان کارزار مین پہونچکر فوج کی کمان اپنے ہاتہہ مین لین - حضرت ابوموسیٰ اشعری نے وہان پہونچکر چارون طرف سے تستر کو گہیر لیا - کئی ماہ تک پڑے رہنے مین انہی حملے ہوے لیکن ان سب مین

بہت زیادہ نقصان اہل اہواز ہی کا ہوا۔ آخری حملہ مین حضرت ابو موسیٰ نے نہایت دانائی کو دخل دیا۔ اس عمدگی سے ترتیب صفوف کی کہ میمنہ کے افسر برار بن مالک تھے۔ میسرہ کے براء بن عازب۔ حضرت انس بن مالک کی ماتحتی مین سوار و لنکا رسالہ تھا۔ دونون فوجین اس خیال سے آگے بڑہی تھین کہ جو ہونا ہو آج ہی کر لیا جاے۔ اسی معرکہ مین لوگون نے حضرت برار بن مالک سے جو حضرت انس کے بھائی تھے فتح کی دعا کی درخواست کی۔ یہہ مستجاب الدعوات تھے۔ انہون نے دعا کی اللھم اھزمھم واستشھدنی اے اللہ ان کفار کو شکست دینا مگر مجھے شہادت نصیب ہو۔ اس معرکہ مین حضرت برار بن مالک نہایت جانبازی سے صفوف اعدا کو چیرتے ہوے خندق عبور کر کے دروازہ کے پھاٹک تک پہونچ گئے۔ ہرمزان نے دروازہ پر انکا مقابلہ کیا جب یہہ شہید ہو گئے تو مسلمانون مین ایک جوش پیدا ہو گیا کہ انکی نصف دعا تو قبول ہو گئی نصف بھی قبول ہوا چاہتی ہے۔ مجزاۃ بن ثور نے بڑھکر ان کی جگہہ لی وہ بھی اوسکے ہاتھہ سے شہید ہوے تب اہل اسلام مجموعی قوت سے نعرہ مارتے پھاٹک پر ٹوٹ پڑے۔ ہرمزان نے نہایت تیزی سے پھاٹک بند کر کے قلعہ بندی کی حالت مین لڑائی جاری رکھی۔ پھر بھی کچھہ فیصلہ نہوا۔

ایک روز ایک شہری نے جو ہرمزان کی طرز حکومت سے راضی نہ تھا حضرت ابو موسیٰ سے آکر عرض کیا کہ اگر مجھے اور میرے متعلقین کو امن دیجاے تو مین آپکو ایک ایسا مخفی راستہ بتا سکتا ہون جس سے بآسانی آپ تستر پر قابض ہو سکتے ہین۔ آخر حضرت ابو موسیٰ نے اوس سے عہد کر کے ایک عرب

اسرش نامی کو اس راستہ کے دیکھنے کے لئے ساتھہ کر دیا۔ وہ اُنکو نہر دجیل عبور کر کے جو دجلہ کی ایک شاخ ہے اور تستر کے نیچے بہتی ہے اوس راستہ پر لیگیا جس راہ سے قلعہ مین پانی پہونچایا جاتا تھا۔ اوس نے اسرش سے کہدیا تھا کہ تم مُنہ چھپاے چپکے میرے پیچھے چلے آنا اسطرحسے وہ تمام کوچہ و بازار مین پھرتا پھراتا شاہی محل تک لیگیا۔ اسرش نے ان مقامات کے تمام نشیب و فراز اپنی نگاہ مین کر لئے واپس ہو کر حضرت ابو موسیٰ سے عرض کیا کہ اگر دو سو جنگ آزما میرے ساتھہ ہون تو قلعہ کا لے لینا کچھہ مشکل بات نہین۔ حضرت ابو موسیٰ نے لشکر کیطرف دیکھا۔ یہان ہر ایک کا خون جوش مار رہا تھا فورًا دو سو بہادر اسکے ساتھہ ہو گئے

اسرش نے قلعہ مین داخل ہوتے ہی پہلا کام یہہ کیا کہ دربانون پر حملہ کر کے پھاٹک کھولدیا۔ یہان حضرت ابو موسیٰ بالکل مستعد تھے پھاٹک کھلتے ہی اسلامی سپاہ اُمنڈ پڑی شہر مین ایک ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا۔ ہرمزان فصیل کے ایک مضبوط برج مین جا چھپا اور وہان سے اوس نے للکار کر کہا کہ دو سو تیرانداز ابھی میرے ساتھہ ہین جو اتنون ہی کا دم بھر مین فیصلہ کر سکتے ہین مگر بندگان خدا کی اسقدر جانین ضائع کرنیکا کیا فائدہ۔ مجھکو امیر المومنین کی خدمت مین پہونچا دو وہ جو چاہین فیصلہ کرین یہہ کہہ کر اوس نے اپنے آپکو اونکے حوالہ کر دیا۔ اس فیصلہ کے بعد اموال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ سوارونکے حصہ مین تین تین ہزار درہم اور پیادونکے حصہ مین ایک ایک ہزار آے۔

ابو سبرہ نے ایک جماعت کے ساتھہ جسمین حضرت انس اور حضرت احنف بن قیس بھی تھے ہرمزان کو مدینہ منورہ کی جانب روانہ کیا۔ ہرمزان چلا ہے

تو اسیرونکی سی حالت مین نہ تہا وہی مرصع تاج اوسکے سر پر تہا جس مین نہایت بیش بہا جواہرات ٹکے ہوے تہے۔ حریر کی قبا زیب بدن تہی۔ شاہان فارس کی رسم کے مطابق قیمتی زیورون سے اوسکا تمام بدن جگمگا رہا تہا جب اس ہیئت سے مدینہ منورہ پہونچا ہے اوسکی اس چمک دمک سے سب دنگ رہ گئے۔

حضرت امیر المومنین رض اسوقت مسجد مبارک مین تہے۔ جب لوگ مسجد کے قریب پہونچے تو دیکہا کہ ایک لبادہ پیوند دار پہنے ہوے اور عصا کا تکیہ لگاے فرش خاک پر آرام فرما رہے ہین۔ یہہ عبا بہی اسوقت اسوجہہ سے زیب بدن تہی کہ کوفہ کی سفارت آئی ہوئی تہی ورنہ اکثر آپ ایک کرتہ ہی زیب تن فرمایا کرتے تہے۔ ہرمزان نے دریافت کیا کہ خلیفہ وقت کہان ہین۔ اشارہ سے بتلایا گیا کہ یہی ہین۔ اوسکا خیال تہا کہ جسکی فتوحات نے ایک عالم مین غلغلہ ڈال رکہا ہے اوسکا دربار بہی اسیکے مناسب ہوگا یہہ دیکہکر حیرت مین رہگیا پہر کہا۔ دربان۔ پاسبان کہان ہین۔ جواب ملا کہ یہہ حالت تو خیر آرام کی ہے آپ جب گشت کے لئے تشریف لے جاتے ہین تب بہی آپ کے ہمراہ کوئی نہین ہوتا۔ اوس نے کہا۔ یہہ شان بادشاہی نہین بلکہ رسالت کی ہے۔ لوگون نے کہا۔ نہین آپ پیغمبر نہین۔ آپ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم ہین۔ اس کہڑبڑاہٹ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بہی آنکہہ کہل گئی۔ آپ نے فرمایا یہہ کون ہے۔ لوگون نے جوابدیا کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ۔ حضور نے نیچے سے اوپر تک دیکہہ کر فرمایا کہ اسکو سادہ لباس پہنا کر لاؤ

فوراً اوس کا تاج مرصع اور قبائے حریر وغیرہ اوتار کر یمنی سادہ لباس پہناکر سامنے لائے۔

اس نے پے در پے عہد شکنی کی تھی آخری معرکہ مین اس سے زیادہ رنج دہ یہہ بات ہوئی کہ حضرت برا بن مالک اور حضرت مجزاۃ بن ثور سے شخص اسکے ہاتھہ سے شہید ہوے تھے اس وجہہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت برافروختہ ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہرمزان۔ تم نے عہد شکنی کا نتیجہ اور اللہ تعالےٰ شانہ کا آخری حکم دیکھا۔ ہرمزان نے کہا۔ اے عمرؓ جبتک تمہارے ساتھہ خدائی مدد نہ تھی ہم قوت مین بڑھے تھے اس لئے ہم تم پر غالب رہے جب وہ تمہارے ساتھہ ہوگیا ہم تمہارے ہاتھہ مین ہین پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہارے پاس اس یکے بعد دیگرے عہد شکنی کا کیا عذر معقول ہے۔ اوس نے کہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مین جواب معقول دینے بھی نہ پاؤنگا کہ آپ مجھے قتل کرا دین گے۔ آپ نے فرمایا۔ نہین خوب سوچ سمجھکر جواب دو۔ ہرمزان نے پانی منگوایا۔ ابھی پیالہ ہاتھہ سے منہ تک نہین پہونچا تھا جو کہنے لگا۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کہین میرے پانی پیتے ہی مین میرے قتل کا حکم نہ دیدین۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نہین تم اچھی طرحسے پانی پی لو جب تک تم پانی نہ پی چکوگے کسی قسم کے خطرہ مین نہ ڈالی جاؤگے۔ ہرمزان نے یہہ سنتے ہی پیالہ ہاتھہ سے رکھدیا اور بولا۔ مین اب پانی نہ پیونگا۔ تم اس شرط پر مجھے امان دے چکے ہو اب قتل نہین کر سکتے آپ نے فرمایا۔ ہان عہد یہی ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ

آپ نے فرمایا۔ تو جھوٹا ہے۔ حضرت انس نے حضور کو یاد دلایا کہ پانی پیتے وقت اوس سے کہدیا گیا ہے کہ جب تک تو پانی نہ پیئے گا خطرہ مین نہ ڈالا جائیگا۔ حضرت عمرؓ یہہ سنکر حیران رہ گئے۔ مگر مین نے عقد الفرید سے یہہ روایت لی ہے اوسمین یہہ ذکر بالکل نہین۔ بالآخر اوس نے کلمہ پڑہ لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نیک بخت۔ پہلے سے کیون کلمہ نہ پڑہا۔ ہرمزان نے کہا۔ اگر پہلے ہی کلمہ پڑہ لیتا تو لوگ سمجھتے کہ مین نے بزور شمشیر اسلام قبول کیا آپ بہت خوش ہوے اور دو ہزار سالانہ مقرر فرماکر مدینہ منورہ ہی مین قیام کا حکم دیدیا۔ عقد الفرید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فارس کی لڑائیون مین اکثر اس کے مشورہ سے نفع اوٹھایا ہی۔ اس گفتگو کے ابتدائی حصہ کی ترجمانی جب تک ترجمان نہین آیا تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کی اس لئے کہ یہہ کچھہ کچھہ فارسی جانتے تھے۔

فتح سوس

حضرت ابوسبرہ ایرانیون کے تعاقب مین نعمان اور حضرت ابوموسیٰ کو لئے ہوے سوس تک چلے گئے۔ حضرت زربن عبداللہ نے جندیسا پور کو جا گھیرا اتنے مین حضرت امیر المومنین کا فرمان پہونچا کہ حضرت ابوموسیٰ بصرہ واپس ہون اور اونکی جگہہ اسود بن ربیعہ معروف بہ مقترب مقرر کئے جائین۔ حضرت ابوسبرہ حضرت مقترب کو لئے ہوے ایک مدت تک سوس کا محاصرہ کئے پڑے رہے سوس کا حاکم ہرمزان کا بہائی شہریار تھا۔ بارہا حملے ہوے جس مین طرفین کے بہت آدمی کام آے لیکن اس نے اس خوبی سے لڑایا کہ فتح و شکست کا کچھہ

فیصلہ نہ ہوا۔ بالآخر حضرت ابوسبرہ نے یہ تدبیر کی کہ ہر طرف سے رسد بند کردی شہریار حاکم سوس نے مجبور ہوکر اس شرط پر صلح کرلی کہ اوسکے خاندان کے سوا آدمیونکی جانونکو امن دیجاے۔ ابوسبرہ نے اسکو منظور کرلیا۔ اسی بنا پر شہر کا دروا کہولا گیا حاکم شہر ہر ایک کا نام لے لیکر امن دلواتا جاتا تہا۔ بدنصیبی دیکھئے کہ حاکم شہر اپنا ہی نام بہول گیا اور وہ سو کی تعداد پوری ہوگئی۔ ابوسبرہ نے فورًا اوسکی گرفتاری کا حکم دیکر قتل کا حکم دیدیا اسوجہ سے کہ عہد نامہ کی رو سے تعداد پوری ہوچکی تہی یہ اوس سے خارج تہا۔

فتوحات اسلامیہ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یزدجرد نے جسوقت ہرمزان کو بہڑکا کر جنگ تستر پر آمادہ کیا ہے اوسی وقت سیاہ کوشش ہزار کی جماعت سے سوس کی جانب روانہ کیا یہہ رامہرمز اور تستر کے مابین ڈیرے ڈالے پڑا تہا۔ اس نے اپنے لشکر کو مخاطب کرکے کہا۔ مین اچھی طرح جانتا تہا کہ یہہ ملک عرب کی ٹاپون سے روندے جائینگے اب تم اوسکو اپنی آنکہونسے دیکہہ رہے ہو اب میرے خیال مین مناسب یہی ہے کہ ان کے دین مین داخل ہوجائین اور صلح کرلین۔ آخر اُسنے حضرت ابوموسیٰؓ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ اہل اسلام ایرانیون سے لڑتے رہین چاہے اونکو قتل کرین یا قید کرین انکو کچہہ تعلق نہین لیکن عرب سے برسرپرخاش نہون اگر کوئی عرب ان سے کچہہ چھیڑ چہاڑ کرے تو اوسکو روک دیا جاے دوسرے یہہ کہ ان نومسلمون کے دربار خلافت سے کچہہ وظیفے مقرر ہوجائین اس شرط کے منظور ہوتے ہی اسلام قبول کرلیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس شرط کے بہ موجب اونکے اچھے وظائف

مقرر فرمادئے اور یہہ آیندہ جنگونمین اپنے خلوص کا پورا ثبوت دیتے رہے۔
حضرت نعمان تو اس واقعہ کے بعد نہاوند کی جانب بڑہ گئے اور مقترب حضرت زربن عبداللہ سے جندیسا پور مین جاملے یہان ابہی تک محاصرہ قائم تہا اہل اسلام ڈیرے ڈالے پڑے تہے۔ ایک روز شہر کے دروازے یکایک کہولدئے گئے اور لوگ اپنے اپنے کاروبار کے لئے نکل کہڑے ہوے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ یہان شاید جنگ کا کچہہ سامان ہی نہین۔ اہل اسلام نہایت متحیر تہے کہ یہہ کیا معاملہ ہوا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر مین سے بذریعہ تیر کے امن نامہ پہینکا گیا ہے جسکو اہل شہر نے منظور کرلیا اب اور بہی حیرت تہی کہ بلا اجازت امیر لشکر کس نے ایسی چال چلی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہہ فعل ایک غلام مکتف نامی کا تہا جسکی کچہہ قرابت یہان والون سے تہی اہل اسلام کی جانب سے کہا گیا کہ اوس اجازت کا کیا اعتبار جو بلا اجازت افسر اور یہہ ایک غلام کی جانب سے ہوا اور وہ بہی ایک شخص کے لئے نہین بلکہ سارے شہر والون کے لئے لیکن اہل شہر نے جواب دیا کہ آزاد اور غلام کی تفریق آپ جانین ہمکو کیا معلوم ہم جزیہ دینے پر راضی ہین اب تم چاہے اپنے عہد پر قایم رہو یا اوسکے خلاف کرو۔ اس معاملہ کو دربار خلافت تک پہونچایا گیا وہان سے جواب آیا کہ ہر مسلمان متنفس کے امن نامہ کا وہی اعتبار ہے جو ایک بڑے افسر کے امن نامہ کا۔ اون سب کو امن دیجاے۔

واقعات سنہ ۱۸ھ

قحط وطاعون عمواس

سرزمین عرب مین اس سال سخت قحط پڑا لوگونکی حالت تو خدا جانے کیا ہوگی جانورونکی یہہ حالت تہی کہ بے دھڑک آدمیون کے پاس چلے آتے تہے۔ حضرت امیرالمومنین رضؓ نے اس زمانہ مین عجیب سرگرمی ظاہر فرمائی۔ زمانہ قحط تک دودہ گہی۔ کہانیکی قسم کہالی تہی۔ تمام ممالک اسلامیہ کے عمال کو لکہہ بہیجا تہا کہ مدینہ والون کے لئے غلہ بہیجین۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے چار ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوے بہیجے۔ یہہ ایسا سخت قحط تہا کہ اسی وجہہ سے یہہ سال عام الرمادہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ خاک بالکل خاکستر ہوگئی تہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو لیکر مدینہ منورہ سے باہر نماز استسقا کے لئے تشریف لے گئے وہان نماز پڑہکر آپ نے گہٹنے ٹیک کر یہہ دعا مانگی۔ اللھم عجزت عنا انصارنا وعجز عنا حولنا وقوتنا و عجزت عنا انفسنا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فاسقنا واحی العباد والبلاد ترجمہ اے اللہ نہ ہمارا کوئی یاور و مددگار ہے نہ ہم مین قوت ہے اب تو ہمارے نفوس بہی ہار گئے پانی برساکر اپنے بندون اور اپنی زمین کو زندہ کردے۔ اسکے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا دست مبارک پکڑکر جناب باری مین عرض کیا اللھم انا نتقرب الیک بعم نبیک صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم وبقیۃ اٰبائہ

واکبر رجاله فانك تقول وقولك الحق واما الجدار فكان لغلامين يتيمين فحفظتهما بصلاح اباءهما فاحفظ اللهم نبيك صلے الله عليه وعلى اله واصحا وسلم فقد دنونا به اليك مستشفعين مستغفرين۔ ترجمہ اے اللہ ہم تیری درگاہ پاک مین تیرے حبیب پاک علیہ وعلی آلہ واصحابہ الوف التحیۃ کے عم بزرگوار کو وسیلہ بناکر لاے ہین تو نے دو یتیمونکو (جنکا واقعہ سورۂ کہف مین مذکور ہی) اونکے آبا کی نیکوکاری کیوجہ سے محفوظ رکھا تو اس امت کو بھی اس امت کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے چچا کے طفیل مین محفوظ رکھے گا۔ ہم تیری جناب مین انکو سفارشی بناکر مغفرت طلب کرتے ہوے آے ہین۔ اسکے بعد آپ نے سب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ سب توبہ کرو وہ بہت بڑا غفور و رحیم ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی یہہ حالت تھی کہ روتے روتے تمام ڈاڑھی تر ہوگئی تھی اور یہہ دعا مانگ رہے تھے اللھم انت الراعی فلا تهمل الضالة ولا تدع الكسير بدار مضيعة فقد صرخ الصغير ورق الكبر وارتفعت الشكوى وانت تعلم السر واخفى اللهم فاغنهم بغناك قبل ان يقنطوا فيهلكوا فانه لا ييأس الا القوم الكافرون۔ ترجمہ اے پروردگار اس ریوڑ کا تو ہی رکھوالی ہے اب تو چھوٹے بڑے سبھی فریاد کر رہے ہین ایک شور برپا ہو رہا ہے اور تو تو پوشیدہ سے پوشیدہ باتونکا جاننے والا ہے۔ اپنی غنا سے انکو غنی کردے ایسا نہو کہ یہہ ناامید ہوکر ہلاک ہوجائین ناامید تو بس کافر ہوتے ہین۔

ان دعاؤنکے پہونچنے کی دیر تہی کہ ایک چھوٹا سا ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ ہوا نے اوسکو تمام مین پہیلا کر ابر محیط کر دیا اور بارش شروع ہوئی۔ تمام راستے بہر گئے۔ لوگ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دست بوسی کے لئے یہہ کہکر دوڑے ھنیئاً لك یا ساقی الحرمین اوسی وقت فضل بن عباس بن عتبہ نے یہہ شعر پڑہے۔

بعمی سقی اللہ الحجاز و اھلہ		عشیۃ یستسقی بشیبتہ عمرؓ

اللہ تعالےٰ نے میرے ہی چچا کے طفیل مین سرزمین حجاز اور وہان کے باشندون کو اوسروز سیراب کیا جس روز حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اونکی پیری کے طفیل مین دعا مانگی ہے۔

توجہ بالعباس فی الجدب راغبا		الیہ فما ان سام حتی اتی المطر

اونکا خیال تہا کہ انکی برکت سے دعا قبول ہوگی اسلئے حضرت عباسؓ کی جانب متوجہ ہوے انکے توسل کا نتیجہ ہوا کہ وہانسے ٹلنے بہی نہ پاے تہے کہ بارش ہونے لگی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ توسل جائز ہے توسل سے قبولیت دعا کی زیادہ امید ہے۔ اگر غور کیا جاے تو نماز باجماعت مین ایک یہہ بہی سرّ ہے ایسے گروہ مین زیادہ اُمید ہے کہ خداوند تعالےٰ شانہ کا کوئی نہ کوئی پیارا بندہ ہوگا اوسکی عبادت کی قبولیت کے ساتہہ کیا عجب ہے کہ ہم سے روسیاہ بہی فایز المرام ہوجائین۔

ادہر تو عرب مین اس قحط کا زور شور ہو رہا تہا اور ادہر شام و عراق مین طاعون شروع ہوگیا۔ اس طاعون نے اسلام کی ہزارون یادگار و نیز خاک کا پردہ ڈالدیا

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ جو ابھی قحط کے انتظامات سے فارغ ہوے تھے اس وبا کا حال معلوم ہوتے ہی اسکی تدبیر و انتظام کے لئے خود چل کھڑے ہوے۔ مقام سرغ ہی تک پہونچنے پاے تھے کہ تمام امرا سے جن مین حضرت امین الامتہ وغیرہ تھے اور جو آپ کے استقبال کے لئے آے تھے ملاقات ہوئی ان سب سے آپ کو معلوم ہوا کہ وبا زور پر ہے۔ اب اسمین اختلاف پڑگیا کہ آپ کو ان مقامات تک جانا چاہیئے یا نہین۔ ایک گروہ کا خیال تھا کہ آپ ارادہ خیر سے نکلے ہین اپنے ارادہ سے باز نہ آنا چاہیئے۔ بعض کا خیال تھا کہ بلا و امتحان کی آگ بھڑک رہی ہے نہ جانا ہی مناسب ہے۔ اختلاف ہوجانیکے سبب سے آپ نے سب کو اپنے پاس سے رخصت کرکے مہاجرین فتح سے مشورہ لیا۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ آپ کا آگے جانا ہرگز مناسب نہین واپس تشریف لیجائیے۔ آپ نے اوسی وقت آواز دلوادی کہ کل کوچ ہے۔

حضرت امین الامتہ نے ذرا جھلاکر کہا افرارا من قدر اللہ کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کاش یہہ تم نہ کہتے نعم نفر من قضاء اللہ الی قضاء اللہ ہان تقدیر الٰہی سے بھاگتے تو ہین مگر پھر بسطرف۔ اللہ ہی کی تقدیر کیطرف۔ دیکھو تو اگر تمہارے اونٹ ایک ایسے مقام پر جاکر ٹھہرین جسکی ایک جانب سبزہ زار ہو اور دوسرے جانب بالکل بنجر تم سبزہ زار مین اپنے اونٹون کو چھوڑوگے تو خدا کے حکم سے اور بنجر مین تو اوسیکے حکم سے (یعنی جو کچھ ہوگا وہ حکم الٰہی سے پھر ہمارا جانا جو بغرض استصلاح ہے وہ بھی تو اوسی کے حکم سے ہے) اتنے مین حضرت عبدالرحمن بن عوف جو اوسوقت

کسی ضرورت سے گئے ہوے تھے آگئے یہہ سنتے ہی فرمانے لگے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تم سنو کہ کسی شہر مین یہہ وبا پھیلی وہان نہ جاؤ اور اگر تم اوسی مقام وبائی مین ہو تو وہان سے اوس وبا سے بھاگنے کے خیال سے ہرگز نہ نکلو۔ (بخاری شریف) حضرت عمرؓ اپنے ساتھیونکو لئے ہوے مدینہ منورہ تشریف لے آے

آپ نے مدینہ منورہ سے حضرت امین الامۃ کو لکھا کہ تم سے کچھ کلام ہے چند دن کے لئے یہان چلے آؤ۔ حضرت ابو عبیدہؓ سمجھے کہ وہی وبا سے بچنے کے لئے بلایا ہے جواب لکھہ بھیجا کہ مین مسلمانونکی جماعت سے الگ نہین ہو سکتا۔ اون کو چھوڑ کر اپنی جان بچانیکی غرض سے آپ کے پاس نہین آسکتا جو تقدیر کا لکھا ہے پورا ہو کر رہے گا۔ حضرت عمرؓ یہہ جواب پڑھ کر بہت روے اور لکھا کہ اچھا مقام جابیہ کی جانب کوچ کر دو۔ جابیہ کی آب وہوا بہ نسبت ان مقامات کے اچھی تھی۔ حضرت امین الامۃ نے اس ارشاد کے مطابق جابیہ پہونچکر قیام کیا مگر پہونچتے ہی بیمار پڑ گئے۔ جب مرض کی شدت ہوئی تو لوگون کو جمع کر کے آپ نے وصیت فرمائی۔ ان ھذا الوجع رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم۔ یہہ بیماری تمہارے پروردگار کی جانب سے رحمت ہے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الوف التحیۃ والتسلیم کی دعا ہے (ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ آپکی اُمت کی موت طعن یا طاعون سے۔ آپ نے فرمایا یہی ہے تو طاعون سے) اور تم سے پیشتر صالحین کی موت ہے۔ اسکے بعد آپ نے اپنا جانشین حضرت معاذؓ بن جبل

کو مقرر فرمایا۔ نماز کا وقت آچکا تھا حضرت معاذ نے امامت کی۔ نماز کے ختم ہوتے ہی حضرت امین الامۃ کا خاتمہ تھا۔

مرض کی یہان بھی شدت شروع ہوگئی۔ وہی اختلاف پھر شروع ہوگیا۔ بعض کی راے تھی کہ اس جگہہ کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے مگر چونکہ حضرت معاذؓ کے خیال کے خلاف تھا اسوجہہ سے اس جماعت کی کچھہ نہ چلی۔ حضرت معاذ نے بھی بالکل اوسی طرح سے خطبہ پڑھا جیسا کہ حضرت امین الامۃ نے پڑھا تھا خطبہ سے فارغ ہوکر خیمہ مین آے ہین تو دیکھا کہ انکا بیٹا اس بلا مین مبتلا ہوچکا ہے۔ اون سے آپ نے نہایت استقلال کے ساتھہ تسلی آمیز الفاظ ارشاد فرماے وہ بھی آخر انھی کے صاحبزادہ تھے اس بارہ مین وہ بھی ایسے ہی مضبوط تھے اونکے انتقال کو آپ نے بڑے استقلال سے برداشت کیا۔ جب اون کو دفنا کر آے تو خود بیمار پڑ گئے۔ حضرت عمرو بن العاص کو اپنا خلیفہ مقرر فرماکر اس تیرہ خاکدان سے نہایت مسرت کے ساتھہ کوچ کیا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

حضرت عمرو بن العاص اس بارہ مین بالکل حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہم خیال تھے وہ خوب سمجھتے تھے کہ موت سے بھاگنا اور چیز ہے اور تبدیل آب و ہوا سے علاج کرنا اور چیز۔ طاعون کی شدت تھی اور ہزارہا جانین اسکی نذر ہورہی تھین آپ نے پہاڑونکی طرف پھیلجانیکا حکم دیدیا اگرچہ یہہ حکم بعض اون حضرات کے خلاف تھا جو حضرت معاذ و حضرت امین الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہم خیال تھے مگر عمل درآمد حضرت عمرؓو بن العاص ہی کی راے پر

کیا گیا۔ افسوس یہہ انتظام اوسوقت کیا گیا جب ۲۵ ہزار مسلمان جو ایک عالم مین غلغلہ اسلامی ڈالنے کے واسطے کافی تہے موت کا استقبال کر چکے تہے حضرت ابو عبیدہ۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت یزید بن ابی سفیان۔ حارث بن ہشام۔ سہیل بن عمرو عتبہ بن سہیل۔ عامر بن غیلان۔ بڑے بڑے حضرات انہین مین سے تہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہین سے بعض کے کچہہ حالات درج کر دئے جائین جن سے معلوم ہو جاے کہ اس وبا سے کیسے کیسے اسلام کے یادگار خاک مین جا چہپے۔

سب کہان کچہہ لالۂ وگل مین نمایان ہو گئین	
	خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہو گئین

ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر۔ آپکی والدہ ام غنم امیمہ بنت جابر حارث بن فہر کی اولاد سے ہین۔ آپ دُبلے پتلے لانبے قد کے آدمی تہے۔ چہرہ بہت صاف تہا ڈاڑہی بہت ہی سبک تہی جسپہ کبہی کبہی مہندی وغیرہ کا رنگ چڑہا ہوتا تہا آپ کا تمام اثاث البیت یا تو آپ کے ہتیار تہے یا ایک بکری کی کہال جو فرش کا کام دیتی تہی اور ایک پانی کی ٹہلیا۔ (تاریخ خمیس فی احوال النفس نفیس) یہہ وہ سامان تہا جو امارت کی حالت مین بہی کافی خیال کیا گیا تہا۔ آپ کا لباس موٹے صوف وغیرہ کا ہوتا تہا۔ جس زمانہ مین آپ شام کے گورنر تہے لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ ہرقل و دیگر امرا کے ایلچی آپکے پاس

آتے رہتے ہین کچھہ تو لباس کا طرز اچھا کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ مین جس لباس سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر رہا کرتا تھا اوس لباس کو ہرگز ترک نکرونگا۔ (مسعودی)

آپ اون حضرات مین سے ہین جو ابتدائے بعثت مین مشرف باسلام ہوے۔ یہہ دولت حضرت عثمان بن مظعون نے اور آپ نے ایک ساتھہ لوٹی آپ ذوالہجرتین ہین حبشہ کی جانب بہی آپ نے ہجرت کی تہی۔ بدر کی لڑائی مین آپ شریک تھے۔ اس لڑائی مین آپ کا سن شریف ۱۴ سال تہا اسی لڑائی مین آپ نے اپنے والد کو قتل کیا جو مشرف بہ اسلام نہ تہا اور کفار کیطرف سے لڑنے آیا تہا۔ ایسے ہی حضرات کی شان مین پروردگار عالم کا ارشاد ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ ترجمہ نہ پائیگے آپ اوس گروہ کو جو اللہ اور قیامت کیدن پر ایمان لائے کہ وہ دوست رکہتے ہون اون لوگون کو جو مخالف ہوے اللہ اور اوسکے رسول کے

بدر کے بعد کے تمام واقعات مین آپ شریک رہے۔ جنگ احد مین بہی آپ اون حضرات مین سے تہے جو رکاب مبارک سے جدا نہوے۔ اسی جنگ مین آپ ہی نے سر پاک سے خود کو اپنے دانتون سے نکالا تہا جس سے آپکے اگلے دو دانت گر گئے صحابہ کہتے ہین کہ کسی شخص کو جسکے اگلے دانت گر گئے ہون اتنا خوبصورت ہم نے نہین دیکہا جسقدر کہ امین الامتہ کو۔

اہل نجران نے جب حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے درخواست کی ہے کہ کوئی امین اونکے پاس بہیجدیا جاے تو آپ نے

فرمایا۔ مین بہت جلد تمہارے پاس ایک ایسا امین بھیجتا ہون جو واقعی امین ہے تمام صحابہ کی دلونمین اُمنگین ہو رہی تہین اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ مین ہی بھیجا جاؤن اور یہہ نعمت میری ہی تقدیر مین لکھی ہو۔ آپ نے اون کے ساتھہ حضرت ابو عبیدہ کو یہہ فرماکر روانہ فرمایا۔ ہر امت کا کوئی نکوئی امین ہوتا ہے ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ ہین۔ جیش خبط کی امارت پر دیگر مہاجرین وانصار کے ہوتے ہوے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انہی کو ممتاز فرمایا۔ وفات اقدس کے روز خلافت کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی جن دو شخصون کی بابت راے تہی وہ ہے ایک یہہ تہے اور دوسرے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہما حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب کسی قوم کو اوس قوم کے امیر کی اتباع کی بابت فرماتے تو آپ کے متبعین کو باین الفاظ حکم دیتے۔ علیکم بالھیّن اللیّن الذی اذا ظلم لم یظلم واذا اسئ الیہ غفر واذا قطع وصل رحیم بالمومنین شدید علی الکافرین ابو عبیدہ یعنے تم کو اتباع چاہیئے اون حضرت کا جو بہت ہی نرم خو ہین کہ اونپر کوئی ظلم بہی کرے تب بہی بدلہ نہ لین کوئی اون سے بُری طرح پیش آے تو معاف کردین اون سے کوئی قطع محبت کرے وہ پہر اوسکو ملا لین وہ جو مومنون کے لئے نہایت ہی رحمدل ہین لیکن کفار کے لئے بڑے سخت ہین وہ کون۔ ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالی عنہ)

حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کسینے دریافت کیا تہا کہ

اصحاب مین سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جناب پاک مین کون کون بہت ہی زیادہ درجہ قبولیت اور محبوبیت پر فائز تھا۔ اونہون نے فرمایا۔ ابوبکر۔ عرض کیا پھر کون۔ آپ نے فرمایا۔ عمر۔ پھر عرض کیا انکے بعد۔ آپ نے فرمایا۔ ابوعبیدہ۔ اسی طرح آپ ہی سے کسی دوسرے شخص نے یہہ سوال کیا تھا کہ اگر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خلیفہ مقرر فرماتے تو آپ کو قرینہ سے کونسی ترتیب معلوم ہوتی ہے کس ترتیب سے مقرر فرماتے۔ جب بھی آپ نے یہی جوابدیا تھا کہ اول ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر ابوعبیدہ بن الجراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ جب کسی لشکر کے سپہ سالار ہوتے تو جنگ کے وقت گشت لگانے مین فرماتے جاتے "بہت سارے سپید لباس والے اپنے دین کو داغ لگانے والے ہین۔ بہت سارے اس خیال مین ہوتے ہین کہ کسی مرتبہ پر فائز ہون لیکن اعمال سے وہ اور تنزل کے درجہ پر پہونچ جاتے ہین۔ دیکھو پچھلے گناہ ہونگا کفارہ اگلی نیکیون سے کرلو۔ کیسے ہی بڑے گناہ تم نے کئے ہون لیکن اگر ایک نیکی خالصاً للہ تم سے ہوگئی تو یہہ سب پر غالب رہیگی"

(الریاض المستطابہ)

آپ کا زہد اوس نظر پاک کے اثر کا ایک نمونہ تھا جسنے ایک عالم کو خاص رنگ مین رنگ کر تمام دنیا و مافیہا سے بالکل بے تعلق کر دیا تھا۔ شام کے سفر مین جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے خیمہ مین گئے ہین۔ تو سوائے زرہ۔ بکتر۔ خود۔ تلوار اور بکری کی کھال اور پانی کی ٹھلیا کے کچھ نہ پایا۔

جب کھانا طلب کیا گیا تو اس پاک نفس نے سوکھی کھجورین سامنے رکھکر یہہ دکھلادیا کہ وہ رنگ کسقدر گہرا چڑھا ہوا ہی جب ہی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا غر تنا بعدك الدنیا یا ابا عبیدہ اے ابو عبیدہ تمہارے بعد دنیا ہم کو کہین بہلا نہ لے۔ آپ کے پاس غنائم کے حصہ مین سے بہت سا مال ومتاع آتا تھا لیکن زہد وجود یہ ایسے کارکن تھے کہ بہت جلد اوس تمام مال ومتاع کو ٹھکانے لگا دیتے تھے اور اسیوجہ سے آپ ہمیشہ تنگ دست رہے۔ آپ اون دس حضرات مین سے ہین جنکو جنتی ہونیکی قطعی خوشخبری اسی عالم مین سنا دی گئی۔ آپ اون حضرات مین سے ہین جنکو سرکار سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ (تم جو چاہے کرو اللہ تعالے نے تمکو بخشدیا) کا تمغہ عنایت ہو چکا تھا۔ کچھ تو تھا جسکی وجہ سے ایسا ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبائر سے انکو محفوظ رکھا گیا تھا یا اوسکے بعد ہی توبہ کی توفیق عطا فرمائی جاتی تھی۔ ہند بنت جابرؓ سے آپکے دو صاحبزادے تھے۔ یزید۔ عمیر مگر افسوس نسل آگے نہ بڑہی۔

طاعون مین جس ثابت قدمی سے آپ نے اس عالم کو چھوڑا ہے واقعی یہ ہے کہ آپ ہی سے حضرات کا حصہ تھا۔ آپکو قبر مین حضرت معاذ بن جبل۔ عمرو بن العاص ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین نے اوتارا اور آہ کہ اسلام کا ایک درخشندہ آفتاب خاک مین پنہان ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل بن عمرو الانصاری الخزرجی السلمی

۱۸ سال کی عمر مین آپ مشرف باسلام ہوے۔ عقبۂ اخیرہ مین آپ موجود تھے

بدر اور بدر کے بعد کے واقعات مین آپ شریک رہے آپ ماہرین بالقران والاحکام
مین سے تھے۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آپکو اور حضرت
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو یمن کا قاضی اور معلم احکام مقرر فرماکر روانہ
فرمایا تھا۔ امام ترمذی نے بالتفصیل وہ نصایح روایت کئے ہین جو اس وقت
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے انکو ارشاد ہوے تھے۔ ایک
حدیث شریف مین حضور پر نور روحی فداہ ارشاد فرماتے ہین اعلمھم بالحلال
والحرام معاذ بن جبل مسائل حلال وحرام کے ان سب مین زیادہ جاننے والے
معاذ بن جبل ہین۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین۔
کنا نشبھہ بابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام امۃ قانتاً للہ
حنیفاً یعنے ہم اونکے خشوع خضوع اور باطل سے گریز دیکھکر انکو حضرت ابراہیم
علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھہ تشبیہہ دیا کرتے تھے حضرت انس رض
فرماتے ہین کہ جن چار حضرات نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
زمانہ مبارک مین قرآن پاک جمع فرمایا تھا ایک اونمین سے حضرت معاذ بن جبل
بھی تھے۔ حضرت جابر فرماتے ہین کہ معاذ بہت ہی نرم خو اور بڑے ہی سخی تھے
محدثین نے انکے بہت فضائل لکھے ہین اڑتیس سال کی عمر مین اس عالم کو
خیرباد کہی۔ آپ کا وہی سن تھا جو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا
رفع سماء کے وقت تھا۔ افسوس انکی نسل کا بھی پتہ نہین۔

سہیل بن عمرو القرشی العامری

آپ اشراف قریش مین سے تھے۔ ابوجندل کے والد ہین۔ صلح حدیبیہ مین جو صلح کی گفتگو مروی ہے وہ انہی کی ہے جسکو پوری تفصیل سے آپ شمس التواریخ کے پہلے حصہ مین پڑھ چکے ہونگے۔ یہہ بہت بڑے خطیب تھے انکی تقریر کا وہ اثر تھا کہ دم بھر مین قبیلہ کے قبیلہ مین آگ لگا دیتے تھے۔ اسلام سے قبل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مخالفت پر انہون نے لوگونکو بارہا اوبھارا اور شورشین برپا کین۔ جب بدر کی لڑائی مین گرفتار ہوکر آے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعہ کی راے ہوئی کہ انکے دانت توڑ دئے جائین کہ پھر ایسی گستاخیان جناب اقدس مین نہ کرنے پائین۔ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو شاید کسی مقام پر کھڑے ہوکر یہی تعریف کرنے لگین۔ وہی ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد جو انکی تلوار کی کارگذاریان ہونگی وہ تو ہونگی مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کے بعد جب مرتدین کی شورش ہوئی ہے انہون نے اپنی تیغ لسانی سے وہ کام کیا کہ بہتونکو اوس جانب سے اس جانب لگا لیا جس مقام پر یہہ تھے وہان جو کچھہ اختلاف پڑا ہوا تھا آپکی زور تقریر نے سب ٹھنڈا کر دیا۔ ایک مرتبہ یہہ اور ابوسفیان بن حرب وغیرہ اشراف قریش حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ ایک لڑائی پر کچھہ لوگون کو بھیج رہے تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالے عنہ بول اوٹھے کہ ہم نے آج کا سا کارخانہ ہی نہین دیکھا ایسے غلامون کو تو لڑائی پر بھیجا جا رہا ہے اور ہم بیٹھے منہ تک رہے ہین۔

حضرت سہیل بہی اگرچہ انہی مین سے تہے مگر انکی عقل انکے غصہ پر غالب رہتی تہی
آپ نے فرمایا۔ مین دیکہہ رہا ہون جو تم لوگون کے چہرون پر آثار نمایان ہو رہے
ہین اگر آپ لوگون کو غصہ آرہا ہے تو اپنے اوپر اوتار لیجیے۔ بلاے سب گئے تہے
جو پہلے پہونچ گئے یہہ دولت اُنہون نے لوٹ لی آپ رہ گئے۔ اب رہیئے۔
رہا یہہ کہ امارت وغیرہ۔ وہ تم کو اب مل نہین سکتی ہان لڑائی مین شریک ہوجاؤ
کیا عجب ہے کہ درجۂ شہادت پر فائز ہو۔ یہہ کہکر کمر باندہ مستعد ہوگئے اور
چل کہڑے ہوے۔ امام حسن بصری علیہ الرحمہ اس واقعہ کو نقل فرماکر فرماتے
ہین۔ ویالہٗ من رجل ما کان اعقلہ۔ کسقدر بڑی سمجہہ بوجہہ کے
آدمی تہے۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

وبا زدہ مقام سے نکلنا دو طرح پر ہے ایک تو یہہ کہ قضاے الٰہی سے بہاگنے
کا قصد ہو یہہ سخت ممنوع ہے دوسرے یہہ کہ بغرض تبدیل آب و ہوا اوس زمین کو
چہوڑا جاے کہ یہہ بہی ایک قسم کا علاج ہے اس نیت سے اگر خروج ہو تو جائز
ہے۔ بخاری شریف مین حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
مروی ہے وہ فرماتے ہین۔ سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ
الہ واصحابہ وسلم یقول اذا سمعتم بہ بأرض فلا تقدموا علیہ
واذا وقع بأرض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارًا منہ یعنے جب تم سنو کہ
کسی زمین مین وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور اگر جہان ہو وہین وبا واقع ہو تو
اوس سے بہاگنے کے ارادہ سے وہان سے نہ نکلو۔ فرارًا منہ کی شرح مین
علامہ قسطلانی تحریر فرماتے ہین لئلا یکون معارضۃ للقدر فلو خرج

لقصد آخر غیر الفرار جاز یعنے بہاگنے کے خیال سے نکلنا کیون منع ہوا کہین تقدیر الٰہی سے معارضہ نہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فرار کے سوا کسی دوسری غرض سے اوس زمین کو چھوڑا ہے تو جائز ہے۔ اسی فرار کی قید پر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیادہ نظر تھی۔ علامۂ ابن حجر اسی طاعون عمواس کا واقعہ نقل فرما کر فرماتے ہین فھذا یدل علی ان عمرؓ رای ان النھی عن الخروج انما ھو لمن قصد الفرار متمحضاً یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وبازدہ مقام سے خروج کی ممانعت صرف اوسی شخص کے حق مین سمجھتے تھے جو محض بہاگنے کے قصد سے نکلے۔ امام بخاری صاحب علیہ الرحمہ بہی ممانعت کو عامہ نہین خیال فرماتے آپ نے باب الطاعون سے پیشتر عنوان قائم کیا ہے باب من خرج من ارض لا تلائمہ۔ علامۂ ابن حجر عسقلانی شرح مین فرماتے ہین وکانہ اشار الی ان الحدیث الذی اورد ہ بعد لا فی النھی عن الخروج من الارض وقع فیھا الطاعون لیس علی عمومہ وانما ھو مخصوص بمن خرج فرارا منہ یعنی باب الطاعون سے پیشتر اس باب کو قائم کرنے اور بنی عرینہ کی حدیث بیان فرمانے مین امام بخاری نے اسجانب اشارہ کیا کہ طاعون زدہ مقامون سے نکلنے کی ممانعت ہر صورت مین نہین ہے بلکہ وہ ممانعت صرف اوسی کے ساتھہ مخصوص ہے جو وبا رطاعون سے بہاگنے کے ارادہ سے نکلے۔

بنی عرینہ کی جو حدیث اس باب کے تحت مین امام بخاری علیہ الرحمہ نے

نقل فرمائی ہے وہ یہہ ہے عن قتادۃ ان انس بن مالک حدثھم ان ناسا او رجالا من عکل وعرینۃ قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وتکلموا بالاسلام فقالوا یا نبی اللہ انا کنا اھل ضرع ولم نکن اھل ریف فاستوخموا المدینۃ فامرلھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بذود وبراع وامرھم ان یخرجوا فیہ فیشربوا من البانھا وابوالھا فانطلقوا حتی کانوا بناحیۃ الحرۃ کفروا بعد اسلامھم وقتلوا راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم واستاقوا الذود فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فبعث الطلب فی آثارھم فامر بھم فسمروا اعینھم وقطعوا ایدیھم وترکوا فی ناحیۃ الحرۃ حتی ماتوا علی حالھم یعنے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ بیان فرماتے ہین کہ کچھ لوگ قبیلۂ عکل اور عرینہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر مقر بالاسلام ہوے۔ پہر اونہون نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کی ناموافقت بیان کی کہ ہم مویشی والے ہین کھیتی باڑی والے نہین۔ آپ نے چند اونٹ اونکو دلوادئے اور اون کا چرواہا ساتھہ کرکے حکم دیدیا کہ اوسی چراگاہ کی طرف چلے جائین اور وہان ان کے دودہ اور پیشاب پیئین۔ (شاید اونکو مرض استسقا کی شکایت تہی اور یہہ اوسکا علاج تہا) وہ مقام حرہ مین (مدینہ منورہ سے باہر افتادہ زمین ہے جہان سیاہ پتھر بہت سارے ہین) پہونچکر مرتد ہوگئے۔ چرواہے کو قتل کرڈالا اور اونٹ ہنکالے گئے۔ جب

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچھ لوگ اونکی تلاش مین روانہ فرمائے جب وہ پکڑے ہوے آئے تو گرم سلائیان اونکی آنکھونمین پھیری گئین۔ اونکے ہاتھ کاٹے گئے اور اوسی زمین حرہ مین چھوڑ دئے گئے یہان تک کہ وہ اسی حال مین مر گئے۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بغرض علاج باہر نکلنا درست ہے۔ علامۂ ابن حجر عسقلانی نے ایک روایت حضرت فروہ بن مسیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل فرمائی ہے۔ جب حضرت فروہ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا کہ ہماری زمین وبازدہ ہے تو آپ نے فرمایا دعها عنك فان من القرف التلف قال ابن قتیبة القرف القرب من الوباء یعنی تو اوس زمین کو چھوڑ دے اسلئے کہ وبازدہ زمین سے نزدیکی مین تباہی ہے علامۂ ابن حجر اسکے بعد فرماتے ہین قال الخطابی لیس فی هذا اثبات العدوی وانما ہو من باب التداوی فان استصلاح الاهویة من انفع الاشیاء فی تصحیح البدن وبالعکس۔ یعنے خطابی فرماتے ہین کہ وبازدہ مقامات سے بچنے مین تعدیہ مرض کا ثبوت نہین ہوتا جسکی صراحتہً نفی حدیث شریف مین وارد ہو چکی ہے بلکہ یہہ تو ایک قسم کا علاج ہے اسلئے کہ اچھی ہوا ؤن کا حاصل کرنا صحت بدنی کے واسطے نہایت مفید ہے جیساکہ بری ہوائین مضر صحت ہین۔ پس معلوم ہوا کہ بغرض فرار نکلنا ہرگز درست نہین اور بغرض تداوی جائز ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہین ان اللہ لم ینزل داءً الا انزل له شفاءً فتداووا۔ یعنے بے شک

اللہ تعالیٰ شانہ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے سو تم دوا اور علاج کرو۔ اور یہہ امام خطابی کے بیان اور اطبا وغیرہ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تغیر آب و ہوا بھی ایک قسم کا علاج ہے تو تدا و دا کے تحت مین آگیا۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے جواز خروج ایک جماعت صحابہ سے نقل کیا ہے جسمین سے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ ہین۔ تابعین مین سے اسود بن ہلال۔ مسروق وغیرہ بھی اسی جانب ہین۔ یہہ لحاظ رہے کہ یہہ حضرات جو پہلو اختیار فرماتے تھے وہ بالکل مذہبی ہوتا تھا۔ اون مین سے بعض کو مذہب مین اپکا سمجھنا اور بعض کو اس کے خلاف محض مصلحت اندیش خیال کرنا سوء ظن ہے۔

اب اس زمانۂ طاعون مین گھر چھوڑنے والے اپنے دلونکو ٹٹول لین کہ دونون صورتون مین سے کونسی صورت اون مین ہے چونکہ اس زمانہ مین اس وبا کا شیوع ہو رہا ہے (خدائے تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل مین اسکو دور کرے) اور مناسب مقام بھی تھا اس لحاظ سے یہہ مسئلہ بالتفصیل عرض کر دیا گیا۔

حضرت امیر المومنین کو ان جانکاہ واقعات کی اطلاع ہوتی رہتی تھی اور آپ مناسب تجویزین بھیجتے رہتے تھے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے انتقال کی جب خبر معلوم ہوئی تو آپنے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دمشق کا اور حضرت شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اردن کا حاکم مقرر فرمایا۔

اس جانکاہ قیامت زا وبا نے گھرانے کے گھرانے بالکل تباہ کر دیئے۔

اہل اسلام جو اب تک فتوحات کے خیال مین منہمک تھے اب اونکی ساری توجہ اپنی جانب تھی۔ ہر شخص بحال خویش مبتلا تھا۔ سیکڑون بچے یتیم ہو گئے۔ ہزارون عورتین بیوہ ہو گئین۔ بہت سارا الاوارثی مال مارا مارا پھرتا تھا جسکے وارث تھے وہ اپنے حال مین گرفتار تھے و باکا زور کم ہوتے ہی اسکے انتظام کے لئے خود امیر المومنین نے شام کا قصد کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ مین اپنا نائب مقرر فرماکر دجلہ کی راہ چل کھڑے ہوے۔ ایلہ کے قریب ہی پہونچے تھے کہ آپ نے کسی مصلحت سے اپنی سواری غلام کو دیدی اور خود اوسکی اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اوسکا خوگیر اوسی کے لائق اور وہ بھی اولٹا پڑا ہوا تھا لوگ نہ پہچان سکے۔ اور آپ ہی سے آکر دریافت کرتے۔ امیر المومنین کہان ہین۔ آپ فرماتے امامکم اسکے ایک معنی تو یہہ ہین کہ تمہارے سامنے۔ اور دوسرے معنی ہین تمہارے آگے۔ آپ کی مراد تھی پہلے معنے سے اور وہ سمجھتے تھے دوسرے معنے۔ یہہ ایک خوش طبعی تھی۔ وہ پوچھتے پوچھتے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپ اسی شان سے ایلہ مین داخل ہوے۔ آپ کا کرتہ کجاوہ کی رگڑ سے پیچھے سے پھٹ گیا تھا پیوند لگانے کے واسطے ایلہ کے ایک پادری کے حوالہ کیا اوس نے اپنے ہاتھہ سے پیوند لگا کر ایک نیا اچھا کرتہ تیار کر کے اوس کے ساتھہ پیش کیا آپ نے اپنا کرتہ پہن لیا اور وہ نفیس کرتہ واپس کر دیا۔

شام کے اضلاع مین گشت لگا کر مناسب انتظامات کئے اور وظائف مقرر فرماے۔ انتظام سرحد علیحدہ تھا اہتمام گرما جدا۔ حضرت شرحبیل کو

معزول فرمایا جب لوگون نے سفارش کی تو آپ نے فرمایا کہ مین ان سے خدانخواستہ کسی طرح ناراض نہین مگر یہان مین یہہ ضرور چاہتا ہون کہ ایسے مقامات کا حاکم ایک نہایت قوی شخص ہو۔ تمام طاعون زدونکے مالون کو اونکے ورثا مین ٹھکا دلگا دیا سب ناکو نکا اچھی طرحسے استحکام کیا اور سرحدی مقامات پر فوجی چھاؤنیان قائم کین کامل ابن اثیر اور سید احمد دحلان صاحب فتوحات اسلامیہ نے حضرت بلال رض کی اذان کا ذکر اس سفر شام مین بیان کیا ہے اور اوپر جو فتح بیت المقدس مین ذکر کیا گیا وہ طبری کی روایت تھی واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے چلتے وقت لوگون کو جمع کر کے ان سب انتظامات کے بارہ مین تقریر فرمائی اور ماہ ذیقعدہ مین وہانسے واپس تشریف لے آے۔ اسی سال آپ حج کے واسطے تشریف لے گئے۔

میرے پیش نظر جو تاریخ کی کتابین ہین اونمین سنہ ۱۹ھ کا کوئی واقعہ قابل ذکر نہین ملتا ہان باختلاف الروایات جزیرہ اور قیساریہ وغیرہ کی فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے جس کو مین بصحت روایت مفصل طور پر لکھہ چکا ہون اس لحاظ سے جو پردہ اس سال کے واقعات پر پڑا ہوا ہے اوسکا اوٹھانا میرا کام نہین بالضرور ناظرین اس بارہ مین مجھے معذور رکھین گے۔

سنہ ۲۰ ہجری

فتح مصر

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ جب طاعون زدون کے اموال کے

انتظام کے لئے شام تشریف لے گئے ہین تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ بہی اگر ملے اور مصر کی نسبت گفتگو کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ ایسے امور مین نہایت محتاط تہے مگر بار بار کی تحریک و اصرار پر راضی ہو گئے اور چار ہزار فوج ساتھہ لیجانیکا حکم دیدیا۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حسن المحاضرہ مین حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ کے اس قدر اصرار کی وجہ مین انکے ایام جاہلیت کا ایک واقعہ لکہا ہے جسکو سید احمد دحلانؒ نے فتوحات اسلامیہ مین اسطرح ذکر کیا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ ایام جاہلیت مین کچہہ اسباب تجارت لیکر بیت المقدس گئے ہوے تہے۔ جس قافلہ کے ساتھہ یہہ گئے تہے اونہون نے اونٹون کے چرانے کی باری ٹہیرالی تہی ہر ایک اپنی اپنی باری مین چرایا کرتا تہا۔ اوسی زمانہ مین اسکندریہ کا ایک راہب بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا ہوا تہا وہ سیر کرتا اس جانب بہی آنکلا جہان یہہ قافلہ فروکش تہا۔ گرمی تہی سخت اور پانی کا وہان کچہہ پتہ نہ تہا۔

وہ اس جانب آیا اور نہایت لجاجت سے اوس نے پانی مانگا اتفاق سے یہہ روز حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ کی باری کا تہا انہون نے اپنے مشکیزہ سے پانی نکالکر اوسکو خوب سیر ہوکر پلا دیا۔ راہب تہک کر چور ہو گیا تہا۔

پیاس بہی شدت کی تہی بہت سا پانی پیجانے سے اوسکے ہاتہہ پانون شل ہوگئے
اور وہین دراز ہوگیا - یہہ غافل پڑا سورہا تہا کہ ایک سانپ اسجانب آتا ہوا
معلوم ہوا اور قریب تہا کہ منہ مارے جو حضرت عمرو بن العاص نے دیکہہ لیا
اور اپنے ایک تیر سے اوسکا فیصلہ کردیا - راہب کی جب آنکہہ کہلی تو اوس مردہ
ہی سانپ کو دیکہکر وہ چلا اوٹہا - حضرت عمروؓ نے اوسکو تسلی دیکر سارا ماجرا بیان
کردیا - وہ انکی جانب جہک پڑا اور کہنے لگا کہ آپ نے دو مرتبہ میری جان بچائی
پیاس سے بہی میرا دم نکلا جاتا تہا اور اس نے تو ڈہیری ہی کردیا ہوتا اب آپ
یہہ بتائیے کہ آپ کس غرض سے ہین - حضرت عمرو نے کہا - ہم تجارت کی غرض سے
ادہر آنکلے ہین - اوس نے کہا - اس تجارت مین آپ نے منافع کسقدر خیال
کیا ہے - آپ نے فرمایا میرے پاس دو اونٹ ہین اگر اسقدر منافع ہوجاے
کہ ایک اونٹ اور خرید لون تو میرے خیال مین بہت ہے - اوس نے کہا -
اور خونہا آپکے یہان کسقدر ہے - جواب ملا کہ سو اونٹ - راہب بولا کہ اونٹونکا
حساب ہم نہ سمجہین گے ہم اونٹ والے نہین ہین آپ دینارونکے حساب سے
بتائیے - آپ نے کہا کہ ہزار دینار - اب راہب نے کہا کہ سنئے - یہان
تو مین ایک مسافر ہون جو زیارت بیت المقدس کے لئے آیا ہون اس قدر
میرے پاس کہان جو اپنا خیال پورا کرسکون ہان مین عہد کرتا ہون اور خدا کو
درمیان دیکر کہتا ہون کہ اگر آپ ہمارے شہرون مین آنکلین گے تو دو خونہا مین
آپ کی نظر کرونگا اسلئے کہ آپ نے دو مرتبہ میری جان بچائی ہے - حضرت عمرو
بن العاص نے پوچہا - کہان - راہب نے کہا کہ مصر کے علاقہ مین اسکندریہ

ایک مقام ہے مین وہین کا رہنے والا ہون۔ حضرت عمرو بن العاص نے کبھی اوسطرف سفر نہین کیا تھا نہایت تعجب سے کہا کہ مین اوسطرف کبھی نہین گیا۔ نہین معلوم کیسا شہر ہے۔ راہب نے کہا۔ بس ایسا ہے کہ اگر آپ ایک مرتبہ دیکھہ لین گے تو تمام شہرون کو بھول جائین گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ تم اپنے عہد کی تجدید کرلو۔ اوس نے مکرر قول و پیمان سے عہد کیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا کتنا زمانہ صرف ہوگا۔ اوس نے کہا کہ آپ میرے ساتھہ چلئے ایک ماہ صرف ہوگا دس روز کا راستہ ہے اور دس ہی روز قیام ہوگا۔ ادہر سے مین آپ کو ساتھہ لیچلونگا اودہر سے واپس ہوتے وقت اپنا ایک معتمد آدمی ساتھہ کردونگا وہ آپ کو آپ کے ساتھیون تک پہونچا جائیگا۔ حضرت عمرو نے فرمایا۔ اچھا مین ساتھیون سے مشورہ کرلون۔ آپ نے ساتھیون کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور فرمایا۔ جب تک مین واپس نہون تم سب یہین مقیم رہنا آدہا اوسمین سے تمہارا بھی حصہ ہے مگر ایک شخص ضرور میرے ساتھہ ہونا چاہیئے جس سے میرا دل بہلتا رہے وہ سب اسپر راضی ہوگئے اور ایک شخص جو اس قسم کی سیر و سیاحت کا زیادہ شایق اور خوش طبع بھی تھا انکا ہمراہی مقرر ہوا۔ حضرت عمرو فرماتے ہین کہ جب ہم اسکندریہ پہونچے ہین تو ہماری حیرت و استعجاب کا کچھہ ٹھکانا نہ تھا اسلئے کہ اول تو وہانکی عمارتین ہی اعلیٰ درجہ کی صناعی سے تیار کی گئی تھین دوسرے ہم سوا چھڑہ کے خیمون کے اور کیا جانتے تھے وہان کی رونق۔ وہان کی آب و تاب ہماری آنکھون کو خیرہ کئے دیتی تھی۔ اتفاق یہہ ہوا کہ اوسی زمانہ مین وہان کسی قسم کا میلہ تھا جسکی وجہ سے اوسمین اور بھی رونق ہورہی تھی۔ چارونطرف سے رؤسا اور امرا کے آجانیسے اسکندریہ

کچھہ اور ہی ہو رہا تھا۔ یہہ فرماتے ہین کہ راہب نے انکی بڑی خاطر و مدارات کی
اور اون جلسونمین شریک کیا جو اس زمانہ مین وہان ہو رہے تھے۔ یہہ فرماتے ہین
کہ مین ایک جلسہ مین شریک ہوا وہان گیند بازی ہو رہی تھی ایک سونے کی گیند تھی
لوگ اوسکو آستینونمین لپکنا چاہتے تھے۔ اونکا خیال تھا کہ جسکی آستین مین یہہ گیند
پڑ جائیگی وہی یہانکا مالک ہوگا۔ وہان سب شاہزادے ہی شاہزادے تھے
یا حضرت عمرو بن العاص راہب کے ساتھہ تماشائی ہو کر پہونچ گئے تھے اتفاق
کی بات وہ گیند انکی آستین مین آپڑی لوگ سناٹے مین آگئے اور سب نے غل
مچانا شروع کیا کہ کیا یہہ گنوار ہم پر حکومت کریگا۔ ہماری گیند نے آج تک تو
خطا کی نہین مگر آج ہم کو بھی تردد ہو گیا۔ راہب اس جلسہ سے انکو لیگیا اور
تمام شہر کی سیر کراتا پھرا۔ وہ اپنے تمام ملاقاتیون سے کہہ پھرا کہ یہہ وہ شخص ہے
جسکی بدولت مین دو بار موت کے منہ مین سے نکلا ہون۔ اور مین نے دو ہزار
دینار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ الغرض اوسنے اپنے وعدہ کا ایفا اور تمام
زاد و راحلہ مہیا کر کے ایک رہبر ساتھہ کر دیا کہ وہ شام مین ان کو پہونچا دے۔
اس سفر مین حضرت عمرو بن العاص کو مصر کے تمام راستے اور اوسکے نشیب و فراز
سب معلوم ہو گئے تھے۔ اوسکی زرخیزی عرب کے جنگلون مین انکے خیال سے
نہین اوترتی تھی۔ ایام جاہلیت مین اسطرف انکا اتفاق ہی نہین ہوا اتفاق
کیا بے سروسامانی نے خیال بھی نہ بند ہنے دیا۔ ۷ھ ہجری و بروایت
دیگر ۸ھ ہجری مین جب حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھہ
مشرف باسلام ہوے ہین تو غزوہ ذات السلاسل پیش آگیا۔ یہہ سرحدوان سریہ تھا

جسکی فوج کی تعداد تین سو تھی یہہ اوسکے امیر مقرر فرماکر روانہ کئے گئے - وہان یہہ
مقدار قلیل معلوم ہوئی - انہون نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے کمک طلب کی آپ نے مہاجرین اولین مین سے ایک جماعت انکی مدد کے لئے
روانہ کی جنمین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھی تھے
اور اس جماعت کی امارت حضرت امین الامتہ کے متعلق فرماکر یہہ ارشاد فرمادیا کہ
تم دونون اختلاف نکرنا - اس جنگ کے زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص ہی
امامت فرماتے رہے وہانسے فارغ ہوکر عمان کے گورنر مقرر ہوکر بھیجدئے گئے
حضرت صدیق اکبر کے زمانہ مین شام کی جانب بھیجے گئے جیساکہ پہلے واقعات سے
ظاہر ہورہا ہے - خلافت فاروقی کے ۲۰ھ تک یہہ اوسی علاقہ مین بہادری
کے جوہر دکھلاتے رہے مگر مصر کی طرف کا کوئی موقع نہ ملا - کچھ تو وہ واقعہ اور
کچھ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہہ ارشاد پاک لتفتحن علیکم
بعدی مصر فاستوصوا بقبطها خیرا فان لکم منهم صهرا و ذمة
میرے بعد تمہیں مصر فتح ہوگا وہانکے حاکم کو اچھے مشورے دینا کیونکہ اونسے تمہاری
قرابتین اور عہد و پیمان ہونگے - یہہ محرک ہورہے تھے اور موقع بھی آن لگا تھا
آپنے حضرت عمر سے زیادہ اصرار کیا - حضرت عمرو بن العاص گو جاریہ کے بطن سے تھے
جیساکہ خود انہون نے اوس موقع پر اشارہ کیا جب کچھ لوگ انمین اور انکے بھائی
ہشام مین فضیلت کے بارہ مین اختلاف کررہے تھے کوئی کہتا تھا کہ انکو ہشام پر
ترجیح ہے اور کسی کا قول تھا - نہین ہشام انسے افضل ہین - حضرت عمرو بن العاص
نے فرمایا ان امه بنت هشام بن مغیرة و امی من

قد عرفتم وکان احب الی ابیہ منی والوالد اعرف باولادہ واسلم قبلی واستشہد قبلی۔ یعنے ہشام کی والدہ ہشام بن مغیرہ کی بیٹی ہین اور میری ماں کا حال تو تمکو معلوم ہی ہے وہ والد کو زیادہ پیارے بہی تھے باپ کو اپنی اولاد کا حال خوب معلوم ہوتا ہے مجھسے پہلے وہ مشرف باسلام ہوے درجۂ شہادت پر بہی وہ فائز ہو چکے۔

مگر ساتھہ ہی شجاعت واقبال کا تارہ اونکے ماتھے پر چمکتا تھا۔ فلسطین وغیرہ کی لڑائیون مین جو افسرانہ مزاج کے ساتھہ انسے جانبازانہ شجاعت بہی ظاہر ہوئی اوس نے حضرت عمرؓ کے دلمین گھر کرلیا تھا۔ آپ نے ایک موقعہ پر ان سے اوس تلوار کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی جس سے اسقدر جنگجو عیسائیونکا قصہ پاک ہوا تھا عمرو بن العاص نے ایک چھوٹی سی معمولی تلوار نیام سے نکالکر دکہلادی مگر جب آپنے حضرت عمرؓ کو حیران ہوتے دیکھا تو کہا۔ افسوس۔ تلوار والے کے بازو کے بغیر یہہ تلوار فرزوق شاعر کی تلوار کی نسبت نہ تو تیز ہی ہے اور نہ بہاری۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جو کچہہ پس وپیش تہا وہ محض بہ نظر احتیاط تہا مگر ان کے بار بار کے اصرار نے اجازت لے ہی لی۔ حضرت عمرؓ نے انکے ساتھہ بروایتے چار ہزار اور بروایتے تین ہزار یا پنجسو فوج جو سب کی سب قبیلہ عکل کی تہی ساتھہ کردی مگر بمقتضاے احتیاط خیال اب بہی تہا۔ عمرو بن العاص سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر روانہ ہوجاؤ۔ مین اسکے بعد کچہہ سونچونگا۔ اگر مصر کے علاقہ مین داخل ہونیسے پیشتر میرا خط تمکو ملجاے تو فورًا اولٹے پہر آنا اور اگر اوس سرزمین مین داخل ہونیکے بعد ملے تو خدا پر بہروسہ کئے ہوے چلے جانا۔

حضرت عمرو بن العاص ابھی مقام عریش ہی تک پہونچے تھے کہ امیر المومنین کا والا نامہ جسمین واپسی کا حکم تھا پہونچا۔ آپ نے لوگون کو مجتمع کر کے حکم سنایا اور دریافت کیا کہ یہ مقام مصر کی حد سے خارج ہے یا داخل۔ یہہ معلوم ہونے پر کہ یہ مصر کے حدود مین واقع ہے آپ نے واپسی کا ارادہ نکیا اسلئے کہ حضرت امیر المومنین کا فرمان عالیشان اسی شرط پر تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خط مقام رفح مین ہی پہونچ چکا تھا۔ لیکن اس خیال سے حضرت عمرو بن العاص نے اوسکو نہ کھولا کہ شاید واپسی کا حکم ہو مقام عریش پر پہونچکر اس خیال سے کھولا کہ اب تو مصر کی حد مین داخل ہو چکے واپسی کا حکم بھی اس حالت مین قابل نفاذ نہین کیونکہ واپسی مصر کے حدود تک نہ پہونچنے کے ساتھہ مشروط تھی۔ اگر غور کیا جاے تو یہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان مین چالبازی کی نسبت کرنا ہے جو سوء ادبی ہی نہین بلکہ بہتدی بھی ہے مقام رفح کب حدود مصر سے خارج تھا۔ شرط عدم واپسی تو وہین پائی جاتی تھی۔

آپ باب الیون پر قبضہ کر کے آگے بڑہے راہ مین ابو مریم جاثلیق اور اسقف ملے جنکو مقوقس حاکم قیصر کے باجگذار نے اہل اسلام کے اس بڑہتے سیلاب کے روکنے کے لئے بھیجا تھا۔ مقابلہ ہوتے ہی جب اونکو معلوم ہوگیا کہ وہ تلوار جو قیصر و کسرے کے ہوش اڑا چکی ہے انکے روکے سے ہرگز نہ رک سکے گی صلح کے نامہ و پیام جاری ہونے شروع ہوے۔ آپ نے وہی تین چیزین پیش کین جو ہر جنگ کی ابتدا مین اہل اسلام پیش کرتے آے ہین۔ اسلام جزیہ اور آخر مین تلوار۔ یہہ دونون افسر خود مختار نہ تھے انہون نے اتنی مہلت چاہی کہ مقوقس کو اطلاع دیجاے اوسکے بعد جیسی اوسکی راے ہو۔ اسلامی طریقہ کے موافق تین روز کی

مہلت دیگئی - وہانسے اسلام وجزیہ نامنظور کئے گئے اور لڑائی برابر جاری رکھنیکا سخت حکم پہونچا - ابھی اچھی طرحسے دو دو ہاتھ نہونے پائے تھے کہ مصری فوج نے میدان خالی دیا - ان اوچھے واروں مین بہی مصری سیکڑون کیا ہزارون لاشین چھوڑ گئے - اسلامی بہادرون نے یہانسے عین شمس کا رخ کیا - فرما کے محاصرہ کے لئے ابرہہ بن صباح اور اسکندریہ کیجانب عوف بن مالک روانہ کئے گئے عین الشمس کے آخری نتیجہ کے انتظار مین فرماوالون نے لڑائی کو نہایت کمی کے ساتھہ جاری رکھا مگر عین الشمس کی صلح نے انکے ہوش بگاڑ دئے - اہل اسلام نے ایک ہی مہینہ کے محاصرہ مین اوس شہر کو فتح کرلیا جو درحقیقت کلید مصر تہا اور جسکو جالینوس کی زیارت گاہ ہونیکی وجہ سے اپنے اوپر بہت ناز تہا اسکے فتح ہونے سے القاہرہ کے تمام گردونواح اور عین الشمس کے تمام کہنڈرون تک ملک کا دروازہ کہل گیا - فرما سے چلکر بلبیس وغیرہ لیتے ہوئے فسطاط پہونچے -

دریائے نیل کے غربی کنارہ پر مخروطی مینارونکے مشرقی سمت مین تہوڑیسے فاصلہ پر شہر منف اپنے اولوالعزم بادشاہون کی یادگار تہا - یہہ شہر کسی وقت مین دارالسلطنت ہونیکا امتیاز حاصل کرچکا تہا لیکن اسکندریہ کی آبادی اور حرفتونکی ترقی نے اسکی شہرت خاک مین ملاکر دارالسلطنت سے ایک صوبہ بنا دیا - وہ فاصلہ جو دریائے نیل کے دوکنارونکے درمیان مین ہے جہان ایک چھوٹا سا جزیرہ نما کف دست میدان پڑا تہا اسی حد مین ہے - فسطاط اوسوقت مین بہی کف دست میدان تہا اسکے دوجانبون مین دو پل بندہے ہوئے تھے ان مین سے ایک پل کی مشرقی حد پر رومی فوج کا کمپ تہا جس سے مصر کی دوسری دارالخلافت اور دریا کی گذرگاہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا تہا - اپنے موقع کے لحاظ سے یہہ مقام

اچھی نبرد گاہ تہا۔ حضرت عمرو بن العاص نے سیدہا اسی جانب رخ کیا۔ مگر مقوقس انسے پہلے پہونچکر لڑائی کا پورا بندوبست کرچکا تہا۔

قلعہ کے گرد اگرد خندق کہدوادی گئی۔ گذرگاہ پر گوکہرو بچہادئے گئے مختلف دروازے مقرر کرکے حفاظت کا پورا انتظام کردیا گیا۔ قلعہ کی مضبوطی اور فوج کی قلت کے حال سے عمرو بن العاص نے حضرت امیرالمومنین کو اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فوراً چار ہزار فوج روانہ کردی جنکے افسر خود ہی بزرگوار مقرر فرمادئے۔ عبادہ بن الصامت مقداد بن عمر سلمہ بن مخلد۔ زبیر بن العوام۔ حضرت امیرالمومنین نے یہہ بہی لکہدیا تہا کہ مین وہ چار ہزار مردان جنگ آزما بہیجتا ہون جن مین سے ہر ایک ہزار ہزار آدمیون کی برابر ہے۔

حضرت زبیر نے یہان کے معرکہ مین شجاعت کے بڑے جوہر دکہلائے سات ماہ تک سنگباری ہوتی رہی مگر کچہہ فیصلہ نہوا۔ دریا کی طغیانی اور قلعہ کا استحکام کبہی کا انکو اکہاڑ چکا ہوتا مگر چونکہ عرب کا خون تہا جسمین اسلامی جوش بہرا ہوا تہا ان کی ہمت واستقلال مین سرمو فرق نہ آیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک روز ننگ آکر ننگی تلوار ہاتہہ مین لی اور کہا۔ مین تو اب اہل اسلام پر فدا ہوتا ہون۔ یہہ کہکر سیڑہی ہی لگا ایک طرف سے قلعہ پر چڑہ گئے۔ انکے ساتہہ ہی ساتہہ کچہہ اور صحابہؓ بہی چڑہ گئے۔ پہونچتے ہی سب نے تکبیر کا نعرہ مارا۔ باقی فوج سے بہی یہی صدا بلند ہوئی جس کو سنکر سب کے کلیجے لرز گئے۔ قلعہ والے سمجہے کہ مسلمان قلعہ مین گہس پڑے بدحواس ہوکر ادہر اودہر بہاگنے لگے۔ حضرت زبیرؓ نے موقع پاکر فصیل سے اوتر کر دروازہ کہولدیا

دروازہ کا کھلنا تھا کہ تمام اسلامی فوج گھس آئی۔ اب رومیونکی بدحواسی دیکھنے کے قابل تھی۔ مقوقس سے اسکے سوا کچھ نہ بنا کہ طالب صلح ہوا۔ فوراً وہ تلوار روک لیگئی جو ابھی ابھی ایک سیلاب بہا رہی تھی اور جو کبھی سوائے حق کی تائید اور اوسکی اشاعت کے نہ اوٹھی۔ وہ حصہ جو لڑ بھڑ کر فتح ہوا تھا وہ بھی مثل صلح ہی کے قرار دیا گیا۔ اس کف دست میدان کو آباد کیا گیا جو آگے چلکر فسطاط نامی ایک بڑا شہر ہوگیا۔

مصالحت کے بعد کا ایک واقعہ کامل ابن اثیر نے لکھا ہے۔ فتح کے بعد ایک روز امرار مصر کو اہل اسلام کی جانب سے دعوت دیگئی۔ کھانا وہی معمولی گوشت روٹی تھا جو عرب کی خوراک ہے۔ عربون نے جو کھانا شروع کیا تو اوسی بے تکلفی کے ساتھ جو اونکے خمیر مین تھی۔ نوالہ خوب ڈبوتے تھے بعض وقت بوٹی توڑنے مین چھٹین بھی اوڑ جاتی تھین۔ مصریون نے یہہ کہان دیکھا تھا کھانے سے فارغ ہوکر کہا۔ کل ہمارے یہان دعوت ہے۔ اس دعوت مین عرب بالکل اوسی طرز کو اختیار کئے ہوے تھے جو مصریون کا تھا۔ امرار مصر نے کہا کہ کل والے اصحاب کہان ہین۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا کہ کل کا رنگ اور دیکھہ لیجئے۔ تیسرے روز تمام فوج آلات حرب واسلحہ وغیرہ سے خوب آراستہ کیگئی اسدن بھی وہی عرب کے شیر تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا۔ مین نے انکی سب حالتین آپکو دکھلادین جو حالت اپنی سرزمین مین انکی ہے وہ وہ تھی جو پرسون دیکھی۔ کل وہ حالت تھی جو آپکی سرزمین کے مناسب تھی اب مجھے یہہ دکھلانا تھا کہ یہان کی آب وہوا انکے فطری جوہرونکو ماند نہین کرسکتی۔ آج وہی شجاعان عرب ہین۔

مقوقس کا صلحنامہ اگرچہ تمام تھا جسمین اسکندریہ اور دیگر مقامات محروسہ مقوقس سب آگئے تھے مگر تھا تو قیصر کا باجگذار۔ اس صلح کی خبر جو وقت ہرقل کو ہوئی اوسنے لکھ بھیجا کہ اگر قبطیون مین دم خم نہین رہا تھا اور وہ بس اسی قابل تھے تو رومیون کی شجاعت تو کہین نہین گئی تھی۔ انکی تعداد کیا کم تھی۔ ساتھ ہی ایک جرار ٹڈی دل فوج اسکندریہ کو روانہ کردی کہ اوسکو مسلمانونکی دستبرد سے بچاکر اگر ممکن ہو تو تمام علاقہ مصر جو صلحًا اسلامی حمایت مین آچکا تھا واپس لے لے۔

اب دیکھین ہرقل نے کونسی نئی فوج اور نیا دل گردہ پیدا کیا ہے جو تمام شام وجزیرہ کا عوض لینے کو پھر مستعد ہوا اور یہہ فوج وہان جاکر کیا بنائے لیتی ہے اصل یہہ ہے۔ ہرقل خوب جانتا تھا کہ چپہ بھر بھی زمین اوسکے قبضہ مین نہ رہے گی تمام ملک عرب کے گھوڑونکی ٹاپون مین روندا جائیگا لیکن ظاہرداری کا بُرا ہو جسنے یہہ خون کے سیلاب بہائے۔

وہ ستم سے ہاتھہ اوٹھائے کیون وہ کسیکا دل نہ دکھائے کیون
کوئی اسمین مرضی نہ جائے کیون اوسے اپنے کام سے کام ہے

جناب دولتمآب حضرت صبحی پاشا وزیر دولت علیہ اپنی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین فرماتے ہین کہ جناب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابھی بیت المقدس ہی مین رونق افروز تھے کہ حضرت عمرو بن العاص نے خلافت مآب سے فتح مصر کی اجازت چاہی اور سنہ ۲۰ھ مین مصر کو روانہ ہوگئے۔ حضور فاروق اعظمؓ نے اونکے پیچھے ہی جناب زبیر بن العوام کو اونکی مدد کے لئے بھیجدیا۔ عمرو بن العاص نے جاتے ہی پہلے اوس مقام کو فتح کیا جسے زمانہ قدیم مین بابلیون کہتے تھے اور

بعد ازان اوسے فسطاط کہنے لگے۔ فی زماننا وہ مصر قدیم کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

مقوقس کیطرف سے ایک عیسائی ابو مریم نام سفیر ہو کے آیا اوسکے ساتھ ایک اسقف بہی تہا۔ دونون نے آکے صلح کی درخواست کی۔ شرائط صلح مین تہا کہ ہم پانچ کرور درہم بطور تاوان تین قسطون مین دینگے اور ہر قسط تین تین ماہ بعد ادا کیجائیگی مگر ارطبون سپہ سالار روم نے اس صلح کو نامنظور کرکے یکا یک مسلمانون پر حملہ کر دیا لیکن زک پاکر بہاگا۔ مسلمانونکے ہاتھہ بہت سا مال غنیمت آیا اور بہت سے رومی گرفتار ہوے۔

پہر ایک جماعت اہل اسلام کی ایلیو پولس کی تسخیر کے لئے بہیجی گئی یہہ مقام فی زماننا مصر کے پاس مطریہ کے نام سے مشہور اور خراب وویران ہے۔ عوف بن مالک کو اسکندریہ کی فتح کے لئے اور ابرہہ بن الصباح کو فرما کی تسخیر کیواسطے بہیجا۔ ان اصحاب نے جاتے ہی تینون مقامات کو گہیر لیا۔ لشکر روم کی خواری دیکہکے مصریون نے صلح کو غنیمت سمجہا اور ہار کے اونہین پہلی شرطون پر پانچ کرور درہم جزیہ کے اور بعض اور شرطین زیادہ کرکے صلح کر لی۔ صلحنامہ پر جناب عمرو بن العاص اور وردان کاتب صلحنامہ کے دستخط اور حضرت زبیر بن العوام اور اونکے دو بیٹون کی گواہیان ہوئین۔ اسکندریہ کا محاصرہ بہی تین مہینے تک رہا اور ۱۲ ہزار دینار تاوان پر صلح ہوئی۔

اسکے بعد مقوقس نے مسلمانون سے درخواست کی کہ ہمارے آدمی جو تمنے قید کر لیے ہین وہ ہمین واپس کر دو۔ جناب عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ

ایسا نہین ہوسکتا وہ مال غنیمت مین شامل ہین ہم کیسے پھیر دین مگر جناب خلافت مآب کا تاکیدی حکم آیا کہ نہین۔ اونکے آدمی اونہین دیدو۔ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ حدیث نہین سُنی انکم ستفتحون مصر فاستوصوا باھلھا خیرًا ان لھم رحمًا وصھرًا یعنے تم ملک مصر کو فتح کرلوگے وہان کے لوگون کے ساتھہ بخیر وخوبی پیش آنا کیونکہ وہ لوگ صاحب حرمت وصہریت ہین

واضح ہو کہ اہل مصر کی حرمت وصہریت کا باعث یہہ ہے کہ ایک زمانہ مین مقوقس نے ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور ہدیہ کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین بھیجا تھا اور اون سے ابن رسول اللہ یعنی جناب ابراہیم پیدا ہوے تھے۔

اسکے بعد جناب عمرو بن العاص نے کچھہ فوج نوبہ کیطرف روانہ کی مگر وہ لوگ بے نیل مرام واپس چلے آے۔

واقعات سنہ ۲۱ ہجری نبوی

فتح اسکندریہ

قسطاط کے قلعہ کو فتح کرکے جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہان تھوڑے دن قیام کیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اطلاع دی کہ قسطاط آپ کے اقبال سے قلمرو اسلام مین داخل ہوگیا۔ اب اگر دربار خلافت سے حکم صادر ہو تو فوج ظفر موج اسکندریہ کی طرف بڑہے۔ حضرت نے منظور فرمالیا۔ فرمان واجب الاذعان کے آتے ہی حضرت

عمرو بن العاص نے غازیان اسلام کو حکم سنا دیا کہ کوچ کردو۔
اتفاق سے ایک کبوتر نے حضرت ممدوح کے خیمہ مین اپنا گھونسلہ بنا لیا تھا اوکھاڑتے وقت آپ کی نظر گھونسلے پر پڑ گئی۔ آشیانہ دیکھکر حضور کو رحم آگیا فرمایا کہ خبردار۔ خیمہ کو جنبش نہو ایسا نہو کہ ہمارے اس مہمان کو تکلیف پہونچے آپ ہر منزل پر کھلے میدان مین بغیر خیمہ کے تکلیف سے پڑاؤ کرتے چلے گئے مگر ایک بے زبان کبوتر کی دلشکنی گوارا نہ فرمائی۔ اثنائے راہ مین لوگون نے اپنے خیمے دینے چاہے۔ اکثر اصحاب نے اصرار بھی کیا کہ ہمارے خیمون مین شریک ہو جائیے مگر یہی جواب ملا۔ مین اسلئے سردار نہین بنایا گیا ہون کہ اپنے ماتحتون کو تکلیف دون بلکہ مین تم سبکا خادم کرکے تمہارے ساتھہ بھیجا گیا ہون پھر عدل فاروقی اس زمانہ مین ان اضلاع پر سایہ افگن ہے۔ مجھے معاف رکھو۔ کہین حضور کا عتاب مجمہ ناچیز پر نہ نازل ہو جاے۔ اللہ اللہ۔ اس ایک مرد خدا کا کیا رعب اور جلال تھا جس سے حاضر و غائب اور دور و نزدیک سب یکسان خائف و لرزان تھے۔ سچ تو یہہ ہے کہ خلافت جناب عمر فاروق رض کے لئے اور فاروق اعظم خلافت کے لئے بنائے گئے تھے۔

غرض یہہ کہ وہ خیمہ جہان کا تہان کھڑا چھوڑ دیا گیا۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکندریہ سے مظفر و منصور ہو کر خیبر سے واپس آئے ہین تو اوس مبارک خیمہ کی جگہہ ایک بڑا گلزار شہر آپ نے آباد کیا اور نام اوسکا فسطاط رکھا چنانچہ آج تک وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ واضح ہو کہ عربی مین خیمہ کو فسطاط کہتے ہین۔

الختصر ۲۱ھ مین جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکندریہ کا عزم بالجزم کیا۔ اثنائے راہ مین رومیون کی جو آبادیان تھین اونہون نے لشکر اسلام کو روکنا چاہا۔ ایک جماعت کثیر قبطیون کی فسطاط کی طرف بڑہی تاکہ مسلمانون کو آگے نہ آنے دین۔ کربون مین اون سے مقابلہ ہوگیا۔ شیران اسلام نے نہایت جوش و خروش سے اونپر حملہ کیا۔ بشمار عیسائی جہنم نصیب ہوے اور آگے کسیکی ہمت نہ ہوئی کہ اونکو ٹوکے کہ کہان جاتے ہو اور تمہارے منہ مین کئے دانت ہین۔ ہمارے دلیرون نے اسکندریہ مین جاکر دم لیا۔

مقوقس رومیون سے ڈرتا تہا ورنہ وہ جزیہ دیکر صلح کرلیتا۔ اسپر بہی حواس باختہ ہوکر سیعادی صلح کا پیام دے ہی دیا مگر حضرت عمرو بن العاص نے منظور نہ فرمایا۔ جب مقوقس لاچار ہوا تو مسلمانون کو دہمکانا چاہا اور تمام شہر کے آدمیون کو حکم دیا کہ سب مسلح ہوکر مسلمانون کے آگے شہر کی فصیل پر آن جمین۔ یہان تک کہ عورتین بہی اسی طرح اوچی بناکے سامنے کہڑی کی گئین اونہین اس خوبی سے آراستہ کیا کہ کوئی نہین بتاسکتا تہا کہ یہہ مرد ہین یا عورت اون سب کے منہ شہر کیطرف تہے اور پیٹہہ لشکر اسلام کی طرف۔ یہہ حال دیکہکر تاڑنے والے تاڑ گئے کہ ہم کثرت فوج دکہاکے ڈرائے جاتے ہین۔

نہ کہئے گو کہ حال دل مگر رنگ آشنا ہین ہم	
	یہہ ظاہر آپ کی کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

لہذا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہلا بہیجا کہ بس ہم

تمہارا مطلب سمجھے یہہ گیدڑ بھبکی کسی اور کو دینا۔ کیا تمہین معلوم نہین کہ ہمارا
بھروسا خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ہے وہی اپنی مدد سے ہمین کامیاب کرتا ہی
ہم نے جو ملک فتح کئے ہین کچھہ کثرت فوج کے بل بوتے پر نہین۔ کیا تمہین
معلوم نہین کہ ہرقل تمہارا بادشاہ کس طمطراق سے ہمارے سامنے آیا تھا اور
جو نتیجہ ہوا اوس سے بھی تم لوگ خوب آگاہ ہو۔ مقوقس یہہ پیام سنکر بیساختہ
بول اوٹھا۔ سچ ہے انہین عربون نے ہرقل کو ایسا بھگایا کہ اوسنے قسطنطنیہ مین
جاکے پناہ لی۔ رومی سردار مقوقس کی یہہ بات سنکر بہت ناراض ہوے اور
اوسے رو در رو بہت سخت سست سنائین اور لڑائی کی تیاریان کردین۔

مقوقس کسیطرح لڑنا ہی نہین چاہتا تھا اوسنے عمرو بن العاص سے اقرار
لیلیا کہ مین اس جھگڑہ سے بالکل الگ ہون اسلئے مسلمانون کے ہاتھون سے
میری قوم قبطی کو ذرا بھی نقصان نہ پہونچنے پاے۔ اور قبطیون نے بھی رومیون سے
بالکل علیحدگی اختیار کرلی بلکہ اون کے مقابلہ مین مسلمانون کو بہت مدد دی۔
وہ مسلمانون کے آگے آگے فسطاط سے اسکندریہ تک برابر پلون کی مرمتین
کرتے اور سڑکین بناتے چلے گئے۔ مسلمانون کے لئے اسکندریہ کے محاصرہ
مین رسد رسانی کا سامان بھی اونہین کے سبب سے بوجہ احسن ہوگیا۔ رومی
اکثر لڑنے کے لئے قلعہ سے باہر بھی نکل آتے تھے چنانچہ ایکدن نہایت
گھمسان کی لڑائی ہوئی اور تیر و کمان وغیرہ بند ہوکے تلوار پر نوبت آگئی۔ اسی
جوش و خروش مین ایک رومی پہلوان نے صف مخالف سے نکل کے آواز دی
کہ ہے۔ مسلمانون مین کوئی ایسا جو اپنی جان کو ہیچ پوچ سمجھکے میرے سامنے آے

جناب مسلمہ بن خالد سے نہ رہا گیا فوراً اپنے گھوڑے کو جھمیز کر کے اوس کے سامنے پہونچگئے۔ رومی نے اونکو زمین پر دے مارا۔ چاہتا تھا کہ جھک کے تلوار مارے مگر ایک سوار نے بڑھکے حضرت مسلمہ کی جان بچالی۔ لڑائی کا زور اوسی طرح قایم رہا۔ مسلمانون نے ایسا دل توڑ کے حملہ کیا کہ قلعہ کے اندر گھس گئے اور بڑی دیر تک اندر گھسان رہا۔ اب آخر مین جا کے رومی پھر مر دبنے۔ اپنے ہوش وحواس درست کر کے مسلمانون پر حملہ آور ہوے اور اونکو قلعہ سے باہر نکال کے دروازے بند کر دیئے۔ اتفاق دیکھئے کہ عمرو بن العاص اور مسلمہ بن خالد اور تین مسلمان اور اندر ہی رہگئے۔ رومیون نے پانچون کو گرفتار کرنا چاہا مگر جب ان لوگون نے جان دینے پر مستعدی ظاہر کی تو یہہ ٹھیری کہ ایک کے مقابلہ مین ایک آتا جاے۔ اگر ہمارا ساتھی مارا جاے تو ہم تمہین رہا کر دین گے اور قلعہ سے باہر نکالدینگے اور اگر تمہارا کوئی آدمی قتل ہو تو باقی مسلمان ہتھیار ڈال دین اور ہمارے قیدی ہو جائین۔ عمرو بن العاص نے خوشی بخوشی اسبات کو منظور کر لیا اور خود مقابلہ کو مستعد ہو گئے۔ حضرت مسلمہ نے روکا اور کہا۔ آپ ہمارے لشکر کے سپہ سالار ہین اگر آپکا بال بیکا ہوا تو ہماری ساری فوج بے سری ہو جائیگی اور لشکر اسلام کے انتظام مین خلل آجائیگا۔ بہتر ہے کہ پہلے مین نبٹ لون۔ یہہ کہکے اپنا گھوڑا بڑہا دیا۔ اودہر ایک رومی تیار کھڑا تھا۔ دونون مین دیر تک وار ہوتے رہے۔ آخرش حضرت مسلمہ نے ایک ایسا ہاتھہ مارا کہ رومی ڈھیر ہو گیا۔ رومیون کو معلوم نہ تھا کہ مسلمانون کا سپہ سالار انہین پانچون مین ہے اسلئے اقرار کے موافق ہمارے پانچون آدمیونکو

قلعہ سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

ادہر تو محاصرہ مین دیر ہوتی جاتی تہی اور ہر حضرت فاروق اعظم کو خلجان ہوتا تہا آخر گہبرا کے حضور نے جناب عمرو بن العاص کو لکہا "اے مسلمانون۔ شاید تم وہان رہکے عیسائیون کیطرح سست اور عیش پرست ہوگئے ورنہ فتح مین اتنی دیر جسدن میری یہہ تحریر تمہارے پاس پہونچے ساری فوج اسلام کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دینا اور پہر فوراً اس طرح حملہ کرنا کہ سب سے آگے ہون اور ساری فوج ایک ساتھہ قلعہ پر ٹوٹ پڑے" حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب مسلمانون کو جمع کر کے بطور وعظ کے فضائل جہاد بیان کئے جن سے سب کے سینون کی بجہی ہوئی آگ پہر مشتعل ہوگئی جناب عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مدتون جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی صحبت مین رہ چکے تہے بلا کر کہا کہ اپنا نیزہ مجہے مرحمت کیجئے انہون نے دیدیا آپ نے اپنا عمامہ اوس نیزہ پر لگا کے پہر حضرت عبادہ بن صامت کے ہاتہہ مین دیا اور پکار کے کہا کہ اے مسلمانو۔ لو یہہ تمہارے سپہ سالار ہین اور یہہ انکا علم ہے۔

جناب زبیر بن العوام اور حضرت مسلمہ بن مخلد کو فوج کی ہراولی دیگئی اور قلعہ پر حملہ ہوا۔ پہلے ہی وار مین خدا نے فتح دی۔ الحمد للہ

اوسی وقت جناب عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو بلا کے کہا کہ جتنی جلدی آپ پہونچ سکین مدینہ پہونچین اور ہمارے والی اور مولا حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح اسکندریہ کا مژدہ سنا دین کیونکہ اونکی

خاطر نازک آج کل ہماری طرف سے نہایت بیچین ہے۔ چونکہ یہان بہی سب اوسی شمع شبستان خلافت کے پروانے تہے اسلئے۔

نہ سُدہ بُدہ کی لی اور نہ منگل کی لی		نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	

جناب ابن خدیج دامن جہاڑ کے فوراً اپنی اونٹنی پر نظر آے اور دو دو چار چار منزلون کی ایک ایک منزل کرتے ہوے مدینہ منورہ مین جا پہونچے۔

یہہ وقت ٹہیک دوپہر کا تہا۔ حضرت ابن خدیج کو خیال ہوا کہ آرام کا وقت ہے جناب فاروق اعظم کو اس گرمی مین دولت خانہ پر حاضر ہو کر تکلیف دینا سوء ادبی ہے اسلئے سیدہا مسجد نبوی یعنے بارگاہ خلافت کی طرف رُخ کیا۔ اتفاق سے جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز راہ مین ملگئی۔ اوسنے انکو مسافرانہ صورت دیکھکے دریافت کیا آپ کہان سے تشریف لاے ہین اور کدہر کا قصد ہے جناب ابن خدیج نے جوابدیا۔ نیکبخت اسکندریہ کی فتح کی خبر لیکر لشکر اسلام سے آیا ہون اور جناب خلافت مآب کی زیارت کا ارادہ ہے۔ لونڈی کے ہاتہہ مین جو کام تہا اوسے پہینک پہانک فوراً آگے ہولی کہ چلئے دیدۂ دل فرش راہ ہین آپکو سرکار عالم پناہ کے حضور مین لے چلون۔ اور دوڑ کے اطلاع کی کہ حضور مبارک۔ اسکندریہ زیر نگین آگیا۔

یہہ مژدہ سنکر جناب خلافت مآب جلدی سے باہر نکل آے اور پیام لانے والے کو سامنے کہڑا دیکہا۔ حضرت ابن خدیج سے فتح کی خوشخبری سماعت فرماکر ایک دم سے زمین پر گر پڑے اور ایزد متعال کی جناب پاک مین شکر کا سجدہ ادا کیا۔ جب سر خاک سے اوٹہایا ہے تو مسجد نبوی مین حاضر ہو کے منادی

کرادی۔ الصلوٰۃ جامعۃ یہہ سُنتے ہی سارا مدینہ اومنڈ آیا۔ جناب ابن خدیج نے سب کے سامنے فتح کی خبر سنائی۔ پھر جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونہین اپنے ساتھہ لئے ہوے در دولت پر پہونچے اور جاتے ہی لونڈی سے دریافت فرمایا کہ تمہارے ہان کچہہ کہانے کو ہے۔ وہ روٹی اور روغن زیتون باہر لے آئی۔ آپ نے مہمان کے آگے رکہا اور اونسی پوچہا تم سید ہے ہمارے پاس کیون نہ چلے آے مسجد نبوی کا رُخ کیون کیا تہا۔ جناب ابن خدیج نے عرض کی حضور دوپہر کا وقت تہا مین سمجہا کہ کہین بندگان عالی خواب نازمین ہون تو مین تکلیف کا باعث ہونگا۔ یہہ سُنکر ارشاد ہوا کہ افسوس! تم لوگ اور میری نسبت یہہ خیال رکہو۔ جب مین دنیا سونے لگونگا تو خلافت کا بار کون اوٹہائیگا۔ بہائی جسدن سے یہہ بوجہہ میرے سر پر رکہا گیا ہے پیٹ بہر کے کہانا اور نیند بہر کے سونا نصیب نہین ہوا اے ہمارے سچے غمخوار ساوحی فداك

فسطاط اور اسکندریہ کی فتح کے بعد گرد و نواح مین کوئی ایسا نہ رہا جو انکو نہ ملاتا۔ مگر تمام نواح مصر مین چونکہ رومی پھیلے ہوے تہے اسلئے مصلحت اسمین معلوم ہوئی کہ کچہہ کچہہ فوج اطراف وجوانب مین بہی بہیجدی جاے تاکہ کسیطرحکا خطرہ نرہے۔ اسلئے فیوم۔ اشمونین۔ اخمیم۔ یشرودات اور معید اور تمام اضلاع گرد و نواح مین جناب خارجہ بن حذافۃ العدوی گشت لگاکے چلے آے لیکن کسی نے کان نہ ہلاے اور سب جگہہ کے لوگون نے بسر و چشم اور خوشی بخوشی جزیہ دینا قبول کرلیا۔ تینس۔ دمیاط۔ تونہ۔ دمیرہ۔ شطا۔ وقہلہ۔

بنا اور بوہیر مین حضرت عمیر بن وہب الجمحی نے اپنا تسلط کرلیا۔ مصر کے سب نشیبی حصون مین جناب عقبہ بن عامر الجہنی نے اسلام کا ڈنکا بجا دیا۔

ان لڑائیون مین بہت سے قبطیون اور رومیون کو مسلمانون نے گرفتار کرلیا تہا۔ اسلئے حضرت عمرو بن العاص نے دربار خلافت سے ہدایت طلب کی کہ قیدیون کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے۔ حضرت خلافت پناہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب دیا۔ اون قیدیون سے کہدو کہ اونہین اختیار ہے چاہے اپنے مذہب مین رہین یا مسلمان ہوجائین۔ اگر مسلمان ہوجائینگے تو ہمارے بہائی ہین اونکے حقوق مثل ہمارے ہوجائینگے۔ ورنہ جزیہ دینا پڑیگا جناب ابن العاص نے قیدیون کو جمع کرکے دربار خلافت کا حکم سنا دیا۔ بہت سے قیدیون نے تو اسلام خوشی بخوشی قبول کرلیا اور باقی اپنے مذہب پر قایم رہے۔

تین مہینے برابر اسکندریہ کا محاصرہ رہا۔ اکثر مؤرخین نے لکہا ہے کہ مقوقس نے جناب عمرو بن العاص سے بارہ ہزار دینار پر صلح کرلی تہی اور یہہ شرط قرار پائی تہی کہ جو چاہے اسکندریہ مین رہے اور جسکے مزاج مین آئے شہر سے نکل جاے۔

مصر اور اسکندریہ پر فوج کشی ہونے کے زمانہ مین مورخین نے نہایت اختلاف کیا ہے۔ بعض فرماتے ہین کہ حضرت عمرو بن العاص نے مصر و اسکندریہ کو ۲۵ھ مین فتح کیا اور بعضون کا قول ہے کہ ۲۱ھ مین۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ مصر کو قبل زمانۂ قحط یعنے عام الرمادہ فتح ہوجانا چاہیئے کیونکہ زمانۂ

قحط مین ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلّہ کے جہاز بحر قلزم کی راہ سے روانہ کئے تھے - وہ قحط ۱۸ھ مین پڑا ہے اسوجہہ سے ۱۷ھ کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے - واللہ اعلم بالصواب

عراق عجم

ملک عراق کے دو حصے ہین - مغربی حصہ کا نام عراق عرب ہے اور مشرقی حصہ کو عراق عجم کہتے ہین - اوسکی حدین یہہ ہین - شمال مین طبرستان - مشرق مین خوزستان - جنوب مین شیراز - مغرب مین شہر مراغہ ہے - اوس زمانہ مین اوسکے بڑے بڑے شہر اصفہان - ہمدان - اور رَے گنے جاتے تھے رَے تو بالکل ویران ہوگیا - اوسکے قریب اب شاہان قاچار کا دارالسلطنت طہران آباد ہوگیا ہے

نہاوند

جلولا کی فتح کے بعد یزدجرد (یزدگرد) بھاگ کے رَے چلا گیا تھا - وہان کے رئیس آبان جادویہ نے اوسکا ساتھہ ندیا - پس وہ اصفہان اور کرمان ہوتا ہوا خراسان پہونچا اور مَرو مین قیام کیا - وہان آتشکدہ تعمیر کرکے اطمینان سے سلطنت کرنا شروع کردی - ناگہان اوسے خبر لگی کہ عربون نے عراق عرب اور خوزستان کو فتح کرکے ملک کے مددگار ہرمزان کو زندہ گرفتار کرلیا - یہہ سنکر یزدجرد کو بڑا غصّہ آیا - اگرچہ اب اوسکا وہ پہلا سا رعب و داب باقی نہین رہا تھا مگر تین ہزار برس کا خاندانی اثر تو جاتے ہی جاتے جائیگا - ایرانی اب تک یہہ سمجھے بیٹھے تھے کہ مسلمانون کا زور شور سرحدی مقامون تک پہونچکر ٹھنڈا ہوجائیگا ہماری خاص عملداری بچی رہیگی - لیکن خوزستان کے نکل جانیسے

ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے اور یکایک طبرستان - جرجان - دماوند - رے - اصفہان - ہمدان سے گذر کے خراسان و سندہ تک طوفان پہونچ گیا - اور ڈیڑہ لاکھ آدمیون کا انبوہ قم مین آن پڑا - یزدجرد نے ہرمز کے بیٹے مردان شاہ کو سپہ سالار مقرر کرکے نہاوند کے سمت روانہ کیا اور مبارک سجھکے درفش کاویانی بہی نکالا گیا - مردان شاہ پر اوسکا پہریر اسایہ کرتا جاتا تہا - اوس زمانہ مین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم کوفہ تہے اونہون نے ان سب حالات کی اطلاع دربار خلافت کو کردی جناب خلافت مآب حضرت عمار کا خط لئے ہوے مسجد نبوی مین آے اور اہل مدینہ کو جمع کرکے فرمایا - دیکہو - یہہ تحریر عمار کی کوفہ سے آئی ہے وہ لکہتے ہین کہ اب ساری ایران مجتمع ہوکے مسلمانون پر اومنڈ آئی ہے یہہ لوگ چاہتے ہین کہ اسلام کا نام ونشان دنیا مین باقی نرہے بہائیو وقت مدد ہے - جلدی سے بولو اوٹہو اسمین تمہاری کیا راے ہے - یہہ سنکر جناب طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوٹہہ کہڑے ہوے اور فرمایا - حضور - بہلا ہم لوگ آپ کے سامنے مُنہ کہول سکتے ہین یہہ دماغ اور تجربہ کسیکا ہوسکتا ہے؟ جو آپکا حکم ہو ہم اوسکے لئے سر جہکاے ہوے ہین - اونکے بعد جناب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوٹہے اور فرمایا - میری راے یہہ ہے کہ شام - یمن اور بصرہ کے فرمانروایون کو تحریر فرمادیجئے کہ اپنا اپنا لشکر لیکر عراق عجم مین جا داخل ہون اور آپ خود بہی مدینہ سے اہل حرم کو ساتہہ لیکر کوفہ کیطرف نہضت فرماہون پہر نہاوند کا عزم کیا جاے - جناب ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہہ راے سبکو اچہی معلوم ہوئی - مگر جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کی سنتے تھے اپنی کچھ نہین فرماتے تھے
جناب خلافت مآب نے اونکی طرف جو دیکھا تو حضرت امیرؓ نے ارشاد کیا۔ آپ یقین
کرلین کہ اگر اودہر شام و بصرہ سے لشکر اسلام نے قدم ہٹایا تو فوراً وہان سرحدی
دشمن قابض ہوجائینگے اور ادہر اگر آپ نے مدینہ سے قدم باہر نکالا تو عرب مین
غدر برپا ہوجائیگا۔ پھر یہہ گرہ کا ملک بھی سنبھالنا مشکل پڑیگا۔ آپ اپنی جگہہ سے
ہرگز نہ ہلین اور شام و یمن و بصرہ وغیرہ کو حکم بھیجے جائین کہ جہان جہان جتنی فوج ہو
اوسکی تہائی یہان بھیجدی جاے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا۔

صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست

آپ کا فرمانا سر آنکھونپر میری بھی یہی راے تھی مگر مین تن تنہا ایسا کرنا نہین چاہتا
تہا اور مجھے آپ صاحبون سے شورہ کرنیکی نہایت ضرورت تھی۔

اب یہہ فکر ہوئی کہ اس سخت مہم مین سپہ سالار کون ہو۔ لوگون نے بہت
زور لگائے مگر کوئی اس قابل نظر نہ آیا کیونکہ جو لوگ اسکی قابلیت رکھتے تھے
وہ دیگر مہمات مین مشغول تھے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات
پاک مین منجملہ اور صفات حمیدہ کے سب سے بڑا کمال یہہ تہا کہ قوم کے ایک ایک
متنفس کے اندرونی اوصاف آئینہ کیطرح حضور کے سامنے رہتے تھے اور تمام
ملک کے حالات سے کامل واقفیت آپکو حاصل تھی۔ سرداری کے لئے یہ دونون
باتین اشد ضروری اور لابدی ہین۔ خدا یہ باتین اوسی کو دیتا ہے جسے اپنے ہاتھ
سے بادشاہ بناتا ہے پس جب کسی سے یہ معزز جگہہ بھری نہ جاسکی تو سب نے
بالاتفاق کہا کہ حضرت اسکا فیصلہ بھی آپ ہی سے ہوگا۔ لہذا جناب خلافتمآب نے

فرمایا کہ صاحبو مجھے نعمان بن مقرن اس جلیل القدر منصب کے قابل معلوم ہوتا ہے
سب نے آپ کی اس رائے کی تائید کی اور حضرت نعمان بن مقرن کوفہ سے تیس ہزار
آدمی لیکر روانہ ہوے۔ اس فوج مین بڑے بڑے جلیل القدر صحابی مثل حذیفہ
بن الیمان۔ عبداللہ بن عمر۔ جریر بجلی۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عمرو معدی کرب وغیرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔ جاسوس بھیجکر معلوم کرلیا گیا کہ راستہ
آگے صاف ہے اور نہاوند تک کوئی روکنے ٹوکنے والا نہین۔ خدا کے فضل و
کرم سے ایسا ہی ہوا کہ ہمارے غازی بخیر و خوبی نہاوند پہونچگئے۔ یون سمجھو کہ
نہاوند سے ۹ میل ادہر مسلمانون کا کیمپ پڑا۔ مقام کا نام اسپیدہان تھا خلافت
پناہ کو کسیوقت ملکی تدبیر سے غفلت نہ تھی فوراً فارس کی اسلامی افواج کو جابجا
لکھہ بھیجا کہ خبردار اور ہوشیار جہان تم ہو اودہر سے کسیطرح کی مدد نہاوند
والون کو نہ پہونچنے پاے۔ یون بھی مخالف گروہ مدد سے محروم رہگیا۔ اودہر
سے درخواست ہوئی کہ اپنی طرف سے کسیکو سفیر کرکے ہمارے پاس بھیجو جناب
نعمان نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو جو پہلے کئی بار اس کام کو انجام دیچکے تھے سفارت
کے لئے بھیجا۔ عجمیون نے اپنا دربار بڑی شان و شوکت کے ساتھہ آراستہ کیا۔
سونے کے تخت پر تاج مرصع پہنا کے مردان شاہ کو بٹھایا۔ دائین بائین اطراف و
جوانب کے شہزادے زرین دیبا کی خلعتین اور تاج زر پہنکے کھڑے ہوے۔
سونے کے کنگن سب کے ہاتھون مین تھے۔ چارون طرف سپاہیون کی صفین برہنہ
شمشیرین ہاتھون مین لئے ہوے دور دور تک جمی ہوئی تھین۔ حضرت مغیرہ
بن شعبہ جو اس مجمع مین وارد ہوے تو ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو ہونے لگی۔

مرزبان شاہ نے کہا۔ اہل عرب نہایت ہی کم بخت بڑے فاقہ مست۔ حد سے زیادہ ناپاک ہین۔ تم یقین کر لینا کہ یہہ کماندار جو میرے تخت کے گرد کھڑے ہین ایکدم مین تم سبکو ڈھیر کر دینگے۔ مگر مجھکو منظور نہین کہ انکے تیر ایسی پلید قوم کے خون سے ناپاک ہون۔ اگر تم لوگ اب بھی یہان سے رفو چکر ہو تو مین تمکو معاف کر دونگا" جناب مغیرہ مرزبان شاہ کی یہہ لاف و گذاف سنکر مسکرائے اور فرمایا۔ بیشک ہم لوگ ایسے ہی ہیچ و پوچ تھے جیسا تو کہتا ہے مگر اس ملک مین آکر ہمین دولت کا چسکا پڑ گیا ہی ؎ جو ترے لطف سے نکل جاہی ٭ وہ میرے دل کی آرزو ہی نہین ٭ اور یہہ مزہ ہم سے جب ہی چھوٹیگا جبکہ ہماری لاشین اس زمین پر بچھہ جائینگی۔ اب دونون طرف سے جنگ کی تیاریان ہونے لگین۔ جناب نعمان نے

میمنہ اور **میسرہ** حذیفہ اور سوید بن مقرن کے سپرد کیا۔

قلب پر قعقاع کو متعین کیا۔

ساقہ حضرت مجاشع کے زیر حکم کیا۔

فریق ثانی کے **میمنہ** پر زرد ک۔ **میسرہ** پر بہمن تھا۔ ہر طرف گوکھرو بچھا دئے گئے جسکے باعث مسلمانون کو آگے بڑھنا وبال جان ہو گیا۔ دشمن شہر سے باہر نکل کے حملہ کرنا چاہتے تھے۔ حضرت نعمان نے یہہ حال معائنہ فرما کے سب افسرون کو جمع کیا اور ہر افسر سے الگ الگ رائے لی۔

طلیحہ بن خالد اسدی کی رائے کے مطابق عمل درآمد ہوا۔ فوج اسلام آگے بڑھکے چھ سات میل کے فاصلہ پر جا پڑی۔ حضرت قعقاع کو حکم ہوا کہ تم

تھوڑی سی فوج لیجاؤ اور شہر پر حملہ کرو۔ حضرت قعقاع چیدہ چیدہ آدمیون کو لیکر شہر کیطرف عازم ہوے۔ فریق مخالف نے نہایت ہی جوش و خروش سے سامنا کیا اور اس خیال سے کہ کوئی پیچھے نہ ہٹ سکے جتنا آگے آتے تھے اپنے پیچھے گوکھرو بچھاتے چلے آتے تھے۔ جناب قعقاع نے پہلے تو خود لڑائی چھیڑدی جب گرماگرمی ہوگئی تو ہولے ہولے پیچھے کھسکنا شروع کر دیا۔ یہہ دیکھکر عجمیون کے دل بڑہے اور برابر آگے کو چلے یہان تک کہ گوکھرو پیچھے بچھانیکو اونکے پاس نرہے بلکہ پیچھے ہوے سے بھی بہت دور نکل آئے۔ یہان حضرت نعمان نے بھی فوجونکی صفین جمارکھی تھین جسوقت دشمن زد پر آے ہین اونہون نے حملہ کر دیا مگر حضرت نعمان نے روکدیا۔ قابل دید یہہ بات تھی کہ جو جس حالت مین تھا اوسی حالت مین رہگیا۔ حکم حاکم مرگ مفاجات اور حاکم کی اطاعت اسیکا نام ہے جناب نعمان کے منہ سے بس نکلنا تھا کہ جسکا ہاتھہ اوٹھا تھا اوٹھا رہگیا اور جسکی تلوار دشمن کو مس کرگئی تھی کیا مجال کہ کاٹ لیجاے۔

رکھنا وہ روک روک کے لڑتی نگاہ کو	رہنا وہ تھام تھام کے دل محو دید کا

اس انتظام اور التزام سے فتح نصیب ہوتی تھی۔ مسلمانون کو یہہ بات گرہ مین باندھ رکھنی چاہیئے۔ اوسوقت عجمیون کی کمانون سے تیرونکا مینہ برس رہا تھا اور ہزارون مسلمان چھد چھد کر بچھ گئے کیطرح بچھے چلے جاتے تھے مگر کیا مجال کہ کسی کی تیوری پر بل آے یا کوئی کان ہلاے۔ ایک سنگ لاخ کی دیوار تھی کہ بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ نہ مرنے کے معنے جانتے تھے نہ جینے کی خوشی تھی بس کام تھا تو اس سے کہ ہماری سپہ سالار کا یہہ حکم ہے اور ہمین اسے بجالانا ہے

پر فتح ایسی قوم کو ہونا کیا تعجب کی بات ہے۔ وہ لوگ خدا اونہین بہشت کا سردار بنائے اپنی قوم اور مذہب کے ہاتھہ اپنی جانین بیچ چکے تھے۔ اوسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری صورتین آجکے دن نظر آتی ہین۔

ہرکہ شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد	دانہ باخاک چو پیوست سرے پیدا کرد

جناب منیرہ البتہ بار بار کہتے تھے کہ حضرت یہہ کیا غضب ہے۔ ہماری فوج کا ستھراؤ ہو رہا ہے اور موقع ہاتھہ سے نکلا چلا جا رہا ہے۔ لیکن حضرت نعمان کا یہہ حال تہا

گذاری مینے ساری رات یہہ کہکر وہ اب آئے	
ذرا اے چشم تر تھمنا ذرا اے دل جگر رہنا	

آپکو خیال تہا کہ ذرا آفتاب خط نصف النہار سے گذر لے اور دوپہر ڈہل جائے تو مین حملہ کا حکم دون کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایسے وقت اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ جب دوپہر ڈہل لی تو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب معمول تین نعرے مارے۔ پہلے نعرہ پر سب مسلمان ساز و سامان سے درست ہو گئے۔ دوسرے پر سبھون نے تلوارین ہاتھون مین تان لین اور تیسرے نعرہ پر یکایک دشمنون پر جا پڑے پہر تو کشتون کے پشتے لگ گئے۔ جو قدم پڑتا تہا وہ لاشون ہی پر۔ خون نے ریت کو دلدل بنا دیا تہا۔ گھوڑون کے پانون رپٹے جاتے تھے چنانچہ حضرت نعمان کا گھوڑا پھسل گیا اور وہ زمین پر گر کے زخمون سے چور چور ہو گئے۔ کلاہ اور قبائے سفید سے وہ معرکہ مین پہچانے جاتے تھے۔ اون کے زمین پر

آتے ہی اونکے بھائی نعیم بن مقرن نے لپک کے علم سنبھالا اور اونہین کی کلاہ اور قبا پہن کر اونہین کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور حضرت نعمان کی موت کو کسی پر ظاہر نہونے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس ہای افسوس

شکارم کرد و رفت آن ترک و من در خاک و خون غلطان	
بصد حسرت نگاہے جانب فتراک میکردم	

جنگ جیسے ہو رہی تھی جون کی تون قایم رہی۔ اوس مسعود اور مبارک وقت مین ایسے نیک نیت۔ خوش اعتقاد۔ مستقل مزاج اور ضبط کے مسلمان تھے جسکا حساب نہین اسی لئے جدہر اپنا رُخ پھیر دیتے تھے ملک کے ملک فتح کرتے چلے جاتے تھے۔ ملاحظہ ہو کہ جسوقت جناب نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہو کے زمین پر گرے ہین اوسی وقت پکار کے فرما دیا تھا کہ اے بھائی مسلمانو

ندارم تحفۂ مقبول درگاہ		تہیدستم دعاے میفرستم	

تم اپنا کام کئے جاؤ۔ اگر مین مر بھی جاؤن تو کچھ پرواہ نہ کرنا۔ مجھے اپنے اوپر سے قربان سمجھکر بغیر فتح کئے اس میدان سے مُنہ نہ موڑنا۔ اوسی وقت ایک سپاہی اتفاق سے حضرت ممدوح کے پاس آکے کھڑا ہو گیا۔ اوسکا بیان ہے۔ مین نے دیکھا کہ لبون پر جان ہے اور دم توڑ رہے ہین مگر آسمان کی طرف ہاتھہ ہے اور دعا کرتے ہین کہ یا الٰہی اسلام کی فتح ہو۔ اپنی موت اور تکلیف کا خیال کہین چھو بھی نہین گیا تھا۔ مین چاہتا تھا کہ اپنے گھوڑے سے اوتر کے اونکے پاس جا بیٹھون اور اونکا سر مبارک جو خاک و خون مین بے آرامی سے لتھڑا پڑا ہے

اپنے زانو پر رکھلون مگر مجھے فوراً آپکا حکم یاد آگیا کہ آپ فرما چکے ہین۔ مسلانو۔ میرے مرنے کی ہرگز ہرگز پروانہ کرنا جی توڑکے پہلے فتح حاصل کرلینا اسی مین تمہاری نجات ہے لہذا مین اپنے خیال سے باز آیا کہ کہین آپ مجھ سے خفا نہو جائین اور اپنا کلیجہ ہاتھون سے تھام کر لڑائی مین مشغول ہوگیا انہین اوسی طرح فتح کی مفارقت مین تڑپتا چھوڑ دیا۔ جب ایسے خیر خواہ فتح کے لئے دعا کرین پھر کیون نہ مستجاب ہو۔ تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ عجمی بھاگے اور مسلانون کی فتح ہوئی۔ اوسکے بعد ایک شخص حضور کے بالین پر گیا۔ آپ نے غش سے آنکھین کھولین اور اوس سے پوچھا۔ جنگ کا انجام کیا ہوا۔ اوسنے دست بستہ عرض کی آپکی فتح اور مسلمان مظفر و منصور ہوے۔ اوسی کرب کی حالت مین آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا۔ اسی وقت جناب فاروق اعظم کو اطلاع دو۔ اتنا فرمایا اور جان بحق تسلیم ہوے۔

اس مقام پر میرا فرض ہے کہ مین بحیثیت تاریخ نویس کے ایک امر مفید اور ضروری اپنے ناظرین کے گوش گذار کردون جسپر اگر غور کیا جائیگا اور دل مین پکا یا جائیگا تو زندگی مین بہت کام دے رہیگا۔ وہ ہو ہذا۔ ہم جہان تک دیکھتے ہین اور غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اون نیک اور پاک لوگون پر

بعد از سہ من کن فیکون شد شدہ باشد

کی مہلک اور زہریلی معجون کا اثر ہرگز نہ تھا۔ دیکھئے جناب نعمان کو یقین ہوگیا تھا کہ اب مین نہ بچونگا مگر دُھن یہی لگی تھی کہ چاہے مین نہون پر فتح اسلام ہی کی ہو۔ جسکا نتیجہ آج ہم لوگ نظر آتے ہین اور چار دانگ عالم مین اسلام اسلام کی دھوم

مجی ہوئی ہے اور جب ہم سے کم ہمت تنگ دل اور خود غرض کم بخت ہوے تو اونہین یہہ سوجہی کہ جو کچہہ ہو وہ ہمارے فائدہ کے لئے اور ہمارے واسطے۔ اپنے بعد سے ہمین کچہہ مطلب نہین۔

بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد

اسکا نتیجہ یہہ ہونیوالا ہے کہ جو کچہہ اون مقدس لوگون نے اپنا خون اور پسینا بہا کے ہمین دیدیا تہا اوس سے بہی ہم ہاتہہ دہو بیٹینگے اور دہو بیٹے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آمدم برسر مطلب۔ غرضکہ شام ہوتے ہوتے مجی چراغ پا ہوگئے اور تہوڑی دیر مین ڈہونڈ ہو تو وہ دوا کو بہی نہ ستے۔ مسلمانون نے ہمدان تک اونکا پیچہا کیا جناب نعمان کے بعد سپہ سالار حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالے عنہ ہوے۔ اونہون نے نہاوند مین جاکے قیام فرمایا۔ جہان ایک مشہور آتشکدہ تہا۔ اوسکا پجاری آپ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا۔ عرض کی کہ مجہے امن دیا جاے تو مین آپکو ایک بہت بڑا خزانہ بتا دونگا اور کسریٰ پرویز کے خزانہ مین سے بہت سے بیش قیمت جواہرات لاکے نذر گزرانے جنہین کسریٰ نے وقت پڑے کے لئے جمع کر رکہا تہا۔ جناب حذیفہ نے مال غنیمت کو تقسیم کیا اور خمس مع جواہرات کے دربار خلافت مین ارسال کی۔

جناب فاروق اعظم کی خدمت بابرکت مین کئی ہفتہ سے جنگ کی خبر نہین پہونچی تہی۔ جسوقت قاصد نے حاضر ہوکے اس فتح کا مژدہ سنایا ہے تو آپ نہایت خوش ہوے۔ حضرت نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کا حال سنکے

آبدیدہ ہوے اور دیر تک سر پر ہاتھہ رکھکے روتے رہے۔ قاصد نے اور شہیدون کے اسماے گرامی عرض کرکے کہا کہ حضور اس مہلک جنگ مین اتنے مسلمان ضایع ہوے ہین جنکو مین جانتا بھی نہین۔ جناب فاروق اعظم کو پھر رنج کا دورہوا۔ زار و قطار اشکون کے دریا بہنے لگے اور کلیجہ پر ہاتھہ رکھکے فرمایا کہ بھائی خیر اگر اونکو یہہ ناچیز اور حقیر بندہ عمر نہین جانتا ہے تو نہ جانے خدا تو اونہین خوب جانتا ہے اور اسکی ضرورت ہے۔ جواہرات پر جب نظر انور پڑی تو نہایت خفا ہوے اور فرمایا کہ انہین فوراً واپس لیجاؤ اور حذیفہ سے کہنا کہ انہین فروخت کرکے فوج مین تقسیم کردین۔ پس یہہ جواہرات چار کرور درہم مین بکے۔

اس جنگ مین قریب قریب تیس ہزار عجمی مارے گئے۔ اس کے بعد عجم پھر کبھی سرسبز نہین ہوا۔ عربون نے اس فتح کا نام فتح الفتوح رکھا۔ فیروز جناب فاروق اعظم کا قاتل اسی لڑائی سے گرفتار ہوکر آیا تھا۔ اس شخص کو ابو لولو بھی کہتے ہین۔ وہ مدینہ مین نہاوند لینے اس جنگ کے قیدی کو جب دیکھتا تو رو کر کہا کرتا تھا اَکَلَ عُمَرُ کَبِدِی (عمر نے میرا کلیجہ کھالیا)

اس واقعہ مین سوارون کو چھ چھ ہزار اور پیادون کو دو دو ہزار درہم حصہ مین ملے تھے۔ اس لڑائی کے بعد ایرانیون کا جوش انتقام ایسا ٹھنڈا ہوگیا کہ پھر اونہین آگے بڑہنے کی ہمت نہوئی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانہ مین بصرہ کے سردار تھے وہ بھی جنگ نہاوند مین شامل ہوے۔ وہان سے واپس ہوکر اونہون نے دینور کا

محاصرہ کیا۔ پانچ دن کے محاصرہ کے بعد جزیہ پر صلح ہوگئی۔ پھر شیروان کیطرف بڑھے اور وہان والون نے بھی جزیہ پر مصالحت کرلی۔

جناب سائب بن الاقرع رضی اللہ تعالےٰ عنہ صمیرہ کیطرف گئے۔ وہان بھی صلح ہوگئی۔

اہل ہمدان نے سختی محاصرہ سے گھبراکے خسرو شنوم کی طرف سے نعیم وقعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ پر فیصلہ ہوگیا۔ اہل ماہین نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہہ وہ بادشاہ اور امیر لوگ تھے جو یزدجرد اور اہل ہمدان کی مدد کو آئے تھے۔

ان لڑائیون کے بعد جناب خلافت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران کی عام تسخیر کا حکم صادر فرمایا۔ عبداللہ بن عتبان کو کوفہ سے معزول کرکے اور کسی جگہہ روانہ فرمایا اور اونکی جگہہ ابن حنظلہ حلیف بنی عبد قصیٰ کو مقرر کیا۔ جب اونہون نے استعفا دیدیا تو اونکی جگہہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور ہوے۔ ابن مسعود کو حمص سے بُلاکے تعلیم کے لئے کوفہ بھیجا اور ابو موسیٰ کو حکم ہوا کہ اونکی مدد کرنا۔ اونکی جگہہ عبداللہ بن عبداللہ کو بصرہ والون کی مدد کے لئے بھیجا۔ اسکے بعد اونہین حذیفہ کے بجاے اصفہان مین مامور فرمایا اور عمرو بن سراقہ کو بصرہ روانہ کیا۔

اسی زمانہ مین خبر آئی کہ اہل ہمدان باغی ہوگئے۔ جناب خلافت پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعیم بن مقرن کو اونکی گوشمالی کے لئے مقرر فرمایا۔ اونہون نے بارہ ہزار فوج سے اوسکے محاصرہ کی ٹھیرائی۔ محاصرہ مین لگی دیر تو تمام اطراف وجوانب مین

فوجین پھیلا دی گئین۔ یہہ دیکھکر ہمدان والون نے ہمت ہار دی اور ڈر کے صلح کر لی۔

نعیم بن مقرن ہمدان فتح کر کے خراسان کیطرف گئے۔ عتبہ بن فرقد بکر بن عبداللہ کو آذربایجان بھیجا اور یہہ ہدایت کی کہ ایک حلوان کی طرف سے اور دوسرا موصل کی سمت سے داخل ہو۔

اصفہان کی فتح

جب عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اصفہان پہونچگئے تو جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوموسیٰ کو اونکی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی جبلی کے حلیف اور نامی و مشہور انصار مین سے تھے۔ لشکر اسلام کے میمنہ و میسرہ پر عبداللہ بن ورقا ریاحی اور عصمۃ بن عبداللہ متعین تھے ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپیدان تھا۔ لشکر کے مقدمۃ الجیش پر شہریار ابن جادویہ تھا۔ اصفہان کے باہر رستاق مین فریقین کا مقابلہ ہوا۔ خوفناک جنگ ہوئی۔ مگر دوپہر کے قریب مسلمانون نے ایرانیون کو پریشان کر دیا۔ عبداللہ بن ورقا نے شہریار پر حملہ کیا اور ایک ہی وار مین اوسے مار ڈالا۔ ایرانی بھاگے اور اسپیدان نے رستاق مین صلح کر لی۔ اب مسلمانون نے آگے بڑھکے اصفہان کو جا گھیرا جسکا نام ایرانیون نے جے رکھہ چھوڑا تھا۔ یہان کے رئیس فادوسفان نے صلح کا پیام بھیجا۔ اس شرط پر صلح ہو گئی کہ باشندگان اصفہان مین سے جسکا جی چاہے شہر چھوڑ کے چلا جاے اور جو چاہے جزیہ دے کے شہر ہی مین رہ پڑے۔

اس صلح سے پہلے ابو موسیٰ مقام اہواز سے عبداللہ کے پاس آگئے تھے جناب فاروق اعظم کو فتح اصفہان کی اطلاع دیگئی۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ وہان کسیکو اپنی طرف سے نائب کرکے کرمان سہیل بن عدی کی مدد کو چلے جاؤ۔ چنانچہ سائب بن اقرع کو اصفہان کا حاکم کرکے یہہ لوگ کرمان روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ مین حضرت سہیل سے جاملے۔

اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ سے نعمان بن مقرن کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کرکے بھیجا تھا۔ وہ جنگ اصفہان مین آکے شریک ہوے اور اوسی جنگ مین شہید ہوے مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ نہاوند مین کام آے اور ابو موسیٰ نے قم اور قاشان فتح کیا۔ ۲۱ھ مین خلیفہ رسول اللہ نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کرکے اونکی جگہہ عمار بن یاسر کو بھیجا۔

بعض مورخین نے یہہ بھی لکھا ہے کہ فادوسفان حاکم اصفہان نے حضرت عبداللہ کو یہ پیام بھیجا کہ ناحق بندگان خدا کا خون کیون ہو۔ آؤ ہم تم باہم لڑکے فیصلہ کرلین جناب عبداللہ نے منظور کرلیا۔ میدان جنگ مین آکے فادوسفان نے تلوار سے حملہ کیا مگر حضرت عبداللہ نے ایسی ہمت و شجاعت سے اوس کا مقابلہ کیا کہ فادوسفان عاجز آگیا اور بے اختیار کہنے لگا۔ مین اب تم سے لڑنا نہین چاہتا۔ صلح کرلونگا۔

فتح دینور و صیمرہ و سیروان

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہاوند سے دینور پہونچے اور پانچ روز کے

محاصرہ کے بعد جزیہ دینے پر صلح ہوگئی۔

پھر سیروان کیطرف عنان عزیمت منعطف کی وہان بہی اوسی طرح صلح ہوئی سائب بن الاقرع صیمرہ پہونچے۔ وہان کے لوگون نے بہی ڈر کے اور مقامات کی طرح مصالحت کرلی۔

فتح ہمدان وماہین وغیرہ

لشکر ایران نے نہاوند وغیرہ مین شکست فاش کہاکے اور زک پر زک اوٹہاکے ہمدان مین پناہ لی تہی اسلئے جناب نعیم بن مقرن اور حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے وہین کا قصد کیا۔ ہمدان کے محافظ خسرو شنوم نے مسلمانون سے ڈر کے اپنے عجز کا اظہار کیا اور مسلمانون سے امان کا خواستگار رہوا۔

اسی طرح باشندگان ماہین نے بہی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کے نامہ وپیام کئے اور حکومت اسلام کے ماتحت ہونا چاہا مسلمانون نے بہی خوشی بہ خوشی اسکو منظور کرلیا۔

اولجہ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین	وہ پہول ہون کہ کسی کے گلے کا ہار نہین

جب مسلمانون کے عدل ورحم کی داستانین چار دانگ عالم مین عام ہوگئین تو گردونواح کے امراوملوک نے بہی امان چاہی۔ اونکی عرض بہی بموجب شرع شریف منظور ہوکے صلح ہوگئی۔ اونہون نے بہی سایۂ عاطفت اسلام مین آرام پایا۔ جو لوگ اطراف وجوانب مین پریشان ہوکے آوارہ ہوگئے تہے وہ بہی مطمئن ہوکے اپنے اپنے گہرون مین چلے آئے اور خوشی سے بسر کرنے لگے۔

صبح امید ہمانست رخ یار ہمان	تار آن طرہ شبرنگ شب تار ہمان

ابن خلدون فرماتے ہین کہ ہمدان مین پہلے خسرو شنوم نے قعقاع و نعیم سے صلح کرلی تہی مگر پہر وہان غدر ہوگیا اور جناب فاروق اعظم نے نعیم کو تحریر فرمایا کہ وہان کا غدر فرو کرو اور پہر اوسے فتح کرلو چنانچہ حضرت نعیم نے حذیفہ کو اپنا نائب کرکے ہمدان کا قصد کیا مگر اوسکے محاصرہ مین دیر لگی تو چارون طرف فوجین پہیلادی گئین اور کل گرد و نواح مسلمانون کے قبضہ مین آگیا جب یہہ حال اہل ہمدان نے سُنا تو خوف زدہ ہوکے پہر مطیع ہوگئے۔

بعض لوگون نے ان فتوحات کا زمانہ ۲۴ھ بتایا ہے۔

جسوقت حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمدان اور اوسکے گرد و نواح کے انتظامات مین مشغول تہے ناگاہ یہہ خبر آئی کہ دیلم اور رستم کے بہائی اسفندیار نے آذربیجان والون کو ساتہہ لیکے لڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت نعیم نے ہمدان مین یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب مقرر کرکے لشکر اسلام کو اونکے مقابلہ کا حکم دیا۔ وادی رودبین اس زور شور کی لڑائی ہوئی کہ لوگ جنگ نہاوند کو بہول گئے۔ آخر ش ایرانی بہاگے۔ حضرت نعیم نے فتح کی خبر حضرت فاروق اعظم کو بہیجی۔ وہان سے جواب آیا کہ کسیکو اپنی جگہہ مقرر کرکے خود رَے چلے جانا اور اوسے فتح کرکے وہین رہجانا۔

بعض مورخین نے لکہا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے جریر بن عبداللہ کو فتح ہمدان کے لئے بہیجا تہا۔ وہان صلح ہوگئی اور اوسکے مضافات پر بہی مسلمانون کا قبضہ و دخل ہوگیا۔ بعضے کہتے ہین کہ حضرت مغیرہ خود اس فتح مین

گئے تھے اور جریر اونکے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر تھے حضرت جریر نے جب ہمدان فتح کرلیا تو برار بن عازب کو قزوین کیطرف روانہ کیا۔ قزوین کے لوگون نے دیلم سے سازکیا۔ اوسنے مدد کا وعدہ بھی کرلیا تھا مگر لڑائی کے وقت خالی دیگیا اور اہل قزوین کو تنہا مقابلہ کرنا پڑا۔ دیلم پہاڑ پر سے کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ اہل قزوین نے مجبور ہوکے حضرت برار بن عازب سے صلح کی درخواست کی۔ صلحنامہ لکھا گیا اور صلح ہوگئی۔ اسکے بعد حضرت برار نے دیلم وجیلان کا مقابلہ کیا۔ بارہ ہزار کی جمعیت سے ہمدان کا محاصرہ کیا گیا تھا۔

دیلم نے رَے اور آذربیجان وغیرہ سے نامہ و پیام کرکے بہت سی فوج جمع کرلی۔ فرخان کا باپ زیبندی حاکم رَے جم غفیر کے ساتھ آیا۔ آذربیجان سے رستم کا بھائی اسفندیار بھی آپہونچا۔ آخر وادی رودبین دیلم نے شکست کھائی۔ حضرت عروہ اس فتح کی خبر لیکے جناب فاروق اعظم کے پاس گئے۔ وہ دیلم کی تیاریان سنکے بہت متفکر تھے اور مدد کا سامان کررہے تھے۔ عروہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہ مگر عروہ نے دوڑکے عرض کی۔ حضور گھبرائین نہین خدا کے فضل سے مسلمانون کی فتح ہے۔

فتح رَے

جب حضرت نعیم کو ہمدان کی فتح سے فرصت ملگئی تو جناب خلافت مآب کے حکم سے رَے کی طرف رجوع ہوے۔ ادہر سے ابوالفرخان صلح کا پیام لیکر آیا۔ یہہ پیام باشندونکی طرف سے تھا۔ اونکے سردار اور رئیس سیاوخش (سیاوش) بن مہران بن بہرام چوبین نے نامنظور کیا۔ دیناوند۔ طبرستان۔ قومس اور جرجان

والون سے فوجین لیکے مقابلہ کے لئے مستعد ہوگیا۔ ابو الفرخان اور سیاوخش سے ذاتی خصومت تھی اسلئے ابو الفرخان مسلمانون سے ملگیا اور منذر بن عمرو کو ساتھہ لیکر رات کے وقت پوشیدہ پوشیدہ شہر مین داخل ہوا۔ اوسیکی سازش سے علی الصباح مسلمانون نے حملہ کیا اور فوراً فتح ہوگئی۔ اسی طرح بفضل خدا مدائن ہاتھہ آگئی تھی۔ بعد فتح کے حضرت نعیم نے ابو الفرخان کو اوسکی کل ریاست دیدی۔ رے مدت تک اوسی کے خاندان کے پاس رہا۔ پرانے شہر کو برباد کرکے نیا شہر آباد کرنیکا حکم ہوا اور فتح کی خبر دربار خلافت مین بھیجی گئی۔

ابو الفرخان کا دوسرا نام زینبندی بھی لوگون نے لکھا ہے۔ کہتے ہین کہ جناب فاروق اعظم کے حکم سے حضرت نعیم نے رے مین قیام کیا اور اپنے بھائی سوید کو قومس روانہ کردیا جو بے لڑے بھڑے فتح ہوگیا۔ اس فتح کے بعد عراق عجم پر پورا پورا تسلط ہوگیا۔

فتح جرجان وطبرستان

دیناوند کے باشندون نے رے کے فتح ہوجانے کے بعد جزیہ دینے پر صلح کرلی۔ سوید کے ساتھہ قومس پر ہند بن عمرو الجملی بھی گئے تھے۔ قومس بہت بڑا اور اچھا خاصہ صوبہ تھا۔ اوسیکے پاس جرجان وطبرستان ہین۔ سوید اور اہل طبرستان مین پہلے تو نامہ وپیام ہوے پھر جزیہ پر صلح ہوگئی۔ اونھون نے جرجان کیطرف باگ پھیری جو طبرستان کا ایک مشہور ضلع ہے۔ وہان کے رئیس نے بھی جزیہ دینے کے وعدہ پر صلح کرلی۔

صحیح یہہ ہے کہ پہلے جرجان فتح ہوئی۔ طبرستان والون اور وہان کے

رئیس سپہدار نے جب یہہ بات سُنی تو ڈر گیا - پانچ لاکھہ درہم جزیہ پر صلح کرلی اور خود حضرت سوید سے ملنے آیا -

اکثر لوگون نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مین طبرستان ۳۰ھ مین فتح ہوئی ہے -

رئیس جرجان اور مسلمانون کے درمیان جو صلحنامہ لکھا گیا تہا اوس مین صاف صاف مندرج تہا کہ جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار مسلمان ہین اور یہان کے باشندون مین سے جو لوگ بیرونی حملون کے روکنے مین مسلمانون کو مدد دینگے اون سے جزیہ نہین لیا جائیگا -

ایک مؤرخ صاحب فرماتے ہین کہ خلافت فاروقی مین جزیہ لیکر طبرستان کو چھوڑ دیا تہا اسلئے اوسکی فتح کو خلافت عثمانی سے متعلق کر دیا گیا ہے مگر وہ ۲۲ھ مین فتح ہوئی ہے - اوسکی چارون حدین یہہ ہین -

مشرق مین خراسان و جرجان

شمال مین بحر جرجان

مغرب مین آذربیجان

جنوب مین بلاد خیل

مشہور شہر اوسکے **بسطام** اور **استرآباد** ہین -

واجرود اور ابہر کی فتح

یہہ بہی ۲۲ھ کا ذکر ہے کہ حضرت نعیم نے ہمدان مین یزید بن قیس کو اپنی جگہہ

مقرر کرکے ایرانیون سے جنگ کرنیکا ارادہ کیا۔ واجرد مین فرلقین کی منڈبھیڑ ہوگئی اور سخت لڑائی کے بعد ایرانی بھاگے۔ والی کوفہ یعنے حضرت مغیرہ ابھر کی طرف گئے وہان بھی ایک ہلکی سی لڑائی ہوئی مگر ایرانیون نے امان مانگ لی۔ پھر قزوین دیلم وگیلان اور طیلسان فتح کئے گئے۔

فتح برقہ وطرابلس وغیرہ

اسی سال مین عمرو بن العاص مغرب سے واپس آتے ہوے برقہ مین ٹھیرے وہان بربر قوم کی ایک جماعت لوانہ نام مدت سے رہتی تھی اوسنے تیرہ ہزار دینار سالانہ پر صلح کرلی۔ وہان سے آگے بڑھکے ایک مہینہ کامل طرابلس کا محاصرہ رہا اوسے فتح کرکے سمندر کے کنارہ کنارہ جو آگے بڑھے تو ایک شہر مین پہونچے اوسکے باشندے کشتیون پر بیٹھ بیٹھ کے بھاگ گئے اور شہر مسلمانون کے ہاتھ آیا اب لشکر اسلام نے قلعہ سبرہ کا رُخ کیا اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اوسے بھی فتح کرلیا۔

پس طرابلس اور سبرہ کے فتح ہوجانے سے افریقہ پر مسلمانون کا رعب داب بخوبی جم گیا۔ اوسکے چندہی روز بعد رومیون کی سلطنت افریقہ سے اوٹھگئی اور مسلمانون کا آفتاب اقبال چمکنے لگا۔

فتح آذربائیجان

رَے کی فتح کے بعد جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نعیم کو

حکم دیا کہ سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد کے لئے آذربائیجان بھیجدو۔ وہان کی مہم بکیر بن عبداللہ اور عتبہ بن فرقد کو سپرد ہوئی تھی۔ اور وہ دونون الگ الگ راستون سے روانہ کئے گئے تھے حضرت بکیر بن عبداللہ کی جبال کے قریب حرمیدان مین اسفندیار بن فرخ زاد سے مٹھ بھیڑ ہوگئی جو ہمدان کے پاس ماہرود سے نعیم کے مقابلہ سے بھاگا تھا۔ جناب بکیر بن عبداللہ نے اسفندیار بن فرخ زاد کو شکست دیکر زندہ گرفتار کرلیا۔ اسفندیار نے حضرت بکیر سے عرض کی۔ اگر آپ مجھے اپنی مصاحبت مین رکھین تو آسانی سے کُل ملک فتح ہوجائیگا اور بہت سے سردار آپ سے صلح کرلین گے۔ جناب بکیر نے اسبات کو منظور کرلیا۔ اودہر اسفندیار کے بھائی بہرام نے جناب عتبہ بن فرقد کا آگا جا گھیرا حضرت عتبہ نے اوسے بھگا کے کُل شہر پر قبضہ کرلیا۔ صرف قلعہ باقی رہگیا۔ اتنے مین جناب سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپہونچے۔ اونہون نے حوالی آذربائیجان کے جو شہر و قصبے باقی رہگئے تھے فتح کرلئے۔ اسفندیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور قرب آذربائیجان کے فتح ہوجانے کی خبر سُنکر بیان کیا کہ اب لڑائی ختم ہوچکی مین تم سے جزیہ پر صلح کرلونگا چنانچہ معاہدہ صلح لکھا گیا اور اسفندیار کو اس شرط پر رہائی ملی کہ وہ جزیہ دیا کرے اور آذربائیجان پر قابض رہے۔

اس فتح کے بعد خمس اور فتح کی خبر دربار اقدس خلافت مین بھیجی گئی اور جناب خلافت مآب کے حکم سے حضرت بکیر نے عتبہ کو مقامات مفتوحہ اور آذربائیجان مین چھوڑا اور خود لشکر اسلام کو ساتھ لیکر باب کی جانب چلے اونکے چلے جانیکے بعد

حضرت عتبہ بن فرقد نے باقی فوج لیکر شہر روز اور صامغان پر حملہ کر دیا تھوڑی لڑائی کے بعد وہ فتح ہوے اور جزیہ وخراج پر فیصلہ ہوگیا۔ بہت سے کرد اس لڑائی مین مارے گئے۔ دربار خلافت کو فتح کی خبر بھیجی گئی۔ جناب فاروق اعظمؓ نے حضرت عتبہ ہی کو آذربائیجان کا والی کر دیا۔ اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت ملی۔

واضح ہو کہ اسفندیار بن فرخزاد جنگ ماہرود مین پہلے ہی مسلمانون سے بھاگ چکا تھا۔

امام بلاذری نے لکھا ہے کہ آذربائیجان کا علم حذیفہ بن یمان کو ملا تھا۔ وہ نہاوند سے چل کر اردبیل مین آے جو آذربائیجان کا صدر مقام تھا۔ وہان کے حاکم ماجروان نے میسند۔ سراۃ۔ سنبر۔ میانج وغیرہ شہرون سے بہت سی فوج جمع کر کے مسلمانون کا مقابلہ کیا مگر مُنہ کی کھائی اور آٹھ لاکھ سالانہ پر صلح کر لی۔ اسکے بعد حضرت حذیفہ نے موقان اور جیلانی کو فتح کیا۔

اسی زمانہ مین دربار مدینہ سے حضرت حذیفہ معزول ہوے اور عتبہ بن فرقد اونکی جگہ مقرر کئے گئے۔ اونکے آتے آتے تمام گرد ونواح آذربائیجان مین غدر ہوگیا تھا حضرت عتبہ کو دوبارہ اِن مقامون کو فتح کرنا پڑا۔

نقشہ مین آذربائیجان کو دیکھا چاہو تو یون پتا لگاؤ کہ شہر تبریز اوسکا دارالسلطنت ہے۔ قدیمی دارالسلطنت اوسکا شہر مراغہ تھا۔ بردعہ اور اردبیل اسی صوبہ مین ہین۔ اسکی وجہ تسمیہ کے لئے دو روایتین ہین۔

(۱) یہان موبد آذرباد نے ایک آتشکدہ بنایا تھا جسکا نام آذرآبادگان تھا

(۲) پہلوی زبان مین آذر کے معنے ہین آگ اور بایگان کے معنے ہین محافظ۔ تو آذربایگان کے معنے ہوے آگ کا محافظ۔ چونکہ اس صوبہ مین آتشکدون کی بہت کثرت تہی اسلئے یہی نام ہوگیا۔ عربون نے اوسے اپنے لہجہ مین آذربائیجان بنالیا۔

فتح موقان وجنگ اقوام ترکستان

حضرت سراقہ نے دربند تفلیس (طفلس) کو فتح کرکے کوہستان ارمنیہ کو جاگہیرا حضرت بکیر کو موقان کی فتح کے لئے۔ حضرت حبیب بن سلمہ کو تفلیس کے واسطے۔ حضرت حذیفہ بن الیمان کو کوہستان لان کیطرف اور حضرت سلمان بن ربیعہ کو دوسرے مقامات کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اسوقت لشکر اسلام اتنا نہ تہا کہ ان ممالک وسیع اور مقامات منیع کے لئے کافی ہوتا۔ بکیر نے تو موقان کو البتہ فتح کرلیا اور کسی جگہہ معتد بہ نتیجہ نہ نکلا۔ جناب خلافت مآب کے حکم سے حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ نے دربند سے آگے بڑہکے قبیلہ بلنجر کے ترکون کو پائمال کیا۔ وہان سے دربند مین واپس آے۔ جناب امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک ترکون سے لڑائی ٹہنی رہی اور ترکون نے بہی تنگ آکے سخت حملے کئے اور عبدالرحمن کو شہید کیا۔ اونکے بعد اونکے بہائی سلمان نے علم سنبہالا اور امیران اسلام کیساتہہ جرجان (گرگان) مین آکر قیام کیا۔

فتح باب

حضرت بکیر بن عبداللہ آذربائیجان کو فتح کرکے باب کے قریب پہونچنے بہی نہین

پائے تھے کہ جناب فاروق اعظم رضؓ نے ایک نئی فوج تیار کر کے سراقہ کے ساتھہ بصرہ سے اونکی مدد کو روانہ کی۔ فوج کے ہر حصہ پر الگ الگ افسر مقرر کر دیا۔ یعنے مقدمۃ الجیش عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے ماتحت تھا۔ ابن اسید غفاری کی نگرانی مین میمنہ تھا۔ میسرہ پر سراقہ بن عمرو متعین تھے اور سلمان بن ربیعہ مال غنیمت کی تقسیم کے لئے۔ بجائے سراقہ کے بصرہ مین حضرت ابوموسیٰ اشعری کو مقرر کیا۔ حضرت سراقہ کی روانگی کے بعد جزیرہ سے حبیب بن مسلمہ کو اونکی مدد کے لئے بھیجدیا اور حبیب کی جگہہ زیاد بن حنظلہ کو مقرر کر دیا۔ شہریراز کی اولاد سے ایک شخص شہریار نامی اس زمانہ مین باب کا حاکم تھا۔ وہ ایران کی ماتحتی کو مانتا تھا۔ اوسنے لشکر ظفر پیکر اسلام کی آمد آمد سنکے صلح کی درخواست بھیجی ادہر سے مقدمۃ الجیش کے سردار حضرت عبدالرحمٰن نے جوابدیا کہ جو کہنا ہو خود حاضر ہو کے عرض کر جاؤ اور یہ اطمینان رکھو کہ تمہین ضرور امان دی جائیگی۔ شہریار نے خود حاضر ہو کے التماس کی کہ مجھسے بجائے جزیہ کے فوجی خدمت لیجائے۔ مین ہر وقت مسلمانون کا غلام بنا رہونگا۔ عبدالرحمٰن نے اوسے سراقہ کے پاس روانہ کیا۔ وہان اوسکی التجا قبول ہوئی اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس امر کو جائز قرار دیا۔

خدا چاہے اگر سنگین دلون کو سرنگون کرنا	تو پھر کیا ہے عجب گر بت کرے سجدہ برہمن کو

باب کے فیصلہ کے بعد حضرت سراقہ نے ارمینیہ کے کوہستانی شہرون کی فتح کا حکم دیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال فرمایا۔ جناب امیرالمومنین نے بھی اونہین کو باب کی حکومت پر قایم رکھا اور ترکون پر

حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بلنجر کی لڑائی

حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو دربارِ خلافت سے ترکون پر حملہ کرنیکا جب حکم ملگیا تو وہ باب سے بلنجر روانہ ہوے جو ریاست خزر کا دارالسلطنت تہا۔ چونکہ آپکے ساتھہ شہریار بہی تہا اوسنے دریافت کیا کہ حضرت۔ اب کدہر کو سواری چلی۔ ہم تو یہی غنیمت سمجھے ہوے تہے کہ ترک ہم سے تعرض نکرین لیکن آپ خود ہی اونکے پاس جاتے ہین۔ برائے خدا اس خیال کو چہوڑیئے۔ برون کے چہیڑنا اچہا نہین ایسا نہو کہ خدانخواستہ کوئی تکلیف آپکو اور مسلمانون کو پہونچے۔

مرو در بزم دشمن گرچہ جان بخش ست عالم را	
	کہ میرد آتش اردر چشمۂ آب بقا افتد

حضرت عبدالرحمٰن نے جوابدیا۔

ہوائے دشت پیمائی ربود از کف عنانم را	
	چو سیل از راہ صحرا باز گردیدن نمیدانم

جب تک میری تلوار ترکون کا خون نہ پی لیگی مجھے ہرگز چین نہ آے گا متصل بلنجر پہونچکر ترکون سے سامنا ہوگیا۔ وہ شہر چہوڑکے بہاگ گئے اور لشکر اسلام مال غنیمت لیکے واپس چلا آیا۔ خلافت عثمانی تک برابر ترکون پر حملے ہوتے رہے یہان تک کہ ترکی قوم عاجز آگئی۔

ترک یہہ اعتقاد رکہتے تہے کہ مسلمانون کے ساتھہ فرشتے حفاظت کے لئے رہتے ہین اسلئے کوئی کسی مسلمان کو قتل نہین کرسکتا۔ اتفاقاً ایک لڑائی مین

اونھون نے ایک مسلمان کو پکڑلیا اور اوسے باندھکے لیگئے اور شہید کرڈالا۔ پھر کیا تھا اونکا ڈر نکل گیا اور دلیر ہوکے لڑنے پر مستعد ہوگئے۔ چنانچہ اون سے کئی لڑائیان ہوئین اون مین سے ایک مین حضرت عبدالرحمن بھی شہید ہونے علم اون کے بھائی سلمان نے سنبھالا۔ حضرت ابوہریرہ دوسی اور حضرت سلمان نے بڑی شجاعت سے ترکون کی خبرلی اور بھگا دیا۔

فتح خراسان

ناظرین کو معلوم ہے کہ مسلمانون اور ایرانیون مین بہت سی لڑائیان ہوئین اور افواج ایران کو ہر جگہہ ہزیمت ہوئی اور اونکا بادشاہ یزدجرد ادھر اودھر بھاگتا پھرا۔ جہان جاتا تھا فارسیون کو لشکر اسلام سے لڑنے کی ترغیب دیتا اور جنھون نے مسلمانون سے صلح کرلی تھی اونھین بغاوت کی صلاح دیتا تھا۔ پس اصحاب کرام نے متفق ہوکے جناب خلافت پناہ کو مشورہ دیا کہ حکومت ایران کو صفحۂ دنیا سے بالکل نیست ونابود کردینا چاہیئے۔ اجازت کا ملنا تھا کہ عساکر اسلام نے ایران مین ہر طرف مار دھاڑ مچادی۔ امرائے اسلام نے علم سعادت فرجام شانون پر لیکر خراسان کی تسخیر کا قصد کیا۔ احنف بن قیس جو خراسان کی طرف گئے تھے اونھون نے ہرات کو فتح کرلیا۔ جناب صھار وہان کے محافظ مقرر کئے گئے۔ مطرب بن عبداللہ نیشاپور کی فتح پر مامور تھے۔ حرث بن حسان کو سرخس کی تسخیر کا حکم ہوا اور خود احنف بن قیس نے مروشاہجہان کو فتح کرکے وہان کا حاکم حارثہ بن نعمان کو کردیا۔ پھر مروالرود جانے کا ارادہ کیا۔ اس اثنا مین اونکی مدد کے لئے کوفہ سے اور فوجین

پہونچین اور مرو الرود بہت جلدی اور بآسانی ہاتھہ آگیا۔ شاہ ایران نے ترکستان کی حد یعنی بلخ مین مختلف اقوام کی ایک جماعت کثیر جمع کرلی تہی۔ دلاوران اسلام نے وہین پہونچکے اوسپر حملہ کیا۔ شاہ ایران بہاگا اور دریاے جیحون سے گزر کے افتان وخیزان ترکستان پہونچا۔ طخارستان ونیشاپور وخراسان مسلمانون کے ہاتھہ آگئے۔

احنف بن قیس نے جابجا منصف اور عادل عامل مقرر کرکے مرو الرود کی طرف مراجعت کی۔ اوس نواح کی ایک ایک فتح کا حال حضرت خلیفہ زمان کو لکھدیا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مدینہ کو مسجد نبوی مین جمع کیا۔ حضرت احنف کی تحریر از سرتا پا سُنا دی اور منبر پر تشریف فرما کے ارشاد کیا "اے بہائیو آج کے دن ایرانیون کے قبضہ مین ایک گز زمین بہی نہین ہے لہذا ہمنے وہ فتح حاصل کرلی جسکا وعدہ جناب یزدان پاک نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی معرفت ہم سے فرمایا تہا۔ تمکو چاہیئے کہ حکم خدا اور سنت رسول اللہ کی اقتدا اور اتباع پر دل وجان سے قایم رہو۔ اگر تمنے اخلاق رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ذرا بہی سر پہیرا تو یاد رکہنا کہ یہہ کچہہ بہی تمہارے پاس نہ رہے گا اور پہر دربدر ٹہوکرین کہاتے پہروگے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک مین تم سے کہدیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ یعنے مین کسی قوم کو بادشاہ یا رعیت نہین بنایا کرتا ہون وہ لوگ تو اپنے ہاتہون سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی مارکے برے دہاڑے کو پہونچ جاتے ہین" حضرت احنف بن قیس کو حکم بہیجا گیا کہ تم دریا سے آگے نہ بڑہنا۔

اس عرصہ مین شاہ ایران یعنے یزدجرد مرو الرود مین پہونچ گیا تہا اور مدد کی طلب مین اپنے قاصد صغد وقدر خان وترکستان وخاقان چین کے پاس بہیجدئے تہے۔ خاقان چین کو مسلمانون کی شجاعت کا حال پہلے سے تحقیق ہوگیا تہا اسلئے شاہ ایران کو لکہا۔ تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اون سے صلح کرلو ادہر اودہر سے مدد منگا کے اور بہاڑے کے ٹٹو بہرتی کرکے زیادہ کیون تباہ ہوتے ہو۔ مگر خان ترکستان واہل فرغان اور حکمران صغد نے مدد کے لئے ایک ٹیڑی دل بہیجدیا۔ احنف بن قیس کو اسکی خبر لگی تو بیس ہزار شیران اسلام کو ہمرکاب لیکر بلخ کی طرف دامن کوہ مین پراجا جمایا۔ وہین طرفین کا مقابلہ ہوا۔ اودہر سے تین ترک جو شجاعت اور بسالت مین مشہور دوران تہے شمشیر بران ہاتہہ مین لئے ہوے شیرون کی طرح غرّاتے یکے بعد دیگرے میدان جنگ مین آے۔ جناب احنف بن قیس نے ایک ہی ایک ضرب مین اونہین ٹہکانے لگا دیا۔ حاکم ترکستان کے دل مین یہہ حال دہشت اشتمال دیکہکے خوف سما گیا اور رات ہی رات مین دریا اوتر کے رفوچکر ہوا۔ ادہر یزدجرد کے ہوش وحواس نے بہی جوابدیدیا اور وہ اشیاے گرانبہا۔ زیورات مرصع۔ متاع نفیس۔ نقود موجود وجواہر نامعدود جو ایران سے اپنے ساتہہ لایا تہا لیکر بہاگا۔ چاہتا تہا کہ دریا سے پار اوتر جاے جو لوگون نے ترکون کے بہاگے جانے اور یزدجرد کے ارادہ کی خبر مسلمانون کو کردی۔ شاہ ایران کے ارکان دولت اور اعیان مملکت نے بہی یزدجرد کو سمجہایا کہ اب بہی مسلمانون سے صلح کرلو مگر وہ ایسے نازک وقت مین بہی نہ مانا۔

نہ کہلی ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ	ہمکو عقدہ بہی ملا ہاے تو مشکل ہوکر

اوسکے ارکان سلطنت نے خفا ہوکر تمام زر وجواہر اور مال واسباب اوس سے چھین لیا۔ بیچارہ یزدجرد خستہ حال اور دل فگار دریا سے عبور کرکے ترکستان مین جا پڑا۔

ہر کجا رفتی بلائی عاقبت رسوا شدی	جاے آن دارد کہ رسوائے جہان گوید ترا

امراے ایران نے آکے حضرت احنف بن قیس سے صلح کرلی اور جزیہ دینا قبول کیا یزدجرد کے جواہرات اور مال واسباب حضرت احنف کے نذر کئے۔ جناب احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند روز بلخ مین دم لیکر مال غنیمت کو تقسیم کیا اور کوفہ کے لشکر کو مناسب مقامات مین جابجا انتظام کے ساتھ متعین فرماکر مرو الرود مین واپس آگئے۔

یزدجرد جو بھاگ کر ترکستان مین پناہ گزین ہوا وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت تک وہین مقیم رہا۔

اب لشکر اسلام کے سردارون نے فتح ایران کے ارادہ سے فارس کی طرف رُخ کیا۔ جابجا لڑائیان ہوئین۔ جناب مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سابور اور دستجرہ کی جانب گئے تھے کہ ناگہان لشکر ایران نے اونپر حملہ کیا مگر شکست کھاکے توج مین پناہ لی۔ غازیان اسلام نے دوسری بار اپنی تیغ آبدار سے توج کو فتح کرکے جنگ آوران ایران کو خوب ہی گوشمالی دی۔ اوس نواح کے لوگون نے جزیہ قبول کرکے صلح وصلاح کے سایہ مین آرام پکڑا۔ اس سے پہلے جنگ طاؤس مین جناب علاء بن الحضرمی نے توج کو فتح کیا تھا۔

حضرت عثمان بن العاص اصطخر کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اونسے اور ایرانیون سے

جور مین آمنا سامنا ہوا۔ جب اصطخر فتح ہوگیا تو گاذرون اور نوبندجان کو جاکے زیروزبر کرڈالا۔

اوسکے بعد ہی ابوموسیٰ نے شیراز اور ارجان کو فتح کرکے دونون جگہہ سے خراج مقرر کرالیا۔

پہر عثمان بن العاص نے جنابہ کی طرف کوچ کیا اور جہرم مین ایرانیون کو شکست دیکے وہان اپنا عمل دخل کرلیا۔

ساریہ بن زنیم نے پسا اور دیاربکر کا محاصرہ کیا۔ ایرانیون نے کُردون سے مدد طلب کی جس سے میدان جنگ مین بڑا اژدحام ہوگیا اور سخت لڑائی ہوئی۔

تواتر کے ساتھہ روایت ہے کہ اوسی دن جناب خلافت پناہ نے منبر پر کھڑے ہوکے فرمایا۔ اسوقت لڑائی کو مین انہین ظاہری آنکھون سے دیکھہ رہا ہون دلاوران اسلام بہت تھوڑے ہین اور اونکے دشمن مور و ملخ کی طرح اُمڈے چلے آتے ہین مشکل کا موقع ہے اور لڑائی خونریز ہے لوگ میرے سامنے کٹ کٹ کے گر رہے ہین۔ بڑا نازک وقت ہے۔ اے خدائے کریم مین نے اپنے پیارے مسلمانون کو تیرے حفظ مین سونپا۔ صدقہ اپنی عزت وجلال کا انکی جانون کی خیر رہے۔ یہہ کہتے کہتے آپ یکایک چونک پڑے اور پکارے۔ یا ساریۃ الجبل الجبل یعنے اے ساریہ پہاڑ کی طرف پہر پڑو۔ حضرت ساریہ نے واپس آکے مدینہ مین بیان کیا کہ تم لوگ تو مسجد نبوی مین حضور کا یہہ کلام سُن رہے تھے اور مین نے میدان جنگ مین سنا کہ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سامنے کھڑے ہوے مجھسے للکار کے فرما رہے ہین یا ساریۃ الجبل الجبل

مین خلافت پناہ کی آواز پہچان کے پہاڑ کی طرف پہر پڑا اور تہوڑی ہی دیر مین اسلام کے بول بالے ہوگئے۔

ایرانیون کو شکست اور مسلمانون کو فتح نصیب ہوئی۔ بہت سا مال غنیمت بہی ہاتہہ آیا۔ اوسمین ایک صندوقچہ جواہرات بیش بہا سے بلبب بہرا ہوا تہا اوسے بطور ہدیہ جناب خلیفہ برحق کی خدمت مین ارسال کیا۔ سبحان اللہ کیا ذات اقدس تہی کہ جسم مدینہ مین تہا اور جان و روح اپنے فدائیون کے ساتہہ جابجا پہرا کرتی تہین کسی وقت فکر سے خالی نہین۔ سوتے۔ جاگتے سایہ وار ہر مسلمان کے ساتہہ۔ بچہ بچہ کا غمخوار۔ خدا نے جامہ خلافت کا اپنے ہاتہہ سے تن نازنین پر پہنایا تہا اللہ اکبر جل جلالہ۔

ادہر اللہ سے واصل اودہر مخلوق کے شامل		خواص اوس برزخ کبریٰ مین تہا حرف مشدد کا

آپ نے اوس نادر الوجود جواہرات کے صندوقچہ کو واپس کردیا۔ اور فرمایا کہ تم اسے اپنے ساتہہ لے جنگ آورون مین تقسیم کردو۔ میری بہ نسبت وہ اس کے زیادہ مستحق ہین کہ اسلام پر اپنی جانین نثار کرتے ہین۔ دیکہیے لیجئے کہ دل رُبائی اور دلبری کے کیسے کیسے اور چلتے ہوئے گُر یاد تہے۔ ہم کہتے ہین کہ مدینہ والون نے تو اوسے صرف خلافت ہی دی تہی اور دیا ہی کیا اگر وہ چاہتا تو اپنے زمانہ کے لوگون کے کپڑے بدن سے اوتروالیتا مگر وہان تو ذاتی حرص پاس بہی نہین کہڑی ہوئی تہی۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد		عیب نماید ہنرش در نظر	

سہیل بن عدی کرمان کو فتح کرنے گئے ہوے تہے۔ عبداللہ بن عبداللہ بن

قتیبان اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اونکے پیچھے ہی روانہ ہوے - اون سے اور ایرانیون سے ایک وادی مین سخت محاربہ ہوا جس مین ایرانیون کو شکست ہوئی مسلمانون نے راہین بند کر دین - بے شمار ایرانیون کو گرفتار کر لیا اور بے شمار ہی مارے گئے -

نسرین بن عمرو جیرفت کی فتح کو جا رہے تھے کہ اثنائے راہ مین اونہین سردار کرمان ملگیا - آپ راہ مین اوسکا قلع و قمع کرتے ہوے جیرفت مین داخل ہوے - اگرچہ بعض مؤرخین نے عبداللہ بن بدیل کو فاتح کرمان بتایا ہی مگر یہہ اونکی غلطی ہے -

عاصم بن عمرو سجستان پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوے - یہہ ملک خراسان سے زیادہ وسیع تھا - وہان کے لوگ ترکستان والون سے بہت لڑتے رہتے تھے اور ترکون سے لڑتے لڑتے اونکے ایسے دماغ چلگئے تھے کہ مسلمانون کو کچھہ بھی خیال مین نہین لاتے تھے مگر جب سامنا پڑا تو حوش و حواس بکہر گئے اور نیچا دیکھنا پڑا - ہزارون رنج و مشقت سے زرنج کی طرف بہاگے اور جاتے ہی اوسے مستحکم کر لیا مگر شیران اسلام نے آگے بڑہکے اوسکا بھی محاصرہ کر لیا - آخرش خراج دینے کے وعدہ پر جون توں اپنا پیچھا چھوڑایا -

الحکم بن عمرو التغلبی مکران کو گئے - اونکے پیچھا پیل ہی وہان عبداللہ بن عبداللہ - شہاب بن مخارق اور سہیل بن عدی پہونچے - اہل سندہ نے بھی مکران والون کو مدد دی - چنانچہ سخت لڑائی واقع ہوئی - اس شدید گیرو دار مین بھی فتح ہمارے دلاورون کی رہی - دشمنون کو بہگا کے دور دریا کے کنارہ کر دیا -

پھر مکران مین آکے خلیفہ رسول اللہ کو اطلاع دی اور چند روز مکران ہی مین رہے۔

ایرانیون کے ساتھہ کے اس ہنگامہ مین جناب عمر فاروق نے ابو موسیٰ کو لکھا تھا کہ اگر مناسب سمجھو تو بصرہ کے حدود تک جاکے شیران اسلام کا ہاتھہ بٹانا۔ اسلئے حضرت ابو موسیٰ کافی لشکر اپنے ساتھہ لئے ہوے پیروز کیطرف متوجہ ہوے۔ اہل اہواز سے منڈبھیڑ ہوگئی جن مین بہت سے کرد بھی شامل تھے۔ یہان سخت کٹا چھنی ہوئی۔ اسی جنگ مین حضرت زیاد سردار مہاجرین شہید ہوے۔ اسپر بھی ہمارے شیرون کا پاے ثبات کسی طرح نہ ڈگا اور ایسے غضنفرانہ حملے ڈٹ ڈٹ کے کئے کہ دشمنانِ اسلام بیم جان سے گرتے پڑتے ادہر اودہر بھاگے۔

جب ابو موسیٰ نے دیکھا کہ اب دشمنون کی بالکل بیخ کنی ہوگئی ہے تو اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو کُردون کے استیصال کے لئے روانہ کیا اور جو لشکر اسلام اوسوقت اصفہان کے بندوبست کو بھیجا گیا تھا اوسکی مدد کا ارادہ کیا۔ اصفہان فتح کرکے بصرہ لوٹ آے۔ اونکے بھائی ربیع نے پیروز کو فتح کرلیا اور کُردون کو مار مار کے جزیہ قبول کرایا۔ پھر وہ بھی بصرہ آگئے۔ اس فتح خداداد کا مژدہ معہ خمس غنایم کے مدینہ روانہ کردیا گیا۔

اس اثنا مین ضبہ بن محصن نے اتہام کے طور پر چند شکایتین حضرت ابو موسیٰ کی جناب خلیفہ برحق کے حضور مین لکھہ بھیجین۔ ہمارے سردار والا تبار نے فوراً حضرت ابو موسیٰ کو مدینہ طلب فرمایا۔ وہان تو ہر وقت دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی

بائین ہاتھہ کا کھیل تھا تحقیق اور تدقیق کے بعد کچھہ بھی نہ نکلا - جناب ابو موسیٰ باعزت تمام اپنی جگہہ پر واپس بھیجدیئے گئے - ضبہ کی شکایتون مین سے ایک یہہ بھی تھی کہ جناب ابو موسیٰ بلا استحقاق زیاد بن ابی سفیان کی زیادہ خاطر کرتے ہین اور اونہین سے زیادہ کام لیتے ہین - حضرت زیاد بھی مدینہ طلب ہوے - آپ نے اونکی بھی لیاقت اور کارگزاری کا امتحان لیا اور چشم حقایق بین سے اونکی لیاقت اور قابلیت کو جانچ کے اونہین بھی اونکے عہدہ پر واپس کر دیا - ضبہ کے کذب اور افترا کو تمام مین مشتہر کرا دیا تاکہ دوسرا دھوکھا نہ کھاے -

اب یزدجرد خاقان چین کے پاس گیا اوسنے اوسکی بڑی عزت و توقیر کی بہت سی فوج لیکر مدد کے لئے ساتھہ ہوا - انہون نے خراسان کا رُخ کیا جناب احنف اون دنون بلخ مین تشریف رکھتے تھے - آپ نے خاقان کی آمد آمد سُنکے لشکر اسلام کو ساتھہ لیا اور مرورود زمین آن جمے - خاقان بلخ ہوتا ہوا مرورود پہونچا - یزدجرد اوس سے الگ ہوکے مرو شاہجہان کیطرف چلا - حضرت احنف نے کھلے میدان مین لڑنا مناسب نہ سمجھا دریا پار اوتر گئے اور ایک ایسے میدان مین صف آرائی کی جسکی پشت پر پہاڑ تھا - اونکے ساتھہ کوفہ اور بصرہ کی فوجون مین سے بیس ہزار سوار تھے - ضرورت دیکھکے مسلمانون نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بھی کھودلی - مورچے بڑے استحکام سے قایم کئے گئے - مدت تک دونون فوجین آمنے سامنے پڑا جماے پڑی رہین -

ایکدن کا ذکر ہے کہ حضرت احنف علی الصباح میدان جنگ مین گئے - ترکون کا عام دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر یکے بعد

دیگرے طبل و علم لیکر میدان مین آتے تھے اسکے بعد سارا لشکر حرکت مین آتا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوجاتی تھی - اسی قاعدہ کے موافق صف مقابل سے ایک ترک طبل و علم لئے ہوے نکلا - جناب احنف لئے آگے بڑہکے دلیرانہ اوسپر وار کیا تھوڑی دیر ردّ و بدل رہی - آخرش اپنے نیزہ کے وار سے حضرت احنف لئے اوسے گراکے مار ڈالا - اسکے بعد دستور کے بموجب دو ترک میدان مین آے - حضرت احنف لئے نہایت چستی وچالاکی سے اونکا بھی خاتمہ کردیا - یہہ دیکھکر خود خاقان صفون سے باہر آیا - اپنے بہادرون کو مقتول اور خاک وخون مین غلطان دیکھکر نہایت رنجیدہ اور آبدیدہ ہوا - بیل منڈہے نہ چڑہتی دیکھی اور اسبات کو بدشگونی سمجھکے اپنی فوج سے یون کہنے لگا -

برخیز واقف از سر زلف سیاہ او		چون سود نیست این ہمہ سود اچہ فائدہ	

اے لوگو - ہم مناسب نہین سمجھتے کہ پرایا جھگڑا اپنے سر لین ہمین بھی اپنے ملک کی خیر منانی اور اپنی عزت برقرار رکھنی ہے بہتر ہے کہ اپنے گھرون کو واپس چلو - اتنا کہا اور فوج کو ساتھہ لئے ہوے اپنے ملک کو چلا گیا -

اب یزدجرد کا حال سنئے کہ وہ مرو شاہجہان مین حارثہ بن نعمان کو گھیرے پڑا تھا - جب اوسے خاقان چین کی واپسی کی خبر پہونچی دل مسوس کے رہگیا -

زبس شکستہ دلم لب بشکوہ وا نہ کنم			
		نمونۂ جرس بیدلم صدا نہ کنم	

دیگر

اس جفا پر یہہ وفا ہے کہ تمہارا شکوہ		دل مین رہنے نہ دیا منہ سے نکلنے نہ دیا	

ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ فتح سے مایوس ہوکے محاصرہ سے کنارہ کیا۔ اپنا خزانہ اور جواہرات جمع کرکے خاقان کے پاس جانیکا ارادہ کیا۔ عہد فاروقی کے ختم تک ترکون کی دارالسلطنت فرغانہ مین رہا یہان تک کہ خلافت عثمانی مین خراسانیون نے پھر بغاوت اختیار کی۔

اس واقعہ کے بعد جناب احنف پھر بلخ آگئے۔ لشکر کو وہان ٹھیرا کے خود مرو روذ مین قیام کیا۔ دربار دُربار خلافت مین فتح کی خبر کردی۔ جناب فاروق اعظم نے مدینہ والون کو اکٹھا کرکے یون فرمایا۔

الا وان ملك المجوسية قد ذهب فليسوا يملكون من بلادهم شبرًا يضر بمسلم الا وان الله قد اورثكم ارضهم و ديارهم واموالهم وابناءهم لينظر كيف تعملون فلا تبدلوا فيبدل الله بكم غيركم فاني لا اخاف على هذه الامة ان توتى ان من قبلكم

اے لوگو۔ جانو اور آگاہ ہو کہ بے شک آج ایرانیون کی حکومت خاک سیاہ ہوگئی اور جاتی رہی اب وہ اپنے ملک کی ایک بالشت زمین کے بھی مالک نہونگے تاکہ مسلمانون کو نقصان پہونچا سکین۔ اے لوگو۔ خبردار رہو کہ اللہ جل شانہ نے تمہین اونکی زمین۔ اونکے ملک۔ اونکے اموال۔ اونکی اولاد کا وارث اس غرض سے بنایا ہے کہ وہ تمہین اور تمہارے اعمال کو دیکھے۔ پس تم لوگ اپنی اوس حالت کو نہ بدلنا جو آج ہے ورنہ خدا تم سے یہ حکومت۔ یہہ سلطنت۔ یہہ شوکت یہہ حشمت۔ یہہ ثروت چھین کر اور دوسرون کو دیدیگا۔ مجھکو خوف ہے کہ کہین اس امت پر بھی وہی حالت نہ طاری ہوجاے جو تم سے پہلے تھی۔

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست		رو پس نکر دہر کہ ازین کاروان گذشت

آہ - اب نہ وہ حکومت باقی ہے نہ سلطنت - نہ وہ شوکت ہی رہی نہ وہ ثروت ہان ایک خواب خیال سا باقی رہگیا ہے۔

سروسامان وجودم شرر عیش بسوخت		بالیقین من نیم و وہم و گمانم باقیست

اور وہ بھی اپنے ہی کرتوتون سے - اے امت مرحوم سچ کہیو۔

یہہ چلن کسنے سکھاے یہ طریقے کسنے		آگئین تجھکو یہ ادبار کی راہین کیونکر

فتح توج

جب دلیران اسلام نے عام لشکرکشی کا علم لیکر بصرہ سے فارس کا رُخ کیا اور ہر سردار اپنی اپنی فوج لئے ہوے اپنے مقررہ ممالک کی طرف بڑہا تو ایرانیون مین ایک تہلکہ پڑگیا اور وہ اپنے شہرون کی حفاظت کے لئے متفرق و منتشر ہوگئے - مجاشع بن مسعود اردشیر اور سابور کی طرف گئے - جب قریب پہونچے تو ایرانیون نے اونہین توج مین روکا - لڑائی شروع ہوگئی - حضرت مجاشع نے کمال دلیری سے توج کو فتح کرلیا - وہان کے لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا یہان سے نامۂ فتح اور خمس خلیفہ برحق کی خدمت مین روانہ ہوے۔

فتح اصطخر

حضرت عثمان بن ابی العاص یہان کی فتح کے لئے روانہ کئے گئے تھے - انہون نے جب اودہر کا رُخ کیا ہے تو ایرانیون نے بڑے سازوسامان سے

مسلمانون کو جو رمین روکا مگر یہہ خدا کا بھیجا ہوا سیلاب اون کے بس کا کب تھا وہ مُنہ کی کھا کے بھاگے۔ اون کے رئیس ہیربد نے جزیہ پر صلح کرلی۔ اس معاہدہ مین اصطخر بھی شامل تھا۔ جو لوگ لڑائی کے ڈر سے گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے تھے وہ پھر واپس آگئے۔ خمس و فتح کی خبر جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجی گئی۔

اسکے بعد گازرون۔ نوبندجان اور اونکے مضافات پر قبضہ ہوگیا۔ حضرت ابوموسیٰ بھی آن ملے۔ دونون سردارون نے ملکے شیراز اور ارجان سے بھی جزیہ مقرر کرالیا۔

پھر حضرت عثمان بن ابی العاص جنابہ کی طرف چلے جہرم کے قریب ایرانیون سے سامنا ہوگیا۔ مسلمانون کی فتح ہوئی اور جنابہ و جہرم ممالک محروسۂ اسلام مین داخل ہوگئے۔

جب شروع زمانہ خلافت عثمانی مین شہرک نے بغاوت اختیار کی تو عثمان بن ابی العاص نے اپنے بیٹے اور اپنے بھائی حکم کو ایک فوج کے ساتھہ روانہ کیا بصرہ سے اونکی مدد کے لئے عبداللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوج لیکر آئے۔ ارض فارس مین مدت تک جنگ ہوتی رہی۔ ایرانیون نے زک پائی شہرک عین معرکہ مین حکم بن العاص کے ہاتھہ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ شہرک نے سوار بن ہمام عبدی پر حملہ کیا تھا اونھون نے اوسے مار ڈالا۔ اکثر مورخین کو آپ یہہ کہتے سُنین گے کہ یہہ حال ۲۸ھ یا ۲۹ھ کا ہے۔ بعض اسی واقعہ کو یون لکھتے ہین کہ جناب فاروق اعظم کے اخیر زمانہ یعنے

۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص بحرین کے عامل مقرر کئے گئے۔ شہرک نے جو فارس کا مرزبان تھا بغاوت اختیار کی جس سے تمام ممالک مفتوحہ اسلام قبضہ سے نکل گئے۔ حضرت عثمان نے یہہ خبر پاکر اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کی جمعیت کے ساتھہ فارس بھیجا۔ فوج کے دونون بازوؤن پر جارود اور ابو صفرہ مہلب کے والد نگران تھے۔ کسریٰ نے شہرک کی مدد کو بہت سی فوج بھیجی تھی دونون فوجون کا توج مین مقابلہ ہوا۔ حکم نے بڑی مردانگی سے اونہین شکست دی اور مسلمانون کا توج پر قبضہ ہوگیا۔ ایرانی لشکر نے فرار کرکے سابور مین جاکر دم لیا۔ حکم نے شہرک کو تو قتل کر ڈالا باقی جو رہے اونکو سابور مین جا گھیرا۔ اونہون نے جزیہ پر صلح کرلی۔ حکم نے اب اصطخر کا رخ کیا اور سابور والون سے مدد طلب کی۔ اس اثنا مین افسوس صد افسوس۔ ہمارے والی اور وارث جناب فاروق اعظم شہید ہوگئے اور جناب عثمان بن عفان نے حضرت عثمان ابن ابی العاص کو معزول کرکے اونکی جگہہ عبید اللہ بن معمر کو بھیجدیا۔ اونہون نے اصطخر کے محاصرہ کو بدستور قایم رکھا۔ ادہر رئیس سابور نے پھر غدر کرنے کا ارادہ کیا مگر کچھہ سمجھکے خاموش رہگیا۔ اسی محاصرہ مین عبید اللہ پر منجنیق سے ایک تیر آکے لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آخر کار اصطخر فتح ہوگیا مگر بہت سے پارسی مارے گئے۔

فتح سجستان

اس مقام کا دوسرا نام سیستان بھی ہے۔ یہہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا۔

جنگ سے قبل عبداللہ بن عمیر بھی یہاں آگئے تھے۔ یہاں کے باشندے باہر نکل کر لڑے اور تھوڑی ہی دیر میں تاب مقابلہ نہ لاکے بھاگے۔ عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج کا محاصرہ کرلیا جو وہاں کا دوسرا مقام ہے۔ چند روز بعد وہاں کے لوگوں نے صلح کرلی۔ یہ ملک خراسان سے بڑا تھا۔ اسپر قبضہ ہوتے ہی قندھار اور ترکستان کی کنجی ہاتھ لگ گئی اور اوپر حملہ ہوتا رہا۔ جناب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وہاں کا شاہ اپنے بھائی زنبیل ترکوں کے بادشاہ کے پاس سے بھاگ کے سجستان کے شہر آمل میں چلا آیا۔ سجستان کے والی سلم بن زیاد بن ابی سفیان نے اوس سے عہد کرکے حضرت معاویہ کو اطلاع دی۔ جناب ممدوح نے اسبات کو منظور کرلیا۔ اسکے ساتھ ہی لکھا کہ ان لوگوں کے عہد و پیمان کا ہرگز اعتبار نہ کرنا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد شاہ نے بغاوت کی اور کل اضلاع آمل پر قبضہ کرلیا۔ زنبیل نے آمل کا یہ حال دیکھکے زرنج کو گھیر لیا۔ اس عرصہ میں بصرہ میں سے مدد آگئی اور ترک بھاگ گئے۔

مکران کی فتح

۲۳ھ میں جب عام لشکرکشی کا حکم دیدیا گیا تھا تو حکم بن عمرو تغلبی نے مکران کا قصد کیا۔ اونکے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اور سہیل بن عدی اور شہاب بن مخارق بھی روانہ ہوئے۔ سبھوں نے دو ہی پہونچکر لشکر اسلام کو آراستہ کیا۔ والی مکران یعنی راسل نے لب دریا سے مکران مقابلہ کیا۔

سندہ کی امدادی فوج بھی اوسکے ساتھ تھی۔ مسلمانون نے بڑی عرقریزی اور دلیری سے راسل کو ہزیمت دی اور مکران کو لیلیا۔ حکم نے مژدۂ فتح اور خمس حضور مین خلیفۂ برحق کے بھیجے۔ صحار عبدی سے جو فتح کی خبر لیکر حضور مین حاضر ہوے تھے جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکران کی خبرین دریافت فرمائین۔ صحار عبدی بولے۔ ارض سهلها جبل وماء ها وشل وثمرها وقل وعدوها بطل وخيرها قليل وشرها طويل والكثير بها قليل۔ یعنے سادی زمین بھی اوسکی کوہستانی ہے اور دریا اوسکے گدلے اور چھوٹے چھوٹے اور دشمن وہان کے مکار بہلائیان وہان تھوڑی اور تکالیف وہان کی حد سے زیادہ ہین یہہ سنکر جناب فاروق اعظم نے سہیل اور عاصم کو لکھہ بھیجا کہ فوجین جہان تک پہونچ چکی ہین وہین رُک جائین ہرگز ہرگز آگے نہ بڑہین۔ جو ملک اس وقت تک فتح ہو گئے ہین اونہین پر صبر کرو۔

فتح بیروذ

عام لشکر کشی کا جب حکم دیا گیا ہے تو ابو موسیٰ اشعری کو بہت سی فوج کا سردار بنا کے جناب فاروق اعظم نے بصرہ کی حدود مین قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اہل اہواز کی سربرآوردہ قوم کرد مسلمانون کے روکنے کے لئے نہر تیری اور مناذر کے درمیان بیروذ مین جمع ہوئی۔ طرفین مین سخت لڑائی ہوئی جسمین مہاجر بن زیاد شہید ہوے۔ ایک خونخوار لڑائی کے بعد مسلمانون نے فتح پائی۔

مخالف بہاگ کے قلعہ مین بند ہو گئے اور لڑائی جاری رہی۔ ابو موسیٰ اپنی جگہہ اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو متعین کر کے اصفہان کی طرف چلے گئے اور اوسے فتح کیا۔ خبر فتح اور خمس دربار خلافت کو بھیجی۔

جب حضرت ابو موسیٰ بصرہ مین آ گئے ہین تو ربیع بن زیاد نے بیروذ کو فتح کر لیا تہا۔ مال غنیمت بکثرت ہاتہہ آیا۔

ضبہ بن محصن عنزی نے ایک بات پر ابو موسیٰ سے ناراض ہو کر حضور خلافت مین اونکی شکایت پیش کی کہ ابو موسیٰ نے دہقانون کے ۶۰ لڑکے اپنی غلامی مین لے لئے ہین اور زیاد بن ابی سفیان کو اپنی طرف سے بصرہ کا حاکم کر دیا ہے۔ دربار خلافت سے حضرت ابو موسیٰ سے جواب طلب ہوا اور ابو موسیٰ کے عذرات معقول منظور ہوے۔

کردون کی ہزیمت

اسی زمانہ مین مسلمانون کا ایک جم غفیر جہاد کے ارادہ سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوا۔ حضور نے سلمہ بن قیس اشجعی کو اونکا سردار بنا کے حسب معمول کفار سے لڑنے بھیجا۔ اتفاقاً سب سے پہلے کردون سے اونکا مقابلہ ہو گیا اون سے کہا گیا۔ بہتر ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ جب اونہون نے اس سے انکار کیا تو درخواست کی گئی کہ خیر جزیہ ہی دینا۔ جب اونہون نے یہ بہی نہ مانا تو تلوارین لیکر بٹر گئے۔ دوپہر سے شام تک زور و شور کی لڑائی ہوئی مسلمانون کو کئی وقت کی نماز پڑہنے کا وقت نہ ملا۔ اشارون سے نماز پڑہی اور اللہ اکبر کا نعرہ کر کے

ایک دم سے حملہ کر دیا۔ کُردون کے پانوُن نہ جم سکے بدحواس ہوکے بھاگے۔ ہزارون قتل اور قید ہوے۔ اوسوقت دُنیا کُردون کی آنکھون مین سیاہ تھی اور پکارے گلے کہتے تھے کہ خدا اس بلا مین کسیکو نہ مبتلا کرے یہہ آدمی نہین خدا کا غضب ہین۔

اس لڑائی مین بھی بہت سا مال غنیمت ہاتھہ لگا۔ ایک نایاب اور بیش بہا یاقوت اوسمین سے جناب خلافت مآب کی نذر کے واسطے لشکر اسلام نے بھیجا۔ خلیفۃ المومنین نے یاقوت کو سامنے رکھا۔ قاصد سے لڑائی کے حالات پوچھے اور کہا کہ میرے جان نثارون کو کیا کیا دیا گیا پہلے اون کے حصے مجھے سُنا دو۔ جب حضور کو معلوم ہوا کہ یہہ یاقوت خمس سے علاوہ ہے اور اسمین سے غازیون کو کچھہ بھی نہین ملا تو حضور بہت ناراض ہوے۔ اوسے اوٹھا کے پھینکدیا اور فرمایا۔ اس عاجز بندہ عُمر سے کبھی یہہ اُمید نہ رکھنا کہ مین اپنے غازیون کے حصون مین کمی گوارا کرونگا۔ جاؤ اِسے واپس لیجاؤ اور میری فوج مین تقسیم کردو اور یہہ سمجھو کہ جو کچھہ ہے اونہین کی تندہی کا نتیجہ ہے اگر اِسکا خیال نہ رکھا جائیگا تو کبھی کامیابی نہوگی۔ حضرت سلمہ نے اوس یاقوت کو فروخت کرکے مجاہدین مین تقسیم کردیا۔ دیکھو ایسے ہی بادشاہون کو رعیت کا مائی باپ کہتے ہین اور ایسے ہی سردار غریب پرور کے جانیکی لیاقت رکھتے ہین۔

صوبہ آرمینیہ

اسکو بلاد ارمن بھی کہتے ہین۔ وہ ایشیاے کوچک کا ایک حصّہ ہے۔ اوسکے

شمال مین بحر اسود۔ جنوب مین پہاڑ اور صحرا دور تک چلے گئے ہین۔ مشرق مین گرجستان اور مغرب مین بلاد روم واقع ہین۔ یہہ صوبہ پورا پورا جناب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد مین فتح ہوا مگر حملہ اسی عہد سعادت مہد سے شروع ہوگیا تہا۔ اسلئے مؤرخین یون فرماتے ہین کہ بکیر آذربائیجان فتح کرکے باب کے قریب جا پہونچے۔ جناب فاروق نے نئی فوج اون کی مدد کو بہیجی اور آرمینیہ صلح کے ساتہہ فتح ہوگیا۔

وہان سے آگے بڑہکے بیضا فتح کیا گیا اور آہ۔ صد آہ کہ اب خلافت فاروقی کا زمانہ ختم ہوگیا۔

فارس سنہ ۲۳ ہجری

اوسوقت فارس کی حدین یہہ تہین۔ شمال مین اصفہان۔ جنوب مین بحر فارس مشرق مین کرمان۔ مغرب مین عراق عرب۔

پہلے پہل سنہ ۱۴ ھ مین فارس پر حملہ ہوا۔ مگر اچہی طرح کامیابی نہین ہوئی جب عراق واہوا زجو عرب کے ہمسایہ تہے فتح ہوچکے تو اتفاقاً یہان سے بہی جنگ شروع ہوگئی۔ علار بن الحضرمی جو سنہ ۱۵ ھ مین بحرین کے عامل مقرر ہوے تہے بڑی تدبیر اور حوصلہ اور ہمت کے آدمی تہے۔ چونکہ اون مین اور سعد وقاص مین کچہہ چشمک تہی اسلئے ہر جگہہ وہ اون سے بڑہکے ہاتہہ مارنا چاہتے تہے۔ ادہر تو سعد نے قادسیہ کی لڑائی جیتی ادہر علار کو رشک پیدا ہوا کہ مجہے بہی اون کے مقابلہ مین کچہہ کرنا چاہیئے۔ ایسا اضطراب ہوا کہ

دربار خلافت سے اجازت بھی نہ لی اور فوجین تیار کر کے سمندر کی راہ سے فارس پر چڑھائی کر دی۔ خلید بن منذر سردار لشکر تھے اور جارود بن المعلیٰ اور سوار بن ہمام کے پاس الگ فوجین تھین۔ اصطخر پہونچکے جہازنے لنگر کیا اور فوج کنارہ پر اوتری۔ حاکم اس جگہ کا ہیربد تھا۔ اوس نے دریا عبور کر کے اپنی صفین قایم کین۔ وہ ایسی جگہ قایم ہوا کہ مسلمان واپس ہو کے جہاز تک نہ پہونچنے پائین۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ ایک تو مسلمانون کی تعداد کم۔ پھر واپسی کا رستہ بند۔ جہاز کیطرف رُخ بھی نہین کر سکتے تھے۔ گویا معہ اپنے جہازون کے دشمن کے قبضہ مین آچکے تھے۔ مگر کیا مجال کہ سپہ سالار یا کسی سپاہی کے چہرہ پر میل بھی آجاے۔ ویسے ہی ہشاش بشاش گویا کچھ ہوا ہی نہین ہے بڑے جوش وخروش سے مقابلہ کو بڑھے۔ سپہ سالار نے اپنی فوج کو للکارا کہ ہمت نہ ہارنا۔ گو دشمنون نے ہمارے جہاز چھین لئے ہین۔ لیکن خدا کی مدد چاہیئے انشاء اللہ اپنے جہاز بھی ہم اون سے لئے لیتے ہین اور اس گستاخی کی گنہگاری مین اونکا ملک بھی اون سے لیلین گے۔ حضرت خلید اور جارود رجز پڑھ پڑھکے بڑی شجاعت سے لڑے اور ہزارون کو تلوار کے گھاٹ اوتار دیا۔ غرض سخت معرکہ ہوا جسکے بیان سے لرزہ چڑھتا ہے۔ اسمین ثابت قدم رہنا اونہین بے جگر اور لوہے کے دلون کا کام تھا۔ غریبون کے گھرون کی راہ بند اور اثر دہاے موت سامنے منہ کھولے ہوے خیر جون توں جانون سے ہاتھہ دھو کے فتح تو حاصل کی مگر اتنے مارے گئے تھے کہ آگے بڑھنے سے معذور تھے۔ پیچھے جانا چاہا تو جہاز کہان۔ اونکو تو

مخالف غرق کر چکے تھے مجبوراً خشکی کے راستہ بصرہ جانا چاہا مگر ادھر کی راہین بھی بند۔ ایرانیون نے ناکے بند کر رکھے تھے اور جابجا فوجون کے دستے متعین تھے۔

جناب فاروق اعظم کو فارس کے حملہ کا حال معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوے علاء کو بہت لعن طعن کا نامہ بھیجا اور فوراً عتبہ بن غزوان کو لکھا کہ مسلمانون کے بچانے کے لئے لشکر تیار کیا جاے۔ جسے لیکر سید ہے فارس چلے جاؤ۔ چنانچہ بارہ ہزار آدمی ابوسبرہ کی ماتحتی مین فارس گئے۔ جس جگہہ مسلمان گھرے پڑے تھے وہین پہونچ کے ڈیرے ڈالے۔ ادھر مجوسیون نے چارون طرف اپنے آدمی بھیجدیئے اور ایک جم غفیر جمع کر لیا جسکا سردار شہرک تھا۔ فریقین جی توڑ کے لڑے۔ فتح مسلمانون کی ہوئی۔ چونکہ آگے بڑہنے کا حکم نہ تھا اسلئے بصرہ چلے آے۔

حضرت فاروق اعظم نے جنگ نہاوند کے بعد اطراف وجوانب مین فوجین روانہ کردی تھین اوسی سلسلہ مین فارس پر بھی چڑہائی ہوئی اور جدا جدا فوجین مختلف مقامات پر متعین ہوئین۔ اسوقت فارسیون نے توج کو اپنا صدر قرار دیکر بڑا سامان جمع کیا مگر جب مسلمان چارون طرف مور و ملخ کی طرح پھیلگئے تو سبکو بھاگنا پڑا۔ سابور۔ اردشیر۔ توج۔ اصطخر۔ باری باری سے فتح ہوگئے جب ۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص بحرین کے عامل ہوے تو فارس کے مرزبان شہرک نے بغاوت کی اور مسلمانون کے ہاتھہ سے تمام ممالک مفتوحہ نکل گئے۔ عثمان نے اپنے بھائی حکم کو بہت سی فوج کے ساتھہ انتظام کے لئے

مقرر کیا۔ حکم جزیرۂ ابرکاوان کو فتح کرکے توج کی طرف چلے اوسے فتح کرکے وہین چھاؤنی ڈالدی۔ وہان مسجدین بنوائین اور بہت سے قبیلے عربون کے آباد کردیئے۔ وہان سے کبھی کبھی نکل کے سرحدی مقامات پر چھاپے مارتے اور پھر اپنی جگہہ پر آجاتے تھے۔ اس طریقہ سے بھی اردشیر۔ سابور۔ اصطخر ارجان کے بہت سے حصے ہاتھہ آگئے۔ شہرک کو یہہ حال دیکھکے بڑا غصہ آیا عظیم الشان فوج کے ساتھہ توج پر حملہ کردیا۔ رامشہر تک پہونچنے پایا تھا کہ حکم نے آگے بڑہ کے روک لیا۔ شہرک نے بڑے انتظام اور عقلمندی سے اپنی فوج کا پڑاجمایا۔ ایک دستہ کو پیچھے متعین کرکے حکم دیدیا کہ جو کوئی ایک قدم بھی پیچھے ہٹے اوسے بلا دریغ مارڈالنا۔ المختصر جنگ شروع ہوئی اور دیر تک دونون فریق جی توڑ کے لڑتے رہے۔ فارس والون کو شکست اور مسلمان مظفر و منصور ہوے۔ شہرک مارا گیا۔ بعد ازین عثمان نے ہر طرف فوجین روانہ کردین۔

اس لڑائی کی دہاک چارون طرف پھیلگئی۔ عثمان نے جسطرف کا رُخ کیا ملک کے ملک فتح کرلئے۔ چنانچہ فارس کے بڑے بڑے مقامات گازرون۔ نوبندجان۔ ارجان۔ شیراز۔ سابور۔ حضرت عثمان کے ہاتھہ سے فتح ہوے فسا (پسا)۔ دارالجرد۔ وغیرہ پر بھی فوجین گئین اور اونکو فتح کیا۔

عام لشکرکشی کے مختصر اسباب

اکثر انگریزی مؤرخ جبلی دہوکا دہی سے اپنی تصانیف مین فرمادیا کرتے ہین

کہ مسلمانون کے حملے لوٹ مار کے لئے ہوا کرتے تھے اسلئے عرب جو لٹیری قوم تھی مال کے لالچ سے مستعد ہو جاتی تھی۔ اونکے دیکھا دیکھی گرد و نواح کی اور وحشی اور اوباش قومین اونکے ساتھہ ہو جاتی تھین۔ یون ایک اور ایک گیارہ بنکر اس طوفان نے تمام روئے زمین کو اپنے سر پر اوٹھا لیا۔ اسمین بات ہی کیا ہے اگرچہ یہہ اعتراض بھی مثل اوس اعتراض کے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے محض پوچ و لچر ہے مگر ہمارے نئے تعلیم یافتہ اور انگریزی مدرسون کے کم فہم طالب علم انٹرینس اور ایف اے وغیرہ کی تاریخین پڑھ پڑھکے کچھہ مذبذب المذہب ہو جاتے ہین کیونکہ اون تاریخون کے متعصب مصنفون نے اپنی کتابون مین لکھہ رکھا ہے "اسلام جب تک اسلام رہیگا اوسکی طبیعت سے بیرحمی اور ظلم کبھی جانیکا ہی نہین" لعنت اللہ علی الکاذبین کیسے کیسے دشمنانہ اعتراض بیرحمی سے کچکچا کچکچا کے کئے جاتے ہین۔ انگریزی اسکولون کے طلبا جو حرف شناسی کے درجہ پر بھی پہونچے نہین ہوتے جب ہماری کتابون مین یہہ لے دے دیکھتے ہین تو بالکل سمجھہ جاتے ہین کہ ہماری ٹیکسٹ (پڑھائی) کی کتاب مین سچ ہی لکھا ہے۔ اس خوف سے ہمین ضرور ہوا کہ ہم اس مسلمانی جوش و خروش کا باعث صاف صاف لکھہ دین۔ پھر یہہ عہد فاروقی ایسا اہم زمانہ اسلام کی تاریخ مین ہے کہ اگر اسکے کسی پرزہ مین بھی فرق آجائیگا تو اسلام کی عمارت قایم ہی نہین رہ سکتی۔

بس واضح ہو کہ جناب فاروق اعظم نے جسکے برابر اور مثل آج تک کرہ زمین پر کوئی بادشاہ نہین ہوا ہرگز ہرگز اور کبھی عام تسخیر کا ارادہ نہین کیا۔ جو لڑائیان

ابتک ہوئین وہ محض اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے تہین۔ شاید کوئی یہہ کہہ اوٹھے کہ عراق پر تمنے کیون اپنا قبضہ کرلیا۔ اوسکے لئے ہمارا یہہ جواب ہے کہ وہ تو درحقیقت ہمارے ہی ملک عرب کا ایک حصہ تہا اور اسلام کے ظہور سے پہلے اوسکے چپے چپے پر عرب آباد تہے۔ عراق سے آگے بڑہکے جو لڑائیان ہوئین وہ خود بخود پیدا ہوگئین اور گرد و نواح کے حاسد آپ اپنی کمبختیان بُلانے کو مُنہ لگے اون کے دانت نہ توڑے جاتے تو ہم آجتک یہہ جواب دینے کو زندہ بہی نہ رہتے۔ ہمارے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خود فرمایا کرتے تہے "کاش۔ ہمارے اور فارس کے بیچ مین آگ کا ایک پہاڑ ہوتا تو اچہا تہا تاکہ نہ فارسی ہمپر حملہ کرسکتے نہ ہم اونپر چڑہکے جاسکتے" صرف اسی قول سے ناظرین انصاف کرلین کہ وہ شخص جسکے چہرہ سے ایسا جلال برستا تہا کہ پتے پانی ہوتے تہے اوسکا دل کتنا پانی تہا۔ کچہہ بہی نہوتا مگر ایرانیون کو چین ہی نہ تہا ادہر پٹے گئے اور اپنا ملک و مال چہوڑکے بہاگ گئے اور پہر چند روز کے بعد نئی فوجین تیار کین اور مقابلہ کو آن ڈٹے اور جو ممالک مسلمانون کے قبضہ مین دیکہے اون مین غدر کرادیا۔ غرض کہ ایک ایک مقام پر تین تین دفعہ مسلمانون کو اپنے خون بہانے پڑے اور پہر بہی لوگون نے نہ مانا۔ آخر نہاوند کے معرکہ کے بعد جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ ہین یہہ بات کیا ہے اور بڑے بڑے صحابہ کو بُلاکے مشورہ کیا کہ ہمارے ممالک مفتوحہ مین بار بار غدر کیون ہوجاتا ہے لوگون نے دست بستہ عرض کی کہ خلافت پناہ۔ حضور کی عملداری مین کسیطرح کا

نقص نہین روئے زمین پر ایسے سکہ چین کا کوئی راج نہین مگر۔

حسود را چہ کنم کو ز خود برنج و رست

جب تک یزدجرد کا دم مین دم ہے اور اوسکا قدم ایران مین ہے آپکو چین سے نہ رہنے دیگا۔ ایرانیون مین ابھی یہہ زعم باقی ہے کہ تخت کیان کا وارث ہی وزندہ دنیا مین موجود ہے جب تک اون کو یہہ خیال رہیگا ہرگز اونکی اُمیدین قطع نہین ہوسکتین۔

یہہ سُنتے ہی حضور نے عام لشکرکشی کا حکم دیدیا۔ اپنے ہاتھہ سے چند عَلم تیار کرکے اونہین جدا جدا ممالک کے نام سے نامزد کیا اور مشہور مشہور افسرون کے پاس بھیجے۔ چنانچہ

احنف بن قیس کو خراسان کا عَلم عطا ہوا۔

مجاشع بن مسعود کو سابور اور اردشیر کا۔

عثمان بن العاص الثقفی کو اصطخر کا۔

ساریہ بن رہم (زنیم) الکنانی کو فسا۔ (پسا) کا۔

سہیل بن عدی کو کرمان کا۔

عاصم بن عمرو کو سیستان کا۔

حکم بن عمیر التغلبی کو مکران کا۔

عتبہ کو آذربائیجان کا عَلم مرحمت ہوا۔

یہہ افسر ۲۱ھ مین اپنے اپنے متعینہ ملکون کی طرف روانہ ہوگئے جیساکہ ہم الگ الگ اوپر ان سب صاحبون کی کارگذاریان بیان کرچکے ہین اسمین

لوٹ مار کی حرص کا کچھ دخل نہین۔ وہ تو یارون نے اسلام کو چھیڑ چھاڑ کے خود کٹ کھنا بنالیا تھا اور پھر جب اوس غریب نے اپنا پیچھا چھوڑانا شروع کیا تو یون اعتراض جھاڑ فی شروع کئے۔ غرضکہ دشمن کو کسی طرح سی چین نہین آتا۔ ہم ایمان سے کہتے ہین کہ ہمنے ظالم اور بُری سے بُری ایشیائی سلطنت کو بھی خدا کی رحمت ہی پایا ہے۔ اگر کوئی یورپ کی تہذیب کو تہذیب ثابت کردے تو ہم پکارے گلے کہتے ہین کہ ہم اسلام سے منہ پھیر کے اوسکے مذہب مین ہوجائینگے اور اپنے اور اوسکے مذہب کے سچے جھوٹے ہونے سے کچھ غرض نہ ہوگی۔

مصر کی فتح سے جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

ہم نے یہان تک سوائے جناب ممدوح کے اور مؤرخین کے بیان گوش گذار کردئے اب ہم اپنے زبردست اور جلیل القدر مؤرخ سے پوچھتے ہین کہ ہان صاحب اب آپ کچھ فرمان ہون۔ کیون کہ عہد فاروقی کو جس خوش بیانی سے آپ نے ادا کیا ہے کسی نے نہین لکھا۔ وہو ہذا

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب عمرو بن العاص نے سواحل شام کو فتح کرلیا تو جناب امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہہ ہے۔ یہ نامہ ہے عمرو بن العاص بن

وائل السہمی کا بنام امین الامتہ ابو عبیدہ بن الجراح کے۔ تحقیق مین تعریف کرتا ہون اوس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہین۔ اور درود بھیجتا ہون اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر۔ ہمارے سردار کو معلوم ہوکہ اللہ غالب اور بزرگ نے باقی سوا حل شام کو ہم سے فتح کرا دیا۔ قیساریہ والون نے ہم سے صلح کرلی۔ قسطنطین ہرقل کا بیٹا وہان سے بھاگا اور کشتیون پر اپنا مال واسباب اور مستورات کو سوار کرکے پار اُتر گیا۔ اب ہم قیساریہ مین تمہارے حکم کے منتظر پڑے ہین۔

ایک خط یزید بن ابی سفیان نے حضرت امین الامتہ کو بدین مضمون لکھا ہم نے خدا کی مدد سے صور کو فتح کرلیا اور یوقنا نے اس جنگ مین بڑی بڑی کارگذاریان کین۔

حسن اتفاق سے یہہ دونون خط جناب امین الامتہ کی خدمت مین ایک ہی دن اور ایک ہی وقت پہونچے۔ جناب موصوف حلب سے طبریہ تشریف لئے جاتے تھے کہ دونون نامے نظر انور سے گذرے۔ زراعہ مین آپ نے قیام فرمایا اور دونون خطون کو جو پڑہا تو خوشی سے حضور کا چہرہ دمکنے لگا۔ مسلمانون مین تہلیل اور تکبیر کے نعرے بلند ہوگئے۔ اوسی وقت حضرت امین الامتہ نے جناب امیر المومنین فاروق اعظم کو خوشخبری ان فتوحات کی اور یوقنا کا حال لکھا اپنا خط عرفجہ بن مازن کو دیا اور کہا کہ اسے دربار دُر بار مین لے پہونچو۔ جناب عرفجہ اپنی سانڈنی صبا رفتار پر سوار ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دن رات سفر کرکے مدینہ جا پہونچے۔

جناب عرفجہ فرماتے ہین کہ جسوقت مین مدینہ مین داخل ہوا اوسوقت میرے پاس ایک رومی ریشمی کپڑا تھا جسے مین بہت عزیز رکھتا تھا اور اوسپر مجھے بڑا فخر و ناز تھا۔ مین سر پر عمامہ بھی ایک ریشمی چادر کا باندھے ہوے تھا جو سونے کے تارون سے بنی ہوئی تھی۔ اوسوقت جناب فاروق اعظم مدینہ سے باہر آے ہوے تھے کہ مین بستی سے باہر حضور سے دوچار ہوا۔ آپکو پہچان کے اونٹنی سے اوتر پڑا اور جلدی سے حضور کے سامنے آکے آداب بجالایا۔ حضور نے میرے سلام کا جواب تو دیا مگر مجھے پہچانا نہین اور فرمایا۔ اے شخص تو کون ہے۔ مین نے ہاتھہ جوڑکے التماس کی۔ افسوس۔ حضور مجھے بھولگئے۔ مین آپ کا خادم عرفجہ بن مازن ہون۔ ارشاد ہوا اے ابن مازن۔ کیا تمہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی پسند نہ آئی جو یہہ ریشمی کپڑے پہننا اختیار کئے۔ یہہ کپڑے عورتون کو زیبا ہین اور ہم مردون پر حرام۔ تمکو چاہیئے کہ ان کپڑون کو بیچو اور ان کے دام فقیرون کو دیدو میرے سامنے سے دور ہو مین تم سے بات نہین کرنا چاہتا۔

حضرت عرفجہ فرماتے ہین کہ مینے جناب امین الامۃ کا خط فاروق اعظم کو دیا حضور کا رُخ مقدس اوسکے پڑہنے سے چمکنے لگا۔ آپ خدا کا شکر بجالاے۔ کاغذ اور قلم دوات منگا کے جناب امین الامۃ کو یہہ جواب تحریر فرمایا۔ شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو نہایت رحیم ہے۔ عاقبت کی نیکی پرہیزگارون کے لئے ہے۔ یہہ خط ایک عاجز بندۂ خدا عمر کا بنام ابو عبیدہ عامر بن الجراح کے ہے۔ مین تعریف کرتا ہون اوس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہین۔ اور

درود بھیجتا ہون اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر۔ مین مسلمانونکی
فتح کا حال سُنکر بہت خوش ہوا۔ وعدہ کیا ہے ہم سے رسول خدا نے خزانہائے
قیصر اور خزانہائے کسریٰ کا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجھے تحقیق معلوم ہوا ہے
کہ بدوی عرب وہان جاکے زینت دنیا پر فریفتہ ہوگئے ہین اور مغرور بن
بیٹھے ہین۔ ناز کرتے ہین ریشمی کپڑون پر۔ کھاتے ہین حلوے۔ میوے۔
مٹھائیان۔ مرغن کھانے۔ بعضون نے آخرت کو بھلا دیا ہے۔ نماز مین سستی
کرتے ہین۔ پس سختی کرو ایسے لوگون پر۔ اور کبھی نہ تعریف کرو انکی۔ اور
جسکو دیکھو کہ اوسنے خدا کے فرض کو ترک کر دیا ہے اوسپر حد جاری کرو خوب
سمجھ لو کہ تم لوگ بطور چرواہے کے ہو تم سے رعیت کے بگاڑ کی باز پرس
ضرور ہوگی۔ ہوجاؤ تم اون لوگون مین سے جنکی نسبت خداوند کریم نے کلام مجید
مین فرمایا ہے۔ وہ لوگ ایسے نیک ہین کہ اگر ہم اونہین اختیار دین تو فوراً
نمازین پڑہین اور زکوٰۃ دین۔ اور حکم کرین بھلے کامون کا اور منع کرین
بُرے کام سے۔ اور اللہ کے اختیار مین ہے مآل ہر کام کا۔ تحقیق فرمایا ہے
تمہارے حق مین رسول اللہ نے کہ ابو عبیدہ امانت دار ہے اس امت کا۔
پس تمکو چاہیئے کہ تم امانت کا حق ادا کرو اور جس شخص نے ترک کیا ہو نماز کو اوسے
سخت سزا دو۔ تحقیق مین نے بارہا دیکھا ہے کہ ہم اور رسول کریم باہم بیٹھے
ہوے باتین کر رہے ہین اور نماز کا وقت آگیا ہے تو نہ آپ ہم کو پہچانتے تھے
اور نہ ہم آپ کو کیونکہ خدا کا جلال ہمکو گھیر لیتا تھا۔ فرمایا ہے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اور سب باتون کو مجھ پر

زمین پر فرض کیا ہے مگر نماز آسمان پر فرض ہوئی ہے۔ تم اس خط کے
پڑھتے ہی عمرو بن العاص کو لکھدینا کہ وہ معہ اپنے لشکر کے مصر چلے جائین
اور تم اونکے ساتھہ بزرگ دل اصحاب رسول کو کر دینا جیسے کہ عامر بن ربیعۃ
العامری ہین۔ تاکہ اون کے سبب سے عمرو بن العاص کو تقویت ہو اور
یہہ لوگ اونہین نیک مشورے دیتے رہین۔ اور جسکا تمہین اعتبار ہو اوسے
ارض ربیعہ اور دیار حارث بن صالح کی طرف بھیجدو۔ مین تم لوگونکی سلامتی
اور مدد کے واسطے ہر وقت خدا کے آگے گڑگڑاتا رہتا ہون۔ میری جان
تمہین لوگون مین لگی رہتی ہے۔ کبھی یہہ نہ سمجھنا کہ مین تم سے غافل ہون۔
سلامتی اور برکت ہو سب مسلمانون پر۔

سر بمہر کرکے یہہ فرمان عالی شان عرفجہ بن مازن کے حوالہ کیا گیا اور
حکم ہوا کہ بیت المال سے زاد راہ انہین دیدیا جاے۔ وہ اپنی اونٹنی پر
سوار ہو کے تمار کی راہ سے روانہ ہوے۔ اثناے راہ مین ایار لخم کے قریب
اونہین وادی القریٰ کی ایک قوم ملی۔ جناب عرفجہ نے اون سے امین الامۃ کا
حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ طبریہ کی روانگی کے ارادہ سے غباغب مین
ٹھیرے ہوے ہین اسلئے عرفجہ ایار لخم سے گذر کے عوبر اور جولان ہوتے
ہوے طبریہ کو چلے۔ اردن مین آپ جناب امین الامۃ سے جا ملے۔ سامنے
حاضر ہو کر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب بکشادہ پیشانی دیا۔ عرفجہ نے نامہ
جناب خلیفہ برحق فاروق اعظم کا پیش کیا۔ جناب امین الامۃ نے اوسے کھولکے
پڑھا۔ سب مسلمانون کو جمع کرکے باواز بلند سنا دیا اور فرمایا اے بھائی مسلمانو

اچھی طرح کان کھولکے سُنلو اور یاد رکھو۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے نماز ترک کی یا خدائے تعالےٰ کے کسی فرض کو چھوڑا ہے تو مین بلا تامل اوسپر دُرّے لگوا دونگا۔ اسکے دوسرے دن جناب سیف اللہ القہار خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ اپنے لشکر کے طرابلس سے تشریف لے آئے۔ جناب امین الامۃ نے حضرت فاروق اعظم کا نامہ اون سب لوگون کو بھی سُنا دیا۔

پھر اوس خط کو جناب عمرو بن العاص کے پاس روانہ کیا۔ قیساریہ مین وہ اونکی نظر سے گذرا۔ اونہین معلوم ہوگیا کہ مجھے مصر جانے کی اجازت ملگئی آپنے تیاریان کرکے مصر کا ارادہ کیا اور معہ اپنے لشکر کے اودہر روانہ ہوئے۔ اونکی ہمراہ یزید بن ابی سفیان اور عامر بن ربیعۃ العامری اور ایک گروہ صحابہ کبار کا تھا۔ عبداللہ یوقنا بھی معہ اپنے چچازاد بھائی اور مصاحبون اور چار ہزار سوارون کے ساتھہ تھے۔

روایت ہے کہ عبداللہ یوقنا اور اونکے ساتھیون نے جنگل رفح۔ عریش تمداد۔ لکارہ اور قرمہ کے قلعون کو جو مصر کے راستہ مین تھے دائین جانب چھوڑ دیا اور پچھم کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب مواضع مارغو براور عقبہ ابلا مین پہونچے تو مصر کا رُخ کیا۔ ملک مصر نوبہ سے ساحل بحر اسکندریہ اور عقبہ کبیرہ اور کنالیش و دیر زجاج تک تھا۔ وہان تمام قبطیون کی سلطنت تھی جنکا بادشاہ مقوقس بن راعیل تھا۔ یہہ بادشاہ مدبر۔ عقیل۔ صاحب بزرگی اور حکیم تاذمون کا شاگرد تھا۔ (ایک زمانہ مین سانپ مصر مین بکثرت ہوگئے تھے اور لوگ اون سے بہت تکلیف پاتے تھے۔ اسکی شکایت حکیم تاذمون سے کی گئی

حکیم موصوف نے ایک جھانجھ بنایا جسکی آواز سے سانپ بھاگ جاتے تھے جو اپنی بانبی مین رہجاتا تھا وہ آواز کے صدمہ سے سر پٹک پٹک کے مرجاتا تھا) بادشاہ مقوقس اپنے زمانہ کا بڑا زبردست عالم تھا۔ اوسکے زمانہ مین قبطی لوگ بڑے اوج پر پہونچگئے تھے مگر اوسکے ساتھ ہی عیش پسند بھی ہوگئے تھے مقوقس متوقع ظہور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رہتا تھا۔

اوسی کے عہد مین حکیم عطاؤس تھا جس نے ہوا چکی اور چرخ بنایا تھا۔ وہ اسرار حکمت بھی بخوبی جانتا تھا۔ سونے چاندی کے خواص سے آگاہ اور ہوا کی جنبش کی حرکات اور اوسکے چلنے سے واقف تھا۔ اقسام ہوا کو پہچانتا تھا۔ کتب گذشتہ کو بغور دیکھنے سے اوسکو معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ غالب اور بزرگ عرب مین ایک نبی زمین تہامہ سے مبعوث کریگا جو لوگون کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلائیگا۔ اوسکے اصحاب پورب سے پچھم تک ملک کے بادشاہ ہوجائینگے۔ حکیم عطاؤس نے راعیل بن قطاؤس بن مقوقس کے عہد مین اپنی حکمت کے زور سے موضع عین شمس مین تانبے کے ستون پر ایک خطیرہ بنایا تھا اور اوسپر چند خوبدار تصویرین رکھکے لکھدیا تھا کہ جب یہہ تصویرین اپنے منہ حجاز کی طرف پھیر لینگی تو تحقیق عرب کی سلطنت کا زمانہ نزدیک آجاے گا۔

ایک دن مقوقس بعد ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بارادۂ شکار عین شمس کیطرف گیا ناگہان اون تصویرون سے آوازین بلند ہوئین اور منہ اونکے عرب کی طرف پھر گئے۔ معاً بادشاہ کو اپنی عزت اور

بادشاہت کے زوال کا یقین ہوگیا۔ محزون اور ملول ہوکے شکار سے باز رہا اور محل شاہی مین واپس آکے اکابر سلطنت۔ راہبون اور قیسون کو جمع کرکے کہا۔ اے اہالیان دین عیسائی۔ جانو اور آگاہ ہو کہ تمہاری سلطنت کا زمانہ گذر گیا۔ اب یہہ عہد ہے اوس نبی کا جو عرب مین مبعوث ہوا ہے۔ ضرور اونکے اصحاب میری سلطنت کے مالک ہوجائینگے۔ اب وہ زمانہ آپہونچا کہ تم اپنی فکر مین مشغول ہو۔ اور آپس مین صلح۔ اتفاق۔ محبت اور مہربانی برتو۔ اس نفاق اور مین مین تو تو کو چھوڑ دو کیونکہ نااتفاقی اور باہمی خصومتین اور رشک وحسد سلطنت اور عزت کو برباد کردیتی ہین۔ بھائیو۔ رعیت جڑ ہے اور بادشاہ درخت۔ خدا کے واسطے رعیت پر ظلم وستم روا نہ رکھو۔ ورنہ یہی رعیت عربون کے ساتھہ ملکے تمہارا کھوج کھو دیگی۔ صاحبو تم اپنے ذمہ کا فرض اور حق بخوبی ادا کرو تاکہ اور لوگ تمہین دیکھہ دیکھکے قوم اور سلطنت اور ملک کے خیرخواہ بنین۔ تم مین جو لوگ قوی ہین وہ اپنے ہان کے ضعیفون پر دست درازیان کرنا چھوڑ دین ورنہ یاد رکھنا کہ یہی ضعیف تمہارے دشمنون سے سازکرکے تمہارے سر کچلین گے سمجھلو کہ تم سے پہلے بھی اس ملک اور دنیا نے کسی کے ساتھہ وفا نہین کی ہے۔

عیش دنیا ہمہ غم بود نمیدانستم		فر بہی جملہ ورم بود نمیدانستم	
آنکہ من غرہ بہ از لطف زبانی گشتم		ہمہ بر خویش ستم بود نمیدانستم	

یہہ سلطنت نہ کسیکے پاس رہی ہے نہ رہیگی۔ آج اسکی بغل مین ہے تو کل اوسکی بغل مین۔ اسکا خاصہ ہے۔ مبارک وہ ہے جو دوسرون کا حال دیکھکے متنبہ ہو۔

جنہین فروغ ہے عالم مین ہین وہ سرگردان		یہہ دیکھو آئینہ ہے مہر و ماہ کی گردش	

لوگو تم نے عیش پسندی - خود غرضی - تن پروری - تن آسانی - بدکاری - حسد - بغض - نفاق کو اپنا شیوہ بنالیا ہے - اور نہین جانتے کہ قومیت اور ہمدردی ملک کے کیا معنے ہین - سنو

خود را مپسند و دل پسند ہمہ باش	نقصان مپذیر و سود مند ہمہ باش
عاری ز لباس عاریت باش چو نخل	بر خاک نشین و سر بلند ہمہ باش

اس لئے جس طرح تم نے اون لوگون سے جو تم سے پہلے تھے دنیا کی ملکیت حاصل کی ہے اسی طرح مجھے صاف صاف نظر آرہا ہے کہ یہہ دولت اور ثروت اب تمہارے پاس رہنا نہین چاہتی - عرب تم سے اسکو زبردستی چھین لینگے - اے لوگو - تم اپنی اس بدکاری اور تعیش کو چھوڑو - اپنے پیدا کرنیوالے کے فرائض تہہ دل سے ادا کرتے رہو اور کبھی اوسکی اور اوسکے رسول کی تابعداری سے باہر نہو - اپنی نیتون کو درست کرلو اور گندی بے اعتدالیون کو ترک کرو - اگر تم ایسا کروگے تو مین اُمید کرلونگا کہ تم اپنے دشمنون سے عہدہ برآ ہوگے اور اگر خواہش نفسانی کے پھندہ مین پھنسے رہے تو یاد رکھنا کہ تمہارے لئے ہلاکی - رونا اور دانت پیسنا ہے اور بس - اے لوگو - جسنے پرہیزگاری اور اتقا کے عشق سے خدا کے احکام کو مانا اور فنافی القوم اور فدائے ملک ہوکے ذاتی اغراض سے ہاتھہ دہوئے وہی تخت و تاج کا مالک ہوتا ہے - جو ایسا نکرے گا غلامی کی رسّی اوسکے لئے موجود ہے جسے تم عنقریب دیکھہ لوگے اے بھائیو - بڑا رونا تو مجھے اسبات کا ہے کہ ہمارے ہان کے بڑے مدبر - بڑے عالم - بڑے پولیٹیشن - بڑے ناصح - بڑے واعظ - بڑے رئیس اور امیر جو بڑہ بڑہکے اسپیچین دیتے ہین اور وعظ کہتے ہین وہی نفاق اور اغراض ذاتی کے

بندے اور نفاق کے بانی مبانی ہین - ایسی حالت مین خدا خیر کرے -

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چون بہ خلوت میروند آن کار دیگر میکنند

ناظرین! مقوقس تو اب خاموش ہوتا ہے - مگر ہمارے ایسا قرا قرپیدا ہو گیا ہے کہ طبیعت آپے مین نہین - جو تقریر مقوقس نے تیرہ سو برس پہلے عہد فاروقی مین اپنی قوم سے کی تہی وہ بالکل ہمارے اس زمانہ کی پیشین گوئی تہی گویا وہ اپنے لوگون سے یہہ کہہ رہا تہا کہ اب تمہاری طبیعتین مرکز اعتدال سے ہٹ گئی ہین - تم عنان سلطنت مسلمانون کے ہاتہہ مین دیدو اور جب وہ اسی مرض مین مبتلا ہو جائین تو اون سے پہر تم لیلینا - بعینہ وہی ہوا جو اوسنے کہا تہا - اے اسلامی والیان ملک اور رؤسا اور امرا - للہ یہہ ڈیڑہ ڈیڑہ سو محل اور نکاح کرنا چہوڑ دو اور ذرا اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو کنارہ لگانے کی بہی فکر کرو - اور اے ہمارے قال اللہ اور قال رسول کے وعظ کرنے والے علمار - آپ لوگ پولٹکس کے علم کی بہی تہوڑی سی تعلیم پالین اس اہم اور ضروری علم کا حاصل کرنا بہی ضروری ہے جسمین آپ جاہل مطلق ہین - آپ تیرہ سو برس سے - اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ - کا وعظ ہمین سُنا رہے ہین نہ کبہی ہمنے ایک وقت کی نماز پڑہی نہ ایک حبّہ زکوٰۃ مین دیا نہ آپ اسکی ہم لوگون سے اُمید رکہین کیونکہ فاروق اعظم کے فرمان کے بموجب جناب امین الامۃ کا دُرّہ تو ہماری پیٹہہ پر موجود ہی نہین جو ہمین کچہہ پرواہو - پہر یہہ لوگ بہی نرے صاحب قہر و جبروت ہی نہ تہے بلکہ چمکار چمکار کے ہمین اپنی گودون مین کہلاتے تہے اور سینکڑون کیا بلکہ لاکہون روپیہ سے ہماری مدد کرتے تہے جب اونکی خاطر سے ہم نماز بہی پڑہ لیا کرتے تہے اب آپ کے پاس کیا دہرا ہے - خود منگتا ٹہیرے - اور ہماری حالت

بالکل اس شعر کے مصداق۔

شب چو عقد نماز بر بندم		چہ خورد بامداد فرزندم	

آپ لوگ ابھی تک۔ الناس علی دین ملوکھم۔ کی تہ کو نہین پہونچے اور آپکی اسی جہالت نے غریب اسلام کو اس بُرے دہاڑے پر پہونچا دیا ہے۔ بس آپ اب پولٹکس کا سبق لیا کرین اور معاملات ملکی کا سمجھنا سیکھین جب آپ فاروقی دماغ کو سمجھینگے کسواسطے کہ وہ بڑے اعلیٰ درجہ کے پولیٹشن تھے۔ آپ لوگون سے تو اسوقت تک سلطنت ٹرکی اور مکہ اور مدینہ کا بھی انتظام نہین ہوا۔ پھر نماز پڑھ ہوا لینا تو بڑا مشکل کام ہے۔ اسکے لئے تو ایک پیمبر مبعوث ہوا تھا۔ جبریل امین اوسکے پاس وحی لایا کرتے تھے اور وہ معجزے بھی دکھاتا تھا۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے راویون کے سلسلہ سے حمید بن ہلویل کی اور اونہون نے ابن اسحاق راوی غزوات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبانی روایت کی ہے کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لیگئے اور قبائل اوس وخزرج نے آپ سے بیعت کرلی تو حضور نے شاہان روئے زمین کے نام خط روانہ فرمائے اونمین ایک نامہ مقوقس بن راعیل بادشاہ مصر واسکندریہ کے نام بھی تھا جسکے کاتب جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور مضمون اوسکا یہہ تھا۔ "یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا بنام حاکم مصر واسکندریہ کے۔ حمد کے بعد واضح ہو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول کرکے مجھے بھیجا ہے اور نازل کیا مجھپر قرآن پاک۔ مجھے کام مین کوشش بلیغ کرنے کا حکم ہے۔ اجازت ملی ہے کفار کو ڈرانے اور اون سے لڑنے کی۔ یہان تک کہ وہ اسلام اختیار کرلین اسلئے

تحقیق مین بلاتا ہون تجھے اللہ بزرگ و برتر کی وحدانیت کی طرف اگر تو قبول کریگا تو تیرے حق مین اچھا ہے اور اگر انکار کریگا تو تیری بدبختی ہے۔ اور سلام"

روایت ہے کہ جب حضور نامہ پر اپنی مُہر ثبت فرما چکے تو فرمایا کہ اے لوگو۔ تم مین سے کون میرا یہہ خط لیکر مصر جا سکتا ہے جسکی مزدوری اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے حاطب بن ابی بلتعہ القرشی فوراً اوٹھ کھڑے ہوے اور عرض کی اے رسول اللہ میری جان حضور پر قربان مین جاؤنگا۔ ارشاد ہوا کہ خداوند کریم تمہین برکت دے

جناب حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی اونٹنی پر سوار ہوکے مدینہ سے روانہ ہوگیا۔ تیسری منزل پر مجھے قوم بدر کا ایک چشمہ ملا۔ چاہا کہ اونٹنی کو پانی پلالون ناگاہ مجھے سامنے سے تین آدمی عجلت کے ساتھہ اپنی طرف آتے ہوے دکھائی دیئے۔ اونمین دو شتر سوار تھے اور تیسرے کے نیچے ایک ابلق گھوڑا تھا۔ مین اونہین اپنی طرف آتا دیکھکے ٹھیر گیا۔ اوسیوقت گھوڑے کے سوار نے جلدی سے آکے مجھسے دریافت کیا۔ اے شخص تو کون ہے اور کہان جاتا ہے۔ مین نے احتیاطاً صرف یہی کہا کہ مسافر۔ رہرو ہون۔ سوار بولا۔ تو ہرگز خوف نہ کر ہم تجھے کچھہ نقصان نہین پہونچائینگے۔ مین نے پھر وہی جواب دیا کہ پریشان روزگار۔ خانماں آوارہ۔ زمانہ کی گردش کا ستایا ہون اور معاش کی تلاش مین دربدر پھرتا ہوا ادہر بھی آنکلا ہون۔

میروم گریہ کنان نعرہ زنان سینہ کباب	مست و دیوانہ و رسوائے جہانم چہ کنم

اون تینون نے میرا حال سنکے افسوس کیا اور خاطر سے پیش آے۔ پھر مین نے اون سے سوال کیا۔ صاحبو۔ آپکا قصد کدہر کا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تینون ایک ہی قوم سے ہین اور محمد بن عبداللہ سے اپنا عوض لینے جاتے ہین۔ ہم نے باہم

حلف لیا ہے کہ مدینہ پہونچکے کسی گھات سے اونہین مار ڈالین یہہ سُن کے مجھے سناٹا آگیا اور دل مین کہا۔ اگر خدا مجھے قدرت دیتا تو مین ان تینون کو یہین مار ڈالتا مین یہہ کہہ ہی رہا تھا کہ دونون سُتر سوارون نے مجھے پہچان کے کہا۔ ہم سمجھگئے تو اصحاب محمد مین سے ہے۔ ہم یہین تیرا کام تمام کئے دیتے ہین۔ مین نے جلدی سے جوابدیا۔ افسوس۔ تم نے غلطی کہائی مین ہرگز اون مین سے نہین بلکہ مثل تمہارے مین بہی محمدؐ کے ایلچی کی فکر مین نکلا ہون جو محمدؐ کا نامہ حاکم مصر کے پاس لئے جاتا ہے۔ وہ سامنے کے جنگل مین جسے وادی الادراک کہتے ہین چہپا ہوا ہے۔ تم مین سے ایک میرے ساتہہ چلے مین ابہی اوسے گرفتار کرکے تمہارے سپرد کئے دیتا ہون۔ گہوڑے والا میرے ساتہہ ہولیا۔ ہم دونون چلدیئے۔ جب دور نکل گئے اور گھنے جنگل کے کج و پیچ مین پوشیدہ ہوگئے تو مین نے اوس سوار سے کہا کہ اے شخص۔ مدینہ مین محمدؐ کے پاس بڑے بڑے جوانمرد اور بہادر مثل عمر اور علی وغیرہ کے ہین وہان جانے کو ہاتہہ بہر کا کلیجہ چاہیئے اور مجھے تو تم لوگون کے پاس ٹہکانے کے ہتیار تک بہی نہین دکہائی دیتے پہر بہلا تم وہان جاکر کیا کر لوگے۔ یہ سُنکر وہ طیش مین آکر کہنے لگا۔ میرا نام سیلاب بن عاصم الہمدانی ہے۔ مین تنہا سو آدمیون پر بہاری ہون اور تلوار اپنی نیام سے نکال کے بولا کہ اسنے ہزارون کے خون پیے ہین۔ ذرا اسے ہاتہہ مین لیکے دیکہہ ایسے کاٹ کا کوئی ہتہیار تیری نظر نہ آیا ہوگا۔ مین نے فوراً تلوار لیلی اور اوسی پر آزمائی بس ایک اشارہ مین سر اوس مردود کا جدا تہا۔ اوسکے گہوڑے کو مین نے ایک درخت سے باندہ دیا اور جلدی سے باقی دونون مردودون کے پاس آکے کہا کہ بشارت ہو تمہین ہمارا شکار ملگیا مگر

وہ دو آدمی ہین اور دونون بیخبر سو رہے ہین اسلئے تمہارے ساتھی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم مین سے ایک کو اور اپنے ساتھہ لیجاؤن۔ نہ معلوم کیا اوفتاد ہوا اسلئے تم مین سے ایک یہان ٹھیرا رہے اور ایک میرے ساتھہ چلے۔ دوسرا سوار میرے ساتھہ ہولیا۔ مین نے جنگل مین پوشیدہ ہوکے اوسکا نام دریافت کیا اور کہا اپنے اونٹ کو یہان باندہو اور پیدل میرے ساتھہ ہولو ایسا نہو کہ دشمن چوکنّا ہوجائین ورنہ مشکل پڑے گی۔ اوسنے اپنا نام عبداللات بتایا اور میرے ساتھہ پیدل ہولیا یکایک مین اپنے دائین بائین اور پیچھے دیکھنے لگا عبداللات نے کہا خیر ہے یہہ وحشت کے ساتھہ ادہر اودہر کیا دیکھتے ہو۔ مین نے جوابدیا۔ مجھے دور سے ایک غبار اسی طرف آتا ہوا دکھائی دیتا ہے خدا خیر کرے۔ یہہ مقام محمدؐ کے اصحاب سے پُر ہے کہین وہی نہون۔ اوسنے مڑکے اودہر دیکھا اور مین نے پیچھے سے ایک ہاتھہ دیا کہ سر اوسکا ندارد ہوگیا۔ اب مین تیسرے کے پاس آیا اوسنے دور سے مجھے جو تن تنہا دیکھا تو بھاگ گیا اور لڑنے کو مستعد ہوا آخر میرے اور اوسکے دو دو ہاتھہ ہوے۔ خدا نے میری مدد کی اور مین اوسپر غالب آیا اور اوسکا بھی خاتمہ کردیا۔ مین نے دونون اونٹ اور گھوڑا تینون مقتولون کا مال واسباب اپنے ساتھہ لیا اور چلدیا۔ اثنائے راہ مین ایک موضع مجھے ملا جسمین میرا ایک گہرا دوست عبدالشمس نام رہتا تھا۔ یہہ زاید جانور اور مال مین فی الحال اوسکے پاس رکھا۔ اوسوقت میری سمجھہ مین آیا کہ آنحضرت نے روانہ کرتے وقت جو فرمایا تھا کہ مزدوری تمہاری خدا کے ذمہ ہے اب خدا نے دیدی۔ قرض اپنے ذمہ نہین رکھا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ جو آدمی نیک کام مین محض اپنی قومی اور دینی بھلائی

کے واسطے فی سبیل اللہ کمر باندھکے مستعد ہوجاتا ہے خدا اوسے چپہ پہاڑ کے دیتا ہی۔
مین باقی مسافت طے کرکے مصر پہونچا۔ شہر مین قدم رکھتے ہی قبطیون نے مجھے آگھیرا اور پوچھا۔ کون ہو۔ کہان سے اور کیون آے ہو۔ مین نے جوابدیا کہ مین محمد رسول اللہ صلعم کا ایلچی ہون اور اونکا نامہ لیکر تمہارے بادشاہ کے پاس آیا ہون۔ وہ مجھے لئے ہوے محل شاہی پر پہونچے۔ بادشاہ کو میرے آنے کی خبر کرائی گئی۔ اوسنے مجھے فوراً طلب کیا۔ اندر جاکے کیا دیکھتا ہون کہ مقوقس تخت مرصع پر بیٹھا ہے۔ مین نے نامہ حضور کا پیش کیا مقوقس نے اوسکو بوسہ دیکر آنکھون سے لگایا اور وزیر سے پڑہوا کے بتوجہ سُنا۔ پہر اپنے ایک غلام سے بولا کہ وہ جامدانی لے آجو مین نے تجھے دی تہی۔ غلام گیا اور جلدی سے لے آیا۔ بادشاہ نے اوسمین سے ایک کپڑا ریشمی زرنگار نکالا جسمین آدم سے لگاکے آنحضرت صلعم تک سب انبیا علیہم السّلام کی تصویرین اور تعریفین مندرج تہین۔ وزیر نے میری طرف مخاطب ہوکے کہا۔ اے برادر عربی۔ ہمارا بادشاہ تم سے درخواست کرتا ہے کہ تم اپنے نبی کا حلیہ مبارک کچھ بیان کرو۔ مین نے جوابدیا اے دستور دانا کسیکی کیا مجال جو آپکے سراپا کو بیان کرسکے میری زبان نہین کہ اوس موہنی صورت کے زیبا خط و خال کا شمہ بہی بیان کرسکون۔

کسے نشنید از لیلیٰ کسے دید از شیرین		چنین طرز دل آرائی چنین وصف شکر خائی

وزیر بولا۔ بہائی۔ بادشاہ کے سوال کا جواب تو دینا ہی پڑیگا۔ مین لاچار ہوکے سر و قد مؤدب کہڑا ہوگیا اور کہا۔

عیسیٰ نفسے خضر رہے یوسف عہدے		جم مرتبۂ تاجورے شاہ نشانے

میرے والی اور سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نہایت خوبصورت اور خوش قطع ہین میانہ قد پر بھی سب حاضرین سے بزرگترین معلوم ہوتے ہین۔ حضور کے دونون شانون کے درمیان ایک تل ہے جو مثل ماہ چہاردہم چمکتا ہے۔ آپ کی فروتنی دیانتداری اور پاکدامنی مشہور و معروف ہے۔ حضور کی راستبازی اور راست زبانی کے چھوٹے بڑے سب قائل ہین۔ ظاہری حسن وخوبی مین کسیکو کلام نہین۔ بینی مبارک بلند وراست۔ پیشانی کشادہ۔ رخسارے نرم۔ ہونٹھہ باریک۔ دندان مبارک دُرہاے آبدار کے شرمانے والے۔ آنکھون سے گہری سیاہی نمودار۔ دونو ابرو باریک اور طویل۔ اگلے دانتون مین کشادگی۔ سینہ کشادہ و فراخ۔ شکم مبارک مثل ریشمی کپڑے کے۔ زبان فصیح و بلیغ اور نسب آپکا خالص اور برگزیدہ ہے۔ قصہ مختصر

کجا خیزد چو او سروے جوان و نازک و دلبر	شکر گفتار و شیرین خوار و گل رخسار و مہ پیکر
نباشد چون لب و اندام و گیسو و برش ہرگز	شکر شیرین و گل رنگین و شب مشکین و صبح انور

یہ سُنکر بادشاہ نے کہا۔ سچ ہے یہی تعریف اونکی ہمارے ہان بھی لکھی ہے اب دسترخوان بچھایا گیا اور انواع واقسام کے طعامہاے لذیذ اوپر چنے گئے بادشاہ نے مجھے بھی کھانیکو بلایا۔ مین نے انکار کیا۔ بادشاہ ہنسا اور بولا اے برادر عربی مین جانتا ہون کہ بہت سی چیزین تمہارے لئے حرام ہین اسلئے مین نے حکم دیدیا تھا کہ صرف پرندون کا گوشت تمہارے لئے لایا جاے۔ مین نے کہا۔ اے بادشاہ ہمین چاندی سونے کے برتنون مین کھانا ممنوع ہے۔ اوسی وقت بادشاہ نے میرے لئے مٹی کے برتنون مین کھانا منگوادیا۔ مین بیٹھہ گیا اور کھانے لگا۔ پھر بادشاہ نے مجھہ سے دریافت کیا اے برادر عربی۔ تمہارے نبی صلعم کس چیز مین

پانی پیتے ہین۔ مین نے جواب دیا لکڑی کے پیالہ مین۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کو بھی قبول کرتے ہین یا نہین۔

مین آپ نے فرمایا ہے کہ اگر میری دعوت کی جاے اور بکری کا گوشت کھانے کے لئے بلایا جاؤن تو اوسے خوشی بخوشی قبول کرلونگا اور اگر بکری کا ایکدست میرے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا جاے تو منظور کرلونگا۔ اکثر مین نے حضور کو یہہ فرماتے ہوے بھی سُنا ہی کہ اگر تم لوگ باہم صلح اور آشتی اور محبت رکھا چاہو اور اپنی عاقبت سنوارنا چاہو تو بغیر ضرورت اور خواہش کے ہدیہ کی رسم جاری رکھو۔ جب کھانا بطور ہدیہ کے حضور مین آتا ہے تو آپ اوسے بغیر اپنے اصحاب کے نہین کھاتے۔

بادشاہ وہ صدقہ بھی لے لیتے ہین یا نہین۔

مین آپ ہدیہ کو قبول کرلیتے ہین اور صدقہ رد کرتے ہین۔

بادشاہ سرمہ کا شوق تمہارے نبی کو ہے یا نہین۔

مین آپ سنگ اسمد کا سرمہ لگایا کرتے ہین۔ دائین آنکھہ مین تین سلائیان اور بائین آنکھہ مین دو۔ حضور ہمارے آئینہ بھی دیکھا کرتے ہین۔ شانہ سے موہاے مبارک ٹھیکاتے ہین اور برابر کرتے ہین۔ آپ سے آئینہ۔ شانہ اور سرمہ دانی کبھی جدا نہین ہوتی نہ سفر مین نہ حضر مین۔ آپ لوگون سے ملاقات کے وقت زینت اور آراستگی بھی کیا کرتے ہین۔ مسواک بھی ہمیشہ

آپ کے ساتھہ رہتی ہے۔

مقوقس جب نبی تمہارے سوار ہوا کرتے ہین تو کس چیز کا سایہ اونکے سر مبارک پر رہتا ہے۔

مین سیاہ و سفید نشان کا جسکے پہریرہ پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہے۔

مقوقس آپ کے جلوس کا تخت یا بیٹھنے کا کوئی قبہ ہے یا نہین۔

مین ہان ایک تخت ہے جسکے پائے لوہے کے ہین۔ ایک قبہ چھڑکا گول ہے جسمین چالیس آدمی بیٹھہ سکتے ہین۔

مقوقس کس قسم کے گھوڑے آپ پسند کرتے ہین۔

مین جسکے ہاتھہ پیر اور اوپر کے لب پر سفیدی ہو۔ ایال اور دُم سُرخ ہون۔ خوشخرام اور صبا رفتار ہو۔ حضور کے گھوڑے کا نام مرعوع ہے۔

اسبات کو سُنکر مقوقس نے اپنے اصطبل سے ایک نہایت عمدہ گھوڑا چنا جسکا نام مامون تھا۔ اوسے مناسب اور معقول زین و لگام سے آراستہ کر کے آنحضرت صلعم کے نام نامزد کر دیا۔ ایک حمار جسکا نام عفیر تھا۔ ایک اونٹ موسوم بہ دُلدُل ایک حبشی لڑکی بربرہ نام۔ ایک گوری اور خوبصورت لڑکی قوم قبطی کی جسکا نام ماریہ رضی اللہ عنہا تھا۔ ایک غلام مجبوب نامی۔ کچھہ مشک و عود اور خوشبو کی چیزین اور سفید باریک قبطی کتان کے عمامے بہی آنحضرت کے لئے الگ رکھے۔ اور وزیر سے کہا کہ میری طرف سے اونہین یہہ لکھدو اے میرے اللہ مین تیرے

نام سے شروع کرتا ہون - یہہ خط ہے مقوقس کا بنام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے تحقیق مجھے آپکا نامہ پہونچا مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی - آپ فرماتے ہین
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور سب بزرگیون کے ساتھہ مجھے بزرگ کیا ہے
اور قرآن روشن آپ پر نازل ہوا - تحقیق ہماری کتابون مین بھی آپ کی آمد آمد کی
خبر ہے - ہماری دانست مین بھی آپ بہت اچھے اور خدا کے مقرب ہین - آپ کی
سب باتین سچی اور درست و معقول ہین اگر مین ایک بڑی سلطنت کا بادشاہ نہوتا
تو سب سے پہلے بارگاہ عالی مین داخل ہوتا - آپ میرے علم کے موافق بھی خاتم الانبیا
رسولون کے سردار - پرہیزگارون کے پیشوا - ہین - سلامتی و رحمت و برکت
اللہ کی تاقیام قیامت آپکے شامل حال رہے - آمین -

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مقوقس نے یہہ خط اور ہدیہ
مجھے دیا - میری پیشانی پر بوسہ دیکے بولا اے برادر عربی - تمھین قسم ہے اللہ کی
کہ اسی طرح تم میری طرف سے آنحضرت صلعم کی دونون آنکھون کے درمیان جاکر
بوسہ دینا - اپنے لشکر کا ایک بڑا گروہ میرے ساتھہ کر دیا کہ انکو بحفاظت مدینہ
تک پہونچا دو راہ مین انکی خاطر کرتے جانا - خبردار انہین کوئی تکلیف نہونے پاے

جناب حاطب نے فرمایا ہے کہ مین نے مصر سے روانہ ہوکے روز و شب
سفر کیا - اثناے راہ مین مجھے ایک قافلہ شام سے مدینہ جاتا ہوا ملگیا اس لئے
وہان سے مین نے مقوقس کے آدمیون کو واپس کر دیا اور قافلہ کے ساتھہ ہوکر
مدینہ پہونچا - مسجد نبوی مین حاضر ہوکے مقوقس کا خط اور ہدیہ خدمت اقدس
مین گذرانا - حضور نے جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سے پڑہوا کے خط سُنا۔ خط پڑہکے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ خدا قبطیون کو دنیا مین خوش رکہے کیونکہ اونہون نے راستی کو پہچانا۔ پہر حکم نبوی ہوا کہ ہدیہ کو ہمارے سامنے لاؤ۔ اوسے دیکہکے ارشاد ہوا کہ ہر ذی روح خاص میرے لئے ہے یہہ فرماکر ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے رکہا۔ اور اونکی آزادی کو اونکا مہر مقرر فرمایا۔ اون سے جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوے اور کم وبیش دو سال زندہ رہے۔ اونکی وفات کے وقت سورج گہن واقع ہوا۔ لوگون نے عرض کی۔ یارسول اللہ فرزند ارجمند کی وفات کے باعث سے گہن پڑا ہے۔ ارشاد ہوا نہین ایسا نکہو یہہ نشانیان ہین خدا ے جل وعلا کی قدرت کی۔ ایسی وقت مین نماز کی طرف رجوع ہوجایا کرو۔ حضور صلعم نے حبشی کنیز۔ غلام۔ اونٹ گہوڑے اور حمار کو اپنے پاس رکہکے باقی ہدیہ کو اپنے اصحاب مین بحصہ مساوی تقسیم کردیا۔

آمدم برسر مطلب۔ جناب واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جناب عمرو بن العاص ساحل شام سے روانہ ہوکر مصر کی طرف چلے۔ جب رفح مین پہونچے تو یوقنا نے اون سے کہا کہ آپ کا تو یہہ ارادہ ہے کہ مصر پر ناگہان حملہ آور ہون لیکن مین یہہ چاہتا ہون کہ معہ اپنے عربی لشکر کے آپ سے جدا ہوکر اُلحربُ خدعۃٌ پر عمل کرکے کسی حیلہ اور ترکیب سے غلبہ حاصل کرون تاکہ مسلمانون کا بیش بہا خون ضایع نہو۔ جناب عمرو بن العاص نے خدا حافظ کہکے اونہین رخصت کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہین توفیق دے اور تمہاری اعانت اور حفاظت کرے۔ حضرت یوقنا رفح سے آگے بڑہے۔ راہ مین عریش اور واردہ

اور بلقارہ سے بالکل خبر نہوے کیونکہ یہہ تینون مقام مضبوط شہر پناہ کے اندر آباد تھے اور اون مین عیسائی عرب رہتے تھے مگر تھے مقوقس بن راعیل کے ہی باجگذار۔

حضرت یوقنا دن رات برابر چلے گئے اور قرمہ پہونچے۔ وہان کا حاکم دیندان نامی مقوقس کیطرف سے متعین تہا۔ قرمہ دریاے تیس کے مشرقی کنارہ پر آباد تہا۔ جب یوقنا اوسکے قریب آے تو دیکہا کہ بڑے بڑے خیمے استادہ ہین۔ مسلمانون کو دیکہکے ایک شور اور طلاطم عظیم اوٹہا۔ حاکم معہ اپنے لشکر کے سوار ہوکر مقابلہ کو بڑہا۔

منقول ہے کہ ملک شام کی سب خبرین اور مسلمانون کی شجاعت اور بہادری کا پورا پورا احال ان لوگون کو ہر روز معلوم ہوتا رہتا تہا۔ جب مسلمان سواحل شام اور قیساریہ پر بخوبی قابض ہوگئے اور قسطنطین بن ہرقل وہان سے بہاگا تو مصر والون کو بڑا رنج ہوا۔ باعث اس ملال کا یہہ تہا کہ مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ ابن ہرقل کے ساتہہ منسوب ہوچکی تہی اور اونہین دونون مین معہ مال واسباب۔ لونڈیون اور خدم وحشم کے ارمانوسہ کو مقوقس نے بلبیس کی طرف اوسکے شوہر قسطنطین کے پاس روانہ کیا تہا۔ جب شہزادی اور اوسکا جاہوس فاقوس پہونچا ہے تو خبر لگی کہ عرب پاس آپہونچے اور قسطنطین بہاگ گیا۔ مقوقس کے پیٹ مین بہی پانی پڑا اور دو ہزار سوار جرار اپنی بیٹی کی حفاظت کے واسطے روانہ کئے جن کا سردار شمیلا تواش تہا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک قبطی سے جو مسلمان ہوگیا

تہا اور بادشاہی لشکر کے ساتہہ تہا سنا ہے کہ مقوقس نے اپنے قاصد اون شہرون مین بہیجدیئے تہے جو شام کے قریب ہین کہ میرے عامل کسی رومی یا کسی اور آدمی کو جو بلاد شام کا رہنے والا ہو میری زمین یا میرے شہرون مین نہ ٹکنے دین۔ باعث یہہ کہ وہ لوگ مسلمانون کے کارنامے میری رعیت کو سُنا سُنا کے کہین بُزدل اور کچا نہ بنا دین۔

جب یوقنا سرزمین مصر ہین عریش تک پہونچے تو وہان کے لوگ اونکے پاس آے اور اون سے پوچہا کہ اے بطریق آپ یہان کیون آے ہین۔ جناب یوقنا نے جوابدیا کہ ہم رومی لوگ ہرقل کے لشکر کے ہین۔ ظالم عربون نے ہماری بستیون پر قابض ہوکے ہمین وہان سے نکالدیا ہے اب برباد ہوکے مقوقس کے پاس جاتے ہین وہین اوسکی خدمت گاری اور خیرخواہی مین اپنی باقی عمر صرف کرینگے۔ لوگون نے پوچہا کہ مقوقس نے اپنی بیٹی ارمانوسہ کو معہ مال واسباب اور لونڈی اور نوکرون کے قسطنطین حاکم قیساریہ کے پاس روانہ کیا ہے۔ وہ قافلہ قسطنطین کے پاس ابہی پہونچنے نہین پایا تہا کہ ابن ہرقل بہاگ گیا۔ یہہ اوسنے کیا بیوقوفی کی۔ یوقنا نے اس بات کو سُنکر اون لوگون سے کہا کہ مجہے اسکی بابت کچہہ نہین معلوم مگر دل مین سوچا کہ شکار اچہا ہے اگر ڈہب پر چڑہ جاے۔ اور چُپکے چُپکے چال سوچنے لگے۔ اسی طرح اثناے راہ مین جو قلعہ ملتا وہان کے لوگون کو اپنی آراستہ داستان سُنا دیتے تہے کیونکہ وہ مرد عاقل اور تجربہ کار اور لڑائیان بہگتے ہوے تہے۔ مقتضاے وقت اور حسب موقع جواب ہر ایک مستفسر حال کو دیتے تہے جسطرح جسکی تسکین ہوتی اوس سے ویسا ہی کلام کرتے تہے یہان تک کہ قطع مسافت

کرتے ہوے قرمہ پہونچے۔ وہان کیا دیکھتے ہین کہ بستی کے باہر دور دور تک خیمے نصب ہین انکے پہونچنے سے چارون طرف غل مچگیا۔ حاکم قرمہ اپنے لشکر کے ساتھہ سوار ہوکے یوقنا کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم یہان کیسے آے۔ جناب یوقنا بولے۔ اے سردار۔ مجھے قسطنطین نے اسلیئے بھیجا ہے کہ ملکہ ارمانوسہ کے ساتھہ ہوکر اوسے بحفاظت تمام قسطنطنیہ پہونچادون۔ تم بتاؤ کہ تمہین اوسکا کچھہ حال معلوم ہے۔ مین نے سُنا ہے کہ مقوقس نے اوسے روانہ کردیا ہے ایسا نہو کوئی مضرت اوسے پہونچے۔ والی قرمہ نے جب یہہ سُنا اور یوقنا کی حشمت اور دبدبہ اور کثرت فوج دیکھی تو اونکے کلام کو سچ سمجھہ گیا اور بولا کہ وہ یہان تک آگئی ہے مین جاکے اوسے آپ کے آنے کی خبر کئے دیتا ہون یہہ کہکر والی قرمہ نے ملکہ کے پاس جاکے سجدہ کیا — دست بستہ ہوکر عرض کی کہ شاہ نے یوقنا کو آپ کی ہمرکابی کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہان موجود ہے۔ ارمانوسہ نے حکم دیدیا کہ اچھا اونہین ہمارے سامنے لاؤ۔ یوقنا معہ اپنے لشکر کے ارمانوسہ کے لشکر مین جاملے جو قریب دس ہزار کے تھا وہان پہونچکے پیادہ ہوگئے ملکہ کے خیمہ کے دروازہ پر پہونچے۔ اونکے لئے حاضری کی اجازت طلب ہوئی۔ ملکہ نے حکم دیا کہ بیدھڑک آنے دو۔ اب یوقنا ملکہ کے سامنے پہونچکے تعظیم کے لئے جھک گئے حکم ہوا کہ انکے لئے کرسی لاؤ۔ لوہے کی کرسی اونکے واسطے بچھادی گئی اور جناب یوقنا اوسپر بیٹھہ گئے۔ ملکہ رومی زبان جانتی تھی اسلیئے اوسی زبان مین دریافت کیا کہ تمہین بادشاہ کو چھوڑے کتنے دن ہوے۔

یوقنا صرف ایک مہینہ

ملکہ بادشاہ تمہارے سامنے قسطنطنیہ جانے کے لئے جہاز پر سوار ہوگیا تھا؟

یوقنا نہین۔ مجھے اپنی روانگی سے قبل آپکی ہمرکابی مین حاضر ہونیکا حکم دیا گیا۔ مجھے غرہ مین پہونچکے خبر لگی کہ بادشاہ روانہ ہوگیا اونکے تخلیہ مین البتہ مجھسے یہہ بات بیان کی تھی۔ یوقنا تمہین خوب معلوم ہے کہ میرا باپ ہرقل عربون سے معہ اپنے کل لشکر کے لڑا۔ ہرقل کی سلطنت اور ہر عیسائی سردار سے اوسنے اعانت طلب کی۔ باہان ارمنی کو سوا سے عرب منصرہ کے چہہ لاکھہ سوار کے ساتھہ یرموک بہیجا۔ مگر عربون نے میرے باپ کے لشکر کو شکست دی اور اوسکے بڑے بڑے جری سردارون اور شجیع باہان کو مار ڈالا۔ آخر میرے باپ کو انطاکیہ سے بہاگنا پڑا۔ مین دیکہتا ہون کہ مجھے بہی عربون سے اٹکنے کی طاقت نہین لہذا مین نے بہی قصد کرلیا ہے کہ اپنے اہل وعیال۔ خزانہ اور نوکر چاکر لیکر اپنے باپ سے قسطنطنیہ جاملون تم ارمانوسہ کو ساتھہ لئے ہوے وہین آجانا"

یہہ سن کے ارمانوسہ نے سر جہکالیا اور تہوڑی دیر کے بعد سر اوٹہا کے بولی کہ اچہا اسوقت تم اپنے لشکر مین جاؤ مین بادشاہ کو لکہتی ہون میرے خط کے جواب مین جیسا وہ حکم دیگا کیا جائیگا۔ یوقنا اپنے لشکر مین چلے آے اور اونکے لئے ملکہ انواع و اقسام کے لذیذ کہانے اور گہوڑون کے واسطے دانہ چارہ برابر بہیجتی رہی۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ اوسی دن تاریک رات مین جاسوسون نے

ملکہ سے جا لگایا کہ یوقنا عمرو بن العاص کے پاس سے فریب اور مکر کے جال بچھانے آیا ہے تم ہرگز اسکے جل مین نہ آنا۔ یہہ شخص حاکم حلب ہے اور مسلمان ہوگیا ہے۔ اسی نے طرابلس اور صور کو مکر سے فتح کرکے مسلمانون کو دیدیا ہے۔ ارمانوسہ جاسوسون کی بات کا یقین کرکے ڈر گئی اور اپنے لشکر کو مسلح اور خبردار رہنے کا حکم دیا۔ اپنے غلامون اور نوکرون چاکرون سے کہدیا کہ جب یہہ رومی اور اوسکے مصاحب یہان آئین اونہین فوراً گرفتار کرلینا۔ پہر ایک خادم کو یوقنا کے بلانے کے لئے بھیجا حضرت یوقنا بڑے تاڑنے والے تھے سمجھگئے کہ دال مین کالا ہے کیونکہ ولی را ولی میشناسد۔ اوس آدمی سے کہا کہ اچھا تم چلو ہم آتے ہین اور اپنی فوج سے کہا کہ بھائیو چال چلی نہین۔ اب تم بہی مرنے مارنے پر تیار ہوجاؤ۔ یہہ دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے اسکی کچھہ پروا نہ کرو اور قوم و مذہب کی حمایت پر آمادہ ہوجاؤ خدا تمہین اسکا اجر نیک دیگا۔ وہ دیکھو حورین تمہارے اشتیاق مین جام کوثر لئے کہڑی ہین اور کاخہاے بہشت تمہاری خاطر آراستہ کئے جاتے ہین۔ رحمت حق جوش پر ہے۔ انبیاے مرسلین اور خاتم النبیئین اور ملائک مقربین علیہم السّلام آغوش تمنا کہولے ہوے تمہین بہلون سے لگانے کے لئے کہڑے ہین بڑہ بڑہکے ہاتہہ لگاؤ اور نجات اخروی اپنی جاگیر مین کرلو۔ میرے پیارو فدائیان اسلام کے وہ درجے ہین کہ بیان نہین ہوسکتے۔

یوقنا کی دل ہلانیوالی تقریر سُنکے سبکی آنکہین کہل گئین۔ جہاد پر تُل گئے اسلحہ پر ایک ساتہہ جہک پڑے اور خدا پر بہروسا کرلیا۔

اوس خادم نے جاکے ملکہ سے کہدیا کہ وہ آتے ہین۔ وہان اونکے آنے کا

انتظار ہونے لگا اور گرفتاری کے سب سامان ہو گئے۔ مگر جب وہ نہین آے اور دیر لگی تو دوسرا خادم آیا اور کہا۔ ملکہ خفا ہوتی ہین جلدی چلو۔ یوقنا نے بہی گرم ہو کے کہا کہ ایلچیون پر خفا ہونا اور بار بار اونکو ایک ہی بات کے لئے بلانا بادشاہون کا دستور نہین۔ اونہون نے مجھسے کہا تہا کہ جب بادشاہ کا جواب آلیگا تو تمہین بلا لینگے اب رات ہی بہر مین کیا مشورہ ہو گیا جو پہر بلایا جاتا ہون۔ خادم اولٹے پاؤن گیا اور ملکہ سے یوقنا کا کلام جون کا تون بیان کر دیا۔ ملکہ سمجھگئی کہ میرے جاسوس سچ کہتے ہین ضرور اسمین کوئی بات ہے۔ پس اوسیوقت ملکہ معہ اپنے لشکر کے سوار ہوئی اور یوقنا اور اونکے ساتہیون کو چارون طرف سے گہیر لیا۔

اسی ہنگامہ مین ملکہ کے ایک خادم نے یوقنا سے آکے کہا کہ تجہپر کیا غضب نازل ہوا جو تو نے اور تیری قوم نے مسیح کے دین حق کو چہوڑ دیا تم لوگون کے باپ دادا تو اسی سچے دین پر تہے۔ اول تو تم نے مسیح اور اونکی مان سے مُنہ موڑا اور پہر دلیرانہ فریب دینے کو یہان چلے آے۔ اب مسیح تم سے ناراض ہو گئے اور ہمین تمپر مسلط کر دیا ہے۔ ہم ایک ایک کو پکڑ کے کچّا چبا جائینگے۔ یوقنا نے جوابدیا کہ مسیح بندہ اللہ کے ہین۔ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے وہ کسی بات کی قدرت نہین رکہتے۔ تحقیق وہ محکوم اور مکلف ہین۔ اون کے منہ سے گہوارہ ہی مین حق سبحانہ تعالیٰ نے یہہ کہلوا دیا تہا۔ تحقیق مین اللہ کا بندہ ہون۔ اوسنے مجھے اپنا نبی بنایا اور کتاب میرے اوپر نازل کی جہان مین ہون اوسی جگہہ مجھپر برکت نازل کرنے کا حکم دیا۔ تاکید کی مجھے نماز اور زکوٰۃ کی میری ساری عمر کے لئے۔ مجھے ارشاد ہے کہ اپنی مان سے سلوک کرتا رہون۔ مجھے اوسنے ظالم اور بدبخت نہین بنایا ہے۔ اور جسدن سے مین پیدا ہوا مجھپر سلام ہے"

اور جو مرجاتا ہے اور جسکی تم نماز پڑھتے ہو وہ خدا نہین ہے - وہ تو بندۂ مکلف اور مثل
ہمارے تمہارے ہے - کوئی مخلوق خدا کے مانند نہین ہوسکتا - اے لوگو - خدا ایسا
خالق ہے جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا - تمہین تو پولوس نے گمراہ کر دیا ہے - تم راہ حق سے
دور پڑ گئے ہو اور مسیح کی نسبت غلط بیانی کرتے ہو - کسی زمانہ مین ہم بھی صلیبون کو
بزرگ سمجھا کرتے تھے اور انہین بوسہ دیا کرتے تھے - تصاویر اور قربانی کی تعظیم
کرتے اور مسیح کو خدا کا بیٹا جانتے تھے بلکہ خدا کے ساتھہ دوسرا خدا انہین بھی
مانتے تھے یہان تک کہ رحمت حق جوش مین آئی اور ہمین تاریکی سے نکال کر روشنی
مین لا ڈالا - یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مبین ہمنے اختیار کیا - پہلے سے
تمام انبیا علیہم السلام اسی پاک مذہب پر گذرے ہین - اس مقدس دین نے سب
سچی باتین ہم پر روشن کر دین اور بتا دیا کہ مسیح ابن مریم - روح اللہ - کلمۃ اللہ اوسکے
رسول اور نبی ہین - کیونکہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک قرآن مجید مین فرمایا ہے
"مسیح ابن مریم میرا بندہ اور رسول ہے جیسے اوس سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے
ہین - اوسکی مان بھی ولی ہے اور دونون مان بیٹے کھاتے پیتے تھے" پہلے ہم بھی
کہا کرتے تھے کہ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ دونون عیسائی تھے مگر قرآن بزرگ ہمین یہ کہکے
راہ راست پر لے آیا "ابراہیم نہ تو یہودی تھا نہ نصرانی نہ مشرک بلکہ مسلم حنیف تھا
جو حکم بردار اور ایک طرف والے ہوتے ہین" دین اسلام کے ثبوت مین خدا نے
اپنے کلام مین یہہ بھی فرمایا ہے "جو کوئی سوائے اسلام یعنے میری حکم برداری کے
اور کوئی دین اختیار کریگا وہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت مین خراب ہوگا"
اب ہم تمپر جہاد کرنے آئے ہین یا یہ کہ تم لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب حاجب نے یوقنا کا یہہ کلام سُنا تو بولا۔ اے میری قوم۔ اب تم ان لوگون کو آڑے ہاتھون لو۔ خبردار جانے نہ پائین یہہ تمہارے بڑے دشمن ہین جو تمہارے قتل کا ارادہ کرکے یہان آئے ہین۔ چاہتے ہین کہ تمہارے شہرون پر قابض ہوجائین۔ تمہارے مال واسباب لوٹ کے تمہین نان شبینہ کو محتاج کردین تمہارے بال بچون اور عورتون کو لونڈی غلام بنالین۔ یہہ سننا تھا کہ قبطی جوش مین آگئے اور حملہ کردیا۔ مسلمان بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے مارکے جھک پڑے۔ ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہوا۔ اودہر دس ہزار قبطی اور ادہر چار ہی ہزار مسلمان نتیجہ یہہ ہوا کہ یوقنا بلاے عظیم مین مبتلا ہوگئے۔ ہر گھڑی زمین پیرون کے تلے سے نکل نکل جاتی تھی۔

اکیلا دل مرا فوج تمنا کی مقابل ہے		الٰہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو	

بہت سے اونکے ساتھی شہید ہوے۔ اور اون سے زیادہ زخمی ہو ہو کے بیکار ہوگئے حق یہ ہے کہ اوس وقت غریب یوقنا نے وہ صبر اور استقلال برتا جو کبھی بزرگان دین مین دیکھا گیا تھا۔ واہ ری یوقنا۔ وہ دلیری کی جسکا پایان نہین۔ شیر کو لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور میدان سے منہ نہ موڑا نہ ایک قدم پیچھے ہٹایا۔ تاریکی نے دونون لشکرون کو جُدا کردیا۔ ملکہ ارمانوسہ اپنے خیمہ کو واپس گئی۔ یوقنا اور اونکے ساتھیون کی بہادری اور ثابت قدمی کا خیال کرکے کانپ اوٹھی۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن جعفص سے روایت کی ہے کہ جسوقت جاسوسون نے ارمانوسہ کو یوقنا اور عمرو بن العاص کے حال کی خبر دی ہے اوسی وقت ملکہ نے ایک خط اپنے باپ مقوقس کو لکھا تھا کہ مین مصیبت مین گرفتار ہوگئی۔ میری خبر

جلد لیجئے۔ قاصد اس خط کو لیکر ہوا سے پہلے مقوقس کے سامنے پہونچا اور آداب بجالاکے بیٹی کا خط باپ کے سامنے پیش کیا۔ اوسے پڑھ کے بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلایا اور شفقت پدرانہ سے آہِ سرد دلِ پُر درد سے بھر کے بولا کہ میرا کام تو تمام ہوچکا اب تمہاری کیا صلاح ہے۔ سبھون نے بالاتفاق یہی راے دی کہ پہلے ایک فوج جرار شہزادی کی مدد کو روانہ کی جاے اور پھر اطراف وجوانب کو خطوط بھیجے جائین کہ حاکم بجاۃ۔ عامل برقہ اور افسر اسکندریہ اپنے اپنے لشکر آپ کے پاس بھیجدین۔ حاکم صعید الاعلیٰ کو لکھا جاے کہ جب یہ سب فوجین یہان اکٹھا ہولین تو وہ اپنا لشکر لیکر عربونپر جا پڑے۔ اے بادشاہ۔ اب ان عربون کی طرف سے غافل نرہنا چاہیئے ورنہ یہہ زیادہ پانوں پھیلائینگے اور ہم لوگون پر بہت سختی کرنے لگینگے۔ امراے سلطنت کا جواب سُنکر بادشاہ بولا کہ اے دین نصرانی والو۔ غلبہ کثرت کے باعث نہین ہوتا بلکہ فتح عقلمندی۔ حسن تدبیر اور خوش چلنی سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا کی قسم۔ بادشاہ ہرقل کسی طرح مجھ سے کم نہ تھا اوسکا ملک میری سلطنت سے وسیع اور لشکر زیادہ تھا سامان اوسکے برابر مجھے میسر نہین۔ پھر شاہان روم ویونان اور حبوہ اور اندلس کو بھی اپنی مدد کے لئے بلالیا تھا۔ مگر یہہ ساری دھوم دھام اسکے کچھہ کام نہ آئی اور ہرقل کو مسلمانون سے نیچا دیکھنا پڑا۔ جو شخص مالک اور غالب ہوگا اپنی عقل پر وہ اچھا کام کرسکتا ہے۔ تم لوگون کے چال چلن خراب اور عقل اوندھی ہوگئی ہے تم مسلمانون سے نہین جیت سکتے اسلئے مین اون سے ہرگز نہ لڑونگا۔ یہہ کہکے ارمانوسہ کو جواب لکھوا دیا کہ تم لوقنا اور اونکے ساتھیون کا پیچھا چھوڑ دو۔ وہ جدہر چاہین چلے جائین اون سے تعرض نکرو۔ قاصد یہہ جواب لیکر اوسوقت ارمانوسہ کے پاس پہونچا ہے

جب شام کی تاریکی مین دونون لشکر جدا ہو گئے ہین۔ ارمانوسہ نے باپ کا خط پڑہکے جون کا تون یوقنا کے پاس بہیجدیا۔ جناب یوقنا نے خادم سے کہدیا۔ اچہا۔ ملکہ سے جاکے کہو کہ ہم سوچ سمجہ کے اور باہم مشورہ کرکے اسکا جواب دینگے۔ خادم کے جانیکے بعد یوقنا نے اپنی فوج کے اکابر کو جمع کیا اور پوچہا تمہاری کیا رائے ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔

در دائرہ فرمان ما نقطۂ پرکاریم	لطف آن چہ تو اندیشی حکم آن چہ تو فرمائی

ہمنے کبہی بہی تمہاری رائے کا خلاف کیا ہے جو ہم سے پوچہتے ہو۔ جناب یوقنا نے فرمایا بہتر مجہے تہوڑی سی مہلت دو تاکہ خوب غور کرلون۔ جب لوگ اون کے پاس سے چلے گئے تو یوقنا نماز کے لئے کہڑے ہو گئے۔ کیونکہ لڑائی کے باعث دن کو اونکی نمازین قضا ہوئی تہین۔ نماز سے فارغ نہین ہوے تہے کہ عمرو بن امیۃ الضمیری آئے بعد نماز جناب یوقنا نے پوچہا کہ کیسے آنا ہوا۔ حضرت عمرو بن امیۃ الضمیری نے جوابدیا عمرو بن العاص نے دریافت حال کے لئے مجہے آپ کے پاس بہیجا ہے۔ حضرت یوقنا چونک پڑے اور پوچہا۔ اب وہ کہان ہین۔ عمرو ابن امیہ بولے۔ بہت قریب یعنے اسوقت اونمین اور تم مین صرف تین کوس کا فاصلہ ہے۔ یوقنا کے فرط خوشی سے آنسو نکل پڑے۔ اپنا سارا حال من وعن اون سے بیان کردیا اور کہا۔ اے عمرو۔ جلدی جاکے سردار سے میرا حال زار عرض کرو اور کہنا کہ حضور آپ کا خادم یوقنا سخت مصیبت مین گرفتار ہے۔ اوسکی خبر لی جاے۔ عمرو بن امیۃ الضمیری گہبرا گئے اور فورًا حضرت عمرو بن العاص کی خدمت مین پہونچکر اون سے یوقنا کی حالت بیان کی۔ جناب ممدوح نے کل اسباب وغیرہ اوسی جگہہ ربیعۃ العامری کی نگہبانی مین چہوڑا اور ایک ہزار

سوار اپنے ساتھہ لیکر اوسی اندھیری رات مین روانہ ہوگئے۔ اور قریب صبح یوقنا سے جا ملے آفتاب طلوع نہین ہونے پایا تھا کہ قبطیون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرکے تلوارین چلانا شروع کردین۔ سورج ابھی زیادہ بلند نہین ہوا تھا کہ ایک ہزار سے زیادہ قبطی مارڈالے اور ایک ہی ہزار سے زیادہ سوار گرفتار کرلئے باقی مصر کی طرف بھاگے۔

اوسی بھاگڑ مین مسلمانون نے ارمانوسہ کو گرفتار کرلیا۔ اوسکے سب لونڈی غلام۔ مال و اسباب اور خیمے وغیرہ بطور مال غنیمت ہاتھہ آئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے خود آگے بڑھکے یوقنا کو مبارکباد دی کہ لو حضرت تمہارا شکار تمہارے ہاتھہ سے نکلنے نہین پایا۔ مسلمانون کو وہین قیام کرنا پڑا کیونکہ بہت سا مال ہاتھہ لگا تھا۔ آپ جانتے ہین کہ ایک شہزادی کا جہیز تھا یا ہنسی ٹھٹھا۔ یہین پر عمرو بن ربیعۃ العامری بھی مع مستورات کی ہودجون اور اموال غنائم کے آملے۔

جب ملکدار ارمانوسہ معہ اپنے مال و اسباب کے مسلمانون کے قبضہ مین آگئی اور سب اپنے اپنے خیمون مین خیر سے جا بیٹھے تو حضرت عمرو بن العاص نے اکابر صحابہ کو اپنے پاس جمع کیا اور کہا۔ اے اصحاب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تم جانتے ہو کہ حق جل و علا نے اپنی کتاب مقدس مین فرمایا ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنے نیکی کا بدلا نیکی ہی ہونا چاہیئے۔ حضرات عبداللہ بن جعفر طیار خالد بن سعید السہمی۔ قعقاع بن عمرو التمیمی۔ ہاشم بن سعید الطائی اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اجمعین یہ سُنکر بولے کہ ہم آپکا اصل مطلب نہین سمجھے ذرا تفصیل سے فرمائیے۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ ارمانوسہ کے باپ نے ہمارے نبی کی

خدمتمین تحفہ بھیجا تہا اوسکے عوض مین ہمین بہی چاہیئے کہ مقوقس کے پاس اوسکی بیٹی کو بڑے احترام سے روانہ کردین۔ اوسکا مال واسباب بہی اوسکے ساتہہ ہو۔

قبطی لوگ بہاگ کے مقوقس کے پاس پہونچے۔ اپنا سارا حال پر ملال اور ارمانوسہ کی گرفتاری اوس سے بیان کی۔ بادشاہ کو بڑا رنج ہوا۔ اسی اثنا مین قیس بن سعید ارمانوسہ کو لئے ہوے پہونچگئے۔ جب شہزادی محل مین داخل ہوگئی تو مقوقس کا سارا ملال جاتا رہا اور بولا کہ بیشک مسلمان وہ قوم ہے جو سب پر غالب ہوگی مین ہرگز انسے لڑنا نہین چاہتا۔ حضرت قیس بن سعید کو سامنے بلاکے اونکی بڑی بزرگداشت کی۔ اوسی وقت اوسکے اکابر دولت ومحجاب بہی ارمانوسہ کے آنیکی مبارک باد دینے آے تہے اونہین کے سامنے قیس بن سعید سے سوال کیا۔ اے برادر عربی۔ تمہارا نام کیا ہے۔ اونہون نے جوابدیا۔ قیس بن سعید

بادشاہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے ہو اور اونہین کے سامنے سے جہاد شروع کردیا ہے۔

قیس ہان۔ اور پہلے ہی جہاد مین باوجود بے سروسامانی اور عسرت کے ہم نے اپنے سے زیادہ کفار کو بہگادیا۔

مقوقس نے اسواسطے کہ جناب رسول مقبول صلعم کی فروتنی اور انکساری مصریون پر ظاہر ہو دریافت کیا۔ کبہی تمہارے نبی حمار پر بہی سوار ہوے ہین؟ کیونکہ مصری گدہے کی سواری سے پرہیز کرتے تہے اور اوسے ذلیل جانتے تہے۔

قیس اوسی حمار پر ہمارے حضور بہت سوار ہوے ہین جو آپ نے ہدیہ مین اونہین بہیجا تہا بلکہ اپنے پیچہے اپنے ایک صحابی معاذ بن جبل

کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے۔ آپ نے اوس حمار پر پوست خرما کا
ایک جامہ کس لیا تھا۔ اور اوسی کی لگام لگالی تھی۔ آپ اپنے کپڑونمین
خود ہی پیوند لگا لیتے تھے اور اپنے جوتے آپ ہی گانٹھ لیتے تھے
قمیص مبارک مین پیوند پر پیوند لگے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے
کہ جسنے میری سنت سے نفرت کی وہ میرا نہین ہے۔ دیر دونے
آپکے پاس ایک قمیص روئی دار ہدیہ مین بھیجا تھا جسکا طول کم
اور آستین ندارد تھین۔ گریبان بھی نہ تھا۔ ایک حُلّہ آپ کیواسطے
۳۳ شُتُرون کے عوض مین خرید اگیا تھا اوسے آپ نے اپنی عمر
بھر مین صرف ایک ہی بار زیب بدن فرمایا اور شام سے ہدیہ مین
ایک جُبّہ آپکے پاس آیا تھا اوسے حضور نے اوس وقت تک پہنا
جب تک وہ پارہ پارہ نہوگیا۔ دو موزے اوسوقت تک رہے کہ
وہ پھٹ نہ گئے۔ چار گز لمبی اور ڈہائی گز چوڑی چادر آپ
اوڑہا کرتے تھے۔ ایک کپڑا وفود کے آنے کے وقت پہن لیتے
تھے۔ آپکا کلام اوبس شیرین۔ نہایت فصیح۔ کمال بلیغ اور اعلی
درجہ کا موثر ہوا کرتا تھا۔ جب آپ کسی مجمع کے پاس سے ہوکر
گذرتے تو اون لوگون کو سلام کرتے اور تبسم ہوکر بات کیا کرتے
تھے۔ کبھی کسی سے چین بجبین ہوکر ہم نے آپکو بولتے نہین سُنا
آپ کسی جماعت مین اگر بیٹھے ہوتے اور وہان سے اوٹھنے کا
قصد کرتے تو سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان

لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک کہتے ہوے
اوٹھتے تھے۔ اسکی بابت ایکدفعہ ہم لوگون نے حضور سے
دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ۔ کیا ایسا فرماکے اوٹھنے کی
آپکو عادت ہوگئی ہے۔ ارشاد ہوا۔ نہین بلکہ جبریل امین جب
میرے پاس سے جاتے ہین تو یہی کہکے جاتے ہین۔ اے شاہ مصر
جب ہمارے والی وارث نے انتقال فرمایا تو ام المومنین جناب
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہمین معلوم ہوا ہے کہ اوسوقت
حضور کی ملک مین صرف ایک چادر اور ایک پرانی ازار تھی۔
یہہ سُنکے مقوقس بے اختیار بول اوٹھا۔ قسم ہے خدا کی۔ یہہ اخلاق سوائے نبی
کے اور کسی مین نہین ہوسکتے۔ خوشی اور کشایش ہو اوسکے لئے جو آپکی اطاعت کرتا
ہے۔ بے شک۔ اُمت محمدی کے اوصاف انجیل مین مسطور ہین۔ اوسی وقت ایک
قس بول اوٹھا۔ اے بادشاہ سُن۔ اللہ کے نزدیک افضل ترین امت ہم ہین۔
اس کلام سے مقوقس برہم ہوگیا اور کہنے لگا کہ اپنے افضل ہونے کے وجوہات
بیان کرو۔ کیا بُرے کام کرنے۔ نیکیون سے دور رہنے۔ رعیت پر ظلم کرنے۔ دُنیا
دون کی خواہش رکھنے اور حرام چیزین کھانے پر تمہین ناز ہے۔ جناب قیس بن سعید
بول اوٹھے۔ کیا تم اوس قوم سے ہو جسمین سکندر اعظم کا ایک دفعہ گذر ہوگیا تھا۔
نہ کوئی حاکم اوسمین نظر آیا نہ امیر نہ کوئی قاضی نہ مفتی نہ کوئی مالدار نہ غریب۔ کھانا پینا
پوشاک سبکی ایک تھی۔ نہ کسیکو کسی سے دشمنی تھی نہ مخالفت۔ سب ایک دوسرے کو
اپنا جزو بدن سمجھتے تھے۔ کوئی کسی سے ضد حسد اور بغض نہین رکھتا تھا۔ سکندر کو

یہہ بات دیکھکر نہایت تعجب ہوا۔ اور اونکا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اون لوگون نے ایک کھوپری آدمی کی کسی زمانہ مین پائی تھی جسپر یہہ مرقوم تھا "اے ابن آدم تیری اُمید نے تجھے ناکام بنا دیا ہے اسی واسطے تیری موت تجھے جلدی سے کھا لیتی ہے اور تو مٹی مین ملجاتا ہے پر سوا سے تیرے گذشتہ اعمال کے تیرے ساتھہ کچھہ نہین رہتا اور تو اکیلا رہجاتا ہے اگر تیرے عمل نیک ہین تو تو خوش رہیگا اور جو بد ہین تو تجھے شرمندہ ہونا پڑیگا۔ مگر اوس وقت کی پشیمانی تیرے کچھہ کام نہ آئیگی۔ اے ابن آدم۔ تو دنیا پر فریفتہ ہے اوس نے تیرا کھوج کھو رکھا ہے اور تو عمل نیک کی طرف اپنا رخ بھی نہین کرنے پاتا۔ عاقل جو کاہلی نہین کرتا اور غفلت سے متنفر ہے خوشی اور پاکیزگی اوسیکا حصہ ہے تجھے مناسب ہے کہ اپنی اوس حالت کے لئے توشہ جمع کر جس سے بازگشت ناممکن ہے۔ اپنی کاہلی اور سستی پر خاک ڈال اور اپنی عمر کو غنیمت سمجھکے نیکی کی طرف دوڑ۔ تو ایک نہ ایک دن ہلاک ہونے والا اور اپنی ملکیت سے جدا ہونے والا ہے" ہمنے ان نصیحتون سے عبرت حاصل کی اور اوپر ٹھیک کاربند ہین اسلئے ہمین بادشاہ و قاضی مفتی اور حاکم کی ضرورت نہین۔ انکی ضرورت اون بدمعاشون کو پڑا کرتی ہے جو باہمی مَین مَین اور تو تو کے عادی ہین۔ جب ہمارا عمل۔

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند	کہ در آفرینش زیک جوہر اند

پر ہے تو سب بھائی بھائی ہوگئے۔ پھر دشمنی اور مخالفت چہ معنی دارد سکندر نے پوچھا اچھا بتاؤ کہ تمہارے ہان عبادت خانے کم اور دور دور ہین اور قبرستان گھرون مین۔ اسکا کیا باعث ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔ عبادتخانے ہم نے

دور اسلئے بنائے ہین کہ ہمین مسافت طے کرنیکا بھی اجر ملے - قبرین اس لئے پاس بناتے ہین کہ موت ہمین ہر وقت یاد رہے اور اوسکے خوف سے گناہون سے بچے رہین پھر سکندر نے پوچھا - تمہارے دروازون مین زنجیرین کیون نہین ہوتین جواب ملا - جب چور کا ہم مین نام نہین تو گھر کے کواڑ دیکے سونا فضول ہے - جب ہم لوگ زیر دست پر زبردستی اور ظلم کرنے سے باز آئے ہوے ہین تو حاکم رکھنا بیفائدہ اور جب سب ایک ہو چکے تو چوری کیون کرین - سکندر نے دریافت کیا - مین نے یہان کوئی فقیر اور غریب بھی نہین دیکھا اسکی کیا وجہ ہے - اونہون نے بیان کیا کہ ہم اللہ کی روزی کو سبکے لئے برابر سمجھتے ہین اور اپنے مین سے کسیکو مفلوک اور سقیم الحال نہین دیکھ سکتے تاکہ باہمی محبت مین فرق نہ آئے اور نفاق کا گھن ہم مین نہ لگنے پائے - اس معقول اور پُر مغز گفتگو کے بعد اون متبرک لوگون نے دو کاسۂ سر سکندر کے سامنے پیش کئے اور کہا - ان مین ایک تو ظالم کی کھوپری ہے اور دوسری عادل کی - اے بادشاہ - یہہ بھی اسی راہ مین آئے تھے جسمین تو جا رہا ہے اور اوسی جگہ گئے ہین جہان تو جانیوالا ہے - باوجود اپنی بڑی بڑی فوجون اور عظیم الشان خزانون کے بھی اوس افتاد سے نہ بچ سکے جو ان پر پڑ چکی ہے اے شاہ جم جاہ - عادل اب خوشحال ہے اور ظالم شرمسار و حیران - پرہیزگار اپنے مطلب کو پہونچ جاتا ہے اور بدکار کے نصیب مین محرومی و ناکامی ہوتی ہے - تو ان دونون کاسۂ سر سے خبردار ہو جا - اب تو بہت سے بندگان خدا کا سردار ہونیوالا ہے اور تیرا حکم پست و بالا پر جاری ہوگا - تجھے زمین پر خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے - تیرے واسطے حکم ہے کہ تو عقل کا استعمال کر اور ہر وقت اپنے فرض پر نظر رکھہ -

اپنی جاے بازگشت یعنے قبر کی اندہیری کوٹھری کو یاد رکھیو اور اپنی چادر دیکھکے پاؤن پھیلائیو۔ یہہ تیرا جاہ وحشم اور فوج ولشکر تیرے کچھہ کام نہ آئیگا۔ جسوقت موت نے تیرا گلا گھونٹ دیا یہ سب کچھہ یہین رکھا رہجائیگا اور تجھے اپنے کامونکی جوابدہی کے لئے اوس حاکم عادل کے تخت کے سامنے کھڑا ہونا پڑیگا جس سے کچھہ چھپا نہین ہے۔ اے سکندر تو احکام شیطان پر لعنت کرکے رحمان کے حکمون کو مان۔

حضرت قیس نے یہہ روایت بیان کرکے مقوقس سے دریافت کیا۔ اے بادشاہ تو جانتا ہے کہ یہہ لوگ کون تھے۔ مقوقس نے کہا نہین۔ جناب قیس نے جوابدیا کہ یہہ لوگ مومن جناب موسیٰ بن عمران علیہ السّلام کی قوم مین سے تھے۔ اونہین لوگون کی خبر حق سبحانہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی اس آیت شریف مین دی ہے۔ ومن قوم موسیٰ امة یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ یعنے قوم موسیٰ مین ایک فرقہ ہے جو حق کی راہ بتاتے ہین اور اوسی کے بموجب انصاف کرتے ہین۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اس قوم کو شب معراج مین دیکھا تھا۔ آپ ہی نے اونکے حال سے ہمین مطلع کیا۔ آخر مقوقس نے کہا کہ اب تم اپنی فوج مین جاؤ۔ یہان کے حال سے جاکے اونہین آگاہ کرو اور منتظر رہو کہ خدا کیا کرتا ہے۔ جناب قیس بولے اے بادشاہ۔ تجھے ضرور ہم سے لڑنا پڑیگا ہم بغیر جزیہ لئے یا تم سے اسلام قبول کرائے ہرگز نہ جائینگے۔ مقوقس نے کہا مین تمہاری درخواست اپنی قوم کے آگے پیش کرونگا مگر افسوس ہے کہ مجھے منظوری کی امید نہین۔ کیونکہ اونکے دل حرام چیزین کہاتے کہاتے سیاہ ہوگئے ہین۔

محمد بن اسحاق الاموی نے بسلسلۂ روات سلیمان بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ رمضان مین روزے رکھا کرتا تھا۔ اس بات کو اپنی قوم سے پوشیدہ رکھنے کے لئے شہر سے باہر دور ایک مکان مین جا کے رہتا تھا جہان سوائے اوسکے چند خیر خواہ اور ہمراز خدمت گارون کے ایک ماہ کامل کوئی اوسکے پاس نہ جا سکتا تھا۔ بعد گذرنے ماہ رمضان کے وہ اپنی تخت گاہ کو واپس چلا آتا تھا۔ یہہ ملاقات قیس بن سعید اور مقوقس کی آخر ماہ شعبان مین ہوئی تھی۔ حضرت قیس بن سعید نے مصر کے سب حالات جو دیکھے اور سنے تھے جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکے عرض کر دیئے۔

ماہ مبارک رمضان آگیا اور مقوقس جو اسلام کی طرف مائل تھا روزے رکھنے کے لئے شہر سے باہر اپنے خلوت خانہ مین جا رہا۔ اوسے ہرگز مسلمانون سے لڑنا منظور نہ تھا۔ اس ایک مہینہ کے لئے اوسکا بیٹا اور ولی عہد ارسطولیس تخت پر بیٹھا جو بڑا ہی سخت اور باطل کوش تھا۔ وہ قیس بن سعید اور مقوقس کی گفتگو سُن کے کھٹک گیا تھا کہ میرا باپ اسلام کا حامی ہے اسلئے کبھی عربون کے سامنے نہین آئیگا۔ اسمین بھی کچھ تعجب نہین کہ شاید وہ اپنا ملک مسلمانون کے سپرد کر دے۔ اس لئے تخت پر بیٹھتے ہی ارسطولیس نے ارباب دولت اور امرائے قبط کو جمع کیا۔ اون سے کہا۔ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تم طوفان نوح کے بعد سے اس ملک پر قابض چلے آتے ہو۔ مگر افسوس۔ اب میرے باپ کا ارادہ ہے کہ تمہارا ملک مسلمانون کے سپرد کر دے۔ مجھے اوسکی بہت سی باتون سے ایسا ہی پایا گیا ہے۔ اس تقریر کا جواب حاضرین نے یہ دیا کہ حکومت تیرے اختیار مین ہے اور تو ولی عہد اور حاکم

بھی ہے اپنی عقل سے سوچ سمجھکے وہ بات کرجو ہمارے اور رعیت کے حق مین مفید ہے۔ وہ لوگ تو یہہ کہکر رخصت ہوے۔ ارسطولیس نے اپنے باپ کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا اور اوس آدمی سے ساز کیا جو مقوقس کو پانی پلاتا تھا۔ اوس سے وعدہ کیا کہ اگر تو میرے باپ کو زہر پلا کے مار ڈالیگا تو مین تجھے ایک ہزار دینار اور بڑی جاگیر دونگا۔ اوس مردود نے روپیہ اور جاگیر کے لالچ سے بادشاہ کو مار ڈالا اور ارسطولیس کو آکے خبر کردی۔ وہ باپ کے جنازہ پر آیا۔ بہت رویا پیٹا اور اوسکی تجہیز و تکفین کی۔ اون لوگون کو قتل کرا کر جو اوسکے زہر دینے مین شریک تھے خود تخت نشین ہوگیا۔ رعیت مین سے کسیکو بادشاہ کے مرنیکی خبر نہونے دی۔

ادہر تو مقوقس زہر سے مارا گیا اودہر حضرت قیس بن سعید نے جناب عمرو بن العاص کے پاس پہونچکر بادشاہ کے ارادہ اور گفتگو سے اونہین مطلع کردیا حضرت عمرو بن العاص نے جنگ اور مصر کے محاصرہ کرنیکا عزم کرلیا۔ کیونکہ مقوقس نے نہ تو مسلمان ہونے کا وعدہ کیا تھا نہ جزیہ دینا قبول کیا۔ لہذا سوائے لڑنیکے چارہ نہ تھا۔ جناب موصوف معہ سارے لشکر کے روانہ ہوے اور موضع قلیوب مین جا اوترے۔ وہان سے ادہر اودہر کے دیہاتیون کو بذریعہ قاصدون کے اطلاع دیدی گئی کہ تم لوگ اطمینان سے بیٹھے رہنا ہم تمہین کسی طرح کی تکلیف ندین گے۔ ہماری طرف سے تمہین امان ہے۔ البتہ اتنی مدد تم سے درکار ہے کہ ہمین غلّہ وغیرہ کی طرف سے دقت نہونے پاے۔ اس کو سب نے بسر و چشم مان لیا اور خوشی سے رسد پہونچانے لگے۔ حضرت عمرو بن العاص قلیوب سے چلکے مجر الحصا مین فروکش ہوے۔ یہہ مقام خاص سرحد مصر مین داخل ہے۔ اب تو

مصریون مین کھلبلی پڑگئی اور چارون طرف غل مچا کہ مسلمان آپہونچے۔ سوداگرون نے دوکانین بند کردین اور لوگ اپنے بال بچے اور مال واسباب لے لیکر درون کی طرف بھاگنے لگے اور سب معہ اپنے ساتھیون کے مسلح ہو بیٹھے۔

جناب عمرو بن العاص نے مجرالحصا مین قیام کرکے حکم دیا کہ لشکر کے گرد خندق کھود لیا جاے چنانچہ ایک بہت گہری کھائی تیار ہوگئی۔ دیہاتیون نے کھانے پینے کی عمدہ عمدہ چیزین اسلام کے کیمپ مین مہیا کردین۔ جب لشکر اسلام کو وہان ٹھیرے ہوے ایک مدت ہوگئی اور اودہر سے کسی نے یہہ بھی نہ پوچھا کہ تمہارے مُنہ مین کے دانت ہین اسلئے جناب عمرو بن العاص نے مقوقس کے پاس ایلچی بھیجنے کا ارادہ کیا۔ رملہ مین ایک غلام وردان نام اونہین ملگیا تھا جو قبطی زبان بخوبی جانتا تھا۔ اوسے بھیجنا چاہا۔ خط لکھنے کی تیاریان ہورہی رہی تھین کہ خندق کے کنارہ سے ایک قبطی نے عربی زبان مین کہا "اے عرب والو بادشاہ کا بیٹا اور ولی عہد اسطولیس چاہتا ہے کہ تم اوسکے پاس ایک ایلچی بھیجو جو تمہارا مقصد اوس سے آکے بیان کرے شاید اللہ تم مین اور ہم مین کوئی شکل بہتری کی پیدا کردے"۔ یہہ بات سُنکے ایک عرب حضرت عمرو بن العاص کے حضور مین دوڑا چلا گیا اور اس امر کی اطلاع دی۔ جناب ممدوح نے اکابر صحابہ یعنی عبداللہ بن جعفر تیار اور ہاشم بن سعید الطائی اور یزید بن ابی سفیان سے جو اوسوقت موجود تھے کہا کہ مین ملوک روم کی زبان سمجھتا ہون اور اپنے سوا ے کسی کو ایسا نہین دیکھتا جو وہان جاے۔ سب نے یہی جواب دیا کہ اگر تم اسی مین اسلام اور مسلمانون کی بہتری سمجھتے ہو تو بسم اللہ۔ خدا تمہاری مدد کرے آپ ہی تشریف لیجائین اوسوقت آپ نے شرجیل بن حسنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلایا اور

اپنی جگہ اونہین محافظ لشکر اسلام مقرر کر دیا۔

جناب عمرو بن العاص نے ایک شامی کپڑا پہنا جسکے نیچے بالو نکا بنا ہوا ایک جُبّہ تہا۔ اپنی تلوار کمر سے لٹکائی اور اپنے غلام وردان کو آگے کر کے گھوڑے پر سوار ہوے۔ شہر کے گرد نہ دیوار تہی نہ فصیل۔ نہ کوئی خندق مگر ہر دروازہ پر انتظام تہا اور سوار و پیدل ہر جگہ موجود تہے۔ اوس قبطی نے آگے بڑہکے اون سے کہا کہ اے لوگو یہہ عرب کا ایلچی تمہارے بادشاہ کے پاس آیا ہے اسکو اندر جانے دو اون لوگون نے جواب دیا کہ ہم کسیکو بادشاہ کے حکم کے بغیر نہ جانے دینگے اتنے مین بادشاہ کا آدمی بہی آپہونچا اور اوسنے کہا کہ ان لوگون کو آنے دو۔ یہہ لوگ قصر شمع کی طرف چلے دیکہا کہ چیدہ اور منتخب لوگ اور حُجّاب اور اکابر دولت جابجا عمدہ عمدہ لباس اور زرہ وجوشن پہنے ہاتہون مین کمانین چڑہاے کہڑے ہین اور چپے چپے پر حفاظت کا انتظام ہو رہا ہے کہ کوئی پرندہ پر نہین مار سکتا۔ جب حضرت عمرو بن العاص محل کے دروازہ پر پہونچے تو حاجب نے کہا کہ تلوار اپنی یہان رکہو اور اندر چلو۔ جناب عمرو بن العاص نے فرمایا۔ ایسا نہین ہو سکتا ہم لوگ عرب ہین تلوار ہمارے دم کے ساتہہ ہے چاہے بادشاہ ہمین آنے دے یا نہ آنے دے ہم تلوار اپنی الگ نہ کرینگے۔ اسبات کی بہی اطلاع بادشاہ کو کی گئی وہان سے اجازت آئی کہ وہ جس طرح چاہین آنیدو۔ جناب عمرو بن العاص اور وردان ارسطولیس کے سامنے پہونچے۔ دیکہا کہ بادشاہ تخت پر بیٹہا ہے۔ حجاب سامنے ہین۔ دائین بائین غلام کہڑے ہین۔ اور ہاتہہ بیکے قبضون پر ہین۔ ریشمین قبائین در بر۔ جڑاؤ پٹکے در کمر۔ ہاتہون مین سونے کے کنگن سر پر مرصع ٹوپیان۔ یہہ دیکہکر جناب عمرو بن العاص ہنسے اور وہ آیت پڑہی جسکا

ترجمہ یہہ ہے "جو کچھہ تمکو ملتا ہے وہ برخورداری اور زیبا منفعت دنیا کی زندگانی کی ہے مگر جو اللہ کے ہان ہے وہ اللہ والون اور ایمان دارون کے لئے رہنے والا اور بہتر ہے جو اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین" جناب عمرو بن العاص بادشاہ کے سامنے بیٹھہ گئے اور تلوار زانو پر رکھہ لی۔ محل کی طرف جو چاندی سونے سے آراستہ اور رنگ برنگ کے نگینون سے جڑا ہوا تھا۔ دیکھکر آپ نے کلام مجید کی وہ آیت پڑہی جسکا ترجمہ یہہ ہے "اگر یہہ نہوتا کہ سب لوگ ایک دین مین ہو جائین تو ہم کافرون کے گھرون کی چھتین چاندی کی اور سیڑہیون اور دروازون اور بیٹھنے کے تختون کو سونے کا بنا دیتے کیونکہ یہہ سب کچھہ برخورداری اور زندگانی دنیا کی منفعت ہے اور میرے رب کے ہان پچھلا گھر تو اوسی کے لئے ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے"

پھر جناب عمرو بن العاص نے فرمایا اے لوگو۔ تم قیامت کے دن برہنہ بدن اور ننگے پانون اوٹھائے جاؤ گے چنانچہ خداوند کریم نے اپنی پاک کتاب مین ارشاد کیا ہے "جیسے پہلے وعدہ ہو چکا ہین تو ضرور کرنا ہے یعنے جسطرح ہمنے پہلے بنایا تھا اوسی طرح ہم پھر دوہرا دینگے"

جب قبطس وزیر نے جناب عمرو بن العاص کا یہہ کلام سُنا تو زبان قبطی مین بادشاہ سے کہا۔ حضور یہہ بدوی بڑا فصیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہی اس لشکر کا سردار ہے جو یہان آیا ہوا ہے۔ اگر اسے آپ گرفتار کر کے مار ڈالین گے تو یہہ سب بھاگ جائینگے ورنہ ان بادشاہ اور وزیر کی یہہ گفتگو سنتا اور سمجھتا تھا۔ بادشاہ نے وزیر کو جواب دیا ہرگز ایسا نہین ہو سکتا یہہ بطور ایلچی کے آیا ہے اور ایلچی کو نقصان پہونچانا بڑی ذلت کی بات ہوگی۔ خصوصاً اس صورت مین جب کہ ہمنے خود اپنی درخواست سے سفارت کو

بلایا ہے۔ اسکے بعد ارسطولیس نے جناب عمرو بن العاص سے پوچھا۔ اے برادر عربی تم لوگ ہم سے کیا چاہتے ہو۔ ابتک ہم لوگ تم سے قوت اور دبدبہ مین بڑھے ہوے ہین۔ جسنے ہماری طرف نظر خصومت سے دیکھا ہے وہ کبھی سرسبز نہین ہوا۔ ہم نے گردونواح کے والیان ملک کو لکھا ہے یقین ہے کہ وہ بھی ضرور مدد کرینگے۔ جناب عمرو بن العاص نے جواب دیا۔ اے بادشاہ۔ ہم اون لوگون مین سے نہین ہین جو لشکر مخالف کی کثرت سے ڈر جائین۔ ہمارے ہادی و رہنما محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حق سبحانہ تعالےٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر مشکل مین ہم تمہاری مدد کرینگے اور اپنی کتاب بزرگ مین بھی لکھدیا ہے "ہم زبور مین لکھہ چکے ہین کہ ہمارے نیکو کار پرہیزگار بندے زمین کے مالک ہونگے"۔ ہم چاہتے ہین کہ تم لوگ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ پر ایمان لاؤ اور یہہ سمجھہ لینا کہ اگر تم نے اس سے انکار کیا تو کمبختی آجائیگی۔ تمہین ذلت کے ساتھہ جزیہ دینا پڑیگا۔ جو اس سے بھی انکار ہے تو لڑنے کے لئے سنبھل جاؤ۔ اسکا جواب بادشاہ ارسطولیس نے یہہ دیا کہ ہم بغیر مقوقس کی راے کے کچھہ نہین کرسکتے اور وہ اپنے معمول کے موافق اس ماہ رمضان مین عزلت گزین ہے۔ جب بادشاہ اپنی خلوتخانہ سے نکلیگا تو اپنی راے سے جو چاہیگا کریگا۔ میرے گمان مین تمہارے ساتھیون مین سے اور کوئی تم سے زیادہ خوش بیان۔ شیرین زبان۔ فصیح و بلیغ نہوگا۔ تمہارا کلام نہایت مؤثر اور پرکیفیت ہوتا ہے۔ تم بڑے تیز زبان۔ مستقل مزاج اور دل کے مضبوط ہو۔ یہہ بات سُنکے جناب عمرو بن العاص مسکراے اور فرمایا۔ اے بادشاہ۔ تیرا یہہ گمان غلط ہے مین تو اپنے ساتھیون کے آگے محض گونگا ہون۔ بعض توہم مین

اسی جگہہ ایسے موجود ہین کہ اگر تو اون سے کلام کرے تو سمجھے کہ بلبل ہزار داستان ہین اور مین تیری آنکھون مین حقیر ہوجاؤن - بادشاہ بولا - میری سمجھہ مین نہین آتا کہ تمہارے ساتھیون مین تم سے بڑہکر کوئی ہو - جناب عمرو بن العاص بولے اگر امتحان منظور ہے تو ایک نہین دس آدمی ایسے بُلادون جنکے آگے میری گفتگو ہیچ و پوچ معلوم ہوگی یہہ سُنکر بادشاہ نے جناب عمرو بن العاص سے کہا کہ اچھا بلاؤ ہم بہی دیکہین - اور اپنے وزیر سے مخاطب ہوکے زبان قبطی مین بولا - دیکہا - اس ایک سے تو دس کا قید کرلینا بہتر ہوگا - حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا - وہ تو میرے جانے سے آئینگے دوسرے کے کہنے سے نہین آسکتے اگر تو کہے تو مین خود جاؤن اور ادنہین بُلالاؤن بادشاہ راضی ہوگیا - جناب ممدوح اور وردان دونون چلدیئے - اونکے رخصت ہوجانے کے بعد بادشاہ نے وزیر سے کہا - مجھے قسم ہے اپنے دین کی مین اُنکے آنے کے بعد سبکو قتل کرادونگا -

اثنائے راہ مین وردان نے بادشاہ کے ارادہ سے جناب عمرو بن العاص کو مطلع کردیا کہ وہان آپ لوگون کے قتل کے ارادے ہوگئے ہین آپ جو کرین سنبہل کے اور سمجہہ بوجہہ کے کرین - جناب ممدوح نے وردان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ نیکی کا بدلا نیکی ہوتا ہے مین بہی اسکے عوض تیرے ساتھہ نیکی کرونگا - پہر اپنے لشکر مین داخل ہوے مسلمانون نے آپکو دور سے آتے دیکہکر استقبال کیا صحت و سلامتی سے واپس آجانیکی مبارکباد دی اور کہنے لگے کہ حضور کے آنے مین جو دیر لگی اس سے ہم بہت بیچین ہوگئے تہے - جناب ممدوح نے وہان کی بیتی لوگون کے آگے بیان کی اور کہا - اونکے ارادے تو بد ہوہی چکے تہے لیکن مین اس ترکیب سے بچکے چلا آیا ہون

وردان نے میری بڑی مدد کی ہے۔ سب مسلمانون نے اپنے سردار کی سلامتی کے لئے اللہ جل شانہ وعم نوالہ کا شکر ادا کیا۔ وہ رات یاد الٰہی مین بسر ہوئی۔ صبح جناب عمرو بن العاص نے نماز پڑہائی اور بعد ادائے نماز مسلمانون کو حکم دیدیا کہ اپنے ہتھیار اور سامان جنگ درست کرلو اور لڑنے کے لئے سوار ہوجاؤ۔ اوسی وقت ارسطولیس کا آدمی خندق کے کنارہ کہڑا ہوکے پکارا کہ اے گروہ عرب۔ ہمارا بادشاہ تمہارے ایلچی اور اوسکے دس ساتھیون کا منتظر ہے۔ اسکی خبر جناب عمرو بن العاص کو ہوئی۔ آپ نے سامنے آکر کہا اے شخص۔ مکر و فریب اپنے کرنے والے ہی کو برباد کردیتا ہے اور جعل ساز کو چارون طرف سے ہزیمت گہیر لیتی ہے۔ تیرے مالک کا بُرا ہو۔ اوسنے خود ہی ایلچی طلب کیا اور جب مین اوسکے پاس گیا تو اوسکی نیت بد ہوگئی اور میرے قتل کا ارادہ کرلیا۔ اوس سے جاکے کہدو کہ ہم وزیر اور بادشاہ کے مشورہ کو بخوبی سمجہ گئے اب جان بوجہکے ملک الموت کے منہ مین آئین تو بڑے بیوقوف ہین۔ اگر ہم تجھے جو ہمارے دشمن کا ایلچی ہے مار ڈالین تو بتا تجھے اسوقت کون بچا سکتا ہے۔ لیکن نہین۔ ہم ہرگز ایسی بدعنوانی نہ کرینگے۔ کیونکہ ہم لوگ وعدہ خلافی کو بہت ہی بُرا سمجھتے ہین۔ اب تو اپنے مالک کے پاس جا اور کہہ کہ مین نے وہ گفتگو بخوبی سُنلی اور سمجھ لی ہے جو کل اوسمین اور اوسکے وزیر مین ہوئی تہی۔ اور جسمین معہ میرے گیارہ مسلمانون کے مار ڈالنے کا عزم بالجزم کرلیا گیا تہا۔ شکر ہے اللہ کریم و رحیم کا جسنے ہمین تم لوگون کے مکر و فریب سے نجات بخشی۔ جاؤ اور کہدو کہ اب مین ہرگز نہ آؤنگا۔ اسکے بعد جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب کوئی حلف لینے کا موقع پیش آتا تہا تو یہی فرماتے تہے کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جسنے

قبطیون کے بادشاہ کے ہاتھہ سے مجھے نجات دی۔

قاصد بے نیل مرام واپس ہوکے ارسطولیس کے پاس پہونچا اور جناب عمرو بن العاص کی تقریر عجب اوسے سُنادی۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ تعجب کی بات ہے اس بدوی نے ہماری بات کیسے سمجھہ لی اور اس نے یہہ زبان کہان سیکھی۔ وزیر نے غور کرکے جوابدیا۔ مین یہہ گمان کرتا ہون کہ وہ دوسرا شخص جو اوسکے ساتھہ تھا ہماری زبان جانتا تھا۔ اوسی نے اپنے ساتھی کو خوف زدہ کردیا۔ بادشاہ نے کف افسوس ملکے کہا کہ شکار ہاتھہ سے نکل گیا۔ اے وزیر تو ہی بتا کہ مین ان عربون کے باب مین کیا کرون یہہ لوگ نہایت ہوشیار۔ بیدار مغز اور چلتے پرزے معلوم ہوتے ہین۔ انپر کوئی مکر و فریب اثر نہ کریگا۔ وزیر نے عرض کی کہ جہان پناہ یہہ لوگ جمعہ کے دن کی بڑی تعظیم کرتے ہین۔ مین چاہتا ہون کہ جبل مقطم کی گھاٹیون مین انکی تاک مین فوج کو پوشیدہ کردون جسوقت یہہ لوگ نماز مین مستغرق ہون انپر حملہ کردیا جاے اور ایسی تلوار چلے کہ جسکا پایان نہین۔ نماز ہی مین سب کا ستھراؤ کردیا جاے اور ایک بھی باقی نچھوڑا جاے۔ وزیر کی یہہ راے بادشاہ کے سمجھہ مین آگئی۔ جمعہ کا انتظار ہونے لگا۔

جسدن جناب عمرو بن العاص بادشاہ کے پاس سے بچکے آئے ہین۔ اوسکے دوسرے دن آپ نے حضرت یوقنا کو بلایا۔ اون سے ارشاد ہوا۔ اے عبداللہ تم پر روشن ہے کہ قبطی ہم سے لڑنے مین بڑی دیر لگا رہے ہین۔ ہمارے پاس نہ کھانا رہا ہے نہ دانہ چارہ۔ تم دیہات مین چلے جاؤ اور ہمارے لئے سامان رسد اور جانورون کے واسطے دانہ چارہ مول لے آؤ۔ جناب یوقنا معہ اپنے بنی عم لشکر

نوکرون۔ غلامون اور خچرون کے روانہ ہوگئے۔

اسوقت لشکر اسلام مین چند جاسوس قبطیون کے داخل ہوگئے تھے اونہون نے یہہ سارا ماجرا جاکے ارسطولیس سے بیان کردیا کہ اون کے آدمی جوف کی طرف رسد لینے آئینگے۔ بادشاہ خوش ہوگیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا۔ جمعرات کے دن ارسطولیس نے اپنے چچازاد بھائی ماسیوس کو طلب کیا جو اوسکے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ چار ہزار منتخب سوار اوسکے ساتھہ کئے اور حکم دیا کہ اپنے جانورون پر سامان رسد اور دانہ گھاس لاد لو تاکہ اثنائے راہ مین جو لوگ تمہین دیکھین یہی سمجھین کہ تم وہی مسلمان ہو جو سامان رسد لینے گئے تھے۔ اسی صورت سے جبل مقطم کے پیچھے جا چھپو اور گھات مین لگے رہو۔ چند آدمی بطور جاسوس کے ادہر اودہر متعین کردینا تاکہ وہ مسلمانونکی تاک مین لگے رہین۔ جب وہ نماز جمعہ مین مصروف ہون تو تم اونپر حملہ کردینا مگر جانور اور خچر رسد وغیرہ لدے ہوے تمہارے ساتھہ ہی رہین تاکہ مسلمان تمہین دیکھہ کے چونک نہ جائین کہ یہہ غنیم اور مخالف ہین۔

اس فرمان کو عملی صورت پہنانیکے لئے ماسیوس اندھیری رات مین روانہ ہوا۔ جبل مقطم کے پیچھے پہونچکے اپنے مطلب کا انتظام کرنے لگا اور غار سودان کیطرف نگہبان مقرر کردیئے۔

ماسیوس نے مسلمانون کی گھات مین اپنی فوج کو ناحیہ حرا سے ٹیلہ نور تک متعین کردیا تھا۔ جہان اب مسجد موسیٰ ہے۔ کچھہ آدمی جبل مقطم کے پیچھے بھی چھوڑدیئے تھے۔ اس پہاڑ اور مجرالحصا کے درمیان کا فاصلہ نصف میل سے کم تھا۔ یہہ لوگ رات بھر اوسی طرح گھات مین پڑے رہے۔ مسلمانون کو مطلق اس امر کی خبر نہ تھی۔

جب جمعہ کی صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوگیا اور نماز کا وقت قریب آیا تو مسلمانون نے جانورون اور اونٹون کے چارجامے اور شلیطے جمع کئے اور اونکو خطبہ پڑہنے کے لئے تلے اوپر رکھا اور نماز پڑہنے کے واسطے گھر آئے۔ اسوقت تک بھی دشمنون کے مکر اور فریب سے بیخبر تھے۔ جناب عمرو بن العاص مسلمانون سے لڑائی کی باتین کرتے اور جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ یہان تک کہ مؤذن نے اذان کہدی۔ جناب عمرو بن العاص شلیطون پر چڑہ گئے اور بڑی ہی لطافت اور کیفیت سے خطبہ پڑہا اور مین جہاد کے فضائل۔ مجاہدین کے مراتب اور اجر و ثواب بڑی فصاحت اور بلاغت سے بیان کئے۔ اخیر مین وہ آیت پڑہی جسکا ترجمہ یہہ ہے "اے ایمان والو مین تمہین ایک سوداگری بتاتا ہون۔ جو تمہین دکھہ کی مار سے بھی بچاویگی۔ وہ یہہ ہے کہ اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ مین لڑو اگر تم مین ذرا سی بھی سمجھہ ہے تو یقین کرلو کہ یہی تمہارے حق مین بہتر ہے"

راوی فرشداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ ہمنے التماس کی۔ اے سردار عالیمقدار۔ آپ ہمین تو جہاد کی طرف مائل کرتے ہین اور خود دشمن سے لڑنے مین اتنی دیر لگاتے ہین۔ یہہ سنکر ارشاد ہوا قسم ہے خدا کی مین کسی خوف یا بے صبری سے توقف نہین کر رہا ہون بلکہ مقوقس اور اوسکی دانشمندی کی خاطر ہے۔ وہ بیشک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہے مگر وہ اس ماہ رمضان مین خلوت نشین ہوجاتا ہے اب صرف پانچ روزے باقی رہگئے ہین انکے بعد برآمد ہوگا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرمائیگا۔ اوس وقت ہم اوسکے پاس اپنا ایلچی بھیجینگے اور جیسا وہ جواب دیگا کیا جائیگا۔

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ ہم سب یہہ باتین جناب عمرو بن العاص سے کر رہے تھے کہ خندق کے کنارہ سے ارسطولیس کے ایلچی نے آواز دی اور ہمارے کیمپ مین آنیکی اجازت مانگی۔ حضرت ابن العاص کا حکم ہوا اچھا آنے دو۔ وہ کترا کے اوس طرف سے آیا جدہر کو خندق نہ تھی۔ اوسنے آتے ہی عرض کی۔ دلیعہد نے آپکو سلام کہا ہے اور پیام دیا ہے کہ بادشاہ کی غیبت مین نہ مجھے جنگ کا اختیار ہے نہ صلح کا۔ وہ خلوت مین ہے اوسکے برآمد ہونے مین صرف پانچ دن باقی ہین وہ اپنی جگہہ پر متمکن ہوکے جو چاہیگا کریگا۔ حضرت عمرو بن العاص نے منظور کر لیا۔ اور فرمایا کہ ہمین بہرحال مقوقس کی خاطر منظور ہے اسلئے کہ وہ مقر ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اگر ایسا نہوتا تو ہم ایک دم کی مہلت تم لوگون کو نہ دیتے

ارسطولیس نے اسوقت بہی چال ہی چلی تہی یعنے مطلب اوسکا یہہ تہا کہ ادہر ایلچی بھیجکے دس پانچ دنکی مہلت مسلمانون سے لون تاکہ وہ بے خبر اور بے فکر ہوجائین اور ہم اونکی بے فکری مین اونکا قلع قمع کر دین۔

قاصد کے چلے جانے کے بعد مؤذن نے اذان دی۔ جناب عمرو بن العاص نے خطبہ پڑہا لوگون کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا اور جہاد کی ترغیب دی۔ خطبہ تمام کرکے نماز پر کھڑے ہوگئے۔ بنظر احتیاط اتنا ضرور کیا گیا تہا کہ غلامون کو کھڑا کر دیا تاکہ آبادی مصر کی طرف دیکھتے رہین۔ اگر دشمن کی طرف سے کوئی چڑیا بہی مسلمانون کیطرف آتی دیکھین تو فوراً خبر کر دین۔

شداد کہتے ہین کہ جب اوسطرف سے کوئی بہی آتا ہوا نہ معلوم ہوا تو اطمینان ہوگیا اور نماز شروع کی گئی۔ جناب عمرو بن العاص نے امامت اختیار کی پہلی رکعت

پڑ چکے ہم رکوع مین گئے۔ سجدہ کا قصد تہا کہ اوسی وقت بوجہہ سے لدے ہوے اونٹ اور خچر نمودار ہوے جنکے پیچھے لشکر تہا۔ ناظرین سمجھگئے ہونگے کہ یہ وہی لوگ تہے جنہین ماسیوس کا ماتحت کرکے وادی جبل مقطم مین گہات مین بٹہایا تہا۔ ہمارے غلامون نے جب اونہین دیکہا تو سمجھے کہ ہمارے آدمی سامان رسد لئے چلے آرہے ہین۔ یہہ دیکہکر خوش ہوگئے اور کہنے لگے کہ لو یوقنا آگئے۔ یہان تک کہ وہ لوگ آتے آتے پاس آگئے۔ اور حالت نماز ہی مین ہم سے آملے آتے ہی مسلمانون پر ہاتہہ صاف کرنا شروع کئے۔ ہم لوگ دوسری رکعت کے سجدہ مین تہے کہ مسلمانون کے سر جدا ہونے لگے مگر مجال کیا کہ کوئی سر اوٹہاے۔ غرضکہ کسی نے نماز کو نہ چہوڑا۔ یہہ ظلم پچہلی دو صفون پر گذر رہا تہا جنہین قوم یمن۔ بجیلہ اور کچہہ لوگ وادی القریٰ۔ طائف اور وادی نخلہ کے تہے۔

عباد بن مصعبہ سے روایت ہے کہ قبطیون نے اون دونون صفونکو بالکل صاف کر دیا اونمین سے ایک بہی نہ بچا۔ اگرچہ ہم سبکو موت کا یقین ہوگیا مگر کسی نے نماز سے منہ نہ موڑا۔ ناگہان عبداللہ یوقنا اور اونکے ہمراہی آگئے۔ سامان رسد اونکے ساتہہ تہا۔ جسوقت اونہون نے ہماری طرف تلوارین چمکتی دیکہین فوراً چلا اوٹہے۔

نگہہ کو بیباکیان سکہاؤ حجاب شرم وحیا اوٹہاؤ	
	بہلا کے مارا تو خاک مارا لگاؤ چوٹین جتا جتا کر

عمامہ اپنے سر سے پہینکدیا اور کہا۔ لوگو۔ غضب ہوا۔ اے میرے بنی عم اور ساتہیو۔ تمہین قسم ہے خدا کی ان مردودون مین سے ایک بہی باقی نرہے انہون نے دغا سے مسلمانون کا خون کیا ہے۔ جو شخص تم مین سے اسوقت اپنی جان کو عزیز رکہیگا

اور جہاد سے پہلوتہی کریگا قیامت کے دن ضرور اوس سے مواخذہ کیا جائیگا۔ یہہ کہکر یوقنا اور اونکے ساتھیون نے دشمنان اسلام کو چارون طرف سے گہیر لیا اور صفا صفا شروع کردی۔ اب قبطیون نے نمازیون سے ہاتھہ کھینچا اور یوقنا کی طرف متوجہہ ہوے۔

جناب عمرو بن العاص بہی نماز سے فارغ ہوکے گہوڑے پر سوار ہوے۔ دیگر مسلمانون نے بہی اونکی تقلید کی اور دشمنون کو آڑے ہاتھہ لیا۔ اونکے اور مصر کے بیچ مین حائل ہوگئے۔ سب گہر کی راہ بہول گئے۔ اب وہ تلوار چلی کہ جسکا بیان نہین سوائے زنّاٹے اور غپ شپ کے دوسری آواز کان مین نہ آتی تہی۔ ایک کے دو اور دو کے چار ہوے چلے جاتے تہے۔ موت کا بازار گرم اور خون کا دریا طغیانی پر تہا۔ دشمنون کو پناہ نہین ملتی تہی گویا صیّاد نے چڑیون کو جال مین پہانس لیا تہا اور وہ پہڑپہڑاتی تہین مگر نجات کی راہ بند تہی۔ نوبت بدین جا رسید کہ گن گن کے سبکو گلا کاٹ کے زمین پر ڈال لیا۔ ارسطولیس کا چچازاد بہائی ماسیوس بہی مارا گیا اور کوئی اتنا نرہا کہ واپس جاکے گہر پر خبر کرے کہ کیا گذری۔ جب ہاتھہ صاف کرنے کو کوئی شکار اور نشانہ نرہا تو جناب یوقنا نے جیب سے رومال نکال کے اپنے آلنہ پونچھے اور فرمایا کہ افسوس آج ان مردودون نے مجھے کہین کا نہ رکہا تہا۔

جب لڑائی ختم ہوچکی تو مسلمان باہم گلے ملے اور ایک نے دوسرے کو سلامتی جان کی مبارکباد دی۔ یوقنا اور اونکے ساتھیون کی چارون طرف تعریفین ہونے لگین۔ قبطیون کے گہوڑے۔ ہتہیار۔ جانور اور وہ سامان رسد جو وہ لاد لائے تہے اور اسکے سوا اور بہت سامان غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آیا۔

اس حادثۂ جان کاہ مین ۴۳۶ مسلمانون نے شربت شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اونمین سے نہایت خاص اور مشہور صاحبون کے اسمار مبارک یہہ ہین۔ حمزہ بن سالم التیشکری۔ ربیعہ بن صابر السہمی۔ سیب بن خویلد التیشکری۔ نسیب بن غالب التیشکری۔ نصر التیشکری۔ سابق بن مزید العجلی۔ مزید بن سعید التیشکری۔ خزام بن عمرو العجلی۔ قیس بن ماجد التنوخی۔ طلحہ بن ثابت المخزومی۔ نصر بن الاخیل مولیٰ عیاض بن غانم الطائی جو اعلیٰ درجہ کے شہسوار تھے۔ نصر عبد مناۃ السلمی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ کامل بن معبد بن خازم النجیبی۔ مقدام بن سارتہ النجیبی۔ سعید بن مرشد الحضرمی۔ رفاعہ بن مسروق اللبنی۔ جعفر بن دانیہ جو اپنی مان کے نام سے مشہور تھے اور قوم بنی عامر بن صعصعہ مین سے تھے۔ عروہ بن شامل الثقفی۔ معمر بن طاغن الزبیدی العامری۔ عایش بن سمرۃ العامری۔ رافع بن سہیل العامری۔ عبداللہ بن قاہر الکلابی۔ مالک بن نقیط العامری۔ مکرم بن غالب العامری۔ معمر بن خلیفہ الداری۔ ماجد بن مرۃ الخزرجی۔ دہمان بن عوض بن مسلم العجلی۔ طارق بن معلن السلمی۔ لبانہ بن طاغن العبسی۔ ہیاج بن عمرو التمیمی۔ ساہم بن مفرح التمیمی۔ احوض بن یربوع التمیمی۔ یاسر بن مفرح النہمانی۔ ہلال بن خویلد الغطفانی۔ ہجام بن عتبۃ الغطفانی۔ طوق بن حبیب الکلبی۔

روایت ہے کہ بزرگترین قوم ساٹھہ آدمی ایسے تھے جنکا خاتمہ اللہ تعالےٰ نے شہادت پر اس جنگ مین کیا۔ جناب عمرو بن العاص اور تمام لشکر مسلمانان نے جماعت سے اونکے جنازے کی نماز پڑہائی۔ سبکو اوسی جگہہ مجر الحصا کے پاس مین دفن کردیا۔ مزارات متبرک اونکے آج تک مشہور عام اور مرجع خواص و عوام ہین

اور قیامت تک لوگ وہان سے فیض پاتے رہینگے۔ انشا اللہ تعالیٰ۔

جب ارسطولیس کو اوسکے چچازاد بھائی ماسیوس اور چار ہزار سواروں کے مارے جانے کی خبر پہونچی اور یہہ معلوم ہوا کہ تیرے آدمیوں مین سے ایک بھی نہ بچا تو اپنا سر پیٹ لیا اور زوال سلطنت کا یقین ہوگیا۔ اپنے بطارقہ اور ارکان سلطنت کو بلوایا اور مشورہ لیا۔ اونھون نے کہا اے بادشاہ تو جانتا ہے کہ یہ دنیا نہ کسی کے پاس ہمیشہ رہی ہے نہ رہیگی۔ فتح و شکست دو ہی چیزین ہین تو پہلا بادشاہ نہین ہے جسے زوال کی مصیبت دکھائی دیتی ہو۔ تجھے چاہیئے مردانہ وار مسلمانون کا مقابلہ کر اور مسیح کی مدد سے ناامید نہو۔ یہہ قس اور راہب اور شمامہ اور مطران تیری فتح کے لئے دعا کرینگے۔ بادشاہ نے سب کے اس مشورہ کو مان لیا اور اپنے باپ کا خزانہ کھول کے لشکر کو اجازت دیدی کہ جو جسکا دل چاہے لیلے۔ سلحہ خانہ سے سبکو عمدہ عمدہ ہتیار تقسیم کرکے حکم دیدیا کہ عربون سے مقابلہ کرو۔ خیمے نصب ہوگئے اور سارا لشکر لڑنے کے لئے تیار ولیس ہوگیا۔ ارسطولیس نے حاکمان نوبہ اور بجاۃ کو طلب مدد کے لئے خطوط بھی لکھدیئے اور کمک آنے کا انتظار کرنے لگا۔

محمد بن اسحاق نے بسلسلۂ روات عبدالرحمن بن جبیب سے اور اونھون نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ جب قسمت نے مسلمانون پر یہہ وقت ڈالا اور چارون طرف سے اون پر دشمنون کی فوجون پر فوجین اونڈلنے لگین تو جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم کو اس مضمون کی عرضی ارسال کی "یہہ عرضی ہے عمرو بن العاص بن وائل السہمی کی

حضور مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کے - خدا آپکو سلامت باکرامت رکھے -
تحقیق مین اوس خدا کی تعریف کرتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین - اور درود بھیجتا ہون
اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر - حال یہہ ہے کہ مین بخیر و عافیت مصر پہونچا - شہر
بلبیس مین مقوقس کے بیٹے اور ہم لوگون مین یہہ معاملہ واقع ہوا مگر خدا کے فضل
سے ہمنے فتح پائی اور بخیریت مصر پہونچے - مجرالحصا مین قیام ہوا - اپنے لشکر کے
گرد کھائی کھود والی - جوف کے دیہاتیون کو سمجھا بوجھا کے طرفدار بنا لیا - وہ ہمین
رسد اور ہمارے جانورون کو دانہ چارہ اچھی طرح پہونچاے چلے جاتے ہین -
ایک دفعہ مین نے یوقنا اور اونکے ساتھیون کو رسد اور دانہ گھاس لینے بھیجا تھا
اور مین خود ایلچی ہوکر ارسطولیس ابن مقوقس کے پاس گیا - اوسنے میری گرفتاری کا
پورا ارادہ کرلیا تھا مگر خداے کریم نے مجھے بال بال بچایا - دشمنون نے ہماری
گھات مین لشکر بھی پہاڑ مین چھپایا جسنے جمعہ کے دن نماز مین ہمپر حملہ کیا - ہم سجدے
مین تھے کہ ہماری گردنون پر تلوارین پڑنے لگین - مگر مسلمان جون کے تون سجدے
مین رہے اور کوئی خبر نہوا سر اوٹھانا تو درکنار نماز کسی نے بھی نہین چھوڑی یہانتک
کہ ہمارے ۳۶ ۴ بہادر حالت سجدے ہی مین شہید ہوگئے - انا للہ وانا الیہ
راجعون - آخر اللہ بزرگ اور غالب ہی کو ہمپر رحم آیا اور یوقنا کو معہ اونکے
لشکر کے ہماری حمایت کے لئے بھیجدیا - اونہون نے آتے ہی قبطیون کو گھیر لیا
اور ایسی تلوارین ماریں کہ اون مین سے ایک کو بھی باقی نہ رکھا - اونکے ساتھ اونکا
سردار ماسیوس بھی جو ارسطولیس کا چچازاد بھائی تھا مارا گیا - اونکے گھوڑے اور
اسباب سب ہمارے قبضہ مین ہین - یا امیر اب چارونطرفسے فوجین ہمارے اوپر

اُمڈی چلی آتی ہین اور ہم ایسے دریا مین ہاتھہ پیر مٹر پٹرا رہے ہین جسکی موجین ہمارے سر سے اوپر گذری جاتی ہین۔ حضور ہماری خبر لین۔ حضور پر اور سب مسلمانون پر سلامتی اور خدا کی رحمت اور برکت ہو"

جناب عمرو بن العاص نے خط تمام کرکے ملفوف کیا اور مہر کرکے عبداللہ بن قرط الازدی کو دیا کہ اسے حضور خلافت پناہ مین لے پہونچو۔ حضرت عبداللہ شب و روز مسافت طے کرتے ہوے مدینہ طیبہ پہونچے اور اپنی اونٹنی کو مسجد نبوی کے دروازہ پر باندہ کے اندر داخل ہوے۔ دو رکعت نماز پڑہکے مزار مطہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر حاضر ہوے۔ وہین جناب امیر فاروق اعظم بیٹھے تھے۔

عبداللہ بن قرط سے روایت ہے کہ مین مزار انور پر سلام عرض کرکے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جناب ابن العاص کا خط حضور مین پیش کیا۔ حضور بولے شاباش ہے تمکو۔ تمنے عین تشویش و پریشانی مین میری مدد کی۔ مین بیچین ہوکر اسوقت مزار مطہر پر آبیٹھا تھا کہ خدا نے اپنے حبیب کے طفیل سے میری سُنلی اور تم یہین آپہونچے۔ پھر لفافہ کھولکے خط پڑہا۔ فرمایا جس نے ارتباط کو چھوڑا اور خطا کی اوس سے کشایش دور ہوجاتی ہے اور تنگی مین گرفتار رہتا ہے۔ مین اپنی راے مین عمرو بن العاص کو عقیل و فرزانہ۔ مدبر۔ ضابط۔ کام مین اچھا۔ سیاست مین لایق جانتا ہون۔ مگر جب خدا کی مشیت یون ہی ہوتی ہے تو آدمی اندہا ہوجاتا ہے۔ اوسی وقت ایک نامہ جناب امین الامۃ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالے عنہ کو

لکھا جو اسوقت ملک شام مین لشکر اسلام کے سردار تھے۔ عمرو بن العاص کی حالت لکھکے یہہ حکم دیا تھا کہ آپ بہت سا لشکر اونکی مدد کو مصر روانہ کر دین۔ وہ نامہ سالم مولیٰ امین الامۃ کے ہاتھہ روانہ کر دیا۔

عبد اللہ بن قرط سے روایت ہے کہ مین نے مدینہ مین دو دن قیام کیا اور پھر خلافت مآب سے روانگی کی اجازت طلب کی۔ حضور نے بیت المال سے زاد راہ مجھے عطا فرمایا۔ جناب عمرو بن العاص کو شقہ لکھدیا جسکا مضمون یہہ تھا "یہ نامہ ہے عمر بن الخطاب کا عمرو بن العاص کے نام۔ تمپر سلامتی ہو۔ تحقیق مین تعریف کرتا ہون اوس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہین جو لایق پرستش ہو۔ اور درود بھیجتا ہون اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تمہارا خط مین نے پڑھا اور جو مکروفریب تمہارے ساتھہ کیا گیا اوس سے مطلع ہوا۔ لوح محفوظ کا لکھا ہوا پورا ہوا۔ مگر اے ابن عاص تمہارا فرض تھا کہ تم دشمن کیطرف سے مطمئن نہ رہتے۔ تمہین اوسکی کوئی بات سننی نہ چاہیئے تھی۔ مین تمہاری عقل کو صائب اور تدبیر کو درست سمجھتا ہون خیر جو کچھہ خدا کو منظور تھا ہوا۔ اپنی عقل کی فراخی سے کام لیا کرو۔ مسلمانون کی بہتری مین کبھی سستی نہ کرنا۔ خوب یقین کر لو کہ قیامت کے دن نگہبان سے رعیت کے حال کی پرسش ہوگی۔ آیندہ جو کام کرنا نہایت بندوبست اور احتیاط سے کرنا دشمن سے کسی وقت نڈر نہ رہنا اور اس سے زیادہ احتیاط سے کام لیا کرنا۔ خدا ہماری اور تمہاری مدد کرے۔ جناب امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح تمہین بہت جلدی مدد بھیجدینگے۔ مین نے اونکو تاکید سے لکھدیا ہے۔ تمپر اور تمہارے ساتھی مسلمانون پر سلامتی اور خدا کی برکت اور رحمت ہو"

حضرت خلافت پناہ نے مہر کرکے اور ملفوف فرما کے خط عبداللہ بن قرط کو دیا وہ شب و روز چلکے دس دن کے بعد مصر مین وارد ہوے اور سلام کے بعد نامہ فیض شمامہ جناب عمرو بن العاص کو دیا۔ اونہون نے پہلے تو اوسے دل ہی دل مین پڑہا اور پہر باواز بلند سب مسلمانون کو سنا دیا۔ مضمون خط سے چارون طرف خوشی اور مسرت پہیلگئی۔ جناب امین الامۃ کے پاس سے کمک پہونچنے کا انتظار ہونے لگا۔

ماسیوس اور چار ہزار قبطیون کے قتل سے ارسطولیس پر وہ نحوست چہائی کہ رونے کو مزدور بہی نہ ملے۔ آخرش زچ ہوکر قسم غلیظ کہائی کہ اب مسلمانون سے ضرور بدلہ لونگا۔ حجاب سے کہا۔ امرا۔ اکابر دولت۔ عظماے بطارقہ کو کنیسہ معلقہ مین جمع کرو۔ یہہ مقام قصر شمع مین واقع تہا۔ بادشاہ ایک کرسی پر جا بیٹہا۔ جب سب بلاے ہوے جمع ہوگئے تو بادشاہ نے اوٹہکے کہا۔ اے عیسائیو اور بنی مارمعودیہ۔ جانو اور آگاہ ہو کہ ملک تمہارا ابتداے پیدائش دنیا سے نامی اور شہر تمہارا سارے جہان مین معزز اور گرامی ہے۔ یہان ایسے ایسے بادشاہ ہوگزرے ہین جنکا مثل چراغ لیکر ڈہونڈہنے سے بہی نہ ملیگا۔ تمام والیان روئے زمین کی رال اس مشہور ملک پر ٹپکتی رہی اور سب بادشاہ ہم سے رشک وحسد رکہا کئے ہین۔ تہذیب ہمارے گہر مین پیدا ہوئی۔ انسان نے انسان بننا ہمسے سیکہا۔ یہہ جنگلی اور وحشی قوم عرب۔ اونٹون کے چرانے والے۔ سوسمار کے کہانے والے بڑے حریص اور طماع ہین جو ہماری سلطنت چھین لینے کو آئے ہین چاہتے ہین کہ ہمکو ہمارے وطن مالوفہ سے نکال کے بے گہر کردین۔ ہمارے

بہادرون کو مار ڈالین۔ ہمارے مال واسباب۔ زر وجواہر کو لوٹ لین۔ ہمارے جورو۔ بچونکو لونڈی غلام بنائین۔ مکانونپر قبضہ کرلین اور معبد گاہون کو اپنی مسجدین بنالین۔ میرے باپ مقوقس نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین عربون سے لڑون اور کہا ہے کہ جب تک مین عربون کی خرابی نہ دیکھہ لونگا گوشہ سے باہر نہ آؤنگا اب آپ سب لوگ اپنے دل کی کہدین کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ وہ سب بالاتفاق بول اوٹھے۔ ہم لوگ اس دولت کے غلام ہین اور اسی سلطنت کا ہمنے ہمیشہ نمک کہایا ہے ہمارا گوشت وپوست سب اسی کی بدولت ہی اس تخت کا حق ہمارے اوپر ہے۔ ہم اون سے جی کہولکر لڑینگے اور مارینگے یا مرجائینگے۔ مسیح ہماری مدد کرے یہہ سنکر ارسطولیس نے اون لوگون کا شکریہ ادا کیا۔ سب کو علی قدر مراتب خلعت اور انعام دیئے اور کہا کہ اے بہائیو۔ اب تم تیار ہوجاؤ اور شہر کے باہر خیمے نصب کرو۔ لڑائی کو اتنا طول دو کہ حاکم نوبہ اور بجاۃ کے پاس سے نیزاد ہر اودہر سے ہمارے پاس کمک آجاے۔ لوگ بہت خوب کہکے قصر شمع سے باہر آے اور اپنے اپنے خدام سے کہا کہ خیمے باہر لیجاکے کھڑے کرو چنانچہ ایسا ہی ہونے لگا۔

محمد بن اسحاق الاموی نے روایت کی ہے کہ اوسی دن سب اراکین دولت شہر مصر سے باہر جاچکے۔ اوسی روز وہ ایلچی بھی واپس آگئے جنہین ارسطولیس نے مدد کی طلب مین حاکمان نوبہ وبجاۃ وغیرہ کے پاس بھیجا تہا۔ اونہون نے آکے بیان کیا کہ حاکمان نوبہ وبجاۃ مین باہم کشت وخون ہوگیا ہے اور آپس مین ایسی کٹا چھنی ہے کہ وہ ایک جگہہ جمع نہین ہوسکتے۔ اونہین اکٹھا کرنا اپنے سر پر

بلالانا ہے۔ اون سے ہاتھہ دہوئیے۔ وہ نہ آئینگے۔ ارسطولیس کو یہہ بات بہت شاق گذری اور کہا۔ اس نفاق اور پھیل پھوٹ کا منہ کالا ہو اسنے لاکھون گھر تباہ کئے ہین۔

جب مسلمانون نے دیکہا کہ قبطیون نے باہر نکل کر دور تک اپنے خیمے گاڑلئے ہین۔ تو اپنی حفاظت کے سامان کرنے لگے اور لڑائی کے واسطے تیار ہوے۔ دور دور تک دائین بائین اور آگے پیچھے نگہبان متعین کر دیئے۔ تاکہ پہلا سا کوئی حادثہ نہ واقع ہو۔ پہلے ہی دن سپہ سالار اسلام یعنے حضرت عمرو بن العاص نے چوکیداری اپنے ذمہ لی۔ کچھہ سپاہی اپنے ساتھہ لیکر شام سے صبح تک لشکر کے گرد گشت لگاتے رہے۔ تو پلک سے پلک جھپکائی نہ ایک جگہہ قدم جمایا۔ اسی طرح سب مسلمانون نے اپنے سردار کا ساتھہ دیا اور خوف سے کوئی بے خبر نہ سویا۔ ادہر تو لشکر پر جھما جھم نور برستا تہا اور ادہر تکبیر و تہلیل کی آوازین چارون طرف سے بلند تہین۔ جناب بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درودون کی بوچہار ہو رہی تہی۔ اوسوقت کا سہانا سماں اوسکے سمجھہ مین آسکتا ہے جسنے دیکہا ہو۔

جناب خلافت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح کی نظر اندر سے گذرا۔ حضور نے پڑہا اور مسلمانون کیطرف سے آپ کو بہی بے چینی ہوگئی۔ اوٹہے ہوے فوراً حضرت سیف اللہ القہار خالد بن الولید کے پاس چلے گئے اور فرمایا۔ اے ابا سلیمان۔ یہہ خط خلافت پناہ کا ہے اسکی نسبت تمہاری کیا راے ہے۔ جناب موصوف نے خط کا مطالعہ کر کے

فرمایا۔ جب خلیفہ برحق کا حکم ہے تو ہمین بہت جلدی مدد روانہ کر دینی چاہیئے۔
جناب امین الامۃ بولے اے ابا سلیمان۔ تمہین خوب معلوم ہے کہ مصر کا راستہ
بڑا دشوار گذار ہے راہ مین کوسون پانی نہین ملتا۔ لوگ پیاسے مرجاتے ہین۔
اگر کثرت سے فوج روانہ کی جاے تو خوف ہے کہ وہ سفر مین ہلاک نہوجاے۔
جناب سیف اللہ نے استفسار فرمایا کہ آپکا کتنے آدمی روانہ کرنیکا ارادہ ہے
حضرت امین الامۃ کا ارشاد ہوا کہ سردست ہزار آدمی بھیجونگا۔ سیف اللہ بولے
بس اتنے ہی۔ مین صرف چار ہی آدمی آپ کو ایسے نہ بتا دون جو چار ہزار سوارون پر
بھاری ہون۔ آپ اپنے ہزار سوارون کو معرض خطر مین کیون ڈالین۔ جناب
امین الامۃ نے فرمایا اچھا اونکے نام لو۔ جناب سیف اللہ نے جواب دیا۔

ایک تو اونمین سے یہ حقیر ہے۔

دوسرے مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے عامر بن یاسر الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چوتھے مالک بن اشتر النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ خوب یقین فرمالین کہ ہم چار دن سرزمین مصر کو ہتیلی پر رکھکے پلٹ دینگے اور
پھر عمرو بن العاص کے منہ سے مدد کا لفظ برآمد نہوگا۔ سیف اللہ کی یہ گفتگو سنکے
جناب امین الامۃ کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا اور فرمایا۔ اے ابا سلیمان۔ جو تمہاری
خوشی ہو کرو میری بھی سمجھ مین آگیا کہ تمہاری راے صائب ہے۔ اوسی وقت جناب
خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صاحبون کو بلایا اور کہا کہ مصر چلنے کی
تیاریان کرو۔ غرضکہ وہ رات گذری اور دن ہوا۔ چارون صاحب امین الامۃ سے

رخصت ہوئے اونکے خیمہ اقدس پر آئے۔ وہ دور سے دیکھتے ہی باہر آگئے اور سلام کرکے اونہین وداع کیا۔ راہ بتانے کے لئے ایک رہبر بہی ہمراہ کر دیا۔ غرضکہ یہہ لوگ شونک اور وادی موسیٰ ہوتے ہوے عقبہ ایلا کے قریب پہونچے جناب خالد آگے تہے دیکہا کہ وہان ایک ہزار سے زیادہ شتر سوار اور اسپ سوار پڑے ہین۔ حضرت خالد اور اونکے ساتہیون نے پاس پہونچکے اونہین سلام کیا۔ اودہر سے سلام کا جواب ملا تو سیف اللہ کو حیرت ہوئی اور پڑہکے پوچہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو اور کدہر جاؤگے۔ جواب دیا گیا کہ ہم قبیلہ ثقیف اور طے اور مراد کے لوگ ہین۔ ہمین جناب خلافت مآب نے رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف کے ساتہہ عمرو بن العاص کی مدد کے لئے مصر بہیجا ہے۔ یہہ سُنتے ہی جناب سیف اللہ خوش ہوگئے اور فرمایا۔ شکر ہے خدا کا کہ اوسنے ہمین بڑا ذی ہوش اور ہمدرد خلیفہ دیا ہے جسے ایک دم بہی ہماری خیر خواہی مین چین نہین یعنے امین الامۃ کو تو مدد کے لئے لکہہ ہی دیا تہا پہر بہی قرار نہ آیا خود بہی مدد بہیجی اور پہر بہیجی۔

ہم جناب سیف اللہ سے سوگنا زیادہ حق سبحانہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہین کہ ہمین خالد بن الولید سے جان نثار اور عاشق زار عطا فرماے جو اس خیال سے کہ امین الامۃ آدمیون کی کمی سے کہین دقت مین نہ پڑجائین صرف تین ہی آدمی اپنے ساتہہ لیکر مصر کا طبقہ اولٹنے چلے تہے۔ اے خداے پاک۔ وہی تیری پیاری قوم جسکی ایک زمانہ مین تو نے ایسی ایسی خاطرین کی تہین اب در بدر ٹہوکرین کہاتی ہے۔ رحم رحم رحم۔ ہم نالایقون ہی کی شامت اعمال ہے ورنہ تو اب بہی عمر و علی و خالد کے سے آدمی پیدا کرسکتا ہے۔

اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ وقتِ دعا ہے	امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے	پردیس میں وہ دین غریب الغربا ہے

اے مسلمانو۔ تمہین ہر روز اپنی قومی تاریخ کے دو چار صفحے ضرور غور سے اور سمجھکے مطالعہ کر لینے چاہئین تاکہ مقدس لوگون کی روشنی جو خدا کی قدرت مجسم تھی تمپر پڑتی رہے - یاد رکھو کہ جو قوم اپنی اصل اور تاریخ بھولگئی وہ پھر کسی طرح نہین اوبھر سکتی۔ اتنی بک بک سے میرا یہی مطلب ہے کہ خاص خاص مقامات تمہاری تاریخ کے آپ لوگون کی آنکھون کے آگے ہو جائین۔

لشکر کے لوگون نے جب حضرت سیف اللہ اور اونکے رفیقون کو دیکھا تو خوشی سے جامہ مین پھولے نہ سمائے۔ جناب خالد نے اون سے بیان کیا کہ ہم بھی اونہین کی مدد کو چلے ہین۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم جناب ہی کو اپنا خضر راہ سمجھتے ہین آپ کا سایہ سرون پر رہے پھر سب ملکے مصر روانہ ہو گئے۔

نضر بن ثابت سے روایت ہے کہ مین اوس لشکر کے ہمراہ تھا جسے جناب فاروق اعظم نے بھیجا تھا۔ جب مصر دو منزل رہگئی تو اوس دن ایسی اندھیری رات تھی کہ آدمی کو اپنی ہتیلی بھی نہین سوجھتی تھی۔ دفعتاً دور سے زور کی آہٹ ہمارے کانون مین آئی ہم سب دم بخود ہو گئے اور کان لگا کے اوسکو سُننے لگے۔ مین اپنی اونٹنی پر سوار تھا فوراً زمین پر کود پڑا۔ اوسکی مہار اپنے ساتھی کے ہاتھ مین دیدی اور پاپیادہ اوس آہٹ کی طرف چلا یہان تک کہ اوسکے قریب دبے پاؤن پہونچگیا۔ دیکھتا کیا ہون کہ ایک بہت بڑا لشکر چلا آتا ہے۔ اندھیرا تو تھا ہی مین بیٹھکر آہستہ آہستہ سرکتا ہوا اون مین جا ملا۔ اونہین اندھیری مین

نہین ڈٹا کہ کوئی غیر ہم مین آملا ہے۔ بعد بڑی حکمت عملی کے کھوج لگا کہ تین ہزار سے زیادہ عربی عیسائی ہین اور مدین سے تباہ ہو کے مصر جاتے ہین۔ اسوقت چونکہ اندہیری تھی اور یہہ لوگ دور سے چلے آتے تھے تھکے ماندے ہو کر اسی جگہہ ٹھیر گئے۔ گھوڑون اور اونٹون وغیرہ کو چرنے چھوڑ دیا اور سب کے سب چشمہ غویر کے قریب اوتر پڑے۔ نضر بن ثابت نے کہا ہے کہ جب مین اونہین خوب سمجھہ گیا اور اپنی ترکیب سے اچھی طرح تحقیق کر لیا کہ یہہ قوم غسان۔ لخم۔ جذام اور عاملہ کے عیسائی ہین اور ارسطولیس کی ملازمت کو جاتے ہین تو اوسی احتیاط سے اپنے لشکر کیطرف آیا اور دیکھا کہ سب اوسی طرح پتھر کے پُتلے بنے ہوے کھڑے ہین۔ پوچھتا اور ٹٹولتا حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کے پاس پہونچا اور جو کچھہ مجھے معلوم ہوا تھا اونکے کان مین کہدیا۔ وہ مجھسے بہت خوش ہوے اور فرمایا۔ شکر ہے خدا کا جو ہماری ہر جگہہ مدد کرتا ہے۔ رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف سے جو اونکے قریب تھے پوچھا کہ کہو تمہاری کیا رائے ہے۔ اونہون نے جوابدیا۔ ہماری رائے یہہ ہے کہ انہین نیند مین غافل ہو جانے دیجئے۔ غفلت مین اون پر شبخون ماریئے تاکہ اون مین سے ایک بھی جانبر نہ ہونے پاے۔ جناب سیف اللہ کو بھی اونکی رائے پسند آئی اور کہا اچھا تھوڑی دیر اور صبر کرلو۔ اوسی وقت جناب رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سنبھل جاؤ۔ اپنے غلامون سے کہا کہ اونٹون اور مال و اسباب کی حفاظت رکھنا۔ اب اس بات کا انتظار ہونے لگا کہ اونکے لشکر کی آگ جو جابجا روشن تھی بجھہ جاے اور وہ سو رہین تو اپنی کارروائی شروع ہو۔ ہمارے

لشکر مین باہم سرگوشیان ہونے لگین کہ اسوقت وہ کوشش کرنا جوان مین سے
ایک بہی نہ بچے - یہان کی کارروائی کی خبر ارسطولیس کو بہی نہ پہونچنے پاے -
جب وہ لوگ ماندگی اور تہکن کے مارے سوگئے - آہٹ اوس طرف سے
سنائی دینا بالکل بند ہوگئی تو مسلمان ہولے ہولے اونکی طرف چلے جیسے جانورونکی
قطار چپ چاپ سر جہکائے ایک طرف کی دُہن باندہ لیتی ہے یہان تک کہ
اونکے پاس پہونچگئے وہان کسی مین ذرا بہی حس وحرکت نہ پائی - چارون طرف سے
اونکو گہیر لیا اور تلوار چلانا شروع کی - وہ سب آنکہین ملتے اور سر کہجلاتے چونک
چونک کے اوٹہہ کہڑے ہوے - مگر حیران تہے اور عقل اونکی کام نہین کرتی تہی
کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی اور کدہر سے نازل ہوئی - جب بہرار خرابی تلوارین بہی
اونکی نیام سے نکلین تو اندہیری نے آڑے ہاتہون لیا - اپنا پرایا کچہہ نہ دکہائی
دیتا تہا - زیادہ تر اپنی تلوار اپنون ہی پر پڑتی تہی - ادہر تو اسطرح موت کا بازار
گرم تہا اودہر رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف اور خالد بن الولید کچہہ آدمیون کو
ساتہہ لیکر سر راہ جا کہڑے ہوے تہے - جو اونمین سے جان بچاکے بہاگتا اوسے
پکڑ کے رسّی مین جکڑ لیتے تہے یہان تک کہ تلوار چلتے چلتے صبح ہوگئی اور وہ سب
یا تو مقتول ہوے یا قید ہوگئے - مقتولون کی لاشین ہزار گنتی مین آئی تہین -
باقی قیدی قریب دو ہزار کے تہے - جناب سیف اللہ نے اون مین سے
سرغنہ اور اکابر کو تو اپنے قبضہ مین رکہا باقی قیدیون کو قتل کراکے جہگڑا چکایا
تاکہ ایسے نازک وقت مین کوئی اور بلا پیچہے نہ پڑے - پہر اونکے مُنڈہ اور
سردارون سے پوچہا گیا - تم لوگ سچ سچ بتاؤ کہ تمہارا کیا ارادہ تہا -

اونہون نے بیان کیا کہ ہم عربی عیسائی ہین اور جبلہ بن الایہم کے چچازاد بھائی ہین - ہم ملک شام سے تم لوگون کے خوف سے بھاگ کے مدین گئے تہے وہانسے ہمنے اپنے حال کی خبر مقوقس کو دی اوسنے ہماری مدد سے انکار کیا مگر جب تحفے اور گھوڑے وغیرہ اوسکے ولی عہد ارسطولیس کو بھیجکے منت وزاری کی گئی تو اوسنے خلعت وغیرہ ہمارے پاس روانہ کئے اور لکھا کہ تم لوگ میرے پاس آجاؤ مین تمہاری سرپرستی کرونگا - ہم اوس کے پاس چلے تہے - اسکے بعد اُسنے درخواست کی گئی کہ تم مسلمان ہوجاؤ مگر وہ نہ مانے اس لئے قتل کردیئے گئے نصر کہتے ہین کہ اونکا مال واسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ سب لے لئے - وہ خلعتین بہی ہاتھہ آئین جو ارسطولیس نے اونہین بھیجی تہین - وہ رفاعہ بن قیس کی سپردگی مین رہین - عصر کے وقت ہم سب مصر روانہ ہوگئے - ناگاہ دیر مرقس نظر آیا جسمین راہب آباد تہے - ہم اوسکے گرداوتر پڑے - تہوڑی دیر کے بعد وہان کے لوگ ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا تم کون ہو - ہم نے جوابدیا - ہرقل کے ہمراہی اور شام کے رہنے والے عرب جبلہ بن الایہم غسانی کے ساتھی - تمہارے بادشاہ ارسطولیس کو مدد دینے جاتے ہین - کیونکہ اوسنے ہمارے پاس قاصد معہ خلعت اور انعام کے باین حکم بھیجا تہا کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہاری سرپرستی کرینگے - یہہ سُنکے وہ لوگ نہایت خوش ہوے اور بڑی خاطر ومدارات سے ہماری دعوت کی -

نصر بن ثابت سے روایت ہے کہ دیر والون کا بطریق بولیس بن لوقا شام سے مارا کہدیڑا مسلمانون کے ہاتھہ سے رک اوٹھاے ہوے یہان

آگیا تہا۔ وہ جناب خالد بن الولید کو اچھی طرح پہچانتا تہا۔ اوسے کچہہ شبہ ہوا اور پوچہا۔ تم کن عربون مین سے ہو۔ جوابدیا کہ ہم ہرقل کے اصحاب مین سے عیسائی عرب شام کے رہنے والے ہین۔ یہہ سُنکر وہ بول اوٹہا کہ مسیح کی قسم۔ تم عیسائی نہین بلکہ حجازی مسلمان ہو اور پہلی بار اپنے ملک سے نکلے ہو۔ ملک شام کی لڑائیون مین تم ہرگز شامل نہین ہوے۔ تم فریب سے ارسطولیس پر مصیبت نازل کرنے اور اوسکا ملک لینے آے ہو کیونکہ مین نے فاتح شام کو تمہارے گروہ مین دیکہا ہے جسکے خوف سے ہرقل بہاگا تہا۔ مین عنقریب اسکی اطلاع ارسطولیس کو کئے دیتا ہون۔

عامر بن ہبار نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگون نے اوس سے کہا تو جہوٹ بکتا ہے ہمین ان باتون کی خبر بہی نہین۔ مسلمانون نے تو ہمین ایسا لوٹا کہ ہمارے تن پر ایک تار بہی نہ رہا۔ ہم نے اسکی اطلاع خود ارسطولیس کو کی تہی اوسنے ہمین خرچ بہیجا۔ خلعتین دین اور لکہا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ چنانچہ ہم اوسکے پاس چلے ہین وہ یہہ کلام سُنکے ہنسا اور کہنے لگا۔ قوم غسان کے بہت سے لوگ رومی زبان جانتے ہین۔ تم بہی اپنے مین سے کوئی ایسا آدمی میرے سامنے پیش کرو۔ ہمنے کہا۔ ہم سب سوائے اپنی زبان کے دوسری زبان جانتے ہی نہین۔ اوس مرد و نے کہا۔ قسم ہے خدا کی۔ تم غسانی نہین بلکہ مسلمان ہو۔ ہمنے جوابدیا کہ اگر ہم مسلمان ہوتے تو دن دہاڑے تم عیسائیون مین نہ آجاتے بلکہ رات کو چپ چپا کے نکل جاتے۔ تجھے چاہیئے کہ مسیح سے معافی مانگ کیونکہ تو اونکی الوہیت کے ماننے والون کو خواہ مخواہ امت محمدی

مین شامل کئے دیتا ہے۔ یہہ بڑا گناہ ہے۔ اتنا کلام کرکے اوسنے ہم سے منہ پھیر لیا اور پھر کچھہ بات نہ کی۔ دوسرے راہبون نے اوس سے کہا کہ سچ تو ہے اگر یہہ مسلمان ہوتے تو روز روشن مین مصر کی طرف نہ جاتے اور یون ہماری آبادی مین نہ اوتر پڑتے۔ یہہ سُنکر بطریق کہنے لگا۔ قسم ہے اپنے دین کی۔ یہہ ضرور مسلمان ہین مین انہین خوب پہچانتا ہون۔ تم نہ انکی دعوت کرو نہ انسے ملو۔ مین ضرور بادشاہ کو لکھون گا تاکہ لوگ ان سے ہوشیار رہین۔

اس جھگڑے کو جب راہبون نے سُنا تو کہا۔ اگر قس نے ان لوگون کو اچھی طرح پہچان لیا ہے تو بہتر ہے کہ ہم ان سے عہد و پیمان اور صلح کرلین تاکہ ہم اور ہمارا دیر ان کے فریب سے امن مین رہے۔ ایک بڑا دانا اور عالم و عاقل راہب بول اوٹھا کہ یہی عقلمندی کی بات ہے۔ یہہ لڑائی کا معاملہ ٹھیرا۔ جنگ دو سردار دیکھی ہے۔ نہ معلوم کسکی فتح ہو اور کسکی شکست ہم دونون صورتون مین محفوظ رہین گے۔ یہہ بات بھی وہ ملعون قس نہ مانا اور اپنی بات پر اڑ گیا کہ نہین۔ خدا کا فضل شامل حال مسلمانان تھا کہ وہان باہم پھیل پھوٹ پڑ گئی کہ قس غیر مذہب ہے کیونکہ ہم نسطوری اور یہہ یعاقبہ ٹھیرا۔ ہر روز کفر بکا کرتا ہے ہمین ضرور بالضرور کسی وقت مین پھنسا دیگا اسلئے بہتر ہے کہ اس کو قید کرلو اور ان نو واردون سے صلح۔ تاکہ یہہ ہمین کسی طرح مضرت نہ پہونچا سکین۔ یہی رائے سب نے پسند کی۔ غرضکہ بے خبری مین اوس قس کی مشکین باندہ کر تنگ و تاریک حوالات مین ڈال دیا گیا۔ چند آدمی اونمین سے ہمارے پاس آئے اور بولے۔ قسم ہے تمہین اوسی خدا کی

جسکے تم معتقد ہو ہمین سچ سچ بتادو کہ تم مسلمان ہو یا عیسائی - ہمنے اوس قس کو پابہ زنجیر کرکے بند کردیا ہے تم ہم سے صلح کرلو گے تو ہم اوسے تمہارے سپرد کردینگے - حضرت مالک بن اشتر نخعی بول اوٹھے کہ جب تم ہمسے صلح کیا چاہتے ہو تو ہم بھی ایسے لوگ نہین جو تمہارے ساتھہ دغا کرین - ہمارے ہان جھوٹ بولنا گناہ ہے - ہم بے شک مسلمان ہین - تمہین اپنے خدا اور رسول کی امان دیتے ہین یہہ سُنتے ہی اونہون نے دروازہ دیر کا کھولدیا اور کہا -

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما	کہ کسے نیست بجز ذکر تو در خانۂ ما

این خانۂ ما خانۂ شماست اور یہ قس بولیس بن لوقا تمہارے سپرد ہے - جناب سیف اللہ نے اوسے اپنے سامنے کھڑا کرکے فرمایا - اے دشمن خدا -

آنکہ با دشمنی اقرار نمود دست توئی	وانکہ از دوستی انکار نکرد دست منم

تو نے ہمارے ساتھہ بُرائی کرنے مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی - اب تو اسلام قبول کرلے سنے جواب دیا -

دست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین	
	مین گل بازی ہون کیا اس گلشن ایجاد مین

مین شام سے تمہین لوگون کے مارے بھاگا تھا اب خدا نے مجھے پھر تمہاری ہی ہاتھون مین ڈالدیا مین ہرگز مسلمان نہونگا جناب خالد نے اوسی وقت اوسکا سر اوڑا دیا -

جناب عامر کہتے ہین کہ راہبون نے دیر سے ہمارے لئے سامان کھانے پینے کا اور ہمارے جانورون کے لئے دانہ چارہ بھیجا - ہم نے

رات بہرو مین قیام کیا۔ بڑی رات گئے وہ راہب جسنے اپنے لوگون کو مشورہ دیا تہا حضرت خالد کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے سردار جلیل القدر مین دیکہتا ہون کہ شجاعت اور ہمت اور دلیری حضور سے ٹپکتی ہین آپ اپنا نام نامی اور اسم گرامی مجہے بتائین۔ ارشاد ہوا خالد بن الولید المخزومی۔ راہب چونک پڑا اور بولا۔ قسم ہے خدا کی تمہین تو فاتح شام ہو۔ تمہین نے بڑے بڑے بادشاہون اور سردارون کو ذلیل کیا۔ تمہاری پیشین گوئیان ہماری قدیم کتابون مین چلی آتی ہین۔ یہہ کہکر وہ دیر مین چلا گیا۔ تہوڑی ہی دیر مین کیا دیکہتے ہین کہ وہ ایک کتاب لئے چلا آتا ہے۔ اوسے کہولکر دکہایا تو اوسمین جناب فاروق اعظم حضرت امین الامتہ اور حضور سیف اللہ کی تصویرین معہ لباس اور اوصاف کے ہو بہو موجود تہین۔ جناب خالد کے ہاتہہ مین برہنہ شمشیر تہی۔ پہر کہا کہ مین مدت مدید سے قد بوسی کا آرزومند تہا میری تمنا آج پوری ہوئی۔

وہ آسے گہر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے	
	کبہی ہم اونکو کبہی اپنے گہر کو دیکہتے ہین

مین بڑے اشتیاق کے ساتہہ آپکی خبرین سُنا کرتا تہا یہانتک کہ حضور نے شام مین نزول اجلال فرمایا اور زبردست فتحین حاصل کین جن سے تمام دنیا کی آنکہین چوندہیا گئین اور زمین تک ہل گئی۔ پہر یہہ خبر مجہے پہونچی کہ عمر بن الخطاب نے آپ کو معزول کر دیا مجہے اتنا رنج ہوا کہ بیان نہین کر سکتا۔ ہماری کتابین تو یہہ کہتی ہین کہ فتح آپ ہی کے حصہ مین ہے پہر ابن الخطاب نے

آپکو معزول کیون کر دیا۔ وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ جناب سیف اللہ غضبناک ہوکر فرمانے لگے۔ خبردار۔ خاموش۔ آگے کچھ اگر زبان سے نکالا تو تیری خیر نہین۔ فاروق اعظم ہمارے خلیفہ۔ ہمارے امام۔ ہمارے آقا ہین اور ہم اونکے تابعدار۔ ہمارا فرض یہی ہے کہ جو وہ فرمائین ہم بالراس والعین اوسے بجالائین۔ کیسی معزولی۔ اگر وہ سر بھی مانگین تو پیارے قدمون پر سے نثار ہے۔

ہوئے زلف او گرفتار جان بباد رفت پیشش	ہزار جان گرامی فدائے جانانہ

کان کھولکے سُن کہ خدائے غالب و بزرگ نے اپنی مقدس کتاب مین ہمین حکم دیا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنے اے مسلمانو تم اللہ اور اوسکے رسول اور اون صاحبان حکومت کی اطاعت دل وجان سے کرو جو تمہارے ہم مذہب اور تمہین سے ہون۔ جب اونکی اطاعت ہم پر فرض ٹہیری تو جو اونہون نے فرمایا مین نے کیا۔ مجھے عزل ونصب سے کیا بحث۔ ہان اتنا مین کہونگا کہ عدل اونکا بے چون وچرا اور ہمیشال ہوتا ہے۔ وہ اچھے کامون کی طرف ہمین راغب کرتے ہین اور بُرے کامون سے روکتے ہین۔ اونہین دنیا کی خواہش چھو بھی نہین گئی۔ اتنے منکسر مزاج ہین کہ دوسرا ہو نہین سکتا۔ گدڑی اور پھٹے پورانے کپڑے پہنے رہتے ہین۔ کوچہ و بازار مین عام لوگون کی طرح پیدل پھرا کرتے ہین۔ لباس اونکا تقویٰ۔ زندگی اونکی ذکر خدا۔ شعار اونکا عدل ہے۔ یتیم پر مہربانی کرتے ہین۔ بیوہ عورتون اور

مسکینون کے ساتھہ حد سے زیادہ نرمی برتتے ہین - مسافرون کے مددگار بن جاتے ہین - اللہ کے دین مین سخت اور کفار کے حق مین درشت ہین - خدا کے احکام قایم رکھنے والے ہین - امر حق سے کبھی نہین شرماتے اور خلق کے آگے چرب زبانی نہین کرتے -

راہب نے پوچھا کیا ایسی ہی ہیبت اونکی تمہارے نبی کے زمانہ مین بھی تھی - جناب سیف اللہ نے جواب دیا - ہان - بالکل اسی طرح کی مین نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا ہے کہ ایک دن جناب خلیفۂ حال نے حضور نبوی مین حاضر ہونے کی اجازت طلب کی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین اوسوقت چند زنان قریش اپنا دُکھڑا رونے آئی تھین اور چلاّ چلاّ کے اپنی شکایتین حضور مین پیش کر رہی تھین - آپ نے اجازت دیدی کہ آنے دو - اتنا سُنتے ہی وہ عورتین بدحواس ہوکے بھاگین حضور نبوی نے اونکی خواہ مخواہ کی تنک مزاجی سے نجات پائی اور تریاہٹ سے چھوٹے مگر عمرؓ کے نام سے عورتون کے سٹ پٹا جانے اور ڈرنے پر حضور کو بے اختیار ہنسی آگئی اتنے مین فاروق اعظم بھی آپہونچے اور التماس کی کہ حق سبحانہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اور آپ ہنستے ہی رہین - حضور نے فرمایا اے عمر - مجھے تمہارا نام سنتے ہی عورتون کے بدحواس ہوجانے پر ہنسی آئی - خدا اس نام کی عظمت ہمیشہ ایسی ہی رکھے - جناب عمر نے عرض کی - یارسول اللہ آپ زیادہ مستحق ہین اسکے کہ لوگ آپ سے ڈرین - پھر آپ نے اون عورتون سے کہا - اے اپنی جان کی دشمنو - تم مجھ سے تو خوف کھاتی ہو اللہ کے رسول سے نہین ڈرتین

عورتون نے جواب دیا کہ ہان۔ تم بہت درشت اور سخت ہو۔ اور فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اوسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے اسے عمر تم سے شیطان کانپتا ہے اور تمہین دیکھکے دوسرے رستہ سے چلا جاتا ہی۔ راہب نے جب یہہ تقریر سُنی تو کہا۔ بے شک۔ تمہارے نبی۔ تمہارے خلیفہ و امام اور تم لوگون کے ہی حق مین خدا کی رحمت۔ برکت اور رسالت آئی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ پھر تو مسلمان کیون نہین ہو جاتا۔ اوس نے جواب دیا کہ یہہ بات خداوند کریم کے اختیار مین ہے۔ پھر جناب خالد نے فرمایا کہ خیر اپنے دیر مین سے صلیبین اور زُنار ہی ہمین لادے۔ وہ بڑی صلیب چاندی کی اور زنار نکال لایا۔ جناب خالد نے اونکے سوائے اور چھوٹی صلیبین بھی اوس سے منگالین اور سب رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف کو سپرد کر دین۔

صبح کے وقت دس آدمی اوس دیر مین اسواسطے متعین کر دیئے کہ وہان سے نکل کے کوئی ارسطولیس کو خبر نہ کرنے پاے اور کوچ کیا۔ تھوڑی دور پہونچکے سب نے عیسائی بھیس بھر لیا اور اپنی اپنی کمر مین زُنار کسے اور صلیبون کو آگے رکھکے بڑھے۔ اب مصر اون سے صرف ایک ہی منزل رہگیا۔ اسلام کے عجیب عاشق زار تھے۔ خدا نے ہم کمبختون پر ذرا بھی اون پاک لوگون کا سایہ نہ ڈالا۔

سوکر وفن بنانا سورنگ وروپ بھرنا		عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	

جناب سیف اللہ نے نصر بن ثابت سے فرمایا کہ سید ہے ارسطولیس کے پاس چلے جاؤ اور اوسے ہمارے آنے کی خبر کر دو۔ جناب نصر قیطیون کے لشکر مین پہونچگئے لوگ اونکی طرف دوڑے اور پوچھا کون ہو۔ جواب دیا گیا کہ عیسائی عربون کا

ایلچی ہون جو تمہاری مدد کو آئے ہین - وہ لوگ ہاتھون ہاتھ اونہین محل کیطرف لے گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی - جب حضرت نصر محل مین داخل ہوے تو حاجب نے کہا - بادشاہ کو سجدہ کرو - اونہون نے ایک نہ سُنی - پھر کچھ سوچ سمجھ کے کہ کہین یہہ لوگ کھٹک نہ جائین دل مین یہہ نیت کر کے کہ رب العالمین کو سجدہ کرتا ہون زمین پر اوندھے منہ گر پڑے - جب اونہون نے سر اوٹھایا تو ارسطولیس نے پوچھا کہ ساتھی کہان تک آگئے ہین - جناب نصر بولے بہت قریب یہین جبل مقطم کے آس پاس ہونگے -

بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ برملک اونکے استقبال کے لئے جائین اور اونہین بڑی عزت سے لائین - قبطی بڑے تزک و احتشام اور دھوم دھام سے چلے - قبطیون کا سپہ سالار ارسلاؤس آگے آگے تہا - نصر بن ثابت کو خلعت بیش بہا دیا گیا اسلئے کہ اونہون نے مژدۂ جان فزا سُنایا تہا -

ابن اسحاق نے بسلسلۂ روات نعیم بن مرہ سے روایت کی ہے کہ مین اون لوگون کے ساتھہ تہا جنہین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہیجا تہا خالد بن الولید میرے بڑے دوست تہے کیونکہ میرے والد بزرگوار عاص وائل السہمی کے ساتھہ بازار بصریٰ تک مال کی حفاظت کے لئے گئے تہے جناب سیف اللہ معہ اپنے ساتھیون کے جبل مقطم تک پہونچے تہے کہ سامنے سے قبطیون کی جماعت نمودار ہوئی - حضرت خالد بن الولید سمجھے کہ ارسطولیس نے انہین ہمارے استقبال کو بہیجا ہے - آپکو تشویش پیدا ہوئی کہ کہین عمرو بن العاص اور اونکا لشکر ہمین عیسائی وضع مین دیکھکے ملول نہو جائین اسلئے

مجھسے کہا۔ کہ اے ابن مرہ تم اسی جگہ پہاڑ کے کسی پتھر کے پیچھے چھپ رہو اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے سپرد کر دو جب ہم یہان سے دور نکل جائین تم جا کے عمرو بن العاص کو سمجھا دینا کہ متفکر نہون ہم عیسائی بہیس بہر کے تمہاری مدد کو آپہونچے ہین۔ جب تم قبطیون کی لشکر مین تکبیر کے نعرے سنو تو ہمارے ساتھہ آ کے ملجانا۔ مین سیف اللہ کا یہہ حکم سُنکے ایک چٹان کے پیچھے جا چھپا اور وہ آگے چلے گئے۔ خالد بن الولید۔ حضرت مقداد۔ عمار بن یاسر اور حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ اعنہم نے اپنا اپنا لباس بدل لیا تہا یہانتک کہ سارا لشکر عرب متنصرہ کے بہیس مین تہا۔ جو خلعتین ارسطولیس نے متنصرہ کے لئے بہیجین تہین وہ جناب رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف نے زیب تن فرمائی تہین۔ صلیبون کو سب نے اپنے سرون پر بلند کر لیا تہا۔ نشان متنصرہ کا کہلا ہوا تہا۔ سونے چاندی کی صلیبین دور دور تک جہلک مارتی تہین۔ غرض مسلمانون کا لشکر اچہا خاصا عیسائیون کا مجمع معلوم ہو رہا تہا۔ اتنے مین قبطیون کا لشکر اور اونکا سپہ سالار ارسلاؤس اور حُجّاب ارسطولیس سامنے نمودار ہوے۔ رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف نے تمام لشکر سے کہدیا کہ خبردار و ہوشیار۔ کوئی تم مین سے آن حضرت صلعم کا نام بہولے سے بہی اپنی زبان پر نہ لاے۔ اگر قسم کی ضرورت پڑے تو مسیح اور مریم کی قسم کہانا تاکہ ان لوگون کو تمہاری نسبت ذرا بہی شبہ نہو۔ اسمین تمہارے ذمہ کوئی گناہ نہین تم اللہ پر بہروسا کر لو اور دیکہو کہ وہ کیا کرتا ہے۔

اللہ اکبر۔ اون نیک اور پاک لوگون نے صرف اسلام کی خاطر کیا کیا جتن

کئے تھے اور کیسی کیسی مصیبتین جھیلی تھین جنکے صدقہ مین آجتک اسلام کا نام دنیا مین باقی ہے - اور ایک ہم چودھوین صدی کے نالایق ہین کہ اسلام کے نام سے مانگ تو کھا لینگے مگر خدمت کے وقت جان نکلتی ہے - لعنت ہے ایسی زندگی پر - اون خون اور پسینہ ایک کر دینے والونکی روحین ہم نالائقون کے اوپر کیسے دانت پیستی ہونگی -

ایک ہم ہین کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ	ایک وہ تھے جنہین تصویر بنا آتی تھی

ارسلاؤس وغیرہ کو دیکھتے ہی رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف نے اپنے ساتھیونسے کہا کہ پیدل ہوجاؤ اور انکے آگے جھکو اسکا اجر نیک تمھین عاقبت مین ملیگا ہرگز اسے گناہ نہ سمجھنا - یہہ حکم سُنکے سب پیدل ہوگئے اور ارسلاؤس وحُجّاب کے سامنے کمال تعظیم سے جھک پڑے اور لاکھون دعائین دین - حُجاب بولے بس تعظیم ہوچکی اب اپنے اپنے گھوڑونپر سوار ہوجاؤ - ہمین تمھاری بزرگداشت کا حکم ہے - سب لوگ سوار ہوگئے - سراپردہ پر جاکے حجاب نے کہا کہ اب اترپڑو سب نے پیادہ ہوکے اجازت کا انتظار کیا - بادشاہ نے اجازت دی کہ کل لشکر کی تو دربار مین سمائی نہین البتہ سردار سب سامنے آئین - اسلیئے رفاعہ بن قیس اور بشار بن عوف اندر گئے - بادشاہ کے سامنے ہوتے ہی دونون صاحب تعظیماً جھک پڑے - بادشاہ نے کہا - اے گروہ عرب - ہم تمھارے ممنون ہوے اب تم اپنا گھر سمجھکے یہان رہو جو ہمارا حال ہوگا وہ تمھارا جناب رفاعہ بن قیس نے جواب دیا کہ اے بادشاہ - ہم تجھے خوش کرینگے اور تیرے دشمن کے مقابلہ مین اپنی کوشش کو صرف کر دینگے - بادشاہ نے نہایت ہی

نفیس دو خلعتین حضرت رفاعہ وبشار کو دین۔

جب یہہ لشکر وادی القریٰ اور طائف اور وادی نخلہ کا ارسطولیس کے پاس جارہا تھا تو عمرو بن العاص کے آدمیون نے اُنہین دیکھا معاذ بن جبل نے عمرو بن العاص سے بیان کیا کہ خدا کی قسم۔ یہہ لوگ عیسائی نہین بلکہ مسلمان ہین کیونکہ مین نے ادن مین وادی نخلہ اور طائف اور وادی القریٰ کے آدمی دیکھے ہین حضرت شرحبیل بن حسنہ آئے اور کہنے لگے کہ مین اس سے بہی زیادہ تعجب کی بات تمہین سناتا ہون کہ مین نے ان لوگون مین سیف اللہ کو دیکھا ہے۔ جناب یزید بن ابی سفیان نے آکے کہا کہ مجھے مالک اشتر نخعی نظر پڑے تھے۔ تینون صاحبون سنکے عمرو بن العاص بولے۔ جو خدا کو منظور ہوگا ظہور مین آئیگا۔

جب رات کی اندہیری چھاگئی تو نعیم بن مرّہ آموجود ہوے۔ اوس رات کو سعید بن زید بن نفیل لشکر اسلام کی نگہبانی کے لئے مقرر تھے جب اونہون نے نعیم کو دیکھا تو پوچھا۔ کون۔ جواب ملا نعیم بن مرّہ خالد بن الولید نے عمرو بن العاص کے پاس بہیجا ہے۔ ادہر اودہر سے اور بہی مسلمان آگئے اور اونہین ہاتہون ہاتہ عمرو بن العاص کے پاس لے پہونچے حضرت عمرو بن العاص نے دیکہکے پہچان لیا اور فرمایا۔ مرحبا اے نعیم کیسے آنا ہوا۔ وہ بیٹہہ گئے اور عرض کی۔ اے عم مکرم۔ خالد بن الولید لشکر اسلام کے ساتہہ آپکی مدد کو آپہونچے اور ارسطولیس کے محل مین موجود ہین۔ وہ خوش ہوکر خدا کا شکر بجالاے۔ اوسی وقت حضرت معاذ بن جبل اور شرحبیل بن حسنہ کو بلایا اور کہا کہ نعیم بن مرہ ایسی خبر لایا ہے آپ بہی اوسکی زبانی سُن لین۔ حضرت نعیم نے اونکو بہی یہہ خوشخبری سنادی

نعیم نے کہا آپ لشکر تیار کرین - سرداران اسلام کے ساتھہ سوار ہوجائین اور حضرت سیف اللہ کے ساتھہ والون کی تکبیر کو سنتے رہین - اوسی وقت آپ سب صاحب بھی تہلیل اور تکبیر کے نعرون کے ساتھہ قبطیون پر حملہ کردین ۔

رات کو ارسطولیس نے اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا کہ ان عربون نے ہمین بڑا تنگ کر رکھا ہے ان سے ہمارا دم ناک مین ہے - خواہ مخواہ ہمین گھیرے پڑے ہین - میری دارالسلطنت مین غلہ کا نرخ روز بروز گران ہوتا چلا جاتا ہے غریب رعیت نالان ہے - گرد و نواح کے دیہاتون پر قابض ہوگئے ہین - غلہ ہمارے ہان آنے نہین دیتے اور خود پڑے پڑے مزے سے کھاتے ہین اور چین کرتے ہین - اسی جانب سے اونکے پرے کے پرے اور گروہ کے گروہ ریف اور صعید کی طرف جایا کرتے ہین اور ہم اونکا کچھہ بھی نہین کرسکتے - اہل نوبہ و بجاۃ نے بھی ہمین مدد نہین دی -

بر گبر و مسلمان از غم دل زار نالیدم	نہ از بیگانہ دلجوئی نہ رحم از آشنا دیدم

اب تنگ ہوکے میری رائے یہ ہے کہ ہمین اون پر حملہ آور ہون - پھر مسیح کے اختیار مین ہے جسے چاہین غالب کرین - سرداروں نے جواب دیا کہ ہم بہر طور حضور کے مطیع و فرمانبردار ہین جو ارشاد ہو بجا لائین ارسطولیس نے حکم دیا کہ اسی وقت جاکے لشکر کو تیاری کا حکم سنا دو - آفتاب نکلنے سے پہلے ہماری فوج پہاڑ پر پہونچ جاے - تاکہ غفلت مین عربون کو ہم آڑے ہاتھہ جالین - افسر یہ حکم سنکے چلے گئے مگر وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے - فدائیان قوم کی تائید غیب سے ہوتی ہے - وہ مقدس لوگ فنافی الاسلام

ہو چکے تھے اونکی خاطر بھی خدا ویسی ہی کرتا تھا۔ نیت کا تو پھل ملا ہی کرتا ہی دیکھئے تو ہم خود غرضون اور تن پروروں کے لئے ہین۔

اے بخت بے حمیت چون کاسۂ گدایان | | ما را مبر بہر در جام جہان نمائیم

خدا کی کارخانے دیکھئے کہ مقوقس کا ایک بھائی ارجانوس تھا۔ ارجانوس اور مقوقس بھائی بھائی تو کیا عاشق معشوق تھے۔ دونون ساتھ اوٹھتے۔ ساتھ بیٹھتے۔ ساتھ رہتے۔ ساتھ سوا رہوتے۔ ساتھ کھاتے۔ ساتھ پیتے غرضکہ دونون ایک جان دو قالب تھے۔ ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ آتا تھا۔ جب رمضان گذر گیا اور مقوقس اپنے خلوتخانہ سے نہ نکلا تو ارجانوس بے چین ہو کر اوس مکان مین گھسا چلا گیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ مکان خالی پڑا ہے اور کسی آدمی کا نام ونشان نہین۔ اوسکا ماتھا ٹھنکا۔ مضطرب ہو کر مکان کا ہر کونا کھترا ڈھونڈھ ڈالا مگر مقوقس تو کیا خدمتگارونمین سے بھی کسیکا پتا نہ پایا۔ سر پیٹ لیا اور کلیجہ پکڑے بھتیجے کے پاس آیا۔ دیکھا کہ ارسطولیس تخت پر بیٹھا بادشاہی کر رہا ہے۔ اوسے نہایت ناگوار گذرا۔ پوچھا کہ میرا بھائی کہان ہے اور خلوتخانہ سے برآمد ہونے مین اتنی دیر لگانیکا کیا باعث ہے۔ ارسطولیس نے جواب دیا کہ باپ نے عربون کے مقابلہ مین اپنے طالع کو ضعیف دیکھا تھا اسلئے مجھے حکم ہوا کہ بجاے اونکے مین تخت نشین ہون اور عربون سے جی کھولکر لڑون یا صلح کرلون۔ ارجانوس سنتے ہی سمجھ گیا کہ اس مردود نے اپنے باپ کو مار ڈالا مگر منہ سے کچھ نہ بولا اور دل مین اس بات کو مخفی رکھا۔ ارجانوس بھی مثل اپنے

بھائی کے آنحضرت صلعم کی نبوت کا قائل تھا اور خوب سمجھ گیا تھا کہ مذہب اونکا روے
زمین پر اچھی طرح سرسبز و شاداب ہوگا اور اونکے صحابہ کے زمانہ مین سب
بادشاہون کے چراغ گل ہوجائین گے - چونکہ اوسے معلوم ہی تھا کہ
ارسطولیس نے لڑائی کو کل پر رکھا ہے اسلئے وہ سیدہا قصر شمع مین
چلا گیا اور اکابر سلطنت کو جو اوسوقت وہان موجود تھے جمع کیا اور
بولا ای لوگو خدا کو دیکھا نہین ہے مگر عقل سے تو پہچانا ہے اور یہی عقل
انسان کو اور حیوانون سے بزرگ و برتر بنائے ہوے ہے - اگر غور
کرکے دیکھو تو سمجھ جاؤگے کہ میرے پیاری بھائی کو اس ملعون ارسطولیس
نے مار ڈالا ہے - میرا بھائی تم سب پر مہربان تھا اور اوسکے بڑے
بڑے حق تمپر ہین - تمھین بخوبی معلوم ہے کہ جب ہرقل ان عربون سے
مقابلہ نہ کرسکا تو تمھاری کیا ہستی ہے جو انکے منہ چڑھتے ہو - سمجھی رہنا
کہ اگر عرب تمپر غالب آگئے تو تمھارا بیج تک دنیا مین نہ چھوڑینگے - تمھارا
مال و دولت لوٹ لین گے - تمھارے جورو بچون کو لونڈی غلام
بنالینگے - تمھارے گھرون اور ملکون پر قابض ہوجائین گے - جیسا کہ اُنھون
نے اور قومون کے ساتھ کیا ہے - سب نے پوچھا پھر تیری کیا راے
ہے - اوسنے جوابدیا کہ تم اپنی جانون کی حفاظت کرلو اسطرح سے کہ
اپنے قصر کے دروازے بند کرلو اور ارسطولیس یا اوسکے کسی آدمی کو
ہرگز ہرگز اندر نہ آنید دیونکہ وہ اب یہان آئیگا تو عربون سے منہ کی
کھاکے آئیگا - آگے آگے وہ بھاگے آتا ہوگا اور پیچھے اوسکے عرب جوتا

لئے پڑے ہونگے - وہان اتنی مہلت ہی نہ ہوگی کہ وہ تم سے لڑے
اور زبردستی دروازہ کھلوائے - جب تم اوسے نہ گھسنے دوگے تو سیدہا
اسکندریہ جاکے دم لیگا پھر مین تمہاری طرف سے عربونسے صلح کرلونگا - یون
ہماری تمہاری عزت رہجائیگی - اوسوقت جو اونکا دین اختیار کرکے
مسلمان ہوجائیگا اوسے بہی کوئی روک نہ سکیگا اون لوگونکی سمجھ مین
یہ باتین آگئین - دروازہ قصر شمع کا بند کرلیا گیا - ارجانوس نے اوسکی خزانہ
وغیرہ پر قبضہ کرلیا - ارسطولیس کو اسکی خبر تک نہوئی اور گہرہی سی مسلمانونکی
عملداری پیدا ہونا شروع ہوگئی - خوش نیت لوگون کو خدا یون چھپر پہاڑ کے
دیتا ہے - اور پیٹ کے بندون اور آپا دہاپی والون کے لئے ہر وقت
دہکے ہین - ارسطولیس کے بعض غلامون نے دوڑکے اوسے بہی یہ خبر
سنادی - مرے پر دو لاتین - اور بہی دل بیٹہ گیا اور سمجھ گیا کہ اب سلطنت
اور اقبال نے مجھے جواب دیا - افسوس - جس دنیا کے لالچ سے مین نے
باپ کا خون اپنے سر پر لیا وہ میرے پاس سے یون بہاگی جاتی ہے -
اب اوسنے رات ہی مین ارادہ کیا کہ ارجانوس کو پہلے نیچا دکہائے -
اور قصر شمع کو جاگہیرے مگر ہوذی کو دو ٹوکر - باپ کے خون نے جو
زور مارا تو پیچہے سے مسلمانون کے تہلیل وتکبیر کے نعرون نے پتے
پانی کردئے - کلیجہ پکڑکے بیٹہ گیا - سیف اللہ القہار نے شہر کے اندر
دہادہ مچادی تکبیر کی آواز جناب عمرو بن العاص کے گوش مبارک مین جو
پہونچی تو نعرے لاالہ الااللہ کے مارتے ہوے معہ لشکر کے دہرہ دوڑے

اور قبطیون پر حملہ کر دیا۔ جب ارسطولیس کو یہ خبر ہوئی کہ وہ عرب جو آج دن کو عیسائی بنکے آئے تھے واقع مین مسلمان تھے تو زمین پیرون کی تلے سے نکل گئی۔ تاب مقابلہ نہ دیکھکے اپنے حجاب بطارقہ۔ امرا اور غلامونکو ساتھہ لیکر خزانہ اور مال اسباب باندہا اور رات ہی کو بھاگ جانیکا ارادہ کیا۔ پہلے ہی پل پر پہونچے تھے کہ مربوط کی طرف جھکے تین ہزار سوار اپنے دہن چھوڑے اور اسکندریہ کا قصد کیا۔

خون ناحق کہین چھپاہی چھپا نیسے آمیر	کیون میری لاش پہ بیٹھی ہین وہ دامن دار

ناگاہ ایک آواز بلند ہوئی کہ ارسطولیس بھاگا پھر تو اوسکے لشکر مین سے کسیکے پیر نہ جمے سب پیٹھہ پھیر گئے اور اسلام کے بول بالے ہوئے۔ اوس رات مین پانچ ہزار قبطی مارے گئے اور اون کے خیمے اور مال و اسباب مسلمانون کے ہاتھہ آئے۔ صبح کو حضرت خالد۔ عمار۔ مقداد اور مالک عمرو بن العاص کے پاس آئے اور بڑے تپاک سے سلام ہوئے۔

اب لشکر مجرالحصا سے اوٹھکے مصر مین آگیا اور شہر کے دروازونپر انتظام کر لیا۔ جناب خالد و عمار و مقداد و مالک اشتر سوار ہوکے قصر شمع پر پہونچے تو مقوقس کا بھائی ارجانوس بن راعیل حاضر ہوا اور اونسے عربی زبان مین التماس کی کہ اے جوانان عرب۔ اللہ غالب و بزرگ نے تمہاری مدد کی اور تم اس ملک کے بادشاہ ہوگئے۔ مین تمہارا خیر خواہ ہون اور پہلے ہی سے تمہارے لئے اتنا کر چکا ہون۔ اگر مین اپنے بھتیجے کے حق مین کانٹے نہ بو دیتا تو اتنی جلدی وہ تمہارے آگے سے نہ بھاگتا۔

اب مین تم سے صلح کرتا ہون اور قصر شمع تمہارے سپرد کئے دیتا ہون اس شرط پر کہ تم میرے ساتھہ کوئی بدسلوکی نہ کرنا اور ہم لوگون کی مال ومتاع سے ہاتھہ نہ لگانا۔ میرے پاس جتنے لوگ ہین اگر اون مین سے کوئی مسلمان ہونا چاہیگا تو کوئی اوسے مانع نہوگا۔ جو اپنے دین پر قایم رہیگا تم اوسے ستا نہین سکتے۔ صرف جزیہ لے سکتے ہو۔ معاذ بن جبل نے اُسی جوابدیا کہ ہم لوگ جو وعدہ کر لیتے ہین اوس سے کبھی نہین پھرتے۔ ہماری سچی نیت اور اچھے کامون اور حق پرستی ہی کے سبب سے خدا ہمین کامیاب کرتا ہے۔ اب تمہارے واسطے امان ہے۔ اگر مسلمان ہو جاؤ تو نور علیٰ نور ورنہ ہم جزیہ ہی پر اکتفا کر لین گے۔

ارجانوس اور مشائخ مصر نے جناب معاذ بن جبل سے یہ کلام سُن کے مسلمانون کا شکریہ ادا کیا اور بہت خوش ہوے۔ اوس نے خود قصر شمع کا دروازہ کھولدیا اور کنجیان اوسکی جناب خالد کے نذر کین۔ ہمارے سیف اللہ ارجانوس اور اوسکے ساتھیون کو لئے ہوے عمرو بن العاص کے پاس آئے۔ اون سے سب حال صلح کا اور اون کی شرطون کا بیان کیا۔ جناب عمرو بن العاص ارجانوس اور اوسکے ساتھہ والون کی طرف مخاطب ہوکے بولے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمین تمپر غالب کر دیا۔ ہمنے بزور شمشیر تمہارے ملک کو فتح کیا ہے۔ اس جگہہ ارجانوس نے پوچھا۔ ہمنے سنا ہے کہ خدا نے تمہین مہربانی اور رحم کا حکم دیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ تم لوگ اوسے معاف کر دیتے ہو جو تمہارے

ساتھہ بُرائی کرتا ہے اور برائی کی بدلہ تم نیکی کرتے ہو۔ تمھین اس حالت مین
ہمارے ساتھہ نرمی برتنا چاہیئے ہم تمھاری رعیت اور محکوم ہین۔ جناب
عمرو بن العاص نے صحابہ سے پوچھا کہ ان لوگون کے ساتھہ کیا کیا جاے
حضرت شرجیل بن حسنہ بولے کہ اے سردار تم انکے ساتھہ عدل کرو
جسکا خدا نے تمھین حکم دیا ہے۔ انکے ساتھہ نیکی کی جاے اور انکے دل
خوش رکھے جائین۔ ایسا کرنے اور ہر قوم کے ساتھہ انصاف و نرمی سے
پیش آنے سے اور ملک بھی تمھارے ہاتھہ آئین گے۔ یہ سن سنکر اور لوگ
بھی بغیر لڑے بھڑے اپنے اپنے ملک تمھارے سپرد کر دینگے۔ پھر معاذ
بن جبل اور دیگر صحابہ نے فرمایا کہ اے سردار۔ شرجیل نہایت معقول صلاح
دیتے ہین بیشک۔ اونھین کی راے پر عمل کیا جاے۔ حضرت عمرو بن العاص
نے فرمایا۔ اے مصریو۔ بے شک ہمنے تمکو امان دی اور اس سال کا
جزیہ بھی تمھین معاف کیا۔ سال آئندہ سے تم جزیہ دینا۔ چار دینار ہر شخص
بالغ کو دینا پڑینگے۔ جو شخص مسلمان ہو جائیگا وہ ہمارا بھائی ہی جو ہمارا حال
ہے وہی اوسکا ہوگا۔ ارجانوس بول اوٹھا کہ واقع مین عدالت اور انصفت
تمھین لوگون کے حصّہ مین ہین اور کوئی قوم دنیا کی انکے معنے ہی نہین جانتی
خدا کی قسم اسی وجہ سے تم لوگ غالب ہوتے چلے جاتے ہو۔ اب میرے
دل مین تمھارے دین کی صداقت اچھی طرح سما گئی اور مین تہ دل سے گواہی
دیتا ہون اس امر کی "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ"
جو کچھہ میرا بہتیجہ قصر شمع مین چھوڑ گیا ہے چاہے خزانہ ہو یا مال وہ سب مین

آپ لوگون کی نذر کرتا ہون - یہ عوض ہے اوس شفقت و عاطفت کا جو آپ نے میرے اور میرے ہموطنونکی حال زار پر مبذول فرمائی ہے - ارجانوس کی دیکھا دیکھی اور بہت سے اہل مصر بھی اوسی وقت مسلمان ہو گئے -

از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان	یک مرغ دل کجا کہ نگشتہ شکار حسن

اس موقع پر ہم اپنے انگریزی خوان ناظرین کو مطلع کرتے ہین کہ سلطنت اسلام ہمیشہ دنیا کے لئے خدا کی رحمت رہی ہے اور فی زمانہ بھی جہان مسلمانی سلطنت ہے یہی حال ہے - رعیت وہان کی اور سب عملدار یونکی رعیت سے خوش حال اور سرسبز و شاداب ہے - اوپر کے حال سے یہ امر آپ کو بخوبی ثابت ہو گیا ہو گا - لہذا آپ لوگ جب انگریزی تاریخون مین یہ پڑہا کرین " اسلام جب تک اسلام رہیگا بیرحمی اور ظلم اوسکی طبیعت سے نہین جائیگی " تو سمجھہ لیا کرین کہ بالکل اون مؤرخون کی ہٹ دہرمی اور تعصب ہے باقی کچھہ نہین - اونکی سلطنت کو جب آپ غور سے دیکھین گی تو سر سہلائین اور بھیجا کہائین کا مصداق پائین گے - اس سے زیادہ عقلمند لوگ بہت کچھہ جانتے ہین - ہم کیون بکین -

ہر گل نوز گلرخی یاد همید هد و لے	گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

اسکے بعد حضرت عمرو بن العاص اوٹھے ہوے اونکے کینسہ کیطرف چلے گئے اور اوسے جامع مسجد بنا لیا جو آج تک جامع عمرو بن العاص کے نام سے مشہور ہے - پھر قبطیون کا مال و اسباب اور خیمے جو غنیمت مین ہاتھہ آئے تھے جمع کئے گئے - خمس تو مدینہ روانہ ہوئی اور باقی مال

غازیان اسلام مین تقسیم کردیا گیا- ایک عرضی بھی خلیفۂ برحق فاروق اعظمؓ کی خدمت مین لکھی گئی جسمین فتح مصر کا حال تھا- یہ نامہ اور خمس علم بن ساریہ کی ہاتھہ بھیجے گئے جنکے ساتھہ سو سوار بھی تھے- جناب عمرو بن العاص کے خط کو فاروق اعظم نے کھول کے پڑھا اور سجدۂ شکر ادا کیا پھر باواز بلند وہ خط سب مسلمانون کو سنا دیا- وہ سب ایسے خوش ہوے کہ تہلیل وتکبیر کے نعرے اور درود کا غل وشور آسمان تک پہونچا دیا- خمس بیت المال مین داخل ہوئی

علم بن ساریہ نے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین عمرو بن العاص کا سلام عرض کرکے بیان کیا- حضور اُنھون نے زبانی پیام یہ دیا ہے کہ جس سال دریاے نیل مین پانی نہین آتا اور خشک سالی ہوجاتی ہے تو کفار ایک کنواری لڑکی کو عمدہ پوشاک اور زیب وزینت سے آراستہ کرکے دریاے نیل مین ڈالدیتے ہین تو پانی آجاتا ہے- فاروق اعظم یہ سنکے چین بجبین ہوے اور فوراً قلم دوات اوٹھاکے عمرو بن العاص کے نام لکھا- یہ خط عبد اللہ امیر المومنین عمر ابن الخطاب کا عمرو بن العاص کے نام ہے- تمپر سلامتی ہو- مین تحقیق اوس خدا کی تعریف کرتا ہون جسکے سوا کوئی معبود لایق پرستش نہین- اور درود بھیجتا ہون اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب میری یہ تحریر تمہارے پاس پہونچے تو دشمنان خدا کو جہان ہون تلاش کرو- اونکے ساتھہ نرمی کرنے سے ڈرتے رہو- حالات رعیت کے نگران رہو- جہان تک ہوسکے اونکے حق مین عدل کرنا اور لوگون کے گناہ معاف کرکے خداوند کریم سے اپنے گناہون کی بخشش طلب کرو- مسلمانونکو

ہدایت کرتے رہنا کہ اپنی اصل سے تجاوز نہ کرو۔ دفترون سے اونکی وجہ معاش مقرر کردو۔ رفاہ عام اور آسائش کی رسمون کی حفاظت کرتے رہنا رعیت کے ساتھہ کوئی مسلمان برائی نہ کرنے پاے کیونکہ وقت گذر جاتا ہے اور بدنامی ہمیشہ کو رہجاتی ہے۔ سمجھہ لو کہ رعیت کے ستانے مین بڑی لمبی چوڑی اور طول طویل رسوائی ہوگی۔ جس سے مجھے اور تمھین دونونکو خدا بچاے تمپر سلامتی ہو"

سبحان اللہ یہ ہدایت نامہ کیسا پیارا ہے۔ جس سے بادشاہونکی آنکھون کو نور حاصل ہوتا ہے۔

بخلق و لطف توان کرد نصیحت اہل نظر	بہ بند دام نگیرند مرغ دانا را

اس کے ساتھہ ہی ایک حکم دریاے نیل کے نام جاری کیا جسکا مضمون یہ تھا "یہ خط ہے عبداللہ عمر بن الخطاب کا بنام دریاے مصر۔ بعد حمد و صلوۃ کے معلوم ہو کہ تو ایسا مخلوق ہے جو نہ کسی کو ضرر پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔ یہہ دونون باتین صرف خداے بزرگ و برتر ہی کے ہاتھہ مین ہین۔ اس لئے مین تجھے لکھتا ہون کہ اگر تیری روانی تیرے اختیار مین ہے اور تو اپنی قدرت اور طاقت سے بہتا ہے تو بند ہو جا ہمین تیری کچھہ پروا نہین۔ اور اگر ہمارا اللہ غالب و مہربان تجھے روان کرتا ہے تو جاری ہو جا" یہ دونون خط ملفوف کرکے علم بن سارید کو دیئے اور فرمایا کہ ہمارا سلام کہکے عمرو بن العاص کو دینا اور کہنا۔ نیل کے نام کا خط نیل مین ڈلوا دیا جاے۔ وہ انہین لیکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوے اور اپنے ساتھہ کے سو سوارون کے ساتھہ

چل نکلے۔ شب و روز راہ طے کرنے کے بعد مصر مین داخل ہوکے دونون خط عمرو بن العاص کو دیئے۔ اونہین پڑھکے جناب ممدوح نیل کے نام کا خط لیکر اوٹھے اور دریا کے کنارہ پہونچے۔

واضح رہے کہ مصر کی پیداوار کا دارومدار دریاے نیل پر ہے۔ اس سال وہ بالکل خشک ہوگیا تھا اور پانی اوسمین وقت معینہ پر بھی نہین آیا۔ لوگ کھیتی باڑی سے ہاتھہ دھو بیٹھے تھے اور گرانی روز بروز ہوتی چلی جاتی تھی۔ اسی حالت مین عمرو بن العاص نے فاروق اعظم کا نامہ فیض شمامہ نیل مین جاکے ڈالدیا۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم صبح نہین ہونے پائی تھی کہ پہاڑ کے پہاڑ پانی کے نیل مین آنا شروع ہوے اور جبل جبل بھر کے تمام مصر سیراب ہوگیا۔

جب حضرت عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کر لیا اور بڑے کنیسہ مین آے تو اوسمین ایک حجرہ مقفل پایا۔ کھول کے جو دیکھتے ہین تو دو مورتین تھین بعینہ ویسی ہی جیسی کہ کعبہ مین دھری تھین اور جنہین آنحضرت صلعم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اونکے باپ آذر کی تصویر بتایا تھا۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی مورت چاندی کی اور آذر اونکے سامنے بت ہاتھہ مین لئے کھڑا تھا۔ عمرو بن العاص اون مورتون کو دیکھکر ہنسے اور وہ آیت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے "حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی نہ مشرک بلکہ حق کی طرف مائل اور مسلمان تھے"

معاذ بن جبل نے فرمایا کہ مین نے یمن سے آکر جناب ابا ہریرہ رضی اللہ عنہ

کو یہ کہتے ہوے سنا تھا "قیامت کے دن آذر کا چہرہ غبار آلود ہوگا اور وہ حضرت ابراہیم کی خدمت مین آئیگا۔ فرمائین گے جناب خلیل۔ مین نے تجھ سے بہت کہا کہ نافرمانی نہ کر مگر تو نہ مانا جسکا نتیجہ آج دیکھتا ہے کہ کیا ہوا۔ آذر کہیگا کہ اب جو کہوگے کرونگا۔ ہرگز نافرمانی نہوگی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے۔ اے پروردگار تو نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ ہم بچتے ہرگز خوار و پشیمان نکرینگے اوس دن جبکہ قیامت ہوگی پس اس سے زیادہ ذلت اور خواری میری کیا ہوسکتی ہے۔ خدائے غالب اور بزرگ کا ارشاد ہوگا کہ مین نے بہشت کو کافرون پر حرام کردیا ہے تم ذرا نیچے تو دیکھو۔ حضرت ابراہیم نیچے دیکھین گے تو ہوائے تند کا جھونکا اوٹھیگا اور تپیٹ مار کے آذر کو آتش جہنم مین ڈالدے گا"

حضرت عمرو بن العاص نے اوسی وقت اون دونون مورتون کو توڑ واڈالا۔ مسلمانون کو غرب کی طرف آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ جناب خالد بن الولید۔ رفاعہ بن قیس۔ مقداد بن اسود الکندی۔ عمار بن یاسر۔ مالک اشتر نخعی اور عبداللہ یوقنا لشکر کے آگے ہوے اور مربوط کی فتح کا ارادہ کیا۔

فتح مربوط اور یوقنا کا قید ہونا پھر رہائی

جناب سیف اللہ نے آگے جاکے عبداللہ یوقنا کو بیس سوارون کے ساتھ مرد بان ساقی حاکم مربوط کے پاس بطور ایلچی کے بھیجا۔ جناب یوقنا وہان پہونچے

شہر والون نے حاکم کو اطلاع دی کہ مسلمانون کا ایلچی آیا ہے۔ حاکم کے غلام اونکا حال پوچھنے آئے۔ جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اپنے حاکم سے جاکے کہدیا۔ حکم ہوا کہ اونہین ہمارے پاس لاؤ۔ یوقنا اور اونکے ساتھی حاکم کے سامنے آئے۔ پوچھا گیا کہ تم لوگ یہان کیون آئے ہو۔ جناب یوقنا بولے کہ اگر اپنی اور اپنی رعیت کی جان و مال کی حفاظت منظور ہے تو شہر ہمارے سپرد کردو ہم تمہین امان دینگے ورنہ ہم سے لڑنے کے لئے تیار ہوجاؤ پھر جو خدا کرے گا ہوگا۔ مرد بان ہنسا اور بولا کہ قسم ہے اپنے دین کی تمہاری عادت وعدہ خلافی۔ بیوفائی اور مکر کی ہے جسنے تمہاری پناہ لی یا تمہارے دین مین داخل ہوا وہ کبھی فلاح کو نہین پہونچا۔ مین اون لوگون مین نہین ہون جنہون نے بادشاہ کو بدنام کیا اور اپنا ملک تمہین سپرد کردیا۔ مین بادشاہ کو خط لکھتا ہون جواب آنے کے بعد تمہین اطلاع دیجائیگی اور لڑائی مین تمکو حقیقت معلوم ہوجائیگی کہ کون زبردست ہے۔ اپنے ان سبکو قید کرلو یہ لوگ کاذبین اور عیسیٰ و مریم سے پھر کر یہودکے نئے عہدونکے ساتھی ہوگئے ہین۔ قسم ہے مین انکو ارسطولیس کے پاس بھیجدونگا۔ وہان انکے سر اڑادیے رہائین گے۔ ان سے ہتیار لے لو اور زنجیرون سے جکڑ کے جیلخانہ مین ڈالدو۔ غرضکہ وہ سب قید ہوگئے۔ ارادہ یہ ہوا کہ غفلت کے وقت اسکندریہ بھیجے جائین۔ ایک نہایت تاریک مکان مین قید کرکے کنجی اور حفاظت اوسکی اپنی ایک لونڈی کے سپرد کی جسکا نام دنیا تھا۔ وہی اونہین کھانا پہونچایا کرتی تھی۔

رات کو مردبان نے کھانا کھاکے خوب شراب پی اور بیہوش ہوگیا۔
مدام بھی اسی حالت مین محوتھے۔ دنیا نے قید خانہ کا دروازہ کھولدیا
وقنا سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری محبت میرے دل مین ڈالدی
تم ہرگز خوف نہ کرو مین ماریہ قبطیہ کی بہن ہون جنہین مقوقس نے تمہارے
لی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین ہدیتاً بھیجا تھا۔ مین چاہتی ہون کہ اس
ت کے صلہ مین تمھے مدینہ پہونچادینا۔ شاید اپنی بہن کو جاکے دیکھ
۔ مین تمہین قید سے چھوڑتی ہون اور لو یہ تمہارے ہتیار ہین۔ یوقنا
وسکا شکریہ ادا کیا لیکن کہا۔ مین تیری طرف سے ڈرتا ہون کہ کہین
نا تجھسے بُری طرح نہ پیش آے۔ دنیا بولی کہ وہ دشمن خدا اور اوسکے
شراب کے نشہ مین بے ہوش پڑے ہین۔ یوقنا نے کہا کہ شہر سے
نکلین۔ یہانتک تو بند ہوگا۔ اوسنے جواب دیا کہ مین تمہین وہ راہ
ے دیتی ہون جو زمین کے اندر اندر بطور سرنگ کے شہر سے باہر
تان مین جانکلی ہے اوسکے سرے پر ایک برج آٹھ ستونون کا ہے۔
روازہ اس سرنگ کا اسی برج مین قبر کی شکل کا بنا ہے۔ یوقنا بولی
ے دل مین آے سو کرہم تیرے ممنون ومشکور ہین۔ دنیا مردبان کے
آئی۔ دیکھا کہ سب بے خبر ہین۔ وہ اوس سرنگ کے دروازہ کو کھولنے
لی تو سنا کہ اوسکے پیچھے آہٹ ہو رہی ہے۔

دس بن ماجد سے روایت ہے کہ مین خالد بن الولید کے ساتھ اس
پر تھا جب مردبان نے یوقنا اور اوسکے ساتھیون کو قید کرلیا اور

یہ لوگ پہر کے ہمارے لشکر مین نہ پہونچے - جب تمام دن گذر کی رات ہوئی
تو حضرت سیف اللہ کو تشویش ہوئی اور سمجھے کہ خیر نہین ہے - چونکہ نہایت
ہی صاحب ہمت اور عالی حوصلہ تھے - رات بہر مسلمانون کی حفاظت مین
سوتے نہین تھے - جو جو مقام اونہون نے فتح کئے تھے اونکے جاسوس
ہر وقت اونکے ساتھہ رہتے تھے اور برابر چارون طرف کی خبرین اونہین
پہونچتی تھین - جاسوسون کا جزیہ آپ نے معاف کر دیا تھا اور اونہین
بہت کچھہ بطور انعام واکرام کے عطا فرمایا کرتے تھے غرضکہ خاصی ڈاک
آپنے جاری کر رکھی تھی خدا جانے کیا ترکیب تھی کہ تار برقی سے زیادہ
جلدی خبر آپ کو ملتی تھی - اوس رات کو حضرت خالد یوقنّا کے لئے کمال
بیقرار اور بے چین تھے - کھانا پانی سب برا معلوم ہوتا تھا - مین نے کسی
مصیبت مین اونہین ایسا مضطرب نہین دیکھا - اونکی تشویش دیکھکے مجھے
بھی افسوس ہوا - اتنے مین جاسوس آے اور اونہون نے کہا - حضرت مبارک
مردبان کا بیٹا ارسطولیس کی طرف سے خلعت اور تحائف مردبان کے
پاس لایا تھا اوسنے سنا کہ مسلمان بھی قریب پڑے ہین ڈر کے مارے
معہ دو نوکرون کے پوشیدہ پوشیدہ شہر کی طرف جاتا ہے ہم نہین کہہ
سکتے کہ کدہر سے جائیگا مگر اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اندر داخل ہونیکا
کوئی مخفی راستہ بھی ہے جسے چند خاص خاص ہی لوگ جانتے بھی ہین
ورنہ اتنی رات گئے وہ بیدہڑک نہ چلدیتا خصوصًا اس حالت مین جبکہ
اوسنے سُن لیا تھا کہ مسلمان قریب موجود ہین - سیف اللہ سنتے ہی اوٹھہ کھڑے

ہوے اور اپنے غلام ہمام اور بنی مخزوم کے چار آدمی اور چار اور مسلمانونکو ساتھ لیا اور قبرستان کے پاس پہونچے۔ دیکھتے کیا ہین کہ مردبان کا بیٹا بھی چلا آتا ہے وہ برج مذکور کے پاس پہونچکے اندر گھسا۔ اوسی وقت جناب سیف اللہ نے حکم دیا کہ اس برج کو گھیر لو۔ ادہر اندر والون نے زمین کھودنا شروع کی۔ مسلمان اون پر ٹوٹ پڑے مردبان کا بیٹا اور اوسکے ساتھ والے خوف سے کانپنے لگے خالد نے اونہین تسلی دیکر فرمایا کہ تم لوگ خاطر جمع رکھو ڈرو نہین ہم تمہین امان دیتے ہین اگر تم ہمارے سوالون کا سچ سچ جوابدیدوگے تو تمہارا بال بیکا نہوگا۔ اور یاد رکھنا جو ایک لفظ بھی منہ سے خلاف نکلا تو تمہارے سر بھٹا سے اوڑا دینگے۔ مردبان مربوط کا بیٹا جناب خالد کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ صدقہ اسلام کا۔ ہماری جان بخشی فرمایئے ہم ٹھیک ٹھیک کہدینگے اور ہرگز جھوٹ نہ بولینگے۔ یہ کہکر لڑکے نے جناب سیف اللہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور التماس کی کہ حضور میری ساتھ میرے باپ اور گھر والونکو بھی امان ملے۔ جناب خالد بن الولید نے فرمایا اچھا۔ تم سبکو امان دیگئی۔ اب مردبان کے بیٹے نے کہا کہ حضور آپ اس برج مین یہ قبر جو دیکھتے ہین وہ قبر نہین ہے بلکہ دروازہ ہے ایک تہ خانہ کا جسکے اندر سے زمین کے نیچے ہی نیچے ایک سرنگ میرے باپ کے محل تک چلی گئی ہے۔ اتنا سنتے ہی جناب خالد خوش ہوگئے اور فرمایا کہ اس لڑکے اور اسکے دونون ساتھیون کو حفاظت سے نظر بند رکھو۔ خبردار ایک دم بھی یہ تمہارے پاس سے اوجھل نہونے پائین۔ پھر جناب خالد و حضرت ہمام

قبر کھودنے لگے اور مٹی دور کرکے تہ خانہ مین پہونچے - اوسکے اندر ایک اور دروازہ دکھائی دیا دھکا جو دیتے ہین تو وہ کھل گیا - واقع مین اوسکے اندر سرنگ تھی - حضرت سیف اللہ القہار وہین ٹھیر گئے - ہمام سے فرمایا کہ تم بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچو اور دلیران تجربہ کار اور اکابر نامدار کو چن چنکے پوشیدہ اپنے ساتھہ لے آؤ مگر نہ تو اونہین بتانا کہ کہان اور کیون لئے جاتی ہو اور نہ لشکر مین کسی اور کو خبر ہونے پاے - اس امر کے اخفا مین نہایت احتیاط اور اہتمام کرنا - راہ مین کوئی شخص سانس تک نہ لینے پاے نہ تھوکے یا کھنکارے - نہ کسیکے پیرون کی آہٹ ہو - دبے پانون جاؤ اور دبے پانون سبکو لے آؤ - خوب سمجھہ لینا کہ رات کا سناٹا ہے اس مین ذرا سی بھی کھٹ پٹ کی آواز دور تک پہونچتی ہے - ہمام لشکر مین داخل ہوے عمار بن یاسر - یزید بن ابی سفیان - شرحبیل بن حسنہ - مالک بن اشتر نخعی - ربیعہ بن عامر - عطریف وظاغن بن زید - کہلان بن عمرو - خزعیہ ابن سلم - معمر بن مسلف - جابر بن سراقہ اور سعید بن زید وغیرہ تین سو مردان دلیر اور بہادر کو معہ تلوارون اور ڈہالون کے ساتھہ لیا - جلدی جلدی بغیر غل شور کے اوس قبرستان کی طرف چلدیئے - مشعلین ساتھہ تھین جب وہان پہونچے تو خالد نے اونکو تہ خانہ کے دروازہ پر کھڑا کیا اور خود اور مردبان کا بیٹا اور اوسکے دونون خدمتگار سرنگ مین داخل ہوا اوسکے دوسرے دروازہ پر پہونچے - یہ وہ وقت تھا جبکہ دنیا دروازہ کو کھولنا چاہتی تھی - آہٹ سنکے لونڈی بولی کون - خالد نے مردبان کے بیٹے کی

طرف اشارہ کیا کہ جوابدے۔ لڑکے نے پوچھا تو کون ہے اور اسوقت اس دروازہ کے پاس تیرا کیا کام ہے۔ لونڈی آواز پہچان کر بولی کہ مین تیرے باپ کی لونڈی دنیا ہون۔ لڑکے نے کہا۔ دروازہ کھول دے مگر ابھی میرے باپ کو میرے آنیکی خبر نہ کرنا دنیا کے ہاتھ پانون بے قابو ہوگئے مگر اوسنے ہانپتے کانپتے دروازہ کھول دیا۔ حضرت خالد اور مردبان کا بیٹا وغیرہ مکان مین داخل ہوگئے۔ سیف اللہ نے لونڈی کو فوراً گرفتار کرلیا۔

اب وہ تین سو جہز بران اسلام بھی جو برج مین رہگئے تھے ایک ایک کرکے حضرت خالد کے پاس آن پہونچے۔ دنیا عربی زبان فصاحت سے بول سکتی تھی اوسنے جو اسوقت عربون کا مجمع دیکھا تو عربی مین کہا کہ مین تمہاری خیر خواہ ہون مجھے چھوڑ دو کیونکہ مین تمہارے ہی آدمیونکو قید سے رہائی دلانیکی کوشش مین اسوقت یہان آئی تھی۔ مین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی بہن ہون جو تمہارے نبی صلعم کی زوجہ تھین۔ حضرت خالد نہایت ہی شاد ہوے اور پوچھا تمہارے آدمی کہان ہین۔ وہ انھین یوقنا کے پاس لیگئی۔ وہ سب ملکے خوش ہوے اور اوس مقام پر آسے جہان مردبان معہ اپنے نوکرون چاکرون کے شراب کے نشہ مین بیہوش پڑا تھا۔ بہت سے مسلمان اون مخمورون پر متعین کئے گئے اور باقیون نے لپک کر شہر پناہ کا پھاٹک کھولدیا۔ حضرت ہمام سارے لشکر کو اپنے ساتھ لے آئے۔ اب مسلمان شہر پر قابض ہوگئے۔ جب صبح ہوئی اور مردبان

اپنے خواب خرگوش سے چونکا تو دیکھتا کیا ہے کہ مسلمانون کے پنجہ مین گرفتار ہون۔ اسلام کی دہائی تمام شہر مین ہو رہی ہے۔ سب نشے ہرن ہو گئے سیف اللہ کو جو اوسکے بیدار ہونے کی خبر لگی تو مسلمانون کو حکم دیدیا کہ تہلیل و تکبیر و درود کے نعرے بلند کرو جنکے کان مین پڑتے ہی پتے پانی ہو گئے۔ کیا تھا کیا ہو گیا۔ شام کو بادشاہ بنے سوے تھے اور صبح قیدی بنے اوٹھے۔ اللہ باقی ہن کل فانی۔

بیک لحظہ بیک لمحہ بیک دم		دگرگون میشود احوال عالم	

شبے کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت | دیگر | نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم

یکایک مردبان نے ارادہ کیا کہ بہاگ جاؤن مگر وہ بہی ناممکن تھا کیونکہ اوسکے محل سے شہر پناہ تک برابر سخت نگرانی اور جا بجا پہرے لگے ہوے تھے۔ عقل گم ہو گئی اور جسم کا ہر جوڑ بند کانپنے لگا۔ جناب خالد اوسکے پاس تشریف لاے اور فرمایا اے دشمن خدا۔ اگر مین تیرے بیٹے سی قول نہ ہار چکا ہوتا تو اسی وقت تجھے مار ڈالتا۔ تو نے بری حرکت کی تہی۔ میرے ایلچی کو تو نے بڑی تکلیف دی۔ تو نے خود اپنے ہاتھہ سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری۔ اگر تو اُسے قید نہ کرتا تو یہ ذلت نہوتی۔ خیر مین نے تیرے بیٹے سے وعدہ کر لیا ہے تو اپنے بال بچے اور مال و متاع ساتھہ لے۔ اور جدہر تیرا جی چاہے چلا جا۔ مردبان کے گھر والون اور خود مردبان کو یقین ہو گیا کہ یہ ساری آفت میرے بیٹے ہی کی لائی ہوئی ہے۔

واقف نہ رحمان کہن سال در جہان		صد سالہ درد دارم و ہفتاد سالہ داغ	

آخرمعہ اپنے آدمیون اور مال کے شہر بدر ہوگیا۔ بیٹا اوسکا جناب سیف اللہ ہی کے پاس رہا۔ ڈر کے مارے باپ کو صورت نہ دکھائی کہ کہین مجھے مارنہ ڈالے اور صدق دل سے "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کہکر مسلمان ہوگیا۔ جناب خالد نے باپ کی جگہہ اوسکو مقرر کردیا۔ اسکے بعد اہل مربوط سے کہا گیا کہ تم اسلام قبول کرو۔ بہت سے مسلمان ہوگئے۔ آپ نے عبداللہ یوقنا کو مبارکباد دی کہ لو تمہاری محنت ٹھکانے لگی اور مربوط مسلمانی عملداری مین داخل ہوگیا اسکا ثواب اور اجر تمہارے نام ہے۔ یوقنا نے جھک کے تسلیم عرض کی اور کہا۔ یہ سب خدا کی عنایتین ہین اور اوسکے رسول کی برکت

جناب خالد بن الولید نے دنیا کی بڑی خاطر و مدارات کی اور اونکی عنایتون کا شکریہ ادا کرکے بہت تعریف فرمائی۔ وہ جناب سیف اللہ کے ہاتھہ پر اسلام لائین۔ جناب خالد نے اون سے وعدہ فرمایا کہ تمہاری ہر طرح سے تعظیم و تکریم کی جائیگی۔ پھر حکم دیا کہ انہین مسلمانونکی عورتون مین شامل کردو۔ اور اون سے کہدو کہ انہین اپنی آنکھون مین رکھین۔ کسی بات کی تکلیف نہونے پاے۔ جناب عمرو بن العاص اب تک مصر ہی مین رونق افروز تھے اونہین فتح مربوط کی ساری کیفیت لکھی گئی اور اطلاع دی کہ اب ہمارا قصد اسکندریہ کا ہے۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ مربوط مین حضرت ذوالکلاع الحمیری سخت علیل ہوے اور وہین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حمیر کے بادشاہ تھے۔ قبل مسلمان ہونے کے بارہ ہزار حبشی آپکے جلو مین

رہتے تھے - آپ کی سواری کا جلوس دیکھکے لوگ حیران رہجاتے تھے -
آپ ایک ماہ کامل صاحب فراش رہے - جناب خالد آپ سے ازبس
مانوس تھے مہینہ بھر برابر سیف اللہ اونکا علاج اور خدمت بدل و جان کرتی
رہے اور کوئی دقیقہ تیمارداری کا فروگذاشت نہوا - ایکدم اون سے جدا
نہوتے اور پھول کی طرح کروٹین لِواتے تھے - غرضکہ خالد سے بیقرار
اور تیز و طرار جرّار کو محبت نے مربوط سے الگ ہونے نہ دیا - ایکدم بھی ایسے بہثیل
سپاہی کے دل مین نہ آیا کہ مین کہان ہون اور میرا کیا نام ہے -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ بعد اسلام لانے
کے مین نے ذوالکلاع کو دیکھا کہ بکری کی کہال کا پوستین پہنے ہوے
بازار مین پیدل چلے جاتے ہین - مجھے اونکا وہ جاہ وحشم یاد آیا اور
دل مین کہا کہ اللہ اللہ یہ وہی شخص ہے جسکی سواری کا جلوس دیکھکے
آنکھین چوندہیاتی تھین - آج وہی آدمی کثیف پوستین پیٹھ پر ڈالے پیدل
گھسٹ رہا ہے - مین نے پوچھا - ذوالکلاع کہو کیا حال ہے -

بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم	کف نازک مین کانٹا چبھنیکی کوئی قدر گانکا

بولے اے ابا ہریرہ تم جانتے ہو - یہ مدینہ کی گلیان ہین عاشق لوگ کوچہ حبیب
مین یون ہی خاک چھانا کرتے ہین -

بدشت از جلوہ ہاے لالہ داغم تازہ میگردد	کہ یاد از سینہ ہاے دردمندان میدہد مارا

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کے عہد خلافت مین
آپ جہاد کے ارادہ سے مدینہ آئے تھے - اونکے بھتیجے عمدان بن عفاء الحمیری

اونکے جنازہ کو یمن لیجانے کے ارادہ سے مصر لے گئے۔

معمر بن شدید مازنی سے روایت ہے کہ حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت خالد نے معہ لشکر اسکندریہ کی طرف کوچ کیا۔ پہلی منزل موضع شجرہ تک ہوئی۔ اوسی دن مربوط کی فتح کی خبر بھی ارسطولیس کو پہونچی۔ نا تھا کہ دل پہلو سے نکل گیا۔ اوسوقت ایک جماعت جاسوسونکی اوسکے پاس بیٹھی تھی۔ اسکے چند ہی روز بعد مرد بان ساقی حاکم مربوط معہ اپنے بال بچون کے پہونچا۔ اور سب کچا حال سنانے کے بعد کہا کہ مسلمان اب یہان بھی آنیوالے ہین۔ یہ سنکر ارسطولیس اوس سے بہت ناراض ہوا اور کہا قسم ہے مسیح کی مین ہر تدبیر سے عربون کو دق کرونگا مگر اپنے دل کی بات پوشیدہ رکھی۔

اوس زمانہ مین اسکندریہ زیادہ آباد نہ تھا البتہ شہر ارسلاؤس خوب رونق پر تھا اوسی کا دوسرا نام مربوط ہے۔ جب مربوط کو مسلمانون نے فتح کرلیا اور مرد بان بھاگ کے ارسطولیس کے پاس آگیا تو اوسنے بیس کشتیون مین اپنے لشکر کے دلیر اور بہادر لوگون کو بیٹھایا۔ اور اونہین ساحل یافا کی طرف بھیجدیا۔ اونکے سردار کو چپکے سے سمجھادیا کہ تم لوگ خشکی پر قدم نہ رکھنا جب تک کہ جاسوسون سے یہ خبر نہ منگالو کہ مسلمان کہان پڑے ہوے ہین۔ جس جگہہ وہ ہون وہین پر کشتیان اپنی لیجاکے لگادو۔ رات کے اندھیرے مین خشکی پر اوترو۔ اور ناگہان اونپر ٹوٹ پڑو۔ مگر جہانتک تم سے ہوسکے کسیکو قتل نہ کرنا۔ اونہین گرفتار کرکے میرے پاس لے آنا

ساحل رملہ پر ضرار وغیرہ کا گرفتار ہونا اور اونکی رہائی

کشتیان روانہ ہوکے ساحل شام پر یافا مین پہونچین جب وہان کسی پڑاؤ کی خبر نہ ملی تو آگے بڑہکے ساحل رملہ پر گئے۔ وہان معلوم ہوا کہ عرب قریب پڑے ہین۔ وہین کشتیونکو کنارہ سے ملادیا اور شام تک ٹہیرے رہے جب رات ہوئی تو عربون کے پڑاؤ کی طرف رجوع ہوے۔

روایت ہے کہ وہ قافلہ دوس بنی عم ابی ہریرہ کا تہا۔ جناب امین الامتہ ابی عبیدہ بن الجراح نے اونہین یہان قیام کرنے کا حکم دیا تہا کیونکہ سلطنت روم کی قسمت تو اوندہی ہوچکی تہی اور ملک شام مین اب مسلمانون کو کسیکا خوف نرہا تہا اسلئے یہ لوگ نڈر پڑے ہوے تہے۔ قبطیون نے رات کو اونپر چہاپا مارا جو لوگ مزاحم ہوے وہ البتہ مارے گئے باقی کو گرفتار کرلیا۔ ان گرفتارون مین حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالے عنہ اور اونکی بہن بہی تہین۔ جناب ضرار بہت بیمار تہے اور اونکی بہن اونکی تیمار داری کرتی تہین۔ غرضکہ قبطی مردون۔ عورتون۔ غلامون۔ لونڈیون کو بے خبری مین باندہ کے لے گئے اور اپنی کشتیون مین سوار کرلیا۔ ان سب قیدیونکی تعداد گیارہ سو تہی۔ رات ہی کو اسکندریہ کی طرف کوچ کیا۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جناب امین الامتہ کو طبریہ بہت پسند آیا تہا کیونکہ وہ نہایت سرسبز و شاداب مقام تہا۔ طرح طرح کی چیزین پیدا ہوتی تہین اور آب و ہوا بہی وہان کی معتدل تہی۔ علاوہ برین اردن۔

دمشق اور بلاد سواحل سب پاس تھے۔ اسی لیئے آپ وہان ٹھیرے ہوی
تھے۔ ابا عبیدہ بن الجراح کو ضرار بن الازور سے بباعث اونکی دینداری۔
بہادری اور کوشش جہاد کے کمال محبت تھی جب اونکی علالت کی خبر سُنی
تو بے چین ہو گئے اور ابو ہریرہ سے کہا کہ ضرار علیل ہین مین چاہتا ہون
کہ کسی کو اونکی مزاج پرسی کے لیئے بھیجون۔ جناب ابو ہریرہ نے کہا اچھا ہے
مجھی کو روانہ فرمایئے ضرار کی عیادت بھی کرتا آؤنگا اور اپنی قوم اور بنی عم سے
بھی مل لونگا۔ امین الامۃ بولے۔ بہتر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور قوم بجیلہ
سے محارب بن ظاعن اونکے ہم عہد چلے۔ یہ دونون پڑاؤ کے مقام پر
اوسوقت پہونچے جب قبطی لوگون کو پکڑ کے لیجا چکے تھے اور جھونپڑے
اونکے جل رہے تھے۔ کچھ لوگ زخمی بھی وہان پڑے تھے ابو ہریرہ نے
یہ حالت دیکھکے کہا۔ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ اعوذ باللہ من الآفات الردیۃ اشہدان اللہ علی کل شئے قدیر"
خیر جون توں کر کے صبح کی اور بعہ اپنے ہمعہد کے سمندر کے کنارہ پہونچے
وہان بھی دور دور تک کچھ نظر نہ آیا واپس ہونا چاہتے تھے کہ دیکھتے
کیا ہین ایک تختہ کنارہ کی طرف بہتا چلا آتا ہے اور اوسپر ایک آدمی بھی
بیٹھا ہے۔ موجین اوسے اوچھال اوچھال دیتی ہین اور تھپیڑے مارتی
ہین۔ یہ اوس تختہ کو دیکھکے ٹھہر گئے وہ خدا کی قدرت سے کنارہ آلگا وہ
آدمی اوسپر سے اوٹھ کے خشکی پر آگیا۔ حضرت ابو ہریرہ اور محارب جلد
اوسکے پاس پہونچے دیکھتے کیا ہین کہ لحیان بن عون قبیلہ دوس کے سردار

اور ابو ہریرہ کے چچازاد بھائی ہین - دونون باہم لپٹ گئے - ابو ہریرہ نے پوچھا - بھائی کیا حال ہے - اونہون نے جوابدیا کہ اے صحابی رسول صلعم - دشمن اندھیری رات مین ہمپر حملہ آور ہوے اور ہمین گرفتار کرکے کشتیون مین بھر لیا - جب کنارہ سے دور ہوے تو باد تند کا جھونکا آیا دو کشتیان پوری بھری ہوئی ڈوب گئین اونمین سے صرف مین اس تختہ کے سہارے بچ رہا ہون - بہت سے کفار بھی اونکے ساتھہ غرق ہوے - ابو ہریرہ نے دریافت کیا کہ دشمن کون لوگ تھے - اونہون نے جوابدیا کہ مصر کے قبطی جو عربی زبان بھی جانتے تھے اون سے یہی معلوم ہوا کہ وہ اسکندریہ گئے ہین -

حضرت ابو ہریرہ نے اپنے چچازاد بھائی اور اپنے ہمعہد کو وہین اسلئے چھوڑا کہ وہ خیمے اور مال واسباب کو اونٹون پر بار کرکے اور زخمیونکو اوٹھاکے رملہ کی طرف روانہ ہون اور خود بڑی سرعت سے روتی سر پیٹتے امین الامۃ کے پاس آئے - اور سارا حال بیان کردیا - جناب ممدوح نے بھی حالت بیخودی مین ایک دوہتڑ اپنے زانو پر مارا اور فرمایا - قسم ہے خدا کی اگر ہمارے آدمی اسکندریہ پہونچ گئے تو ارسطولیس ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا - اوسی وقت آپ نے ایک نامہ عمرو بن العاص کے نام لکھا کہ ایک جماعت دوس اور بجیلہ کے مسلمانون کی ارسطولیس کے لوگون نے گرفتار کرلی ہے اور وہ اونہین اسکندریہ لے گئے ہین - ضرار بن الازور سخت بیماری کی حالت مین معہ اپنی بہن کے اونہین مین شامل ہین میری

یہ تحریر دیکھتے ہی اونکی رہائی مین کوشش کرنا۔ خدانخواستہ ارسطولیس اونکو قتل نہ کرڈالے۔ اگر قبطیون کا کوئی عزت دار آدمی تمہارے پاس ہو تو اوسے دیکر ضرار کو ضرور ہی لے لینا کیونکہ وہ بہت بیمار ہین۔ زید الخیل ابیض الرکبان کے ہاتھہ وہ خط بھیجا گیا۔ زید راہ سے خوب واقف تھے اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ مین کئی بار مصر جاچکے تھے اونہون نے بہت جلدی وہ خط ابن العاص کے ہاتھہ مین جاکے دیدیا۔ اونہین بھی ضرار سے ازبس الفت تھی گھبرا گئے۔ آخر یہی سوجھی کہ سیف اللہ کو اطلاع دی جاے وہ ہی اس مشکل کو حل کرینگے چنانچہ اونہین لکھا۔

یہ خط خالد کی نظر سے اوسوقت گذرا ہے جب وہ موضع شجرہ مین ٹھیرے ہوے تھے۔ اوسے پڑھتے ہی آگ بگولہ ہوگئے۔ ضرار اور اونکی بہن کی طرف سے آپ کو بھی تشویش ہوئی۔

جب گرفتاران قوم دوس وبجیلہ اور ضرار اور اونکی بہن اسکندریہ پہونچے تو ارسطولیس کو اطلاع ہوئی۔ وہ نہایت خوش ہوا۔ کہا۔ میرے سامنے لاؤ مین اونہین قتل کرونگا۔ اراکین دولت نے صلاح دی کہ اونکا قتل بیوقوفی کی بات ہے کیونکہ عرب ادہر آتے ہین ہمکو خواہ مخواہ اون سے لڑنا پڑے گا اگر ہماری طرف کے آدمیون کو اونہون نے پکڑلیا تو ہم ان لوگون کے عوض مین اپنے ہان کے معززون کو واپس کرلین گے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے

کہ شاید ان لوگون کی خاطر وہ ہم سے صلح کر لینے پر راضی ہو جائین
بادشاہ کی سمجھ مین بھی یہ بات آگئی۔ لہذا قیدیون کو دو ہزار قبطی
سوارون کی حراست مین دیر زجاج بھیجدیا۔

جناب خالد نے قیدیون کی خبر لانے کے واسطے اپنے جاسوس
متعین فرمائے تھے۔ جاسوسون نے جب معلوم کیا کہ وہ دیر زجاج
جاتے ہین تو کمال عجلت سے سیف اللہ کو اطلاع کرنے کے لئے
اسکندریہ سے باہر نکلے۔ چلے جاتے تھے کہ جناب ممدوح خود اسکندریہ
کی طرف آتے ہوے اثنائے راہ مین ملگئے۔ اونھین اپنے گیارہ سو
آدمی گرفتار سنکے بھلا کہان چین تھا کھانا پینا سب بھول گئے تھے۔
جاسوسون نے عرض کی کہ وہ دو ہزار قبطی سوارون کی نگرانی مین
دیر زجاج جا رہے ہین۔ حضرت خالد نے لشکر کو حکم دیا کہ یہان سے
ہوا کی طرح اوڑو تا کہ ہم قبطیون سے قبل دیر مین داخل ہو جائین۔
دیر بہ نسبت اسکندریہ کے یہان سے قریب بھی ہے۔ لوگون نے
یہ سنتے ہی نہایت جلدی کی۔ قبطیون سے پہلے ہی جا پہونچے اور
دیر کے گرد ڈیرے گئے۔ بڈھا راہب سماج مسلمانون کے پاس آیا۔
یہ آدمی بڑا وجیہ اور معزز تھا۔

سماج بحیرہ کا شاگرد رشید تھا۔ اوسنے آتی ہے سیف اللہ
سے دریافت کیا کہ آپ یہان کیون آے ہین۔ ارشاد ہوا۔ ہمنے
اپنے ہادی اور رہنما سے سنا ہے۔ "الحکمۃ ضالۃ المومن یاخذہا

حیث وجدہا" یعنے حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے اوسے جہان پاتا ہے لے لیتا ہی۔ ہمنے تمہارے علم وحکمت کا شہرہ سُنا تہا۔ ملاقات کرنے آئے ہین۔ راہب خوش ہو گیا اور حضرت خالد سے بخاطر پیش آیا۔ جناب خالد نے پوچہا اے راہب تمہا ری رائے مین دنیا کا کیا حال ہے۔

راہب دنیا بدن کو لاغر کرتی ہے اور امید کو کاٹ دیتی ہی۔ موت نزدیک آجاتی ہے اور آسائش کا اس مین نام نہین۔

سیف اللہ ازراہ نوازش دنیا کے لوگون کی کچہہ کیفیت بیان فرمایئے۔

راہب اگر کسی دنیا دار کو کوئی چیز حاصل بہی ہو جاتی ہے تو وہ حرص کے باعث اوس سے کبہی سیر نہین ہوتا۔

خالد تنہائی تمہین کیون پسند ہے۔

راہب تنہائی آدمی کو لاکہون بلاؤن سے محفوظ رکہتی ہی اور کوئی آفت اوسے نہین پہونچنے پاتی۔

خالد کسی بات نے تمہین بہت سا فائدہ بہی پہنچایا ہے

راہب ہان۔ تواضع سے زیادہ مفید بات دنیا مین اور کوئی مجہے نظر نہ آئی۔

سیف اللہ — تمہین کچھہ حال اون عرب قیدیون کا بہی معلوم ہی جنہین ارسطولیس نے تمہارے دیر مین بہیجا ہے۔

راہب — نہین۔ البتہ رات کو ایک بطریق مجھہ سے کہتا تہا کہ مین برقا کے بادشاہ ملک کیماؤس کا ایلچی ہون۔ بادشاہ نے مجھے ارسطولیس کے پاس بہیجا ہے اور درخواست کی ہے کہ وہ کسی عرب قیدی کو میرے ساتھہ کردے تاکہ ہمارا بادشاہ اونکی وضع اور لباس کو دیکھے اور عربون کے دین کا حال دریافت کرے۔ پہر ارسطولیس کے پاس سے وہ ایلچی دو عرب قیدیون کو ساتھہ لیکر واپس بہی آیا اور ہماری کنوئین سے پانی پیکر چلا گیا۔ اسکے سوائے مجھے اور کچھہ نہین معلوم۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم اون مسلمانون مین سے ہو جنہون نے ملک شام کو فتح کیا ہے۔

خالد — ہان۔ ہم وہی لوگ ہین۔

راہب — مین نے تمہارے نبی کو بحیرا راہب کے دیر مین دیکہا تہا وہ قریش کے قافلہ کے ساتھہ شام جانے کے ارادہ سے آئے تہے۔ وہان مین نے اون کے معجزے بہی دیکہے پہر مین بحیرا کے مرنے کے بعد

یہان چلا آیا - سامنے کے پہاڑ پر بہی ایک دیر ہے
اسمین ایک بڑا ظالم بطریق رہتا ہے جسکے پاس
ایک عرب قید ہے جو مقوقس کے زمانہ مین تجارت
کے لئے مصر آیا تہا - وہ خرید و فروخت کر کے
اسکندریہ چلا گیا - وہان سے ایک قافلہ کیساتہہ
برقا جانے کا قصد کیا - جسوقت وہ لوگ اس
پہاڑ کے قریب آئے ہین اس بطریق نے اونہین
لوٹ لیا اور اوس مسلمان کو قید کر لیا - اوسی شب و
روز ایک درخت سے باندہے رکہتا ہے - کہانا
جب کہاتا ہے جبکہ اوسے خوب پیٹ لیتا ہے
اور کہتا ہے کہ جب تک تم اپنے دین کو ترک
نکردوگے مین تمہین ہرگز رہا نہ کرون گا - بخدا وہ
دُبلے اور حقیر ہوکے تنکا ہو گئے ہین اور اونکے
آنسوؤن سے گہاس اُگ آئی ہے - جب وہ اُنپر
عذاب کرتا ہے تو وہ کہتے ہین "اے میرے اللہ
تحقیق مین نے اپنے جسم کو تیری راہ مین خرچ کر دیا
پس تو بہی اپنی رحمت خرچ کر" بعد تکلیف دینے کے
بطریق ایک تانبے کی مورت اونکے سامنے لاکی
رکہتا ہے جسکے سر پر سیاہ عمامہ عربی ہے اور سینہ پر

لکھا ہے "ہذا النبی العربی محمد" بطریق شراب پی پیکے
کلیان شراب کی اوس مورت پر ڈالتا ہے ۔
اور اوس مسلمان سے کہتا ہے کہ یہ تمہارا نبی ہے
تم اپنی رہائی کی اس سے درخواست کرو۔ وہ
مسلمان پناہ مانگتا ہے اوسکے کفر وطغیان سے ۔
جناب سیف اللہ القہار یہ سنکر کب آپے مین رہ سکتے تھے فوراً ہی
شرجیل بن حسنہ ۔ عامر بن ربیعہ ۔ یزید بن ابی سفیان ۔ ہاشم بن سعید
قعقاع ۔ مقداد ۔ رفاعہ بن قیس ۔ اور تین اور مسلمانون کو اپنے ساتھہ
لیا ۔ لشکر والون سے کہدیا کہ تم ہماری واپسی تک ہوشیار کھڑے
رہو ہم اوس دیر مین جاتے ہین پہر آپ معہ دس مسلمانون کے وہان
پہونچے ۔
بطریق اوسدن ایک جنگلی بیل شکار کرکے لایا تھا ۔ اوسکی کباب
لگا لگا کے کھاتا ۔ اور شراب پیتا جاتا تھا ۔ جب خوب نشہ مین ہو گیا تو اپنے
غلامون کو حکم دیا کہ لاؤ اوس محمدی کو ۔ غلام اوسے لے آئے اوسکے
گلے مین طوق تھا اور ہاتھہ پیر زنجیرون سے جکڑے ہوے تھے
بطریق بولا جبتک تو تثلیث کا قائل نہو گا اور اپنے دین کو ترک نکریگا
مین ہرگز تجھہ سے عذاب موقوف نہ کرونگا ۔ اوس مسلمان نے جواب دیا ۔
تو جو چاہے کر مین تیرے کفر کو کبھی نہین ماننے کا یہ سنتے ہی اوس
مردود نے تلوار ہاتھہ مین لی اور چاہتا تھا کہ مسلمان کو مار ڈالے جو

حضرت خالد معہ اپنے ساتھیون کے سامنے آے اور اوسے ڈانٹ بتائی۔ بطریق کھڑا ہو گیا اور جناب خالد پر حملہ کرنا چاہا۔ اونہون نے ایک ہی وار مین اوسکا سر قلم کر دیا۔ سب غلامون کو بہی مار ڈالا اور دیر کو گھیر لیا۔ راہب باہر نکلے اور عرض کی۔ ہم تارک الدنیا گوشہ نشین ہین ہمین لڑنے بھڑنے سے کیا مطلب۔ ہمین معاف رکھیئے۔ جو آدمی آپ کا گنہگار رہتا اوسے مارہی چکے۔ خالد نے کہا کہ اگر اس بطریق کا مال اسباب ہمین دیدو تو ہم تمہین امان دیتے ہین۔ اون لوگون نے بطریق کے بال بچے اور مال اسباب سب آپکے سپرد کر دیئے۔ اب آپ نے اوس مسلمان کے ہاتھ پانون اپنے ہاتھ سے کھولے اور حال دریافت کیا اونہون نے کہا۔ مین امید بن حاتم طائی ہون اور حضرت صدیق اکبر کے آخر زمانہ سے قید ہون۔ حضرت خالد سبکو ساتھ لیکر واپس آے مسلمان اونہین دیکھکر بہت خوش ہوے۔ راہب بہی امید بن حاتم طائی کی رہائی سے کمال محظوظ ہوا۔

حضرت خالد راہب سے بطریق کا حال بیان ہی کر رہے تھے کہ گھوڑون کی ٹاپون اور اونکے ہنہنانے کی آوازین سنائی دین۔ صلیبون اور نشانون کی چمک نظر آئی۔ عورتون اور بچون کا رونا اور مردون کی فریادین بہی کان مین آئین۔ قبطی اون کے آگے پیچھے اور دائین بائین سے اونپر چلاّتے اور قہر کرتے تھے۔ خولہ بنت الازور کی فریادین کلیجہ پہاڑے ڈالتی تہین۔ آپ فرماتی تہین "ہاے ہماری

مصیبت ہر وقت بڑہتی ہی چلی جاتی ہے - اس سختی اور لڑائی نے
ہمین کہین کا نر کہا - آنکہین روتے روتے بے نور ہو گئی ہین - اپنے
پیارے بہائی کی موہنی مورت بہی مجہے نظر نہین آتی - افسوس وہ
سخت بیمار ہے اور اوسکی کوئی خبر لینے والا نہین اے آنسوؤن کی
جھڑیو ذرا تو مجہہ کمبخت کرم جلی پر رحم کرو - للہ ٹہیرو ٹہیرو ایک نظر
مجہے اپنے مانجاے کی صورت دیکہہ لینے دو - آہ - زمین بہی تو تمہاری
روانی سے تر ہو جاتی ہے کیا طوفان نوح پہر زمین کو ڈبو دے گا
قبطیون نے غفلت مین ہمین آن لیا اور ہم رات کی تاریکی مین مغلوب
اور عاجز ہو گئے - رنج و افسوس تو مجہے اوس ناتوان اور بیکس گرفتار
ہے جو میری زندگی کا سہارا اور میری جان تہا پارسائی - دینداری
اور ہر چیز کی نگہداشت اوسمین خدا نے کوٹ کوٹ کے بہر دی تہی
ہماری سختی کے وقت وہ آڑے آجاتا تہا - اے ضرار مسلمانون کی
مشکل کے وقت لوگون کی نظر تجہی پر پڑتی تہی - کیونکہ غیرت اور نیکی
یہ تیرے خمیر مین داخل تہی - اے بہائی اگر تو بستر مرض پر بیہوش
نہ پڑا ہوتا اور اپنے گہوڑے پر سوار ہونے کی طاقت بجتہ مین
ہوتی تو ابہی تک تو نے دشمنون کو مزا چکہا دیا ہوتا - ہاے خالد
سیف اللہ بہی اس مصیبت کے وقت ہمارے ساتہہ نہوے -
اگر وہ ہوتے تو ہمارے یہ بُرے دہاڑے نہونے پاتے -
اب ہم سب روتے ہین اور ہماری آوازین اونکے کانون تک نہین

پہونچ سکتین - بیشک بیشک ہم لوگون کی فریاد ین سنکے وفور محبت سے اونکے سینہ مین آگ بھڑک اوٹھتی - ہاے خالد تم بہی ہم اولٹی قسمت والون سے دور رہو"

لبت شکر بستان داد و چشمت مے بہ بیخواران	منہم کز عنایت حرمان نبا آنم نہ با اینم

جناب خالد سا کڑے دل کا آدمی یہ دردناک بیان سنکے بیقرار ہوگیا اور تلوار خون آشام نیام سے کہینچ کے جو حملہ آور ہوے تو -

آواز بزن اوسکی ہر اک ضرب سے نکلی	گہہ شرق مین ڈوبی تو گہہ غرب سے نکلی

زبان سے یہ کہتے جاتے تہے " اے بنت الازور - مین تیری پکار پر حاضر ہون گہبرا نہین اب تیری سختی اور مصیبت گئی - مین خالد بن الولید ہون - تو اپنے نالون سے چرند و پرند شجر و حجر کو کیون رُلاتی ہے" سیف اللہ کے نعرے سنکر گہوڑے ہنہنانے لگے اور مسلمانان لشکر بہی اپنے اپنے حربے سنبہالکے میدان مین کود پڑے - پہر تو ایک کے دو - اور دو کے چار تہے - تلوارون کی کہٹ پٹ اور سائین سائین کے سوا اگر دوسری آواز کان مین آتی بہی تہی تو وہ مسلمانون کی تہلیل و تکبیر اور درود شریف کے نعرے تہے جو اور بہی شیرون کی پتے پانی کیے ڈالتے تہے - آخر سات سو قبطی مقتول اور تیرہ سو گرفتار ہوے - مسلمانون نے اونکی قید سخت سے رہائی پائی - پہر باہم جی کہول کے گلے ملے اور مبارک سلامت کا غل مچگیا - حضرت خالد حضرت ضرار کے پاس گئے - اونہین تسلی دی - اور بڑی بزرگداشت

دونون بھائی بہن کی ہونے لگی۔ جناب خالد نے ہر مسلمان قیدی کو قبطی مقتولون کے گھوڑون مین سے ایک ایک گھوڑا اور ایک آدمی کا ہتیار تقسیم کر دیئے۔ باقی گھوڑے جو رہے اونپر عورتون اور بچون کو آرام سے بٹھایا۔ راہب کو دستخط خاص سے دستاویز لکھدی کہ کوئی مسلمان اسے نہ ستاے۔ اوسکے کھانے پینے اور گذران کے لئے جاگیر معاف کر دی اور بڑی عزت واحترام سے اوسے رخصت فرمایا۔ دیکھو۔ مسلمان بادشاہ ایسے دُربار اور زرریز ہوتے ہین جنہین عمر بھر تاریخین رویں گی۔ خالدی حکم پر مدتون عمل ہوتا رہا۔ راہب کی گذران ہمیشہ بخوبی ہوئی۔ راہ چلتے اور ادہر ادہر کے بھوکے ٹوٹے جو اوسکے دیر مین جا پڑتے تھے کھانا کپڑا اور خرچ بخوبی پاتے تھے۔ اسکندریہ کا خزانہ اوسی کے جیب خرچ مین رہا وہان کی پیداوار کی رسد اوسی کے دسترخوان کے لئے جاتی رہی۔ پھر جناب سیف اللہ معہ لشکر کے اسکندریہ پہونچے۔ ارسطولیس بہت گھبرایا۔ اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ باب السدرہ سے نکل کے لڑو۔ تمام شہر پر لرزہ مسلط ہو گیا کہ عرب آپہونچے۔ سرداران قبط اور حجّاب نے آکے ارسطولیس سے دریافت کیا۔ تیری کیا رائے ہے۔ اوسنے جوابدیا۔ تمہین کیا رائے دون تمہاری ہی نالائقی اور کم ہمتی نے ان وحشی عربون کو شیر کر دیا ہے۔ اگر تم ذلیل اور بزدلے نہوتے تو یہ اونٹون کے چرواہے ادہر کا رُخ نہ کرتے۔ تمہاری تن پروری اور تن آسانی۔ تمہاری عیش پسندی۔

تمہاری حرص و طمع - تمہارے بغض و نفاق نے عیسائی سلطنت کا کھوج کھو دیا - تم کم ہمت لوگ کوشش نہین کرتے - مذہب کا پاس تم مین نہین رہا - قومی حیثیت کو تم نے اپنے پاس سے رخصت کر دیا - اپنے ننگ و ناموس اور جورو بچون کی شرم کو بھی تم اپنے پاس پھٹکنے نہین دیتے - لڑتے ہو تو اپنی اپنی دہن مین - خواہشین تمہاری جدا - رائین تمہاری الگ - خیالات تمہارے غیر متفق - پولٹکس سے تمہین مس نہین - ملکی معاملات کے لایق تمہارے دماغ نہین - ذاتی خصومتین اور خانگی جھگڑے اتنے بڑھے ہین کہ کوئی کسیکا روادار نہین - پھر اوسپر طرّہ یہ کہ ڈر اور خوف اسقدر دامنگیر ہے کہ اپنے سایہ سے بھی جھجکتے ہو - جہالت اور بے شرمی نے مردی اور مردانگی کو دھکّے دیدے کر تمہارے دلون سے بدر کر دیا ہے - تمہارے عالم ہین جو جاہلون سے بدتر کنائس کے ممبر پر لدلد کے ایک ایک گھر کے ستّر دو بہتّر گھر تو بنائین گے اور آپس مین تمہین لڑائین گے مگر یہ توفیق نہو گی کہ قومی تنزل کے اسباب سوچین - تمہارے باہمی معاملات اور اخلاق کو درست کرنے کی فکر کرین - خاص یہی وجہ ہے کہ عرب تمہین عیسائی کُتّا کہتے ہین بلکہ اپنے کُتّہ سے بھی بدتر سمجھتے ہین - اونہون نے تمہارے حامیون کو مار ڈالا - تمہارے دلیرون کو خاک مین ملا دیا - تم سے اتنا بھی نہین ڈرتے جیسے کہ کوئی چیونٹی اور مکھی سے ڈرتا ہو - تمہاری کوئی حقیقت اور عزت اونکی آنکھون مین نہین رہی -

وہ تمہاری ہستی کو بے بود اور بے نمود سمجھتے ہین - کہتے ہین کہ ہم
صاحب تیغ و مالک شمشیر اور تلوار کے دھنی ہین اور تم لوگ اونکے
غلام - مین تو عجیب ضغطہ مین گرفتار ہون - میری سمجھہ مین نہین آتا کہ
کیا کرون اور کیا نہ کرون - تم ٹھیرے مخبوط الحواس تمہین کیا بتاؤن
کہ میری کیا رائے ہے - جاؤ بھاڑ مین پڑو اور جو دل مین آئے
کرو - مین اپنا مُنہ چھپا کے اور بھیس بدل کے کسی طرف نکل جاؤنگا
تمہاری منحوس صورتین تو مجھے نظر نہ آئین گی - اب یہ لوگ مجھے
کسی سے رُکتے نظر نہین آتے - پس اپنی شامت اعمال کو بھگتو -
اپنے جورو بچے لونڈی غلام بنائے جانے کے لئے اونہین دیدو
ناحق بندگان خدا کا خون کیون کراتے ہو - ارسطولیس کی اس
مختصر سی تقریر نے اوس مصیبت کے وقت مین کچھہ ایسا اثر کیا کہ
سامعین ڈاڑھین مار مار کے رونے لگے - ارسطولیس سے بھی نرہا گیا
وہ بھی رومال منہ پر رکھکے خوب رویا - ناظرین اگر وہ سمان آپ کی
نظرون سے گذرتا تو آپ بلا مبالغہ یہی فرماتے کہ چودھوین صدی کی
مسلمانون کو جو آنکھین دینا چاہیے تھین وہ بھول کے خدائی عیسائیان
ہم عصر ارسطولیس کو دیدی تھین - غرضکہ جب اوس گریہ و بکا مین
کمی ہوئی اور ارسطولیس نے رومال سے آنکھین صاف کین تو وزیر
اوٹھہ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کی - جہان پناہ - میری سمجھہ مین
یہ آتا ہے کہ آپ عربون کے پاس یہ پیام بھیجدین - ہمارے قبضہ مین

تمہارے گیارہ سو قیدی ہین اگر تم صلح پر راضی ہوجاؤ تو ہم تمہارے قیدی تمہین واپس کر دینگے - اوسیوقت بندرگاہ کے نگہبان آے اور اطلاع کی کہ غربی جانب سے ایک کشتی آئی ہے - ہم نہین جانتے کہ وہ کہان سے اور کیون آئی ہے - یہ پیام بھیجا تو ملتوی رہا - اور کشتی والون کے آنیکا انتظار ہونے لگا - گمان یہ تہا کہ کیاؤس شاہ برقا کے آدمی ہون گے - اوسیوقت ایک وجیہ بڈہا قس ریشمی کپڑے پہنے - سرخ عمامہ باندہے - سامنے آیا - اوسکے ساتہہ دس قس اور راہب بہی تہے - بادشاہ وامرا وحجاب اون کی تعظیم کے لئے اوٹہہ کہڑے ہوے اور بڑی عزت اونکی کی گئی - بادشاہ نے اونہین پاس تخت پر بیٹہا لیا -

ارسطولیس ابن مقوقس نے بادشاہ کیاؤس کے پاس بہت سے عمدہ عمدہ تحایف بھیجے تہے - کیاؤس ملک برقا کا حدود فرطجانہ تک حاکم تہا - یہ سب بحرمین کے جزیرے ہین - اوسکے پاس لشکر بہی لامنتہا تہا - اوسنے اپنے بیٹے افلاغورس کو فرطجانہ کے خزانے سپرد کر دیئے تہے - دو لاکہہ رومی اوسکے ماتحت تہے - ارسطولیس نے دونون باپ بیٹون کو تحفے اور خطوط روانہ کئے تہے - جنکا مضمون یہ تہا "اے بادشاہ دنیا کو ہرگز بقا نہین - جو ہے کوچ پر کمر باندہی ہے - دنیا اگر کسیکو کوئی چیز دیتی بہی ہے تو جھٹ چھین بہی لیتی ہے اسنے جسکو خوش کیا ہے اوسے رولایا بہی ہے - جو اسپر مطمئن ہوا

وہی مغرور رہو گیا۔ نیک بخت وہ ہے جسنے خوف کا لباس پہنا اور
اپنی عقبیٰ بنائی۔ اے بادشاہ تو نے فلیطس یعنے ہرقل شام و سوریا
و قسطنطنیہ کے بادشاہ کا حال دیکھا کہ سلطنت اوسکے ہاتھہ سے نکل
گئی۔ ملک اوسکا خالی اور ویران ہو گیا۔ لشکر سے بھی کچھہ نہو سکا۔
دنیا نے اوسکا ساتھہ چھوڑ دیا اور اوسے رنجیدہ کیا۔ بڑی بڑی مصیبتین
ڈالا۔ یہان تک کہ دشمن نے اوسے روند ڈالا۔ افسوس۔ کہان تو ایک
زمانہ ایسا تھا کہ اوسکے دبدبہ اور رعب سے زمین ہلتی تھی۔ یا اب وہ زمانہ ہے
کہ کوئی بات نہین پوچھتا۔ ہوشمند وہی ہے جو خدا کے حکمون کی
تعمیل کرے اور اس دنیا کے جاہ و حشم پر نازان نہو۔ اے شاہ۔
جان اور آگاہ ہو کہ اب مسلمان چارون طرف غالب ہو چلے ہین۔
اون کی تلوارون نے ہمین ذلیل کر ڈالا ہے۔ اونہون نے کچھہ
ہمارا ملک بھی دبا لیا ہے اور اسکندریہ پر آپڑے ہین۔ یاد رکھنا کہ جب
ہم سے فرصت پائین گے تو تیری طرف جھک پڑینگے۔ بہتر ہے کہ تو
ایسا وقت آنے سے پہلے اون کے دفعیہ کی کوشش کر اور مجھے مدد
دے۔ ہم تیرے ہمسایہ ہین اور تیرے خیر خواہ"۔

جب یہ نامہ اور ہدیہ کیاؤس کے پاس پہونچا تو اوسنے اپنے سب
ارکان دولت کو جمع کر کے سنایا اور پوچھا اسکا کیا جواب دیا جاے۔
اونہون نے کہا کہ بادشاہ بادشاہون سے مدد طلب کرتے ہی ہین
اور اونکی مدد بھی کی جاتی ہے۔ بہتر ہے کہ خوشی سے معقول مدد

دیجاے - کیاؤس کو بہی مناسب معلوم ہوا - اوسنے اپنے بہائی اصطفانوس کو بلاکے خلعت دیا اور چار ہزار سوار جرار اوسکے ساتہہ کرکے ارسطولیس کی مدد کو بہیجا - پہر اوسنے اپنا ایک خادم بڑے بطریق سیطس کے پاس روانہ کیا جو مذہب عیسائی کا بڑا عالم اور حامی اون کی شریعت کا تہا - عمر اوسکی ایک سو بیس برس کی تہی - جناب مسیح علیہ السلام کے حواریون سے شاگردی سلسلہ بسلسلہ متواتر اس تک چلی آتی تہی - وہ خدا کی وحدانیت کا قائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا منتظر تہا - جب حضور کے مبعوث ہونے کی تحقیق خبر اوسے پہونچی تو آپ پر ایمان لایا اور چاہتا تہا کہ زیارت سے مشرف ہو مگر اوسی زمانہ مین آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر سُنی - نہایت رویا پیٹا چلّایا اور غم مفارقت سے انتظار کی سل چہاتی پر رکہکے گوشہ نشین ہو گیا -

از انتظار بادہ ہلاکم چہ میکنی		ساقی کباب آتش تاکم چہ میکنی	

جب مسلمانون کے مصر مین آنے کی خبر ملی تو بیچارہ روز سراہ بیٹہکر ہر آیندہ و روندہ سے اونکا حال پوچہا کرتا اور دریافت کرتا کہ اب جانشین حبیب رب العالمین صلعم کا کون ہے - پہلے سنا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ ہوے ہین - پہر سنا کہ اونہون نے بہی سفر آخرت اختیار فرمایا - جب ہمارے فاروق اعظم رونق افزاے مسند خلافت ہوے تو فتوح شام و ایران کی خبرین پہونچین اور سُنا

کہ وہ مصر کیطرف بہی مائل ہوے ہین - آخرش ہوتے ہوتے
نوبت بانیجا رسید کہ کیماؤس نے اصطفانوس کو چار ہزار سواران جنگی
کے ساتہہ ارسطولیس کی مدد کو بہیجا - اور سیطس (مطیس) کی پاس
کیماؤس کے خادم نے آکے یہ پیام دیا کہ آپ میری طرف سے ارسطولیس کے
پاس جاکے اوسکی ہمت بندہائین اور میری کمک کی خبر سنادین -
بطریق یہ سمجہکر چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار - خوش خوش
ارسطولیس کے پاس چلا گیا - اوسنے کہا کہ اے بزرگ باپ آپ ازراہ
شفقت بزرگانہ ہماری سفارت قبول فرماکے عربون کے پاس چلے
جائین اور اون سے کہین کہ اگر تم ہم سے صلح کرلوگے تو ہم تمہارے
گیارہ سو قیدی تمہین سپرد کردینگے - مطیس (سیطس) نے دل مین
کہا کہ اندہے کو دو آنکہین ہی درکار ہین چلو سفارت ہی بہگتاؤ - عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد - مجہے خود مسلمانون کے پاس بہیجے دیتے ہین -
مگر بطور مشورہ کے ارسطولیس کو سمجہایا - ہماری کتابون مین خبر ہے
کہ تہامہ مین ایک نبی ظاہر ہوگا اور اوسکے پیرو بہت سے ملکون پر غالب
آجائینگے - پس مین چاہتا ہون کہ خود اونہین جاکے دیکہون اور
امتحان کرون کہ آیا یہ لوگ وہی ہین یا نہین - میرے جانے سے
پہلے اون کا ایک امتحان کیا جاے وہ یہ کہ ایک گہوڑا پر زرساز و
سامان کا جسپر جواہرات ٹکے ہون اور جمیلین بہی جواہرات کی گلے مین
پڑی ہون بغیر سوار اور محافظ کے اون کے لشکر کی طرف ہانک

دیا جاے اگر وہ اوسے پکڑکے رکھہ لین تو سمجھہ لینا کہ طالب دنیا ہین ہرگز تمپر غالب نہ آئین گے۔ اون سے لڑو۔ مارو۔ وہ بھاگ جائین گے۔ اگر اوس سے خبر بھی نہون بلکہ پکڑکے تمہین دے جائین تو طالب عقبیٰ ہین۔ کٹ کٹکے لڑین گے اور فتح کرلین گے۔ حکم ہوا کہ اچھا یہ تماشا بھی دیکھلو۔ چنانچہ ایک گھوڑے پر سنہری جڑاؤ جواہرات بیش بہا سے لسا ہوا زین پوش ڈالا گیا۔ موتیون کی جھلین گلے مین ڈالین اور مسلمانون کے کیمپ کی طرف ہانکدیا۔ جسوقت گھوڑا لشکر اسلام مین پہونچا ہے کاتب وحی حضرت شرحبیل بن حسنہ پہرہ پر متعین تھے۔ آپ اوسے دیکھکے ہنسے اور فرمایا۔ مردود ہمارا امتحان لیتے ہین ایسی دنیا کو ہم اپنی جوتی کی نوک پر مارتے ہین۔ آپ نے وہ آیت پڑہی جسکا ترجمہ یہ ہے "جانو اور آگاہ ہو کہ دنیا کا جینا کھیل اور تماشا ہے دنیا والے آپس ہی مین بناؤ بگاڑ کیا کرتے ہین اور مال و اولاد کی طمع کے سوا انمین کچھہ بھی نہین" پھر گھوڑے کی باگ پکڑ قیطیون کے لشکر کیطرف ہانکدیا۔

کے شراب از دست این خونابہ کش خواہد گرفت		آنکہ از ناز آستین بر آب کوثر مے زند

جب اوس گھوڑے کو ارسطولیس نے جون کا تون دیکھا رنگ متغیر ہوگیا اور بے ساختہ منہ سے یہی نکلا کہ خدا کی قسم اپنے انہین لچھنون سے یہ لوگ روئے زمین پر غالب ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور بطریق سیطس سے کہا کہ اب عربون کے پاس جائیے۔ وہ پیادہ پا لشکر اسلام کی طرف گیا۔ جناب کاتب وحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

پوچھا کس مطلب سے آنا ہوا - جوابدیا کہ مین ایلچی ہون ارسطولیس کا
اور تمہارے سردار کے پاس پیام لیکر آیا ہون - حضرت شرجیل اوسے
سیف اللہ کی خدمت مین لے چلے - راہ مین بطریق غور سے لشکر والون کو
دیکھتا گیا کہ ہر ایک اونمین کا دنیا کو لات مارے ہوے ہے - کوئی
تلاوت مین مشغول ہے تو کوئی اللہ کو یاد کر رہا ہے - اور کوئی نماز پڑھتا ہے
سب کے چہرون سے نور روشن اور بلند ہے - کسیکو گھبرایا ہوا اور مضطرب
پایا ہی نہین - آدمی تہا سرد و گرم زمانہ چشیدہ سمجھ گیا کہ جن لوگون کے
ہان میدان جنگ بازیچۂ طفلان ہے وہ ان قبطیون کے بس مین کب
آنے والے ہین - آخر اسی حیص بیص مین حضرت خالد سیف اللہ کا خیمۂ
مبارک آگیا - کاتب وحی نے اجازت طلب کی - بطریق کو حضور مین
لے پہونچے اور کہا کہ ارسطولیس کا ایلچی حاضر ہے - حضرت خالد اوسوقت
خالی زمین پر تشریف فرما تھے - نہ کوئی دربان نہ حاجب نہ خدمت گار -
البتہ سامنے آپ کے اوسی بے فرش زمین پر چند صحابہ جلوہ گر تھے -
سیطس کو عجیب سماں نظر آیا جو کبھی کسی بادشاہ کے دربار مین نہ دیکھا
تہا - سبکو جھک جھک کے سلام کیا - اور بولا کہ اس متبرک دربار مین مجھے
یہ پوچھنے کی حاجت درپیش ہے کہ آپ مین سردار کون ہے - لوگون نے
سیف اللہ کی طرف اشارہ کیا - سیطس نے حضور کی طرف مخاطب
ہوکے دریافت کیا - آپ سردار ہین - سیف اللہ بولے - یہ لوگ
اپنی عنایت سے مجھے ایسا سمجھتے ہین مگر جبھی تک کہ مین حق پر قایم رہون -

عدل و انصاف سے تجاوز نہ کرون - اللہ تعالے سے ڈرتا رہون - نیکون کے ساتھہ نیکی کرون اور بدون سے بسختی پیش آؤن - اگر ان باتون مین سے کسی مین بھی میرا پیر ڈگمگے تو نہ مین انکا سردار نہ یہ میرے ماتحت - یہ سنتے ہی سیطس کی آنکھین کھل گیئن کہ اہا ہا آج تک اس پایہ کا آدمی دوسرا نظر نہین آیا - بے اختیار اوسکے یہی منہ سے نکلا کہ قسم ہے خدا کی سرداری اور حکومت آپ کے گھر کی لونڈی ہین - تم لوگون کی بشارت مسیح ابن مریم نے بھی دی ہے اور حق تمہارے ہی ساتھہ ہے -

حضرت خالد اوسکی باتون اور عمر اور بشرہ سے سمجھہ گئے کہ یہ عالم ہے اوسے حکم دیا کہ بیٹھہ جاؤ - اوسنے خالد کے سامنے کلمہ شہادت پڑہا اور مسلمان ہوا قبطی کلیجہ پکڑکر رہ گئے -

ہوگیا دل ساخدا دوست بتونپر مائل		جسپہ ایمان تہا وہی دشمن ایمان نکلا

پوچھا گیا کہ کیون آئے ہو - اوسنے بیان کیا کہ کیاؤس بادشاہ برقا کا بھائی اصطفانوس چار ہزار سوارون کے ساتھہ ارسطولیس کی مدد کو آیا ہے اور مجھے اسلئے بھیجا ہے کہ تم ہم سے صلح کرلو ہم تمہارے گیارہ سو قیدی واپس کردینگے - حضرت خالد نے فرمایا کہ اونکو اللہ جل شانہ فی رہا کرکے ہم سے ملادیا - بلکہ سات سو قبطی مارے گئے اور تیرہ سو گرفتار ہین اونہین اپنی آنکھون سے دیکھہ لو - چند قیدی بلواکے سیطس کو دکھلا بھی دیئے اور کہا ان سے دریافت کرلو کہ انہین کی سپردگی مین ہمارے گیارہ سو آدمی تھے یا نہین - پھر اون سب قبطی قیدیون سے

کہا گیا کہ تم اسلام قبول کرو - جو مسلمان ہوے اونہین چھوڑ دیا - جنہون نے انکار کیا وہ اوسی وقت سیطس کے آگے قتل کئے گئے -

بطریق نے جناب خالد اور مسلمانون کو سلام کرکے ارسطولیس کے پاس جانے کا قصد کیا اور اوس سے آکے کہا کہ اے بادشاہ - یہ وہ لوگ نہین جو کسی کے مملوک ہوکے رہین - بڑی محتاط - ذی ہوش اور لایق ہین - اے ارسطولیس - تو اسی پر بھولا ہوا تھا کہ اونکے گیارہ سو قیدی میرے قبضہ مین ہین اسلئے عرب دبکر مجھسے صلح کرلین گے - وہ قیدی اون کے اونکے پاس پہونچ گئے اور رومن مین دو ہزار قبطی تمہارے گئے گذرے ہوے - کچھ تو اونمین سے مسلمان ہوگئے اور باقی کو اونہون نے میرے سامنے مار ڈالا - اب تم چاہو تو اپنی غرض سے صلح کرلو وہ پیش قدمی نہ کرینگے - اونہین کیا مطلب - یہ سنتے ہی ارسطولیس کے ہوش وحواس فنفر ہوے اور ہاتھہ پیر کانپنے لگے - حیرت سے سکتہ ہوگیا - حاضرین سمجھ گئے کہ اب یہ سلطنت جاچکی - جب ارسطولیس اپنے آپے مین آیا اراکین سلطنت سے بولا کہ ہوشیار وخبردار رہو جاؤ - شاہ برقا کا لشکر بھی تمہاری مدد کو آگیا ہے - مسیح تمہاری ہمت بندہائین -

غریب ارسطولیس کی وہ رات بڑی بے چینی سے کٹی بستر پر کروٹین بدلتے بدلتے صبح کی اور سوار ہوا - نقارے اور قرنائین بجنے لگین - نشان بلند کئے گئے - تمام لشکر آراستہ ہوکر سوار ہوگیا - اور دو صفین کرکے میدان جنگ مین جا جمّا - اہل اسلام نے بھی یہ حالت دیکھکر صف بندی کی

سیف اللہ پہرنے لگے۔ سپاہیون کو ہمت بڑہاتے اور جہاد و شہادت کے فضائل قرآن وحدیث سے بیان کرکرکے اونہین اوبہارتے تہے۔ انکا لشکر ساحل اور دروازۂ اخضر کے پاس تہا۔

محمد بن اسحاق نے اخوص کاسکی سے روایت کی ہے کہ اخوص اس لڑائی کے دن سیف اللہ کے ساتہہ تہے۔ وہ کہتے ہین کہ جب دونون لشکر میدان مین جم گئے تو قبطیون کے طرف سے ایک بڑے ڈیل ڈول کا بطریق نکلا۔ زرّین زرہ پہنے ہوے تہا۔ جواہر ٹکے تہے۔ عمدہ عربی گہوڑا زیر ران تہا۔ سارے ہتیار سر سے پیر تک کسے ہوے دونون لشکرون کے درمیان آکے پکارا کہ اے عربو تم اپنی اپنی جانین لیکر یہان سے چلتے بنو۔ تمنے ہمارا بہت سا ملک تو دبا لیا۔ اب تہوڑی زمین ہمارے پاس باقی ہے۔ اب تم زیادہ کی حرص نہ کرو۔ ہم سے صلح کرلو۔ ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہ کرین گے۔ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی اور خواہ مخواہ اپنی جہالت سے آج اڑہی گئی تو سمجہہ لینا کہ ہم کٹ کٹکے لڑینگے اور کوئی دقیقہ کوشش اور سعی کا اوٹہا نہ رکہین گے۔ پہر مرتا کیا نہ کرتا۔ جب اپنی جان جہونکدین گے تو دیکہہ لینا کہ بہاگتے بنو گے۔ شکست کی ذلت کیون گوارا کرتے ہو کیونکہ جو عیسائی مذہب کے منہ لگا ہے اوسنے ہمیشہ نیچا ہی دیکہا ہے۔

روایت ہے کہ یہ گفتگو کرنے والا خوار سطولیس ابن مقوقس بطریق بنا ہوا تہا۔ اوسنے اپنی بات تمام نہین کی تہی کہ شرحبیل بن حسنہ سامنے

آکھڑی ہوی اور بولے۔ خاموش رہ۔ کیا اول فول بکتا ہے۔ ہمنے بہت سے رستم خان دیکھہ ڈالے کہ لڑائی مین منہ سے جھاگ ڈالتے اور بڑی بڑی ڈینگین مارتے آے مگر تھوڑی دیر مین جو دیکھتے ہین تو۔

چلے دنیا سے لیکر حسرت وصل صنم دلمین	نہ نکلی تا دم آخر تمنا اسکو کہتے ہین

کہتے ہوے چل بسے۔ تم لوگ مشرک اور تثلیث کے قائل ہو تم ہم توحید پرستون پر کیسے غالب ہو سکتے ہو۔ ہم مین خدا کے بندے ایسے بھی ہین کہ اگر اللہ جل شانہ سے عرض کرین تو یہ دیوار شہر کی ابھی ریزہ ریزہ ہو جاے۔ ارسطولیس بولا کوئی دیکھا نہین یہ سب کہنے کی باتین ہین۔ حضرت کاتب وحی نے ہاتھہ کا ایک اشارہ جو کیا تو اسکندریہ کی شہر پناہ اڑاڑا کر نیچے آن رہی۔ فرمایا دیکھا نہین تھا تو اب دیکھہ لے۔

یہ معاملہ دیکھتے ہی بادشاہ کانپنے لگا اور قبطیون کے لشکر کے منہ پر ہوائیان اوڑ گئین۔ سارا لشکر مخالف واپس چلا گیا اور لڑنے کی طرف رخ بھی نہین کیا۔ مسلمانون نے بھی اسوقت گھی کی اور اپنے خیمون کیطرف چلے گئے۔ وہ دن گذر گیا اور رات ہوئی۔ بادشاہ نے اپنے اہل وعیال لونڈی غلام اور مال اسباب ساتھہ لیا اور کشتیون پر بار کر کے جزیرہ افریطش کی راہ لی۔ صبح ہوتے ہی شور ہوا کہ بادشاہ بھاگ گیا۔ علی الصباح رئیسان شہر جمع ہوے اور صلاح ومشورے ہونے لگے کہ بادشاہ تو ہمارا ساتھہ چھوڑا اب کیا کرنا چاہیئے۔ لوگون نے بہت زور مارے مگر آخر یہی قرار پایا کہ اللہ کریم ورحیم نے مہربانی ورحمت کو مسلمانون کے

دلون مین جگہہ دی ہے اونکے پاس چلو - اون سے صلح کرکے پکّے قول و قرار کرلو جس سے نہ وہ تجاوز کرین نہ ہم پھرین - سب اسی بات پر متفق ہو گئے - ہل جُل کے جناب خالد رضی اللہ عنہ کے خیمہ مبارک پر حاضر ہوے اور اجازت اندر آنے کی طلب کی - سامنے پہونچکے آداب بجالاے اور عرض کی -

از لطف بنگر حال من کن رحم بر احوال من	منگر سوے اعمال من ای در دو عالم یار من

خداے غالب نے آپ کو غلبہ دیا ہم چاہتے ہین کہ آپ ہم سے صلح کرلین اور ہمین مہربانی کی نظر سے دیکھین - ارشاد ہوا کہ ہم تمہارے ساتھہ ہی وہی کرینگے جو اور مفتوحون کے ساتھہ کیا ہے - ایک لاکھہ دینار تم ہماری نذر کرو ہمنے صلح قبول کی اسکے بعد ہم یہ کہین گے کہ مسلمان ہو جاؤ - تم مین سے جو ہمارے دین مین داخل ہو گا ہمارا بھائی ہمارا قوت بازو ہے ہمین اوسکے ساتھہ کچھہ تعرض نہو گا جو ہمارا حال ہے وہی اوسکا سمجھو -

نیست در مشرب وحدت گذر موج دوئی	چون حباب است یکے شیشہ و پیمانہ ما

ہان جو مسلمان ہونے سے انکار کرے وہ ہمین جزیہ چار دینار سالانہ دے جو سر اسم بالغ مرد سے لیا جاتا ہے - علاوہ اسکے ہم یہ شرطین بھی تم سے کرلین گے - تم کسی جانور پر نہین سوار ہونے پاؤ گے - مسلمانون کے گھرون سے اپنے گھر اونچے نہین بنا سکو گے اور مسلمانونکو دھتکار پھٹکار یا اون سے چیخ چلاّ کے نہ بول سکو گے - آج کے بعد سے کوئی کنیسہ یا دیر نہ تعمیر کرنا - جو چیز تمہارے دین کی پرانی ہو گئی ہے

اوسے تازہ نہ بنانا۔ مسلمانون سے اخلاق اور عاجزی و فروتنی سے ملا کرو۔ اپنی حاجت برآری کے لئے جو کچھہ وہ تم سے طلب کرین اور مدد چاہین تو فوراً تمہین دینا پڑے گی۔ اسلام کی توہین کبھی تمہارے قول و فعل سے نہ ظاہر ہو۔ تم مین سے جو کوئی گناہ کرے گا ہم حدّ اوسپر جاری کرینگے۔ جو کوئی آج کے عہد و قول سے پھرے گا اوسے مار ڈالین گے۔ اپنے دین کے اظہار کے لئے زنّار اپنی کمرون مین باندھے رہا کرو۔ صلیب نہ بلند کر سکو گے۔ اپنے دین اور کفر کی باتون سے مسلمانون پر قوت اور غلبہ نہ چاہنا۔

یہ سنکر اون لوگون نے کہا اے سردار ہمین اپنا دین چھوڑنا ازبس ناگوار و دشوار ہے۔ جناب خالد ہنسے اور وہ آیت پڑہی جسکا ترجمہ یہ ہے "اور جب اون سے کہا جاتا ہے کہ چلو اوس حکم پر جو اللہ نے اوتارا ہی تو کہتے ہین کہ نہین ہم اوسپر چلین گے جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان ہی اونکو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہے"۔

پہر اونہون نے کہا اے سردار تحقیق ہمنے تمہاری بات مان لی تم مسلمانون مین سے کسی کو اپنی طرف سے یہان حاکم مقرر کر جاؤ۔ وہ یہان سے مال تحصیل کرلے جو تم ہم سے طلب کرتے ہو۔ جناب خالد نے جواب دیا۔ مسلمان کیا جانین کہ تم مین کون صاحب مقدور ہے اور کون غریب۔ تم اپنے رئیسون ہی مین سے کسی ایسے معقول آدمی کو پسند کر لو

جو اس کام کو اچھی طرح کرے اور کسی شہر والے کو تکلیف نہ ہو۔ ہان اگر تم کہو گے تو اوسکے ساتھہ ہم اپنا ایک آدمی بھی کر دینگے۔ اونہون نے شعیا بن شامس کو اپنی طرف سے منتخب کیا۔ قیس بن سعد کو حضرت خالد نے اوسکے ساتھہ کر دیا اور حکم دیا کہ تم دونون جا کے لاکھہ دینار شہر سے تحصیل کر لاؤ۔ مگر خبردار ضعیف لاچار غریب کو نہ ستانا۔ جسکا جو متحمل ہو سکے اوس سے اوتنا ہی لینا۔ لوگون کے ساتھہ نیکی کرنا اچھا ہے کیونکہ خدا نیکی کرنے والون سے خوش ہوتا ہے۔ محتاج رانڈ اور یتیم پر ہرگز ہرگز ظلم نکرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سب تنگ حال چھوڑ دیئے گئے۔

ماذن بن شیث سے روایت ہے کہ مین قیس بن سعد اور شعیا بن شامس کیساتھہ شہر مین چلا گیا تھا۔ ہم تینون قصر مقوقس کے باب الرشید کے قریب جمع ہوے تھے اور وہان سے تحصیل کرنے نکلے تھے۔ شعیا بن شامس نے اپنے غلامون کو میرے ساتھہ کر کے اوگہائی کرنے بھیجا۔ مال کے شہر والونپر حصے کر دیئے گئے تھے۔ بڑے دولتمند اور امیر سے دس قیراط لئے اور اوسط درجہ کے لوگون سے دو قیراط۔ تحصیل کرتے کرتے وہ لوگ یونس بن مقوقس کے پاس پہونچے۔ اوسکا حال کسیکو معلوم نہ تھا کہ کتنا مقدور رکھتا ہے۔ وہ اپنے زمانہ مین پرلے درجہ کا بخیل مشہور تھا۔ شعیا بن شامس نے اوس سے کہا کہ تمہین ایک دینار دینا پڑے گا اوسنے دینے سے انکار کیا اور اولٹی زبان درازی کی۔ اسپر قیس بن سعد نے برہم ہو کے اپنے ہاتھہ کی لکڑی اوسے ماری۔

اوسی دن اوسکی املاک گر پڑی - بکریان دبکے مرگئین - باغات سوکھ گئے اور مال جاتا رہا - جناب قیس یہ خبر سنکے بول اوٹھے کہ اللہ اکبر سچ فرمایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے - اوسوقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ بہی میرے برابر تشریف رکھتے تہے کہ بنی اسرائیل مین تین آدمیون کی باہم بڑی دوستی تہی اونمین سے ایک کوڑہی دوسرا گنجا اور تیسرا اندہا تہا - خداوند کریم نے اونکا امتحان کرنا چاہا - کوڑہی کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے - اوسنے کہا - میرے جسم کی جلد اچہی ہوجاے - فرشتہ نے اوسکے بدن کو مس کیا اوسیوقت کوڑہ جاتا رہا - فرشتہ نے کہا کہ اچہا اب مال کی قسم سے بہی جو تو پسند کرتا ہو مانگ لے - اوسنے کہا - اونٹ میرے پاس ہوجائین - فرشتہ نے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی اوسے کہین سے لادی - اور کہا کہ خدا تجہے برکت دے اور غائب ہوگیا - اوس ایک اونٹنی کے بچے کچے ہوکر وہ سینکڑون اونٹونکا مالک ہوگیا اور امیرانہ بسر کرنے لگا - پہر وہی فرشتہ گنجے کے پاس پہونچا اور کہا کہ بول تو کیا چاہتا ہے - اوسنے جوابدیا - مین اپنے گنج سے نہایت تنگ ہون - فرشتہ نے اپنا ہاتہہ اوسکے گنج سے لگادیا - وہ فورًا جاتا رہا اور عمدہ بال نکل آے - پہر پوچہا کہ کچہہ مال مانگتا ہو مانگ لے - اوسنے کہا ایک گاے چاہتا ہون - فرشتہ نے اوسکو ایک موٹی تازی چکنی چپڑی بہت سا دودہ دیتی ہوئی گاے لادی اور کہا کہ خدا تجہے اسمین برکت عطا فرماے

اور چلدیا۔ اوس ایک گاؤں سے وہ اتنا پہلا پہولا کہ گلے کے گلے بیل بجھڑون گایون کے اوسکے پاس ہوگئے اور عیش سے اوسکی کٹنے لگی۔ اب فرشتہ اندہے کے پاس آیا اور دریافت کیا۔ تجھے کس بات کی خواہش ہے۔ اوسنے جوابدیا رویم ببین عالم میپرس۔ مثل مشہور ہے کہ اندہے کو کیا چاہیئے دو آنکھین۔ فرشتہ نے ہاتھہ اوسکی آنکھون سے لگادیا آنکھین کھل گئین۔ اوس سے کہا گیا کہ کچھہ اور مانگ۔ جواب ملا بکریان چاہتا ہون۔ ایک بکری بھی اوسے لادی گئی مگر کیسی بکری کہ بھیں بھی اوسکے آگے دودہ دیتے شرماے۔ فرشتہ نے کہا کہ خداوند کریم تیری بکری مین بہت بڑی برکت دے گا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ بھی ایسا سرسبز ہوا کہ بکریان تو درکنار ریوڑ بھی گنتی سی باہر ہوگئے۔ وہان کس بات کی کمی ہے اونٹ گاے، اور بکری کا تو بہانہ تھا گھر کے باہر بھرنے لگا۔ تینون یا عیش مین کاٹنے لگے مرض تھے وہ دور ہوگئی اور خدا چھپر پھاڑ کے دینے لگا۔ اب "جو میرے وہ راجہ کے نہین" کے مصداق تھے۔ اجی جسے پی چاہے اوسیکو سہاگن سمجھو۔ یون ہی سالہاسال گذر گئے۔ ایکدن کوڑہی صاحب لاکھون اونٹون کے مالک در دولت پر بیٹھے ہوے دیکھتے کیا ہین کہ ایک غریب لاچار آنکھون سے اندہا سر سے گنجا ایک پیرندار دکوڑہ ٹپکتا ہوا گھسیان بھن بھن کرتی ہوئین انکے دروازہ پر آیا اور سوال کیا کہ حضور مین نے دور دور آپ کی دولت وحشمت کا شہرہ سنا ہے للہ مجھے اون اونٹونمین سے

ایک اونٹ مرحمت ہو جو خدا نے آپ کو دیئے ہین۔ کمبخت ناشدنی چھوٹی
ہی کیا جو ابدیتا ہے کہ چل ہٹ۔ مین اونٹ بہلا تجھے کیسے دیدونگا یہ تو
میرے باپ دادا کی بڑے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہے۔ جنکا حق مجھپر
ہے اون حقدارون کو کیا خاک دونگا۔ فقیر نے کہا ارے ناشکرے
کوڑہی گل تو کوئی تیرے چھوے بیر بہی نہین کہاتا تہا اور لوگ تجھے بخس
جانتے تہے آج یہ دماغ ہین اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے جیسے کا تیسا کردی
چنانچہ وہ اوسیوقت اپنی اصل پر آرہا۔ اب یہ بلاے بے درمان گنجے کے
گہر آئی اور وہی سوال کیا۔ اوسنے بہی صاف ٹالا۔ فقیر نے کہا یا اللہ اگر یہ
اوج موج اسکے پرکہون کی قوت بازو سے نہین ہے اور تیری دین ہے
تو اسے بہی موچی کا موچی کردے۔ وہ بہی گنجا بہیک مانگتا ہوگیا۔ پہر
اس فقیر نے اندہے سے جاکے بیان کیا کہ مین غریب مسافر ہون میرے
پاس کہانے کو نہین اوسمین سے جو خدا نے تمہین دیا ہے کچھہ مجھے بہی
ملے۔ اندہے نے کہا۔ خدا نے اندہے سے مجھے سوجہتا کیا اور یہ نعمتین
بخشین اوسکے نام پر جان بہی حاضر ہے بہائی یہ سارا گہر تیرا ہے اسمین سے
جو تو لیجا سکے لیجا خدا مجھے اور دے گا۔ وہان مانگنا دانگنا کیا تہا وہ فقیر
تو وہی فرشتہ تہا اپنی اصلی صورت پر آگیا اور بولا۔

داتا کی تو مشکل کوئی اٹکی نہین رہتی	چڑہتی ہے پہاڑون پہ سدا نادسخی کی

غرضکہ یونس بن متوفس کو خدا نے اوسکے بخل کے باعث محتاج کردیا
اور اوسکی ناشکری کی ذرا برداشت نہ کرسکا۔ پس میرے پیاری ناظرین

صدقہ دیار دِبلا ہے۔ آپ انگریزی کے دھوکے مین نہ آئین۔ ہمارے اس
زمانہ کے انگریزی خوان اپنی جبلّی جہالت سے فرمادیا کرتے ہین کہ ہم پرانی
سخاوت کے قائل نہین اوسنے ہماری قوم کو نکمّا بنادیا۔ یہ نہین بتاتے کہ آپ
اپنی قوم کو کس کام کا بنا رہے ہین۔ ہمارے پہلے سخیون کے زمانہ مین
جیسے لوگ لایق ہوتے تھے اونکی خاکپا کے برابر بھی تو آپ مین لیاقت
نہین۔ جتنا روپیہ تعلیم کے نام سے ایک سال مین اب لُٹ جاتا ہے اُسکا
کروروان حصہ بھی دو ہزار برس مین کبھی صرف نہین ہوا۔ پھر ہمارے عرش
آشیانی اکبر کے زمانہ مین جیسا فیضی ہوا تھا ویسا کوئی اب ہو تو ہمین دکھادو۔
یہ آپ لوگون کی محض جہالت ہے جو ہمارے پہلون کی سخاوت کو آپ
قوم کے نکمّا ہونے کا باعث بتاتے ہین۔ یہین تک تو آپ کی بہبُدی سمجھ
نہین پہونچی اور نہ آپ کی انگریزی مین یہ لیاقت کہ آپ کو سمجھا سکے حضرات
داد و دہش کا یہ خاصہ ہرگز نہین کہ نکمّا بنائے۔ وہ ایک اور چیز ہی جسے
لوگ "ناقدردانی" کہتے ہین۔ صرف ایک خوبی اکبر مین یہی تھی کہ وہ لیاقت کا
قدردان تھا جس کے باعث سے اوسکا نام قیامت تک روشن رہیگا۔
یہ محمود صفت آج نہ بادشاہ مین ہے نہ فقیر مین۔ ہر سال قحط پڑتے ہین۔
گرانی ہے۔ طاعون ہے۔ ہیضہ ہے۔ الاعمال بالنیات۔ چاہے
عالم ہو جیئے۔ انگریزی پڑھیئے۔ لیق بنیئے۔ اتنے کام کے ہو جایئے
کہ عرش کے تارے توڑ لایا کیجے۔ جب ایم اے بنکر جو آپکی یونیورسیٹو نکی
معراج ہے آپ کو لوگ جوتیان چٹخاتے دیکھتے ہین تو کوئی لیاقت حاصل

کرنیکی کوشش نہین کرے گا۔ رہی صنعت وحرفت سو آپ کو یورپ کی
ناپائدار۔ بودی۔ محض پھولونکا گہنا۔ چیزین پسند ہین اور اپنے ہان کی
بنی چیزون سے نفرت۔ پھر ہم لیاقت والے اور کام کے لوگ بنین تو
کیا ہماری عقل نے بھنگ کھائی ہے۔ ہمین تو سخاوت اور داد و دہش نے
نکمّا نہین بنایا بلکہ ناقدردانی نے کسی کام کا نہین رکھا۔ ابتک تو ہم نکمّے
اور نالائق ہی بنائے گئے تھے۔ اب انگریزی کی تعلیم سخاوت کی صفت
بھی ہم مین سے اوڑانا چاہتی ہے۔ ہماری کتاب پاک کا تو حکم ہے۔
"وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" وہان حاجتمند و غیر حاجتمند۔ لاغر اور ہٹے کٹے۔
موٹے تازے کی کوئی قید نہین نرا سائل کا لفظ لکھدیا ہے۔ حدیث سے
بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہمین اوسی نبی کا پیرو رہنے دیجئے جسکے
دہان وحی ترجمان سے سوائے "لا الہ الا اللہ" کے کبھی "نہین" کا لفظ
نہین نکلا اگر ہٹے کٹون اور موٹے تازون سے نہین کرتے کرتے
ہماری عادت پڑگئی تو غریبون اور لاچارون اور ضعیفون سے بھی ہم
جلدی سے انکار کردیا کرینگے۔ ہم خواہ مخواہ قرآن وحدیث کی خلاف
بنائے جاتے ہین اون کی یہ تعلیم نہین کہ اندہے کو دو اور سوجتے کو ندینا
سوجتے کو ندوگے تو مسلمانون کی تعداد گھٹاؤ گے اور عیسائیونکی بڑہاؤ گے
ہمارے متقدمین ایسے بیوقوف نہ تھے جو بندی قید لگادیتے۔ بس
اگر دینے ندینے مین قید لگ سکتی ہے تو صرف یہ ہے۔ تمہین میسّر ہو
تو آنکھہ بند کرکے دیدو۔ جو تمہارے پاس نہین ہے تو تم معذور رہو۔

اپنی بے استطاعتی اور اوس سائل کے حال زار پر آنکھون مین آنسو بھر لاؤ اور اوسکے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ نواب عبدالرحیم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہندی دوہا مجھے یاد آیا ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے آپ فرماتے ہین۔

رحیم وے نر مر چکے جو کہ گھر مانگن جائین	اونسے پہلے وے مرے جن مکھ نکست نا ہین

کچھ ہم عالم الغیب نہین جو سمجھین کہ یہ ضرورتمند اور لاچار ہے یا نہین۔ بہت سے ہٹے کٹے ہوئے کٹوں پر اکثر ایسی مصیبت آجاتی ہے کہ اونہین ہاتھ پھیلانا پڑتا ہی خصوصًا مسلمانون کا اب ایسا ہی وقت ہے۔ چونکہ تاریخ قومی کا یہی کام ہے کہ متاخرین کو متقدمین کی راہ سے الگ نہونے دے اس لئے مین نے اتنی سمع خراشی کی کیونکہ اس زمانہ مین عام لوگون کی زبانون پر یہ انگریزی تعلیم جاری ہوگئی ہے۔ آپ وہ بات ہرگز نہ سیکھین جو قرآن و حدیث و عقل سب کے خلاف ہے۔ سیدہی بات یہ ہے کہ دی سکتے ہو تو بلا قید سبکو دو اور نہ دے سکتے ہو تو معذور رہو۔ خدا نے اگر دہین دھوکڑ دیکر تمہین دینا چھوڑ دیا تو بڑی مشکل ہوگی۔

جاہلی جاہل گمان داری کہ دنیا مال تست	غافلی غافل نمیدانی چہ در دنیا مال تست

القصہ مال جمع ہو کر جناب خالد کے پاس آگیا۔ آپ نے اونکے بڑے کنیسہ کو جامع مسجد بنالیا۔ چار کنیسے اونکے دین کی رسوم ادا کرنیکے واسطے اونکے پاس رہنے دیئے۔ اور فتح کی اطلاع جناب عمرو بن العاص کو کر دی۔ ابا ذر غفاری وہان کے حاکم مقرر ہوئے۔

اسکے تھوڑے ہی دن بعد رشید۔ قوۃ۔ محلہ۔ دمیرہ اور داور بحیرہ کے لوگ عمرو بن العاص کے پاس آئے اور صلح کر گئے۔ شرطین طرفین کی رضامندی کے موافق قرار پائین۔

دمیاط کا مفتوح ہونا

جناب عمرو بن العاص نے مقداد بن اسود الکندی کو سردار کیا اور اونکے ماتحت صحابۂ بزرگ مین سے چالیس شخص بنائے۔ جنمین سے آٹھ صاحبونکے اسمائے گرامی ہمین معلوم نہوسکے۔ باقی بتیس بزرگوارون کے نام نامی یہ ہین۔ ضرار بن الازور۔ رفیع بن عمیرۃ الطائی۔ شاکر بن مزروع۔ نوفل بن طاعن راجح بن عیاض۔ عاصم بن عبداللہ۔ قدار بن معمر۔ عطیہ بن ماجد۔ وخیم بن عاطل صعصعہ بن عدی۔ عمیر الجہنی۔ کعب بن مالک۔ سعید بن عبادہ یزید بن خطاب۔ صعصعہ بن خرجان۔ ہشام بن سعید۔ جبلہ بن الشرید۔ مزروع بن ثابت۔ یاسر بن الاشرس۔ مجمع بن سعید۔ بکر بن راشد۔ مرہ بن الحکم۔ زاہر بن قیس۔ حنظلہ بن کامل۔ عبیدہ بن اوس۔ رافع بن اسید۔ مرواس بن طاعن۔ اسود بن یحییٰ۔ غانم بن الاخوص۔ عبداللہ بن جابر۔ حازم بن ناصر۔ حامد بن خرام ان سب صاحبون کو حکم دیا گیا کہ دمیاط کی طرف جاؤ۔

مقوقس کا مامون ہامرک دمیاط کا حاکم تہا۔ جسکے بارہ بیٹے تہے اور ہر بیٹے کے ماتحت پانچ پانچ سو دلیر قبطی سوار تہے۔ ہامرک نے دمیاط کو غلہ اور فوج سے خوب مضبوط کر لیا تہا۔ مسلمان جب وہان پہونچے

تو اونہین قلیل تعداد مین دیکھکر ہامرک بہت ہنسا اور کہا۔ دیکھو مسلمانونکی کیا مت ماری گئی ہے کہ صرف اکتالیس آدمیون کو ہمارا ملک لینے بہیجا ہے۔ انکو تو ہم چٹنی کر جائین گے۔

ہامرک کا بڑا بیٹا ہزبر نامی بڑا شہسوار اور نہایت زبردست تہا۔ کوئی بہادر اوسکی نظرون مین نہین سماتا تہا۔ باپ کو بہی بیٹے کی شجاعت اور عقلمندی پر بہت اعتماد تہا۔ جب ہزبر نے مسلمانون کی کمی دیکہی تو اپنی فتح کا یقین کامل ہوگیا۔ ہتیار پہنے اور ساز و سامان سے درست ہوا۔ اپنے باپ اور بہائیون سمیت میدان جنگ مین آیا اور صف بندی کر لی۔

جب مسلمانون نے دیکہا کہ دشمنون نے صف بندی کر لی تو خود بہی لڑنے نکلے۔ ہزبر سامنے آیا۔ اپنے گہوڑے کو کاوادیکے پکارا۔ ہے کوئی جو میرے مقابلہ پر آے۔ ضرار بن الازور نے آگے بڑہکے نیزہ اوسکے سینہ پر مارا جو پشت سے پیچہے نکل گیا۔ ہزبر نیچے گر کے خاک و خون مین لوٹنے لگا۔ اوسکا کام تمام کر کے ضرار قبطیون کے لشکر پر جہکے۔ جدہر جاتے تہے بہیڑ کائی کی طرح پہٹ جاتی تہی۔ لوگ لڑائی تو بہول گئے کہڑے دیکہتے تہے کہ ادہر آے اور ادہر گئے یہ مارا وہ مارا۔ آخر ایک ہی آدمی نے وہ دہادہی مچادی کہ لوگ تنگ آگئے۔ کسیکا دل اور گردہ نہ تہا کہ اوس چمکتی ہوئی بجلی کو روکے آخر اوسی ہلچل اور گڑبڑ مین قبطیون نے ایسی ہمت ہاری کہ شہر کی طرف ہٹنا شروع کیا۔ ہزبر کی موت اور ضرار کی پہرتی نے سب کے ہاتہہ پاؤن شل اور

آنکھین چوندھیادی تھین - زمین پیرون کے تلے سے نکلی جاتی تھی -
ہمت ہارے ہوؤن کا جان پر کھیلے ہوے کے سامنے جمارہنا توحال
ہی ہے - بھاگڑ پڑگئی - قاعدہ ہے کہ جہان دس نے ہمت ہاری ہزار
اور کچے بن جاتے ہین - بھاگ کے سب شہر پناہ کے اندر گھس پڑے
ہامرک کے دل مین بھی خوف سے پانی پڑگیا - بہادر بیٹے کی موت نے
تو مرنے سے پہلے مار ہی ڈالا تھا جب فوج کا یہ تباہ حال دیکھا تو پکار
پکار کے پناہ مانگنے لگا -

نہادی بر دلم داغ فراق و سوختی جانرا	بدر دداغ دوری چند سوزی دردمندانرا

اپنے بیٹون کے ساتھہ شہر مین جاکے دروازہ بند کرلیا - خدا دبارکو
قوم سے دور رکھے جب یہ بلا سرون پر آگرتی ہے تو کچھہ نہین بن پڑتا نہ
کثرت کام کرتی ہے نہ جرات وہمت ساتھہ دیتی ہے مگر دیکھنے والونکو
تعجب ہوتا ہے - ہامرک نے اپنے محل مین پہونچ کے اکابر دولت کو
جمع کیا - پوچھا اب تم لوگون کی کیا رائے ہے - جواب ملا - کیا کہین
سوائے اسکے کہ جو رائے حضور کی -

دمیاط مین ایک بڑا عالم اور حکیم تھا - اس مصیبت کے وقت اوسے
بلایا اور کہا کہ تیری کیا رائے ہے - اوسنے جوابدیا - اے بادشاہ
یہ عرب وہ ہین جنہون نے ملکون اور شہرون کو فتح کرلیا ہے - روئے
زمین پر انکا رعب غالب ہوچکا - اقبال انکا یار ہے اب یہ وہ زمانہ ہے
کہ کوئی ان پر غالب نہین ہوسکتا - میری رائے یہی ہے کہ ان سے

صلح کرلی جاے ناحق خلق اللہ کا خون کرنا عقل سے بعید ہے - ہرقل اور یزدجرد
اور ارسطولیس سے بڑھکے تو نہین ہوسکتا جب اونہون نے اِن سے زک
پائی تو پھر تو کس شمار و قطار مین ہے - عقل سے کام لے اور بیوقوف نہ بن -
ہامرک دیوانہ تو ہو ہی رہا تھا حکیم کی باتون سے اور جل بُھن کے خاک ہوگیا
اور کہنے لگا - بُرا ہو تیرا - میرا تو نامی گرامی بٹیا خاک مین ملگیا اور تو عرب سے
ہمین ڈرانے آیا ہے - اچھا اِسکی گردن مار دو - حکیم نے جب قتل کا حکم
سُن لیا تو کہا "اللھم انی بری مما یشرکون لاشریک لک ولااصاحبۃ ولاولد لک
اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ" یعنی اے میرے اللہ
مین اوس شرک سے بری ہون جسمین یہ لوگ پھنسے ہین - تثلیث کو مین نہین
مانتا - کوئی تیرا شریک نہین - نہ کوئی عورت تیری ہم نشین نہ کوئی بٹیا ہے -
گواہی دیتا ہون کہ سواے تیرے اور کوئی معبود پرستش کے لایق نہین -
گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندہ اور تیرے رسول ہین - یہ سُنکر ہامرک
آپے مین نرہا اور اوٹھکے حکیم کا سر اوڑا دیا - ناظرین آپ نے دیکھا جب عقل
پر ایسے پتھر پڑتے ہین جبھی بزدلی اور جبن ہاتھ دھوکے پیچھے پڑ جاتے ہین اور
ایک آدمی کے آگے سے لاکھہ لاکھہ کو بھاگنا پڑتا ہے - حکیم کو عقلمند جانکے
مشورہ کو بلایا تھا جب اوسنے اپنی عقل کی سی کہی تو اوسے مار ڈالا - حکیم
اور عالم جانکر اوسکی باتون کو اختلاف راے ہی سمجھا ہوتا - اختلاف رائے پر دشمن
جان ہوجانا کون بات تھی ایسے لوگون کی کثرت حشرات الارض کی کثرت ہے -
کوئی بیوقوف ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ اکتالیس آدمیون نے کیسے ایک شہر

خالی کرالیا۔ ہم یون کہینگے ۔نہین صاحب ۔حشرات الارض سے کسی جگہہ کو پاک صاف کر لینے کے لئے اکتالیس آدمیون کی بہی کیا ضرورت تہی ۔ بقول کارلائل کہ "مین جب ایک شخص محمدؐ کی تلوار کو ایک طرف دیکہتا ہون اور ساری دنیا کی تلوار کو ایک طرف تو مجہے حیرت ہوتی ہے کہ تمہاری تلوارین کیون کنڈ اور بیکار ہوگئی تہین" ہماری تاریخ مین بہی خدا نے ہر طرح کا نشیب و فراز دیا ہے اگر ہم ذی ہوش ہوکے اوسے دیکہین تو سب کچہہ سیکہہ سکتے ہین۔

جب حاضرین دربار نے حکیم کی یہ دُرگت دیکہی تو کسیکا دل گردہ نہوا کہ کچہہ بولے ۔اب ہامرک اونکی طرف متوجہ ہوا ۔حکم دیا کہ فوراً لڑائی کا سامان درست کرو ۔سب مجتمع ہوکے نکلے اور شہر کے باہر خیمے نصب ہوگئے ۔ وہ دن تو اسی بندوبست مین گذر گیا ۔ رات کیا آئی کہ بلا آئی کسیکو نیند نصیب نہوئی ۔ لکہا ہے کہ حکیم مقتول کا ایک بیٹا تہا ۔ بمصداق الولدُ سِرٌ لابیہ زیرک و فہیم ۔عقل مین تیز ۔عالم ۔تجربہ کار ۔ باپ کا قتل سُنکے بادشاہ کو دعا دی اور کہا کہ اس باپ نے مجہے بڑا تنگ کیا تہا اچہا ہوا جو مارا گیا ۔ بادشاہ نے اوسکا کلام جو سُنا تو خوش ہوگیا اور اوسے خلعت عطا کیا رات کو حکیم کے بیٹے نے کہا کہ خدا کی قسم مین اس مردود بادشاہ سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لونگا ۔خدا کی قدرت سے مکان حکیم کا بالکل شہر پناہ سے ملحق تہا ۔ حکیم کے بیٹے نے فصیل مین ایک بڑی نقب لگادی ۔ چہپ چہپا کے صحابہ کے کیمپ مین پہونچا اور اون سے جاکے کہا کہ اے صاحبو

آپ لوگون کی خیرخواہی مین میرا باپ بے قصور مارا گیا ہے۔ مرتے وقت کلمہ شہادت اوسکی زبان پر تھا۔ مین بھی مسلمان ہون۔ مین نے شہر پناہ کی فصیل مین دروازہ کر دیا ہے اور اوسی سے نکل آیا ہون۔ تم ایک مسلمانکی مدد کرو اور مسلمان کے خون کا بدلہ لو۔ اللہ کی مدد اور برکت کے بھروسہ پر شہر مین داخل ہو جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ شہر کے مالک ہو جاؤ گے۔ جناب ضرار نے اوسکی باتون کو مکر سمجھا اور مارنے اوٹھے مگر حضرت مقداد نے اونہین روک لیا۔

روایت ہے کہ حضرت مقداد نے جناب ضرار سے کہا کہ ہین ہین کیا کرتے ہو جلدی نہ کرو۔ رات کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خواب مین اسی لڑکے کے ساتھہ نظر آے تھے۔ اسکی کمر مین ایک کمربند چمڑہ کا تھا جسمین چاندی کی کڑیان تھین۔ اسکی کمر ٹٹولکے دیکھو۔ دیکھا گیا تو وہ ہی کمربند تھا۔ لڑکے نے اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمداً رسول اللہ پڑہا۔ سُنتے ہی حضرت مقداد اور ضرار دونون نے بڑھکے لڑکے سے مصافحہ کیا اور پیار سے گلے لگا لیا۔ تمام صحابہ یہ حال سُنکر خوش ہو گئے۔ پھر مقداد اور ضرار وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوے۔ اکتالیسون بزرگوار اوسکے ساتھہ ہو لئے۔ وہ لڑکا اون کے آگے آگے چلا۔ ایسے آہستہ آہستہ اور دبے پاؤن جاتے تھے کہ خود بھی اپنی آہٹ آپ نہین سُن سکتے تھے۔ رات کی اوسی تاریکی مین نقب کے مُنہ پر پہونچگئے۔ اوسے زیادہ کشادہ کر لیا تاکہ گھوڑے بھی اندر چلے جائین۔ غرضکہ اندر داخل ہو کے پہر اوسے مٹی اور پتھر سے بند کر کے بے معلوم کر دیا اور حکیم کے

گھر مین پہونچکے چھپ رہے۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حکیم کے رشتہ دارون مین اسّی مرد تھے وہ سب بہی حکیم کے مارے جانے کے باعث بادشاہ سے بددل ہوگئے تھے۔ وہ لڑکا اونکے پاس گیا اور اس حال سے اونہین آگاہ کیا۔ وہ بہی صحابہ سے آملے۔ جب صبح ہوئی تو شہر والے سب بادشاہ کو مدد دینے کے لئے باہر نکلگئے اندر سوائے عورتون اور لڑکون کے مرد کے نام سے کوئی نرہا۔ ہامرک معہ اپنے لشکر اور ان سب لوگون کے صحابہ کے مقام پر پہونچا وہان کسیکو بہی نہ پایا۔ سمجھے کہ مسلمان بہاگ گئے۔

ادہر مردون کے باہر نکلتے ہی حکیم کے بیٹے اور رشتہ دارون نے دمیاط کا دروازہ بند کرلیا۔ اپنا پہرا وہان بٹہا دیا۔ مسلمان تکبیر و تہلیل کے نعرے مارتے ہوے شہر مین گئے اور اوسے اپنے قبضہ مین کرلیا۔ شہر کو حکیم کے لڑکے اور اوسکے رشتہ دارون کے سپرد کرکے صحابہ باب التراخیم یعنی باب الجہاد سے باہر نکلے۔ ہامرک نے اونہین شہر سے نکلتے جو دیکہا تو سمجہہ گیا کہ گہر ہاتہہ سے گیا۔ تمام امرا اور شہر والون کو بہی یہ بات نہایت شاق گذری۔

ہامرک اور اوسکے بیٹے شطا نے لڑنے کی تیاریان کین۔ شطا نہایت عقیل زیرک۔ اور اپنے دین کا عالم تہا۔ وہ ہمیشہ راہبون کی صحبت مین رہتا تہا۔ اوسنے نہ کبہی شراب پی تہی نہ سؤر کا گوشت کہایا تہا نہ کسی تصویر کو سجدہ کیا نہ صلیب کو بوسہ دیا نہ کبہی حرام کا مرتکب ہوا۔ چاہتا تہا کہ ایک صومعہ بناکے اکیلا اوسمین رہا کرون۔ شطا اکثر آنحضرت صلعم کا ذکر بہی کیا کرتا تہا۔ جب صحابہ سے

آنکے سامنا پڑا تو وہ اپنے باپ کی دائین جانب کھڑا تھا اور صحابہ کی طرف تاک تاک کے دیکھہ رہا تھا کہ یکایک خدا نے اوسکے دلکی آنکھین کھولدین - دیکھا کہ آسمان سے اونکی تائید ہوتی ہے اور نور برستا ہے اور اپنی طرف اوسکی ظلمت وتاریکی وہزیمت وپریشانی ڈہلتی ہوئی معلوم ہوئی - یکایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکے زین پر جہک پڑا - باپ نے دوڑکے پکڑلیا کہ کہین زمین پر نہ گر پڑے جب شطا ہوش مین آیا - باپ نے پوچھا - بٹیا کیا معاملہ ہے - شطا نے جواب دیا -

سایۂ بالاے آن سرو از سر من کم مباد	زانکہ بر من رحمتے از عالم بالاست این

اے باپ - اصل حقیقت مجھپر منکشف ہوگئی جسکے صدمہ نے مجھے بیہوش کردیا ہے - ابّا - تم ناحق پر ہو اور خدا ان عربون کی تائید پر ہے - مین بہت سے لوگ سبز پوش زرد نشان ہاتھون مین لئے ابلق گہوڑون پر سوار چارونطرف سے انکے پاس آتے دیکہتا ہون کہ نور اونکے چہرون سے چمکتا ہے - مین نے کہا یہ کون لوگ ہین - ایک طرف سے آواز آئی کہ یہ لشکر شہدا ہے جو خدا کی راہ مین مارے گئے تھے - دوسری طرف حورین آغوش کہولے منتظر کہڑی ہین کہ عربون کے مقتولون کی روحون کو اپنے گلے سے لگاکے بہشت مین لیجائین اے باپ میرے مین اچہی طرح اس سامان کو دیکہتا ہون اور تجھے بالکل نظر نہین آتا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق زمین وآسمان کو صرف میری ہدایت منظور ہے اور تجھے جواب دیدیا گیا - اسی غم نے مجھے آپے سے باہر کردیا - مجھے نہین ہوسکتا کہ اب آنکھون سے دیکھکے جیتی مکھی نگلون - لاالہ الا اللہ

محمد رسول اللہ - مین اس گمراہی مین رہنا پسند نہین کرتا اونمین جاکر ملا جاتا ہون -

قرعۂ بندگی خویش بہ نامم زدہ اند	این سعادت عجب واین چہ مبارک فالیست

پھر کہا اے لوگو تم مین سے جو میرا ساتھہ دینا چاہتا ہو وہ میرے ساتھہ چلے - ایکہزار آدمی بے چون وچرا اوسکے ہمراہ ہولئے - شطا معہ اونکے مسلمانون سے جا ملا - مسلمانون نے بہی اون سبکو مبارکباد دیکر اپنے گلون سے لگالیا - ہامرک نے جب یہ کیفیت دیکہی کہ بیٹے نے پیش قدمی کی تو آواز بلند پکارا -

شد عمر دنا تمامیم ہنوز ؟	صد بار بسو ختیم وخامیم ہنوز

اے لوگو - شطا بڑا عالم وعاقل تہا اوسنے بغیر سوچے سمجھے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا - اب مین بہی اودہر ہی جاتا ہون اتنا کہکے کلمۂ شہادت پڑہا اور لشکر اسلام مین داخل ہوگیا - اوسکی اولاد - رشتہ دارون - اراکین سلطنت اور سردارون مین بہی صلاح ہوئی کہ حق مسلمانون کی طرف ہے ہمکو بہی بادشاہ وشہزادہ کی تبعیت لازم ہے چنانچہ وہ بہی دین مسیحی ترک کرکے مسلمان ہوگئے - اب شہر کے دروازے کہولدئے گئے اور سب شہر مین آئے - وہان جو ایمان لایا اوسے اوسکی حالت پر چہوڑدیا اور جس نے انکار کیا اوسپر مذہب کی خاطر کوئی جبر نہین کیا گیا - اوس سے کہدیا کہ جزیہ دو تو ہماری عملداری مین مزے سے رہو اور یہ بہی منظور نہو تو تمہین جدہر خدا لیجاے چلے جاؤ - چنانچہ بہت سے لوگ دیہات وجزایر مین جا بسے - مقداد نے حکیم کے گہر پر جہان سے شہر مین داخل ہوے تہے ایک بہاٹک شہر پناہ کا بنایا اور اوسکا نام حکیم کے بیٹے کے نام پر باب الیسیم رکہا -

یزید بن عامر مسائل دین سکھانیکے لئے دمیاط مین چھوڑے گئے اور باقی صحابہ اسکندریہ مین جناب عمرو بن العاص کے پاس چلے آئے - وہ وہان کا حال سُنکر نہایت خوش ہوے -

ان سب حالات کا عریضہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت مین عامر بن لوی کے ہاتھہ بھیجا گیا - ہمارے حضور نے اسکندریہ - رشید - لوزہ - دمنہور - بحیرہ - اور دمیاط کی فتح کی خبر پاکے خدا کا شکر ادا کیا -

نصر بن مسروق سے روایت ہے کہ ہامرک نے شطا سے کہا - اے بیٹا خدا نے ہمین گمراہی کی تاریکی سے نکال کے دوزخ سے بچایا جزیرۂ تینس یہان سے بہت نزدیک ہے بغیر کشتیون کے کوئی وہان نہین پہونچ سکتا - آؤ ہم تم ملکے اوسے فتح کرلین کچھہ تو اپنے دین کی خیر خواہی چاہیئے - ترکیب یہ ہے کہ وہان کے حاکم اباثوب کو لکھا جاے کہ ہمارا دین اختیار کرو اگر وہ مان لی تو فبہا ورنہ اوس سے چلکے لڑائی ٹھان دو شطا نے جواب دیا - مین آپ کا ایلچی بنکے جاتا ہون مجھے خط لکھدیجئے -

جزیرۂ تینس کی فتح کا حال

شطا نے اپنے چار آدمی ساتھہ لیکر وہان جانے کا ارادہ کیا - یزید بن عامر نے کہا کہ تم لوگ نو مسلم ہو اگر وہان کسینے تمہارے مذہب کی نسبت تم سے کچھہ دریافت کیا اور تم اوسکا جواب کما حقہ نہ دے سکے تو مشکل ہوگی اس لئے مجھ بھی اپنے ہمراہ لیچلو چنانچہ شطا نے اونکو بھی لے لیا - جب یہ لوگ ساحل پر

پہونچے تو وہان کشتیان حاکم تنیس کی متعین تہین - کشتی والون نے اونکے ساتھہ ایک عرب کو دیکھکر پوچھا - تم کون ہو شطا نے جواب دیا مین شطا شاہ دسیاط کا بٹیا ہون اور یہ صاحب میرے ساتھہ رسول عربی کے صحابہ مین سے ہین - ہم اونکے ایلچی بنکے تم لوگون کے پاس آئے ہین - کشتی والون نے اپنا ایک آدمی ابی ثوب حاکم جزیرۂ تنیس کے پاس بہیجا اور اجازت طلب کی - اوسکا جواب آنے کے بعد یہ چہ تن صاحب ایک چہوٹی کشتی مین سوار ہو کے جزیرہ کے گہاٹ پر پہونچے - وہان ابوثوب کے گہوڑے اونکے لیجانے کو متعین تہے - کشتی سے اوترکے شطا نے اون گہوڑون پر سوار ہونا چاہا مگر یزید بن عامر نے انکار کردیا - آخر سب پیدل ابوثوب کے محل پر پہونچے - اندر آنے کی اجازت طلب کی بلائے جانے پر کیا دیکہتے ہین کہ ابوثوب بڑی دبدبہ اور تجمل سے تخت شاہانہ پر بیٹہا ہے اور حجاب و امرائے دولت سامنے کہڑے ہین - ان لوگون کے نمودار ہوتے ہی ابوثوب نے سلام کرنے مین سبقت کی - یزید بن عامر نے جواب دیا "السلام علی من اتبع الہدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی" یعنی جو راہ کی بات مانے اوسپر سلامتی ہو ہمکو حکم ہوا ہے کہ جو تمہین جہٹلائیگا اور تمہاری بات سے منہ پہیریگا اوسکے لئے عذاب ہے -

واضح ہو کہ ابوثوب مرزبین عریش کے عربون مین سے تہا - جو رشتہ دار تہی عرب متنصرۂ غسان اور جبلہ بن الایہم کے - وہ صاحب مال و عیال بہی تہا - جب مسلمان ملک شام پر قابض ہو گئے اور رومیون کو ذلیل کردیا تو وہ بہاگ

ہرقل کے پاس قسطنطنیہ پہونچا - جبلہ بن ایہم بھی معہ اپنے مال اسباب اور لڑکے بالون اور اکابر قوم کے بھاگا - دونون پانی کی راہ جزایر کی طرف چلے ابوثوب اپنے مال اور بھائی بندون کے ساتھہ حقار کی طرف گیا اور عریش و رفح کے درمیان خشکی پر اوترا - وہان اپنا قبضہ کر کے اقامت اختیار کرلی

روایت ہے کہ مقوقس ایک دن معہ اپنے اراکین سلطنت کے شکار کے لئے نکلا تھا - سرزمین عریش پر جو پہونچا تو ایک ہرنی اوسکے سامنے سے بھاگی بادشاہ نے اوسکا تعاقب کیا یہانتک کہ وہ ابی ثوب بن کامل بن صعصعہ کی فرودگاہ تک پہونچی - مقوقس کا گھوڑا تو تھک گیا ہرنی بچ گئی - ابی ثوب اُسوقت اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا دیکھا کہ بادشاہ میرے خیمہ کی طرف آرہا ہے - جلدی کھڑا ہوکر مقوقس کی جانب چلا - بڑی تعظیم و تکریم کی اور اوسکی رکاب پکڑکے اوتارا - گھوڑا اوسکا اپنے غلامون کو سپرد کرکے بادشاہ کو خیمہ مین لیگیا - بڑے تپاک سے بٹھاکے حکم دیا کہ عمدہ و نفیس کھانے تیار کئے جائین - بادشاہ کے ہمراہی اور لشکر بھی وہان پہونچگیا ابوثوب نے سب کی خاطر کی - بڑی بڑی قابین بھر کے کھانا اونکے سامنے رکھا گیا - مقوقس کو معہ اوسکے آدمیون کے تین دن تک ابوثوب نے اپنا مہمان رکھا چوتھے دن بادشاہ سوار ہوگیا - ابوثوب بھی دور تک اوسکے ساتھہ آیا - مقوقس نے ہرچند اوسے واپس کرنا چاہا مگر وہ نمانا یہانتک کہ قسمین دلا دلا کے اوسے پھیرا - اوسکی مہمان نوازی کی بڑی تعریف کرکے اوس سے وعدہ کیا کہ مین ہمیشہ تمہاری مدد کرونگا - مصر مین داخل ہوتے ہی وزیر کو حکم دیا کہ جزیرۂ تنیس کی حکومت کی سند

ابوثوب کے نام لکھدو چنانچہ خلعت کے ساتھہ سند اوسکے پاس بھیجدی گئی
ابوثوب نہایت خوش ہوا - حکومت قبول کرلی اور اپنے متعلقین کے ساتھہ
قرمہ پہونچکے کشتیون پر سوار ہوتینس مین داخل ہوگیا - جب وہان اپنا تسلط
بخوبی بٹہالیا تو اپنے بہائی ابامعینا کو حاکم جزیرۂ صدف دوسرے بہائی ابوشفا کو
حاکم جزیرۂ طیر - اپنے بیٹے مفاض کو حاکم تربوا اور اپنے غلام فینا کو حاکم ابالاج
کردیا - جب ابوثوب کی حکومت بخوبی جم گئی تو اوسکے دماغ مین غرور سمایا اور
سمجھا کہ مین بہی کچھہ ہون یہانتک کہ مسلمان مصر مین آگئے اور مقوقس کو اسطولیس
نے مار ڈالا - جب ابوثوب کو بادشاہ کے قتل کا حال معلوم ہوا تو وہ خراج دینا موقوف
کردیا جو مقوقس کو بہیجا کرتا تہا - خود کو جزیرہ مین دیکہکے جہان سمندر کی خوف سے
ہر ایک کا پہونچنا مشکل تہا اور بہی اکڑ گیا اور خود مختاری کی بو نے دماغ کو عرش پر
پہونچا دیا - نوبت بانیجا رسید کہ مسلمان مصر و اسکندریہ کے مالک ہوگئے -
ہاحرک معہ متعلقین کے اسلام لایا اور یزید بن عامر ابوثوب کے پاس پہونچے
او سنے مسلمانون سے بہی بوجہ اپنے غرور کے کج ادائی کی اور اونکی طرف آنکہہ
اوٹہا کے بہی نہ دیکہا - اوسکے درباریون کی ہمت نہ ہوئی کہ ان لوگون کو بیٹہنے
کی اجازت دے - حضرت یزید بن عامر نے یہ حال دیکہکے فرمایا "زمین اللہ
کی ہے جسے چاہے اوسکا وارث کردے اپنے بندون مین سے خدا سے ڈرنے
والون کا انجام بہلا ہوتا ہے" یہ کہکر خود ہی بیٹہگئے - شطا اونکے پاس جا بیٹہا -
یزید بن عامر نے دیکہا کہ ابوثوب کا تخت سونے کا ہے - جسمین ایک چبوترے
کے درخت کے تلے جناب مریم کی تصویر بنی تہی اور مسیح اوسکی گود مین بیٹہے

تھے - یہ دیکھکر آپنے فرمایا پھر اوسے آواز دی اوسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا تیری رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ پیدا کردیا ہے اور اس کھجور کے درخت کو ہلا اوس سے پکے چھوہارے تیرے آگے گرپڑینگے پس تو کھا اور پی اور دل اپنا ٹھنڈا رکھہ - مین اللہ کا بندہ ہون اوسنے مجھے اپنی کتاب دی اور اپنا نبی بنایا اور برکت والا کیا اور جب تک مین زندہ رہون مجھے نماز اور زکواۃ کی تاکید اور اپنی مان سے سلوک کرنیکا حکم دیا ہے - اور مجھے بدبخت وظالم نہین بنایا ہے اور جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مرونگا اور جسدن جی کے اوٹھہ کھڑا ہون مجھپر سلام ہے" یہ کلام سنتے ہی ابوثوب کا رنگ فق ہوگیا اور مُنہ پر ہوائیان اوڑنے لگین - جب یزید یہ آیتین پڑہ چکے تو ابوثوب اونکی طرف مخاطب ہوا - اور غضب وغصہ سے بولا کہ یہ کلام جو تمنے کہا کسکا ہے - جناب یزید رضی اللہ عنہ بولے - جناب باری تعالے عزّ اسمہ کا - جو اوسنے اپنے نبی محمد صلعم پر اُتارا ہے - اوسکے عجائبات نہین مٹ سکتے نہ اوسکے کلمات بدل سکتے ہین - اوسکی آیات کا مثل ممکن نہین - اللہ غالب وبزرگ نے ہمین خبر دی ہے کہ عیسٰی نے حق معلوم کیا اور حق فرمایا وہ بیشک بندہ اللہ کے ہین نہ یہ کہ اوسکے بیٹے ہون - اونہین اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کا اوسی طرح حکم تہا جیسے ہم لوگون کو ہے - وہ خود اس بات کے مقر تہے کہ میری مال مین خدا کا حق ہے - اگر خدا کے ساتھہ مسیح بہی معبود ہوتے تو دونون خواہشون والے ہوتے اور دونون مین ابہی تک کبہی کا اختلاف پڑگیا ہوتا - اے ابوثوب تو سمجھہ اور غور کرکہ دنیا کی ہر شے اوسکی وحدانیت کی گواہ ہے -

	ہر گیاہیکہ از زمین روید ؛ ؛ ؛		وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید	

ابوثوب نے یزید بن عامر سے کہا۔ تحقیق تم لوگ دھوکے مین آگئے ہو۔ تم جھونٹ پر متفق ہوگئے ہو اور دریاے گمراہی مین غرق ہو۔ یزید بن عامر نے جواب دیا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون گمراہ اور کاذب ہے خدا کی ذات مین شریک کرنے والا تو کبھی سیدہے رستہ پر ہو ہی نہین سکتا۔ اے لوگو۔ کیا تم مین کوئی ایسا نہین جو میری باتون کی تہ کو پہونچے اور عبرت حاصل کرے۔ کیا تم سے نہین ہو سکتا کہ خدا کو وحدہ لاشریک جانو۔ مسیح نے ہمارے نبی کی خبر پہلے سے دے رکھی تھی۔ کیسا نبی۔

آن سرو بالا کیست آن کز وصف اولا لست زبان
در عشق او دیوانہ شد ہم ترک و تاجیک و عرب

تمنے ہمارے نبی صلعم کے بہت سے معجزے بھی سُنے ہونگے۔ اونہون نے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اون سے سو سمارہ پتھر اور اونٹ نے باتین کین درخت بھی تو اونکے بلانے سے چلا آیا۔

حضرت یزید بن عامر کی ایسی ایسی باتین سُنکر ابوثوب کو سناٹا آگیا اور زبان بیکار ہوگئی۔ کوئی بات نہ بن پڑی خاموش رہگیا۔ صرف یہ کہا کہ مین نے تمہارے نبی کے سب کام سُنے ہین مگر جادو بھی تو قدیم سے چلا آتا ہے۔ جناب یزید بن عامر نے فرمایا۔ استغفر اللہ۔ جادو چہ معنی دارد۔ اونکے غلامون مین بھی بہت سے ایسے ہین کہ اسوقت جو مُنہ سے نکالین فوراً ہو جاے۔ ابوثوب نے کہا اچھا مینہ برسے۔ حضرت یزید نے دعا کی "یا الہ العالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اپنی قدرت اسے بھی دکھا دے"۔ یکایک ابر نمودار

ہوا۔ بجلی چمکنے لگی۔ ایک دن ایک رات وہ دھوان دھار بارش ہوئی کہ جل تھل بہر گئے۔ زمین سے آسمان تک عالم آب معلوم ہوتا تھا اور اوس سال کی خشک سالی اور قحط کی ساری شکایتین رفع ہوگئین۔ ابوثوب کی زراعت اور باغات بھی جو پانی نہ برسنے سے سوکھے جاتے تھے سیراب و سرسبز ہو گئے۔ دوسرے دن یزید بن عامر پھر اوسکے پاس آئے اور فرمایا تو نے خدا کی قدرت دیکھی اور یہ بھی سمجھ لیا کہ وہ آنحضرت صلعم کے طفیل سے کیسی کیسی دعائین قبول کرلیتا ہی۔ کہو اب تیرا کیا قصد ہے۔ ابوثوب مسلمان ہوگیا اور کہا کہ مین اِس جزیرہ کے لوگون اور اپنے اہل وعیال کو بھی دعوت اسلام دونگا۔ کنیسے منہدم کرا کے مسجدین تعمیر کراؤنگا اور لوگون کو نیک کام کرنیکی ہدایت اور بد کامون سے باز رکھونگا یزید بن عامر بولے۔ یہ تیری سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ خدا اسکا تجھے نیک اجر دیگا۔

او معصیت را از کرم طاعت کند در روز حشر	رحمت کند بر عاصئی کو شد سزاوار غضب

اگر تو نے نفاق اور خلاف کیا تو اللہ تیری گھات مین رہیگا۔ اب یزید اور شطا اور اوسکے غلام ہامرک شاہ دمیاط کے پاس واپس چلے آئے اور تینون کا سب حال اوس سے بیان کردیا۔ ہامرک بولا۔ قسم ہے خدا کی اوسنے تمہارے ساتھ بڑا فریب کیا وہ ہرگز اسلام نہین لایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے دن بھی نہین گذرنے پائے تھے جو یہ خبر آئی کہ ابوثوب نے جزایر سمینہ۔ ابیینا اور ابی سلوہ سے مدد منگا کے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ حال معلوم ہوتے ہی ہامرک نے شطا کو بلوس۔

دمیرہ - اشمون کی طرف جو اوسکے قبضہ مین تھے بھیجا اور ہر جگہہ سے فوج بھرتی کئے جانے کا حکم جاری کردیا - دمیاط کے باہر قبلہ رخ پورب کی طرف خیمے پڑ گئے اور لشکر جمع ہونے لگا - صحابہ نے عمرو بن العاص کو مدد کے لئے لکھا - اونہون نے ہلال بن اوس اور صفوان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کو بادیہ اعراب اور وادی القریٰ کے ایکہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا -

ابوثوب کے پاس ۲۰ ہزار پیدل اور ۵ سو سوار قبطی اور عرب متنصرہ کے جمع ہوگئے - وہ دمیاط پر حملہ کرنے چلا - مسلمانون کے سامنے صف بندی کرلی - ادہر سے شطا بن ہامرک لڑنے نکلا - اوسنے بہت سے دلیر اور بہادر مخالفین کو مارے - دن بھر اوسی شجاعت وہمت سے لڑتا رہا یہانتک کہ لڑائی ختم ہوئی اور اندہیرے مین دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ مین پہونچے - شطا رات بھر عبادت الٰہی مین مشغول رہا - پلک سے پلک نہین جھپکائی - خواب مین معلوم ہوا کہ اسی لڑائی مین اپنا خاتمہ ہے - اوٹھکر باپ سے سارا حال بیان کیا - ہامرک نے کہا کہ یہ خواب پریشان ہین انکا خیال نہ کرو - اتنے مین صبح ہوئی اور لوگ لڑنے کے لئے تیار ہوگئے - شطا نے بھی اپنے عزیزون کو ساتھہ لیا اور لڑائی کے لئے تیار ہوے - ہامرک لپٹ گیا اور کہا -

دل راز چاک سینہ توانم برون کنم		غم راز دل برون نتوان کرد چون کنم

اے بٹیا - مجھے تیری مفارقت گوارا نہین تو میدان کو نہ جا مگر شطا نہ مانے اور کہا -

دامن دشت ہو غربت مین کفن بعد فنا		ماں کا بیٹا لہ میری میت کو اوٹھانے آے

پھر گھوڑا کو دابرو گاہ مین پہونچے - اُدہر سے ایک سوار مقابل ہوا - شطا نے

ایک ہی ضرب مین اوس ملعون کو داخل جہنم کیا - او سکے بعد دو اور نکلے - اون دونون کو بھی اوسنے ٹھکانے لگایا - اونکے بعد دو اور قتل کئے اور برابر جہاد مین کوشش کرتے رہے یہانتک کہ بارہ سوارون کو واصل جہنم کیا - ابوثوب سے صبر نہو سکا اور خود سامنے آکر ڈٹا ہوا اور کہا اے لڑکے تونے سچے دین کو کیون چھوڑ دیا - تحقیق تجھپر مسلمانون کا جادو کام کر گیا ہے - شطا اوسکا یہ کلام سُنکے غضبناک ہو گیا اور بولا اے مردود - بکتا کیا ہے - دین اسلام ہی سچا ہے جس پر ابراہیمؑ و موسیٰؑ تھے - اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ چیز دکھا دی ہے جو اوسنے میرے لئے مہیا کر رکھی ہے - ابوثوب نے یہ سُنکر اوسپر حملہ کیا اور اپنا نیزہ اوسکی طرف بڑھایا - شطا نے دل مضبوط کر کے مقابلہ کیا - دونون تین گھنٹے برابر لڑتے رہے یہانتک کہ دھوپ اور گرمی نے شطا کو بہت ستایا - تمازت آفتاب سے پیاس لگنے لگی - خداوند کریم نے رحم کر کے اوسیوقت اوسکے مراتب عالی اوسے دکھا دیئے یعنی ایک نفیس گنبد مین ایک حور کو پانی کا کٹورہ لبریز ہاتھ مین لئے کھڑا دیکھا جو پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے "اے پیارے میرے ہاتھ مین تیری پیاس بجھانے کو وہ پانی ہے جسے پی کے کوئی بدبخت نہین رہ سکتا - نہ وہ کبھی بڈھا اور بیمار ہو گا نہ مرے گا - ساری مصیبتین اوسکے سر سے ٹلجائینگی - پیارے للہ تو مجھتک پہونچ جا" شطا یہ حال دیکھکے چلّا اوٹھے -

باغبانم نہ دہد رہ بہ گلستان واقف	چشم بر خرمنہ و دیوار ندارم چہ کنم

اللہ اکبر - میرے پروردگار نے مجھے وہ چیز دکھلادی جو میری حیثیت سے باہر ہے اور مین اپنے کو اوسکے قابل نہین سمجھتا - اے ابوثوب مین اپنی آنکھونکے سامنے

اسوقت یہ یہ سامانِ عیش دیکھہ رہا ہون - ابوثوب اونکی باتین سنکے ہنسا اور حملہ کیا پہلے سے بہی زیادہ غٹ پٹ ہوئی - ناگاہ ابوثوب کا نیزہ شطا کی پشت سے باہر نکل گیا اور وہ زمین پر مُردہ ہوکر گر پڑے - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

جب ہامرک نے بیٹے کو شہید ہوتے دیکھا تو صبر و قرار نہ رہا - اوسنے اور اوسکے ہمراہیون نے ابوثوب پر ایک ساتہہ حملہ کردیا - دونون فوجین گتھ گئین - کثرت گرد و غبار سے روز روشن رات کی طرح تیرہ و تار ہوگیا - آخر ہامرک کا لشکر شکست کہاکے دمیاط کی طرف بہاگا - ابوثوب کو امید ہوئی کہ اب مسلمان میرے قبضہ مین ہین - اتنے مین کیا دیکہتے ہین کہ مسلمان نشان کہولے تکبیر و تہلیل کے نعرے مارتے اپنے ہزیمت خوردہ بہائیون کی مدد کو چلے آتے ہین - ہلال بن اوس اور صفوان بن ربیعہ سبکے آگے آگے تہے - اونہین آتی دیکہکے ہامرک اور اوسکے ساتہیونکی ہمت بندہی بہاگتی ہوئی پہر پڑی ایکطرف تو یہ تہے اور دوسری طرف سے ہلال بن اوس اور صفوان بن ربیعہ کے لشکر نے آڑے ہاتہون لیا - دشمنان اسلام کے سر تن سے برابر گرنے لگے - ابوثوب حیران و پریشان کہڑا رہگیا - ناگاہ یزید بن عامر نے اوسکے پاس آکے کہا - اے اپنی جان کے دشمن - تونے میرا کہنا نہ مانا اور دغا کی - جسکا یہ نتیجہ بہگت - اتنا کہکے اوسے گرفتار کرلیا اور ذلت سے گہسیٹ کے لیچلے - ایک شور مچا کہ ابوثوب گرفتار ہوگیا - یہ سُنکے اوسکے ساتہی قضا و قدر پر بہروسا کرکے لڑائی پر پہر جہک پڑے - بہت سے مارے گئے بہت سے گرفتار ہوے اور کچہہ بچہا چہوڑا کی بہاگے - اودہر حاکم ابومینا - ابوشفا - حاکم ورنا اور سمینا کو

لوگون نے گرفتار کرلیا - اب لڑائی خاک مین ملگئی - مسلمان ہامرک کے پاس آے اور اونکو مبارکباد دی سلامتی اور فتح کی - پھر سب نے تعزیت کی شطا کی - ہامرک نے کہا کہ مین اللہ بزرگ وغالب سے شطا کے لئے اجر نیک وثواب کی امید رکھتا ہون مینے صبر کیا اسپر جو خدا کا حکم ہے - یزید بن عامر نے کہا کہ ای ہامرک بہشت مین چند ایسے عمدہ اور عالی مقام ہین کہ وہان تک سواے صابرون کے اور کوئی نہین پہونچ سکتا - اللہ بزرگ وبرتر اپنی مقدس کتاب مین فرماتا ہے کہ اے محمد صلعم تم میری طرف سے صبر کرنے والونکو خوش خبری سُنادو اور شاباشی دے دو کیونکہ صابر ہی لوگ راہ پر ہین اور اونہین پر مین مہربان ہون جب اون پر کوئی مصیبت آتی ہے تو خوشی سے کہہ دیتے ہین کہ ہم اللہ کا مال ہین اور ہمین اوسیکی طرف پھر جانا ہے -

مسلمانون نے شطا کو اونہین کپڑون مین دفن کیا جنمین وہ پہنچ شہید ہوا تھا - اسکے ساتھہ سب مسلمان شہید بھی دفن کئے گئے - باقی دن اور ساری رات مسلمانون نے اپنے خیمون مین گذاری - علی الصباح ہامرک یزید بن عامر کے خیمہ مین آیا اور بیان کیا کہ رات کو مین نے شطا کو خواب مین دیکھا وہ اوسی گنبد مین تھا - جسے اوسنے خواب مین دیکھا تھا - ایک حور اوسکے سامنے بیٹھی تھی - مین نے پوچھا بیٹا اب تیری کیا حالت ہے - بولا - خُداوند کریم نے مجھپر وہ وہ عنایتین کی ہین جنکا بیان مجھہ سے نہین ہوسکتا نہ اونکا شکریہ میرے امکان مین ہے - مجھے خاص اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت مین رکھا ہے - یہ سب اوس ناچیز

خدمت کا صلہ ہے جو اسلام کی دنیا مین مجھہ سے بن آئی - تم بھی ہر وقت اس خدا کے پیارے مذہب کی خدمت مین کمربستہ رہنا اور مسلمانون پر میری حالت ظاہر کرکے ہدایت کرتے رہنا"

جناب شطا رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد نصف شعبان کی شب تھی - اوس شبکو اونکے مزار پر انوار کی زیارت بڑے دھوم دھام سے ہوتی ہے اور عید سے زیادہ رونق ہوجاتی ہے - لوگ اوس مزار سے فیض پاتے ہین اور حاجتمندون کی مرادین بر آتی ہین -

ہلال بن اَوس نے ابوثوب کو اپنے پاس بُلاکے کہا - مسلمان ہو - وہ اسلام لے آیا - پھر اور قیدیونکو بلاکے یہی ہدایت کی اونمین سے جو مسلمان ہوے اونکی عزت و آبرو کی گئی اور جسنے انکار کیا اوسپر آئندہ سال سے جزیہ مقرر ہوا - پھر سب کشتیون مین سوار ہوکے تنیس مین آے اور وہان اونکے ایک کنیسہ کو جامع مسجد بنایا - باقی اور سب جزیرون مین بھی ایسا ہی کیا گیا - ابوثوب نے اپنے اور اپنی قوم کے مال مین سے خمس نکال کے عمرو بن العاص کی خدمت مین روانہ کی اور اون لوگونکا مال بھی ساتھہ کردیا جو حالت کفر مین مارے گئے تھے -

جب حضرت ہلال بن اَوس رضی اللہ عنہ نے جزیرون اور وہان کے لوگون کے انتظام سے فرصت پائی تو آپ جزیرہ تنیس کے باہر ایک سُرخ ٹیلہ پر اوترے - تمام لشکر کو بھی وہین جمع کرلیا - ہامرک آیا اور کہا اے سرداراب ہم ہر طرف سے نڈر اور بےخوف ہوگئے ہین مگر قلعہ مدینہ کے

لوگ بڑے سرکش اور فسادی ہین اونکا تدارک بہی ہوجاتا تو اچہا تہا۔

قلعہ مدینہ اور بلقارہ پر صلح سے قبضہ ہوگیا

ہلال بن اوس نے جواب دیا کہ مجہے اب کوئی تمہارا ستانے والا نظر نہین آتا اگر اس قلعہ کی شکایت کرتے ہو تو چلو اوس سے بہی نبٹ لین چنانچہ سارے لشکر کو حکم دیا گیا کہ عنان عزیمت کو قلعہ مذکورہ کی طرف منعطف کردو۔ یہ جزیرہ گذرگاہ تنیس پر پورب کیطرف قریب ہی تہا۔ حاکم وہانکا صامت بن حردہ تہا۔ آل مرواس سے۔ اوس قلعہ کے محاصرہ کے ارادہ سے مسلمان روانہ ہوے۔ قریب کے سامنے آکر صامت نے مسلمانون کو دیکہا اور اپنے لوگون سے کہا کہ ان کی طرف تیر چلاؤ۔ قلعہ مین ایک ہزار سے زیادہ تیرانداز تہے۔ پس ایکہزار تیر ایک ساتہہ ہوا مین اوڑتے ہوے مسلمانون کی طرف آے اسلئے عربون نے اس قلعہ کا نام "الف رمی"۔ رکہا ہے۔ بیس دن تک مسلمان اوسکے محاصرہ پر پڑے رہے مگر کچہنہوا آخر عمرو بن العاص کو مدد کے لئے لکہا گیا۔ وہان سے مقداد بن اسود الکندی پانچ سو سواران عرب اور تین ہزار قبطی مسلمانون کے ساتہہ روانہ کئے گئے۔ جب صامت بن مرہ (حردہ) نے یہ حال دیکہا تو اپنا کوئی مددگار اور حامی نہ دیکہکے صلح کرلی۔ چار ہزار دینار۔ چار سو اونٹنی اور ایک ہزار بکریان نذر کین۔ ایک سال کی مہلت لی کہ یا تو اگلے برس مین مسلمان ہوجاؤنگا یا قلعہ تمہین سپرد کرکے اپنے بال بچون سمیت کسیطرف چلدونگا۔

جناب مقداد نے وہ مال عمرو بن العاص کے پاس بھیجدیا اور خود معہ ہلال بن اوس و لشکر اسلام کے بلقارہ پہونچے - وہان ایک شخص باقرین نام عرب متنصرہ سے حاکم تہا - وہ اور اوسکے سب ساتہی مسلمان ہوگئے -

صلح قصر مشید اور واردہ اور عریش کے ساتہہ

قصر مشید والون نے بہی بے چون وچرا صلح کرلی - وہان سے واردہ کی طرف کوچ ہوا اور خیر سے صلح ہوگئی - پہر عریش پہونچے - وہان بہی صلح پر فیصلہ ہوا - الحمد للہ -

جناب واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب امین الامتہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بلاد شام کو فتح کرلیا اور جناب عمرو بن العاص - حضرت خالد بن ولید اور جناب عبد اللہ یوقنا نے بلاد مصر و اسکندریہ و دمیاط اور جزایر وغیرہ پر قبضہ کرلیا تو خلافت حضرت فاروق اعظم کے صرف ساڑہے چار برس گذرے تہے -

جناب عمرو بن العاص نے دربار دربار فلک اقتدار خلافت مین فتح کی خوش خبری بہیجی - حضور فاروق اعظم نے خدا کا شکر ادا کیا اور جناب امین الامتہ کو لکہا کہ اب لشکر ظفر پیکر اسلام کو ارض ربیعتہ الفرس اور دیار بکر کی طرف لیجاؤ - چنانچہ اسکی تعمیل بہی بسر و چشم کی گئی -

تین عظیم الشان سلطنتون یعنی شام وایران ومصر کا اتنے تھوڑے سے زمانہ مین فتح ہوجانا مندرج کتاب ہوچکا ہے۔ اس سے ہمارا مطلب یہ تہا کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیش بہا اور مبارک زمانہ مین جو وسعت اسلام کی سلطنت کو حاصل ہوئی وہ ناظرین کو معلوم ہوجاے تمام دنیا اس بے نظیر اور بے مثل زمانہ کے اقبال اور روشنی کو حیرت اور تعجب کی نظرسے دیکہتی ہے اور کہتی ہے کہ کیا سے کیا ہوگیا اور کیسے ہوگیا۔ جب فتوحات کی وسعت اور وقت کی قلت پر نگاہ پڑتی ہے تو انگشت بدندان ہوجانا پڑتا ہے کہ خدا نے چھپر پہاڑ کے دیا۔ روس سی زبردست سلطنت دوسال کامل بالشت بہر کے جاپان سے ۱۹۰۵ء مین اوجہتی رہی مگر کچہہ نہو سکا اور صحرائی عربون نے سات آٹہہ برس کے قلیل عرصہ مین ملک کے ملک خالی کرالئے۔ یورپ کے سب بڑے بڑے مورخون نے لکہا ہے کہ فتوحات کی اس تیز رفتاری کا خیال بہی دل مین لانا مشکل ہے۔ اہل رومانے جس سلطنت کو صدیون مین بنایا اور حاصل کیا تہا اوسے ہم کمبختون کے اسلاف نے مہینون اور برسون مین فتح کرلیا۔ حق یہ ہے کہ ہمارے اس بے مثل مدبر۔ عدیم النظیر منتظم کے اعلیٰ درجہ مین ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ اوسکی ملک گیری۔ ملکداری اور کامیابیون کے حالات پر آج کل کے پولیٹشن بہی حیران وششدر ہین۔ ان سے آگے اگر ان کم نصیب مسلمانون کو کوئی بڑے سے بڑا عروج اور اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی حاصل ہوئی بہی ہے تو وہ انہین زبردست اور مضبوط ہاتہون کی

بنیاد پر مبنی تھی جو ایسے لایق و فایق انجنیر نے خوب سوچ بچار اور سمجھ بوجھ کے کمال شائستگی اور حُسن تدبیر سے رکھی تھی گو اوسکی بالائی عمارت ہم نالائقون کے باہمی بغض و عناد اور آپسکے نفاق اور بین بین تو تو سے گر گئی ہے مگر اون ہاتھون کی بُنیاد کو سخت سے سخت حادثے بھی اوکھاڑ کے نہ پھینک سکے۔

دردا کہ اسیر ننگ و نامیم ہنوز		در گفت و شنود خاص و عامیم ہنوز

رسّی جل گئی ہے مگر زبردست آندھیون اور دھوان دھار بارشون نے بھی اوسکی بل کو نہ مٹا پایا۔ اب بھی جو یورپ کا مؤرخ اس شکستہ پر اسلام اور خستہ حال شامت کے مارے مسلمانون پر نظر تعمق جما کے ڈالتا ہے تو وہ اسلام کو سوتا ہوا شیر ہی بتاتا ہے لہذا تجربہ کارون کے کہنے سے ہم سے بُزدلے بھی مرد بنکے اوسے ٹھوکر لگائے دیتے ہین۔

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے		اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

فاروقی بنیاد کی پائداری مین وہ استحکام و قیام ہے جس سے البتہ یہ امید پڑتی ہے کہ کسی دشمن کا ہاتھ اوس تک نہ پہونچ سکے گا۔ خدا ایسا ہی کرے۔ آمین۔ اے اسلام کے نام لینے والو۔ تمہارے لئے تمہاری تاریخ سے بڑھکے اور کوئی معلم نہین ہو سکتا تم اپنی تاریخ اور اپنے موجودہ حال سے عبرت حاصل کرو۔

بہ بستان رو کہ از بلبل رموز عشق گیری یاد		بمجلس آئی کز حافظ غزل گفتن بیاموزی

فتوحات کی تفصیل پڑھنے ناظرین کے دلون پر اپنے بزرگان سلف کے

جوش - ہمت - عزم اور استقلال کا قوی اثر پیدا ہوگا مگر واقعات کو فلسفی نظر سے دیکھکر دقیقہ رس مؤرخ ضرور یہ پوچھیگا کہ چند صحرانشینون نے روم وفارس ومصر کا گڑھا گڑھایا ومنہا منہا یا دفتر کیسے غت ربود کردیا - اسکے اسباب کیا تھے اور اسمین مسند آرائے خلافت کا کتنا حصہ تھا -

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ممالک مقبوضہ کا کل رقبہ ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار ۳۰ مربع میل تھا - یعنی مکہ سے شمال کو ایک ہزار چھتیس میل - مشرق کیطرف ایک ہزار ستاسی میل - جنوب کے رخ چار سو تراسی میل اور مغربی سمت جدّہ تک تھی - اس رقبہ مین - عراق - جزیرہ - شام - مصر - فارس - ارمینیہ - آذربائجان - خوزستان - کرمان - خراسان - مکران اور کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا - روم یعنی ایشیاے کوچک پر بھی ۲۰ھ مین حملہ ہوا تھا -

اسباب فتح کی بابت مؤرخین یورپ کی راے ہے کہ اوس وقت مین فارس وروم دونون سلطنتین ادبار پر تھین - خسرو پرویز کے بعد فارس مین کوئی قابل آدمی سلطنت کو سنبھالنے والا نرہا - درباری لوگون نے سازشین کرنا شروع کردی تھین - اونہین کے باعث بادشاہون کا عزل ونصب ہونے لگا تھا - نوبت یہان تک پہونچگئی کہ سال مین دو دو بادشاہ بدلتے تھے اور پھر بھی کام نہ چلتا تھا - نوشیروان سے پہلے فرقۂ مزدکیہ کا بہت زور تھا - یہ لوگ ملحد اور زندیق تھے - نوشیروان نے مارکوٹکے اس مذہب کو دبایا مگر وہ بالکل نیست ونابود نہو سکا - مسلمان جب وہان نازل

ہوے تو اس مذہب کے لوگ اونکے یار اسلئے بنگئے کہ وہ ہمارے مذہب اور عقائد سے تعرّض نہین کرتے۔ نسطورین عیسائیون کو کسی سلطنت مین پناہ نہین ملتی تھی۔ وہ بھی مسلمانون کے سایہ مین آکر اپنے دشمنون کے ظلم وستم سے محفوظ ہوگئے۔ مفت مین اسلام کو ان دو بڑے اور کثیر التعداد فرقون سے معقول مدد ملگئی۔ غرضکہ اس سے ثابت ہوا کہ ہماری مخالف سلطنت کی پریشانی ونفاق پر ہمارا استقلال واتفاق غالب آگیا اور باہمی مین مین تو تو نے ہمیشہ ناؤ ڈبوئی ہے۔

روم کی سلطنت بھی اسلام کے ابتدائی زمانہ مین اپنی قوت کھو چکی تھی۔ مذہب عیسائی کے باہمی اختلافات اوسوقت بڑے زور شور پر تھے جسکو سلطنت کے نظم ونسق مین بہت بڑا دخل تھا لہذا اس اختلاف مذہبی کا اثر سلطنت کے پرخچے اوڑا دیتا تھا۔ یہی سلوک ہمارے مذہبی اختلاف ہمارے ساتھ کرتے رہے ہین۔

اب عرب کی حالت ملاحظہ ہو کہ تمام فوجین جو روم۔ ایران۔ مصر کی فتوحات مین مشغول تھین اونکی میزان کبھی ایک لاکھ تک بھی نہین پہونچی۔ سامان کی موجودگی اور فنون جنگ کی واقفیت کا یہ حال ہے کہ پہلی لڑائی یرموک مین عربون کے پاس زرہ البتہ تھی اور وہ بھی چمڑہ کی۔ رکاب لکڑی کی۔ گھوڑا ہے تو کاٹھی نہین۔ اونٹ ہے تو کجاوہ ندارد۔ اسلحہ مین سے عرب والی گزر و کمند کو جانتے ہی نہ تھے۔ تیر ہوتے تھے لیکن حقیر۔ چھوٹے اور ناچیز یعنی ایرانیون نے جنگ قادسیہ مین جب انکے تیرون کو دیکھا تو او نہین

بڑھیون کے چرخون کے تکلے بتایا تھا۔ پھر بانیٔ اسلام کی تعلیم سے مسلمانونمین اوسوقت جو جوش۔ عزم۔ استقلال۔ ہمت۔ دلیری۔ بلند حوصلگی سماگئی تھی اوسے فاروق اعظم نے صیقل کرکے زیادہ برق دم کردیا تھا۔ فارس وروم کی سلطنتین اونکی ٹکرین اپنے عروج کے زمانہ مین بھی نہین جھیل سکتی تھین ہان۔ انکے ساتھہ چند چیزین اور بھی ایسی ملگئی تھین جنھون نے قیام حکومت مین بہت مدد دی یعنی مسلمانون کی راستبازی و دیانت داری ضرب المثل تھی مفتوحہ ممالک کے لوگ مسلمانون کے ان دونون اوصاف کے عاشق ہوکر باوجود مختلف المذہب ہونے کبھی اسلامی سلطنت کا مٹ جانا نہین چاہتے تھے۔ معرکہ یرموک کے زمانہ مین جب مسلمان شام کے اضلاع سے نکلے ہین تو تمام عیسائیون نے پکار کے کہا تھا کہ خدا پھر تمھین یہان لاے اور یہودیون نے توریت ہاتھہ مین لیکر کہا کہ اپنے جیتے جی ہم قیصر کو یہان نہ آنے دینگے۔

شام ومصر مین رومی حکومت ظالمانہ تھی اسلئے جب مسلمانون اور رومیون سے مقابلہ آپڑا تو رعایا نے ساتھہ ندیا صرف سلطنت اور فوج ہی پر لڑائی کا بوجھہ رہا۔ جب مسلمانون نے سلطنت کے دانت توڑ دیئے تو پھر میدان صاف تھا۔ رعیت نے کان بھی نہ ہلاے اور اسلامی سلطنت کو ہلکا سمجھکے بخوشی قبول کرلیا۔ ہان ایران کی حالت اس کے برخلاف تھی۔ فارس مین بڑے بڑے ضلعے اور صوبے بڑے بڑے رئیسون کے سپرد تھے۔ یہ رئیس سلطنت کے ماتحت تھے جو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے جنگ کرتے تھے۔

سلطنت ایران کی اونہین چندان پروا ہی نہ تھی - اسی وجہ سے جب مسلمانون نے اگرچہ دارالسلطنت کو فتح کرلیا مگر پھر بھی قدم قدم پر اونکو بہت سی مشکلین پیش آئین - رعیت وہان کی بھی مسلمانون کی یار نبگئی اور بقاے حکومت مین اوس سے بہت مدد ملی -

فتوحات کا ایک زبردست باعث یہ بھی ہوا کہ ابتدائی حالت اسلام مین جب شام وعراق پر مسلمانون نے حملے کئے تو وہان عرب کثرت سے تھے - خود حاکم دمشق غسانی اور برائے نام ماتحت روم تھا - عراق مین عربی خاندان لخمی مالک بنا بیٹھا تھا - اگرچہ جھونٹ مونٹ ایران کو کچھہ خراج دیتا تھا مگر سلطنت کا جوا اوسپر ہلکا تھا - چونکہ یہ عرب عیسائی ہوگئے تھے اس لئے مذہب کی پیچ سے انھون نے مسلمانون کا کچھہ سامنا کیا مگر آخر گھٹنے پیٹ ہی کیطرف جھکا کرتے ہین قومی جذبہ نے اونکو مسلمانون ہی کی طرف اینچ لیا - چنانچہ عراق کے رئیسون نے جلدی سے مسلمان ہوکے مسلمانون کو بہت فائدہ پہونچایا - شام کے عرب بھی اسلام قبول کرکے رومیون کے دشمن بنگئے -

گو سکندر اعظم اور چنگیز خان نے صفحات تاریخ مین بڑے نام حاصل کئے ہین مگر قتل عام اور ظلم سے - سکندر نے جب شام مین صور کا شہر لیا تو چونکہ وہان کے لوگ جی توڑ کے لڑے تھے بزن بولدیا اور قتل عام کرکے خون کی ندیان بہادین - ایک ہزار سر شہر والون کے شہر پناہ کی فصیل سے لٹکا دیئے اور ۳۰ ہزار شہریون کو لونڈی غلام بناکے بیچ ڈالا - قدیم باشندون اور آزادی پسند لوگون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھا - ایران مین جب اصطخر

فتح کیا تو سب مُردون کو قتل کرا دیا۔ اسیطرح کی اور بہت سی بیرحمیان سکندر اعظم کے حال مین تمہین نظر آئینگی۔ رہا چنگیز خان تو اوسکے حال لکھنے کی ہمین ضرورت ہی نہین۔ بچہ بچہ جانتا ہے کہ ہمارے خان بہادر بڑے رحم دل آدمی تھے۔ ظلم کی کہتی تو سبز رہ نہین سکتی لہذا ان دونون صاحبون کی سفاکیون نے انکی فوری فتوحات کو خاک مین ملا دیا اور ایسے دونون اولوالعزمون کی سلطنتین ذرا ہی پائدار نہوئین۔ قتل عام اور خون ریزی سے اگر کچھ فائدہ ہی تو صرف اتنا کہ چار و نطرف رعب چھا جاتا ہی اور رعایا کے بڑے گروہ کے قتل ہو جانے سے فتنہ اور بغاوت کا ڈر نہین رہتا صرف اس ذراسی بات کیلئے بخت نصر۔ چنگیز۔ تیمور اور نادر بڑی بڑی فاتحون نے اپنے نام پر سفاکی کا دھبا لگایا۔ طرفہ تر تماشا یہ ہے کہ آجکل کی لمبی پولیس والی سولزیشن کی دعویدار گورنمنٹین بھی اس عالمگیر الزام سے نہین بچ سکتین۔ ملک گیری۔ اپنی مشیخت۔ رعب داب اور ناموری جمانے کے لئے کہو پچاس لاکھ چھا جائین۔ دو کروڑ مضم کرلین اور ڈکار نہ آے۔ بس ٹرانسوال اور جاپان کی جنگ کو دیکھ لو اور خاموش ہو رہو۔ اسلام کی اعلیٰ وارفع شان مین اگر کان بھی ہلایا تو اچھا نہوگا کیونکہ

در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

ہمارے فاروق اعظم عدل و انصاف کے مجسم پتلے تھے۔ آپ کے کسی حکم نے جادۂ انصاف سے کبھی سرِ مو تجاوز نہین کیا۔ قتل عام تو ایک بڑی معیوب بات ہے اوسکی تو گردن مارو۔ درختون کے کاٹنے کی بھی تو اجازت نہ تھی۔ بچون اور بڈھون کی طرف کوئی مسلمان آنکھ اوٹھا کی

نہین دیکھہ سکتا تھا۔ میدان جنگ مین جسکی آجاتی تھی وہ تو قتل ہوتا ہی تھا
مگر پھر کوئی نہین ہلاک کیا جاسکتا تھا۔ کیا مجال کہ کبھی کسی موقع پر غیر لوگونسے
بدعہدی اور فریب برتا جاسکے۔ ہر افسر کو تاکید تھی کہ لڑائی مین دشمن پر
زیادتی نہ کرنا اور حد سے کبھی نہ گزرنا۔ دغا و فریب سے پرہیز رہے۔ ناک
کان کسیکے نہ کاٹنا۔ کسی بچے اور بڈھے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔ جو لوگ
اطاعت کرنے کے بعد پھر باغی ہو جاتے تھے اون سے دوبارہ عہد و پیمان
کرکے قصور معاف کردیا جاتا تھا۔ چنانچہ عربسوس والون نے متواتر تین دفعہ
سرکشی کی اور قول و قرار کرکے پھر پھر گئے اونکے ساتھہ صرف اتنا کیا گیا کہ ازراہ
مجبوری اونہین جلاوطن کردیا مگر اور کوئی بدسلوکی اونکے ساتھہ نہین کی گئی۔
جتنی اونکی مقبوضہ جائداد تھی اوسکی قیمت بیت المال سے ادا کردی اور
جب خیبر کے یہودیون کو سازش اور بغاوت کے جرم مین نکالا تو بھی اونکی
اراضی مقبوضہ کا عوض دیدیا اور حکام ضلع کے نام احکام جاری کردیئے کہ جسکے
علاقہ سے ان لوگون کا گذر ہو وہ ہر طرح سے انکی خاطر کرے اور انہین
بخوبی مدد دی۔ جس شہر مین یہ رہنا پسند کرین تو پہلی سال ان سے جزیہ
نہ لیا جاے ایسی احتیاط۔ اسطرح کی پابندی اور قید اور ایسی درگذر سے
کسی فاتح نے اگر بالشت بھر بھی زمین کہین۔ کسی زمانہ مین فتح کی ہو تو
ہمین بتادی جاے۔ یہی بے نظیری موجب حیرت ہے اور یہ نہین کہا
جاسکتا کہ کوئی اور فاتح بھی ایسا گذرا ہے۔ اور فاتح ہمیشہ اپنے لشکر کے
سر پر ہر وقت اور ہر معرکہ مین موجود رہتے تھے اور آپ سپہ سالار بن کے

اپنی فوج کو لڑاتے تھے اسطرح سے فوج کو ایک تجربہ کار اور ماہر سردار ملجاتا تھا۔ آقا کو سامنے دیکھکے خیرخواہی اور جان نثاری کا جوش زیادہ ہوتا تھا۔ سکندر اعظم اور چنگیز خان وغیرہ کا یہی حال رہا۔ بخلاف اس کے عمر فاروق اپنی خلافت کے زمانہ مین کبھی اپنی مسند سے نہین ہلے۔ ہان فوج کے دل اور آنکھین یہی سمجھتی رہین کہ ہمارا سردار کوڑا ہاتھہ مین لئے سر پر موجود ہے۔ گویا فوجین ہر جگہہ کام کرتی تھین مگر باگ اونکی عمر فاروق ہی کے ہاتھہ مین رہتی تھی۔ اللہ رے ذی ہوشی اور سیاست جسکا کچھہ ٹھکانا نہین۔ ایک بدیہی اور بین فرق ہمارے ممدوح بے مثل اور سکندر وچنگیز خان وغیرہ کی فتوحات مین ایسا نمایان ہے کہ بغیر محسوس ہوے رہتا ہی نہین یعنی سکندر وغیرہ کی فتحین مثل برساتی بادلون کے تھین ادہر آئین اور زور شور سے برسین پھر مطلع صاف ہے۔ اون لوگون نے جو ملک فتح کئے وہان اونکا کوئی نام ونشان یا انتظام قایم نہین رہا۔ مگر ہمارے ممدوح کے کارنامون مین وہ مضبوطی اور دیرپائی خمیر کردی گئی ہے کہ جو سرزمین اون متبرک آنکھون نے مفتوح دیکھہ لی تھی وہ تیرہ سو برس گذر جانے پر بھی آج تک مسلمانون ہی کے پاس ہے۔ باوجود ہم مسلمانون کی نالائقیون اور کم ہمتی کے وہی صولت فاروقی اونکی محافظ ونگران ہے۔ جناب ممدوح گویا خود ہماری روزی کا ٹھیکرا پیدا کرکے اپنے سامنے اوسکا عمدہ انتظام اور بندوبست فرماکے ہمارے ہاتھہ مین دی گئے تھے۔ تیرہ سو برس کامل حضور کے رعب وداب نے اوسمین ایک کیلی کا کھٹکا

نہین ہونے دیا۔ اب حضرت سلطان المعظم غازی **عبدالحمید خان** ثانی ایدالله بنصر مزید کو دونون ہاتھون سے اپنی ٹوپی سنبھالنا پڑی ہے۔ اگر یہ کہا جاے کہ اس خلافت کی فتوحات مین خلیفہ کا حصہ ایک رتی بھر بھی نہین ہے۔ جناب امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین تو مدینہ مین پڑی سکھ کی نیند سوتے رہے اور فتوحات باہر کی باہر ہوا کین۔ تو ہم ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر بنجائینگے اور ایسے سادہ لوح یا مغالطہ دینے والے سے (جو کچھ وہ ہو) کہینگے کہ یار عزیز۔ البتہ تیرے کلام مین اتنی جان تو ہے کہ اوسوقت کا جوش اور اولوالعزمی خود ساری فتوحات کی ذمہ دار اور کفیل تھی۔ سرسری وبدیہی نظر شاید اسی پر تکیہ کرکے بیٹھ بھی رہے مگر نہین۔ یہ ہرگز صحیح نہین ہے بلکہ اصلی حقیقت یہ ہے کہ جوش اور اولوالعزمی وغیرہ برقی قوتین ہین۔ اِن سے اچھا کام اوسی وقت تک نکلے گا جب تک کہ کام لینے والا لائق اور صاحب عقل ہو۔ ورنہ چنگیز خان اور نادر شاہی ویرانہ کے سوا اور کوئی نتیجہ برآمد نہوگا۔ وہان تو جوش وہمت واستقلال وشجاعت سے زیادہ اسکی ضرورت ہے کہ کوئی سلیقہ والا اور تجربہ کار عقیل وذی ہوش اون سے کام لے۔ آپ دور کیون جائین اسی قابل رشک زمانہ کے بغل مین دیکھ لیجئے کہ جناب عثمان اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تو آخر خلیفہ تھے اور وہی مسلمان جنکی باگ حضرت عمر بن الخطاب کے ہاتھ مین آگئی تھی اِن دونون بزرگوارون کے قبضہ مین تھے مگر ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ نتیجہ کیا نکلا۔ بربادی! ویرانی! حسرت!!! افسوس!!!!

ہم جو بحث اسوقت کر رہے ہین اوسمین غور وخوض - فکر واستدلال - وہم وقیاس کی ذرا بھی ضرورت نہین - ایک بدیہی سی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوش قسمتی سے عمر فاروق سا کارگذار اونہین میسر ہوگیا - مزے مین سوا تین برس خلافت کی اور تشریف لے گئے - ساڑھے دس برس خود فاروقی عہد رہا - مگر جب ہماری قسمت کی کہوٹنے وہ سایہ ہمارے سر سے اوٹھا لیا تو پھر کوئی خلافت کا سنبھالنے والا نرہا جسے صورت واقعات پکارے گلے کہہ رہی ہے - اب چاہے سُنّی ہمین پھانسی دیدین یا شیعہ - سر حاضر ہے - حق کہنے سے منصور کو دار پر چڑھا دیا تھا اسلئے خاموش ہین ورنہ کچھ کہتے -

جگر خون ست ازان این گریہ ہا کز خون پدید آید	دلم از دست شد زان نالہا کز زار پیدا شد

اگر کسی تقویم پارینہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے تو واقعات ہی کے مُنہ سے اچھا ہوتا ہے - وہ خود شاہد حال ہین اور تفصیلی حالات فتوحات کے صاف تیار ہے ہین کہ ساری فوج اسلامی کٹھ پتلیون کے تماشہ کی طرح عمر فاروق کی انگلی کے اشارہ پر کام کرتی تھی - اوسی ایک آدمی کی تدبیر و سیاست کے بھروسہ پر سب فوج کا نظم ونسق منحصر تھا - فوج کی قواعد وترتیب اور نقل وحرکت - گھوڑون کی غور وپرداخت - قلعون اور بارکون کی تعمیر وحفاظت - موسم کے لحاظ سے حملونکا تقرر - اخبار نویسی کا انتظام فوجی افسرون کا انتخاب - آلاتِ قلعہ شکن کی بہم رسانی اور اسی طرح کی اور باتین اپنے دماغ سے پیدا کین - پھر عجیب وغریب زور وطاقت سے

اونہین قایم رکھا۔ اسی قسم کے اور بہت سے امور ہین جن سے ناظرین خود سمجھہ لینگے کہ عمر فاروق نے اس کل سے خوب کام لیا اور سواہی اونکے وہ کسی سے چلی ہی نہین۔ عراق کی فتح کو نظر غور سے جو دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے فاروق اعظم نے واقع مین خود سپہ سالاری کی۔ مدینہ مین تو بیٹھے رہے مگر ایک ایک منزل اور راستہ آپ بتلایا اور اسی کے مطابق احکام تحریری روانہ کرتے رہے۔ جب فوج قادسیہ پہونچی تو موقع کا نقشہ طلب فرما کے ترتیب اور صف آرائی کے لئے ہدایتین بھیجین خاص خاص کامون کے لئے خاص خاص افسر مقرر کیئے۔ واقعات عراق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بڑا جہاندیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ سپہ سالار مغرب مین بیٹھا ہوا اپنی آنکھون سے دیکھہ دیکھہ کے مشرق مین اپنی فوج کو لڑا رہا ہے اور فوج ہے کہ اوسکے اشارون پر نقل و حرکت کرتی اور اپنے کانون سے اوسکی آواز سُنتی ہے۔ ناظرین خلافت فاروقی مین دو موقع بڑے خطرناک پیش آے تھے۔ اول نہاوند کی لڑائی۔ جسمین ایران والون نے تمام فارس مین آدمی اور قاصد بھیج بھیج کے ایک تہلکہ عظیم برپا کر دیا تھا اور لاکھون آدمیون کی جمعیت سے مسلمانون کا سامنا کیا تھا۔ دوسری آفت وہ تھی جو قیصر روم نے جزیرہ والون کی مدد سے دوبارہ حمص پر چڑھائی کی تھی ایک مصیبت کا وقت تھا اور تباہی کا سامنا مگر یہ فاروق اعظم ہی کی عالی تدبیر تھی جسنے ایک طرف تو اوٹھتے طوفان کا گلا دبایا اور دوسری طرف ایک بہاری پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ **پہلا حصہ تمام ہوا۔**

دوسرا حصہ

۶۸۶

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سوانح عمری

ہمارے ممدوح کا نام نامی اور اسم گرامی عمر۔ کنیت ابوحفص۔ فاروق خطاب۔ امیر المومنین لقب ہے۔ آپ قریشی و بنی عدی ہین۔

شجرۂ نسب حسب ذیل ہے۔

عمر فاروق ابن خطاب ابن نفیل (نفیل) ابن عبد العزّٰی ابن رباح (ریاح) ابن قُرط ابن زراح (زراح - رزاح) ابن عدی ابن کعبؓ ابن لوی ابن فہر ابن مالک۔

اس نسب نامہ مین مورخین نے ناموں کی اعلامین جو تین جگہہ اختلاف کیا ہے اوسے ہمنے اوپر ہی خطوط وحدانی مین ظاہر کردیا ہے لیکن بعضون نے دو جگہہ دو نام بھی زیادہ کئے ہین۔

اوّل رباح (ریاح) ابن عبداللہ ابن قُرط۔

دوم فہر بن غالب بن لُوَیّ۔

حضور کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حنتمہ (خنتمہ) بنت ہشام ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

کعب پر پہونچکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چارون اصحاب پاک رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کا نسب ملجاتا ہے۔ عرب والے سب عدنان یا قحطان کی اولاد ہین۔ عدنان کا سلسلہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملجاتا ہے عدنان کے بعد گیارہوین پشت مین فہر بن مالک بڑے مشہور و معرف صاحب جاہ و حشم اور زبردست ہوے ہین۔ اونہین کی اولاد قریش کے نام سے مشہور ہے۔ قوم قریش مین دس آدمیون نے اپنی لیاقت اور عظمت سے بڑا نام پیدا کیا۔ اونہین کی نسل سے دس قبیلے نامور اور صاحب اقتدار الگ الگ پیدا ہوے۔ اونکے نام یہ ہین۔

ہاشم۔ امیہ۔ نوفل۔ عبدالدار۔ اسد۔ تیم۔ مخزوم۔ عدی۔ جمح۔ سہم۔ جناب عمر فاروق بنی عدی ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق بنی تیم۔ جناب عثمان خلیفہ ثالث اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و مروان بنی امیہ۔ جناب رسالتمآب اور امیر المومنین علی مرتضیٰ بنی ہاشم ہین۔

عدی کے دوسرے بہائی مرۃ آنحضرت کے اجداد مین سے ہین اسلئے آٹھوین پشت مین آنحضرت صلعم اور جناب فاروق اعظم کا نسب ایک ہوجاتا ہے۔

قریش کو باوجود دنیوی جاہ و جلال کے مذہبی بزرگی بھی حاصل تھی اور خانہ کعبہ کی مجاوری نے اونکی مذہبی فضیلت کو اور بھی زیادہ کردیا تھا۔ معاملات ملکی کی کثرت اور کاروبار کی زیادتی نے انمین جدا جدا صیغے پیدا کردیئے تھے۔ ہر صیغہ کا انتظام بھی جدا جدا کردیا گیا تھا۔ مثلاً خانہ کعبہ کی

نگرانی - حاجیون کی خبر گیری - سفارت - انتخاب سرداران قبائل - فیصلۂ مقدمات - مجالس صلاح ومشورہ وغیرہ - ان صیغون مین سے سفارت کے افسر ہمارے فاروق اعظم کے جدِ اعلیٰ عدی تھے - جب قریش کو کسی دوسرے قبیلہ کے ساتھہ کسی ملکی معاملہ کا تصفیہ درپیش ہوتا تو عدی سفیر بنا کے بھیجے جاتے تھے - اسلئے عدی بڑے معاملہ فہم فصیح و بلیغ اور پرزور تقریر کرنے والے تھے - فیصلہ اونکا ناطق ہوتا تھا - جناب عمر کے دادا نفیل (فضیل) بن عبدالعزیٰ اپنے آباواجداد کی طرح اس قومی خدمت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے - بڑے بڑے لوگون کے مقدمات فیصلہ کے لئے اونکے پاس آتے اور فریقین اونکی تجویز سے خوش ہوکے جاتے تھے ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے دادا عبدالمطلب اور حرب بن امیہ مین ریاست کی بابت کچھہ جھگڑا پیدا ہوا - جب باہم تصفیہ نہوسکا تو نزاع کے ختم کرادینے کے لئے نفیل ثالث گردانے گئے - عدالت نے عبدالمطلب کے دعوی کو ٹھیک قرار دیا - حرب مقدمہ ہارے - لہذا فصل خصومات اور انتظام مملکت اور سیاست مدن ہمارے ممدوح کے خاندانی اوصاف تھے پھر اُلولدُ سِرٌ لابیہ سے کب انکار ہوسکتا ہے -

جناب فاروق اعظم کے حقیقی چچا کا نام بھی عمرو تھا وہ خود ایک معمولی سی لیاقت کے آدمی تھے مگر اون کے بیٹے زید یعنی فاروق اعظم کے چچازاد بھائی نفیل کے پوتے نہایت بزرگ رتبہ آدمی ہوے - زید نے آنحضرت کی بعثت سے قبل صرف اپنے ذہن رسا وجودت طبع سے بت پرستی کو قطعاً چھوڑ دیا تھا -

اور خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اپنے ہمو طنون قس بن ساعدۃ اور ورقہ بن نوفل کو بھی اپنے خیال کا بنا لیا تھا۔ بت پرستی اور رسوم جاہلیت عرب کو پکار پکار کے بُرا بتلاتے تھے۔ اپنے ہموطنون سے کہتے تھے کہ اپنی ان بیہودہ قیون کو چھوڑ کے ابراہیمی مسلک اختیار کرو۔ ایسی باتون سے تمام اہل عرب خصوصاً فاروق اعظم کے والد خطاب اونکے جانی دشمن ہوگئے اور اونہین ایسا تنگ کیا کہ زید مکہ سے نکلکے حرا رین جا بسے البتہ کبھی چھپ چھپا کے کعبہ کی زیارت کرجاتے تھے۔

عدی اور عبد الشمس کے قبیلون مین زمانۂ دراز سے دشمنی چلی آتی تھی چونکہ بنو عبد الشمس کا گروہ کثیر تھا اسلئے غلبہ اونہین کو حاصل ہوتا تھا۔ عدی کے خاندان کو جسمین جناب فاروق کے والد خطاب بھی شامل تھے لاچاری سے بنو سہم کے سایہ مین پناہ لینی پڑی۔ بنی عدی مکہ کے اوس مقام مین رہتے تھے جو صفا کے نام سے مشہور ہے۔ دوستانے کے باعث اپنے مکانات بھی بنو سہم کے ہاتھہ فروخت کرڈالے۔ خطاب کے کئی مکان صفا مین باقی رہگئے اونہین سے ایک مکان فاروق اعظم کو ورثہ مین ملا جو صفا و مروۃ کے درمیان تھا جسے جناب فاروق اعظم نے اپنے عہد خلافت مین مسمار کرکے حاجیون کے فروکش ہونے کے لئے صاف میدان کردیا۔ اوسکی بعض دوکانین عرصۂ دراز تک خاندان فاروقی کے قبضہ مین رہین۔

آپ کے والد بزرگوار خطاب نے اپنے کئی نکاح کئے جو سب اونچے اونچے گھرون مین ہوئے تھے۔ فاروق اعظم کی ماں کا نام خنتمہ (خشمہ) تھا جو ہشام

بن المغیرہ کی بیٹی تہین - مغیرہ کا رتبہ قریش مین بہت اعلیٰ تہا یعنی جب قریش کسی قوم سے لڑنے جاتے تو فوج کے سپہ سالار مغیرہ ہی بنائے جاتے تہے اسی لیے اونکا خطاب صاحب الاعنہ تہا - حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ بہی انہین مغیرہ کے پوتے تہے یعنی سیف اللہ جناب فاروق اعظم کے نانا ہشام کے حقیقی بہتیجہ تہے - ہشام قریش کے مردان نامور اور ممتاز مین سے تہے اسلیئے جناب فاروق رضی اللہ عنہ باپ اور مان دونون کی طرف سے قوم قریش کے آفتاب ہین -

ایک مشہور روایت ہے کہ فاروق اعظم سنہ ایک ہجری نبوی صلعم سے چالیس برس پہلے پیدا ہوے حضور کی ولادت باسعادت کے وقت مان باپ نے بڑی خوشی منائی - افسوس ہے کہ آپ کے بچپنے اور جوانی کے حالات سے ارباب تواریخ نابلد محض ہین - روئے زمین کے سب نامور ونکا حال قریب قریب یہی ہے - بڑے سے بڑے نامور کی سوانح عمری اوٹھا لیجیے یقین ہے کہ مصنف نے یہ لکہدیا ہوگا کہ ہم اپنے ہیرو کے بچپنے اور جوانی کے حالات سے ناواقف ہین لہذا اس عام قاعدہ سے ہمارے ممدوح کی سوانح عمری بہی مستثنا نہین ہوسکتی - حق بہی یہی ہے کہ ایک بچہ کو مان کی گود مین دیکہکر کسکو خیال ہوسکتا تہا کہ یہ بچہ آگے چلکر فاروق اعظم کہلائیگا مین قلم دوات لیکر اسکے سامنے بیٹہہ جاؤن اور حالات قلم بند کرنا شروع کردون -

جب یہ ہونہار بچہ سن تمیز کو پہونچا تو باپ نے اونٹ چرانے کیخدمت اپنے جگر بند کو سپرد کی - یہ کام عرب کا قومی پیشہ اور غیر معیوب ہے

ہمارے بزرگون کا شعار یہی رہا ہی اسے ہم اپنا فخر سمجھتے ہین خطاب نہایت سختی اور بیرحمی کے ساتھہ اپنے بیٹے سے کام لیتے تھے۔ صبح سے شام تک حضرت فاروق اونٹ چراتے اور اگر کبھی تھک کر دم لینے کو بیٹھہ جاتے تو باپ کا کوڑا تھا اور خوش قسمت بیٹے کی پیٹھہ۔ اسی عمدہ تعلیم اور اعلی تربیت نے اُمت احمدی کے اوس بے مثل چرواہے کو ایسا باخبر۔ ذی ہوش اور مستعد بنا دیا تھا کہ اسلام لانے کے وقت سے جب تک کہ موت نے آنکھین نہ بند کردین اپنے گلے کی حفاظت مین سوتے جاگتے کبھی پلک نہین جھپکائی۔ جسطرح سے کہ ارسطو نے فیلقوس کے سامنے بے قصور ایک تھپڑ سکندر کے گال پر رسید کیا اور سے سکندر مرتے وقت تک نہین بھولا تھا۔ خوش نصیب اور ہونہار بچون کو ایسے تجربہ کار اوستاد اور ایسی سخت تعلیمین میسر ہوتی ہین جنکا گہرا اثر اونکے دل سے کبھی نہین مٹتا اور وہ بچے کبھی بادشاہی سے محروم نہین رہتے۔ وہ مبارک تعلیم گاہ جسمین ہمارے ممدوح کو یہ مصیبت انگیز خدمت بجالانی پڑتی تھی میدان ضجنان کے نام سے مشہور اور مکہ کے قریب قدید سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اپنی خلافت کے زمانہ مین اراکین دربار کے ساتھہ ایک دفعہ حضور کا گذر اسی میدان مین ہوا آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کمال عبرت سے فرمانے لگے۔ "اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ ٹاٹ کا کرتہ پہننے مین یہان اونٹ چرایا کرتا تھا اگر تھک کے کبھی بیٹھہ جاتا تو باپ کا کوڑا پیٹھہ پر ہوتا تھا یا آج یہ دن ہے کہ میرے اوپر سوائے خدا کے کوئی اور حاکم نہین۔ اے عمر۔ یہ ماتحتی خطاب کی ماتحتی سے زیادہ سخت ہے تو اوسکے

بندون کیطرف سے ایک لحہ غافل نہو جیو"۔

ابتداے شباب سے آپ نے نسب دانی - فن سپہگری - اصول پہلوانی اور گفتگو و تقریر درست کرنے کی مشق شروع کی - شرفاے عرب انہین امور کی تعلیم حاصل بہی کیا کرتے تہے - یہی باتین آپ کے زمانہ مین شرافت کا زیور سمجہی جاتی تہین - نسب دانی اور مقرری موروثی چیزین تہین - آپ کا خاندان ان باتون مین مشہور تہا حضرت عمر اور اون کے باپ خطاب اور دادا نفیل نسب دانی مین بڑے مشاق اور ماہر تہے - جناب فاروق فی فن النساب اپنے باپ سے سیکہا تہا اور باپ ہی کا حوالہ اوس فن کی باتون مین دیا کرتے تہے -

جبل عرفات کے قریب ایک مقام عکاظ تہا - وہان ہر سال ایک میلا ہوا کرتا تہا جسمین عرب کے تمام ذی جوہر جمع ہوکے اپنے اپنے کمال دکہایا کرتے تہے - بڑے بڑے شاعر اور تقریر کرنے والے مثلاً نابغہ ذبیانی حسان بن ثابت - قس بن ساعدۃ - خنساء جنکا لوہا تمام عرب مانتا تہا عکاظ ہی کے تعلیم پاے ہوے تہے - جناب عمر نے اوسی کے دنگل مین فن کشتی و پہلوانی سیکہا تہا اور انمین پورا کمال رکہتے تہے - قوت تقریر اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ اسلام لانے سے پہلے قریش نے آپ کو عہدۂ سفارت دیدیا تہا جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے خوش تقریر اور معاملہ فہم تہے - آپ کو شاعری کا مذاق بہی اچہا تہا اور سب شاعرون کے منتخب اشعار آپکو یاد تہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذاق آپکو عکاظ ہی مین حاصل ہوا تہا

بعد غلافت کے تو آپ کو شاعری سے نفرت ہوگئی تھی اور نہ اوسکی فرصت ہی تھی۔ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ مین بروایت علامہ بلاذری صرف سترہ آدمی قبیلۂ قریش کے لکھنا پڑھنا جانتے تھے اونمین سے ایک ہمارے فاروق اعظم بھی تھے۔

تحصیل فنون سے فارغ ہوکر آپ فکر معاش مین مشغول ہوے۔ اوس زمانہ مین تجارت تمام عرب مین معاش کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ فاروق اعظم نے بھی تجارت ہی اختیار کی جسنے اونہین علاوہ حصول معاش کے اور بہت سے فائدے بخشے یعنی مختلف دور دور کے ملکون مین آنے جانے سے اینمن خودداری عالی حوصلگی۔ معاملہ فہمی۔ تجربہ کاری بہت بڑھگئی۔ آپ نے جاہلیت کے زمانہ مین عراق و شام کے بہت سے سفر کئے۔ عرب و عجم کے سب بادشاہون سے ملاقات بھی کر چکے تھے۔ المختصر عکاظ کے جلسون اور تجارت کے مشغلون نے اونہین تمام عرب مین مشہور و معروف کر دیا تھا اور بچہ بچہ عرب کا اونکی قابلیت اور جوہرون کا لوہا مان گیا تھا۔ آخرش قریش نے اونکو منصب سفارت پر مقرر کر ہی دیا۔ قبائل عرب مین جب کوئی خطرناک جھگڑا پیش آتا تو آپ ہی سفیر بنا کے بھیجے جاتے تھے۔

فاروق اعظم کی عمر ۲۷ برس کی تھی کہ جناب رسالتمآب نے دعوئ نبوت کیا آپکے گھرانے مین حضرت زید کے باعث توحید کے نام سے سب کے کان آشنا ہو چکے تھے اسلئے زید کے بیٹے سعید نے سب سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ فاروق اعظم کی بہن فاطمہ حضرت سعید سے بیاہی تھین وہ بھی

اپنے شوہر کی دیکھا دیکھی مسلمان ہوگئیں آپ کے کنبہ کے ایک اور عزت دار آدمی نعیم بن عبداللہ بھی مسلمان ہوگئے تھے۔

جب اسلام کی صدا حضور نے سنی تو آگ بگولہ ہوگئے۔ جو لوگ مسلمان ہوچکے تھے اونکے جانی دشمن بنگئے اور اونہین ستانے لگے۔ لبینہ آپ کے گھر کی ایک لونڈی نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا اوسے آپ مارا کرتے تھے جب مارتے مارتے تھک جاتے تو فرماتے کہ ذرا دم لیلون پھر مارونگا۔ لبینہ کے سوا جو مسلمان ہتے چڑھ جاتا اوسے بغیر مارے نچھوڑتے۔ مگر اسلام پکارے گلے اونہین یہ سنا رہا تھا۔

	از پائے تا سرت ہمہ نور خدا شود	در راہ ذوالجلال چو بی بال و پر شود	

جو ایکدفعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لیتا تھا وہ پھر ٹانکیون سے بھی نہین کٹتا اور اسلام۔ اسلام۔ اسلام۔ ہی پکارے جاتا تھا۔

	بہ داغ بندگی مردن بدین در	بجان تو کہ از ملک جہان بہ	

یہ ماجرا دیکھکے جناب فاروق کو حیرت ہوئی کہ یہ بلا کیسی ہے جو ایک بار پیچھے پڑکے پھر ساتھ نہین چھوڑتی۔ آؤ خود اسکے بانی مبانی کا (نعوذ باللہ منہا) خاتمہ کردین تاکہ اس سے پوری نجات ملجاے۔ یہ سوچکے شمشیر خارا شگاف کمر سے لگا آنحضرت صلعم کو شہید کرنے چلے۔ مگر مثل مشہور ہے۔ "جسے خدا رکھے اوسے کون چکھے"۔ کارکنان قضا و قدر پکار اوٹھے۔ حضرت آیئے آیئے یہ تلوار آپ نے کیا اپنے شکار ہوجانے کو باندھی ہے۔ اتفاقاً راستہ مین جناب نعیم بن عبداللہ ملے تیور بگڑے دیکھکے پوچھا عمر آج

نصیب دشمنان مزاج کیون بگڑا ہوا ہے اور کہان جاتے ہو جو ابدیا۔ محمدؐ کا سر تن سے اوتارنے جاتا ہون اچھا ہے روز روز کا قضیہ ہی مٹے۔ حضرت نعیم نے ایک قہقہہ لگایا اور بولے۔ جب ہی تلوار نیام سے اوگلی پڑتی ہی۔ خود تلوار ہاتھہ مین دینے چلے ہو۔ بہائی تمہاری یہی وہی مثل ہے۔

آج وان تیغ و تبر باندہی ہوے جاتا ہونمین	خدر میرے قتل کرنمین وہ اب لاینگے کیا

بہائی جسکی جان لینے کا قصد ہے اوسکی تیکہی چتون کا وصف یہ ہے۔ دیکہا جسے بسمل کیا تاکا جسے مارا۔ ذرا اپنے دل وجگر دونون ہاتہون سے بچاے رکہنا۔ دیکہنا کہین ایسا نہو کہ نگاہ ناز کے خود ہی شکار ہو جاؤ۔ یہ سنکے حضرت عمر اور بہی برہم ہوے اور تلخ مزاجی سے بولے۔ خاموش کیا بیہودہ بک بک لگائی ہے مجہے جانے دو۔ وقت ہاتہہ سے جاتا ہی۔ حضرت نعیم کو اور زیادہ ہنسی آئی۔ بولے کہ بہائی چراغ کے نیچے اندہیرا پہلے اپنے گہر کی تو خبر لو یہ آگ تو تمہارے گہر مین بہی جاگی تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے۔ جناب عمر نے دم بہی نہ مارا اور بہن کے ہان پہونچے وہ تلاوت مین مشغول تہین بہائی کی آہٹ سنکے خاموش ہو رہین اور اجزاے کلام مجید چہپا دیئے۔ مگر آواز تو کان مین پہونچ ہی چکی تہی۔ بہن سے پوچہا یہ آواز کیسی تہی جسنے میرے ہوش گمو دیئے۔ بہن بولین۔ کچہہ نہین۔ جناب عمر خفا ہو کر بولے کہ چہپاتی کیون ہو مین نے سن لیا کہ تم دونون میان بیوی گمراہ اور مرتد ہو گئے ہو۔ اتنا کہا اور بہنوئی سے بہڑ گئے۔ بہن جو بچانے آئین تو اونہین بہی خوب مارا پیٹا یہان تک کہ لہولہان ہو گئین

صرف اتنا منہ سے نکلا۔

غمہای دوست اندک دلبسیار ہر چہ ہست	باد انصیب این دل اندوہگین ہمہ

اے عمر۔ تیرے تشدد سے اب خاک نہو گا اسلام ہمارے دل سے نہین نکل سکتا۔ بہن کے یہ لفظ بجلی کا کام کر گئے۔ ادہر خون نے بدن مین جوش مارا۔ خون کے فوارے بدن سے جو اوبلتے دیکھے محبت اپنا کام کر گئی۔ سر پکڑ کے رونے لگے اور فرمایا کہ اچھا مجھے وہ کلام سناؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اجزاے قرآن لاکر سامنے رکھدیے۔ دیکھا تو یہ سورۃ تھی۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ چونکہ طبیعت تھی عالی اور ذہن رسا ہر ہر لفظ سے دل مین رعب سماتا جاتا تھا اور بدن پر رعشہ طاری ہو چلا تھا یہان تک کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تک یہ نوبت ہی بے اختیار منہ سے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نکل گیا۔ یون تو اسوقت تک چالیس پچاس آدمی مسلمان ہو چکے تھے اور عرب کے مشہور و معروف بہادر و شجاع سید الشہدا حضرت حمزہ بھی اسلام لا چکے تھے مگر آج تک یہ مجال نہ تھی کہ مسلمان اپنے فرائض مذہبی علی رؤس الاشہاد علانیہ ادا کر سکین۔ کعبہ مین نماز پڑھنا تو بالکل ناممکن تھا اذان کی آواز بھی بلند نہین ہو سکتی تھی۔ قرآن کسیکے سامنے نہین پڑھ سکتے تھے جناب فاروق کے ایمان لاتے ہی تاریخ اسلام مین نیا دور شروع ہو گیا۔ آپ نے مسلمان ہوتے ہی اس زور شور سے اذان دی کہ سب مکہ والو کے کان کھل گئے اور سمجھے کہ اب یہ نئی نوبت جھڑفی شروع ہوئی۔ آپ نے

اسیوقت اپنے ایمان لانے کا اشتہار دیدیا اور مسلمانون سے کہا۔ چلو کعبہ مین چلکے جماعت سے نماز ادا کرین۔ ہم بھی تو دیکھین کہ اس تلوار کے منہ کون لگتا ہے۔ کافرون نے فاروق اعظم پر بھی بڑی لے دے کی مگر شیرونکے قدم کہین میدان سے ہٹے ہین۔ نبوت کے چھٹے سال کا یہ واقعہ ہے۔ ابن ہشام نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ فَلَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتّٰى صَلّٰى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ۔ یعنے عمرؓ اسلام لاکے قریش سے لڑے یہان تک کہ کعبہ مین جاکے نماز پڑہی۔ اونکے ساتھہ ہم لوگون نے بھی وہین پڑہی۔ غرضکہ کعبہ مین اسلام کے جھنڈے انہین متبرک ہاتھون کے گاڑے ہوے ہین اوسے جو لاج اسلام کی ہوگی وہ دوسرے کو کب ہوسکتی ہے۔ لہذا

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ہم پولٹکس کے دلدادہ تو اوسیکے ہین جسکے پاس تخت و تاج ہے۔ جائینگے ہم اودھر کو جدھر یار لیچلے۔

اکتفا مین ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ حضرت عمر جناب سید الشہدا امیر حمزہ کے مسلمان ہونے کے تین دن اور اصحاب رسول اللہ کے حبشہ کو ہجرت کرجانیکے بعد اسلام لاے تھے۔ آپ کے اسلام کے متعلق بہت سے قول ہین مشہور یہ ہے کہ قریش آنحضرت کے قتل کا مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوے۔ یہ بحث پیش ہوئی کہ کون محمدؐ کے قتل کرنے کا (نعوذ باللہ) بیڑا اوٹھاتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔ مین۔ سب نے کہا۔ ہان۔ تم ہی

اس کام کے قابل ہو۔ حضرت عمر تلوار حمائل کیے آنحضرت کی تلاش مین چلے ہمارے حضور پرنور معہ اصحاب پاک حضرت امیر حمزہ کے مکان واقع صفار مین رونق افروز تھے حضرت عمر جب صفار پہونچے حضرت سعد بن ابی وقاص زہری آپ کو ملے۔ پوچھا۔ حضرت کہان کے ارادے ہین۔ جواب دیا کہ محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہون۔ حضرت سعد نے کہا کہ تم اس کام کے قابل نہین۔ علاوہ برین جب تم محمدؐ کو قتل کر دوگے تو بنی ہاشم و بنی زہرہ تمکو کیونکر چھوڑ دینگے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بنی عبد مناف تمکو زمین پر چلتا پھرتا نہ چھوڑینگے۔ حضرت عمر نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم صابی ہو گئے ہو اور اپنے دین کو چھوڑ کر محمد کے دین کو اختیار کر لیا ہے آؤ مین پہلے تمہین کو قتل کر دون۔ حضرت سعد نے جواب دیا۔ ہان صحیح ہے مین محمد پر ایمان لی آیا ہون اور اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ پڑہا۔ حضرت عمر کا اتنا سننا تھا کہ تلوار نیام سے کھینچ لی حضرت سعد نے بھی اپنی تیغ آبدار کو جلوہ دیا۔

مغیلان پای نازک طپیدستان رادر خنادارد	چہ غم دارد زخار آنکس کہ آتش زیر پادارد

قریب تھا کہ ایک دوسرے پر وار کرے جو سعد نے کہا۔ پہلے اپنے گھر مین اپنی بہن آمنہ بنت خطاب و بروایت مواہب لدنیہ فاطمہ بنت خطاب کی تو خبر لو۔ وہ بی بی تہین سعید ابن زید بن عمر بن نفیل کی حضرت عمر نے پوچھا۔ کیا وہ مسلمان ہو گئی ہے۔ سعد نے کہا۔ ہان۔ یہ سنکر حضرت عمر نے جناب سعد کو چھوڑ دیا اور فاطمہ کے گھر کیطرف چلے۔ صفوۃ مین

لکھا ہے کہ سعد نے کہا۔ مین اس سے بھی بڑھکر تعجب کی بات یہ سُنتا ہون کہ تمہارے بہنوئی بھی ایمان لے آئے اور اپنے دین کو خیرباد کہہ چکے ہین۔ آپ یہ سنکر اور بھی تیز چلے۔ یہان انکے پاس ایک شخص انصار مین سے خباب بن الارت موجود تھے اور سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ خباب نے جب حضرت عمر کی آہٹ سُنی چھپ گئے۔ حضرت عمر نے گھر مین داخل ہوکر پوچھا کہ یہ کیسی آواز تمہارے پاس سے آرہی تھی۔ جواب ملا۔ کچھ نہین۔ یہی آپس کی گفتگو تھی۔ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم تک نیا دین پہونچ چکا ہے۔ حضرت سعید نے کہا کہ کیا یہ دین حق نہین ہے۔ حضرت عمر کو اب بھلا کہان تاب تھی جناب سعید کی ڈاڑھی پکڑکے صحن مین لے آئے اور چونکہ آپ قوی اور زور آور تھے اونکو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے حضرت فاطمہ شوہر کو بچانے دوڑین۔ حضرت عمر انکو چھوڑ بہن پر پل پڑے اور مارے تپانچون کے منہ لال کر دیا و بروایت دیگر اسقدر مارا کہ چہرہ سے خون بہنے لگا۔ جب جناب فاطمہ نے خون بہتا دیکھا تو غضب ناک ہوکر بولین۔

کردم نزاع قطع بکش تیغ کین بکش	دراگذاشتم بتو کافر گذاشتم

اے عدو اللہ۔ کیا اسلئے مارتا ہے کہ مین خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آئی ہون۔ آپ نے جواب دیا۔ بیشک۔ اونہون نے کہا کہ اے عمر۔

زسر تا پاتن من گر ہمہ اندوہ وغم باشد	ہنوز ازین چنین دردی کہ دارم از تو کم باشد

اب تمہارا دل جو چاہے کرو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ۔

حضرت عمر یہ سنکر نادم ہوا الگ جا بیٹھے پھر کہنے لگے کہ ذرا مجھے وہ کتاب دوجو مین پڑہون۔ بہن نے جواب دیا کہ مین ایسا نہین کرسکتی۔ آپ نے فرمایا۔ "جو کچھ تم کہہ رہی ہو وہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تہا مین وعدہ کرتا ہون کہ کسی قسم کی خیانت نہ کرونگا" بہن نے کہا کہ تم نجس ہو۔ جاؤ نہاؤ الو یا وضو ہی کرلو اسلئے کہ یہ وہ کتاب ہے جسکو صرف پاک ہی لوگ ہاتھہ لگا سکتے ہین۔ حضرت عمر نہانے چلے گئے۔ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے باہر نکلکر کہا۔ کیا تم اللہ کی کتاب عمر کو دیئے دیتے ہو حالانکہ وہ کافر ہے۔ حضرت فاطمہ نے کہا۔ ہان۔ مجھے امید ہے کہ خدا میرے بہائی کو ہدایت دیگا۔ خباب رضی اللہ عنہ یہ سنکر چھپ گئے جب حضرت عمر نہاکر لوٹے تو وہ اوراق اونکو دیدئے گئے جنمین یہ آیات لکھی تہین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى الی قولہ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ حضرت عمر اسکو پڑہکر بولے "جو شخص ان آیات کی تلاوت کرے اوسے کہنا چاہیئے کہ مین تیرے ساتہہ دوسرے کی عبادت نہ کرونگا" پہر بولے کہ مجھے محمد کے پاس لیچلو۔

نیست درکارم کنون وقت درنگ	گوش کن فریاد من فرماشتاب

حضرت خباب نے جو یہ سنا تو باہر نکل کر کہنے لگے۔

بیا کہ نوبت صلح ست آشتی و وفا	کہ باتو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

اے عمر۔ بشارت ہو شب گذشتہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا مانگی تہی۔ "خداوندا! اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام کے ایمان لانے سے تقویت عطا فرما" مین سمجہتا ہون کہ یہ دعا آپ کے حقمین

مقبول ہو گئی - سیرۃ مغلطائی مین یہ الفاظ درج ہین - "بارالہا! اسلام کو مدد دے ابی جہل بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے" مگر حاکم کی کتاب مین ابوجہل کا نام لینا مندرج نہین - دارقطنی مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نے یہ دعا فرمائی تھی - "یا اللہ! اسلام سے عمر کی عزت افزائی کر کیونکہ اسلام عزت دینے والا ہے اور اوسکی عزت کوئی نہین بڑہا سکتا" آخر رحمت حق کو جو حرکت ہوئی تو حضرت عمر سے عمدہ اور کاریگر معمار کو اس قصر عالی کی بنیاد ڈالنے کیواسطے بہیجدیا -

دو جہان در عوض یکسر موئی تو کم است		دل و جان خود چہ متاعیست کہ نتوان دادن

اب حضرت عمر نے خباب سے کہا کہ میرے ہمراہ حضور کیخدمت مین چلو -

آئی کیسی یہ تمنائے شہادت دل مین		سر بکف پہرتا ہون کہتا ہوا قاتل قاتل

حضرت خباب و جناب سعید ساتھہ ہو لئے - جناب امیر حمزہ کی مکان دارالارقم پر جو کوہ صفا کے دامن مین واقع ہے آکر دروازہ کھٹ کھٹایا - چند صحابہ نے درزمین سے جہانک کر دیکھا اور واپس آکر کہا کہ یارسول اللہ عمر ہے خدا اوسکی شر سے پناہ مین رکہے - حضور نے فرمایا کہ دروازہ کہولدو اگر نیک نیتی سے آیا ہے تو آؤ بہگت کیجائیگی ورنہ مار ڈالا جائیگا - صفوۃ مین یہ روایت اسطرح لکہی ہے کہ جب حضرت عمر آستانہ عالی پر حاضر ہوے دروازہ پر حضرت حمزہ و طلحہ اور چند اور صحابہ کہڑے تہے - امیر حمزہ نے جب دیکہا کہ لوگ ڈر رہے ہین تو کہا کہ اگر عمر کے آنے سے خداوند تعالی کو کچہہ بہتری منظور ہے تو بچ جائیگا اور حضور صلعم کی پیروی اختیار کر لیگا

ورنہ اسکا مار ڈالنا ہمین نہایت آسان ہے۔ حضور اوسوقت اندر تھے۔ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ دروازہ کھولدیا گیا اور جناب فاروق اندر پہونچے۔ حضور سرور کائنات مفخر موجودات نے صحن مین اونکا استقبال کیا اور اونکے گریبان اور تلوار کے پرتلہ کو پکڑ لیا۔ منتقی مین ہاتھہ پکڑنا لکھا ہے۔ حضرت عمر حضور فیض گنجور کی ہیبت سے کانپ اوٹھے اور بیٹھہ گئے۔ حضور نے فرمایا۔ "اے عمر کیا تم اوسوقت تک منہیات سے باز نہ آؤ گے جب تک خدا کی جانب سے تمپر وہی مصائب اور خرابیان نہ نازل ہون جنمین ولید بن مغیرہ مبتلا کیا گیا تھا یعنی خزی ونکال۔ الٰہی! یہ عمر بن خطاب ہے۔ بار الہا! اسکے اسلام سے دین کی عزت بلند کر"۔ جناب عمر نے عرض کیا۔

زذوق اینکہ شوم بسبل وطیم درخون	برتو ہمچو کبوتر پریدہ آمدہ ام

مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ آپ اللہ کے رسول ہین۔ حضور بیساختہ اللہ اکبر پکارے ساتھہ ہی تمام صحابہ نے اس زور سے تکبیر کے نعرے بلند کیئے کہ اوسکی آواز مسجد الحرام تک پہونچی۔ مکہ کی زمین اور پہاڑیان تک گونج اوٹھین۔ (تاریخ خمیسی)

اس باب مین خود حضرت فاروق کی ایک حدیث مروی ہے کہ مین رسول اللہ کو مسجد مین جانے سے روکنے کے لئے نکلا تھا مگر وہ مجھسے پہلے مسجد مین پہونچ چکے تھے مین جا کے اونکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپنے نماز مین سورۃ الحاقہ پڑھنی شروع کی۔ مجھے بندش الفاظ قرآنی اور محاورات و عبارات فرقانی سے تعجب ہوتا تھا اور اپنے دل ہی دل مین کہتا تھا کہ

واللہ یہ شخص شاعر ہے قریش سچ کہتے ہین - اتنے مین آپنے یہ آیت پڑہی
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ - اسکے سنتے ہی
نور ایمان میرے دل مین سما گیا -

ایک اور روایت یون ہے کہ ایک رات کو حضرت عمر فاروق اپنی بہن
فخاص کومار کے خانہ کعبہ مین پہونچے اوسیوقت آنحضرت صلعم ایک چادر
اوڑہے حجر اسود کے پاس آئے اور نماز ادا کرکے واپس تشریف لیچلے
حضرت فاروق نے اوس وقت جو زبان مبارک سے سنا ویسا کلام
عمر مہر گوش گذار نہین ہوا تہا - حضور کے پیچھے پیچھے ہولئے - آنحضرت نے
اپنے پیچھے دوسری آہٹ سنکے پوچہا کون ہے - جواب ملا عمر - آنحضرت نے
فرمایا - اے عمر - تو دن رات میرے پیچھے پیچھے پھرا کرتا ہے یہ تو کہہ - ارادہ
کیا ہے - یہ سنکر حضرت فاروق اور بہی ڈرے کہ کہین ایسا نہو جو آپ
میرے حق مین بد دعا کرین پس فوراً کلمۂ شہادت پڑہا اور مسلمان ہو گئے

جناب فاروق اعظم نے خود اپنا ایک خواب بیان کیا ہے کہ قبل نبوت
مین ایک روز حطیم (ہتیم) کے قریب سو رہا تہا دیکہا کہ ایک شخص نے
میرے سامنے ایک بچھڑا ذبح کیا - پہر ایک سخت ہولناک چیخ میرے
کان مین آئی اور کسی نے پکار کے کہا اے جلیح یہ شخص جو لا الہ الا اللہ
کہتا ہے بڑا نیک آدمی اور خوش بیان ہے - لوگ اوس آواز کیطرف
جھپٹ گئے اور مین نے اپنے دل مین ارادہ کر لیا کہ جب تک اسکا
حال بخوبی نہ تحقیق کر لونگا پیچھا نہ چھوڑونگا - پہر دوبارہ وہی کرخت چیخ

میرے کان مین آئی کہ جاگ پڑا۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مشہور ہوا کہ آنحضرت صلعم نبوت کا دعویٰ کرتے ہین۔

جسقدر قریش کا غضب وغصہ مسلمانون کی نسبت اور تکلیف دہی اور ایذارسانی بڑھتی جاتی تھی اوسی قدر جناب فاروق کے مسلمان ہونیکا زمانہ قریب ہوتا جاتا تھا۔ گویا اسلام اپنے حمایتی اور مربی وسرپرست کو کشان کشان اپنی جماعت مین لئے چلا آتا تھا۔ ادہر ابوجہل ابن ہشام جناب سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھہ سے ذلتین اوٹھا اوٹھا کے بہت مشتعل ہوگیا تھا۔ آخر جب تنگ ہوگیا تو یہ سوچا کہ (نعوذ باللہ منہا) آنحضرت صلعم کا خاتمہ کردیا جاے تاکہ یہ جھگڑا مٹے۔ ایکدن شرفاے قریش کی جماعت مین بیٹھہ کے اوسنے کھلّم کھلّا یہ اعلان کردیا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر اوتار کے میرے پاس لے آئیگا اوسے مین سو (ہزار) اونٹ اور چالیس ہزار درم (بہت سے دینار و درم) انعام مین دونگا۔ رعب نبوت سے کسیکی ہمت نہ پڑی آخر شرما کے حضرت فاروق نے اس کام پر کمر باندہی اور تلوار کمر سے باندہ کے آنحضرت صلعم کا سر اوتارنے چلے۔ اس حال کو ہمارے ایک قابل عزت وقدر شیعہ عالم نے بڑی ہی آب وتاب سے اپنی کتاب حملہ حیدری مین یون نظم کیا ہے۔

عمر بعد ازان از پس چند گاہ	در آمد بدین رسول الہ
چنان بد کہ بوجہل ازان سرزنش	بکیفیتے شد عداوت منش
کہ جز قتل مغبیر ذوالجلال	نبودش دگر ہیچ فکر وخیال

یکے روزی گفت با اشقیا — کہ آرد کسے گر سر مصطفےٰ

ہزار اشتر از خود بنجشم باد — دو کوہان سیہ دیدۂ سرخ مو

زدیبائے مصری و بر دیمن — دگر سیم و زر بخشش چند من

عمر چون شنید آن سخن گفتنش — بجنبید عرق طمع در تنش

باو گفت سوگند اگر میخوری — کہ از گفتۂ خویشتن نگذری

من امروز خدمت رسانم بجا — بیارم بہ پیشت سر مصطفےٰ

گرفت از ابو جہل اوّل قسم — پس آنگہ زدہ درۂ کین قدم

بآن کار چون رفت بیرون عمر — یکے گفت با او نداری خبر

کہ ہمشیرہ ات نیز با جفت خویش — گرفت است دین محمد بہ پیش

بر آشفت با حفص زین گفتگو — بگفتا برزم کنون خون او

سوے خانۂ خواہر خویش رفت — چو آمد بہ نزدیک تر پیش رفت

بیامد بہ پیش در و ایستاد — صدائے شنید و بآن گوش داد

شنید آنکہ میخواند مرد نکو — کلامے کہ نشنیدہ بُد مثل او

وزو میگرفتند یاد آن کلام — ہمان خواہر و جفت او با تمام

عُمر زد در و خواہرش باز کرد — چو آمد درون شور آغاز کرد

در افتاد با جفت خواہر بجنگ — گرفتش ز حلق و بیفشرد تنگ

در آویخت داماد ہم با عُمر — گرفتند خصمانہ ہم را بہ بر

بخستند گہ روے ہم گاہ پشت — لگد گہ زدندے بہم گاہ مشت

زہم پوست کندند گہ گاہ مو — گہے این بزیر آمدے گاہ او

ازو چون عمر بود پر زور تر
فگندش بزیر و نشست از زبر

گلویش بتنگی فشرد آنچنان
که نزدیک شد تا شود قبض جان

بیامد دوان خواهرش نوحه گر
بگفتش چه خواهی زما اے عمرؓ

اگر شاد گردی زما و رسول
نمودیم دین محمدؐ قبول

کنون گر کشی سر بداریم پیش
ولے برنگردیم از دین خویش

جو بشنید از داین حکایت عمر
بدانست کو برنگردد دگر

بگفتش چه دیدی تو از مصطفا
که گشتی بدینش چنین مبتلا

بگفتا کلام خداے جلیل
که آرد با وحضرت جبرئیل

شنیدیم و گردید بر ما یقین
که هست این کلام جهان آفرین

عمر گفت ازان قول معجز اساس
اگر یاد داری بخوان پیش من

برو خواهرش آیه چند خواند
عمر گوش چون کرد حیران بماند

دلش زان شنیدن بسے نرم شد
بسوداے اسلام سرگرم شد

عمر گفت دیگر بخوان زین کلام
بگفتا دگر نیست زین مے بجام

ولے هست استاد ما در نهفت
که گر دید پنهان چو نامت شنفت

قسم گر خوری کو نیابد زیان
بیاریم پیشت که خواند ازان

چو بگرفت سوگند از و خواهرش
بیاورد استاد خود را برش

بدُز اهل اسلام نامش خباب
بیامد بنزد عمرؓ بے حجاب

برو خواند آیات پروردگار
ابا حفص اسلام کرد اختیار

چو آیات معجز بیان را شنید
همش قول کاهن بخاطر رسید

باسلام شد رغبتش بیشتر | که آن هم شود راست چون این خبر
وزان پس بگشتند باهم روان | بنزد جناب رسول جهان
بدولت سرای پیمبر شدند | چو در بسته بد حلقه بر در زدند
یکے آمد و دید از پشت در | که استاده با تیغ بر در عمرؓ
بنزد نبیؐ رفت و احوال گفت | بماندند اصحاب اندر شگفت
چنین گفت پس عم خیر البشر | که غم نیست بر دے کشائید در
گر از راه صدق آمده مرحبا | وگر باشد او را نخاطر دغا
به تیغے که دارد حمائل عمرؓ | تنش را سبکسار سازم ز سر
چو در باز کردند بر روے او | در آمد عمر با لب عذر گو
گرفتش به بر سرور انبیا | نشاندش بجاے که بودش سزا
بگفتند اصحاب هم تهنیت | وزان بیشتر یافت دین تقویت
پس اصحاب دین راشد این مدعا | که از خدمت سرور انبیا
بسوے حرم آشکارا روند | نماز جماعت بجا آورند
رسید این سخن چون بعرض رسول | خیر البشر یافت عز قبول
روان شد بتائید دیان دین | چو سوے حرم سید المرسلین
به پهلو روان حمزهٔ نامدار | به پیشش علی صاحب ذوالفقار
همی رفت در پیش حیدر عمر | حمائل همان تیغ کین بر کمر
بگرد آمده جمع یاران تمام | برفتند زین سان ببیت الحرام
چو دیدند کفار زان گونه حال | نمودند باهم بسے قیل و قال

یکے رفت زانہا بنزد عمرؓ — بدو گفت این چیست اے بد گہر
نہ زانسان کہ رفتی تو باز آمدی — بگین رفتی و با نیاز آمدی +
عمر کرد اسلام خود آشکار — پس انگہ باو گفت اے نابکار
ہر آن کز شما جنبد از جای خویش — بہ بیند سر خویش بر پای خویش
چو کفار دریافتند از سخن — کہ در دل چہ دارند آن انجمن
نہادند پا در رہ امتناع — نمودند با اہل ملّت نزاع
چو دیدند آن صحبت اصحاب دین — ہمہ دست بُردند بر تیغ کین
ازان حال کفار پس پاشدند — دلیران دین مسجد آراشدند
بہ پیش اندر آمد رسول خدا — نمودند یاران باو اقتدا
نبی گفت تکبیر چون در حرم — فتادند اصنام بر روے ہم
زتائید ایزد بہ مسجد نماز — ادا کرد و آمد سوے خانہ باز

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ والد بزرگوار جب اسلام لائے تو جمیل بن معمر الجمحی کو یہ خبر پہونچی بلکہ جناب فاروق اعظم نے خود اوسے اطلاع کرادی کیونکہ یہ شخص ذراسی بہی بات سنکے اوسکا ڈھنڈہورا تمام شہر مین پیٹ دیا کرتا تہا۔ جمیل اس خبر کو سنکے بہاگا۔ جناب والد بہی اوسکے پیچہے ہو لیئے اور مین اونکے ساتہہ چلا وہ مسجد کے دروازہ پر جہان قریش کعبہ کے گرد و نواح مین اپنی اپنی نشست گاہ مین بیٹہے تہے جاکہڑا ہوا اور پکارا۔ اے لوگو۔ کان کہول کے سُنلو کہ عمر صابی ہو گیا۔ جناب فاروق نے فرمایا۔ نہین۔ یہ جہوٹا ہے بلکہ

مین مسلمان ہوگیا ہون - یہ سنتے ہی قریش جمع ہوگئے اور لڑائی ہونے
لگی - دوپہر کامل لڑائی ہوتی رہی یہان تک کہ والد بزرگوار لڑتے
لڑتے تھک گئے اور قریش سے کہتے تھے کہ خدا کی قسم - اگر ہم تین سو
ہوتے تو اسی وقت مکّہ سے تمہین مار کے نکالدیا ہوتا - اسی جھگڑہ مین
عاص بن وائل آگیا اور پوچھنے لگا کہ کیا ماجرا ہے - اوس سے کہا گیا
کہ عمر صابی ہوگیا - اوسنے جوابدیا - اے بیوقوفو تمہین اس سے کیا
مطلب ہے اگر اوسنے اپنا مذہب بدل لیا ہے تو اپنے واسطے - تم ناحق
اپنی جانین کیون دیئے دیتے ہو - کیا تمہین اُمید ہے کہ بنی عدی اپنا
آدمی تمہین دیدینگے - بس عمر کو جانے دو اس سے کچھ نہ بولو - یہ بات
قریش کے سمجھہ مین آگئی اور سب الگ ہوگئے -

یہ روایت بہی حضرت عبداللہ ابن عمر ہی سے مروی ہے کہ جب
والد بزرگوار مسلمان ہوگئے اور یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگون نے آکے
ہمارے گھر کو گھیر لیا اور غل مچانے لگے کہ عمر صابی ہوگیا - مین کوٹھی پر
کھڑا ہوا یہ سب ماجرا دیکھہ رہا تھا اتنے مین ایک شخص نے آکے کہا -
اگر عمر صابی ہوگیا ہے تو کیا غضب ہوا مین اوسے پناہ دیتا ہون -
اوسکی بات سنکر لوگ منتشر ہوگئے - دیکھا تو وہ عاص بن وائل تھا -

ابوجہل جناب فاروق سے ہمیشہ لڑا کیا مگر ہارتا ہی رہا - مواہب لدنیہ
مین خود حضرت عمر سے مروی ہے کہ جب مین ایمان لاچکا تو ایک ایسے
شخص کے پاس گیا جسکے پیٹ مین کسیکا بھید نہین چھپتا تھا اور [illegible]

کہا کہ مین نے اپنا دین بدل دیا ہے۔ اوسنے چلا کر کہا۔ لوگو۔ ابن خطاب نے اپنا مذہب بدل ڈالا۔ لوگ مجھے مارنے لگے اور مین اونہین۔ میرے مامون اس قضیہ کو سنکر ایک پتھر پر چڑھ گئے اور کہا کہ مین نے اوسکو اجازت دیدی تھی یہ سنکر سب لوگ چلے گئے۔ مین ہمیشہ کفار کو مارتا کوٹتا رہا یہانتک کہ خدا نے اسلام کو غالب کر دیا۔ غرضکہ جناب فاروق اعظم نے قریش سے لڑ جھگڑ کے کعبہ مین جماعت کی نماز جاری کرالی۔ بہت سے اہل تاریخ اس بات کے مقر ہین۔

آپ کے اسلام لانے سے مسلمانون کو نہایت ہی قوت حاصل ہوئی۔ حُسن اتفاق سے جناب سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اوسی زمانہ مین مسلمان ہوے تھے اسلئے عمر فاروق سے شوکت و قوت اسلام دوگنی ہوگئی۔ دونون صاحبون نے ایک اور ایک گیارہ ہوکے قریش اور کفار کی ہمتین پست کر دین۔ دشمنون کے دل بیٹھ گئے۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب فاروق اعظم مسلمان ہو گئے تو کفار کف افسوس ملتے تھے اور کہتے تھے کہ آج ہماری قوم آدھی رہگئی

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت عمر نہایت قوی اور ایسے رعب داب والے اور صاحب سیاست اور نڈر تھے کہ اونکی غیبت مین بھی کوئی اونکی کسی چیز کی طرف آنکھ اوٹھا کے نہین دیکھ سکتا تھا۔ اونکے مسلمان ہوتے ہی اسلام کا بول بالا اور کفار کا منہ کالا ہو گیا۔ اونکے ساتھ ہی جناب حمزہ کا اسلام لانا سونے مین سہاگا تھا۔ رسول اللہ صلعم اور اونکے

اصحاب کو نہایت سہولت اور آرام نصیب ہوا۔

ابن مسعود فرماتے ہین کہ عمر فاروق کے مسلمان ہونے سے اسلام کی عزت ہونے لگی اور ہم لوگ بھی ملک مین باوقعت گنے جانے لگے ابن الخطاب کے مسلمان ہونے سے پہلے ہم لوگ کعبہ کے پاس بھی بڑی مشکل سے پھٹکنے پاتے تھے وہان نماز پڑھنا تو درکنار رہا جب ہمارے فاروق اسلام لے آئے تو اونھون نے قریش سے لڑبھڑ کے اور کفار کو زیر کرکے ہمارے لئے کعبہ کا راستہ کھولدیا اور ہم لوگ بے دغدغہ وہان نماز پڑھنے لگے گویا اونکا مسلمانون مین داخل ہوجانا ہی اسلام کی فتح اور کامیابی تھی۔ اونھون نے دنیا مین اسلام کو ظاہر و آشکار کردیا آنحضرت صلعم اپنے اصحاب کے کُھلم کُھلا کعبہ مین نماز ادا کرنے لگے اور اعلانیہ دعوت اسلام ہونے لگی۔ مشرکان قریش اپنا سر پیٹتے اور غم و غصہ کھاتے تھے۔ اسلام نے جناب رسالتمآب کی زندگی مین ہی فاروق اعظم کی سرپرستی کے باعث اپنے پر پُرزے نکالے۔ اوسے اب کونون کھتّرون مین چھپے رہنے کی ضرورت نرہی۔ ابتک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت پوشیدہ کی جاتی تھی اور خوف زدہ مسلمان اپنی جان کے ڈر سے چھپتے پھرتے تھے جب اونکا سر دھڑ اور مُردی اونمین آملا تو اسلام نے آفتاب نصف النہار کی طرح اپنی شعاعین چار دانگ عالم مین پھیلانا شروع کردین۔ فاروق اعظم نے اسلام لاتے ہی قریش کی جان پر بجلی گرادی۔

ایک انگریز جناب حمزہؓ کا مسلمان ہونا بیان کرکے لکھتا ہے کہ اسی زمانہ یعنے ۶۱۶ء مین عمر ابن الخطاب مسلمان ہوے اور اپنی جسمی قوت وہیبت اور شجاعت ودلیری سے حمزہ کے موزون مددگار بنگئے۔ اونکے اسلام قبول کرنے سے محمد صلعم کو بڑی تقویت ملی۔ اب کیا مجال کہ عمر کے ہوتے کوئی آنحضرت کیخدمت مین گستاخی کرسکے یا اونہین تکلیف پہنچاسکے عمر اور حمزہ کے نام سے لوگون کو موت آتی تہی۔ عمر نے علی رؤس الاشہاد کعبہ مین اسلام کا ڈنکا بجادیا۔ مسلمان عمر کے بل بوتے پر ڈٹ ڈٹ کے اپنی جنچی ہوئی قوت اور مقابلہ کرنے والی طاقت سے گروہ کے گروہ کعبہ مین جمع ہوجاتے اور عبادت کرتے تہے۔ کفار قریش کے ہاتہون کے طوطے اڑ گئے تہے اور خوف وبیچینی سے منہ پر ہوائیان اوڑنے لگی تہین۔ سر ولیم میور نے لکہا ہے کہ اسلام لانے کے وقت اگرچہ عمر فاروق کی عمر صرف ۲۶ برس کی تہی مگر اونکا اتنا بڑا اور ایسا فوری اثر اسلام پر ہوا کہ مکہ مین اعلانیہ اور بلاخوف اسلام کے ظاہر ہونے کی تاریخ وہی ہے۔ عمر فاروق نے محمد صلعم اور اونکے اصحاب کو ارقم کے گہر کے گوشہ سے نکال کے باہر کہڑا کردیا اور اونمین ایسی جرأت کی روح پہونکدی کہ مسلمان ظاہر اظہور عبادت کرنے لگے۔ اونکے دل بڑہ گئے بخلاف اسکے قریش پر لرزہ۔ خوف اور بیچینی طاری ہوگئی۔ سر ولیم میور ہی کا قول یہ بہی ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے اسلام مین عمر فاروق سے بڑہ کے کوئی نہین ہوا اونہین کی دہ سالہ خلافت مین اسلام کو

جو کامیابی حاصل ہونا تھا ہوئی۔ اونہین کی دانائی۔ استقلال۔ قوت اور جوش نے شام۔ مصر اور ایران کو فتح کر لیا اور اسوقت تک اسلامی سلطنت کو اون ملکون سے ڈگمگنے نہین دیا۔

قصہ مختصر ہر مورخ چاہے شیعہ ہو یا سُنّی۔ مسلمان ہو یا عیسائی جب حق کیطرف ہو گا یہی لکھیگا کہ فاروق اعظم کے مسلمان ہونے سے اسلام کی شوکت و عزت اور مسلمانون کی ہمت بڑھ گئی اور اسلام کی مصیبت اور تکلیف گھٹ گئی۔ ہماری یہ رائے ہے کہ فاروق اعظم سے پہلے اسلام کچھ نہ تھا نہ اونکے بعد اوسمین کچھ رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم ہی کی یہ مرضی تھی کہ اسلامی سلطنت کا ایک نمونہ جو آیندہ نسلون کے لئے نظیر ہو دنیا کو دکھا دیا جاے اور وہ نمونہ عمر فاروق کی خلافت تھی۔

صاحب وحی کی زبان پاک نے عمر کو فاروق کا خطاب عطا فرمایا تھا اس سے زیادہ اور کوئی بزرگی نہین ہو سکتی یعنے جب ہمارے ممدوح اسلام لاے۔ مکّہ مین اسلام ظاہر ہو گیا اور خداے واحد کی عبادت علانیہ ہونے لگی تو گویا جناب عمر کے مسلمان ہونے سے حق و باطل مین پوری پوری تمیز ہونے لگی اسلئے جناب رسالتمآب نے آپکو فاروق فرمایا۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے ایکدن خود حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کا لقب فاروق کیسے ہو گیا۔ ارشاد ہوا کہ مین نے مسلمان ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ "یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہین۔ خواہ ہم زندہ ہون یا مردہ"۔ آپ نے فرمایا۔ "قسم ہے

اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ یقیناً تم حق پر ہو زندگی مین بھی اور مرنے کے بعد بھی" - مین نے عرض کیا پھر اسلام کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت ہم متقی کی روایت یہ ہے کہ یا رسول اللہ ہم تو حق پر ہین اور وہ باطل پر پھر کیون ہم اپنے دین کو پوشیدہ رکھین حضور جوابدیا کہ ہم لوگ تھوڑے ہین اور تم دیکھہ ہی چکے ہو جو کچھہ تکالیف اور دشواریان ہمکو پیش آتی رہی ہین - مین نے عرض کیا "قسم ہے اوسکی جسنے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا - جن مجلسون مین کہ مین بحالت کفر جایا کرتا تھا اونہین مین اب بحالت اسلام جاؤنگا حضور باہر تشریف لیچلین اور یہان چھپے ہوے نہ بیٹھین" - پھر سب لوگ دو صفین بنا کر باہر نکلے ایک مین حضرت امیر حمزہ تھے دوسری مین مین خود - یہانتک کہ مسجد مین پہونچ گئے - قریش نے جب مجھکو اور حضرت حمزہ کو اس حالت مین دیکھا تو اونکو سخت صدمہ ہوا اوسی روز سے حضور نے فاروق کا لقب عطا فرمایا - متقی مین لکھا ہے کہ حضرت عمر آگے آگے تلوار لئے ہوے یہ کہتے جاتے تھے - "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" قریش حضرت عمر کو خوش خوش آتا دیکھکر سمجھے کہ کام بنا کر آرہے ہین پوچھنے لگے - تمہارے پیچھے کیا ہے - فرمایا - "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - اگر تم مین سے کسی ایک نے بھی حرکت کی تو تلوار سے کام لونگا" پھر حضور کے آگے ہو لئے طواف بھی کرتے جاتے تھے اور حضور کی حفاظت بھی حتی کہ حضور طواف کعبہ سے فارغ ہو گئے - بہت سے مؤرخون نے اس خطاب کے حاصل ہونیکی نسبت یون لکھا ہے کہ ایکدفعہ

ایک یہودی اور ایک مسلمان مین جھگڑا ہوا۔ ایک نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی منصف قرار دیا جاے۔ دوسرے نے کہا کہ آنحضرت صلعم سے فیصلہ کرایا جاے۔ آخر دونون راضی ہوگئے کہ آنحضرت ہی کی خدمت مین چلو۔ آنحضرت صلعم یہودی کو ڈگری دی۔ وہ مسلمان ہارا۔ مسلمان حضور کے فیصلہ پر راضی نہوا اور کہا کہ حضرت عمر کے پاس چلو وہ خوب فیصلہ کرینگے۔ دونون آپکے پاس گئے یہودی نے حالات مقدمہ بیان کرکے عرض کی کہ اے عمر آنحضرت صلعم میری ڈگری کرچکے ہین مگر میرے مخالف نے اونکے فیصلہ کو منظور نہین کیا۔ مسلمان نے بھی یہودی کے بیان کی تصدیق کی۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر اوٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ٹھیرو مین ابھی فیصلہ کرتا ہون۔ پھر اپنی تلوار لاکے مسلمان کا سر تن سے جدا کردیا اور فرمایا۔ جو شخص خدا اور اوسکے رسول کے فیصلہ کو نہ مانے اوسکی یہ سزا ہے۔ اس فعل سے آنحضرت نے آپ کو فاروق کا خطاب دیا۔ یعنے منافق مسلمان کو مارڈالا یون حق و باطل مین تمیز کردی۔

ایسے عاشق اور پیرو اسلام کی نسبت جیسے کہ جناب فاروق اعظم تھے یہ کہنا نہایت صحیح ہوگا کہ حضرت عمر کا کفر چھوڑکے اسلام لانا اونکا پیدا ہونا تھا۔ جتنے دن اونھون نے آنحضرت صلعم کے سایہ عاطفت مین بسر کیے اور تعلیم و تربیت پائی وہ گویا اونکی طفلی کا زمانہ تھا۔ اوسی طفولیت کے زمانہ مین ہونہار اولاد کی طرح آپ جناب رسالتمآب کے شریک اور مشیر اور مددگار بھی رہے۔ اسی باعث سے ہمنے خلافت فاروقی کے زمانہ کا نام جناب عمر کا عہد شباب رکھا ہے۔

ہجرت

جب آنحضرت صلعم نے نبوت کا دعوی کیا تھا تو قریش نے پہلے اوسکی کچھ پروا نہ کی مگر آگے چلکے جتنا اسلام پھیلتا اور زور پکڑتا گیا اوتنا ہی اونکی بے پروائی نے غصّہ اور ناراضی کی شکل مین آنا اختیار کیا۔ جب جماعت کثیر مسلمان ہوگئی تو قریش نے چاہا کہ اسلام کو مٹا دین۔ جناب ابوطالب کی حین حیات وہ کچھ بھی نہ کرسکے۔ اونکے انتقال کے بعد کفار نے وہ زور باندہا کہ الامان۔ اہل قریش مین سے جس شخص کو جس مسلمان پر قابو مل گیا اوسنے جی توڑکر اوسے ایسا ستایا کہ اگر اسلام کے جوش اور دلچسپی مین پورا پورا اثر نہوتا تو ایک آدمی بھی اثابت قدم نہین رہ سکتا تھا۔ سرون پر آرے اور گلون پر تلوارین چلتی تھین مگر ایکدفعہ مسلمان ہوکے پھر اسلام سے منہ موڑنے کا نام نہین لیتے تھے۔

باعاشقان بیدل تا چند ناز و عشوہ	بر بیدلان مسکین تا کی جفا و خواری

یہ ردی حالت صرف پانچ چھہی برس تک رہی جسکے بیان سے پتھر بھی پانی ہوجاتے ہین۔ اسی زمانہ مین مدینہ کے چند نامی لوگون نے مذہب اسلام اختیار کرلیا۔ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ جو لوگ کفار کے ظلم وستم سے معرض خطر مین ہون وہ مدینہ چلے جائین۔ سب سے پہلے ابوسلمہ عبداللہ بن اشہل نے پھر جناب بلال حبشی مؤذن اور عمار بن یاسر نے ہجرت کی۔ انکے بعد حضرت عمر نے بیس آدمیون کے ساتھہ مدینہ جانے کا ارادہ کیا۔ ابن ہشام نے اون بیس آدمیون مین سے بعض کے نام لکھے ہین جو یہ ہین۔ زید بن خطاب

سعید بن زید بن خطاب - خنیس بن حذافہ سہمی - عمرو بن سُراقہ - عبداللہ بن سُراقہ
واقد بن عبداللہ تمیمی - خولی بن ابی خولی - مالک بن ابی خولی - ایاس بن بکیر -
عاقل بن بکیر - عامر بن بکیر - خالد بن بکیر - انمین زید حضرت عمر کے بہائی - سعید
آپ کے بھتیجہ - خنیس داماد اور باقی سب دوست ہین - مدینہ چونکہ چھوٹی سی بستی
تھی اسلئے مہاجرین نے قبا مین قیام کیا جو مدینہ سے دو یا تین میل ہے -
ہمارے جناب فاروق نے بھی یہین رفاعہ بن عبدالمنذر کے مکان پر رہنا
اختیار کیا - صحیح مسلم مین آپ کی فرودگاہ کا نام عوالی بتایا ہے جو قبا کا دوسرا
نام ہے - جناب عمر کے بعد بھی اکثر صحابہ نے ہجرت کی یہان تک کہ
۱۳ سنہ نبوی مین خود آنحضرت صلعم مکہ سے مدینہ چلے آئے -

ایک اور وجہ قریش کا غصہ مشتعل ہونے کی یہ بھی ہوئی کہ چند مسلمان
قریش کے ظلم سے بچنے کے لئے ہجرت اوّل مین حبشہ چلے گئے - وہان کے
عیسائی بادشاہ نجاشی نے اونکی بڑی خاطر کی - قریش نے اپنے سفیر نجاشی کے
پاس بھیجے اور لکھا کہ مسلمانون کو ہمین واپس کر دو - مگر نجاشی نے انکار کر دیا
اور سفیر قریش خالی ہاتھہ واپس ہوے - اسکے بعد قریش مسلمانون پر
اور بھی زیادہ سختیان کرنے لگے - اسلئے آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو
دوبارہ حبشہ جانے کی اجازت دی - اکثر مؤرخون نے لکھا ہے کہ اس
دوسری ہجرت مین جناب عمر بھی شامل تھے اگر یہ صحیح ہو تو فاروق اعظم کی
کھری اور سخت طبیعت سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے اور یقین نہین آتا کہ
آپ نے اپنی جان کے خوف سے یا اپنی تن آسانی کے لئے ہجرت کی ہو -

کوئی اور باعث ہوگا مثلاً مہاجرین کی حفاظت کے لئے آپ اونکے ساتھ ہو گئے ہون اور یہی احتمال قوی معلوم ہوتا ہے۔ ثبوت اسکا یہ ہے کہ آپ مدینہ کیطرف ہجرت کرنے سے پہلے مکہ مین حبشہ سے آکے موجود تھے۔

قدرت خدا دیکھیئے کہ ادہر جناب فاروق اعظم اور حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت پہونچی اودہر حضرت خدیجہ اور ابوطالب نے انتقال فرمایا۔

بارنگ شادی وغم داریم طرفہ ربطے	یک دست شیشہ از خون یکدست در جنایم

یہ دونون بہی بڑے صاحب رعب وداب تہے اور اونکے باعث آنحضرت صلعم بہت آرام واسن مین تھے۔ جب ادہر کا بدلا اودہر نکل گیا تو اسلام مین ضعف سمایا۔ اسی زمانہ مین آنحضرت صلعم بنی ثقیف کو دعوت اسلام دینے طائف تشریف لیگئے مگر کسی طرح کامیابی نہوئی اسی اثنار مین اہل مدینہ نے آکر بہت تسلی اور تشفی دلائی تو آنحضرت نے اجازت دیدی کہ اصحاب باصفا مدینہ چلے جائین۔ پہلی ہجرت حبشہ کیطرف ۵ سنہ نبوی مین ہوئی۔ دوسری سنہ نبوی مین اور یہ تیسری ہجرت مدینہ کی طرف سنہ نبوی مین ہوئی۔ اسمین جناب عمر فاروق۔ حضرت عثمان ابن عفان۔ حضرت امیر حمزہ اور بہت سے اصحاب مکہ سے مدینہ چلے آئے۔ آنحضرت صلعم کے پاس خاص اصحاب مین سے سوائے علی مرتضیٰ اور صدیق اکبر کے کوئی اور نرہا۔ سنہ نبوی مین انہون نے بہی آنحضرت کے ساتھ ہجرت کی۔

مورخ لکھتے ہین کہ سوائے فاروق اعظم کے نہ تو آنحضرت نے نہ کسی اور

صحابی نے ڈنکے کی چوٹ مکہ سے ہجرت فرمائی - یعنے جسوقت فاروق اعظم مکہ سے روانہ ہونے لگے ہین تو اپنی تلوار گلے مین لٹکائی - کمان دوش مبارک پر ڈالی - ہاتھہ مین تیر لیئے اور کعبہ مین آئے - اوسوقت وہان اکابر قریش کی بھیڑ لگی ہوئی تہی - آپ نے اوسی حالت مین خانہ کعبہ کا سات بار طواف کیا دو رکعتین نماز کی پڑہین اور کہا - "اُونکا بُرا ہو جو پتہرون کو خدا سمجھتے ہین" - کان کہولکے سنلو - جسے اپنی بیوی کو بیوہ اور بچون کو یتیم کرنا ہو وہ میرے سامنے آئے - سب کے سر نیچے تہے کسیکی جرأت نہوئی جو سامنے پڑتا - پہر فرمایا سنلو - ہم لوگ مدینہ جاتے ہین وہان سامان کرکے تمہارا دم ناک مین کر دینگے اگر تم روک سکتے ہو تو روکو - اسکے جواب مین بہی وہان سوائے خاموشی کے اور کیا تہا - بپھرے ہوے شیر کے سامنے پڑنا بہت مشکل ہے -

دل چرایا ہے وہ اب آنکھہ لڑائین کیونکر	سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکھہ

ولیم میور نے لکہا ہے کہ ایکدن فاروق اعظم اور ہشام اور عیاش مدینہ جانے کے ارادہ سے روانہ ہوے مگر ہشام کو اوسکے گہر والون نے روک لیا - چند دن اور اوسے بت پرستی بجبوری کرنی پڑی - جناب فاروق اور عیاش چلے گئے اور قبا مین رفاعہ کے گہر ٹہیرے جہان اونکی بہت خاطر تواضع ہوئی - اونکے پیچہے ابوجہل مدینہ پہونچا اور عیاش سے جاکے کہا تیری ماں نے قسم کہائی ہے کہ جب تک مین عیاش کو نہ دیکہلونگی سایہ مین نہ بیٹہونگی نہ بالون مین تیل ڈالونگی نہ کنگہی کرونگی - حضرت عمر نے عیاش کو

سمجھایا کہ تم ہرگز اسکے کہنے مین نہ آنا یہ تمہین دین سے پھیر دینے کی چالین ہین - اول تو ایسا عہد کوئی کر نہین سکتا اگر اوسنے اپنی بیوقوفی سے کر بھی لیا ہے تو نبیہ گا نہین خود جلدی سے توڑ ڈالیگی مگر وہ نہ مانا اور کہا کہ مین ایسا کچا نہین جو دین اسلام سے منہ موڑ لونگا - مین بہت جلدی اپنی ماں کی قسم توڑوا کے اپنا اسباب لیکر چلا آؤنگا - جناب فاروق نے اوسے ایک نہایت تیز رفتار اونٹ دیا اور کہا - اگر تجھے دغا فریب کا شبہ ہو تو اسکی تیزی سے فائدہ اوٹھا کے اپنے آپکو محفوظ کر لینا - ایک دن اثنائے راہ مین عیاش کو غافل پا کے اوسکے ساتھیون نے اوسے رسّون سے باندہ لیا اور مکہ لیجا کے قید کر رکھا - غریب لاچار ہو کے جب تک مکہ مین رہا بت پرستی کرتا رہا - اوسی زمانہ مین یہ آیت نازل ہوئی - قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا - اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

جناب عمر نے اس کو لکھکر عیاش کے پاس بھیجدیا وہ مدینہ چلا آیا - اس سے ثابت ہے کہ بہت سے مسلمان جبراً یا فریب کے ذریعہ سے ہجرت کرنے سے روکے گئے تھے - مسلمانون مین سے پہلے پہل مدینہ مین مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم پہونچے - یہ وہان کے لوگون کو دین اسلام کی تعلیم دینے لگے اونکے بعد جناب عمر فاروق معہ اپنے ہمراہیون کے جا پہونچے - اونکا مدینہ مین وارد ہونا آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کا پیش خیمہ اور اسلام کے واسطے مدد اور فتح کا نشان تھا -

اب آنحضرت مکہ مین دشمنون اور کافرون مین گھرے رہ گئے - اس سے

اصحاب کو بڑی پریشانی تھی۔ آخرش آپ بھی وہان سے روانہ ہو گئے۔ کفار قریش کے ڈر سے آپ کو تین دن غار ثور مین چھپا رہنا پڑا اسلئے مدینہ پہونچنے مین دیر ہوئی۔ آپ کی روانگی کی خبر پہلے مدینہ والون نے سُنلی تھی۔ ہر روز مہاجرین یعنے اہل مکہ اور انصار یعنے مسلمانان مدینہ شہر سے باہر نکل کے تھوڑی دور پر آنحضرت صلعم کے استقبال کو آتے اور انتظار مین کھڑے رہتے۔ جب آپ نہ آتے تو بڑے رنج اور تردد کے ساتھ لوٹ جاتے۔

	بیاد وعدہ وفا کن وگرنہ بہر خدا	بگو کہ ما زرہ انتظار بر خیزیم	

آخر مبارک دن یعنے جمعہ کو آنحضرت قبا ہوتے ہوے مدینہ مین داخل ہوے وہ دن مسلمانون کے لئے عید کا دن تھا اسی واسطے جمعہ کا دن عید المسلمین کہا جاتا ہے۔

یہان سب سے پہلے اسلام کا وہ ربانی معجزہ ظہور پذیر ہوا جسکے طفیل مسلمانون نے دنیا مین عروج۔ ناموری عظمت اور شہرت حاصل کی لیکن جب سے اوسے بھول گئے اور اوسکے سمجھنے کی عقل انمین نہ رہی اوسیوقت سے حضیض ادبار کے گڈھے مین گرتی چلے جاتے ہین۔

دل سے مٹنا تیری انگشت حنائی کا خیال	ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا

بنی اوس اور بنی خزرج دو مشہور قبیلے مدینہ مین تھے اونمین پشتہا پشت سے جانی دشمنی اور قلبی رقابت چلی آتی تھی۔ اسلام نے اپنی برکت اور دور بینی سے اونمین برادرانہ محبت اور پیار کرادیا کہ وہ لوگ اپنی پرانی خون ریز لڑائیون کو

بالکل بھول بسر گئے۔

مدینہ مین اول آنحضرت صلعم نے مہاجرین کے گذارے اور رہنے سہنے کا بندوبست کیا پھر انصار و مہاجرین کو باہم مجتمع کرکے نصیحت فرمائی کہ سرسبزی اور کامیابی کا پہلا گر دنیا مین اتفاق اور برادرانہ برتاؤ ہے اسلئے مہاجرین و انصار اور سب مسلمان باہم شیر و شکر ہو جائین۔ حضرت! ہونہار بِروا اور سچے پیرو اور مسلمان ہونا اسکا نام ہے کہ اس حکم نے اون مقدس لوگون مین ایسا گھر کیا کہ جو مہاجر جس انصاری کا بھائی بنا اوسنے اپنی جائداد مال و اسباب اور نقدی مین سے آدھا اپنے بھائی مہاجر کو دیدیا اور پیشانی پر بل نہ لایا۔ مہاجرون کے پاس تو کچھ تھا ہی نہین جو انصار کی نذر کرتے۔ خود گھر بار۔ مال و متاع۔ بیوی بچے مکہ مین چھوڑ کے خالی ہاتھہ خدا کی راہ مین اوٹھہ کھڑے ہوے تھے اور صرف اسلام کی محبت گرہ مین باندہ لی تھی اوسی خوش نیتی کا یہ فیض دیکھا کہ غیر جگہہ پہونچ کے فوراً جائداد اور مال و اسباب ملگیا۔ ایک پیارا بھائی بھی روکن مین ہاتھہ لگا جو کسی طرح ساتھہ نہ چھوڑیگا۔ یون تمام مہاجر اور انصار بھائی بھائی بنگئے۔ اس مضبوط برادری کے قائم کرانے مین آنحضرت صلعم نے طرفین کے رتبہ اور حیثیت کا لحاظ بھی بخوبی رکھا تھا یعنے جو مہاجر جس درجہ کا تھا اوسکا اوسی رتبہ کے انصاری سے بھائی چارہ کرادیا تھا چنانچہ جناب فاروق کو قبیلہ بنی سالم کے سردار عتبان بن مالک کا بھائی قرار دیا۔ غرضکہ اس اسلامی رشتۂ اخوت نے اوس قدیمی تفرقہ و نفاق کو جو عرب کے خمیر مین تھا مٹادیا۔

آب و آتش بہم آمیختہ از لب لعل	چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدہ

ایک روایت مین ہے کہ جناب عمر فاروق کا عقد مواخات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا اوس بن خولی کے ساتھہ باندہا گیا تہا۔

آنحضرت کی تشریف آوری کے بعد بہی بہت سے صحابہ قبا رہی مین رہے حضرت عمر نے بہی وہین قیام فرمایا لیکن معمول یہ رکہا کہ ایک دن بیچ کر کے خدمت اقدس مین صبح سے شام تک حاضر رہتے۔ ناغہ کے دن کے لئے یہ انتظام کر لیا کہ اونکے برادر اسلامی عتبان بن مالک خدمت نبوی مین حاضر ہوتے اور صبح سے شام تک کا ماجرا جناب فاروق کو جا کے سنا دیتے تہے۔

مدینہ مین آکر اس بات کا موقع ملا کہ فرائض و ارکان اسلام معیّن اور مقرر کئے جائین کیونکہ اسطے کہ مکہ مین تو جان کا بچانا ہی سب سے بڑا فرض تہا اور اسی سبب سے ابتک روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ نماز جمعہ۔ نماز عید۔ صدقہ فطر وغیرہ کسی چیز کا اچہی طرح ٹہیک ٹہور نہ تہا۔ نمازون مین بہی اتنا اختصار رہتا کہ مغرب کے سوا باقی سب نمازون مین صرف دو دو رکعتین پڑہی جاتی تہین۔ نماز کے اعلان وقت کا طریقہ بہی نہین مقرر ہوا تہا۔ سب سے پہلے اسکی فکر ہوئی۔ یہودیون اور عیسائیون کے ہان بوق اور ناقوس سے نماز کا اعلان کرتے تہے۔ اکثر صحابہ نے یہی رائے دی کہ ایسا ہی کیا جاے۔ یہ مسئلہ زیر بحث رہا اور کوئی رائے قرار نہ پائی۔ حضرت عمر نے آکر کہا کہ اعلان کے لئے آدمی مقرر کیا جاے چنانچہ نماز کا دیباچہ اور اسلام کی ایک زبردست رسم یعنے اذان جناب فاروق ہی کی رائے سے مقرر ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے اوسی وقت

جناب بلال کو بُلا کے اوسی طرح اذان کہلوادی جیسے کہ فاروق اعظم چاہتے تھے۔ جناب عمر کے لئے اس سے زیادہ اور کیا فخر ہو سکتا ہے۔

سنہ ۱ ہجری سے آنحضرت صلعم کی وفات تک

مدینہ مین سب سے پہلے آنحضرت نے وہ مسجد تعمیر کی جسکا نام مسجد قبا ہے۔ اوس مسجد مین آپ نے خود کام کیا۔ جناب فاروق اور دیگر صحابہ پتھر اور مٹی ڈھو ڈھو کے لائے اور ایک سادی مسجد تیار کر لی گئی جو تاریخ اسلام مین سب سے پہلی مسجد دنیا مین ہے۔ دوسرے درجہ کا شرف اوس مسجد کو یہ ہے کہ مدتون جناب فاروق اعظم نے اوسکی جاروب کشی کی ہے اور کوڑا کرکٹ صاف کرتے رہے ہین۔ اسکے بعد سے جناب عمر ہر دم و ہر لحظہ اور ہر ساعت سایہ کی طرح آنحضرت کے ساتھ رہے اور آپ کے کامون مین ہر وقت مشیر و مددگار رہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ مین قیام فرمایا تو قریش کو سخت طیش آیا۔ مسلمانون کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندہی اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہا۔ اسپر بھی سنہ ۲ ھ تک کوئی ایسا جھگڑا پیش نہین ہوا جو قابل ذکر ہو اگر ہوا بھی تو صرف اتنا کہ دو تین بار قریش کے چھوٹے چھوٹے گروہ مدینہ کی طرف آئے اور زکین اوٹھا اوٹھا کے چلے گئے۔ البتہ سنہ ۲ ھ مین جنگ بدر ہوئی جو بہت مشہور ہے اوسکی مشرح و مفصل کیفیت ہم شمس التواریخ کی پہلے حصہ مین درج کر چکے ہین ناظرین اوسے ملاحظہ فرمائین۔

جنگ بدر کی ابتدا یون ہوئی کہ ابوسفیان سردار قریش مال تجارت

ساتھہ لیئے شام سے واپس آرہا تہا راہ مین جہونٹ مونٹ لوگون نے اوسے ڈرادیا کہ مسلمان تمپر حملہ کرنا چاہتے ہین - ابوسفیان جہانتک پہونچا تہا بس وہین ٹہٹک کر رہگیا اور قریش کو اپنے خطرہ سے اطلاع دی وہان سے سارا مکہ اُمڈا ہوا چلا آیا - جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ مدینہ سے تین سو آدمی لیکر روانہ ہوے - آپ کی نیت کسی طرح قافلہ قریش کو لوٹنے کی نہ تہی -

۸ رمضان سنہ ۲ ہجری کو آنحضرت صلعم تین سو تیرہ صحابہ کو لیکر چلے جنمین ۸۳ مہاجر اور باقی انصار تہے - قریش کے پاس ساڑہے نو سو آدمی تہے جنمین بڑے بڑے شجاع اور بہادر شامل تہے - مدینہ سے چہ میل کے فاصلہ پر مقام بدر مین لڑائی ہوئی - کافرون نے شکست فاش کہائی - چہ مہاجر اور آٹہہ انصار شہید ہوے - کفار کیطرف سے ستّر مقتول اور اوتنے ہی گرفتار ہوے - مقتولین کفار مین ابوجہل - عُتبہ بن ربیعہ - شیبہ اور بڑے بڑے رؤسائے مکّہ تہے جنکے قتل ہونے سے قریش کا زور گہٹ گیا - اس لڑائی مین حضرت عُمر کی رائے اور تدبیر - جان بازی وجان نثاری اور پامردی نے ہر موقع پر رسول اللہ کی مدد کی - آپ کی شرکت نے خاص فوائد جو اسلام کو پہونچاے وہ یہ ہین -

(۱) جنگ بدر مین قریش کے سب قبیلون کے چیدہ چیدہ آدمی مسلمانون سے لڑنے آے تہے مگر نہ تہا تو کوئی بنی عدی مین سے یعنے جناب فاروق کے خیال سے اونکے خاندان کا ایک آدمی بہی قریش کی حمایت کو اس لڑائی مین نہین شامل

ہوا۔ یہ صرف حضرت عمر کے رعب و داب کا اثر تھا۔

(۲) فاروق اعظم کے بارہ رشتہ دار اور حلفا راس جنگ مین مسلمانون کے ساتھہ تھے جنکے اسمائے گرامی یہ ہین۔ زید[۱]۔ عبداللہ[۲] بن سراقہ۔ عمر[۳] بن سراقہ۔ واقد[۴] بن عبداللہ۔ خولی[۵] بن ابی خولی۔ مالک[۶] بن ابی خولی۔ عامر[۷] بن ربیعہ۔ عامر[۸] بن بکیر عاقل[۹] بن بکیر۔ خالد[۱۰] بن بکیر۔ ایاس[۱۱] بن بکیر۔

(۳) سب سے پہلے جنگ بدر مین حضرت مہجع[۱۲] آپکے غلام شہید ہوے۔

(۴) اس لڑائی مین جناب فاروق نے اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو اپنے ہاتھہ سے قتل کیا جو قریش کا ایک مشہور سردار تھا اور یہ بات حضرت عمر کی خصوصیات مین سے ہے کہ معاملات اسلام مین آپ کو اپنے پرائے کا کبھی پاس ہی نہ ہوتا تھا چنانچہ ماموں کا قتل اوسکا پہلا ثبوت ہے۔

جنگ بدر مین ستر آدمیون کے قریب زندہ گرفتار ہوکر آے تھے۔ یہ سب قریش کے مشہور اور نامی و معزز سردار تھے مثلاً۔ حضرت عباس جناب عقیل بھائی حضرت علی مرتضیٰ کے۔ ابوالعاص بن الربیع۔ ولید بن الولید۔ ایسے ایسے لوگون کا ذلت اور خواری سے پکڑا ہوا آنا بڑا تعجب خیز اور عبرت انگیز نظارہ تھا۔ جناب ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کی نظر مبارک جوان لوگون پر پڑی تو بے اختیار فرمایا "افسوس تم لوگ ذلیل اور خوار ہوکر قیدی بنے آئے ہو اس سے تو بہتر تھا کہ شریفون کیطرح لڑبھڑ کے مرجاتے"۔ اب فکر یہ ہوئی کہ ان قیدیون کے ساتھہ کیا سلوک ہو۔ تمام صحابہ سے مشورہ طلب ہوا۔ کسی نے کچھہ کہا۔ کسی نے کچھہ۔ جناب صدیق اکبر نے رائے دی کہ یہ اپنے ہی

خون وجگر ہین فدیہ لیکر چھوڑ دیئے جائین لیکن جناب فاروق اعظم نے فرمایا۔
نہین۔ اسلام مین رشتہ داری کو کچھہ دخل نہین۔ یہ سب مار ڈالے جائین۔
ہم مین سے ہر شخص اپنے رشتہ دار کو اپنے ہاتھہ سے قتل کرے۔ عقیل کو علی
قتل کرین۔ عباس کا سر حمزہ جدا کرین اور فلان آدمی جو میرا رشتہ دار ہے اوسے
میرے سپرد کیا جاے مین ابھی اوسکا سر اوڑا دیتا ہون۔ حضور رحمۃ للعالمین
نے اپنی رحم دلی سے جناب ابوبکر کی راے پسند کی اور فدیہ لیکر سب کو چھوڑ دیا
مگر یہ آیت بھی بغیر نازل ہوے نہ رہی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى
حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ الخ یعنے کسی پیغمبر کو یہ زیبا نہین کہ قیدیون کو
بغیر قتل کیے چھوڑ دے۔

جب آنحضرت صلعم مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر بحر احمر کے کنارہ بدر کے
پاس پہونچے جو ایک چشمہ ہے تو بعض اصحاب کی یہ راے ہوی کہ قریش سے
لڑنے کا ارادہ تو دل سے دور کیا جاے مگر ابوسفیان کا قافلہ ضرور لوٹ لیا
جاے۔ رسول اللہ صلعم اس راے سے پریشان ہوے۔ حضرت عمر حضور کی
آشفتگی دیکھکر کھڑے ہوگئے اور بڑے زور شور سے عام راے کی مخالفت
مین فرمایا کہ اے لوگو۔ قریش بڑے معزز اور مغرور اور زبردست ہین۔ انہون نے
ابتک اسلام قبول نہین کیا ہے نہ آیندہ کرینگے اور ہمیشہ تم لوگون سے لڑتے
بھڑتے رہین گے۔ خواہ نخواہ اور چار و ناچار تمہین ایک نہ ایکدن اون سے
لڑنا پڑے گا۔ اسلیے ابھی کیون نہین نبٹ لیتے ہو آگے کے لیے کھٹکا کیون
رکھا جاے۔ آنحضرت صلعم فاروق اعظم کی راے سے بہت خوش ہوے

سب لوگ بھی لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ آنحضرت نے حضرت عمر ہی کو ایلچی بنا کر قریش کے پاس بھیجا کہ مین تم سے لڑنا نہین چاہتا بہتر ہے کہ تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ مگر قریش نے نہ مانا اور حکیم بن حزام نے اگرچہ پاس پیام کی تعریف کی لیکن ابوجہل کی موت سر پر سوار تھی حقارت سے بولا۔ تم لوگ ہمارے قابو مین آ گئے ہو اب ہمارے ہاتھون تمہارا جینا محال ہے۔ غرضکہ لڑائی ہوئی اور مسلمانون نے فتح پائی۔ بنی ہاشم کو قریش جبراً لڑائی مین گھسیٹ لائے تھے مگر بنی عدی حضرت عمر کے رعب کے مارے کانپتے ہی رہے اور کسی طرح نہ آئے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے آنحضرت نے لشکر اسلام مین یہ منادی کرا دی تھی کہ اگر ہمارے آدمیون مین سے کسیکو عباس یا ابوالبختری بن ہشام ملجائین تو انہین قتل نہ کرے وہ اپنی خوشی سے لڑنے نہین آئے ہین جبراً لائے گئے ہین۔ ابوحذیفہ بن عتبہ اس حکم پر بگڑ گیا کہ کیا خوب ہم اپنے رشتہ دارون کے تو گلے کاٹین اور عباس کو چھوڑ دین۔ واللہ اگر عباس مجھے ملگئے تو ہرگز نہ چھوڑون گا۔ ہمارے حضرت نے اسکی شکایت فاروق اعظم سے کی کہ اے اباحفص۔ لوگ رسول اللہ کے چچا کے گلے پر تلوار پھیرنے کو کہتے ہین۔ جناب فاروق کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور ابوحذیفہ بن عتبہ کے قتل کا حکم دیدیا لیکن وہ اپنے قصور پر نادم ہوا اور اسی ندامت کے باعث یمامہ کی لڑائی مین شامل ہو کے شہادت پائی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ پہلا موقع تھا جو آنحضرت نے مجھے اباحفص کی کنیت سے پکارا۔

جناب فاروق اعظم کا رعب۔ داب۔ قوت۔ اور شجاعت ہی ایسے

نازک موقعون پر مفید و کارآمد نہین ہوے بلکہ اونکی احتیاط - دوربینی - دوراندیشی اور خوش تدبیری نے بہی ہر جگہہ بڑے بڑے کام دیئے - اونکی نگاہ چارون طرف رہتی تہی اور تجربہ کار و جنگ آزمودہ سردار کی طرح وقت اور موقع کی ضروریات مسلمانون کو سمجہا دیا کرتے تہے - جنگ بدر ہی مین عاصم بن ابی عوف یہ پکارتا ہوا چلا آتا تہا کہ آنحضرت کو قتل کر دونگا - اگر وہ بچگئے تو پہر ہم لوگون کی خیر نہین - ابو دجانہ سے اوسکا مقابلہ ہوا اور تلوار چلنے لگی - ابو دجانہ نے اوسے قتل کیا اور اوسکے ہتیار اوتارنے لگے جناب فاروق نے اونہین ڈانٹا کہ فتح سے پہلے تجہے مال کی فکر پڑ گئی - اسے چہوڑ دی مین گواہ ہون کہ اس اسباب کا تو ہی مالک ہے -

حضرت عمر کی احتیاط اور طبیعت کی سختی کی مثال ایک اور واقعہ سے بہی ظاہر ہے جو جنگ بدر کے بعد کا ہے - قریش مین عمیر بن وہب بڑا دلیر اور شجاع تہا - وہ اپنے بہائی کو مسلمانون کی قید سے چہڑانے آیا - مسجد کے دروازہ پر اپنی اونٹنی بہٹا کے اندر آتا تہا کہ جناب فاروق نے دیکہہ لیا - اوسکی گلے مین تلوار لٹکی دیکہکے آپ کو اور بہی شبہ ہوا - دل مین کہا کہ یہ وہی دشمن خدا ہے جو قریش کو بدر کے دن مسلمانون سے لڑنے کے لئے بہڑکاتا اور اوکساتا تہا - آپ فوراً آنحضرت کے پاس گئے اور اطلاع کی کہ عمیر بن وہب اس صورت سے آیا ہے - حضور نے حکم دیا کہ آنے دو - جناب فاروق نے واپس آکے اوسکی تلوار کا تسمہ جو گلے مین پڑا تہا تہام لیا اور فرمایا - تیرے شر سے حضور کی حفاظت کرلینی چاہیے پہر اوسے حضور نبوی مین لے آے - حضرتؐ یہ حال

دیکھکے مُسکرائے اور فرمایا۔ عمر۔ اسے چھوڑ دو اور میرے پاس آنے دو۔ غرضکہ اودھر تو آنحضرت کی حفاظت خداوند کریم کی طرف سے ہوتی تھی اور ادھر فاروق اعظم کی نہ چوکنی والی نظر ہر وقت پروانہ کیطرح شمع جمال مصطفوی کی نگران رہتی تھی۔

مباد آنکہ رہد ہرگز از بلائے تو دل	درین جہان و درآن نیز مبتلائے تو باد

۲ یا ۳ سنہ ہجری مین علاوہ روحانی رشتہ کے ایک دنیوی پیوند بھی آنحضرت صلعم اور فاروق اعظم مین ہوگیا یعنے جناب عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آنحضرت کے نکاح مین آئین۔

شوال ۳ سنہ ھ مین جنگ اُحد مسلمانون اور قریش مین ہوئی۔ جنگ بدر مین قریش شکست کھاکے بہت جلے ٹھیرے تھے اور انتقام کی آگ اونکے سینونمین بھڑک رہی تھی اسپر طرہ یہ ہوا کہ اون لوگون نے جو فدیہ لیکر چھوڑ دیے گئے تھے لڑائی کرانے مین حد سے زیادہ کوشش کی اور قریش کو ادبھار۔ اوکسا کے مستعد کرلائے۔ الغرض ابوسفیان مکہ سے تین ہزار آدمی ساتھ لیکر مدینہ پر چڑھ آیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ مسلمان فتح پانے کو تھے کہ لوگ لوٹ پر جھک پڑے اور فتح کی شکست ہوگئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہوے اور مشہور ہوا کہ آپ شہید ہوگئے یہ سنکر بہت سے لوگ بھاگے لیکن جب معلوم ہوا کہ آپ زندہ ہین تو پھر جمع ہوگئے قریش دوسرے دن خود بخود مکہ کو واپس چلے گئے۔ اس جنگ مین سید الشہدا جناب امیر حمزہ اور بہت سے اصحاب شہید ہوے۔ حضرت عمر نے اس

اندوہناک معرکہ مین بہی بڑی شجاعت ظاہر کی یعنے قریش کا ایک گروہ
پہاڑ پر چڑہکر مسلمانون پر حملہ کرنا چاہتا تہا مگر فاروق اعظم نے چند مسلمان ساتہہ لیکر
اونہین پہاڑ سے نیچے گرادیا۔ جناب عمر سخت زخمی ہوکے بہی لڑتے رہے
الا آنحضرت کی شہادت کی خبر سنکے کمر ٹوٹ گئی اور کلیجہ تہام کے بیٹہہ گئے۔
بہت سے لوگ مدینہ کی طرف بہاگے۔ جب اس منحوس خبر کی غلطی ثابت
ہوگئی تو خاص خاص اصحاب آنحضرت صلعم کے پاس آگئے اور آپ کی حفاظت
کرنے لگے۔ ابن قمیہ نے قریش مین جاکر کہدیا کہ مین خود محمدؐ کو قتل کرآیا ہون
ابوسفیان اسکی تصدیق کے لئے ایک بلند ٹیلہ پر کہڑا ہوا اور پکار کر پوچہا۔
اے مسلمانون۔ تمہارے پیمبر زندہ ہین یا شہید ہوگئے۔ جب کچہہ جواب
نہ ملا تو دریافت کیا کہ ابن قحافہ یعنے ابوبکر صدیق بہی ہین یا نہین۔ اسکا بہی
جواب نہ دیا گیا تو قریش کی طرف متوجہ ہوکے کہنے لگا کہ یہ سب مارے گئے
اگر انمین سے کوئی ہوتا تو ضرور جوابدیتا اور خوشی کے مارے چلااوٹہتا "اعل
ہبل" یعنے اے ہبل بلند ہو۔ آج ہمنے بدر کا بدلہ لے لیا۔ یہ سنکے جناب فاروق
سے نرہا گیا۔ باواز بلند فرمایا کہ اے دشمن اسلام۔ تیرے منہ مین خاک۔
یہ سب تیرے دانت توڑنے کو زندہ موجود ہین اگر شہید بہی ہوجاتے تو بہی
تم ہماری برابری نہین کرسکتے کیونکہ تمہاری طرف کے مقتول دوزخ مین
ہین اور ہمارے شہید جنت مین۔ (تفصیل کیلئے دیکہو شمس التواریخ حصہ اول)
جناب فاروق کی آواز سنکے ابوسفیان چونک پڑا اور بولا کہ ذرا میرے
پاس آؤ۔ جناب فاروق بیدہڑک اوسکے پاس چلے گئے۔ ابوسفیان نے کہا

کیا محمد قتل نہین ہوے۔ جناب عمر نے فرمایا۔ نہین وہ خدا کے فضل سے زندہ ہین۔ ابوسفیان بولا کہ بمقابلہ ابن قمیہ کے تمہارا زیادہ اعتبار ہے تمہین سچے ہو۔

مسلمانون کو جنگ احد مین چونکہ بہت نقصان پہنچا اسلئے یہودیان مدینہ کو موقع ملگیا اور مسلمانون کو اسطرح بہکانے لگے کہ دیکھو۔ اسلام کی نحوست نے تمپر یہ آفت ڈالی اگر تم مسلمان نہوتے تو یہ مصیبت نہ بھگتنی پڑتی۔ جناب فاروق کو جب اسکی خبر لگی تو برہم ہوکر اور تلوار کھینچکر بولے کہ مین ان یہودیون اور منافقون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا تاکہ یہ افترا پردازی دور ہو۔ اسکی خبر حضور رحمۃ للعالمین کو دی گئی۔ آپ نے بہت کچھ سمجھایا تو جلال فاروقی رفع ہوا۔

جب یہودیان بنی نضیر نے شرارتین کرنا شروع کین اور آنحضرت صلعم کو قتل کرنا چاہا تو اون پر چڑھائی کی گئی۔ وہ تنگ آکے اس بات پر راضی ہوے کہ مدینہ سے اپنا مال ومتاع لیکر ہم نکلجائین گے چنانچہ وہ مدینہ سے خیبر چلے گئے۔ اونکی زمینین اور املاک انصار مدینہ کی رضامندی سے مہاجرین اور محتاج انصارین تقسیم ہوئین۔ اسلئے حضرت فاروق اور دیگر مہاجرین انصار کے دست نگر نہ رہے۔

شعبان ۵ھ مین عرب کے ایک قبیلہ بنی المصطلق سے لڑائی ہوئی حضرت عمر فوج کے ہراول تھے۔ آپ نے فریق مخالف کا ایک جاسوس گرفتار کرلیا اور اوس سے سارا حال دشمنونکا دریافت کیا جس سے بنی المصطلق

کو شکست فاش ہوئی اور مال غنیمت بہت سا مسلمانون کے ہاتھہ آیا۔
عبداللہ بن ابی منافق مدینہ مین انصار کو ہمیشہ بہکایا کرتا تہا۔ اُحد کے دن تین سو آدمیون کو بہکا کے لشکر اسلام سے الگ کر دیا۔ وہ انصار سے کہا کرتا تہا کہ تم نے غیرون کو اپنے شہر مین بلا کے ناحق کی مصیبت اپنے سر لی۔ زید بن ارقم نے اوسکی یہ باتین آنحضرت سے بیان کر دین۔ فاروق اعظم نے جو سنا تو جوش مین آے اور منافقین کے اوس سردار کو مار ڈالنا چاہا مگر آنحضرت نے اپنی رحم دلی سے اوسکی معافی کرادی۔ عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے جو سچا مسلمان تہا حضور نبوی مین گذارش کی کہ اگر آپ فرمائین تو مین اپنے باپ کا سر کاٹ لاؤن۔ حضور نے جواب دیا کہ نہین ہم اوسکے ساتھہ احسان کرینگے۔ آنحضرت کے اس کلام نے عبداللہ بن ابی کی قوم کو اوس سے ناراض کر دیا۔ وہی اوسکو ملامت کرتے اور بے عزتی سے پیش آتے تہے۔ جناب سید کونین نے یہ ماجرا سنکے فاروق اعظم سے فرمایا کہ دیکہا اگر تم عبداللہ بن ابی کو مار ڈالتے تو مسلمانون مین فساد برپا ہو جاتا اب اوسکو یون ہی منزل رہی ہے۔ جناب عمر نے عرض کی سچ ہے۔ مین خوب جانتا ہون کہ عمر کی راے سے رسول اللہ کی راے بڑی برکت والی ہے اسی واقعہ کے بعد سورۂ منفقون نازل ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے مہربان سایہ مین جناب فاروق نے تربیت حاصل کی اور صدیق اکبر کی خلافت مین تجربہ اور اپنے عہد معدلت مہد مین اوس علم کو اسطرح برتا کہ دوسرا بادشاہ اونکا پاسنگ بہی نہین ہو سکتا۔

خیبر مین سلام بن الحقیق - کنانہ بن الربیع - حیی بن اخطب یہودی بڑے بڑے مشہور اور معزز سردار تھے - اونہون نے عربی قبیلون مین دورہ کیا اور مکہ پہونچکر قریش کو بہکایا کہ مسلمانون سے بدلہ لو یہانتک کہ سارے عرب مین آگ لگادی چندہی دن مین دس ہزار آدمی قریش کے پاس جمع ہوگئے اور ذیقعدہ ۵ھ مین جنگ احزاب یا خندق واقع ہوئی - ابوسفیان کفار قریش کا سردار بنکے آیا - جناب سرور عالم مدینہ سے باہر کوہ سلع پر آگئے جو شہر کے متصل ہے - پہاڑ کے آگے خندق کھدوالیا - ایک مہینہ تک دشمن محاصرہ کئے پڑے رہے - رسد بند کردی - کبھی خندق سے اوتر کے ادہر بھی آجاتے تھے اسلئے حضور نے جابجا نگرانی کے لئے صحابہ کو متعین کردیا تھا تاکہ دشمن ادہر نہ آنے پائین - ایک طرف فاروق اعظم بھی تھے - اوس جگہہ اونکے نام کی ایک مسجد ابھی تک موجود ہے - ایکدن کافرون نے اوتر آنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر نے زبیر کو ساتھہ لیکر اونہین روکدیا اور سخت ہزیمت دی - ایکدن اور صبح سے شام تک جنگ ہی مین مصروف رہے کہ عصر کی نماز قضا ہوتے ہوتے رہگئی - غرضکہ حضرت فاروق کی کوششون نے اس جنگ مین نہایت مدد دی - آخر کفار محاصرہ اوٹھا کے چلتے پھرتے نظر آئے -

ماہ ذیقعدہ ۶ھ مین جناب سید کونین نے حج کے ارادہ سے مکہ جانے کا ارادہ کیا صرف حج و عمرہ کی ضروری چیزین ساتھہ لی تھین لڑائی کا قصد بالکل نہ تھا - جب گروہ مسلمانان حدیبیہ تک پہونچا تو قریش مکہ ڈرے اور مسلمانون کو روکا - طرفین سے پیام آنے جانے لگے - مسلمانون کی طرف سے پہلا قاصد

مکہ گیا تو اوسی وہان والون نے بہت تکلیف دی - جناب رسول الثقلین نے
حضرت عمر کو بھیجنا چاہا کہ اون سے جا کے یہ کہو - ہم صرف حج کرنے آئے ہین
تم سے لڑنا نہین چاہتے ہین حج کر لینے دو ہم فارغ ہو کر بغیر تم سے جھگڑا کئے
مدینہ چلے جائین گے - حضرت فاروق نے التماس کی - حضور پر بخوبی روشن ہے
کہ قریش جتنا مجھ پر دانت پیس رہے ہین اور جتنا مجھ سے خار کھائے ہوے
ہین اوتنا کسی سے نہین جلتے اگر مین وہان گیا اور کسی نے آپکی شان پاک مین
یا اسلام کے باب مین ذرا بھی گستاخی کی تو مجھ سے نہ رہا جائیگا مین فوراً اوسپر
پڑ ونگا پھر خواہ مخواہ حضور کو میری حمایت مین لڑنا پڑیگا کیونکہ مجھے ہرگز
امید نہین کہ آپ صرف مجھے اپنے صدقہ مین دیکے خاموش یہان سے مدینہ
چلے جائین اگر ایسا ہو بھی سکتا تو الامر فوق الادب سمجھ کے مین چلا جاتا غرضکہ
میرے بھیجنے مین ہرگز یہ نہوگا جو آپکا مقصد ہے کہ حج کر کے حضور چپ چاپ
مدینہ جا سکین - دوسرے یہ کہ مکہ مین میرے قبیلہ بنی عدی مین سے کسیکو
قریش نے رہنے نہین دیا ہے جو مجھے مکہ مین ذرا بھی مدد کی امید ہو مجھے
آپ بھیجین گے تو اپنے سر ایک نئے جھگڑہ کا بار ڈالین گے - اس سے بہتر
تو یہ ہے کہ جناب عثمان کو اس موقع پر اپنا سفیر بنائیے - قریش کا سرگروہ
اور سردار ابوسفیان انکا چچازاد بھائی ہے - انکے بہت سے عزیز و اقارب
بھی وہان موجود ہین - انکا قبیلہ وہان زبردست اور قوی ہے - انکی حمایت
اور مدد وہان ہر طرح سے ہوگی - اگر بنی ہاشم سے کیسکو برابری کا دعویٰ ہے
تو بنی امیہ ہی کو ہے یہ وہان اچھے بنٹ آئین گے اور میرے جانے سے

مسلمانون کی جانون کو نیا خدشہ پیدا ہو گا ورنہ مین اپنی جان کو خطرہ مین ڈالنے
سے کسی طرح ڈرنے والا اور ہٹنے والا نہین ہون ارشاد ہو تو چلا جاؤن ۔
چونکہ فاروقی تقریر کا ایک ایک لفظ نپا تلا اور بالکل مصلحت آمیز تھا لہذا آپ ہی کے
انتخاب پر عمل کیا گیا اور جناب عثمان بھیجے گئے ۔ قریش نے اونہین قید کر لیا
اور ایک نہ مانے ۔ کسی نے آکر جھوٹ مونٹ یہ خبر اڑا دی کہ حضرت عثمان کو
کفار نے قتل کر ڈالا ۔ اب مسلمانون نے لڑنے کا ارادہ کیا اور ایک درخت کے
نیچے بیٹھ کے اپنے سب ساتھ والون سے مرنے مارنے پر بیعت لی جسکا نام
بیعت الرضوان ہے ۔ اسکے بعد تحقیق ہوا کہ جناب ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ خدا کے فضل سے صحیح و سالم ہین ۔ سہیل بن عمرو کفار کی طرف سے پیام صلح لایا ۔
چند شرائط پر صلح قرار پائی جنمین ایک شرط یہ بھی تھی ۔ "اگر کوئی شخص قریش
مکہ کا بغیر اجازت اپنے ولی کے آنحضرت کے پاس چلا جائیگا تو آپ کو اوسے
قریش کے پاس واپس کر دینا پڑیگا ۔ اگر مسلمانون مین سے کوئی ہمارے پاس
چلا آئیگا تو ہم نہ پھیر ینگے" ۔ یہ شرطین تو قرار پا گئین مگر عہد نامہ ابھی نہین لکھا
گیا تھا کہ حضرت عمر گھبرائے ہوے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور
عرض کی ۔ یا حضرت ہم دبکر ایسی پستی اور ضعف ہرگز گوارا نہین کر سکتے ۔
حضور سرور عالم اور جناب ابوبکر صدیق نے آپکو سمجھایا جب آپکا جوش فرو ہوا
آنحضرت کے خلاف خواہش کرنے پر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اوس قصور کے
کفارہ مین ایک غلام آزاد کرنے کا عہد کیا ۔ تکمیل کے بعد عہد نامہ پر حضرت
ابوبکر کی اور آپکی اور چند اور اصحاب کی گواہیان بھی کرائی گئین جس شرط پر

جناب فاروق ناراض ہوے تھے اوسکا نہایت برا نتیجہ اوسیوقت پیدا ہوا یعنے ابوجندل ابن سہیل جو مسلمان ہوگیا تھا اور اوسکے باپنے اوسے قید کر کیا تھا کسی طرح بھاگ کے آنحضرت کیخدمت مین چلا آیا مگر معاہدہ کی شرط مذکور کی بموجب سہیل نے اوسے مانگا تو واپس کرنا پڑا۔ فاروق اعظم کو بڑی تکلیف ہوئی اور فرمایا کہ اگر ابوجندل میری تلوار لیکر اپنے باپ کو مار ڈالتا تو مین بہت خوش ہوتا۔ اس سفر سے واپس آرہے تھے کہ اثنای راہ مین سورۂ فتح نازل ہوئی جسمین بیعت الرضوان مین شامل ہونے والون کے لئے خوشخبری اور فتح کا مژدہ تھا۔ آیۂ سکینہ بھی اوسی مین ہے جسکا تعلق زیادہ تر ہمارے ممدوح ہی کے خیالات سے ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا سب سے پہلے جناب رسولخدا نے اس مژدہ سے حضرت عمر ہی کو مشرف فرما کے اونکی تسکین کی۔

اسوقت تک کافرہ عورتونکا نکاح مین لینا جایز تھا مگر جب آیت۔ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ نازل ہوئی تو یہ بات ناجایز ہوگئی۔ فاروق اعظم نے بھی اپنی دو بیویون قریبہ اور ام کلثوم بنت جرول کو جو کافرہ تھین طلاق دیدی۔ پھر جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح سے نکاح کیا جنکے بطن سے آپکے صاحبزادہ حضرت عاصم پیدا ہوے۔

جمادی الثانی ۷ھ مین مشہور جنگ خیبر ہوئی۔ یہ مقام مدینہ سے آٹھ منزل شام کیطرف مضبوط قلعون سے مستحکم تھا۔ وہ سب یہودی جو مدینہ سے

چلے آے تھے اور بنی اسد و بنی غطفان وغیرہ سب یہین جمع تھے اور اپنے مضبوط قلعون پر بہت بھولے ہوے تھے۔ جب اونھون نے بہت سر اوٹھایا تو آنحضرت نے اونکی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ ایک ماہ کامل لڑائی رہی۔ جناب فاروق اعظم لشکر اسلام کے میمنہ کے سردار تھے۔ کئی چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کیے۔ اونکے خوف سے بنی غطفان اور بنی اسد خیبر والون سے الگ ہوگئے۔ ایک رات کو جبکہ حضرت عمر لشکر کی حفاظت کر رہے تھے ایک یہودی جاسوس آپ کو ملگیا آپ اوسے گرفتار کرکے حضور صلعم کی خدمت مین لے آے جس سے خیبر کا بہت سا حال معلوم ہوا اور وہی ایک بڑا ذریعہ فتح کا بنگیا۔

فتح کے بعد خیبر کی زمین آنحضرت صلعم نے مجاہدین مین بانٹ دی چنانچہ ایک قطعہ جسکا نام ثمغ تھا حضرت عمر کے حصہ مین آیا۔ آپ نے اوسے راہ خدا مین وقف کردیا۔ تاریخ اسلام مین یہ پہلا وقف تھا۔

اسی سال آنحضرت صلعم نے جناب فاروق کو تیس مجاہدین کے ساتھہ قبیلہ ہوازن کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ اون لوگون نے جو فاروق اعظم کی آمد آمد سنی تو خوف کے مارے بدحواس ہوکے سب بھاگ گئے اور کوئی بھی سامنے نہ آیا۔

۸ھ ہجری مین مکہ فتح ہوا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے۔ صلح حدیبیہ مین جو شرطین قرار پائی تھین اونھین قریش مکہ نے توڑ ڈالا۔ جناب صاحب لولاک نے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے پوشیدہ اطلاع قریش مکہ کو دیدی۔ حضرت عمر کو جو اسکی خبر لگی تو اوسکا سر کاٹنے کو چلے مگر

آنحضرتؐ نے روک لیا کہ خبردار ایسا نکرنا حاطب اہل بدر مین سے ہے جنکے لئے معافی ہے - یہ خبر سنکر ابوسفیان کے پیٹ مین قراقر پیدا ہوا اور چاہا کہ پھر نیا عہدنامہ ہو - چونکہ ہمارے فاروق اعظم کو منظور نہ تہا اونکی خاطر سے حضرت نے بہی ابوسفیانکی درخواست قبول نہ فرمائی - غرضکہ آنحضرت صلعم رمضان ۸ھ ہجری کو اپنا لشکر ظفر پیکر لیکر روانہ ہوے - اثنائے راہ مین حضور کے چچا عباس بہی لشکر مین آملے اور مسلمان ہوگئے - ابوسفیان نے مسلمانون کا جوش وخروش اور لشکر کی کثرت جو دیکہی تو ہوش وحواس کہو دیئے اور حضور کیخدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا - حضرت عباس اوسے لیکر چلے - حضرت فاروق کی جب نظر پڑی تو آپکو وہ مصیبتین یاد آگئین جو غریب مسلمانون نے اوسکے ہاتہون اوٹہائی تہین - فوراً جلال آگیا اور ڈانٹ بتائی کہ اے خدا کے دشمن - ابتو مجہے بچہیر قابو ملگیا - کہان جاتا ہے تیرا سر اوڑائے بغیر نہ رہونگا - حضرت عباس فرماتے ہین کہ عمر کی للکار سنکے مین اور ابوسفیان ڈر کر رسول اللہ کی طرف بہاگے - جناب فاروق بہی ہماری طرف اسطرح جہپٹے جیسے باز اپنے شکار کی طرف جاتا ہے مگر میرے پاس چونکہ خچر تہا مین اوسے تیز کرکے جلدہی حضور مین پہونچگیا ہمارے بعد حضرت عمر پہونچے اور بولے یارسول اللہ - آج ابوسفیان قابو پر چڑہگیا ہے اجازت ہوتا کہ مین اوسکا سر تن سے اوتار لون مین نے عرض کی کہ یا نبی کریم مین نے ابوسفیان کو امان دی ہے - اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ جان کے ڈر سے اوسوقت ابوسفیان منافقانہ مسلمان ہوکر بچگیا - اپنی حفاظت اور امن کا اقرار لیکر مکہ واپس ہوا - پہر مسلمانون نے مکہ فتح کرلیا - آنحضرت صلعم

کوہ صفا پر جا بیٹھے سامنے جناب عمر کھڑے تھے۔ قریش مین سے جو لوگ بیعت کرنے آتے تھے اونہین خوش ہو ہوکر حضور نبوی مین پیش کرتے جاتے اور بیعت کراتے تھے۔ اوسدن پہلے بہت سے مردون اور پھر بے شمار عورتون نے بیعت کی۔ حاجب بارگاہ نبوی اوسدن حضرت عمر ہی تھے۔ ایک روایت مین ہے کہ مردون نے آنحضرت کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی۔ عورتون کی نسبت جناب فاروق کو حکم ملا تھا کہ تم اپنے ہاتھہ پر ان سے بیعت لو ہم بیگانہ عورت کے ہاتھہ کو مس نہین کرینگے۔

اسی سال ہوازن سے جنگ ہوئی جو حنین کے نام سے مشہور ہے حنین ایک وادی مکہ سے نو دس میل کے فاصلہ پر عرفات کے پیچھے واقع ہے۔ اس لڑائی مین فوج کی ابتری اور پریشانی کے وقت جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلعم کا دامن مبارک ہاتھہ سے نہ چھوڑا ہر وقت سایہ کیطرح ساتھہ ساتھہ رہے عرب کا مشہور و معزز قبیلہ ہوازن ہمیشہ اسلام سے جلتا رہا۔ مسلمانون کی لڑائی کیصورت بگڑ کے پھر بنگئی اور فتح حاصل ہوئی۔ چھہ ہزار آدمی ہوازن کے گرفتار ہو کے آئے۔

۹ھ مین مشہور ہوا کہ قیصر روم نے عرب پر چڑھائی کرنیکی تیاری کی ہے جناب سرور عالم نے بھی صحابہ کو لشکر تیار کرنیکا حکم دیا۔ یہ بڑے قحط اور تنگی اور عسرت کا زمانہ تھا۔ لوگون کو زر و مال سے مدد کرنیکی بھی ہدایت کی گئی چنانچہ اکثر صحابہ نے بڑی بڑی رقمین دین۔ حضرت عمر نے اپنے تمام مال کا نصف حضور صلعم کے آگے لاکر رکھدیا۔ اسطرح رسد اور سارا سامان جنگ مہیا ہوگیا۔ مسلمان

مدینہ سے چلے مگر تبوک مین پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ خبر موضوعات احباب مین سے تھی لہذا چند روز وہان مقام کرکے واپس چلے آے۔

سال مذکورۂ بالا ہی مین جناب سرور کائنات نے ازواج مطہرات سے ناخوش ہوکر ان سے کنارہ کیا لوگ آپکے طرز عمل سے یہ سمجھے کہ آپ نے سبکو طلاق دیدی اسلئے سب رنجیدہ تھے۔ کسی کی ہمت یاری نہین کرتی تھی کہ حضور صلعم سے اس باب مین کچھہ دریافت کرے۔ آخر حضرت فاروق ہی نے سبکی پریشانی پر رحم کرکے حضور کیخدمت مین جانا چاہا۔ در دولت پر حاضر ہوکر کئی بار اندر آنیکی اجازت مانگی مگر کچھہ جواب نہ ملا۔ آخر آپ نے چلاکے کہا۔ شاید رسول اللہ یہ خیال کرتے ہین کہ مین اپنی بیٹی حفصہ کی حمایت یا سفارش کرنے آیا ہون۔ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا کہ مین رسول اللہ کے مقابلہ مین بیٹی کا کچھہ پاس یا لحاظ کرونگا قسم ہے خدا کی۔ اگر رسول کریم فرمائین تو مین اسیوقت حفصہ کے ٹکڑے ٹکڑے کردون۔ یہ سنکے آنحضرت نے فوراً بلالیا۔ آپ نے سامنے پہونچتے ہی پوچھا کیا آپ نے ازواج کو طلاق دیدی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ نہین۔ کون کہتا ہے جناب فاروق نے التماس کی۔ حضور۔ آج سب مسلمان مسجد مین رنجیدہ بیٹھے ہین کسی کی جرأت نہین ہوتی تھی کہ آپ سے دریافت کرے۔ مجھے اونکا رنج دیکھکر کمال افسوس ہوا یہانتک کہ نرہا گیا اور خدمتمین حاضر ہونا پڑا اب ارشاد ہو تو اونہین خوشخبری جاکے سنادون بیچارے صبح سے گم صم بیٹھے ہوے ہین کوئی کسی سے بات بھی نہین کرتا۔ اس سے حضرت عمر کا درجہ عالی اور تقرب معلوم ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اسی باب مین ایکدفعہ حضرت ام سلمہ کو کہنا پڑا کہ عمر۔ تم تو

ہر چیز مین دخل دینے لگے یہان تک کہ اب ازواج مطہرات کے باب مین بہی دست اندازی کرنے کا ارادہ ہے۔

ہمارے فاروق اعظم جنگ طائف مین بہی کوشش بلیغ کے ساتھہ شامل رہے۔ آپ سرپرذات السلاسل مین عمرو بن العاص کی مدد کو بہیجے گئے تہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت کے سامنے ہر کام مین ممتاز اور جلیل رہے۔ جس تمنا سے آنحضرت صلعم نے آپکو خدا سے مانگا تہا اوسی خاطر اور بزرگداشت سے رکہا۔ حضرت عمر نے بہی خدا اور رسول کی عنایت کو فضول نہ جانے دیا جب تک زندہ رہے اسلام کی پرورش اور سرپرستی اوٹہتے بیٹہتے سوتے جاگتے مدنظر رہی۔

حضور سرور کائنات نے اکثر سرداروں مثلاً ابوعبیدہ بن الجراح اور عمرو بن العاص حتی کہ اسامہ بن زید کے ساتھہ آپکو کیا بلکہ ماتحت کر کر کے آپکو اور حضرت ابوبکر کو بہیج بہیج دیا ہے۔ اس بات سے اکثر لوگ چونک جاتے ہین مگر اسمین کوئی حیرت کی بات نہین۔ اول تو اس سے ان حضرات کی فضیلت مین فرق نہین پڑسکتا کیونکہ اونکو اسلئے ساتھہ کر دیا جاتا تہا تاکہ مسلمان اونکی تجربہ کاری اور معاملہ فہمی سے فائدہ اوٹہائین اور وہ اپنے ساتھہ والون کو سکہاتے رہین۔ دوسرے آنحضرت صلعم نے اسلام مین برادری اور مساوات جو قایم کی تہی وہ اچہی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ ہر وقت سب کے دلونمین تازہ رہے اور کسی کے خیال مین افسری اور ماتحتی جاگزین نہونے پائے۔ وہان تو جنہون نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لیا وہ ایک ہین چاہے بادشاہ ہو یا فقیر۔ نہ ابوبکر و عمر کی بزرگی مین اسامہ بن زید کی ماتحتی سے کچہہ کمی ہوئی نہ اسامہ بن زید کی فضیلت مین علی و عثمان پر افسری پانیسے

سرخاب کے پر لگین - اسلام کی سرکار مین تو سب برابر کے پیارے ہین - بس یہ کیفیت ہے -

درمن دلتو نبود غیریت و دخل دوئی	از نشان تو شہا نام و نشانم ہا ئیست

جناب رسول اللہ صلعم نے فاروق اعظم کو صدقات مدینہ کا عامل مقرر کردیا تہا حضرت عمر خود اس بات کے معترف ہین کہ مجھے عامل مقرر کیا اور وظیفہ دینا چاہا مگر مین نے دست بستہ عرض کی کہ محتاجون کو دیجیے تاکہ اونکی تکلیف رفع ہو مجھے آپ کی عنایت سے خداوند کریم نے اتنا دے رکھا ہے کہ اپنی گذر کرسکتا ہون پہر مین اپنا بوجھ اسلام پر کیون ڈالون -

سختی اور دلیری اور ہمت کے کام کے لئے ہمارے فاروق نہایت ہی مناسب و موزون تہے - زکوٰۃ و صدقات دینا لوگونکو سخت معلوم ہوتا تہا - اونکے وصول کرنے کے لئے ایک زبردست اور بارعب آدمی کی ضرورت تہی جو اونمین رعایت اور تساہل کو آنے ہی ندے - چنانچہ جناب عمر ایسے ہی آدمی تہے - آپ نے حضرت عباس - خالد بن ولید اور ابن جمیل سے بڑے بڑے لوگونکے زکوٰۃ ندینے کی شکایت آنحضرت سے کی اور حضرات ممدوحین کو فاروق کی زبردستی سے دینا ہی پڑی - آنحضرت صلعم خود فرمایا کرتے تہے کہ ابوبکر میری اُمت پر نہایت ہی مہربان اور عمر اللہ کے کام مین بہت زبردست ہی - درحقیقت فاروق اعظم کا یہ ایک خاص وصف ہے -

سنہ ۹ ہجری مین عرب کے سب اطراف سے آنحضرت صلعم کی خدمت مبارک مین بکثرت وفود لینے سفارتین آئین اور لاکہون آدمی مسلمان ہوے - اسی سال مین حضور نے

اخیر حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہین - جناب عمر رضی اللہ عنہ اس حج مین حضور پُرنور کے ساتھہ تھے - اون تمام واعظون اور پند و نصائح سے مستفید ہوے جو آنحضرت نے اپنی بےنظیر اور قابل یادگار تقریر مین فرماے -

ماہ صفر ۱۱ھ مین اسامہ بن زید رومیون کے مقابلہ کے لئے مامور ہوے سب صحابہ کبار کو حکم دیا گیا کہ اسامہ کے ساتھہ جاؤ - لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین حضور صلعم بیمار ہو گئے اور وہ تجویز ملتوی رہی -

آنحضرت صلعم دس دن یا تیرہ دن علیل رہے - بیماری کی حالت یکسان نہ تھی کبھی تو شدت سے بخار ہو جاتا تھا اور کبھی اتنا افاقہ ہو جاتا تھا کہ آپ مسجد مین جا کے نماز ادا فرماتے تھے - یہانتک کہ عین وفات کے دن نماز فجر کے وقت طبیعت شریف اتنی بحال تھی کہ آپ دروازہ پر آے اور پردہ اوٹھا کے لوگون کو نماز پڑھتے دیکھکر خوش ہوے (واقعات متذکرہ صدر کی تشریح و توضیح کے لئے ملاحظہ ہو شمس التواریخ حصہ اول)

اس بیماری کے زمانہ مین قصہ قرطاس کا ایک واقعہ پنجہ جھاڑ کے ہمارے پیچھے پڑا ہے ہزار طرح سے لوگونکو سمجھاؤ مگر مانتے ہی نہین اور ناحق کے شبہات پیش کئے جاتے ہین تفصیل اوسکی یہ ہے -

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال سے تین دن پہلے قلم و دوات مانگا اور فرمایا - "مین تمہین ایسی بات لکھدونگا جس سے تم آیندہ گمراہ نہوگے" یہ سنکے عمر فاروق نے لوگون سے کہا کہ حضور کو اسوقت شدت کا درد ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے - حاضرین مین سے بعضون نے کہا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت

بہکی باتین کر رہے ہین - روایت مین "ہجر" کا لفظ ہے جسکے معنے ہذیان کے ہین -
یہ واقعہ سرسری نگاہ سے نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے - مخالف کہہ
سکتا ہے کہ اس سے بڑی بغاوت - سرکشی اور گستاخی اور کیا ہوگی کہ حضور صلعم تو
بستر مرگ پر پڑے ہوے اُمت کی غمخواری فرماتے ہین کہ لاؤ مین ایک ایسی بات
لکھدون جو تمہین گمراہی سے بچادے اور حضرت عمر کہتے ہین کہ کچھہ ضرورت نہین
ہمین قرآن کافی ہے - اسپر طرّہ یہ ہے کہ بعض راویون نے جناب فاروق ہی کی
قول سے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا ہے - اس بات کیطرف
بھی نظر رہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ بحیثیت نبوت ہوگی
جسمین سہو و خطا کا گمان نہین ہوسکتا -

اس قصہ پر تیرہ سو برس سے آج تک برابر جھک جھک ہوتی چلی آتی ہے اور
فیصلہ نہین ہوچکا - ہم کہتے ہین کہ آیت - الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ
توحجۃ الوداع مین نازل ہوچکی تھی پھر رشتہ نبوت ہی منقطع ہوچکا اب کیا ڈھونڈھ
رہے ہو - فاروق اعظم نے آیت مذکورہ بالا کا خلاصہ مطلب بیان کردیا تھا کہ
قرآن کافی ہے - کیا برا کیا جو کہدیا - خلافت کی بحث جو دینی نہین ہوسکتی اوسکی
خاطر سے یہ قرار دے لینا یا چھیڑ چھیڑ کے دوسرے سے کہلوانا - "ہذیان عوارض
انسانی مین سے ہے اور آنحضرت عوارض انسانی سے بری نہ تھے اسلئے پیمبر سے
ہذیان ہونا ممکن ہے" کیسے افسوس کی بات ہے - پھر اس قصہ سے یہ کیسی فرض
کرلیا اور کہان سے نکالا کہ جناب مرتضوی کی خلافت بلافصل لکھانیکو دوات
قلم مانگا تھا - یہ آپکا خیال غلط تو کیا بلکہ جنون ہے - ثبوت اوسکا یہ ہے کہ جناب عمرؓ

کو بھی اللہ جلشانہ نے خلافت دی اور حضور مرتضوی کو بھی مگر علی مرتضیٰؓ کو خانگی جھگڑوں نے
پنپنے نہیں دیا اسلئے حضور ممدوح سے خلافت سنبھلی ہی نہیں اور فاروق اعظم نے
اپنی تو کیا ابوبکر صدیقؓ کی بھی خلافت چلادی چنانچہ دنیا کی تاریخ کے اوراق اسکے
گواہ ہین۔ اسی لیئے آنحضرت نے فاروق اعظم کی خلافت بلافصل لکھنے کو دوات قلم
طلب کیا تھا مگر فاروق نے اپنی خلافت کی سند لکھانیکو تحصیل حاصل سمجھا۔ رسول کریم
کو بیماری کی حالت مین زیادہ تکلیف ندینا چاہی اور دوات قلم لانیکو منع کردیا۔
ہماری راے مین تو ہمارا گمان تمہارے گمان سے زیادہ قوی ہے۔ اگر نہین ہے
تو ثابت کردیجئے کہ آنحضرت نے دوات قلم خلافت فاروقی لکھانے کو نہین مانگا
کیونکہ اگر کسی دوسرے کے حق کے استقرار کے لیئے مانگا ہوتا تو وہ دوسرا
محض عمر کے انکار سے اپنی حق تلفی نہ ہونے دیتا بلکہ فوراً قلم دوات لاکے آگے
رکھدیتا خصوصاً اوس حالت مین جبکہ جناب مرتضوی کی خلافت بلافصل نہونے
مین مذہب مین بھی نقص آتا ہو۔ جب بعض روای "ہجر" کے لفظ کو قول عمر مین داخل
کرتے ہین تو ہمارا گمان اور بھی قوی ہوجاتا ہے کہ مفارقت نبوی کے غم مین
جب آپکو معلوم ہوا کہ میری خلافت کی سند لکھنے کے لیئے یہ تکلیف گوارا کی
جاتی ہے تو کہدیا کہ یہ فضول بیکار اور ہذیان ہے۔ فرط محبت مین ایسا ہوہی جاتا ہے

شمہ ناگفتہ از سوز دلم شہرے بسوخت	آہ چون ظاہر شود این آتش پنہان من

جب اسبات پر غور کیا جاے کہ یہ واقعہ جس طرح کتابون مین مندرج ہے اوس سے
کوئی بات نکل بھی سکتی ہے یا نہین۔ اسکے لیئے یہ باتین ملحوظ خاطر رہین کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم وبیش تیرہ دن تک بیمار رہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم

کی حدیث کے بموجب جمعرات کے دن آپنے قلم دادات مانگی اور پھر بروز دوشنبہ یعنے اس واقعہ کے چار دن بعد تک زندہ رہکر آپ نے اس دار فانی کو چھوڑا جس مدت مین اکثر مواقع اس قسم کے ملے ہونگے کہ آپ منشار عالی تمام کو پہونچا سکتے تھے مگر پھر اس بات کا ذکر کہین دیکھنے مین نہین آتا۔ تمام مدت مرض مین کسی اور واقعہ اختلال حواس کا ذکر کسی روایت سے نہین پایا جاتا۔ اکثر صحابہ مین سے اوس نازک وقت پر حضور نبوی مین موجود تھے لیکن اس قضیہ نامرضیہ کو بجز حضرت عبداللہ ابن عباس کے اور کسی نے اپنے منہ سے نہین نکالا؟۔ اوسوقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر بروایات صرف تیرہ یا چودہ برس کی تھی۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث سے تو حضرت عبداللہ کا وہان موجود ہونا ہی نہین پایا جاتا اسی لئے محدثین متحققین نے بدلائل و براہین ثابت کیا ہے کہ وہ موجود نہ تھے اور اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ اونہون نے اس واقعہ کو کس سے سنا تھا۔ تو ایسی حالت مین کوئی بنا ران نکالنا اور پھر اوسپر اڑکر بک بک اور زق زق کئے جانا کونسی عقل کی بات ہے

آنحضرت اس کے بعد چار دن زندہ رہے۔ اس اثنا مین وقتاً فوقتاً بہت سی ہدایتین اور وصیتین فرمائین۔ عین وفات کے دن حضور کی حالت اتنی سنبھل گئی جو لوگ سمجھے کہ اب بالکل اچھے ہو گئے۔ اسی خیال سے جناب صدیق اکبر اپنے گھر چلے گئے جو مدینہ سے دو میل تھا مگر حضرت عمر آپ کے اخیر دم تک پاس ہی رہے جناب رسالتمآب نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین انتقال فرمایا۔ سہ شنبہ کو بعد دوپہر دفن ہوے۔ اس سے مسلمانون کو جو رنج ہوا اوسکا حساب نہین ہو سکتا۔

روایت ہے کہ اس صدمہ سے جناب فاروق ایسے آپے سے باہر ہوے کہ مسجد نبوی مین جاکے یہ اعلان کر دیا "جو کوئی کہیگا کہ حضور صلعم نے وفات پائی اوسے قتل کر ڈالونگا"

حضور صلعم کی رفاقت و مصاحبت مین جو زمانہ فاروق اعظم کی زندگی کا گذرا اوس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت - رعب و داب - شان و شوکت - جلال اور شجاعت و ہمت - دلیری و بہادری - قوت و توانائی - استقلال و متانت اور مصیبتون و تکلیفون مین صبر و رضامندی - غیرت و حمیت اور اپنے حال پر قناعت - اسلام اور بانی اسلام سے صرف محبت ہی نہین بلکہ ایک فدائیانہ عشق ظاہر ہوتا ہے - آپ کے بے نظیر اوصاف مین اسلام کی نصرت و حمایت اور خدا کے احکام کی اطاعت اور بڑے جوش و خروش سے رسول اللہ کے ارشاد کی تعمیل شامل تہی - آپکے مزاج کی سختی اور درشتی اور قیدیان بدر کے قتل کرنیکی راے سب مبنی بر انصاف و عدل اور مفید سلطنت اسلام تہین - اون سے صرف آپکا یہ مطلب تہا کہ کفار کی جمعیت ٹوٹے - اونکے دلونمین اسلام کا رعب و دبدبہ اور مسلمانون کا غلبہ و نصرت بیٹھے - ظالمون اور بدکردارون کو سزائین ملتی دیکھکر دوسرے لوگ عبرت پکڑین اور پھر کسیکو ظلم و بدکرداری اور بدافعالی کرنے کی جرأت نہو - پس عمر فاروق کا دل جو ظاہر اسخت پتہر معلوم ہوتا ہے وہ حقیقت مین موم سے زیادہ نرم تہا بقول صدیق اکبر کے کہ جب مین سختی کرتا ہون تو عمر نرم ہوجاتا ہے اور جب مین نرمی پر کمر باندہتا ہون تو عمر سخت ہوجاتا ہے - غرضکہ

درشتی و نرمی بہم در بہ است		چو جراح کہ رگزن و مرہم نہ است	

اوس ذات مستجمع صفات مین پورے پورے اوصاف جہانداری وجہانبانی کے کوٹ کوٹ کے بھر دیئے گئے تھے - یہ بادشاہ ہمارا وہ بادشاہ تھا جسے خدا نے صرف بادشاہی کے لئے اپنے ہاتھہ سے بنایا تھا - کوتہ اندیش خوردہ بین بادشاہی نظر کہان سے لائین جو بادشاہ کو سمجھین - قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری -

حضرات ناظرین اجہان آپ ہمارے ممدوح کو مسلمانون کے ساتھہ کوئی سخت برتاؤ کرتے دیکھین تو اوسے بہی فاروق اعظم کی دوراندیشی اور مصلحت بینی ہی سمجھا کرین چنانچہ نظیر کے طور پر ہم یہان ایک روایت بیان کرتے ہین - ایکدن جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونون آنحضرت کی خدمت فیضدرجت مین حاضر تھے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہی اوسوقت موجود تھے کہ ناگاہ حضور صلعم اونکے درمیان سے اوٹھے - ایک سمت کو چلے گئے اور دیر تک نہ آئے - آپ کے دیر کرنے سے سبکو تشویش ہوئی - جناب ابوہریرہ سے کہا گیا کہ آپ جائین اور حضور کو تلاش کرین ابوہریرہ ڈہونڈہنے نکلے - تہوڑی دور تک تلاش کرنے سے جناب رسالتمآب ملے اور حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور تمہین اس باغ کے پیچہے لاالہ الااللہ پر یقین رکہنے والا جو ملے اوسے یہ مژدہ سنا دینا کہ تو جنتی ہے - اتفاقاً سب سے پہلے اونکو فاروق اعظم ہی ملگئے - جناب ابوہریرہ نے آپکو یہ خوشخبری سنادی - حضرت عمر نے ایک دوہتڑ زور سے اونکے سینہ پر مارا اور فرمایا کہ کم بخت اگر ایسی بشارتین سنا تا پہریگا تو لوگ نیک عمل کرنا چہوڑ دینگے - پہر گردن پکڑکے اونہین آنحضرت صلعم کے پاس لے آئے - پس آپکا کوئی فعل مصلحت بینی سے خالی نہین ہوتا تہا - جو کوئی آپکی اسطرح کی رائے کو خلاف نظر سے دیکہیگا

وہ خواہ مخواہ بڑی غلطی کا مرتکب ہوگا۔ خود حضرت فاروق نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کیوقت جو خطبہ فرمایا تھا۔ اوسمین یہ بھی ارشاد تھا کہ لوگ میری سختی اور تشدد سے ڈرتے ہین۔ کہتے ہین کہ عمر رسول اللہ اور صدیق اکبر کے سامنے بھی سختیان کیا کرتا تھا۔ مجھے بھی اسکا اقرار ہے کہ وہ سچ کہتے ہین۔ مین رسول اللہ کے ساتھ ایک غلام اور خدمتگار کے مانند رہتا۔ اونکی نرمی اور شفقت وعاطفت اس درجہ کی تھین کہ اونکی برابری کوئی نہین کرسکتا۔ خدا نے رؤف ورحیم بھی اونکے نام رکھے ہین۔ مین شمشیر برہنہ تھا مجھے وہ درمیان مین رکھکر کار فرما ہوتے تھے۔

جناب ابوبکر صدیق نے عبدالرحمن بن عوف سے مشورہ لیا کہ مین اپنے بعد عمر کو خلیفہ کرنا چاہتا ہون تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمن نے اس ارادہ کو پسند تو کیا مگر اوسکے ساتھ ہی شکایت کی کہ اونکی طبیعت نہایت درشت ہے صدیق اکبر بولے کہ تم اونکی سختی کی وجہ سمجھے نہین۔ مین زیادہ نرمی اور رحم کا برتاؤ کیا کرتا تھا۔ مین نے غور سے تجربہ کیا ہے کہ جہان مین نے کسی پر سختی کی عمر نے میری خوشامد کرنا شروع کی اوسپر رحم کرنے کی سفارش کرنے لگے۔ جب مین حد سے زیادہ نرمی پر اوتر پڑا تو فوراً عمر سخت ہوگیا۔ جب وہ خود مالک ومختار سلطنت ہوگا تو انشاء اللہ اوسکی مزاج کی سختی جاتی رہے گی۔

خود مختار خلافت کے زمانہ مین بیشک آپ کی عادت مین بہت فرق آگیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ فاروق اعظم کے مزاج کی نسبت آنحضرت صلعم کا فیصلہ قطعی ہے جو قیدیان بدر کے آنے کے وقت عمل مین آیا تھا اوسکے سامنے پھر اس معاملہ مین بحث کرنا فضول ہے۔ سرٹیفکٹ وہی مستند ہے جو بادشاہ اپنے قلم سے لکھدے

پہرغیہ چون وچرا کرنے والے کون۔ رسول اللہ نے قیدیان بدر کے معاملہ مین ارشاد کیا کہ ابوبکر حضرت ابراہیمؑ اور جناب مسیحؑ کی مانند ہین جو رحم کے وکیل ہین اور عمر فاروق نوحؑ اور موسیٰؑ کے مثل ہین جو عدل اور انصاف کے وزیر تھے۔

خود رسول صلعم فرمایا کرتے تھے "عمر حق کہتا ہے چاہے وہ کڑوا ہی کیون نہو اور اسی باعث سے کوئی اوسکا دوست نہین"۔ پس اونکے رعب و داب اور حق گوئی نے اپنا سکہ لوگون کے دلون پر ایسا بٹھایا تھا کہ لوگ اونکے نام سے کانپ جاتے تھے۔ چاہے عمر سامنے ہون یا نہون۔ اہم مواقع پر کارروائی کے لئے آنحضرت صلعم بھی فاروق اعظم کو اپنے ساتھہ شامل کرلیا کرتے تھے۔ کیسا ہی مشکل سے مشکل کام ہو عمر کا ہاتھہ لگا نہین کہ ہوا نہین۔ ایکدن ایک حبشی لڑکی ہاتھہ مین دف لئے حضور کیخدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کی۔ حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب آپ سفر سے بخیر و خوبی اور بامراد واپس آئین گے تو آپکے روبرو دف بجاکے گاؤنگی۔ اتنا کہکے وہ گانے بجانے لگی۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ و حضرت عثمان اور جناب صدیق اکبر بھی آگئے۔ وہ بدستور گاتی رہی۔ اتنے مین فاروق اعظم بھی آپہونچے۔ اونہین دیکھکر حبشن نے دف نیچے رکھا اور اوسپر بیٹھہ کے خاموش ہوکر سر نیچے جھکالیا۔ آنحضرت نے مسکراکر فرمایا کہ عمر سے شیطان بھی ڈرتا ہے ایکدن کاشانۂ نبوی کے پاس شور و غل کی آواز سنائی دی۔ حضور صلعم نے ادھر دیکھا تو ایک عورت پناہ رہی تھی اور لوگ اوسکے گرد تماشا دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ حضرت نے جناب عایشہ سے فرمایا کہ یہ تماشہ دیکھو۔ وہ بھی دیکھنے لگین۔ اتنے مین کہین سے چلتے پھرتے حضرت فاروق بھی وارد ہوگئے۔ تماشہ دیکھنے والے

سب بھاگ گئے۔ جناب صدیقہ بھی ہٹ گئین۔ اوسوقت آنحضرت نے فرمایا
مین دیکھتا ہون کہ عمر سے جن وانس وشیاطین سب ڈرتے اور بھاگتے ہین۔ اسیطرح
جناب علی مرتضیٰ فرمایا کرتے تھے کہ فاروق اعظم کا شیطان اونکو خطا کا حکم کرنیسے
ڈرتا ہے۔

مدت مدید تک جناب فاروق آنحضرت کے ہمدم وہمساز اور شریک وحصہ
دار رہے۔ تمام امور اصلاح امت۔ فلاح مسلمانان اور انتظام اسلام مین صلاح کار
تھے۔ وزیر ہوشیار اور تجربہ کار کیطرح حضرت عمر کی راے سب سے زیادہ قوی اور
صائب ہوتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے بارہا فرمایا ہے "خدا نے حق کو عمر کے دل
اور زبان پر جاری کیا ہے وہ میرا مشیر ہے" جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہین۔
"قرآن عمر کی باتون کی تصدیق مین نازل ہوا کرتا تھا" عبداللہ بن عمر نے فرمایا ہے
"اگر اصحاب رسول اللہ کسی بات مین مختلف الراے ہوتے تھے اور حضرت
عمر کی راے سب سے مختلف ہوتی تو حضرت عمر کی راے کی تائید مین قرآن نازل
ہو جاتا تھا" حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے یہی
ارشاد کیا ہے۔ "ہم مین سے بہتون کی یہ راے تھی کہ تسکین اور تشفی عمر کی زبانپر
آکر بولا کرتی ہین اور فاروق ہی کے اقوال طمانیت بخش ہوتے ہین" فاروق اعظم
کی راے صائب اور دانشمندی وعقل وذہانت اور دماغی قوتین ملکۂ نبوت تک
پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہین اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے
بعد نبی ہوتا تو عمر ہی ہوتا۔ فاروق اعظم کی بہت سی راین احکام الٰہی اور منشاے
ایزدی کے مطابق ہوگئی ہین۔ جنکو ارباب سیر اپنی اصطلاح مین "موافقات عمر"

کہتے ہین۔ بعضون نے اونکا شمار بیس بتایا ہے منجملہ اونکے چند یہان معرض تحریر مین لائی جاتی ہین۔

(۱) مقام ابراہیم کو مصلّی بنانے کی لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۵ یہی بالکل آپکی راے تھی جو بہت مشہور ہے۔

(۲) عورتون کے پردہ کے احکام حضرت فاروق کی راہی کے مطابق نازل ہوئین

(۳) قیدیان بدر کے باب مین جو آیت نازل ہوئی وہ آپ ہی کی راے تھی۔

(۴) جب بڑا اور سخت منافق عبداللہ بن ابی بن سلول مرگیا تو اوسکے بیٹے نے آکے حضور صلعم سے درخواست کی کہ آپ جنازہ کی نماز پڑہادین۔ حضور رحمت للعالمین فوراً اوٹھ کھڑے ہوے اور نماز پڑہانے چلے۔ جناب عمر نے رستہ مین جاکے روک لیا اور التماس کی کہ نہین ہم آپکو ایسے منافق کی نماز جنازہ نہین پڑہانے دینگے مگر رسول مہربان ورحیم نے نہ مانا آگے چلے۔ حضرت فاروق کہتے ہین۔ مین اب تک حیرت مین ہون کہ نہین معلوم اوس دن مجھہ مین اتنی جرأت کہان سے آگئی تھی کہ جب آنحضرت صلعم نے میرا کہنا نہ مانا اور آگے چلے تو مین اوچھل پڑا اور پکار پکار کے عبداللہ بن ابی سلول کے منافقانہ افعال واقوال بیان کرنے لگا۔ مگر آنحضرت مسکراے اور فرمایا کہ عمر۔ مین ضرور نماز جنازہ پڑہاونگا۔ لیکن مین باز نہ آیا اور اپنی کہے گیا۔ آنحضرت نے جاکے نماز پڑہادی۔ جب واپس آے ہین تو یہ آیتین سورہ براۃ کی نازل ہوئین۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ الخ»

(۵) حرمت شراب مین تین دفعہ پے در پے فاروق اعظم کی راے کے مطابق آیتین نازل ہوئین - یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الخ - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی - یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ الخ

(۶) غیر کے گھر مین اذن لیکر داخل ہونیکا حکم حضرت عمر ہی کی راے کے مطابق نازل ہوا ہے -

(۷) یہ آیت نازل ہوئی - وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ ۔ حضرت فاروق نے جو اسے سُنا تو فرمایا فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۔ آنحضرت صلعم بولے - عمر - تو قرآن مین اپنی طرف سے زیادتی کرتا ہے مگر نہین خداوند کریم تو عمر فاروق کی دلداری کرتا تھا یہی آیت نازل ہوگئی -

(۸) آیت ذیل مین بھی عمر فاروق کے الفاظ کا تطابق ہے -

مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ الخ

جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم قرآن کی راے اور کلام کو فاروق اعظم کی راے اور کلام سے مطابق پاتے ہین - اسی طرح کی اور بہت سی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی راے بڑی صائب اور پختہ ہوتی تھی -

اب رہے دنیوی امور اونمین تو آپ کی راے کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتا تھا - ایکبار کسی لڑائی مین اصحاب کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ رہا اور بھوکے مرنے لگے - آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکے بھوک پیاس کی فریاد کی اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو سواری کے اونٹ ذبح کرکے کھانا شروع کردین کیا کرین بھوکا تو نہین رہا جاتا - مجبور ہوکے آنحضرت صلعم نے اجازت دیدی -

جناب عمر نے جو سنا تو آکے عرض کی کہ حضور ہم بھوکے اور پیادہ ہو کر دشمن سے کیا خاک مقابلہ کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم ہی بتاؤ اس حالت مین کیا کیا جاے جناب فاروق نے عرض کیا کہ بعضون کے پاس تو کھانے کو کچھ نہین ہے مگر بعضونکے پاس کچھ کچھ ہے۔ سبکو حکم دیدیجے کہ اپنا کھانا پینا لے لیکر آپ کے حضور مین آجائین اور شریک ہو کے آپکے سامنے کھالین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت عمر کی یہ تدبیر ایسی کارگر ہوئی کہ کوئی شکایت نہ رہی۔

جن کامون مین وحی آنحضرت صلعم کی رہنمائی نہین کرتی تھی اونمین آپ ضرور ہی فاروق کے مشورہ سے کام لیتے تھے مثلاً ایکدن حضور صلعم نے عمر سے پوچھا کہ شام کی لڑائی کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ جناب فاروق نے جواب دیا کہ خدا کا جو حکم ہو اوسکی تعمیل کیجیے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس باب مین میرے پاس خدا کا کوئی حکم ہوتا تو تم سے کیون پوچھا جاتا۔

جناب فاروق کی رائے کی خوبی اور پختگی ثابت کرنیکے لیے ہمین یہ چند ارشاد صاحب الوحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کر دینا کافی ہین۔ حضور فرماتے ہین۔

(۱) اگلی امتون مین محدث ہوا کرتے تھے میری امت مین اگر کوئی محدث ہے تو عمر ہے۔

(۲) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب ہوتا۔

(۳) خواب مین ایک پیالہ بھرا ہوا دودھ میرے پاس لایا گیا مین نے سیر ہو کر پی لیا باقی جو رہا عمر کو دیدیا۔

(۴) ابوبکر و عمر میرے دو وزیر ہین جس امر مین وہ دونون متفق ہونگے مین اونکی

مخالفت نہین کرونگا بلکہ اون سے موافقت کیجائیگی۔

(۵) ابوبکر اور عمر دونون بمنزلہ میری شنوائی اور بینائی کے ہین۔

ہماری اوپر کے بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت عمر کو آنحضرت صلعم کے ساتھ حد سے زیادہ قرب و یگانگت اور محبت اور بے تکلفی تھی۔ صاحب التحیۃ والثنا کا تکیہ کلام ہوگیا تھا کہ جب کوئی کام کیا تو فرمایا کہ مین نے اور ابوبکر و عمر نے فلان کام کیا ہے۔ جب کہین تشریف لیجانیکا اتفاق ہوتا اور کوئی اوسکی بابت پوچھتا تو یہ فرمادیتے کہ ہان مین اور ابوبکر و عمر وہان گئے تھے۔ اگر آپکی کوئی خواہش ہوتی تو یون ارشاد ہوتا کہ مین اور ابوبکر و عمر یہ چاہتے ہین۔ غرضکہ آنحضرت صلعم کو یہ دونون نام ورد زبان ہوگئے تھے ہماری مجال نہین کہ اس اتحاد ثلثہ کو رفع کرسکین۔

جدا ہون یار سے ہم اور نہون قریب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

ایکدن آنحضرت بے تکلف جسد اطہر کھولے ہوے گھر مین بیٹھے تھے کہ جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم آگئے اور اذن لیکے اوسی حال مین اندر چلے آے۔ یہ جناب عثمان آے تو حضور نے اپنے کپڑے درست کرلئے۔ غرضکہ وہان۔ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی۔ کا معاملہ ہے اور ہم ہین کہ اپنی اپنی ہانک رہے ہین

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم مسجد مین تشریف لاتے تو صحابہ مین سے کسی کی مجال نہوتی کہ حضور کیطرف آنکھ اوٹھا کے بھی دیکھے مگر ابوبکر و عمر دونون آنحضرت صلعم کی طرف دیکھتے اور مسکراتے تھے حضرت بھی اون دونونکی طرف دیکھکے باغ باغ ہوجاتے تھے۔

سب سے بڑی ذمہ داری کا کام یعنے وحی کا لکھنا ابوبکر و عمر و عثمان و علے

رضی اللہ عنہم اجمعین ہی کرتے تھے اور آنحضرت صلعم کی فرمانبرداری اور ادب ولحاظ حد سے زیادہ ملحوظ رکھتے تھے اور دہر آنحضرت کو ان چارون صاحبونکی خاطرداری دل سے منظور تھی۔ بارہا حضرت عمر گھٹنون کف افسوس مل ملکے اس بات پر روتے رہے ہین کہ مین نے فلان امر مین آنحضرت سے اختلاف رائے کیون کیا۔

ایکدن بنو تمیم نے حاضر ہوکے حضور رسالتمآب مین گذارش کی کہ ہمارا کوئی سردار مقرر کردیا جائے۔ اثنائے انتخاب مین باہم صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے اختلاف رائے جو ہوگیا تو جھگڑے مین زور زور سے بحث ہونے لگی۔ اوسیوقت یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ جناب عمر نے قسم کھائی کہ آئندہ مین حضور صلعم کے روبرو کبھی بلند آواز سے باتین بھی نہین کرونگا۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاص خاص اصحاب کا بہت پاس و لحاظ رکھتے تھے اور ہر وقت اونکو پاس رکھنے کے خیال سے باہر نہین بھیجتے تھے ایکدن کا ذکر ہے۔ آپ نے یہ تجویز فرمایا کہ پیغام حق پہونچانے کے لئے ممالک دور دست مین قاصد بھیجے جائین۔ لوگون نے عرض کی کہ ابوبکر و عمر کو آپ کہین نہین بھیجتے ایکے اونہین روانہ فرمائیے۔ آپ نے جوابدیا کہ ابوبکر و عمر دین کی آنکھ اور کان ہین مجھے اونکی بہت ضرورت ہوتی ہے اسلئے اونہین ایکدن کے لئے بھی اپنی نظر سے جدا نہین کرسکتا۔ آنحضرت کی ذراسی تکلیف سے بھی اونکے دل مین درد ہونے لگتا تھا۔ ایکدن آنحضرت صلعم تہمد باندھے بوریہ پر سو رہے تھے کہ جسم نازنین پر فرش کے نشان پڑگئے اوسی حالت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے

آپکو آنحضرت صلعم کا یہ حال دیکھکر کمال تاسف ہوا جب آپکی نظر مبارک طاقون پر پڑی تو ایک طاق مین صرف آدہ سیر کے قریب جو اور ایک بہت چھوٹا سا ٹکڑا پنیر کا دہرا دیکھا ادہر اودہر نگاہ جو دوڑائی تو پانی کا ایک مشکیزہ لٹک رہا تہا اسکے سوائے دولتخانہ نبوت کاشانہ مین آپکو کچہ بہی دکہائی نہ دیا دل پہلو مین تڑپ کر رہگیا۔ باعث تخلیق ارض وسما کی یہ بے سروسامانی اور تکلیف دیکھکے بے اختیار رو دیئے۔ افسوس۔ وہ اسلام جو ایسی ایسی تکلیفین بہگت کے اور اس رونے دہونے سے پرورش کیا گیا تہا آج یون پامال ہورہا ہے۔ اے روح فاروق اعظم تو کدہر ہے اور اے شفقت خیر البشر تو کہان ہے۔

نے یار غم خوار نہ کس محرم اسرار	دیگر	رنجوری و مہجوری و حرمان بکہ گویم
اندوہ تو ناگفتہ و درد تو نہان بہ		این پیش کہ اظہار کنم و آن بکہ گویم
اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہی		امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تہا عرب سے		پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے

سب سے بڑی تمنا ہمارے فاروق کی یہ تہی کہ مین آنحضرت صلعم کے قدمون مین شہید ہوکے گرون اور پیرون پر پیشانی رگڑتے رگڑتے دنیا سے چل بسون جب اس باب خاص مین آپکو زیادہ بیکلی ہوئی تو آپ جانتے ہین کہ۔ دل را بدل رہبست درین گنبد سپہر۔ حضرت کے دل مین ہی یہ خار غم جا کھٹکا۔ کمال دلداری سے جناب فاروق کے آنسو پونچہے اور فرمایا۔ اے عمر۔ تو شہید ہے۔ آپ اکثر اسی نام سے یعنے شہید کہکر آپکو پکارا کرتے تہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت اور ابوبکر و عمر ایک پتہر پر کہڑے تہے پتہر ہل گیا۔ حضور صلعم نے فرمایا اے پتہر خاموش کیا تجہکو نہین معلوم کہ تیرے اوپر نبی اور صدیق اور شہید کے سوا اور کوئی نہین ہے۔

سقیفہ بنی ساعدہ اور خلافت صدیقی

اگرچہ ہم اس بیان کو اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصہ مین بھی لکھ چکے ہین اور یہان کی بہ نسبت وہان اچھی طرح اور زیادہ زوردار لکھا ہے مگر چونکہ اسکا تعلق زیادہ تر فاروق اعظم سے تہا اسلئے تکرار کی جاتی ہے۔ اوستاد کے اس شعر۔

امور مصلحت ملک خسروان دانند	گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

کو تو ہر دم پیش نظر رکہئے اور ہمارے بیان کو سنتے جایئے جو یہ ہے۔

اسمین کوئی شک نہین کہ ادہر تو آنحضرت صلعم نے آنکہین بند کین اور ادہر بڑے جوش وخروش کے ساتہہ خلافت کے لئے جھگڑے ہونے لگے لوگون نے اس بات کا بھی انتظار نہ کیا کہ پہلے رسول اللہ کو دفن کرلین جب ہی یہ زق زق وبق بق شروع ہو۔ واقع مین یہ بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔ اس سے بھی بڑا التعجب یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کے عشق کا دم بہرتے تہے وہ ہی جنازہ کو بے گور وکفن چہوڑ دین اور اس فکر مین لگجائین کہ مسند خلافت کسی اور کے ہاتہہ نہ آنے پائے۔ ایک بڑا بھاری غضب آپکو یہ نظر آئیگا کہ ابوبکر وعمر ہی کی ذات سے یہ فعل ناگوار سرزد ہوا اور جب تم یہ دیکہوگے کہ جناب علی مرتضیٰ اور بنی ہاشم جنہین از روئے نسب آنحضرت صلعم سے زیادہ علاقہ تہا اون پر قدرتی تعلق کا کامل اثر ہوا چنانچہ وہ اوس نزاع مین شامل نہین ہوے اور آنحضرت کے جنازہ کو چہوڑ کر ایک بالشت بھی نہین ہٹے تو تمہاری وہ ناگواری جو فعل ابوبکر وعمر سے پیدا ہوئی تہی اور بھی زیادہ وحشت پیدا کریگی۔ ناظرین! یہ سچ ہے کہ ابوبکر وعمر وغیرہ جنازہ چہوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تہے۔ بالکل سچ ہے،

کہ وہان پہونچکے اونہون نے انصار سے خلافت کے لئے جنگ کی - ایسے اون کو شتونین محو بہی ہو گئے گویا اون پر کوئی حادثہ پڑا ہی نہین - ہم یہ بہی مانی لیتے ہین کہ اونہون نے صرف انصار سے تو در کنار اپنی خلافت بنی ہاشم اور امیر المومنین علی مرتضیٰ سے بہی بجبر منوائی - چاہے بنی ہاشم نے بآسانی نہ مانی ہو تو نہ سہی ہم اس بات کو بہی اپنے سر لئے لیتے ہین کہ سیر و حدیث کی کتابون سے ایسے ہی خیالات دل مین پیدا ہوتے ہین مگر اصل حال یون نہین ہے -

ناظرین ایہ غلیظ بحث ہمکو نہایت ہی ناگوار ہے ہم اسمین کبہی ہاتہ ڈالنا نہین چاہتے مگر کیا کرین مورخی کے فرائض گلا گہونٹ کر کرا دیتے ہین -

بکنج عافیت بنشیں و خواستم کز فتنہ بگریزم	بلائے عشق نا گہ از در و دیوار پیدا شد

خیر سنئے اچہی طرح ثابت ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی ذات یا اپنی طرف سے خلافت کا جہگڑا نہین شروع کیا نہ دونون صاحب خود اپنی خواہش سے سقیفہ بنی ساعدہ مین گئے - جیسا کہ مسند ابو یعلی مین جو ایک بڑی معتبر کتاب ہے جناب عمر کا قول یون بیان کیا ہے - "ہم کاشانۂ نبوت ہی مین تجہیز و تکفین کے واسطے بیٹہے تہے کہ ناگاہ دیوار کے پیچہے سے ایک آدمی نے پکارا - اے عمر ذرا باہر آؤ - مین نے اوسے ڈانٹ بتائی کہ چل ہٹ ہم لوگ کیسے باہر آسکتے ہین کیا تجہے معلوم نہین کہ رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے دہرا ہے اور ہم اوسکی تجہیز و تکفین کے بندوبست مین مصروف ہین - اوسنے کہا کہ یہان بہی ایک حادثہ ایسا پیش آیا ہے جس سے عجب نہین کہ اسیوقت لڑائی چہڑ جاے اور مدینہ کی گلیون مین خون بہتا پہرے - یعنی سب انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہو گئے ہین - جلد پہونچکے پہلے اونکی خبر لیلو کہین ایسا نہو

کو غضب آجاے۔ مین نے یہ سنکر ابوبکر سے کہا کہ حضرت چلیئے"۔ اس روایت سے اچھی طرح ثابت ہی کہ ابوبکر و عمر نے بذات خود نہ تو خلافت کے مسئلہ کو چھیڑا نہ خود اپنی خواہش سے سقیفہ بنی ساعدہ مین گئے۔

اب دوسری بحث یہ ہے "کیا جناب امیر یعنے علی مرتضیٰ اور بنو ہاشم کو خلافت کی مطلق پرواہی نہ تھی"۔ کیون نہین۔ ضرور تھی اور ایسی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کی خلافت کی ہوس نے اسلام کا کبوح کھودیا اوسکی بنیاد کھود کے پھینک دی اگر یہ نہوتی تو ہمارے امام ہمام جناب حسین رضی اللہ عنہ اندوہناک مظلومیت مین شہید نہوتے جسکے لئے روتے روتے ہم مین جان بھی نہین رہی ہے۔ اگر یہ نہوتی تو بنی ہاشم ہی کی دو شاخین بنی فاطمہ و بنی عباس باہم لڑ لڑکے بغداد کے ہرے بھرے باغ کو نہ اوجاڑ دیتین۔ اگر ہم سے پوچھئے تو سچ یہ ہے کہ خربزہ کو دیکھکر خربزہ رنگ پکڑا کرتا ہے یعنے ایک تھیلی کے دو بٹون بنی ہاشم اور بنی امیہ کی شاگرد ہین مسلمان خانہ جنگیان سیکھے ہین۔ خدا ناس کرے اس خانہ جنگی کا جسنے تمام دنیا کی سلطنت مسلمانون کے ہاتھہ سے کھودی اور انھین کسی کام کا نہ رکھا اگر اس سے بھی زیادہ سچ پوچھو تو ہم یہ کہینگے کہ بنی تیم اور بنی عدی نے تو خلافت کرکے اسلام کی عمارت کے کنگورے آسمان تک اور جرثقیل تک پہونچادی لیکن بنی ہاشم اور بنی اُمیہ نے اوسے منہدم کرکے گدھونکے ہل پھروادیئے۔ قصہ کوتاہ۔ یہ باتین تو جب ہی سمجھ مین آوینگی جبکہ فلسفہ اور پولیٹک کی نظرین بڑی محنت سے پیدا کی جائینگی۔ باہمی مین مین تو تو کے عادی کتاب شمس البلاغت کی بہترین ہی صفحہ سے سمجھین گے۔ لہذا ان سے ویسی ہی باتین کرنی چاہئین۔

حضور شفیع المذنبین کی وفات کے بعد مدینہ کے مسلمانون مین بنی ہاشم ایک گروہ تھے اونہین مین جناب علیؑ بھی شامل ہین - دوسرا گروہ دیگر مہاجرین کا تھا جسکے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ تھے - تیسری جماعت انصار کی تھی جسکے افسر سعد بن عبادہ تھے - آپ اچھی طرح سمجھے رہین کہ ان تینون مین سے ایک گروہ بھی ایسا نہ تھا جسکے دماغ مین خلافت کی ہوس نہ سمائی ہو - تیسرے گروہ یعنے انصار نے تو ڈنکے کی چوٹ اپنا ارادہ ظاہر کر دیا جسکا مفصل حال اگر معلوم کرنا ہو تو اس کتاب کے دوسرے حصہ مین دیکھیے - بنی ہاشم کے خیالات کے لئے ہم صحیح بخاری کی یہ روایت جو پہلے حصہ مین لکھ آے ہین پھر لکھے دیتے ہین کہ آنحضرت کے انتقال کے دن جناب علی مرتضیٰ سے حضرت عباس نے کہا - "خدا کی قسم تین دن کے بعد تم غلامی کروگے اسلئے بہتر یہ ہے کہ چلو رسول اللہ سے خلافت کے باب مین دریافت کرین اگر ہم لوگ مستحق ہین تو وہ ہمارے لئے وصیت کر جائینگے" - جناب امیرؑ نے جواب دیا - "مین ہرگز نہین پوچھونگا وجہ یہ ہے کہ ہمارے پوچھنے پر بھی اگر رسول اللہ نے انکار کر دیا تو پھر آئندہ ہم خلافت ہی سے رہگئے" - اس روایت سے حضرت عباس کا خیال تو صاف ظاہر ہے کہ حد سے زیادہ خلافت کی تمنا تھی حتی کہ آنحضرت کے ہوتے ہوے ارادے کر دیئے تھے - جناب علی مرتضیٰ کو اپنے انتخاب کا خود بھروسا نہ تھا - جب آنحضرت صلعم وفات فرما گئے تو بنی ہاشم اور اونکے اعوان و مددگار جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پر جمع ہوا کرتے تھے - حضرت علی مرتضیٰ اونکے سرگروہ تھے - وہان خلافت ہی کے مشورے ہوا کرتے تھے -

سینکڑون صحابہ کے مجمع مین حضرت عمر نے ایک تقریر کی تھی اگر اوسمین ایک لفظ

بھی خلاف ہوتا تو ضرور لوگ روکدیتے وہ تقریر صحیح بخاری مین یون مرقوم ہی "جب خدانے اپنے پیمبر کو اوٹھا لیا تو انصار نے ہم سے بالکل مخالفت کی اور سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے۔ علی و زبیر اور اونکے ساتھی بھی ہمارے مخالف بنگئے اور مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوے"

امام مالکؒ نے اسے اور بھی صاف بیان کیا ہے یعنی یہ کہ علی و زبیر اور اونکے ساتھی حضرت فاطمہؓ کے گھر مین ہم سے جدا ہوکر جمع ہوے۔

تاریخ طبری مین ہے کہ علی و زبیر نے علیحدگی اختیار کی یہان تک کہ زبیر نے نیام سے تلوار باہر کرلی اور کہا۔ "جب تک علی سے بیعت نہ کی جائیگی مین تلوار نیام مین نہ کرونگا"

ان سب روایتون سے یہ نتیجے نکلتے ہین کہ حضور کی وفات کے ساتھ ہی خلافت کے بارہ مین تین فرقے ہوگئے تھے۔ انصار۔ مہاجرین۔ بنی ہاشم۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے اور بنی ہاشم علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ جسطرح ابوبکر و عمر وغیرہ آنحضرت کا جنازہ چھوڑکر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے اوسی طرح حضرت علیؓ بھی خلافت کی چاہ مین جناب فاطمہؓ کے گھر بنی ہاشم کی کونسل مین چلے آئے تھے۔ آنحضرت کے غم والم کے باعث جناب علی نے سقیفہ جانا ترک نہین کیا بلکہ اوسکی وجہ یہ تھی کہ سقیفہ مین مہاجرین و انصار جمع تھے اور جناب علی کو ان دونون گروہون سے اپنے دعوے کے تائید کی امید نہ تھی۔ مہاجرین تو حضرت ابوبکر کو اپنا سردار بناتے تھے اور انصار کے پیشوا سعد بن عبادہ تھے۔

اب اخیر اور خاتمہ کی بات یہ ہے کہ جو کچھ ابوبکر و عمر نے کیا وہ مناسب تھا یا نامناسب

یہ بات بڑی موٹی ہے اسکے لئے بہت بڑی وقت اوٹھانیکی ضرورت نہین کیونکہ
ہر شخص جانتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت مدینہ منافقون سے بھرا ہوا
تہا بحواس فکر مین تہے کہ حضور وفات فرمائین اور ہم اسلام کا قلع وقمع کردین۔ ایسے
نازک موقع پر جنازہ سے گھٹنا ملائے ہوے رانڈون کیطرح بیٹھے روتے رہنا چاہئے
تہا یا اسکی ضرورت تہی کہ فوراً شمشیر برہنہ بنکے مردانہ وار خلافت کا بندوبست کرلیا
جاے تاکہ ایک انتظام قایم ہوکر اسلام کی حفاظت رہے۔ انصار نے خود بخود
خلافت کی بحث شروع کرکے صورت حال کو اور بہی نازک بنادیا تہا۔ کیونکہ قریش
انصار کو حقیر و ذلیل سمجہے ہوے تہے ثبوت اوسکا یہ ہے کہ جنگ بدر مین جب
انصار لڑنے آے تو عتبہ نے آنحضرت سے چلاکے کہا "محمد۔ یہ ناجنس لوگ
ہم سے لڑنے کو کیون بہیجے جاتے ہین اب ہم تمہاری نظرون مین ایسے ذلیل ہوگئے"
پس اگر انصار مین سے کوئی خلیفہ ہوجاتا تو قریش ہرگز ہرگز اوسکی اطاعت نکرتے
قریش پر ہی کیا منحصر ہے ساری عرب کو انصار کی اطاعت ناگوار ہوتی چنانچہ
صدیق اکبر نے سقیفہ مین جو گفتگو کی تہی اوسمین صاف اس بات کا بیان تہا۔ "وان
العرب لاتعرف ہذا الامر الا لہذا الحی من قریش"۔ یعنے اے انصار جب تک خلیفہ قریش
مین سے نہو کا عرب اوسے ہرگز نہ مانین گے۔ علاوہ اسکے انصار مین خود دو گروہ
تہے اوس و خزرج اور اونمین باہم سخت رقابت تہی اسلئے ضرور تہا کہ اونکے دعوی کا
گلا گھونٹا جاتا اور کوئی لایق و مناسب آدمی فوراً تجویز کرلیا جاتا۔ اوسوقت مجمع
مین جتنے آدمی تہے اونمین سب سے زیادہ بزرگ اور سن رسیدہ اور با اثر حضرت
صدیق اکبر ہی تہے۔ فوراً وہی منتخب ہوبہی جاتے مگر بحث طول پکڑ گئی تہی اور

قریب تھا جو تلوار ین نیامون سے باہر آجائین کہ جناب عمر فاروق نے رنگ بگڑا دیکھکر
فوراً صدیق اکبر کے ہاتھہ مین ہاتھہ دیدیا اور کہا۔ لو یہ خیر الناس یعنے ہم سب مین بہتر
ہین۔ اسکے جواب مین ابوبکر صدیق نے یہ کہا۔ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے
کہ عمر سے اچھے کسی شخص پر آفتاب نہین طلوع ہوا۔ مگر فاروق اعظم نے فرمایا۔ نہین
مین تمہین سے بیعت کرونگا۔ اسکے ساتھہ ہی جناب عثمان۔ حضرت امین الامۃ
ابوعبیدہ بن الجراح۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین نے ہاتھہ بڑہائے
پھر تمام خلقت ٹوٹ پڑی۔ اس کارروائی سے مصیبت کا آیا ہوا طوفان رفع
ہوگیا اور لوگ اطمینان سے کاروبار مین مشغول ہوگئے لیکن بنی ہاشم پھر بھی تمامی
اور وقتاً فوقتاً جناب فاطمہؓ کے گھر پر جمع ہوکر مشورے کرتے رہے۔ جناب عمر نے
بزور ان سے بیعت لینی چاہی مگر بنی ہاشم سوائے حضرت علی کے اور کسیکے آگے
سر نہین جھکانا چاہتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین لکھا ہے کہ
عمر فاروق نے جب ایسے مشورون سے اس عامہ مین خلل پڑتے دیکھا تو جناب
فاطمہ کے در دولت پر کھڑے ہوکر باواز بلند التماس کی "اے بنت رسول اللہ
خدا کی قسم آپ ہمکو سب سے زیادہ عزیز ہین مگر آپ کے ہان جب اس طرح کے مجمع ہوا
کرینگے تو مین گھر مین آگ لگا دونگا" کہا ہے یہ روایت معتبر نہو مگر فاروق اعظم کی
تیز مزاجی سے بعید بھی نہین معلوم ہوتا اگر ایسا کہدیا ہو تو تعجب نہین۔ اپنے ایسے
پر آشوب اور نازک وقت مین جو کارروائیان کین وہ آج چاہے ہمین بے اعتدالیان
معلوم ہون مگر خوب یاد رکھنا کہ اونہین بے اعتدالیونکا طفیل ہے جو اوٹھتا ہوا

طوفان دب گیا اور اسلام دنیا مین باقی رہا۔ اگر بنی ہاشم کی سازشین باقی رہتین تو اسلامی جماعت مین اوسیوقت پھوٹ پڑ گئی ہوتی اور وہی خانہ جنگیان شروع ہوجاتین جو آگے چلکے ہمارے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معظم و مکرم جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اور جناب امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید مین ہوئین۔

صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عوام الناس نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۹ جون سنہ ۶۳۲ء منگل کے دن بیعت کی۔ بنی خزرج مین سے سعد بن عبادہ نے اور قریش مین سے جناب علی مرتضیٰ نے سب کے ساتھ بیعت نہین کی۔ بعض کہتے ہین کہ حضرت علی نے چالیس دن بعد اور بعضون کا قول ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بیعت کی ہے جو آنحضرت صلعم کے انتقال کے چھ مہینے پیچھے ہوئی جناب صدیق اکبر نے جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مین اس دنیاے ناپائدار سے وفات فرمائی اسلئے آپکی خلافت صرف سوا دو (۲½) برس رہی۔ اس زمانہ مین جتنے اہم کام ہوے سب فاروق اعظم کی شرکت اور مشورے سے انجام کو پہونچے۔ اگر ہم اس مدت کو بھی خلافت فاروقی مین شامل کردین تو ہوسکتا ہے۔ شاذ و نادر سواے دو تین موقعون کے جناب ابوبکر نے کبھی حضرت عمر کی راے سے منہ نہین موڑا۔ ہر کام مین جو اونہون نے کہا وہی کیا۔

صدیق اکبر کو مدتون کے تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ خلافت کا بھاری بوجھ جیسا عمر اور کوئی نہ اوٹھا سکیگا مگر اپنی وفات کے قریب عام راے معلوم کرنے کے لئے بڑے بڑے صحابہ سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے پوچھا۔ اونہون نے جواب دیا کہ عمر کی قابلیت اور لیاقت مین کچھ کلام نہین مگر مزاج مین سختی غضب کی ہے۔ جناب صدیق اکبر نے فرمایا کہ عمر کی سختی اسلئے تھی کہ مین نرم تھا جب کام اونہین کے

سر آٹھ لگا تو وہ آپ سے آپ نرم ہو جائینگے۔ پھر حضرت عثمان تشریف لائے اون سے پوچھا گیا تو فرمایا۔ اتنا تو مین جانتا ہون کہ عمر کا باطن اونکے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگون مین اونکا مثل نہین۔ جب اس بات کے چرچے چارون طرف ہونے لگے کہ ابوبکر جناب فاروق کو خلیفہ کیا چاہتے ہین تو اکثر لوگون کو تشویش ہوئی اور حضرت طلحہؓ نے جناب صدیق اکبر سے آکے کہا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپ کے سامنے عمر کا برتاؤ ہم لوگون کے ساتھ کیسا تھا۔ جبکہ وہ خود خلیفہ ہونگے تو نہ معلوم کیا کرینگے۔ اب آپ خدا کے پاس جاتے ہین جو کچھ کیجئے سوچ سمجھ کے کیجئے ورنہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے۔ جناب ابوبکر نے فرمایا۔ مین خداوند کریم سے عرض کرونگا کہ مین تیرے بندون پر اوس شخص کو سردار کر آیا ہون جو تیرے بندون مین سب سے اچھا تھا۔ یہ فرما کر حضرت عثمان کو عہدنامۂ خلافت لکھا دیا۔ پھر اپنے غلام کو دیکر فرمایا کہ اسے لیجا کر مجمع عام مین سنا دے۔ خود بھی بالاخانہ پر گئے۔ نیچے جو لوگ جمع تھے اونہین اپنی طرف مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو۔ دیکھو مین نے اپنے کسی رشتہ دار یا بھائی بند کو خلیفہ نہین مقرر کیا ہے بلکہ عمر کو مقرر کیا ہے تم لوگ بھی اس سے راضی ہو یا نہین۔ سب نے بدل و جان قبول کیا۔ پھر حضرت عمر کو بلا کے مفید اور کارآمد نصیحتین فرمائین جنکو عمر فاروق نے اپنا دستور العمل بنا لیا۔

حضرت طلحہ خود خلافت کے دعویدار تھے اسلئے اونہون نے ایسا کہا تھا چنانچہ خود حضرت ابوبکر نے عمر فاروق کو اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ "مین اون لوگون کو تمہارے خلاف دیکھتا ہون جنکے خود اپنے پیٹ پھولے ہوے ہین اور آنکھین لگ رہی ہین تم نرمی اور حلم کی طرف مائل رہنا"۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست سنہ ۶۳۴ع پیر کے دن رحلت فرمائی۔ باوجود اس صدمے اور

قطعی تقرری کے بھی لوگون سے فاروق اعظم کے ہاتھہ پر بیعت کرانیکی ضرورت ہوئی اور تین دن تک تمام شہر والون اور گرد و نواح کے لوگون نے بیعت کی۔

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی ملک گیری اور فتوحات کے بابت اسی کتاب مین ۶۸۰ صفحے لکھے جا چکے ہین اسلئے اون پر اجمالی نظر بھی یہان پر ڈالنا خالی از تطویل نہوگا لہذا اوس سے پہلو تہی کر کے ہم اپنے ممدوح کی لیاقت ذاتی اور سیاست مدنی پر بحث کرتے ہین تاکہ اوس سے مسلمان اگر چاہین تو قیامت تک فائدہ اوٹھاتے رہین۔ اور واقع مین یہی حصہ تاریخ کا بڑا بیش قیمت ہوتا ہے اور عقلمند اور ہونہار لوگ اسی بیان کو غور کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

سیاست و انتظام سلطنت و نظام حکومت

اگرچہ اسلام مین خلافت یا حکومت کی بنیاد حضرت صدیق اکبر کے عہد سے پڑی مگر نظم و سیاست مملکت کا دور فاروق اعظم کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے۔ جناب ابوبکر کی دو برس کی خلافت مین اگرچہ بڑی بڑی مہمون کا فیصلہ ہوا یعنے عرب کے منافقون اور مرتدون کا قلع قمع کر دیا گیا اور بیرونی فتوحات شروع ہو گئین تاہم دیکھو تو عہد صدیقی مین حکومت کا کوئی خاص نظام قایم نہین ہوا۔ وہ زمانہ ہی کیا تھا جسمین اتنی باتونکی سمائی ہوتی صبح شروع ہوا اور شام کو ختم تھا۔ ہمارے فاروق کو بھی اگرچہ پوچھو تو مہلت کم ملی مگر اونہون نے ایک طرف تو فتوحات کو یہ وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتین زیر و زبر کر کے عرب مین ملا لین۔ دوسری طرف حکومت و سلطنت کا نظام قایم کر دیا۔ پھر اوسے ایسی رونق و ترقی دی کہ اونکی اندوہناک شہادت تک حکومت کے جتنے شعبے

اور شاخین اور دفتر ہین سب وجود مین آچکے تھے گویا عمر فاروق نے دنیا کے بادشاہون کو بادشاہی کرنا سکھایا ہے اور قوانین سلطنت کا انضباط بتایا ہے۔

آئین و قوانین سلطنت و حکومت بیان کرنے سے پہلے ہمین یہ بتانا چاہیئے کہ اونکی سلطنت جمہوری تھی یا شخصی۔ اگر اوس زمانہ کی حالت اور تمدن عرب پر نظر ڈالی جاے تو جناب فاروق کی حکومت پر نہ تو شخصی کا نام صادق ہوسکتا ہے نہ جمہوری کا مگر اسمین شک نہین کہ جناب عمر نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن وقت ایسا تھا کہ اوسکے تمام اصول و فروع مرتب نہو سکے تاہم جو چیزین جمہوری سلطنت کی جان ہین وہ سب وجود مین آچکی تھین۔ مجلس شوریٰ کا موجود ہونا سب کی اصل ہے وہ اچھی طرح ظہور مین آگئی تھی یعنے جب کوئی نیا انتظام درپیش ہوتا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ جمع کئے جاتے اور کوئی امر بغیر صلاح و مشوری اور کثرت راے کے ہو ہی نہین سکتا تھا۔ اوسوقت اسلام مین مہاجرین و انصار صرف دو ہی گروہ ایسے تھے جو ساری قوم کے پیشوا اور سردار سمجھے جاتے تھے۔ اونہین تمام عرب نے اپنا قایم مقام مان لیا تھا۔ مجلس شوریٰ مین لازمی بات تھی کہ یہ دونون گروہ جمع ہون۔ انصار مین اوس و خزرج دو قبیلے تھے اور ان دونونکا مجلس شوریٰ مین جمع ہونا ضروری تھا۔ اس مجلس کے سب ممبرون کے نام اگرچہ ہم اسوقت نہین بتا سکتے مگر اتنا معلوم ہے کہ جناب عثمان۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ عبدالرحمن بن عوف۔ معاذ بن جبل۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ اوسمین شامل تھے۔ انعقاد مجلس کا یہ طور تھا کہ منادی پکار دیا کرتا تھا "الصلوٰۃ جامعۃ" اور سب لوگ مسجد نبوی مین آکے اکٹھا ہو جاتے تھے تو حضرت عمر دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر ممبر پر جا کے خطبہ دیتے۔ اوسکے بعد بحث طلب بات

پیش کیجاتی تہی۔ روزمرہ کے معمولی کامونمین تو اس مجلس کا فیصلہ قطعی سمجھا جاتا تہا مگر جب کوئی امر اہم درپیش ہوتا تو مہاجرین و انصار کا عام اجلاس منعقد ہوتا اور کثرت رائے اور اتفاق عام سے وہ امر طے کیا جاتا۔ مثلاً فوج کی تنخواہ۔ دفتر کی ترتیب۔ تقرر عمال۔ غیر قومون کو تجارت کی آزادی اور اون پر محصول کی تشخیص۔ عراق و شام کے مفتوحہ مقامات کو فوج کی جاگیر مین دینے کی تجویز۔ خلیفہ کا بذات خود کسی مہم مین جانا وغیرہ مین تو بہت ہی بڑی بڑی مجلسین منعقد ہوئین۔ کئی کئی دن تک جلسے ہوتے رہے اور لوگون نے نہایت آزادی اور بیباکی سے انمین تقریرین کین۔ اگر اوسوقت کی خلیفہ کی تقریرین سنی جائین تو معلوم ہوتا ہی کہ ادنیٰ اور عام آدمی گفتگو کر رہا ہے۔ جناب عمر نے بارہا فرمایا ہے کہ مشورے بغیر خلافت جائز نہی نہین یہ الفاظ خاص اونکے منہ سے نکلے ہوی ہین "لاخلافۃ الاعن مشورۃ"

خاص خاص ضرورتون کے وقت مجلس شوریٰ جمع کی جاتی تہی مگر اوسکے علاوہ ایک اور مجلس تہی جو روزانہ ضرورتون اور انتظامات مین رائے دیا کرتی تہی۔ یہ مجلس ہمیشہ مسجد نبوی مین منعقد ہوتی اور صرف صحابۂ مہاجرین اسمین شریک ہوتے تہے۔ صوبجات و اضلاع سے جو روزانہ خبرین آتی تہین اونہین جناب فاروق اسی دوسری مجلس مین بیان کردیا کرتے تہے۔ اگر اونمین کوئی امر بحث طلب ہوتا تو لوگون سے رائے لی جاتی تہی۔ مجوسیون پر جزیہ مقرر کرنے کی بحث پہلے اسی مجلس مین ہوئی تہی۔

امورات انتظامی مین عام رعایا کو بہی دخل دینے کا حق حاصل تہا۔ اضلاع اور صوبجات کے حکام اکثر رعایا کی رائے سے مقرر کئے جاتے تہے۔ اکثر تو بالکل انتخاب ہی کا برتاؤ ہوتا تہا۔ کوفہ۔ بصرہ۔ شام کے لئے جب خراج کے عاملونکی ضرورت ہوئی تو فاروق اعظم نے وہان لکہدیا کہ رعایا اپنی پسند سے جسے چاہے رکہلے۔ شاباش۔

کیا آج یہ دل گردہ کسی یورپ کی گورنمنٹ کا ہو سکتا ہے کہ تین دن کے مفتوحہ صوبو نکی رعیت کو اختیار دیدیا جاے کہ جسے چاہو اپنا کلکٹر مقرر کر لو۔ ایسا پانچ ہاہہ کا کلیجہ اسلامی ہی گورنمنٹ کا ہو سکتا ہے جسکی رال ایک کوڑی پر نہین ٹپکتی۔ چنانچہ کوفہ والون نے عثمان بن فرقد کو۔ بصرہ والون نے حجاج بن علاط کو۔ شام والون نے معن بن یزید کو منتخب کر لیا اور جناب عمر نے بلا غل وغش رعایا کی پسند کو اپنی پسند سمجھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بڑے پایہ کے صحابی اور پایۂ تخت نوشیروان کے فاتح تھے۔ جناب فاروق نے اونکو حاکم کوفہ کر دیا تھا مگر جب رعیت نے اونکی شکایت کی تو اونہین فوراً معزول کر دیا۔ نہ تو سعد کی صحابیت کا لحاظ ہوا نہ اونکی شجاعت اور فتحمندی کا خیال فرمایا۔ خیال ہوتا بھی کیسے۔ ہمارا بے نظیر بادشاہ خوب جانتا تھا کہ۔

رعیت چو بیخ است سلطان درخت	درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

وہان ہر وقت یہ خیال بیخ جہاڑ کے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ رعیت ناراض رہیگی تو خدا کو کیا جواب دینگے اس بات کی کچھ پروانہ تھی کہ ہم رعیت سے دبتے ہین۔

جمہوری سلطنت کی سب سے بڑی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اوسکے ہر فرد بشر کو اپنی اغراض اور حقوق کی حفاظت کا پورا پورا اختیار حاصل ہو۔ یہ بات اگر پیدا ہوئی ہے تو سلطنت فاروقی ہی مین ہوئی ہے ورنہ کسی گورنمنٹ کو میسر نہین۔ خلافت فاروقی مین لوگ کھلم کھلا اپنے حقوق کا اظہار کرتے اور زبردستی لے لیتے تھے۔ اسی لئے اطراف وجوانب سے سفارتین جنکو وفد کہتے تھے آیا کرتی تھین۔ ہر طرح کے حالات اور اپنی شکایات دربار خلافت کو مطلع کرتی اور من مانی مرادین پاتی تھین۔ اونکی پوری پوری اور کما حقہ دادرسی کی جاتی تھی۔ حضرت عمر نے خود بارہا اپنے خطبو نمین اس حق کا

اظہار کیا ہے۔ فرمانون مین برابر اسی امر کی تصریح ہوتی رہتی تہی۔ ایکدفعہ حج کے مجمع عام مین اپنی سلطنت کے سب عمال کو جمع کرکے آپنے اس بات کا اشتہار بہی دیدیا تہا چنانچہ ایک بہت بڑی انگریزی کتاب مین ہمنے خلیفہ ثانی کی نسبت Lord rumpulomely speech لکہا دیکہا ہے یعنے جب عدل کے آفتاب کے سامنے آکے مورخ کی آنکہین چوندہیا گئین تو لکہدیا کہ انصاف کے دیوانہ تہے۔

جمہوری سلطنت کی خوبصورتی یہی ہے کہ اوسمین بادشاہ اور ایک عام آدمی کے حقوق برابر ہون۔ قانون کے ہر ہر لفظ کا اثر جو عام رعایا پر ہوتا ہو وہی بادشاہ پر ہو ملک کی آمدنی مین سے اپنی ضروریات زندگی سے زیادہ بادشاہ نہ لے سکے۔ معاشرت عام مین اوسکی بادشاہی پر کچہہ لحاظ نہ کیا جاے۔ اوسکے اختیار محدود ہون۔ ہر کس و ناکس اوسکے کامونپر اعتراض کرسکے۔ یہ سب باتین خلافت عمر مین ایسے اعلیٰ درجہ پر پہونچگئی تہین کہ اوس سے زیادہ کی ہوس کرنیکے لئے منہ بنوانا پڑیگا جب ممکن ہو تو ہو یہ جو کچہہ اس جگہہ اسوقت لکہا جارہا ہے وہ فاروق اعظم ہی کے افعال کی بدولت ہے ورنہ کسی دوسرے مورخ کو ایسا موقع ہی ہاتہہ نہین آسکتا۔ اونہون نے کئی موقعون پر بارہا خود لوگونکو بتادیا تہا کہ حکومت کے لحاظ سے میری کیا حیثیت ہے اور کیا کیا اختیارات رکہتا ہون۔ حضور کی ایک تقریر کے کچہہ فقرے یہان پر لکہے جاتے ہین۔

اے لوگو مجہے تمہارے مال پر اتنا حق حاصل ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال مین ہوتا ہے اگر میرے پاس کہانیکو ہوگا تو مین اوسمین سے ایک حبہ نہین چہو سکتا اور جو بہوکا ہونگا تو صرف اتنا لے سکتا ہون جسمین میرا اور میرے بال بچونکا پیٹ بہر جایا کرے۔ صاحبو میرے اوپر تم

لوگون کے چند حقوق ہین جنکا تمکو مجھسے مواخذہ کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ
ملک کا خراج اور مال غنیمت بیجا طور سے نہ جمع کیا جاے۔ ایک یہ کہ ملک
کا خراج اور مال غنیمت جب میرے ہاتھہ مین آے تو بیجا طور سے نہ صرف
ہونے پاے۔ ایک یہ کہ مین تمہارے روزینے بڑہاؤن۔ سرحدونکو محفوظ
رکھون۔ ایک یہ کہ تمہین خطرون مین نہ ڈالون"۔

ایک موقع پر ایک شخص نے کئی بار آپکو مخاطب کر کے کہا۔ اے عمر خدا سے ڈر۔ اے عمر
خدا سے ڈر" حاضرین مین سے کسی شخص نے اوسے ڈانٹا کہ ہین خلیفہ سے یہ کیا گستاخی
کرتا ہے۔ جناب فاروق نے فرمایا کہ اسے کیون روکتے ہو۔ یہ جو کہے اسے کہنے دو۔
یہ بڑے کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے جو میرے فرائض سے مجھے آگاہ کرنا چاہتا ہے
اگر یہ لوگ نہین کہتے تو بیکار ہین اور ہم لوگ نہ مانین تو ہم اون سے زیادہ کوڑا کرکٹ ہین
ایسی ایسی باتون کا یہ اثر ہوا کہ خلافت اور حکومت کے اختیارات اور حدود سب پر ظاہر
ہوگئے اور شخصی شوکت اور اقتدار کا اثر دلون سے جاتا رہا۔ ظاہر ہے کہ حکومت جمہوری
کی اصلی تصویر اور حقیقت آج کے دن بھی اس سے عمدہ اور واضح اور صحیح بیان نہین
ہوسکتی۔

یہان پر ہم تھوڑی سی عبارت اس باب مین لکھنا چاہتے ہین کہ ہمارے ناظرین کو
جمہوری اور شخصی سلطنتون کے فوائد و نقصان معلوم ہوجائین۔ واضح ہو کہ جمہوری
سلطنت مین عام رعایا کو کاروبار حکومت مین دخل ہوتا ہے اسلیے یہی سلطنت دیرپا
اور مضبوط ہوتی ہے اوسمین گویا رعیت اپنے اوپر آپ حکمرانی کرتی ہے لہذا اوگنا
اوسکا مشکل ہوتا ہے چنانچہ آج روے زمین پر جتنی قومین ذی ہوش۔ سربرآوردہ

اور مہذب ہین جمہوری سلطنت رکہتی ہین مثلاً یورپ - امریکا - جاپان سب اسیکے دلدادہ ہین جو اوج ہوج اور عروج اونہین حاصل ہے اسیکا طفیل ہے - برخلاف اسکے سلطنت شخصی مین رعیت کو امور مملکت مین مداخلت کا استحقاق حاصل نہین ہوتا اسی لئے بادشاہ اور رعیت کے مزاجون کے تھرمامیٹر نہین ملتے اور روز روز کی کہٹ پٹ پیچیا نہین چہوڑتی جس سے ایک نہ ایک دن سلطنت کا ڈہانچ چُرمُر ہوکے خاک مین ملجاتا ہے - نظیر کے لئے روس وروم کی سلطنتین دیکہہ لیجیے کہ جتنے انقلاب اور گڑبڑ ہونگے سب انہین کے حصہ مین آئین گے - ہمارے فاروق اعظم کے مزاج مین اعلیٰ درجہ کی جمہوریت تہی - یہی صرف بہید تہا اونکی خلافت کی سرسبزی اور اونکی عظمت وجلال کا بلکہ آخری دم جو وصیت کی وہ بہی اپنے ہر پہلو مین جمہوریت کو لئے ہوے تہی یعنے آپنے یہ وصیت فرمائی تہی کہ مین نے اپنے سامنے بنی تیم اور بنی عدی کو امور خلافت مین ہرگز ہرگز دست انداز نہین ہونے دیا پس میرے جانشینونکا بہی یہی فرض ہونا چاہیئے کہ کنبہ پرستی سے دست بردار رہین - اتنے بیان سے جمہوری سلطنت اور شخصی حکومت کا بیّن فرق آپ کو معلوم ہوجائیگا لیکن یہ بہی سمجہہ لینا ضرور ہے کہ حکومت مین رعایا کو دخل دینے کا جتنا اختیار حاصل ہوتا ہے اوتنی ہی جمہوریت اوس سلطنت مین ہوتی ہے یہانتک کہ سلطنت جمہوری کی اخیر حد یہ ہے کہ بادشاہ کے ذاتی اختیارات بالکل زائل ہوجائین اور وہ ممبران کارکن مین سے صرف ایک ممبر رہجاے برخلاف اسکے حکومت شخصی مین تمام امورات سلطنت کا دارومدار محض ایک ہی آدمی کے سر ہوتا ہے - اسلئے سلطنت شخصی سے خواہ مخواہ نقصانات ذیل پیدا ہونگے -

(۱) بجاے اسکے کہ ملک کے تمام قابل اور لایق آدمیون کی قابلیتین کام مین آئین

اور اوس سے اہل ملک کو زیادہ فائدہ ہو صرف چند ارکین سلطنت کی عقل و تدبیر کے سہارے رہجاتا ہے اگر کارکنان سلطنت مدبر و خیر خواہ اور عقیل ہین تو ملک مین کچھ رونق ہوجائیگی اور جو بہدّے و خود غرض ہین تو بادشاہ کی بادشاہی ڈوبی اور ملک و رعیت ویران ہوگئی۔ رہے وہ لوگ جو قابل و لیئق ہین اور کوئی اونہین پوچھتا نہین بیکار پڑے پڑے اونکی طبیعتون اور ذہانتون مین زنگ لگجاتی ہے اور ناقدردانی اونہین ناپید کردیتی ہے۔ یہ بیقدری دوسرونکو بھی نہین اوبھرنے دیتی۔ جب کوئی پوچھتا ہی نہین تو لوگ قابلیت حاصل کرین کیون اور لایق بنین کسواسطے۔ اسی نفسی نفسی اور شخصی حکومت کی نحوست سے عہد فاروقی کے بعد اسلام مین کوئی قابل آدمی پیدا نہین ہوا۔ دنیاے اسلام اور ہندوستان و چین اسی شامت مین گرفتار ہین۔ خدا رحم کرے۔

(۲) سلطنت شخصی مین چند عہدہ دارون کے سوا ملک کے باقی سب لوگون کی طبیعتون مین سے مادۂ انتظامی بالکل نکلجاتا ہے اور کسی کو امورات ملکی سے مطلق سروکار نہین رہتا۔ سارے ملک کے دلون مین غلامی جگہہ پکڑجاتی ہے اور قابلیت رفتہ رفتہ معدوم ہوتے ہوتے نام کو بھی نہین رہتی۔

(۳) مختلف فرقون اور خاص خاص جماعتون کے حقوق کی بخوبی حفاظت نہین ہوتی یعنے جن لوگون کو اون حقوق سے سروکار رہتا ہے اونکو تو سلطنت کے انتظام مین دخل نہین ہوتا اور جو لوگ با اختیار ہین اونکو غیرون کے حقوق سے اتنی ہمدردی نہین ہوسکتی جتنی اون حقوق والونکو ہوتی ہے۔

(۴) جب چند ارکین سلطنت کے سوا کوئی شخص ملکی اور قومی کامون مین دخل

دینے کا اختیار نہین رکھتا تو قوم مین سے ذاتی اغراض کے سوا قومی کامون کا مذاق ہی اوڑ جاتا ہے۔

حضرات ناظرین شخصی سلطنت کے یہ نتیجے ضروری اور لازمی ہین جو کبھی اوسکی ذات سے الگ نہین ہو سکتے۔ برخلاف اسکے جمہوری سلطنت مین نتائج اسکے برعکس ہونگے۔ ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ عرب کی جبلی عادت مین جمہوریت کا مذاق تھا اسلئے وہان جو سلطنت قایم ہوتی اوسے جمہوری ہی ہونا چاہیئے تھا۔ نہین نہین۔ فاروقی ہی ذکاوت کا یہ اختراع تھا ورنہ عرب سے اور جمہوری سلطنت سے کیا نسبت۔ عرب مین مدتہاے مدید اور سالہاسال سے تین بڑی بڑی حکومتین لخمی حمیری غسّانی موجود تھین۔ وہ سب شخصی ہی تھین۔ جناب رسالتمآب اور صدیق اکبر کے زمانو نمین بھی اسکی کچھ بحث نہین ہوئی۔ جناب فاروق اعظم کے پاس اور پڑوس مین بھی جو حکومتین تھین وہ بھی شخصی ہی تھین۔ آپ خوب جانتے ہین کہ اون سے بہت پاس کی سلطنت یعنے ایران مین توازل سے آج تک کبھی جمہوریت کی لیاقت ہی پیدا نہین ہوئی۔ ہان روم کسی زمانہ مین جمہوری تھا مگر وہان بھی اوس زمانہ سے شخصی سلطنت قایم اور برقرار چلی آتی تھی جس زمانہ سے کہ فاروقی پردادا سکر دادا کے آباواجداد کا بیج بھی زمین کے پردہ پر نہ تھا اور خاص حضرت عمر کے زمانہ مین تو رومی سلطنت خود مختار اور جابرانہ وظالمانہ رہگئی تھی۔ غرض ہمارے فاروق اعظم نے جمہوریت بلاشک و شبہ اپنے دماغ سے نکالی تھی۔ جب اونکو خدا نے دنیا سے اوٹھا لیا تو وہ بھی اپنے سرپرست کے ساتھہ ہی سدھار گئی۔

حکومت فاروقی کی نوعیت بتانے کے بعد ہم اونکے نظم سلطنت کی طرف

رجوع ہوتے ہین - اس باب مین سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ انتظام سلطنت اور بندوبست ملکی کے لئے جتنے صیغے اور محکمے ہون وہ ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ اور جدا ہون اور اونکی حدین نمایان طور سے کٹی ہوئی معلوم ہوتی ہون -

صرف یہی ایک بات تمدن کی ترقی کی ایک زبردست دلیل ہے - سلطنت کا قاعدہ ہے کہ ابتداے تمدن مین انتظام کے سب صیغے گھالمیل اور ملے جلے رہتے ہین اور صوبہ کا گورنر ہی لڑائی کے وقت سپہ سالاری بھی کرنے لگتا ہے - مقدمون کا فیصلہ کرنے کے لئے وہی قاضی بنجاتا ہے - جرمون کی سزا دہی کیواسطے پولیس کا کام دیتا ہے اور جتنا تمدن ترقی کرتا ہے اوتنے ہی الگ الگ محکمے اور صیغے قایم ہوتے جاتے ہین اور سب کا جدا جدا افسر ہوتا ہے - حضرت عمر کی تعجب خیز اور حیرت انگیز باتون مین ایک یہ بھی ہے کہ اونکے زمانہ مین عرب کے تمدن کی نہایت ہی ابتدائی حالت تھی اور حکومت کا آغاز چند ہی سال سے ہوا تھا اسپر بھی اونھون نے حکومت کی بہت سی شاخون کو جو ملی جلی تھین جدا کر کے الگ محکمے قایم کر دیئے -

جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے امور دنیوی کے انتظام کے لئے کبھی توجہ مبارک مبذول نہ فرمائی - آپ کا منصب تو اس سے نہایت ہی اعلیٰ و بلند و برتر ہے - آپنے کبھی دنیا کی حکومت کی طرف اپنا خیال جمایا ہی نہین - ہمارے سرور و ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر شاذ و نادر امور دنیا کی طرف توجہ بھی فرمائی ہے تو صرف اونہین امور کیطرف جنکا تعلق اشاعت دین متین اور حفاظت و استحکام فرض رسالت کی انجام دہی سے تھا - گو عرب کے پرانے دستور اور حضور صلعم کی بزرگی عالی خاندانی - بادشاہت روحانی نے آپکو اہل اسلام کے دنیوی امور کا بھی حاکم

اور مرجع بنا دیا تھا مگر درحقیقت دنیوی امور سے آپنے وقتاً فوقتاً ایسی بے تعلقی ظاہر فرمائی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ اون سے الگ ہی رہنا پسند کرتے تھے یہانتک کہ امور دنیا کے بندوبست کے لئے آپ نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے بھی پہلوتہی کیا تھا

جناب صدیق اکبر کی خلافت کا زمانہ اول تو بذات خود ایک مختصر سا تھا۔ وہ بالکل اندرونی بغاوتون کے مٹانے اور کچھ کچھ سرحدون پر عملداری بڑھانے مین آیا گیا ہو گیا۔ اتنی مہلت ہی نہ ملی کہ کسی طرح کے ضوابط اور قوانین بنائے جائین۔ اونکے زمانہ مین جناب فاروق قاضی شہر کے کر دیئے گئے تھے سال بھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے بمشکل دو مقدمہ محکمہ قضا مین دایر ہوے۔ لشکر جمع کرنے کے لئے اسلامی فرائض بیان کئے جاتے تھے۔ مال غنیمت مین سے چار حصے تو لشکر باہم بانٹ لیتا تھا اور خمس یعنی پانچوان حصہ بیت المال مین جمع ہوتا تھا۔ اوسمین سے ضروری اخراجات ادا کرنیکے بعد باقی مسلمانون مین تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ خلافت صدیقی کے پہلے سال مین فی مسلمان دس دس درہم اور دوسرے سال مین بیس بیس درہم حصہ مین آے تھے۔ تخمیناً دو لاکھ درہم حضرت ابوبکر کے زمانہ مین آے اور سب خرچ اور تقسیم کر دیئے گئے۔ اونکی وفات کے بعد بیت المال مین صرف ایک دینار ملا تھا اور وہ بھی بھولے سے کسی چیز مین لپٹا لپٹایا اولجھا اولجھایا رہگیا تھا۔ حاصل یہ ہے کہ جناب صدیق اکبر کا عہد نہایت سادگی سے گذرا تھا۔

تقسیم ملک اور ملکی عہدہ دار

انتظام کی درستی کے لئے ملک کو صوبون۔ ضلعون اور پرگنون مین تقسیم کر لینا

ضرور ہی - اسلام مین سب سے پہلے ہمارے فاروق نے اس انتظام کی ابتدا کی - اس امر مین آپ نے جو کچھ کیا وہ اوس زمانہ کے لحاظ سے جسمین وہ تھے ازبس تحیر خیز اور تعجب انگیز ہے - مورخین کہتے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی عملداری کے ملک کے آٹھ صوبے کر دیئے تھے - یعنے فلسطین[1] - مصر[2] - کوفہ[3] - بصرہ[4] - جزیرہ[5] - شام[6] - مکہ[7] - مدینہ[8] - اکثر ارباب سیر کی یہ راے ہی کہ آپ نے یہ انتظام سنہ ۲۰ھ مین کیا اور نہین بلکہ یہی صوبے بنائے تھے - اور ہم دیکھتے ہین جبکہ فارس - خوزستان - اور کرمان وغیرہ بجاے خود صوبون کے برابر بلکہ اون سے بڑے ہین تو فتوحات فاروقی کی وسعت اور بسط کے سامنے لوگون کا یہ بیان ٹھیک نہین معلوم ہوتا - اصل یہ ہے کہ اپنی فتح سے پہلے جو تقسیم صوبون اور ضلعون کی تھی بہت سے مقامات مین فاروق اعظم نے جون کی تون رہنے دی تھی تاکہ خواہ مخواہ کی ردوبدل سے رعایا کو تکلیف نہو اور تقسیم بنگالہ کی طرح غل شور نہونے پاے یہی وجہ ہی کہ تاریخ نویسون نے نئے حصون کا تو ذکر کیا اور پرانے حصون کے نام اپنی تالیفات مین چھوڑ گئے غرضکہ یون سمجھ لو کہ جناب فاروق اعظم نے بذات خود جو صوبے مقرر فرماے تھے وہ گنتی مین آٹھ ہی ہین - تاریخون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بعد مین بھی آپ نے اس تقسیم مین کچھ تغیر و تبدل کیا تھا -

ملک شام کی تقسیم اس طرز پر تھی جسکا نام قیصر ہرقل کے وقت مین ولایت شرقی تھا

نمبر	نام صوبہ	تعداد شہر	صدر مقام
۱	سوریا اول	۹	انطاکیہ
۲	سوریا دوم	۷	حماۃ

۳	سوریاسوم	۱۳	منبج
۴	فینیقیااول	۱۲	صور
۵	فینیقیادوم	۱۳	دمشق
۶	حوران	۱۴	بصریٰ
۷	جزیرہ	۱۳	دیاربکر
۸	اسردانا	۱۲	اورفہ
۹	فلسطین اول	۶	قیساریہ
۱۰	فلسطین دوم		بیسان
۱۱	فلسطین سوم		بطراجریہ

حضرت عمرؓ نے اپنے سفر شام کیوقت دو حصہ فلسطین کے کر دیئے تھے۔ ایک کا صدر ایلیا اور دوسرے کا رملہ مقرر کیا ایلیا کے عامل علقمہ بن حکیم اور رملہ کے علقمہ بن مجزز حاکم بنائے گئے۔ کل ملک شام کے افسر اعلیٰ جناب امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار دئے گئے تھے۔ دمشق وہان کا دارالسلطنت فاروقی دوربینی نے اسلئے قرار دیا تھا کہ وہ ممالک عرب سے نزدیک ہونیکے علاوہ ساحل بحر سے بھی دور تھا تاکہ وہان کے مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں کے مابین دریا نہ حائل ہوجائے مصر کے بھی جناب فاروق اعظم نے دو صوبہ بنائے تھے۔ بالائی حصہ کا نام صعید تھا جسکے مہ ضلع اور حاکم وہان کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔ نیچے کے حصہ میں پندرہ ضلع تھا اوس حصہ میں بھی ایک اور افسر متعین کر کے دونوں حصوں کے

حاکمون پر حضرت عمرو بن العاص کو حاکم بالا اور اونکا محافظ و نگران قرار دیدیا۔
فارس وغیرہ میں آپ نے نوشیروان عادل ہی کے انتظام کو برقرار رکھا۔ سلطنت نوشیروانی کے سوائے عراق کے تین صوبہ تھے۔

نمبر	نام صوبہ	نام شہر	تعداد
۱	فارس	شیراز۔ اصطخر۔ جور۔ گازرون۔ نوبندجان۔ پسا۔ (فسا) لار۔ دشیر خرہ۔ دارابگرد۔ اہواز۔ سابور۔ سہتری۔ سوس۔ جندیسابور۔ راہرمز۔ ایذج۔ تستر۔ مناذر۔	۱۷
۲	آذربائجان	رے۔ طبرستان۔ زنجان۔ قزوین۔ اسپیدان (اصفہان) قم۔ نہاوند۔ ہمدان۔ حلوان۔ دینور۔ مہرجان قذق۔ ماسبندان۔ آذربجان۔ صامغان۔ شہرزور۔	۱۵
۳	خراسان	جرجان۔ سرخس۔ طوس۔ غرشتان۔ ابیورد۔ باذغیس۔ بلخ۔ بخارا۔ طالقان۔ فاریاب۔ مرورود۔ مرو۔ ہرات۔ نیشاپور۔	۱۴

حضرت سعد بن ابی وقاص زہری حاکم بالادست مقرر کیے گئے تھے۔
مفصلۂ ذیل عہدہ دار ہر صوبہ میں مقرر تھے۔
(۱) حاکم صوبہ جسکے عہدہ کا نام والی مشہور تھا۔
(۲) میر منشی جسے کاتب کہتے تھے۔
(۳) فوج کے دفتر کا میر منشی۔ اوسکا عہدہ کاتب دیوان کہلاتا تھا۔

(۴) کلکٹر کا نام فاروق اعظم نے صاحب الخراج رکھا تھا۔
(۵) سپرنٹنڈنٹ پولیس کو صاحب احداث کہتے تھے۔
(۶) افسر خزانہ صاحب بیت المال کے نام سے مشہور تھا۔
(۷) جج کا عہدہ قاضی کو حاصل تھا۔

عمار بن یاسر کوفہ کے والی و حاکم تھے۔ محکمہ پولیس بھی اونہین کو سپرد تھا۔ قدامہ بن مظعون بحرین کے صاحب الخراج اور پولیس کا کام بھی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کا محکمہ ہر صوبہ مین علیحدہ نہ تھا اکثر کلکٹر یا عامل ہی اس کام کو کر لیتے تھے۔ کہین کہین وہی افسر فوج بھی ہوتے تھے گو بہت سے صوبون مین فوجی افسر جدا تھا۔ والی کے ساتھہ رہنے والے اور کام کرنیوالے عہدہ دار مستقل اور کافی وافی ہوتے تھے۔ سب کا تقرر خلیفہ کی طرف سے بہت غور و فکر کے ساتھہ کیا جاتا تھا۔ والی خود مجاز نہ تھا کہ اپنے ماتحت اپنی پسند سے مقرر کر لے۔ فاروق اعظم نے دس عزت دار اور قابل آدمی عمار بن یاسر کے ساتھہ مشیر و کارکن کر کے کوفہ روانہ کیا تھا۔ اون دسون مین قرظہ خزرجی بھی تھے۔ میر منشی کے عہدہ کے لئے تقریر و تحریر مین بے نظیر و قابل آدمی تجویز کیا جاتا تھا۔ زیاد بن سمیہ جسکی فصاحت و بلاغت اور شستگی بیان پر خود فاروق اعظم متعجب رہگئے تھے بصرہ مین ابوموسیٰ اشعری کا کاتب مقرر کیا گیا تھا۔ اوسکی نسبت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر زیاد بن سمیہ نسل قریش مین سے ہوتا تو عرب خوشی خوشی اوسے اپنا بادشاہ بنا لیتا۔ اس پچھلے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے قریشی آباؤ اجداد کو غیر بادشاہ کی ماتحتی حد سے زیادہ ناگوار تھی۔ ظاہر ہے کہ

اب ہم مین نہ تو قریشی خون رہا نہ ہم یہ دعوی کر سکتے ہین کہ ہم عربی نسل ہین۔
عامل۔افسر خزانہ۔اور قاضی وغیرہ صوبونکی طرح ضلعون مین بہی ہوتے تہے
جو صوبہ کے حاکم کی ماتحتی اور نگرانی مین اپنی اپنی خدمات متعلقہ بجالاتے تہے۔پرگنونمین
بہی یقین ہوتا ہے کہ تحصیلدار امعہ اپنے عملہ کے رہا کرتے تہے۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ علاوہ اور صفات حمیدہ کے مردم
شناس اور قدردان جوہر و کمال ذاتی کے ایسے تہے کہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔
جسپر ایکدفعہ آنکھہ پڑگئی اوسکے تمام حال اور جوہر و کمال جان جاتے اور ہر شخص
کی لیاقت و قابلیت کی تہ کو پہونچ جاتے تہے۔تاریخ کے دفتر کے دفتر لوٹ
جایئے اس باب خاص مین عمر بن الخطاب سا آدمی آپ کو نہ ملیگا۔صرف یہی نہین
کہ دیکھنے اور برتنے سے آدمی کا حال سمجہتے ہون بلکہ اپنے ملک کے تمام لایق اور
قابل آدمیون کی فہرست زبان پر دہری رہتی تہی جہان کوئی کام آکے اٹکا
اوسکے لایق فوراً کوئی آدمی تجویز کر دیا۔جس شخص کو جس عہدہ پر مقرر کر دیا پہر کیا
مجال کہ اوس سے بہتر آدمی کوئی اوس جگہہ کے لئے تلاش کر لاے۔عرب مین
چار آدمی سیاست و تدبیر مین بیمثل و بے نظیر مشہور تہے حضرات امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ۔عمرو بن العاص۔مغیرہ بن شعبہ۔زیاد بن سمیہ۔انکو لوگ دہاۃ العرب
کہتے تہے۔جناب فاروق اعظم نے زیاد بن سمیہ کے سوا باقی تینون کو ملک مین
بڑے بڑے عہدون پر متعین کر دیا تہا کہ اون پر قابو رہے اور وہ سرکشی نکرنے
پاوین۔زیاد بن سمیہ کی عمر آپکے سامنے صرف سولہہ برس کی تہی اسلئے اوسے
کوئی بڑا عہدہ تو مل نہین سکتا تہا البتہ ابو موسیٰ اشعری کو لکہدیا کہ اوسے

کاروبار سلطنت مین اپنا مشیر بنالین تاکہ اوسکی قابلیت اور استعداد بیکار پڑی پڑی انقلاب نہ سوچا کرے۔ کیونکہ اپنی قلمرو کے لئیقون کو ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے رہنے دینا بھی اپنی شامت بلانا ہی عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ بن خالد بڑے جری سپاہی تھے مگر مدبّر اچھے نہ تھے۔ دونونکو آپنے عراق مین نعمان بن مقرن کے پاس بھیجدیا اور لکھدیا کہ افسری یا کوئی بڑا عہدہ انکو نہ دینا یہ صرف سپاہی کا کام اچھا دے سکتے ہین۔

سیاست اور انتظام کا مادہ آپ مین ایسا تھا کہ سلطنت اسلام کی بہبودی کے متعلق جو بات آپ کو کبھی نظر آگئی اوسکو آپکا قوی حافظہ بھولا نہین جسکی ایک نظیر یہ ہے کہ کسی زمانہ مین ایک جواب طلب تحریر جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی خدمت مبارک مین آئی۔ حضور نے مجمع اصحاب مین فرمایا کہ اسکا جواب مجھے کون لکھدیگا۔ مجمع مین سے ایک معزز صحابی عبداللہ بن ارقم بول اوٹھے کہ مین لکھ سکتا ہون۔ آنحضرت صلعم نے وہ کاغذ اونکے ہاتھہ مین دیدیا۔ جناب عبداللہ نے اوسے پڑھا اور جواب کا مضمون پوچھے بغیر اپنے ہی دل سے ایسا معقول اور مناسب جواب لکھدیا کہ حضور صلعم اور حاضرین دربار عالی سب سنکے دنگ رہگئے اور سب نے تعریف و توصیف کی۔ اوسوقت چونکہ فاروق اعظم بھی موجود تھے آپکے دل جوہر شناس نے اس بات کو جذب کرلیا یہانتک کہ جب آپ خلیفہ ہوے تو بغیر درخواست کے جناب عبداللہ بن ارقم کو طلب فرماکر اپنا میر منشی کرلیا۔ آپکے میر منشیون مین حضرت زید اور جناب عثمان بھی شامل تھے یون بادشاہ قدردانی فرمایا کرتے ہین اور اس طرح ملک مین علم و کمال کی ترقی

ہوتی ہے۔ نہ ایسے کہ بادشاہ کو نہ رعیت کی خبر ہے نہ رعیت بادشاہ سے واحد وشاہد۔

نہاوند کی اہم مہم کے لئے کسی کو نہین سوجھتا تہا کہ کسے سردار بنا کر بہیجین شورے کی مجلس کے ممبرون نے آنکھین پہاڑ پہاڑ کے چارونطرف دیکہا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ آخر نعمان بن مقرن فاروق اعظم کی راے سے مقرر ہوے۔ آپ اسی کتاب کے صفحے اولٹ کے پیچہے دیکہلین کہ وہ کس پایہ کا سپہ سالار تہا سخت زخمی ہوکے بہی جب مرا ہے جب سنلیا کہ اسلام کی فتح ہوگئی۔ عمار بن یاسر بڑے رتبہ کے صحابی اور زہد وتقدس مین عدیم المثال تہے لیکن تدبیر مملکت سے نابلد محض تہے اونکی تعظیم وتکریم کے باعث لوگون نے دہوم مچائی کہ ایسے متبرک اور مقدس لوگ انتظام مملکت مین کیون شامل نہین کئے جاتے۔ فاروق اعظم نے سمجہانے کے لئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالے عنہ کو حکومت کوفہ دیدی مگر جب اونسے وہان کا کام نہ چلا تو اونکی معزولی مین بہی دیر نہ فرمائی اور اونکے طرفدارون سے کہلا لیا کہ وہ سلطنت کے نظم ونسق کے لئے موزون نہین۔ ایسی ایسی سینکڑون مثالین کتابون مین ملین گی جن سے معلوم ہوگا کہ ہمارے ممدوح بے نظیر مین جہانبانی کا مادہ کس بلا کا تہا جس سے اونہون نے ہر پرزہ کو حکومت کی کل مین مناسب مقام پر جڑکے بے نظیر انجینیر کا کام کیا تہا۔ جب تک ملک کے عہدہ دار قابل۔ لایق۔ راستباز اور متدین نہون اور اون سے اعلیٰ درجہ کی بیدار مغزی اور لیاقت شناسی سے کام نہ لیا جاے اوسوقت تک نہ تو سلطنت کا کام چلیگا اور نہ ملک کو ترقی اور سرسبزی حاصل ہوگی۔

یہان سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت فاروق اعظم کو علاوہ اپنی وسیع فتوحات کے ایک مقنن اور مدبر و منتظم سلطنت کا بھی کام کرنا پڑا۔ غرضکہ جو لاثانی لیاقتین اور قابلیتین خدا نے اپنے خزانہ سے اوس ذات پاک مین ودیعت فرمائی تہین اونکے برتنے کا موقع اسوقت آگیا تہا۔ اگر ناظرین کو تاریخ سے چشم بصیرت پیدا کرنی ہے تو سیرت فاروقی کو نظر غور سے دیکہین۔

تقسیم مال و وظائف

سنہ ۱۵ھ و بقولے سنہ ۲۰ھ مین آپ نے بیت المال اور خزانہ اور تنخواہون اور روزینو انکا باقاعدہ انتظام کیا۔ بیت المال مین جب کثرت سے آمدنی ہونے لگی تو حضور کو خیال ہوا کہ مال تقسیم کرنے کا کوئی معین اور مستقل دستور ہونا چاہیے اسلئے مجمع اصحاب مین بیان کیا کہ تقسیم مال کے باب مین میری رائے حضرت صدیق اکبر سے مختلف ہے۔ مین چاہتا ہون کہ بیت المال مین خزانہ جمع کیا جاے اور ہر آدمی کی سالانہ تنخواہ یا وظیفہ مقرر کر دیا جاے۔ پہر وہ اصول بیان فرماے جنکے بموجب آپ مال کو تقسیم کرنا چاہتے تہے۔ فاروق اعظم کا یہ خیال حقیقت مین ایسا عظیم الشان اور دقتون سے پُر تہا کہ اوسکے پورا کرنے کے لیے بڑا عالی دماغ اور وسیع الخیال آدمی درکار تہا۔

حقوق کے موافق مال تقسیم کرنا اور تقرر تنخواہ کے سے مسلمانون کے مراتب قرار دینا آپ ہی کا کام تہا۔ یہ کام جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ انسان کی طاقت سے بڑہکے کیا تہا۔ تمام قبائل عرب اور قبیلہ قبیلہ کے ہر فرد اور ملک عرب کے ہر مسلمان کی

خانہ نشین بڈھے سے لگا کے نوزائیدہ بچہ تک کی تنخواہ مقرر کر دینا اور اوسکا
باقاعدہ تحریری حساب رکھنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہ تھا۔ پھر ہر ایک کو اس روپیہ کے
انتظام مین راضی رکھنا اور کسی طرف سے کمی بیشی یا محروم رہجانے کی شکایت کا
غل شور برپا ہونا اعجاز نہین تو کیا ہے۔ جب سود و سوا دو سو آدمیونکی مجلس عزا یا محفل
میلاد شریف ہم کرتے ہین تو اوسمین بھی دو دو جلیبیون کی تقسیم مین ہزارون
بے اعتدالیان ہم سے ہوجاتی ہین۔ برخلاف اسکے عمر فاروق نے اشرفیان اور
جواہرات مدتون تک ملک کے ملک کو بانٹے اور کسی نے کان نہ ہلایا۔ ایکدفعہ
کا ذکر ہے کہ آپ نے ممبر پر جاکے فرمایا "اے لوگو۔ تم میری سنو اور مانو" حاضرین
مین سے فوراً ایک صاحب اوٹھ کھڑے ہوے اور بولے "نہین۔ نہین۔ ہم نہ تیری
سنین گے نہ مانین گے" حضور نے پوچھا کیون میرا کیا قصور ہے۔ وہ صاحب
فرمانے لگے کہ کل مال غنیمت مین ایک ہی قسم کی بہت سی چادرین آئی تھین
وہ ہم مین فی آدمی ایک ایک تقسیم ہوگئین مگر آج مین دیکھتا ہون کہ اونمین
چادرون مین سے ایک چادر آپ کے کند ہے پر ہے اور ایک چادر کا آپنے
اپنا کرتہ بنا لیا ہے جسے اسوقت پہنے ہو۔ آپ یہ سنکر بہت خوش ہوے
اور خداوند کریم کی درگاہ مین سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا۔ بارالہا۔ تیرا احسان ہے
کہ آج مسلمانون مین یہ جرأت ہے کہ عمر کا دامن پکڑنے مین دریغ نہین کرتے۔
پھر معترض صاحب کی طرف مخاطب ہوکے بولے۔ شاباش بھائی شاباش۔
تم نے مجھے اسوقت کمال مسرور کیا جو مجمع عام مین میری طرف سے اپنے دل کا
بخار نکال ڈالا۔ پھر اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کو بلا کے سب کے سامنے

پوچھا - بیٹا تم ان لوگون کو بتا دو کہ یہ کرتہ جو مین اسوقت پہنے ہون میری پاس
کہان سے آیا - حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کل جو چادرین
مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تہین مجھے بہی اونمین سے ایک بطور حصہ رسدی
ملی - چونکہ آپ کے پاس کرتہ نہ تہا مین نے اپنے حصہ کی چادر کا آپ کو کرتہ
بنا کے پہنا دیا - اسکے بعد جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے مسلمانون -
تم اپنے دل مین ہرگز شبہ نہ لانا کہ مین خلیفہ ہو کے ایک عام مسلمان سے زیادہ
حصہ لونگا مین تم سے زیادہ پانیکا کسی طرح مستحق نہین - معترض کا جب اطمینان
ہو گیا تو معافی مانگی اور التماس کی - "ہان جناب اب آپ فرمائین ہم سنین گے
اور مانین گے" - اللہ اللہ - ایسے سخت اور باریک اصولون کے بموجب مسلمانونکے
ساتہہ برتاؤ کرنا بڑے سے بہی کسی بڑے مدبر اور غائر نظر والے کا کام تہا جو
ہر ایک سے نہین ہو سکتا - آپنے مسلمانون کے حقوق قایم کرنے کے لئے جو درجے
قرار دیئے تہے وہ گنتی مین تین تہے - اول - اسلام قبول کرنے مین سبقت -
دوسرے - آنحضرت کے ساتہہ جو تعلق اور رشتہ داری رکہتے تہے وہ لوگ
معزز و محترم سمجہے جاتے تہے - تیسرے - میدان جنگ کی کارگذاریان اور فوجی
خدمات آدمی کو آپ کی نظر مین زیادہ مستحق بناتی تہین - یہ وہ اصول ہین کہ انسے
بہتر اوس زمانہ مین کوئی بنا نہین سکتا تہا آج کے زمانہ مین ہی کسیکا دل گردہ
نہین جو ان پر اعتراض کر سکے - عرب کے سب نڈر اور منہ پہٹ قبیلے ان تینون
اصولون سے راضی اور خوش ہو گئے تہے اور کوئی شاکی نہ تہا - ہم دلیر انہ کہہ سکتے
ہین کہ یہ انصاف فاروق اعظم کا صرف غیرون ہی کے ساتہہ مختص نہ تہا بلکہ اپنی

ذات۔ اپنے کنبہ اور قبیلہ کے ساتھہ زیادہ انصاف اور سختی کا برتاو کیا جاتا تھا
ہر منصف اور بلا تعصب کو یہی کہنا پڑیگا کہ اپنی اور اپنے ناتے کنبہ والون کی
صریحی حق تلفی کی جاتی تھی مگر عام اسلام والونکی خاطر شکنی کبھی جائز نہ رکھی گئی
چنانچہ بوقت تقسیم مال اور تقرر تنخواہ و وظائف کے لئے مراتب قرار دیے جانے
لگے تو قریش کے ایک بڑے معزز اور صاحب راے آدمی عبد الرحمن بن عوف نے
کہا کہ یا امیر المومنین تقسیم مال مین آپ اپنی ذات کو سب پر مقدم و افضل رکھین
اور سب سے پہلے اپنا حصہ لیلیا کرین کیونکہ داب سلطنت سے بعید ہے کہ آپ
لوگون کے سامنے اپنے آپ کو ایک عام مسلمان سے بھی کم بنا لیتے ہین پھر مسند
خلافت کا رعب کیسے قایم ہوگا۔ اگرچہ حضرت عبد الرحمن کی یہ راے سراسر مصلحت
پر مبنی اور بالکل مناسب تھی اور آج کل کے ادعائی ترقی یافتہ زمانہ کے مہذب
بادشاہ بھی ایسا ہی کرتے ہین مگر نہین عمر فاروق نے اس راے کو نہ مانا اور فرمایا
نہین۔ مین اپنے نفس کو اوسی جگہہ رکھون گا جو اوسکے مناسب ہے۔ چنانچہ آپنے
اپنی ذات اور اپنے رشتہ کنبہ والونکو قبیلہ قریش مین سب کے پیچھے اور بہت دور رکھا
اور اسپر بھی بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اے معشر مسلمانان الکرام مین سے ایکادمی
بھی اس سے ناراضمند ہو یا شکایت رکھتا ہو تو صاف کہدے مین اپنے اس
مرتبہ کو بھی جیوتر نیکو بخوشی تیار ہون۔

ایکدفعہ حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح نے کوئی شکایت کی۔ آپنے
فرمایا کہ اے ابو عبیدہ۔ تمہین بھی میری طرح قناعت سے کام لینا لازم ہے اگر
تمہاری قوم تمہین اپنی خوشی سے اپنا مقدم بنانا چاہے تو اون لوگون کا کہنا

مان لونگا - ہان اتنا میرے اختیار مین ہے کہ اگر تم کہو تو مین تمہین اپنی ذات اور اپنی قوم بنی عدی پر مقدم کرلون - اسامہ بن زید کے آپنے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کئے مگر اپنے بیٹے عبداللہ کو تین ہزار درہم سالانہ دیتے تھے - حضرت عبداللہ نے شکایت کی کہ اسامہ کا باپ میرے باپ سے افضل نہین ہے اور نہ اسامہ مجھسے بزرگ ہے - پھر اوسے ایک ہزار زیادہ دیکے مجھے کیون حقیر کیا جاتا ہے - فاروق اعظم نے فرمایا کہ خاموش - پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اسامہ کے باپ کو آنحضرت صلعم بہ نسبت تیرے باپ کے زیادہ عزیز رکھتے تھے -

حضرات ناظرین یہ اعلیٰ درجہ کی خود انکاری جو ہمارے ممدوح کی ذات پاک مین تھی وہ دوسرے مین ہو نہین سکتی اور نہ تھی اگر آپ چاہتے تو اپنی ذات کو مقدم کر دیتے آپ قبولیت اسلام کی سبقت کے لحاظ سے بھی بہت پیچھے نہ تھے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین فوجی خدمات بھی آپ نے کسی سے کم نہ کی تھین - آنحضرت صلعم سے رشتہ بھی آپ کا کچھ کم نہ تھا - سب سے زیادہ اپنے ہمعصرون پر یہ فضیلت کیا آپ کو کم حاصل تھی کہ امت محمدیہ نے آپکو اپنا خلیفہ مانا تھا اگر اسی دلیل سے آپ اپنے کو سب قریش سے افضل کر لیتے تو ممکن تھا - مختصر یہ ہے کہ انتظام فاروقی مین بنی ہاشم کے حق اور مرتبے سب سے اول اور افضل مانے جاتے تھے - جناب علی مرتضیٰ و حضرت عباس رضی اللہ عنہما اسی اول درجہ کے گروہ مین شامل تھے لہذا رشتہ داران نبوی کو شکایت کی جگہ نہین باقی رہی تھی کہ خلیفہ ہونے کی ہوس کرین وہ مثل بادشاہ کے مقدم تھے اور خلیفہ بطور خادم کے اونکی غلامی کرتا تھا اور خود تو کیا اپنے قبیلہ اور رشتہ دارون کو

بھی اپنے ساتھہ تمام قریش سے نیچے گرائے ہوے تھا۔ پھر ہماری سمجھہ مین نہین آتا کہ سینکڑون برس سے جوتے مین دال کیون بٹ رہی ہے اور اب کس امید پر ایک دوسرے کے گلے کاٹے جاتے ہین شاید یہ ہو کہ بنی ہاشم خلیفہ بلافصل ہوکے کرہ زمین کا قبالہ اپنے نام لکھانا چاہتے تھے اگر یہی بات تھی تو چوتھے خلیفہ ہوکر نصف ہی کرہ کا لکھوا لیا ہوتا۔ نعوذ باللہ۔ جہالت کا خیال لانے سے بھی آدمی خراب ہوتا ہے ہمین اس سے کیا۔ بنی ہاشم کے بعد بنی مطلب پھر بنی عبد الشمس۔ پھر بنی نوفل۔ پھر بنی اسد۔ پھر بنی عبد العزیٰ۔ پھر بنی عبد الدار پھر بنو زہرہ۔ پھر بنی تیم۔ پھر بنی مخزوم۔ پھر بنی سہم۔ پھر بنی جمح۔ اب بنی عدی بن کعب خلیفہ کے رشتہ دار تھے۔ پھر بنی عامر بن لوی۔ وغیرہ تھے اس ترتیب مراتب مین دیکھہ لیجئے کہ حکومت و سلطنت کا ثمرہ جو مال و عزت و آبرو ہے اوسکے پانے اور حاصل کرنے کے لئے اول درجہ پر بنی ہاشم ہین اور عمر غریب کے سر پر جو سب نے بوجھہ لاد دیا ہے اوس سے بیچارہ کی گردن ٹوٹی جاتی ہے۔ پھر حرم مبارک نبوی کا حال ملاحظہ ہو کہ اول درجہ پر ازواج مطہرات اور اونکے خویش و اقربا رکھے گئے تھے۔ غرضکہ جسکو جسقدر ملتا تھا وہ ذیل کی جدول سے واضح ہے

نام	تعداد وظیفہ
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔	بارہ ہزار درہم سالانہ
دیگر امہات المومنین مین سے ہر ایک کو	دس ہزار درہم سالانہ
جناب امام الکونین حضرات حسنین کو اہل بدر کے برابر	پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ
ہر اہل بدر کو	پانچ ہزار درہم سالانہ

ہر اہل بدر کے بیٹے کو	دو ہزار درہم سالانہ
بیعت رضوان یعنے صلح حدیبیہ کے شریک کو	چار ہزار درہم سالانہ
ہر انصار کو	چار ہزار درہم سالانہ
بغاوت اور مفسدہ کی فرو کرنیمین جس جسنے مدد کی اوسکو	تین ہزار درہم سالانہ
شرکاے جنگہاے شام وعراق مین سے ہر ایک کو	دو ہزار درہم سالانہ
موجودہ غازیان قادسیہ ویرموک مین سے ہر ایک کو	ایک ہزار درہم سالانہ
پہلی اور پچھلی کارگذاریونکے بموجب نامی نامی بہادرونکو	پانچ پانچ سو دو دو سو تک زائد بھی
اسی لحاظ سے بعض مہاجرین وانصار کو	دو ہزار درہم زائد
اہل مکہ اور اکثر لوگون کو	آٹھ آٹھ سو درہم سالانہ
مہاجرین وانصار کی قدر ومنزلت کے مطابق انکی عورتونکو	چھ سو سے دو سو درہم تک

حضرات حسنین کے وظائف مین اختلاف ہے بعض مورخین نے بارہ بارہ ہزار اور اکثرنے چوبیس چوبیس ہزار درہم لکھا ہے اس حساب سے صحیح تعداد بارہ ہزار ہر صاحب کی سمجھنا چاہیئے۔

عرب کے اور قبائل کے وظیفے بھی اسی جہان مین سے مختلف مقرر کئے گئے تھے۔ ہر قبیلہ کا دفتر اور دیوان بھی جدا تھا مثلاً حمیر کے فوجی اور دیہاتی امیرون کو سات یا آٹھ یا نو ہزار درہم علی قدر مراتب ملتے تھے۔

تقرر وظائف کے جو تین اصول ہمنے اوپر لکھے ہین اونکے سوا اور ضرورتون خاندان اور اس طرح کی اور باتون کا خیال بھی رکھا جاتا تھا۔ یہ تنخواہین اور وظیفے موروثی ہوتے تھے۔ میدان جنگ مین کسی خاص شجاعت یا ناموری کے

باعث جو انعام دیا جاتا تھا وہ بھی موروثی ہوتا تھا جس سے پانیوالون اور انکی اولاد کی ہمتین ہمیشہ بڑھتی ہی رہتی تھین اور جس سے سلطنت کا استحکام بھی تھا
عام طور سے عورتونکو مردون سے دسوان حصہ دیا جاتا تھا۔
ہر شخص کی بیوی اور بیوہ اور بچون کے الگ الگ وظیفے مقرر تھے۔
جسدن بچہ پیدا ہوتا تھا اوسی دن اوسکا نام سرکاری دفترمین لکھہ لیا جاتا تھا اور اوسدن سے سو درہم اور بعضے کہتے ہین کہ دس درہم سالانہ اوسے ملتے تھے اور اوسکی عمر کے ساتھہ اس تنخواہ کی ترقی ہوتی تھی۔ پہلے تو بچہ کا دودہ چھوڑنے کے بعد سے وظیفہ مقرر کر دیا جاتا تھا مگر ایک رات جناب فاروق اعظم رعیت کا حال دریافت کرنے بھیس بدلکے نکلے تھے۔ سنا کہ ایک مکان سے چھوٹے بچے کے رونے کی آواز چلی آتی ہے۔ چونکہ رحم مجسم تھے ترس آگیا۔ دریافت کیا۔ بچہ کیون روتا ہے۔ ماں نے جوابدیا کہ دربار خلافت سے بچہ کو دودہ چھوڑنیکے بعد وظیفہ ملتا ہے اسلئے مین نے اسکا دودہ چھوڑا دیا ہے اب وہ دودہ کے لئے بیتاب ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کی آنکھونسے آنسو جاری ہوگئے اور دل مین کہا۔ اے عمر۔ تیرے اس حکم سے نہ معلوم کتنے بچون کی جانین ضایع ہوئی ہونگی۔ افسوس۔ تو خدا کو کیا جواب دیگا پھر صبح ہوتے ہی اشتہار دیدیا کہ بچونکا دودہ جو زبردستی چھوڑائیگا سزا کا مستحق ہوگا آئندہ سے ہم بچونکو پیدا ہونیکے وقت سے وظیفہ دینگے۔ آج کل کے بادشاہونکو تو بچے کیا جوانونکی بھی خبر نہین کہ کیون مرے چلے جاتے ہین۔
اس تقرر تنخواہ و وظائف مین سب سے پہلے بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ لوگ اپنی

زہد و تقدس کے باعث تنخواہ لینا قبول نہین کرتے تھے اور اوسے معیوب سمجھتے تھے جناب امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح بڑی مشکلون اور سمجھانے بوجھانے سے تنخواہ لینے پر راضی ہوے مگر حضرت حکیم بن حزام سے کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ حضرت عمر نے بارہا سمجھایا اور بڑی بڑی منتین سماجتین کین پر اونہون نے وظیفہ یا روزینہ لینا قبول نہ کیا۔

یہان پر چونکہ تقسیم مال۔ وظائف اور روزینون کا ذکر ہی لہذا ضرور ہوا کہ ہم اپنے خلیفہ کی شاہانہ گذران کا بھی اچھی طرح ذکر کر دین تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجاے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے آج تک کسی بادشاہ نے اس جاہ و حشم اور ناز و نعم سے اپنی زندگی بسر نہین کی۔

آصف بن قیس نے ابن سعد سے روایت کی ہے کہ ایکدن ہم لوگ جناب عمر بن الخطاب کے دروازہ پر بیٹھے ہوے آپسمین چہ میگوئیان کر رہے تھے اتنے مین ایک لونڈی سامنے سے گذری۔ ہم مین سے کوئی بول اوٹھا۔ دیکھو یہ امیر المومنین کی لونڈی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے کہین یہ بات سنلی فوراً باہر نکلے چلے آے اور فرمایا۔ نہین صاحبو۔ یہ میری لونڈی نہین ہے۔ نہ میرے لئے ہے۔ یہ خدا کا مال ہے۔ میری کیا حیثیت ہے جو کوئی میرا لونڈی غلام ہوگا۔ یہ سنکر ہم نے دریافت کیا۔ حضور مال خدا مین سے کسقدر اور کتنا آپ کے لئے حلال ہے۔ آپنے ایک آہ سرد بھری اور فرمایا بھائیو۔ یہ عمر اوسمین سے صرف دو جوڑے کپڑے کے لے سکتا ہے ایک موسم گرما کے لئے دوسرا جاڑون کیواسطے۔ اسکے سوا اگر لے سکتا ہے

توجح وغیرہ کا خرچ - نیز اپنے اہل وعیال کی خوراک کا صرف چاہے تو لیلے -
اور وہ بھی غریبانہ - نہ کہ قائم وسنجاب کے پہننے اور ترمال کھانیکی خاطر اس سے
زیادہ بیت المال کی ایک کوڑی بھی مجھے نہ لینا چاہیئے اور یہ بھی جب جبکہ مین
محتاج اور مفلس ہون اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک حبہ میرے پاس نہو -
بھائیو - یہ بیت المال تم لوگون کا حق ہے جو اسلام کے لئے اپنا خون پانی
کی طرح بہاتے ہو تم اور مسلمان اسے کھاؤ پیو اور پھلو پھولو - عمر کا اسمین کچھہ
اجارہ نہین - مجھے تو اس مال سے صرف وہ نسبت ہے جو یتیم کے مال سے
متولی کو ہوتی ہے یعنے اگر متولی کے گھر مین کھانے کو ہے تو وہ یتیم کے مال مین
ہاتھہ نہ لگائے اگر کچھہ بھی میسر نہین تو کفایت کے ساتھہ بقدر ضرورت کھالے
اسی طرح مین بھی تنگی اور ضرورت ومصیبت کے وقت اگر کبھی کچھہ لے لیتا ہون
تو اسے قرض سمجھتا ہون اور جب میرے پاس ہوتا ہے تو ادا کر دیتا ہون -
چند سال تک تو آپنے بیت المال سے کچھہ لیا ہی نہین یہانتک کہ مفلسی
اور ناداری نے آگھیرا اور فاقون پر فاقے ہونے لگے - جب یہ حالت طاری
ہوئی تو فاتح روم وشام وتسخیر کنندۂ عراق وعجم نے صحابہ رسول اللہ صلعم کی
مجلس مین درخواست دی کہ اے صاحبو اس صورت مین آپ کیا فتوٰی دیتے
ہین - جناب شیر خدا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت المال مین سے
اتنا لیلو جتنا تمہین اور تمہارے بال بچونکو شام کو سحر کر دینے کے لئے کافی ہو
صاحبو انصاف طلب ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ
عنہ جسے جو کی روٹی کھا کر زندگی بسر کرنے کا حکم دے رہے ہین اوس سے اپنی

خلافت غصب کرنے کی شکایت رکھتے ہونگے۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہین ہرگز نہین۔ ایسا خیال رکھنا جناب علی پر بڑا ظلم ہے اور دوسرونتک تو اس خیال باطل کا اثر نہ کبھی پہونچا ہے نہ پہونچے۔

علی نعیم وعلی ناعم وعلی منعم		علی قسیم قصور وعلی ست قاسم نار	

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ جناب فاروق اعظم۔ اونکے سب بال بچون اور تمام گھر بار کا خرچ دو درہم روزانہ تہا۔ یہی آپ ہر روز بیت المال سے لیلیا کرتے تھے اس سے زیادہ کبھی نہین لیا۔ ایکدفعہ آپ کو دوا کے لئے شہد کی ضرورت ہوئی۔ اوسوقت بیت المال مین شہد موجود تہا اتنی ہمت نہوئی کہ باختیار خود لیلین۔ آپنے مسلمانون سے اذن طلب کیا کہ اگر تم لوگ برا نمانو تو مین ذرا سا شہد تمہارے مال مین سے لیلون۔ سبھون نے بخوشی عرض کی کہ امیر المومنین۔ جو کچھہ ہے آپ ہی کا طفیل ہے آپ جتنا چاہین لیلین۔ اوسوقت آپنے بقدر حاجت لیلیا اور باقی حفاظت سے رکھوادیا۔ حضور کی غذا جو کی روٹی اور زیتون کا تیل تہا۔ پھٹے پرانے پیوند لگے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اپنا کام آپ کرلیا کرتے تھے کبھی کوئی نوکر چاکر یا خدمتگار نہ رکھا۔

فاروق اعظم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم دنیا کی لذتون اور عیش وعشرت کی طرف مائل ہونا نہین چاہتے عمدہ عمدہ چیزون کو آخرت کے لئے چھوڑتے ہین۔ ایکدفعہ آپکی صاحبزادی حضرت حفصہ اور اونکے بھائی جناب عبداللہ وغیرہ نے آپسے گذارش کی کہ باباجان۔ آپکی تندرستی اور صحت وقوت ہماری زندگی

اور بہبودی کا موجب ہے - ہم ہی پر کیا منحصر ہے تمام دنیاے اسلام کا نفع آپ ہی کی صحت و سلامتی سے وابستہ ہے اگر آپ اچھا کھائین - اچھا پہنین تو رعیت کی خوش قسمتی کا باعث ہے - ارشاد ہوا کہ جو کچھ تم لوگون نے کہا اوسے مین بہی سمجہتا ہون مگر مین نے آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اسیطرح سے زندگی بسر کرتے دیکہا ہے - مین اون دونون بزرگون کے خلاف ایک قدم بہی نہین رکہنا چاہتا - اگر اونہین کے قدم بقدم چلونگا تو جنت مین اونکے پاس پہونچنے کی امید ہو سکتی ہے - جاے غور ہے کہ ایسے شخص سے کسی کی حق تلفی کیسے ہو سکتی ہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پچاس آدمی صحابہ مین سے کسی مسجد مین جمع تہے ادہر اودہر کی ذکر مین یہ بہی کسی نے کہدیا کہ اس شخص عمر کے زہد و اتقا نے ناک مین دم کر رکہا ہے نہ کہاتا ہے نہ پیتا ہے - خدا نے اپنے فضل و کرم سے بلاد کسریٰ و قیصر مشرق و مغرب اور عرب و عجم کو اسکے ہاتہہ سے فتح کرا دیا - دور دور کے بادشاہونکے سفیر اسکے دربار مین آتے ہین مگر لباس دیکہو تو وہی موٹا جہوٹا جسمین بارہ پیوند چمڑہ کے لگے ہوتے ہین - اسطرح سلطنت اسلام کی عظمت جاتی ہے - ایک بادشاہ کو تو یہ چاہیے کہ عمدہ سے عمدہ نفیس و نرم اور باریک لباس پہنے - اچہے اچہے اور لذیذ کہانے کہاے اور دونون وقت اوسکے دسترخوان پر بہت سے مہاجرین اور انصار کہایا کرین - چلو ہم لوگ چلکر عمر فاروق کو سمجہائین تاکہ غیر ملکون مین ہمارے بادشاہ کی وقعت ہو - سب حاضرین بول اوٹہے کہ ہم مین سے کسی کی مجال نہین جو امیر المؤمنین سے یون کہہ سکے - البتہ علی مرتضیٰ کہدین

تو کہدین۔ پس سب کے سب اوٹھی ہوے جناب اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کیخدمت مین آے اور اپنے مشورہ سے مطلع کیا حضور نے فرمایا کہ یہ تو مین
بھی عمر سے نہین کہونگا۔ اگر تم لوگون کو اپنی بات پر ایسا ہی اصرار ہی تو ازواج
مطہرات مین سے کسی کے پاس چلے جاؤ۔ وہ ہماری تمہاری اور اونکی سبکی
بزرگ مین اگر جرءت کر جائین تو کہہ سکتی ہین۔ احنف بن قیس فرماتے ہین کہ ہم سب
ملکر جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین پہونچے
اور دردِ دل اظہار کیا جناب عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ چلو مین تم سب کی خاطر سے
کہدونگی کہ صاحب اپنی ظاہری صورت کو سنوارو۔ حضرت حفصہ بول
اوٹھین کہ مین اس باب مین ابا جان سے کتنی کہتے تھک گئی وہ نہین مانتے
جناب صدیقہ نے فرمایا کہ میری مدد کے لئے تمہین بھی اپنے والد ماجد کے
پاس چلنا پڑیگا۔ خیر دونون امہات المومنین اور یہ مجمع صحابہ دولت خانہ
فاروقی پر جلوہ افروز ہوا۔ اندر اطلاع کرائی گئی۔ ہمارے فاروق اعظم نے
دونون مکرمہ اور معظمہ بیبیونکو بلالیا حضرت حفصہ کے تو باپ کا گھر تھا مگر
جناب صدیقہ کی بہت تعظیم و تکریم ہوئی اور مزاج پرسی کے بعد استفسار
ہوا کہ آپنے اسوقت کیسے تکلیف فرمائی۔

جناب صدیقہ۔ آپ مجھے اجازت دین تو مین ایک امر خاص مین آپ سے
گفتگو کرون۔

فاروق اعظم۔ ام المومنین۔ ارشاد ہو وہ ایسی کیا بات ہے۔

جناب صدیقہ۔ آپ خوب جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت صدیق اکبر دنیا کو چھوڑ گئے اور جنت مین اپنے
رب کے پاس پہونچے - ان دونون صاحبون نے نہ تو
دنیا کی کبھی پروا کی نہ دنیا کبھی انکے پاس پھٹکی - اب اونکی
جگہہ آپ ہمارے نگران اور محافظ ہین - خدا نے آپکے
ہاتھون سے کسریٰ اور قیصر کے ملک فتح کرا ئے اونکے سارے
خزانے اور تمام سلطنتین آپکے تحت مین ہین - امید ہے
کہ اسمین بھی خداوند کریم دن دونے اور رات سوائے
کریگا - روم کے سفیر دربار معلی مین حاضر ہوتے ہین -
عجم کے قاصد دست بستہ سامنے کھڑے رہتے ہین - عرب کے
وفد آکے زیارت مبارک سے مشرف ہوتے ہین - مگر افسوس
ہی کہ آپکے لباس کی یہ ردی حالت ہے جسمین چمڑے کے
پیوند ہین - کاش آپ عمدہ لباس زیب تن فرماتے تو آپکی
بڑی ہیبت اور عظمت ہوتی - آپکے سامنے صبح کو ایک
نیا دسترخوان اور شام کو ایک نیا دسترخوان بہت لمبا
چوڑا بچھا کرے اون پر انواع واقسام کے اطعمہ لذیذ
اور میوہاے خوشگوار چنے ہون جنہین آپ بھی تناول
فرمائین اور آپکے مصاحب بھی کہاتے ہون تو شان
خلافت بڑہے اور باہر والون مین ہمارا رعب و داب قایم
ہو - جناب صدیقہ نے اس مضمون کو کچھہ ایسے بردار اور

فصاحت سے ادا کیا کہ فاروق اعظم بیتاب ہوگئے اور ڈاڑھین
مار مار کے رونے لگے۔

فاروق اعظم۔ اے صدیقہ تمہین قسم ہے خدائے عزوجل کی مجھے بتادو
کہ حبیب رب العالمین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبھی دس دن برابر بھی سوکھی اور روکھی روٹی جو کی
پیٹ بھر کے کھائی ہے۔ دس دن تو بہت ہوتے ہین
تم مجھے پانچ دن یا تین ہی دن متواتر کا پتا دیدو اور اسے
بھی جانیدو تم مجھے صبح۔ شام برابر ہی شکم سیر ہوکر کھانیکی
اطلاع دی سکتی ہو تو دو۔ جب باعث تخلیق ارض وسمانے
اس حالت مین دنیا سے رحلت فرمائی تو مین کس شمار و قطار
مین ہون جو ناز و نعم سے بسر کرون۔ اے عائشہ عمر سے یہ
امید نہ رکھنا کہ غریب مسلمانون کے مال سے اپنی تن پروری
کرے۔ صدیقہ۔ کبھی تمنے یہ بھی دیکھا ہے کہ ہمارے حضور صلعم
نے زمین سے ایک بالشت بھی اونچا رکھکے کھانا تناول
فرمایا ہو۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مین بندہ ہون اور غلاموں
کی طرح زمین پر بیٹھکے کھایا کرتا ہون۔ کیا تمہین نہین معلوم
کہ تمہارے باپ صدیق اکبر نے بیت المال مین سے چار پیسے
لیکے تمہاری مان کو اونکی مٹھائی نہ کھلائی اور جب تمہاری
مان نے اپنے روزینہ مین سے منگالی تو اوتنا ہی اپنا روزینہ

کم کردیا - بیشک یہ سب باتین تمہین خوب معلوم ہین پھر تم
مجھسے یہ نامناسب مشورہ دینے کیسے آئی ہو -

میفگن بردلم زنہار بار سرگرانی را	من وحشی طبیعت ناز برداری نمیدانم

جناب صدیقہ بھی یہ دردناک تقریر سنکے رو پڑین اور فرمایا - امیر المومنین
آپ سچ فرماتے ہین - آپسے پہلے دو سردارون کی عادت
مبارک ایسی ہی تھی -

فاروق اعظم - اے عائشہ وحفصہ - تم دونون آنحضرت صلعم کی بیبیان
اور ام المومنین ہو - کل مسلمانون پر تمہارا حق ہے خصوصًا
مجھپر تو سب سے زیادہ ہونا چاہیئے - کیا تم دونون اسلئے
میرے پاس آئی ہو کہ مجھے دنیا کی طرف راغب کرو - تم
سنلو کہ جناب رسول کریم موٹے کمل اور صوف کا جبّہ پہنا
کرتے تھے جس سے اکثر حضور کا تن نازنین چھل چھل جاتا تھا
آپ مدتون اپنی اکھری عبا پر آرام کرتے رہے ہین - عائشہ
مین نے تمہارے گھر مین ٹاٹ اور بوریہ کے سوا کبھی کوئی
فرش یا پلنگ اور مسہریان نہین دیکھین - اوسی کرخت
بچھونے پر حضور صلعم استراحت فرماتے تھے اور جسم نازک پر
ہمیشہ موٹے موٹے اور نمایان نشان اوبھرے رہتے تھے
ہان اے بیٹا حفصہ - کیا تو نے ایکدفعہ مجھسے یہ نہین بیان
کیا تھا کہ مین نے ایک رات کو ٹاٹ کی دو تہین کرکے

حضور صلعم کے نیچے بچھا دین - کچھہ گدگدا اور نرم فرش جو ملا
تو آپ کو بیخبر ہو کے گہری نیند آرام کے باعث الٰہی جسوقت
حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ نے اذان دی اوسوقت
آپکی آنکھہ کھلی حضور صلعم نے برہم ہو کے فرمایا اے حفصہ
تو نے بڑا غضب کیا جو ایسا نرم بچھونا میرے نیچے بچھا دیا کہ
صبح ہونے کو آئی اور مین نہ چونکا - دنیا کو مجھسے کیا تعلق -
وہ میرے حصہ مین نہین آئی نہ مین دنیا کے لئے پیدا کیا
گیا ہون خبردار اب ایسے کمبخت بچھونے پر مجھے کبھی نہ
سلانا - اے میری پیاری حفصہ کیا تجھے نہین معلوم کہ
رسول اللہ صلعم مغفور تھے اسپر بھی سدا بھوکے ہی رہے -
سجدے پر سجدے اور رکوع پر رکوع کیا کرتے تھے - روتے
روتے اور گڑگڑاتے گڑگڑاتے حضور کی عمر ختم ہو گئی -
اونھون نے مغفور ہونے پر بھی نہ اچھا کھایا نہ اچھا پہنا
اور نہ کبھی نرم بستر پر سوے - پھر مین اپنے دونون ہادیونکی
طریقہ سے کیسے قدم باہر رکھون -

خوشوقت بوریا گدائی وخواب امن	کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

جناب صدیقہ اور حضرت حفصہ فاروق اعظم کا یہ کلام سنکر ہاتھون سے
کلیجے تھامے باہر آئین اور رو رو کے جو کچھہ حضرت عمر سے سنا تھا باہر آکے سب حاضرین
کو سنا دیا جسکے کانین اس بیان کے الفاظ پڑتے تھے تیر کی طرح دل سے

پارہوجاتے تھے۔ تمام سامعین مین ایک حشر برپا ہوگیا تھا۔
لکھا ہے کہ عمر فاروق نے کبھی اپنے سامنے دو طرح کے مزیدار کھانے جمع نہونے دیئے مہینہ مین صرف ایکدفعہ گوشت کھالیتے تھے۔ عمر بہر آپکی یہی حالت رہی یہانتک کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اونہین اپنے جوار قربت مین طلب فرمالیا۔

یہ اونکے حسن کاہی صورت آفرین ہے گلہ	غضب مین ڈالدیا لاجواب کرکے مجھے

ہم چاہتے ہین کہ قول آیندہ کو ہمارے ناظرین آپ زر سے لکھوا کے ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا کرین۔ وہ یہ ہے کہ جناب فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص مسلمانون کے امور کا والی ہو وہ دراصل اونکا غلام ہے۔ جس طرح اپنے مالک کو نفع پہونچانا اور نصیحت کرتے رہنا اور اوسکا ادائے امانت غلام کا فرض ہے وہ ہی فرض بعینہ والی امور مسلمانان کا ہے۔ اللہ اللہ۔ کیا روشنضمیری اور طبیعت کی جودت اور ذہن کی ذکاوت تھی کہ ساری جمہوریت سلطنت وحکومت۔ پولٹکس کا خلاصہ اور لب لباب ایک جملہ مین سمجھادیا کہ جو بادشاہ پبلک کا غلام بنکے رہیگا وہ بادشاہی کے قابل ہے ورنہ اوسی قزاق اور لٹیرا سمجھو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ عشرۂ مبشرہ مین سے ہین اور مغفور تھے جب ایسے لوگ منہ سے اپنے کو رعیت کا غلام بتاتے ہین تو وائے برحال ماوشما۔ ان مقدس لوگون کے اسی کمال نے انہین آسمان ترقی کا آفتاب بنادیا تھا اور ہم لوگون کی فرعونیت اور خودغرضی نے اسلام کی سلطنت کو مٹادیا۔ درحقیقت جب تک ہر فرد قوم فنا فی القوم نہین ہوجاتا اوسوقت تک قومی بادشاہت قایم نہین ہوسکتی۔ اس جگہہ پر زمانہ موجودہ کی

پست ہمتی اور تنگ خیالی یہ جواب دیدیا کرتی ہے کہ تم نے بھی مثال کسکی دی ہے۔ عمر فاروق کی۔ بھلا اونکی برابری کس سے ہوسکتی ہے۔ وہ ہی بادشاہ ہوکے غلاموں کی طرح زندگی بسر کرسکتے تھے اور اپنے کو رعیت کا غلام بناکے رکھہ سکتے تھے ہم لوگون سے ایسا ہونا کب ممکن ہے۔ ہماری عقیدہ مین تو حضرت عمر آدمی تھے اور جو کام ایک آدمی نے کر لیا ہے اوسے دوسرا آدمی بھی کرسکتا ہے۔ خیر۔ شاید ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہو اسے جانیدو مگر ہم آدمیون کی مثال بھی دے سکتے ہین اور اون آدمیون کی جو آج کل موجود ہین۔ جن سے آپ ملاقات کرسکتے ہین اور بات چیت بھی ہوسکتی ہے حال کی جنگ جاپان و روس مین چند جاپانی عیسائی روسی بھیس بدلکے ملک روس کا کچا حال دریافت کرنے روس پہونچے ادہر ادہر جاسوسی کرتے پھرتے تھے کہ کسی نے مخبری کردی اور سب گرفتار کرلیے گئے۔ گورنمنٹ روس نے بعد تحقیقات کے اونکے قتل کا حکم دیدیا۔ یہ سنکے اونمین سے ایک جاپانی بول اوٹھا کہ اب ہم بچ تو سکتے نہین اسلئے کسی پادری کو بلادو ہم عیسائی ہین اوسکے سامنے گناہون کا اعتراف کرلین۔ یہ سنکر روسی بہت گھبرائے اور اونمین لعنت ملامت کرنے لگے کہ افسوس تم عیسائی ہوکے ہماری مخالفت پر آمادہ ہوا اور کافر لوگونکی خیر خواہی کرتے ہو۔ ہم بھی عیسائی اور تمہارے بھائی ہین۔ اچھا اگر اب جاپانیون سے قطع تعلق کرکے ہماری ہمدردی پر مستعد ہوجاؤ اور ہماری نوکری قبول کرلو تو ہم تمہین چھوڑدینگے سب گرفتارون نے بالاتفاق جواب دیا کہ یہ ممکن نہین ہم پہلے جاپانی ہین اور

اوسکے بعد عیسائی - آخرش سب کے سب قتل کر ڈالے گئے مگر ملکی و قومی مخالفت گوارا نہ ہوئی - یہ تو ایک ذرا سی بات تھی جو ہمین یاد رہگئی ورنہ جنگ مذکورہ مین سینکڑون باتین اس سے بڑھ بڑھکے جاپانیون سے ظہور مین آئی ہین اور نونو دس دس برس کے بچون نے جاپان کے نام پر ہنس ہنس کے اپنے گلے کٹا دیئے ہین -

جناب فاروق اعظم کے عہد مین ایک سخت قحط عرب مین ہوا جو یوم الرماد کے نام سے مشہور ہے - اوسمین آپ نے گھی اور ہر قسم کی چکنائی سے ہاتھہ لگانا چھوڑ دیا تھا -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی قحط مین روغن زیت کھانے کہانے آپکو نفخ ہو گیا اور قراقر رہتا تھا حضور کمال رعایا پروری سے فرمایا کرتے کہ اے شکم - تا وقتیکہ لوگ قحط سے نجات نہ پائین تجھے سوا ے روغن زیتون کے اور کچھہ کہانیکو نہ ملیگا - کسی وقت غریبون کی خبر گیری سے چین نہ لیتے تھے - ہر طرف کے عاملونکو تاکید تھی کہ اج بیچو جو ہماری عربی رعیت بھوکی نہ مرنے پاے - غرضکہ رعیت کے ایک غریب کو اگر ایک حصہ تکلیف تھی تو عمر کو سو حصے - آنکھون مین آنسو تھے اور لب پر دعا کہ یا الٰہ العالمین - عمر کو یہ دن نہ دکھا - لکھا ہے کہ رعیت کا غم کہاتے کہاتے اوس رعیت پرور کا بہت پتلا حال ہو گیا تھا - بدن لاغر - رنگ سیاہ پڑ گیا - نہ دن کو چین تھا نہ رات کو آرام وہ صدمہ جانکاہ آپنے اوس کمبخت زمانہ مین اوٹھایا کہ پھر باقی عمر اوس صدمہ سے نہ بچے - دنیا کو دکھلا دیا کہ اسلامی بادشاہ رعیت کے ایسے عاشق زار ہوتے ہین

نہ کہ سر سہلائین بیجا کہائین۔

خوبان زاہل درد شمار اچہ آگہی	ایشان نیاز مند شما ناز نین ہمہ

ہمارے اتنے بیان سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ عہدہ خلافت سے جناب عمر بن الخطاب یا اونکے بال بچون یا کنبہ ناتے والون یا بنی عدی کو ایک کوڑی کا بہی فائدہ نہ تہا بلکہ برعکس اسکے خلافت نے آپکی جان پر جان فرسا تکالیف کا بار لاڈالا تہا اور زندگی وبال کردی تہی۔ حضرت عمر نے کبہی خلافت کی آرزو نہین کی۔ مشیت ایزدی اور اجماع مسلمین نے آپ کے سر مبارک پر جو چہپر رکہدیا تہا اوسکو بہت خوش اسلوبی سے انجام کو پہونچا دیا۔ خدا ایسی مصیبت کسی پر نہ ڈالے۔ اگر بفرض محال کسی کتاب کی کسی روایت یا فقرہ سے اینچ تان کر یہ بات نکل بہی آے کہ عمر فاروق کو خلافت کی تمنا تہی تو اوسکا جواب ہمارے پاس اور بہی زیادہ صاف ہے کہ جناب عمر کی ذکی الحس طبیعت خوب جانتے ہوے تہی کہ اس مجمع مین خلافت سوائے میرے اور کسی سے سنبہل نہین سکتی۔ اگر ۱۱ھ سے ۲۴ھ تک کسی سے چلی ہو تو ہمین بتا دیجیے اسلئے اسلام کے حال زار پر رحم فرما کر خلافت قبول کر لی اور جب تک خدا نے دم مین دم رکہا اوسے بخیر و خوبی نبہایا۔

باز آمدم بر سر مطلب۔ سید احمد دحلان نے اس کو کسی قدر اختلاف سے بیان کیا ہے جسکو ہم یہان لکہے دیتے ہین وہو ہذا۔

تقسیم وظائف مین جو ترتیب آپ نے ملحوظ رکہی تہی اوسمین بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک مرتبہ مین تہے اگر ہاشمی شخص کی عمر زیادہ ہوتی تو اوسکو مطلبی پر

ترجیح دیتے اگر مطلبی کی عمر زیادہ ہوتی تو وہ فایق سمجھا جاتا۔ عبد الملک بن
مروانکی سلطنت تک یہ ترتیب اسی طرز پر رہی مگر اوسنے بنی ہاشم کو مقدم کر دیا۔
حضرت عمر نے قبائل کو باعتبار درجہ قرابت آنحضرت مرتب کر کے دفتر مین اونکی
ترتیب قایم کی۔ فرق مراتب باعتبار پہلے یا پیچھے مسلمان ہونے کے قائم کیا۔
حضرت ابو بکرؓ نے سبکو مساوی رکھا تھا۔ آپکا قول تھا کہ اونکی بزرگی اور
بڑائی اللہ کے نزدیک ہے یعنے آخرت مین ثواب اور درجات بقدر مراتب ملینگے
مگر دنیا مین ضرورت معاش سب کو یکسان ہے۔ اس امر مین دونون حضرات
مین سے کسیکے فعل پر طعن و اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ یہ اپنا اپنا اجتہاد ہے۔
حضرت عمر نے اہل بدر کے لئے فی کس پانچ ہزار درہم مقرر فرمائے پھر صلح حدیبیہ
تک کے لوگون کے واسطے فی کس چار چار ہزار پھر اون کے لئے جو مرتدین کے
قتال مین شریک رہے تین تین ہزار پھر اہل قادسیہ اور شام کو دو دو ہزار۔
انمین سے جو بہادر تھے اور ان لڑائیون مین تکالیف برداشت کین اونکے لئے
ڈھائی ہزار مقرر کئے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا۔ کاش آپ اہل قادسیہ کیلئے
بھی انکی برابر مقرر کر دیتے۔ فرمایا۔ مین ایسا نہین کر سکتا کہ انکو بڑے درجہ
والون کی برابر کر دون۔ ایک شخص نے التماس کی کہ آپنے دور کے رہنے
والون اور پاس کے رہنے والون کو جنکو لڑنے کے لئے باہر نہین جانا پڑا برابر
کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پاس والے زیادہ مستحق زیادتی کے ہین کیونکہ وہ
ہر وقت موت کے لئے تیار اور دشمنونکے مقابل تھے دیکھو مہاجرین نے
یہ نہین کہا کہ ہم دور سے اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہمکو انصار کی برابر کیون کرتے ہو

انصار کو تو کہین جانا نہین پڑا اپنے گہرون ہی پر رہکر مدد کی - پہر قادسیہ ویرموک کے بعد والون کے لئے ایک ایک ہزار درہم مقرر کئے پہر اونکے بعد والونکے پانچ پانچ سو پہر انکے پیچہے آنیوالونکے تین تین سو پہر اونکے بعد والونکے دو سو پچاس پہر دو سو مقرر کئے - ہر ایک طبقہ اور درجہ مین قوی اور ضعیف - عربی اور عجمی کو برابر رکہا - حضرت عباس عم رسول اللہ کے لئے بارہ ہزار درہم مقرر فرمائے - چار آدمیونکو جو بدر کبریٰ کی مشہور لڑائی مین شریک نہین ہوے تہے اہل بدر کے برابر دیا - جناب حسنین - ابوذر - سلمان فارسی اور ازواج مطہرات مین سے ہر ایک کے لئے دس دس ہزار درہم مقرر فرمائے بجز حملوکہ کے جیسے صفیہ - ماریہ - جویریہ رضی اللہ عنہن کہ انکا حصہ کم کرنا چاہا اسپر ازواج مطہرات نے فرمایا کہ آنحضرت ہمکو ان پر ترجیح نہ دیتی تہے اسلئے آپ بہی سبکو برابر دیجئے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا - حضرت عائشہ رض کو بہ سبب محبت آنحضرت دو ہزار زیادہ دیئے مگر اونہون نے نہ لیا سب کے برابر ہی قبول کیا - پہر اہل بدر کی عورتونکو پانچ پانچ سو پہر اونکے بعد چار چار سو پہر اونکے بعد تین تین سو پہر دو دو سو پہر اونکے بعد کی سب عورتون کو برابر برابر دیا اور لڑکونکو بہی برابر برابر سو سو درہم دیئے -

قانون فاروقی کے بموجب کوئی عرب غلام نہین بنایا جا سکتا تہا - اونکے زمانہ سے پہلے کے جو غلام تہے سب کے وظیفے مقرر کر دیئے گئے - حکومت فاروقی نے غیر لوگون کو بہی اپنی فیاضی سے محروم نہین رکہا تہا - خوزستان کے جو ایرانی مسلمانون کے ساتہہ فوج مین شریک ہو گئے تہے اونکا بہی ہزار ہزار

دو دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا تہا۔ جو غیر ملکی لوگ مسلمان ہو گئے تہے اونکو بہی تنخواہ ملتی تہی چنانچہ ہرمزان وغیرہ کو دو ہزار درہم سالانہ ملتا تہا۔ جتنے مسلمان ہوکر فوج مین داخل ہوگئے تہے اون کے وظیفے ویسے ہی مقرر کئے گئے جیسے اور عربی مسلمانون کے تہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ فاروقی نے اسلام کی برادری اور اخوت کی تعلیم کو عملاً کر کے دنیا کو دکہا دیا تہا کہ مساوات قومی اسکا نام ہے۔ افسوس ہی کہ اگر فاروق اعظم کی طرح اور مسلمان بہی باہم من تو شدم تو من شدی کے مسئلہ پر عمل کئے چلے جاتے تو آج یہ روز سیاہ کیون دیکہنے پڑتے۔ اے بہائی مسلمانو۔ ذاتی جہگڑون اور خانگی لڑائیون کو اپنے پاس نہ آنیدو۔ انہین دو باتون نے ہمیشہ تمہارا ناس کیا ہے اور اب بہی کر رہی ہین۔ فاروق اعظم نے اسی اخوت اسلامی کو مضبوط کرنے اور مستقل طور سے قایم رکہنے کے لئے دفتر مرتب کر کے اوسکا نام دیوان رکہا تہا اور تنخواہون اور وظیفون کے بڑے بڑے حساب بنائے گئے اور لمبی چوڑی فہرستین تیار کی تہین۔ عام اقوام عرب اور اونکے قبائل ہر روز بحر ناپیدا کنار کی موجون کی طرح فوجی کام کرنے کو ہر روز اُمڈے چلے آتے تہے اونمین سے ایک ایک کی خاطرین اور دلجوئیان اور پرورش اپنی ذات اور اپنے بال بچون اور کنبے قبیلے سے زیادہ ہوتی تہی اسی سے یہ نامور تاریخ کے صفحون پر اوس مبارک عہد کو حاصل ہوئی ہے اس حالت مین اعلیٰ درجہ کے قبیلون اور نامور لوگون کا حساب رکہنا تو چندان مشکل بات نہ تہی مگر لاکہون اور کرورون کا حساب رکہنا اور کسیکو شاکی نہونے

دینا اگر اعجاز خوش نیتی اور ذی ہوشی نہین ہے تو کیا ہے۔ ہم بڑی جرأت
اور دلیری سے کہہ سکتے ہین کہ یون چاہے جتنے اعتراض لوگون نے اس عجیب و
غریب شخص پر کیے ہون مگر آج تک خود غرضی۔ تن پروری۔ تن آسانی۔ کذب
پرستی کا الزام ہمنے کبھی نہین سنا اور یہی سب کچھ ہے۔ الحمد للہ والمنت۔ صرف
کوفہ۔ بصرہ اور نو آباد شہرونکے وظائف کی فہرستین بقولے ڈیڑھ دو لاکھ تھین
اور عمر کی وفات سے پہلے سرسری نظر مین قریبا پانچ لاکھ عرب ایران و شام اور
مصر کی فتوحات مین کام کر رہے تھے۔ جب انکے ساتھ اندرون ملک کے وظیفہ
خوار بھی ملا لیے جائین تو اس عظیم الشان اور مشکل کام سے نبٹنے والے اور کرنے
والے کی ہمت اور وسعت دماغ کا اندازہ نہین ہو سکتا۔ اتنی بڑی قوم جو خود
ٹیڑھی دل سے کم نہ تھی اور اتنے وسیع ملک مین آمدنی اور خراج اور مال غنیمت کو
اصول اخوت اور روحانی امتیاز اور جنگی قابلیت کے بموجب ٹھیک ٹھیک تقسیم
کر دینا ایسی بات ہے جسکا نظیر تاریخ دنیا مین دوسری جگہ نہین ملتا حضرت
عمر کی اس بے اوسط تقسیم ہی نے سچ پوچھو تو قبائل عرب کے رقیبانہ حسد خیال
اور اہالیان مکہ و مدینہ کی دشمنی اور بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مزمن عداوت کے گلے
گھونٹ دیے تھے۔

صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمر۔ حارث بن ہشام نامور ان قریش کو اون لوگونکے
برابر کہا جو فتح مکہ کے سال مین مسلمان ہوے تھے صفوان وغیرہ نے ضد کی کہ
ہم شرافت مین کسی سے کم درجہ پر نہین ہیں کیون کم لین۔ اونہین آپنے اسطرح
جواب دیا کہ تم مکہ فتح ہونیکے بعد ایمان لاے ہو آنحضرت کے ساتھ ہو کر تمنے

کوئی کارگذاری نہین کی پہر اسلام اپنا مال تمکو اون لوگونکے برابر کیسے دیدیگا
جنہون نے اوسکی آواز سنتے ہی لبیک کہا تہا اور اوسکے بانی کی بیکسی اور تنہائی
مین اوسکا ساتہہ دیکر اپنا خون اور پسینا ایک کردیا۔ ہان اگر یہ مال عمر کا ہوتا تو
وہ تمہارے رعب و داب یا خاطرداری سے جتنا تم چاہتے دیدیتا مگر یہ تو اسلام کا
ہے تم اوسپر اپنے حقوق اور مراتب ثابت کرکے حساب سے جتنا حصہ مین آئے لیلو
عمر کم یا زیادہ دینے والا کون۔ اسمین حسب نسب سے کچہہ بحث نہین ہے۔ چونکہ بات
معقول تہی اونکو اطمینان ہوگیا اور مانگئے۔ حارث اور سہیل اپنے اہل و عیال کو
لیکر شام کیطرف چلے گئے اور وہان جہاد مین مشغول ہوگئے۔

عمر بن ابی سلمہ آنحضرت کے ربیب یعنی آپکی زوجہ مطہرہ ام سلمہ کے بیٹے جو
سامنے آئے تو فرمایا کہ انکو ایک ہزار زیادہ دو کیونکہ دو ہزار باپ کیوجہ سے اور
ایک ہزار مان کے لحاظ سے واجب ہین۔ اگر اور کسیکی مان ایسی ہوگی جیسی انکی
تو اونکو بہی زیادہ دولنگا۔ محمد بن عبداللہ بن جحش نے جب اعتراض کیا کہ اوسکے
باپ میرے باپ سے زیادہ فضیلت نہین رکہتے تہے تو آپنے فوراً یہ کہکر اونکی
زبان بند کردی کہ اوسے اوسکی مان ام سلمہ کے سبب سے زیادہ دیا گیا ہے۔
کیا تیری مان ام سلمہ سے زیادہ مرتبہ رکہتی ہے۔

اسی طرح عثمان بن عبید اللہ کے جب اہل مکہ کے ساتہہ آٹہہ سو اور نضر بن انس
بن النضر کے دو ہزار درہم مقرر کئے تو حضرت طلحہ نے اپنے بہائی عثمان کیطرف سے
شکایت کی۔ جناب فاروق نے جواب دیا کہ جنگ احد کے دن مجہے نضر کا باپ
لڑائی کے میدان مین ملا جبکہ مین کفار کو مار رہا تہا۔ اسی اثنار مین شیطان نے

پکارا کہ محمد شہید ہوگئے۔ انس نے مجمہ سے کہا کہ اگر رسول اللہ شہید ہو گئے تو کیا ہوا خدا تو زندہ ہے وہ کبھی نہ مریگا پھر ہم کیون ہمت ہارین۔ اتنا کہا اور آگے بڑھکر قتال شروع کر دیا حتی کہ وہ شہید ہوگیا۔ پس نضر کے باپ کا یہ احسان اسلام بھول نہین سکتا اسلئے اوسنے نضر کو زیادہ دیا ہے۔ حضرت طلحہ یہ جواب سنکر ایسے چپ ہوے کہ پھر کبھی شکایت نہ کی۔ پھر ساٹھ محتاجون کو اکٹھا کرکے اونکو روٹی کھلائی کہ کسقدر کھاتے ہین اونہون نے دو جریب کے بقدر یعنی ۹۶ صاع کھانا کھایا آپ نے یہ اندازہ کرکے ہر ایک کے لئے ماہواری دو جریب طعام مقرر فرمایا ایک جریب چھتیس سو گز مربع ہوتی تھی اس رقبہ مین جتنا غلہ پیدا ہوتا وہ سب دیا جاتا تھا) ۸ صاع مرد کے لئے اور ۴ صاع اوسکے اہل وعیال کیلئے۔

بعض صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ کچھ مال آیندہ کے حوادث کے لئے بیت المال مین رکھنا چاہیئے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے اللہ اس سے بچاوے اور بچہلونکے لئے یہ موجب فتنہ ہوگا۔ مین بچہلونکے لئے وہ سامان چھوڑتا ہون جو اللہ اور اوسکے رسول نے اون کے لئے مہیا فرمایا۔ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری اور اطاعت۔ یہی ہمارا سامان ہے جسکے سبب ہم اس حالت تک پہونچے اور جب تم لوگ مال کو دین کے عوض لوگے ہلاک ہو جاؤگے۔ ایک روایت مین ہے کہ آپکے پاس ملک عراق سے مال آیا آپ نے اوسکو تقسیم کر دیا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا حضرت اگر اس مال مین سے کچھ آیندہ کی ضرورت اور اعدا کے مقابلہ کے لئے رکھہ لیتے تو مناسب تھا۔ آپنے فرمایا۔ اللہ تجھے ہلاک کرے یہ شیطانی خیال ہے مجھپر اسکا اثر نہین ہو سکتا۔ بخدا مین حقعالی کے

امر کے خلاف نکرونگا اور امور مذکورہ کے لئے جو سامان رسول اللہ مہیا فرماتے تھے وہ ہی مین بہی مہیا کرونگا۔ (فتوحات اسلامیہ)

جب آپ ملک شام مین گئے شہر جابیہ مین خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھکو اس مال کا خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے پہر فرمایا بلکہ اللہ تقسیم فرمانے والا ہے۔ مین اول رسول اللہ کے متعلقین کو دونگا پہر شہر فار پر تقسیم کرونگا چنانچہ ازواج مطہرات کو اول دیا اور فرمایا کہ ازواج مطہرات کے بعد مہاجرین کو دونگا کہ وہ اپنے وطن سے مظلوم نکالے گئے اب جو شخص ہجرت مین مقدم ہی وہ عطا مین بہی مقدم کیا جائیگا اور جو ہجرت مین موخر ہے وہ عطا مین بہی موخر ہوگا اسمین کوئی برا نہ مانے اور اپنے نفس کو ملامت کرے کہ کیون پیچہے آیا۔

ایکدن جناب فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے لبید بن ربیعہ شاعر سے فرمائش کی کہ ہمین اپنے کچہ شعر سناؤ۔ لبید نے جواب دیا کہ حضور جب سے مین نے سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران یاد کرلی ہین شعر سنہ سے نکالنا چہوڑ دیا آپ مجہے اپنے ارشاد کی تعمیل سے معاف رکہین تو بڑا احسان ہو۔ چونکہ آپ زمانۂ جاہلیت کے اشعار سے بخوبی واقف تھے اسلئے لبید کے کلام سے کمال خوش ہوے اور اوسکا وظیفہ دو ہزار سے ڈہائی ہزار درہم سالانہ کردیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہون اور وظائف مین ترقی بہی ہوتی رہتی تہی اور اوسکے علاوہ نئی تنخواہین بہی مقرر ہوجاتی تہین۔ گورنمنٹ فاروقی زندہ اور ذی ہوش گورنمنٹ تہی جسے اپنے ہر پرزہ اور جز کی بخوبی خبر تہی نہ کہ مردہ اور مخبوط الحواس کہ لاکہون لیئق ٹہوکرین کہاتے پہرین اور کروڑون نالائق موجین اوڑائین نہ لیاقت پہ

ترقی نہ کارگذار کی پوچھ۔ حیف است کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جاے ایشان گیرند و تمنا میدارند کہ لئیق مشہور شوند۔

غنیمت کی خمس۔ زکوٰۃ۔ عشر۔ مالگذاری اراضی۔ زراعت کی آمدنی اور مفتوحہ ملکون کی خالصہ جاگیرون کا حاصل بیت المال مین داخل ہوتا تہا۔ فوجی و دیوانی و رفاہ عام و دیگر اخراجات ضروری و معقول کی منہائی کے بعد جو باقی رہتا تہا وہ مسلمانون مین تقسیم کر دیا جاتا تہا۔ اپنے والی اور وارث کی خوش نیتی۔ فیضرسانی اور سچی سرپرستی کے باعث مسلمان ایسے دولتمند و آسودہ حال ہو گئے تہے کہ دوا کے لئے بہی اوس عہد سعادت عہد مین محتاج ولاچار اور فقیر نہین ملتا تہا۔ واہ ہمسے نہین کہلا بہیجا۔ ہم تو اتنے مانگنے والے بہیجدیتے کہ جناب فاروق اعظم کے تن پر اون چمڑہ کے پیوند لگے کپڑون کا ایک تار بہی نر رہتا۔

اور لیجئے ہمارے حضور کو کس بلا کا ہوکا تہا کہ بارہا لوگون نے آپکو یہ کہتے سنا۔ اگر مین زندہ رہا تو اعلیٰ ترین وظائف پانیوالونکو ہم سے لینے کی ضرورت نہ رہیگی اور جو لوگ اب نہایت ہی کم اور ادنیٰ درجہ کی تنخواہین پا رہے ہین وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے وظیفے پایا کرینگے۔ آمدنی اوسی وقت جسوقت کہ آتی صرف اور تقسیم کر دی جاتی تہی اور حضرت عمر کو خرچ ہو جانے کے بعد بڑی مسرت حاصل ہوتی تہی۔ عہد فاروقی مین چار و نظر خوشی اور خوشحالی فراخ دستی اور فارغ البالی کا دور دورہ تہا ہر بیکس و بیوہ اور ضعیف بڑہیا یہ سمجہتی تہی کہ میرا والی میری سرپرہی جب ضرورت ہوگی بہیک مانگ کے نہین ہاتہہ مروڑ کے جو چاہونگی آ

انتظام فوجی

فوجی دفتر کی بنیاد اول اول حضرت عمر ہی نے ڈالی اس دفتر مین مسلمان مردون کے نام لکھے گئے اور اونکے وظائف کی شرح مقرر ہوئی - یہ دیوان کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا -

کتب سیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ عامل بحرین پانچ لاکھ درہم لیکر مدینہ آئے اور حضرت عمر کو اطلاع کی - اسقدر کثیر رقم سنکر آپنے متعجبانہ ابوہریرہ سے پوچھا - تم سمجھتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو - اونہون نے کہا - پانچ لاکھ - آپ نے فرمایا - تم گنتی بھی جانتے ہو - ہجواب دیا - ہان اور پانچ مرتبہ لاکھ - لاکھ کہا - جب آپکی دلجمعی ہوگئی تو مجلس شوریٰ منعقد کرکے یہ بحث پیش کی کہ یہ کثیر رقم کسطرح صرف کیجاے - آیا پیمانہ سے ناپ کر تقسیم کیجاے یا شمار کرکے - کسی نے کچھ کہا - کسی نے کچھ مگر ولید بن ہشام نے کہا کہ مین نے شام کے بادشاہون کے یہان دیکھا ہے کہ وہان فوج کا دفتر قایم ہے - دوسری روایت مین ہے کہ شاہان فارس کا نام لیا گیا تھا - بہرحال جو کچھ ہو حضرت عمر کو بھی یہ راے پسند آئی اور اسی پر عمل کیا گیا -

ترتیب فوج

عرب مین اسلام کے شروع تک کوئی فوجی انتظام نہ تھا - جناب صدیق اکبر کے عہد مین مال غنیمت مین سے فوجی لوگونکو دس دس یا بیس بیس ملا کرتے -

ابتدائی خلافت فاروقی مین بھی یہی صورت رہی مگر ۱۵ھ مین فاروق اعظم نے اسکی بنا ڈالی اور رفتہ رفتہ ۲۱ھ مین اسکو ایسا باقاعدہ اور منتظم کر دیا کہ اوس سے زیادہ ممکن نہین - پہلے تو ایک قسم کا خلط مبحث تھا بھی کہ فوجی اور نالی وغیرہ تنخواہین ملی جلی تھین مگر اب یہ بات نہ تھی - آپنے فوج کا ایک مستقل محکمہ اور سارے ملک کو فوج بنانیکا ارادہ کیا - آپنے اس انتظام کو پہلے قریش اور انصار سے شروع کیا - آنحضرت کے رشتہ دار سب سے پہلے لکھے گئے پھر درجہ بدرجہ جسقدر لوگ آنحضرت سے دور ہوتے گئے اوسی ترتیب سے اونکے نام ونسب درج رجسٹر ہوے -

اوسوقت مدینہ مین یہ تین شخص بہت بڑے نساب اور حساب کتاب کے فن کے اوستاد مانے جاتے تھے - مخرمہ[1] بن نوفل جبیر[2] بن مطعم عقیل[3] بن ابیطالب ایک روایت مین یہ چار شخص لکھے ہین - مخرمہ[1] عقیل[3] - ابوالجہیم - حویطب[4] - آپنے ان اشخاص کو حکم دیا کہ ایسا رجسٹر مرتب کرو جسمین ہر شخص کا نام ونسب مشروحاً درج ہو - انکے پیش کردہ نقشہ مین حضرت عمر کا تیسرا نمبر تھا مگر آپنے فرمایا "نہین یہ ٹھیک نہین بلکہ رسول اللہ کے قرابت والون سے شروع کرو اور سلسلہ وار ہر ایک کا نام لکھتے چلے جاؤ جب میرے قبیلہ کا نمبر آے اوسوقت میرا نام بھی لکھنا" چونکہ فاروق اعظم کا نسب خلفاء اربعہ مین سے سب کے بعد آنحضرت سے ملتا ہے اسلئے آپ اور آپکا قبیلہ حصول مراتب مین سب سے پیچھے رہا - یون ہی رجسٹر تیار ہوا - آپکے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ خلافت خودغرضی اور کنبہ پرستی کا وسیلہ نہین ہے - درج رجسٹر لوگونکی دو قسمین کیگئین اول وہ جو ہر وقت جنگ مین

مصروف رہتے تھے دوم وہ جو اپنے اپنے گھر رہا کرتے تھے لیکن ضرورت کیوقت بلالئے جاتے تھے۔ پہلی قسم کو نظام دوسری کو متطوعہ یعنی حال کی اصطلاح مین والنٹیر کہتے تھے جنکو تنخواہ بھی ملا کرتی تھی۔

جو لوگ جنگی خدمات ادا نہین کرتے تھے یا قدیم فوجی خدمتونکا حق نہ رکھتے تھے اونکو تنخواہ نہین ملتی تھی چنانچہ جب جنگلی بدوؤن نے حضرت ابوعبیدہ سے اپنی تنخواہ کیلئے کہا تو اونہون نے جواب دیا۔ تاوقتیکہ شہریونکی تنخواہین مقرر نہولین تمکو کچھ نہین ملسکتا۔

حضرت عمر نے ملک کی تقسیم دو طرح پر کی یعنی ملکی اور فوجی۔ فوجی لحاظ سے چند بڑی بڑی چھاؤنیان قائم کین جنکا نام اجنادر کہا گیا۔ ہر ایک چھاؤنی کی فوج قبائل اور گھرانون کے اعتبار سے مرتب ہوتی تھی۔ ملک عراق مین پانچ دستہ تھے جنکو اخماس کے نام سے پکارتے تھے۔ ہر حصہ خمس مین ایک قبیلہ ان قبیلونمین سے ہوتا تھا۔ ازد۔ تیم۔ بکر۔ عبدالقیس۔ قریش۔ کنانہ۔ بجیلہ۔ خثعم۔ قیس غیلان اور مزینہ۔ انہین قبائل کے آدمیونمین سے ایک شخص افسر مقرر کیا جاتا تھا۔ کوفہ اور بصرہ عراق کی افواج کی چھاؤنیان تھین۔ جزیرہ کا فوجی مرکز موصل قرار پایا۔ شامی فوج کے چار دستہ تھے جو دمشق۔ اردن حمص اور فلسطین مین مقیم تھے۔ مصر کی سپاہ فسطاط مین خیمہ زن تھی۔ اگرچہ فتوحات فاروقی نے حدود بلوچستان و سندھ تک پہنچا دیا تھا لیکن چونکہ آئینی ملک عراق و شام و مصر و جزیرہ ہی تھے لہذا صدر مقام انہین ملکونمین قرار دیئے گئے۔

تمام عرب کے بچہ بچہ کی تنخواہین اور وظیفے مقرر کرکے اونکو ضروریات زندگی سے
بالکل فارغ البال کر دیا تہا۔ ممانعت تہی کہ وہ زراعت اور تجارت سے ہاتہہ نہ لگائین
ہتیار اوٹہانا اور میدان جنگ مین اسلام کے نام پر خون بہانا اونکے ذمہ رکہا گیا۔
حضرت عمر نے تمام افسرونکو لکہہ بہیجا تہا کہ وہ اس بات کی منادی کرادین کہ فوجی
خدمت تم سے جبراً لی جائیگی اور تمہارا کوئی عذر وحیلہ مسموع نہوگا۔ تمہاری
تنخواہین مقرر کردی گئی ہین اور تمہارے بال بچونکے لئے بہی وظائف لکہوادیئے
گئے ہین۔ گورنمنٹون مین اراضی کا استمراری بندوبست نہین ہوسکتا مگر
فاروق اعظم نے فوج کا ایسا استمراری انتظام کر دیا تہا کہ اگر وہ ہی فاروقی
انتظام اوسی لیاقت اور خودانکاری سے قایم رکہا جاتا تو نئی فوجون کے جمع
کرنے اور بہادر وجان نثار وخیرخواہ سپاہی بہم پہونچانے مین ذرا دیر نہ لگتی
افسوس ہے کہ وہان تو اوس انتظام کو سمجہنے والا بہی عمر کے بعد کوئی نرہا اوسکے
قایم رکہنے کی لیاقت ہونا دوسری بات تہی۔ ولیم میور نے لکہا ہے کہ اسلام کی
خراج کی آمدنی کو فوج کا ورثہ بنا دینے سے گورنمنٹ فاروقی کو ایسی سرسبزی
اور نمود حاصل ہوئی جسکا بیان نہین ہوسکتا۔ یعنے سپاہیون کی جنگی طبیعتون
اور جوش کو اونکے انتظام سے ہر وقت ابہارتا رہتا تہا اور ہمت اونکی گہٹنے
نہین پاتی تہی۔ جسوقت کام آپڑتا لوگونکو جمع ہونے مین ہرگز دریغ نہوتا تہا۔
ساری قوم عرب گویا ایک فوج بنا دیگئی تہی جو کٹ پتلی کیطرح جسوقت چاہے
حرکت مین لائی جاسکتی تہی اور عرب کو عمر نے ایسی مسلح اور متحد قوم بنا لیا تہا کہ
جو ملک گیری کے واسطے ایک ذرا سے اشارہ مین جمع ہوجاتی تہی اور پہر اگر

اونکو آگ مین جھونکدیا جاتا تو خوشی بخوشی جھک پڑتے اور فتح کرلاتے تھے اسی دوراندیشی اور اعلیٰ درجہ کی پیش بینی کے باعث فاروق اعظم نے عربونکو زراعت وتجارت سے روکدیا تھا۔

فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانہ مین کسیکو زراعت تجارت یا آبادی کے کام مین مشغول نہ ہونے دیا۔ شام وعراق سے نہایت اصرار کیساتھ لوگون نے ان کامون کی اجازت مانگی مگر آپ نے ہرگز نہ مانا۔ مصر اور دیگر ممالک مین قطعی احکام پہونچ گئے تھے کہ فوج والے اگر کاشت یا زمینداری کرینگے تو مستوجب عتاب ہونگے۔ فوج کی چھاؤنیون کے مقامات پر اسی خیال سے لوگونکو پکے مکان تعمیر کرانے کی اجازت نہین دی جاتی تھی۔ جناب صدیق اکبر نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اقرع اور عتبہ کو زمینداری کی سند لکھدی تھی مگر حضرت عمر نے وہ سند لیکر پھاڑ ڈالی اون دونون نے حضرت ابوبکر سے آکے شکایت کی کہ آپ خلیفہ ہین یا عمر۔ صدیق اکبر نے جواب دیا کہ عمر۔ جاؤ اونکی رائے کے خلاف کچھ نہین ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ہونیسے پہلے آپ نے اپنے دل مین یہی ٹھان لی تھی۔ ہر جگہ حکم تھا کہ گھاس پھوس سے چھاکر کچے مکان بنالو اور اونمین رہا کرو اگر کسی نے کہین پکا مکان بنا بھی لیا تو جبراً مسمار کرادیا گیا۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک عام ہدایت تھی کہ عرب کی سادہ طرز معاشرت اور سادہ عادات کو ہرگز نہ چھوڑنا اور دوسرے ملکونکی عادتین اختیار کرکے عیش وعشرت مین منہمک نہوجانا جو اس ہدایت کے خلاف کرتا

اوسپر عتاب ہوتا تھا۔ یہ اصول آپکا نہایت عمدہ اور بہت مستحکم تھا اسپر عمل نہ کرنے سے ہر قوم نے ٹھوکر کھائی ہے۔

ہم ناظرین سے انصاف طلب ہین کہ یہی اصول جنکا ہم ذکر کر رہے ہین غور سے دیکھہ لیا جاے کہ جیسا قوم فاتح کے لئے اکسیر اعظم ہین ویسا ہی ممالک مفتوحہ کے حق مین رحمت۔ کسی ملک کی رعایا کو مار ڈالنے کی تدبیر اس سے بہتر نہین ہو سکتی کہ قوم فاتح تجارت وصنعت وحرفت کو اپنا بنالے۔ ملک مفتوحہ برباد ہوتے ہوتے آخر ایکدن سارا خاک سیاہ ہو جائیگا حضرت عمر نے جو احسانات مفتوحہ اقوام پر کیے ہین منجملہ اونکے سب سے بڑا یہ احسان ہے کہ مسلمان کبھین تجارت وزراعت نہین کرنے پاتے تھے۔ اس حکم سے سلطنت کو الگ استحکام تھا اور رعایا الگ سرسبز بنی رہتی تھی۔ غرضکہ ہمارے مشرقی کی عجب دلربایانہ ادا تھی کہ مقتول بھی خوش اور قاتل بھی شاد۔ عیسائی مورخ کی کتابون نے ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ گورنمنٹ اسلام ہمیشہ سے ظالم ہے اور اسلام جب تک اسلام رہیگا اوسکی طبیعت سے بیرحمی جا نہین سکتی۔ اٰمنّا وصدّقنا۔ اوستاد اور وہ بھی خصوصًا ہمارے اوستاد ہرگز جھوٹ نہین بولے ہونگے؟۔

ترقی تنخواہ

چونکہ آپ فوج کو زراعت وغیرہ سے منع فرماتے تھے اسلئے ضرور ہوا کہ اونکی کل ضروریات بہم پہونچائی جائین لہذا تنخواہون مین معقول زیادتی کی۔

کم سے کم شرح جو ۲۰۰ کی تھی وہ ۳۰۰ کردی - افسرون کی سات ہزار سے لیکر دس ہزار تک بڑہادی - فوج جسکی ابتدا مہاجرین والنصار سے پڑی تھی وہ رفتہ رفتہ تمام عرب پر پہیل گئی - مدینہ سے عسفان تک جسقدر قبائل تھے اون سبکی مردم شماری ہوکر رجسٹر مرتب ہوا - بحرین جو عرب کا انتہائی صوبہ ہے وہانکے کل قبیلونکا رجسٹر تیار ہوا - کوفہ وبصرہ وغیرہ مین جسقدر عرب آباد ہوگئے تھے اون سب کے نام درج ہوے - ان سبکی تنخواہین علی قدر مراتب مقرر ہوئین - اگرچہ ان سب کا صحیح اندازہ نہین ہوسکتا تاہم آٹھ لاکھ کے قریب یہ تعداد معلوم ہوتی ہے - ابن سعد کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سال تیس ہزار وبروایت امام مالک چالیس ہزار نئے آدمی بھرتی ہوکر فتوحات کے لئے بھیجے جاتے تھے - علامہ طبری کا قول ہے کہ کوفہ مین ایک لاکھ لڑنیکے قابل لوگ تھے جنمین سے چالیس ہزار باقاعدہ فوج تھی جو باری باری سے رے اور آذربائیجان کی مہمونمین موجود رہتی تھی -

ایک روایت مین ہے کہ غزوہ تبوک کیوقت تک فوجی لوگون کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی ابتدائی خلافت مین یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہونچکر اخیر مین دوچند ہوگئی تھی - سپاہیونکی تنخواہ تین سو سے پانچ سو درہم سالانہ تک ہوتی تھی - افسران فوج کی چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار تک - یہ تنخواہ اون نقد وظائف نیز غلہ کے علاوہ تھی جو اونکے جورو بچون کو دیا جاتا تھا -

چراگاہین اور فوجی چھاؤنیان اور سرحدین

موقع موقع اور ضروری ومناسب مقامات پر فوج کی چھاؤنیان مقرر کی تہین وہان کی آب وہوا اور اوسکی بابت فوج کی شکایتین کمال دلداری سے سنی جاتی اور اون پر عمل کیا جاتا تہا۔ یون حفظان صحت کا کام بہی بخوبی انجام پاتا تہا۔ ایکدفعہ مدائن کی فوج کے چند آدمی نظر باریک بین سے گذرگئے۔ دیکہتے ہی فرمایا۔ افسوس ہماری فوج اب اس حالت پر آگئی ہے کہ بدن لاغر۔ چہرے زرد۔ قدم متزلزل یہ کیا نحوست ہے۔ جب اون لوگون کو پاس بلایا تو معلوم ہوا کہ مداین کی آب وہوا عربون کے لئے ناموافق ہے جسکا نتیجہ حضور دیکہلین۔ یہ سنتے ہی مدائن کے اعلی فوجی افسر پر عتاب ہوا۔ حکم ہوا کہ مداین کو چہوڑ کر کسی ایسے مقام کو اپنا ہیڈ کوارٹر بناؤ جو صحت بخش ہو اور ریگستان کی ہوا وہان سے گذرتی ہو۔ تمہین نہایت احتیاط سے ایسا مقام تجویز کر لینا چاہیے جہان کی آب وہوا تمہاری فوج کے مزاج کے موافق ہو پانی بہی دہاکا صاف اور عمدہ ہو۔ مدینہ اور تمہارے درمیانمین کوئی دریا بہی حائل نہو تاکہ کمک کے پہونچنے مین دقت نہ پڑے۔ اس حکم کے بموجب سعد بن ابی وقاص نے ریگستان کے کنارہ پر میدان کوفہ فوجی چھاؤنی کے لئے تجویز کیا جو حیرہ کے پاس دریاے فرات کی مغربی شاخ پر تہا۔ فاروق اعظم نے بہی اونکے انتخاب کو منظور کر لیا اور چھاؤنی مداین سے اوٹہ کے کوفہ آگئی۔ غرضکہ طب اور ڈاکٹری اور حفظان صحت اور پولٹکس سب کے

فوج کے رہنے کیلئے بارکین تیار کی گئین - موصل کے حاکم ہرثمہ بن عرفجہ ازدی نے
حضرت فاروق کے بتائے ہوے نقشہ اور ہدایت کے بموجب داغ بیل ڈالکر
شہر کیصورت عمدہ کردی اور عرب کے مختلف قبیلون کے لئے الگ الگ محلے
بناے - ہر مقام پر بڑے بڑے اصطبل بناے گئے جنمین چار چار ہزار گھوڑے
سمیت ساز و سامان ہر وقت تیار رہتے تھے تاکہ ضرورت ہو تو بتیس ہزار سوار فوراً
تیار ہو جائین - گھوڑونکی غور و پرداخت اور تعلیم و تربیت کا بندوبست نہایت
اہتمام کے ساتھہ اور اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا - مدینہ مین اسکا انتظام آپ ہی
کرتے تھے اور یہان سے چند منزل کے فاصلہ پر گھوڑون اور اونٹون کی
پرورش اور غور و پرداخت کے لئے ایک چراگاہ تیار کرائی تھی جسکا نگران
اپنے غلام ہنی کو کیا - سب سے بڑی چراگاہ ربذہ مین دس میل طویل اور دس ہی
میل عریض تھی - دوسری ضریہ مین جو چھ چھ میل تھی جنمین کم و بیش چالیس
ہزار اونٹ رہتے تھے - علاوہ انکے اور بھی متعدد مقامات پر چراگاہین بنائی
تھین - گھوڑونکی رانو پر داغ دیئے جاتے تھے - حضرت سلمان بن ربیعۃ الباہلی
جنکو سلمان الخیل کا خطاب عطا ہوا تھا اور جو گھوڑونکی شناخت مین ید طولیٰ
رکھتے تھے کوفہ مین گھوڑونکی غور و پرداخت کرتے تھے - ہر سال گھوڑ دوڑ بھی
کرائی جاتی تھی - پہلے گھوڑونکی نسل مین ماں باپ کا کچھہ لحاظ نہ تھا آپ ہی نے
رپورٹ کرکے یہ قاعدہ جاری کرایا چنانچہ عہد فاروقی کی بدولت ہی عربی گھوڑے کو
دنیا مین یہ شہرت حاصل ہوئی جو اب تک ہے - جس گھوڑی کی ماں عربی نسل سے
نہوتی اوسے دو غلا ٹھیرا کر اوسکے سوار کو مال غنیمت سے حصہ نہین دیا جاتا تھا

بصرہ کا بندوبست جزئین معاویہ کے سپرد تہا۔ فوج کے کاغذات اور دفتر صدر مقامون ہی مین رہتے تہے غلہ واجناس رسد کافی ووافی طور پر ہر صدر مقام مین موجود رکہی جاتے اور وہین سے چارون طرف ضرورت کیوقت روانہ ہوتی تہے۔ ان صدر مقامات کے علاوہ اور بڑے بڑے شہرونمین بہی فاروق اعظم نے بہت سی فوجی چہاؤنیان قایم کین اور عربونکو دور دور تک پہیلادیا تہا۔ ممالک مفتوحہ مین کوئی جگہہ ایسی نہ تہی جہان کثرت سے عرب نہ پائے جاتے ہون

جناب عمر فاروق نے ۱۷ھ مین شام کا سفر کیا۔ چونکہ اسلامی ممالک کی سرحدین قیاصرہ روم کی سلطنت کی حدون سے متصل تہین لیذے دلوک۔ منبج۔ انطاکیہ وغیرہ اسلئے وہان کا دورہ ضرور ہی کیا۔ خوب غور سے ایسی جگہونکا مناسب ومعقول انتظام کرکر بہت سی فوج متعین فرمائی۔ سرحد کی حفاظت بڑے مستحکم اور زبردست طریقہ سے کرتے تہے۔ جو بلاد ساحلی جیسے عقلان۔ یافہ۔ قیساریہ۔ عکا۔ صور۔ لاذقیہ وغیرہ رومی بحری طاقت کے باعث خطرمین تہے اونکی حفاظت بخوبی کیگئی۔ عبداللہ بن قیس سرحدی وساحلی انتظام کے افسر اعلیٰ مقرر ہوے۔ سرحد عراق سے ملا ہوا غربی فرات کے کنارہ پر مقام بالس تہا وہان انتظام فوجی کے سوا شامی عربونکو بہی آباد کردیا تہا جو مسلمان ہوگئے تہے۔

یزید بن ابی سفیان نے جو معہ اپنے بہائی کے اون افواج کے افسر تہے جنہون نے شام کی ساحلی مقامات کو فتح کیا تہا جب ۱۹ھ مین انتقال کیا تو اونکے بہائی حضرت معاویہ نے دربار خلافت مین رپورٹ کی کہ ساحل شام پر

مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ جناب فاروق نے فوراً سب قلعون کی از سر نو مرمت کراکر فوج زیادہ کردی اور حکم بھیجا کہ تمام ساحل سمندر پر آٹھون پہر چوکیدار آنکھین کھولے پہرہ دیا کرین اور ہر چوکی پر آگ روشن رہا کرے۔

اسکندریہ مین جو مصر کا ساحلی مقام تہا حضرت عمرو بن العاص کے ماتحت جتنی فوج تہی اوسکی چوتہائی کے ذمہ وہان کی نگرانی تہی۔ دوسری چوتہائی کو حکم تہا کہ ساحلی مقامات کو اپنی نظر مین رکہو اور کسیوقت نگرانی اور حفاظت سے غافل نہو۔

جب قیصر ہرقل نے مقوقس کی کمک کے لیے سمندر کیطرف سے مصر پر چڑہائی کرنیکا ارادہ کیا تو فاروق اعظم نے سارے ساحل پر فوجی چہاؤنیان پہیلا کر حکم دیا کہ عمرو بن العاص کی چوتہائی سپاہ ان ساحلی مقامات کی حفاظت مین لگی رہے۔

ملک عراق مین اگرچہ چالیس ہزار کا لشکر چہاؤنی کوفہ مین ہر وقت مستعد رہتا تہا اور حکم تہا کہ انمین سے دس ہزار بیرونی مہمونین مشغول رہین تاہم جہان جہان فارسی لشکر کی چہاؤنیان موجود تہین اونکو از سر نو استحکام و تقویت بخشی۔ ایشیائے کوچک ابہی تک رومیونکے قبضہ مین تہا اسلیے فاروق اعظم کی فوجی چہاؤنیان یا تو اوسکے ناکون پر تہین یا ساحل پر۔ رے اور آذربائجان مین علاوہ دیگر مستعد چہوٹی چہوٹی چہاؤنیونکے دس دس ہزار سپاہ رہتی تہی۔ چونکہ یہان مرزبان اور بڑے بڑے رئیس اکثر بغاوت پر آمادہ رہتے تہے اسلیے ہر جگہ فوجی انتظام کی ضرورت تہی تاکہ باغیونکی سرکوبی اور گوشمالی

مین تاخیر نہو۔ ایسے ہی فاروقی انتظامات کے طفیل سے ساری دنیا پر عرب کا رعب
داب مدتہاے دراز تک چھایا رہا اور فتوحات کو روز افزون ترقی حاصل ہوئی
اونکے بعد جبتاک یہ انتظام ڈھیلا پڑتا گیا اوتناہی سلطنت اسلام کا ڈھیر گرتا چلا گیا
جناب فاروق کی تاکید تہی کہ دار الخلافہ سے مفتوحہ ممالک تک آنے جانیکے
لئے کوئی روک نہو اسلئے سمندر پار کے علاقون کو فتح کرنیکی بہت کم اجازت
دیتے تہے۔ علاء بن الحضرمی عامل بحرین نے سب سے اول دریائی سفر کیا اور ساحل
فارس پر حملہ کیا اور وہان گہر گئے جیسا کہ اسی کتاب مین آپ ملاحظہ کر چکے ہین
حضرت عمر نے اونکا یہ خود مختارانہ فعل ناپسند کرکے اونکو معزول کر دیا۔ معاویہ
بن ابی سفیان جو اپنے بہائی یزید کے بعد دمشق اور اردن کی فوج کے افسر
تہے بہت عالی حوصلہ اور بلند خیال شخص تہے اونہون نے بحر روم کے اوس پار کی ملکونپر
حملہ کرنیکی اجازت چاہی۔ جب حضرت عمر کے انکار پر بہت اصرار کے ساتھ
فائدہ مند امیدون کا طومار لکھ بہیجا تو آپنے عمرو بن العاص سے دریائی سفر کی
صحیح حالت کا خاکہ تحریر کرنیکو لکھا۔ جسکا جواب یہ آیا۔ "امیر المومنین۔ مین نے
دریا کی حالت دیکہی ہے وہ گویا ایک بہت بڑی مخلوق ہے جسپر چہوٹی مخلوق
یعنی انسان سوار ہوتا ہے وہان بجز پانی اور آسمان کے کچہہ نظر نہین آتا اگر
پانی گدلا ہوتا ہے تو دلونکو غمگین بنا دیتا ہے اگر تلاطم مین آتا ہے تو ہوش
اوڑا دیتا ہے جیسے ایک لکڑی پر کوئی کیڑا بیٹہا ہو اگر وہ لکڑی لوٹ پوٹ
جاے تو وہ ڈوب جائیگا اور اگر صحیح و سالم کنارہ جا لگے تو خوشی سے چہک کر
اوڑ جائیگا۔" آپنے یہ تحریر ملاحظہ فرما کر معاویہ کو لکھہ بہیجا۔ "قسم ہے اوس ذات

پاک کی جسنے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے مین ایک مسلمان کو بھی دریائی سفر مین جانیکی اجازت نہین دونگا"

فوج کی وسعت

جناب فاروق اعظم نے اپنے فوجی دفتر کو یہان تک وسیع کر دیا کہ عجم والے بھی اوسمین داخل ہو گئے - اسلامی فوج مین چھ عجمی افسر مسلمان ہو کے سردار مقرر کئے گئے جنکے نام یہ ہین - سیاہ[1] - افروذین[2] - خسرو[3] - شہرویہ[4] - شیرویہ[5] - شہریار[6] - حضرت عمر کی فوج ہندوستان کے بہادرون سے بھی خالی نہ تھی یعنے سندہ کے جاٹ جنمین عرب کے لوگ زط کہتے تھے اور دہ یزدجرد کے لشکر مین شامل تھے جنگ سوس کے بعد مسلمان ہو کے فوج فاروقی مین بھرتی ہو گئے یونانی اور رومی بہادر بھی پانسو سے زیادہ مصر کی فتح مین مسلمانون کیساتھ تھے - مصر کی فتح مین ایک ہزار سے زیادہ یہودی بھی مسلمانون کی ہوا خواہی مین دل وجان سے شریک تھے - غرضکہ فاروقی انتظام مین کسی قوم اور ملک اور مذہب وملت کی مطلق قید نہ تھی - بے شمار مجوسی والنیٹرون مین نظر آتے تھے اور مسلمانون کے برابر اونکی عزت اور تنخواہین تھین - فوج نظام مین بھی مجوسی سماے ہوے تھے - اس فیاضی اور کشادہ دلی پر بھی فتوحات مین عرب کسی غیر قوم کی تلوار کی مدد کا ممنون ومشکور نہین ہوا - البتہ اس امر کا ہمین اقرار ہے کہ جن قومون سے ہمین مقابلہ کرنا پڑا انھا اونہین کے ہم قومونکو ہمنے اونسے اولجھا دیا - یہ بڑا اصول فن جنگ کا فاروقی ذکاوت کا اعلیٰ ثبوت ہے -

ترک من اے مہ غلام روئے تو	جملہ شاہان جہان ہندوئے تو

رسد

مفتوحہ قومون سے جزیہ کے ساتھہ فی کس ۲۵ سیر غلہ بھی لیا جاتا تھا وہ فوج کی رسد کے لئے جمع رہتا تھا۔ مصر مین غلہ کے ساتھہ روغن زیتون۔ شہد اور سرکہ بھی لیا جاتا تھا جو سپاہیونکو سالن کا کام دیتا تھا۔ جب جزیرہ والون نے شکایت کی کہ ہمین اسمین تکلیف ہوتی ہے ان اشیاء کے عوض مین ہمسے نقدی لیلی جایا کرے تو رعیت پرور بادشاہ نے خوشی بخوشی نقدی ہی منظور کرکے رعیت کے آنسو پونچھہ دیئے۔ پھر رسد کا ایک مستقل محکمہ قایم کردیا جسکا نام اہراء ہے۔ یہ لغت ایک یونانی لفظ سے مشتق ہے جسکے معنے گودام کے ہین۔ ہر مہینہ کی یکم کو فی سپاہی سوا سن غلہ بارہ سیر روغن زیتون اور بارہ سیر سرکہ ملا کرتا تھا مگر جب سپاہیون نے پکانے کی تکلیف ظاہر کی تو پکا پکایا کھانا ملنے لگا۔ اسکے علاوہ کپڑے بھی سرکار ہی سے ملتے تھے اور رہنے کو بھی۔ سوار اپنا گھوڑا آپ بہم پہونچاتے تھے۔ غیر مستطیع یا ناکافی تنخواہ دارونکو گھوڑا بھی سرکاری ملتا تھا اور اونسے عہدے لیا جاتا تھا کہ دانستہ گم نکریگا نہ خوراک کم دیگا۔ اسی غرض سے چار ہزار گھوڑے مدینہ مین ہر وقت موجود رہتے تھے۔ سال بھر مین چالیس ہزار اونٹ بھی مہیا کئے جاتے تھے۔

تنخواہ کی تقسیم کا طریقہ

سب جگہہ سپاہ صاف اور وسیع ایوانون مین رہا کرتی جہان حفظان صحت کا

بخوبی اہتمام ہوتا تھا۔ سپاہیونکے قبیلہ کا سردار اونکے نیک و بد کی نگرانی کے لئے وہان رہتا تھا اور اوسی کی معرفت تنخواہ تقسیم ہوتی تھی۔

کم سے کم دس سپاہیون پر ایک افسر مقرر تھا جو امیر الاعشار کہلاتا تھا تنخواہ اونہین کو دی جاتی تھی اور وہ عریف کو پہونچاتے تھے پھر عریف اپنے اپنے قبیلہ مین تقسیم کر دیتے تھے۔ فی عریف ایک لاکھ درہم کی تقسیم متعلق تھی چنانچہ ملک عراق کی صرف دو فوجی چھاؤنیون مین ایک کروڑ درہم سو عریفون کے ذریعہ سے بانٹے جاتے تھے۔ زمانہ جاہلیت مین اہل عرب کے ہان نہ تو باقاعدہ فوج تھی نہ ہی فوجی رتبے اور عہدے تھے البتہ ہر قبیلہ پر ایک امیر ہوتا جو بروقت ضرورت ایک شخص کو سردار مقرر کرکے لڑائی پر بھیجا کرتا تھا۔ ہر منکب کے ماتحت پانچ عریف ہوتے اور ہر عریف بہت سے آدمیون پر نگران ہوتا تھا جسکو مقدم کہتے ہین۔ عریفون پر جو افسر ہوتے تھے وہ امراء اسباع کہلاتے تھے۔

تقسیم تنخواہ مین نہایت احتیاط ہوتی تھی۔ ایکدفعہ عراق مین امرائے اعشار نے کچھ گڑبڑ کردی تو عرب کے بڑے بڑے اہل الرائے سعید بن عمران اور شعلبن نعیم وغیرہ اوسکی جانچ پرتال کو متعین ہوے۔ ان لوگون نے دس دس کے بجاے سات سات سپاہیون پر ایک ایک افسر مقرر کیا۔ کارگذاری اور قدامت کے لحاظ سے تنخواہ مین ترقی ہوتی رہتی تھی اور وقتاً فوقتاً قدردانی فرما کے انعام بھی ملتے تھے۔ غرضکہ فاروقی داد و دہش کی انتہا کا خیال مین آنا ممکن نہین۔ لوگون کے مقررہ وظایف اور تنخواہون کے سوا جو اضافیت سے حاصل ہوتا تھا وہ درجہ بدرجہ فوج ہی کو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

کہ مزدور خوشدل کند کار بیش۔ مشہور بات ہے۔ اسی نے وہ وہ اوج سلطنت فاروقی کو دکھائی جسکا حساب نہین۔

ماہ محرم مین تنخواہ۔ موسم بہار مین بہتہ اور فصل کی درو کیوقت خاص خاص جاگیرون کی آمدنی تقسیم کیجاتی تہی۔

موسمون کا لحاظ گھوڑونکی غور و پرداخت

فوج کی صحت بدنی قایم رکھنے کو بیدار دل بادشاہ اور روشن ضمیر خلیفہ نے حکم دیا تہا کہ سرد ملکون پر گرمی کے موسم مین اور گرم ملکو نپر جاڑون مین فوج کشی کی جایا کرے تاکہ میری عزیز اور قوت بازو فوج کو غیر واجب تکلیف نہ بہگتنا پڑے۔ جن مقامات کی آب و ہوا اچہی اور زمین سیر حاصل ہوتی تہی اور مرغزار و سبزہ عمدہ مشہور تہا وہین بہار کی فصل مین فوج بہیجدی جاتی تہی۔ جہان کی آب و ہوا کے خراب ہوجانے کی خبر لگی وہان سے لشکر کو فوراً جدا کر دیا۔ جناب عمرو بن العاص حاکم مصر کو تاکید تہی کہ موسم بہار آتی ہی فوج کو باہر سیر و شکار کے لئے بہیجدیا کرو اور حکم دیدیا کرو کہ گھوڑون کو چراچرا کے خوب موٹا تازہ کرلایا کرین۔

موسم بہار کے اوائل مین فوجی لوگ اپنے گھوڑونکو سائیسون اور غلامونکے ہمراہ دیہات مین چرانے کیلئے بہیجدیتے تہے۔ کچہ افسر اور سوار بہی احتیاطاً ان کے ساتہہ ہوتے تہے۔ سپہ سالار اپنے ماتحتونکو برابر یہ ہدایت کرتے تہے کہ اپنے گھوڑونکی بہی اسی طرح خبر لیتے رہو جسطرح اپنے بال بچون کی۔

عمرو بن العاص نے اپنی فوج کے افسرون سے ایک مرتبہ کہا کہ کسی شخص کے گھوڑے کو لاغر اور اوسکے سوار کو فربہ دیکھکر ایسا نہو کہ مجھکو خبر نکرو۔ مین گھوڑونکو بھی فوجی جوانون کیطرح دیکھتا رہونگا اور جس کے گھوڑے کو دبلا پتلا دیکھونگا اوسکی تنخواہ گھٹا دونگا اور انعام کم کردونگا۔ حضرت عمرو بن العاص موسم بہار آتے ہی فوجی لوگونکو اپنے حسب پسند مقامات پر رہنے۔ ورزش کرنے اور کمانے پینے کیلئے جانیکا حکم دیا کرتے تھے۔

عتبہ بن غزوان کو حکم تھا کہ موسم بہار مین اپنی سپاہ کو سرسبز اور شاداب مقامات مین بھیجدیا کرو۔

آرام بحالت کوچ و رخصت

کوچ کی حالت مین حکم تھا کہ جمعہ کے دن پورے ایکدن اور ایک رات سپاہیونکے دم لینے اور آرام کرنیکے لئے مقام ہوا کرے اور ہر روز اتنی مسافت طے کیجاے کہ سپاہی تھکین نہین اور خوش رہین۔ قیام اوسجگہ کیا جاے جہان کھانے پینے اور ضروریات کی سب اشیا دستیاب ہوسکین۔

جو فوجین ممالک دور دست مین متعین تھین اونکے سپاہیونکو سال مین ایکبار یا دوبار رخصت دیدینے کا حکم تھا۔

ایک رات آپ مدینہ کی گلیونمین پھر رہے تھے ناگاہ ایک مکان سے ایک عورت کی آواز آئی جو دردناک اشعار پڑھ رہی تھی۔ آپ انکو سنکر ٹھٹک گئے۔ تفتیش و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ عورت مرد سے چار مہینے تک جدا رہ سکتی ہے لہذا افسران فوج کے نام احکام نافذ کردیے کہ کوئی سپاہی سالین چار مہینے سے زیادہ باہر نہ رکھا جاے ایکطرف تو

فوج کی یہ خاطر تین تھین کہ پان کی طرح سپاہی اولٹی پلٹے جاتے تھے دوسری طرف آرام طلبی - کاہلی - عیش پرستی سے بچنے کی سخت روک تھام تھی - سخت حکم تھا کہ جس سپاہی کو رکاب کے سہارے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھو اوسکی گوشمالی کرو اور کہدو کہ اگر دوبارہ ایسا دیکھا جائے گا تو تم فوج سے الگ کر دیئے جاؤ گے اس بُری عادت کو جلدی چھوڑو - اہل فوج کو نرم لباس پہننے کی سخت ممانعت تھی - وہ حمام مین نہانے نہین پاتے تھے - دھوپ کھانیکی عادت سپاہیون کو ڈلوائی جاتی تھی -

دیگر امور

یہ ایجاد حضرت عمر ہی کی ہے کہ ہر فوج کے ساتھ ایک افسر خزانہ - ایک حساب دان - ایک قاضی اور چند مترجم ضرور رہا کرین - کئی طبیب و جراح بھی رکھے جاتے تھے - غرضکہ فوج مین اوسیوقت سے یہ عہدے ہونے لگے ہین حضرت فاروق سے پہلے ان کا وجود نہ تھا جو احکام آپکے افسران فوج کے نام جاتے تھے اونمین تاکید ہوتی تھی کہ سپاہی کو چار باتین ضرور سیکھ لینا چاہئین اول پیراکی - دوم گھوڑا دوڑانا - سوم تیراندازی - چہارم ننگے پانون چلنا - راستون اور جنگلون کا صاف و ہموار کرنا - پل وغیرہ بنانا جو فی زمانہ سفر مینا کی پلٹن کے متعلق ہے اسکا بھی معقول بندوبست تھا یہ کام بالخصوص مفتوحہ قومین بہت خوشی سے انجام کو پہونچاتی تھین - مصر مین علاوہ اور شرطون کے یہ شرط بھی تھی کہ اسلامی فوج کیواسطے قبطی سفر مینا کی

خدمات انجام دینگے۔ ان باتون پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ فاروقی دنیا کے لئے خدا کی رحمت تھی اور العظمۃ للمداس ایک آدمی کے خیالات کہان کہان پہونچے تھے۔ المختصر اسمین کچھ شبہ نہین کہ عمر فاروق کے عہد مین فن جنگ نے پہلے سے بہت زیادہ ترقی کی۔

میدان جنگ مین فوجی انتظام

جاہلیت مین اہل عرب کسی نظام اور قاعدہ کے پابند نہ تھے۔ جسوقت وہ لڑنیکے لئے آمادہ ہوتے تو یکایک فریق مخالف پر ٹوٹ پڑتے اور جب دیکھتے کہ ہمارا پلہ ہلکا ہے تو فوراً بھاگ اوٹھتے اور پھر پلٹ کر حملہ کر دیتے یا ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے لڑنیکو نکلتے پھر عام غٹ پٹ ہو جاتی تھی۔ اونکے جنگجو آدمی اونٹون اور اون بار برداری کے جانورون کے پیچھے کھڑے کر دیئے سے روکے جاتے تھے جنپر سامان رسد اور غنیمہ و خرگاہ لدا ہوتا تھا جب اسلام کا دور آیا تو صفین مرتب کی گئین جیسا اس آیت سے واضح ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے اون لوگونکو جو اوسکی راہ مین صف بندی کر کے لڑتے ہین۔ حدیث مین ہے المؤمن للمؤمن کالبنیان المرصوص یشد بعضہ بعضا۔ اسی طریقہ کو زحف کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مسلمانون نے اپنے پیچھے علاوہ اونٹ اور سامان رسد وغیرہ کے اپنے اہل وعیال کو بھی رکھنا اختیار کیا جس سے وہ لڑنے مرنے پر بہت صابر رہتے تھے۔ حضرت عمر کیوقت مین

بہت سے صفین مرتب ہوتی تہین - یہ صفین خاص حالات پر لحاظ کر کے مقدم اور موخر بنائی جاتی تہین - فوج کے مختلف حصے اور شعبے قرار پاے تھے - جناب خالد بن ولید نے حضرت فاروق اعظم کے عہد مین تعبیہ (کرادیس) کی جنگ کا طریقہ ایجاد کیا مشہور جنگ یرموک مین آپ نے ۳۶ سے لیکر چالیس تک صفین مرتب کین قلب کے چند حصہ کر کے اوسکا افسر حضرت ابوعبیدہ کو کیا - میمنہ کے کئی ٹکڑے کر کے عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ کو مامور فرمایا - میسرہ کے اجزا کر کے یزید بن ابی سفیان کو مقرر کیا - جنگ قادسیہ مین بہی حضرت سعد بن ابی وقاص نے کرادیس ہی کے ذریعہ سے کام لیا تہا - کرادیس کی ترتیب اسطرح پر تہی -

	مقدمہ	
	قلب	
	ساقہ	

ردہ (عقب)

اسکے علاوہ طلایعہ یعنی گشت کرنیوالی فوج - رائد یعنی چارہ پانی کی فراہم کرنیوالے - رکبان یعنی شتر سوار - فرسان - گہوڑون کے سوار - راجل یعنی پیادہ فوج اور رماۃ یعنی تیر انداز لوگ ہوتے تھے - ردا اوس حصہ سپاہ کو کہتے ہین جو سب سے پیچھے اس غرض سے چہوڑا جاتا ہے کہ دشمن عقب سے چہاپہ نہ مارے

فوجی معائنہ

اسلام سے پہلے جسقدر حکومتین گذری ہین انمین بہی فوجی معائنہ کا دستور

رائج تھا۔ سکندر بذات خود سپاہ کا جائزہ لیتا اور اونکی اور اونکے ہتیاروں کی حالت معائنہ کرتا تھا۔ اکاسرۂ ایران کا قاعدہ تھا کہ مقررہ وقتوں میں فوج کا ریویو کرتے تھے۔ انکے یہان یہ قاعدہ تھا کہ اول اول اعلیٰ طبقہ کا سوار بادشاہ کے روبرو سے گذرتا جسکے پہلو بہ پہلو اوسکا غلام ہوتا تھا وہ زرہ خود۔ دستانہ۔ چار آئینہ۔ جوشن سے لیس ہوتا تھا۔ گھوڑے پر آہنی پاکھر پڑی ہوتی تھی۔ نیزہ۔ تلوار۔ گرز۔ خنجر۔ کمند۔ توبرہ۔ چھری۔ باگڈور۔ سقراض۔ کاز۔ سوئی۔ تاگا۔ دو چلّہ چڑھی ہوئی کمانیں معہ دو زائد چلوں کے۔ دو تیروں کی ترکش وغیرہ وغیرہ ہر سوار کے پاس ہوتے تھے پھر حسب مراتب کل سپاہ گذر جاتی تھی۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو اونھوں نے بھی فوجی جائزہ کو اختیار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کیوقت خود معائنہ کیا کرتے تھے چنانچہ بدر کبریٰ کے دن جب آپ اپنے اصحاب کو کئی صفوں میں کھڑا کرکے صفیں درست فرما رہے تھے تو آپکے ہاتھ میں ایک تیر تھا۔ سواد نام ایک صاحب سیدھے ذرا الگ کھڑے تھے آپنے وہ تیر اونکے پیٹ میں چبھا کر فرمایا "استو یا سواد بن غزیہ" یعنے اے سواد بیٹے غزیہ کے سیدھا ہو جا۔ خلفاء راشدین بھی اسیطرح فوج کا جائزہ لیتے تھے۔ امام بلاذری نے لکھا ہے کہ کثیر بن شہاب کی فوج کا ہر سپاہی علاوہ آلات حرب کے سوئی۔ سوا۔ تاگا۔ سقراض۔ سوتالی۔ توبرہ اور چھلنی بھی ضرور رکھتا تھا۔

عَلَم

حضرت عمرؓ جب کسی فوج کو کہیں بھیجتے تو اوسکے لئے خود نشان مرتب کرکے

افسر فوج کو سپرد کر دیتے تھے۔ ہر سردار کو اوسکے قبیلہ کا نشان عطا ہوتا تھا نشان عطا کرتے وقت آپ اس طرح فرماتے "خدا کے نام اور اوسکی مدد و اعانت کے ساتھ۔ خدا کی تائید ہمراہ لیکر روانہ ہو۔ اوسی کی قدرت سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ فتح وظفر کیلئے امر حق اور صبر لازمی باتین ہین۔ جو شخص خدا کے ساتھ کفر کرے اوس سے لڑو۔ حد سے کبھی نہ بڑھنا کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والونکو پسند نہین کرتا۔ لڑائی کیوقت نامردی اور بزدلی مت دکھاؤ۔ غلبہ پاکر ناک۔ کان۔ ہاتھ پانؤن مت کاٹنا۔ اسراف مت اختیار کرو۔ بڈھے مرد اور عورت اور بچہ کی جان نہ لینا۔ جب فوج حریف تمسے ملجاے اور بازار جنگ گرم ہو تو اوسوقت جی کھولکر لڑو۔ چھاپہ مارتے وقت بھی ایسا ہی کیا کرو"۔

اسلحہ

زمانہ جاہلیت مین عرب والے سوائے ڈھال۔ تلوار۔ کمان اور نیزہ کے دوسرے ہتیار سے واقف نہ تھے۔ اونکا سارا دارومدار انہین پر تھا کمان کا استعمال بہت مشق سے آتا تھا اور اسمین اونکو بہت بڑی مہارت حاصل تھی یہانتک کہ اگر وہ ہرن کی صرف ایک آنکھ کو ہدف بنانا چاہتے تو کامیاب ہوجاتے تھے۔ اول درجہ کے قادر انداز رماۃ الحدق کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ عام طور پر تیر انداز رماۃ پکارے جاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعد برابر سپاہیونکو تیر اندازی کی مشق کرنیکا سخت تقید کے ساتھ

حکم تہا جیسے گھوڑونکی خبر گیری کیلئے - تلوار تمام اسلحہ سے افضل واشرف خیال کیجاتی تہی - تلوار کی بہت سے اقسام تہین جیسے یمنی - خراسانی اور شامی وغیرہ - نیزہ کا استعمال اکثر گھوڑے کی سواری کی حالت مین کیا جاتا تہا - اسکے ٹوٹ جانیکا بہی خوف لگا رہتا تہا - نیزہ کے استعمال کے طریقون مین سے ایک مواجہہ کہلاتا ہے جسکی صورت یون ہے کہ حریف پر حملہ کیوقت نیزہ کو بغل کے نیچے دبا کر گھوڑے کی کنوتیونکے بیچ مین رکہو اور سیدہ باندہے مقابل پر بڑہاؤ - اگر حریف کا نیزہ بائین جانب ہو تو تم اپنا داہنی جانب کرلو اگر اوسکا نیزہ داہنی جانب ہو تو تم بائین جانب کرلو - حتی الامکان حملہ مین سبقت کرو - نیزہ کو پہراتے رہو تاکہ مدمقابل مرعوب ہو - اگر چوٹ کرنیکا کسیطرف موقع نہ دیکہو تو حریف سے نزدیک ہوتے وقت جدہر اوسکے نیزہ کی گردش نہو اودہر سے گہس کر ضرب لگاؤ - جب مقابلہ سے ہٹنا چاہو تو نیزہ کو اوسکے ہاتہہ مین پکڑکر سرے کو اوپر اوٹہائے رہو اور سیدہے کندہے پر رکہکر پوری قوت سے حملہ کرو - اگر دو شخصونکے مقابلہ کو نکلو تو اول پاس والے پر حملہ کرو مگر جب دونون قریب ہون تو ایک کو دکہا کر دوسرے پر چوٹ کرو اور پوری طرح ضرب نہ لگا کر معاً دوسرے پر سیدہا اور تلا ہوا ہاتہہ لگاؤ - ڈہال کئی قسم کی ہوتی تہی - کوئی مسطح - کوئی مستطیل - کوئی کیسی اور کوئی کیسی - زرہ بہی بہت طرح کی ہوتی تہی

آلات محاصرہ

عرب والے ان کو بالکل نہ جانتے تہے نہ اونہین ضرورت تہی کیونکہ اونکے

گھر تو جنگل مین کھلے میدان یا خیمے ہوتے تھے جنکی حفاظت بجاے خندق اور شہر پناہ کے وہ اپنی شجاعت اور قوت سے کیا کرتے تھے۔ انمین سے اول جس خندق کی بنیاد پڑی وہ ۵ھ مین جنگ احزاب کے وقت مدینہ کے گرد حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے بنائی گئی تھی اور عجم والونکے میل جول سے آلات محاصرہ بھی رائج ہو گئے۔ انمین سے زیادہ ضروری منجنیق اور دبابہ تھے منجنیق ایک قاذف آلہ تھا۔ پہلے پہل فینیقیا والون نے اسکا استعمال کیا پھر شدہ شدہ اہل عرب نے اخذ کیا۔ طائف کی لڑائی مین عربونکو اسکے استعمال کی ترکیب بھی جناب سلمان فارسی نے بتائی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سلمان فارسی نے خود اسے تیار کر دیا تھا۔ خیبر کی لڑائی مین ایک قلعہ مین سے کئی منجنیقین اور دبابے دستیاب ہوے تھے۔ منجنیق کی متعدد اقسام تھین یہ تیر۔ نفط کی شیشی۔ پتھر پھینکنے کے کام آتی تھین۔ دبابہ بھاری بھاری لچکدار لکڑی کی تختون سے بنا کر اور سر کہ مین بھیگے ہوے کندے اور کھالون سے منڈھکر تیار کیا جاتا تھا تاکہ آگ اثر نکر سکے پھر پہیو پر چڑھا کر اسے چلاتے تھے۔ اسیطرح ایک لکڑی کا برج بنا کر بہت سے آدمی پہیونکے ذریعہ سے ڈھکیلتے تھے اسمین اوپر تلے کئی درجہ ہوتے تھے۔ سنگ انداز۔ تیر انداز اور نقب لگانے والے اسمین سوار ہو جاتے اور ریلتے پیلتے قلعہ کی دیوار تک پہونچ جاتی اور اوزارون سے دیوار کو توڑ ڈالتے تھے یا اوسکا سرا لوہ کا دار بنا لیتے جس سے ٹکرا کر دیوارونکو کھود ڈالتے تھے۔ اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر بھی چڑھ جاتے تھے۔ آلہ کیا تھا پہیو پر چلنے والا قلعہ تھا۔

خبر رسانی اور ڈاکخانہ

حضرت عمر نے ڈاکخانہ اور پولس وغیرہ ضروری باتون کا بھی بندوبست بخوبی کیا تھا۔ نہرون اور ڈاکخانون وغیرہ کا خرچ خراج کی آمدنی کی مدمین سے ادا کیا جاتا تھا۔

عہد سعادت مہد فاروقی مین فوج کی کچھ انتہا نہ تھی اور وہ دور دور تک پھیلی ہوئی تھی جہان سے دار الخلافہ تک سینکڑون ہزارون کوس کا فاصلہ تھا ممالک اسلام کی ذرا سی بات بھی آپ سے نہین چھپ سکتی تھی۔ آپ کی سطوت وہیبت کے علاوہ اسکا ایک یہ بھی سبب تھا کہ آپنے خفیہ پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے جنہین آپکے سوا کوئی نہین جانتا تھا۔ وہ آپس مین بھی ایک دوسرے سے ناآشنا ہوتے تھے۔ جہان ذرا سی کوئی بات ہوئی وہ آپکے کان مین جا موجود ہوئی۔ جہان کسی جگہ کوئی اونچ نیچ ہوئی فاروق اعظم کو معلوم ہوگئی فوراً ہی اوسکا تدارک فرما دیتے۔ اس سے اورون کے بھی کان کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایک بار عمرو بن معدی کرب کو مال غنیمت مین سے گھوڑے کا حصہ نملا وجہہ دریافت کرنے پر سپہ سالار نے کہا کہ تمہارا گھوڑا دوغلا ہے۔ عمرو نے کہا کہ دوغلا ہی دوغلہ کو پہچانتا بھی ہے فوراً حضرت عمر کو اس گستاخی کی خبر ہوئی چنانچہ آپنے عمرو بن معدیکرب کو سخت سرزنش کی کہ پھر آیندہ اونکو یا کسی اور کو ایسی جرارت نہوئی۔

ملک عراق و ملک شام مین عرب والے کثرت سے آباد تھے اونمین سے

بہت سے مسلمان بہی ہوگئے تہے۔ چونکہ وہ مدتہاے مدید سے ان مقامات مین رہ پڑے تہے لہذا اون ملکون کے کونہ کونہ اور چپہ چپہ سے واقف تہے۔ مثل مشہور ہے۔ گہر کا بہیدی لنکا ڈہاے۔ اونکو حکم تہا کہ اپنے مسلمان ہونیکا حال مخفی رکہو اور فوج حریف مین ظاہری وضع پارسی۔ یہودی۔ عیسائی مجوسی وغیرہ سے جاکر رل مل جاؤ اور اونکے حالات سے خبر دیا کرو۔ اسی طرح سے ایسے لوگون نے بڑے بڑے کام جاسوسی کے انجام دیئے تہے۔ فارس۔ عراق۔ مصر۔ شام کے حالات مین آپنے پڑہ ہی لیا ہوگا۔ اضلاع فلسطین مین ایک یہودی فرقہ سامرہ رہتا تہا جو اسی کام کے لئے مخصوص تہا۔ قوم جراجمہ بہی اسی کام کو کرتی تہی۔

قصہ کوتاہ ڈاک اور خبر رسانی کا وہ بے لاگ اور تعجب خیز انتظام تہا کہ اوس سے بہتر آج کل بہی ہونا مشکل ہے۔ ہر جگہ ہر وقت لوگ یہی سمجہتے رہتے تہے کہ عمر ہمارے سر پر بیٹہا ہے ذرا پانون ڈگا نہین کہ عمر نے گلا دبایا نہین۔

سنہ ہجری کا رائج ہونا

جناب فاروق اعظم سے پہلے سنہ وسال کو کوئی جانتا ہی نہ تہا۔ یون تو کہنے کو کبہی سنہ رائج تہے مگر لکہنے پڑہنے مین تاریخ و سنہ نہین آتے تہے۔ زمانہ جاہلیت مین عام باتون کے یاد رکہنے کے لئے خاص خاص واقعات سے سنہ کا حساب کرتے تہے۔ کچہہ دنون تک تو کعب بن لوی کی وفات سے سنہ کا شمار ہوتا رہا۔ پہر ایک اور سنہ عام الفیل کے نام سے جاری ہوا جسکا شروع

اوس سال سے ہوا جسمین کہ ابرہۃ الاشرم نے کعبہ پر حملہ کیا۔ بعدش عام الفجار جاری ہوا۔ اوسکے بعد اور کئی سنہ قایم ہوے۔ جناب فاروق نے مستقل طور سے سنہ ہجری جاری کیا جو آج تک قایم ہے۔ ضرورت اوسکے اجرا کی یون پڑی کہ ۱۶ھ مین حضرت عمر کے سامنے ایک فرد حساب پیش ہوئی جسمین صرف لفظ شعبان لکھا تھا اور سنہ ندارد۔ آپ نے پوچھا اس سال کا شعبان یا سال گذشتہ کا۔ یہ کون بتاوے وہان تو سرے سے سنہ کا رواج ہی نہ تھا۔ اودہر حاکم بصرہ نے رپورٹ کی کہ یا امیر المومنین حضور کے تحریری احکام ہمارے پاس آتے ہین اور دفتر مین جمع رہتے ہین اونمین باہم تخالف اور تضاد بھی ہوتا ہے ایسی حالت مین یہ بحث گلے پڑتی ہے کہ دو متخالف حکمونمین ناسخ کونسا ہے اور منسوخ کونسا۔ جب مقدم و مؤخر کا پتا نہین چلتا تو عجب پریشانی ہوتی ہے گڑبڑ واقع ہونے سے پہلے حضور اسکا مناسب انتظام کرلین۔ بات چونکہ معقول تھی آپ کو بھی کھٹک گئی اور مجلس شوریٰ طلب ہوئی۔ جب تمام بڑے بڑے صحابہ جمع ہوے تو آپنے یہ بحث پیش کی۔ اکثرون نے راے دی کہ فارس کا طریقہ اختیار کیا جاے اسلئے خوزستان کا بادشاہ ہرمزان جو مسلمان ہوکر مدینہ مین رہ پڑا تھا بلایا گیا اوسنے آکے عرض کی کہ ہمارے ہان کے سنہ کو ماہ روز کہتے ہین اور ہمارے حساب مین مہینے اور تاریخ دونون لکھے جاتے ہین۔ ہرمزان کی راے سنکر یہ بحث ہونے لگی کہ سنہ کی ابتدا کب سے کی جاے۔ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راے دی کہ ہجرت آنحضرت صلعم سے اپنا سال شروع کرو۔ سب حاضرین کو نسل نے راے مرتضوی ہی کو پسند کیا۔ اب جو دیکھا تو آنحضرت صلعم نے مہینہ ربیع الاول کو

مکہ سے مدینہ کی روانگی کا قصد کیا تھا۔ چونکہ عربی سنہ یکم محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے اوسی سال کی یکم محرم سے سنہ ہجری جناب فاروق اعظم نے قرار دیا۔ وہ سولہ جولائی سنہ ۶۲۲ء یوم جمعہ تھا۔

کاغذات حساب و ترتیب دفتر

اسلام کے ابتدائی زمانہ مین ملک عرب مین لکھنے پڑہنے کا رواج نتہا یہانتک کہ سارے قبیلہ قریش مین بہت ہی کم آدمی لکھنہ پڑہ سکتے تھے۔ جنکے نام یہ ہین۔ عمر بن خطاب۔ علی بن ابیطالب۔ عثمان بن عفان۔ ابوعبیدہ بن الجراح طلحہ۔ یزید بن ابی سفیان۔ ابوحذیفہ بن عتبہ۔ حاطب بن عمرو۔ سہیل بن عمرو۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ ابان بن سعید۔ خالد بن سعید۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حویطب بن عبدالعزیٰ۔ ابوسفیان بن حرب۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ جہیم بن الصلت علاء بن الحضرمی۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن ارقم۔ حساب کتاب سے تو کسیکو جس دس ہی نہ تہا یہ دیکھئے کہ کتنی بڑی مشکل تہی تعجب ہے کہ پہر اتنا بڑا ڈہیر چلا تو کیسے اگر یہ اقبال فاروقی نہتا تو کیا تھا۔ ایسی پیچیدہ تقسیم ایسا بہاری حساب جاہلون سے کیسے نبہا۔ سنہ ۱۴ھ مین جب ابلہ مفتوح ہوا تو ساری فوج مین ایک متنفس بہی ایسا نہ تہا جو دو دو چار چار بہی جانتا ہو اور مال غنیمت کو صحت کے ساتہہ تقسیم کر سکے۔ مجبوراً زیاد بن ابی سفیان سے مدد لینی پڑی جسکی عمر اسوقت صرف چودہ برس کی تہی۔ اے سبحان اللہ بچہ خزانے تقسیم کرتا ہوا کیا اچہا معلوم ہوتا ہوگا اسی خوشامد سے میان زیاد کی تنخواہ ساٹہہ درہم ماہواری کر دیگئی۔ ذرا سی

توجہ فاروقی جو اس نقص کے رفع کرنیکی طرف مائل ہوئی تو پھر وہان حساب کے بڑے بڑے نقشے اور کاغذات تفصیل کے ساتھ مرتب ہونے لگے۔ خراج کا دفتر فارسی۔ قبطی۔ شامی زبانونمین رہا کرتا تھا۔ چنانچہ عراق کا دفتر فارسی زبان مین تھا جسکے کارکن عجمی لوگ ہوتے تھے۔ ملک مصر مین قبطی زبان تھی جسکے کارپرداز قبطی لوگ تھے۔ شام کا حساب کتاب رومی زبان مین رہتا تھا اور وہی لوگ اوسکو مرتب کرتے تھے۔ مسلمان ان دفاتر کی جانچ پرتال البتہ کر لیا کرتے تھے اور بس۔ مدینہ مین جبیر بن مطعم۔ عقیل بن ابیطالب اور مخرمہ بن نوفل سرکاری محاسب تھے۔ عربی زبان کو ابھی تک یہ لیاقت ہی نہ تھی کہ وہ خراج کے دفتر کو سنبھال لے۔ بیت المال مین زکوٰۃ وصدقہ کے مویشیونکے رنگ اور عمر اور حلیہ تک لکھا جاتا تھا۔ اکثر یہ کام فاروق اعظم کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔ غرضکہ بیت المال کا حساب بڑے غور و پرداخت اور صحت سے رکھا جاتا تھا۔ فوجی افسرونکے سر لڑائی کے خرچ اور مال غنیمت کا حساب ڈالا گیا تھا۔ پہلی دفعہ جناب سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی واسطے معزول کیے گئے کہ وہ کاغذات حساب مرتب رکھنے سے پہلوتہی کرتے تھے ۱۶ھ مین زیاد بن ابی سفیان جلولاء کی فتح کے کاغذات فاروق اعظم کو ملاحظہ کرانے مدینہ آئے۔ مردم شماری کی ضرورت اسوجہ سے ہوئی کہ زکوٰۃ اور جزیہ کی تشخیص بغیر اوسکے نہین ہو سکتی تھی۔ اوسکے کاغذات نہایت احتیاط سے مرتب اور محفوظ رکھے جاتے تھے۔

مردم شماری کا رواج آنحضرت کیوقت مین بھی رائج تھا جیسا صحیح بخاری کی

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو یہ ہے۔ "جن لوگون نے کلمہ طیبہ اپنی زبانسے نکالا ہے اونکی تعداد قلمبند کرو"۔

مصر مین سب سے اول جو رجسٹر مردم شماری کے مرتب ہوے وہ جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی نے کرائے تھے۔ اقوام ممالک مفتوحہ اور دیگر اشخاص سے جو تحریری معاہدے ہوتے وہ الگ ایک صندوق مین محفوظ رہتے تھے اور اوسکی حفاظت جناب عمر کے ذمہ تھی۔ ساری قلمرو کے حافظان قرآن مجید اور شعرا کی فہرستین تیار تھین۔ اوس زمانہ تک حساب کے کاغذات مستطیل ہوتے تھے جنھین لپیٹ کر رکھا جاتا تھا۔ سفاح کے زمانہ مین اوسکے وزیر خالد برمکی نے کتاب اور رجسٹر کا طریقہ نکالا۔

بیت المال یعنی سرکاری خزانہ کا انتظام

اس صیغہ کا انتظام جیسا ہمارے فاروق اعظم نے کیا ویسا کسی سے ظہور مین نہین آیا نہ آیندہ کسی سے ہو۔

علامہ سید احمد دحلان نے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین۔ مین ملک عراق سے ابوموسی اشعری کے پاس سے آٹھ لاکھ درہم اپنے ساتھ لیکر خلیفہ بے نظیر وخوش تدبیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے دریافت فرمایا کہ کیا لاے ہو۔ مین نے عرض کیا۔ آٹھ لاکھ درہم۔ فرمایا کہ اسّی ہزار لاے ہوگے۔ مین نے التماس کی۔ نہین جناب مین تو آٹھ لاکھ درہم لایا ہون۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا۔ بھلا شمار تو کرو آٹھ لاکھ کتنے ہوتے ہین۔ مین نے حساب

کرکے بتلادیا۔ یہ سوال حضرت عمر کا بسبب کثرت مال کے ازراہ تعجب تھا کیونکہ آٹھ لاکھ کی بہت بڑی رقم ہے شاید اونھون نے اسی ہزار کو آٹھ لاکھ سمجھ لیا ہے۔ پھر پوچھا کہ یہ حلال طریق سے حاصل کئے گئے ہین۔ ؟ ابوہریرہ نے کہا۔ ہان۔ اوس رات آپکو نیند نہ آئی۔ وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ نیند کیونکر آتی مجھے یہ خوف رہا کہ اگر میری موت اسی حالت مین آجاتی اور یہ مال ٹھکانے سے نہ لگتا تو بڑا اندیشہ تھا۔ الغرض جب اطمینان ہوگیا تو فجر کی نماز سے فارغ ہوکر پارلیمنٹ یعنی مجلس شوریٰ منعقد فرمائی اور ارشاد کیا۔ صاحبو۔ بحرین سے آپکے خزانہ عامرہ مین ایک رقم کثیر آکے جمع کی گئی ہے اسکی نسبت جو حکم آپ سبکی اتفاق آرا سے صادر ہو وہ عمل مین لاؤن۔ اللہ اللہ کیسے پاک۔ متبرک اور خوش نیت لوگ تھے کہ اپنے ذمہ ایک تنکے کا بوجھ بھی نہین رکھتے تھے جونہی بات ہوئی گردن پکڑکے اہل الرائے کو گھر سے باہر گھسیٹ بلایا اور اونکے سر رکھدیا پھر چاہے وہ سفید کرین یا سیاہ۔ عذاب وثواب اونکی گردن پر خود بری الذمہ۔ اور سب کے بھلے بنے رہے۔ ایسی اونھین کو سوجھتی ہے جنھین خدا نے اپنے ہاتھ سے بادشاہ بنایا ہے ورنہ آج کل کی سی انتظامی کمیٹیان نعوذ باللہ جمہوریت اور سیلف گورنمنٹ کا نام خراب کرنیکے لئے ایسے ایسے کثیف دماغ رائے دہندے اپنے گرد جمع کرلیتی ہین جو سوائے "جو رائے ہجور (حضور) کی" کہدینے کے اور کچھ نہ جانتے ہون اور ایک ہی دھمکی مین ڈر جاتے ہون۔ اہل الرائے کے شامل کرنیکی تدبیر کوئی عمل مین نہین لائی جاتی۔ رئیس۔ امیر اور صاحب جائداد کے شامل کرنیکا قاعدہ صاف ہے

مگر یہ نہین دیکھا جاتا کہ پڑھے لکھے اور اہل الرائے بھی اسمین آجاتے ہین یا نہین
اگر ہمارے آگرہ کی کمیٹی اوقاف یعنے لوکل اتھنٹی کے رائے دہندے آپ دیکھین
تو پانچون کپڑون سے خوش ہوجائین - غرضکہ ہماری اسلامی گورنمنٹون اور
ریاستون اور کمیٹیونکو ہمیشہ فاروقی انتظام کو نظر مین رکھنا چاہیے کہ اہل الرائے
اپنے اپنے گھرونمین چھپکے نہ بیٹھنے پاوین - مجلس شوریٰ کے آفتاب جناب
علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ جو رقم آیا کرے وہ سال کی سال تقسیم کردی جایا کرے
خزانہ مین ہرگز جمع نہ رکھی جاے - جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکے خلاف
بیان فرمایا - ولید بن ہشام نے رائے دی کہ بادشاہان شام کے ہان تو خزانہ
اور دفتر الگ الگ ہے - آج کل کے سے لوگ ہوتے تو غیر مذہب کے نام سے
اوچھل پڑتے مگر فاروق اعظم نے ولید بن ہشام ہی کی رائے پر عمل کیا اور
بیت المال بنایا - مدینہ مین بہت بڑا خزانہ قایم کیا - عبد اللہ بن ارقم ایک
مشہور و نامور صحابی جو صرف لکھنے پڑھنے مین کمال اور رائے کے ذہنی اور
حساب کتاب مین قابل اور دیانت دار تھے اوسکی نگرانی کو متعین ہوے -
لیق ہی لوگ ڈھونڈھ ڈھونڈھکر اونکے ماتحت اور ممد و معاون بناے گئے
جنمین عبد الرحمٰن بن عبیدۃ القاری اور معیقب آنحضرت صلعم کے صاحب
دیانت و امانت انگشتری بردار بھی شامل تھے - اے ہمارے معزز ناظرین
گورنمنٹ اسلام نے ایسا کبھی نہین کیا کہ تعلیم کا ڈنکا تو بڑے غل شور سے بجایا
ہو اور اپنے تعلیم یافتون سے کہدیا ہو کہ جوتے گانٹھو - اونہین انتظام سلطنت
یا سیلف گورنمنٹ مین ہاتھہ نہ لگانے دیا ہو - مدینہ کے علاوہ سب صدر

مقاموں اور صوبونمین بیت المال تھے۔ وہان کے اعلیٰ حکام کے ساتھہ اوس نواح کے ہر عقیل و فرزانہ کی رائے اونکے بندوبست مین چلتی تھی۔ ہر جگہہ بیت المال کے افسر نہایت متدین جداگانہ ہوتے تھے۔ اسپر بھی اونکی جانچ پرتال آنکھین کھولکر کی جاتی تھی۔ پس ہمارے اسلامی والیان ملک اور مدبّر اگر اپنی والیون پر آجائین تو اونکے ہان سب کچھہ موجود ہے۔ بیت المال کی عمارتین بھی نہایت مضبوط اور ایسی پائدار بنوائی جاتی تھین کہ چوری اور نقب کا احتمال نہ رہے۔ سپاہیونکا پہرہ ہر وقت اون پر رہتا تھا۔ اضلاع اور صوبونکے خزانون مین وہان کے صرف کے لایق روپیہ رکھہ لیا جاتا اور باقی مدینہ مین بھیجدیا جاتا تھا۔ بیت المال کی حفاظت جس احتیاط سے فاروق اعظم کرتے تھے اور جو جو اصلاحین تشخیص جمع اور وصول مالگذاری مین آپنے کی تھین اون سے زیادہ ممکن نہین۔

بیت المال کی آمدنی مین خراج۔ زکوٰۃ یعنے صدقہ۔ عشر۔ خمس۔ جزیہ وغیرہ شامل تھے۔ صدقہ و غنیمت و فی مسلمان حقدارونمین تقسیم ہوتے تھے فوج کی تنخواہین اور روزینے۔ ہتیارون اور سامان حرب کی قیمتین اور دیگر امور رفاہ عام کا خرچ سب بیت المال کے ذمہ تھے۔

مال فی

آنحضرت صلعم اپنے زمانہ مین مال فی مین سے خمس لیکر باقی فوج اسلام مین تقسیم کردیتے تھے۔ حضور کے بعد خمس بیت المال مین رکھہ لیا جاتا اور

باقی سپاہیون کا حق ہوتا تھا۔ فی کا مال اہل صدقات کو ہرگز نہین دیا جاتا تھا اور اوسکی تقسیم مین نہایت چہان بین ہوتی تھی۔

ایکدن جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مین ایک اعرابی نے آکر عرض کی

اعرابی	یا عمر الخیر جزیت الجنة وکن لنا من الزمان جنه	اکس بنیاتی واهنه اقسم بالله لتفعلنه

اے عمر نیکی کی جزا بہشت ہے تم میرے اہل وعیال کو کپڑے بنادو اور زمانہ کے صدمون سے مجھے بچالو خدا کی قسم تم ضرور ایسا کروگے۔

فاروق اعظم۔ اگر مین ایسا نکرون تو! یا ہو۔

اعرابی۔ اذن ابا حفص لاذهبنه

اے ابا حفص تو بہی ہم لوگ اپنی زندگی جون توں بسر کرلینگے

فاروق اعظم۔ اچھا تو پہر کیا ہوگا۔

اعرابی	یکون عن حالی لتسألنه والواقف المسئول یهینه	یوم تکون الاعطیات ثنه اما الی نار واما الی جنه

پہر ہوگا کیا قیامت مین تم سے اسکی باز پرس کیجائیگی۔ وہ ایسا دن ہوگا جہان تم سخاوت کرنیکے قابل نرہوگے اور اوسکا اخیر یا دوزخ ہے یا بہشت

اعرابی کا یہ کلام سنکے جناب فاروق اعظم اتنا روے کہ ریش مبارک تر تر ہوگئی۔ اپنے غلام سے کہا کہ سیر ایہ کرتہ اس اعرابی کو اوسدن کیواسطے دیدے اور فرمایا کہ مین تیری شاعری کا صلہ تجھے نہین دیتا بلکہ اوس دن سے میری روح کانپتی ہے جسکا تو نے نام لیا ہے۔ خدا کی قسم میرے پاس اسوقت ایک حبہ نہین

جو تجھے دون پہر دیکھا جائیگا۔ اوسکے بعد جو کچھ اوسے دیا اپنی گرہ سے دیا سلمانو نکے مال سے پہر بھی ہاتھہ نہ لگایا۔ لوگون نے کہا بھی کہ آپ بیت المال سے اسے کیون نہین دلوا دیتے تو اوسکا جواب ایک آہ سرد بھر کے یہ دیا کہ پرائے مال کا مجھے اختیار نہین۔ اسکی فصاحت کلام کا اثر تو خاص میری ذات پر پڑتا ہے لہذا بیت المال سے مین کچھہ نہین دلوا سکتا۔ لوگ اسی واسطے جناب عثمان رضی اللہ تعالے عنہ سے فرنٹ ہو گئے تھے کہ آپنے فی کے مال مین سے لوگونکو انعام واکرام دینا شروع کر دیا اور صدقہ اور فی کے مال مین کوئی فرق نہین رکھا تھا۔

خراج

عراق کی فتح کے بعد فوجی لوگون نے مفتوحہ اراضی اپنی جاگیر مین لینی چاہی اور باشندونکو لونڈی غلام بنانیکا ارادہ کر لیا جیسا کہ قدیم سے اکاسرہ ایران اور قیاصرہ روم کے یہان دستور چلا آتا تھا مگر حضرت عمر اسکے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ تمام مفتوحہ زمین اسیوقت تقسیم کر دیجاوے تو جو مسلمان بعد مین ہونگے اونکو کیا دیا جاویگا مجھے اندیشہ ہے کہ تم زمین اور پانی کی تقسیم مین باہم فساد کر کے ایک دوسرے کو قتل کرو۔ آپنے حضرت سعد بن ابی وقاص کی معرفت ملک عراق کی مردم شماری کرائی۔ فی کس تین نفر حصہ مین پڑتے تھے۔ آپنے چاہا کہ زمین اوسکے باشندون ہی کے پاس رہنے دیجاوے اور وہ ہر طرح سے آزاد ہون مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ زبیر بن العوام اور بلال حبشی نے آپ سے اختلاف کیا اور کہا کہ جنکی تلوارون نے ملک فتح کیا ہے وہی اسکے پانے کے سبی

مستحق ہین۔ آنیوالے لوگ مفت کیونکر لے سکتے ہین" جب بحث طول پکڑ گئی تو حضرت عمر نے مجلس شوریٰ منعقد فرمائی جسمین حسب دستور کل مہاجرین اور انصارین سے پانچ پانچ سربرآوردہ لوگ قبائل اوس اور خزرج کے جمع ہوے۔ مہاجرین مین سے اکابر صحابہ مثل حضرت علی۔ حضرت طلحہ اور جناب ذی النورین نے آپکی راے کو پسند کیا لیکن سب کا باہم اتفاق نہوا۔ جب کئی دن اس بحث کو ہو گئے اور کوئی امر طے نہوا تو دفعتاً حضرت عمر کو سورہ حشر کی ایک آیت یاد آگئی جس سے آپنے یہ استدلال کیا کہ فتوحات مین آیندہ آنیوالونکا بھی حق ہے پھر سب نے بالاتفاق آپکے اس قول کو تسلیم کر لیا۔ اسطرح یہ قصہ طے ہوا کہ ممالک مفتوحہ فوج کی ملک نہین بلکہ وہ حکومت کے مملوکہ سمجھی جائینگے اور عامۂ مسلمین کے مصالح مین صرف ہونگے چنانچہ اسی بنا پر حضرت سعد کو آپنے یہ فرمان بھیجا۔ "تمہارا خط میرے پاس پہونچا تمنے لکھا ہے کہ فوجی لوگ اس بات کے خواستگار ہین کہ مفتوحہ اراضی بھی اموال غنیمت کے ساتھہ ہمکو ملنا چاہیئے۔ اولنسے کہدو کہ مال واسباب کی قسم سے جو کچھہ ہو وہ بانٹ لو مگر اراضی وغیرہ کو اونکے اصل مالکون ہی کے پاس چھوڑ دو تاکہ کل مسلمانونکے کام آے" جب یہ تحریر پڑھی گئی تو اکثر آدمیون نے اعتراض کیا کہ یہ ہمارا ہی حق ہے کیونکہ تلوار کے زور سے ہمنے انکو فتح کیا ہے۔ حضرت سعد نے بڑی بحث اور حجت کر کے اونکو خاموش کیا کہ جب یہ اراضی مالکون ہی کے پاس رہیگی تو اون سے اسکا خراج لیا جائیگا اور باشندون پر جزیہ مقرر ہوگا جو عرصہ تک مسلمانونکو ملا کریگا۔

پھر حضرت عمر نے عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان کو جو پیمائش کے فن مین پوری مہارت رکھتے تھے عراق کی پیمائش پر مقرر فرمایا۔ کتاب الخراج مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس اہتمام اور صحت سے اسکی پیمائش کی گویا کوئی بیش قیمت کپڑا ناپا جارہا ہے۔ آخر کئی مہینہ کی کدوکوشش کے بعد کل رقبہ تین سو پچپن میل طویل اور دو سو چالیس میل عریض قرار پایا۔ دشت وجبل اور سر بنجر اور نہر ونکو چھوڑکر تین کرور ساٹھ لاکھ جریب اراضی قابل کاشت قرار دیگئی اوقاف۔ لاوارث۔ مفرور۔ باغی شاہی خاندانکی جاگیرین جنگل تیر خالصہ قرار پاکر رفاہ عام کے واسطے مخصوص ہوئین جنکی آمدنی ستر لاکھ درم سالانہ کے قریب تھی ان ہی مین سے گاہ بگاہ کسی اسلامی خدمت کے صلہ مین جاگیر عطا ہوتی تھی۔ خراج یا عشر اسپر بھی برابر لیا جاتا تھا۔

ہمارے ذیل کے نرخنامہ مین پختہ پون بیگہہ کی ایک جریب سمجھی گئی ہے اور شرح مالگذاری سالانہ ہے اس سے اکثر اوقات کم تو لیا جاتا تھا مگر زیادہ کبھی نہین ہوا گویا بندوبست استمراری کی بنیاد ڈالدی تھی۔ درہم جسکا نام آپنے ہم سے بہت سنا ہوگا چار آنہ سے زیادہ کا نہین اور دینار دس درہم کے قریب قریب ہے۔ پونے چار سیر وزن کو صاع کہتے ہین۔

چھوہارو نیر	فی جریب	پانچ یا دس درہم
روئی	〃	پانچ درہم
انگور	〃	دس درہم
جَو	〃	ایک درہم اور ایک صاع غلہ

گنا (نیشکر)	〃	چھہ درہم
گیہون	〃	جو کے برابر
تل	〃	آٹھہ درہم
سبزی (ترکاری)	〃	تین درہم

بعض جگہہ اس شرح مین تفاوت بہی ہوا یعنی گیہون پر فی جریب چار درم اور جو پر دو - افتادہ زمین جو قابل زراعت ہوتی او سپر فی جریب نصف درم

سنہ ۲۰ھ کے اندر خراج کی مجموعی آمدنی بارہ کرور درہم کے قریب پہونچگئی اول اول یہ تعداد آٹھہ کرور درہم کے لگ بہگ تہی -

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ حضرت عمر کو اس بات کی بہت بڑی احتیاط تہی کہ کہین رعایا پر سختی تو نہین کی گئی ہے چنانچہ ہر سال جب خراج وصول ہو کر آتا تو دس دس معتمد اشخاص کوفہ اور بصرہ سے بلا کر انکو چار مرتبہ شرعی قسم دلا کر پوچہتے کہ یہ مالگذاری کسی ذمی یا مسلمان پر ظلم کر کے تو وصول نہین کی گئی ہے -

شام مین جو طریقہ وصول لگان کا پہلے سے چلا آتا تہا اوسی کے بموجب ایک کرور چالیس لاکہہ دینار سالانہ وصول ہوتے تہے -

مصر مین یہ طریقہ تہا کہ رئیس اور زمیندار طلب کئے جاتے وہ حال کی پیداوار کے لحاظ سے کل ملک کے خراج کا ایک تخمینہ بناتے تہے اسیکا اتباع کر کے ہر ضلع اور قصبہ اور گانون کا تخمینہ بنایا جاتا اور زمینداروں کے مشورہ سے یہ رقم ہر گانون پر پہیلا دی جاتی تہی - پیداوار مین سے گرجون حمامون

اور مسلمانونکی مہمانی کے مصارف منہاکرنیکے بعد خراج لیا جاتا تہا۔ لگان کی شرح ایک دینار فی جریب اور تین اردب غلہ قرار پایا۔ اسطرح سے مصر کے خراج کی مقدار ایک کرور بیس لاکھ دینار سالانہ حضرت عمرو بن العاص وصول کرتے تہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے لکہدیا تہا کہ اس سے کم ہونا تو ممکن ہے مگر زیادہ نہو سکیگا۔ الغرض خراج ہر جگہہ سے نہایت نرمی اور ملائمت سے رعایا کو راضی اور خوش رکہکر وصول کیا جاتا تہا۔ یہ محض نیک نیتی اور خوش انتظامی کا طفیل تہا کہ جسقدر مالگذاری اس مبارک عہد مین وصول ہوئی وہ بعد مین کسی کے وقت مین نہین ہوئی۔ جو جو زیادتیان اور جبر و ظلم پہلے زمانون مین ہوا کرتے تہے وہ ہمارے رحم مجسم اور غریب پرور خلیفہ نے سب یکلخت مٹا دیے تہے۔

جزیہ

ذمیون سے حفاظت کی ذمہ داری کے لئے جو ٹیکس لیا جاتا تہا اوسکا نام جزیہ ہے۔ حضرت عمر نے افسرونکے نام احکام جاری کر دیئے تہے کہ ہر ایسے شخص پر جسکے ڈاڑہی مونچہین نکل آئی ہون جزیہ مقرر کردو جنکے پاس چاندی ہوتی اونسے چالیس درم اور جنکے پاس سونا ہوتا اونسے چار دینار ہر سال لیا جاتا تہا۔ مزید برآن دو مدگیہون اور تین اقساط روغن زیتون ہر مہینہ واجب الادا تہا۔ شام و عراق دونون ملکونمین یہی شرح مقرر کیگئی۔ پہر لوگون کے تمول اور حیثیت کے لحاظ سے ۸۴ درم سالانہ یا ۴۸ درم ماہوار اور ۲۴ درم سالانہ

یا ۲ درم ماہوار اور ۱۲ درم سالانہ یا ۱ درم ماہوار واجب الادا اقرار پائے۔ اندھے۔ لنگڑے۔ لولے۔ مجنون۔ فاتر العقل۔ رُہبان۔ عورت۔ بچے۔ پچاس برس سے زیادہ عمر کے بڈھے۔ فالج اور لقوہ کے مارے ہوئے لوگ اس سے بری تھے۔ یہ مقدار عام تھی۔

اگر کسی وجہ سے ذمیون کی حفاظت سے پہلوتہی کی جاتی تو جزیہ نہ لیا جاتا تھا اور جو وصول ہو چکا ہوتا اوسے واپس کر دیتے تھے جیسا کہ حمص کے واقعات مین ذکر آچکا ہے۔

مصر مین حضرت عمرو بن العاص سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ ہر قبطی شریف اور وضیع جو بالغ ہو وہ دو دینار فی کس ادا کریگا اور اوسکے ساتھ گیہون۔ زیت۔ سرکہ اور شہد بھی دیتا رہیگا۔ بعد مین ان چیزونکی بجاے ۲ دینار نقد اور اضافہ کر دیئے گئے جزیرہ مین جو رقم آمدنی اور خرچ کے موازنہ کرنے سے بچ رہی وہ جزیہ کی قرار پائی چنانچہ وہان ہر بالغ شخص پر ایک دینار فی نفر مقرر ہوا۔

جزیہ صرف غیر مسلم لوگون سے لیا جاتا تھا۔ یہود۔ نصاریٰ۔ مجوسی اور بت پرست سب غیر مسلم تھے۔ عرب کے مشرک اور مرتد اس سے مستثنیٰ تھے انسے صرف دو ہی باتین منظور کرائی جاتی تھین۔ اسلام یا تلوار۔ کیونکہ عربی قوم کو ایک ہی قوم بنانا مقصود تھا۔

اشیاے تجارت پر محصول

سوداگری کے مال پر بھی محصول لیا جاتا تھا۔ مسلمان تو زکوٰۃ دیتے ہی تھے جسکی

شرحین سبکو معلوم ہین کہ مختلف ہین البتہ زمینون سے فیصدی پانچ اور حربیون سے دس سالانہ لیا جاتا تہا۔ تجارتی گھوڑون پر بہی محصول وصول کیا جاتا تہا۔ سال مین اگر بہولے سے کبہی دوبارہ محصول لگجاتا تو فوراً واپس کردیا جاتا۔ دوسو درہم سے کم کا مال جس تاجر کے پاس ہوتا وہ اس محصول سے بری تہا۔ غرضکہ رعیت کی چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر برابر رعایت مدنظر تہی۔ مہذب سلطنتون کی طرح اسلامی حکومتون مین کبہی ایسی بات نہین ہوئی کہ اپنی قوم کو سب کچہہ اور غیر ونکو دہکے جسکا موازنہ آپ یورپ اور ٹرکی حکومتون سے بخوبی کرسکتے ہین۔

سوداگری کے مال کا محصول اور بصرہ مین سمندر کی راہ سے آئی ہوئی اشیاء تجارت کا محصول جمع کرنیکے لئے اہلکار اور عملہ الگ تہا۔

ترقی اور سرسبزی ملک کیلئے حضرت عمر کی کوشش

حضرت عمر نے بڑی دانشمندی اور اعلیٰ درجہ کی سرگرمی سے آبپاشی کے کام کو جاری کیا جو زراعت کی ترقی کی اصل اور جڑ ہے۔ جناب فاروق نے تنبیہی اور تاکیدی فرمان سپہ سالارون اور افسرون کے نام جاری کئے کہ فتوحات سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ اب مابدولت کی مرضی ہے کہ امن۔ آبادی۔ کاشتکاری کی ترقی۔ رفاہ عام اور رعیت کی سرسبزی کی طرف متوجہ ہو۔ لشکر اسلام نے جب ہرمزان کو شکست دیدی تو سردار لشکر نے اجازت مانگی کہ ہرمزان کے تعاقب کرنے اور گرد ونواح کے ملک پر قبضہ کرلینے کا حکم ہوجاے لیکن جناب عمر نے اجازت ندی اور لکہا کہ اب ترقی زراعت۔ آبادی۔ آبپاشی اور نہرونکی طرف

توجہ کرو اور فتح کی ہوس چھوڑو کیونکہ غنیمت سے خراج بدرجہا بہتر ہے۔
غیر ممالک کے باشندون اور تاجرونکو اپنی عملداری مین آنے اور تجارت کرنے کی آزادی دیدی تھی اور کہدیا تھا کہ تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہے جو لوگ اپنی املاک اور زمینین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اونہین بڑے دلاسے اور دلبری سے بلایا اور ہلکا اور معقول خراج اون پر لگا کے اونہین کی ملک مین آباد کر دیا۔

عربون نے دربار خلافت مآب مین عرضیان دی تھین کہ شام وعراق کی زمینین ضبط کر کے ہمین دیدی جائین۔ ایسی سب درخواستین یکقلم نامنظور ہوئین اپنی قوم کی ناراضی تو گوارا کی مگر رعیت کی دلشکنی پسند نہوئی اور حکم دیدیا کہ شام کے صحرا کے کنارون سے لگا کے ایران کے پہاڑون کے سلسلہ تک کوئی قطعہ اراضی ضبط یا بیع یا منتقل نکیا جاے اگر ایسا ہوگا تو ہم سے بُرا کوئی نہین۔ الغرض ملک کی آسائش۔ امن۔ ترقی۔ آبادی اور سرسبزی کا کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا۔

ولیم میور نے لکھا ہے کہ فتوحات کے بعد دیوانی انتظام کیا۔ عراق عرب مین نہرون کا جال پھیلایا۔ دجلہ اور فرات کے بند اور پشتے جو مدت مدید سے بیغور پڑے تھے دو افسرون کے سپرد کر دیئے۔ شام وعراق کے ہر کیت کی پیمائش کرائی۔ ریاست اور رعایا دونون کی اراضی پر یکسان اور معین قاعدہ کے موافق مالگذاری اور لگان مقرر کیا۔ عراق مین پولس اور خراج کے انتظام کے لیے دہقانون اور بڑے بڑے جاگیرداروں سے رائین اور مدد لی جیسا کہ ساسانیون

کے وقت مین ہوتا تہا تاکہ رعیت ناراض نہ رہے۔ گبن مشہور مؤرخ کا قول ہے کہ عمرؓ کا یہ کام یادگار رہیگا جس سے بڑی ہوشیاری ٹپکتی ہے اس سے ہر زمانہ کے حکیمونکو سبق لینا چاہیئے۔

حضرت عمر کا مالی۔ فوجی۔ ملکی اور بیت المال وغیرہ کا انتظام ایسا لاثانی اور معقول تہا کہ ہر شخص کو اوس سے حیرت ہوتی ہے۔ حضور کی دس برس ہی کی خلافت مین اتنا ملک آپ کے زیر نگین ہوگیا تہا جو کسی طرح ہندوستان سے کم نہوگا۔ اگر عرب بہی اوسمین شامل کرلیا جاے تو سوائے روس کے باقی یورپ سے بڑا تہا۔ اتنے بڑے ملک کو تہوڑے سے زمانہ مین فتح کرکے اوسکا بخوبی انتظام کرلینا عمر فاروقؓ ہی کا کام تہا آجتک تو کسی سے ایسا ہوا نہین ہے اگر یہ ان بہی لیا جاے کہ ابہی پوری کامیابی نہین ہوئی تہی تو نہو وقت کے کام نو وقت سے ہی نکلتے ہین دیکہنے کے قابل تو یہ بات ہے کہ انتظام کے اصول اور قواعد جو آپکے سوچے تہے اوس سے بہتر اوس زمانہ مین ہو ہی نہین سکتے تہے بلکہ آج کل بہی نہین سوجہے ہین۔ حضرت عمر کے بعد اسلامی سلطنتونکے انتظام کی بنیاد فاروقی اصولونپر رکہی گئی اگر اب کسی اسلامی گورنمنٹ مین آپکو کوئی نقص نظر آے تو سمجہ لیجیئے کہ وہ اوتنا ہی ہوگا جتنا فاروقی اصولون سے تجاوز کیا جاتا ہے۔ اگر آج کے دن بہی مسلمان اپنی تاریخین دیکہین اور اپنے ہاتہ کے قابل قدر بادشاہون کے قدم بقدم چلین تو روے زمین پر انکے مقابل کوئی گورنمنٹ نہین نکل سکتی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ گورنمنٹ فاروقی تو خدا کی قدرت ہی کا نمونہ تہی۔ جہانے عرش آشیانی حضرت جلال الدین محمد اکبر

بادشاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے آج سے تین سو برس پہلے آدہ آدہ سیر پوریوں کی گواہیان دیکر اپنے عاملون کو یہ حکم دیا تہا کہ صرف شہادت کے بہروسہ مرہنا ذرا حواس خمسہ سے بہی کام لینا اگر گواہونکے سہارے ہی مقدمے فیصل کرنا شروع کردیئے تو کہا کہا جاؤ گے۔ یہ ہمارا دادہ بادشاہ ہی جسنے بڑے تودر کنار الف کی بہی شکل نہ دیکہی تہی پہر غریب کو قانون شہادت کہان میسر ہوا ہوگا۔

قحط و وبا کا عمدہ انتظام

سنہ ۱۸ یعنے آپکی خلافت کے پانچوین سال مین قحط اور وبا و بلائین حکمران اسلام کے انتظام کی خوبی دنیا مین ظاہر کرنے کو آئین اور ایسی سخت اور شدید آئین کہ قلم فاروقی کے اوپر تاریکی اور غبار چہا گیا۔ ہمارے فاروق اعظم نے اولکا مقابلہ اور انتظام ایسی ہمت اور دلیری سے کیا جسکی نظیر کسی سلطنت کی تاریخ مین نظر نہین آتی۔ اپنی صحت بدنی کو نقصان پہونچا لیا اور ان آفات کے صدمہ سے اپنے دم آخر تک نہ بیٹہے۔ مورخ کہتے ہین کہ جسم مبارک کی لاغری اور بدن کی سیاہی جو رعیت کی تکلیف کے غم سے طاری ہوگئی تہین دم آخر تک نگئین۔ سوتے جاگتے اوٹہتے بیٹہتے ہر منٹ پر یہ دعا تہی کہ یا الٰہی میری سامنے امت محمدی کا کوئی آدمی بہوکہا نہ مرنے پاے۔ اس مصیبت عام کے سال کا نام مورخین نے سال رمادہ رکہا ہے۔ مدینہ کے لوگ خود ہی بہوکے مر رہے تہے کہ چاروانطرف سے اور عربون کے گروہ آآکے وہان جمع ہوگئے اور شہر والونکی تکلیف اور مصیبت کو اور بڑہا دیا۔ مویشیونمین وبا کے مارے پوست واستخوانکی

سوا کچھ نرہا جو انسان کے کھانیکے ہی کام آتا - بازار ویران ہوگئے - اندوہ وغم کی کوئی حد نرہی - اس رنج سے فاروق اعظم نے کھانا پینا اپنے اوپر حرام کرلیا اور مسلمانونکی حفاظت اور مصیبت دفع کرنیکے لئے کمر ہمت چست باندہ لی - بیت المال مین جو کچھ جمع تہا اور جو کچھ آتا تہا اوسکی کوڑی کوڑی غربا اور مساکین پر خرچ کردی - جن لوگونکے پاس غلّہ جمع سُنا گیا نکلوا کے سب بکوادیا - آسودہ اور امیر مسلمانون کے گہر تجویز کرکے محتاجونکو اونکے ساتہہ شامل کردیا اور تاکید کی کہ یہ تمہارے بہائی ہین تم انکی خبر گیری کے ذمہ دار ہو خبردار یہ بہوکے نہ مرنے پائین - غرضکہ کوئی کوشش جناب فاروق نے اس بلا کے دور کرنے مین اوٹہا نہ رکہی - قریب وبعید کے سب امیرون اور عمال کو تحریری حکم بہیجے کہ تم سے جتنا غلہ ہوسکے مدینہ بہیجو - اون لوگون سے بہی جہانتک ہوسکا اوتنا غلہ روانہ کیا -

حضرت امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح نے چار ہزار اونٹ غلہ کے زاد کے شام سے بہیجے - وہ ہاتہون ہاتہہ تقسیم ہوگئے - جناب عمرو بن العاص نے مصر سے بحر قلزم کی راہ بیس جہاز بہیجے جن مین تین تین ہزار اردب غلہ تہا - ایک اردب دو من کے قریب ہوتا ہے - خشکی کی راہ سے الگ آیا - عراق نے بہی اس کال مین بڑی مدد دی - غرضکہ شفقت فاروقی نے جزیرہ نماے عرب مین غلہ کی وہ ریل پیل اور بہرمار کردی کہ شام وعراق ومصر وعرب مین اوسکا ایک بہاؤ ہوگیا اور تہوڑے سے ملک کا قحط چار جگہہ تقسیم ہوکے معلوم ہی نہوا - بے شمار جانور ذبح کرکے اہل مدینہ اور قحط زدون کو کہلا دیئے گئے - امیر المومنین نے خود گوشت وگہی اور عمدہ کہانون سے ہاتہہ لگانا چہوڑ دیا تہا صرف ایک وقت

کماتے اور وہ بھی پیٹ بھر کے نہین محض ضرورت رفع کرنیکو تاکہ بیکار نہو جاؤن سب کام چھوڑ دیئے تھے سونا تک اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ دن رات گشت لگانا اور ہر گھر اور ہر آدمی کے حال سے خبردار رہنا لازم کرلیا تھا۔ اگرچہ تمام عرب کے قحط زدون نے مدینہ کو آگھیرا تھا اور اپنے عاشق زار خلیفہ کے سر کماتی تھے پھر بھی عرب کے کونہ کونہ مین سرکاری آدمی پھیلا دیئے گئے تھے کہ ڈھونڈتے پھرو اور دیکھو کہ کوئی بھوکا تو نہین مرتا۔ ادھر تو رفع تکلیف کے لئے یہ سینہ زوریان کیجاتی تھین اور ادھر خداوند کریم کی درگاہ مین ہر وقت گڑگڑاتے تھے کہ بار الہا اپنے حبیب کے طفیل سے اپنی مخلوق کو اس مصیبت سے نجات دے۔ یہانتک کہ کامل نو مہینے کے بعد آسمان غریبون کے حال پر زار زار رویا۔ سبزہ فی زمین سے سر نکالا اور قحط دور ہوا۔ گو یہ بڑی تکلیف تھی مگر اس سے ایک فائدہ بھی حاصل ہوا وہ یہ کہ عرب اور ممالک شمالی مین رابطہ اور اتحاد بڑھگیا۔ تجارت کو ترقی ہوئی باہم آمد و رفت ہونے لگی اور حجاز کے بازارون مین مدتون مصر اور شام کا غلہ بکتا رہا۔

جب خبر آئی کہ حضرت عمرو بن العاص کے بھیجے ہوے غلہ کے جہاز بندرگاہ جار مین آگئے ہین جو مدینہ سے تین منزل ہے تو جناب فاروق اعظم خود غلہ اوترواکے وہان سے مدینہ لائے اور آتے ہی زید بن ثابت کو تفصیل کیساتھہ قحط زدونکے نقشے اور کاغذات تیار کرنیکا حکم دیا پس نام اور مقدار غلہ ہر نام کیساتھہ درج رجسٹر ہوئی اور اوسی کی نقل کا ایک ایک رقعہ سبکو ملگیا جسکے مطابق ہر روز ہر آدمی کو غلہ ملجاتا تھا۔ ایسے ہر رقعہ پر جناب فاروق اعظم کی مہر اور

دستخط کیے گئے تھے۔ اس اہتمام بلیغ پر بھی صبر نہ تھا ہر روز بیس اونٹ اپنے سامنے ذبح کراکے پکواتے اور اپنے ہاتھوں مین لئے ہوے قحط زدونکو کھلاتے پھرتے تھے اگر اس حالت مین کوئی آپکو امیر المومنین کہدیتا تو فرماتے۔ بھائی دعا کرو کہ اس بلا کا دھبا عمر کے دامن پر نہ لگا رہے ابتو بھوکھون کا خدمتگار ہون امیر المومنین کسے کہتے ہو۔

پیش ازین گر جام عیشے داشتم حالا چہ سود	از فلک دور دگر خواہم کہ آن دوران گذشت

اسی زمانۂ قحط مین ایکدن آپکا غلام کہی اور دودہ گران قیمت خرید کر لایا اور دونون چیزین لاکے اوس غمخوار اسلام کے سامنے رکھدین کہ شاید بھول کے نوش فرمالین کچھ تو اس کرب مین پیٹ مین پڑجائیگا تو کن ہی کریگا۔ مگر نہین دودہ اور گھی کی صورت دیکھکے رو دیئے اور فرمایا۔ اگر مین یہ پر تکلف اور مہنگے کھانے کھایا کرونگا تو مسلمانونکی مصیبت کی خبر مجھے نہ رہیگی۔ انہین میرے سامنے سے اوٹھالیجاؤ اور محتاجونکو تقسیم کردو۔ پس وہ غریبون کو اوٹھادین۔ اس خشک سالی مین آپ نے گھوڑے کی سواری بالکل چھوڑدی تھی۔ اسی زمانہ مین اپنے کسی بچہ کو کمیرا کھلاتے دیکھا بہت ناراض ہوے کہ افسوس گرمی اور خشکی مین قوم کے ننھے ننھے بچے تو بھوک اور پیاس سے جان بلب ہون اور تم لوگ ٹھنڈی اور تر چیزین کھا کھا کر فربہ ہو۔

حضرات ناظرین اوس سخت اور الناک زمانہ مین مدینہ مین اتنی قبائل عرب آآکر مجتمع ہوگئے تھے کہ ایک مدینہ کے کئی مدینے بنگئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم گھر گھر اور گلی گلی کی خاک چھانتے پھرتے۔ جماعت اعراب مین کھانا اور غلہ تقسیم

کرنے کے سوا اور کوئی کام آپکو نہ تھا۔ آپکے رقیق دلکو اسی درد انگیز خدمت سے راحت نہ ملتی تھی۔ ایک روز اونٹ کا تازہ اور عمدہ گوشت پکا ہوا پیالہ مین آپکے سامنے آیا۔ آپ نے اوسکے کھانیسے انکار کر دیا اور اوٹھا کے اپنے غلام یرفا کو دیا کہ اسے تمنع مین فلان گھر والونکو دے آ۔ مین آج اون لوگونکے پاس نہین گیا ہون وہ غریب بھوکے ہونگے۔

اسی طرح کی اور بہت سی روایتین تاریخ اور سیر کی کتابون مین آپکی طرف منسوب ہین جن سے انسان کی ہمدردی۔ رعایا کی غمخواری۔ اپنے کام کو اس اہتمام اور عجیب طور سے ادا کرنیکا ذکر ہے وہ کہانتک لکھی جائین۔ اسی قحط کی زمانہ مین رات کو پریشان اور سرگردان پھرتے پھرتے آپ ایک گھر کے پاس سے گذرے اوسمین سے بچون کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ دل نازک بیچین ہوگیا نہ رہا گیا۔ دروازہ سے جھانک کر جو دیکھا تو ایک عورت چولھے پر ہانڈی رکھے اوسکے نیچے مارا مار آگ جلا رہی تھی۔ کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی اوسکے گرد بیٹھے زار و قطار رو رہے تھے۔ آپنے دریافت کیا کہ نیکبخت تو نے ان معصومون کو کیون رلا رکھا ہے۔ عورت بولی کہ بچے بھوکے ہین اور میرے پاس کھانے کو کچھ نہین۔ بچونکے بہلانے کو خالی ہانڈی چڑھا رکھی ہے اسکو دیکھتے دیکھتے سو جائینگے یہ سنکر جناب فاروق اعظم نے پیچھا کیا۔ خوب روے اور سر دُھنا۔ جب رقت فرو ہوئی تو اوٹھکر بے اختیار بیت المال کیطرف بھاگے۔ ایک بورے مین آٹا۔ گھی۔ چربی اور سوکھی کھجورین بھرین اور چند درہم لئے۔ اپنے غلام اسلم سے بولے کہ اس بوجھ کو اوٹھا کر میرے سر پر رکھدے۔ اسلم نے دست بستہ

عرض کی۔ اے امیر المومنین آپ کیون تکلیف کرتے ہین۔ مین آخر کس واسطے ہون آپ اسے میرے سر پر کہدین جہان حکم ہوگا پہونچا ؤنگا حضور فاروق اعظم نے فرمایا کہ نہین ایسا نہین ہوسکتا مین ہی لیجا ؤنگا۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ تو مین ہون میرا فرض تیرے کہنے سے کیسے ادا ہوجائیگا۔ غرضکہ وہ بوجھ اپنے سر پر لادکر اوس عورت کے گھر پہونچے۔ آپ ہی ہانڈی مین کھانا پکایا آپ ہی آگ جلائی۔ اسلم کا بیان ہے کہ آگ پھونکنے کے وقت خاک اوڑ اوڑ کے آپ کے اوپر آتی تھی اور دھوان ریش مبارک سے نکل رہا تھا۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو آپ نے پیار کرکے بچونکو کھلایا اور تھپک تھپک کے سلا دیا۔ باقی سامان اور درہم اوس عورت کو دیکر چلے آئے۔

جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مین نے سال رمادہ مین عمر فاروق کو دیکھا کہ ایک چمڑہ کے تھیلے مین کھانیکا سامان بھرا ہوا پیٹھ پر دھرے ہین۔ روغن زیتون کا برتن ہاتھ مین ہے اور جلدی جلدی ایک سمت چلے جاتے ہین۔ اسلم اونکا غلام بھی اس محنت مین اونکا شریک ہے۔ گرمی کی شدت تھی آقا اور غلام دونون پسینہ پسینہ ہو رہے ہین۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس جلتی اور بلستی دوپہر مین امیر اسلام ہوکے اس شخص کو کیا سمائی ہے جو دھوپ اور لوٗ مین چلا جاتا ہے۔ آخر مین بھی اونکے ساتھ ہولیا چلتے چلتے ہم لوگ چشمۂ ضرار پر پہونچے۔ وہان بنی محارب کے بیس خانہ بدوش مجھے نظر پڑے۔ اونکے آنیکا سبب اونسے پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ قحط اور مفلسی اور پیٹ کا دوزخ اونھین وہان کھینچ لائے ہین۔ اوس مقام کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ فاروق اعظم کو اس حالت

ردی سے اونکے آنے کی خبر ہوچکی تھی اسی لئے آپ بیتاب ہوکر آگ برستے مین گھر سے نکل کھڑے ہوے تھے۔ آپنے اون لوگونکی بڑی دلداری سے تسلی و تشفی کی۔ اپنے ہاتھسے کھانا پکاکے اونھین کھلایا اور لباس اور طعام سے لدے ہوے اونٹ اونکو دیکر رخصت کیا۔ خدا قبر فاروق پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرماے۔ عجب لوگ تھے۔

شام کے سفر سے واپس آکے ایک دن شہر مین دریافت حال کی لئے گشت کر رہے تھے کہ جاتے جاتے ایک بڑھیا کے خیمہ کے پاس گذر ہوا سنا کہ وہ بڑھیا کہہ رہی ہے۔ "خدا عمر سے سمجھے کہ خلیفہ ہوکے میری خبر نہین لیتا" آپ کو سناٹا آگیا۔ ڈرتے۔ کانپتے اوسکے پاس پہونچے اور کمال زاری اور لجاجت سے پوچھا کہ نیکبخت تو عمر سے کیون ناراض ہے۔ بڑھیا نہین جانتی تھی کہ عمر یہی ہین بولی جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے مین اوسکی ایک کوڑی سے بھی واحد و شاہد نہین جناب فاروق نے جواب دیا کہ مائی تم پڑی بہی تو ایسے دور دراز گوشہ مین ہو کہ غریب عمر کو تمہارے حال کی خبر نہین ہوسکتی۔ بڑھیا نے کہا کیا خوب پھر خلیفہ کیون ہی بن بیٹھا ہے اوسے تو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سبکی خبر ہونی چاہیے نہین تو قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دیگا۔ بادشاہ کا فرض ہے کہ اپنی رعیت مین سے ایک ایک آدمی کے حال کی خبر رکھے ورنہ وہ مستحق ہی نہین ہے کہ رعیت کا ہر متنفس اوسکی اطاعت کرے اور اوسکی سنے۔ جناب فاروق نے بڑھیا کا یہ کلام سنکے سر پیٹ لیا اور ڈاڑھین مار مار کے رونے لگے کہ ہاے عمر اب تو کہین کا نہین رہا۔ اری تجھسے تو یہ بڑھیا ہی بڑی سمجھدار اور فقیہ ہے یہ تو اپنی ناراضی کے

باعث تیری عاقبت بگاڑدیگی تو ہے کس بھروسہ مین - آخر اوس بڑھیا کی خوشامد کرنے لگے - ۲۵ دینار اوسکی نذر کرکے اوسکی خوشنودی خرید لی اور ہاتھہ جوڑ جوڑ کے اپنا قصور معاف کرایا - ابھی بڑھیا کی سمجھہ مین یہ نہین آیا ہے کہ خود بدولت یہی ہین - دونون مین سوال ہوہی رہا تھا کہ ناگاہ جناب علی مرتضیٰ اور حضرت ابن مسعود وہان آگئے - آپکو دیکھتے ہی جناب مرتضوی نے فرمایا السلام علیکم یا امیر المومنین اب بڑھیا کا ماتھا ٹھنکا اور اپنا سر پیٹ کر بولی - ہاے میری کمبختی مین نے بالمشافہ امیر المومنین کو برا بھلا کہا - پچھتاتی تھی اور کف افسوس ملتی تھی - حضور اقدس بڑھیا کا یہ حال دیکھکر اور بھی تھوڑے ہوگئے - اوسکو تسلی دی اور فرمایا - مین تیرے احسان کا ممنون و مشکور ہون کہ تونے مجھے یہین خبردار کردیا اگر قیامت کے دن مجھپر دعویٰ کردیتی تو مین کہین کا نہین رہا تھا اوسدن میری بڑی بدنامی ہوتی - اب تو کسی طرح نہ گھبرائیو خدا تجھپر رحم کریگا کیونکہ تونے عمر پر رحم کیا ہے - پھر اوسیوقت آپ نے ایک پرچہ کاغذ منگایا اور اوسپر اپنے ہاتھہ سے لکھا - بسم اللہ الرحمن الرحیم - عمر نے فلان بڑھیا کی خصومات کو جو اوسکی خلافت کے پہلے دن سے آج تک ہون ۲۵ دینار مین خریدا - زر ثمن ادا کرکے یہ رسید لکھدی اب اگر وہ قیامت کے دن دعویٰ کرے تو عمر اوس سے بری ہے فقط - اوس دستاویز پر جناب مرتضوی اور ابن مسعود نے اپنی اپنی گواہیان کین - جب یہ دستاویز اسطرح مکمل ہوچکی تو فاروق اعظم نے اوسے حضرت علی کے سپرد کرکے درخواست کی کہ حضرت اگر آپ کے سامنے مین مرجاؤن تو اس پرچہ کو میرے کفن مین رکھدینا -

امام اوزاعی سے روایت ہے کہ اندھیری رات تھی اور ہاتھ سے ہاتھ نہیں سوجھتا تھا جو حضرت طلحہ نے دیکھا کہ فاروق اعظم گھر سے نکلے اور اکیلے ایک طرف کی دھن باندھی طلحہ کو شبہ ہوا اور پتا لگانے کے لئے پیچھے ہولئے۔ جناب عمر جاتے جاتے ایک گھر میں گھس گئے۔ حضرت طلحہ کی بدگمانی اور بھی زیادہ بڑھی اوس گھر کو خوب پہچان لیا اور اپنے گھر چلے آئے۔ رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اوس مکان پر پہونچے۔ دریافت کیا کہ اسمیں کون رہتا ہے اور رات کو ایک غیر مرد اسمیں کیوں آتا ہے معلوم ہوا کہ ایک اندھی لاچار بڑھیا اوسمیں رہتی ہے ایک اجنبی اندھیرے میں آتا ہے نہ معلوم کہ کون ہے اوس بڑھیا کی خدمت کرتا اور سب ضروریات اوسکی مہیا کر جاتا ہے۔ بڑھیا کا بیٹا بھی اگر ہوتا تو بڑھیا کی ایسی خدمت نہ کرتا حضرت طلحہ بہت پشیمان ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ ہائے اے طلحہ تیری ماں تجھے روئے تو فاروق کی لغزشوں کے درپے ہے یہ تیرے دل میں کیا سمائی ہے

جناب عمر کی عادت تھی کہ فقرا و مساکین کو بہت کچھ دیتے رہتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سائل آکر خالی ہاتھ گیا ہو یہانتک کہ دیتے دیتے جب بیت المال خالی ہو جاتا تو صیغہ سخاوت جاری رکھنے کے لئے قرض پر نوبت پہونچتی تھی اس قحط میں تو کشادہ دلی اور داد و دہش کا بحر ذخار موجیں مارا کرتا تھا۔ قحط کی تکلیف نے لوگوں کو دور دور سے سمیٹ کے مدینہ میں اکٹھا کر دیا تھا جناب فاروق اعظم نے بہت سے متدین اور خداترس آدمی چھانٹ چھانٹ کے مقرر کر دیئے تھے جو غربا اور قحط زدوں کو کھانا تقسیم کیا کرتے۔ اور خانہ کشوں کے حال کے نگران رہتے تھے۔ مدینہ کے چاروں طرف آدمی پھیلا دیئے گئے تھے

اور اونہین حکم تہا کہ خبردار اور ہوشیار کوئی بہوکہا نہ رہنے پاے - یہ سب نگران لوگ ایک وقت خاص مین حاضر دربار ہوتے اور اپنی اپنی رپورٹین سناتے - جب رعیت کا وہ دردخواہ اور عاشق بادشاہ سب کے منہ سے سن لیتا کہ قحط زدہ پیٹ بہر کے کہا چکے اور چین کر رہے ہین تو خود پانی سے بن چھنے جو کے آٹے کی روٹی کے ٹکڑے گلے سے نیچے اوتارتا - الغطة للسد -

ایک رات کو مدینہ مین قحط زدہ مردون کا شمار سات ہزار اور بیوہ محتاج عورتون اور بیمارون اور بچونکا شمار چالیس ہزار تہا - انکے اجتماع کے بعد چند ہی روز گذرے تہے کہ دس ہزار مرد اور پچاس ہزار عورتین اور بچے اور آگئے - پہر تو وہ تا ربند ہا کہ کون گنتا ہے اور کس سے گنا جاتا ہے مدینہ کے گرد و نواح کی زمین جبوتی تہی اور شور الجوع والعطش سے کان دی آواز نہین سنائی دیتی تہی - قحط کا وہ زور شور تہا کہ الامان والحفیظ - جنگلو نہین خاک کے طوفان سے پاس کا آدمی نہین سجہائی دیتا تہا راستہ کا پتا ملنا تو درکنار - سبزے اور درختون کا کہین نام و نشان نہین رہا تہا یہی وجہ ہے کہ اس سال کا نام سال رمادہ رکہا گیا - یہ سنہ ہجری کا اشمار ہوان سال تہا - نو مہینے کامل قحط کی مصیبت دامنگیر رہی - جنگل کے جانور تک جو آبادی اور آدمی سے دور رہا کرتے ہین پیٹ کی لگی سے شہر مین بہاگ بہاگ کر آتے اور کہانے کی تلاش مین گلی گلی مارے پہرتے تہے - مویشی بہوکے مرتے مرتے بیمار و ضعیف ہوگئے - جو بکری ذبح کیجاتی تہی اوسکا گوشت ایسا برا ہوتا تہا کہ کہایا نہین جاتا تہا - جانورونکی ہڈیان چارہ نہ ملنے سے اور مہینون بے آب و دانہ رہنے سے سیخ ہوگئی تہین - لوگون نے گوشت کہانیسے توبہ کرلی تہی -

زمانہ قحط مین اہل دیہات نے مدینہ مین آنا چھوڑ دیا تھا لوگون سے مدینہ کی حالت دیکھی نہین جاتی تھی - بلال بن حارث نے آنحضرت صلعم کو فریاد رسی کے لئے پکارا کہ یا محمداہ - اہل مدینہ کو اس تکلیف جانکاہ سے بچاؤ - حضور صلعم اوسی دن اونہین خواب مین نظر آئے اور فرمایا کہ عمر سے ہمارا سلام کہکے خوشخبری سنا دینا کہ گھبراؤ عنقریب بارش ہونے والی ہے قحط رفع ہو جائیگا - اور کہنا کہ مین نے تم سے عمدلیا ہے تم اوس عہد مین مضبوط ہو پس ہوشیار ہو جاؤ - بلال بن حارث نے جناب فاروق اعظم سے جاکے حضور صلعم کا پیام کہدیا - آپ نے اہل مدینہ کو جمع کیا اور منبر پر جاکے فرمایا - اے لوگو مین تمہین خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تمنے کوئی کام میرا برا دیکھا ہو تو کہدو - سبھون نے بالاتفاق کہا - نہین ہرگز نہین مگر یہ تو بتاؤ کہ تمنے یہ پوچھا کیون - جناب فاروق نے بلال کا خواب اون سے بیان کیا - صحابہ نے اوسکی تعبیر یہ بتائی کہ آپ نے نماز استسقا مین البتہ دیر کی ہے - آپ اوسیوقت نماز کے لئے اہل مدینہ کے ساتھ شہر کے باہر گئے اور نماز پڑھی - خدا نے جم کیا کہ پانی برسا اور قحط رفع ہوا (اسکا مفصل بیان پہلے آچکا ہے)

جب پہلا قافلہ سامان رسد لیکر قحط کے زمانہ مین آیا تو حضرت عمر نے جناب زبیر کو بلاکے کہا کہ تم یہ سامان لیکر نجد چلے جاؤ اور وہان پہونچکے ہر گھر مین اتنا دو جتنا کہ وہ گھر والے لیجا سکین - جو خود نہ لیجا سکے اوسکے ساتھ اونٹ سامان رسد لاد کے کر دینا اور کہدینا کہ اس اونٹ کو بھی ذبح کر کے کھالین - اور اوسکی کھال سے اپنا لباس بنائین - حضرت زبیر نے جانے سے انکار کیا تو

طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کے یہی ہدایت فرمائی - اونہون نے بھی عذر کیا تو ابو عبیدہ کو حکم ہوا - وہ گئے اور تعمیل کر کے واپس آے اس خدمت کے صلہ مین فاروق اعظم نے ایک ہزار دینار اونہین دینا چاہے اونہون نے عرض کی کہ مین نے یہ کام خداے عزوجل کی خوشنودی کے واسطے کیا ہے نہ کہ آپکے حکم سے - مین ہرگز دینار نہ لونگا - جناب فاروق نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے اکثر ایسی موقعہ پر ہمین دیا ہے اور اگر ہمنے لینے سے انکار کیا تو باصرار ہمارے سر پٹکا کہ نہین تمکو لینا پڑیگا اسے قبول کرو اور اپنے دین و دنیا مین اس سے مدد لو - ابو عبیدہ نے اوسے لیکر اوسیوقت خیرات کر دیا - کیونکہ رسول اللہ صلعم کا حکم ہے اگر مال بغیر طمع و حرص کے ہاتھ لگے تو اوسے لیلو اور جو نہ آوے تو اوسکی پروا نہ کرو حضرت عمر جیسے خود محتاط اور عادل تھے اوسیطرح کے صاحب دیانت و امانت لوگ آپنے مقرر کئے تھے - ہر شخص بغیر سعادت اپنی جان اسلام پر قربان کرنیمین خوش تھا اسلام کی بھری بھری کھیتی دیکھنے سے اونکی طبیعت خوش ہوتی تھی ذاتی اغراض کو بالکل بھلا بیٹھے تھے

فاروق اعظم کا یہ سلوک خاص اپنی ہی رعایا کے ساتھ نہ تھا بلکہ اونکی سخاوت و فیاضی کا شہرہ سن سنکے دور دور سے غیر لوگ بھی چلے آتے تھے - اونکو بھی عربی رعایا کے برابر کھانا کپڑا دیا جاتا تھا - جب تک باہر کے لوگ عرب مین رہے اونکی غور و پرداخت برابر ہوتی رہی - امیر المومنین اونکے پاس خود جاکر اونکے حالات دریافت کرتے اور اونکی تکالیف دور کرتے تھے -

۱۷ھ مین قحط سے بھی بڑی مصیبت یعنے وبا آئی - اوسکی ابتدا ملک شام مین حمص و دمشق وغیرہ سے ہوئی جہان عربونکی آبادی کثرت سے تھی - اسی قوم کی

عزیز جانونکا بہت نقصان ہوا۔ ملک تباہ و ویران ہوگیا۔ یہ وبا صحرا سے گذرتی ہوئی عراق پہونچی اور بصرہ تک تمام ملک اسکے حملہ کا مطیع ہوگیا۔ چار و نطرف قحط عظیم کے بعد موت و ہلاکی نے زلزلہ اور تہلکہ ڈالدیا۔ اوسکے ظالم ہاتھون نے عام کو چھوڑا نہ خاص کو نہ چھوٹا باقی رہنا بڑا۔ فاروق اعظم نے امین الامتہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو لکھا کہ آپ مدینہ چلے آئین مگر آخر است کی امینی کا خطاب پائے ہوئے تھے خلیفہ کی تحریر کا جواب دیا کہ مسلمانونکو اس غیر حالت مین چھوڑکے کہان سے دل لاؤن کہ چلا آؤن۔ ادہر اس جواب کو پڑہکے فنافی الامتہ جناب فاروق تڑپ گئے اور بے اختیار دل نے کہا کہ تم بہی شام ہی چلدو اور لوگونکی شریک حال ہوجاؤ۔ وہان اس وبا کے پیدا ہونے کا سبب دریافت کرکے اسکے کالامنہ ہونے ہی کی تدبیر کرینگے۔ غرض مدینہ سے روانہ ہوکے تبوک پہونچ بہی گئے۔ ینبوع مین جاکے قیام کیا تہا کہ مدینہ مین حشر بپا ہوگیا اور رعایا ہی شہر اور چند اور خاص اصحاب سر پیٹتے خاک اوڑاتے وہان پہونچے اور رو رو کے عرض کی کہ حضور ہم بیکسونکو کسکے سپرد کئے جاتے ہین۔ ابہی تو ہمین حضرت امین الامتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی جان کے لالے پڑے ہین اوسپر طرہ یہ ہے کہ آپ بہی اپنی مفارقت کا داغ دیئے جاتے ہین۔ آپ چاہے خوش ہون یا ناراض ہم حضور کو کسی طرح نہ جانے دینگے۔ اصحاب رسول اللہ صلعم کا اصرار اور عام رعایا کا بیکل ہونا سعائنہ فرماکے سبکی صلاح مانی اور طوعاً و کرہاً واپس چلے آئے مگر۔ کچہہ آگ بچ رہی تہی سو عاشق کا دل بنا۔ مثل مشہور ہے۔ چلے تو آئے مگر نہ دل کو چین تہا نہ جان کو آرام۔ جب رعیت بچین ہو تو رعیت پرور بادشاہ کو

آرام کہان۔ کھانا پینا سونا جاگنا سب حرام ہوگیا۔ رونا تو ہم کمبختوں کی قسمت پر لازم ہے جنہوں نے ایسے شفیق بادشاہ پاکے کھو دیئے۔

ناظرین ہمارے فاروق اعظم کو جان نثار رعیت کے رونے دھونے سے آلو گئی مگر دل محبت منزل تا بوین نہ رہا۔ جناب امین الامۃ سے پوری کیفیت دریافت فرماکے اونہین مشورہ دیا کہ وبائی شہرون سے خلق اللہ کو سمیٹ کر صحرا کے بلند مقامات کیطرف روانہ کردو۔ آپ بموجب اس حکم کے لوگونکو لیکر کوہستان حوران کی طرف روانہ ہوے۔

> مگر افسوس صد افسوس اثنای راہ مین وبا سے جناب امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی سے وبا کا نام نہ رہا۔ گویا وہ ظالم ایسے متبرک شخص کو ہم سے جدا کرنے آئی تھی۔ حیف صد حیف۔ یا شاید یہ بات ہو کہ خلق اللہ کی سفارش کرکے وبا کو دنیا سے اوٹھوالیا۔

بہت سے نامی گرامی اصحاب اور مشہور آدمی اس وبا کے شکار ہوے اور مدینہ کی گلیون اور گھرونپر تباہی چھاگئی۔ پچیس ہزار جانون کا نقصان اسلام کو ہوا۔ جناب عمر کو مدینہ والون نے نہ جانے دیا تھا اوسکا بیچ آپکو ستا آخر ۱۸ھ کے آخر مین انتظام کے لیئے آپ شام روانہ ہوگئے۔ وہان اشخاص متوفی کے ترکون کا انتظام کیا۔ اسکی پوری بحث چونکہ پیشتر آچکی ہے لہذا اسی پر اکتفا کیا

رفاہ عام و تعمیرات

رفاہ عام کے کام بھی جنکا ذکر وقتاً فوقتاً آچکا ہے بڑے سلیقہ اور عمدگی سے کئے۔ کعبہ کے احاطہ کی وسعت بڑہادی اس خیال سے کہ حاجیون کو مجمع کیوقت تکلیف نہو۔ اچہا خاصا روپیہ تعمیر حرم مین صرف ہوگیا اور لوگون کو جنکے مکان ملانے پڑے بہت سے معاوضے دیئے گئے۔ اور نشانات حرم از سر نو بنائے۔ اور ایک بڑا چوک بنا دیا گیا۔ مکہ سے مدینہ تک سڑک بنائی اور راہ مین سایہ اور پناہ کا انتظام بخوبی کر دیا۔ حاجیون کے قیام و آرام کے لئے مسافرخانے بنوائے۔ جہان پانی نہ تہا وہان کنوئین کہدوا دیئے۔ اور جہان کے کنوئین بند یا بہر گئے تہے صاف کرائے۔ اور سب کنوئین قریب کے قبائل کی ذمہ داری اور حفاظت مین سپرد کر دیئے۔ مسجد نبوی کو وسعت دی اور اسمین فرش کا سامان کر دیا۔ سڑکین بنوادین۔ آمدورفت کے ذرائع آرام کے ساتہہ بڑہائے گئے۔ نئے شہر آباد کرائے اور مکانات تعمیر کئے۔ دریاؤن کے پل بندہوائے نہرین نکالین۔ مسجدین بنائی گئین۔ ناروقی عہد مین ایک ہزار چھتیس شہر جو فتح ہوے اونمین چار ہزار مسجدین بنوائین اور نوسو منبر جامع مسجدونمین رکہوائے ایک بہت بڑی نہر سے دریاے نیل اور بحر احمر کو ملا دیا۔ جس سے مصر و عرب کی تجارت کو بڑا فائدہ پہونچا۔ اور مصر کا غلہ بافراط عرب مین آنے لگا۔ سوئز سے آمدورفت کے ذریعے از سر نو بنائے گئے۔ بلبیس کے پاس سے یہ بڑی نہر دریاے انتہائی شرقی شاخ سے نکالی گئی اور وادی تملات اور تسمیہ کے پاس کی

کساری جھیلون سے گذرتی ہوئی نہر سویز کے زیرین حصہ کے پاس بحر احمر مین ملادیگئی زمانہ فاروقی مین قاہرہ سے ساحل عرب تک جہاز اچھی طرح آتے جاتے تھے اور دونون ملکونمین تجارت بخوبی قایم ہوگئی تھی۔ فاروق اعظم نے جب بچشم خود بندر ینبوع پر جاکر دیکھ لیا کہ جو مال مصر کے میارون کے تلے سے لادا گیا تھا وہ عرب مین اوتر رہا ہے تو بہت خوش ہوے اور خدا کا شکر کیا۔ یہ نہر آپ کے بعد ۸۰ برس تک جاری رہی اور پھر مٹی اور ریت سے اٹ گئی۔

کوفہ مین کچے مکان گھاس پھوس اور نرسل کے بنانے کی اجازت دی گئی تھی مگر جب آتش زدگی نے بہت سے نقصان کئے تو مصلحتاً منظور کرنا پڑا کہ اینٹ کے مکان بنوالو مگر شان و شوکت نہ دکھانا۔ خبردار کوئی مکان رسول اللہ صلعم کے مکان سے زیادہ شاندار اور آراستہ نہو۔ اس حکم کے ہوتے ہی شہر کوفہ از سر نو بننے لگا۔ بازار سیدھے کئے گئے۔ بیچا بیچ چوک مین عظیم الشان جامع مسجد تعمیر ہوئی اور دوسرے چوک مین تجارت کی منڈی قایم کیگئی۔ وہین سعد بن ابی وقاص نے اپنا ایک بڑا عالی شان محل بنایا جسکا دروازہ شاہانہ تھا۔ وہ مکان قلعہ کے نام سے مشہور ہوگیا جب اسکی خبر فاروق اعظم کو پہونچی تو حضور نہایت خفا ہوے اور حضرت سعد کے نام یہ عتاب فرمان لکھا "معلوم ہوا کہ تمنے اپنے لئے ایک قلعہ بنوایا ہے سمجھ لو وہ محل دوزخ کا ہے جب تم لوگ جو میرے کارکن ہو ایسے محلونمین رہا کرو گے تو غریب خلق اللہ کی پہونچ تم تک نہ ہوسکیگی اور چارون طرف ظلم ہونے لگینگے" ادہر سعد کو یہ لکھا اور ادہر محمد بن مسلمہ کے نام حکم صادر ہوا کہ تم کوفہ جاکے اوس محل کو مسمار کرادو ہم نہین چاہتے کہ ہمارے اہل کار ایسے جھگڑہ مین رہا کرین کہ فریادی

اور مظلوم اون تک نہ پہونچ سکین اور رعیت کو حکام کے سامنے باریابی مین تکلیف ہو
حضرت سعد نے ۱۷ھ مین کوفہ کی تعمیر دوبارہ شروع کی۔ اوسیوقت سے چار و نطرف کے
قبائل عرب آآکر وہان آباد ہونے لگے۔ دو روز مین کوفہ جمعیت العرب مشہور ہوگیا
کسی زمانہ مین جناب علی مرتضیٰ نے اوسے اپنا دارالخلافت کرلیا تھا صحابہ مین سے
گیارہ سو بزرگوار آکے وہان بسے جنمین ۲۴ وہ مقدس لوگ تھے جو جنگ بدر مین
آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ ان صاحبون کے طفیل حدیث و روایت کے چرچے
رہنے لگے اور کوفہ اسلامی درسگاہ بنگیا۔ سفیان بن عیینہ جو آئمہ حدیث مین شامل
ہین کہتے ہین کہ حج کے لئے۔۔ قرأت کے واسطے مدینہ اور حلال و حرام یعنے
فقہ کے لئے کوفہ مستند ہے۔

عہد فاروقی ہی مین بصرہ خلیج فارس کے کنارہ اس مصلحت سے آباد کیا گیا کہ
مفتوحہ مقامات کی حفاظت رہے اور کوئی مخالفانہ حملہ عملداری اسلام پر نہو سکے۔
مسلمان ہندوستان و چین سے بخوبی تجارت بھی کرسکین اور فائدہ اوٹھائین۔
سبحان اللہ کوئی پہلو مسلمانون کی بہبودی اور سرسبزی کا فروگذاشت نہین
کیا گیا۔ کوفہ اور بصرہ کی آبادی اور رونق اور شان و شوکت تھوڑی ہی مدت
مین تعجب انگیز ترقی کرگئی۔ یہ دونون مقام تین تین لاکھ سے زیادہ کی بستی ہوگئے
اسلام کے علم ادب اور علم دین اور معاملات ملکی پر جتنا اثر کوفہ و بصرہ کا پڑا ہے
اوتنا اور کسی جگہ کا نہین ہوا مگر افسوس کہ کوفہ نے اپنی کمبختی اپنے ہاتھون سے
بلائی یعنے جنگی خدمات تو کبھی کبھی کرنا پڑتی ہین لوگون کو بیکار وقت جو بہت سا ملا
تو اوسے معاملات ملکی کی بحث مین صرف کرنے لگے۔ خواہ مخواہ جوڑ توڑ لگانی شروع کیے

اور گذشتہ جنگون پر بحثین ہونے لگین - اختلاف رائے اور روایت پیدا ہو گیا - اونہین بحثون سے اکثر خانہ جنگیان اور باہمی رقابتین قایم ہو گئین - پس رفتہ رفتہ کوفہ و بصرہ کے باشندے فتنہ انگیز اور فسادی ہو گئے اور مفسدہ و ہنگامہ کے گھر کوفہ اور بصرہ ہی مشہور رہے - جناب فاروق اعظم کی دانشمندی اور رعب و داب نے کوفیون اور بصریونکو سر نہ اوٹھانے دیا اور زبردست پنجہ فاروقی ہر فتنہ و فساد کا سر دبائے رہا مگر بعد کی کمزور اور ضعیف خلافتون سے اونکی روک تھام نہو سکی اور کوفیون کے فتنون نے اسلامی اتفاق کا گلا گھونٹ کے اسلام کی دھجیان اوڑادین اور مسلمانون کے سرون پر مصیبت لاڈالی - پھر فاروقی جلال کہان تھا جو مفسدون کے طمانچے لگائے -

جناب عمرو بن العاص نے فتح مصر کے بعد اسکندریہ کو صدر مقام قرار دینا چاہا مگر فاروق اعظم کو اسلئے منظور نہوا کہ ہم سے وہ مقام بہت دور ہے - راستہ مین سمندر اور دریا بہت سے آپڑے ہین پس فوج کی چھاؤنی ممفس کے قریب قایم ہوئی تھوڑے ہی عرصہ مین قاہرہ آباد کیا جو ابتک مصر کا دارالسلطنت ہے غرضکہ کوفہ و بصرہ و قاہرہ وغیرہ فاروقی انتظام کی خوبی و عمدگی کو آج تک ظاہر کر رہے ہین -

ترقی تعلیم اور اشاعت اسلام

جناب فاروق نے تعلیم کو بھی بہت ترقی دی - اپنی تمام قلمرو مین ابتدائی مدارس قایم کر دیئے تھے جن مین قرآن - اخلاقی نظم - امثال عرب اور علوم مروجہ کی تعلیم بخوبی ہوتی تھی - چار دانگ طرف بڑے بڑے علمائے صحابہ حدیث و فقہ کی تعلیم کے

لئے متعین تھے مدرسون اور طالب علمونکو بیش قرار تنخواہین دی جاتی تھین - مذہب کی جہان مین اور تعلیم وتلقین پر گورنمنٹ فاروقی کا بہت بڑا احسان ہے -

آپ مذہب کو بزور شمشیر پھیلانیکے سخت مخالف اور قرآن مجید کی آیت - "لااکراہ فی الدین" پر بلاتاویل اور بغیر چون وچرا عمل کرنا چاہتے تھے - خود آپکا غلام جب ہدایت وترغیب کے باوجود مسلمان نہوا تو "لااکراہ فی الدین" کہکے اوسے چھوڑ دیا - آپ اگر کسی ملک پر فوج کشی کرتے تو فوج کے سپاہیون اور افسرون کو تاکید کردیتے کہ پہلے وہان کے لوگون کو بسہولت دین کے اصول وعقاید سمجھانا اور جبر وتعدی نہ کرنا - اسی لئے آپ کی ہر فوج کا افسر صاحب علم اور فقیہ ہوتا تھا - اگر تلوار کے زور سے مسلمان کرنا منظور ہوتا تو فقیہ اور صاحب علم کی کیا ضرورت تھی اوسے تو ہر سپاہی کرسکتا تھا - بڑے زور شور سے مسلمانون کو یہ بات سکھائی جاتی تھی کہ غیر قومون کو اسلام کا اچھا نمونہ دکھاؤ تاکہ لوگ خود بخود اسلام کیطرف کھنچے چلے آئین -

خوبرو رانہوئے بدلایق نباشد دوستان	بچوردے خویش نیکو سازخوئے خویش را

اسی واسطے آپکے عہد مبارک مین اسلام کثرت سے شایع ہوا - آپنے سب مسلمانونکو ایسے سانچہ مین ڈہالا تھا کہ وہ اصلی نمونہ دین اسلام کا بنگئے تھے - آپ کے وقت کا ہر مسلمان سچائی - زہد وتقوی - پاکیزگی - سادگی - اخلاص - جوش اور دینداری کی تصویر مجسم بنگیا تھا پس جب لوگ ایک طرف تو یہ دیکھتے تھے کہ چند صحرائی دنیا کو فتح کرتے چلے جاتے ہین اور کسی سے روکے رُکتے نہین - کسیکا خوف انکے دل مین سماتا ہے تو تعجب گھیر لیتا تھا اور دوسری طرف مسلمانونکی

یہ ستودہ اور حمیدہ اوصاف اپنے ملنے والون کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتے تھے پھر دین کی صفائی اور سچائی وہ کام کرتی تھی کہ تلوار سے ہونا مشکل تھا آگے جو کچھ ہے وہ عیسائی واعظین کے شور وغوغے ہین اور کچھ نہین۔ بقول کارلائل کے اگر کسیکا دین تلوار کے زور سے پھیل سکے تو ہم خوشی سے اجازت دیتے ہین کہ وہ پھیلائے۔ فاروق اعظم کی رائے صائب ایسی ہیٹی نہ تھی جو ایسی بیہودی بات کی اجازت دیدیتی۔ ہمارا اسلام ایک اونگل بھی شمشیر کے بل بوتے پر نہین بڑھا بلکہ فاروقی تدبیر کا زور اب بھی اوسمے تمامے ہوے ہے۔ خدا اونکی روح پر فتوح کو جنت کے پھولون مین رکھے اور اونکی قبر پاک پر ہر وقت رحمت نازل کرے آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔ ہر مسلمان کی گردن پر اونکا احسان ہے۔

جارج رومیون کا سفیر امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے تقدس اور اونکی فوج کے سپاہیونکے عمدہ اخلاق سے متاثر ہوکے مسلمان ہوگیا اور اپنی ساری قوم اور تمام خاندان کو چھوڑ دیا۔ شطا بلاد مصر کا مشہور رئیس مسلمانون کے عمدہ حالات ہی سنکر اسلام کا عاشق زار بنکر دو ہزار آدمیونکے ساتھ اسلام لایا یزدگرد کی فوج مین چار ہزار آدمی دیار دیلم کے تھے جو قادسیہ کی جنگ مین مسلمان ہوگئے۔ حضرت سعد نے انکو کوفہ مین بسا کر انکی تنخواہین مقرر کردین۔ سیاہ اسواری اور شہریار وغیرہ سوس کی فتح کے بعد تین سو سپاہیونکے ہمراہ مسلمان ہوکر بصرہ مین آباد کئے گئے۔ انکی بھی علی قدر مراتب دو اور ڈھائی ہزار تنخواہ مقرر ہوئی۔ باذان کی رکاب کی سپاہ مین سے بہت آدمی ایمان لے آے۔ پانچ سو سے زیادہ یونانی اور رومی اسلام لاکر فسطاط مین

آباد ہوے اور ایک ہزار سے زیادہ یہودی بھی بطوع رغبت مشرف با سلام ہوگئے تھے
مدارس مین لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ تمام اضلاع مین فاروقی احکام پہونچگئے
تھے کہ سب لوگ اپنے بچون کو گھوڑے پر سوار ہونا اور لکھنا پڑھنا سکھائین ابوعلم
سلیم جو حدیث کے راوی ہین وہ اپنی نسبت خود بیان کرتے ہین کہ مین گرفتار ہوکے
چھوٹی سی عمر مین مدینہ آیا جہان پہلے مجھے مدرسہ بھیجا گیا۔ اوستاد جب مجھسے میم
لکھنے کو کہتا تو مین اچھی طرح نہین بنا سکتا تھا وہ مجھے یون بتاتا کہ گول بناؤ جیسی
گائے کی آنکھ ہوتی ہے۔

فاروق اعظم نے تعلیم قرآن کو تمام زمانہ مین رائج کردیا چنانچہ حضور کی زندگی
ہی مین ناظرہ خوان شمار مین نہین آسکتے تھے۔ حافظون کی تعداد بھی ہزارونتک
پہونچگئی تھی۔ سید القرا ابی بن کعب جنکی قرأت اور عمدگی حفظ کی مدح آنحضرت نے
بارہا کی تھی تعلیم قرآن کے لئے متہمم مقرر کئے گئے۔ معاذ بن جبل۔ عبادہ بن
صامت۔ ابو ایوب۔ ابوالدرداء نے بھی پورا قرآن آنحضرت صلعم ہی کے سامنے
بخوبی حفظ کرلیا تھا۔ اون سے بھی تعلیم قرآن مین فاروق اعظم نے بہت مدد لی
یہان تک کہ کلام مجید کا ایک ایک نقطہ زبان زد خاص وعام ہوگیا۔ آپنے جب
افسران فوجی کو لکھا کہ حفاظ قرآن کو تعلیم کے لئے میرے پاس بھیجدو تو سعد بن
وقاص نے جوابدیا کہ جناب تکلیف نہ فرمائین میری فوج مین تین سو حافظ موجود
ہین۔ پس جبنون نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اپنی آنکھ سے قرآن لاتے
دیکھا تھا اونہین کے سامنے دنیا مین ہماری کتاب مقدس کی وہ ریل پیل
ہوگئی تھی کہ ایک شوشہ کا فرق پڑنا امکان سے باہر ہے ہمین مخالفین کی

ایک بات نہین سننی چاہیئے۔ حق بھی یون ہی ہے کہ جناب فاروق اعظم کی دقیقہ رس طبیعت سے یہ بات ازبس بعید تھی کہ آپ اسلام کے ذرا ذرا سے خط و خال کی پختگی مین توحد سے زیادہ سعی کرین اور اوسکی جڑہی کو بھول جائین نہین۔ فاروق اعظم نے قرآن کریم مین یہی الفاظ یہی حروف یہی نقطے یہی اعراب دیکھے تھے جو ہمارے ہاتھہ مین ہین اگر ہمنے یہ نہین مانا تو گویا فاروق اعظم کی تمام کوششین بیکار کردین۔

ہمارے روشن ضمیر اور صاحب الرائے خلیفہ نے ہر جگہ تاکید کیساتھہ لکھہ بھیجا تھا تَعَلَّمُوا إِعْرَابَ الْقُرْآنِ كَمَا تَعَلَّمُونَ حِفْظَهُ یعنے قرآن کے الفاظ سے زیادہ اوسکے اعراب کی حفاظت رکھا کرو اور جیسے اعراب کی حفاظت رکھتے ہو ویسے ہی الفاظ کو نظر بند کرلو۔ مسند دارمی مین لکھا ہے کہ دوسرا حکم تحفظ قرآن کی نسبت آپنے یہ جاری فرمایا۔ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَاللَّحْنَ وَالسُّنَنَ كَمَا تَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ یعنے قرآن کے فرائض وسنن ولحن کو اوتنا ہی محفوظ رکھنا جتنا قرآن کی حفاظت کرتے ہو۔ دیکھا۔ نکتہ سنج اور دقیقہ رس منتظم ایسے ہوتے ہین کہ دو دفعہ چار چار الفاظ کے دو حکم جاری کردیئے اور ساری دنیا اور ساری دنیا کی باتون کو ایک رسی مین باندھلیا اب اونکے ماننے والے اور نہ ماننے والے چاہے اونہین برا یا بھلا کہا کرین مگر چلینگے اونہین کے حکم پر۔ یورپ وامریکا اور عیسائی سلطنتین چاہے تحریف قرآن کے مدعی ہون مگر قرآن کو چھاپینگے جون کا تون۔ اللہم زد فزد۔ یہی وجہ ہے کہ ہم خلافت کی لیاقت صرف عمر مین مانے ہوے ہین اور اسی لیئے کشتنی

سوختنی گردن زدنی ہین -

حسن اکنون رفت و دار دعشق رسوایم ہنوز	فصل گل آخر شد و باقیست سودایم ہنوز

تعلیم قرآن کے ساتھ ہی علم ادب وعربیت کی تعلیم بھی فرض عین کردی تاکہ لوگ خود اعراب کی غلطیان درست کرلیا کرین - حکم دیدیا کہ جو علم لغت کا عالم نہو اوسکے پاس قرآن پڑہنے ہرگز نہ جانا - حدیث کی تحقیق مین اونکی باریک بینی نے بڑی احتیاط کی - بڑے بڑے پایہ کے خاص خاص صحابہ اونکے عہد مین حدیث کو منہ سے نکال سکتے تہے عام لوگون کی مجال نہ تہی کہ از روئے حدیث کسی روایت کو بیان کردین - فاروق اعظم نے حدیث کی روایت کے متعلق جو اہتمام کیا تہا اوس سے آپکی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی اور نکتہ سنجی ظاہر ہوتی ہے - ابو درداء اور عبادہ بن صامت کو شام - معقل بن یسار - عبداللہ بن مغفل اور عمران بن حصین کو بصرہ - عبداللہ بن مسعود وغیرہ کو کوفہ بہیجکر للکہدیا تہا کہ ان لوگونکی حدیث سے تجاوز نہ کیا جاے -

حضرت عمر کا عام تاکیدی حکم تہا کہ کثرت سے حدیثین بیان نکی جائین خود بہی اسکی سخت پابندی کرتے تہے حتی کہ آپ سے جو احادیث مروی ہین وہ شمار مین پچاس سے زیادہ نہین - قرطبی بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ چند لوگون کو آپنے کوفہ بہیجا مین بہی اونمین سے ایک تہا - چاہ ضرار تک پہونچکر آپ پانون پر سے خاک جہاڑنے لگے اور فرمایا کہ تم لوگ ایسی جگہ جارہے ہو جہان کے باشندے بڑے شوق سے تلاوت قرآن کیا کرتے ہین - وہ تمہاری آمد آمد سنکر پہولے نہ سمائینگے اور فرمایش کرینگے کہ ہمین حدیثین سناؤ مگر تمکو چاہیے کہ زیادہ احادیث بیان کرنیسے پرہیز کرنا -

اسیطرح جب عراق کو صحابہ جانے لگے تو آپ بھی ساتھ ہولئے اور پوچھنے لگے کہ جانتے ہو مین کیون تمہارے ساتھ ہون - جواب ملا کہ ہماری عزت افزائی کیلئے - فرمایا کہ ہان مگر بڑا مقصد یہ ہے کہ وہان کے لوگونمین بہت سی حدیثین نا بیان کرنا - ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے بہت کثرت سے حدیثین مروی ہین - ایکدفعہ ابوسلمہ نے اونسے پوچھا کہ کیا حضرت عمر کے زمانہ مین بھی تم اسی طرح روایت کیا کرتے تھے - ابوہریرہ نے کہا کہ ہرگز نہین عمر کے درہ کا خوف اجازت ہی نہین دیتا تھا -

قرآن اور حدیث کے بعد فقہ کی طرف توجہ کی اور اس شد و مد سے کی کہ اس زمانہ مین بھی ناممکن ہے - شاہ ولی اللہ صاحب رح کا قول آپ کی فقہ کی نسبت ناطق فیصلہ ہے کہ علی الاطلاق امت سے وہ بہت افقہ ہین -

پہلے یہ صورت تھی کہ صحابہ جو کچھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھتے اوسکی تقلید کیا کرتے تھے نہ فرض و واجب کی توضیح تھی نہ ارکان و آداب کی تشریح - غیر ضروری اور غیر موجود چیز کی نسبت سوال ہی بے معنی سمجھا جاتا تھا - حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اصحاب رسول خدا سے کسیکو بہتر نہین دیکھا کیونکہ اونہون نے رسول اللہ کی حیات مین تیرہ مسئلے پوچھے اور وہ سب قرآنمجید مین موجود ہین - حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہین کہ میرے والد ماجد اوس شخص پر لعنت بھیجا کرتے تھے جو غیر موجود شئے کی نسبت سوال کرتا - آنحضرت صلعم کے زمانہ مین فقہ کی ضرورت ہی کم پڑی البتہ حضور کی وفات کے بعد جب فتوحات کو ترقی ہوئی اور نئے نئے معاملات پیش آتے گئے

تو اسکی بہی ضرورت بڑہتی گئی اور مجمل احکام کی تشریح لازمی قرار پائی۔ اسی ضرورت سے صحابہ کو اجتہاد کرنا پڑا۔ چار آدمی مجتہدین اول مانے گئے ہین۔ اول۔ حضرت عمر۔ دوم۔ حضرت علی۔ سوم۔ عبداللہ بن مسعود۔ چہارم۔ عبداللہ بن عباس عمر بن میمون کا قول ہے کہ علم مین سے دو ثلث حضرت عمر کا حصہ ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہن کہ اگر عمر کا علم ترازو کے ایک پلہ مین رکہا جاے اور زمین کے زندہ لوگونکو دوسرے مین تو حضرت عمر کے علم کا پلہ بہاری ہوگا۔ حذیفہ کا قول ہے کہ لوگونکا علم کوٹ کوٹ کر عمر کی گود مین بہر دیا گیا ہے۔ حضرت صدیقہ کہا کرتی تہین کہ تیزی فہم مین عمر یگانہ تہے۔ ابن مسعود فرماتے ہین کہ جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کو مقدم کرنا کیونکہ وہ کتاب اللہ کو ہمسے بہتر جانتے اور خدا کے دین کو اچہی طرح سمجہتے تہے۔ امام شعبی نے ان چہ آدمیونکو قضا مین یکتاے روزگار لکہا ہے۔ عمرؓ۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت مدینہ مین۔ علی۔ ابن مسعود۔ ابوموسی کوفہ مین۔ مسروق نے معاذ بن جبل کو بہی شامل کیا ہے۔

حضرت عمر باوجود احتیاط کے مسائل فقہ کے اجتہاد مین بلند پایہ رکہتے ہین حضرت عبداللہ بن عباس اور زید بن ثابت و عبداللہ بن مسعود زیادہ تر حضرت عمر ہی کے متبع تہے۔

حضرتؓ نے خود فرمادیا تہا کہ عمر سب سے بڑا فقیہ ہے مسائل کی تحقیق مین اوسکی طرف رجوع کیا کرو لہذا انکی اشاعت مین آپ بہت احتیاط فرماتے۔ عام حکم تہا کہ ہر شخص انکا مجاز نہین جن مسائل مین اختلاف ہوتا وہ مجلس صحابہ مین طے ہوتے پہر اونکی ترویج ہوتی تہی۔ مسلمانونکا اختلاف کسیطرح مقبول نہ تہا۔ آپنے

مسلمانونکو ہر بات مین متفق رکھکر دنیا کی تمام قومونپر بہاری کر دیا مگر افسوس کہ آگے چلکر گھر گئے کہ ہی مین وہ جو تا چلا اور وہ نوبت پہونچی کہ اسلام کی عزت خاک مین ملگئی

حضرت عمر جہانتک ہو سکتا تہا خود احکام دین کی تعلیم و تلقین کرتے تہے جمعہ کے دن جب خطبہ پڑہا اوسی مین سب ضروری ضروری احکام و مسائل دینی بیان کر دیئے۔ حج کا خطبہ پڑہنے لگے تو اوسمین مناسک و احکام و آداب حج بتا دیئے۔ ممالک شام و بیت المقدس مین زور شور کے ساتہہ پُر اثر خطبے پڑہے اونمین تمام اہم ارکان و اصول اسلام کہہ ڈالے۔ چونکہ ایسے موقعون پر بے انتہا بہیڑ بہاڑ ہوتی تہی لہذا اون مسئلون کو ایسی اشاعت حاصل ہو جاتی تہی کہ اور کسی ترکیب سے نہین ہو سکتی۔ شہر جابیہ مین جو مشہور خطبہ پڑہا تہا اوسکا حوالہ بہت سے فقہا اب تک دیتے چلے آتے ہین اوس سے بہت سے مسائل فقہیہ مستخرج ہوتے ہین۔ افسرون اور عاملون کو مسائل و احکام دینی لکھہ لکھکے بہیجے جاتے تہے۔ پانچون نمازونکے متعلق ایک مفصل ہدایت نامہ چارون طرف بہیجا گیا جسمین مجتہدین آج تک غوطے کہاتے ہین۔ دو نمازون کے جمع کرنیکی قطعی ممانعت کر دی۔ سنہ ۱۴ھ مین نماز تراویح باجماعت قایم کر کے افسران اضلاع کو لکھدیا کہ سبکو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ زکوٰۃ کے سب مسئلے مفصل لکھکے تمام ممالک مفتوحہ مین شایع کر دیئے۔ مسائل جزیہ بہی لکھکے بہیجے جاتے تہے۔ جناب امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح کو ایکبار لکھا تہا کہ حمامونمین مسلمان عورتین عیسائی عورتونکے ساتہہ بے پردہ نہایا کرین۔ ہر غیر مذہب والی عورت کا یہی حکم سمجھو۔ روزہ کے تمام مسائل درست کر دیئے۔ چونکہ شاہی فرامین قانون اور دستور العمل کا حکم

رکھتے ہین اسلئے اونکے اجرا سے پہلے فاروق اعظم نہایت احتیاط سے ہر مسئلہ پر غور وخوض فرمالیتے تھے جہان دیکھا کہ کسی مسئلہ مین صحابہ مختلف ہین اصحاب کو جمع کیا اور اوسے طے کرلیا۔ لہٰذا فاروق اعظم کی تحریرونکے مسائل اجماعی اور متفق علیہ ہین مثلاً غسل جنابت کی نسبت بہت غل شور مچا۔ مہاجرین اور انصار کے مجمع مین کثرت رائے کسی طرف نہ ہوئی اور اختلاف نے گڑبڑ مین ڈالدیا تو جناب عمر نے فرمایا۔ جب تم اصحاب بدر ہوکر اس مسئلہ مین اتنا اختلاف رائے کررہے ہو تو آیندہ آنے والی نسلونکا خدا حافظ ہے اچھا اب ازواج مطہرات سے اسباب مین رائے لی جاے۔ چنانچہ اونہین کی رائے کو سب پر مقدم اور قطعی قرار دیا اور وہی شایع کی گئی اسی طرح جنازہ کی تکبیر مین بحث ہوئی تھی آپ نے صحابہ سے رائے لیکر چار تکبیر پر فیصلہ کرادیا۔

فاروق اعظم عالم اور فقیہونکو عامل اور افسر بناتے تھے بلکہ فوجی افسر بھی ایسے ہی ہوتے تھے۔ یہی حکمت ہے کہ آپکے ملکی وفوجی افسرون کی فہرست مین جناب ابوعبیدہ۔ معاذ بن جبل۔ ابوموسیٰ اشعری۔ سلمان فارسی وغیرہ کے نام نظر آتے ہین۔

جلال ورعب داب اور پائدار اثر گورنمنٹ فاروقی کا

جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مین ارقام فرماتے ہین کہ عرب والے بادشاہی وکشورستانی وفوج کشی وفن سپاہگری سے نابلد محض تھے اور قیصر وکسریٰ کے نام سے ایسے

خائف تھے جیسے قصائی سے گائے۔ فاروق اعظم نے عربون کو گھوڑے پر چڑھنا اور ہتیارون سے کام لینا سکھایا اور قیصر وکسریٰ کا خوف اونکے دلون سے مٹا کر ایران وروم کا بادشاہ بنا دیا۔ تائید الٰہی اور نصرت غیبی آسمان سے عہد فاروقی پر برستی تھی۔ جو شہر اونکے عہد مین مفتوح ہوا اوسمین گویا قیامت تک کے لئے اسلام کے جھنڈے گڑ گئے۔ سکے پڑ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین مسائل وشعائر اسلام نے اوسجگہ اپنا گھر بنا لیا اور وہان کے باشندونکے دلونمین مسلمانی جاگزین ہوگئی یہانتک کہ اون لوگون کے دلون سے پھر باہر نہ نکلی قیامت تک وہ لوگ مسلمان رہینگے اور اسلام کا دم بھرینگے۔ یہ فاروق اعظم ہی کی خوش نیتی اور خوش تدبیری کا نتیجہ ہے کہ اونکا ہر نقش گہرا اور پائدار بیٹھا۔ دیکھلو کہ فاروق اعظم کے بعد مسلمانون نے جو مقام فتح کئے اونمین کبھی تو اسلام قوی ہوجاتا ہے اور کبھی ضعیف۔

یہ ہمنے مانا کہ وہ بھی چین کی رونق ہین	مگر گلونمین تمہارا سا رنگ ولہو تو نہین

دور کیون جاؤ ہندوستان ہی کی حالت دیکھلو کہ یہان جن لوگون کے باپ دادا باہر سے آئے تھے وہی لوگ مضبوط اور سچے مسلمان ہین لیکن جو لوگ یہین کے مسلمان ہوگئے ہین اونکی نسلین ابھی تک کچھ نہ کچھ اپنے باپ دادونکے کفر پر قایم ہین اور نہایت ضعیف الاسلام ہین۔ اسیطرح ماہرین علم جغرافیہ وتاریخ خوب واقف ہین کہ ترکستان وافریقہ والونکا بھی اسلام کچھ کمزور سا ہے۔ پس دین متین محمدی کی اشاعت کے لئے عنایت الٰہی نے فاروقی کوشش کو اپنا آلہ بنا لیا تھا اور یہ فضیلت ہمارے ممدوح کی ایسی ہے جسکے آگے ہزار خوبیان

پیچ و پوچ ہین - ادہر مسلمان مؤرخ اونکی ہرادا کے دلدادہ اودہر عیسائی تاریخ نویس اس بات کے قائل کہ اگر عمر کا زبردست ہاتھہ اسلام کی دستگیری نکرتا تو اسلام کا دنیا مین ٹکنا بہی مشکل تہا -

این ہمہ سستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود	باحریفان ہرچہ کردآن نرگس مستانہ کرد

سکہ

ایام جاہلیت مین اہل عرب کے یہان روم و فارس کے سکے مروج تہے جنکو درہم اور دینار بولتے تہے - درہم چاندی کا سکہ تہا جسکا وزن ایک درم ہوتا تہا - دینار سونے کا سکہ تہا جسکا وزن ایک مثقال تہا -

فارسی درم تین وزنون کے ہوتے تہے - (۱) بیس قیراط بہر - جو بغلیہ بہی کہلاتے تہے - (۲) بارہ قیراط بہر - (۳) دس قیراط بہر - بعض درم پانچ اور چہہ مثقال وزن کے بہی تہے -

اگرچہ کتب سیر و تواریخ سے ظاہر ہے کہ اسلامی سکہ کا اجرا سب سے اول عبدالملک بن مروان کے عہد مین ہوا تاہم ہمارے بیشل خلیفہ کے عہد مبارک مین بہی اوسکا وجود پایا جاتا ہے چنانچہ ایک روایت سے واضح ہے کہ ۱۵ھ مین حضرت خالد بن الولید نے طبریہ مین ایک سکہ مضروب کرایا جو فارسی اور رومی سکہ سے ملتا جلتا تہا -

امام بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے پوست شتر سے درہم بنانے کا قصد کیا مگر بعض لوگون کے اختلاف کرنیسے باز رہے -

جب ۱۸ھ مین منجملہ دیگر وفود کے احنف بن قیس بھی بصرہ کے وفد کے ہمراہ آئے اور وہانکی ضروریات بیان کین۔ جناب خلافت مآب نے بصرہ مین نہر بنانیکا حکم دیا اور معقل بن یسار نے بموجب ارشاد فاروقی اپنے نام سے نہر تیار کرادی اوسی زمانہ مین آپنے یہ بھی حکم جاری کیا کہ ہر آدمی کو ایک جریب غلہ اور دو درہم ماہوار ملا کرین تو سکہ مضروب کرایا۔ ڈاکٹر مولر مشہور جرمن مؤرخ کا بیان ہے کہ آپ کے لئے نوشیروانی سکہ کے مانند درہم کا سکہ مضروب کرایا گیا جسکو بغلیہ کہتے تھے۔ آپکے کسی سکہ پر "الحمد للہ" کسی پر "محمد رسول اللہ" اور کسی سکہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہٗ" لکھا ہوتا تھا۔ آپکے اخیر زمانہ مین دس درہم کا وزن چھ مثقال ہوتا تھا اور اسلامی درہم چھ دانگ کا۔

گورنمنٹ فاروقی مین ذمیون یعنے غیر قومونکے حقوق

روم اور فارس مین غیر قومونکی حالت غلامون سے بھی گئی گذری تھی۔ عیسائیان شام اگرچہ رومیون کے ہم مذہب تھے مگر اونہین اپنی زمینون پر بھی حق مالکانہ حاصل نہ تھا بلکہ خود ایک قسم کی جائداد سمجھے جاتے اور زمین کے انتقال کیساتھ وہ بھی منتقل ہو جاتے تھے۔ یہودیون کا حال ساری دنیا مین رونیکے قابل تھا فارس مین عیسائیون کی مصیبت دیکھی نہین جاتی تھی۔ اگر مذہب عیسائی و یہودی و زردشتی انسان کو انسان بنانے آئے ہوتے تو دنیا کی یہ ردی حالت نہوتی کسی کو ہمارے کلام مین رتی بھر بھی شبہ ہو تو آج آنکھین کھولکے دیکھلے۔ اگر ہمارا قول ثابت نہو جائے تو ہم سزا قبول کرنے کو موجود ہین۔

جناب فاروق اعظم نے فتوحات حاصل کرتے ہی ایکدم مین یہ حالت بدلدی اور وہ وہ حقوق غیر قومونکو دیئے جنکے لحاظ سے وہ رعایا نہین رہے بلکہ مسلمانون اور غیر قومونین برابر والونکا سا تعلق ہوگیا۔ ثبوت کے لئے ہم بیت المقدس کے معاہدہ کو ذکر کرتے ہین جو خاص حضرت عمر کے سامنے لکھا گیا۔

"یہ وہ امان نامہ ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمر نے اہالیان ایلیا کو لکھدیا۔ اونکے جان و مال۔ گرجا۔ صلیب تندرست۔ بیمار اور اونکے سب ہم مذہبون کے لئے امان ہے۔ اونکے گرجونمین کوئی غیر عیسائی قدم نہین رکھہ سکتا نہ سکونت کرسکتا ہے۔ وہ مسمار بھی نہین کئے جائینگے۔ گرجونکو تو درکنار اونکے احاطونکو بھی کوئی نقصان نہ پہونچائیگا۔ اونکی صلیبون اور مال مین کوئی کمی نہین کرسکتا۔ مذہب کے بارہ مین اونپر کچھ جبر نکیا جائیگا۔ نہ اونمین سے کسیکو نقصان پہونچایا جائیگا۔ یہودی اونکے ساتھہ ایلیا مین نہ رہنے پائینگے۔ ایلیا والے اور شہرون کی طرح جزیہ دین اور یونانیونکو اپنے ہان سے نکالدین۔ ہم یونانیونکی جان و مال کے محافظ ہین جبتک کہ وہ ایسی جاے پناہ مین نہ پہونچ جائین جو اونکے اطمینان کے موافق ہو۔ اگر یونانی جزیہ دیکر ایلیا ہی مین رہنا چاہین تو رہ سکتے ہین ہم اونہین بھی امن دیتے ہین اگر ایلیا والونمین سے کوئی جان و مال اپنا لیکر یونانیون کے ساتھہ جانا چاہے تو شوق سے چلا جاے ہم ہرگز مانع نہونگے چلے جانے والونکے گرجون اور صلیبونکو امن ہے یہانتک کہ وہ اپنی جاے پناہ تک پہونچ جائین یہ جو کچھہ لکھا گیا اوسکے ذمہ دار خدا اور رسول خدا و خلفا و مسلمان ہین بشرطیکہ تم سب لوگ جزیہ ادا کرتے رہو۔ خالد بن الولید

عمرو بن العاص عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان کی گواہیان اس تحریر پر کرادی گئین - مورخہ ۱۵ھ"

اب ہم منصفون سے انصاف طلب ہین کہ اس عہدنامہ کو بنظر غور دیکھین اور ایمان سے کہدین کہ کیا کوئی گورنمنٹ اس سے زیادہ غیر قومون کی پاسداری کرسکتی ہے فاروق اعظم نے اسکے لکھنے کے وقت رعیت کی ذات مین ملکر اسے لکھا ہے - شاید کوئی یہ کہے کہ یہودی ناحق بیت المقدس سے نکالے جارہے ہین تو حکمت اسمین یہ ہے کہ اسی مقام پر یہودی مسیح کو سولی دے چکے ہین اگر عیسائی اور یہودی دونون ایک ہی جگہ رہتے تو آگ اور پھوس کو ملا دینا تھا جو سراسر عقل کے خلاف ہے - اب یونانیون کی طرف نظر فرمائیے - یہ ابھی مسلمانون سے جی توڑ کے لڑچکے ہین اور انکے خون کے پیاسے ہین اونکی کیا کیا خاطرین اور رعایتین کی ہین حضرات کیا کوئی فاتح مفتوح قوم کی خاطر اس سے زیادہ کرسکتا ہے - ہمین بتایا جاے کہ یورپ نے اس دعوے تہذیب کے ساتھ ایسی رعایتین اقوام غیر کی کبھی کی ہین؟

یہان ایسی حیرت کی بات ہم آپکو سناتے ہین جو یورپ والون سے بھی کبھی نہو سکیگی اور عمر فاروق کی ذات سے بھی آپکو بعید معلوم ہوگی یعنے اگر خلافت فاروقی مین کوئی مسلمان کسی ذمی کو مار ڈالتا تو حضرت عمر اوس مسلمان کو بھی قتل کرادیتے تھے کہ مسلمان کے بچانے کے لئے ذمی کی تلی کو حکیم جی کمزور بتادیا کرتے ہون امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک مسلمان نے حیرہ کے ایک عیسائی کو قتل کرڈالا - جناب فاروق نے بلا تامل لکھ بھیجا کہ قاتل کی گردن پکڑکے مقتول کے وارث کو جسکا نام حنین بتادیدو - اوسکو اختیار ہے

جو چاہے کرے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جنہون نے اوس مسلمان کو مار ڈالا۔
غیر قومونکی زمینین اور جائدادین اونہین کے قبضہ مین اوسی طرح سے رہین جیسی
کہ فتح سے پہلے تہین۔ اس سے بڑھکے اگر کوئی گورنمنٹ اقوام غیر اور مفتوحہ کی
حفاظت جان و مال کر سکتی ہو تو ہم دیکھنے کے مشتاق ہین۔ مسلمانون کو قطعی
ممانعت تہی کہ ذمیون کی جائدادین تم خرید ہی نہین سکتے۔ مالگذاری نہایت
نرم اور ہلکی مقرر کی گئی بلکہ عمر فاروق کو اپنے دم واپسین تک یہی خیال ستاتا رہا
کہ کہین میرے عہد مین رعیت پر زیادہ سختی تو نہین کی گئی۔ حضرات عثمان و حذیفہ
سے جو عراق کی پیمائش کے افسر تہے آپنے جب پوچہا کہ تشخیص جمع مین سختی تو
نہین کی گئی تو جواب ملا کہ نہین بلکہ ابہی اسیقدر اور گنجائش ہے۔ انتقال
فرمانے سے دو تین دن قبل افسران بندوبست کو بلا کے دریافت کیا کہ سخت
جمع تو نہین لگا دی گئی ہے۔

انتظامات ملکی مین ذمیون سے مشورہ لیا جاتا خصوصًا اون باتون مین
جن سے ذمیونکو علاقہ تہا اون سے ضرور ہی رائے طلب ہوتی تہی عراق کے
بندوبست کے وقت رئیسان عجم مدینہ بلائے گئے اور مالگذاری کے حالات
اون سے معلوم کر کے اونکی رائے سے مقرر کی۔ مقوقس کی رائے کے بموجب
مصر کا بندوبست کیا۔

کوئی صاحب یہ نہ سمجہین کہ یہ قواعد و حقوق جو اوپر بیان کئے گئے صرف
زبانی ہونگے برتاؤ شاید کچہ اور ہوتا ہو۔ نہین ہرگز ایسا نہ تہا انکی پابندی
نہایت مضبوطی سے کی جاتی تہی وہ جو فروش گندم نما کاغذی عملداریان اور

ہوتی ہین جنکے کھانیکے دانت اور ہون اور دکھانیکے اور۔

جنگ سمارق مین آپنے دیکھا ہوگا کہ مطربن فضہ نے جاپان کو گرفتار کرکے دو غلامونکے عوض اوسکو نادانستگی مین چھوڑ دیا جب اوسکے مرتبہ سپہ سالاری کا حال معلوم ہوا تو پھر گرفتار کرکے حضرت ابو عبید ثقفی کی خدمت مین لایا گیا آپنے فوراً قتل کا حکم دیدیا مگر جب معلوم ہوا کہ مطر نے اسکو امان دیدی ہے تو یہہ فرماکر رہا کردیا کہ مسلمان بمنزلہ جسم واحد کے ہین جب ہم مین سے کوئی بھی کسی بات کو منظور کرلیگا تو سبکو ماننا پڑیگی۔ بعض لوگون نے مطر سے کہا بھی کہ اسکے فدیہ کو بڑہا دو مگر آپنے جواب دیا کہ مجھسے اس سے جو عہد ہوچکا وہ ہوچکا اب نقض عہد زیبا نہین۔

ملک شام کے ایک کاشتکار نے خلیفہ عدل کے حضور مین استغاثہ دایر کیا کہ اہل فوج نے میری زراعت پامال کرڈالی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے بلاغل وغش دس ہزار درہم بیت المال سے اوسے بطور معاوضہ کے دیئے اور بہت سی خوشامد کی کہ وہ تعریف کرتا ہوا اور خوش خوش چلا گیا۔

متواتر اور پیہم احکام اطراف وجوانب کو چلے جاتے تھے کہ خبردار ذمیون پر کسیطرح کی زیادتی نہونے پاے۔ جو صاحب رتبہ مسلمان ملتا اوسے آپ یہی تاکید فرماتے کہ غیر قومونکو جو تمہاری رعیت ہین نہ ستانا اور دعا کرتے رہنا کہ سب مسلمانون کو خدا یہی توفیق دے۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ شام سے واپس چلے آتے تھے چند آدمیون کو دھوپ مین کھڑے دیکھا جنکے سر پر تیل بھی ڈالا جاتا تھا۔ آپ نے پوچھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان لوگون نے اپنے ذمہ کا جزیہ نہین دیا ہے اسلئے یہ سزا دیجاتی ہے۔ آپنے دریافت کیا کہ آخر ندینے کے لئے کچھ عذر بھی پیش کرتے ہین۔ جواب ملا۔ ناداری۔ حکم ہوا کہ چھوڑ دو اور انھین نہ ستاؤ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین لوگونکو ستاتے ہین آخرت مین خدا اونپر عذاب کریگا۔

شام کی فتح کے بعد حضرت امین الامۃ کو لکھا۔ "اے ابو عبیدہ مسلمانون کو تاکید کرتے رہنا کہ ذمیون پر ظلم نہ کرین نہ اونکو کسی طرح نقصان پہونچائین نہ بلا وجہ اونکا مال اپنے تصرف مین لائین جتنی شرطین تمنے اون سے کی ہون سب کا ایفا نہایت احتیاط اور مستعدی سے جون کا تون کرنا۔ ہماری خوشی اسمین جانو"

سچ تو یہ ہے کہ قباے شہریاری اور خلعت جہانداری ایسے ہی شخص پر زیبا ہے اور باقی جو کچھ ہے اوسے منہ چڑانا سمجھو۔

اگرچہ دیدہ ام از چشم این محفل گلستانست	ولے بے زلف جانان ہمچو سنبل دل پریشانست

اپنی وفات سے چند ہی روز پہلے آپ نے اپنے جانشین کی ہدایت کے واسطے یہ وصیت کی "مین اون لوگونکی ہدایت کے لئے جو خلیفہ ہون وصیت کرتا ہون کہ ذمیونکے ساتھ ہر عہد پورا کیا جاے۔ اونکی حمایت مین لڑا جاے اونکی طاقت سے زیادہ اونھین تکلیف نہ دی جاے" اس سے بڑھکے غیر قومونپر کون مہربان ہو سکتا ہے۔

ایک عیسائی نے حضرت عرفہ رضی اللہ تعالے عنہ کے روبرو آنحضرت صلعم کو

گالی دی جناب غرفہ نے عیسائی کے منہ پر ایسا تھپڑ مارا کہ اوسکا منہ پھر گیا عیسائی نے حضرت عمرو بن العاص کے اجلاس مین نالش کی۔ عدالت نے حضرت غرفہ کو طلب کیا۔ اونہون نے آکے بیان کیا کہ اس نے آنحضرت کو گالی دی تھی مین نے سزا دیدی۔ عدالت نے فرمایا یہ سب کچھ سہی مگر ذمیون سے تو تم اس کا معاہدہ کر چکے ہو۔ حضرت غرفہ بولے۔ نعوذ باللہ کیا اسکا بھی معاہدہ ہے کہ وہ مسلمانون کے سامنے آنحضرت کو برا بھلا کہین۔ البتہ وہ اپنے عبادتخانون مین جہان کوئی مسلمان نہو جو چاہین کرین۔ مگر حضرت عمرو بن العاص نے اونہین بغیر سزا کے نہ چھوڑا۔ یہان سے ظاہر ہے کہ ذمیونکی کیسی کیسی خاطرین تہین۔ اونکے مذہب مین کسیطرح کی روک ٹوک یا مداخلت نہین کیجاتی تھی۔ وہ ناقوس بجا سکتے تھے صلیب نکال سکتے تھے۔ اپنے تمام میلے اور جلسے کرتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ نے اہل بعلبک کو یہ امان نامہ لکھدیا تھا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ امان نامہ جمیع اہل بعلبک رومی۔ فارسی عربی کل کیلئے ہے۔ اونکی ذات عبادت خانے۔ مال و متاع۔ مکانات خارجی و داخلی اور کارخانے سب محفوظ رکھے جائینگے۔ باشندونکو اجازت ہے کہ وہ اپنے چوپایونکو پندرہ میل کے فاصلہ تک چرا سکتے ہین مگر قریہ عامریہ مین اپنے مویشی وغیرہ کو نہ اوتارین۔ جو مسلمان ہو ہمارے ساتھ نفع نقصان مین شریک ہوگا۔ یہان کے تاجرونکو اجازت ہے کہ وہ ہمارے مفتوحہ ممالک مین سفر کرین اور تجارت سے متمتع ہون۔ اللہ تعالےٰ اسپر گواہ ہے۔" اہل رقہ کو حضرت عیاض بن غنم نے یہ لکھا "جب تک اہل رقہ جزیہ ادا کرتے رہینگے انکے مال اور جان مامون رہینگے

انکے عبادتخانے خراب نہ کیے جائینگے نہ انکے یہان اقامت کیجائیگی باین شرط
کہ کوئی انمین سے غمازی نہ کرے نہ کوئی نیا کنیسہ بنائین۔ اللہ کی شہادت کافی
ہے"۔ آخر مین حضرت عیاض نے اپنی مہر لگادی حبیب بن مسلمہ نے نصاریٰ
دبیل کو یہ عہدنامہ تحریر فرمایا۔ "اُس شہر کے مجوسی۔ یہودی۔ حاضر و غائب سبکو
مین نے امن دیا۔ تمہارے اموال۔ کنائس۔ فصیل شہر سب بحال رکھی جائینگے
تمکو اپنے عہد کا ایفاء اور ادائے جزیہ و خراج لازم ہے اور تمکو اپنے عہد پر
قائم رہنا فرض۔ کافی ہے اللہ کی شہادت"۔ اہل تفلیس کو جو حبیب بن مسلمہ نے
ارقام فرمایا وہ یہ ہے۔ "یہ تحریر ہے حبیب بن مسلمہ کی اہل تفلیس کو۔ اونکی جان بیعہ۔
صومعہ۔ عبادت۔ دین۔ ہر طرح سے مامون ہین اس شرط پر کہ سرکشی نہ کرین۔
ہر مکان پر ایک دینار جزیہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اہل تفلیس کو نچا ہیئے کہ کئی کنبے
ایک ہو جائین تاکہ جزیہ کم ہو جاے نہ تمکو لازم ہے کہ خواہ مخواہ ہر گھر والے کو
جدا کرین کہ جزیہ زیادہ ہو۔ تمکو نصیحت کیجاتی ہے کہ حتی المقدور خدا اور رسول کے
دشمن سے مقابلہ کرو اور اونسے علیحدہ رہو۔ اگر کوئی محتاج مسلمان آئے تو ایک
رات اوسکو ٹھیرا کر اپنی حلال کمائی مین سے اوسکو کھلاؤ پلاؤ۔ اگر کوئی مسلمان
تمہارے یہان مارا جاے تو اوسکی دیت کی کم از کم مقدار تم سے لیجائیگی۔ اگر
تم توبہ کرو۔ نماز پڑھو۔ ہمارے دینی بھائی ہو اور ہر حال مین ہمارے شریک۔
اگر ہم کسیوجہ سے تمہاری خبر نہ لے سکین اور تم پر تمہارا دشمن غالب آجاے
تو تم ماخوذ نہوگے نہ عہد شکن سمجھے جاؤگے۔ یہ تحریر تمہارے نفع نقصان کی
حد فاصل ہے وکفی باللہ شہیدا"۔ عمرو بن العاص نے اہل مصر کو لکھا۔ "اونکی جان

خون - مال ومتاع - مدکو امان ہے - اُنکی املاک اونمین کی مقبوضہ ومملوکہ سمجھی جائینگی اور اونمین سے کسی چیز سے تعرض نہوگا"۔

حضرت حذیفہ بن الیمان نے ماہ دینار والونکو جو عہدنامہ لکھدیا تھا اوسکا خلاصہ یہ ہے "تمہارا مذہب نہ بدلا جائیگا اور نہ تمہارے مذہبی امورات مین مداخلت کیجائیگی" جرجان جب فتح ہوئی تو یہ عہد ہوا "تمہارے جان ومال و مذہب وشریعت سبکو امان دیجاتی ہے - تمہاری کسی شئے مین کوئی تغیر وتبدل نہین کیا جائیگا" آذربائجان کے عہدنامہ مین یہ لکھدیا گیا "تمہارے جان و مال ومذہب وشریعت سبکو امان ہے" علیٰ ہذا القیاس ہوقان والون سے بھی یہی عہد ہوا "تمہارے جان ومال ومذہب وشریعت کو امان ہے"۔

اشاعت اسلام خلیفہ کا فرض تھا - جناب فاروق اعظم اوسمین نہایت ہی کوشش کرتے تھے مگر اوتنی ہی جتنی کہ سمجھانے بوجھانے اور وعظ وپند سے ہوسکتی تھی - کوئی شخص بجبر مسلمان نہین کیا جاتا تھا - فاروق اعظم کا ایک غلام عیسائی تھا اوسے بہت ہدایت کی گئی مگر وہ مسلمان نہوا - آپنے لا اکراہ فی الدین - کہکے اوسے اوسکے حال پر چھوڑ دیا - یہان سے ظاہر ہے کہ مسلمانون اور ذمیونکو بالکل ہمسری حاصل تھی - ذمی کے بدلہ مسلمان قتل کیا جاتا تھا مسلمان ذمی سے ذرا سی بھی سخت کلامی نہین کرسکتا تھا - ذمیون سے جزیہ اور عشور لئے جاتے اور انکی سوا وہ کچھ بھی مسلمانونکو نہین دیتے تھے نہ مسلمان اونسے لے سکتے تھے - اسکے مقابلہ مین مسلمانون سے زکوٰۃ لی جاتی تھی جو ان دونونسے مقدار مین زیادہ ہوتی اور مسلمان اوسکے باعث سے اودھڑے جاتے تھے -

طرہ یہ ہے کہ عشور مسلمانون سے بھی لیا جاتا تھا۔ مسلمان اور ذمی دونون والنٹیرونکو ایک سی تنخواہ گھر بیٹھے بیت المال سے ملتی تھی۔ چنانچہ دہقان نہر الملک وابن بخیر خالد جمیل بصبہری دہقان الفلالیج۔ بسطام بن نرسی دہقان بابل فیل دہقان عال۔ ہرمزان اور جفینۃ العبادی کی ایک ایک ہزار اور ہرمزان کے دو ہزار مقرر ہوے تھے۔ اپاہج اور ضعیف مسلمانونکو جسطرح بیت المال سے وظیفہ ملتا اوسی طرح مجبور ولاچار ذمی کا بھی بیت المال دستگیر تھا۔ یہ قاعدہ صدیق اکبر کے عہد مین جاری ہوا اور جناب سیف اللہ خالد بن الولید نے حیرہ والون کے عہدنامہ مین اپنے ہاتھہ سے یہ لکھدیا "مین تمھین لکھے دیتا ہون کہ اگر تم مین سے کوئی بڈھا کام کرنے سے معذور ہوجاے یا اوسپر کوئی مصیبت آجاے یا غریب ہوجاے تو ہم اوسکا جزیہ بالکل معاف کردینگے اور بیت المال سے اوسے اور اوسکے متعلقین کو نان ونفقہ دینگے جب ہی تک کہ وہ ہماری عملداری مین رہیگا اور جب وہ غیر ملک مین چلا جائیگا تو ہم اوسکے ذمہ دار نہین"۔ اسی صدیقی اور خالدی حکم کو ہمارے فاروق اعظم نے بخوبی منظور کیا بلکہ اسے قرآن مقدس کی آیت سے تقویت دے کر اوسپر اور حاشیہ چڑھا دیا۔ شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور فیض گنجور نے مہتمم بیت المال کو تاکیدی حکم لکھدیا تھا کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ۔ یعنے صدقہ اور خیرات فقیرون اور مساکین کے لئے ہے۔ اس آیت شریفہ مین مسلمان وغیر مسلمان کی کوئی قید نہین۔

آپ نے ایک بڈھے ضعیف کو بھیک مانگتے دیکھا اوسے بلاکے پوچھا

کیا حال ہے۔ اوسنے جوابدیا مجھپر جزیہ لگا دیا ہے اور ادا کرنے کا سقدور نہین
پھر بھیک نہ مانگون تو کیا کرون۔ اوسکی حالت سنکر آپنے کمال تاسف کیا اور
اپنے پاس سے نقد دیکر داروغہ بیت المال کو لکھا کہ ایسے مجبور ولاچار ونکو بے
غل وغش وظیفہ دیا کرو۔ واللہ عمر کا انصاف ہرگز یہ نہین پسند کریگا کہ غیر قومونکی
جوانی سے تو فائدہ اوٹھائین اور بڈھاپے مین اونہین بھوکہا مرنے کو چھوڑدین
کہانتک اوس عدل مجسم کی باریک بینی کا بیان ہو مسلمان اور ذمی کی عزت
وآبرو اور ناموس ایک سمجھی جاتی تھے اور کوئی کلام حقارت اور ذلت کا اونکی
نسبت استعمال کرنا گناہ تہا۔ ذمیونکی ایسی ایسی ناز برداری ہوتی تہی کہ دوسری
گورنمنٹ سے ہونہین سکتی وہ اسلام کے خلاف سازشین کرتے باغی ہو ہو جاتے
مگر ضدی اور گستاخ بچونکی طرح اونکی رعایت اور خاطر داری ہی کیجاتی تہی۔
عربسوس ایک شہر شام کے اخیر کنارہ پر ایشیاے کوچک کی سرحد سے
ملا ہوا تہا۔ شام کے ساتھہ وہ بہی مسلمانونکے قبضہ مین آگیا۔ وہان کے باشندون
نے دور خا پن اختیار کیا۔ ظاہر مین مسلمانون سے ملے رہتے مگر باطن مین
رومیونکو اوکساتے اور جاسوسی کرتے تھے اونکے اس فریب سے مسلمانون کو
کئی دفعہ نقصان اوٹھانا پڑا۔ عمیر بن سعد حاکم عربسوس نے اسکی شکایت
دربار عالی مین کی۔ جناب عمر نے اونکے اس کینہ پن کا جو علاج تجویز کیا یہ تہا کہ
اے عمیر۔ تم اونکی جائداد وزمین ومویشی واسباب کی دوگنی قیمت اونہین دیدو
اور کہدو کہ وہ ٹنڈے ٹنڈے ہمارے ملک سے نکل جائین اور رومیونکی
عملداری مین جا بسین جنکے وہ خیر خواہ اور دوست ہین اگر اونکو یہ بات منظور نہو

تو ایک برس کی مہلت اونہین دو اور میعاد گذرنے کے بعد انہین ہماری قلمرو سے خارج کر دینا۔ جب اس درگذر اور چشم پوشی پر بھی باشندگان عرلسوس اپنی شرارت اور سرکشی سے باز نہ آے تو جلاوطن کر دیے گئے۔ ہم جاننا چاہتے ہین کہ آج کے دن کوئی قوم زمین کے پردہ پر ایسی ہے جو اپنے دشمنون اور باغیون سے ایسی نرمی سے پیش آے اگر ہو تو ہمین دکھلا دیجے۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ ایک کے بدلے سو سو کی جانین لی جاتی ہین اور پھر بھی صبر نہین آتا۔ یہی وجہ ہے کہ ذمی اپنے ہم مذہبونکی سلطنتونکے مقابلہ مین مسلمانون کا ساتھہ دیتے تھے۔ شاذ و نادر کسی نے عرلسوس والون کا سا رویہ اختیار کیا ہو تو اوسکے لئے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ حسود را چہ کنم کو ز خود بر نج درست۔

اقوام جراجمہ۔ سامرہ۔ اساورہ وغیرہ

جبل لکام کے علاقہ مین زراج کی کان ہے۔ یہ سرزمین بیاس اور بوتا کے درمیان واقع ہے۔ یہ دونون جرجومہ کہلاتے تھے اسلئے انکے درمیانی باشندونکو بھی جراجمہ کہتے تھے۔ بیاس کے نام سے ہمارا قیاس یہ کہتا ہے کہ جراجمہ لوگ پنجابیون کے پڑوسی تھے اور پنجاب تک قلمرو فاروقی آپہونچی تھی۔ شام مین جب رومی سلطنت تھی تو انطاکیہ کا بطریق قوم جراجمہ کا بھی حاکم تھا۔ جب ملک شام کو جناب ابوعبیدہ بن الجراح نے فتح کر لیا تو جراجمہ نے رومیونسے پناہ مانگی کہ ہمین مسلمانون سے بچاؤ کیونکہ وہ ہمین لوٹ نہ لین اور برباد نہ کر دین

لگاب رومیون مین کیا جان تہی جو انکی مدد کرتے لہذا جراجہ مسلمانون سے
لگئے۔ جناب امین الامتہ نے حبیب بن سلمہ فہری کو اوپر مامور کر دیا اور اونسے
یہ شرط قرار پائی کہ ضرورت کیوقت وہ مسلمانونکی جان ومال سے مدد کرینگے اور
جزیہ سے بری رہینگے۔ جس جنگ مین وہ مسلمانونکا ساتہہ دینگے اوسکے مال
غنیمت سے بہی حصہ پائین گے۔ جب اونکے پڑوسیون۔ تاجرون۔ ٹہیکہ دارون
اور قوم نبطی نے دیکہا کہ مسلمان کوئی خونخوار اور خود پسند قوم نہین ہے بلکہ
صلح کی طالب اور دوستانہ کی عاشق ہے تو اونہون نے بہی جراجمہ کی تقلید
کی اور اطراف وجوانب کے بہت سے دیہات اس صلح مین شامل ہوگئے۔ یہ لوگ
روادیف یعنے پیچہے رہنے والے کہلائے کیونکہ اونہون نے جراجمہ کی دیکہا
دیکہی اون سے پیچہے صلح کی تہی۔ وہ جراجمہ مین سے تہے بہی نہین روادیف کی
بابت بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ جب رومیون کا تسلط جراجمہ کے اوپر سے
اوٹہہ گیا تو وہ بطور خود مسلمانون سے لڑے اور کچہہ لوگونکو ادہر ادہر سے
سمیٹ کر اپنے ساتہہ لیلیا اسلئے وہ لوگ روادیف کہلائے۔ جب شکست پائی
تو سب نے مسلمانون سے معاہدہ کر لیا۔

یہودی قوم سامرہ کی دو شاخین تہین۔ ایک دستان۔ دوسری کوشان
کہلاتی تہی۔ یہ دونون اردن اور فلسطین مین آباد تہین۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح
نے ان لوگون سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ ہمیشہ مسلمانون کا ساتہہ دین
اور ہر حال مین اونکے ممد ومعاون رہین۔ ان پر خراج نہین لگایا گیا البتہ
ہر شخص پر تہوڑا تہوڑا جزیہ مقرر کر دیا گیا۔ بعد ازان یزید بن معاویہ نے

اپنے عہد مین ان پر خراج بھی لگا دیا۔
یزدجرد نے اپنی فوج کے مقدمہ کے افسر سیاہ اسواری کو جنگ اہواز
مین بھیجا تھا اوسنے کلبانیہ مین آکر قیام کیا۔ اوسوقت ابوموسیٰ اشعری سوس
کو گھیرے پڑے تھے۔ سیاہ اسواری نے مسلمانون کا غلبہ اور روز افزون
عزت جو دیکھی اور معلوم ہوا کہ سوس کو بھی اونھون نے فتح کر لیا ہے اور پھر بھی
کمک پر کمک اونکے لیے چلی ہی آتی ہے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس
پیام بھیجا کہ ہم اس شرط سے تمہارا دین قبول کر لینگے کہ اگر عرب ہم پر چڑھائی
کرین تو تم ہماری مدد کرو اور اونھین روکو۔ ہم تمہاری عملداری مین جہان
چاہین گے رہین گے تم ہمارے مزاحم نہین ہو سکتے۔ تمکو مسلمانون کی طرح
ہمارے وظیفے اور تنخواہین بھی مقرر کر دینی پڑینگی۔ ہم تمہارے دشمنو نسے
تو تمہارے ساتھ ہو کے لڑینگے مگر جب مسلمان مسلمانون باہم لڑائی ہوگی
تو ہم فریقین مین سے کسیکا ساتھ نہ دینگے دونونکو چھوڑ کے الگ ہو جائینگے
ان سب باتونکو ہم تمہارے خلیفہ سے منظور کرائینگے تمہاری منظوری ہمارے
کام کی نہین۔ جناب ابوموسیٰ نے جواب دیا کہ جب تم مسلمان ہو گئے تو ہمارے
بھائی ہو گئے ہمارے جان و مال کے مالک ہو ہمارے حق حقوق اور تمہارے
پھر تو ایک ہین پس یہ شرطین فضول ہین مگر سیاہ نے نہ مانا اور کہا کہ مین تو
تمہارے خلیفہ کے منہ سے ہان کرالونگا جب مانونگا چنانچہ دربار خلافت
کو عرضی گئی اور جواب آیا کہ مسلمان ہوتے ہین تو جو وہ کہین ہمین بسر و چشم
منظور ہے وہ ہمارے بھائی ہو کے ہمارے آغوش عاطفت مین رہینگے

ہمارا گھر بار سب اونکا ہے۔ جب اونکو یہ جواب دکھایا گیا تو۔ لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔ نے سبکو دائرہ اسلام مین داخل کر دیا۔ سیابچہ۔ اندغار۔ زط۔ قومین سندہ کی تھین اونہون نے اساورہ کی جب یہ عزت افزائی دیکھی تو وہ بہی خوشی بخوشی مسلمان ہوگئے۔ ابو موسیٰ نے اون سب کو بصرہ مین بسادیا۔

غلامی پر فاروقی عنایت

اس نہایت پرانی اور گہری جڑ پکڑے ہوے رسم کو آپ اپنی دہ سالہ حکومت مین کثرت کار کے باعث معدوم تو نہین کر سکے البتہ اتنا کر دیا کہ غلام غلام نرہے بہائی بند سمجھے جانے لگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت مین مرتد قبائل کے جو لوگ لونڈی غلام بنالئے گئے تھے آپنے اون سب کو یکلخت آزاد کر دیا۔ اسکے ساتھہ یہ قاعدہ بہی جاری کر دیا کہ اہل عرب غلام بنائے ہی نہین جاسکتے گو آئمہ مجتہدین نے اونکے حکم کو نہ مانا ہو چنانچہ امام احمد حنبل نے فرمایا ہے "مین عمر کی اس رائے کو نہین مانتا کہ اہل عرب غلام نہ بنائے جائین"۔ نہ مانو مگر عمر کا فیصلہ نہایت اولیٰ اور انسب تھا۔

غیر قومونکو غلام بنانے کی نسبت البتہ وہ اہل فوج کے اصرار پر ایکدم سے غالب نہ آسکے تاہم اتنا ضرور کیا کہ عملاً غلامی کو بہت کم کر دیا۔ عراق اور مصر مین باوجود فوج والونکے اصرار کے بہی کوئی لونڈی غلام نہین بنایا گیا یہانتک کہ مصر کے جو لوگ فوج اسلام سے لڑے تھے اونہین غلام بناکر اہالیان فوج نے

عرب بھیجدیا تھا حضرت عمر نے اونھین واپس کردیا کہ یہ غلام نہین بنائے جاسکتے۔
شام کے شہرونمین بھی غلامی کا پتہ بہت کم چلتا ہے۔ مناذر کے لوگون کو لڑائی سے
پکڑکر کے فوج والون نے حضور مین بھجوادیا تھا مگر فاروق اعظم نے سبکو چھوڑ
دیا اور لکھدہ بھیجا کہ انپر جزیہ وخراج مقرر کردو غلام کیون بناتے ہو۔ ابوموسیٰ
اشعری کو حکم دیا گیا تھا کہ خبردار کسی کاشتکار اور پیشہ ور کو غلام نہ بنانے دینا
یہ قاعدہ آپ ہی کا مقرر کیا ہوا ہے کہ صاحب اولاد لونڈی نہ خریدیجائے
نہ بیچی جائے جسکے معنے یہ ہوے کہ وہ لونڈی نہ رہی یہ بات آپ ہی کی ایجاد ہے
قرآن مجید مین ہے کہ اگر غلام اپنے آقا کو لکھدے۔ مین اتنا روپیہ آقا کو دونگا
تو مدت معینہ مین زر مقررہ ادا کرکے بالکل آزاد ہوسکتا تھا۔ علما نے اس قاعدہ
کو واجب نہین مانا۔ آقا کو اختیار تھا کہ معاہدہ قبول کرے یا نکرے لیکن
حضرت عمر نے اس قاعدہ کو وجوبی کردیا چنانچہ سیرین حضرت انس کے غلام نے
مکاتبت چاہی اور انس کے انکار کرنے پر فاروق اعظم کو خبر کی آپنے حضرت
انس کے درّے لگائے اور سند مین کلام مجید کی آیت دکھائی۔
غلامی کے روکنے کے لئے جو رعایتین آپ نے کین اونمین ایک نہایت
خداترسی اور انسانی ہمدردی کی بات یہ بھی ہے کہ جو بہت مدت پہلے سے غلام بنے
ہوے تھے اونکے حقمین وہ وہ فاروقی عنایتین ہوئین کہ غلامون کو آقاؤن کی
ہمسری حاصل ہوگئی۔ اہالیان بدر کی تنخواہین جب مقرر کین تو اونکے غلامونکی
تنخواہین بھی اونہین کے برابر قرار پائین۔ یہان ولایتی اور دیسی کی تنخواہون
اور عہدونمین زمین وآسمان کا فرق ہوا کرتا ہے اور دیسی کی قدر اپنے کتہ سے

کم سمجھی جاتی ہے۔ غلام کی برابر سہی سمجھے جائین تو سجدۂ شکر ادا کرنا چاہیئے۔
آپکو اسبات کی بہت احتیاط تہی کہ غلامون سے اونکی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے
چنانچہ گاہ گاہ مدینہ کے اطراف ونواحی کے دیہات مین جاکر ملاحظہ فرماتے تہے
اور جس غلام پر زیادہ مشقت کا کام دیکھتے تخفیف کردیتے تہے۔

جب عاملان اطراف وجوانب کے طریق عمل اور چال وچلن کی تفتیش ہمارے
فاروق اعظم کو منظور رہوتی تو سب سے پہلے یہ سوال کرتے کہ اوسکا برتاؤ غلامونکے
ساتھہ کیسا ہے اگر اسی سوال کا جواب آپکے خاطرخواہ نہ ملتا تو فوراً اوس عامل کو
موقوف کردیتے تہے۔ خود جب کہانیکو بیٹہتے غلامونکو اپنے برابر ساتھہ بیٹہا
کہلایا کرتے اور حاضرین کو سنا سنا کے فرماتے تہے۔ "خدا اون لوگونپر لعنت کرے
جنہین غلامون کے ساتھہ کہانے مین شرم آتی ہے"۔

فوج کے سردارون کے نام عام حکم جاری کردیا تہا کہ اگر تمہارا غلام کسی
قوم کو امان دیدے تو اوسکے معاہدہ کا ماننا تم پر اور سب مسلمانون پر فرض
ہوگا۔ حکم تہا کہ غلامونکو عزیز واقارب سے ہرگز ہرگز جدا نہ کرنا۔ یہ نہین ہوسکتا تہا
کہ باپ کو کوئی اور خرید لیجاے اور ماں کو کوئی اور لیلے۔ بیٹی کو کوئی اور مول
لے تو بیٹے کو کوئی اور۔ اگر کئی رشتہ دار بطور غلامونکے فروخت کئے جاتے
تو سب باہم ہی بکتے تہے اور حکم تہا کہ انہین الگ نہ رکہنا۔ جناب فاروق اعظم
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم لونڈی غلامونکے باب مین فقہ والون نے یون
نقل کئے ہین۔

جب دو بہائی بکین تو ایک دوسرے سے الگ نہ بیچا جاے

بچہ اپنی ماں سے علیحدہ نہ کیا جاے کیونکہ کلام مجید کا حکم یون ہی ہے
وَلَا تُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

جناب عمر نے غلاموں کی جو اتنی دلداریان اور قدر افزائیان کین تو بڑا فائدہ اونکی حکمت عملی سے یہ ہوا کہ غلاموں مین بڑے بڑے صاحب کمال پیدا ہونے لگے جنکی تمام زمانہ عزت کرتا ہے۔ آئمہ حدیث مین بڑے معزز و مقتدر جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ غلام تھے۔ آپکے امام مالک کے اوستاد حضرت نافع غلام تھے۔ دونون بزرگوار عکرمہ و نافع عہد فاروقی ہی کے تربیت یافتہ ہین۔

تقرر عہدہ داران و عمّالان

فاروق اعظم ایسے بیدار مغز اور باریک بین تھے کہ نہایت قابل۔ لایق۔ راستباز اور متدین اشخاص کو عہدہ دار مقرر کرتے تھے آپکا قول تھا کہ جس بادشاہ نے اپنے دوست یا رشتہ دار کو عامل بنایا اوسنے اللہ و رسول اور مسلمانونکی خیانت کی اور جسنے فاسق کو جان بوجھکر حاکم کیا وہ بھی خاین ہے حضرت عمر کی آنکھون مین خدا نے وہ نور عطا فرمایا تھا کہ جس سے وہ آدمی کے اندر کا حال معلوم کر لیتے تھے نظر پڑی نہین اور معلوم کر لیا کہ یہ آدمی کس لیاقت کا ہے۔ بس شعور سے دم واپسین تک جتنے آدمی آپنے دیکھے سب کی وقعت نظر کی ترازو نے تول رکھی تھی۔ تعجب یہ ہے کہ کبھی آپکی انگل نے غلطی نہین کی۔ فرمان لکھکے ہر عامل کو دیا جاتا اوسمین اوسکی تقرری اور اختیارات و فرائض درج ہوتے تھے۔ بہت سے مہاجرین اور انصار کی گواہیان اوسپر ثبت ہوتی تھین۔ وہ اپنی جگہ پہونچکے

مجمع عام مین اوس فرمان کو سناتا تاکہ سب کو اوسکے اختیار و فرائض معلوم ہوجائین۔ اگر وہ اپنے اختیارات سے باہر قدم رکھتا تو لوگ اوسکے احکام کا اپیل دربار خلافت مین کرتے اور اوسکی بداعمالی پر اوس سے سخت باز پرس ہوتی تھی۔ خلیفہ برحق کی بیدار مغزی اور روشن ضمیری سے لوگ ایسے خائف تھے کہ دور والے بھی یہی سمجھتے تھے کہ عمر کا کوڑا ہماری پیٹھ پر ہے۔ کوئی ایسا نہ تھا کہ آنکھین کھولکے کام نہ کرے۔ نظر فاروقی ہمیشہ اسطرف تھی کہ میری قلمرو کا ایک ایک بچہ عاملونکے فرائض سے آگاہ و خبردار ہوجاے۔ اسی لئے پے در پے اور متواتر ہر مقام اور مختلف موقعونپر آپ اونکا بیان اپنے خطبونمین کردیا کرتے تھے۔ ایکدفعہ آپنے ایک بڑے مجمع مین عاملون کی طرف مخاطب ہوکے یہ فرمایا۔ اے میرے عمال یاد رکھنا کہ مین نے تمھین رعیت پر امیر اور سخت گیر کرکے نہین بھیجا ہے بلکہ امام اور مربی و سرپرست بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تمھاری تقلید کرکے نیک و پاک بنین اور تم مربی کی طرح اونکے ہر دکھ سکھ مین پاے تسکین ہوجاؤ۔ تم لوگ رعیت کے حقوق ادا کرنا اون پر مار پیٹ ہونے کے روادار نہونا کسیوقت اونھین ذلیل نہونے دینا اونکی بیجا تعریف کرکے اونھین غلطی مین نہ ڈالنا۔ اپنے مکان کے دروازے اونکے لئے کبھی بند نہ رکھنا کہ ظالم لوگ غریبون اور ضعیفونکو ستانے نہ پائین۔ کسی بات مین اپنے آپ کو اونپر ترجیح نہ دینا یہ اون پر ظلم ہوگا۔

سب صحابہ کے سامنے اور سبکو جتا کر اور حاضرین کی گواہیان کرا کے آپ عامل مقرر کیا کرتے تھے تاکہ مجمع عام مین سب دیکھ لین اور پرکھ لین کہ

کس کس لیاقت اور دیانت کے لوگ عامل بنائے جاتے ہین - اگر کسیکو مقرر کردہ شخص کی نسبت کوئی اعتراض ہو تو سب کے سامنے بیان کردے - یہی وجہ تھی کہ ملک کے لب لباب اور عالی جناب اور صاحب لیاقت ہی لوگ حکمران ہوتے رہے اور رعایا امن وامان اور سکھ چین مین اور گورنمنٹ نیکنام اور سرسبز رہی - ہر عامل سے عہد لیا جاتا تھا کہ

مین ترکی گھوڑے پر سوار نہونگا -

باریک کپڑے نہ پہنون گا -

چھنا ہوا آٹا نہ کھاؤن گا -

میرے دروازہ پر دربان نہ رہینگے -

رعیت کے لئے ہر وقت اپنے مکان کا دروازہ کھلا رکھونگا -

یہ شرطین اکثر فرمان تقرری مین لکھدیجاتی تھین اور مجمع عام مین بھی پڑھ کے سنادی جاتی تھین - فاروقی گورنمنٹ کے عہدہ دار ملکوتی صفات ہوتے تھے جنکی گود مین رعیت کو جنت کا مزہ آجاتا تھا -

تقرری کے وقت عامل کے پاس جتنا مال واسباب ہوتا اوسکی تفصیل لکھلی جاتی - اگر اوسکے بعد اوسکی مالی حالت اعلیٰ اور شان وشوکت زیادہ دکھائی دیتی تو اوسکی طرف سے کان کھڑے کر لئے جاتے کہ کہین یہ رعیت کو لوٹے تو نہین کھاتا ہے اگر زیادہ شبہ ہوا تو سخت مواخذہ ہوتا تھا - ایکدفعہ بہت سے عامل اسیطرح کی جوابدہی مین گرفتار ہوگئے تھے جناب فاروق اعظم نے اونکے مال واسباب کی تحقیقات کی اور اونہین واقع مین غیر معمولی طور سے

متمول پاکے اونکا آدہا مال بیت المال مین داخل کرالیا۔
قاعدہ کی بات ہے کہ حج مین دور دور کے آدمی آکے مکہ و مدینہ مین جمع ہو جاتے ہین اسلئے سب عاملونکو یہی تاکید کی گئی کہ تم لوگ بہی حج کو آیا کرو۔ حضرت عمر مجمع عام مین کہڑے ہوکے منادی کرادیتے کہ جسکو کسی عامل کی کوئی شکایت ہو تو میرے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ ذرا ذرا سی باتون کی شکایتین پیش ہوتین اور اونکی تحقیقات ہوکر علاج کیا جاتا تہا۔ ایکدفعہ حاجیون عام مجمع مین آپ نے کہڑے ہوکر فرمایا کہ اے لوگو مین عامل مقرر کرکے اسلئے تمپر نہین بہیجتا ہون کہ وہ تمہارا مال چہینین اور تمپر مار کوٹ کرین بلکہ وہ رسول اللہ صلعم کا طریق تمہین سکہانے جاتے ہین۔ اگر کوئی عامل اسکے برخلاف کرتا ہو تو مجہے مطلع کرنا مین اوسے سزا دونگا۔ عمرو بن العاص نے آپکا یہ کلام سنکر کہا کہ اے امیر المومنین اگر کوئی ادب دینے کے لئے کسیکو مار یگا تو کیا آپ اوسے بہی سزا دینگے۔ حضور نے جواب دیا کہ اوس خدا کی قسم جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے مین ضرور سزا دونگا کیونکہ رسول اللہ ایسا ہی کیا کرتے تہے اے لوگو خبردار مسلمانونکو نہ مارا کرو۔ اس سے وہ ذلیل ہو جائینگے۔ اونکے حقوق نہ تلف کرنا ورنہ وہ کفران نعمت کرنے لگینگے۔

کہین کسی عامل نے ایک آدمی کو سو دُرّے لگا دیئے اوسنے حضور کی خدمتمین آکر شکایت کی۔ اوسوقت تمام عُمال کا مجمع ہو رہا تہا۔ آپنے اوسی عام مجمع مین مستغیث کو حکم دیا کہ اسی جلسہ مین تو بہی سو کوڑے عامل کے لگا حضرت عمرو بن العاص حاکم مصر کو یہ بات ناگوار گذری اور کہڑے ہوکے فرمایا کہ امیر المومنین

یہ آپ کیا کرتے ہین اسمین آپکے عمال بے عزت ہونگے اور سب عاملونکو گران معلوم ہوگا۔ فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے ابن العاص یہ سب کچھ صحیح مگر مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ ظالم سے انتقام نہ لون اسنے اس غریب کو بیقصور مارا کیون جب حضرت عمرو بن العاص نے دیکھ لیا کہ ان تلون بالکل تیل نہین اور مستغیث بدلا لینے پر تلا ہوا ہے تو ہار کر مستغیث کی خوشامد کی اور ہاتھ پائون جوڑ کر ایک ایک کوڑے کے بدلے دو دو اشرفیان اوسے دیکر عامل کا قصور معاف کرایا۔ انصاف وعدل اسکا نام ہے کہ گورنر مصر کو ایک ادنیٰ درجہ کے عام آدمی کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑے۔ عاملونکی جو شکایتین پیش ہوتی رہتی تھین اونکی تحقیق وتنقیح کے لئے آپنے محمد بن مسلمہ انصاری کو متعین فرمایا تھا۔ یہ بزرگ اجل صحابہ مین سے تھے اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ساتھ رہ چکے تھے۔ ایکبار صاحب التحیۃ والثنا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ضروری امر کے لئے باہر جانے کا جب اتفاق ہوا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی کو مدینہ مین اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ اسی وجہ سے فاروق اعظم نے محمد بن مسلمہ کو یہ اہم کام سپرد کر دیا تھا۔ جب کسی عامل کی شکایت دربار خلافت مین پیش ہوتی تو محمد بن مسلمہ موقع پر جاکے مجمع عام مین لوگونکا اظہار لیتے اور تفتیش کرتے تھے۔

سننے اور غور کرنے کی بات ہے کہ ایرانیون نے بڑے جوش وخروش اور شد ومد سے جنگ کی تیاریان کین اور ڈیڑھ لاکھ سپاہ سے آندھی کیطرح نہاوند کو آگھیرا۔ کیسا نازک وقت تھا۔ مسلمانونکے دم اوسوقت سخت تشویش سے

ناک مین تھے کہ کسی نے فاتح قادسیہ جناب سعدؓ بن وقاص کی شکایت حضور فاروقی مین پیش کی جو اُس زمانہ مین حاکم کوفہ تھے۔ کوفہ سے بھی فوجون پر فوجین مسلمانونکی مدد کو نہا وند آرہی تھین مگر عدل فاروقی نے ان باتون کی کچھ پروانہ کی اور فرمایا گو یہ وقت نازک اور پرخطر ہے مگر سعد کی تحقیقات نکرنا بھی سراسر کمزوری سلطنت اور عدل کے خلاف ہے۔ فوراً محمد بن مسلمہ کو تحقیق کے لئے کوفہ روانہ کردیا۔ اونہون نے کوفہ کی ہر مسجد مین جاکے لوگونکے اظہار لئے اور سعد بن وقاص کو لیکر مدینہ مین حاضر کیا جہان فاروق اعظم نے خود اونکے اظہار لئے۔

ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کی نسبت لوگ شاکی ہوے کہ۔ اونہون نے اسیران جنگ مین سے ساٹھ نوجوان رئیس زادے چھانٹ کر بڑی شان کے ساتھ اپنا باڈی گارڈ بنایا ہے۔ اپنی لونڈی کو عمدہ عمدہ اور نفیس کپڑے پہناتے ہین جو عام مسلمانونکو نصیب بھی نہین ہوتے۔ کاروبار سلطنت اور سیاہ وسفید حکومت زیاد بن سمیہ کے سپرد کر رکھا ہے خود خبر بھی نہین ہوتے۔ اب تحقیقات شروع ہوئی پہلا الزام تو بے بنیاد نکلا۔ تیسری شکایت کی نسبت ابو موسیٰ اشعری نے خود اقرار کیا کہ زیاد بڑا عقلمند ہے اسلئے مین نے اوسے اپنا مشیر بنالیا ہے۔ جناب فاروق نے زیاد کو اپنے پاس بلاکر اوسکا امتحان لیا۔ اوسے لایق وقابل پایا اسلئے خود حکم دیدیا کہ بصرہ والے ضرور اسکو اپنا مشیر بنائے رہین عقلمند ونکو اپنے شامل حال رکھنا بڑے فائدہ کی بات ہے۔ دوسرے الزام کا جواب البتہ ابو موسیٰ کچھ نہ دے سکے اسلئے وہ لونڈی اون سے چھین لی گئی۔

جس عامل کی نسبت شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ذوق شوق کا شبہ ہوتا یا اگر کوئی عامل بیمار کی عیادت کو جانا ناپسند کرتا اور نہ جانا اوسکا ثابت ہوجاتا۔ یا یہ سنا جاتا کہ اوسکے دربار مین کمزور اور غریب کو بار نہین ملتا تو وہ فوراً معزول کردیا جاتا تھا۔

ایکدن کا ذکر ہے کہ عدل وانصاف کے عاشق زار رحم مجسم جناب فاروق اعظم سیدھی سادی وضع مین بازار سے گذرے۔ ایک سمت سے آواز آئی کہ عمر کیا ظالمون کے لئے چند قاعدے مقرر کرکے تم خدا کے عذاب سے اپنا پیچھا چھوڑا لوگے۔ ہرگز اس بھروسہ مین نہ رہنا۔ تمکو یہ خبر تک نہین کہ عامل مصر عیاض بن غنم مہین اور بیش قیمت پوشاکین پہنتا ہے اور دربان اوسکے دروازہ پر مقرر ہین۔ یہ سنکر آپنے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جاؤ عیاض بن غنم جس حالت مین ہون اوسی مین یہان لے آؤ۔ محمد بن مسلمہ جو وہان پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ واقع مین عیاض بن غنم باریک کپڑے پہنے بیٹھے ہین۔ آپ اونکو اوسی لباس اور وضع سے ساتھ لیکر مدینہ چلے آئے۔ حضرت فاروق نے اونکے وہ کپڑے اوتروا کے بالون کے کرتے اپنے اونہین پہنائے اور ایک گلہ بکریون کا اونکے سپرد کرکے حکم دیا کہ انہین جنگل مین چرانے پھرو۔ اب کسکا مجال تھا جو عمر کے سامنے انکار کرے کہ مین اس حکم کی تعمیل نہین کرتا۔ عیاض بن غنم بار بار یہی کہتے تھے کہ اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے۔ حضرت عمر نے جو یہ سنا تو فرمایا کہ تجھے بکریان چرانے سے اب شرم آنے لگی ہو لگیا کہ تیرے باپ کا نام غنم اسی لئے ہے کہ وہ بکریان چرایا کرتا تھا۔ آخر عیاض نے دل سے توبہ کی

اور دم واپسین تک اپنے فرائض سے غافل نہوے۔

کوفہ مین سعد بن وقاص نے اپنے لئے محل بنوالیا تھا اوسے منہدم کرادیا۔ ایسے تعرض سے آپ کا یہ مقصد نہ تھا کہ لوگونکے طرز معاشرت اور ذاتی افعال مین دست اندازی کرکے اونکی آزادی مین فرق ڈالا جاے بلکہ آپ تمام ملک کو مساوات اور جمہوریت کے رنگ مین رنگنا چاہتے تھے اور وہ بغیر اس انتظام کے ناممکن تھا یعنے عام لوگونکو اختیار رہے جو چاہین کرین اونکے افعال کا اثر دور تک نہین پہونچ سکتا مگر ہان بادشاہ اور ارکان دولت جس رنگ مین ڈوبے ہوتے ہین وہ عالگیر ہو جاتا ہے۔ ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

اہلکاران سلطنت کو فارغ البال اور متدین رکھنے کے واسطے آپنے اونکی بڑی بڑی تنخواہین مقرر کردی تھین۔ صوبہ دارونکی تنخواہ پانچ ہزار تک تھی۔ مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ الگ رہا۔ امیر معاویہ بڑے سازو سامان اور شان و شوکت سے شام مین رہتے تھے۔ جناب فاروق نے اونکے جاہ و حشم کو دیکھکے ایکدفعہ کہا بھی تھا کہ معاویہ کیا کسریانیت تم مین آگئی ہے یہ نوشیروانی اوج موج کیسا۔ حضرت معاویہ نے یہ کہکر گو کی بچائی کہ یہان رومیونکا قرب رہتا ہے اون سے میل جول ہے اگر اس طرح نہ رہا جاے تو سلطنت کا رعب داب قایم نہین رہ سکتا۔ شاید ایسی ہی کچھ مصلحت دیکھکر فاروق اعظم خاموش ہو رہے ہون ورنہ عیاض بن غنم کا سا حال کرتے۔

مصر مین حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے نے کسی قبطی کو بیقصور مارا قبطی نے مدینہ آکر حضرت فاروق سے فریاد کی۔ خلیفہ عادل نے عمرو بن العاص کے

بیٹے کو عدالت مین حاضر ہونیکا حکم دیا۔ دونون باپ بیٹے حاضر دربار ہوے۔
اوسوقت قبطی کو ایک کوڑا دیا گیا اور حکم ہوا کہ تو بھی عمرو بن العاص کے بیٹے کو
مار۔ اللہ رے عدل۔ گورنرونکے بیٹے سر دربار ادنیٰ ادنیٰ سے لوگونسے پٹوائے
جاتے ہین۔ یہ مسلمانون ہی کا جگر ہے دوسرے سے ایسا نہین ہوسکتا۔ قبطی
لڑکے کو مار کر چاہتا تھا کہ عمرو بن العاص کو مارے۔ وہ چلّا اوٹھے۔ اے
امیر المومنین قصور تو لڑکے کا تھا اور اوسنے اپنی سزا پالی۔ یہ بلاوجہ مین کیون
معتوب ہوتا ہون جناب فاروق نے قبطی کو روکدیا اور عمرو بن العاص سے کہا
کہ اے عمرو بن العاص۔ تمنے کیا لوگونکو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ آدمی اپنی
ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے۔ یہ وہ قول ہے جسپر بڑے بڑے تعلیم یافتونکو
ناز ہے حالانکہ پہلے یہ فاروق اعظم کے منہ سے نکلا تھا اور ہمارے ممدوح
ہی نے اسپر عملدرآمد کرنیکی دل وجان سے کوشش بھی کی اور اوسے کر دکھایا
مدعی لوگ اسے قلم ہی سے لکھتے ہین مگر عمل کرنے کو اونکا دل ہرگز نہین چاہتا
روایت مذکورہ بالا کو لکھکر ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہے۔ "ایسی ہی بہترین
اور شریف ترین عادتون سے فتوحات فاروقی مین برقی سرعت آگئی تھی"
کیونکہ شام وعراق اور مصر کے رہنے والے اپنے حکام کے ظلم سے تنگ
ہو رہے تھے اونکے حکام اونہین سخت حقیر اور ذلیل سمجھتے تھے جب اونہین
یقین ہوگیا کہ مسلمان فاتح مفتوحہ قومونکو اپنی چہاتی سے لگاکے اپنا ہمسر
بنا لیتے ہین تو دل وجان سے اونکے دوست بنگئے۔ پس ہمارا وہ قول کہ
اسلام نے اپنی روشنی دنیا پر ڈالکر لوگونکو باد غہی کا سبق دیدیا محض بے بنیاد

شہین ہے اس زمانہ کے کوڑہ مغز چاہے نہ سمجھین۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	انچہ اوستاد ازل گفت ہمان میگویم

جناب فاروق اپنے عاملونکی تحریرون پر ایسا جواب لکھدیتے جو صرف چار لفظون کا ہوتا تھا مگر معنے دیکھو تو بڑے وسیع ان کو توقیعات کہتے ہین سعد بن ابی وقاص عامل عراق نے آپسے مکان بنانیکی اجازت طلب کی۔ آپنے اونکی تحریر پر لکھدیا "این بابکنک من الھواجر واذی المطر" تم ایسا مکان بنالو جو تمہین مینہ اور آندہی کی تکلیف سے بچالے۔ کتنا سیدہا اور سادہ جواب دیا ہے یون نہ کہا کہ میان دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے پل کیطرح اسپر سے گذرے چلے جاؤ مکان بنا کے کیا کروگے تاکہ عامل صاحب کو حضرت مسیح کی طرح خدا کی شکایت کرنے کی نوبت نہ آئی "پرندون کے لئے بسیرے ہین مگر ابن آدم کو سر رکھنے کے لئے بھی جگہ نہین" حضرت عمرو بن العاص کے ایک خط کے جواب مین لکھدیا تھا۔ "اے عمرو بن العاص اپنی رعیت کیساتھ ویسے ہی برتاؤ کرنا جیسا تم چاہتے ہو کہ تمہارا امیر تمہارے ساتھ کرے" سبحان اللہ۔ یہ عربی کے چار لفظ ہین "کن ارعیتک کما تحب ان یکون لک امیرک" اور جو سارے دنیا کے تمدن و سیاست کو اپنے پیٹ مین چھپائے بیٹھے ہین۔

جب آپکے پاس کہین سے کوئی مہمان آتا تو آپ اوس سے مراسم ضروری کے بعد اوس جگہ کے عامل کی کیفیت دریافت فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ظالمونکو عامل بنانا ایسا ہے جیسے بکریونکا چرواہا بھیڑیہ کو بنایا جاوے

اور کاٹنے والے کتے کو اپنے دروازہ پر باندہا جاے - آپکا عاملین کو حکم تہا کہ مدینہ مین دنکو آدین رات کو نہ آیا کرین تاکہ مال چہپا کر اپنے گہر مین نہ رکہہ سکین آپکا حکم تہا کہ جو لوگ باہم رشتہ دار ہین وہ ایک جگہہ نہ رہین کہ حقوق مین جہگڑا نہو جاے لیکن گاہ گاہ ملنے جلنے مین ہرج نہین -

ایک عیسائی مورخ لکہتا ہے کہ حضرت عمر زیادہ تر خدا ترس اور سچے خوش اعتقاد مسلمان کو عامل مقرر کرتے تہے - جہان اونہون نے دیکہا کہ کسی عامل نے تجارت یا کسی اور تدبیر سے بہت سی دولت جمع کر لی ہے فوراً اوسکا نصف مال لیکر بیت المال مین داخل کرا لیا - یہ بات اونکی ظلم یا بددیانتی نہین تہی - چنانچہ عامل کوفہ سعد بن وقاص عمرو بن العاص عامل مصر - اور ابی ہریرہ عامل بحرین وغیرہ کے ساتہہ ایسا ہی کیا گیا اور کوئی اونکا کبہی شاکی نہوا بلکہ اولٹا آپ کا شکریہ ادا کرتا تہا -

ہر سال حج کے موقع پر آپ عاملونکی حالت جانچا کرتے اور معمولی سی بداعمالی پر بہی اونہین موقوف کر دیا کرتے تہے - ایسے ہی ایک موقع پر آپ نے ایکدفعہ عمیر بن سعد عامل حمص کو محاسبہ کے لئے مدینہ طلب فرمایا - دیکہتے کیا ہین کہ چند روز کے بعد ننگے پیر نہارمنہ ہاتہہ مین اٹہیا - چمڑہ کا توشہ دان لئے اور کاٹہہ کا پیالہ اور کاٹہہ کا طباق کندہے پر اٹکاے گورنر صاحب حمص کہڑ کہڑ کرتے چلے آتے ہین -

حضرت عمرؓ - عمیر تمہاری یہ کیا حالت ہے - کیا وہ ملک برا ہے جہان کے تم حاکم ہو -

عمیرؓ۔ امیر المومنین یہ آپ نے کیا فرمایا۔ میری حالت تو خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ وہ دنیا کی کونسی چیز ہے جو میرے پاس نہین۔ کیا آپ نہین دیکھتے کہ سارا سامان عیش اپنے ساتھہ رکھتا ہون۔ کس منہ سے اوس منعم حقیقی کا شکر بجا لاؤن۔

حضرت عمرؓ۔ اوہو۔ بڑے خوش معلوم ہوتے ہو۔ ہم بھی تو دیکھین تمہارے پاس عیش کے کیا کیا سامان ہین۔

عمیرؓ۔ واہ آپ کو ابھی تک نہین دکھائی دیا۔ دیکھو اول تو یہ عصا ہی جسکے سہارے چلتا ہون اور ٹیک لگاتا ہون۔ دشمن سامنے آجاے تو اسی سے بچاؤ بھی کر لیتا ہون دوسری چیز یہ چمڑہ کا توشہ دان ہے اس مین میرے سب کھانے پینے کی چیزین مزے سے دھری رہتی ہین۔ اس کاٹھ کے طباق مین آٹا گوندھ لیتا ہون اور اس کاٹھ کے پیالہ مین پانی پیا کرتا ہون۔ پھر کونسی چیز ہے جو میرے پاس نہین اور بادشاہ کے پاس ہے۔ آپکے دکھانے ہی کے لئے تو مین اپنے سارے سامان سے لیس ہو کر آیا ہون تاکہ آپ بھی خوش ہون اور میرے ساتھہ ملکر خدا کا شکر بجا لائین۔

حضرت عمرؓ۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اچھا یہ تو بتاؤ تم نے اپنے ملک کا کیا انتظام کیا۔

عمیرؓ۔ سنو۔ اونٹونکے مالکون سے زکوٰۃ مین اونٹ لیا کرتا ہون۔ ذمیون سے جزیہ وصول کرتا ہون۔ جو کچھہ محاصل ہوتا ہے اوسے فقیرون

مسکینون اور مسافرونکو دیدیتا ہون مجھے ایک کوڑی نہین بچتی - اے امیرالمومنین اگر اُس آمدنی مین سے مجھے کچھ بھی بچتا تو مین فوراً اوسی آپکے سامنے حاضر کرتا - خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہین رہتا -

حضرت عمرؓ - اچھا اچھا - آپ اپنے ملک کو واپس جائین اور اپنا کام کرین مین نے آپ کو بڑی تکلیف دی -

ایک زمانہ مین سعید بن عامر بن حذیم جمحی حاکم حمص تھے - جب حضرت فاروق شام تشریف لیگئے ہین تو حمص والون نے سعید کی شکایت آپسے کی اور چاہا کہ وہ موقوف کردیئے جائین - آپنے بہت تاسف کیا اور بولے یا الٰہ العالمین تو سعید کے بارہ مین میری فراست کو ضایع نہ کیجو - پھر سعید کو اپنے پاس بلایا اور اونکے سامنے حمص والون سے کہا کہ اپنی شکایتین بیان کرو - اونھون نے عرض کی کہ حضور آپ بہت دن چڑھے تک گھر مین گھسے رہتے ہین باہر نکلنے کو انکا جی ہی نہین چاہتا ہمین جب کام پڑتا ہے تو دروازہ پر انتظار مین بیٹھے بیٹھے ناک مین دم آجاتا ہے اور ہمارا حرج ہوتا ہے وہ الگ -

حضرت عمر - سعید تم نے سنا یہ لوگ کیا کہتے ہین - اسکا جواب دو -

سعید - حضرت میرے پاس کوئی نوکر چاکر نہین - اپنی ہاتھ سے آٹا گوندھتا ہون اور خمیر اوٹھنے تک ٹھیرا رہتا ہون - پھر روٹی پکاتا ہون اور وضو کرکے باہر چلا آتا ہون - اسمین یہ گھبرا جاتے ہین - آپ ہی غور کرین مین جتنا اپنا خرچ زیادہ بڑھاؤنگا وہ بوجھ انہین کے سر پڑیگا -

حضرت عمر۔ (حمص والون سے مخاطب ہو کر) ۔ اچھا اور کیا شکایت ہے ۔

اہل حمص۔ حضور ایک غضب اور ہے ۔ رات کو جاہے انکے دروازہ پر کوئی چیخے چلاے سر پھوڑے مگر یہ نہین سنتے ۔ اکثر شب ہو ہو جاتا ہی کہ کہین خدانخواستہ کوئی انہین مار تو نہین گیا جو خون ہمارے سر پڑے

سعید۔ اے امیر المومنین ۔ اگرچہ مین اسبات کو کسی پر ظاہر نہین کرنا چاہتا تا مگر آپ کی عدالت کا ادب ہے جو اسکا جواب دیتا ہون ۔ سنئے دنکو مین نے آپکی زیست کی خدمتگذاری کے لئے وقف کر دیا ہے جہانتک مجھسے ہو سکتا ہے دل وجان سے خدمت کر دیتا ہون رات تو مجھے خداوند کریم کی یاد کے لئے ملنا چاہیئے ۔ اگر اوسمین بھی انہین کی زق زق مین مصروف رہون تو قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا ۔ ان سے کہدیجئے کہ رات مین مجھے نہ ستایا کرین ۔

حضرت عمر۔ لوگو ۔ تم نے سعید کا جواب سنلیا ۔ اب اور کیا کہنا چاہتے ہو ۔

اہل حمص۔ ہفتہ مہینہ مین ایکدن ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے حاکم صاحب دولتخانہ سے باہر ہی نہین نکلتے ۔

سعید۔ حضور سچ کہتے ہین ۔ اوسدن اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتا اور صاف کرتا ہون ۔ اونکے سوکھنے مین شام ہو جاتی ہے پھر کیسے نکلون ۔

حافظ ابو نعیم نے بروایت خالد بن معدان حلیہ مین یہ شکایت اور ایزاد کی ہے کہ اہل حمص نے امیر المومنین کیخدمت مین عرض کیا ۔ یہ لوگونکے سامنے بیہوش

ہو جاتے ہین جسکا جواب حضرت سعید نے یہ دیا کہ جسوقت خبیب انصاری کو کفار نے درخت پر لٹکا کر اونکے ٹکڑے ٹکڑے کیئے اور اونسے پوچھا کہ کیا تم اسبات کو پسند کرتے ہو کہ اسوقت تمہاری جگہہ محمدؐ ہوتے۔ خبیب نے کہا۔ نہین ہرگز نہین۔ مین نہین چاہتا کہ اونکے ایک کانٹا بھی چبھے اور مین آرام سے ہون یہ کہکر یا محمد کا نعرہ لگایا۔ اے امیر المومنین یہ سب واقعہ میری آنکھونکے سامنے گذرا مین اوسوقت مشرک تھا اسلیئے مین نے اونکی مدد نہ کی۔ تو یہ قصہ مجھکو یاد آگیا اور مین نے سوچا کہ خدا مجھکو اس سنگدلی کی خطا پر کبھی نہ بخشیگا اسی وجہہ سے مین بیہوش ہوگیا۔

یہ سنکر جناب فاروق اعظم سجدہ مین جھک پڑے اور بولے۔ اے رب العالمین تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تونے سعید بن عامر کے بارہ مین میری راے کو غلط نہین ہونے دیا۔ پھر باشندگان حمص سے فرمایا کہ بھائیو۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے جو ایسا مقدس اور متبرک اور خداترس حاکم تمہین ملا۔ ایسا آدمی تو چراغ لیکر بھی ڈھونڈھو گے تو نہین ملیگا۔ انہین کو خوشامد کرکے لیجاؤ اور خدا کا شکر کرو۔

اہل حمص ۔ خدا ایسے خلیفہ اور ایسے حاکم کو ہمارے سر و نپر سلامت باکرامت رکھے۔ ہمین بھی اب سوائے انکے دوسرا حاکم منظور نہین۔ انکی برکت سے تو اور ہماری لاکھون بلائین ٹلی ہینگی۔

قصہ کوتاہ حمص والے جو جمہ تن فریادی بنکے دربار خلافت مین آئے تھے سراسر شکر گذار بنے ہوے سعید بن عامر کو آنکھونکی پتلی بنا کر لیگئے۔

ایکدفعہ جناب فاروق اعظم نے حمص والون کے نام حکم بھیجا کہ اپنے ہان کی
فقرا کے نام ہمین لکھو۔ وہان سے فہرست آئی تو اوسمین گورنر حمص عمیر بن سعید کا
نام بہی مندرج تہا۔ یہ عمیر بن سعید وہ ہین جنکا ذکر خیر ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔ قرینہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ سعید بن عامر کے صاحبزادہ ہین جو بعد اپنے
والد ماجد کے گورنر حمص ہوگئے ہونگے کیونکہ اولد سر لابیہ بڑا زبردست قرینہ ہے
دونون صاحبونکے حال بتا رہے ہین کہ ایک ہی صدف کے گہر شاہوار ہین
جنہین فاروق اعظم کی جوہر شناس نظر نے خوب تاڑا تہا۔ فہرست پر نظر ڈالکر
حضرت عمر نے پوچہا یہ عمیر کون ہے۔ معلوم ہوا کہ امیر حمص ہین۔ تعجب سے فرمایا
پہر امیر کا نام فقیرونمین کیون شامل کر دیا گیا۔ لوگون نے عرض کی اسلئے کہ
حمص مین ان سے بڑہکے کوئی فقیر نہین۔ پوچہا اے صاحبو تنخواہ بہی تو اوسے
ملتی ہوگی وہ کدہر جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ تنخواہ تو کیا مال ہے اگر آپ اپنا بیت
المال گہڑی بہر کے لئے بہی اوسے سپرد کر دین تو دوسری گہڑی مین اوسکی
زمین کی خاک بہی آپکو نظر نہ آئیگی۔ یہ سنکر جناب فاروق نے پانسو روپیہ عمیر بن
سعید کو بہیجے اور لکہا یہ ہمنے تمہین نذر بہیجے ہین اپنے صرف مین لانا۔ جناب
عمیر نے اوسیوقت خیرات کر دیئے۔ بیوی نے کہا۔ کاش پانچ ہی روپیہ بچتے
تو میرے کام آتے۔ حضرت عمیر نے فرمایا کہ پہلے سے کیون نہ کہا مین تمہین بہی
دیدیتا اب کہنے بیٹی ہو جب سب بٹ چکے ہین۔ اچہا پہر دیکہا جائیگا۔

کہین کسی عامل نے اپنے لئے بیت الخلا بنانیکے واسطے بیت المال مین سے
دس درہم لیلیئے تہے حضرت فاروق کو جو اسکی اطلاع ہوئی تو اوسے موقوف

کر دیا کہ تیری قضاے حاجت کے لئے کہین جگہہ نتھی جو بیت المال کے دس درہم تونے خرچ کر دیئے۔

حضرت سلمان فارسی حاکم مداین صوف کا لباس پہنتے تھے۔ گدہا سواری مین تھا اوسے بھی کبھی کاٹھی اور زین نصیب نہوا جو کی روکھی روٹیان کہایا کرتے تھے۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ایکدن ایک رئیس آپ سے ملاقات کرنے آیا کیا دیکھتا ہی کہ گورنر صاحب بیٹھے آٹا گوندہ رہے ہین۔ اوسنے حیرت کی راہ سے پوچھا کہ ای ابا عبداللہ یہ آپ کیا کرتے ہین۔ ارشاد ہوا بھائی۔ میرا خادم ایک کام کو گیا ہی مین نے کہا کہ لاؤ یہ کام مین ہی کر لون تاکہ اوس بیچارہ کو زیادہ تکلیف نہو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدت کا زمانہ جب قریب آیا تو آپ رویا کرتے اور فرماتے تھے۔ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ آخرت مین ایک گھاٹی ہوگی جس سے وہی گذر سکیگا جو ہلکا پھلکا ہوگا افسوس ہین کیسے گذر سکونگا جسکے پاس اتنی چیزین ہین۔ لوگون نے جو آنکھین پھاڑ پھاڑ کے آپکے چارون طرف دیکھا تو گھر مین سوائے ایک بوریہ۔ ایک لوٹے اور ایک ہانڈی کے کچھہ نظر نہ آیا۔

جناب امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر شام و اجنادین تھے صوف کا لباس پہنتے۔ موٹے ناج کی روکھی سوکھی کہا لیا کرتے تھے۔ سواری مین گدہا رکھتے تھے۔ لوگون نے ہر چند سمجھایا کہ حضرت آپ یہ کیا کرتے ہین ظاہری حیثیت درست کیجیے دشمنون کا قرب ہے اسلام کی ہیبت قایم نہ رہیگی۔ ارشاد ہوا کہ واللہ مین اپنی وہ حالت ہرگز نہ تبدیل کرونگا جو آنحضرت صلعم کی نظر انور سے گذر چکی ہے ایک دفعہ فاروق اعظم نے دو ہزار روپیہ امین الامۃ کیخدمت مین بھیجے۔ لیجانیوالے سے

کہدیا کہ دیتے ہی نہ چلے آنا ذرا شیر کرد یکھنا یہی کہ وہ ان روپیون کا کیا کرتے ہین
اوسکا بیان ہے کہ جناب امین الامۃ نے وہ سب روپیہ اپنی لونڈی کو دیا اور کہا
اتنا فلان شخص کو دے آ۔ اتنا فلان کو۔ غرضکہ وہ سب اوسی وقت نام بنام تقسیم
ہوگئے۔ لیجانے والے نے اسکی اطلاع جناب فاروق سے کردی۔

اسی طرح سے معاذ بن جبل کی نسبت مشہور ہے کہ اونہین جو کچھہ دیا جاتا تھا
غریبون اور مسکینون مین تقسیم کردیتے تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آیا ہوا روپیہ تقسیم
کرتے کرتے جناب معاذ کے پاس ایک دینار باقی رہگیا۔ اونکی بیوی بولین واللہ
ہمسے بڑھکے دنیا مین کوئی محتاج نہین یہ ایکدینار ہمین دیدیجئے۔ حضرت معاذ نے
وہ دینار اونہین پر پھینک مارا کہ خیر تمہین لیلو۔ یہ حال سنکے جناب فاروق اعظم نے
فرمایا کہ اس باب مین ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل دونون بھائی بھائی ہین
حضرت فاروق نے ایکدفعہ پانچہزار روپیہ سعید بن عامر عامل حمص کو بھیجے اور
کہا کہ یہ روپیہ تمہارے ذاتی خرچ کے لئے تمہین دیا جاتا ہے۔ اونکی بیوی روپیہ
دیکھکر بولین کہ اب خداوند کریم نے ہمین غنی کردیا اور آپ ہماری فکر سے فارغ
ہوگئے۔ سعید نے کہا دیکھو مین اسکو ایسے کام مین صرف کرونگا جس سے تمکو
بڑا فائدہ ہو اور ضرورت کیوقت تمہارے کام آے۔ آخرت بڑی مشکل کا وقت ہے
یہ فرماکے اوس روپیہ کی چند تھیلیان بنائین اور ایک نیک اور معتبر آدمی کو دیکر
کہا کہ فلان فلان اشخاص کو دے آ۔ چنانچہ وہ روپیہ حاجتمند مسکینون مین تقسیم
ہوگیا۔ تھوڑا سا بچا تھا وہ بیوی کو دیدیا اور کہا کہ اسے تم اپنے کام مین لاؤ۔ بیوی نے
پوچھا کہ اگر کہو تو اس سے ایک خادم مول لے لین حضرت سعید نے جواب دیا۔ بیوی

سب سے زیادہ ضروری اور اہم وقت تو قیامت کا ہے اوسدن خادم خود بخود
تمہارے پاس آجائیگا اب کیون خادم بہم پہونچاتی ہو جانے بھی دو۔ روایت ہے
کہ جب روپیہ حضرت سعید کے پاس آتے آپ مغموم و ملول ہو جاتے گویا روپیہ کا آپکے
سامنے آنا ایک مصیبت تھی۔ ایکدفعہ روپیہ جو آئے تو آپ رونے لگے۔ بیوی نے
گھبرا کے پوچھا کہ خیر تو ہے۔ فرمایا کہ سخت مصیبت ہے۔ اچھا اپنا دوپٹہ مجھے دو
اونہون نے اپنی اوڑھنی دیدی۔ آپنے اوسے پھاڑا اور الگ الگ پوٹلیان
باندھکے سب تقسیم کر دیا جب چین آیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز پڑھ چکے
نور و نا شروع کیا اور روتے روتے ہی صبح ہو گئی۔ صبح کے وقت فرمایا کہ مین نے
جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ میری امت کے فقرا اغنیا
سے پانسو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اون فقرا کی بہتیرے مل ملاکر
ایک مالدار بہشت مین گھس جائیگا جو ٹانگ پکڑکے وہان سے نکالدیا جائیگا
روایت ہے کہ حمص مین حضرت سعید پر فاقہ پر فاقہ ہوتا تھا نوبت بانجا رسید کہ
گورنر صاحب کا افلاس زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ ہوتے ہوتے جناب
امیر المومنین کو اطلاع ہوئی تو دو ہزار روپیہ حضرت سعید کو بھیجدیئے اور قسم کے ساتھ
لکھا کہ انہین اپنے ذاتی اور اپنے متعلقین کے خرچ مین لانا۔ جسوقت آپنے جناب
فاروق کا فرمان عالی شان پڑھا اور اوسکے ساتھ قسم بھی دیکھی تو ڈاڑھین مار مار کے
رونے لگے۔ بیوی نے گھبرا کے پوچھا کہ میری جان آپکے قربان۔ کیا حال ہے
کہین خدانخواستہ امیر المومنین کی وفات کی خبر تو نہین آئی۔ آپنے فرمایا اس سے
بھی بڑھکے۔ بیوی بولین تو کیا کہین مسلمانون سے جنگ عظیم چھڑ گئی۔ حضرت سعید

نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ۔ بیوی نے پوچھا للہ بتاؤ تو سہی کہ پھر ہوا کیا جو اتنے بے چین ہو۔ آپکو اور بھی زیادہ رقت ہوئی۔ جب بیوی نے زیادہ اصرار سے پوچھا تو فرمایا کہ بیوی کہانتک اپنی کمبختیونکو روؤن جب دیکھو مصیبت دنیا مین مبتلا کردیا جاتا ہون۔ حالانکہ رسول اللہ کی صحبت مین رہا دنیا مین ملوث نہین کیا گیا۔ ابوبکر صدیق کی رفاقت بھگتی دنیا نے اتنے حملے مجھپر نہین کئے۔ فاروقی زمانہ میرے اوپر ایسا مصیبت کا وقت ہے کہ دنیا بار بار مجھے ستاتی ہے۔ یہ عہد میرے لئے بہت برا ہے حضرت امیرالمومنین نے میرے ذاتی خرچ کے لئے دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے ہین اور قسم بھی دلائی ہے کہ اپنے ہی خرچ مین لانا۔ مین رسول صلعم سے سن چکا ہون کہ امیرون سے پہلے فقیر جنت مین داخل ہونگے۔ خدا کی قسم اسی لئے مین دنیا کے مال سے محبت نہین رکھتا کہ کہین فقیرونسے پیچھے نہ رہجاؤن۔ یہ سنکر بیوی پر بھی ہیبت طاری ہوگئی اور کہا تو اسے ٹالو۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی پرانا کپڑا ہو تو لاؤ۔ اونھون نے اپنی ایک پرانی اوڑھنی لادی۔ آپنے اوسکی دس تھیلیان بنائین اور وہ سب روپیہ اونمین بھرکے توبرہ مین رکھدیئے۔ حمص کے باب الرستاق سے باہر نکلے اور سب تھیلیان بانٹ دین۔ ایک جو بچی وہ اپنی بیوی کو دیدی اور فکر و تردد سے نجات پائی۔

ابوالمختار زید بن قیس نے عامل اہواز کی شکایتین نظم مین لکھکے جناب فاروق اعظم کیخدمت مین پیش کین جنمین سے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

(۱) اے قاصد اسے بھی امیرالمومنین کی خدمت مین پہونچادے کیونکہ وہ

اللہ بزرگ و برتر کے امین ہین۔

(۲) ہم لوگون مین آپ اللہ کے امین ہین آپکو مین اپنی جان سپرد کرتا ہون۔

(۳) آپ گائون کے سردارونکو ہرگز نہ چھوڑین وہ بڑے بڑے دستر خوانپر خدا کا مال بے کھٹکے حلق سے اوتارے چلے جاتے ہین۔

(۴) حجاج[۱] اور جزر[۲] اور بشر[۳] کے پاس کسیکو بھیجئے اور اون سے باز پرس فرمائیے اونھون نے بڑا اندھیر مچا رکھا ہے۔

(۵) نافعین[۴] اور ابن غلاب[۵] کو بھی نہ بھولئے جو قبیلہ سراۃ بنی نصر سے ہین۔

(۶) عاصم[۶] بھی عیب سے پاک نہین نہ وہ جو بنی بدر مین سے سوق پر حاکم ہے

(۷) نعمان[۷] اور صقر[۸] بن غزوان سے بھی حساب طلب ہو مین بیشک اونکی سچی خبرین دیتا ہون۔

(۸) اہل رساتیق مین یہ بات قابل ذکر ہے کہ شبل[۹] اور محرش[۱۰] سے بھی مال طلب فرمائیے۔

(۹) مین تو ایک خفیہ مخبر ہون اور زمانہ کی عجائبات کو حضور کے پیش نظر کرتا ہون مجھے شہادت مین نہ طلب فرمائیگا۔

اس نظم کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر دینے والے نے گیارہ عمال اور بہت سے سرداران دیہ کی شکایات دربار خلافت مین پیش کی ہین۔ ہمارے ذی ہوش اور عاقل و روشن ضمیر خلیفہ نے ان سب حکام کا آدھا آدھا مال بیت المال مین داخل کرالیا اور تقسیم کے وقت یہانتک انصاف کو برتا کہ دو جو تو مین سے ایک جوتا بھی لے لیا۔ اس مطالبہ مین ابوبکرہ بھی تھے۔ اونھون نے عذر

پیش کیا کہ مین عامل نہین ہون مجھے اس تحقیقات مین کیون شامل کیا جاتا ہے۔
جواب ملا کہ عامل نہ سہی عامل کے بھائی تو ہو۔ تمہارے بھائی ابلہ کے بیت المال
اور عشور کے مالک ہین اور تم اونکے سر مزے اوڑاتے ہو۔ غرضکہ ابو بکرہ سے بھی
دس ہزار دینار یا نصف مال لے ہی لیا۔ دیکھئے سرپرستی اور نگرانی اور خیر خواہی و
ہمدردی اسکا نام ہے کہ جہان مسلمانون کا پیسہ بیجا اوٹھتا ہوا معلوم ہوتا ہے
وہان اپنا خون اور پسینا ایک کر دیا جاتا ہے اور لینے کے نام مسلمانون کی ایک
کوڑی بھی اپنے اوپر خرچ کرنے مین دل دکھتا ہے سوکھی روٹیان جو کی زیتون کے
تیل سے کھاتے ہین پیٹ مین درد اور نفخ اور قراقر ہو ہو جاتا ہے مگر چپنے آٹے اور
گوشت اور گھی سے پرہیز ہے۔ کپڑے نہین سترہ سترہ پیوند چمڑہ کے لگے ہین مگر
مسلمانون کے غم سے فرصت نہین۔ ہم ایک طرف تو اسلامی وقف کے متولیون کو
ہدایت کرتے ہین کہ عمر فاروق کے حال سے نصیحت پکڑین ورنہ سخت پشیمان ہونگے
ہمارے فاروق اعظم عشرہ مبشرہ مین ہین اور سپہ سالار وقف سے اتنا ڈرتے تھے
جیسے قسائی سے گائے۔ پھر وہ کس شمار و قطار مین ہین۔ دوسری طرف اون
گورنمنٹون سے داد طلب ہین جنہین ذی ہوشی کا دعوی ہے کہ عمر فاروق نے
جیسی خبر اپنی گورنمنٹ کی رکھی کیا آج کے دن دنیا مین کوئی ایسی گورنمنٹ ہے
جو اپنی قلمرو کے تنکے سے ایسی خبر رکھتی ہو۔ اسکے بعد ہم ایک خاص مصلحت سے
اتنا اور کہنا چاہتے ہین کہ ہم فاروق اعظم کی نہایت تعظیم کرتے ہین مگر یہ ضرور
کہینگے کہ قرب الی اللہ اور مذہبی تقدس سے اونکا مرتبہ نہایت ارفع اور اعلی ہے
جسے کوئی نہین پہونچ سکتا مگر سلطنت کے امورات مین جو احتیاطین کہین اونہین

جو مستعد ہو جاے وہی کر سکتا ہے۔

مصر کے نامور فاضل علامہ جرجی زیدان اڈیٹر رسالہ الہلال نے جو ہماری راے مین عیسائی ہین اپنی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی مین لکھا ہے کہ جب عمر بن الخطاب نے دفترون کی درستی اور فوج والونکی تنخواہین مقرر کرنے سے فرصت پائی تو عاملونکے وظیفے متعین کرنیکی طرف متوجہ ہوے۔ سب سے پہلے آپنے عمار بن یاسر کو کوفہ کا افسر فوج اور نماز کا امام بنا کے بھیجا اور دونون خدمتون کے لئے چھ سو درم ماہواری مقرر کر دیا۔ اونکے ماتحت محررون اور مؤذنون وغیرہ کی تنخواہین جدا جدا مقرر کر دین۔ عثمان بن حنیف زمین کی پیمائش کے افسر پانچ درم نقد یومیہ اور پانچہزار درم سالانہ پر مقرر ہوے۔ عبد اللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی کئے گئے اونہین سو درم ماہوار اور چوتھے دن ایک بکری ملتی تھی۔ شریح بصرہ کے قاضی کو سو درم ماہوار نقد اور دس جراب بوری غلہ بھی ماہ بماہ ملتا تھا۔ معاویہ بن ابی سفیان کو دائی شام ہزار درم سالانہ پر مقرر کیا۔ اونہون نے عاملونکو اپنا یار بنانے کے لئے اونکے ساتھہ بہت سی رعایتین کین جو اونکے بعد جاری رہین۔ امیر معاویہ ہی نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ خراسان سجستان کا حاکم مطلق مقرر کر کے سیاہ و سفید کا مالک کر دیا اور تنخواہ کچھ بھی نہین کی۔ وہ محاصل ملکی مین سے جو چاہتا لیلیا کرتا تھا۔ عمرو بن العاص کو والی مصر مقرر کرنے مین بھی ایسی ہی رعایتین ملحوظ رکھی گئی تھین۔

بادشاہی کی لیاقت دریافت کرنے کے واسطے نہایت ضروری امر یہ دیکھنا ہے کہ بادشاہ نے اپنی ماتحتی مین کیسے کیسے لوگ رکھے ہین اگر اوسکے مصاحب۔ مشیر درباری۔ کارکن اور نوکر چاکر سب عقیل۔ مدبر اور تجربہ کار و ہوشیار ہین تو سمجھہ لو کہ

وہ بادشاہ بھی قابل ہے ورنہ بادشاہی اوسکے لئے ایک جھول ہے اور بس - لہذا
ہمین جہانتک تحقیق ہوسکا ہے ہم اپنے ناظرین کو یہ دکھاتے ہین کہ ہماری فاروق
اعظم نے سلطنت کی کل چلانیکے لئے کیسے کیسے پرزور اور چلتے ہوے پرزے
استعمال کئے تھے جن سے اونکی سلطنت ضرب المثل ہوگئی ہے - بادشاہ کے لئے
مردم شناسی اور قدردانی کی نہایت ہی ضرورت ہے بغیر ان کے ایک سال بھی
سلطنت کے چھکڑے کو کوئی نہین گھسیٹ سکتا - اب اراکین سلطنت فاروقی کی
فہرست جہانتک کہ ہم پہونچ سکی ہے ملاحظہ ہو - جس سے صاف پیدا ہے کہ
مسلمانونمین سے چوٹی کے آدمی سب ہی تو چن لئے اور کسی لیئق و قابل کو گھر مین جین سے
نہین بیٹہا رہنے دیا تھا سچ ہے -

گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین	البشر کے دیکھنے والے البشر کو دیکھتے ہین

(۱) امین الامت جناب ابو عبیدہ بن الجراح - مشہور صحابی - عشرہ مبشرہ مین سے
ہین - نہایت بزرگ - مقدس - جان نثار اسلام - والی شام -

(۲) جناب ذی النورین عثمان بن عفان - خلیفہ سوم - عشرہ مبشرہ مین سے ہین -
آپ ہی بیعۃ الرضوان کے باعث ہوے - آنحضرت و خلفاء راشدین کے کاتب
و مشیر با تدبیر - صاحب افتا -

(۳) اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابیطالب - خلیفہ چہارم - عشرہ مبشرہ مین سے
ہین - صاحب ذوالفقار - فاتح خیبر - داماد رسول اللہ - مشیر و صلاح کار - صاحب
افتا -

(۴) حضرت عبد الرحمن بن عوف - مشہور و معروف صحابی - عشرہ مبشرہ مین سے ہین

مشیر و وزیر۔ صاحب افتا۔

(۵) حضرت سعد بن ابی وقاص زہری عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ آنحضرتؐ کے مامون حاکم عراق۔

(۶) سیف اللہ القہار جناب خالد بن الولید۔ ہر بر میدان وغا۔ تینون بزرگونکے زمانہ مین سپہ سالار رہے۔

(۷) حضرت عمرو بن العاص۔ مشہور و معروف صحابی۔ فاتح مصر۔

(۸) یزید بن ابی سفیان۔ انسے بڑھکر لائق و فایق بنو امیہ مین دوسرا نہ تہا۔ عامل شام

(۹) حضرت امیر معاویہ۔ یزید کے بہائی۔ سیاست و تدبیر ملکت مین یگانہ روزگار والی شام۔

(۱۰) حضرت عقیل بن ابیطالب۔ (۱۱) مخرمہ بن نوفل۔ (۱۲) جبیر بن مطعم۔ فن انساب کے ماہر۔ تقرر وظائف مین افسر بنائے گئے۔

(۱۳) حضرت سلمان فارسی۔ مشہور اصحاب مین سے ہین خیر خواہ و جان نثار اسلام تعلیم وغیرہ کا کام آپکے سپرد تہا۔

(۱۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ سیاست مین مشہور و معروف۔ حاکم بصرہ۔

(۱۵) عتبہ بن غزوان مہاجرین مین سے ہین۔ بصرہ آپ ہی نے بسایا۔

(۱۶) عتاب بن اسید حضورؐ نے انکو مکہ کا عامل کیا تہا اب بہی اسی عہدہ پر ممتاز رہے

(۱۷) عبادہ بن صامت۔ سرگروہ انصار جلیل القدر اصحاب مین سے ہین فلسطین و شام مین تعلیم کا کام بہی آپکے ذمہ تہا۔

(۱۸) ابی بن کعب۔ جلیل القدر اور مشہور و معروف اصحاب مین سے ہین۔ صاحب افتا

(۱۹) زید بن ثابت - بڑے پایہ کے بزرگ تھے - ایکمرتبہ حضرت عمر نے انکی بزرگی وعلم کیوجہ سے گھوڑے کی رکاب پکڑی اور فرمایا کہ ایسے لوگونکے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کیا کرو - میر منشی وصاحب افتا -

(۲۰) ابو درداء - حدیث وفقہ مین مشہور - صاحب افتا - شام مین تعلیم کا کام بھی سپرد تھا

(۲۱) ابوہریرہ - حدیث مین مشہور ومعروف صاحب افتا - عامل بحرین -

(۲۲) معاذ بن جبل - اعلم وافضل صحابہ مین سے ہین - صاحب افتا -

(۲۳) محمد بن مسلمہ - اجل صحابہ مین سے ہین - آنحضرت کیوقت مین مدینہ کے عامل رہ چکے ہین - افسر تحقیقات کنندہ -

(۲۴) نافع بن عبد الحارث - صحابہ مین عالم وفاضل مشہور تھے - (۲۵) عثمان بن فرقد - کوفہ - (۲۶) حجاج بن علاط - بصرہ - (۲۷) معن بن یزید - شام - (۲۸) علقمہ بن حکیم - ایلیا - (۲۹) علقمہ بن مجزز - رملہ - (۳۰) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح - صعید - (مصر) یہ سب حکام مین سے ہین -

(۳۱) خالد بن العاص - ابوجہل کے بھتیجہ - بڑے معزز آدمی تھے - اراکین سلطنت مین سے ہین -

(۳۲) عثمان بن ابی العاص - ارتداد کے ہنگامہ مین طائف آپ ہی کی حسن تدبیر سے سنبھلا رہا - والئ طائف -

(۳۳) یعلی بن امیہ - سخاوت وفیاضی مین مشہور تھے - حاکم یمن -

(۳۴) علاء بن الحضرمی - بہت عالی حوصلہ اور پر اثر تھے - آنحضرت کے عہد مین یمن کے عامل تھے عہد فاروقی مین بحرین مین افسر مقرر ہوے -

(۳۵) عیاض بن غنم - فاتح جزیرہ - والی جزیرہ اور مصر -

(۳۶) عثمان بن حنیف - حساب کتاب اور مساحت مین ید طولیٰ رکھتے تھے کلکٹر کوفہ مقسم بندوبست اضلاع فرات -

(۳۷) حذیفہ بن الیمان - جناب عثمان کے ساتھہ آپ بھی پیمائش کے کام پر مامور ہوے تھے - آنحضرت کے راز دار ہین - عامل مداین -

(۳۸) ہرثمہ بن عرفجہ ازدی - موصل مین فوجی چھاؤنی آپ ہی نے تعمیر کرائی - گورنر موصل -

(۳۹) عمیر بن سعد - زہد و تقویٰ مین یکتا تھے - عامل حمص -

(۴۰) عمار بن یاسر - اجلہ صحابہ مین سے ہین - بڑے پایہ کے بزرگ تھے - حاکم کوفہ -

(۴۱) عبداللہ بن مسعود - جلیل القدر صحابی ہین - کوفہ مین افسر خزانہ ہونیکے علاوہ تعلیم کا کام بھی آپکے سپرد تھا -

(۴۲) عبداللہ بن خلف - کاتب دیوان - کوفہ -

(۴۳) زیاد بن سمیہ - سیر منشی بے بدل - بصرہ -

(۴۴) خالد بن حرث دہمانی - افسر خزانہ اصفہان -

(۴۵) سمرہ بن جندب - اکابر صحابہ مین سے ہین - حاکم سوق الاہواز -

(۴۶) نعمان بن عدی بن نضلہ - مشہور صحابہ مین سے ہین - گورنر میسان و کور دجلہ -

(۴۷) قدامہ بن مظعون - افسر پولس بحرین -

(۴۸) عبداللہ بن ارقم - مشہور صحابہ مین سے ہین - افسر خزانہ - (۴۹) عبدالرحمٰن (۵۰) معیقب - افسران ماتحت -

(۵۱) عبداللہ بن عتبہ - نگران بازار -

(۵۲) نعمان - صاحب الخراج مداین -

(۵۳) حجاج بن عتیک ثقفی - مشہور مدبر - عامل فرات -

(۵۴) بشر بن المحتفز - عامل جندیسابور -

(۵۵) جزء بن معاویہ - احنف کے چچا - بصرہ میں گھڑولنکا اہتمام امنین کے سپرد تھا - حاکم سرق -

(۵۶) سلمان بن ربیعۃ الباہلی - سلمان الخیل کے لقب سے ممتاز تھے - کوفہ میں گھوڑوں کی غرور و پرداخت آپ ہی کے سپرد تھی - قضا کا کام بھی کرتے تھے -

(۵۷) نفیع - (۵۸) ابوبکرہ - (۵۹) نافع بن حرث بن کلدہ - ان کے بھائی ابن غلاب خالد بن حرث - بیت المال اصفہان کے نگران -

(۶۰) عاصم بن قیس بن الصلت السلمی - عامل مناذر -

(۶۱) صہر بن غزوان - (۶۲) مجاشع بن مسعود سلمی داماد عتبہ بن غزوان - حاکمان ارض بصرہ -

(۶۳) شبل بن معبد البجلی احمسی - محصل غنیمت -

(۶۴) ابن محرش ابو مریم الحنفی - قضا کے منصب پر بھی سرفراز تھے - عامل راہرمز -

(۶۵) عمرو بن عتبہ - افسر رسد - شام -

(۶۶) حویطب بن عبدالعزی - (۶۷) سعید بن یربوع - (۶۸) ازہر بن عبد عوف معہ مخرمہ بن نوفل مہتممان حدود حرم -

(۶۹) شریح - کوفہ - (۷۰) کعب بن سور الازدی - بصرہ - (۷۱) جمیل بن معمر -

(۷۲) عبدالرحمن بن ربیعہ۔ (۷۳) ابو قرۃ الکندی۔ (۷۴) عمران بن الحصین افسر تعلیم۔ یہ سب منصب قضا پر مامور تھے۔

(۷۵) معقل بن یسار۔ (۷۶) عبداللہ بن مغفل۔ (۷۷) عبدالرحمن بن غنم۔ شام۔ (۷۸) حبان بن ابی جبلہ۔ مصر۔ یہ سب صاحب قرآنجید و احادیث نبوی اور فقہ کی اشاعت اور تعلیم پر متعین تھے۔ انکے علاوہ اور بہت سے چیدہ چیدہ اور منتخب لوگ فاروق اعظم کے کارکنوں میں سے تھے جنکا ذکر مناسب مقامات پر آیا ہے

عدالت اور قضا

جناب فاروق اعظم نے اپنے خلیفہ ہونے سے چند ہی روز بعد صیغہ عدالت کو انتظامی صیغہ سے الگ کر دیا۔ تمام اضلاع میں عدالتیں قایم کر کے قاضی مقرر کر دیئے۔ ابو موسیٰ اشعری حاکم کوفہ کو ایک فرمان لکھا جسمیں عدالت کے تمام اصول بخوبی منضبط ہیں اوسے ہم یہاں لکھتے ہیں۔

حمد خدا کے بعد واضح ہو کہ قضا بڑا ضروری فرض ہے اے ابو موسیٰ اسے بڑے اہتمام اور غور و خوض سے ادا کرنا۔ اپنے سامنے اپنی انصاف میں سب لوگوں کو برابر رکھنا۔ خبردار۔ کوئی کمزور انصاف سے مایوس نہونے پائے اور ہوشیار۔ کسی رو دار اور بڑے آدمی کو تمہاری رو رعایت کی ذرا بھی امید نہو۔ ابو موسیٰ۔ بغیر ان دو خوبیوں کے سلطنت خدا کی لعنت ہے۔ بار ثبوت دعویٰ کرنے والے کے ذمہ ہے اور انکار کرنے والے کے لئے قسم۔ فریقین اگر باہم صلح کر لیں تو اچھا ہے بشرطیکہ اوس سے

حلال حرام اور حرام حلال ہونے پاے۔ کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کر دیا ہے
اور آج تمہین اوسکی تجویز مین کوئی غلطی نظر آے تو مقتضاے انصاف
یہ ہے کہ اپنی تجویز کی ترمیم مین ذرا بھی نہ شرمانا کیونکہ دنیا والون کے
آگے ذلت اوٹھالینا بہتر ہے اس سے کہ خدا کے سامنے نامنصف
کہلاؤ۔ جس مسئلہ مین تمہین شبہ ہو اور قرآن وحدیث مین اوسکی بابت
تمہین کوئی حکم نہ ملے تو اوسپر بار بار غور کرو اور اوسکی مثالون اور
نظیرون پر خیال دوڑاؤ۔ پھر اپنے قیاس کو لگاؤ۔ اگر کوئی آدمی کوئی
ثبوت پیش کرنا چاہے تو اوسکی پیشی کے لئے مناسب میعاد مقرر کر دیا
کرو۔ اگر وہ ثبوت دیدے تو اوسکا حق دلایا کرو ورنہ مقدمہ خارج
کر دینا چاہیئے۔ مسلمان سب ثقہ ہین۔ سواے اون لوگونکے جنہین
حد کی سزا مین دُرّے لگاے گئے ہون یا جنکی نسبت ثابت ہو کہ
انہون نے عدالتہین کبھی جھوٹی گواہی دی تھی یا وراثت
مین مشکوک ہون۔

اس فرمان واجب التعظیم مین عدالت کی نسبت جو عدل مجسم خلیفہ نے قانونی احکام نافذ
فرماے ہین اونہین ملاحظہ کیجیئے سارے قانون کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔

(۱) جج جب اپنی کرسی پر بیٹھ جاے تو اوسے اپنے پراے اور بڑے چھوٹے
اور زبردست وکمزور کا خیال بالاے طاق رکھکر سب کے ساتھ یکسان برتاؤ
کرنا چاہیئے۔

(۲) بار ثبوت عموماً مدعی کے ذمہ ہے۔

(۳) مدعا علیہ اگر کوئی ثبوت یا شہادت نہین رکھتا اور اوسے مدعی کی کسی بات سے انکار ہی ہے تو اوس سے قسم لی جائیگی۔

(۴) فریقین ہر حالت مین صلح کر سکتے ہین لیکن خلاف قانون بات مین صلح نہین ہو سکتی۔

(۵) فیصلہ ہو جانیکے بعد بھی جج اپنی رائے سے نظر ثانی کر سکتا ہے۔

(۶) تاریخ پیشی مقدمہ مقرر ہونی چاہیئے۔

(۷) تاریخ معینہ پر اگر مدعا علیہ نہ حاضر ہوگا تو مقدمہ یکطرفہ فیصل ہوگا اور جو مدعی نہ حاضر ہوگا اور مدعا علیہ کو اوسکے دعوے سے انکار ہوگا تو مقدمہ عدم پیروی مین خارج کیا جائیگا۔

(۸) ہر مسلمان قابل ادائے شہادت ہے۔ مگر سزا یافتہ یا مسلم الثبوت دروغ گو قابل گواہی نہین۔

اگر ہمارے عرش آشیانی حضرت اکبر قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف کردہ ایک دفعہ اور انمین ملالی جاے تو خاصا نو دفعات کا ایک اسلامی ایکٹ بنجاتا ہے۔ جناب ممدوح نے اپنے عمال کی ہدایت کے لئے یہ ایک عام حکم جاری کر دیا تھا۔

(۹) خبردار۔ بہت کرکے اپنے فیصلہ کا دارومدار زبانی شہادت پر نہ رکھنا کچھ مقدمہ کی اصل بھی تمہین معلوم رہے ورنہ بیٹھے ہوے سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کرتے رہوگے۔

اگرچہ یہ بات ہمارے فاروق اعظم کی روشن ضمیری اور عالی دماغی کے آگے بڑی موٹی اور بھدی ہے اسلئے ہمارے حضور نے اسے ترک کیا اور اسکی نسبت اوتنا ہی لکھکے رہگئے جتنا ہمنے دفعہ ۸ مین ظاہر کیا ہے مگر عرش آشیانی کا

زمانہ اون سے ہزار برس پیچھے ہٹ آیا تہا۔ ملکون مین بہی مشرق ومغرب کا فرق تہا اور زبانون کو در دنگوئی کی کافی مشق تہم پہونچ چکی تہی اسلئے آپ کو کان کے علاوہ آنکہون سے بہی کام لینا پڑا اور الحمد للہ اسلامی عدالتین آنکہونسے اندہی اور بڑے بڑے کانون والی نہین۔

واضح ہو کہ رومن اسپائرمین عدالت کے لئے بارہ قاعدے تہے جنہین یاد کرکر یورپ اب بہی اوس سلطنت پر ناز کرتا ہے اور واقع مین رومیونکو بہی اون قواعد پر فخر تہا۔ سسرو رم کے ایک مشہور فصیح وبلیغ نے لکہا ہے کہ یہ قواعد سب فلاسفرون کی تصنیفات سے بڑہے ہوے ہین۔ ہم اونمین بہی ناظرین کی آگاہی کے لئے بیان لکہتے ہین تاکہ دونونکا مقابلہ کرکے معلوم ہوجاے کہ جن قواعد پر بڑے بڑے فلاسفران یورپ کو ناز ہے وہ ہمارے قواعد کے سامنے بچونکی سی باتین معلوم ہوتی ہین۔ ہمارے قواعد سے ظاہر ہے کہ ہمارے مقنن کو تمدن کا وسیع علم حاصل تہا۔

(۱) جب عدالت سے تمہاری طلبی ہو تو فوراً فریق مقدمہ کے ہمراہ حاضر عدالت ہو (راقم) تاکہ راستہ مین لٹھ چل جاے اور دوسرا مقدمہ اوسکی شاخ فوجداری مین چلے۔

(۲) اگر مدعا علیہ حاضری سے انکار کرے تو تم گواہ پیش کرو۔ وہ جبراً حاضر کیا جائیگا

(۳) مدعا علیہ بہاگنا چاہے تو تم اوسے پکڑ سکتے ہو۔

(راقم) کیا مجال جو وہ ہمین پکڑ سکے اور ہماری حبس بیجا کے دعوی سے بچ جاے

(۴) مدعا علیہ بیمار یا بڈہا ہو تو تم اوسے سواری دو۔ ورنہ اوسپر حاضری کے لئے

جبر نہین کیا جاسکتا۔

(راقم) خدا کرے دنیا کی سب عدالتین ایسی ہی ہوجائین کہ ہمین سواری تو مفت کی ملا کرے بیمار بن جانا تو کوئی بڑی بات نہین۔

(۵) مدعا علیہ ضامن پیش کرے تو تم اوسے چھوڑ دو۔

(۶) دولتمند کا ضامن بھی امیر ہی ہونا چاہیئے۔

(راقم) معلوم ہوا کہ مفلس ہی ضامن ہوسکتا ہے اوس سے مدعی کو عدالت کیا دلادیگی؟

(۷) جج کو فریقین کے اتفاق سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔

(راقم) اسے شاید پاگلخانہ ہی والے سمجھین تو سمجھین۔

(۸) جج صبح سے دوپہر تک مقدمہ سنیگا۔

(۹) دوپہر کے بعد فریقین کی حاضری مین فیصلہ ہوگا۔

(۱۰) شام ہوتے ہی عدالت بند ہوجائیگی۔

(۱۱) فریقین اگر تالث پیش کرنا چاہین تو اونہین ضامن دینا چاہیئے۔

(راقم) محض خبط۔

(۱۲) جو شخص گواہ نہین پیش کرسکتا مدعا علیہ کے دروازہ پر دعوے کو پکار کر کہے

(راقم) اور اوسکے ساتھ عدالت بھی چیختی پھرے۔

یہ قواعد دوازدہ گانہ اون عقلا نے آکر گڑھے تھے جو تعلیم پاکے یونان سے آئے تھے اور یونانی قوانین سے واقفیت حاصل کرچکے تھے۔ ریگستان عرب مین یا ہندوستان کے کسی جاہل بادشاہ کو ایسے جواہرات کے ٹکڑے ملجاتا تو محض تائید

ایزدی ہے اور بس۔

عدالت یعنے فصل خصومات مین پورا عدل و انصاف ہونا تین امور پر منحصر ہے

اول عمدہ اور مکمل قانون موجود ہو جسکے بموجب جج لوگ عمدہ اور قابل تعریف فیصلے کرسکین۔ اونمین قانون بنانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ قرآن شریف موجود تھا۔ البتہ جزئیات کے لئے حدیث و اجماع و قیاس کی ضرورت تھی اسلئے آپ نے قاضیون کو فرمان کلمہ بھیجے تھے کہ فصل خصومات مین اول تو فرقان حمید سے کام لو۔ اگر اوسمین وہ صورت نہ نکلے تو حدیث پر نظر کرو۔ کوئی حدیث بھی نہ ملے تو کثرت رائے یعنے اجماع کے مطابق فیصلہ کردو اور جو کمین سے پتا نہ چلی تو آپ اجتہاد کرو۔ پھر ہمیشہ خود حکام عدالت کو مشکل اور اہم مسئلونکے متعلق فتوے بھیجتے تھے اگر آپکے فتوے ہی جج کر لئے جائین تو ایک نہایت عمدہ قانون بنجائے

دوم۔ لایق اور قابل اور دیانت دار حکام مقرر کئے جائین۔ پس قاضیون اور حکام کے تقرر مین بھی آپنے بڑی احتیاط اور ہوشیاری کو برتا۔ اپنی دارالحکومت یعنے مدینہ منورہ کا قاضی زید بن ثابت کو کیا جو کاتب وحی اور رسول اللہ صلعم کے سیر منشی تھا اور فقہ مین علم الفرایض ایسا جانتے تھے کہ کوئی اونکا مثل نہ تھا۔ سریانی اور عبرانی زبانون سے بھی خوب واقف تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مدینہ مین آپ خود اس کام کو کرتے اور حضرت ابی دردا کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ بصرہ کے قاضی کعب بن سور الازدی بڑے معاملہ فہم اور نکتہ سنج تھے۔ عبادہ بن الصامت فلسطین کے قاضی وہ شخص تھے جنہین آنحضرت صلعم نے اصحاب صفہ کی تعلیم سپرد کی تھی۔ حضرت فاروق اونکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے

مصر کی قضا کے لئے آپنے عمرو بن العاص کو لکھا کہ کعب بن لیسار کو مقرر کر دو۔ مگر کعب نے اس بنا پر انکار کیا کہ مین جاہلیت مین قضا کا کام کر چکا ہون اب دوبارہ اسلام مین نہ کرونگا۔ حضرت عمرو بن العاص نے ناچار عثمان بن قیس کو قاضی مقرر کر دیا۔ عبد اللہ بن مسعود قاضی کوفہ حنفی فقہ کے باپ ہین۔ اونکے بعد کوفہ مین شریح قاضی ہوے جنکا عرب مین جواب نہ تھا۔ ہمارے جناب علی مرتضیٰ اونہین اقضی العرب کہا کرتے تھے۔ فاروق اعظم نے ایک گھوڑا خریدا۔ اس شرط پر کہ اگر ناپسند ہوگا تو واپس کر دیا جائیگا۔ ایک سوار سے کہا کہ اسے جانچ لاؤ۔ سواری کرنے مین وہ گھوڑا چوٹ کھانے کے ناقص ہوگیا۔ حضرت فاروق نے اوسی واپس کرنا چاہا مالک نے لینے سے انکار کیا اور جھگڑا ہونا شروع ہوا۔ قاضی شریح کے اجلاس مین مقدمہ دایر ہوا۔ قاضی صاحب نے فیصلہ کیا کہ اگر مالک کی اجازت سے سواری لی جاتی تو جانور پھر سکتا تھا مگر اب واپس نہین ہوسکتا حضرت فاروق نے اس فیصلہ کو پسند کیا اور فرمایا حق یہی ہے۔ اسیطرح کی ایک اور بات کعب بن سور الازدی کے تقرر کا باعث ہوئی۔

سوم۔ رشوت ستانی کے روکنے کے لئے تنخواہین بیش قرار دین۔ جو اوس برکت کے زمانہ کے لحاظ سے بالکل کافی تھین۔ جو شخص دولت مند اور معزز نہین ہوتا تھا وہ قاضی نہین کیا جاتا تھا کیونکہ دولت مند رشوت کیطرف رغبت نہین کریگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے مین کسی کے رعب و داب کا اثر نہین پڑ سکتا۔ قاضی کو تجارت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ یہ وہ اصول ہے جسے ترقی یافتہ ملکون نے بہت ٹھوکرین کھاکے سیکھا ہے۔ عام مساوات کا لحاظ عدالت مین بہت رکھا

جاتا تھا۔ قاضی کے آگے شاہ و گدا۔ امیر و غریب۔ شریف و رذیل۔ اپنے پرائے سب برابر تھے۔ فاروق اعظم کو اس مشکل بات کا اہتمام یہانتک مرکوز خاطر تھا کہ ایک ایک قاضی کی عدالت مین کئی کئی دفعہ خود فریق مقدمہ بن بن کے گئے۔ ایکبار اُبی بن کعب نے حضرت عمر کے خلاف مین نالش زید بن ثابت کی عدالت مین دایر کردی جناب فاروق مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوے۔ زید نے تعظیم دی۔ آپنے اوسیوقت برہم ہوکے ڈانٹ بتائی اور ابی بن کعب کے برابر جا بیٹھے۔ ابی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور جناب فاروق کو دعوے سے انکار رہا۔ ابی نے قاعدہ کے موافق حضرت عمر سے قسم لینی چاہی مگر زید نے آپکے رتبہ کا پاس کرکے کہا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ فاروق اعظم نہایت غصہ ہوے اور جج صاحب سے کہا کہ جب تک تم ایک عام آدمی اور عمر مین فرق سمجھتے ہو اوسوقت تک تم قاضی ہونیکے لایق نہین لہذا موقوف۔

ایکدفعہ ہمارے فاروق اعظم اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شانہ بشانہ اور زانو بزانو دربار خلافت مین بیٹھے تھے کہ کسی شخص نے حضرت امیر کی شکایت آکر پیش کی۔ جناب فاروق نے فرمایا۔ اے ابوالحسن آپ یہان سے اوٹھکر مستغیث کے برابر جا بیٹھین۔ شیر خدا پیشانی مبارک پر چین ڈالکر اوسکے برابر جا بیٹھے۔ مقدمہ شروع ہوا۔ تحقیق کے بعد شکایت بیجا نکلی۔ جب مستغیث چلا گیا تو جناب فاروق بولے۔ اب حضور اپنی جگہہ آجائین۔ جناب علی مرتضیٰ اوسی طرح چین بجبین آپکے برابر جا بیٹھے۔ اونہین رنجیدہ دیکھکے فاروق اعظم نے دریافت کیا کہ اسوقت مزاج اقدس منغص کیون ہے۔ جناب علی نے فرمایا

کہ آپنے مستغیث کے سامنے مجھے کنیت سے کیون پکارا جو تعظیم کی علامت ہے وہ غریب سنکے اپنے دل مین خفیف ہوا ہوگا اور ہماری عدالت اوسکی نظر مین طرفدار جچی ہوگی - یہ سنکے جناب فاروق نے شیر خدا کو گلے لگا لیا اور کہا واقع مین مجھسے قصور ہوا معاف فرمائیے -

جناب فاروق کے انصاف اور عدل کی چند حکایتین ہم بیان کرتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ عدالت - مساوات - سیاست - رحم و نرمی - اجتہاد - خودانکاری غیر اقوام کا انصاف کی ترازو مین ہم پلہ رکھنا - خود اپنی ذات - قبیلہ اور کنبہ - کو انصاف کی حد سے باہر نجانی دینا ہمارے ممدوح مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا -

ایک قبطی نے مدینہ آکر دربار خلافت مین شکایت کی کہ مجھے بیقصور گورنر مصر کے بیٹے نے مارا ہے - آپنے وجہ دریافت کی - مصری نے عرض کی کہ عمرو بن عاص نے گھوڑ دوڑ کرائی تھی مین بھی اپنا گھوڑا لیکر آیا جب سب آدمی جمع ہوگئے اونکا بیٹا محمد بن عمرو کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ بخدا یہ گھوڑا میرا ہے مین نے کہا تمہارا نہین میرا ہے آخر اوسنے میرے کوڑے مارنے شروع کئے کہ لے یہ کوڑے - مین بیٹا شریفون کا ہون - عدل مجسم خلیفہ نے فوراً عمرو بن العاص کو معہ صاحبزادہ مدینہ مین حاضر ہونیکا حکم دیا - جب وہ آئے آپنے دادخواہ کو بلا کر ایک کوڑا دیا اور فرمایا کہ شریفونکے بیٹے کو مار - تین بار حکم دینے پر اوس قبطی نے بموجب ارشاد فاروقی درہ لیکر گورنر صاحب کے روبرو اونکے صاحبزادہ محمد کو مارنا شروع کر دیا اور وہ غریب کچھ نہ کر سکے -

ایکدن آپ بازار مین جا رہے تھے کہ ایک شخص کو کسی عورت سے ہمکلام ہوتے

دیکھا۔ بداخلاقی کا شبہ کرکے اوسکو دھکایا۔ آپکا قول تہا کہ جو شخص تہمت کی جگہہ کہڑا ہو اگر اوسپر بدظنی کیجاوے تو برا نہ مانے اوسنے عرض کی کہ امیر المومنین یہ میری بیوی ہے۔ آپنے اوسکو چہوڑ دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے سامنے اپنی اس بیجا مداخلت کا افسوس کیا۔ اونہون نے کہا کہ آپ ادب سکہلاتے ہین اگر غلطی سے ایسا ہو بہی گیا تو کچہہ حرج نہین مگر آپکا اطمینان نہوا اور اوس شخص کے پاس جاکر درہ اوسکے ہاتہہ مین دیا اور کہا کہ اپنا بدلہ لیلے۔ اوسنے دست بستہ التماس کی کہ امیر المومنین مین فی الحقیقت غلطی پر تہا اور آپنے جو مجہکو تنبیہ کی وہ عین مناسب تہی۔

اسی طرح ایکمرتبہ سہواً ایاس بن سلمہ کے درہ کا سرا لگ گیا۔ چند دن بعد ایاس نے حج کی اجازت مانگی۔ آپنے اجازت دیدی پہر چھ سو درم لیکر اوسکے پاس پہونچے اور کہا کہ ایکدن درہ میرے ہاتہہ سے تمہارے پہلو مین لگ گیا تہا اوسکی معافی چاہتا ہون۔ ایاس نے جواب دیا کہ امیر المومنین وہ کچہہ ایسی بات نہتی اور مین تو اوسکو بہول بہی گیا ہون نہ معلوم کب کا ذکر ہے۔ آپنے فرمایا۔ بہائی۔ گو تو فراموش کرچکا ہے مگر عمر اپنی اوس خطا کو نہین بہولا اور اسلیئے معافی کا تجسے خواستگار ہے۔ اسطرح ایاس بن سلمہ سے معافی حاصل کرلی اور چھ سو درم ذاتی مال مین سے اونکو دیئے۔

قدامہ بن مظعون کی نسبت شکایت گذری کہ وہ شراب پیتے ہین۔ ابوہریرہ اور قدامہ کی بیوی نے شہادت دی۔ آپنے فوراً حد جاری کرنیکا حکم دیا۔ چونکہ وہ بیمار تہے لہذا کہنے سننے سے مہلت ملگئی بعد تندرست ہوجانیکے

بغیر سزا چھوڑا۔ قدامہ بحرین کے حاکم ہونیکے علاوہ آپکے سالا بھی ہوتے تھے اور بہت معزز اور بارعب آدمی تھے مگر انصاف کی نظر مین دو پیسہ کا مزدور اور خلیفہ وقت کا قریبی رشتہ دار سب برابر تھے اگرچہ قدامہ حضرت عمر سے ناراض ہو گئے مگر آپنے انصاف کو نچھوڑا اور اونکو بہر راضی کر لیا۔

جبلہ بن ایہم غسانی غسان کا آخری بادشاہ تھا۔ وہ آپکے عہد مین مسلمان ہو کر معہ خدم وحشم بڑے طمطراق اور شان وشوکت کے ساتھ مدینہ آیا آپ اسکے اسلام لانے سے بہت مسرور ہوے اسکے جاہ وجلال کے دیکھنے کیلئے مدینہ کے لوگو کا ٹھٹ لگا ہوا تھا۔ جبلہ کے جلوس مین مرصع اور مغرق ساز وبراق کے گھوڑے تھے اور خود جبلہ مرغ زرین بنا ہوا مرصع بیش بہا تاج پہنے سوار تھا۔ باوجود اس شان وشوکت اور سلطنت وامارت کے انصاف کے پنجے سے نہ چھٹ سکا۔ قصہ اسکا یون ہے کہ ایک دفعہ جبلہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ قبیلہ فزارہ مین سے کسی شخص کا پیر نادانستہ اوسکے ازار پر پڑ گیا۔ جبلہ کو بھلا کہان تاب تھی کہ ایک ادنی آدمی ایک جلیل الشان بادشاہ کیساتھ ایسی بے ادبی کرے معاً اوس غریب کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ وہ روتا ہوا خلیفہ کے حضور مین فریادی آیا۔ آپنے اوسیوقت جبلہ بن ایہم کی حاضری کا حکم دیا۔ جبلہ جب آیا آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے جبلہ یہ فزاری کیا کہتا ہے

جبلہ۔ بیشک مین نے اسکو مارا۔ اسنے میری ازار پر پیر رکھکر مجھکو گرانیکا قصد کیا تھا۔ مین نے حرمت کعبہ کیوجہ سے اسکو محض تھپڑ ہی مارا۔ ورنہ تلوار ہی ایسے بے ادب اور گستاخ کو ٹھیک کر سکتی ہے۔

عمرؓ تونے خود اپنے جرم کا اقرار کیا ہے لہذا مناسب ہے کہ اس سے معافی مانگ یا بدلہ ادا کرنیکو تیار ہوجا۔

جبلہ یہ الٹا فیصلہ خلاف امید سنکر بہت ہیٹ پٹایا اور کہنے لگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کیا یہ وحشی جنگلی۔ بدوی میری برابری کریگا جو صاحب سلطنت وحکومت اور غسان کا حاکم مطلق ہوں۔

عمرؓ اے جبلہ یہ تیری غلط فہمی ہے۔ اسلام میں شاہ وگدا سب برابر ہیں۔ ہاں پرہیزگاری اور نیک مزاجی کے عمدہ اوصاف حاصل کرنیسے تم اوسپر فضیلت پاسکتے ہو۔ اسکے سوا دوسری صورت نہیں۔ اگر تم غسان کے بادشاہ ذی اختیار رہو تو ہوا کرو وہ بھی اپنے خیمہ کا خود مختار مالک ہے۔ اسلام میں آکر اوسکا اور تمہارا ایک مرتبہ ہے۔ جبلہ یہ ناطق حکم سنکر معافی مانگنے کے بہانہ سے چلا آیا اور رات کیوقت چھپ چھپا کر قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

فتوح البلدان میں یہ روایت اس طرح سے لکھی ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو اجنادین کی فوج کا افسر بنایا وہ جسکو پاتے پکڑکر قتل کرڈالتے تھے۔ مفروین میں جبلہ بن ایہم بھی تھا۔ یہ شخص کسی پوشیدہ راستہ سے بھاگ کر انصار میں جاملا اور اونسے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے جد اعلیٰ کی اولاد سے ہو اپنا اسلام ظاہر کیا۔ ۱۷ھ میں حضرت عمر شام سے واپس تشریف لائے اسی زمانہ میں جبلہ سے اور قبیلہ فزینہ کے کسی شخص سے باہم تنازعہ ہوگیا۔ جبلہ نے اوسکے طمانچہ مارا جس سے اوسکی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ قصاص کے حکم پر جبلہ نے کہا۔ کیا میری آنکھ اوسکی آنکھ کی مثل ہوسکتی ہے۔ نہیں کبھی نہیں۔

خدا کی قسم مین ایسے شہر مین ہرگز نہ رہونگا جہان ادنیٰ ادنیٰ آدمیونکی حکومت مجھپر ہو پس مرتد ہوکر بلاد روم مین چلا گیا۔ دوسری روایت یون ہے کہ جبلہ حضرت عمر کے پاس آیا اسوقت یہ نصرانی تہا آپنے اسلام پیش کیا اور کہا زکوٰۃ بہی دینی پڑیگی۔ جبلہ نے اسلام سے انکار اور زکوٰۃ کا اقرار کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جب تو اسلام ہی قبول نہین کرتا تو جزیہ دینا پڑیگا یہ سنکر جبلہ نے ناک بہون سکیڑی سپر آپنے فرمایا کہ تیرے لئے ہمارے پاس تین چیزین ہین جسکو چاہے قبول کر۔ اول اسلام۔ دوم جزیہ۔ سوم جہان جی چاہے چلا جا۔ جبلہ آخری شرط کو منظور کرکے تیس ہزار کی بہیڑ بہاڑ لیکر بلاد روم کیطرف چلا گیا۔ آپکو اوسکے بہاگنے کی خبر ہوئی بہت افسوس کیا اور کہنے لگے کہ پہلے مین صرف صدقہ ہی منظور کر لیتا پہر جب وہ مانوس ہوجاتا تو اسلام پیش کرتا۔ ظن غالب ہے کہ اوسوقت وہ بخوشی خاطر اسکو بہی مان لیتا۔ سنہ ۲۱ھ مین جب آپ نے عمیر بن سعد انصاری کو بہت بڑا لشکر دیکر بلاد روم کیطرف بہیجا تو عمیر کو سخت تاکید کر دی کہ جبلہ کے ساتھہ نرمی کرنا۔ اخلاق سے پیش آنا۔ باہمی قرابت یعنی انصاریت کے سبب خوب تلطف کرنا۔ اوسکو پہر بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہونیکی رغبت دلانا اور کہدینا کہ تم سے صرف صدقہ ہی لیا جائیگا اور تمکو تمہارے دین پر چہوڑ دینگے تم کو اختیار ہے کہ جس دین پہ چاہو قایم رہو کسی طرح کا تشدد تمپر روا نہ رکہا جائیگا۔ جب حضرت عمیر جبلہ سے ملاقی ہوے تو حضرت عمر کا پیام کہہ سنایا مگر اوس نے بلاد اسلام مین آنیسے انکار کیا۔

علامہ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایک رات حضرت عمر عبد الرحمٰن بن عوف کے

گہر آئے وہ نماز پڑہ رہے تہے بعد فراغ نماز اونہون نے وجہ رونق افروزی دریافت کی۔ فرمایا۔ ایک گروہ مسافرونکا مدینہ کے بازار کی ایک جانب آکر ٹہیرا ہے تم میرے ساتہہ چلو تاکہ ہم تم ملکر اونکی حفاظت کرین ایسا نہو کہ قزاق اونکو لوٹ لین۔ دونون چلے جب قریب پہونچے ایک اونچی جگہہ دیکہکر بیٹہہ گئے اور آپسمین باتین کرنیلگے۔ ناگاہ ایک شخص چراغ لیکر آیا آپنے فرمایا کہ اسوقت چراغ کا کیا کام کیونکہ سب لوگ سوچکے ہین پہر یہان سے دونون چلے۔ راستہ مین ایک جلسہ دیکہا جسمین لوگ کچہہ پی پلا رہے تہے۔ آپنے کہڑے ہوکر غور سے دیکہا اور فرمایا چلو مین نے دیکہہ لیا ہے۔ جب صبح ہوئی میر مجلس کو طلب فرماکر پوچہا۔ حضرت یہ رات کو کیسا جلسہ تہا۔ اوسنے عرض کیا کہ آپکو کیسے خبر ہوگئی۔ فرمایا مین خود وہان موجود تہا اوسنے جوابدیا کہ کیا اللہ تعالے نے لوگونکے عیوب کی تلاش سے منع نہین فرمایا ہے۔ آپ سنکر چپ ہوگئے اور درگذر کی۔ رات کو چراغ جلتا چہوڑکر سونے سے اسلیے منع کیا تہا کہ بسا اوقات چوہے بتی گیسٹ لیجاتے ہین مکانات چونکہ گہاس پہوس کے ہوتے تہے اسلیے اوس سے احتمال آگ لگجانیکا تہا۔ حضور صلعم نے بہی منع فرمایا ہے۔

خود اپنے لڑکے حضرت عبدالرحمن کی نسبت جنکو ابوشحمہ کہتے ہین جب معلوم ہوا کہ شراب پی ہے تو فوراً حد شرعی اونپر جاری کردی اور اسی دڑے بدست خود لگائے جسکے صدمہ سے وہ جان بحق ہوگئے۔

ایکدفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ حضور فاروقی مین پیش ہوا آپنے بعد تحقیق حال یہودی کے حقمین فیصلہ صادر کیا۔ وہی سچا بہی تہا۔ یہودی

آپکی تعریف و توصیف کرتا ہوا چلا گیا اور مان گیا کہ واللہ یہ شخص اپنا آپ نظیر ہے کیونکہ اسنے میری توقع کے خلاف مسلمان کو نا کامیاب واپس کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ مدینہ کی گلیونمین پہر رہے تھے۔ کسی مکان سے گانے کی آواز آئی آپ متوجہ ہوکر وہان پہونچے اور دیوار کی راہ سے گہرمین داخل ہوکر دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد باہم مینوشی مین مشغول ہین۔ آپ ملامت کرنیلگے۔ جواب ملا کہ مین نے صرف ایک جرم کیا ہے اور آپنے تین یعنے تجسس کرنا۔ پس دیوار سے گہر مین آجانا۔ بلا اجازت غیر کے گہر مین داخل ہونا۔ آپنے یہ سنکر اوس سے کہا کہ اگر مین تجکو معاف کردون تو آیندہ کیلئے تو اس فعل سے تائب ہوجائیگا۔ اوسنے اقرار کیا کہ اے امیر المومنین آیندہ ایسی حرکت مجھسے سرزد نہوگی۔

ایکمرتبہ کسی شخص نے اپنے آپکو بطور گواہ پیش کیا۔ آپنے اُس سے پوچھا کہ تجھکو کون شخص جانتا ہے۔ وہ ایک شخص کو لایا جسنے اسکی بہت تعریف کی۔ حضرت عمر نے پوچھا۔ کیا تو اسکے مکان کے قریب رہتا ہے کہ اسکے جملہ حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہو۔ اوسنے کہا نہین۔ آپنے دریافت کیا۔ کبھی تو اسکے ساتھ سفر مین رہا ہے کہ اسکی عادات واطوار سے واقف ہو کیونکہ سفر مین بُرے بھلے اخلاق آدمی کے ظاہر ہوجاتے ہین۔ کہا نہین۔ آپنے فرمایا۔ کبھی تجھسے اس سے لین دین کا معاملہ ہوا ہے۔ عرض کیا۔ نہین۔ پھر آپنے اوس شخص سے کہا کہ تونے اسکو مسجد مین نماز اور قرآن پڑہتے دیکھکر اسکی تعریف کی ہے تو اسکو نہین جانتا پھر اُس گواہ سے کہا کہ جا یہ کافی نہین کسی ایسے شخص کو

لاجو تجھسے پوری طرح واقف ہو۔

ایک شخص نے اپنے بڑھاپے کو چھپانیکی غرض سے خضاب لگالیا تھا آپنے اوسکا خضاب دھلوایا دیکھا تو وہ حضرت پیر فرتوت نکلے۔ اوسکی زوجہ کے متعلقین نے دہائی مچائی کہ اے امیرالمومنین اسکو جوان سمجھکر ہمنے اس سے نکاح کیا تھا مگر یہ تو بوڑھا مصداق پیری وصد عیب کا نکلا۔ آپنے اوسکے کوڑے مارے اور فرمایا کہ تونے انکو دھوکہ دیا۔

ایک رات آپ مدینہ مین گشت کر رہے تھے کہ ایک مرد اور ایک عورت کو فحش مین مبتلا دیکھا۔ لوگون سے اسکا تذکرہ کیا کہ اگر امام خود کسیکو ایسے فعل کا مرتکب دیکھے تو وہ اپنے علم سے حد قایم کر سکتا ہے یا نہین۔ لوگون نے جواب دیا کہ آپکو اختیار ہے مگر حضرت علی نے فرمایا کہ یہ جائز نہین بدون چار گواہون کے حد زنا قائم نہین ہو سکتی۔ آپ سنکر خاموش ہو گئے۔ ازالۃ الخفاء مین لکھا ہے کہ آپنے چند دن بعد پھر یہی سوال کیا اور جناب اسد اللہ الغالب نے وہی جواب دیا۔ امام غزالی فرماتے ہین کہ حضرت عمر کا اطمینان نہوا اور متردد رہا کرتے تھے۔

سلمان بن ربیعہ سے اور عمرو بن معدیکرب سے جب گھوڑے کا حصہ نہ ملنے پر جھگڑا ہوا تو حضرت عمر نے عمرو کو لکھا کہ تونے اپنے امیر کی بے ادبی کیون کی۔ شاید تو اپنی تلوار صمصامہ پر نازان ہے مگر تجھے یہ نہین معلوم کہ میری پاس بھی ایک تلوار ہے جسکو مصمم کہتے ہین جس روز تیرے کانون کے درمیان مین اوس کو رکھدونگا تیری کھوپڑی تک چیر ڈالیگی اور سلمان کو لکھا کہ تونے عمرو کو سزا دینے مین کیون توقف کیا اور ضبط کر گیا۔

ایکدفعہ ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوا - ایک نوعمر شخص کی لاش راستہ مین پڑی ہوئی ملی مگر باوجود سعی و تلاش قاتل کا پتا نہ لگا - آپ نہایت متردد رہتے اور دعا مانگا کرتے تھے کہ بارالہا اسکے قاتل کا پتا ملجاوے - قریب ایک سال کے اسی حالت مین گذر گیا ایکدن پھر اوسی مقام پر آپکا گذر ہوا دیکھا کہ ایک بچہ پڑا ہوا ہے - آپکو اور زیادہ تشویش ہوئی اور بچہ کو ایک عورت کے سپرد کرکے فرمایا کہ اسکی غور و پرداخت سے غافل مت ہونا - اگر کسی کو اس بچہ کی طرف ملتفت پاے تو مجھے فوراً خبر کردیجو - جب بچہ کچھ بڑا ہوگیا تو ایکدن ایک لونڈی اوس عورت کے پاس آکر بولی کہ میری بیوی اس بچہ کو دیکھنا چاہتی ہین اگر تم لیچلو تو اچھی بات ہے وہ عورت خدا سے چاہتی تھی کہ کوئی پرسان حال نکلے فوراً ساتھ ہولی وہ خادمہ اوسکو ایک انصاری کی لڑکی کے پاس لے پہونچی جسنے اوسکو خوب پیار کرکرا واپس کردیا - ضعیفہ نے واپس آکر یہ کیفیت خلیفۃ المومنین سے عرض کی - آپ سنتے ہی اوس پتہ پر پہونچے - دروازہ پر اوس لڑکی کا باپ بیٹھا تھا آپنے پوچھا کہ تو اپنی لڑکی کے حال سے واقف ہے - اوس نے جواب دیا - ہان - وہ خدا کے حقوق خوب پہچانتی ہے باپکے حق کو بھی ادا کرتی ہے - پابند صوم وصلوٰۃ اور پرہیزگار ہے - آپنے فرمایا کہ مین اوسکو نصیحت کرنا چاہتا ہون - وہ آپکو اندر لیگیا - آپنے اشخاص موجودہ کو ہٹا کر اوس عورت سے پوچھا کہ فلان لڑکے سے تیرا کیا تعلق ہے - وہ یہ سنکر ہچکچائی - آپنے ہاتھ تلوار پر ڈالا - اوسنے ڈر کر کہا امیرالمومنین - کچھ عرصہ ہوگیا ایک بڑھیا میرے پاس آئی اور کام کاج کرنے لگی مین بھی اوسکو مثل ماں کے سمجھتی رہی - کچھ دن بعد مجھسے کہنے لگی کہ مجھے اندلون

ضروری سفر درپیش ہے۔ میرے ایک لڑکی ہے چاہتی ہون کہ تم اپنے پاس
میری واپسی تک اوسے رہنے دو۔ مین نے منظور کیا۔ اے امیرالمومنین۔ اُسنے
مجھکو دغادی کیونکہ وہ لڑکی دراصل لڑکا نکلی۔ خیر۔ وہ میرے پاس رہنے لگی
مجھے اوسکے مرد ہونیکا وہم بھی نہ ہوا۔ ایک رات سوتے مین مجھکو غافل پاکر وہ مجھسے
مخلط ہوگیا۔ مین نے لاچار چھری لیکر جو میرے قریب رکھی تھی اوسکا کام تمام کردیا
اور نعش اوٹھاکر باہر پھینک دی مگر حمل رہگیا تھا جو اس بچہ کی صورت مین وضع ہوا
ایکدفعہ آپنے قتل کے مقدمہ مین قاتل کو سزاے موت کا حکم دیا۔ مقتول کے
بعض ورثانے معافی دیدی آپنے حضرت عبداللہ بن مسعود سے مشورہ کرکے
باقی متعلقین کو دیت دلواکر اوسے چھوڑ دیا۔

کچھ لوگون نے قبیلہ مزینہ کی کسی آدمی کی اونٹنی چراکر ذبح کرڈالی۔ آپنے
مالک سے اونٹنی کی قیمت پوچھی۔ اوسنے چار سو درم بتاے آپنے آٹھ سو دلواکر
اونکو چھوڑ دیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ایک مرتد کو قتل کا حکم دیدیا۔ آپ کو جب اسکی
اطلاع ہوئی تو بہت افسوس کیا اور ابوموسیٰ کو سرزنش کی کہ اوسکو قید کرکے
توبہ کرانیکی کوشش کیون نہ کی۔

عبداللہ بن عمر و حضرمی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے غلام نے میری
بیوی کا ساٹھ درہم کا آئینہ چرالیا ہے اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیجیے۔ آپنے
فرمایا۔ چونکہ یہہ تمہارا غلام ہے لہذا قطع دست کا حکم نہین ہوسکتا۔

ایکدفعہ ایک حاملہ عورت کے سنگسار کرنیکا آپنے حکم دیا۔ حضرت معاذ بن جبل

نے کہا کہ اسکے پیٹ مین جو بچہ ہے اس سزا کا اثر اوسپر بھی پڑتا ہے۔ آپ یہ سنکر
روے اور فرمایا کہ اگر معاذ نہوتا عمر ہلاک ہوجاتا اور وہ حکم منسوخ کر دیا۔
اسیطرح ایک مجنون عورت کو سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ
مجنون۔ نابالغ اور خفتہ شخص پر شرعاً تعزیر واجب نہین ہے۔ آپنے حضرت علی کا
بہت شکریہ ادا کیا اور حکم منسوخ کر دیا۔
حضرت حسن بصری رح سے روایت ہے کہ ایک متعطش نے کسی پانی کے موقع پر
آکر وہان کے لوگون سے پانی مانگا اونہون نے اوسکو پانی نہ پلایا وہ بیچارہ
العطش العطش کرتا ہوا جان بحق ہوگیا۔ حضرت عمر کو یہی شدہ شدہ یہ خبر پہونچی
آپنے اون لوگونکو طلب فرماکر اوس مرحوم کی دیت اون سے لی۔
حضرت عمر کا قول تہا کہ ہر شخص راے دینے کا مجاز ہے خواہ جوان ہو یا بوڑہا
بزرگی بعقل ست نہ بسال۔ یہ خدا کی نعمت ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور آپکی
مجلس مین ہر فن اور ہر علم کے ماہر و قابل۔ جوان اور بوڑہے موجود رہتے تہے
جن سے آپ اکثر صلاح و مشورے لیا کرتے اور اگر احیاناً کبھی کوئی غلطی آپسے
سرزد ہوجاتی تو فوراً امان لیتے تہے۔ آپ دعا کیا کرتے تہے کہ اے اللہ اگر
مین معاملات کے فیصل کرنے مین کسی قریب یا بعید کی رعایت کرون اور حق و
انصاف کو چہوڑ دون تو مجہے ایک لحظہ کی بہی مہلت نہ دیجیو۔ اگر کسی فیصلہ
مین شبہہ ہوتا یا کوئی واقعی مجرم بوجہ عدم ثبوت یا کسی اور صورت سے بچ جاتا
تو وہ آپکی طبیعت مین کھٹکتا رہتا تہا۔ بسا اوقات ایسے فیصلے صادر کر دیتے تہے
جن سے رحم و نرمی ظاہر ہوتی ہے مگر اوسی حد تک کہ انصاف کے دامن پر دہبہ

نہ لگے انصاف مین شاہ وگدا - وضیع وشریف - مسلم وغیر مسلم - یگانہ وبیگانہ - ماد شما سب برابر تھے - اگر کبھی کسی نے بیجا طرفداری یا سفارش کی تو فوراً رد کردیا - آپ اپنی ایک بیوی سے بہت محبت رکھتے تھے جب خلیفہ ہوے تو اوسکو اس خیال سے طلاق دیدی کہ وہ کبھی کسی سفارش کرے اور اوسکی رعایت سے کوئی امر ناحق مجھسے سرزد ہوجاے - جسطرح آپ انصاف اور راستی کے حامی تھے اسیطرح دوسرے لوگونکے بھی جو ایسی صفات سے متصف ہوتے عاشق تھے

انصار مین سے ایک شخص اونٹ کی ران آپکو تحفتہً دیا کرتا تھا - اتفاق سے اوسکا مقدمہ کسی کے ساتھہ آپکے سامنے پیش ہوا - انصاری نے کہا کہ امیرالمومنین میرے مقدمہ مین اس طرح انصاف کیجئے جسطرح اونٹ کی ران جدا کیجاتی ہے - آپ سنکر چونکے - انصاری نے بار بار یہی کہا آپکو اوسکا کلام ناگوار گذرا مگر مقدمہ پر اوسکے کہنے سننے کا کچھہ اثر نہ پڑا - فیصلہ وہی ہوا جو حق تھا یعنی انصاری صاحب ناکام رہے - اس کے بعد حضور فاروق نے اپنے عمال کو تحفہ تحائف قبول کرنے سے ممانعت کردی -

ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ اسلم اپنے غلام کے ہمراہ چلے جارہے تھے چلتے چلتے کسی مکان کی دیوار سے تکیہ لگاکر بیٹھہ گئے - اتنے مین ایک ضعیفہ کو آپنے یہ کہتے سنا کہ بیٹا اونٹہ اور دودھ مین پانی ملادے - لڑکی نے جواب دیا - کیا تو نے خلیفہ کا یہ حکم نہین سنا ہے کہ دودھ مین پانی مت ملاؤ - ضعیفہ نے کہا - چل رہنے دے اسوقت اندھیری رات مین نہ خلیفہ دیکھہ رہا ہے نہ اوسکا ڈھنڈورچی - دختر نے کہا کہ نہ دیکھے مگر مناسب نہین کہ ظاہر مین اطاعت کرین اور باطن مین

انحراف۔ فاروق اعظم اوس دوشیزہ کا یہ کلام سنکر نہایت مسرور ہوے اور اسسے کہا کہ اس مکان کو یاد رکھیو صبح اس لڑکی کو میرے پاس لانا ہوگا۔ دوسرے دن اوسکو بلوا کر اپنے صاحبزادہ عاصم سے عقد کر دیا اور ارشاد کیا کہ اگر مجھکو ضرورت ہوتی تو میرے سوا کوئی اور اسکا خاوند نہ بنتا۔ اسی عفیفہ پاکدامنہ کی نسل سے حضرت عمر بن عبد العزیز مشہور و معروف خلیفہ تھے۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا۔ "اگر مین زندہ رہا تو سال بھر کیلئے رعایا کی خبر گیری کیواسطے دورہ کرونگا کیونکہ لوگونکی بہت سی حاجتین ایسی ہونگی جو مجھ تک نہین پہونچ سکتی ہین نہ عمال پہونچاتے ہین نہ ہر شخص میرے پاس آسکتا ہے۔ لہذا اس سیر اور گشت سے جو جو زیادتیان اور ظلم لوگونپر ہونگے اونکا انصاف ہو جائیگا اور جو جو حوائجین لوگونکی ہونگی وہ بخوبی ظاہر ہو جائینگی اسلئے ہر ملک اور ہر شہر مین کچھ دنون تک قیام کرونگا مثلاً شام مین دو ماہ۔ مصر مین دو ماہ۔ کوفہ مین دو ماہ۔ بصرہ مین دو ماہ اور جزیرہ مین دو ماہ اقامت کرکے رعایا کے حالات دریافت کرونگا اور انکی تکالیف کے دور کرنیکی سبیل نکالونگا بعد اوہ سال حجین مین سفر کرونگا بڑا ہی اچھا ہوگا۔" کسی نے عرض کیا اگر آپ دورہ مین جائین تو شام مین ایک شخص ہے جو فن حساب اور تحریر مین بڑا ماہر ہے اوسے ضرور اپنے ہمراہ لیجئے آئین اور منشی بنالین۔ آپنے فرمایا کہ اگر مین ایسا کرونگا تو ایک غیر شخص کو اپنا رازدار بنانیکا مرتکب ہونگا جو کسی طرح اچھا نہین۔

قصہ مختصر قاضیون اور اونکی عدالتونکا جو بندوبست عمر فاروق نے کیا

اوسکا اثر اور رعب داب مدتون تک ویسا ہی قایم رہا حضرت عمر کے بعد بہی سالہا سال عدالتہاے اسلامی مین دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہوتا رہا ایسے کاریگر اور تجربہ کار انجنیرنے عدل کے انجن کو حرکت دیدی تہی کہ وہ اپنے زور مین آپ ہی چلا گیا یہان تک کہ بنی امیہ کے زمانہ تک محکمہ قضا نا انصافی اور حق تلفی کے الزام سے بری رہا مگر جب حضرات بنی امیہ کا دور دورہ ہوا تو قاضی بلال بن ابی بردنے سب سے پہلے بداعمالی کی بنیاد ڈالی - افسوس ہاے افسوس - ایسے بادشاہ تو تاریخ مین بہت سے ملینگے جنہون نے بڑی کوشش سے عدل والصاف پر کمر باندہی ہو - لیکن ہماری راے مین تو کوئی بہی بادشاہ ایسا نہا جو دیدہ ودانستہ نامنصف اور ظالم ہو مگر ایک بہی بادشاہ سواے فاروق اعظم کے ایسا نہوا کہ جسکے سالہاسال بعد تک عدل کا پہیّہ ڈہلتا چلا گیا ہو - اب بہی عدل مین اگر جان ہے تو فاروق اعظم کے طفیل سے کچہہ کچہہ مسلمانون ہی مین ملیگی - باقی ہیچ اور نری دکہاوٹ -

حضرت عمر کا عدل اور انصاف دنیا مین ہمیشہ یادگار رہیگا اور مظلوم اونکے نام سے دادخواہ ہوا کرینگے یہان ہم ایک حکایت لکہتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ آپ کے نام سے جو فریاد ہوتی وہ خالی نہ جاتی تہی - بنی عباس کے دور خلافت مین مامون الرشید کے عہد مین ایک سپاہی نے کسی شخص کو بیگار مین پکڑا وہ نہایت درد سے چلایا - "واعمراہ" اے عمر تم کہان ہو - مامون الرشید تک جب یہ خبر پہونچی تو اوسنے اوس آدمی کو بلا کر پوچہا - کیا تجہکو حضرت عمر کا عدل یاد آیا - اوسنے کہا - ہان - بادشاہ نے فرمایا - قسم بخداے لایزال اگر میری رعیت

بھی ایسی ہوتی جیسی عمر کی تھی تو مین اون سے بڑھکر عادل ہوتا۔

غیر مذہب والونکی یہانتک خاطر کی گئی تھی کہ اسلامی عدالت سے بالکل آزاد کردیئے گئے تھے اونھین حکم تھا کہ اپنے باہمی مقدمات آپ ہی فیصل کرلیا کرو اسلئے اونکے مقدمات اسلامی عدالتون مین کم آتے تھے۔ آبادی کے لحاظ سے ضلع پیچھے ایک قاضی مقرر رہتا اور یہ تعداد کافی تھی۔ صیغۂ قضا اور اصول شہادت کے متعلق فاروق نے جو نادر و عمدہ باتین ایجاد کین وہ اونھین کا حصہ ہین۔ ماہرین فن کی شہادت آپ ہی کو سوجھی تھی جبکی تقلید اب تعلیم یافتہ قومین بھی کرتی ہین۔ خطیہ شاعر نے ایک شعر زبرقان بن بدر کی ہجو مین لکھا مگر اوس شعر کو ہر کس و ناکس نہین سمجھ سکتا تھا۔ زبرقان نے عدالت فاروقی مین نالش کردی۔ آپنے بہت بڑے شاعر حسّان بن ثابت کی راے کے مطابق فیصلہ کیا۔ جن مقدمات مین حسب و نسب کی بحث ہوتی تھی اونھین جلیہ شناسون سے راے لیجاتی تھی۔

فصل خصومات کی نسبت بہت سے آئین و اصول مقرر کئے مگر اوتنے ہی جن سے انصاف آسانی اور ارزانی سے حاصل ہوسکے۔ انصاف کا ارزان اور آسانی سے حاصل ہونا ہی سب سے بڑی بات ہے جو آج کل مہذب ملکونمین بھی ناممکن ہے دادخواہ دعوے سے ہاتھہ دہوکے تو بیٹھہ رہتے ہین مگر عدالت کی کتا گھسیٹی پسند نہین کرتے۔ مقدمات دایر کرنے مین کوئی صرف نہ تھا۔ عدالت کے دروازے سب کے لئے کھلے تھے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ تمام قاضیون کو تاکید تھی کہ کیسا ہی ذلیل سے ذلیل آدمی آکے تمہارے ہان نالشی ہو اوس سے نرمی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرو تاکہ اوسے اپنے اظہار حال مین عدالت کا کوئی خوف

طاری نہو۔ اسٹامپ۔ وکیلونکی فیس اور جنے کیا کیا اور کیا کیا کچھ نہ تھا۔

قانون دانی

یورپ مین تعلیم کا بڑا زور شور ہے اور کہتے ہین کہ عام ہوگئی ہے مگر آج تک وہ درجہ حاصل نہین ہوا کہ ہر شخص قانون دان بنجاے اور نہ کوئی ایسا سامان بہم پہونچ سکا ہے کہ اگر کوئی جاہل کوئی قانونی مسئلہ جاننا چاہے تو بسہولت معلوم کرلے۔ باوجود اس صریحی علم اور واقعی آگاہی کے قانون نے یہ قاعدہ مقرر کردیا ہے کہ قانون کی ناواقفیت عدالت مین بطور عذر پیش نہین ہوسکتی۔ دیکھو اس قاعدہ کے نتائج کیسے برے ہین مگر اسلام نے اس کام کے لئے ہمیشہ سے ایک خاص محکمہ مقرر کردیا ہے جسکا نام محکمۂ افتا ہے۔ آغاز اسلام ہی سے اوسکی بنیاد پڑی ہوئی ہے اور ہمین دعویٰ ہے کہ اوسکی مثال سوائے اسلام کے اور کہین نہین ملیگی۔ اوسمین یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ لایق لایق اور عمدہ عمدہ قانون دان یعنے فقیہ ہر جگہ موجود اور جمع رکھے جاتے تھے جنکا فرض تھا کہ بڑی تحقیق اور تدقیق سے ہر مسئلہ کو بتائین اور جو چاہے اون سے پوچھے نہ بتانا یا غلط بتانا جرم تھا۔ ہر شخص جب چاہے قانون سے واقف ہوسکتا تھا اور ہمارے ہی قانون کا حق ہے کہ وہ یہ قاعدہ مقرر کرے۔ "قانونکی ناواقفیت عذر بریت نہین ہوسکتی" جناب فاروق اعظم نے اسکی پابندی ایسی کی کہ زمانہ صدیق اکبر مین بھی ایسی نہین ہوئی تھی۔ آپ نے خاص خاص لوگ افتا کے لئے مقرر کرکے ہر جگہ معیا کردیئے تھے اور حکم تھا کہ ہر کس و ناکس نہ تو مسئلے بتاے

نہ اوس سے راے لی جاے اس کام کے لئے۔ جناب علی مرتضیٰ حضرت عثمان۔ ابو درداء۔ ابوہریرہ۔ زید بن ثابت۔ ابی بن کعب۔ عبدالرحمن بن عوف۔ معاذ بن جبل وغیرہ مختص کر دیئے گئے تھے اور انکے سوا دوسروں کو ممانعت تھی کہ کسی سے نہ بتائین تاکہ مسائل کی غلط ترویج نہو۔ مقرر شدہ مفتیوں کی جانچ پرتال سے بھی کبھی غافل نہ رہتے تھے جناب ابوہریرہ کا بارہا امتحان لیا گیا اور اونکے حق پر کہدیا کہ اگر تم واجبی جواب نہ دیتے تو تمہارے فتوے کو مین موقوف کر دیتا مفتیون کے نام عام جلسون مین مشتہر کر دیئے جاتے تھے۔ اس سے بڑھکر مشتہری کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ سفر شام مین بمقام جابیہ بے شمار آدمیون کے درمیان آپنے یہ فرمایا۔

تم لوگون مین جو شخص قرآن سیکھنا چاہے وہ اُبی بن کعب سے دریافت کرے فرائض مین کچھ پوچھنا ہو تو زید بن ثابت سے پوچھنا اور فقہ مین جو کچھ دریافت کرنا چاہو تو معاذ بن جبل کے پاس چلے جایا کرو۔

غرضکہ ہر طرح سے انصاف کیا جاتا تھا اور سب سامان انصاف کے بہم پہونچا دیئے گئے تھے۔ نگرانی بھی بخوبی ہوتی تھی۔ دیگر عملداریون کیطرح کاغذی عملداری نہین بنائی گئی تھی کہ لکھا ہوا تو اتنا دیکھلو کہ آنکھین پھٹ جائین اور وجود اوسکا خارج مین ڈھونڈھو تو نہ ملے

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

کیا جاتا تھا اور کیا جاتا تھا اور کرنے مین کو کسر نہین رکھی جاتی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ عہد فاروقی مین مقدمات فوجداری کے لئے الگ

محکمہ نہین قایم کیا گیا تہا - زنا اور چوری کے مقدمے قاضی ہی طے کر دیتے تہے محکمہ پولیس کا نام احداث تہا اور افسر پولیس کو صاحب الاحداث کہتے تہے -

احتساب

دوکاندار تول اور ناپ مین دہوکا نہ دے سکین - جانور و نپر زیادہ بوجہ نہ لاد جائے لوگ شارع عام پر راستہ کو نپر کسی طرح کی روک نہ کر سکین اور مکان نہ بنا پائین اعلانیہ شراب نہ بکے - وغیرہ وغیرہ - ان سب باتون کا ایسا اچہا انتظام تہا کہ مجال نہ تہی جو کوئی انکا خلاف کر سکے اور کسیکو شکایت ہو - نہ یہ بات تہی کہ نام ہو سب باتو نکا اور دکہائی کچہ بہی ندے - پانچ سیر مین پاؤ بہر کم ہونا ایمانداری سمجہا جاے اور عدالت کی حالت وہ جہاڑ جہنکاڑ ہو کہ پاؤ بہر آٹے کی کمی کے لئے کوئی اوسمین جانے کی ہمت کرے تو خدا جانے تو ناک مین دم آجاے اور دس پندرہ روپیہ بہی خرچ ہو جائین تو تعجب نہین -

احتساب کے لئے ہر جگہہ اہلکار اور افسر مقرر تہے - حضرت عمر خود بہی بازار مین تشریف لیجا کر معاملات کو دیکہا کرتے تہے - اگر کسی تاجر کی کوئی بے عنوانی دیکہتے تو اوسے درہ مارتے اور فرماتے کہ بیع و شرا وہ کرے جسکو مسائل معلوم ہون ورنہ وہ سود کہائیگا چاہے یا نہ چاہے - ابن سعد نے روایت کی ہے کہ جناب فاروق اعظم نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار کی نگرانی کے لئے متعین کیا تہا

جیلخانہ

عرب مین حضرت عمر ہی کی ایجاد ہے کہ جیلخانے بنائے گئے - پہلے ہی پہل مکہ مین صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم مین خرید کے اوسے جیلخانہ مقرر کیا -

اوسکے بعد سب اضلاع کو احکام جاری کر دیئے گئے کہ محبس پختہ اور مضبوط جلدی سے تعمیر کراؤ۔ علائہ بلاذری نے کوفہ کے جیلخانہ کا پتا دیا ہے۔ اس سے قبل مجرمون کو جو نہایت سخت اور بیرحمانہ سزائین دی جاتی تہین وہ بند ہوگئین۔ قاضی شریح مدیونان ڈگری کو بہی قید کرکے جیلخانے بہیجواتے تہے۔

جیلخانہ بن جانے کے بعد اکثر سزاؤن مین بہی تبدیلیان ہوگئین۔ ابومحجن ثقفی کو بار بار شراب خواری کے جرم مین عمر فاروق نے حد کے بجائے قید کیا پہر اونہین جلاوطن کرکے ایک جزیرہ مین بہیجدیا۔ یہ جلاوطنی کی سزا بہی ہماری حضور ہی کی ایجاد ہے۔

حکومت فاروقی کی خصوصیات

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ عمر فاروق کو رعیت ہی خوش قسمتی سے ایسی میسر ہوئی تہی جو اپنے دل وجان سے اونکی مطیع اور فرمانبردار تہی تو یہ خیال اوسکا بالکل اور سراسر بلکہ محض غلط ہوگا۔ اگر سچ پوچہو تو رعیت کی طرف سے جس خطرہ اور دوہیری مشکل مین جناب عمر پہنسے ہوے تہے اوسمین آج تک روے زمین کا کوئی بادشاہ ازل سے ہمین نظر نہین پڑا اور نہ خدا ایسی مصیبت مین کسی بادشاہ کو ڈالے۔ کیا معنے کہ اول تو ایک محض اجنبی اور نئے مذہب کی اشاعت سر پڑی ہوئی اور وہ مذہب بہی کیسا جسکے پیر کے نیچے کی چیونٹی بہی اوسکی دشمن نہ وہ کسی کے موافق نہ کوئی اوسکے مطابق۔ یہودی اوسکے دشمن۔ عیسائی اوسکے خون کے پیاسے۔ آتش پرست اوسکی جڑ کہودنے کو موجود۔ سبکو

جانے دو جس قوم سے وہ پیدا ہوا وہ قوم خود اوسے کاٹ کھانے کو تیار۔ اور ہر عیسائی اور پارسیون کی ناک مین ہزارون برس سے بادشاہی کی بو سمائی ہوئی۔ اونہین مسلمانون کا بادشاہ بن جانا اور اپنا اونکی رعیت ہونا کیسے گوارا ہو سکتا تھا۔ اور ہر اندرونی حالت عرب کی یہ تھی کہ گہرین خلافت کے بہت سے دعویدار موجود تھے۔ چنانچہ آج تک خود مسلمانون مین اگر کوئی فرقہ خلفا کا مخالف ہے تو وہ عمر فاروق ہی کو خون بہری آنکھون سے دیکھتا ہے۔ اور دیکھیے۔ ایک گروہ مؤلفۃ القلوب کا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ یہ ابوبکر و عمر کون ہوتے ہین خلافت تو بنی ہاشم یا بنی امیہ کا حق ہے۔ اگر بنی ہاشم اور بنی امیہ خود اپنی ذات سے خاموش رہتے تو بھی غریب عمر کو کچھ سہارا ہوتا یہین اونکی بھی اودھیڑبن چلی جاتی ہے عہد صدیقی مین کھلم کھلا بغاوت کے مشورے ہوا کیے چنانچہ ازالۃ الخفا مین لکھا ہے۔ زبیر اور بنی ہاشم جناب فاطمہ کے کاشانۂ اقدس پر جمع ہو کے خلافت ابوبکر و عمر کے اوٹھا دینے کے لیے باہم مشورے کیا کرتے تھے۔ یہ فاروقی ہی رعب و جلال تھا جسنے بنی ہاشم و بنی امیہ کو ایسا دبا رکھا کہ کسیکو سر نہ اوٹھانے دیا۔ جب سایہ فاروقی خلافت کے سر پر سے اوٹھ گیا تو کوئی خلافت کو نہ سنبھال سکا اور بنی ہاشم اور بنی امیہ کے جھگڑون نے اسلام کی جڑ ہلا دی جیسے متضاد عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش کو ملا کے ایک جگہ خدا نے رکھدیا ہے اور کوئی کسی پر غالب نہین آسکتا اسیطرح متضاد گروہونکو ملا جلا رکھنا اور بے کہتکے حکومت کیے جانا عمر ہی کا کام تھا اور بس۔

ہیبت و جلال فاروقی کی نسبت دو ایک روایتین ہم یہان لکھے دیتے ہین

جن سے صولت وسطوت فاروقی بخوبی عیان ہوتی ہے۔ قاسم بن محمد فرماتے ہین کہ ایکبار حضرت عمر کہین تشریف لئے جاتے تھے آپکے پیچھے پیچھے چند صحابہ بھی تھے ناگاہ آپنے پیچھے مڑکر دیکھا۔ سب لوگ ہیبت فاروقی سے گر گئے اور گردنین نیچی کرلین۔ آپ یہ حالت ملاحظہ فرماکر رو پڑے اور کہا۔ بارالہا۔ تو خوب واقف ہے کہ مین تجھسے اس سے زیادہ ڈرتا ہون جتنا یہ لوگ مجھسے ڈرتے ہین۔

ایکمرتبہ آپ مکہ مین تشریف لائے۔ اہل مکہ نے شکایت کی کہ ابوسفیان نے پانی کی رَو کو روک لیا ہے۔ آپ یہ سنکر درہ لے اوسطرف چلے جہان ابوسفیان نے پانی روک رکھا تھا۔ وہان پہونچکر دیکھا کہ ابوسفیان نے چند پتھرون سے پانی کو روک رکھا ہے۔ آپنے فرمایا کہ فلان فلان پتھر اوٹھاؤ۔ اونھون نے اوٹھا لیا۔ پھر فرمایا۔ فلان فلان پتھر اور اوٹھاؤ یہانتک کہ پانچ یا نو پتھر اونھون نے اوٹھائے۔ آپ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوکر بولے۔ اللہ کا شکر ہے کہ عمر جیسا آدمی ابوسفیان جیسے رئیس کو حکم کرے اور وہ اوسکی تعمیل سے گریز نکرے۔ یہ اللہ کا فضل واحسان ہے۔

ایکمرتبہ دولتخانۂ فاروقی پر چند سرداران قریش مثلاً سفیان بن حرب اور حارث بن ہشام وغیرہ رؤسا حاضر ہوے نیز بلال وصہیب وغیرہ غربا مسلمین اہل بدر مین سے حاضر ہوے۔ حضرت عمر نے غربا کو اندر آنیکی اجازت دی اور وہ رؤسا باہر کھڑے رہے۔ ابوسفیان نے ملول ہوکر کہا کہ ایسی تذلیل ہماری کبھی نہین ہوئی جیسی آج۔ سہیل بن عمرو آدمی سمجھدار تھے بولے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ امر تمکو نہایت ناگوار گذرا مگر یہ تمہارا ہی قصور ہے اور رونے کی جگہ کیونکہ وہ لوگ

جنکو تم غلام کہتے ہو اسلام مین تمسے پہلے داخل ہوے اور تم پیچھے۔ آہ۔ ای ابوسفیان قیامت کے دن کیا حال ہوگا جب وہ جنت مین پہلے داخل ہونگے اور تم پیچھے۔ یہ سنکر سب رونیلگے یہانتک کہ حضرت عمر نے اونکے رونے کی آواز سنکر اونکو بھی بلالیا رعیت تو جیسی مطیع و منقاد تھی اوسے سب جانتے ہین اگر رعیت ہی مین یہ صفات ہوئین تو پچھلی خلافتین کیون دے بیٹھتین ۔ دوسری کرامت ہمارے ممدوح کی حکومت مین یہ ہے کہ عربون کی خودسری اور آزادی کو مٹی مین ملاکر بھی آپنے حکومت نہین کی جسطرح امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا یا اور چند یورپ کی سلطنتین کرتی ہین حضرت عمر نے تو رعیت کو خودسری اور آزادی کے جوہر کو چمکا کر حکومت کی بارہا عام مجمعون مین لوگ سستا خانہ نکتہ چینیان اور اعتراض اونپر کرتے تھے اور اونکے سامنے مگر وہان پیشانی پر بھی سلوٹ بھی نہین آئی۔ آتی کیسے پائی تو مرتا ہی نہ تھا۔ جہان پانی مرتا ہے برا تو وہان معلوم ہوتا ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے فاروق اعظم نے جناب عمرو بن العاص حاکم مصر پر خراج کے باب مین کچھ سختی کی۔ عمرو بن العاص بگڑ گئے اور بولے اے ابن خطاب تو وہ دن بھولگیا کہ میرا باپ کمخواب اور زربفت کی قبائین زیب تن کیا کرتا تھا اور تیرا باپ ایندہن کے گٹھے سر پر لاد لاد کے باورچی خانہ مین بیچتا تھا جس سے تونے پرورش پائی ہے۔ آج تو ہمین پر حکومت جتاتا ہے۔ ہم ناظرین سے انصاف طلب ہین کہ آج کے دن بھی کوئی بادشاہ ایسا ہے جو اپنے ماتحت سے چاہے وہ خدا ہی کا بچہ ہو ایسا سن لیگا۔ کبھی نہین ہرگز نہین۔ مگر ہمارے خلیفہ برحق نے کیا کیا۔ صرف ہنس دیئے اور اولٹی عمرو بن العاص کی خوشامد کی تاکہ لوگ

یہ نہ سمجھین کہ سلطنت کا غرور آگیا۔

دو چشمت کہ تیر بلا میزند	چنین تیر بر ما چرا میزند

ایک مرتبہ آپنے ممبر پر لوگونکو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے گروہ مسلمین تم اوسوقت کیا کروگے جب مین دنیا کیطرف مائل ہوجاؤن۔ جماعت حاضرین مین سے ایک شخص اوٹھکر قریب آیا اور تلوار نیام سے نکالکر کہنے لگا کہ تیرا سر اوڑا دینگے حضرت عمر نے یہ سنکر فرمایا۔ خدا تجھپر رحم کرے۔ شکر ہے اوس پاک پروردگار کا جس نے میری رعایا مین ایسے شخص کو بھی گردانا ہے کہ اگر مین ٹیڑھا ہوجاؤن تو وہ مجھکو سیدھا کردیگا۔

ایکدن خطبہ پڑھتے ہوے آپنے مہر کی زیادہ مقدار مقرر کرنے سے ممانعت فرمائی اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے بعض ازواج مطہرات کا مہر دس درہم مقرر فرمایا اور سامان گھر کا دیا یعنی چکی۔ گھڑا۔ بستر چمڑہ کا۔ اور بعض ازواج کے ولیمہ مین حضور نے دو مد جو کے پکا کر کھلاے۔ بعض مین دو مد جو۔ کچھ چھوارے اور دو مد ستو کے تقسیم کیے اور کہا کہ رسول اللہ نے اپنا اور اپنی صاحبزادیون کا مہر چار سو درہم سے زیادہ نہین باندھا اگر یہ کوئی بزرگی کی بات ہوتی تو آپ سب سے پہلے کرتے۔ ایک عورت اوٹھکڑی ہوئی اور بولی۔ کیا تم اسبات سے منع کرتے ہو حالانکہ خدا خود فرماتا ہے "واتیتم احداھن قنطارا" اس سے بڑا خزانہ بھی مہر مین دینا جائز معلوم ہوتا ہے۔ عورت کا کلام سنکر بجاے اسکے کہ زجر و توبیخ کرتے فرمانے لگے "عجب سب زیادہ فقیہ ہین حتی کہ عورتین بھی۔" اصل الفاظ یہہ ہین "کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات"

عام الرمادہ کے بعد جب آپ ملک شام کو تشریف لیگئے تو مجمع عام مین حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے عزل کا سبب بیان فرماکر اپنی بریت ظاہر کی فوراً احمد بن حفص المخزومی کھڑا ہوکر اسطرح کہنے لگا۔ واللہ ما عدلت یا عمر لقد نزعت عاملا استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وغمدت سیفا سلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد قطعت الرحم وحسدت ابن العم ۔ یعنی اے عمر بخدا سے لایزال تونے انصاف نہین کیا۔ تحقیق تونے اوس عامل کو موقوف کردیا جسے رسول اللہ نے مقرر کیا تھا اور تونے وہ تلوار میان مین کردی جسے رسول اللہ نے کھینچا تھا۔ بیشک تونے قطع رحم کیا اور اپنے چچا کے بیٹے پر حسد کیا۔ باوجود اس خطاب پُرعتاب کے آپنے احمد سے کچھہ نہ کہا اگر کہا بھی تو صرف اسقدر کہ تجھکو اپنے بھائی کی حمایت مین غصہ آگیا۔

خشک دماغی اور کور باطنی تو بات ہی دوسری ہے کہ کسی سے کوئی سچی بات بھی سنی تو حقارت کی نظر سے اوسے دیکھہ لیا۔ ایسے کوتہ بین اور خودغرض سے تو ہم بات بھی نہین کرنا چاہتے ورنہ آپ دنیا کی تاریخ کے سب ورق اولٹ جائیے اور ہمین ڈھونڈھ ڈھانڈھکے صرف ایک ہی بادشاہ ایسا دکھا دیجیے جو اپنے کندھے پر مشک دھر کے لاچار بڑھیون ضعیف عورتون کے گھر پانی بھر آتا ہو۔ خود فرش خاک پر پڑ رہتا ہو اور یتیمون اور بیکسونکو بستر نرم پر سُلاتا ہو۔ اپنے قمیص اور پاجامہ مین دس دس پیوند چڑھ کے لگاتا ہو مگر رعیت کی بہبودی اور سرسبزی کی فکر مین اوسے نیند نہ آتی ہو۔ بازار و نہین عام لوگون کیطرح پڑا پھرتا ہو اور تلاش اسکی ہو کہ دیکھون کہین کسی غریب کی گانٹھہ کو تو نہین کاٹی جاتی۔ ہر جگہہ

بیدھڑک تن تنہا جریدہ چلا جاتا ہو۔ اونٹون کے بدن پر اسواسطے اپنے ہاتھہ سے تیل ملتا ہو کہ مین خادم اسلام ہون اور یہ اونٹ مسلمانون کا مال ہین۔ دربان وچاؤش وحشم وخدم ولقیب وچوبدار سے بالکل ناواقف ہو۔ اسپر بھی وہ رعب وداب ہو کہ عرب وروم وعجم اوسکے نام سے کانپتے ہون اور جسطرف رخ کرتا ہو زمین لرز جاتی ہو۔ سکندر وتیمور لاکھون آدمی جلو مین رکھتے تھے جب کہین جاتے اونکا رعب قایم ہوتا تھا اور عمر فاروق نے تن تنہا ایک اونٹ پر شام کا سفر کیا مگر چار دانگ عالم مین غل مچگیا تھا کہ مرکز عالم ہلا چاہتا ہے۔ یہ سب عدل وانصاف اور رعیت پروری ہی کی ہیبت تھی یا کچھہ اور۔

اخلاق۔ قناعت وزہد۔ تواضع وانکسار۔ خاکساری وسادگی۔ راستی وحق پرستی۔ صبر ورضا۔ شکر وتوکل۔ اوس ذات ستودہ صفات مین درجہ کمال کو پہونچ گئے تھے۔

ایک نہایت عجیب وغریب بات ہمارے فاروق اعظم مین یہ تھی کہ ہمیشہ بڑے بڑے کامونمین لگے رہتے تھے اسپر بھی چھوٹے چھوٹے کامون کے کرنے کا وقت آپکو ملجاتا تھا اور وقت مین تنگی اونکے لئے کبھی ہوئی ہی نہین۔ جو کام شان خلافت اور داب سلطنت کے خلاف ہمین معلوم ہوتے ہین اونکے کرنے مین بھی آپکو کبھی عار نہین ہوا۔ روزینہ دارون کے روزینہ تک آپ اپنے ہاتھون سے گھرون پر جاکے دے آتے تھے۔ اگر دارالصدقہ مین گدر ہوگیا تو ایک ایک اونٹ کے دانت گننے اور حلیہ لکھنے لگے۔ ضرورت ہوئی تو کسی اونٹ پر تیل کی مالش ہی کرنے لگے۔ ناظرین اپنے دل مین یہ نہ سمجھین کہ بڑی ہی بڑی باتون پر نظر ہوگی

نہین اون آنکھون کو جزئیات پر بھی وہی توجہ تھی جو ہم سے نکمّے آدمیونکو امور اہم پر ہوتی ہے اوسپر طُرّہ یہ ہے کہ بیٹھے بیٹھے کچھ خیال جو آیا تو اپنی فوج کے سپاہیون اور مجاہدین کے گھرون پر چلے گئے۔ دروازہ پر کھڑے ہو بال بچون کی خیریت دریافت کی اگر کوئی بچہ باہر نکل آیا تو اوسے گود مین اوٹھالیا۔ نہایت اخلاص سے پیار کیا اور پوچھا کہ بازار سے کچھ سودا سلف منگانا ہو تو لاؤن مین لادون۔ تم کسی طرح کی تکلیف نہ بھگتنا۔ اگر تمہارا مالک باہر اسلامی خدمت پر ہے تو کچھ مضائقہ نہین یہ عمر تمہاری خدمتگاری کو موجود ہے۔ اکثر گھرون سے لونڈیان آپ کے ساتھ کردی جاتین۔ فاروق اعظم اونہین اپنے ساتھ لیجاتے اور سودا بازار سے اونہین خرید دیتے۔ جن گھرونمین لونڈیان نہ ہوتین اونکے سودے خود دینے بھی جاتے۔ مفلس ونادار کے لئے اپنے پاس سے سامان خرید لیجاتے۔ میدان جنگ سے اگر کوئی سپاہی اپنے گھر خط بھیجتا تو قاصد آپکے ہاتھ مین لاکر دیدیتا آپ سو کام چھوڑتے اور اوسیوقت جاکر اوسکے گھر پر دے آتے اور کہتے کہ کہو تو پڑھکے سناتا جاؤن اور میرے پاس کاغذ قلم دوات بھی ہے کہو تو جواب بھی لکھتا جاؤن۔ اگر کسی اور سے لکھوایا چاہو تو لکھوا لے رکھ چھوڑنا مین فلان وقت آکے لیجاؤنگا۔ اگر کسی گھر سے آواز آئی کہ تمہین پڑھتے جاؤ اور تمہین جواب بھی لکھدو تو بلا غل غش وہین زمین پر دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آیا ہوا خط پڑھکے سنادیا۔ گھر مین سے جو بتایا گیا وہ جواب مین اچھی طرح لکھدیا اور اپنے ساتھ لیتے آئے۔ جب سرکاری قاصد واپس ہوا اوسے سمجھا کے دیدیا۔ ہر وقت اور ہر گھڑی اسی بات کی تلاش رہتی تھی کہ اے عمر رعیت کو کوئی ایسی تکلیف نہو جس سے

تو بیخبر رہجاے۔ اسلئے یہ معمول تہا کہ ہر نماز کے بعد صحن مسجد مین آکے بیٹہ جاتے اور جسے جو کچہہ کہنا سننا ہوتا وہ آپ کے برابر آکے بلا تکلف بیٹہ جاتا اور کہہ سنکے اپنا مطلب حاصل کرلے جاتا تہا۔ جو کوئی نہ آتا یا مسجد آدمیون سے خالی ہوجاتی تو آپ تہوڑی دیر انتظار کرکے اوٹہہ جاتے۔ راتونکو اکیلے تن تنہا گلی کوچونمین گشت لگایا کرتے تہے اگر کسی طرف سے ذرا بہی آواز آتی تو ادسیطرف کان لگادیتے کہ کہین کوئی مصیبت زدہ فریاد تو نہین کر رہا ہے۔ اگر سفر کرتے تو راہ گیرون سے ادہر ادہر کے حالات سب دریافت کرلیتے۔ اثنائے راہ مین جو بستی یا گانون ملتا اوسمین پہر چلکے اوسکی حالت بخوبی دیکہہ لیا کرتے تہے ادہر ادہر سے جو نووارد مدینہ مین آتا اوسے اپنے پاس بلاکے ہر طرحکی باتین پوچہہ لیا کرتے تہے۔ اطلاع یابی کا کوئی ذریعہ بیکار نہین رکہا جاتا تہا۔ آنکہین خدمتگذاری کے لئے ہر دم کہلی رہتی تہین اور کان فریادرسی کے واسطے ہر وقت وا تہے۔

ادہر اللہ سے واصل اور ادہر مخلوق سے شامل	خواص اُس بزرخ کبریٰ مین تہا حرف مشدد کا

دریافت حال کا ایک بڑا عمدہ اور مؤثر طریقہ یہ نکال لیا تہا کہ اطراف وجوانب کو لکہدیا گیا۔ تم اپنے ہان سے ڈیپوٹیشن یعنے وفد ہمارے پاس بہیجا کرو جو تمہاری شکایتین اور خواہشین ہمپر ظاہر کیا کرین۔ پس ہر مقام سے سفارتین آتی تہین اونکو بکشادہ پیشانی اور عزت سے دربار خلافت مین لیا جاتا وہ لوگ اپنے ہان کے ہر رطب ویابس کو اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کرتے اور جو بات قابل اصلاح ہوتی اوسکا علاج بخوبی کردیا جاتا۔ گویہ وفد کا طریقہ عرب مین

پہلے سے چلا آتا تھا مگر فاروقی دوربینی اور صحیح الدماغی نے اس سے وہ کام لیا جو آج کل کی جمہوری سلطنتوں مین لوکل سیلف گورنمنٹ اور رعایا کے قایم مقام میمبرون سے بھی نہین نکل سکتا۔ اور ہان اتنے بندوبست پر بھی اطمینان نہتا نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔ سعدی علیہ الرحمہ فرما چکے ہین۔ اونکی عیت تو روئی کا پہویا۔ ریشم کا تھان۔ مانڈے کا پہپھولا تھی۔ جب مُنہ سے نکلتا تو یہی نکلتا تھا۔ ہاے عمال میری رعیت کی کچھہ غور و پرداخت نہین کرتے نہ ہر شخص مجھہ تک آسکتا ہے آہ یہ کیسی آبنی۔ یہ دل مین آتا تھا کہ دہن لگی اے عمر تو بھی تو بے دست و پا نہین ہے تو ہی رعیت کے پاس پہونچنے کی کوشش کر بس شام۔ جزیرہ۔ کوفہ وغیرہ کے دورہ کی ٹھان لی اور ہر جگہہ دو دو مہینہ رہنے کا ارادہ کیا۔ شام کے اخیر دورہ مین اوسکے ہر ضلع مین قیام کرکے رعایا کی ایک ایک شکایت سُنی اور اوسکا قرار واقعی علاج کیا۔

ایکدفعہ رات کو آپ گشت مین تھے دیکھتے کیا ہین کہ ایک بدوی اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارے حضور بھی اوسکے پاس جا بیٹھے اور باتین کرنے لگے۔ یکایک خیمہ کے اندر سے رونے کی آواز آئی۔ آپکے کان کھڑے ہوے۔ پوچھا۔ یہ آواز کیسی ہے۔ بدو نے جواب دیا کہ میری بیوی دردزہ مین گرفتار ہے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اسوقت کوئی دوسری عورت اوسکی تسلی کو پاس نہین۔ آپکو ترس آیا۔ وہان سے اوٹھے اور اپنے گھر جا کے اپنی بیوی ام کلثوم کو بدوی کی بیوی کی خدمت کیواسطے لے آے اور خیمہ مین بھیجدیا ان لوگونکی برکت سے تھوڑی ہی دیر مین جیتا جاگتا بچہ ہو پڑا۔ حضرت ام کلثوم نے اندر سے

آوازدی کہ امیرالمومنین مبارک خداوند کریم نے آپکے دوست کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔ بدوی اسوقت تک نہین پہچانا تہا کہ یہ جناب فاروق ہین فوراً قدمو پر گر پڑا اور مودب سامنے جا بیٹہا۔ آپ نے اوسکو تسلی دی اور فرمایا کچہہ خیال نکرو مین اور میرے بیوی بچے سب تم لوگونکی خدمت ہی کے لئے ہین۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ ایک رات امیرالمومنین عمر فاروق آدہی رات کو میرے گہر پر آکے پکارے۔ اندہیرا گہپ ہو رہا تہا اور ہاتہہ سے ہاتہہ نہین سوجہائی دیتا تہا۔ مین گہبرا کے باہر نکل آیا اور دریافت کیا کہ خیر تو ہے اسوقت آپ کہان۔ ارشاد ہوا۔ بہائی اسیوقت مجہے خبر لگی ہے کہ ایک قافلہ تہکا ماندہ آکے شہر سے باہر اوترا ہے۔ کہین اونکے ہان کوئی اونچ نیچ نہو جاوے چلو ہم تم چلکے اونکا پہرہ دین۔ عبدالرحمن کہتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین کہا۔ اللہ اکبر اس شخص کو رعیت کی فکر سے ایکدم چین نہین خاموش ساتہہ ہولیا اور صبح تک قافلہ کے گرد گشت لگاتے اور پہرہ دیتے گذری

حضرت سعید بن یربوع صحابی کی آنکہین جاتی رہی تہین وہ جمعہ کی نماز مین نہین شامل ہو سکتے تہے۔ حضرت عمر نے اونکی خدمتگاری مین ایک آدمی نوکر کر دیا جو ہر وقت اونکے ساتہہ رہتا اور ہر جمعہ کو مسجد مین لے آتا تہا۔

ایکدفعہ آپ خود کہڑے ہوے لوگونکو کہانا کہلا رہے تہے۔ دیکہا کہ ایک آدمی اولٹے ہاتہہ سے کہاتا ہے اوسکے پاس جاکے کہا۔ میان تم سیدہے ہاتہہ سے کیون نہین کہاتے۔ اوسنے جوابدیا کہ امیرالمومنین میرا دایان ہاتہہ جنگ موتہ مین جاتا رہا ہے۔ آپ کی آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے اور فرمایا کہ افسوس

صد افسوس تم وضو سے بھی معذور ہوگے۔ بتا اسر کون دُھلاتا ہوگا۔ کپڑے کون پہناتا ہوگا۔ پھر ایک نوکر رکھدیا جو اوسکی خدمت کیا کرتا تھا۔

ہمارے فاروق اعظم اسلامی اخلاق کی تصویر مجسم تھے۔ اونکی خالص نیت۔ دنیا کی لذتون سے بالکل پرہیز کرنا۔ زبان کی کامل حفاظت رکھنا۔ راست گوئی بالکل خدا کی طرف رجوع ہوجانا اور دنیا کی سب چیزون سے قطع تعلق کرلینا ایسی باتین تھین جو اونمین سے نکل کے صحبت والون مین اثر کرجاتی تھین۔ جو لوگ اون کے پاس رہتے وہ کچھ نہ کچھ اونکے رنگ مین رنگ جاتے تھے مسور بن خرمہ پرہیزگاری اور تقوی ہی سیکھنے کے لئے آپکے ساتھ ساتھ پھرا کرتے تھے۔ علامہ مسعودی نے لکھا ہے کہ عمر فاروق کے اوصاف جمیلہ اونکے تمام افسرون اور عہدہ دارون مین اثر کرگئے تھے۔ عرب مین جاہلیت کی یادگار چند بُری باتین باقی رہگئی تھین مثلاً عالی نسبی کا فخر وغرور۔ عام لوگون کی تحقیر و تذلیل۔ ہجو و بدی کرنا۔ عشق بازی۔ ہوا پرستی۔ شراب پینا وغیرہ۔ جناب فاروق اعظم نے ان باقی ذمائم کا بھی بخوبی قلع وقمع کردیا۔ فخر وغرور کی تمام بنیادین قوم سے اوکھاڑ پھینکین قطعی حکم دیدیا کہ لڑائیون مین لوگ اپنے قبائل کی جے نہ بولا کرین۔ آقا اور نوکر کا فرق بالکل رکھا ہی نہین۔ غلام اور مالک مین مساوات پھیلادی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ صفوان بن امیہ نے بہت سے معزز آدمیونکی دعوت کی مگر نوکرون اور غلامون کو دسترخوان پر شامل نہ کیا۔ عمر فاروق پر جو یہ بات واضح ہوئی تو ایک ساتھ آگ بگولہ ہوگئے۔ اون سبکو بلاکر اپنے برابر بٹھالیا

جب کھانے مین ہاتھہ ڈالا اور بولے خدا اون لوگون کا بُرا کرے جو نوکرون اور غلامونکو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

ابی بن کعب جلیل القدر صحابی تھے۔ وہ ایک مجلس مین بیٹھے بیٹھے جانے کے لئے اوٹھہ کھڑے ہوے۔ لوگ براہ تعظیم اونکے ساتھہ ہی کھڑے ہوگئے اور تھوڑی دور اونکے ہمراہ چلے۔ اتفاقاً اوسی وقت سامنے فاروق اعظم نمودار ہوے اور یہ حالت دیکھکے اُبی بن کعب کے ایک کوڑا لگایا۔ وہ حیرت زدہ ہوکے رہگئے اور کہا خیر تو ہے مجھسے کیا خطا ہوئی۔ آپنے کیون سزا دی۔ جناب فاروق نے فرمایا کیا خوب آپکو ابھی تک خبر نہین۔ اپنی ایسی تعظیم کرانا تمہارے لئے فتنہ اور ان لوگون کیواسطے موجب ذلت ہے۔

شاعرون نے شعر و شاعری کو ہجو و بدگوئی کا آلہ بنا رکھا تھا۔ شاعر صاحب جہان کسی سے ناراض ہوے فوراً اوسکی ہجو کہہ ڈالی۔ یہ ہجوین ہوا کی طرح سارے ملک مین ذراسی دیر مین پھیل جاتی تھین اور لوگ اس بات سے نہایت تنگ تھے کیونکہ اوس سے لاکھون لڑائی جھگڑے اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ جناب عمر نے ہجو گوئی کو ایک جرم قرار دیکر اوسکی سزا مقرر کی۔ یہ امر بھی فاروق اعظم کی ایجادات اور اولیات مین سے ہے۔ اوس زمانہ مین حطیئہ ایک شاعر ہجو گوئی مین بہت مشہور و معروف تھا۔ آپنے اوسے طلب کرکے جیلخانہ بھیجدیا اور جب تک اوسنے ہجو گوئی سے توبہ نہ کی اوسے رہا نہ کیا۔ عہد نبوی مین قریش نے عاجز ہوکے آنحضرت صلعم اور مسلمانون کی ہجو نظم مین کہہ کہکر مشہور کی تھی۔ حضور صلعم نے حسّان کو اونکا جواب دینے کے لئے متعین فرمایا تھا چنانچہ وہی اشعار عہد خلافت فاروقی

تک زبان زد خاص وعام چلے آتے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ اب اگر وہ شعر کسی کے منہ سے سنے جائینگے تو اولے سخت سزا دی جائیگی کیونکہ اون سے پرانی دشمنیان تازہ ہوتی ہین۔ زیادہ تر وہ شعر رندانہ اور اوباشانہ ہوتے تھے جن سے عاشقی ومعشوقی اور ہوا پرستی کے خیال لوگون مین بڑھنے کا گمان تھا۔ لوگ کھلم کھلا اونمین اپنے معشوقون کے نام نظم کردیتے تھے۔ مذاق کے طور پر بچے تک اونکو حفظ کرلیتے تھے جس سے آوارگی بچپن ہی سے پنجے جماڑ کے اونکے پیچھے پڑجاتی تھی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قطعی ممانعت کردی کہ شاعر لوگ عورتون کے عشق مین شعر لکھنا چھوڑدین۔ شراب پینے کی سزا گو پہلے سے مقرر تھی مگر اوسے ناکافی سمجھکے دوگنا کردیا یعنے چالیس کی جگہ اسی دُرّے لگنے لگے۔ ان احسن انتظامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو اوس زمانہ مین دولت اور فتوحات کی کثرت تو کیا بارش تھی مگر لوگ عیش وعشرت مین مشغول ہونے نہ پائے۔ اور اسلام نے جس پاک اور مقدس زندگی کی بنیاد ڈالی تھی وہی مضبوطی کے ساتھ قایم رہی۔

زیادہ توجہ ہمارے ممدوح رضی اللہ عنہ کی اسطرف تھی کہ آزادی۔ حق گوئی اور اخلاق کی عمدگی کی جڑ خودداری ہے۔ یہی خصوصیت آپکی ایسی ہے جو آجتک کسی بادشاہ تو کیا خلیفہ کے عہد مین بھی نہ دیکھو گے۔ بنی امیہ نے تو اپنی بسم اللہ ہی کی دن سے آزادی اور خودداری کی ریڑ ماردی تھی یہانتک کہ عبدالملک نے کھلم کھلا حکم دیدیا تھا کہ اگر میرے حکمون پر کوئی زبان طعن کھولیگا تو مجھ سے بُرا کوئی نہین۔ البتہ جناب عثمان اور ہمارے پیارے امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے اگرچہ آزادی مین دست اندازی نہین کی لیکن آزادی کے خطرونکی روک

تہام نہ کرسکے۔ اور حضرت عثمان اسی کمی کے باعث شہید ہوے۔ جناب علی مرتضیٰ کو اسیکے طفیل جنگہاے جمل وصفین کے صدمات سہنے پڑے۔ افسوس صد افسوس ہمارے ان دو بزرگوار ونکو وہ زبردست ہاتھ نہین ملے تھے جو عالی حوصلہ لوگونکے منہ مین لگام دیئے رہتے۔ نہ صدیق اکبر کی طرح کوئی پرجلال وزیر ملا جو سلطنت کو ٹھوکرون سے ٹھکراے جاتا۔ حالانکہ ہمارے معشوق نے جہان اعلیٰ درجہ کی آزادی قایم کی وہین اپنے جبروت وسطوت مین بھی سرمو فرق نہین آنے دیا۔ جدہر سنو فاروقی تقریرون ہی کی گونجتی تھی کہ ہر آدمی اپنی مان کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے۔ جدہر پڑہو فاروقی تحریر یہی اشتہار دے رہی تھی کہ لوگو۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ایک گھڑی بھی ذلیل رہ کر جینا پسند نہ کرے گا۔ عمرو بن العاص سے معزز سردار کے فرزند دلبند کو ایک کم حیثیت قبطی کی فریاد پر کوڑے پڑوا دیئے اور تیوری پر بل نہ آنے دیا۔ سر اجلاس مجمع عام مین پکار کے کہدیا کہ تم دونون باپ بیٹون نے ساری دنیا کو اپنا غلام کب سے سمجھ لیا۔ آدمیون کی ماؤن نے تو ادہنین آزاد جنا ہے۔ پھر بھلا دنیا مین کوئی ایسا تھا جو شیر کی اس دہاڑ کا جواب دیتا۔

گلے پر پھیر کر خنجر ادا سی اسطح کہدو	بنادی اے شہید ناز ہمین دہار کیسی ہے	

جب وہ لوگ جو ان کلمات فاروقی کا جھونٹ سونٹ منہ چڑاتے ہین بڑے سمجھے جاتے ہین تو نہ معلوم اونکا مصنف کس دل گردہ کا ہوگا۔ عرب کا دستور تھا کہ رئیس اور معزز لوگ اپنے قبیلہ کے سید اور آقا کہلاتے تھے۔ جو لوگ اون سے بات کرتے وہ یون کہتے تھے۔ "خدا مجھے آپ پر قربان کرے اور میرے ماں

باپ بھی آپ پر قربان ہون" چونکہ ان الفاظ سے غلامی کی بو آتی ہے اسلئے اکثر آپ نے اونکی نسبت اپنی ناراضی ظاہر کی ہے۔ ایکدن کسی نے آپ ہی سے کہدیا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے۔ جواب دیا کہ اگر خدا ایسا کرے گا تو تجھے ذلیل کریگا۔ فاروق اعظم کے ایسے طریق عمل سے لوگ آزادی کی قدر اور صاف گوئی پر دلیری کرنے لگے تھے

اب آگے چلیئے تو آپ دیکھین گے کہ حدیث و فقہ کے بانی مبانی جناب فاروق ہی ہین یہ دونون فن آپ ہی کے ساختہ پرداختہ ہین۔ انکے اصول و قواعد اونہین کے مقرر کئے ہوے ہین۔ حدیث کے متعلق جناب عمر نے روایتون کی بڑی چھان بین کی۔ آپکے زمانہ مین چونکہ فتوحات کی کثرت اور نومسلمونکی تعداد حد سے زیادہ بڑھگئی اسلئے سینکڑون نئے مسائل کی ضرورت پڑی لہٰذا احادیث کی تلاش ہونے لگی تاکہ آنحضرت صلعم کی راے کے بموجب فیصلہ ہوا کرے۔ جب کوئی تازہ صورت پیش آتی تو آپ صحابہ کے مجمع عام مین پکار کے کہدیتے کہ تم مین اگر کسیکو اس امر کی نسبت کوئی حدیث یاد ہو تو پیش کرو۔ اسیطرح ہزارون حدیثین کتب احادیث کے لیئے آپ نے جمع کرادین حتی کہ قرآن اور حدیث کے جمع کرنے مین فاروق اعظم کا بہت بڑا حصہ ہے۔ آپنے احادیث کو سند کے قابل بنانے اور اونکی اشاعت مین بہت سی تدبیرین کین۔ حدیثون کو لفظاً لفظاً نقل کرکے حکام اضلاع کے پاس بھیجدیتے تھے اور وہان کے لیئے حکم تھا کہ عام مین تشہیر کردی جائین۔ جو صحابہ فن حدیث کے رکن تھے وہ ممالک مختلفہ مین تعلیم حدیث کے لیئے بھیجدیئے گئے بڑے بڑے زبردست اور عالم و دانا صحابہ جو شب و روز

علمی مشاغل مین مصروف رہتے اور خاص اسی کام مین لگے رہتے تھے مثلاً عبداللہ ابن عباس۔ حضرت زید بن ثابت۔ جناب ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ اعنہم اجمعین کے مسائل اور اجتہادات کو عمر فاروق کے اجتہادات سے مقابلہ کرکے دیکھو تو شاگرد اور استاد کا سا فرق نظر آئیگا۔ اگر انصاف سے دیکھا جاے تو اتنے مجتہد اور آئمہ فن گذرے۔ امام رازی و بخاری و غزالی و شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ اجمعین نے فقہ مین بڑے بڑے رور لگاے اور علوم اسلامی اب ترقی کی معراج پر پہونچگئے مگر جس باب مین جو کچھ عمر فاروق کی زبان سے نکل گیا ہے اوس سے بڑھکے پھر کسیکی سمجھ مین کچھ نہ آیا اور جن مسائل کی حل اور تحقیق اونھون نے کردی ہے اوس سے آگے کوئی نہ بڑھ سکا اب فقہا کو اونکی پیروی ہی کرتے بنتی ہے اور جب انحراف کرتے ہین تو صریحی غلطی مین گرفتار ہوجاتے ہین۔ اللہ اکبر۔ یہ نظر وہ تھی جسنے قیامت تک کا ٹھیکہ لے لیا تھا۔

فقہ تو سر سے پیر تک فاروق اعظم ہی کا ساختہ پرداختہ ہے تمام صحابہ اس فن مین اپکی قابلیت اور افضلیت کے قائل تھے۔ عقل کو بھی اسکے ماننے مین کوئی عذر نہین کیونکہ جس شخص نے بادشاہت اس رعب اور انتظام مملکت اس سلیقہ سے کیا وہ فن قانون دانی اور حکمرانی مین کب کسی سے پیچھے رہ سکتا ہے۔

فتویٰ دینا اوسی شخص کا کام ہے جو یا تو خود امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ کو خوب جانتا ہو۔ ایسا شخص بقول حذیفہ بن الیمان کے سوائے فاروق اعظم کے اور کون ہو سکتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ دس حصہ مین سے نو حصہ علم کے جاتے رہے اگر تمام روے زمین کے لوگوں کا علم ترازو کے ایک پلہ مین

رکھا جاے اور عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کے علم کا پلہ بھاری رہیگا۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم مین فرماتے ہین کہ عمر کی شہرت سیاست اور حکومت مین ہے اور اونکی بزرگی معرفت اور علم باللہ سے جسکے نوحصہ اونکی موت سے اوٹھہ گئے اور اونکی بزرگی اونکے عدل وانصاف وشفقت مخلوق سے ہے جو اونکی امارت مین ظاہر ہوئی۔ یہہ جملہ صفات اللہ نے اونکے اندر پیدا فرماے تھے اسی لئے فقہ کے تمام سلسلون کا مرجع حضرت عمر ہی ہین۔ فقہ کے تمام شیوخ اور بانی سواے جناب علی مرتضیٰ کے آپ ہی کے صحبت یافتہ ہین۔ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ مین عمر کے پاس ایک ساعت کے بیٹھنے کو سال بھر کی عبادت سے بہتر سمجھتا ہون عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر فاروق اعظم ہی کے دامن تربیت کے پلے ہوے اور ساختہ وپرداختہ تھے۔

محدثین متفق ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین چھہ اشخاص ایسے تھے جن پر فقہ کا دارومدار ہے یعنے عمر فاروق۔ علی مرتضیٰ۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ ابوموسیٰ اشعری۔ صفوان بن سلیم کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم کے عہد مین صرف چار آدمی فتویٰ دے سکتے تھے۔ عمر۔ علی۔ معاذ۔ ابوموسیٰ امام شعبی نے بھی یہی کہا ہے کہ علم انہین چھہ صحابہ سے سیکھا جاتا تھا۔ فقہ کے وہ مسائل جو صحیح روایتون سے حضرت عمر کی طرف منسوب ہین اونکی تعداد کئی ہزار ہے اونمین سے قریبًا ہزار ایسے ہین جو مقدم اور اہم سمجھے جاتے ہین اور آئمہ اربعہ مین سے سب نے اونکی تقلید کی ہے۔

مسائل فقہیہ مین پہلے پہل قیاس کی بنیاد حضرت فاروق ہی نے ڈالی ہے

کیونکہ تمام جزئیات کو قرآن وحدیث سے نکالنا ناممکن ہے۔ آئمہ اربعہ بھی قیاس کے قائل ہین اسلئے حضرت فاروق نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھہ بھیجا تھا کہ جب تمھین کوئی بات قرآن وحدیث مین نہ ملے تو ہم صورت اور ہم شکل واقعات پر غور کرکے قیاس کرلیا کرو۔ اصول فقہ کی کتابون مین قیاس کی تعریف یون درج ہی "اُصل کے حکم کو فرع تک پہونچا دینا کسی ایسی علت سے جو دونون مین مشترک ہو" جو مسائل بہت ہی مشکل معلوم ہوتے اونکی یادداشت لکھہ لیا کرتے۔ ہمیشہ اون پر غور وخوض کیا کرتے اور وقتاً فوقتاً اونکے متعلق جو رائے ہوتی اوسے بڑی احتیاط سے لکھتے جاتے اور بڑی فکر سے جو کیفیت ہوتی اوس یادداشت مین محو واثبات کردیتے تھے۔ پھوپھی کی میراث کے باب مین جو یادداشت لکھی تھی اوسے آخر کار محو کردیا۔ دادا کی میراث مین جناب فاروق نے سورائین قایم کی تھین۔ بعض مسئلون کی تحقیق مرتے دم تک رہی اور کوئی قطعی حکم نہ پیدا ہوسکا دادا کی میراث کی نسبت جو رائے لکھی تھی اوسے بھی مرنے کے وقت منگا کر چاک کرڈالا اور حاضرین سے کہدیا کہ مسلمان خود اسکا فیصلہ کرلین۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ عمر فاروق سا صاحب الرائے اور زیردست مقنن دنیا مین کوئی نہین ہوا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ افسوس صد افسوس رسول اللہ صلعم کو زمانہ نے اتنی فرصت ندی جو حضور کلالہ۔ ربا۔ اور دادا کی میراث کی نسبت اپنی قطعی رائے قلم بند کرا جاتے۔

فقہ کی جہان مین ہمارے ممدوح نے یہانتک کی ہے کہ دوسرے سے ناممکن ہے اور کرتے کیسے نہین قانون اور حکمرانی کے لئے تو پیدا ہی ہوے تھے طبیعت

اوسیکے موافق تھی۔ جہین جب عرش آشیانی اکبر کا وہ قول یاد آتا ہے کہ فصل خصومات مین صرف کانون ہی کا اعتبار کیے نہ بیٹھے رہنا ذرا مقدمات کی اصل کے معلوم کرنیکی بہی کوشش کرنا اور دل و دماغ اور آنکھون کو بہی کام مین لانا ایسا نہو کہ آنکھین چہرہ پر سے ندارد اور کان ہاتھی کے پنکھے تو بیساختہ یہی کہنا پڑتا ہے۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ وہ بادشاہی کے لایق بہی کسی ہی کسی کو پیدا کرتا ہے۔ تماشہ کی بات ہے کہ ایک جاہل آدمی اکبر کی نسبت تو مورخ یہ لکھدین۔ "درخت سلطنت نشاند" اور زبردست عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بابت کہین "تیشہ زد"

این سعادت بزور بازو نیست		تانہ بخشد خدائے بخشندہ	

ورثہ کے باب مین ایک قسم کے وارث کلالہ کہلاتے ہین مگر اونکی تعریف قرآن کریم نے صاف صاف جہین نہین بتلائی ہے۔ اوسکی کدوکاش فاروق اعظم کی کرید و بن کرنے والی طبیعت کو یہانتک رہی کہ کئی بار آنحضرت صلعم سے پوچہا مگر تشفی و تسلی نہین ہوئی۔ آخرش ایک پرچہ جناب حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکہدیا کہ تم فرصت کے وقت حضور سے سمجہ لینا۔ پہر اپنے عہد خلافت مین صحابہ کو جمع کر کے تحقیق فرماتے رہے مگر کسی طرح تسلی نہین ہوئی اور چند باتون کی تشویش ہماری خاطر سے قبر ہی مین لیگئے۔

جناب فاروق کے وقت کی نہایت مشہور اور قابل یادگار باتین اور خصوصیات یہ ہین۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) آپ نے امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔ نہ اپنے طمطراق اور شیخت کے باعث جس سے آپکو ذاتی نفرت تہی بلکہ مصلحتاً اسلام اور مسلمانونکی فائدہ کے لئے

تاکہ اسلام کا رعب جمے اور مسلمان جھاڑو کی سینکون کی طرح باہم بندھے رہین اوس جناب کی کوئی بات اپنے لئے نہ تھی۔ وہ عہد نبوی صلعم مین نظم ونسق اسلام مین تحکمانہ دخل دیتے رہے۔ خلافت صدیقی مین یہ نہین سمجھا کہ خلیفہ مین ہون یا کوئی دوسرا ہے جو دل مین آیا کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھین جب بند ہوگئین تو سوچا۔ کل من علیہا فان" آؤ صدیق اکبر کا کہنا مانلو اور زہر کے سے گھونٹ حلق سے اوتار کے خود ہی خلافت کی تکلیف بھگتو اور خلافت و بادشاہی کی تعلیم دیتے چلو۔ آپ یقین کرلین کہ اس طبیعت کا آدمی جیسا کہ یہ تھے کبھی بادشاہی کا متمنی نہین ہوسکتا۔ اوسکے دل کے اندر سلطنت ہوا کرتی ہے۔ وہ خوب سمجھے ہوے تھے کہ میرے بعد یہان اندھیرا ہے مین اتمام حجت تو کرتا جاؤن۔ اونہین نہ امیر المؤمنین کے لقب سے خوشی تھی نہ خلیفہ ہونے سے غرض۔ صرف یہ دکھا جانا تھا کہ مسلمانون۔ اگر بادشاہ بننا تو ایسے بننا۔

(۲) قرآن مجید کی تدوین اور حفاظت کا حکم فاروقی ہی خاصہ ہے ہندوستانی اہل مطابع کو اوسپر نثار رہنا چاہیے کیونکہ اسی پر اونکی زندگی کا انحصار ہے۔

(۳) رمضان مین تراویح کی نماز قایم کرکے مسلمانون کو یہ تعلیم دی کہ اس کتاب کو بستہ مین باندہ کے طاق پر نہ رکھے رہنے دینا بلکہ اسکے اندر بھی چھپے ہے

(۴) شرابیون کی سزا اسّی کوڑے آپ ہی کے حکم سے ہے۔

(۵) راتون کو گشت لگا کے رعایا کی حالت دریافت کرنا آپ ہی کی ایجاد ہے

(۶) پہلے پہل قیدیون کے لئے جیلخانے آپ ہی نے بنائے۔

(۷) بیت المال کی باقاعدہ ترتیب فاروق اعظم ہی نے سکھائی ہے۔
(۸) ہجو گوئی کی بری عادت عرب سے نکالدی۔
(۹) بال بچون والی لونڈیون کے بیچنے کی ممانعت کردی۔
(۱۰) نماز جنازہ مین چار تکبیرین مقرر کردین۔
(۱۱) اسلام کے فائدہ کے لئے وقف ایجاد کیا۔
(۱۲) بڑے بڑے شہرونمین جامع مسجدین بنوانے کا حکم دیا۔
(۱۳) انتظام قایم رکھنے اور رعایا کی تادیب کے لئے دُرّے لگانیکا دستور قایم کیا
(۱۴) مقامات مفصلۂ ذیل فتح کرکے اونکا بادشاہ ہمین بنا گئے۔
کوفہ۔بصرہ۔سوادعراق۔جبال۔آذربائیجان۔اہواز۔شام۔فارس۔کرمان
جزیرہ۔موصل۔مرو۔اسکندریہ۔وغیرہ۔

ذاتی حالات واخلاق وعادات وطرز زندگی

فاروق اعظم کی طرز زندگی اور عادات مین اعلیٰ اور حد کے درجہ کی سخت اور درشت سادگی۔پرہیزگاری۔جفاکشی اور کسرنفسی شامل تھین۔ان باتون نے آپکو دنیا کے تمام سربرآوردون اور ناموردن مین ممیّز وممتاز کردیا ہے۔یہ نفس کشی ہمارے ممدوح مین صرف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی پوری تقلید و پیروی سے آگئی تھی اور اوسی پر آپکی ساری کامیابی کے راز دونکا دارومدار تھا شارع علیہ السلام کی مقدس زندگی اور پاک مثال مین جتنی عمدہ باتین اور اعلیٰ کمالات بادشاہی اور جہانبانی کے متعلق تھے اونکا عکس اس قدرتی فوٹو مین

ایسا پورا پورا آیا تھا کہ دوسرے نے اون شعاعون کا جذب ویسا نہین کیا۔ مولانا فرماتے ہین۔ بوے جنسیت کند جذب صفات۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ اگر سلسلۂ رسالت مجھپر ختم نہو جاتا تو میرے بعد عمر فاروق نبی ہوتا۔ پس نبی کی آنکھہ سے عمر کو اور عمر کی آنکھہ سے نبی صلعم کو دیکھیے جب کچھہ دکھائی دے سکتا ہے ورنہ ان دونون ذات ستودہ صفات کا پہچاننا مشکل ہے

ہان بین ای دیدہ آن جنسے کہ میکردی طلب	مردمے باید کہ حالا تاب دیدار آورد

غرضکہ ذات پاک فاروقی کے آئینہ مین مصور ازل نے ایک ایسی صورت کی تصویر آئندہ کی اسلامی دنیا کو دکھائی تھی جسمین دین و دنیا کو ملا کے رکھنے اور اوسمین رہنے کا قابل تقلید نمونہ ہو۔

فاروق اعظم کی زندگی کی غرض وغایت اور اونکا دین وایمان ہمیشہ یہی رہا کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت اور پیروی کرائین۔ اسی طرح جناب صدیق اکبر کی پیروی کرنا اور کرانا اور اونکے قدم بقدم چلنا بھی وہ اشد ضروری اور لابدی سمجھتے تھے۔ جناب صدیق اکبر کا ادب یہان تک منظور تھا کہ خلیفہ ہو کر پہلے دن جب منبر پر کھڑے ہوے تو جس مقام پر حضرت صدیق اکبر کے قدم رہا کرتے تھے وہان بیٹھہ گئے اور پیر اپنے زمین پر رکھے۔ یہ دیکھکر لوگون نے کہا بھی کہ اوسجگہ بیٹھئے جہان جناب ابوبکر بیٹھا کرتے تھے تو رد کر فرمایا کہ اونکے پیرون ہی مین بیٹھنا میری عزت ہے۔

ضبہ بن محصن عنزی کہتے ہین کہ ابوموسی اشعری بصرہ مین ہمپر حاکم تھے جب وہ خطبہ پڑہتے حمد ونعت کے بعد عمرؓ کیلئے دعا کرتے مجکو یہ بات ناگوار

گذری اور اون سے کہا کہ تم ابوبکرؓ کی تعریف کیون نہین کرتے کیا عمرؓ کو ابوبکرؓ پر فضیلت دیتے ہو۔ چند جمعہ اونہون نے ایسا ہی کیا اور میرے اعتراض پر میری شکایت دربار خلافت مین کر دی۔ حضرت عمر نے مجھکو بلا بھیجا۔ مین مدینہ حاضر ہو کر دولت خانۂ فاروقی پر پہونچا۔ حضرت عمر نے دریافت کیا۔ تو کون ہے مین نے عرض کیا۔ ضبہ بن محصن۔ فرمایا۔ تو اس قابل نہین کہ تجھکو مرحبا و اہلاً کہا جاوے۔ مین نے التماس کی کہ امیر المؤمنین فراخی اور وسعت عطا فرمانا تو اللہ کے قبضہ مین ہے اور گھر باہر میرے کچھ نہین جو اہلا کہنے کی ضرورت ہو۔ آپنے مجھے بلا وجہ تکلیف دی۔ آپ دریافت کرنے لگے کہ تم مین اور ابوموسیٰ مین کیا جھگڑا ہو گیا تھا مین نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ حضرت عمر یہ سنکر بہت روے اور کہنے لگے۔ بخدا تو حق پر ہے۔ میرا قصور معاف کر۔ اللہ تیری مغفرت کرے مین نے گذارش کی اللہ تعالےٰ آپکو بھی بخشے۔ حضرت عمر پھر روے اور فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین عمر کی جان ہے کہ ابوبکر کی ایک رات اور ایک دن عمر اور آل عمر سے بہتر ہے۔ رات تو وہ سی ہے جب ابوبکر رسول اللہ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے نکلے راستہ مین کبھی آگے ہو جاتے کبھی پیچھے۔ کبھی دائین طرف اور کبھی بائین جانب۔ غرض اس سے اونکی یہہ نیت تھی کہ ہر طرف سے کٹکا لیتے رہین ایسا نہو کہ کوئی مشرک آکر کچھ بے ادبی کر جاے رسول اللہ اس خیال سے کہ نشان قدم سے سراغ نہ لگجاے اونکلیون کے بل چلتے تھے یہانتک کہ حضور کے قدم مبارک تہک گئے ابوبکر نے آپکو اپنے کاندہے پر چڑہا لیا اور غار ثور تک لے پہونچے۔ غار مین بھی پہلے خود گھسے

تاکہ اگر کوئی موذی جانور اوسمین ہو تو وہ مجھہی کو ایذا پہونچاے حضور محفوظ رہین
غار کو خس وخاشاک سے پاک وصاف کرکے حضور کو اندر لے گئے اور لٹا دیا۔
غار مین جو سوراخ تھے اونکو کپڑے پہاڑ پہاڑ کر بند کر دیا ایک جو بچا اوسمین
اپنے پیر کا انگوٹھا اڑا دیا دہان سے سانپ نے کاٹ کہایا۔ شدت تکلیف سے
اونکے آنسو حضور پر گرے۔ حضور نے فرمایا۔ اے ابوبکر۔ غمگین مت ہو بیشبہ
اللہ ہمارے ساتھہ ہے پس اوتاری اللہ نے سکینہ اور طمانیت ابوبکر پر۔ اسی
ضبہ یہ اونکی وہ ایک رات ہے۔ دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ کی وفات
ہوئی تو بعض لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز تو پڑہینگے مگر زکوٰۃ نہ
دینگے۔ مین نے ابوبکر سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ لوگون پر نرمی کیجیے
یعنی جہاد کی تیاری نہ کیجیے۔ ابوبکر نے فرمایا کہ اب تالیف قلوب کا کیا موقع
رہا ہے۔ اے عمر کیا تم جاہلیت مین سختی اور تیزی کرنیوالے اور اسلام مین
ضعیف اور کمزور بننا چاہتے ہو۔ سنو۔ رسول اللہ کی وفات ہو چکی وحی ختم
ہو گئی اب اگر وہ لوگ ایک اونٹ کی رسی بھی نہ دینگے جو رسول اللہ کو دیتے
تھے تو مین اون پر جہاد کرونگا۔ بالآخر مرتدین سے لڑے۔ اے ضبہ راہ
صواب وہی تھی جو ابوبکر نے اختیار فرمائی۔ یہ اونکا وہ ایک دن ہے
پھر حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم ایسا کیون کرتے ہو اور ملامت کی
جناب ابوبکر کے احکام۔ دھیتون اور اونکے طرز عمل اور طریقہ زندگی
کی تقلید کرنا بھی جو حقیقت مین آنحضرت صلعم کی مقدس اور پاک زندگی
کی تقلید تھی اپنا فرض عین جانتے تھے۔ حضرت صدیق کے معاہدون کا

ایفا۔ اونکے مقرر کئے ہوے وظیفون اور روزینون کو جاری رکھنا اپنے اوپر واجب ولازمی سمجھہ رکھا تھا۔ رسول مقبول صلعم کی زندگی اون کے کامون اور فیصلون مین ہمیشہ ہادی اور راہ نما رہی جسکی ایک عمدہ مثال یہ ہے کہ جناب عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پرنالہ فاروق اعظم کے راستہ مین تھا۔ ایکدن جناب عمر کپڑے بدلے جمعہ کی نماز کے واسطے آرہے تھے حضرت عباس کے ہان اوسدن دو چوزے کھانیکے لئے ذبح ہوے تھے اونکے دھونے اور صاف کرنے کا پانی آپ کے اوپر آگرا اور تمام کپڑے خراب ہوگئے۔ جناب فاروق واپس گئے۔ غسل فرمایا اور لباس بدلکے آے جب نماز پڑہائی پہر اوس پرنالہ کے اوکہاڑ دینے کا حکم صادر فرمایا۔ خلیفہ کا حکم سنتے ہی جناب عباس تشریف لاے اور دربار خلافت مین اپیل کیا کہ یہ پرنالہ بند نہین ہوسکتا کیونکہ آنحضرت صلعم کے سامنے اسی جگہہ تھا اور اونکے بعد صدیق اکبر نے بھی اسے بند نہین کرایا۔ آپ اپنے دونون بزرگون کے خلاف یہ کیسا حکم نافذ کرتے ہین۔ فاروق اعظم یہ کلام سنکے کانپ گئے اور فرمایا کہ عباس تمہین خدا کی قسم پہلے اس پرنالہ کو وہین رکھہ وجہان حضور صلعم نے اسے دیکھا تھا پہر کوئی اور کام کرنا پس وہ حسب دستور جہان کا تہان رہا۔

جناب عمر کی راے ہوئی کہ کعبہ پر جو سونا چاندی زیب و زینت کے لئے چڑہایا جاتا ہے وہ فضول ہے اگر اسے اوتار کے مسکینون اور محتاجون مین تقسیم کردیا جاے تو کسیکا بھلا بھی ہو۔ یہ خیال اگرچہ اعلی درجہ کا انصاف اور پرلے درجہ کی ہمدردی رعیت کے ساتھہ تھی مگر کچھہ کچھہ اوس زمانہ کے

خیالات سے لگیا تھا جو بالکل قحط زدہ اور ندیدہ ہو۔ اسلئے مسلمہ نے آگے بڑھکر بیباکانہ کہا کہ عمر۔ تم ایسا نہین کر سکتے۔ ارشاد ہوا۔ کیون۔ حضرت مسلمہ بولے۔ اسلئے کہ آپ سے پہلے آپ کے دونون متقدمین نے ایسا نہین کیا۔ جب یہ سنا تو آپ خاموش ہو رہے اور دم نہ مارا۔

حسان ایک روز مسجد نبوی مین کچھ اشعار اپنی تصنیف سے پڑھ رہے تھے کہ اتنے مین جناب فاروق آپہونچے اور فرمایا کہ رسول اللہ کی مسجد مین تو شعر پڑھ رہا ہے۔ حسان بولے کہ مین اوس زمانہ مین بھی پڑھا کرتا تھا جبکہ تم سے اچھے اچھے آدمی اس مسجد مین موجود ہوتے تھے۔ فاروق اعظم یہ جواب سنکے خاموش ہو گئے۔

عیینہ بن حصین نے ایکدفعہ کہا کہ آپ ہمکو بہت سا مال نہین دیتے اور انصاف کا حکم نہین کرتے اسپر آپکو غصہ آگیا اور چاہتے تھے کہ کچھ سزا دین جو حر بن قیس نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین اللہ تعالا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے۔ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ یہ شخص بھی جاہلون مین سے ہے اسلئے درگذر کیجیے۔ آپ یہ آیت سنتے ہی خاموش ہو گئے۔

جس سادہ زندگی کی بنیاد آپ مین آنحضرت صلعم کی صحبت سے پڑگئی تھی اوسکا اثر آخر زندگی تک نہین گیا۔ قیصر و کسریٰ کے ملکون اور اونکے خزانون دولتون اور عیش و عشرت کے بڑے بڑے سامانون نے اونپر اتنا اثر بھی نہین کیا جتنا اڑد پر سفیدی ہوتی ہے بلکہ دولت دنیا اور سروسامان کی آمد دیکھکر اولٹی یہ فکر پیچھے پڑی کہ عرب کی سادہ زندگی مین کہین دھبّا نہ لگ

جاے اسلئے اونکے واسطے اپنے آپ کو نمونہ بنانا پڑا - دنیا کی ساری دولت وحشمت اور قیصر وکسریٰ کے سب سونے چاندی کے ڈھیر اور خزانے اون کے سامنے حقیر اور ہیچ وپوچ تھے - خدا کی رحمت نے اونکے دل کو مالامال اور منور کر رکھا تھا - دولت کا اگر کبھی کچھہ اثر اونپر ہوتا بھی تھا تو یہ کہ اشرفیون اور مال ودولت کو دیکھکر رو دیتے تھے ایسے ہی ایک موقع پر حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ امیرالمومنین یہ خوشی کا وقت ہے یا رونے کا - حضور نے جواب دیا کہ رونیکا - کیونکہ جب کسی قوم مین دولت کی کثرت ہوجاتی ہے تو نفاق اور بغض وحسد اوسے اگھیرتے ہین جنکے سبب سے دولت تو رفوچکر ہوجاتی ہے لیکن یہ عیوب باقی رہجاتے ہین اور ایسا ستاتے ہین کہ ساری قوم کی قوم عقل سے محروم ہوکر قعر ذلت مین جاگرتی ہے جہان سے اوبھرنا مشکل ہوتا ہے - ساری دنیا اوس قوم کو تھوڑم تھوڑا کرتی ہے مگر اونکی آوازین اوسکے کانون تک نہین پہونچتین - پس جب مین سونے چاندی کے یہ ڈھیر دیکھتا ہون تو مجھے بے اختیار رونا آتا ہے کہ کہین یہی عیوب مسلمانون کو نہ اگھیرین -

ہوتی ہے جمع زر سے یہ ایشیا کی آخرش		درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین

افسوس ہے کہ ہمارے فاروق تو انجام تک سے ناواقف نہون اور ہم گرفتاران بلا ونکبت ایسے بے خبر اور بے ہوش کہ یہ بھی نہ سمجھین کہ کیا تھا اور کیا ہوگیا - وہ کیون ہوگیا تھا اور یہ کیون ہوا - اگر کسی نے زیادہ گلا دبایا تو ایک مہمل اور بہدا سا یہ جواب دیدیا "انقلاب زمانہ - یہ تو ایک ڈھلتی پھرتی چھان ہے کبھی کسی قوم کی ثروت ہمیشہ رہی ہے جو مسلمانون ہی کی رہجاتی" ہم سے کم عقل

جب اس جواب کو سنتے ہین تو اس سے اونکی سمجھ مین سوائے اسکے اور کچھہ نہین آتا کہ خدا کا درجہ ایک شعبدہ باز سے زیادہ نہین جو کبھی سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کیا کرتا ہے اور کوئی اوسکا سبب نہین سمجھا سکتا مگر جو عقلمند ہین وہ جان لیتے ہین کہ اپنے قصور کے اقرار سے تو شرم آتی ہے خدا اور انقلاب زمانہ کے سر تھوپ کر آپ صاف بچنا چاہتے ہین وہی مثل ہے۔

کیا ہنسی آتی ہی مجھکو حضرت انسان پر	فعل بد تو آپ کرین لعنت کرین شیطان پر

ای فاروق اعظم کی پاک اور مقدس روح۔ تیرے مقلدون کی اب وہ حالت ہے کہ اپنے فعل بد اور عیب انہین خود نہین دکھائی دیتے اور اونکے برے نتیجون کو خدا اور زمانہ کے سر و نپر چسپان کیا کرتے ہین تو ہی انکا ہاتھہ پکڑ کے اس مصیبت سے نکال۔ صدقہ اپنی صولت اور اپنے اسلام اور اپنے رسول اور اپنے خدا کا۔ کیا ہماری فریاد نہین سُنی جائیگی۔

قصور بخت ہے پھر جائین ہم اگر محروم	در کریم تو امیدوار دیکھہ چکے

ای برادران اسلام۔ آج سے تم باہمی نفاق اور بغض و عداوت سے بالکل ہاتھہ دھو بیٹھو۔ تمہارے سردار فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمہارے نفاق کو یاد کر کر رویا کرتے تھے کیا اب قبر مین بھی اونھین رولایا ہی کروگے چھی! چھی!! چھی!!! بڑی شرم کی بات ہے۔ دیکھو اونکا رونا تمھین ڈبا کے رہیگا۔ توبہ کرو توبہ کرو توبہ کرو اور باہم ملکے شیر و شکر ہو جاؤ۔ اسی مین تمہاری زندگی ہے۔

دولت همہ زاتفاق خیزد		بے دولتی از نفاق خیزد	

ردحانی تربیت کا آغاز عرب مین اسلام نے کیا ہی مگر اوس ملک مین شرافت کی

بہت سی باتین پائی جاتی تہین جن پر ہر قوم کو فخر ہو سکتا ہے - فصاحت - بلاغت
قوت تقریر - شاعری - نسّابی - سپہگری - بہادری - آزادی ایسی چیزین تہین
جنکا لحاظ افسری اور ریاست مین کیا جاتا تہا اور ہمارے ممدوح ان سب اوصاف
مین ید طولیٰ رکہتے تہے - تقریر کا ملکہ تو خدا نے آپ ہی کے لئے بنایا تہا خاص کر
عکاظ کی تقریرون نے تو عرب کی زمین کو ہلا دیا تہا - کچہہ کہنے کو کہڑے ہوے
کہ دہن پاک سے پہول جہڑنے شروع ہو گئے - فصاحت و بلاغت نے بلبل
کیطرح سر پر پنڈ لانا اختیار کیا - برمحل فقرے اور پر اثر جملے جو منہ سے باہر نکلے
لوگون نے جان کیطرح اونکو اپنے دل مین رکہہ لیا - اسیوجہ سے قریش نے عمر
فاروق کو منصب سفارت دے رکہا تہا - وبا کے زمانہ مین جناب امین الامۃ ابو
عبیدہ بن الجراح نے اعتراضاً آپسے کہا کہ آپ قضاے الٰہی سے بہاگتے ہین تو کیسا پہڑکتا
ہوا جواب دیا کہ ہان - ہان - قضاے الٰہی سے قضاے الٰہی کی طرف بہاگتا ہون
عمرو بن معدی کرب کے غیر معمولی تن و توش پر جو پہلے پہل نظر پڑی تو متحیر ہو کر
بولے "اللہ اکبر اسکا اور ہمارا خالق ایک ہے" یعنے اسکے اور ہمارے
جسم مین زمین و آسمان کا فرق ہے دونون ایک کاریگر کے ہاتہہ کے بنے
ہوے نہین معلوم ہوتے - وقتاً فوقتاً جو تقریرین عام مجمعون مین آپ نے کین
وہ موجود ہین اونکے زور اور برجستگی کلام کا اندازہ نہین ہو سکتا جو فقرہ منہ سے
نکلتا تہا معلوم ہوتا تہا کہ بلاغت کے جسم بے جان مین روح پہونکی جا رہی ہے
خلیفہ ہوتے ہی جو خطبہ آپنے دیا اوسکے ابتدائی جملے یہ ہین -
اے خدا مین سخت ہون مجہے نرم کر - خدایا مین کمزور ہون مجہے طاقت

دے۔ قوم کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ ہان۔ عرب کے لوگ سرکش اونٹ ہین اب اونکی مہار میرے ہاتھ مین دی گئی ہے مین اونہین راستہ پر چلاکر رہونگا۔

اُس الٰہانی فصیح کے فقرون سے فقہا مسائل فقہ مستنبط کیا کرتے تھے۔ اہل ادب قواعد فصاحت و بلاغت اخذ کرتے تھے۔ تصوف و اخلاق کے لکھنے والے اپنا کام نکال لیتے تھے۔ عمر فاروق تقریر کرنے کھڑے ہوے کہ ہزارون لاکھون کے مجمع مین آگ لگادی۔

دیدۂ اعمیٰ ہوی روشن تری تنویر سے		گوش کر کان جواہر بنگئے تقریر سے

جناب عمر فاروق دنیا مین پہلے آدمی ہین جنہون نے معاملات ملکی پر مجمع عام مین تقریرین کین اور خطبے دیئے۔ خطبون مین اونکی تقریر ایسی ہوتی تھی گویا معمولی باتین کر رہے ہین کہین تکلف نہین معلوم ہوتا تھا۔ بیکی ہر بات سے بہت سے پہلو برآمد ہوتے تھے۔ لیاقت تقریر کے سوا لیکچرار کو اور جتنی باتین درکار ہین وہ سب آپ مین موجود تھین۔ آواز رعب دار اور بلند پائی تھی جو مجمع پر چاہے کتنا ہی بڑا ہو چھا جاتی تھی۔ قد اتنا بلند تھا کہ زمین پر تو کھڑے ہوتے تھے مگر معلوم یہ ہوتا تھا کہ منبر پر کھڑے ہین۔

قوت تقریر جب ایسی تھی تو تحریر مین بھی اوج کمال پر پہونچے ہوے تھے اونکے فرمان۔ اونکے خطوط۔ اونکے دستور العمل۔ اونکی توقیعات سب موجود ہین۔ جو کچھ لکھا ہے اپنی نظیر آپ ہے۔ دوسرے کی مجال نہین کہ اوسکا مقابلہ کر سکے اونکے اکثر فرامین خطب خطوط جا بجا مناسب مقامات پر مذکور ہوے

ہین یہان ہم وہ توقیع اور لکھتے ہین جو قحط کے زمانہ مین آپکے اور حاکم مصر کے درمیان واقع ہوئی تہی۔ "من عبد الله امیر المؤمنین الی ابن العاص سلام اما بعد فلعمری یا عمرو ما تبالی اذا شبعت انت ومن معك ان اهلك انا ومن معی فیا غوثاه ثم یا غوثاه" ترجمہ عبداللہ امیر المؤمنین کی طرف سے عاص کے بیٹے کو سلام اما بعد اپنی جان کی قسم اے عمرو تو اور تیرے ساتھی پیٹ بھرے ہون اور مین اور میرے ہمراہی جو تیرے اہل ہین بھوکے رہین۔ مدد۔ مدد۔ حاکم مصر عمرو بن العاص نے بجواب اوسکے لکھا" لعبد الله امیر المؤمنین من عبد الله عمرو بن العاص اما بعد فیا لبیك ثم یا لبیك قد بعثت الیك بعیرا اولها عندك و آخرها عندی والسلام" ترجمہ۔ عبداللہ امیر المؤمنین کو عبداللہ عمرو بن العاص کیجانب سے کہ آپ کی فریاد ہمنے سنی اور ایک قافلہ اونٹون کا آپکی طرف بھیجتے ہین جسکا ایک سرا آپ کے پاس ہے اور دوسرا ہمارے پاس۔

اہل ادب اس بات کو مانتے ہوے ہین کہ جناب فاروق اعظم کے وقت مین آپ سے بڑہکر شعر کے حسن وقبح کا پرکھنے والا کوئی نہتا۔ علامہ ابن رشیق قیروانی کا قول ہے کہ عمر فاروق اپنے زمانہ مین سب سے بڑہکر شعر کے پرکھنے والے اور داداشناس تہے۔ جاحظ نے لکھا ہے کہ عمر بن الخطاب اپنے زمانہ مین سب سے بڑہکر شعر کے شناساتہے۔ کامل ابن اثیر مین ابن عباس سے روایت ہے کہ ایکدن حضرت عمر چند اصحاب کے ساتھہ بیٹھے ہوے تہے کہ شعر وشاعری کا

تذکرہ چھڑ گیا اور یہ سوال پیش ہوا کہ کونسا شاعر اشعر ہے اتنے مین مین بھی پہونچ گیا آپنے فرمایا کہ لو یہ اعلم الناس آگیا اس سے پوچھو مین نے کہا کہ زہیر بن ابی سلمی اشعر الشعرا رہے۔ آپنے فرمایا۔ اس دعوی کی دلیل کیا ہے۔ مین نے زہیر کے یہہ شعر سنائے جو اوسنے قوم غطفان کی مدح مین لکھے تھے۔

لو کان یقعد فوق الشمس من کرم	قوم بانولھم او مجدھم قعدوا
قوم ابوھم سنان حین ینسبھم	طابوا وطاب من الاولاد ما ولدوا
النس اذا امنوا احسن اذا قدروا	اما رزون بھا لیل اذا حشدوا
یحسدون علی ما کان من نعم	لا یرزء اللہ عنھم ما لھم حسدوا

ترجمہ۔ اگر کوئی قوم کرم کیوجہہ سے آفتاب کے اوپر چڑہ سکتی ہے تو یہ قوم سب سے پہلے اور سب سے بڑہکر چڑہ سکتی ہے نسب کی رو سے یہ قوم سنان تک پہونچتی ہے یہ بھی اچھی ہے اور جو اس سے اولاد ہوئی وہ بھی اچھی ہے کثرت نعم و دولت کیوجہہ سے یہ قوم لوگون کی محسود بن رہی ہے خداوند اسکی غنا کو قایم رکھے اور نظر حسد سے بچاوے۔ ان اشعار کو سنکر حضرت فاروق اعظم نے نعرۂ تحسین بلند کیا مگر اسکے ساتھہ ہی آپنے عرب سے شاعری کے بہت سے عیوب مٹا دیئے۔ شریف عورتون کا نام شعر مین لانا بند ہوگیا۔ ہجو گوئی سے لوگون نے ہاتھہ کھینچ لئے۔

آپکے والد بزرگوار مشہور نسّاب تھے اسلئے علم النساب کو آپکا خانہ زاد سمجھنا چاہیئے۔ یہ علم کئی پشتون سے آپکے ہان چلا آتا تھا۔ لکھنا پڑہنا تو آپکو اسلام سے پہلے ہی آتا تھا مدینہ آکر عبرانی زبان بھی سیکھہ لی تھی۔ اونکے حکیمانہ مقولے بہت مشہور ہین۔ اونمین سے چند ہم یہان پر بھی لکھنا چاہتے ہین۔

(۱) آپ اپنے اختیار مین رہنا چاہو تو اپنا راز چھپاے رکھو۔
(۲) جسکی طرف سے تمارے دل مین نفرت اور بغض ہو اوس سے ڈرتے رہو
(۳) جو شخص اپنے افعال کی توضیح و تشریح اچھی طرح کرسکتا ہو وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔
(۴) آج کے کام کو کل پر ہرگز نہ چھوڑا کرو۔ قوت عمل اسیکا نام ہے۔
(۵) دولت سراونچا کیے بغیر نہین رہتی۔
(۶) پیچھے ہٹی ہوئی چیز پھر آگے نہین بڑھتی۔
(۷) جو برائی سے بالکل واقف نہین وہ برائی مین مبتلا ہوگا۔
(۸) مجھے سائل کی عقل کا اندازہ معلوم ہوجاتا ہے۔
(۹) دوسرون کی فکر مین اپنے آپ کو نہ بھول جایا کرو۔
(۱۰) تھوڑی سی دنیا اختیار کرو تو آزادانہ بسر کرسکوگے۔
(۱۱) گناہ کا ترک کردینا آسان ہے مگر توبہ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔
(۱۲) بددیانت اور خائن پرمین نے اپنے دو دار و غہ آب و گل متعین کر رکھے ہین
(۱۳) اگر صبر و شکر دو سواریان ہوتین تو مین اسکی کچھ پروا نہ کرتا کہ دونون مین سے کس پر سوار ہون۔
(۱۴) خدا اُس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھپر ظاہر کردے۔
(۱۵) امانت اسکا نام ہے کہ ظاہر و باطن مین باہم مخالفت نہو۔
(۱۶) زد سے بچنے کا نام پرہیزگاری ہے۔
(۱۷) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اوسے بچاتا ہے۔

(۱۸) اے لوگو علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ علم ایک چادر ہے جو خدا طالب علم کو اوڑھا دیتا ہے۔

(۱۹) جو عالم حلال وحرام سے خبر رکھتا ہو اوسکی موت اون ہزار عابدونکی موت سے زیادہ افسوسناک ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار ہون۔

(۲۰) مین مسلمانون کے حقمین کسی بات کو اتنا خوفناک نہین سمجھتا جتنا کہ ایک منافق عالم ہوتا ہے جسکا علم اوسکی زبان پر ہو اور دل جاہل ہو۔

(۲۱) ناموری اور شیخیت اور ریا وسرکشی کے لئے علم حاصل کرنا فضول ہے۔ جب حاصل کرنے پر مستعد ہو جاؤ تو پھر اوسکی طلب مین شرمانا بیوقوفی ہے

(۲۲) عقل کے بغیر سرداری اور بادشاہی نہین ہو سکتی۔

(۲۳) علم نجوم کو بحر و بر مین راہ تلاش کرنیکے لئے سیکھو اور کسی غرض سے نہ سیکھنا

(۲۴) کسیکی تعریف کرنا اوسے ذبح کر ڈالنا ہے۔

(۲۵) زیادہ ہنسنے والے کی ہیبت کم ہو جاتی ہے۔ اور تمسخر کرنے والے کو لوگ خفیف سمجھنے لگتے ہین۔

(۲۶) زیادہ گو مین غصہ بھی زیادہ ہی ہوتا ہے اور غصیل آدمی کم لحاظ ہو جاتا ہے اور کم لحاظ پرہیزگار نہین ہو سکتا اور جو پرہیزگار نہو گا وہ مردہ دل ہوتا ہے

(۲۷) کوئی گمراہی اس سے بڑکر نہین ہو سکتی کہ آدمی دوسرون پر وہ تہمت دھرے جسکا مرتکب خود بھی ہوتا ہو اور جو عیب اپنے مین ہون اونکی بابت اورونکو مطعون کرتا پھرے اور فضول باتونمین وقت ضایع کرتا ہو۔

(۲۸) جو شخص حرص وطمع۔ ہوا وہوس اور غضب سے بچا اوسنے مخلصی پائی۔

(۲۹) امام کے علم سے زیادہ کوئی علم اللہ کو پیارا اور نفع بخش نہین اور امام کی جہالت سے زیادہ بری اور مضر کوئی شے نہین ہے۔

(۳۰) مسلمانون کی تواضع یہ ہے کہ پہلے اونہین سلام کرے۔ مجلس مین کمتر جگہ پر بیٹھے اور خوشامد کو برا سمجھے۔

(۳۱) طمع فقر ہے اور بے غرضی غنا ہے۔

(۳۲) اوس شخص پر خدا رحمت کرے جو اپنے بھائی کو اوسکے عیبون سے مطلع کردے۔

(۳۳) فاجر کی صحبت مین نہ بیٹھو۔ نہ اپنا راز اوسپر ظاہر کرو۔

(۳۴) نیک آدمیون سے مشورہ لیا کرو۔

(۳۵) اپنے نفسون سے حساب لیا کرو پیشتر اوس سے کہ تم سے حساب لیا جائے

(۳۶) توبۃ النصوح کے معنے یہ ہین کہ بُرے کام سے ایسی توبہ کیجائے کہ آدمی پھر اوسکی طرف رُخ نہ کرے۔

(۳۷) سعید وہ حاکم ہے جسکی رعیت سعید ہو۔

(۳۸) مضبوط ارادہ والا اور تجربہ کار آدمی اللہ کے حکم کو لوگونمین قایم کرسکتا ہے لوگ اوسے فاسق و بدکار نہ جانتے ہون۔ حق پر عمل کرنے مین کسی بڑے آدمی سے یا کسیکی ملامت سے نہ ڈرتا ہو۔

(۳۹) ایمان باللہ کے بعد سب سے اچھی چیز نیک خلیق۔ محبت کرنیوالی۔ اور حساب اولاد دیوی ہے۔ کفر کے بعد سب سے بری چیز بدخلق اور زبان دراز عورت ہے

(۴۰) اپنے بھائی مسلمان کی بات کا جب تک تمہین کوئی اچھا پہلو نظر آوے اوسے

شرارت نہ سمجھو۔

(۴۱) تین چیزین تیری دوستی کو تیری بھائی کے دل مین پختہ کرسکتی ہین۔ جب وہ تیرے سامنے پڑے سلام کرنے مین سبقت کر۔ اوسکو پسندیدہ نام سے بلایا کر۔ جب وہ تیرے پاس آوے اپنی مجلس مین اوسکے لیئے جگہ فراخ کردیا کر

(۴۲) مین پسند کرتا ہون کہ آدمی اپنے کنبے والون کے ساتھ بچون کیطرح رہے اور کاروبار مردون کیطرح کرے۔

(۴۳) آدمی تین قسم کے ہوتے ہین۔

اوّل۔ کامل وہ صاحب الرائے ہوتے ہین جو لوگون سے مشورہ تو لیا کرین مگر اونکی رائے کو تولتے اور غور سے سمجھ بوجھ لیا کرتے ہون۔

دوم۔ کامل جو خود رائے ہو اور دوسرون سے مشورہ نہ لے۔

سوم۔ لاشے جو نہ خود عقلمند ہو نہ دوسرے سے رائے لے۔

(۴۴) خشوع دل سے ہوا کرتا ہے۔ جو آدمی لوگون کے دکھانے کے لیئے اپنا خشوع ظاہر کرے وہ منافق ہے۔

(۴۵) کیسکے نماز روزے کیطرف نہ دیکھا کرو۔ تمہین اوسکی عقل اور سمجھ کی طرف نظر رکھنی چاہیئے۔

(۴۶) آدمی کی عزت اوسکا دین ہے اور اوسکا حسب اوسکا خلق ہے چاہے وہ فارسی ہو یا نبطی۔

(۴۷) برے آدمی کے ملنے سے ہجرت کر جانے مین آرام ہے۔

(۴۸) جو شخص اپنے منہ سے کہے کہ مین عالم ہون اوسے جاہل سمجھو۔ جو خود اپنے کو

بہشتی بتائے وہ دوزخی ہے۔

(۴۹) گیت سوار کا زادراہ ہے۔

(۵۰) سات سال مین لڑکے کے دانت نکلتے ہین۔ چودہ برس کا ہوکے بالغ ہوجاتا ہے۔ اکیس برس کی عمر مین قد پورا ہوتا ہے۔ ۲۸ سال مین پوری عقل آتی ہے اور چالیس برس کا ہوکر کامل آدمی بنتا ہے۔

(۵۱) حرص کی پیروی سے بچتے رہنا۔ کیونکہ پیہم پے درپے خواہشین آنا شروع ہونگی اور تمہین اپنا پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگا۔

(۵۲) زاہدون کی باتین لکھ لیا کرو۔ اللہ اوپر فرشتے مقرر کردیتا ہے جو اونکے منہ پر ہاتھہ دھرے رہتے ہین اور کوئی خلاف بات اوس سے نکلنے نہین دیتے

(۵۳) قرآن کی تفسیر کم کیا کرو۔ رسول اللہ سے بھی تھوڑی روایت کیا کرو۔ ان دونون باتونمین مین بھی تمہارا شریک ہون۔

(۵۴) احمق نفع کے ارادہ سے بھی نقصان کر بیٹھتا ہے اوسکی دوستی سے بچتے رہنا

(۵۵) چار چیزین واپس نہین آتین۔ منہ سے نکلی ہوئی بات۔ امر واقع شدہ۔ کمان سے گذرا ہوا تیر۔ گئی ہوئی عمر۔

(۵۶) اللہ اکبر۔ آپ کا تکیہ کلام تھا۔

(۵۷) جو شخص تمہارے عیب تم پر ظاہر کرتا رہے اوسے اپنا سب سے بڑا دوست سمجھو

(۵۸) اللہ سے ڈرنیوالے مین غصہ کمان جس چیز کو اوسکا دل چاہیگا اوسی کریگا اگر قیامت نہ ہوتی تو لوگ اوسکے خلاف کرتے جو تم دیکھہ رہے ہو۔

(۵۹) اپنے نفس کو تولا کرو قبل اسکے کہ وہ تولا جاے۔ یہ آسان ہے تمہارے

لئے کل کے حساب ہے۔

(۶۰) اگر مجھے خوف حساب نہوتا تو مین روز روز نیے بہنوا بہنوا کے کھایا کرتا۔

(۶۱) اے ابن خطاب خدا سے ڈرتا رہ۔ ورنہ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔

(۶۲) جو شخص نماز کو ضائع کرے وہ دیگر حقوق و فرائض الٰہی کو زیادہ ضائع کرے گا

(۶۳) اگر دنیا مین تین باتین نہوتین تو زندگی سے موت اچھی تھی۔ اول جہاد کے لئے سفر کرنا۔ دوسرے اللہ کیواسطے سجدہ مین پیشانی رکھنا تیسرے اون لوگونکی ہم نشینی جو عمدہ کلام سنکر اوسپر عمل کرتے ہین۔

(۶۴) ایکدن چند آدمیون کے ہمراہ جناب فاروق چلے جاتے تھے ایک ایسی جگہ گذر ہوا جہان بہت سی نجاست پڑی ہوئی تھی لوگونکو بدبو سے بڑی پریشانی ہوئی۔ آپ وہان کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ دیکھو یہ تمہاری دنیا ہے جسکی تم حرص کرتے ہو۔ مجھے خوب تحقیق ہوگیا ہے کہ دنیا کیطرف توجہ کرنا آخرت کو نقصان پہونچانا ہے اور آخرت کی طرف توجہ کرنا دنیا کے لئے مضر ہے۔ جب یہ حال ہے تو دنیاے فانی کو نقصان پہونچاؤ اور اوسے چھوڑ دو۔

(۶۵) دنیا کی طرف سے بے رغبتی اختیار کرلینا دل و جسم کی راحت کا سامان ہے

(۶۶) مین اسکی ذرا بھی پرواہ نہین کرتا کہ میری فقیری مین گذرے یا امیری مین کیونکہ معلوم نہین کہ کس مین بہتری ہے۔

(۶۷) ہر ایک بلا مین اللہ کی چار نعمتین ہوتی ہین۔ اول دین مین درجہ بڑھتا ہے دوسرے اوس سے بڑی کوئی مصیبت سر سے ٹل جاتی ہے۔ تیسرے خدا کی مرضی پر راضی ہونے کا موقع ملتا ہے۔ چوتھے اوسپر ثواب کی امید ہوتی ہے

(۶۸) عالمون کی صحبت مین بیٹھا کرو۔ اونکی نصیحت دل مین اثر کرتی ہے۔ اور بڑی بڑے گناہون کی معافی کا سامان ہوجاتا ہے۔

(۶۹) خالص دوست نعمت غیر مترقبہ ہے اگر تمہاری خوش قسمتی سے تمہین نصیب ہوجاے تو اوسے غنیمت سمجھو۔

(۷۰) صرف فاسق و فاجر یا عاجز ہی نکاح سے باز رہ سکتا ہے۔

(۷۱) ہمیشہ عورتونکی راے کے خلاف کام کیا کرو کہ اونکے خلاف مین برکت ہے

(۷۲) اچھے خلق والے کو اہل ایمان مین کامل تر سمجھو۔ وہ اپنے گھر والون پر بہت مہربان ہوتا ہے۔

(۷۳) طلب رزق مین کبھی کاہلی نہ کرنا کیونکہ آسمان سے سونا چاندی نہین برس سکتا۔ میری تمنا ہے کہ میری موت ایسے وقت مین آوے جبکہ مین اپنے اہل وعیال کے لیے روزی کی طلب مین ہون۔

(۷۴) کبھی کبھی الگ ایک کونے مین بھی بیٹھا کرو کہ عزلت بری صحبت سے بہتر ہے۔

(۷۵) ہر بات مین متوسط درجہ اختیار کرو۔

(۷۶) لوگو۔ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو۔ ورنہ تم پر بدحاکم متسلط کیے جائینگے جو بھلائی کا حکم اور برائی سے منع نہین کرتے وہ بہت بُرے لوگ ہین۔ ایسے لوگون کے زمانہ مین نیکون کی دعائین بھی قبول نہین ہوتین۔ تم استغفار بھی کرو گے تو مغفرت نہوگی۔ مدد چاہوگے تو مدد بھی نہین کی جائیگی۔ تمہارا ظالم بادشاہ ہوگا جو نہ نیک کی تعظیم کرے گا نہ غریبون اور بیکسون پر مہربان ہوگا (راقم) فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۷۷) جہاد سمندر ہے اور سب اچھے کام اوسکے مقابلہ مین قطرہ ہین۔
(۷۸) بھلائی کے حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے آگے جہاد اور تمام نیک کام بھی مثل قطرہ کے ہین۔
(۷۹) خواص کو عوام کے گناہون کے باعث عذاب نہین ہوتا مگر اوسوقت جبکہ اونکے سامنے گناہ کئے جائین اور وہ منع نہ کرین اور منع کرنیکی قدرت رکھتے ہون۔
(۸۰) حج کرنیوالا بخشا جاتا ہے۔ جسکے لیئے یکم ذی الحجہ سے ۲۰ ربیع الاول تک طلب مغفرت کیجائیگی وہ بھی بخشدیا جائیگا۔
(۸۱) دعا کے بعد ہاتھون کا منہ پر پھیر لینا مسنون ہے۔
(۸۲) ایک شخص حدیث بیان کرے اور لوگ اوسپر عمل کرین تو بیان کرنے والے کو اون سب کی برابر ثواب ہوتا ہے۔
(۸۳) عالم منافق بڑی خوفناک چیز ہے۔ وہ زبان سے تو عالمون کی سی باتین کرتا ہے مگر دل اوسکا غافل ہوتا ہے اور عمل سے محروم رہتا ہے۔
(۸۴) عالم کی لغزش غضب کی بات ہے۔ اوس سے دین منہدم اور مخلوق گمراہ ہوجاتی ہے
(۸۵) عقل سے بہتر کوئی چیز نہین وہ ہدایت پر رکھتی ہے اور ہلاکی سے بچاتی ہے اوسکے بغیر دین وایمان بھی کامل نہین ہوتے۔
(۸۶) علم کے شیدا بنو اور بردباری اور وقار حاصل کرو۔
(۸۷) اوستادون کی تعظیم کرو تو تمہارے شاگرد تمہاری بھی تعظیم کرینگے۔
(۸۸) بعض آدمی اسلام کے لیئے بڈھے ہوجاتے ہین۔ ایک نماز بھی اچھی طرح نہین پڑھتے اور خضوع اور خشوع اور توجہ الی اللہ سے محروم رہتے ہین۔

(۸۹) پہلے قرآن خدا کی رضامندی اور ثواب آخرت کے لیے پڑہا جاتا تہا مگر اب دنیا حاصل کرنے اور لوگونکے دکہانیکو پڑہتے ہین۔

(۹۰) اپنے اعمال سے خدا کی خوشنودی چاہا کرو۔

(۹۱) کثرت عیال اور قلت مال سخت بلا ہے۔

(۹۲) پہلے وحی سے ہر ایک کا حال معلوم ہوجاتا تہا اب وہ سلسلہ منقطع ہے۔ دلون کا حال خدا ہی جانے مگر افعال ظاہری اور اقوال سے یہی لوگون کی شناخت ہوسکتی ہے۔

ناظرین اکلام الملوک ملوک الکلام سنا کرتے تہے مگر بادشاہ ندیکہے نہ سنے اونکے کلام کی کیفیت ہم کیسے بتا سکتے ہین۔ البتہ یہ چند جواہرات کے ٹکڑے ایسے بادشاہ کے منہ سے نکلے ہوے بطور تحفہ پیش نظر ہین جسے خدا نے بادشاہی کے لیے اپنے ہاتہہ سے بنایا تہا اور ایسے ہادی دین کے ارشاد ہین جسکی وزارت پر ختم المرسلین کو ناز تہا۔ اور ایسے زبردست حکیم کا کلام ہین جسکے آگے حکمت ہاتہہ جوڑے کہڑی رہتی تہی۔ یہ وہ دستور العمل ہین جن سے دین و دنیا دونون کے لیے ہدایت ہوسکتی ہے۔ آپنے لوگون کے اقوال ایک رنگ مین ڈوبی ہوے دیکہی ہونگے مگر یہ دوہاری تلوار ہین۔ آپکی راے نہایت صائب ہوتی تہی۔ عمر فاروق جب کسی معاملہ مین یہ فرمادیتے کہ میرا اسکی نسبت ایسا خیال ہے تو ہمیشہ وہی ہوتا جو اونکا گمان تہا۔ اونکی بہت سی رائین تو احکام مذہبی مین داخل ہوگئی ہین اور قیامت تک قائم رہینگی اذان بہی اونہین کی راے ہے۔ اسیران بدر کے معاملہ مین وحی نے عمر کی راے سے اتفاق کیا۔ آیت حجاب مستورات کے پردہ کی نسبت آپہی کی خواہش سے نازل

ہوئی۔منافقون کے سردار عبداللہ بن اُبی کے جنازہ کی نماز آنحضرت صلعم نے تو پڑہادی اور آپکے خلق نبوی نے جناب فاروق کا کہنا نہ مانا مگر وحی نے عمر ہی کی رائے سے مطابقت کی۔

جناب فاروق اعظم ہی کی زبردست رائے تہی کہ قرآن شریف جمع ہوگیا نہین تو صدیق اکبر اور حضرت زید بن ثابت کاتب وحی اس رائے کے بالکل خلاف تہے اگر اُن دونون صاحبون کی رائے پر خدانخواستہ عمل ہوجاتا تو آج تیرہ سو برس بعد اندہیرا تہا یہ ایک برکت کی چیز جو تسکین جان ناتوان کے لئے پرانی یادگارونمین سے باقی رہگئی ہے وہ بہی نہوتی۔پس یہ ایک احسان فاروقی سب مسلمانون پر ایسا ہے کہ اوسکے شکریہ سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان۔کا پتہ بہی نہوتا۔

قابلیت خلافت کی نسبت جب گفتگو ہوئی کہ فاروق اعظم کے بعد کون خلیفہ کیا جاے تو لوگون نے چہ آدمیون کے لئے راے دی اور حضرت عمر نے چہ ون کی نسبت جو کچہ فرمایا وہی من وعن صحیح نکلا۔آپ ظاہری باتون پر بہروسا نہین رکہتے تہے۔ہر بات مین غور وفکر سے زیادہ کام لیا کرتے تہے۔فرماتے تہے "حضرات کیکی شہرت کے ضل شور سے دہوکے مین نہ آجایا کرو آدمی کے نماز روزہ کا کبہی اعتبار نہ کرنا بلکہ اوسکی سچائی اور عقل کو دیکہا کرو" ایک بار کسی نے ایک آدمی کی تعریف فاروق اعظم کے سامنے کردی۔حضور نے فرمایا تمہین کبہی اوس سے کام بہی پڑا ہے۔اوسنے کہا نہین۔پہر آپنے پوچہا کبہی تمنے اور اوس نے ساتہہ سفر بہی کیا ہے۔اوسنے جوابدیا کہ نہین۔تو آپ

بولے کہ پہر تم اوسے کیا جانو جو تعریف کرتے ہو۔

دن کو تو کاروبار خلافت سے دم لینے کی فرصت نہین ملتی تہی اور رات بہر نفلین پڑہتے۔ جب صبح ہونے کو ہوتی تو گہر والون کو جگاتے اور فرماتے واٴمر اھلک بالصلوٰۃ۔ فجر کی نماز مین ایکسو بیس آیتون سے زیادہ نہین پڑہتے تہے۔ سورۂ یوسف۔ حج۔ یونس۔ کہف۔ ہود پڑہنا ثابت ہے۔ فرمایا کرتے تہے کہ نماز جماعت کو مین تمام رات کی عبادت پر ترجیح دیتا ہون آپ کا قول تہا کہ کہانے سے فارغ ہو کر نماز پڑہا کرو۔ یہ سب کچہہ تہا مگر ملکی خیال اور سلطنت کی اصلاح ایسی دامنگیر تہی کہ سوتے جاگتے کہاتے پیتے اوٹہتے بیٹہتے کبہی اوس سے غافل نہین ہوتے تہے۔ یہی وجہ ہے جو ہم کہا کرتے ہین کہ یہ آدمی پیدا ہی خلافت کے لئے کیا گیا تہا اسی لئے اوسی اچہی طرح کر گیا۔ ہر یکے را بہر کارے ساختند۔ چنانچہ اکثر نماز مین بہی لشکر کے انتظام اور جہاد کی دہن بندہی رہتی تہی۔ خود آپ ہی کا قول ہے کہ مین نماز پڑہتا ہوتا ہون اور فوجین تیار کیا کرتا ہون۔ ایک روایت ہے کہ مین نے نماز مین بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ جہاد کا خیال نماز مین بہی لگا رہتا تہا۔ حج ہر سال کرتے تہے اور آپ ہی میر قافلہ ہوتے تہے۔ انتقال سے دو برس پہلے برابر روزے رکہنے شروع کر دیئے تہے۔

ہر وقت قیامت کے عذاب سے ڈرتے تہے۔ اوسی کا خیال ہر وقت لگا رہتا تہا۔ ایکدن ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ ہم لوگ اسلام لائے۔ ہجرت کی رسول صلعم کیخدمت مین ہر وقت موجود رہے۔ تم لوگ ان باتون کا صلہ چاہتے ہو

یا برابر سرابر چھوٹ جانے پر راضی ہو۔ ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ مین برابر چھوٹ جانے سے ہرگز راضی نہونگا۔ ہمنے اس دنیا مین آکر اتنی مصیبتین جو برداشت کین انکا عوض کدہر جائیگا۔ ہمین بڑی بڑی امیدین ہین۔ مگر حضرت عمر نے کہا۔ قسم ہے خدا کی۔ مین صرف یہی چاہتا ہون کہ بے مواخذہ چھوٹ جاؤن۔

عموماً اہل علم و فضل کو اپنے ساتھ رکھتے۔ آپکی صحبت مین اکثر مسائل علمی پر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ فقہ کا جو بہت بڑا حصہ آپکے سامنے تنقیح پا گیا اوسے فقہ عمری کہتے ہین۔ اہل کمال کی ایسی تعظیم کرتے تھے جیسے خود اپنے بزرگون کی کیا کرتے ہین۔ ابی بن کعب کی بہت عزت کرتے اور اون سے ڈرتے رہتے تھے جب اونکا انتقال ہوا تو فرمایا کہ آج خدا نے مسلمانون کے سردار کو دنیا سے اوٹھا لیا۔ زید بن ثابت کو اپنی غیبت مین اپنا جانشین کر جاتے تھے۔ اسی طرح حضرات ابو عبیدہ۔ سلمان فارسی۔ عمیر بن سعد۔ ابو موسیٰ اشعری۔ سالم۔ ابو درداء عمران بن حصین وغیرہ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ ابو ذر غفاری گو جنگ بدر مین شریک نہ تھے مگر اونہین اونکے فضل و کمال ہی کے باعث اصحاب بدر کے برابر روزینہ دیا جاتا تھا۔ اونکی ہوا اور بہت سے صحابہ کے رزرینے اسیوجہ سے مقرر تھے اونکی قدردانی کسی خاص گروہ کے ساتھ مختص نہ تھی۔ کوئی ہوا اور کسی طرح کا کمال رکھتا ہو اوسکی بزرگداشت ہماری سرکار ذوی الاقتدار مین ہونے لگتی تھی۔ عمیر بن وہب الجمحی کا دو ہزار دینار سالانہ وظیفہ اسلئے تھا کہ پرخطر معرکے اونکی نظر مین ہیچ تھے۔ خارجہ بن حذافہ اپنی بہادری اور عثمان بن ابی العاص اپنی فیاضی کے باعث وظیفے پاتے تھے۔ سرداری اور بادشاہی کے لئے جو

اعلیٰ صفت صاحب کمالون کی عزت اور قدر دانی کی چاہیئے وہ ہمارے ممدوح مین کافی سے بھی بڑھکر موجود تھی۔

آپ کے عہد کے تمام اہل کمال یعنے شاعر خطیب۔ نسب دان۔ پہلوان۔ بہادر۔ دربار خلافت مین آتے اور آپکی قدر دانی کا شکریہ بجالاتے تھے۔ برجستہ جواب اور معقول بات کی قدر دانی آپ پر ختم تھی۔ متمم بن نویرہ مالک ابن نویرہ کا بھائی تھا۔ یہ وہ مالک ابن نویرہ ہے جسکا ذکر پہلے حصہ مین آچکا ہے وہ اپنے بھائی کے غم مین ایسے مرثیے پڑہا کرتا کہ سننے والے رونے لگتے تھے۔ جناب عمر نے اوسے بلوا کر اوسکا مرثیہ سنا۔ بہت پسند فرمایا اور کہا کہ اگر مجھے ایسا مرثیہ کہنا آتا تو مین بھی اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا۔ متمم ابن نویرہ نے کہا۔ ای امیر المومنین اگر میرا بھائی آپکے بھائی کیطرح جہاد مین شہید ہوکر مارا جاتا تو مین ہرگز اوسکا غم نہ کرتا نہ اوسکی یاد مین مرثیہ کہتا۔ اوسکا یہ کلام سنکر جناب فاروق ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسی تعزیت متمم ابن نویرہ نے میری کی ہے ویسی کسی نے نہین کی۔ خنسا ایک شاعرہ بھی مرثیہ گو تھی۔ علماے ادب متفق ہین کہ مرثیہ گوئی مین خنسا اپنا جواب نہین رکھتی تھی۔ اوسکے چار بیٹے جنگ قادسیہ مین شہید ہوگئے تھے۔ فاروق اعظم نے چارون بیٹون کی تنخواہین خنسا کے نام جاری کردین۔

طلیحہ بن خالد اور عمرو بن معدی کرب پہلوانی اور بہادری مین تمام عرب مین مشہور اور ہزار ہزار سوار کے برابر مانے جاتے تھے۔ جناب عمر دونون کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ جنگ قادسیہ مین جب اونہین بھیجا تو سعدؓ بن وقاص کو لکھدیا کہ مین دو ہزار سوار تمہاری مدد کو روانہ کرتا ہون۔ عمرو بن معدی کرب

خطیب اور شاعر بھی تھے۔ جناب فاروق اکثر فنون جنگ مین اون سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ آپ کی اسی قدر دانی اور عزت افزائی کی بدولت تمام ملک عرب کے قابل ولایق آدمی آپ کے پاس کھنچے چلے آتے اور آپ اونکی لیاقتون سے عجیب وغریب کام لیتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین اور رشتہ دارون کا ادب اور پاس ولحاظ بہت کرتے تھے۔ اصحاب بدرؓ اور حضرات حسنینؓ اور ازواج مطہراتؓ کی تنخواہین سب سے زیادہ کردی تھین۔ جناب علی مرتضیٰ اور فاروق اعظم مین گو ابتدائے خلافت صدیقی مین کچھ چشمک رہی ہو مگر رفتہ رفتہ دونون صاحب دل جلکر شیر وشکر ہوگئے تھے یہانتک کہ حضرت عمر امورات اہم مین جناب مرتضوی کے مشورہ بغیر کام نہین کرتے تھے۔ جناب امیر بھی اونکو نہایت ہی مخلصانہ اور دوستانہ مشورہ دیتے تھے۔ حضرت عمر جب بیت المقدس تشریف لیگئے تو کاروبار خلافت جناب امیر ہی کو سونپا تھا۔

فاروقی عظمت وشان کے تاج پر اخلاق وعادات وتواضع وسادگی کا طرّہ ایسا کھلا ہے کہ جسکا بیان نہین۔ یہ خاصہ آپ ہی کی ذات پر ختم ہے کہ ایک طرف تو روم وشام کو فوجین بھیجنے کا سامان ہے دوسری طرف قیصر وکسریٰ کے ایلچیون سے گفتگو درپیش ہے۔ کہین خالد وامیر معاویہ سے زبردست سردارون کو ڈانٹ بتائی جارہی ہے کسی جگہ سعد بن وقاص۔ ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کے نام رولکاریان جاری ہورہی ہین۔ یہ حال دیکھکر بدیہ لرزہ مسلط ہوگیا اور سمجھے کہ یہ اوس بادشاہ گردون پناہ کی بارگاہ ہے جسکی

باندھی بندھتی اور چوڑی چوٹی ہے۔ اسی کیکپی کی حالت مین جہان پناہ جو نظر آگئے تو ستائیس پیوند کا کرتہ زیب تن ہے جسمین خیر سے دس پانچ چمڑہ کی بھی منڈے ہوے ہین۔ سر پر پھٹا سا عمامہ ہے۔ پیر دنمین ٹوٹی پھوٹی پھنڈی جوتیان ہین۔ کاندھے پر پانی کی مشک ہے اور کسی بڑھیا بیوہ کے گھر پانی بھرنے چلے جاتے ہین یا مسجد کے کسی کونہ مین فرش خاک پر سو رہے ہین۔ واہ بڑی بانکی دھج کا معشوق ہمین ملا ہے۔

بھر دین عجب ادائین اوس شوخ سمین بین ایک ٹیڑھ سادگی مین ایک سیدھ بانکپن مین

ایکدفعہ احنف بن قیس زکوٰۃ کے اونٹ عراق سے لیکر آے۔ گرمی کی شدت تھی ایک اونٹ کہلکر بھاگ گیا حضرت عمر اوسکے پیچھے دوڑے اور احنف سے کہا کہ اپنے کپڑے اوتار کر آؤ۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے چلو اوسے ڈھونڈھ لائین بھائی معلوم نہین کہ اوس اونٹ کے تلف ہوجانے سے کتنے غریبون کا حق مارا جائیگا۔ ان آنیوالونمین سے کوئی بول اوٹھا کہ امیر المومنین آپ کیون تکلیف اوٹھاتے ہین کسی غلام کے نام حکم صادر ہوجاے وہ تلاش کر لائیگا حضرت فاروق نے فرمایا کہ مجھہ سے بڑھکر کون غلام ہوسکتا ہے۔

ایکدن خطبہ مین فرمانے لگے کہ صاحبو ایک زمانہ میرا وہ تھا کہ روٹی کھانیکو میسر نہ تھی۔ پانی بھر بھر کے پیٹ پالتا تھا۔ اتنا کہکر منبر سے نیچے اوتر آے۔ لوگون سے نہ رہا گیا آخر پوچھا کہ حضرت اس بات کے سنانے کے لئے آپ منبر پر کیون چڑھ گئے تھے اسکا سنانا ہی کیا تھا۔ آپنے جواب دیا۔ "اسوقت میرے دل مین کچھہ غرور آگیا تھا اوسکا علاج سوائے اسکے مجھے کچھہ نظر نہ آیا"

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ایکدفعہ اپنی خلافت کے شباب کے زمانہ مین جناب فاروق اعظم نے حج کا ارادہ کیا مین بہی اونکے ہمراہ ہولیا۔ آپ جب الطع مین پہونچے تو کنکر پتھر سمیٹ کر تکیہ کی جگہہ اپنے سرہانے رکہلئے اور آسمان کیطرف ہاتہہ اوٹہاکر بولے "اے خدا اب مین بڈہا ہوگیا ہون میرے قوی بہی کمزور ہوگئے ہین اب تو مجہے اس دنیا سے اوٹہالے"

قدرت سے ہی آپکا مزاج زود رنج اور جلدی سے مشتعل ہوجانیوالا اور تیز و تند تہا۔ زمانہ جاہلیت مین تو مجسم قہر تہے۔ مسلمان ہونے کے بعد بہی اوسکا اثر مدتون رہا۔ مگر خلافت کے زمانہ مین وہ سب باتین غائب ہوہوا کے بادشاہی کی پالسی کی ایک مورت رہگئے تہے جسمین تو و من کا نشان بہی نہ تہا۔ لوگ کہا کرتے تہے کہ دیکہو اب یہ وہی عمر ہے جسنے اپنے سامنے کسی کی چلنے نہین دی یا اب غریب بڑہیا بہی ہاتہہ پکڑکے اپنے سامنے کہڑا کرلیتی ہے۔ سچ ہے جنہین خدا نے شرافت اور لیاقت کا جوہر رکہا ہوتا ہے وہ اپنی آزادی کے زمانہ مین ناک پر مکہی نہین بیٹہنے دیتے اور جب سلطنت کی باگ اونکے ہاتہہ مین ہوتی ہے تو اپنا درجہ غلام سے بہی کمتر دیکہتے ہین۔ اسکی ایک عمدہ تصویر اسوقت آپکے سامنے ہے۔ اسلام کی برکت نے عمر فاروق کے ذاتی جوہر اور قابلیت نے اور آپ کے انحطاط کے اور خلافت کے کاروبار نے خود آپکو نرم و حلیم بنالیا تہا۔ خلافت کے زمانہ مین کافرون کے ساتہہ اوس رحم دلی اور خاطرداری سے پیش آتے تہے کہ فی زمانہ ہمنے مسلمانون کو مسلمانون سے بہی وہ برتاؤ کرتے نہین دیکہا۔

یاران جہان راہمہ از کہ تامہ		دیدیم بتحقیق درین دیران دہ	

	بایکدگر اختلاط چون بند قبا	دارند و لے نیند خالی زگرہ	

مکہ سے جب ہجرت کرکے آئے تو مدینہ کے قریب عوالی مین آکر رہے تھے جو مدینہ سے دو تین میل ہے۔ جب خلیفہ ہوے تو شہر مین آ رہے۔ یہ مکان مسجد نبوی کے پاس باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان تھا۔ انتقال کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ یہ مکان بیچ کے میرا قرض ادا کر دیا جاے اسلئے وہ مکان حضرت معاویہ نے خریدا اور زر ثمن سے قرضہ ادا کیا گیا۔ وہ مکان مدت تک دار القضا کا کام دیا کیا۔ آپکی معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اوسے چھوڑنا پڑا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے اونکی اتنی تنخواہ مقرر کر دی تھی جو معمولی خوراک اور غریبانہ لباس کے لئے کافی ہو۔ جب ۱۵ھ مین سب صحابہ کے وظیفے ہوے تو اکابر صحابہ نے اپنی تجویز سے فاروق اعظم کے بھی ۵ ہزار درہم سالانہ مقرر کر دیئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ پہونچکر آپنے پہلی پہل زراعت بھی کی تھی گیہون یا جو کے بغیر چھنے آٹے کی روٹی روغن زیتون سے کھالیا کرتے تھے۔ قحط کے زمانہ سے یہی التزام کر لیا تھا۔ گوشت۔ ترکاری۔ سرکہ۔ دودھ۔ انمین سے چھٹے چھماہے ایک آدھ چیز کبھی دسترخوان پر نظر آجاتی تھی۔ مہمان اور سفیر دنکو آپ کے دسترخوان پر نہایت تعجب ہوتا تھا۔ اون سے ایسا موٹا کھانا کھایا بھی نہین جاتا تھا۔

لباس معمولی اور سادہ پہنتے تھے یعنے وہی ایک قمیص ایک نہایت کم دامونکی ورد ایشانہ ٹوپی اور عربی جوتا تسمہ لگا ہوا۔ نہایت بے تکلفی اور سادگی سے بسر کرتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ لوگ باہر منتظر تھے اور آپ کو گھر مین بڑی دیر لگی

لوگ بیٹھے بیٹھے اوکتا گئے جب برآمد ہوے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے اسلئے بدن کے کپڑے دھوے تھے جب وہ سوکھ گئے ہین تو پہنکے حضور دربار مین رونق افروز ہوے ہین - یہ حال تھا ایک زمانہ مین عراق وعرب وروم اور شام وفارس ومصر کے بادشاہ کا اور رعب وجلال ایسا کہ لوگ نام سے تھرتھر کانپتے تھے -

این جلالت بزور وبازو نیست		تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	

یہ صرف مسلمانون اور اونکے بیت المال کی کفایت تھی ورنہ رہبانیت کو بہت ناپسند کرتے تھے - فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو نہ پراگندہ وضع رہنا چاہیئے نہ بہت بنا ٹھنا اور وضعدار -

ایک راوی نے لکھا ہے کہ مین نے عید کے دن جناب فاروق کو بچشم خود ننگے پانون نماز کو جاتے دیکھا ہے -

دوسری بار جب آپ شام تشریف لیگئے ہین تو عیسائیون کی ایک بستی ایلیا کے لوگ آپکی سادہ وضع کے باعث آپکو پہچان نہ سکے آپ ہی سے آآکے دریافت کرتے کہ امیر المؤمنین کہان ہین - وہین کے ایک پادری کے گھر آپ اوتر پڑے - پیراہن مبارک اونٹ کے پالان سے اٹک کے پھٹ گیا تھا آپنے مرمت کے لئے صاحب خانہ کو دیا - اوس غریب نے اوسکی مرمت کردی مگر اوسکی درشتی وکرختی اور خستہ حالی دیکھکر اوسے رحم آیا اور سمجھا کہ اس گرمی کے سفر مین بڑی تکلیف دیتا ہوگا اور پھر یہ ایسے جلیل القدر بادشاہ کے لایق ہے بھی نہین اسلئے ایک کرتا باریک کپڑے کا بھی تیار کراکے اوسکے ساتھ لیتا آیا -

ارشاد ہوا کہ یہ موٹا کپڑا میری عادت کے موافق ہے مین مہین ہرگز نہ پہنونگا آخر اوسے واپس کر دیا۔ شام مین داخل ہونیکے وقت بہی لوگون نے صلاح دی تہی کہ یہان کے امیر و رئیس آپ سے ملنے آئینگے آپ گہوڑے پر سوار ہولین اور لباس فاخرہ زیب تن فرمائین یہ وضع آپکے شایان شان نہین ہے۔ فاروق اعظم نے فرمایا کہ تم اسکی فکر نکرو۔ عزت اور مقبولیت اللہ کیطرف سے ہے۔ تکلفات ظاہری سے کچہہ نفع نہین۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک صاع کہجورین جناب عمر کے سامنے رکہدیجاتی تہین۔ وہ بری اور اچہی سب کہا لیتے تہے ایک بہی باقی نہین رہتی تہی۔ کبہی آپکو چین بجبین اور چون وچرا کرتے نہین پایا۔ باوجود ایسے سلیقہ اور نفیس دماغ کے اوس بندۂ خدا نے خلیفہ ہونے کے بعد کہانیکو کبہی اچہا بُرا کہا ہی نہین جو سامنے آگیا اوسی کو صبر و شکر سے کہا کے پیٹ بہر لیا۔

ایکدن چند رؤسائے عراق آپکے پاس آئے۔ آپنے کہانے مین اونہین بہی اپنے ساتہہ شامل کر لیا مگر وہ بیدلی سے کہاتے تہے۔ ہمارے حضور نے جو یہ حالت دیکہی تو فرمایا کہ اے اہل عراق اگر مین چاہتا تو نفیس نفیس کہانے تیار ہو سکتے تہے مگر ہم لوگ اپنے لئے آخرت مین ذخیرہ جمع کرتے جاتے ہین۔

نعمتے چون سیر حشمی نیست برخوان وجود	بے نیاز از بجر دار داب این گوہر مرا

عتبہ بن فرقد کہتے ہین کہ مین ایکدن فاروق اعظم کیخدمت مین حاضر ہوا دیکہتا کیا ہون کہ آپ خشک روٹی کوٹ رہے ہین۔ پنیر کی چہاچہہ بہی بنی ہوئی رکہی ہے۔ مین نے التماس کی کہ کاش حضور ہمین حکم دیتے تو ہم اس سے نرم کہانا

آپ کے لئے تیار کر دیتے۔ جناب فاروق اعظم نے اسکے جواب مین یہ آیت پڑہی۔
اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔
لوگون نے آپکو خبر دی کہ یزید بن ابوسفیان عمدہ عمدہ کہانے کہاتے ہین۔
آپ انکے گہر پہونچے اور سادہ کہانے سے اپنا پیٹ بہر کے اون سے کہا کہ اے
ابن ابوسفیان۔ رسول اللہ صلعم کے طریقہ کے خلاف کرنے سے اون سے الگ
ہو جائیگا۔

اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین سے جو لوگ سادہ زندگی بسر کیا
کرتے تہے آپ اونکی بہت خاطر کرتے تہے۔ عمرو بن عیسے نے ایکدفعہ کہا کہ مین
عمدہ کپڑے کبہی نہ پہنونگا اور رات کو نرم بستر پر سونا چہوڑ دونگا اور پیٹ بہر کے
نہ کہاؤنگا۔ حضرت عمر نے یہ سنکے اونکی بڑی تعریف کی۔

ایکدفعہ آپ کا دل مچہلی کہانے کو چاہا۔ یرفا کو اوسکی تلاش مین بہیجا۔ وہ بڑی
تلاش سے کئی دن مین مچہلی ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے لایا۔ وہ لا[illegible] آپنے سامنے
[illegible] سے آتے دیکہا اور اوسکے گہوڑے کو بہت تکلیف مین پاکر فرمانے لگے
اے عمر افسوس تونے اپنے مزہ کی خاطر ایک جاندار کو مصیبت مین ڈالا۔ پہر
وہ مچہلی نہ کہائی۔

اپنے کام اپنے ہاتہہ سے کر لیا کرتے تہے کبہی کسیکو اپنے آرام کے واسطے
تکلیف نہین دی۔ بازار کی حالت معائنہ فرمانے گئے ہین اور گہر کا سودا وہان سے
خرید کے ہاتہہ مین لٹکائے چلے آتے ہین۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ مین نے
جناب فاروق اعظم کو بارہا بازار سے اسطرح آتے دیکہا کہ سیدہے ہاتہہ مین

دُرّہ ہے اور بائین ہاتھہ مین بال بچون کے لئے گوشت۔

جناب معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے نہ دنیا کی خواہش کی نہ دنیا نے اونکی طرف رغبت۔ جناب فاروق اعظم کیطرف دنیا رجوع رہی مگر اونہون نے اوسے لات ماری البتہ ہم لوگ ہمہ تن دنیا مین پھنس گئے ہین۔ ابن عباس سے کسی نے صدیق اکبر کا حال پوچھا۔ فرمایا کہ وہ کل کے کل خیر تھے۔ پھر یہ سوال کیا کہ جناب عمر کو کیسا سمجھتے ہو۔ جناب ابن عباس بولے۔ وہ ہوشیار پرند تھے جو ڈرتا رہتا ہو کہ مین کہین دام مین نہ پھنس جاؤن۔

جناب فاروق کو اپنی طبیعت پر اتنا بڑا اختیار تھا کہ اوسکی باگ جدہر چاہتے موڑ سکتے تھے جسکا چھوٹا سا ثبوت یہ ہے کہ ابتدا مین آپکا مزاج نہایت سخت اور درشت تھا۔ لوگون نے جناب صدیق اکبر سے فریاد بھی کی تھی کہ مسلمانونکو آپ ایک سخت مزاج آدمی کے پالے ڈالے جاتے ہین مگر خلیفہ ہوتے ہی وہ سارا تن فن جاتا رہا اور وہ حلم و بردباری آگئی کہ عمر کے کان پر اب چیخا کرو اور خبر تک نہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت بالکل قابو مین تھی۔ سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے جناب عمر کے اوس خطبہ کا ذکر کرکے جو آپ نے اپنی خلافت کے پہلے دن دیا تھا کہا ہے کہ عمر نے اپنے وعدہ کا ایفا کیا خدا کی قسم وہ سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی کرتے تھے۔ ایک عیسائی مورخ کا قول ہے کہ نوجوانی مین وہ آتش مزاج اور تند خو مشہور تھے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بھی اونکی یہی رائے رہی کہ مجرم کو سخت سزا دی جایا کرے اور پورا پورا بدلا لیا جاے۔ تلوار اونکی ہر وقت نیام سے باہر آنیکو تیار رہتی تھی مگر جب

خلافت کا بوجہ خاص انکے سر پر آن پڑا تو دفعتاً طبیعت کی سختی ایسی نرمی سے بدل گئی کہ پانی تھے۔ ایک معذور اپاہج جو سامنے آگیا تو معاً آنکھون سے آنسو جاری ہو گئی اور کلیجہ پکڑکے زمین ہی پر اوسکے برابر بیٹھ گئے نہایت ہمدردی سے اوسکا حال پوچھا اور کمال دلداری سے اوسکا وظیفہ مقرر کر دیا۔ عام طور پر احسان و مروت کرنے مین بھی اول درجہ پر تھے۔ محمد بن سیرین کہتے ہین کہ ایکدفعہ آپکے ایک عزیز نے بیت المال مین سے کچھ مانگا آپنے اونہین جھڑکدیا کہ خبردار پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا بیت المال مسلمانونکا ہے اوسمین عمر کا کیا اجارہ ہے۔ تم مجھے خاین بنانا چاہتے ہو۔ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ باز پرس کے دن عمر اوس احکم الحاکمین کے اجلاس مین خاین بنکر حاضر ہو۔ پھر اپنے مال مین سے اونہین دس ہزار درہم دیدیے اسیطرح جب اسد بن حضیر کا انتقال ہوا تو آپنے سنا کہ وہ چار ہزار درہم کا قرضدار مرا ہے آپ نے اپنا باغ رہن رکھکے اوسکا قرضہ ادا کر دیا۔

آپکو اگر کبھی غصہ آجاتا تو فرماتے تھے کہ پانی لاؤ اور اوسے ناک مین ڈالتے اور فرماتے کہ غصہ شیطان ہے یون ہی دور ہو اکرتا ہے۔ ہمارے اس بیان سے یہ نہ سمجھنا کہ اپنے عہد خلافت مین اونہون نے سوائے نرمی و آشتی کے کچھ کیا ہی نہین۔ اونکا رعب مثل اوستاد اور بادشاہ کے لوگون کے دلون سے کسیوقت دور نہین ہوتا تھا۔ مشہور بات تھی کہ عمر کا دُرّہ وہ کام کر رہا ہے جو دوسرے کی تلوار سے نہین ہو سکتا۔ ایک انگریزی مؤرخ نے لکھا ہے کہ عمر بن الخطاب ہاتھ مین دُرّہ لیے مدینہ کے بازارون مین پھرا کرتے تھے۔ موقع واردات ہی پر مجرم کو سزا ملجاتی تھی۔ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میرے سر پر موجود ہین۔ اسپر ہی

رحمدل اور یتیمون اور بیواؤن کے دستگیر اور غریبون دبیکسون کے حاجت روا تھے۔ اونکا یہ رعب داب کچھہ مصنوعی ہی نہ تہا کہ بدلنے سے بدلجاتا وہ اونکی صورت سے نمایان تہا۔ سفر شام مین مشہور ہے کہ آپ سادہ وضع اور غریبانہ پوشاک مین گئے تھے۔ عام لوگ پہچانتے نہ تھے کہ بادشاہ اسلام یہی ہین مگر ایک نہایت بڈہا پادری بغیر کسی سے پوچھے گچھے آپکو قیافہ سے ہی پہچان گیا اور پاس آکر کہنے لگا کہ امیر المومنین سلام عرض کرتا ہون۔ آپنے متحیر ہوکے اوس سے دریافت کیا۔ اے شخص تو نے مجھے کیسے پہچانا حالانکہ مین تجھسے کبھی پہلے نہین ملا ہون۔ پادری نے جوابدیا کہ آپ کے چہرہ کی شوکت سے۔

قیصر روم کا ایک سفیر دربار خلافت مین باریاب ہوا۔ سفیر راستہ مین خیال پکاتا آتا تہا کہ مکہ کوئی بڑے رعب داب اور جاہ وجلال والا آدمی ہوگا۔ جدہر نکل جاتا ہوگا زمین وآسمان لرزنے لگتے ہونگے۔ اوسکی کوئی بڑی بارگاہ ہوگی عالیشان دربار لگتا ہوگا لیکن مدینہ مین آکے جو دیکھا تو رہنے کا جھونپڑا تک ٹھیک نہین اور امیر المومنین کا پتا نہین۔ آخر تجسس بسیار کے بعد ایک بڈہا نے بتایا کہ مین نے ابہی ابہی اونکو فلان نخلستان مین دیکھا تہا۔ سفیر نے جاکر جو دیکھا تو وہین ایک درخت کے نیچے زمین پہ پڑے سوتے ہین۔ یہ حالت دیکھکر دم بخود کھڑا رہگیا۔

ہیبتش از مرم نظارہ روی تو بردہ است	آئینہ داغ منصب حیرانی منست

سوچتا تہا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے۔ جس شخص کی دنیا مین یہ دہاک ہو اور جو لاکھون دشمن رکہتا ہو وہ یون بے حفاظت اور بلا خدم وحشم یا بغیر باڈی گارڈ اور بے

انتظام پولیس کے یون پڑا پہرتا ہوا درجہان چاہے بلا پس وپیش سو رہے۔ یہ تو اسی حیص بیص مین تہا کہ ہمارے حضور خواب ناز سے بیدار ہوے اور نظر غور سے سفیر کیطرف دیکہا جو رعب کے مارے کانپ رہا تہا اور زبان یاری نہین دیتی تہی کہ کچہہ عرض حال کرے۔

رعب وہیبت کے خاصہ مین ایک بات یہ بہی ہے کہ آپ ہنستے بہت کم تہے جو کوئی آپکی تعریف کرتا اوس سے ناخوش ہوتے تہے چنانچہ ایکدن کسی نے آپکے سامنے آپکی تعریف کردی تو فرمایا کہ تو مجہے ہلاک کر رہا ہے۔ زہد وتقویٰ اور عبادت وخداترسی اور ادائے فرائض کی جو طاقت اوسمین تہی وہ ہر زبان والونکے لئے ہادی اور رہنما ہوسکتی ہے۔ ایکدن مغرب کی نماز قضا ہوگئی تہی تو اسکے عوض مین ایک غلام آزاد کیا۔ سعید بن مسیب کا قول ہے کہ وہ آدہی رات کی نماز کو نہایت عزیز رکہتے تہے جس رات کو آپ زخمی ہوے صبح کی نماز کے لئے اوٹہے تہے اور فرمایا تہا کہ تارک الصلوٰۃ کو اسلام کا مزہ آتا ہی نہین۔ یہانتک کہ زخم سے خون بہہ رہا تہا اور آپنے نماز نہین چہوڑی۔ آپ کا قول تہا کہ صبح کی نماز جماعت مین شامل ہونا ساری رات عبادت مین کہڑے رہنے سے زیادہ پسند کرتا ہون۔ رمضان کے آنے کی بہت خوشی مناتے تہے اور کہا کرتے تہے کہ یہ مہینہ سارا خیر ہے۔ پاک اور پاک کرنیوالا لیکو مرحبا جبتک خلیفہ رہے ہر سال حج کیا۔ البتہ خلافت کے پہلے سال مین شام و عراق کی لڑائیون کے باعث نہین جاسکے تہے۔ تین دفعہ عمرہ کے واسطے گئے۔ فرمایا کرتے تہے کہ جاڑہ کا موسم عبادت کرنیوالے کے لئے غنیمت ہے

رات کو اوٹھتے بیٹھتے یہی کلمات زبان مبارک پر جاری رہتے تھے "خدایا تو میرے درجہ کو دیکھتا ہے اور میری حاجت جانتا ہے۔ تو ہی میری حاجت روائی کر تاکہ مین فلاح اور آرام پاؤن اور میری دعائین قبول کر۔ پہلے ہی تو نے مجھے معاف کر دیا اور رحم فرمایا تھا" نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے "خدایا دنیا مین کوئی چیز قایم رہنے والی نہین ہے اور نہ کوئی حالت برقرار رہ سکتی ہے۔ اے خدا تو مجھے ایسا کر دے کہ مین اس دنیا مین علم کیساتھہ بولون اور علم کیساتھہ خاموش رہون۔ خدایا مجھے بہت دنیا نہ دے کہ شاید مین سرکش ہو جاؤن اور نہ مجھے حد سے زیادہ محتاج کر کہ شاید تجھے بھول جاؤن۔ بس تھوڑی ہو اور کافی ہو۔ اوتنی اوس سے بہتر ہے کہ زیادہ ہو اور لہو مین ڈالے" خدا کے خوف سے ہر وقت ڈرتے اور کانپتے اور گریہ وزاری کرتے رہتے تھے۔ اکثر معصوم بچون کو پکڑ لیتے اور اون سے یہ کہتے کہ میرے لئے دعا کرو۔ جناب علی مرتضیٰ اور امام حسن اور امام حسین کے پاس کھڑے کھڑے ایکدن رونے لگے کہ معلوم نہین مین نے امت محمدی کے حقین بُرا کیا ہے یا بھلا۔

روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم اکثر روتے روتے منہ کے بل زمین پر گر پڑتے اور کئی کئی دنتک گھر مین مریض پڑے رہتے تھے۔ ایکدن سورۂ تکویر پڑھتے تھے جب۔ واذا الصحف نشرت۔ تک پہونچے تو پچھاڑ کھا کے گر پڑے اور کئی دن بیہوش رہے ایکدفعہ کہین چلے جاتے تھے ایک مکان کے پاس سے گذر ہوا۔ اندر کوئی سورہ طور پڑھ رہا تھا آپ سننے کو کھڑے ہو گئے جب تلاوت کرنیوالا ان عذاب ربك لواقع تک پر پہونچا تو آپ

اپنی سواری سے بیہوش ہوکے گر پڑے اور کئی دنتک بیمار رہے۔ عبداللہ بن عیسیٰ نے روایت کی ہے کہ اس طرح روتے روتے جناب عمر کے چہرہ پر کالے داغ پڑ گئے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہین کہ مین نے دیوار کے پیچھے ایکدن کھڑے ہوکے سنا کہ آپ فرما رہے تھے "اے عمر بن خطاب۔ تو امیر المومنین بنکے کہین اپنی حیثیت کو بھول نجائیو۔ خدا سے ڈرتا رہیو۔ ورنہ اللہ تجھپر سخت عذاب نازل کرے گا" عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر نے زمین سے ایک تنکا اوٹھا لیا اور کہنے لگے "کاش مین یہ تنکا ہی ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی"۔ بی ثباتی دنیا کسی وقت آپکے دل سے محو نہوتی تھی۔ ایکبار رج کو جاتے ہوے دشت ضجنان سے گذر ہوا۔ اپنے بچپن کا زمانہ یاد آیا تو اپنی موجودہ ذمہ داریون کا خیال فرماکے اشعار پڑھنے لگے جنکا مطلب یہ ہے۔

کوئی چیز ایسی نہین جو ہمیشہ اور ہر وقت تر و تازہ رہے اللہ باقی رہیگا اور مال و اولاد سب فنا ہو جائینگے ہر مرنے کے خزانے ایکدن کی لئے بھی موت کو ہر مرنے کے سر سے نہ ٹال سکے اور عاد نے ہمیشہ رہنے کا ارادہ کیا تھا مگر نہ رہ سکا اور نہ سلیمان رہے جنکے تابع ہوائین تھین اور نہ وہ آدمی اور جن نظر آتے ہین جو اونکے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ وہ بادشاہ کدہر گئے جنکے رفیع الشان محلونمین ہر طرف سے سوار آیا کرتے تھے۔ یہان تو قبر کا گڑھا ہے جو جاے بلاد مصیبت ہے اوسمین جاے بغیر کوئی بھی نرہیگا۔

افسوس یہ نظم تھی یا تیز دھار کی تلوار جس سے دل اور جگر پارہ پارہ ہوتے ہین غضب تو یہ ہے کہ عمر پر بلا کا فقرہ کندہ کرایا تھا "کفیٰ بالموت واعظا یا عمر" یعنے اے عمر تیرے لئے موت ہی کافی واعظ ہے سچ تو یہ ہے کہ اوس درشت اور سخت اور ڈراونے ظاہر مین ایک دل پوشیدہ تھا جو خدا کے خوف اور رسولخدا کی محبت سے پگھل کر پانی پانی ہو گیا تھا۔ اگر کبھی آنحضرت صلعم کی یاد آگئی تو پھر قیامت کا سا سماں تھا۔ اسکے ثبوت مین ایک واقعہ سنلو جو واقع مین حسرت خیز ہے۔

شام کے دوسرے سفر سے مراجعت فرمانیکا قصد تھا کہ لوگون نے آگیرا اور فرمائش کی کہ عاشق رسول اللہ صلعم جناب بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہان تشریف رکھتے ہین اونکی اذان سنوائیے۔ بعد وفات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہین نصیب ہوئی۔ جناب فاروق اعظم نے کلیجہ دونون ہاتھون سے تھام لیا اور فرمایا لوگو کیا غضب کرتے ہو۔ مگر وہان کون سنتا تھا۔ لوگ جان کو آگئے خیر سنگ آمد و سخت آمد۔ جناب بلال حبشی بلا کر مجبور کئے گئے کہ اذان کہو۔ جسوقت عاشق حبیب خدا نے اپنی دلدوز جگر سوز آواز سے لحن داؤدی کیساتھ اذان کہنی شروع کی ہے تو حبیب رب العالمین کا زمانہ آنکھون کے سامنے تھا وہ وہ بہادر اور جنگجو جنکی تیز مزاجی سے شیر ببر کا پتہ پانی ہوتا تھا اور جنھون نے ہزار ہزار زخم سینہ پر کھا کر سنہ سے اُف بھی نہ نکالی تھی مرغ نیم بسمل یا ماہی بے آب کیطرح زمین پر تڑپ رہے تھے جیسے دیکھو بچون کیطرح داڑھین مار مار کر سسکیان بھر رہا تھا۔ آنسوؤن کی جھڑی تھی جو تھمنے کا نام نہ لیتی تھی یا موتیون کی

لڑی ٹوٹی جسکا سلسلہ ٹوٹنے مین نہ آتا تھا۔ ہر ایک شخص بزبان حال پکار رہا تھا۔

اشک گلرنگ روان گشت ز چشم تر ما	گشتہ گلرنگ ز خون ناب جگر ساغر ما

یہ کہرام سنکر پتہر کے جگر بھی پانی ہوے چلے جاتے تھے۔ اوسوقت کی گریہ وزاری اور نالہ و بکا کی حالت بیان نہین ہوسکتی۔

گہے ابر ترد گاہے ترشح گہ نہ گہ باران	بیاد چشم من بنگر ہوائے برشگالی را

بجنسہ وہی کیفیت تھی جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے دن واقع ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور نے ابھی ابھی رحلت فرمائی ہے۔ اس حالت زار مین جناب عمر رضی اللہ عنہ کو جو دیکھا تو بالکل بیہوش پاسے گئے لوگون نے سمجھا کہ چراغ خلافت گل ہوگیا یہ حالت جو دیکھی تو بسکے ہاتھون کے طوطے اوڑگئے بڑی مشکل سے اس آئی ہوئی قیامت کو سر سے ٹالا اور آیندہ کے لئے کان پکڑے کہ اب ایسی فرمائش نہ کرینگے۔

زید بن ثابت آپکے منشی اور آنحضرت صلعم کے زمانہ کے کاتب وحی سے روایت ہے۔ مین ایکدن دیکھتا کیا ہون کہ عمر فاروق کندہے پر پانی کی بھری ہوئی مشک دھرے چلے جاتے ہین۔ مجھے افسوس ہوا کہ دیکھو اس شخص نے کیا قیامت ڈھارکھی ہے کسی طرح انتہا ہی نہین۔ آیندہ نسلون کے لیے کتنی مشکل نظیرین پیش کیے جاتا ہے۔ اب اسکے بعد کوئی کیا بادشاہی کریگا۔ پھر پاس جاکے مین نے کہا۔ "اے امیرالمومنین"۔ اتنا سنتے ہی میری طرف عتاب سے دیکھا اور فرمایا۔ خاموش اب آگے منہ سے کچھ نہ نکالیو۔ مین تھوڑی دیر مین تجھے سمجھا دونگا۔ یہ کہکر ایک ضعیف بڑھیا کے گھر مین گھس گئے اور پانی بھر آے۔ جب خالی مشک

لیکر اندر سے نکلے تو مجھ سے فرمایا کہ اے زید ابھی ابھی روم و فارس کے سفیر میرے پاس آے تھے۔ اونھون نے مجھ سے کہا کہ اے عمر تیری نیکی بیشک خدا کے واسطے ہے۔ سارا زمانہ تیرے علم و فضل اور عدل پر متفق ہے۔ وہ یہ کہکر چلدیئے لیکن مین جو دیکھتا ہون تو اونکی ان باتون سے غرور و تکبر نے میرے دل پر چڑہائی کرنی شروع کردی ہے لہذا مین فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور غرور کے ڈہانے کے لئے یہ کیا جو تمنے دیکھا۔

مرا این نکتہ روشن از زبان شمع محفل شد | کہ می آرد بپایان سرکشی بالا نشینان را

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہین کہ یہ سنکر میرے ہوش اڑ گئے اور فقرہ ہوے کہ ایسی نفس کشی بھی اسی جبار و قہار کا کام ہے۔ پھر بھلا عجب و تکبر ایسون کی روح کو کب برباد کرسکتے ہین۔

نیست شہرت طلب آن کس کہ کمالی دارد | ہرگز انگشت نما بد رنباشد چو ہلال

اسی طرح ایکدن گردن پر لوستین ڈالے گھر سے نکل کھڑے ہوے لوگون نے دریافت کیا کہ حضور خیر تو ہے۔ جوابدیا۔ میرے دل مین کچھ غرور آگیا تہا اوسکا علاج مین نے یون کیا تاکہ میرا نفس ذلیل ہو۔

فاروق اعظم اپنے نفس کی تذلیل پر طرح طرح سے مستعد رہتے تھے جسکا بیان بہت طول طویل ہے منجملہ اونکے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے نفس سے سخت محاسبہ لیتے تھے جہان رات ہوئی اور یہ فرمایا۔ اے عمر۔ بتا آج تو نے کیا کیا۔ تو نے فلان کام کیون کیا۔ ایسا کیون نہین کیا۔ اگر ذرا بھی کسی کام مین اونچ نیچ ہوگئی ہے تو اپنی غلطی پر اپنے آپ کو خود سزا دیتے تھے۔ بارہا دیکھا گیا کہ اپنی

ہاتھہ سے اپنی پیٹھہ پر دُرّے لگا رہے ہین اگر کسی نے یہ کہدیا کہ اے عمر خدا سے ڈرتو اوسکا شکریہ ادا کرتے تھے۔ اپنے عیب لوگون سے دریافت کرتے تھے ایکبار آپنے حضرت سلمان فارسی سے کہا کہ تمھین میرا کوئی عیب معلوم ہوا ہو تو بیان کرو اول حضرت سلمان نے معافی چاہی پھر آپکے اصرار پر کہنے لگے کہ تم دو جوڑے رکھتے ہو ایک دن کو پہنتے ہو دوسرا رات کو۔ دوسرے یہ کہ تمھارے دسترخوان پر دو سالن ہوتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ ان دونون باتون سے تم بیفکر رہو اور کوئی بات انکے علاوہ اگر معلوم ہو تو بیان کرو۔ حضرت سلمان نے کہا اور کچھہ نہین مجھکو معلوم ہے۔ مسلمانون مین جیسے صاف گو۔ نڈر۔ اور سچ بولنے پر دلیر دیکھتے اوس سے نہایت خوش ہوتے تھے۔ لوگون کو دکھا کے فرماتے تھے کہ ایسے لوگ اسلام کی رونق ہین انکے ہونے پر خدا کا شکر کرو۔ جناب علی مرتضیٰ کا حکم ہے کہ جب صالحین کا نام آوے تو عمر فاروق کا ذکر ضرور زبان پر لے آیا کرو۔

ناظرین آپ جانتے ہین کہ ہمارے ممدوح کی آتش غضب فرو کرنے کا کیا نسخہ تھا وہ یہ تھا کہ آپکو غصہ آیا اور قرآن کریم کی آیت اونکے سامنے پڑھدی گئی۔ فوراً برقی اثر ہو جاتا تھا۔ اب حضرت عمر ہین کہ پانی ہین۔ ایکدفعہ حُرّبن قیس کا چچا حر کے پاس آیا اور کہا مجھے فاروق اعظم کے پاس لیچلو۔ حُر نے کہا مین نہین لیچلونگا کیونکہ ڈرتا ہون کہ کہین تمھارے سنہ سے اونکے سامنے کوئی نامناسب کلمہ نکلجاے۔ حُر کے چچا نے کہا مین ہرگز ایسا نکرونگا۔ آخر حر اپنے چچا کو دربار خلافت مین لے پہونچے اونہون نے حضور مین جاکے یہ کہا کہ آپنے وظیفہ دینے مین

بڑی بے انصافی کی ہے۔ اس سے جناب عمر کو غصہ آگیا اور اونکے ساتھہ زیادہ سختی کرنے کا ارادہ کیا۔ حر نے کہا کہ امیر المومنین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے۔ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاہلین۔ یعنے عفو کو اپنا فرض سمجھو اور جو حکم دو اچھا ہی دو اور جاہلون سے نہ اٹک جایا کرو۔ یہ سنتے ہی فاروق اعظم خاموش ہوگئے اور دم بھی نہ مارا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مین نے جناب عمر کو کبھی ایسا غصہ نہین آتے دیکھا جو اللہ کے نام لینے یا خدا سے ڈرانے اور فرقان حمید کی کوئی آیت پڑھنے سے فرو نہ ہوگیا ہو۔

بلال نے ایکدن اسلم سے پوچھا کہ تم حضرت عمر کو کیسا سمجھتے ہو اسلم نے جوابدیا کہ اورون سے تو وہ بہتر ہین مگر اونکے غصہ سے خدا پناہ مین رکھے۔ بلال نے جوابدیا کہ افسوس اگر تو اونکے سامنے غصہ کی حالت مین قرآنمجید کی کوئی آیت پڑھ دیتا تو تیری یہ رائے نہوتی اور پھر غصہ کا نام عمر مین نہ رہتا۔

فاروق اعظم کی جودت اور ذہانت کا حال یہ تھا کہ کسی یہودی نے ایکدن آپ سے آکر یہ کہا۔ آپ کے قرآن مین ہے۔ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضہا السموات والارض اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان تو جنت کے عرض مین آگئے پھر دوزخ کدھر ہے۔ فاروق اعظم کے ہنسے اور اصحاب رسول اللہ سے فرمایا کہ اسکو جوابدو۔ مگر سب دم بخود تھے آخر خود ہی یہودی سے کہا کہ دن زمین و آسمان پھر دیتا ہے یا نہین اوسنے جوابدیا ہان۔ جناب عمر نے فرمایا کہ پھر رات کہان جاتی ہے۔ اوسنے جوابدیا جہان اللہ چاہے۔

اسپر آپ نے فرمایا کہ دوزخ بھی وہین ہے جہان اللہ چاہی۔ یہودی یہ سنکر چپ ہوگیا۔
جناب عمر رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلعم کی تعظیم وتکریم اونکے مرتبون کے موافق کرتے اور اونکے ساتھہ مناسب سلوک سے پیش آتے تھے۔ اونمین سے اگر کوئی مرجاتا تو آپکو بڑا افسوس ہوتا تھا۔ اخوت اسلامی کا نباہنا آپ ہی کے حصہ مین آیا تھا۔ متبرک اور مقدس مقامات کی عزت نہایت ہی ملحوظ خاطر تھی۔ یروشلم مین عیسائیون کے مقامات مقدس پر جنکی عزت اسلام نے بھی کی تھی آپنے بھی اونکی تعظیم فرمائی۔ شام وایران مین جہان کہین ایسے مقام سنے اونکی حفاظت ودرستی کا حکم دیا۔ شہر سوس واقع ایران مین حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار ہے اوسکو بڑی عزت اور حرمت سے قایم رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ ولیم ہیورنے لکھا ہے کہ عمر کی عنایت سے آج تک وہ مزار زمانہ کے انقلابون سے محفوظ رہکر دریا کے کنارہ پر موجود ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ ہمیشہ آپکی عادت یہ تھی کہ اگر مسلمانون کو کسی بات سے باز رکھنا چاہتے تو پہلے اپنے گھر ہین اپنے سب گھر والونکو جمع کرتے اور فرماتے۔ دیکھو مین لوگونکو فلان امر سے منع کرنا چاہتا ہون تم لوگ مطلقاً اس کام کو کرنا چھوڑ دو لوگ تمہاری حرکات وسکنات بغور دیکھا کرتے ہین ایسا نہو کہ وہ یہ کہنا شروع کردین۔ خود را فضیحت ودیگران را نصیحت۔ اپنے تو منع کئے نہین جاتے ہمارا اگلا گھونٹتے ہین قسم ہے خدا کی اگر مین نے تمہین یہ کام کرتے دیکھا تو اور دن سے دوچند سزا دونگا۔

ایکدفعہ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپکی چھوٹی صاحبزادی گھر مین سے

کھیلتی کھیلتی باہر نکل آئی۔ اوس دولت کے بڑے ڈھیر مین سے ایک اشرفی اوٹھاکر گھر مین بھاگ گئی۔ فاروق اعظم بچی کے پیچھے بھاگے۔ انگلی حلق مین ڈالکر وہ اشرفی اوسکے منہ سے نکال لائے۔ مال غنیمت مین لاکر ڈالدی اور فرمایا اے لوگو اس مال مین عمر یا اوسکی اولاد کا اوتنا ہی حق ہے جتنا کہ اور مسلمانون کا چاہے وہ یہان موجود ہون یا نہون میرے نزدیک سب برابر ہین۔

ایکدن جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام دربار فاروقی سے حکم صادر ہوا کہ بیت المال کے مکان کو صاف کرادو۔ کوڑا کرکٹ وہان کچھ نرہے جھاڑو دی جارہی تھی کہ دو درہم ریت مین سے ملے۔ اوسی وقت ایک چھوٹا بچہ آپکا وہان آگیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے وہ درہم بچہ کو دیدیئے۔ وہ اون سے کھیلتا ہوا گھر مین چلا گیا۔ خود بدولت کی نظر پڑگئی۔ پوچھا کہ کہان سے لایا۔ اوس معصوم نے گھر کے بتادیا کہ جناب ابوموسیٰ نے دیا ہے۔ آپ ابوموسیٰ کے پاس چلے آے اور کہا اے ابوموسیٰ تمہین آل عمر کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنا چاہیئے کیونکہ مین خادم مسلمانان ہون اور یہ میرے بچے۔ انکی قدر مسلمانون کے بچون سے زیادہ نہین کرنا چاہیئے۔ تم نے یہ درہم جو میرے بچہ کو دیدیئے کیا اس سے تمہارا یہ مطلب تھا کہ مین قیامت تک مسلمانون کا قرضدار رہون اور ہر شخص خدا کے سامنے میرا دامنگیر ہو۔ لو ان درہمون کو بیت المال مین داخل کردو میرے بچے کے کام کے نہین ہین۔

آپ نے بارہا فرمایا کہ یہ خلافت بڑا وبال ہے کوئی شخص اس کے بوجھ کو اپنے سر لینا پسند نہین کریگا۔ کاش مین نسیاً منسیاً ہوجاتا تو اچھا تھا ہاے

افسوس میری کیسی بُری قسمت ہے کہ یہ اونٹ جو میرے سامنے کھڑا ہے اسکی پیٹھ کے زخم کی پرسش بھی قیامت کے دن مجھی سے ہوگی۔ اتنا فرما کے آگ کیطرف اشارہ کیا اور بولے کہ اے ابن خطاب کیا تو اسکی گرمی کی برداشت کرسکتا ہے کیا اچھا ہوتا کہ مین انسان کی شکل مین نہ پیدا کیا جاتا۔

آپ اپنے آخر ایام مین رو رو کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے دن خدا نے مجھپہ رحم نہ کیا تو افسوس ہے مجھپر اور میری ماں پر۔ اگر میرے پاس تمام دنیا ہوتی تو قیامت کے ڈر سے مین اوسے فدیہ کر دیتا۔

ایکدن آپ اور جارود بن عبدی مسجد سے باہر نکلے۔ راہ مین ایک عورت ملی اور اوسنے جناب عمر کو سلام کرکے عرض کی کہ میری ایک بات سنلیجے۔ آپنے فرمایا۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ اے عمر تیرا ایک زمانہ وہ تھا کہ تجھے لوگ عمیر عمیر کہا کرتے تھے۔ تو بازار عکاظ مین لڑکون کے ساتھہ کھیلا کرتا تھا۔ بچونکے ساتھہ کشتیان لڑا کرتا تھا۔ پھر ایک زمانہ وہ آیا کہ تو عمر کہلانے لگا اور اب خدا نے تجھے وہ عزت دی ہے کہ تمام دنیا تجھے امیر المؤمنین کہتی ہے۔ اے عمر اس حالت مین خدا کو بھول نہ جائیو۔ رعیت کی دادرسی اور ہمدردی کو اپنا خاص فرض سمجھنا۔ اے عمر جو آدمی موت سے ڈرتا ہے وہ فوت سے بھی ڈرتا ہے۔ یہ سنتے ہی جناب عمر زار و قطار رونے لگے۔ جارود نے کہا کہ اے عورت تو نے غضب کیا جو امیر المؤمنین کو رولا دیا۔ آپنے حضرت جارود کو منع کیا کہ خبردار اس عورت سے ہرگز ایسی باتین نہ کرنا یہ خولہ بنت حکیم ہے جسکی خدا نے سن لی تھی اور جسکے حقمین یہ آیت نازل فرمائی تھی۔ قد سمع اللہ قول التی الخ پھر عمر کی

کیا حیثیت ہے جو اسکی نہ سنے اور نہ مانے یہ عورت قابل تعظیم ہے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ فاروق اعظم نے ایک مکان بنایا تھا جسمین آٹا۔ ستو۔ تمر۔ زبیب وغیرہ چیزین سفر مین کام آنے والی جمع رہتی تھین۔ مسافرون کے آرام اور رفاہ عام کے لئے مدینہ سے مکہ تک سڑک بنوادی تھی اور جابجا چوکیان بٹھادی تھین کہ لوگ شب و روز سونا اوچھالتے چلے جاتے تھے۔ کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تمہارے منہ مین کتے دانت ہین۔ اصل یہی یون ہی ہے کہ چوری قزاقی رہزنی وغیرہ ادسی گورنمنٹ کا حصہ ہین جسکی رعیت بھوکی مرتی ہو اور بادشاہ کو رعیت کے حال سے بالکل بے خبری ہو۔ جب گورنمنٹ کو اپنی رعیت کے ایک ایک فرد پر نظر ہوگی تو ان باتون کا باقی رہنا ناممکن ہے۔ مسجد نبوی کو وسیع کردیا اور پتھر کا فرش بنوا دیا۔ مکہ کی مسجد کو بھی بہت بڑھا دیا۔ یہودیون کو عرب سے شام مین رہنے کا حکم دیا تاکہ اونمین اور مسلمانون مین ناچاقی نہ رہے اور دونون قومین مل جلکے بسر کرین۔ اہل نجران کو اسی لئے کوفہ مین جابسنے کی اجازت دی تاکہ تمام قلمرو مین امن رہے اور سب صلح سے بسر کرین۔ اہل نجران کے لئے آنحضرت صلعم بھی یہی حکم دے چکے تھے۔

آپ اکثر دُرّہ لئے ہوئے گوشت بکنے کی جگہ چلے جاتے تھے وہان جسے دو دن متواتر گوشت خریدتے دیکھتے اوسے دُرّہ لگا کے کہتے کہ تجھسے اپنے پڑوسی اور اپنے ابن عم کی خاطر سے اپنے پیٹ کو نہین روکا جاتا۔

ایکدن آپنے فرمایا کہ اے لوگو قسم ہے اللہ کی جسنے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا اگر اونٹ فرات کے کنارہ سے کودے اور ہلاک ہوجاے تو اوسکی بازپرس بھی

مجھی سے ہوگی پس مین روز قیامت کے حساب سے بہت ڈرتا ہون۔
جب آپکے زخم کاری لگا تو آپنے فرمایا اللہ اکبر۔ لوگ ادہر ادہر سے سمٹ کے قریب آگئے اور افسوس کرنے لگے۔ بعضون نے آپکی تعریف کی اوسپر فرمایا کہ صاحبو مین اسی کو غنیمت سمجھونگا۔ قیامت کے دن برابر سرابر چھوٹ جاؤن۔ اگر آج میرے قبضہ مین زمین و آسمان ہوتے تو اوس ہولناک دن کے ڈر سے مین اونہین دے ڈالتا۔ ابن عباس نے بھی اوسی حالت مین آپکی مدح سرائی کی اور فرمایا کہ آپنے نیک کام کیے ہین خدا آپکو اونکا ثواب دیگا۔ اونکے جواب مین ارشاد ہوا کہ یہ آپکا حسن ظن ہے مین اس قابل کہان۔ جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ آپ ضرور ویسے ہی ہین جیسا ابن عباس نے کہا۔ جناب فاروق نے کہا کہ مجھے رسول صلعم کی محبت سے نجات کی امید ہے۔
زہری سے روایت ہے کہ جب آپکے پاس مال غنیمت آتا تو آپ بنی ہاشم مین سے جسے مجرد دیکھتے اوسکا نکاح کرا دیتے۔ اگر بنی ہاشم مین سے کسیکے پاس خادم نہوتا تو اوسے خادم ہم پہونچا دیا جاتا تہا۔
محمد ابن باقر بن زین العابدین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مین سے کچھ حلے آے آپ نے اونہین مہاجرین اور انصار مین تقسیم کر دیا۔ مگر جب اونمین ہمارے دونون شہزادون حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم کے لایق کوئی نہ پایا تو نہایت افسوس کیا اور فوراً حاکم یمن کو لکھا کہ بہت جلد دو حلے شہزادگان کونین جناب حسنین کے جسم مطہر کے لایق تیار کرا کے بھیجو۔ جب وہ بنکے آے تو دونون شہزادون کو اپنے ہاتھہ سے خوشی خوشی پہنا کر اطمینان حاصل کیا

عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مین نے ایکدن دُبلا مریل سا اونٹ بازار سے خرید لیا اور مدینہ کی چراگاہ مین چرنے کو چھوڑ دیا جب وہ خوب چر چگکے موٹا تازہ ہوگیا تو اوسے بیچنے کو بازار بھیجا۔ اتفاقاً ابّا جان بھی وہان پہونچگئے۔ پوچھا یہ کسکا اونٹ ہے لوگون نے کہدیا کہ صاحبزادہ کا۔ اتنا سنتے ہی غصہ ہوگئے اور فرمایا شاباش اے بیٹے امیرالمؤمنین کے تو نے بھی تجارت کا ڈھنگ اچھا سوچا ہے مراہوا جانور لیا اور چراگاہ مین بھیجدیا۔ لوگون نے امیرالمؤمنین کے بیٹے کا سمجھکے اوسے موٹا تازہ کردیا تو بیچکے آپ مزے اوڑائے۔ اس عرصہ مین مین بھی وہان پہونچگیا۔ عتاب سے فرمایا کہ اسکا نفع بیت المال مین داخل کردینا وہ مسلمانون کا مال ہے عمر اور آل عمر کا اوسمین کوئی حق نہین۔ چراگاہ کی گھاس کی قیمت بیت المال مین تجھے دینی ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر اور اونکے بھائی عبیداللہ نے جناب ابوموسیٰ اشعری حاکم عراق سے کچھ روپیہ قرض لیا۔ اونہین کی اجازت لیکر اوسی روپیہ سے عراق ہی مین تجارت کی جسمین نفع کثیر ہوا۔ اسکی اطلاع جناب عمر کو بھی ہوگئی فرمایا کہ تم لوگون کو یہ روپیہ اس نظر سے اودھار ملگیا کہ تم میرے بیٹے ہو۔ لہذا سارا نفع بیت المال مین داخل کرو اور اصل روپیہ ابوموسیٰ اشعری کو پہنچا کے میرا پیام دو کہ جہان کا یہ روپیہ اسی وقت پہونچا دین۔

جناب ابی عبیدہ کی بیوی نے قیصر روم کی ملکہ کو کچھ سوغات بھیجی اوسکے صلہ مین ملکہ نے اونہین نہایت بیش بہا جواہرات بھیجے۔ فاروق اعظم نے ابی عبیدہ کی بیوی کو اونکی سوغات کی قیمت دیکے وہ سب جواہرات بیت المال

مین داخل کرا لیئے۔

ایکدفعہ مشک آیا۔ اوسکی تقسیم کے وقت حضور نے اپنی ناک بند کر لی لوگون نے عرض کی کہ حضرت اسمین تو خوشبو ہے بدبو نہین یہ آپنے ناک کیون بند کی۔ فرمایا کہ صاحبو اس چیز کا نفع یہ خوشبو ہی ہے پہر مین تمہارے مال سے کیون مستفید ہون جو میرا حق نہین۔

ایکدن ایسا ہوا کہ آپ گہر مین تشریف لائے۔ مشک کی خوشبو سے تمام مکان معطر پایا پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے گہر والی نے عرض کی کہ مین نے بیت المال کی مشک فروخت کرنیکے لئے تولی تہی اسلئے میرے کپڑونمین اوسکی خوشبو آنے لگی ہے۔ حکم ہوا کہ ان کپڑون کو جلدی دہو ڈالو۔ اس خوشبو سے جہین اور تمہین متمتع ہونا خیانت ہے۔ آخر جب اونکو مٹی سے خوب ملوا ملوا کے دہلوا لیا تو چین آیا۔

ابی عثمان النہدی سے روایت ہے کہ مین آذربائیجان مین عتبہ بن فرقد کے ہمراہ تہا۔ حضرت عمر نے لکہا کہ اے عتبہ یہ سلطنت وحکومت نہ تیری کوشش سے ہے نہ تیرے باپ کی۔ جن لطیف کہانون اور عمدہ کپڑون سے تم متمتع ہوتے ہو وہ اور مسلمانون کو بہی حاصل ہونا چاہئین۔ لہذا عیش وعشرت سے توبہ کرو اور مشرکین کا لباس نہ پہنو۔ رسول اللہ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے سماک نے ابی جعفر محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر فاروق بازار مین چلے جاتے تہے۔ اتفاقاً جناب علی مرتضیٰ معہ اپنے دونون صاحبزادون کے اونہین ملے۔ جناب مرتضوی تو اونکے آگے کہڑے ہوگئے اور حضرات حسنین

آپکے دائین بائین جناب عمر رونے لگے حضرت مرتضوی نے باعث گریہ پوچھا۔ بولے اے علی چونکہ حاکم امت محمدی ہون اسلئے میرا کام ہی رونا ہے۔ نہین کہہ سکتا کہ مسلمانون کو مجھہ سے آرام ہے یا تکلیف۔ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر تم سے سب خوش ہین عدل تمہارا بے مثل اور بے نظیر ہے۔ یہ سنکر بھی آپکا رونا نہین رکا۔ پھر جناب حسن رضی اللہ عنہ نے بہت سے تشفی آمیز کلام کئے آپ بدستور روتے رہے۔ جب سید الشہدا امام حسین نے فرمایا کہ آپ سے سب خوش ہین تو جناب فاروق کو کچھہ تسکین ہوئی اور آنسو بند ہوے۔ اور مظلوم کربلا سے پوچھا کہ میرے دل کے چین حسین کیا تم میرے عادل ہونیکے گواہ ہو۔ یہ سنکے جناب علی نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قیامت کے دن مین اور حسین دونون آپکے عدل کی گواہی دینگے۔

علی کا نام ہی نام خدا کیا راحت جان ہے	عصا ہی پیر ہے تیغ جوان ہی حرز طفلان ہے

امام شعبی سے روایت ہے کہ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اہل نجران کی شکایت پر اونہین جوابدیا کہ بے شک عمر ابن خطاب سید الامت تھے۔ جو کچھہ وہ کر چکے ہین مین اوسے ہرگز نہین بدلونگا پتھر کی لکیر کے یہی معنے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ زید ابن علی نے فرمایا ہے کہ جناب مرتضوی اور حضور فاروق سیرت مین بالکل مشابہ تھے۔

ابی اسحاق سے روایت ہے کہ مین ایکدن حضرت علی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضور یکایک شدت سے رونے لگے۔ پوچھا گیا الصیب دشمنان خیر تو ہے۔ ارشاد ہوا مجھے اسوقت اپنا دوست عمر فاروق یاد آگیا۔ وہ میرا بڑا پیارا بھائی تھا

اے لوگو یہ چادر جو مین اوڑھے بیٹھا ہون۔ اسے میرے خلیل اور صفی اور صدیق اور میرے صاحب عمر ابن الخطاب نے مجھے اوڑھایا تھا۔

جناب مرتضوی نے ایکدن یہ بھی فرمایا کہ عمر فاروق نے آنحضرت صلعم کو مشورہ دیا اور وحی بھی اوسیکے موافق نازل ہوئی۔ یہ فرماکر رونے لگے۔

جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بارہا فرمایا کہ جو مجھے عمر فاروق پر ترجیح دیگا اور مجھے اطلاع ہو جائیگی مین اوسپر مفتری کی حد جاری کرونگا۔

ایکدن جناب مرتضوی نے طول طویل خطبہ پڑہا۔ اوسمین فرمانے لگے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب عمر فاروق کو مسلمانون کا حاکم بنایا تو بعض لوگ خوش ہوے اور بعض نارانس۔ مین اون لوگون مین ہون جو خوش ہوے تب خدا کی قسم عمر فاروق نے دنیا کو نچوڑا یہانتک کہ سب آپسے خوش ہو گئے۔ اللہ نے اونکے اسلام سے اسلام کو عزت دی۔ اونہین دین کا رکن بنایا۔ اور حق کو اونکی زبان پر جاری کیا۔ یہانتک کہ ہمارا گمان یہ تھا کہ کوئی فرشتہ عمر فاروق کی زبان سے بولا کرتا ہے۔ اللہ نے مومنین کے دلون مین فاروق کی محبت اور منافقین کے دلون مین عمر کی ہیبت ڈالدی ہے۔ رسول مقبول کی سیرت اونکی سیرت تھی۔ اوسی خطبہ مین ہمارے حضور نے حاضرین سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے لوگو تمہین مجھے بتادو کہ تم مین اونکے مثل کون ہے۔

صحیح بخاری مین ابن عباس سے روایت ہے کہ فاروق اعظم کے انتقال کے بعد جب کفن پہنا دیا گیا تو اسد اللہ الغالب جنازہ کے قریب کھڑے ہوکے زار و قطار روے اور فرمایا کہ اے لوگو روئے زمین پر اس میّت سے زیادہ کوئی

میرا محبوب نہ تھا۔ ابن سماک نے کہا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ یہ فرما کے اتنا روے اتنا روے کہ ریش مبارک تر ہوگئی اور کہا اے ابن خطاب۔ خدا تجھپر اپنی رحمت نازل کرے۔ بیشک تم اللہ کی آیتون کو خوب سمجھتے تھے۔ تمہارے سینہ مین خدا کی بڑی عزت تھی۔ بیشک تم اللہ سے بہت ڈرتے تھے۔ تمہارے آگے لوگون کا خوف کوئی حقیقت نہین رکھتا تھا۔ تم اپنی عمر بھر کسی سے ڈرے ہی نہین۔ تم حق پرستون کے لئے سخی اور باطلون کے لئے بخیل تھے۔ دنیا کی طرف سے کوتہ شکم اور آخرت کے لحاظ سے بڑے پیٹ والون مین تھے۔

اوس بن حکیم سے روایت ہے کہ جب فاروق اعظم کی وفات ہوئی تو مین نے جناب علی کو دیکھا کہ سر نیچے کئے ہوے روئے انور کو اشکون سے دھو رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد آنسو پونچھکے سر اوٹھایا اور فرمانے لگے۔ اے عمر ابن الخطاب ہاے۔ تم پاک صاف اور بہت کم عیب والے تھے۔ اے عمر ہاے تم سنت کو اپنے ساتھہ لئے جاتے ہو اور فتنہ کو چھوڑے جاتے ہو۔ خدا کی قسم اے ابن خطاب تم بھلائی کو پہونچے اور شر سے دور رہے۔

روایت ہے کہ جسوقت ملک الموت فاروق اعظم کے مکان مین قبض روح کے لئے داخل ہوا تو کہنے لگا کہ یہ مکان امیر المومنین کا ہے مین سمجھا تھا کہ بڑا پر تکلف ہوگا مگر اپنے خیال کے خلاف اسے تو قبر سے بھی بدتر دیکھتا ہون۔ فاروق نے ایسے وقت مین بھی خاموش نہ رہا گیا۔ جواب دیا کہ اے ملک الموت جو مکان تیرے داخل ہونے کے قابل ہون وہ سب ایسے ہی ہونے چاہئین۔

عمار بن یاسر سے ابو یعلی نے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے

جبریل امین ابھی میرے پاس آئے اور کہا۔ اگر مین اسوقت سے اوسوقت تک جبکہ نوح علیہ السلام اپنی قوم مین تھے عمر فاروق کے فضائل بیان کرتا چلا جاؤن تو بھی ختم نہون۔ عقول قاصرہ اسکو مبالغہ اور بعید از قیاس سمجھین گی مگر وہ لوگ جنکے دل کی آنکھین کھلی ہین وہ اس بات کی تہ کو پہونچ سکتے ہین کہ جو نیکیان عمر کی ذات اور اونکے ہاتھہ سے جاری ہوئی ہین وہ باوجود اسکے کہ اسلام کو اب تنزل ہے پھر بھی قیامت تک جاری رہینگی۔ ملک کے ملک اور قومون کی قومین جو عمر کے ہاتھہ سے مسلمان ہوگئین اور ابتک اونکی اولاد ین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر فدا چلی آتی ہین اور قیامت تک چلی جائینگی اور یہ قرآن جس کے طفیل سے دنیا مین تایم رہیگا وہ فاروق ہی کی ذات پاک ہے پھر سب سے بڑھکے ایک فضیلت ایسی ہے جسے ڈھونڈھنے سے بھی آپ کسی مین نہ پائینگے یعنے بادشاہی کا طریقہ مکمل اور مبسوط کرکے دنیا کے سامنے ایسا کھولکے رکھدیا ہے کہ مسلمان تو کیا دنیا کی اور قوم بھی اگر اوسی راستہ پر پڑ لے تو آنکھہ بند کرکے دوڑی چلی جاے۔ عمر کی ایک بات کہ بادشاہی اور کنبہ پرستی اور خود پروری مین بیر ہے ایک اسم اعظم ہے جو ہزارون سر ٹکپنے کے بعد بھی کسیکے عمل مین نہین آیا۔ یورپ اور امریکا چاہے آج تیرہ سو برس کے بعد ہم سے اس ایک ہی امر مین بحث لین تو ہم چیلنج دیتے ہین۔ پھر جبریل امین نے زیادہ کیا کہدیا۔

عبداللہ ابن امام احمد نے زوائد المسند مین انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ میری امت ابوبکر و عمر سے اوتنی ہی محبت رکھے جتنی لا الہ الا اللہ سے۔

ابوذر ہروی سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا کہ عمر میرے ساتھ اور مین عمر کے ساتھ ہون۔ اور میرے بعد حق عمر کیساتھ رہے گا۔

ہم تو مرینگے یار کی دیوار کے تلے	مجنون کو تھا جنون جو بیابان مین رہگیا

جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان عمر بن الخطاب سراج اہل الجنۃ۔ یعنے تحقیق عمر جنت کا چراغ ہے۔ جب اسکی اطلاع فاروق اعظم کو ہوئی تو آپ جناب اسد اللہ الغالب کے پاس آے اور پوچھا یا علی کیا آپ نے اپنے کانون سے حضور صلعم کو ایسا فرماتے سنا ہے۔ جناب مرتضوی نے فرمایا بیشک مین نے سنا ہے۔ جناب فاروق اعظم بولے کہ یا علی آپ اپنے قلم سے مجھے یہ بات لکھہ دین تو بڑی مہربانی ہوگی جناب علی نے قلم اور کاغذ لیا اور تورایون لکھدیا مین علی ابن ابیطالب گواہ ہون اس بات کا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تحقیق عمر ابن الخطاب جنت کا چراغ ہے یہ پرچہ جناب عمر نے حضرت علی سے لے لیا اور وصیت کی کہ قبر مین میرے ساتھ اسے رکھہ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

عزیز دفنائہ جانان کفن مین رکھہ دینا	ہوا کریگا میرا غم غلط زمین کے تلے

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک شب مین نے خواب دیکھا کہ مین جنت مین داخل ہوا ہون اور وہان ایک محل دیکھا جسکی جھلک خالص سونے کو مات کرتی تھی۔ حضور نے دریافت کیا یہ کسکا محل ہے۔ ندائے غیب سے معلوم ہوا کہ ایک عرب اسکا مالک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عرب تو مین بھی ہون جواب ملا کہ یہ تو

ایک قریشی کا ہے۔ جناب نبوی نے فرمایا کہ مین قوم قریش سے بہی ہون آواز آئی کہ نہین امت محمدی مین سے ایک آدمی کو یہ لیگا۔ امتو آپکو زیادہ تفتیش لاحق حال ہوئی اور بولے کہ محمد تو میرا ہی نام ہے۔ مین یہ جاننا چاہتا ہون کہ اس محل والے کا نام کیا ہے۔ ہاتف غیب نے ندا دی کہ اوسکا نام نامی اور اسم گرامی عمر بن الخطاب ہے اوسکا قد لمبا۔ رخسارے سُتے ہوے۔ آنکھونمین زیادہ سرخی گندمی رنگ ہے۔

جناب ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ایکدن جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فاروق اعظم کے چہرۂ مبارک کو دیکھکے مسکرائے۔ جناب عمر نے عرض کی یارسول اللہ خدا حضور کو ہمیشہ خوش رکھے اسوقت تبسم فرمانے کا کیا باعث ہے۔ جناب صلعم نے ارشاد کیا کہ اے عمر اللہ تبارک وتعالے شانہ نے آج عرفہ کی شب تمہارے چہرہ کو رحمت وشفقت کی نظر سے دیکھا ہے اور تمہین مفتاح الاسلام قرار دیا ہے۔

ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل حق حضرت عمر ہی کے سپرد کیا جائیگا اور مین سب سے پہلے عمر کا ہاتھ پکڑ کے جنت مین داخل کرونگا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن منادی غیب پکارے گا "فاروق کہان ہین"۔ پس وہ اصیب رب العرش کے سامنے لایا جائیگا۔ رب العزت کا ارشاد ہوگا "مرحبا بک یا اباحفص" یعنے شاباش اے عمر یہ تیرا نامۂ اعمال ہے چاہے اسے پڑہ یا نہ پڑہ مینے تجھے بخشدیا اب تیرے اوپر رحمت کا مینہ برساتے رہین گے۔ اسکے بعد اسلام دربار ایزدی مین حاضر ہو کے

بزبان حال یہ عرض کریگا۔ اے میرے رب یہ وہ عمر ہے جسنے دنیا مین میرا رتبہ عرش کے برابر کردیا۔ اب میری خاطر سے آخرت مین اسے عزت دے۔ اس سفارش زبردست کے بعد لایا جائیگا ایک ناقہ جو سر سے پیر تک جواہرات وسونے چاندی اور موتیون سے آراستہ وپیراستہ ہوگا۔ دو حلے نور کے فاروق اعظم کے زیب تن کرائے جائینگے جب حضور سوار ہوکے چلینگے تو ستر ہزار فرشتے ایک طرف اور ستر ہزار فرشتے دوسری طرف جلو مین ہونگے اور ہاتف غیب آگے آگے ندا کرتا ہوگا کہ اے عرصۂ محشر کے حاضرین دیکھ لو اور پہچان لو کہ "یہ عمر بن الخطاب ہین"۔

جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کا ارشاد ہے کہ اے لوگو عمر کے غصہ سے بہت ڈرا کرو کیونکہ عمر جس سے خفا ہو جاتا ہے اوس سے خدا بالکل پھر جاتا ہے اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس نے دوست رکھا عمر کو اوسنے مجھے دوست رکھا۔ اور عمر کا دشمن تحقیق میرا دشمن ہے

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پہلی امتون مین بہت سے ایسے لوگ گذرے ہین جنہین الہام ہوتا تھا اور میری امت مین عمر کو الہام ہوتا ہے۔ بخاری اور مسلم دونون نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا سے سنا کہ جب مین جنت مین داخل ہوا تو وہان ایک بڑا محل دیکھا جسکے صحن مین بہت سے خادم کھڑے تھے۔ مین نے اپنے دل مین خیال کیا نہ معلوم یہ کسکا محل ہوگا غیب سے آواز آئی کہ یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اندر

جاکے اوسکی سیر کرون مگر عمر کی عزت کے خیال سے مین نے دروازہ پر قدم نہ رکھا

ابوسعید خدری سے بخاری اور مسلم مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ایکدن مین نے خواب مین دیکھا کہ بہت سے لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے۔ اونکے بدنون پر کرتے ہین بعض کے چھاتی تک اور بعض کے اوس سے نیچے۔ اونہین مین عمر بھی پیش کیا گیا اوسکے بدن پر ایسا کرتا تھا جو زمین پر گھسٹتا جاتا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ حضور اس خواب کا مطلب ہمین سمجھا دیجے۔ ارشاد ہوا کہ یہان پر دین سے مراد ہے۔ اور عمر سے دین اسلام کی اشاعت حد سے زیادہ ہوگی۔ وہ دین کو زیادہ کھینچ دیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان و دل پر جاری کیا ہے۔ ترمذی نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا ہے۔

بیہقی نے جناب علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہین سمجھتے کہ عمر کی زبان پر وہ ہی امر جاری ہوتا ہے جس سے اطمینان قلب ہو

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دن عمر فاروق نے ابوبکر صدیق سے کہا "اے بہترین آدمی بعد رسول صلعم کے"۔ یہ سنکے صدیق اکبر بولے کہ تحقیق مین نے رسول صلعم سے سنا ہے "کسی زمانہ مین سورج کے نیچے عمر کے زمانہ سے بہتر زمانہ نہ ہوگا" اس سے مراد فاروق اعظم کی خلافت و عدل و انصاف و سیاست ہے۔

حضرت انس اور عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فاروق اعظم نے فرمایا تین باتون مین رب العالمین نے میری راے کے مطابق وحی نازل فرمائی ہے (۱) مین نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا تھا کہ مقام ابراہیم اگر مصلے بنا لیا جاے تو بہت اچھا ہو۔ پس نازل ہوئی یہ آیت۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى "یعنے اے ہمیر مقام ابراہیم ہی کو مصلے بنالو۔

(۲) مین نے خدمت نبوی مین عرض کیا تھا کہ اے رسول اللہ آپکی بیویون کے پاس ہر قسم کی عورتین آتی جاتی ہین بہتر ہے کہ آپ اونہین پردہ کا حکم دین۔ پس پردہ کی آیت نازل ہوئی جسکا مضمون یہ ہے۔ اے نبی ایمان والیون سے کہدو کہ اپنی آنکھین نیچی رکھا کرو اور اپنی شرم گاہون کی حفاظت رکھو اور اپنا سنگار کسیکے سامنے نہ ظاہر کیا کرو اور ڈالے رکھو دوپٹہ اپنے گریبان اور چھاتیون پر اور اپنے سنگار کو سوائے اپنے خاوندون یا اپنے باپ یا شوہر کے باپ کے یا اپنے بیٹون یا شوہر کے بیٹون کے یا اپنے بھائون اور بھتیجون کے الخ۔ ظاہر نکرو سورۂ نور۔

(۳) ایکدفعہ آپ کی سب بیویان آپسے کچھ لڑی تھین۔ مین نے اون سے کہا۔ اگر تم رسولخدا کو ایسا تنگ کروگی تو کہین ایسا نہو کہ وہ تمہین طلاق دیکے تم سے بہتر عورتون سے نکاح کرلین۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ الخ۔ بخاری اور مسلم دونون نے اسے لکھا ہے۔

عبداللہ ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ عمر فاروق کو اور لوگونپر چار باتون مین

فضیلت ہے۔

(۱) اسیران جنگ بدر کی نسبت راے دینے مین۔

(۲) عورتون کے پردہ کی بابت۔

(۳) بارہا وحی آپ ہی کے راے کے مطابق نازل ہوئی۔

(۴) اشاعت اسلام آپ ہی کے زمانہ مین ہوئی اگر اوس زمانہ مین ایسا نہوتا تو اسلام کا پنپنا ناممکن تہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جاے کہ کسی کُتّہ کو عمر فاروق سے محبت ہے تو وہ کتّا بھی مجھ اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو جاے۔ میری تمنا ہے کہ عمر کیخدمت مین زندگی بھر مشغول رہون۔ بیشک اونکا ہجرت کرکے آنا باعث تقویت اسلام وفتوحات ہوا۔ اونکی حکومت سبب رحمت ہوئی۔ اونکی موت کا اثر سب چیزون پر یہانتک کہ کانٹے دار درختون پر بھی ہوا۔

ایکدن عبداللہ ابن عمر مسجد مین بہت سے آدمیون کو وعظ ونصیحت فرما رہے تہے کہ عبداللہ بن مسعود آے اور ابن عمر سے کہنے لگے۔ اے ابوعبدالرحمن صراط مستقیم تو وہی ہے جسپر تمہارے باپ قایم رہے۔ یہانتک کہ اپنے رب کے پاس جنت مین داخل ہوگئے۔ اسپر ابن مسعود نے تین دفعہ قسم کہائی۔

ایکدفعہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے صعصعہ بن صوحان سے فرمائش کی کہ کچھ اوصاف فاروق اعظم کے بیان کرو۔ اونہون نے فرمایا کہ وہ منصف مزاج۔ منکسر۔ تکبر سے بیزار۔ عذر قبول کرنیوالے۔ رعایا کے مائی باپ

اور اوسکے حال سے خبردار رہتے تھے۔ ہر وقت اونکا دروازہ کھلا رہتا تھا اور بادشاہون کیطرح پردون مین نہین چھپے رہتے تھے۔ حق کے عاشق زار ایذارسانی سے دور رہنے والے۔ ضعیفون پر نرمی کرنیوالے۔ زور سے کبھی نہ بولتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے تھے۔ فضول حرکات سے دور رہتے تھے

امام مالک نے نافع سے اور اونہون نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ایکدن ایک آدمی فاروق اعظم کی خدمت مین آیا آپنے اوس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے۔

آنیوالا۔ جمرہ (چنگاری)۔

جناب عمر۔ تیرے باپ کا کیا نام ہے۔

آنیوالا۔ شہاب (آگ کا شعلہ)۔

حضرت عمر۔ تو کس قبیلہ سے ہے۔

آنیوالا۔ قبیلہ حرقہ (سوزش) سے۔

حضرت عمر۔ تیرا مکان کہان ہے۔

آنیوالا۔ حرہ (گرمی) مین۔

جناب عمر۔ وہان کے کون سے موضع مین۔

آنیوالا۔ ذات لظیٰ (صاحب آتش) مین۔

یہ سنکے جناب فاروق بولے اے شخص تجھے اپنے گھر والون کی بھی خبر ہے؟ وہ سب تو جل بھنکے خاک سیاہ ہو گئے۔ اتنا سنتے ہی وہ بے تحاشا دوڑا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا تو واقعی سارے گھر کا صفایا ہو گیا ہے۔

جب مصر فتح ہوگیا اہل مصر حضرت عمرو بن العاص کے پاس آکر کہنے لگے کہ دریاے نیل کی یہ عادت ہے کہ جب اس ماہ کی جو بونہ کے نام سے مشہور ہے بارھوین تاریخ آتی ہے تو ایک لڑکی بن بیاہی کو زیور اور ملبوسات سے آراستہ کرکے نیل مین ڈالدیتے ہین جب یہ دریا چلتا ہے ورنہ جاری نہین ہوتا۔ عمرو بن العاص نے فرمایا کہ اسلام ایسی مذموم رسم کی ہرگز اجازت نہین دیتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تین مہینہ یعنے بونہ۔ ابیب اور مسری خشک گذر گئے اور نیل کا پانی بالکل بند ہوگیا۔ لوگون نے بھاگنے کا تہیہ کرلیا۔ عمرو بن العاص نے یہ کیفیت ملاحظہ فرماکر دربار خلافت مین رپورٹ بھیجی جسکے جواب مین حضرت عمر نے وہ رقعہ بھیجا جو ہم کسی دوسری جگہ درج کرآے ہین۔ عمرو بن العاص نے وہ رقعہ یوم صلیب سے ایک دن پہلے دریاے نیل مین ڈالدیا۔ اس دن مصریون نے عزم بالجزم کرلیا تھا کہ اب ہم یہان نہ رہینگے کیونکہ ہمارے تمام کاروبار بند ہوگئے ہین۔ جس دن خلیفہ برحق کا فرمان نیل مین ڈالا گیا ہے اوسی رات کو بارہ ہاتھ اونچا پانی جاری ہوگیا تھا۔

واقعہ نہاوند مین جب حضرت ساریہ کو فارسیون نے نرغہ مین گھیر لیا تو حضرت عمر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ تین بار آپنے یا ساریۃ الجبل کا نعرہ لگایا ادھر مدینہ سے اس آواز کا اٹھنا تھا کہ اودھر کالے کوسون نہاوند مین حضرت ساریہ نے اسکو لبیک کہا اور پہاڑ کی پناہ لیکر کفار کو پسپا کردیا روشن ضمیری اور قلب کی صفائی نے چودہ طبق آپکے سامنے روشن کر رکھے تھے۔ دیکھیے یہ حضرت عمر ہی کی کرامت اور برکت تھی کہ ایکطرف تو

ایک بہت پرانی رسم جو کسی طرح اچھی نہ تھی فوراً متروک ہو گئی اور دوسری طرف فتح کی شکست اور شکست کی فتح - یہ بھی مجال نہ تھی کہ کوئی آ کے اور جھوٹی باتین حضور مین بنا جاے اور آپ اونھین سن لین - چنانچہ ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ بعض آدمی باتین کرتے کرتے کچھ جھوٹ بھی آپکے سامنے کہنے لگتے تھے تو جہان اونھون نے وہ جھوٹی باتین شروع کین اور آپ نے اونھین روکا کہ خاموش اور پھر اونھون نے سچ کہنا شروع کیا اور آپ چپ چاپ سنتے رہے - اسی مین اونھون نے پھر کوئی دروغ بات کہدی آپنے فوراً گلا دبایا کہ ہم اسے نہین سننا چاہتے - اسی طرح ہمنے بارہا تجربہ کیا کہ کوئی جھوٹی بات آپکے سامنے چلنے ہی نہین پاتی تھی - ہم لوگون نے کئی دفعہ اون باتین کرنیوالون سے بھی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بار بار جھوٹ ہی پر روکے گئے تھے اسلیئے لوگون کو آپکے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہین ہوتی تھی - ابن عساکر کہا کرتے تھے کہ مین نے حسن بصری سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص گفتگو کے وقت جھوٹ کو پہچان جاتا ہے تو وہ عمر ہے -

بیہقی نے ابی بردہ حمصی سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق کو اطلاع ہوئی کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو نہایت تنگ کر رکھا ہے اور محاصرہ کر لیا ہے - حضور کو بہت ناگوار ہوا غصہ مین نماز پڑہانے کو اوٹھ کھڑے ہوے - چونکہ مسلمانون کی ہمدردی و محبت سے مخمور تھے اوسی رعیت پروری مین نماز مین کچھ بھول گئے - لوگون نے کہا کہ جناب آپ تو اسوقت عراق پہونچگئے اور

ہماری نماز غلط ہوگئی - فرمایا کہ اے اللہ ان عراق والون نے میری نماز کو مشتبہ کردیا تو جلدی اون سے اسکا بدلہ لیجو اور حجاج بنی ثقیفہ کا لڑکا اونپر مسلط کیجیو جو نہ اونکے نیک کو معاف کریگا نہ بد کو - حالانکہ حجاج اوسوقت تک پیدا بھی نہین ہوا تھا پھر یہ معلوم ہونا تو دوسری بات تھی کہ وہ ظالم ہوگا یا عادل -

عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ عمر فاروق کے اسلام لانے کے بعد اسلام کو فتحون کے بعد فتحین حاصل ہوتی چلی گئین - اونکا مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا باعث ترقی اسلام ہوا - اونکی حکومت مسلمانونکے حقمین خدا کی رحمت تھی - مجھے خوب یاد ہے کہ ہماری مجال نہ تھی جو بیت اللہ مین نماز پڑھ سکین مگر فاروق اعظم کے مسلمان ہوتے ہی ہم لوگ بے خوف وہان اذان کہنے اور نماز پڑھنے لگے - کفار قریش کا ایسا نا طقہ بند ہوا کہ عمر کے ڈر سے اونمین سے کوئی بھی کان نہ ہلاتا تھا -

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ فاروق اعظم کے اسلام لانے کے بعد سے اسلام ترقی کرتا چلا گیا - اور روز بروز قوت پکڑتا رہا مگر اونکی شہادت کے بعد دین کو وہ سخت صدمہ پہونچا کہ پھر نہ پنپا اور کمزور ہی ہوتا چلا گیا -

ایکبار فاروق اعظم نے عمرہ کا ارادہ کیا جب حضور نبوی صلعم کو اسکی خبر ہوئی تو جناب عمر کو حضور ہی مین طلب فرما کے ارشاد ہوا کہ بھائی دعا مین ہمین بھی یاد رکھنا - اسکے بعد سے فاروق اعظم اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آپکا یہ کلمہ تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے -

جناب علی مرتضیٰ جب ماہ رمضان مین مساجد مین جاتے اور وہان قندیلین روشن دیکھتے تو جناب عمر کے لئے دعاے خیر کرتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو منور فرماے کیونکہ اونھون نے ہماری مسجدون کو نورانی کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایکدن جناب جبریل امین آنحضرت صلعم کے پاس آے اور کہا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے عمر کو سلام کے بعد پیام دیا ہے کہ تمہاری رضا اور غصہ میری رضا و غصہ ہے۔ پس آنحضرت نے جناب علی ابن ابیطالب سے فرمایا کہ لوگونکو عمر کے غصہ سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ جس سے عمر خفا ہو جاتا ہے اوس سے خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر کو حجّت بنایا ہے اون لوگون کے لئے جو اونکے بعد قیامت تک حکومت کرینگے۔ بخدا وہ دونون بہت آگے بڑھے ہوے ہین اور پچھلون کو سخت مصیبت مین ڈالدیا ہے یعنے اونکا سا عمل ہونا دشوار ہے۔ اس پچھلے فقرہ سے ہم اتفاق نہین کرتے کیونکہ قوم کے عاشق زار کو تو اسمین کوئی بھی مشکل نہین۔ ہان اگر تن پرور اور کنبہ پرست ہے تو بادشاہت ہی کے دن کریگا اوسکے لئے آسان اور مشکل دونون برابر ہین۔ تقسیم مساوی بنائے سلطنت ہے۔ جو یہ نہو سکے تو سلطنت ہی کیون کرو۔

امام مالک سے روایت ہے کہ پہلے بزرگ اپنی اولاد کو ابوبکر و عمر کی محبت کی تعلیم اوسی شد و مد سے کرتے تھے جیسے کہ قرآن مجید کی تعلیم کیجاتی ہے۔ ہماری راے مین وہ ابوبکر و عمر کی محبت کی تعلیم نہ تھی بلکہ اونکے طرز حکومت کی

محبت کی تعلیم تھی۔

شعیب بن حرب سے روایت ہے کہ مین نے امام مالک سے عرض کی۔ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ اونہون نے جوابدیا کہ ابوبکر وعمر کی محبت دل مین رکھنہ بس یہی میری وصیت ہے کیونکہ اس محبت مین وہی امید ہے جو توحید باری تعالےٰ پر ایمان لانے سے ہوتی ہے۔ مین نے التماس کی کہ اللہ مجھے اون دونون سے محبت ہے۔

جناب فاروق اعظم کے دل مین خوف خدا بہی اعلیٰ ہی درجہ کا تہا اوسکی برابر اوسکی ذات پاک سے امید بہی تہی۔ جسکا ثبوت یہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تہے اگر آسمان سے آواز آے کہ دوزخ مین صرف ایک ہی آدمی داخل ہوگا تو مجھے یقین ہوجائیگا کہ وہ مین ہی ہون اور اگر یہ آواز آے کہ جنت مین صرف ایک ہی آدمی جائیگا تو مین سمجھونگا کہ وہ مین ہی ہون۔

آپکو اپنی خلافت کے زمانہ مین ہمیشہ یہی رنج رہا کہ رات کے سونے مین آخرت کا نقصان ہے اور دن کے سونے سے رعیت کی خبر گیری نہین ہوسکتی اسی دوعملی کے باعث آپ بہت کم سوتے تہے۔

دوگونہ رنج وعذاب ست جان مجنون را	بلاے صحبت لیلا و فرقت لیلےٰ

امام اوزاعی نے خلیفہ منصور کے سامنے وعظ مین بیان کیا کہ جناب عمر فاروق نے فرمایا ہے اگر ایک بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر بے خبری سے مرجاے تو مین ڈرتا ہون کہ قیامت کے دن اوسکی پرسش مجھ سے ہوگی۔ پس اے منصور جو لوگ باوجود پاس ہونے کے تیرے انصاف سے محروم ہونگے

تو کیسے خوف کی بات ہے۔

اے منصور یزید بن جابر نے عبدالرحمٰن بن عمرو انصاری سے روایت کی ہے کہ فاروق اعظم نے انصار مین سے ایک شخص کو عامل بنایا۔ چند روز کے بعد وہ پھر کہین جناب فاروق کو نظر آگئے۔ پوچھا کہ حضرت آپ وہان گئے نہین۔ اسمین تو مجاہدین فی سبیل اللہ کا ثواب آپکو ملتا۔ اونہون نے جوابدیا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے۔ جو دنیا مین برسر حکومت ہوتا ہے قیامت کے دن اوسکی مشکین باندہکے پل صراط پر کھڑا کردینگے اور اوسی جگہہ اوسکا حساب لیا جائیگا اگر اوسنے رعیت کے ساتھہ عدل و انصاف اور نیکی کی ہے تو نجات پائیگا ورنہ وہین دوزخ مین جھونکدیا جائیگا اور وہان سے گرکے ستر برس کے بعد کہین وہ تہ مین پہونچیگا۔ جناب عالی اس ڈر سے مین نے وہ عہدہ حکومت قبول نہین کیا آپ مجھے معاف فرمائین مجھے اس مصیبت مین پڑنا ہرگز منظور نہین۔ یہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ثواب اور ہی کسیکو دیجئے مجھے تو یہ بڑی ٹیڑہی کھیر دکھائی دیتی ہے۔ جناب عمر نے پوچھا یہ حدیث تمنے کس سے سنی ہے۔ اونہون نے جوابدیا کہ ابوذر اور سلمان فارسی سے۔ یہ دونون صاحب طلب ہوے اور دونون نے تصدیق کی کہ بلاشبہ یہ قول جناب رسالتمآب ہے۔ فاروق اعظم نے اونکی گواہی سنتے ہی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پچھاڑ کھاکے گر پڑے جب بڑی دیر مین ہوش آیا تو فرمایا کہ اس کمبخت خلافت کا بوجھہ اپنے سر لیکر کون اس دوزخ کے عذاب کا تحمل ہوسکیگا۔ پھر اتنا روے کہ مجھی بھی رولادیا جناب عمر نے فرمایا ہے کہ خلافت وہ شخص کرسکتا ہے جو ہوشیار اور سمجھدار

اور نیک ہو کوئی کام بُرا نہ کرے تاکہ لوگ اوسکو دیکھکے بگڑین۔ اوسکی طرف سے کسی کو ایذا رسانی اور پردہ دری کا اندیشہ نہو اور اللہ کے راستہ مین کسی کی ملامت سے نہ ڈرے۔

حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ حکام چار قسم کے ہوتے ہین۔

اول۔ وہ جو اپنے نفس کو لذات اور شہوات سے روکین اور اپنے عاملون کو بھی ظلم نہ کرنے دین وہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی مانند ہوتے ہین۔ خدا کی رحمت اونپر برسنے لگتی ہے۔

دوم۔ وہ جو خود تو باز رہے مگر اوسکے عامل خوب رشوت لین اور ظلم کرین اور وہ اونھین روک نہ سکے اپنے ضعف کے باعث سے۔ وہ ہلاکی کے قریب ہے مگر اللہ ہی اوسپر رحم کرے تو شاید اوسکی نجات ہو۔

سوم۔ وہ جو آپ تو خوب کماوے اور ظلم کرے مگر اپنے عاملون کو ظلم سے روکے۔ وہ دوزخ کا کُندہ ہے۔

چہارم۔ وہ جو آپ بھی کماوے اور ظلم کرے اور اوسکے عامل بھی ظلم اور خلق اللہ کے ستانے سے باز نہ رہتے ہون۔ وہ سبکے سب ہلاک ہونگے اسی لئے آپ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے خداوند کریم اگر مین معاملات رعیت مین حق اور انصاف کو چھوڑون یا کسی قریب و بعید کی رعایت کرون تو مجھے ایکدم کی مہلت نہ دیجو اور اوسی وقت زمین کا پیوند کر دیجو تاکہ آگے میرا قدم نہ بڑھنے پاے۔ صولت فاروقی بھی صرف اسی خیال کا طفیل تھی وگرنہ یہ کہاں بود در سیستان۔ چاہے اب کوئی ہمین بُرا سمجھے یا اچھا سمجھے تو اپنی

بساط بہر کوئی کسر نہین اوٹھا رکھی جسکا عوض دربار فاروقی ہی سے ہمین چاہیئے اور بس۔

منقول ہے کہ خلیفہ منصور فاروق اعظم کی تقلید بہت کچھ کرتا تھا اسی لیئے اوسکی ہیبت بھی بہت تھی۔ امام اوزاعی کو شام سے بغداد مین اوسنے اپنے پاس بلوالیا تھا۔ وہ بھی بڑی دلیری کے ساتھہ اوسکی باگ اپنے ہاتھہ مین رکھتے اور آزادانہ وعظ و نصیحت کرنے مین کبھی نہ ڈرے۔ منصور کے وزیر ربیع نے امام اوزاعی کو دبانا اور دھمکانا بھی چاہا مگر امام صاحب کی آزادی کے سامنے اوسکی ایک نہ چلی آخرکار منصور نے ربیع کو ایکدن سر دربار جھڑکدیا اور بہت خفیف کیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے جسطرح فاروقی رنگ ڈھنگ کی تعلیم منصور کو دی اوسمین سے کچھہ ہم یہان بھی لکھنا چاہتے ہین تاکہ مسلمان والیان ملک کے کام آے اور جوگ اور کسی طرف کے اصول سلطنت کے قائل ہین وہ بھی دیکھہ لین کہ اسلام کے اصول سلطنت بھی کسی سے ہٹے نہین۔ اس کتاب کے لکھنے سے بھی ہمارا یہی مقصد ہے نہ کہ فاروقی مداحی جو ہم تو کیا نہ کسی سے ہوئی ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔

جناب امام اوزاعی نے فرمایا۔ اے منصور۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس بندہ کو اللہ کیطرف سے کوئی نصیحت پہونچے تو اوسے چاہیئے کہ دل و جان سے اوسے قبول کرے اور اوس نعمت پر خدا کا شکر بجالاے۔ اوسی وقت اوسپر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نہین تو اللہ اوسپر غصہ ہوتا ہے۔ اے منصور۔ جناب رسول پاک صلعم نے فرمایا ہے کہ

جو بادشاہ اپنی رعیت سے خیانت اور دھوکے کے ساتھہ پیش آئیگا اوسپر جنت حرام ہے۔ جسنے حق بات سے بُرا مانا گویا اوسنے خدا کو بُرا جانا۔ اے منصور حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ یعنے اللہ حق ہے ظاہر۔ اللہ وہ ذات ہے جسنے تمہاری رعایا کے دلون کو تمہاری اطاعت کے لئے نرم کرکے تمہارے سپرد کردیا ہے۔ اے منصور تجھے رسول اللہ صلعم سے قرابت حاصل ہے پس جیسے وہ اپنی امت پر مہربان اور رحیم تھے۔ جسطرح وہ امت کی ہمدردی اور غمخواری کرتے تھے۔ اپنی جان اور مال سے امت پر فدا تھے۔ اللہ اور اوسکے بندونکے نزدیک پسندیدہ خصال تھے اوسی طرح تجھے بھی مناسب ہے کہ عدل اور انصاف کرا اور لوگونکے عیب کو چھپا۔ اپنا دروازہ غریب رعیت کے لئے بند نہ رکھہ۔ اوسکے آرام سے خوشی اور اوسکی تکلیف سے تجھے رنج جانکاہ ہونا چاہیئے جب تو اچھا بادشاہ کہے جانے کے قابل ہوگا۔ اے منصور فرض کیا کہ تو عیش وعشرت مین مشغول ہوکے رعایا کی طرف سے غافل ہوگیا تو قیامت کے دن جب سب آدمی اپنے اپنے حقوق طلب کرینگے تو کیا جواب دیگا۔ اے امیرالمومنین جناب رسالتمآب کے ہاتھہ مین ایک مسواک رہا کرتی تھی۔ اوس سے ہمارے حضور منافقین کو ڈرایا کرتے تھے۔ ایکدن حضرت جبریل علیہ السلام آے اور عرض کی۔ اے رسول اکرم اس مسواک کو پھینکدیجے۔ آپ کی امت اس سے ڈری جاتی ہے۔ آپ کو بڑا رنج ہوا اور شفیق وغمخوار امت کے ہاتھہ مین سپرد وہ کسی نے نہ دیکھی۔ پس اے منصور اون لوگونکی کیسی حالت ہوگی جو غریبونکو خواہ مخواہ ستاتے ہین۔ خونریزیان کرتے ہین۔ لوگونکی پردہ دری

باز نہین آتے اور اونکے گھرون سے اونکو نکالدیتے ہین۔ اے امیرالمومنین رسول اللہ صلعم کے ہاتھہ سے ایکدن بلا قصور ایک اعرابی کے چوٹ لگ گئی عتاب خداوندی نازل ہوا یعنے جناب جبرئیل امین نے آکے کہا۔ اے محمد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین نے تمہین دنیا مین ظلم کرنے کو نہین بھیجا ہے۔ آپنے اوسیوقت اوس اعرابی کو بلاکر فرمایا۔ بھائی مجھسے بدلہ لیلے خدا تیری حمایت پر مستعد ہے۔ اوسنے کہا۔ حضرت مین نے آپکو معاف کیا حضور نے اوسے دعاے خیر دی جب یہ قضیہ رفع دفع ہوا۔ پس اے منصور جب خدا اپنی مخلوق کی اسقدر رعایت پر ہے کہ اپنے حبیب کی رعایت بھی اس معاملہ مین منظور نہین تو ہمارے تمہارے ہاتھہ سے ظلم ہونا اوسے کب گوارا ہوگا۔ ظالم کی عمر کوتاہ ہوتی ہے پس اس سے بادشاہ کو اپنا سینہ کالا نہ کرنا چاہیئے۔ اے امیرالمومنین ریاضت کر اور امن سے رہ اور جنت طلب کر کیونکہ وہان کی دو گز جگہہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اے منصور یہ دنیا نہ کسی کے پاس رہی ہے نہ رہیگی اگر اسمین وفا ہوتی تو یہ تیرے ہی پاس کیون آتی۔ تجھے معلوم ہے کہ ابن عباس نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین کیا لکھا ہے۔ ماھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔ یعنے تبسم گناہ صغیرہ ہے اور ضحک کبیرہ ہے۔ یہان سے قیاس کرلینا چاہیئے کہ پھر ہاتھون اور زبانون کے گناہونکا تو کچھہ ٹھکانا ہی نہوگا۔ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق الخ۔ اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس نے لکھا ہے کہ زبور مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے داؤد اگر مدعی مدعا علیہ مین سے

کیسکی طرف تمہارا رجحان ہو اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہی مقدمہ جیتے تو مین نبیون کی فہرست مین سے تمہارا نام خارج کر دونگا کیونکہ مین نے پیمبرون کو امت کا نگہبان بنا کر بھیجا ہے اونکو میری مخلوق کی حفاظت اور نگرانی مین مصروف رہنا چاہیے اے منصور بادشاہت کا بوجھ نہایت سخت ہے اوسے زمین اور آسمان اور پہاڑ بھی نہین اوٹھا سکتے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ مجھے مکہ یا طائف یا یمن کی حکومت دیدیجے۔ حضور نے فرمایا کہ چچا صاحب حکومت سے لوگون کیخدمتگاری بہتر ہے اوسکا بوجھ آپ سے کیسے اوٹھ سکیگا مین بنظر خیر خواہی آپکو سمجھاتا ہون کہ آپ حکومت کا نام بھی نہ لین۔ اے امیرالمومنین جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ یعنے اے محمد ڈراؤ اپنے قریبی رشتہ دارون کو۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا اے میرے چچا عباس اور اے میری پھوپھی صفیہ اور اے میری بیٹی فاطمہ تم اپنی نجات کی فکر کرو مین قیامت کے دن تمہارے کچھ بھی کام نہ آؤنگا تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہونگے اور میرے اعمال میرے ساتھ۔ اے منصور حق پر قایم رہنا نہایت مشکل ہے اور بزرگی اور فضیلت پرہیزگاری ہی مین ہے۔ اللہ کی بندگی مین عزت اور اوسکی نافرمانی مین ذلت ہے۔ میری ان نصیحتون کو تم ہر وقت زیر نظر رکھنا۔ یہ فرماکر امام اوزاعی رخصت ہوے۔ منصور نے اونکو کچھ روپیہ دینا چاہا مگر امام صاحب نے نہ لیا۔

منصور ایکدفعہ حج کے لئے بیت اللہ مین آیا۔ وہ آخر شب مین طواف کیا کرتا تھا۔ حالت طواف ہی مین ایکدن اوسنے سنا کہ کوئی ملتزم مین کھڑا ہوا یہ

دعا کرتا ہے۔ اللھما انی اشکوالیک ظھور البغی والفساد فی الارض وما یحول بین الحق واھلہ من الظلم والطمع۔ یعنے یا الٰہی مین تجھسے فساد و بغاوت کے غلبہ کی شکایت کرتا ہون اور پناہ مانگتا ہون اس سے کہ حقدارون کا حق ندیا جاے اور اونپر ظلم کیا جاے اور اونکے مال کی طمع کیجاے۔ منصور نے آگے بڑہکر اوس شخص کا کلام بغور سنا اور پھر ایک جگہہ بیٹہہ گیا جب وہ آدمی نماز اور دعا اور حجر اسود کے بوسہ سے فارغ ہوچکا تو منصور نے اوسے اپنے پاس بلاکے دریافت کیا کہ تونے اپنی دعا مین ظہور فساد و بغاوت وغیرہ کا ذکر کیسے کیا جس سے مین بیچین ہوگیا اور میرا دل ہل گیا۔

اجنبی۔ جان کی امان پاؤن تو کچھہ عرض کرون۔

منصور۔ تجھے امان دی جاتی ہے۔

اجنبی۔ (نڈر اور بے خوف ہوکر) اے منصور مفسد اور حق کا خلاف کرنیوالا اور طماع تو ہی تو ہے۔

منصور۔ ہین ہین یہ کیا کہا۔ مین اور لالچی۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ چاندی سونے سے تو میرا خزانہ بھرا ہے پھر مین کیون لالچ کرنے لگا تھا۔

اجنبی۔ تیرے برابر دنیا مین مجھے کوئی لالچی نظر نہین آیا۔ خدا نے تجھے مسلمانونکا بادشاہ بنایا۔ تونے اون سے تو مال لیا مگر اپنے لئے پختہ پختہ محل بنواکے اپنے اور اونکے درمیان مین پردہ کرلیا۔ ہتیار بند دربان دروازون پر بٹہاکے خود محل مین جا چھپا۔ اپنے عاملون کو رعیت کے لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا اور ظالم آدمی اپنے وزیر اور مشیر بنائے۔ تیرا حکم ہے کہ خاص

خاص ہی آدمی میرے پاس آئین اور اونکے سوا کوئی نہ آنے پاے۔
پس نہ کوئی ننگا نہ بھوکا نہ کوئی مظلوم نہ ہر ضعیف و محتاج تیرے پاس
پہونچ سکتا ہے۔ حالانکہ بیت المال اور سرکاری خزانہ مین سب کا
حق ہے۔ جب تیرے ظالم اور بدکار عمال نے تجھے ان بیجا تکلفات
اور بیہودہ قیود مین گرفتار دیکھا اور معلوم کیا کہ تو نے اپنی آنکھونکو
اندہا اور دماغ کو بیکار کر لیا ہے تو وہ بھی ظلم کرنے لگے۔ دوسرے
جب تجھے جھوٹ جھوٹ کے سناتے ہین جب تو کوئی کوئی سی بات تیری
کان مین پہونچتی ہے۔ یہ ممکن نہین کہ دادخواہ کی بات اصالتًا تو سن
سکتا ہو۔ تیرے دربار مین انصاف بہت مہنگا بکتا ہے۔ تیرے عمال
سمجھگئے ہین کہ بادشاہ ہمارا غلام ہے ہم جسکو چاہین مقرب بنا سکتے ہین
اور جسے چاہین مردود کر سکتے ہین۔ باہر والون کو جب اونکی یہ عظمت
معلوم ہوئی کہ سارے اختیارات انہین کی ہاتھ مین ہین تو وہ بھی ادنے
ڈرنے لگے۔ عمال اور حکام بھی اونہین کو رشوت دے دیکر ظلم کرنے
لگے۔ رعیت مین سے جو امیر ہین وہ بھی درباریون کی مٹھیان گرم
کر کر ضعیفون کو ستاتے ہین۔ تمام عالم مین واویلا مچ رہی ہے مگر خبر
نہین ہے تو تجھے۔ کوئی مظلوم بلا واسطہ تیرے پاس پہونچ سکتا ہو
تو اصل حال کہلے۔ اب اسلام کی سرسبزی کسی طرح نہین ہو سکتی۔
اے منصور اہل عرب کی عادت تھی کہ جو مظلوم اونکے پاس آتا اوسکا
حق فورًا دلوا دیتے تھے۔ بلکہ سب کے سب ملکر مظلوم کی مدد کرتے تھے

مین نے ملک چین کے ایک کافر بادشاہ کو دیکھا جو کانون سے بہرا ہوگیا تھا۔ اوسنے اپنی تمام عملداری مین منادی کرادی تھی کہ میری سلطنت مین سوائے مظلوم اور فریادی کے اور کوئی سرخ کپڑے نہ پہنے تاکہ مین دیکھتے ہی سمجھ جایا کرون کہ یہ شخص دادخواہ ہے میرے کانونکا عیب مجھے انصاف کرنے سے محروم نہ رکھے۔ اے امیرالمومنین افسوس صد افسوس۔ کافر بادشاہ تو اپنی مشرک رعیت کو ایسی خاطر سے رکھین مگر مسلمانون پر مسلمان بادشاہ کے سامنے ظلم ہوا کرے اور کوئی پرسان حال نہو۔ اے منصور۔ تو رسول اللہ صلعم کے چچازاد بھائی ہمین ہے تیرے لئے یہ بڑی شرم کی بات ہے تجھے مسلمانون پر زیادہ رحم اور مہربانی کرنا چاہیئے۔ اے امیرالمومنین لوگ جو مال جمع کرتے ہین اوس سے اونکے تین مطلب ہوتے ہین۔ اوّل۔ اولاد کے لئے جمع کرتے ہین۔ اوسکے لئے یہ سوچنا چاہیئے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہی تو خالی ہاتھہ ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی صاحب مال اپنا روپیہ کسیکو دینا گوارا نہین کرتا مگر اللہ تعالی کے لطف وکرم سے وہ بچہ پروان چڑہتا ہے پہلتا ہے پہولتا ہے اور لوگون کے دلون مین خواہ مخواہ اوس کی محبت جگہہ پکڑتی ہے سب اوسکی طرف متوجہ ہوجاتے ہین۔ پس تم اوسے نہین دیتے بلکہ خدا دیتا ہے۔ پہر اولاد کے لئے جمع کی تدبیر کرنا فضول ہے اس سے تو اولاد اور خراب وپریشان ہوتی ہی اولاد کی تعلیم وتربیت اور تہذیب اخلاق کا انتظام کماحقہ کردینا ہمارا فرض ہے

نہ کہ اوسکے لئے قارون کا خزانہ جمع کر کے چھوڑ جانا۔ دوسرے۔ سلطنت کے استحکام کیواسطے روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔ اوسکے لئے یہ ہے کہ بہت سے شاہان گذشتہ کی دولتون نے اونہین کچہہ فائدہ نہ بخشا۔ آخر کو وہ نیست ونابود ہو گئے۔ دور کیون جاتے ہو اپنے اور اپنے بہائی ہی کے حال پر نظر کر لو کہ جب تمہین سلطنت ملی ہے تو تمہاری گانٹھہ گرہ مین کیا تہا تیسرے۔ مال اگر جمع کیا جاتا ہے تو اسلئے کہ موجودہ مرتبہ سے بڑہکر کوئی مرتبہ ہمین حاصل ہو۔ سو یاد رکھو کہ بڑا مرتبہ خدا ہی دیتا ہے زور بازو اس باب مین کسی کام کی چیز نہین۔ نیک عمل کرنے پر مستعدی سے کمر باندہو بڑا مرتبہ تمہین دیا جائیگا۔ مال کی ہوس بے سود ہے اے امیرالمومنین اگر تمہاری رعیت مین سے کوئی نافرمانی کرے تو قتل سے زیادہ کوئی سزا تم اوسے نہین دے سکتے۔ مگر ایسے جل شانہ کے ہان قتل کی سزا نہین دی جاتی۔ وہ سخت مجرم کو ہمیشہ کے لئے داخل جہنم کر دیتا ہے پس اے منصور تجھے خداوند کریم نے یہ سلطنت اور ساری دولت وحشمت دی ہے اور وہ تیری نیت اور تیرا ڈہکا چھپا سب حال جانتا ہے اے منصور جب وہ بادشاہ حقیقی یہ سلطنت تجھسے لے لیگا اور حساب کے لئے تجھے اپنے سامنے بلائیگا تو کیا یہ مال جسپر تو نے بخل کیا ہی تجھے اوسکے عذاب سے بچا لیگا۔ معلوم نہین کہ اپنی ان بے اعتدالیون کا جواب اوس مہیب دن کے لئے تو نے کیا سوچ رکھا ہے۔

منصور۔ (سر سے پیر تک بید کیطرح لرزکر اور ڈاڑھین مار مار کر رونے اور کہنے لگا) کاش مین پیدا نہوا ہوتا۔ اگر پیدا ہی ہوا تھا تو بادشاہ نہوتا۔ اے میرے ناصح مشفق اب تو ہی مجھے بتا کہ اس سلطنت کا انتظام کیسے کرون مجھے جو ملتا ہے وہ خائن اور بدمعاش ہی ملتا ہے۔

اجنبی۔ علماے حقانی سے مدد لیا کر۔

منصور۔ وہ میرے سایہ سے بھاگتے ہین۔ اونہین کہان سے لاؤن۔

اجنبی۔ اونکو تیرے ظالم اور بے رحم عامل اور حکام تیرے پاس جمنے نہین دیتے۔ اگر تو بلا واسطہ ہر ایک کا حال سنے۔ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے۔ مال کو حلال طریقہ سے حاصل کرے اور حق و انصاف کے ساتھہ اوسے صرف کرے تو مین ذمہ دار ہون کہ جو علما تجھسے اب دور بھاگتے ہین وہ ہر وقت تیرے گرد جمع رہین گے اور تجھی صلاحیت پر آمادہ اور رعایا کی بہتری کی تدبیر بتلاوینگے۔

منصور رونے لگا اور بولا اے الہ العالمین جو باتین یہ شخص کہتا ہے اونکو عمل مین لانیکی مجھے توفیق عطا کر۔ اتنے مین نماز صبح کی اذان ہوئی اور منصور نے نماز پڑہائی۔ پھر اپنے چوبدار سے کہا کہ اوس آدمی کو میرے پاس لا جو اذان سے پہلے مجھسے باتین کر رہا تھا اگر نہ لایا تو جان سے مارا جائیگا چوبدار بادشاہ کا قطعی حکم پاکر اوسکی تلاش مین چلا اور بڑی جستجو کے بعد اوسے ایک پہاڑ کی کھوہ مین نماز پڑہتے پایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو چوبدار نے عرض کی کہ چلئے امیر المومنین نے آپکو یاد فرمایا ہے۔ وہ بولا تو مین ہرگز

نہ جاؤنگا۔ یہ سنکر چوبدار نے ہاے توبہ مچانی شروع کی اور کہا للہ مجھپر اور میرے ننھے ننھے بال بچون پر رحم کرو اور ذراسی دیر کے لئے چلے چلو۔ نہین تو وہ کہہ چکا ہے کہ اگر آپکو لیکے نہین جاؤنگا تو مرواڈالا جاؤنگا۔ اوسنے کہا کہ یہ دعا جو مین بتاتا ہون یاد کرلے وہ ہرگز تجھے قتل نہ کرسکیگا۔ یہ دعاے کشایش ہے صرف شہدا کو نصیب ہوتی ہے جو شخص صبح شام پڑہے اوسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور دعا قبول ہوتی ہے ہمیشہ خوش رہتا ہے اور رزق زیادہ ہوتا ہے اپنے دشمنون پر غالب رہتا ہے اور اللہ اوسے صدیق لکھ لیتا ہے وہ دعا یہ ہے۔

اللھم کما لطفت فی عظمتک دون اللطفاء وعلوت بعظمتک علی العظماء وعلمت ما تحت ارضک لعلمک بما فوق عرشک وکانت وساوس الصدور کالعلانیۃ عندک وعلانیۃ القول کالسر فی علمک والقاد کل شئ لعظمتک وخضع کل ذی سلطان لسلطانک وصار امر الدنیا والاخرۃ کلہ بیدک اجعل لی من کل ھم أمسیت فیہ فرجا ومخرجا اللھم ان عفوک عن ذنوبی وتجاوزک عن خطیئتی و سترک علی قبیح عمل أطمعنی ان اسئلک ما لا استوجبہ مما تعرفنی فیہ ادعوک أمنا وسئالک مستأنسا انک المحسن وانا المسئ الی نفسی فیما بینی وبینک تتودد الی بنعمتک وابتغض الیک بالمعاصی ولکن الثقتہ بک حملتنی علی الجراءۃ علیک فعد بفضلک واحسانک علی انک انت التواب الرحیم۔

ترجمہ - اے اللہ تونے باوجود اپنی عظمت کے ہمپر لطف فرمایا - سب بڑون پر تجھکو بڑائی ہی جو کچھ زمین کے اوپر ہے اوسکا علم تجھے ویسا ہی ہے جیسا کہ عرش کے اوپر کا اور سینون کے وسوسے تیرے علم مین ایسے ہی ہین جیسا کہ ظاہر کلام اور ظاہر تیرے علم مین مثل باطن کے ہے اور ہر چیز تیری عظمت کی تابع ہے اور ہر صاحب حکومت تیری حکومت کے سامنے پست ہے. تمام امور دنیا و آخرت تیرے قبضہ مین ہین تو ہر غم سے میری کشائش اور نجات کر دے - اے اللہ تیری بخشش اور عفو اور پردہ پوشی نے مجھکو اسپر آمادہ کیا ہے کہ تجھسے وہ ثواب مانگون جسکا مین سزاوار نہین ہون اور جس امر مین مین نے کوتاہی کی ہے اوسکی قبولیت طلب کرون - مین تجھسے دعا کرتا ہون تیرے عذاب سے امن مین ہوکر اور تجھسے مانوس ہوکر - بلاشک تو میرا محسن ہے - مین گنہگار تیرا نافرمانبردار رہون تو مجھے اپنی نعمتین دے دیکے اپنی دوستی اور محبت کو لازم فرماتا ہے اور مین مبتلاے معصیت ہو ہو کر تیرے غضب کا سامان مہیا کرتا ہون مگر تیری رحمت کے بھروسہ پر مین نے یہ جرأت کی ہے تو میرے اس گمان کو پورا فرما - اور اپنے فضل و کرم سے میری دستگیری کر بے شبہ تو بندون کی توبہ قبول فرمانیوالا اور مہربان ہے - چوبدار نے اس دعا کو اپنی لوح سینہ پر منقوش کر لیا اور پوچھا کہ حضور کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے - تبسم فرماکے جواب دیا - مین خضر ہون مجھے باری تعالی کا حکم پہونچا تھا کہ منصور کی جاکے خبر لو لہذا مین اوسے سمجھا چلا ہون اوس سے جاکے کہدینا کہ اب آنکھین کھولکے چلے - یہ فرماکے جناب خضر

علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے اور چوبدار منصور کے پاس آیا۔ وہ دیکھتے ہی مسکرایا اور بولا۔ اے شخص کیا تو جادوگر ہے کہ مین نے تیرے قتل کا ارادہ کر لیا تہا مگر تیری صورت دیکھتے ہی وہ قصد میرے دل سے محو ہو گیا اب بتا کہ کیا معاملہ گذرا۔

اے پیک زما پیش بان بزم رسیدی	بارے خبرے دہ کہ چہ گفتی چہ شنیدی

چوبدار بولا کہ حضور یہ اس دعا کا اثر ہے جو خضر علیہ السلام نے مجھے حرمت فرمائی ہے۔ پھر سارا قصہ منصور سے بیان کیا۔ منصور نے بہی اوس دعا کی نقل کرا لی۔

اسی طرح ابو عمران جونی سے روایت ہے کہ جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا علماء مبارکباد دینے اوسکے پاس آئے کیونکہ وہ پہلے ہمیشہ علما و زہاد ہی کی صحبت مین رہا کرتا تہا۔ خلیفہ موصوف نے اونہین بڑے بڑے انعام و تحفے دیئے۔ خلافت سے قبل حضرت سفیان ثوری سے اوسکا بڑا دوستانہ تہا۔ خلیفہ ہوتے ہی جناب سفیان نے اوسکا ساتھ چہوڑ دیا اور ملنے کو نہ آئے۔ اگرچہ ہارون الرشید نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا لیکن وہان خبر تک نہوئی خلیفہ کو نہایت شاق گذرا اور ایک خط بدین مضمون اونہین لکہا۔

اے بہائی سفیان اللہ نے مسلمانون مین اخوت اور محبت پیدا کی ہے اور فرمایا ہے کہ اوس محبت کو مین ایسا سمجہتا ہون گویا مجھسے محبت کی گئی۔ پس اے سفیان مین تہ دل سے تمہارا دوست اور عقیدت مند ہون۔ اگر کاروبار خلافت کا بوجہ میرے سر پر نہوتا تو مین خود

تمہاری خدمت مین حاضر ہوتا۔ میرے سب دوست مجھسے ملنے اور
مبارکباد دینے میرے پاس آے پر افسوس ہے کہ تم میری صورت سے
نفرت کرنے لگے۔ تمہارے دیدار کے شوق مین یہ پرچہ تمہین بھیجتا
ہون — دو مسلمانون کے باہم ملنے مین جو ثواب اخروی ہی اوسے
تو آپ جانتے ہی ہین۔ اس پرچہ کے دیکھتے ہی فوراً تشریف لے آیئے۔

یہ نامہ اپنے قلم سے لکھکر ہارون رشید نے اپنے خاص دربان کو دیا جسکا نام
عُبّاد تھا اور کہا کہ کوفہ پہونچکر یہ نامہ سفیان ثوری کو دینا اور جو کچھہ وہ فرمائین
اوسکا ایک ایک لفظ توجہ اور غور سے سنکے یاد رکھنا۔ اونکی ایک ایک بات
آکے مجھسے بیان کرنا۔ غرضکہ عُبّاد کوفہ پہونچا اور حضرت سفیان سے ایک
مسجد مین جاکے ملا۔ عُبّاد کہتا ہے کہ مجھے دیکھتے ہی اونہون نے اعوذ باللہ کہکر
نماز پڑھنا شروع کردی۔ مین نے اونکے ہمنشینون کو جو دیکھا تو سب سرنگون
خاموش بیٹھے تھے اور سب پر سفیان ثوری کی ہیبت چھائی تھی یہ حالت دیکھکے
مین بھی کانپ گیا اور شاہی دربار کی عظمت میری آنکھون سے گرگئی۔ جب
وہ نماز سے فارغ ہوے تو مین نے بادشاہ کا نامہ حضور مین پیش کیا آپ نے
اولٹ پلٹ کے دیکھا اور ایک خادم کو دیا کہ اسے پڑھو۔ خود اوس سے دور
ہوکے بیٹھگئے گویا اوسکا چھونا بھی آپکو ناگوار ہوا بلکہ فرمانیلگے کہ افسوس وہ
کاغذ میرے ہاتھہ مین آگیا جسمین ایک ظالم کا ہاتھہ لگا ہے۔ خادم وہ خط
پڑھ رہا تھا اور آپ متوحش ہو ہوکر اوسے سنتے تھے۔ جب سب سُن چکے تو
فرمایا کہ اچھا اسکی پشت پر اسکا جواب لکھدو۔ خادم نے عرض کی کہ حضور

الگ کاغذ پر لکھنا چاہیئے کیونکہ ایک بادشاہ کو لکھا جاتا ہے حکم ہوا کہ نہین ایسی
لکھو۔ اگر یہ کاغذ مال حلال سے ہے تو اسکا نیک بدلا اوسے ملیگا ورنہ اوسکی عقوبت
مین گرفتار ہوگا مین ایسی جگہہ کا ایک پرچہ کاغذ بھی اپنے پاس رکھنا پسند نہین
کرتا اسے بھی واپس کرو۔ جواب یون لکھوانے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بندۂ گنہگار سفیان ثوری کی طرف سے عبد مغرور
اور حریص ہارون رشید کو معلوم ہو کہ مین نے تجھسے دوستی کا تعلق
جو پہلے تھا قطع کر لیا۔ اب ہرگز نہ سمجھنا کہ مجھ مین اور تجھ مین کوئی علاقہ ہے
بلکہ تو نے خود اپنے نامہ مین اس بات کا اقرار کیا ہے کہ تو نے بیت المال
کے روپیہ کو جو مسلمانون کا حق ہے بیجا اپنی ناموری مین صرف
کیا اور اللہ کی مرضی کے خلاف دیا۔ پھر تجھسے اس خیانت پر بھی صبر
نہ آیا کہ تو نے اپنے اس ظلم کے فعل پر مجھے بھی گواہ بنا لیا۔ معلوم
ہوتا ہے کہ لذت ایمانی تجھسے چھین لیگئی ہے پس مین اور میرے
بھائی جو تیرے خط کے پڑھے جانے کے وقت یہان موجود تھے
تیرے اس فعل کے گواہ ہین اور یہ گواہی قیامت کے دن خدا کے
سامنے پیش ہوگی۔ اے ہارون تو نے بیت المال مین سے جو کچھہ
بیجا صرف کیا کیا تیرے اس فعل سے مؤلفۃ القلوب اور عاملین اور
مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسافر جو اوس مال کے مستحق تھے راضی
ہوگئے یا اہل قرآن اور اہل علم اور بیوہ اور یتیم بچے تیری اس
فضول خرچی سے خوش ہوے۔ یا تیری غریب رعایا کو یہ امر پسند

ہوا۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ پس تو اونکے جواب کے لئے تیار ہو جا اور جان لے
کہ تجھے عنقریب ایک حاکم عادل یعنے حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا
ہونا ہے۔ تو نے عمدہ لوگون کو چھوڑ کر ظلم پسند کیا اور ظالمونکا امام بنا۔
علم و زہد و تلاوت قرآن کی لذت تیرے دل سے نکالڈالی گئی۔ تو نے
تخت سلطنت پر بیٹھکے خلاف شرع باتین اختیار کین۔ ظالمونکو اپنا
دربان بنایا جو شراب پیتے اور زنا کرتے ہین اور چور ہین۔ تماشا یہ ہے
کہ اگر کوئی اور ان افعال شنیعہ کا مرتکب ہو تو اوسپر حد جاری کرتے
ہین۔ نہ تجھے شرم آتی ہے اور نہ تیرے اون بدکار کارکنون کو۔ افسوس
تم مین سے خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کے سمجھنے کی بھی تو عقل
جاتی رہی مین پوچھتا ہون کہ کیا خلیفہ ہونے کے بعد تو احکام اسلام کا
مکلف نہین رہا پس تیری رعیت کب نیک چلن بن سکتی ہے۔ اے
ہارون قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہو گی کہ ہان
اب ظالمون اور اونکے ساتھیون کو ہمارے سامنے لاؤ۔ تو تیری
اور تیرے عمال کی مشکین کسکے سامنے کھڑا کر دینگے اگر تو نے عدل و
انصاف کیا ہے تو نجات پائیگا ورنہ ہلاک ہو گا۔ اے ہارون تیری
وہ حالت جو قیامت مین ہونیوالی ہے اسوقت میری آنکھون کے
سامنے ہے اوسے دیکھ دیکھکے میرے رونگٹے کھڑے ہوے جاتے
ہین اور جسم پر لرزہ طاری ہے۔ اوس دن تیری نیکیان تو دوسرونکے
نامۂ اعمال مین ہونگی اور دوسرونکی بدیان تیرے نامۂ اعمال مین

درج کردی جائینگی اور مصیبت پر مصیبت ہوگی۔ اے ہارون مین نے
تیری خیرخواہی مین اپنے حتی المقدور کمی نہین کی ہے اور تجھے اپنی
بساط کے موافق پوری نصیحت کردی ہے۔ میری ان نصیحتون کو
ہردم یاد رکھیو۔ اے ہارون اللہ سے ڈر اور ہمہ تن ہمیشہ رعیت کی
خیرخواہی اور بہبودی مین مصروف رہ اور امت محمدی کی خیرخواہی
اور نگہبانی کر۔ اس دنیا کا کچھ اعتبار نہین یہ ہمیشہ ایک کے پاس
نہ رہی ہے نہ رہیگی اگر اسکی طبیعت مین وفاداری ہوتی تو تیرے
پاس یہ کیسے آتی۔ پس خوشخبری ہو اوسے جسنے دنیا مین آخرت کا
توشہ حاصل کیا۔ ورنہ دین و دنیا دونون مین ٹوٹے ہی مین رہیگا
اور میرا گمان ہے کہ تو بھی انمین خسارہ والونمین سے ہے۔ اب
تو پھر کبھی مجھے خط نہ لکھیو کیونکہ مین تجھے ہرگز جواب نہ دونگا۔ والسلام۔

زیباست خوئے آتش اولاد بولہب را		تو ابن بوترابی باید کہ خاک باشی

عباد نے کہا ہے کہ سفیان ثوری رح نے یہ خط ویسے ہی کھلا ہوا میرے سامنے
پھینکدیا۔ مین اوسے لیکر کوفہ کی بستی مین آیا۔ اپنے کپڑے اوتار پھینکے اور صوف کا
جبہ پہنکے پہلا مکلف لباس الگ کیا کیونکہ سفیان ثوری کے کلمات کا اثر میرے
دل پر پورا پورا ہو گیا تھا۔ مین ننگے سر ننگے پائون گھوڑے کی باگ ڈور پکڑی
ہارون کے پاس پہونچا۔ دروازہ پر جو لوگ متعین تھے اونھون نے میرا
مضحکہ اوڑانا شروع کیا مگر مین نے کسیکی نہ سنی اور سیدھا بادشاہ کی طرف چلا۔
خلیفہ ہارون الرشید نے مجھے دور سے دیکھا تو اپنا سر پیٹ لیا اور کہنے لگا۔

افسوس صد افسوس قاصد کامیاب ہوگیا اور اوسکا بھیجنے والا محروم رہا۔

جدا ہون یار سے ہم اور نہون رقیب جدا	ہی اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

ہائے افسوس یہ دنیا اور بادشاہت میرے کس کام آئیگی یہ تو بہت جلد جانیوالی ہے۔ پھر مین نے سفیان ثوری کا خط اوسکے سامنے ڈالدیا خلیفہ ہارون الرشید نے اوسکا پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتا جاتا تھا اور ڈیکین مار مار کے روتا تھا۔ محل مین ماتم کا سمان چھاگیا۔ یہ حال دیکھکر خوشامدی مصاحبون سے نرہا گیا آخر کہا کہ سفیان نے بڑی گستاخی کی ہے اوسے سخت سزا اور قید ہونی چاہیئے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور آئندہ کوئی شخص ایسی دلیری نکرے۔ ہارون اور بھی زیادہ بے چین ہوگیا اور برہم ہوکر بولا۔ اے دنیا کے کتو میرے سامنے سے دور ہو مین تمہاری رائے نہین سننا چاہتا جسے تم دھوکا دیدیتے ہو وہی مغرور ہوجاتا ہے اور جسے تم ہلاک کرڈالتے ہو وہی پھوٹی قسمت کا ہے۔ اے بدبختو بے شک سفیان بڑے درجہ کا آدمی ہی اور اس قابل ہی کہ اوسکی اقتدا کیجاے۔ وہ اکیلا لاکھہ پر بھاری ہے۔ اوسے اوسکے حال پر چھوڑ دو۔ پھر ہارون نے سفیان کے خط کو تعویذ بنالیا اور پانچون وقت کی نماز کے بعد اوسے بطور وظیفہ کے پڑھلیا کرتا تھا۔ وفات تک اوسکا یہی حال رہا۔ خدا رحم کرے اپنے اوس بندہ پر جسنے اپنے نفس کو گناہون سے بچایا اور اللہ سے ڈرتا رہا۔ اے لوگو تمہارے ہر عمل کا حساب ہونیوالا ہے اور تمہین تمہاری نیکیون اور بدیون کا بدلہ ملنے والا ہے۔ اور اللہ مددگار اور بھلائی کی توفیق دینے والا ہے۔

واضح ہو کہ ہمارے پہلے علماے حق کی یہ خصلت تھی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین بادشاہون سے بھی نہین ڈرتے تھے۔ اللہ پر اونہین بھروسا تہا۔ اونکی نیت خالص ہونیکی وجہ سے اونکی باتین اپنا پورا پورا اثر بہی کرجاتی تہین۔ ہمارے زمانہ کے علما کو خودغرضی۔ خودستائی۔ حرص وطمع سے اور ایک ہی طرح کا علم ہونے سے اور نیت خالص نہونے کی وجہ سے اپنے وعظ مین بالکل کامیابی نہین ہوتی ہے اور نہ انکی باتون کا اثر کسی پر ہوتا ہے۔ زمانہ کے نبض شناس یہ نہین نہ اسلام کی حالت سے یہ واقف۔ پریشان بے ربط ادہر اودہر کی دس بیس روایتین سنائین اور دسترخوان پر ڈٹ گئے پہر ایسے وعظون سے کیا فائدہ مترتب ہوسکتا ہے فی زمانا اون علما کی ضرورت ہے جو پورے پورے پولیٹشن ہون اور مسلمانون پر جو پڑی ہے اوسکا پورا پورا فولو اونکے پیش نظر کر دین جب اسلام کے ابھرنے کی امید ہوسکتی ہے ورنہ جیسے وعظ کے جلسے اب ہورہے ہین اونسے کوئی نتیجہ نہ نکلیگا۔ خوب سمجھ لو کہ رعیت کی خرابی بادشاہ کی تباہی ہے بادشاہ اور رعیت جب ہی خراب ہوتے ہین جبکہ علما بدنیت اور بدعقل ہوجاتے ہین۔ پہر تارک نماز وروزہ کو سمجھانے سے اثر کہان ہوسکتا ہے ذرا سی بات تو سعدی کا یہ قول ہے۔

شب چو عقد نماز بربندم		چہ خورد بامداد فرزندم	

ہمارے ناظرین اپنی کتاب کے چند صفحے خلیفہ منصور اور خلیفہ ہارون کے حال سے رنگے دیکھینگے تو شاید یہ کہین کہ ان دونون ذکرون اور فاروق اعظم کے حال سے کیا نسبت ہے اسلئے التماس ہے کہ بڑی نسبت ہے وہ یہ کہ عرب مین

دو خاندان بڑے سربرآوردہ اور زبردست اور مشہور تھے ایک بنی ہاشم دوسرا بنی امیہ۔ دونون مین صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی قابلیت کا سا کوئی آدمی نہ تھا جو خلافت کو سنبھالے اور نہ کسی سے خلافت سنبھلی پچھلی دونون خلافتین انہین دونون خاندانون مین تھین۔ اونمین جو خرابیان ہوئین اونہین کا آج تک رونا ہے۔ یہ منصور اور ہارون الرشید ہاشمی تھے اور خاندان عم رسول اللہ کے فخر۔ اونکا حال خواجہ خضر علیہ السلام اور حضرت ابوسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے آپنے سنا۔ اگر ابوبکر و عمر بھی تیرہ چودہ برس ڈوبتی ناؤ کو سنبھالتے اور انہین دونون کے سر ڈالکر سب جھگڑون سے الگ ہو بیٹھتے تو ابتدا ہی سے اندھیرا تھا۔ پھر ہمین یہ بھی دکھانا تھا کہ اصول سلطنت بھی اسلام مین وہ پاک دستور ہے ہین کہ دوسری قوم مین ان سے بڑھکر ہونا محال ہین اور یہ بات بھی اور ہے کہ کوئی اونمین برتے نہین چنانچہ حضرت ابوسفیان ثوری نے ہارون الرشید سے کنارہ ہی کیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمر نہایت زبردست اور قوی شخص ہے اوسے حق بات کہنے مین کسی سے ڈر نہین لگتا اوسکی حق گوئی ہی نے بہت سے آدمیون کو اوسکا دشمن بنا دیا ہے۔

تمام صحابہ اس باب مین متفق ہین کہ فاروق اعظم کمال زہد۔ علم۔ عقل و تقویٰ سے متصف تھے۔ سخی بھی اول درجہ کے تھے۔ ہوشیار ایسے کہ کبھی کسیکے دھوکہ مین نہین آئے۔

روایت ہے کہ ایکدفعہ فاروق اعظم نے غلطی سے زکوٰۃ کے اونٹونکا دودھ

پی لیا پھر خیال ہوا تو قے کرکے اوسے نکالڈالا اور قیمت اوسکی بیت المال مین داخل کردی۔

خلافت سے پہلے آپکو اپنی ایک بیوی سے کمال ہی انس تہا اور اوسکی بہت خاطر کیا کرتے تہے مگر جب خلیفہ ہوئے تو اوسی دن اوسکو طلاق دیدی۔ پوچہئے کیون۔ اسلئے کہ کہین بیوی کیسکے سفارش کرے اور اوسکی خاطر سے مجہسے کوئی ناحق امر سرزد ہوجاے۔ اللہ اللہ عدل وانصاف کی رعایت اس سے بڑہکے اب کیا ہوسکتی ہے۔

جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب عمر سے فرمایا کہ اگر تمہین آنحضرت اور ابوبکر سے ملنا ہے تو مستعد رہو۔ اسلام کینہ تمین کمر بستہ ہوجاؤ۔ اپنا جوتا خود سیوا اور کبہی شکم سیر ہوکے نہ کہایا کرو۔ جناب فاروق کو بہی حضرت مرتضوی اور اہل بیت سے کمال محبت تہی چنانچہ علی مرتضیٰ نے ایک اعرابی کو کچہہ حکم دیا۔ اوسنے تعمیل نکی۔ حضرت عمر نے اعرابی کو ڈانٹا کہ تو یہ کیا گستاخی کرتا ہے جناب علی تیرے اور جملہ مومنین ومومنات کے سردار ہین۔ انکے حقمین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جسکا مین ولی اور دوست ہون علی بہی اوسکے ولی اور دوست ہین۔

ایکدن جناب فاروق سے کسی نے کہا کہ آپ سب صحابہ سے زیادہ جناب مرتضوی کی تعظیم کرتے ہین آپ اوس سے ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ خبردار اب ایسی بات میرے سامنے منہ سے نہ نکالنا۔ علی میرے سردار ہین۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فیصلہ کرنیوالے ہین۔ حکم اونکا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے کوئی مشکل

مسئلہ ایسا نہین جسے وہ حل نہ کرسکین۔

فرمایا جناب فاروق اعظم نے کہ حضرت علی مرتضیٰ مین تین باتین ایسی ہین کہ اگر اونمین سے مجھے ایک بھی نصیب ہوجاے تو زہے قسمت۔

(۱) یہ کہ وہ داماد ہین جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے۔

(۲) یہ کہ وہ ہر حالت مین ہر وقت مسجد مین جاسکتے ہین۔

(۳) یہ کہ جنگ خیبر مین عَلَم اونہین کو دیا گیا اور اونہین کے ہاتھہ سے فتح ہوئی۔

نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

جناب عمر نے حضرت علی مرتضیٰ سے اونکی بیٹی ام کلثوم کو اپنے نکاح مین لینے کی درخواست اسلئے کی تھی کہ آپ نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوے سنا تھا۔ قیامت کے دن سب وسیلے اور نسب منقطع ہوجائینگے مگر میرا علاقہ اور نسب کبھی قطع نہوگا۔ ہر شخص کے عصبات باپ کی طرف سے ہوتے ہین مگر اولاد فاطمہ کا عصبہ مین ہون اور نسبت اونکی میری طرف ہے۔ لہذا حضرت عمر چاہتے تھے کہ ام کلثوم میرے ساتھہ منسوب ہوجائین۔

کتب احادیث مین طرق کثیرہ سے فاروق اعظم اور ام کلثوم کے نکاح کی روایتین آئی ہین اور خاص اہل بیت سے بھی بہت سی روایتین مروی ہین۔ طبرانی اور بیہقی اور دارقطنی مین حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ مین نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اور اونہون نے اپنے باپ امام زین العابدین سے یہ روایت کی ہے جناب علی مرتضیٰ کا ارادہ تھا کہ اپنی بیٹیون کو اپنے بھائی

جعفر طیار کی اولاد سے منسوب کرین۔ اتنے مین جناب عمر نے درخواست کی کہ اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح مجھسے کر دو۔ جناب مرتضوی نے عذر کیا کہ میرا ارادہ جعفر طیار کی اولاد سے بیاہنے کا ہے۔ عمر فاروق نے پھر اپنا شوق ظاہر کیا۔ جناب علی نے ام کلثوم کی صغر سنی کا عذر پیش کیا۔ جناب عمر نے کہا کچھ مضائقہ نہین ہین حدیث نبوی کے بموجب تعلق پیدا کیا چاہتا ہون ورنہ اور کوئی مطلب نہین۔ جناب مرتضوی نے حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لیا ہمارے سید الشہدا جناب امام حسین تو خاموش ہو رہے مگر جناب امام حسن بولے کہ بہت مناسب ہے۔ عمر سے زیادہ مستحق اور لایق آپکو دوسرا نہ ملیگا۔ وہ رسول اللہ کے جلیل القدر صحابی ہین آنحضرت صلعم ہمیشہ اون سے خوش رہے اپنی خلافت کے زمانہ مین بھی وہ بڑی لیاقت اور عدل و انصاف سے کام کر رہے ہین۔ علی مرتضی نے فرمایا بیٹا تم سچ کہتے ہو اور بیٹی کا نکاح بطیب خاطر حضرت عمر سے کر دیا۔ چالیس ہزار درہم مہر قرار پایا۔ زید اور رقیہ اون سے پیدا ہوے مگر دونون لاولد رہے اون سے نسل آگے نہ چلی۔

فاروق اعظم کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم کا نکاح عون بن جعفر سے ہوا۔ حضرت عون کے بعد وہ اونکے بھائی محمد بن جعفر کے نکاح مین آئین۔ اونکے مرنے کے بعد عبداللہ بن جعفر سے منسوب ہوئین اور انہین کے عقد مین جناب ام کلثوم کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان تینون عقدون سے حضرت ام کلثوم کی کوئی اولاد نہین ہوئی۔

جناب عمر فاروق کی گذران کا بیان

برادران اسلام۔ ہمنے تمہارے پہلے دو بادشاہون یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق زندگی اور اونکے جاہ وحشم کا پورا پورا حال تمہین سنا دیا۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ کس عیش وطرب اور ناز ونعم مین اونکی بسر ہوئی ہے۔ جُو کی سوکھی روٹی کھانیکو اور سخت موٹا بوریا بچھانیکو اور پتھر کا تکیہ سرہانے لگانیکو تھا جو کسی بادشاہ کو نہ کبھی میسر ہوا اور نہو۔

زمین پر بوریا ہی بوریہ پر مرگ چھالا ہے	فقیر عشق بھی سہ منزلے کا رہنے والا ہی

اب تیسرے بادشاہ عمر فاروق کا حال بہت سا آپ نے سنا اوس سے کچھ کیفیت کھلی ہوگی کہ کس راحت وآرام سے بسر کی ہے۔ وہ شخص جسکے نام سے بادشاہ کانپتے تھے اوسنے بغیر چبنے جُو کے آٹے کے سوا اور کچھ نہ کھایا۔ ہمیشہ قومی ہمدردی اور رعایا کے غم سے اپنا پیٹ بھرتا رہا۔ واقع مین جب بادشاہ ان لوگون کی طرح گذران کرتے ہین جب ہی سلطنت دو چار دن چلتی بھی ہے ورنہ تعیش پسند بادشاہ کی تو بنتے کسی نے ندیکھی ہوگی۔ یہان چند روایتین فاروق اعظم کی گذران کے بابت اور سنلیجے کہ بالکل فقیرانہ ہی گذرتی۔

خاک ہی اوڑھنے کو خاک بچھانیکے لئے	خاک ہی پانیتی کو خاک سرہانیکے لئے

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمیشہ سوکھی کھجورین کھایا کرتے تھے گوشت کی مداومت سے پرہیز تھا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ گوشت سے بچتے رہنا۔ اوسکی لت شراب کی سی پڑجاتی ہے پھر نفس اوسکی طرف ٹوٹا پڑتا ہے گوشت کی

عادت نفس کو اوسکا مشتاق کردیتی اور خوگر بنا دیتی ہے۔

جعفر بن ابی العاص سے روایت ہے کہ مجھے اکثر فاروق اعظم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔ کبھی تو اونکے سامنے روٹی اور روغن زیتون ہوتا تھا۔ کبھی دو وہ روٹی۔ کبھی روٹی اور سرکہ۔ کبھی صرف سوکھا گوشت ہوتا تھا۔ آپکے دسترخوان پر بڑھیا سے بڑھیا کھانا تازہ گوشت سمجھا جاتا تھا مگر اوسکا وار کبھی کبھار بہت دنون کے بعد آتا تھا۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگو آٹے کو چھانا نہ کرو۔ وہ کل طعام ہے اور بھوسی کھانیکے قابل ہوتی ہے۔ ایکدفعہ آپکے سامنے موٹی روٹی رکھدی گئی آپ بلا تکلف کھانے لگے۔ ساتھ والون سے کہنے لگے کہ لوگو کھاؤ کھاؤ۔ وہ موٹی روٹی بغیر چھنے آٹے کی بھلا کس سے کھائی جاتی لوگون نے تامل کیا۔ جب آپ نے بہت مجبور کیا تو کہدیا کہ صاحب ہم سے یہ نہین کھائی جاتی ہمین خدا اس سے نفیس کھانا دیگا۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ جو آپکی صاحبزادی تھین فرماتی ہین کہ ایکدفعہ ابا جان کے سامنے ٹھنڈا شوربا رکھدیا گیا۔ ابا جان نے اوسکے اوپر روغن زیتون بھی ڈالدیا تو فرمانے لگے کہ ہین ہین تمنے غضب کیا۔ عمر چٹری اور دو دو ہر گز نہ کھائیگا شوربا اور اوسکے ساتھ روغن بھی؟

ایکدفعہ گرمی کی شدت مین کوئی شخص آپکے سامنے ٹھنڈا پانی اور شہد لایا کہ پی لین۔ فرمایا۔ اس کا حساب مجھسے الگ رکھو۔

ایکدن آپکے صاحبزادہ عاصم گوشت کھا رہے تھے۔ آپ نے جو دیکھا تو فرمایا

اے بیٹا آدمی کے مسرف اور فضول خرچ بننے کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے کہ جو اوسکا جی چاہے کہا ئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین۔ ایکدفعہ ہم کئی آدمی دسترخوان پر بیٹھے کہا رہے تھے کہ امیرالمومنین عمر فاروق بھی تشریف لائے۔ مین نے فوراً صدر مین اونہین جگہ دی۔ آپ نے صدر کی جگہ کی طرف مرخ بھی نہ کیا جہان اکھڑے ہوے تھے وہین بیٹھ گئے اور بسم اللہ کہکے کہانے لگے۔ ایک لقمہ منہ مین رکھا ہی تھا کہ فرمایا۔ اسمین تو سوائے گوشت کے روغن بھی ہے۔ مین نے عرض کی۔ یا امیرالمومنین آج مین گھی لیئے بازار گیا تھا مگر وہ بہت گران تھا اسلئے ایک درہم کا دبلا گوشت لیلیا اور اوس مین ایک ہی درہم کا گھی بھی ڈالدیا ہے۔ جناب عمر فاروق نے فرمایا۔ افسوس تم لوگ اپنے نبی صلعم کی چال کو چھوڑے دیتے ہو وہ مرغن کہانا کبھی نہ کہاتے تھے اگر گوشت اور گھی یا دو طرح کے سالن کبھی آپ کو میسر بھی ہو جاتے تھے تو ایک کو آپ کہاتے اور دوسرے کو خیرات کر دیا کرتے تھے۔ سچ فرمایا ہے حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے۔

نیم نانے گر خورد مرد خدا ے	بذل درویشان کند نیمے دگر

یہ سنکر جناب عبداللہ بن عمر نے شرم سے نیچی گردن کرلی اور فرمایا۔ اے امیرالمومنین آئندہ مجھسے ایسا قصور ہرگز نہوگا۔ اب دو سالن اپنے سامنے کبھی نہ جمع کرونگا اور وہی عمل مین لاؤنگا جو حضور صلعم نے کیا ہے۔

کہین کسی کی کمبختی جو آے تو ہمدرد بنکے آپکو عمدہ کہانے پینے کی ترغیب دینے لگا پہلے تو آپ سر نیچا کئے غور سے سنتے رہے جب کہنے والا کہہ چکا تو

آپنے اوسے بہت پھٹکارا اور فرمایا۔ افسوس ہے تیرے اوپر۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مین دنیا ہی مین اپنے حصہ کے طیبات کھالون اور اون سے نفع اوٹھالون آخرت کے لئے کچھ نہ چھوڑون۔ یہ تو مجھسے کبھی نہو سکیگا۔ خبردار ایسا کلام پھر مجھسے نہ کرنا۔ وہ بیچارہ اپنا سا منہ لیکے چلا گیا۔

ایکبار حضرت عمر کو ایک سخت ضرورت پیش آئی۔ چند صحابہ جنمین حضرات عثمان طلحہ۔ زبیر بھی تھے جمع ہوکر یہ مشورہ کرنے لگے۔ حضرت عمر سے کہا جاے کہ وہ اپنے وظیفہ مین کچھ زیادتی کرلین اور حضرت حفصہ کے پاس آکر یہ راے ظاہر کی اور کہا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار سے جاکر کہین مگر ہمارا نام ظاہر نہو۔ حضرت حفصہ نے والد بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا۔ آپنے سنکر اونکو جھڑک دیا اور پوچھا یہ کن لوگون کی راے ہے۔ جناب حفصہ نے ٹال دیا پھر حضرت عمر نے حفصہ سے پوچھا کہ حضور پر نور کا عمدہ لباس اور عمدہ طعام تمہارے گھر مین کیا تھا۔ اونھون نے جواب دیا کہ عمدہ لباس مہمانون کے پاس اور مجالس مین جانیکے لئے دو کپڑے گیرو مین رنگے ہوے تھے اور عمدہ کھانا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ جسپر کچھ چکنائی ڈالدی جاتی تھی اور میٹھی کردی جاتی تھی۔ آپنے پوچھا کہ عمدہ بستر کیا تھا۔ جواب ملا کہ ایک موٹا کمبل تھا جسکو گرمی مین بچھا لیتے تھے مگر جاڑے مین آدھا بچھاتے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔ حضرت عمر نے یہ سنکر اون سے کہا کہ جاو ان لوگون سے کہدے کہ آنحضرت نے اسطرح گذارہ کیا ہے بخدا مین بھی ایسا ہی کرونگا۔ میری مثال اور آنحضرت اور ابوبکر کی ایسی ہے جیسے تین شخص ایک راستہ چلے۔ اول پہلا چلا اور توشہ ساتھ لیکر منزل مقصود کو پہونچگیا۔ دوسرے نے بھی اوسیکا

اتباع کیا اور اوس سے جا ملا پھر تیسرا چلا اگر وہ بھی اون دونون کے طریقہ پر رہا تو اون سے جاکر ملجا دیگا ورنہ بہشکتا پھریگا۔

حضرت عمر سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین جنہین عمدہ کھانون اور نفیس لباس سے محبت ہے، اور جو بہت سی جھوٹی سچی باتین بنا بنا کر اپنی عمر ضایع کرتے ہین

جناب جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن مین ہاتھ مین گوشت لئے چلا جاتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم مجھے راستہ مین ملگئے پوچھا جابر تمہارے ہاتھ مین کیا ہے۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین آج گوشت کھانے کو جی چاہا تھا خرید کر لئے جاتا ہون۔ میری بات سنکے فرمانے لگے۔ ہان یون کہو کہ جب جس چیز کو جی چاہیگا وہی خرید لیجاؤنگا۔ کیا اللہ کے اس قول سے نہین ڈرتے۔

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا الخ

حضرت سفیان سے منقول ہے کہ بعض مرتبہ حضرت عمر کا دل کسی چیز کے کھانیکو چاہتا جسکی قیمت ایک درہم ہوتی تو آپ سال بھر تک اوسکو ٹالتے تھے۔

جناب فاروق اعظم ایسا مجبہ پہنا کرتے تھے جسمین چمڑہ کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ اپنے عہد خلافت مین بھی اوسی جبہ کو پہنے ہوے بازارون مین پیادہ پا پھرا کرتے تھے۔ آپکے دوش مبارک پر دُرّہ ہوتا تھا جس سے لوگون کو سزا دیتے تھے۔

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے بارہا حضرت فاروق اعظم کو ایسی قمیص پہنے ہوے دیکھا ہے جسکے مونڈھون پر چار چار پیوند لگے ہوتے تھے۔ ابو عثمان نے کہا ہے کہ مین نے حضرت عمر کے پائجامہ مین چمڑہ کے پیوند

لگے ہوے دیکھے ہین۔

جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین نے ایکدفعہ عمر کو طواف کعبہ مین مشغول دیکھا اور گنا کہ اونکے پائجامہ مین اکیس پیوند تھے۔ بعض اونمین چمڑہ کے بھی تھے۔

جناب امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا ہے کہ مین نے ایک دن حضرت عمر بن الخطاب کو مسجد کے ممبر پر خطبہ پڑہتے دیکھا۔ آپکے پائجامہ پر جو نظر پڑی تو بارہ پیوند لگے پائے جنمین کئی چمڑہ کے بھی تھے۔

جناب فاروق اعظم جب حج کرنے جاتے تو آپکے ساتھہ کوئی چیز سایہ کرنیکے لئے نہین ہوتی تھی۔ ایک چادر سے البتہ تمازت آفتاب سے بچاؤ کر لیا کرتے تھے یا چرمی بچھونے کو جسپر آپ سویا کرتے تھے شدید گرمی مین کسی درخت پر ڈالکے اوسکے سایہ مین بیٹھہ جاتے تھے۔ ایک حج مین آپنے کل سولہ دینار خرچ کئے اسپر بھی بارہا افسوس کیا کرتے تھے کہ مین نے اپنے لئے بیت المال کو بہت زیر بار کیا۔

حضرت عمر کو جب کسی چیز کی احتیاج ہوتی تو عبداللہ ابن مسعود خزانچی بیت المال کے پاس آکر اون سے قرض لے لیا کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ خزانچی صاحب تقاضا سخت کرتے تھے آپ اون سے نہایت نرمی سے مہلت مانگا کرتے اور جب غنیمت مین سے آپکا حصہ آتا فوراً ادا کر دیتے تھے۔

جب آپنے اپنے قرض کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ چیاسی ہزار درہم دینے ہین۔ یہ تمام قرضہ راہ خدا مین فقرا اور محتاجون پر خرچ کرنے سے

ہوا تہا نہ اسوجہہ سے کہ آپ عمدہ کہانا کہاتے ہون یا نفیس لباس زیب تن فرماتے ہون آپکے کرتہ مین چمڑہ کے پیوند لگے ہوتے تہے۔ کہانیکے لئے بن چینے آٹے کی روٹی ہوتی تہی اور گہر کا دروازہ کہجور کی لکڑیون سے بنا ہوا تہا۔ خیر۔ آپنے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ اور صاحبزادی حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے ذمہ یہ بیت المال کا قرضہ ہے مین چاہتا ہون کہ اوس احکم الحاکمین کے سامنے ایسی حالت مین ہون کہ میرے ذمہ کچہہ بار نہو اسلئے تمکو چاہیئے کہ جو کچہہ میرے پاس مال ہو اوسکو فروخت کرکے یہ قرض ادا کردینا اگر میرا مال کفایت نکرے تو بنی عدی سے سوال کرنا اگر اوس سے پورا ہوجاوے فبہا ورنہ قریش سے مانگنا اور قریش سے تجاوز نہ کرنا لہذا حضرت عبداللہؓ نے وہ مکان جو مدینہ طیبہ مین دارالقضاء کے نام سے مشہور ہوا تہا حضرت معاویہ کے ہاتہہ فروخت کرڈالا اور وہ جائداد جو غابہ مین تہی فروخت کردی اور قرض ادا کردیا۔

مروی ہے کہ جب عراق کی غنیمت حضور فاروقی مین پیش ہوئی تو آپنے دعا کی۔ بارالہا۔ مین جانتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تہی کہ کہین سے مال آوے اور وہ تیری راہ مین خرچ کیا جاوے مگر حضور کو موقع نملا ابوبکر نے بہی یہی آرزو کی لیکن اونکو بہی موقع نملا۔ اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون اس سے کہ یہ تیرا مکر اور گرفت ہو پہر یہ آیت پڑہی۔ بل یحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون یعنی کیا کفار یہ سمجہتے ہین کہ جو کچہہ ہم اونکی مدد کرتے ہین مال اور بیٹون سے جلدی کرتے ہین ہم اونکے لئے بہلائیون مین بلکہ وہ نہین سمجہتے۔

ایکبار آپنے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے چار سو درہم قرض مانگے۔ اونہون نے کہا کہ بیت المال مین سے لیکر اوسکا لیجئے پھر جب آپکے پاس آجائین داخل کر دیجئے گا مجھسے مانگنے کی کیا حاجت ہے۔ فرمایا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میری موت آجاے تو آپ اور دوسرے اصحاب کہنے لگین کہ یہ روپیہ عمر کو معاف کردو اور پھر مجھسے قیامت مین لیا جاوے اسلئے مین آپ سے قرض مانگتا ہون کہ اگر مین مرجاؤن تو تم میرے ترکہ مین سے وصول کر لو۔

ایکمرتبہ ایک سائل بعد مغرب سوال کر رہا تھا حضرت عمر نے اوسکو کھانا دلوادیا وہ پھر مانگنے لگا دیکھا تو ایک جھولی مین کھانا جمع کرتا تھا۔ آپنے اُسکے کوڑے مارے اور وہ کھانا لٹوادیا کیونکہ یہ فعل ناجائز تھا اور پھر اوسے تنبیہ کی کہ آیندہ ایسا نہ کرنا۔

نافع عیسیٰ نے روایت کی ہے کہ مین ایکدن سخت گرمی کے وقت حضرت عمر کے ساتھہ دارالصدقہ مین گیا۔ حضرت عثمان ذی النورین و جناب امیرالمؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما بھی ہمارے ساتھہ تھے۔ جناب عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ گرمی سے بیتاب ہوکے سایہ مین جا بیٹھے مگر فاروق اعظم اوس جلتی ہوئی گرم ہوا اور دھوپ ہی مین کھڑے رہے چیل انڈا چھوڑ رہی تھی اور پرندے باد سموم کے صدمہ سے ہانپ رہے تھے مگر عمر فاروق کو اپنے فرض کے دھن مین معلوم ہی نہ تھا کہ کیا وقت ہے۔ آپ کے پاس ایسے سخت وقت مین صرف دو سیاہ چادرین تھین ایک کو تہمد کی جگہہ باندھے تھے دوسری کو سر سے لپیٹ لیا تھا۔ اوس قیامت زا گرمی مین حضرت عمر صدقہ کے اونٹون مین سے ایک ایک اونٹ کو

الگ کرتے جاتے تھے۔ اوسکا رنگ اور سارے جسم کے نشان غور سے دیکھکر جناب علی مرتضیٰ کو بتاتے تھے اور وہ حضرت عثمان سے لکھواتے جاتے تھے۔ آپکی یہ تکلیف اور جانکاہ مشقت دیکھکے علی مرتضیٰ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنی کتاب پاک مین فرمایا ہے۔ ان من استأجرت القوی الامین دیکھلو کہ اس آیہ کریمہ مین قوی الامین سے عمر بن الخطاب ہی مراد ہین۔

نخعی روایت کرتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت عمر نے کچھ لوگون کو صدقات وصول کرنے بھیجا اونکے آنے مین دیر لگی۔ لوگون کو سخت حاجت تھی۔ جب وہ صدقات وصول کرکے لائے حضرت عمر نے تقسیم کرنا شروع کردیا اور تعیین کی کہ اسقدر فلان کو دو۔ اتنا فلان کو۔ غرضکہ دوپہر تک تقسیم کرتے رہے اور خود کچھ نہ کھایا حالانکہ بھوک کا غلبہ تھا۔ آخر تقسیم سے فارغ ہوکر اپنے گھر جاکر جو کچھ روکھا سوکھا ملگیا کھاکر صبر وشکر کیا۔ اسیطرح ایکدفعہ غنیمت مین حلوا آیا آپنے اوسکو انصار کے بچون مین تقسیم کردیا خود کچھ نہ لیا۔ ایک ہی دفعہ پر کیا منحصر ہے بارہا ایسا ہی ہوا ہے

علامہ طرطوشی نے سراج الملوک مین لکھا ہے کہ پہلے خلفاء کی یہ عادت تھی کہ بیت المال مین سے رعایا کو تقسیم کردیتے تھے یہی خصلت رسول اللہ کی تھی۔ آپ اکثر بھوکے رہا کرتے کمتر پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے۔ آپکی وفات کے وقت آپ کی زرہ چند صاع جَو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔

جب ہرمزان قید ہوکر مدینہ آیا۔ حضرت عمر کو مسجد مین لیٹا ہوا پایا۔ حالت یہ تھی کہ کنکریون کا ڈھیر سر کے نیچے تھا اور ڈھال سامنے رکھی ہوئی تھی۔ ہرمزان یہ حالت دیکھکر بے اختیار بولا کہ واللہ تمنے انصاف کیا اسوجہ سے راحت پائی

یہ اسی نیک نیتی اور عیش وعشرت سے دور رہنے کا اثر تھا کہ جو کچھ آپ دوسروں کو نصیحت کرتے وہ اوسپر کاربند ہو جاتا تھا۔ ایکدفعہ آپنے ایک شخص کو زوجین مین صلح کرانے کیلئے حکم بنا کر بھیجا اوسنے صلح نہ کرائی۔ آپنے اوسکے دُرّے لگائے اور فرمایا کہ تونے اصلاح نہین چاہی ورنہ ضرور ہوتی کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر زوجین کے حکم اصلاح چاہینگے تو اللہ توفیق اصلاح کی دیگا وہ حکم واپس گیا اپنی نیت درست کرلی اور نتیجہ یہ ہوا کہ باہم صلح ہوگئی۔

ایک شخص کو آپنے اپنا دینی بھائی بنایا تھا وہ شام مین رہا کرتا تھا۔ آپنے شام کے آنیوالون سے اوسکا حال دریافت فرمایا۔ لوگون نے جواب دیا کہ اوسکا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو شراب پیتا ہے۔ آپنے یہ سنکر اوسکو خط لکھا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھکر یہ آیت لکھی۔ حم۔ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر۔ حاصل یہ ہے کہ یہ کتاب نازل ہوئی ہے اللہ غالب بہت جاننے والے کیطرف سے جو گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا ہے سخت عذاب والا انعام کرنیوالا ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہین اوسی کیطرف سبکو جانا ہے پھر کچھ کلمات نصیحت اور عتاب وملامت کے لکھے۔ اوس شخص نے جب اوس خط کو پڑھا رویا اور کہا۔ اللہ کا کلام سچا ہے اور عمر نے مجھکو نصیحت کی ہے یہ کہکر اپنے فسق وفجور سے توبہ کی۔

باغ فدک کے مقدمہ مین میدان کاغذ کے شجاعون اور تیغ قلم کے

سپاہیون نے بہت بڑہ بڑہکے ہاتھہ لگاے ہین اور بڑی بڑی روایت بازیان ہوئی ہین - مجالس عزا مین جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ان بیٹون پر ہم بھی بہت روے ہین -

باغِ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کو میرے قتل کیا اور مکر گئے

فدک کا ذکر فاروق اعظم کے نام کے ساتھہ لیا جاتا ہے مگر واقع مین یہ الزام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر ہے اسلئے ہم اس مقدمہ کی تجویز شمس التواریخ حصہ۲ مین صفحہ ۴۳۹ سے ۴۴۵ تک نہایت عمدہ طور سے لکھہ چکے ہین ناظرین اگر چاہین تو اوس کتاب مین دیکھہ لین انشاء اللہ العزیز بہت محظوظ ہونگے -

تاریخ ابن وردی مین ہے کہ ایکدن جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلعم کے سامنے سے گذرے آپنے فرمایا کہ جب تک یہ شخص عمر زندہ ہے فتنہ کا دروازہ بند رہیگا اسکی آنکھین بند ہوجانے کے بعد فتنہ کا دروازہ کھلجائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور قیامت تک مخبر صادق صلعم کے قول کی تصدیق ہوتی ہی چلی جائیگی -

روایت ہے کہ ایک عورت کے پاس عمر فاروق نے نکاح کا پیام بھیجا مگر عورت کے اولیا نے اوسکا نکاح مغیرہ بن شعبہ سے کردیا - اسکی اطلاع جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کو ہوئی آپ بہت خفا ہوے اور فرمایا کہ عمر کے ساتھہ نکاح کیون نہین کیا گیا وہ قریش مین سواے میرے سب اولین اور آخرین سے بہتر ہے -

حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ عمر فاروق دیگر صحابۂ رسول اللہ سے کچھہ نماز و روزہ مین بڑھکر نہ تھے بلکہ بسبب اپنے زہد اور دین اسلام کو قوت دینے کے وہ سب سے افضل و اعلیٰ ہین۔

جناب ابن عباس نے فرمایا ہے کہ مین ایکدن فاروق اعظم کی تلاش مین نکلا دیکھتا کیا ہون کہ آپ ایک حمار پہ سوار ہین جسکو لگام بھی نصیب نہین اوسکا کام ایک سیاہ رسی سے لیا گیا ہے۔ آپکے پیر دونین پیوند لگی ہوئی ٹوٹی پھٹی سڑی پرانی جوتیان ہین۔ چھوٹا سا تہبند باندھے ہین۔ ایک پھٹا کرتا بدن پر ہے۔ پنڈلیان بالکل کھلی ہوئی ہین۔ مجھے نہایت افسوس ہوا کہ مرجوع خاص و عام ہوکر بھی شان و شوکت سے کنارہ ہے۔ مین پیچھے پیچھے ہولیا۔ وہ مدینہ سے باہر ایک گائون مین پہونچے۔ لوگون نے کھانے کے لئے دریافت کیا۔ آپ اوس دن اتفاق سے روزہ دار تھے مگر مجھے بڑی خاطر تواضع سے کھانا کھلوادیا

ایکدن آپکا ارادہ ہوا کہ خطبہ مین جناب باری سے کچھہ دعا کرین لوگون سے درخواست کی کہ آمین کہین۔ عرض کی "یا الٰہ العالمین مین سخت ہون مجھے نیکیون کے لئے نرم کردے تاکہ حق کا تابع رہون۔ تیری رضا چاہون۔ آخرت کو اختیار کرون تیرے دشمنون کے ساتھہ سختی کرون۔ کسی پر ظلم نہ کرون۔ اے اللہ مین بخیل ہون مجھکو مصارف خیر مین خرچ کرنیکی توفیق دے اور اسراف و ریا اور شہرت کی نیت سے بچا۔ مین جو کچھہ کرون سب تیری ہی رضاجوئی کے لئے کرون۔ اے اللہ مجھکو مومنین کے سامنے تواضع کی توفیق دے۔ مین غافل ہون مجھے اپنا ذکر نصیب کر۔ موت کو ہر وقت میرے پیش نظر رکھہ اور اپنی طاعت کی قوت

دے۔ نیک نیتی عطا فرما۔ مجھے یقین اور تقویٰ پر ثابت قدم رکھہ۔ مین آخرت کو نہ بھولون اور تجھسے حیا کرون اور خشوع کے ساتھہ تیری عبادت کرون۔ اپنے نفس سے حساب لون اور شبہ سے بچون اور اپنے اوقات کو درست کرون۔ اے اللہ مجھے قرآن شریف مین سمجھ اور فکر اور غور عطا فرما اور ہمیشہ اوسپر عمل نصیب کر بیشک تو بڑی قدرت والا ہے"۔ حضرت عمر اپنے خطبہ کو اس دعا پر ختم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے غافل نہ کر اور غفلت مین نہ پکڑ۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا برتاؤ رحیمانہ و کریمانہ جو مذاہب و اقوام غیر کیساتھہ تھا وہ آج کے دن لمبے چوڑے دعوے کرنے والی قومین بھی نہین برت سکتین۔ اپنی دوکان اور پھیکا پکوان اگر دیکھنا چاہو تو سید ہے یورپ والونکی اون عملداریون مین چلے جاؤ جو یورپ کے علاوہ اور برا عظمون مین ہین تو ہمارے قول کی پوری پوری تصدیق آپکو ہو جائیگی۔ کاغذون اور کتابون مین اگر آپ خدا کی رحمت سنائی دینگے تو آنکھون سے بالکل نفرت ہی نفرت دکھائی دینگے ہمارے عدل مجسم فاروق اعظم نے اپنے انتقال کے وقت بھی غیر قومون اور غیر مذاہب کو دل سے نہین بھلایا تھا۔ یعنے وفات کے وقت آپنے جو تین وصیتین کی تھین اونمین ایک یہ تھی۔

میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسے مین رسول اللہ صلعم کی طرف سے یہ وصیت کرتا ہون کہ سب سے پہلے وہ غیر مذہب اور غیر قوم کے ساتھہ جو معاہدے ہون اونمین ایمانداری اور خوش اسلوبی سے بجالانیکو اپنا فرض سمجھے اور اونکی حفاظت کے لئے اونکے دشمنون سے لڑے۔

اونکی طاقت سے زیادہ اونکو تکلیف ندی جاے تاکہ اسلامی عملداری سے
غیر قومین دل برداشتہ نہون - یہ میری جانشینون کا سب سے بڑا فرض ہے
یہان سے صاف ظاہر ہے کہ عدل کی کیسی کیسی رعایتین کی گیئن اور اسلام
کی موجودہ اور آیندہ بہبودی مین نہایت دوربینی سے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا اگر اونکے کارنامے دستور العمل بناکر پچھلے خلفاء و بادشاہ اپنے سامنے
رکھتے اور اوسکی پیروی سے قدم باہر نہ نکالا جاتا تو آج کے دن مسلمانون سے
بڑھکے کوئی نہ ہوتا۔

اسکندریہ کا کتب خانہ

عیسائیون نے اسلام کی دشمنی سے حضرت عمر پر یہ الزام لگایا ہے کہ آپکے
حکم سے اسکندریہ کا کتب خانہ جو تمام روئے زمین کے علوم کا مخزن تہا جلادیا گیا
اس ظلم سے لاکھون علوم دنیا سے ناپید ہوگئے جو قیامت تک پھر نہ پیدا ہونگے
کتب خانہ کی کتابون سے چھ ماہ کامل شہر اسکندریہ کے حمام گرم ہوتے رہے -
خاص باعث اس بربادی کا یہ تہا - حضرت عمر کو خوف ہوا کہ کہین یہ علوم نادرہ
اور مفید اسلام کو باطل نہ کردین اسلئے کتابون کو جلاکر عمر فاروق نے اسلام کے
عیبون کو ڈہانکدیا اور دنیا کو عمدہ عمدہ علوم سے محروم اور جاہل رکہا - اگر وہ علوم
عجیب وغریب دنیا مین موجود ہوتے تو اون کی روشنی جہان مین اوس سے
زیادہ ہوتی جتنی کہ اب ہے -
اسلام کو یارون نے کیا لڑکون کا گہروندا سمجہا ہے جو ذرا ذرا سے شعبدون سے

باطل کر دیا جاتا ہے۔ عمر فاروق کے زمانہ سے آج تک تیرہ سو برس ہوے لاکھون فلسفیون اور ہزارون علوم نے ابتک اسلام کے کتنے بال اوکھیڑ لیے جو کتب خانۂ اسکندریہ ہی اوسے باطل کر دیتا۔ ہم کہتے ہین کہ چھ مہینے کامل کتابین ہی جلائی گئی تہین یا بارہ مہینے کامل اونکے عالم اور جاننے والے بہی روٹیان پکانیکے لیے تنورونمین عمر کے حکم سے جھونکے گئے جو وہ علوم اون سے بہر زندہ نہو سکے۔ ناچ نہ جانون آنگن ٹیڑہا۔ خوئے بدرا بہانہ بسیار۔ کا معاملہ ہے اور کچھہ بہی نہین۔

مختصر الدول ایک کتاب عربی مین ہے اوس سے یہ جھوٹا قصہ اخذ کیا جاتا ہے۔ یہ عربی کتاب خلاصہ ہے ایک سُریانی کتاب کا جسکا مصنف ایک عیسائی ہے ابوالفرج نام جو ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا تہا اور ایک یہودی طبیب کا بیٹا تہا اول تو عمر اور ابوالفرج کے زمانہ کا فرق ملاحظہ ہو کہ ایک ساتوین صدی عیسوی مین تہے اور دوسرا تیرہوین صدی عیسوی مین۔ اچہا خاصا دونون مین پانسو برس سے زیادہ کا فاصلہ ہے سو پچاس برس کا بہی نہین جس سے یہ گمان ہو کہ شاید عمر کے دیکہنے والون کو ابوالفرج نے دیکہا ہوگا۔ پس جبکہ عمر کے کسی ہمعصر نے ایک لفظ بہی اس قصہ کا اپنے منہ سے نہ نکالا ہو تو ابوالفرج کا قول کسی طرح قابل پذیرائی نہین ہو سکتا۔

طرّہ اوسپر یہ ہے کہ غریب ابوالفرج کے سر پر بہی یہ نرا اتہام ہی اتہام ہے اوس بیچارہ نے نہین کہا یعنے اوسکی تصنیف سے تو سریانی کتاب ہے جسمین کہین اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر نہین اور وہ عربی خلاصہ کا جوابدہ نہین ہو سکتا

جسمین اس قصہ کو لکھدیا ہے۔ پس یا تو قصہ خلاصہ کرنیوالے نے خود گڑھا یا پیچھے سے کسی اوستاد نے زیادہ کردیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہمارے اتنے ہی بیان سے اس اعتراض کا بالکل ستیاناس ہوگیا۔ مگر علمی تاریخون کی کتابون مین اسکندریہ کے علم کے بڑے دور دورے ہین شاید شبہ ہو کہ اسکندریہ مین کسی عظیم الشان کتب خانہ کا ہونا تو خلاف قیاس نہین پھر وہ گیا کہان۔ اسلئے اس بحث کو ختم ہی کردینا بہتر ہے خواہ مخواہ یہ قصہ ابوالفرج کی زبانی یون بیان کیا گیا ہے کہ

جب حضرت عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کرلیا تو وہان کا ایک عالم یحییٰ نحوی اونکے پاس آیا۔ جناب عمرو بن العاص اوسکی بہت عزت کرتے تھے۔ کیونکہ خود عقیل وفہیم اور سمجھکے تیز تھے۔ ایکدن یحییٰ نے اون سے عرض کی کہ اسکندریہ کی سب چیزین آپکے قبضہ مین ہین آپ شاہی کتب خانہ سے فلسفہ کی کتابین مجھے دیدیجے کیونکہ وہ آپ لوگون کے کسی کام کی نہین۔ جناب ابن العاص نے فرمایا کہ مین یہ کام امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب کے حکم کے بغیر نہین کرسکتا۔ پہلے اون سے اجازت لیلون تو تمہین دیدونگا چنانچہ عمرو بن العاص نے یحییٰ کی درخواست جناب فاروق کو لکھی وہان سے جواب آیا کہ جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہے اگر وہ قرآن کے موافق ہین تو بے سود ہین۔ اگر مخالف ہین تو اونکا ضایع کردینا بہتر ہے اسلئے حضرت عمرو بن العاص نے سب کتابین اسکندریہ کے حماموں مین تقسیم کردین

اور اونہین جلوا ڈالا - وہ چھ مہینے مین جلکر خاک سیاہ ہوگئین - سو
جو کچھ ہوا اوسے سنو اور تعجب کرو -

مدتون یہ روایت اسی طرح مانی گئی جس طرح اوپر لکھی گئی چونکہ اسلام کی
دشمنی آب وگل مین تھی اسلئے کسی عیسائی عالم یا جاہل نے اسمین ذرا بھی چون و
چرا نہین کی یہان تک کہ مؤرخ اعظم گبن کا زمانہ آیا تو اوسنے لکھا کہ جب
اس واقعہ کو کسی عیسائی یا مسلمان مؤرخ نے نہین لکھا تو پانسو برس کے بعد
ابوالفرج اسے کہان سے لایا لہذا یہ محض غلط ہے -

گبن کے سوا اور بہت سے عیسائی مؤرخین جو ابوالفرج کی بہ نسبت فتح
اسکندریہ کے زمانہ سے زیادہ قریب تھے اور جنہون نے فتح اسکندریہ کے
مفصل حالات لکھے ہین کہین بھی اس قصہ کا ذکر نہین کیا ہے - بوسیکس المتوفی نے
جو ۹۴۰ء مین اسکندریہ کا بطریق تھا اور الکین نے جو فتح اسکندریہ کے تین
سو برس بعد تھا - اپنی اپنی تاریخون مین اس واقعہ کی نسبت ایک حرف بھی
نہین لکھا ہے - گبن اور کریل نے اس دلیل سے اس روایت کو غلط قرار
دیا ہے -

دوسری ہی صدی ہجری کے وسط مین مسلمانون نے خود اپنے ہان کی
تاریخ لکھنا شروع کر دی تھی مگر کسی کو اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلنے کی خبر تک
نہین - ایک لمحہ کے لئے اس قصہ کو صحیح سمجھ لو تو مسلمانون نے اس کام کو عمدہ
ہی سمجھکر کیا ہوگا خصوصاً خلفاے راشدین کے افعال واقوال کو تو وہ سند
اور افضل ہی سمجھتے ہین - پھر مسلمان مورخون نے اسکو کیون چھوڑا - اونکا

ترک کر دیناہی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ قصہ ہی غلط ہے۔

جب عیسائی مؤرخون نے دیکھا کہ واقع مین یہ جواب بڑا زبردست اور دندان شکن ہے تو یارون نے اپنی مدد کے لئے چار مسلمانون کے نام بھی لکھ لئے ہین۔ ابن خلدون۔ عبد اللطیف بغدادی۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ کہ یہ چار مسلمان مؤرخ بھی مقر ہین کہ اسکندریہ کا کتب خانہ عمر بن الخطاب کے حکم سے جلایا گیا۔

(۱) ابن خلدون کی کتاب مین تو جھونٹ مونٹ کو بھی اس واقعہ کا نام ونشان نہین ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اوسکی کتاب اور ترجمہ اور خلاصہ سب موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے۔

(۲) عبد اللطیف بغدادی کی عبارت مقریزی نے اپنی تاریخ مصر مین نقل کی ہے۔ تاریخ مصر عبد اللطیف نے ساتوین صدی ہجری کے شروع مین لکھی تھی جبکہ حضرت عمر کے زمانہ پر سات سو برس گذر چکے تھے۔ پھر وہ عبارت ملاحظہ ہو یعنے ایک ستون کے ذکر مین وہ لکھتا ہے کہ

یہ وہی جگہ ہے جہان لوگ کہتے ہین کہ مصر مین کتب خانہ تھا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے حکم سے جلا دیا تھا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ عبد اللطیف نے علی سبیل التذکرہ محض ایک سنی سنائی افواہ لکھدی ہے اور اوسی کو مقریزی نے نقل کر دیا ہے۔ پس عبد اللطیف اور مقریزی کی شہادت عدالت مین مقبول نہین ہو سکتی۔

(۴) حاجی خلیفہ بیچارہ نے کبھی مصر کا نام بھی نہین لیا اسکندریہ کا کتب خانہ تو درکنار

واضح ہو کہ ۱۳ر جون کے اسپیکٹیٹر مین اسی کتب خانہ کی بحث مین مندرج ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو درکنار عبداللطیف نے اوسکے ساتھہ اور واقعات جو لکھے ہین وہ بھی سب غلط ہین۔

یہان تک تو خالی زق زق وبق وبق تھی دل لگی کا موقع تو اب آیا ہے کہ اس کمبخت کتب خانہ کو عیسائی لوگون نے اس خوفسے برباد کردیا ہی تاکہ تثلیث کا پردہ ڈھکا رہے کیونکہ کوئی علم ایسا نہین جو اس لئیق عقیدہ پر کہ

توحید بھی حقیقی ہے اور تثلیث بھی حقیقی ہے

قینچی نہ لگادے۔ حقیقی شرک اسی کا نام ہے اور تمام دنیا کے بت پرست نمبر مین اس کے بعد ہین۔ جب عیسائیون نے دیکھا کہ یہ کتب خانہ اپنی روشنی سے ہمارے عجیب وغریب عقیدہ کو ڈھاکے برباد کردیگا تو سوچے کہ لاؤ اسی پر ہاتھہ صاف کرو۔ جب اوسے تباہ کرچکے تو مسلمانون کے سر الزام دھردیا۔ اصل یہ ہے کہ مسلمانون کی فتح سے پہلے ہمارے عیسائی یار اوسے خاک مین ملاچکے تھے گبن اور کریل دونون نے اس بات کا صاف صاف اقرار کیا ہے کہ جولیس سیزر کے محاصرہ مین یہ کتب خانہ جل گیا پھر بھلا مسلمان اوس زمانہ مین کہان تھے۔ اون دونون مورخون نے کہا ہے کہ متعصب عیسائی پادریون نے ایک کتب کا بھی نام نہ رکھا۔ ایک فرانسیسی عالم سورنیان نے مخالفت اسلام مین ایک مضمون لکھا ہے اوسمین اوسنے صاف مان لیا ہے کہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلادینے کا الزام جو عمر فاروق پر لگایا جاتا ہے وہ محض غلط ہے کیونکہ وہ کتب خانہ تو مسلمانونسے پہلے ہی برباد ہوچکا تھا۔ ڈریپر لکھتا ہی کہ اسکندریہ کا نصف کتب خانہ تو جولیس سیزر نے

جلادیا تھا اور باقی آدھے کو پادریون نے دیدہ و دانستہ تباہ کر دیا۔

عیسائی مؤرخ جب شاہی کتب خانہ کا الزام اسلام پر لگانے سے مایوس ہوگئے تو اونھون نے ایک اور کتب خانہ سرا پیئم کے جلانے کی تہمت مسلمانون پر دھر دی مگر اونکی اس بناوٹ پر بھی کوئی متوجہ نہین ہوسکتا کیونکہ ابوالفرج فی خود اسکا ذکر کیا ہے اور اوسکے بیان پر یہ طوفان بے تمیزی مبنی ہے۔

تاریخ کے بیان سے تو اس جھوٹے الزام کے بالکل پرخچے اوڑ گئے مگر عقل بلا وساطت تاریخ بھی یہی کہتی ہے کہ اس الزام کو منہ سے نکالنا بھی بیوقوفونکی فہرست مین اپنا نام لکھا دینا ہے کیونکہ اسکندریہ مین کم سے کم چار ہزار حمام تھے اور کتابون کی تعداد بھی اگر ۴ لاکھ یا ۸ لاکھ ہی مان لی جاے تو فی حمام دو سو کتابین آئین۔ جو چاہے کتنی ہی بڑی بڑی ہون ایک حمام مین ایکدم مین جلکے خاکستر ہوسکتی ہین چھ مہینے رات دن وہان کیسے کام چلا۔ بھلا یہ بات کیسکے سمجھ مین بھی آسکتی ہے۔ ڈریپر مانتا ہے کہ وہ سب کتابین چمڑہ پر لکھی ہوئی تھین اسلئے ہم بڑے تعجب سے سوال کرتے ہین کہ کیا اوس زمانہ مین چمڑہ ہی بھی ایندھن کا کام لیا جاتا تھا اگر لیا جاتا تھا تو جلنے مین چمڑہ کی بدبو بھی پھیلتی تھی یا نہین۔ اگر پھیلتی تھی تو چھ مہینے تک اسکندریہ کے حماموں مین نہانیوالون کے دماغونکی خوب گت ہوئی ہوگی اسکا حال کسی مؤرخ نے نہین لکھا جو لکھنے کے قابل بات تھی۔ پھر حضرت عمر و بن العاص اسکندریہ فتح کرکے چھ ماہ کامل وہان رہے بھی نہین اونکے بعد سب نظم و نسق وہان کا عیسائیون ہی کے ہاتھ مین آگیا۔ وہ چاہتے تو کتب خانہ کو محفوظ رکھہ سکتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان کے

عیسائیون ہی کو کتابون کا اینڈہن پسند تہا۔

پہر ہم دیکہتے ہین اور تعمق سے غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اہل ذمہ کے ساتہہ تو مسلمانون کا برتاؤ ہمیشہ ایک سا رہا ہے اور کبہی اونمین کسی نے اپنا دخل وتصرف نہین کیا کیونکہ آنحضرت صلعم اور فاروق اعظم دونون نے ذمیون کے باب مین بڑی بے دے کی ہے اور آخری وصیت فاروقی ذمیون ہی کے باب مین تہی چنانچہ چندہی صفحے اوپر آپ اوسے دیکہہ سکتے ہین پہر مصر مین قانون اور قاعدہ کے خلاف کیسے ہوا اور وہ بہی عہد سعدلت مہد فاروقی مین ہا ذمیون کی عبادت گاہین اور گرجے تو منہدم کئے نہین جاتے تہے جنمین سراسر اسلام کے خلاف تعلیم ہوتی تہی مگر کتب خانہ کی کتابین مسلمانونکو ایسا کاٹتی تہین کہ حماموں مین جلائی گئین۔ عمرو بن العاص اور مصریون مین جو معاہدہ ہوا اوسکے الفاظ آج تک ہمارے پاس موجود ہین وہ ذرا ملاحظہ ہون۔

اہل مصر کی جان۔ خون۔ مال۔ متاع۔ اور موسیشی وزراعت مین امان ہے اونکی زمین اور مال اونہین کا رہیگا اور اونکی کسی چیز مین دخل وتصرف نہین کیا جائیگا۔

عہدنامہ کا یہ مضمون بتا رہا ہے کہ اسکندریہ کا کتب خانہ اگر جلا ہے تو عیسائیونکی خواہش سے اور حضرت عمر اگر جلوانا بہی چاہتے تو جلوا نہین سکتے تہے۔

ہماری تاریخون سے ثابت ہے کہ سارے معاملات مصر کا تصفیہ حضرت عمرو بن العاص نے اپنی رائے سے کیا خود ہی معاہدے کئے اور آپ ہی اونکی شرطین قایم کین اور بڑی بڑی اہم باتونمین عمر فاروق سے کچہہ بہی نہ پوچہا اور جو جا ہا

سوکرلیا مگر کتابون کے بابت امیرالمؤمنین یاد آے۔ یہ سراسر غلط ہی۔ ابوالفرج مانتا ہے کہ عمرو بن العاص بڑے علم دوست تھے تو پھر کیا اونھین کتابون ہی سے دشمنی تھی کہ مصر مین اور سب کام تو اپنی راے سے کیئے مگر بے زبان کتابون کے لیئے امیرالمؤمنین سے راے طلب کی۔ عمرو بن العاص نے فتح اسکندریہ کے مفصل حالات کا ایک خط عمر فاروق کو لکھا ہے اور اوسمین جزوی حالات تک لکھدیے ہین لیکن اس فرضی کتب خانہ کا نام تک اوسمین نہین لیا کہ لاکھون کتابین یہی ہمارے ہاتھہ آئی ہین۔ پھر یہ کتب خانہ کدہر سے پیدا ہوگیا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ کتب خانہ مسلمانون کو ملا ہی نہین اوسے عیسائی پہلے ہی ہڑپ کرچکے تھے۔ خود یحییٰ نحوی کی چالیس پچاس کتابین عربی مین ترجمہ ہوئی ہین اور مصری یونانیون کی ہزارہا کتابونکو مسلمانون نے بڑی عزت سے لیا۔ یہی یحییٰ نحوی اسکندریہ کی کتب خانہ کا مہتمم اور نگران تھا۔ جب عمرو بن العاص نے کتب خانہ برباد کردیا تھا تو یحییٰ کی کتابین مسلمانون کے پاس کہان سے آئین۔

افسوس صد ہزار افسوس۔ اسپین مین عیسائیون نے مسلمانون کی تمام علمی یادگارین مٹادین اور لکھی لاکھہ کتابین برباد کردین مگر آج تک کسی نے چون تک نہین کی اور بت پرست شاہان مصر نے جو کتب خانہ جمع کیا تھا اور جسے عیسائیون نے تباہ کرڈالا اوسکا الزام جھٹ مسلمانون کے سر رکھدیا گیا۔ خاتمہ پر ہم اتنا اور لکھنا چاہتے ہین کہ ولیم میور نے بھی عمر فاروق کی خلافت کا حال بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے مگر کتب خانہ اسکندریہ کی خبر بھی نہین لی۔

حضرت عمر فاروق کے عدل مجسم ہونے کے ثبوت مین اگرچہ تم اسی کتاب مین

بہت سے واقعات پڑھ چکے ہو مگر سفر بیت المقدس کی ایک بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اوسے ہم ولیم میور کے الفاظ مین آپکو سناتے ہین وہ اور عیسائی مؤرخون سے روایت کرتے ہین کہ جب عمر فاروق سوفرونائس بطریق کے شہر کی سیر کو گئے تو وہان اکثر مقامات زیارت کو دیکھا اور نہایت مہربانی اور شفقت سے وہان کے حالات تاریخی پوچھتے رہے۔ اتنے مین نماز کا وقت آگیا بطریق نے ایک شطرنجی بچھوادی اور التماس کی کہ آپ جہان کھڑے ہین اوسی جگہہ نماز پڑہلین۔ ہمارے حضور نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کہ کیون۔ جوابدیا کہ اگر مین نے یہان نماز ادا کرلی تو مسلمان تمہین یہان سے بیدخل کردینگے اور کہین گے ہمارے خلیفہ نے یہان نماز پڑہی تہی ہم تو یہان مسجد بنائینگے اور تمہاری حق تلفی ہوگی۔ مین نہین چاہتا کہ میرے بعد بہی تم پر ظلم ہو اور تم تکلیف اوٹھاؤ مین باہر جاکر الگ کسی گوشہ مین نماز پڑہونگا۔ جناب عمر نے بیت اللحم مین حضرت مسیح کی پیدائش کی جگہہ نماز پڑہی مگر بطریق کو ایک دستاویز اپنے دستخط خاص سے لکھدی "عیسائی ہمیشہ اوس مقام کے مالک رہینگے اور مسلمان کبہی اس عمارت مین داخل نہون۔ اگر آئین بہی تو ایک ایک کرکے آئین اور جب پہلا باہر نکلے تو دوسرا داخل ہو" یہ حضرت عمر کے عدل وانصاف کی ایک بے نظیر مثال ہے۔

فاروق اعظم کے عاملون نے بہی اونکے ان اصولون کی تعمیل پوری ہی پوری کی چنانچہ عمیر بن سعد انصاری عامل حمص کے منہ سے ایک ذمی کی نسبت یہ کلمہ نکل گیا تہا کہ اللہ تجھے خوار کرے تو عمیر بن سعد کو عمر نے اس کا

افسوس رہا اور اسی رنج مین آپنے اپنا عہدہ چھوڑ دیا۔

غیر اقوام و مذاہب کی خبر گیری اور مدد اوسی طرح کی جاتی تہی جیسی کہ اسلام اور مسلمانون کی ہوتی تہی۔ قحط کے زمانہ مین مسلمانون سے پہلے غیر مذہب والون کو کہانا کہلایا جاتا تہا۔ فاروق اعظم نے داروغہ بیت المال کو حکم دیدیا تہا۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ مین مسلمان و عیسائی و یہودی اور سب اقوام کے فقیر اور مساکین لوگ شامل ہین۔ جابیہ کے قریب جو عیسائی جذامی لوگ آباد تہے اونکا حصہ بہی عشر مین سے مقرر کر دیا۔

غیر مذہب کے فقیرون اور محتاجون کو بہی معافی اور جاگیرین عطا ہوئی تہین ایک اندہے بڈہے یہودی کو ایکدن آپنے سر راہ بہیک مانگتے دیکہہ لیا اوسے پاس بلاکے اوس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جزیہ کے لئے مانگنے کی نوبت پہونچی ہے۔ آپ نے اوس کا ہاتہہ پکڑ لیا۔ گہر لے آئے اور بہت کچہہ دیا۔ پہر بیت المال کے داروغہ کو لکہا کہ اس بڈہے کو اور اس جیسے جتنے ہون اونہین جزیہ سے معاف کر دو اور وظیفہ دیا کرو۔ بنی تغلب نے ولید بن عقبہ کے باعث اطاعت قبول کی مگر ولید نے اون پر اسلئے سختی کرنا شروع کی کہ وہ جلدی سے مسلمان ہو جائین۔ جناب فاروق یہ بات معلوم کر کے کمال ناراض ہوے اور ولید کو لکہا کہ خبردار اونہین دق نکرو اور اونہین اونکی حال پر چہوڑ دو۔ مگر جب دیکہا کہ ولید کو اون سے ضد ہو گئی ہے تو اونہین موقوف کر دیا اور صرف جزیہ لینے پر اکتفا کی۔ جب بنی تغلب نے کہا کہ جزیہ دینے مین ہماری ہتک ہے ہم عشر دینگے تو فاروق اعظم نے یہی قبول کر لیا۔

عہد فاروقی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ۹ سو گرجے اور معبد گاہین غیر مذاہب کی اوسمین تباہ و برباد ہوئین۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اسلامی سلطنت کے حکم سے اونکی عمارتین ڈہادی گئین اور گرجے اور معبد تباہ کردیئے گئے اور جبراً کسی غیر قوم کو اونکی عبادت گاہون سے بیدخل کردیا بلکہ اوسکے معنے یہین کہ اسلام کے شایع ہونے اور غیر مذہب کے لوگون کے بطیب خاطر مسلمان ہوجانے سے ۹ سو کنیسے اور معبد بیکار ہوگئے اور جو چیز بیکار ہوجائیگی وہ خود بخود خراب اور برباد ہوجائیگی۔

الغرض غیر مذاہب اور غیر اقوام کے ساتھہ جس فیاضی اور انصاف سے عمر فاروق نے برتاؤ کیا اور جو خاص حقوق اور رعایتین مسلمانون سے بہی بڑہکے غیرون کو عطا کین اون سے آج کل کی بڑے بڑے دعوے کرنیوالی اور بڑہ بڑہکے نکتہ چینیان کرنیوالی قومین مدتون سبق لینگی جب کچہہ سلیقہ آئیگا

سبحان اللہ کس آفتاب خیر و برکت نے طلوع فرمایا تہا کہ ابن مسعود نے اوسکی نسبت کہا ہے اگر عمر فاروق کا علم ترازو کے ایک پلہ مین اور سب دنیا کے لوگون کا علم دوسرے پلہ مین رکہا جاے تو عمر کے علم کا پلہ بہاری نکلے گا۔ حذیفہ کا قول ہے کہ ساری دنیا کا علم عمر مین کوٹ کوٹ کے بہر دیا گیا ہے۔ مین نے کسیکو اللہ کے کام مین ایسا مستعد اور پاک و بے ریا نہین پایا جیسا کہ عمر فاروق کو۔ جناب عائشہ صدیقہ فرمایا کرتی تہین کہ فہم کی تیزی مین عمر بیمثل و بے نظیر تہے۔ ابن مسعود نے کہا ہے کہ صالحین کے ذکر مین عمر کا ذکر ضرور کرنا چاہیئے۔ عمر قرآن کو سب سے اچہا جانتے ہین اور اسلام کو خوب سمجہتے ہین۔ شعبی کا قول ہے

کہ اصحاب رسول اللہ مین سے قضا چہ آدمیون کے حصہ مین آئی تھی - مدینہ مین اونمین سے تین آدمی تھے عمر فاروق - ابی بن کعب - زید بن ثابت - اور تین ہی کوفہ مین تھے - علی مرتضیٰ - عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ -

مسروق سے روایت ہے کہ اصحاب رسول خدا صلعم مین اعلیٰ درجہ کے عالم یہ لوگ ہین - عمر بن الخطاب - علی بن ابی طالب - عبداللہ بن مسعود - ابی بن کعب معاذ بن جبل - زید بن ثابت - ابو موسیٰ اشعری -

زید بن ثابت جناب عمر کے متبع تھے - عبداللہ بن مسعود بھی احکام اور مسائل مین حضرت عمر سے موافقت رکھتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اور سب لوگون کی راے ایک طرف ہو اور اکیلے عمر کی ایک طرف تو مین وہ پہلو اختیار کرونگا جدہر فاروق اعظم ہونگے -

حضرت عمر عبداللہ بن عباس سے بہت محبت رکھتے تھے - اونکو اپنے برابر بٹھاتے اور بوڑھون پر اونکو ترجیح دیتے تھے - حضرت عباس نے اپنے صاحبزادہ کو نصیحت کی کہ دیکھو عمر تمسے بہت محبت رکھتے ہین اور تمہاری قدر کرتے ہین یہ پانچ باتین تم مجھسے یاد رکھو کبھی انکے خلاف نکرنا - (۱) اونکا راز کسی پر ظاہر نکرنا - (۲) اونکے روبرو کسی کی غیبت نہ کرنا - (۳) اونکے سامنے جھوٹ نہ بولنا - (۴) کسی امر مین اونکا خلاف نہ کرنا - (۵) اون سے خیانت نکرنا -

کوفہ کے عامل کو فاروق اعظم کا فرمان جب جاتا تھا تو اوسمین یہ ضرور ہی لکھا ہوتا تھا کہ اگر وہان کے لوگ کبھی بغاوت کرین تو بلا تامل تلوار سے اونکی خبر لینے مین ہرگز دریغ نہ کرنا یہان تک کہ اونکے دم ناک مین ہو جائین

اور وہ توبہ کرین کیونکہ اس سرزمین مین شیطان کی سی شرارت ہے وہانکے لوگون کو کبھی سر اوٹھانے ہی ندینا - پس جب تک اونکا نبض شناس بادشاہ رہا کسی نے کان ہی نہ ہلایا اور جب وہ نہ رہا تو فتنہ اور فساد کا دور دورہ ہوگیا اور کسی سے سینت سنبھال نہ ہوسکی اگر عمر کا مضبوط قول اور قوی اصول اونکے جانشینون کو یاد رہتا اور وہ اوسپر کاربند ہوتے تو وہ مصیبتین ہرگز نہ آتین جو آخر مین پیدا ہوئین -

قوم اور قبیلون کے ایک ایک آدمی سے آپ کو اچھی طرح واقفیت تھی اور یہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ عمر سے کسیکا حال پوشیدہ نہین - ایکدن حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جناب فاروق کے پاس آے اور کہا کہ آپ مجھے کا ہیکو پہچانتے ہونگے - آپنے فرمایا کہ نہین تو مین تمہین کیون پہچاننے لگا تھا جبکہ سب سے پہلا صدقہ تمہارے قبیلہ سے آیا تھا جس سے آنحضرت صلعم کمال خوش ہوے تھے - مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جب اورون نے کفر پر کمر باندہی تھی تو تم صادق الایمان رہے تھے - جب اورون نے اسلام کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا تو تم نے اوسے اپنے گلے سے لگاے رکھا - اورون نے بغاوت کی اور تم اسلام کے وفادار بنے رہے - مختصر یہ ہے کہ عمر کے وسائل اور دستور اور اسباب اور اصول اور عمل خلافت کے ایسے عجیب وغریب تھے جنکا بیان قابل حیرت ہے اور جو کامیابی آپکو ہوئی وہ کسی گورنمنٹ مین آپ نہ پائینگے - سبکا شمار کرنا تو ناممکن ہے - کیونکہ جب آپ کسی خاص واقعہ یا طریق عمل کو لیکر اوسپر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایسی وضعدار گورنمنٹ

تھی جسکی ہر ہر ادا مین لاکھون خوبصورتیان پیدا ہوتی ہین - ایک عیسائی عالم گورنمنٹ فاروقی کی نسبت لکھتا ہے۔

لیکن عمر کی سلطنت سے جو ایک حقیقی بزرگ شخص مسلمانونمین ہوے ہین محکوم اور مفتوح رعیت کی وہ عمدہ خبرگیری اور نگرانی شروع ہوئی جسکے لئے ابتدائی اسلامی سلطنت ممتاز اور مخصوص ہی پہلے خلفا کے تحت مین مسلمانون کی جو پولیٹکل حالت تھی اوسے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسی جمہوری سلطنت تھی جسپر ایک منتخب کیا ہوا سردار محدود اختیارات کے ساتھہ حکومت کرتا تھا۔ خلیفہ کے اختیارات اگرچہ عالی ہوتے تھے مگر وہ انتظامی ہی امور تک محدود ہوتے تھے وہ پولیس کی ترتیب لشکر کے اہتمام امور خارجی کی انجام دہی مین اور مال کی تقسیم اور خرچ وغیرہ مین جو چاہے کر سکتا تھا مگر مجال نہ تھی کہ قانون مسلمہ کے خلاف وہ ایک قدم بھی رکھہ سکے۔

کل اسلامی عملداری کی ہر بستی کے عوام الناس سے لیکر تمام لشکر کے ایک ایک سپاہی تک ملکی امور سے ناواقف نہین رکھے جاتے تھے کوئی بات کسی چھوٹے بڑے سے مخفی نہین رہتی تھی - ہر کس و ناکس اپنی راے دینے کا مجاز تھا اور سب کی راے قابل وقعت سمجھی جاتی تھی - نماز جمعہ کے بعد امیر المومنین کا فرض تھا کہ اپنی ہفتہ بھر کی کارگذاری گروہ مسلمانان کے سامنے ہو بہو سنا دین اور اوسکی بابت عام مسلمانون کی رضامندی یا نا رضامندی دریافت

کرین۔ اہم باتون اور بہاری تقررات مین اون سے مشورہ لین اور وہی بات کرین جسمین سب خوش ہون۔ عمال کو حکم تہا کہ اپنے اپنے صوبونمین قدم بقدم خلیفہ کی تقلید کرین اور دربار خلافت کی کارروائیون کو اپنی عدالت کے لیے نظیر سمجہین۔ کوئی ناچیز اور ذلیل آدمی بہی ان لیسس لیٹو کانسلون سے باہر نہ تہا۔ سلطنت جمہوری کی نہایت ہی خوبصورت اور بہترین شکل اسی زمانہ فاروقی مین جلوہ گر ہوئی تہی۔ خلیفہ مین الوہیت یا ربانیت کا پن چہلا نہین لگا تہا ہر کس وناکس اپنے کو خلیفہ اور خلیفہ اپنے کو ہر کس وناکس کے سامنے ذمہ دار اور جوابدہ سمجہتا تہا۔

عمر فاروق کی سخت مگر منصف طبیعت نے اونکے عام فہم عمل اور آدمیونکی واقفیت اور تمام علم نے اونکو بنی امیہ کے حریصانہ ارادون کو روکے رکھنے اور دبا دینے کے قابل بنا دیا تہا اسی لیے حضرت عمر کی زندگی مین نہ تو بنی امیہ مین سے کسی نے سر اوٹہایا نہ بنی ہاشم مین سے کوئی کان ہلا سکا۔ مگر جب وہ زبردست پنجہ اسلام کے سر پر سے اوٹہا لیا گیا تو پہر کسیکا بوتا نہ تہا جو آئی کو ٹالدے اور بنی ہاشم و بنی امیہ مین تو وہ گہری چہنی جسکے مزے قیامت تک زبانون سے جا نہین سکتے۔

جناب عمر اپنی ذات کے ساتہہ جو سلوک کرتے تہے وہ کہ تے تہے اتنا پڑہکے آپکو خوب معلوم ہو گیا ہوگا کہ سو کیے مجھ کے ٹکڑون پر بسر کی اور ایک جلیل القدر اور رفیع الشان بادشاہ ہو کے پہٹے موٹے کپڑے پہنے اور اپنے پر افی جوتے آپ گانٹے مگر اسکے ساتہہ ہی یہ بہی تہا کہ اپنے متعلقین۔ اپنی اولاد اور اپنے

قبیلہ والون کو بھی کسی پر فضیلت نہ دی نہ امور خلافت و امارت مین اپنون کو کبھی دخل دینے دیا۔ یہ نہایت ہی مستحکم ممتاز اور قوی اصول آپکی خلافت کا تھا جسپر عمل نہ کرنے سے پچھلون نے کہودی اور ٹھوکرین کھائین۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم دونون نے اسی اصول کو نظر انداز کیا اور سلطنت کھو بیٹھے۔

مسلمانون مین کوئی معقول آدمی ایسا نہو گا جسے جناب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل و کمال پر پورا پورا بھروسا نہو۔ آپ مسلمانون مین بڑے مشہور و معروف اور سربرآوردہ آدمی تھے اور قابلیتون مین کسی سے دوسرے درجہ پر نہ تھے۔ مگر باپنے اپنی خلافت مین کوئی کام سپرد نہ کیا نہ امارت کے کسی کام مین کبھی لئیق بیٹے کو دخل دینے دیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ فاروق اعظم مجمع اصحاب رسول اللہ صلعم مین متفکر بیٹھے ہوے اہل کوفہ کی شکایت کر رہے تھے کہ کوفیون نے میرا دم ناک مین کر رکھا ہے ایک پل چین سے نہین رہنے دیتے۔ اگر نرم مزاج والے کو اونکا حاکم کرکے بھیجتا ہون تو اوسے ضعیف سمجھکے اوسکے سر پر چڑھ بیٹھتے ہین اور انتظام نہین ہونے دیتے۔ جو قوی اور سخت طبیعت کی آدمی کو روانہ کرتا ہون تو اوسی ظالم مشہور کرکے اوسکی شکایت کرنے لگتے ہین۔ مین چاہتا ہون کہ کوئی قوی اور امین آدمی ملے تو اونکا حاکم مقرر کرون۔ اصحاب النبی مین سے ایک صاحب بول اوٹھے کہ مین ایسا آدمی آپکو بتا دون جو قوی اور زبردست بھی ہے اور امین بھی۔ جناب عمر نے پوچھا۔ بتاؤ وہ کون ہے۔ اونھون نے جوابدیا۔ عبداللہ بن عمر۔ فاروق اعظم اتنا سنتے ہی غصہ سے بھڑک اوٹھے اور کہا خدا تجھے ہلاک کرے۔ تو نے مجھے

بہت بری صلاح دی۔ مین عبداللہ کو اون پر تو کیا اور کہین کا بھی حاکم نہ مقرر کرونگا۔ تو نادان ہے اس بات کی تہ کو نہین پہونچ سکتا جا میرے سامنے سے دور ہو۔ غرضکہ اتنا ناراض ہوے کہ وہ شخص سامنے سے اوٹھ گیا۔

اسی طرح ایکدفعہ ذکر ہو رہا تھا کہ آپ اپنے سامنے اپنا جانشین مقرر کردین اسی گفتگو مین نام بھی بتاے جانے لگے کوئی کسیکا نام لیتا تھا اور کوئی کسیکا اسی راے زنی مین ایک شخص کے منہ سے عبداللہ بن عمر کا نام بھی نکل گیا۔ فاروق اعظم چلا اوٹھے اور کہا۔ خاموش خدا تجھے ہلاک کرے۔ تو نے یہ بات خدا کے لئے نہین کہی ہے یہ تقرر تو مسلمانون کے حقمین مضر ہوگا اور اسلام کو نقصان پہونچائیگا۔

یہ صیغہ مساوات اور خودانکاری وہان کچھ ایسا دال روٹی ہوگیا تھا کہ کسی وقت اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے بھولتا ہی نہ تھا یعنے ایکدن کچھ چادرین اصحاب رسول اللہ صلعم مین تقسیم کین ایک چادر باقی رہگئی۔ لوگون نے پوچھا کہ یہ آپ کسے دینگے۔ فرمایا یہ اوسے دونگا جسنے خود بھی ہجرت کی ہو اور اوسکا باپ بھی مہاجرین مین سے ہو۔ لوگون نے کہا تو عبداللہ بن عمر کو دیدیجئے آپ نے فرمایا کہ واہ مین تو سلیط ابن سلیط کو دونگا۔ وہ ایسا ہی ہے آخر وہ چادر سلیط کو دیدی اپنے بیٹے کا کچھ خیال نہ کیا۔

ولیم میور نے لکھا ہے کہ دو اصول یعنے سادگی اور ادائے فرض عمر فاروق کے ہادی اور رہنما تھے۔ وہ اپنے جلیل القدر عہدہ کے فرائض ادا کرنے مین انصاف۔ بے غرضی۔ بے طرفداری اور خودانکاری کو بخوبی ملحوظ

رکھتے تھے۔ سلطنت کے کامون مین آپکو کمال ہی مصروفیت رہتی تی اور ذمہ داری اور جوابدہی کا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا۔ یہی امور آپکی کامیابی کا باعث ہوے اور انہین باتون سے عمر فاروق کی اطاعت سے کسی نے سر نہ پھیرا جسکی نظیر دنیا مین کہین نہین ملتی۔ اونہون نے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ مین لیتے ہی منبر پر جاکے فرمایا تھا کہ۔

قوم عرب مہار والے اونٹ ہین۔ اونکی مہار اب میرے ہاتھ مین دیدی گئی ہے مجھے چاہیئے کہ مین اونہین سیدھے رستہ پر چلاؤن خدا میری مدد کرے۔

اور وفات کے وقت فرمایا تھا کہ۔

اے لوگو مین تمہین وہ راستہ بتا چلا ہون جسپر تمکو انہین چلانا چاہیئے اگر تم یہ راہ چھوڑ دوگے تو یہ ٹیڑھی چال چلنے لگینگے۔ خبردار انکو ٹیڑھا نہ ہونے دینا۔

عرب پر حکومت کرنے والے کو اس سے زیادہ سچی اور کامل ہدایت مشکل سے مل سکتی ہے۔ عرب کے بادشاہ کو عمر کا پر معنی قول اور عمر کے اصول سلطنت کو اپنا دستور العمل بنائے رکھنا فرض ہے۔ اونکے اقوال اور اصول سے نہایت درجہ کی احتیاط اور ہوشیاری عیان ہوتی ہے۔

شام مین قریش اور اصحاب رسول اللہ صلعم بہت سے جا بسے تھے اسلئے وہان کی لئے جب حاکم مقرر کرتے تو قریش اور شرفا ہی کو روانہ کرتے تھے۔ مشرقی صوبون مین اعراب اور قبائل اعراب کثرت سے تھے اسلئے وہان کے سردار اعراب اور قبائل

اعراب کے لئیقون مین سے تجویز کئے جاتے تھے۔ یعنے جس جگہہ جو پرزہ مناسب ہوتا تھا وہان اوسی سے کام لیا جاتا تھا۔ اس احتیاط اور دوربینی پر بھی اگر کسی شخص کی نسبت اختلاف یا شکایتین پیش ہونے لگین اوسے فوراً واپس بلالیا اسپر بھی اطمینان نہ تھا جابجا جاسوس لگے ہوے تھے اور ہر جگہہ کی ذراسی خبر ہر وقت ملتی رہتی تھی چار دن کہین کی خبر رکی اور دل دھڑکنا شروع ہوا کہ نہ معلوم وہان کے لوگونکا کیا حال ہوگا اور میرے سر خدا کے روبرو کیا جوابدہی آپڑیگی۔ ایسے ہی موقع پر اکثر گھبراکے آپ پکار اوٹھتے تھے کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور مین گھاس کا ایک تنکا ہوتا تو خوب تھا۔

ایکدفعہ صفین کے قلعہ مین جو جزیرہ مین تھا بنی تمر اور بنی تغلب محصور ہوگئے مسلمانون کی طرف سے بنی بکر نے اونہین گھیر لیا۔ محصورین تنگ ہوکے قلعہ سے بھاگے۔ بنی بکر نے اونکا تعاقب کیا۔ رستہ مین دریا حائل تھا مفر و رجان کے خوف سے پانی مین کود پڑے۔ بہت سے ڈوبنے لگے اور پکارے کہ ہاے ہم غرق ہوتے ہین۔ چونکہ ایام جاہلیت مین ایک دفعہ کسی موقع پر بنی تغلب کے (اصل کتاب مین بنی تغلب ہی لکھا ہے مگر قیاس چاہتا ہے کہ بنی بکر مین سے جلاے گئے ہونگے ورنہ انتقام اور بدلہ کیسا) چند آدمی زندہ جلاے گئے تھے اسلئے بنی بکر نے جوابدیا کہ ہان اوس جلانے کے بدلے مین اب ڈوبتے ہو۔ اگرچہ یہ نہایت خفیف اور ذلیل سی بات تھی مگر باخبر اور ذی ہوش جاسوسون نے اسے بھی سرکاری کانون مین پہونچادیا۔ وہان اسپر بھی رونگٹے کھڑے ہوگئے اور سمجھے خدانخواستہ یہ بُرے آثار ہین۔ فوراً بنی بکر سے جواب طلب ہوا کہ جب تمہین حکم ہے کہ ایام

جاہلیت کے سب جھگڑے بکھیڑے بھولجاؤ تو تمنے مسلمان ہوکر اوس زمانہ کے حالات اور واقعات کو کیون زندہ کیا۔ کیا تم مسلمانون مین وہی پہلی سی مین مین تو تو پیدا کرکے پھر نفاق باہمی تازہ کیا چاہتے ہو۔ جواب کے لئے بڑی سختی کی گئی۔ بنی بکر بیچارون نے بہت سی اینچا تانی کرکے اپنے قول کو قانون اسلام کے موافق ثابت کیا جب جان بچی۔

جناب امام حسن و امام حسین کے ساتھہ فاروق اعظم کی محبت تعشق کے درجہ پر پہونچی ہوئی تھی اکثر دونون شہزادون سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا تم دونون روز مجھکو اپنے جمال جہان آرا سے مسرور کرجایا کرو اگر تمہین دیکھے ہوے متواتر کئی دن ہوجاتے ہین تو میرا دل بے چین ہوجاتا ہے۔ اگر کسی دن شہزادون کو نہ دیکھتے تو پوچھتے سرور دل من تم آج میرا کلیجہ ٹھنڈا کرنیکو کیون نہین آے۔ ایک اسی طرح کے موقع پر صاحبزادون نے جوابدیا کہ ہم آپکے دروازہ تک تو آے تھے مگر معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن عمر کو اندر آنے کی اجازت نہین ہوئی۔ اونہین جو واپس جاتے ہوے دیکھا ہم دونون بھائی بھی لوٹ گئے۔ فاروق اعظم نے بڑا تاسف کیا اور فرمایا کہ بیٹا تم نور دیدہ مصطفیٰ اور سرور سینۂ فاطمۃ الزہرا ہو تمہارے برابر عبداللہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اسیطرح ایکدن اور عبداللہ ابن عمر کے واسطے اندر آنیکی اجازت نہوئی تو دونون شہزادے بھی پھرے۔ اسی عرصہ مین کسی نے دوڑکے اطلاع کردی کہ صاحبزادہ کے ساتھہ شاہزادۂ کونین حضرات حسنین بھی واپس گئے۔ آپنے اوسی وقت آدمی دوڑایا اور دونون صاحبزادونکو اپنے پاس بلواکے فرمایا کہ اے میرے

بھائی کے نور نظر تم کیون لوٹ گئے۔ تمہاری خدمت میرا فرض عین ہے عبداللہ کی تقلید تم کیون کیا کرتے ہو۔

رسول اللہ صلعم کی ازواج مطہرات اور بچون کی خبر گیری اور خدمتگذاری کو جناب عمر اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے اور اپنے تمام فرائض ضروری سے اس محبت کو مقدم جانتے تھے۔ بنی ہاشم کی محبت اور فضیلت کو ہر امر مین ثابت اور قائم رکھتے تھے۔ بنی ہاشم کو ہمیشہ اپنا سرتاج بنا کے رکھا اور کبھی کسی بات کی تکلیف اونہین ہونے دی۔ ازواج رسول اللہ صلعم کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کرکے اونہین کسی بات کا محتاج نہین رکھا۔ اسپر بھی ہر وقت اونکی خبر گیری سے غافل نہین رہتے تھے۔ جب کبھی ازواج مطہرات نے حج کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو دربار خلافت سے جناب عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کے نام حکم ہوا کہ نگرانی اور خدمت کے لئے ساتھ ہو۔ راستہ چلنے اور مقام کرنیکی بابت تمام ضروری ہدایتین خود اونکو کردین۔

ایکدن جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دربار خلافت مین استغاثہ دایر کیا کہ فلان شخص مجھے بہت تنگ کرتا ہے۔ حضرت عمر نے اوس آدمی کو طلب کرکے قرار واقعی سزا دی اور آیندہ کے لئے تنبیہ کردی۔ غرضکہ فاروق اعظم نے اپنے اس فرض کو بھی ایسی خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کے قول کے مطابق آپ ضرور ہی صادق اور سعادتمند کہے جانے کے مستحق تھے۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سفر بھی اس قابل ہین کہ ہم لوگ

اون سے سبق حاصل کرین اسلئے اختصارًا اونکا ذکر بھی ضروری ہے۔

(۱) پہلا سفر آپنے یروشلم کیطرف ۱۵ھ مین کیا۔ خود یروشلم والون نے سردار لشکر سے درخواست کی تھی کہ اگر امیر المومنین یہان تشریف لائین گے تو ہم اپنا شہر اونہین سپرد کر دینگے۔ ہمارے ممدوح نے خطرون اور مانع اعتراضون پر عمل نہ کرکے بے خوف و تردد شام کی طرف کوچ کر دیا۔ جابیہ مین پہونچے تھے کہ اودہر سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھہ حضرت امین الامۃ اور یزید اور سیف اللہ استقبال کو آے۔ وہ آراستہ گھوڑون پر مکلف لباس پہنے سوار تھے۔ جناب عمر نے جو اونکی یہ شان و شوکت دیکھی تو غصہ آگیا اور مٹھی بھر کے کنکر اونکے منہ پر پھینک کر فرمایا۔ کیا دو ہی برس مین تم اتنا بھول گئے اور اپنی وضع بدل لی جو ایسے لباسون مین مجھہ سے ملنے آے ہو۔ واللہ اگر دو سو برس بعد بھی تم ایسا کرتے تو بھی ذلیل کئے جانے کے قابل ہوتے۔ سبھون نے نیچی گردنین کرلین اور عرض کی کہ امیر المومنین یہ جو کچھہ آپ دیکھتے ہین لفافہ ہے۔ یہ کہکر سب نے اوپر کے کپڑے اوتار ڈالے تو نیچے وہی اصلی غریبانہ پوشاک تھی۔ مگر ہمارے ممدوح کی ناراضی اس سے بھی فرو نہوئی اور فرمایا میرے سامنے سے دور ہو جاؤ مین تمہارے ساتھہ ہرگز شہر مین نہ داخل ہونگا۔ اور اوسیوقت جابیہ مین اوتر پڑے۔ یروشلم کے بطریق کے پاس سے سفارت آئی۔ شرائط صلح طے ہوئین اور عہدنامہ لکھا گیا۔ اوسکے بعد عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ حاضر خدمت ہوے۔ جناب فاروق آگے بڑھکے اون سے ملے دونون صاحبون نے حضرت عمر کی رکاب کو بوسہ دیا۔ آپ فورًا سواری سے اوتر پڑے

اور دونون کو گلے سے لگالیا۔ پھر اور سردارون کو تو حکم ہوا کہ جاکے اپنا اپنا کام سنبھالو اور جناب عمرو بن العاص اور شرحبیل کو ساتھ لئے ہوے یروشلم کی طرف چلے۔ لوگون نے عرض کی کہ امیرالمومنین آپ گھوڑے پر سوار ہو لین اور لباس تبدیل کرلین تو انسب ہوگا۔ یہ بات کچھ سمجھ مین آگئی اور فرمایا کہ اچھا گھوڑا لاؤ۔ گھوڑا حاضر کیا گیا۔ وہ چودہ پندرہ پیوند لگی ہوئی خلعت فاخرہ اوتری اور ایک سفید پوشاک پہنادی گئی۔ لوگون نے سجدۂ شکر ادا کیا اور دلمین کہا کہ آج کیا سمائی ہے جو ہماری مان لی گئی۔ وہ گھوڑا شامت کا مارا شامی تھا اور شام ہی مین اوسنے تعلیم پائی تھی وہی اپنی اٹھکیلیون کی چال سے خرامان خرامان چلنے لگا۔ اوسکے گھنگروؤن کی آواز نے کانون کو بہر دیا۔ یہان ٹھیرے سپاہی تیغزن چھنا کے کب پسند آتے تھے آپکو ناگوار ہوا اور فرمایا اس سے تکبر پایا جاتا ہے۔ فوراً اوس گھوڑے سے اوتر پڑے اور اپنے ہی جانور پر سوار ہو گئے۔

(۲) دوسری دفعہ اوسوقت شام تشریف لیگئے تھے جبکہ وہان بغاوت ہوگئی تھی مگر جب آپ جابیہ مین پہونچے ہین تو غدر فرو ہوگیا اسلئے وہین سے واپس آے۔

(۳) تیسری دفعہ وبا کے خوفناک زمانہ مین شام کا ارادہ کیا تھا مگر اس دفعہ بھی راستہ ہی سے لوٹ آے۔

(۴) چوتھی دفعہ وبا کے فرو ہونے کے بعد ۱۸ھ مین مدینہ سے اسلئے روانہ ہوے کہ تمام ممالک مفتوحہ کا دورہ کرین اور رعایا اور عمال کا حال اپنی آنکھون سے دیکھین۔ چونکہ شام مین اوس ظالم وبا نے بڑا نقصان کیا تھا۔

اور یہ ایک بڑی دقت درپیش تھی کہ متوفی مسلمانون کے ترکہ تقسیم ہون اور اونکا انتظام ہوجاے۔ اسلئے پہلے کلیجہ کو پکڑکے شام ہی گئے۔ صرف ایک ہی اونٹ سواری مین تہا اور آپکا غلام بہی اوسی مین شریک تہا۔ اسلئے باری باری سے اوسپر سوار ہوتے تھے۔ عیسائیون کا ایک شہر ایلہ راستہ مین واقع تہا۔ وہان سے آدمیون کے غول کے غول اپنے بادشاہ کی آمد آمد سنکے سواری کا جاہ وحشم دیکہنے نکلے۔ اب ادہر کا حال سنئے کہ ایلہ کے قریب غلام کے سوار ہونے اور امیرالمومنین کی مہار پکڑکے آگے چلنے کی باری تہی۔ چنانچہ افسر قیصر وکسریٰ بلاپس وپیش اوسی طرح جارہے تھے اور اس بات کا مطلق خیال نہ تہا کہ آگے اپنی عملداری کا شہر ہے یہان تو باری کے قاعدہ کو توڑدین۔ بہلا وہ توڑا کیسے جاتا اوسمین تو غریب غلام پر ظلم سمجہا جاتا تہا۔ اب غلام سوار ہے اور بادشاہ سلامت کے ہاتہہ مین مہار ہے اور آگے آگے چلے جاتے ہین۔ جو آتا تہا وہ آپ ہی سے پوچہتا کہ خود بدولت کی سواری کتنی دور ہے اور یہ جواب پاتا تہا۔ ھوا ما مکم۔ یعنے وہ تمہارے آگے ہی وہ یہ سنکے سمجہتے تھے کہ خلیفہ پیچہے آرہے ہین اور آگے دوڑے چلے جاتے تھے۔ اسی عرصہ مین جناب عمر اسقف ترسا کے گہر جا اوترے اور چاہا کہ دوپہر یہین آرام کرین۔ بعد دوپہر کے وہان سے روانہ ہوکر شام کو جابیہ مین قیام کیا۔ پہر سب شہرون کو جنمین مسلمان اور عمال تھے دورہ کرکے خوب دیکہا۔ انتظام مین جو تغیر وتبدل مناسب معلوم ہوا کیا۔ امیرون وعہدہ دارون کو نصیحتین فرمائین۔ ترکون اور مال واسباب کے دعوے فیصل کئے۔ اس وقت یزید بن

ابی سفیان حاکم دمشق اور امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح حاکم حمص دونون وفات پا چکے تھے جناب معاویہ کو امیر شام مقرر کیا۔ مختلف باتون کے انتظام اور سب شہرون کے دورہ مین چار مہینے لگے۔ واپسی کے وقت سرحد شام سے اون لوگون کو واپس کیا جو شام سے آپکے ساتھ آے تھے اوس وقت اون سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری راے مین کوئی کام میرے کرنیکے قابل یہان رہ تو نہین گیا ہے اگر رہگیا ہو تو بتا دو تاکہ اوسے بھی کرتا جاؤن۔ مگر جب سب نے بالاتفاق کہدیا کہ اب کوئی کام نہین رہا تو آپ اطمینان سے مدینہ چلے آے چونکہ ممالک مشرقی مین ابتک وبا تھی اسلیئے آپ عراق وغیرہ کی طرف نہ جا سکے

آدمی کا حال سفر مین بخوبی معلوم ہو جاتا ہے اوسکا اخلاق۔ حسن نیت۔ خوبی انتظام۔ جرات و ہمت سب کی قلعی سفر مین کھلجاتی ہے۔ اسی لئے ہم جناب عمر کے سفر کے حالات بھی کچھ قلم بند کرتے ہین۔

آپ اثناے سفر مین بھی مشکل کام اپنے ذمہ لیلیتے اور اونکی بجاآوری کو اپنا ضروری فرض سمجھتے تھے۔ سفر مین رات کو معمول سے کم سوتے اور تمام قافلہ کے گرد بلاناغہ دو چار دفعہ گشت لگا لیا کرتے تھے۔ جب کبھی آپکو سفر کا اتفاق ہوا چارون طرف دور دور تک دھوم مچگئی کہ اس قافلہ مین حضرت عمر شامل ہین اسکے گرد کوئی نہ پھٹکنا۔ لوگ اپنا اسباب چارون طرف بکھرا چھوڑ کے سوجاتے تھے اور کوئی اوسے ہاتھ نہین لگاتا تھا جس راہ سے وہ قافلہ گذر جاتا اوسکے سب خس وخاشاک دور ہو جاتے تھے۔ فجر کی نماز پڑھکے آپ کوچ کا حکم دیتے اور لوگون کو پکارتے تھے کہ اے لوگو ہوشیار ہو کر سنبھل جاؤ کوچ کا وقت

آگیا ہے۔ قریب کے لوگ اونکی آواز سنکے دور کے لوگون کو آواز دیتے تھے کہ لوگو امیرالمومنین تمہین کوچ کے لئے ہوشیار کرتے ہین تیار ہو جاؤ۔ کجاوے باندہ لو اور کھانے پینے کا سامان درست کر لو۔ تھوڑی دیر توقف کرکے حضرت امیرالمومنین پھر آواز دیتے۔ چارون طرف غل مچ جاتا کہ اب سوار ہو جاؤ اب آپنے دوسری آواز دی ہے۔ اسکو سنتے ہی لوگ اپنا اپنا سامان اور اسباب باندہ لیتے تھے۔ پھر حضرت عمر اوٹھ کھڑے ہوتے اور دیکھتے کہ سب سوار ہو گئے ہین جب سب لوگ کوچ کر جاتے تو آپ پڑاؤ کے مقام پر سب جگہ پھر کے بڑے غور سے دیکھتے کہ کسی کی کوئی چیز رہ تو نہین گئی ہے اگر کوئی اپنی چیز بھولکے چھوڑ جاتا تو آپ اوسے اوٹھا لیتے اور احتیاط سے اپنے پاس رکھہ لیتے۔ اس طرح پڑاؤ کے مقام کی تلاشی لیکر اپنی جگہہ آتے۔ اپنے اونٹ پر اپنا اسباب اپنے ہاتھہ سے لادتے اور لوگون کی پائی ہوئی چیزین بھی احتیاط سے رکھہ لیتے تھے۔ سفر مین اونکے ساتھہ دو شلیتے ہوتے تھے۔ ایک مین ستو دوسرے مین سوکھی کھجورین بھری ہوتی تھین۔ سامنی پانی کا شکنجہ اور ایک بڑا پیالہ کاٹھ کا بندہا ہوتا تھا۔ سارا قافلہ آگے ہوتا اور آپ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ سب طرف دیکھتے بھالتے چلتے تھے جہان کسیکی کوئی چیز گر پڑی فوراً اوٹھاکے رکھلی۔ راہ مین اگر کسیکا اونٹ لنگڑا ہو گیا یا تھک گیا تو اوسکی مدد کرتے اور اوسکو دلاسے اور دلبری سے ساتھہ لیکر آہستہ آہستہ چلتے۔ جب اگلی منزل پر پہونچکے قیام ہوتا تو آپکے اونٹ کے چارون طرف لوگون کی پائی ہوئی چیزین لٹکتی ہوتی تھین۔ لوگ حضور کے پاس دوڑے آتے اور کہتے حضور میرا لوٹا پچھلے پڑاؤ پر رہگیا آپ دلوائین۔ کوئی کہتا میری کمان راہ مین

گر پڑی آپنے اوٹھائی ہے۔تیسرا کہہ رہا ہے کہ میری رسی آپکے پاس ہے مجھے عنایت ہو۔ایک آیا وہ کہنے لگا کہ حضرت میری فلان چیز جاتی رہی ہے اگر آپکو ملی ہو تو دیدیجے۔آپ سب بنی جنی چیزین جمع کرکے اونکے سامنے ڈالدیتے اور وہ اپنی اپنی چیزین پہچان پہچان کے لیجاتے اور جب دریافت کیا جاتا تو معلوم ہوتا کہ ایک کیل کا بھی نقصان قافلہ بہرین کہین نہین ہوا۔حفاظت کا یہ حال تہا۔جب کہین دن مین قافلہ ناشتہ کرنیکو ٹہیرتا تو آپ اپنے چمڑہ کا دسترخوان بچھاتے اور اپنے کاٹہ کے پیالہ مین ستو گھول کے اپنے پاس والے کو بہی شریک کرکے کہاتے تہے۔شام کو گری ہوئی چیزین سبکو دیکے نصیحت بہی کردیتے تہے کہ بہائی ہوشیار رہا کرو اور اپنی سب چیزین نظر مین رکہا کرو کوئی عقلمند اپنی ضرورت کی اشیا سے غافل نہین رہتا۔مین کب تک تمہارے مال و اسباب کی حفاظت کرونگا۔آئندہ تمہین بہت ہوشیاری برتنا چاہیئے۔سفر مین بہی وہ مسلمانون کیخدمت سے باز نہین رہتے اور دن رات کے کسی لمحہ مین اپنے فرائض سے غافل نہین ہوتے تہے۔

اثنائے راہ مین لوگون کے حالات کی تحقیقات اور اوسکے متعلق عدالتی انتظام کیے جاتے تہے۔مثلاً ایکدفعہ آپ ایک چشمہ پر پہونچے جسکے کنارہ قوم جذام آباد تہی وہان سنا کہ ایک آدمی نے دو سگی بہنون سے نکاح کر رکہا ہے۔آپ نے اوسے بلایا اور فرمایا کہ اے شخص مسلمان ہوکر تو نے یہ کیا ناجائز بات اختیار کر رکہی ہے۔اوسنے عذر کیا کہ اے امیرالمومنین مجھے اس امر کا ناجائز ہونا معلوم نہ تہا اوس لاعلمی مین یہ حرکت سرزد ہوگئی مگر اب اون دونون سے مجھے کمال انس ہو گیا ہے اسلئے اونمین سے کسیکو الگ بہی نہین کرسکتا۔جناب عمر نے سخت تنبیہ کی اور ایک عورت کو

علیحدہ کرادیا اسی طرح ایک اور مقام پر معلوم ہوا کہ ایک عورت دو مردون کی شرکت مین ہے اور دونون باری باری سے اوسے اپنے پاس رکھتے ہین۔ آپنے اوسکی بھی بلا کے حال دریافت کیا۔ ایک مرد نے جو ابدیا مین ضعیف ہون ایک جوان نے مجھسے کہا کہ تو اپنی عورت مین مجھے شریک کرلے تو مین تیرے اونٹ چرا الایا کرونگا اور اون کی حفاظت رکھونگا۔ مجھے اسکی قباحت معلوم نہ تھی مین نے اوسکا کہنا مان لیا۔ مگر اب آپکے فرمانے سے آگے کے لئے توبہ کرتا ہون۔

آپکا قصد تھا کہ تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرین۔ ہر جگہہ کا حال اپنی آنکھون سے دیکھین اور رعیت کا درد دل خاص اوسی کی زبان سے اپنے کانون سنین کیونکہ اکثر ارشاد ہوتا تھا کہ اگر مین زندہ رہا تو رعیت کے ایک ایک آدمی سے اوسکا درد سناکرونگا اور گھر گھر کی پھیری لگاتا رہونگا۔ تاکہ پیاری رعیت کی ضرورتین اور تمنائین اوسکے دل ہی دل مین بجھکے نہ رہجائین شاید اونکے عامل اونکی نہ سنتے ہون اور وہ غریب گھٹ گھٹکے رہجاتے ہون خدا کی قسم ایسا ہونا میرے حقین بہت اچھا ہوگا۔ اے لوگو ایک ایک بکری کے بچہ کی بازپرس ابن خطاب سے ہوگی دعا کرو کہ اوس دن مین خدا سے سرخرو ہون۔ ہاے افسوس صد افسوس ہمارے ممدوح کو اپنی خلافت کے لئے بہت تھوڑا عرصہ دیا گیا تھا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

کثرت ازدواج اور لونڈی غلام زیادہ رکھنے کے بالکل مخالف تھے۔ جسکا ثبوت یہ ہے کہ ایکدفعہ بہت سے لوگ حضور مین آے اور کثرت عیال و اطفال اور مفلسی کی شکایت کی۔ جناب عمر نے جو ابدیا تمنے خود ہی اپنے پیرون مین آپ

کلہاڑی ماری ہے تمنے مفلس کرنیوالے اسباب خود پیدا کر لئے ہین۔ بہت سی جورو ئین کر بیٹھے۔ لونڈی غلام اور نوکر چاکر رکھ لئے۔ اب عسرت سے بسر نہو تو کیا ہو

حقیقت یہ ہے کہ شیر کے جامہ مین عجیب پگھلا ہوا اور ذکی الحس اور بنی نوع انسان پر فریفتہ دل تہا۔ سنہ ۱۹ھ مین ایک پہاڑی سے آگ اور دہوان نکلنے لگا یہ پہاڑی مدینہ سے بہت پاس تہی۔ نام اوسکا لیلا تہا۔ آپ اس عام بات پر بہی نیکی اور نیک چلنی کی ترغیب دینے سے باز نرہے اور غربا و مساکین کو اپنے کلیجہ سے لگا بیٹھے اور اونمین خیرات تقسیم کرنے لگے۔

مغیرہ بن سوید سے روایت ہے کہ ایکبار حج مین ہم لوگ فاروق اعظم کے ساتہہ تہے۔ سنماز فجر پڑہکے دیکہتے کیا ہین کہ آدمیون کے غول ایک مسجد کیطرف دوڑے جاتے ہین۔ حضور نے دریافت کیا یہ کیا بات ہے معلوم ہوا کہ اس مسجد مین رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہی ہے۔ لوگ اوسکی زیارت کو جا رہے ہین۔ آپ نے آواز دی اے لوگو اسی طرح تم سے پہلے اہل کتاب گمراہ ہو گئے تہے یعنے اونہون نے اپنے انبیا کے آثار کو معبد بنا لیا تہا۔ تم ایسا نہ کرنا۔ علامہ مسعودی نے لکہا ہے کہ حضرت عمر نے اپنی خلافت مین نو حج کئے۔

زانی اور شرابخوار ان دو فرقون کے سخت دشمن تہے۔ جناب رسول اللہ صلعم اور حضرت صدیق اکبر کے زمانون مین شراب خوار کے چالیس دُرّے لگائے جاتے تہے مگر فاروق اعظم نے اس سزا کو دوگنا کر دیا۔ اس پر طُرّہ یہ تہا کہ اپنا ہو یا پرایا کوئی معاف نہین ہو سکتا تہا۔ سیاست اور عدل کا یہی پورا اصول ہے بغیر اسکے سلطنت آگے چل نہین سکتی نہ بادشاہ کی عزت قایم رہ سکتی ہے۔ بلکہ اپنا

اگر تخت عدالت کے سامنے آجاتا تھا تو اوسکی سمجھلو کہ بالکل کنجتی ہی آگئی - اپنے بیٹے کو اسی شرابخواری کے جرم مین سو دُرّے لگا دیئے اور وہ غریب مرگیا - اسی طرح اپنے ایک اور معزز رشتہ دار کو دُرّے لگائے - اسی جرم شرابخواری مین بہت سے گورنرون اور حکام کو بھی موقوف کر دیا اور دُرّے لگائے - غرضکہ فاروق اعظم سزا دینے مین نہایت ہی سخت تھے - ایک اپنے نہایت دلی رفیق کو شراب پیئے ہوئے جو کہین دیکھ لیا تو دُرّے اوڑا دیئے -

اونکے اس جوش عدالت نے ایکدفعہ جناب امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو دمشق مین دقت مین پہنسا دیا - تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ وہان انصار کی ایک جماعت جسمین ضرار بن ازور اور ابوجندل سے مشاہیر شامل تھے اسی کمبخت شراب کی علت مین گرفتار ہوکے عدالت مین پیش ہوے - جناب امین الامۃ کے ہوش وحواس گم تھے کہ ان اراکین اور ستونہاے سلطنت کی نسبت کیا کرون - ہاتھ پانون پھولگئے اور بدن پر رعشہ آگیا - اگر معافی کی طرف نظر کرتے ہین تو اپنے مین یہ جرأت نہین پاتے کہ فاروقی جلال کا سامنا کرسکین جسنے اپنے بیٹے کو مار ڈالا ہو وہ غیر کی کب رکھیگا - اس ضغطہ مین یہ سوجھی کہ مدینہ خبر کرو اور خود بدولت ہی سے رائے لو کہ ان جلیل القدر لوگون کی نسبت کیا کرین جو درجہ اور عزت مین مجھسے بھی بڑھکے ہین - مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ ان مجرمون نے توبہ کرلی ہے اگر رائے عالی ہو تو یہ معزز لوگ معاف کر دیئے جائین - جناب فاروق اس رپورٹ کے دیکھتے ہی افروختہ ہوگئے اور بڑی ناراضی سے لکھا - ابوعبیدہ - مین قانون کی بے عزتی برداشت نہین کرسکتا اسمین معزز اور ذلیل کیسا

تمنے فوراً سزا کیون نہین دی بہت بڑا کیا۔ سلطنت کی بڑی ہتک ہوئی اب خوب کان کھولکے سنلو کہ بہت سے مسلمان جمع کرو اور اونکے سامنے سب مجرمونکو بلاؤ اون سے پوچھو کہ شراب حلال ہے یا حرام۔ اگر وہ حرام بتائین تو اسّی اسّی دُرّے لگا دو اور کہدو کہ سیدہی اپنے گھر کی راہ لو۔ جو حلال کہین تو بیدریغ اور بلا پس و پیش سب کے سر اوسی وقت اوڑا دیے جائین۔" اس حکم کا جاری ہونا تھا کہ مدینہ سے دمشق تک زمین ہلگئی اور لوگ سمجھے کہ آج ہی قیامت آگئی کیونکہ اون لوگون کے سر قلم کرنیکا حکم دیدیا ہے جنمین سے ایک ایک نے کئی کئی معرکے فتح کیے ہین۔ حضرت ابوعبیدہ بھی اس حکم کے دیکھتے ہی چونک پڑے اور وہی کرتے بنی جیسا کہ لکھا ہوا آیا تھا۔ مگر واہ رے مطیع اور منقاد لوگو۔ معقولیت تمہارا ہی حصہ تھا۔ ابوعبیدہ سے اپنے خلیفہ کا حکم سنا اور سب نے شرم سے گردنین نیچے ڈال لین پیر کا لوٹو تو بدن مین لہو نہ تھا۔ ادہر تو خلیفہ کے حکم نے مشکلین کسین اور ادہر دُرّے لگانیوالون نے اسّی اسّی دُرّے سب کے لگا دیئے۔

مہاجرین صحابہ مین سے ایک صاحب شرابخوری کے جرم مین ماخوذ ہوے آپنے اون پر حد جاری کرنا چاہا وہ کہنے لگے کہ مین بموجب کلام باری تعالے عزاسمہ۔ لیس علی الذین اٰمنو وعملوا الصلحٰت جناح الخ۔ اس گناہ پر سزا کا مستوجب نہین ہوسکتا اور مین بدر۔ حدیبیہ وغیرہ غزوات مین حضور صلعم کی جو رکابی کا فخر رکھتا ہون اسلیے اون لوگون مین شامل ہون جنہون نے نیک اعمال کیے۔ حضرت عمر نے اونکی بحث سنکر صحابہ کیطرف دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے اوس کے جواب مین آیت۔ یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر الخ۔ پڑھکر کہا کہ اس

آیت مین اللہ تعالےٰ نے صریح ممانعت کردی ہے اور وہ معافی پچھلے زمانہ کے متعلق ہے۔ اگر آنکھین ہون تو دیکھنے کا مقام ہے کہ خدا نے دولت وحکومت اون لوگون کو ہرگز ہرگز چھپر پھاڑ کے نہین دی تھی نہ اون مین کوئی معجزہ اور کرامت تھی جو قیصر وکسریٰ کے ملکون کے مالک ہوگئے بلکہ اصل بات یہ تھی کہ قانون اسلام کے آگے اونکی گردنین خم تھین اور خلیفہ کے حکم کی عزت کرتے تھے۔ ہم سے نالایق گمراہ ہوتے تو یہ کہدیتے کہ ہمین نے تو سب کچھ پیدا کردیا اور اب ہمین پر حکومت کیجاتی ہے اور ہمین ذلیل کئے جاتے ہین۔ بس یہی سبب ہے کہ وہ لوگ بادشاہی کرگئے اور ہم غلامی مین گرفتار ہین۔

نمیدانم چہ حال ست این نہ می فہمم چہ فال ست این	نہ عمر ست این و نہ باں ست این نہ خواب ست این خیال ست این

گالیان اور زبان سے فحش بات نکالنے پر بھی سزا دیتے تھے۔ ایک آدمی نے طعن کے طور سے دوسرے کو کہا کہ کیا میری مان زانی ہے۔ حضرت عمر نے کہنے والے کو کوڑے لگائے اور فرمایا کہ تو اپنے مان کی تعریف اور الفاظ مین بھی کرسکتا تھا

فاروق اعظم ہر طرح سے مسلمانون کے اخلاق کی درستی مین کوشش بلیغ فرماتے رہے عملاً اور قولاً اور فعلاً کوئی دقیقہ اون سے فروگذاشت نہین ہوا۔ کسیوقت مسلمانون اور اسلام کے خیال سے فارغ نہین رہتے تھے۔ ہزوی اور خفیف بداخلاقی کو بھی روا نہین رکھتے تھے اور فوراً اوسکا انتظام اور رخنہ بندی کی جاتی تھی۔ روایت ہے کہ ایک رات حضور بازار کے گشت مین تھے۔ ناگاہ ایک عورت کی آواز آئی جو اس مضمون کا شعر پڑھ رہی تھی۔

کاش شراب کے یا نظر بن حجاج کے ملجانے کی کوئی سبیل ہوتی۔

جب صبح ہوئی تو آپنے پوچھا کہ نظر بن حجاج کون ہے۔ لوگون نے کہا۔ وہ ایک خوبصورت طرحدار جوان بنی سلیم مین سے ہے۔ حضور نے اوسے بلایا۔ دیکھا کہ اوسکے کالے کالے بال سانپ کیطرح لہرا رہے ہین کیون نہ ڈسین۔

کہو لکز لف جو جانان سوے بازار چلا	شور ہر سو سے اوٹھا مار چلا مار چلا

اپنے حجام کو بلاکر حکم دیا کہ ابھی ابھی انہین مونڈ دے۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اوسکی موہنی صورت جیسی کی تیسی ہے تو اپنی جیب خاص سے اوسے خرچ دیکر مدینہ سے باہر بھیجدیا۔

قبیلہ جہینہ کا ایک آدمی پہلے سے کجاوے خرید رکھتا تھا اس خیال سے کہ حج کی زمانہ مین انہین مہنگا فروخت کرونگا۔ حضرت عمر نے اوسے بلاکے ڈانٹا۔ اوس نے اپنی مفلسی کا عذر پیش کیا۔ حضرت عمر نے اوسکے قرضخواہون کو بلاکے اوسکا مال بحصہ رسدی اونمین تقسیم کردیا۔ اوسکی اس دین فروشی کی نہایت مذمت فرمائی اور ہدایت کی کہ کوئی ایسا کام نکرے۔

مروج الذہب مین لکھا ہے کہ آپ متواضع تھے۔ موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اللہ کے کام مین سخت تھے۔ اونکے عمال بھی جمیع عادات۔ اخلاق اور افعال مین اونکے قدم بہ قدم چلا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق عاملون اور امیرون کی سخت نگرانی رکھتے اور فرمایا کرتے کہ حکام اور امرا کا اثر عام پر ہوتا ہے اگر یہ بگڑے تو سب بگڑ جائینگے اونکے لئے ضرور ہے کہ اپنے عمدہ افعال کی نظیر عوام مین قایم کرین۔ چنانچہ آپنے پڑھا ہوگا کہ حضرت عمر کے عمال بھی آپ ہی کے رنگ مین قریب قریب رنگے ہوے تھے۔

زآب آموختم در دہر رسم آشنائی را	کہ در ہر رنگ شامل میشود بنگ صفائی را

اگر عمال کے ذرا سے کام پر بھی اونکو شبہ ہوا تو معاً موقوفی کا حکم صادر ہوجاتا تہا۔ اخلاقی قصور مین کسیکی رعایت نہین کیجاتی تہی۔ تقرر عمال مین مردم شناسی اور تحقیق و واقفیت سے بہت کام لیتے تہے۔ مصر اور مشرقی صوبون کے امیر عمرو بن العاص امارت کے فرائض کے سوا فتوحات کو بھی وسیع کرتے جاتے تہے حضرت شرحبیل بن حسنہ مشرقی اضلاع شام کے حاکم تہے۔ تمام ممالک مین امن۔ آسائش عدل اور انصاف کا دور دورہ تہا۔ فاروق اعظم اپنے فوجی افسرون اور گورنرونکا تقرر بالکل ذاتی تعلق ولحاظ و مروّت و محبت سے پاک وصاف کیا کرتے تہے۔ مغیرہ وعمار کے سوا حضرت عمر نے جتنے آدمیون کو مقرر کیا اونمین کامیابی ہی ہوئی۔ کوفہ اور بصرہ شہرہ پشت مقام تہے مگر وہان کے لوگون کو بھی عمر فاروق کی زندگی مین اتنی جرأت نہین ہوئی کہ سر اوٹھائین۔

کوفہ اور بصرہ نئے آباد ہوے تہے۔ وہان مختلف اقوام اور قبائل آن بسے تہے اور وہ اپنا بہت زیادہ وقت بیکاری مین بسر کرتے تہے۔ آپ جانتے ہین کہ بیکاری کے شغل انتظام ملکی مین بہت خلل ڈالتے ہین۔ اسی سبب سے حضرت عمر کو بصرہ اور کوفہ کے حاکم مقرر کرنے مین بڑی دقت ہوتی تہی ہمیشہ ایک خاص توجہ آپکو اس امر پر رہتی تہی اور بعض خاص واقعات نے بھی آپکو بصرہ اور کوفہ کیطرف ہمہ تن مائل کردیا تہا۔

عتبہ کی وفات کے بعد آپنے مغیرہ بن شعبہ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ ابو بکرہ نامی ایک آدمی بصرہ مین مغیرہ کے مکان کے پاس رہتا تہا اوسے خبر لگی کہ مغیرہ

بنی ہلال مین سے ایک بیوہ عورت کو جسکا نام خلہ تہا بغیر نکاح اپنے پاس رکہتا ہے
ایکدن ابوبکرہ اوس عورت کو مغیرہ کے گہر آتے دیکہکر چند دوستون کو اپنے گہر
بلالایا اور ایک روزن سے جو مغیرہ کے گہر اور اوسکے مکان کی درمیانی دیوار مین
تہا اوسکو اوس غیر منکوحہ عورت سے زنا کرتی دکہادیا۔ نماز کے وقت جب مغیرہ امامت کے
لئے کہڑا ہونے لگا تو ابوبکرہ نے اوسکا ہاتہہ پکڑکے الگ کردیا اور کہا۔ فاسق
وزانی امام نہین ہوسکتا۔ مغیرہ خاموش رہگیا اور جناب عمر کو خبر ہوئی۔ آپنے
مغیرہ کو مدینہ طلب کیا اور ابوموسیٰ اشعری کو اوسکی جگہہ حاکم بصرہ کردیا۔ جن مختصر
الفاظ مین یہ حکم لکہوایا گیا وہ یہ ہین۔

بلغنی امر عظیم ولیت ابوموسی الاشعری عملک وسلم الیہ

اس حکم کے دیکہتے ہی مغیرہ اور ابوبکرہ معہ گواہون کے مدینہ پہونچے۔ گواہون سے
عدالت نے سوال کیا کہ تمنے مغیرہ کو زنا کرتے دیکہا ہے۔ گواہون نے جوابدیا۔
ہمنے ایک جامہ مین دونون کو سوتے ہوے دیکہا ہے۔ اس سے زنا ثابت نہوا۔
تہمت لگانیکے سزا دینی پڑی مگر مغیرہ معزول ہوکر مدینہ مین رہا اور ابوموسیٰ اشعری
اوسکی جگہہ مستقل کردیئے گئے۔ اونکی لیاقت انتظام اور جدید فتوحات سے نہایت
کامیابی ہوئی۔ چونکہ بصرہ والون مین بہی فساد کا مادّہ بہت تہا اسلئے ابوموسیٰ نے
اپنی حمایت کے لئے چند صحابۂ رسول اللہ کو اپنے پاس بلانیکی درخواست کی۔
جناب فاروق اعظم نے فوراً انس بن مالک۔ عمران بن الحصین وغیرہ کو اونکے
اطمینان کے لئے وہان بہیجدیا۔ اسپر بہی ابوموسیٰ الزامون سے بچ نہ سکے جنکی
جوابدہی کے لئے اونہین دربار خلافت مین حاضر ہونا پڑا۔ چونکہ الزام مہمل تہے

بری ہوگئے۔ بری ہونے کے بعد پھر ایک سال بصرہ مین رہے اور بعد ازان کوفہ کی گورنری پر تبدیل کر دیئے گئے اور خلافت فاروقی کے انجام تک عمدہ طور سے کام کرتے رہے۔

کئی سال تک کوفہ مین حضرت سعد نے حکومت کی جو کوفہ کے بانی اور مدائن وعراق عرب کے فاتح تھے مگر خلافت فاروقی کے نوین سال مین اونکے خلاف بھی سازشین ہونے لگین اور شور مچا کہ سعد غنیمت کو مساوات سے تقسیم نہین کرتے جنگ مین عاجز ہو جاتے ہین اور دلیر نہین ہین۔ محمد بن مسلمہ کو اونکے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا گیا معلوم ہوا کہ یہ شکایتین بالکل غلط ہین حضرت سعد بری ہوے۔ پھر یہ الزام لگا کہ وہ نمازون مین سستی کرتے ہین اس مین وہ معزول کر دیئے گئے۔

سعد کی جگہ عمار بن یاسر مقرر ہوے مگر اہل کوفہ اون سے بھی راضی نہ ہوے جناب عمر فاروق کو وہان ابو موسیٰ اشعری کو تبدیل کرنا پڑا جب اونکی بھی شکایتین ہونے لگین تو ایک سال کے بعد اونہین پھر بصرہ واپس کر دیا۔ کوفہ کی گورنری نے جناب عمر کا دم ناک مین کر دیا تھا۔ نہ اچھا وہان مبھنے پاتا تھا نہ برا کھپتا تھا آپنے ارادہ کیا کہ جابر بن مطعم کو وہان بھیجین لیکن مغیرہ جسنے اپنے حال کی بہت کچھ اصلاح کر لی تھی وہان بھیجا گیا۔ اوسکی لیاقت سے پھر کوئی شکایت اوسکی حضور مین نہین پیش ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اون عاملون سے کمال خوش ہوتے تھے جو اپنے صوبہ سے نہایت کم مال جمع کر کے لاتے تھے۔ ایکدفعہ ابو ہریرہ عامل بحرین

پانچ اشرفیون کی تھیلی لیکے آے حضرت عمر نے اون سے کہا۔ کوئی اور عامل اتنا لیکر کبھی نہین آیا اسمین یتیمون بیواؤن اور مظلومون کا مال ہوگا۔ ابوہریرہ ذی رنجیدہ ہوکر جوابدیا کہ ایسا نہین ہوسکتا۔ آپ تحقیق کرلین۔ خرچ مین دو لگا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر اپنے عمال کی بہت ہی خبرگیری رکھتے تھے۔

عمیر بن سعد انصاری عامل حمص کا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ حضرت عمر نے حساب فہمی کیلیے اونہین اپنے پاس بلایا۔ وہ اپنا توشدان اور پیالہ اور لوٹا کندہی پر ڈالے اور سونٹا ہاتھ مین لئے سادہ لباس مین پاپیادہ سامنے آکھڑے ہوے۔ امیرالمومنین نے دریافت کیا۔ عمیر کیا حال ہے۔ جواب ملا الحمدللہ بہت اچھا ہے تم بھی دیکھ لو تمہارے سامنے کھڑا ہون۔ پھر سوال کیا گیا کہ تم پیدل کیون آے۔ اگر تمہارے پاس سواری نہ تھی تو کسی سے مانگ لی ہوتی اور وہان کے مسلمانون کو چاہیئے تھا کہ جسوقت تم وہان سے چلنے لگے تھے تو تمہین سواری دیتے۔ جناب عمیر نے جوابدیا کہ نہ مین نے مانگی نہ کسی نے دی۔ اسپر حضرت عمر کے منہ سے کہین یہ نکل گیا تو وہ بُرے مسلمان ہین۔ یہ سنکر جناب عمیر خفا ہوگئے اور کہا۔ امیرالمومنین آپ اونہین بُرا نہ کہین وہ نماز پڑھتے ہین۔ افسوس صد افسوس۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان کو بُرا بتاتے ہوے سنکر مسلمان خفا ہوجاتے تھے اور وہ بھی ایسے جلیل القدر خلیفہ سے۔ یا ایک زمانہ یہ ہے کہ مسلمانون کی عمر مسلمانون کو بُرا کہنے مین صرف ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا نہین جو مسلمان پر لعنت نہ کرتا ہو۔

یاری اندر کس نمے بینیم یاران راچہ شد		دوستی کے آخر آمد دوستداران راچہ شد

مسلمان مسلمان کا بدخواہ ہے۔ ایکدوسرے کو کھاتے پیتے نہین دیکھ سکتا مدد کرنا تو درکنار۔

نمے بینم ازین آہن دلان ہرگز کسے احسان		ندارد دست ظالم ریزشے جز خون مظلومان

بغض وحسد و کینہ آپسمین ایسا سمایا ہے کہ جسکی حد نہین۔ بہیڑ بکری۔ کوّون کتون مین اتفاق دیکھوگے مگر یہ خصلت جمیلہ اگر نظر نہ آئیگی تو مسلمانون مین نفاق کو اگر دنیا مین کہین آسائش سے بسر کرنیکو جگہہ ملی ہے تو وہ مسلمانون ہی کے دل مین ہمین تو چند روز سے اب یہ شبہ ہونے لگا ہے کہ انکے روزہ نماز مین اسیواسطے اثر نہین رہا ہے۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔ آمدم برسر مطلب۔ جناب عمر نے عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا تم جب سے اپنے علاقہ پر گئے ہو تمنے بیت المال مین ایک حبّہ نہین داخل کیا۔ اسکا جواب یہ ملا کہ امیرون سے لیتا ہون غریبون کو دیدیتا ہون وہان کچھہ بچے تو تمہارا بھرنا بھرون۔ مجھسے مسلمان بھوکے نہین دیکھے جائینگے اگر ادن سے نہین بچیگا تو نہین بھیجونگا۔ جناب فاروق ان جی مین سماجانے والے جوابون سے نہایت محظوظ ہوے اور فرمایا کہ اچھا اب اپنے عہدہ پر تشریف لیجایئے۔ ہمارا اطمینان ہوگیا۔ حضرت عمیر نے فرمایا کہ مین نہین جاؤنگا۔ پوچھا گیا کیون۔ کہا کہ مین اس کام کو نہ اب کرونگا اور نہ پھر کبھی مینے ایکدن ایک ذمی عیسائی سے کہدیا تھا "اللہ تجھے خوار کرے" آج تک پشیمان ہون کہ یہ مین نے کیا کیا۔ اگر تم مجھے عامل نہ کرتے تو یہ گناہ مجھسے کیون سرزد ہوتا۔ کیسا بُرا تھا وہ دن جس دن مین تمہارے پاس آیا تھا۔ یہ کہکر حضرت عمیر نے

اجازت لی اور قبا چلے گئے جہان اونکا گھر تھا چند روز بعد جناب عمر نے حارث کو سو دینار دیکے عمیر کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ اگر اونہین آسودہ دیکھنا تو دینار واپس لے آنا اور اگر تنگ ہون تو دے آنا۔ حارث نے جاکے دیکھا کہ زمین پہ بیٹھے ہین دیوار کا تکیہ ہے اور کپڑے صاف کر رہے ہین۔ حارث اونکے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگے۔ عمیر کو جب معلوم ہوا کہ یہ آدمی مدینہ سے آیا ہے تو پوچھا کہ امیر المومنین کس طرح ہین۔ حارث نے کہا اچھی طرح۔ عمیر بہت خوش ہوے۔ پھر پوچھا کہ مسلمانون کا کیا حال ہے۔ کہا اچھا ہے یہ سنکر سجدۂ شکر بجا لاے اور بولے مسلمان کے لئے اس سے اچھی کوئی خوشخبری نہین۔ حارث تین دن تک وہان رہا دیکھا کہ اونکو اتنی ہی جو کی روکھی روٹی نصیب ہوتی ہے جتنی کہ وہ مجھے کھلا دیتے ہین خود میان بیوی دونون بھوکے رہجاتے ہین۔ اب تنگ آگئے ہین مگر منہ سے کچھ نہین کہتے۔ حارث کے آنسو نکل آے۔ وہ دینار نکالکے اونکے آگے رکھدیئے۔ اور کہا کہ امیر المومنین نے آپکی نذر کے لئے بھیجے ہین۔ عمیر جلاّاوٹھے کہ مجھے انکی کچھ حاجت نہین انکو میرے سامنے سے اوٹھالو پھر اپنی بیوی کے کہنے سننے سے لے تو لئے لیکن اوسی وقت فقیرون کو بلاکے تقسیم کردیئے۔ جب حضرت عمیر نے انتقال فرمایا تو جناب عمر بہت روے اور اصحاب کو ساتھ لیکر بقیع غرقد تک اونہین دفن کرانے گئے اور فرمایا کہ اگر عمیر سا آدمی ملتا تو اوس سے مسلمانون کے کام مین مدد لیتا۔

گو عاملون کی تندرستی اور صحت حواس کا لحاظ عمر فاروق کو زیادہ رہتا تھا مگر اوسکے ساتھ ہی اونکے اوصاف کی قدر بھی بہت کرتے تھے۔ سعید بن عامر

جمعی کو شام مین کسی عہدہ پر مامور کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد معلوم ہوا کہ اونھین مرگی آتی ہے فوراً واپس بلالیا۔ دیکھا کہ وہ ایک نہایت سادہ حالت مین چلے آتے ہین ساز و سامان مین سے صرف ایک پیالہ اور ایک توشدان پاس ہے باقی کچھ بھی نہین۔ پاس آئے تو پوچھا کہ تمھارے مرض کا کیا حال ہے اونھون نے عرض کی کہ اے امیر المومنین مجھے مرض تو کچھ بھی نہین مگر یہ ایک حالت ہے جو مجھپر اوسوقت طاری ہوجاتی ہے جب مجھے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت یاد آتی ہے۔ اونھین میری آنکھون کے سامنے سولی دی گئی تھی۔ اونھون نے میرے روبرو قریش کے حق مین بد دعا کی جنمین مین بھی شامل تھا جسوقت وہ کیفیت یاد آتی ہے تو دل لوٹ پوٹ ہوکر بیہوشی طاری ہوجاتی ہے۔ جناب عمر نے یہ ماجرا سنکے حکم دیا کہ اچھا اب اپنی جگہ واپس چلے جاؤ مگر حضرت سعید بن عامر نے پھر کسی طرح نہ مانا اور جناب فاروق اعظم ایسے اہل دل کو ہاتھ سے کھو کے بہت پچتائے اور مدتون رنج رہا۔ اکثر روایتون مین ہے کہ پھر اونھین بڑی التجا سے امیر حمص کر دیا تھا۔ غرضکہ قابل قدر آدمی جب ملجاتا تھا تو اوسکا پیچھا بھی نہین چھوڑتے تھے جو ایک بڑی پیاری صفت ہے۔

امیر صوبہ اور مختلف عہدہ دار الگ الگ اپنے اپنے کامون کے جوابدہ سمجھے جاتے تھے ایک کو دوسری کا ماتحت اور دست نگر نہین بناتے تھے کہ افسر کی راہ مین سب بندھے ہوے ہین افسر اگر چاہتا تو اپنے ماتحتون کو سانٹ کے ایجنٹ گورنمنٹ کو اُلو نہین بناسکتا تھا۔ جیسے امیر صوبہ کی آواز بلا توسل امیر المومنین کے کان مین پہونچ سکتی تھی ویسے ہی ایک ٹکے کے مزدور کی بات بھی سیدھی بادشاہ کے

کان مین جاسکتی تھی۔ آج کل کی ادعائی سلطنتون کی طرح بادشاہ اور رعیت مین رشتہ منقطع نہ تھا یعنے ہم بادشاہ مین بادشاہ کے صفات نہین دیکھتے اور اپنے اوپر رعیت کے فرائض فرض نہین پاتے۔ یہ عیب تو خاص کر کے ہمارے ممدوح کی گورنمنٹ مین آیا ہی نہین۔ کچھ چھوٹی سلطنت اونکے زیر نگین تھی نہ آجکل کی سی معصوم صفت رعیت اونھین نصیب ہوئی اور نہ ہی اس زمانہ کا سا سامان حرب اون غریبونکو میسر آیا۔ وسائل آمد و رفت اور خط و کتابت مشکل سے بھی مشکل تھی اسپر بھی رعیت کے ہونٹھ اور بادشاہ کے کان ہمارے معشوق کی ڈکشنیری مین بالکل مترادف الفاظ تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر شام اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین کچھ تکرار ہوگئی۔ ہمارے امیر صاحب نے عبادہ بن صامت کو بہت بے نقط سنائین۔ عبادہ ناراض ہوکے شام سے چلے آئے اور مصمم ارادہ کرلیا کہ عمر بھر مین اور جناب معاویہ ایک بستی مین نہ رہینگے مدینہ مین جو قدم رکھا تو صاحب خبر خلیفہ نے جواب طلب کیا کہ اپنی جگہ کسکے حکم سے چھوڑی۔ لاچار کچا حال التماس کرنا پڑا۔ حکم ہوا کہ نہین تمھین اوسی جگہ اپنی عمر پوری کرنی ہوگی جہان معاویہ امیر ہونگے کیونکہ گورنمنٹ اسلام کو اس امر کی ازبس ضرورت ہے کہ تم دونون ایک ہی مقام پر رہو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ تم کبھی خواب مین بھی اس خیال کو اپنے دماغ مین نہ سمانے دینا کہ عبادہ میرا ماتحت ہے۔

بیرونی مصلحتین بھی پیش نظر رہتی نہین کبھی کبھی ایسا بھی ہوجاتا تھا کہ اونکے لحاظ سے آپ اپنے حسب منشا کارروائی نہ کرسکتے تھے مگر ایسا کبھی کبھی اور شاذ و نادر

ہی ہوا ہے یزید بن ابی سفیان کی وفات کے بعد اونکے بھائی معاویہ کو اونکی جگہہ
گورنر شام کر دیا۔ جناب عمر جب شام گئے ہین تو ہمارے حضرت معاویہ بڑی تزک
واحتشام اور نہایت دھوم دھام اور لاؤ لشکر سے آپکے استقبال کو آئے۔ فاروق
اعظم کی نظرون مین یہ بات بہت کھٹکی۔ آپ یہ بہی سن چکے تھے کہ معاویہ کے دروازہ پر
حاجب بہی رہتے ہین۔ سامنے آتے ہی پوچھا کہ معاویہ کیا حال ہے۔ جواب ملا۔
حضرت یہان غیر ملکون کے جاسوس ہر وقت موجود رہتے ہین اسلئے مین ایسا
کرتا ہون تاکہ رعب سلطنت قایم رہے اگر آپکو یہ امر ناگوار ہو تو مین یہ سب باتین
ترک کر دون۔ عمر فاروق نے جواب دیا۔ تمہاری باتین ایسی ہی مُدلّل ہوا کرتی ہین
جو کچھہ تمنے کہا اگر سچ ہے تو معقول رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو دانا کی فریب
دہی ہے۔

دورہ مین اہل حمص سے اونکے امیر کا حال پوچھنے لگے۔ اہل حمص نے عرض
کی حضور ہمارا امیر تو قابل تعریف ہے البتہ اوسنے اپنے رہنے کے لئے ایک پرتکلف
مکان تعمیر کرالیا ہے جسمین ایک بلند بالاخانہ پر بیٹہا دور دور کی سیر کیا کرتا ہے۔
فاروق اعظم کو طیش آگیا اور ایک سوار کو بلاکے حکم دیا کہ اسی وقت دوڑے
ہوے حمص پہونچو اور وہان کے گورنر کو جسطرح بیٹہا پاؤ ویسے ہی لے آؤ قبل
روانگی کے اوسکے مکان مسکونہ کو جلاتے ہی آنا۔ قاصد نے وہان پہونچکے مکانمین
آگ لگانے کی پہلے تجویز کی۔ لوگون نے سرکاری آدمی کو جو اس فکر مین دیکہا
گھبرا گئے دوڑکر گورنر کو خبر کی کہ کس خیال مین ہو فاروقی عتاب نازل ہو چکا اب
خیر نہین۔ حاکم سٹ پٹا گیا دوڑا ہوا قاصد کے پاس آیا اور فرمان خلافت اوسکے

ہاتھہ سے لیکر پڑہا اوسی طرح گھوڑے پر سوار مدینہ دہر دوڑا۔ حکم ہوا۔ تمہاری سزا یہ ہے
کہ تین دن برابر صبح سے شام تک دہوپ مین کہڑے رہو تاکہ پر تکلف محلون مین
رہتے رہتے آرام طلبی کا زہر جو تم مین سرایت کر گیا ہوگا وہ پسینہ کی راہ بدن سے
نکلجاے۔ جب تین دن مین یہ تنقیہ ہو چکا اوس سے کہا کہ اب ہمارے ساتہہ چلو
صدقہ کے جانورون کے مکان مین جاکر حکم دیا کہ تمام اونٹون کو کنوئین سے
ڈول کہینچ کہینچ کر پانی پلاؤ۔ بیچارہ گورنر تین دن سے تو دہوپ اور لوٗ مین ہلکان
ہو رہا تہا چوتہے دن ایسی محنت شاقہ سے بالکل بیدم ہوکے گر پڑا۔ آپ نے
دریافت فرمایا۔ اے ابن قرظ۔ اب بتا تو نے کتنے دن اونٹ چرائے ہین۔ گورنر
بولا کہ امیر المومنین مدتون یہ کام کر چکا ہون۔ حضور خوب جانتے ہین۔ ارشاد ہوا
پہر آج تیرا کیا حال ہے کہ تین ہی دن کی سخت محنت مین یہ بدحال ہوگیا۔ یہ تیرے
محلون اور عیش وعشرت کا زہر ہے کہ جسنے تجھے کسی کام کا نہ رکہا۔ اے کمبختو تم لوگ
میری آنکہون کے سامنے کیون اپنے خوار ہونے کی تدبیرین کر رہے ہو یہ تعیش
تمہین ذلیل وخوار کر دیگا۔ مین چاہتا ہون کہ مسلمان اپنی اصل کو نہ بہولین۔
اونکا افضل ترین پیشہ اونٹون کا چرانا اور نفیس ترین غذا بن چینے جو کے آٹے
کی روٹی ہے۔ عمدہ محل ریگستان کی دہوپ اور لوٗ ہے جسکے طفیل اونہون نے
یہ دولت اور عزت پائی ہے۔ جب تم لوگ اپنی اصل بہولجاؤگے غیر قومین تمہین
کان پکڑ پکڑ اوٹہائینگی اور لاتین مار مار کر بہٹائینگی۔ تمہین اپنے اونٹ چرانیکی
عمدہ عادتین بہولنا مضر ہونگی۔ مجہے ناگوار ہوا کہ تو نے پر تکلف محل اسلئے تعمیر
کرایا ہے کہ مسلمانون کی رانڈون اور یتیمون کو اپنی عزت اور عظمت دکہا دکہا کے

لگاے جس سے قوم مین باہمی نفاق اور دشمنی کی بنیاد پڑے اور مسلمان مسلمانونکی گلے کاٹین - بھائی ہم لوگ سپاہی ہین گھوڑے کی پیٹھ ہمارا چھپر کھٹ سورج کی دھوپ شامیانہ - آب شمشیر شربت کے گھونٹ - ہمین ان زنانی باتون سے کیا مطلب بھائی خوب سمجھ لے -

بجز ادیم زمین نیست فرش در زیرم	بغیر دود جگر نیست آسمانگیرم

جا - خبردار - مین نے تیرے اندر سے مہلک زہر کا اثر پسینہ کی راہ نکالدیا ہی اب اسے زہر بار نہ کر جائیو - پس گورنر جس عقلمند بنکر اپنے عہدہ پر واپس گیا اگرچہ ہمارے ممدوح سادگی اور سادہ عادات کے ازبس طرفدار اور حامی تھے اور اونہین کی تعلیم دیتے اور تاکید رکھتے تھے لیکن اسکے ساتھہ ہی آپ ایسی وضع کو بھی پسند نہین فرماتے تھے جو لوگون کی نظر مین ذلیل کردے -

خشک مزاجی کے بھی خلاف تھے طبیعت کو فرحت اور تازگی پہونچانیوالے کامون سے لگاؤ رکھتے تھے -

ایکدفعہ یمن کا عامل قیمتی چادر اوڑھے بالون مین تیل ڈالے کنگھی چوٹی سے درست وہ معدار بنا ہوا دربار خلافت مین حاضر ہوا - حکم ہوا کہ اسے ہمارا لباس پہنادو بعد ازان اوسکی حکومت کا حال جو دریافت کیا گیا تو بہت ہی اچھا معلوم ہوا اسلئے بے چون وچرا اوسے اوسکی جگہہ بھیجدیا - دوسری دفعہ پھر اوسکے آنے کا موقع ہوا تو بال بکھرے ہوے پریشان چہرہ غبار آلود کپڑے میلے کچیلے پہنے ہوے - حکم ہوا کہ مین تمہین کمانے پینے اور تیل لگانے سے منع نہین کرتا صرف مطلب میرا یہ ہے کہ عیش کے بندہ نہ بنو جو بیکار ہو جاؤ پہلے میری غرض کو

ذہن نشین کرلو کہ مین چاہتا کیا ہون اور کن باتون کو برا سمجھتا ہون۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اثناء سفر حج مین حضرت عبداللہ بن زبیر اپنے ہمعمرون کے ساتھہ حنظل کے دانے اوچھالتے اور آپسمین کھیلتے چلے جاتے تھے مگر آپنے اون سے کچھہ تعرض نہ کیا اگر کہا بھی تو صرف اس قدر کہ لڑکو دیکھو اونٹ نہ بدک جائین ذرا الگ الگ رہو۔

کچھہ لوگون نے حضرت رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی مگر وہ اس خیال سے کہ کہین حضرت عمر کو ناگوار گذرے خاموش رہے جب کوئی علامت ناراضی کی نہ دیکھی تو گانا شروع کر دیا۔ حضرت عمر فاروق بھی سنا کیے جب صبح کی نماز کا وقت آیا تو فرمایا کہ بھائی بس کرو اب تو خدا کے ذکر کا وقت ہے۔

ایکدفعہ حج کو جاتے ہوے راہ مین لوگون نے خوات بن جبیر سے کہا کہ ضرار کچھہ شعر سناؤ۔ حضرات ابوعبیدہ اور عبدالرحمن بھی تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ نہین۔ بلکہ خوات خود اپنے شعر سنائین چنانچہ وہ ساری رات گایا کیے اور آپ سنتے رہے۔

اسی طرح ایک دفعہ حج کی راہ مین ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگون نے آپ کیخدمت مین آکر عرض کیا کہ دیکھیے یہ سوار گاتا جا رہا ہے اسکو منع کیجیے۔ آپنے فرمایا کہ نہین گانے دو کیونکہ گانا شتر سوارون کا زاد راہ ہے۔

لطیفہ۔ ایکدن ابوصفرہ جسکو ابوالمہلب بھی کہتے تھے حضور فاروقی مین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھکو کوئی خدمت ملنی چاہیئے۔ حضرت فاروق نے اوسکا نام دریافت کیا ابوصفرہ نے جواب دیا کہ میرا نام ظالم ہے۔

حضرت عمر۔ تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔

ابوصفرہ۔ سراق یا سارق۔

حضرت عمر۔ کیا خوب۔ آپ تو تیرے ظالم اور آپکے باپ ہین چور پھر بھلا انصاف سے کیئے کہ آپکو کیونکر کوئی خدمت سپرد کیجاے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نام یا لقب اچھا رکھنا چاہیئے ورنہ بعض وقت اسکا خاص اثر ہوتا ہے جیسے ابوصفرہ بیچارہ کو شرمندگی اوٹھانی پڑی۔

عمال کی نسبت بدچلنی کا شبہ بھی ہوجاتا تو معزول کر دیتے تھے نعمان بن عدی بیسان کا امیر مقرر کیا گیا اوسنے چاہا کہ میری بیوی بھی میرے ساتھ چلے مگر بیوی نے انکار کیا۔ نعمان نے وہان پہونچکے بیوی کو لانے کے لئے خط مین چند شعر لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ

تیرا خاوند چینی اور بلور کے پیالون مین پانی پیتا ہے اور گائون کی حسین عورتین اوسے گانا سنایا کرتی ہین۔

کسیکی اس کی اطلاع خود بدولت کو ہوگئی نعمان کو معزول کرکے واپس بلا لیا اوس نے مدینہ آکر لاکھ عذر کیا کہ حضرت وہ تو صرف کہنے ہی کی باتین تھین مین نے ہرگز ایسا نہین کیا لیکن ارشاد ہوا کہ مانا تم صحیح کہتے ہو مگر یہ بھی تو کوئی ضروری بات نہین کہ تم ہمیشہ عامل ہی رہو۔

حضرت حذیفہ بن الیمان سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے آپنے ایکبار تنہا پوچھا کہ میرے عمال مین سے کوئی منافقین کے گروہ مین سے تو نہین ہے۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ ہان ایک شخص ہے۔ آپنے جب نام

دریافت کیا تو اونھون نے رازداری کی وجہ سے نام بتانے سے پہلوتہی کی۔ آخر حضرت عمر نے ہی اپنی بیدار مغزی اور تجسس سے اوسکا پتہ لگایا اور موقوف کر دیا۔

عاملون کو سخت ممانعت تھی کہ ذاتی جائداد ین اور جاگیرین نہ پیدا کرین چنانچہ یعلی بن امیہ کچھ حصہ یمن کا امیر تھا۔ اوسکی نسبت معلوم ہوا کہ اوس نے بڑی جائداد حاصل کر لی ہے۔ حکم ہوا کہ یعلی اپنے علاقہ سے مدینہ تک پا پیادہ آئے۔ مدینہ وہان سے چھ منزل تھا۔ بیچارہ کو پیدل گھسٹنا پڑا۔

فاروق اعظم اگر یہ خبر پاتے تھے کہ فلان عامل مریضان رعیت کی عیادت یا خبر گیری نہین کرتا اور مفلس اور کم حیثیت لوگ اوسکے پاس بار نہین پاتے تو فوراً اوسے موقوف کر دیتے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ البلد کی آیت وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ یعنے ایک دوسرے کو خلق اللہ پر مہربانی اور شفقت کرنیکی وصیت کرتے ہین۔ کی تفسیر مین فرماتے ہین۔ الرحمن الرحیم سے ثابت ہے کہ یہ خلق خدا کے اخلاق مین سے ہے اور عمدہ صفت ہی آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ مین سے۔ حدیث صحیح مین ہے کہ رحم کرنے والون پر خدا بھی رحم کرتا ہے اے لوگو تم زمین والون پر رحم کرو آسمان والا تمپر رحم کریگا۔ ابویعلی طبرانی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے بارہا فرمایا۔ اللہ اپنی رحمت رحیمون ہی پر نازل فرماتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ اے رسول اللہ ہم مین سے تو ہر شخص رحیم ہے۔ ارشاد ہوا اے لوگو رحیم وہ نہین ہے جو اپنی جان۔ اپنے خویش و اقارب

ہی کی خاطر کرتا ہو بلکہ رحیم وہ ہے جو سب مسلمانون کو اپنا جزو بدن اور جان سمجھتا ہو۔ بڑے کو باپ اور برابر والے کو اپنا بھائی اور چھوٹے کو اپنا بیٹا جانے ابن عدی نے کامل مین جناب صدیق اکبر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی اگر تم خدا کی رحمت چاہتے ہو تو اوسکی خلق پر رحمت کرو۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مسلمانون کا فرض ہے آپسمین شفقت اور دوستی اور سلوک سے رہین اور مانند ایک تن کے ہو جائین اگر ایک مسلمان کی انگلی مین کانٹا چبھے تو سب بیکل ہو جائین۔ طبرانی نے لکھا ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم کو ایکدفعہ خواب مین دیکھا اور عرض کی۔ حضور یہ حدیث میرے دل مین بہت کھٹکتی ہے کیا یہ صحیح ہے۔ ارشاد ہوا صحیح۔ صحیح۔ صحیح۔ روایت ہے کہ ایکدن کسی صوبہ کا حاکم جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتمین باریاب ہوا دیکھتا کیا ہے کہ ہمارے حضور چت لیٹے ہوے ہین اور غریب مفلسون محتاجون کے کثیف بچے آپکے پیٹ اور سینہ پر کود رہے ہین اور بلا تکلف کھیلتے ہین کوئی بچہ ہے کہ پیرون کیطرف سے چڑہتا ہے اور سر سے کودتا ہے۔ دوسرے نے جو اوسے دیکھا تو وہ سر سے چڑہا اور پیرون تک دوڑتا چلا آیا اور حضرت عمر ہین کہ معصومون کو پیار کر رہے ہین اور نہال ہوے جاتے ہین۔ یہ کیفیت دیکھکے عامل صاحب سے نہ رہا گیا اور ناک بھون سکوڑ کے بول ہی اوٹھے کہ امیر المومنین یہ امر تو آپ کے شایان شان نہین کہ کم حیثیت لوگون کے غبار آلود بچے آپکو سڑک بنالین لوگ دیکھتے ہونگے تو کیا کہتے ہونگے۔ اس سے شان خلافت مین فرق آئیگا۔ انہین دھتکار دیجئے تاکہ پھر حضور سے یہ اسطرح کی گستاخی نہ کرین۔ اتنا سنتے ہی آپ ہڑبڑا کے اوٹھ بیٹھے

اور پوچھا۔ کیا تم اپنی رعیت کے بچون کو اتنا پیار بھی نہین کرتے۔" اتنا پیار بھی نہین کرتے"۔ سنکر حضرت کے ہوش کوچ کر گئے اور گھبرا کے بولے۔ حضرت جسوقت مین دربار کرتا ہون اوسوقت بڑے بڑے گردن کش اور رستم خان کانپ جاتے ہین ایسے غریبون اور فقیرون کے بچون کی پہونچ مجھ تک ہو ہی نہین سکتی۔ یہ سنکر فاروق اعظم حیرین بحبین ہوے اور فرمایا۔ مین نے بڑی غلطی کی کہ تجھے عامل بنا دیا۔ ہمین ایسے بھیڑیے اور خونخوار عاملون کی ضرورت نہین۔ ہمین اپنے پیمبر کی امت پر شفقت اور مہربانی منظور ہے۔ ریاست اور شان وشوکت اور ہیبت ظاہر کرنے کی خواہش نہین۔ ہم لوگون نے اپنا خون بہا بہا کے تو اس باغ کو سینچا ہے تو چاہتا ہے کہ اس باغ کے پھولون کو مین چھاتی سے بھی نہ لگاؤن۔ اچھا موقوف اب تم اپنی جگہہ نہ جانا تمہاری جگہہ اور کوئی نرم دل مسلمان بھیجا جائیگا۔ بعض حدیثون مین ہے کہ میری امت کے ابدالون کو وہ مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا جو نفس کے سخی اور سینہ کے صاف اور خلق اللہ کے شفیق کو حاصل ہوجاتا ہے۔

یہودیون اور عیسائیون کے جلاوطن کرنیکا معاملہ

واضح ہو کہ یہودیون اور عیسائیون کو شروع سے مسلمانون سے خصومت ہی یہ دونون فرقے کبھی مسلمانون کی طرف سے صاف نہین ہوے۔

خیبر کی فتح کے بعد یہودیون سے کہدیا گیا تھا کہ جب مناسب ہوگا تمہین یہان سے نکالدینگے۔ عہد فاروقی مین وہ حد سے زیادہ اودھم مچانے لگے۔ ایکدن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جو شاہ وقت کے بیٹے اور اپنی ذات خاص سے بھی مسلمانون کے مقدس اور قابل تعظیم لوگون مین سے تھے کوٹھے سے نیچے ڈھکیل دیا اونکے ہاتھہ مین سخت چوٹ آئی اور خوفناک زخم پڑ گیا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ جب شاہ وقت کے بیٹے اور حکمران قوم کے معززون سے وہ اس طرح پیش آتے تھے تو عام مسلمانون کو کب خاطر مین لاتے ہونگے اور اسلام ضرور اونکی طرف سے خطرہ مین ہوگا۔ یہ خاصے غدر اور بغاوت کی صورت تھی کوئی اس زمانہ کی یورپین سلطنت ہوتی تو نہ معلوم اس حالت مین کیسے کیسے سخت اور بیرحم کورٹ مارشل جاری کر دیتی مگر نہین ہماری معتدل وضابطہ گورنمنٹ فاروقی نے ایسا نہین کیا بلکہ پبلک سے اپیل کرنیکے لئے مجمع عام مین کھڑے ہوکے پہلے اونکی شرارتین بیان کین اور فرمایا کہ جہانتک ہوسکا انکی طرف سے چشم پوشی کی گئی اب یہ خواہ مخواہ سر پر چڑھے جاتے ہین لہذا مین انکو عرب سے نکالے دیتا ہون۔

اب سنئے کہ نجران کے عیسائی یمن اور اوسکے نواح مین رہتے تھے اون سے کبھی کوئی تعرض نہین کیا گیا مگر جب اونھون نے چوری چھپے جنگی تیاریان شروع کین اور بہت سے گھوڑے اور اسلحہ جمع کرلئے تو اونہین عراق جانیکا حکم دیدیا گیا۔ الغرض تاریخون سے بخوبی ثابت ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنی کرتوتون اور پولٹکل ضرورتون کے باعث ملک سے نکالے گئے تاکہ امن خلایق مین فرق نہ آئے اسلئے فاروق اعظم کے اس عمل پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا بلکہ اس کے ساتھہ ہی قابل تعریف یہ امر ہے کہ اس بغض وبغاوت کی

حالت مین بھی بہت سی رعایتین اونکی کی گئین جو دوسرون سے ہو بھی نہین سکتین - فدک کے یہودی جب نکالے گئے تو ہماری گورنمنٹ نے ایک واقف کار اور عادل آدمی کو وہان اسلئے بھیجا کہ اونکی زمینون اور باغون کی قیمتون کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ کرے - پس جو قیمت قرار دی گئی اوسکی کوڑی کوڑی جناب عمر نے بیت المال سے دلوادی - اسی طرح حجاز کے یہودیون کو بھی اونکی زمینون کی قیمت ادا کردی گئی تھی -

نجران کے عیسائیونکو جب عرب سے نکال کے شام وعراق بھیجا تو اونکی ساتھ بھی حد سے زیادہ رعایتین کین جنکے وہ کسی طرح مستحق نہ تھے - اونہین جو امن کے لئے پروانۂ راہداری دیا گیا تھا اوسمین یہ شرطین مندرج تھین -

تم لوگ چاہے عراق جاؤ یا شام تمہاری مرضی ہے وہان کے افسر تمہین آبادی اور زراعت کے لئے زمینین دینگے جس مسلمان کے پاس فریاد لیجاؤگے وہ تمہاری مدد کریگا - دو سال تک تم سے بالکل جزیہ نہین لیا جائیگا -

اب رہا جزیہ تو جب ہمنے دنیا مین آنکھین کھول کے نون - تیل - مرچ - آٹے دال - پائجامہ - انگرکھا - ٹوپی - جوتے - سب پر ٹیکس دیکھا ہوا اور پانی ہمارے سامنے دامون سے ملتا ہو تو ہمارا منہ نہین پڑتا کہ ہم جزیہ پر زبان طعن کھولین - دنیا مین وہ کونسی گورنمنٹ ہے جسے ٹیکس کا بھی سہارا نہو -

مخالفین اسلام اکثر گورنمنٹ فاروقی پر ایسے اعتراضات بھی کیا کرتے ہین کہ عمر فاروق نے ذمیون کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ مسلمانون کی سی وضع نہ کرین،

نہ اونکا سا لباس پہنین - کمر مین زنار باندہین - لمبی ٹوپیان پہنین - گھوڑون پر کاٹھی کسین - نئی عبادتگاہین نہ بنائین - شراب اور سؤر نہ فروخت کیا کرین - ناقوس نہ بجائین صلیب نہ نکالین - جنی تغلب پر تاکید کی گئی تہی کہ اپنی اولاد کو اصطباغ ندینا -

یہ سچ ہے - حضرت عمر نہین چاہتے تہے کہ مسلمان غیر قومون سے مشابہ ہوجائین اور غیر قومین مسلمان دکہائی دین - وہ سبکی قومی خصوصیتین قایم رکہنا چاہتے تہے اور یہ کوئی گناہ کی بات نہین ہے چنانچہ ہم دیکہتے ہین کہ انگریز ہندوستانیون کو انگریزی لباس مین دیکہنے سے ناخوش ہوتے ہین اور ہم ہندوستانی یہ نہین چاہتے کہ انگریز ہمارا لباس اختیار کرین کیونکہ اگر آج سب انگریز ہندوستانی کپڑون مین اور سب ہندوستانی انگریزی لباس مین دکہائی دینے لگین تو ایک بڑی گڑبڑ واقع ہوگی مگر ان ایکبات البتہ قابل بحث ہے وہ یہ کہ عمر فاروق نے ذمیون کو جیسا لباس پہننے کا حکم دیا تہا آیا وہی اونکا قدیمی پہناوا تہا یا تحقیر اور تذلیل کے طور پر کوئی خاص وردی اونکے لئے مقرر کردی تہی - عجم کی تاریخ جاننے والون پر پوشیدہ نہین کہ عجمی ہی پوشاک اونہین بتائی گئی تہی چنانچہ کنز العمال جلد دوم مین ہے کہ ذمیون کی طرف سے یہ اقرار قلم بند کیا تہا کہ ہم فلان فلان لباس پہننگے اور اوسکے ساتہہ ہی اونہون نے یہ بہی لکہدیا تہا - وان تلزم زینا حیث ماکنا یعنے ہم وہی لباس پہنین گے جو ہمیشہ سے پہنتے چلے آے ہین - پہر اب اعتراض کیا رہا جب کہ اونہین عجمی ہی لباس کا حکم دیا گیا تہا جو اونکا قدیمی ڈہنگ تہا اور وہ اوس سے خوش بہی تہے -

عربی مین پیٹی کو زنار یا منطقہ کہتے ہین اور یہ بھی عجمیون کی پرانی وضع مین شامل تھی کچھ حضرت عمر نے اپنی طرف سے ایجاد نہین کی جس سے اونکی مذلت اور تحقیر سمجھی جاے چنانچہ خلیفہ منصور نے اپنے دربار کے لئے عجمی لباس پسند کیا تھا جسمین نرسل کی لمبی ٹوپیان اور پیٹی بھی شامل تھی جسکا نام زنار یا منطقہ یا کستیج ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ لباس حضرت عمر نے ذمیون کی تذلیل کے واسطے ایجاد کیا ہوتا تو منصور اور اوسکے درباری اوسے پسند نہ کرتے۔

صلیب کی نسبت معاہدہ مین یہ الفاظ تھے۔ ولا یرفعوا فی نادی اھل الاسلام صلبا۔ یعنے صلیب نکالکے اہل اسلام کی مجلس مین نہ لائین۔ یہ کیا بُرا حکم تھا۔ جھگڑا اٹھانے اور امن قایم رکھنے کا بندوبست کیا تھا نہ یہ کہ مطلق صلیب پرستی کی ممانعت عیسائی لوگون کو کی ہو۔

ناقوس کے باب مین یہ لکھا گیا تھا۔ یضربوا نواقیسھم فی ای ساعۃ شاؤا من لیل او نھار الا فی اوقات الصلوٰۃ۔ یعنے ذمی رات دن مین جس وقت چاہین ناقوس بجائین بجز اوقات نماز کے۔

سؤر کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا۔ ولا یخرجوا خنزیرا من منازلھم الی افنیۃ المسلمین۔ یعنے ذمی سؤر کو مسلمانونکے احاطہ مین نہ لیجائین۔

اس بیان کے پڑھنے کے بعد شبہ نہین ہوتا کہ صلیب نکالنا یا ناقوس بجانا مطلق منع تھا بلکہ ایک خاص حالت مین منع کیا تھا تاکہ مسلمانون اور ذمیون مین ہر وقت تلوار نہ چلتی رہے۔ ایسی صورت مین اگر اب بھی ممانعت کی جاے تو کچھ خلاف انصاف نہوگی۔

عیسائیون مین دستور تہا کہ وہ اپنی اولاد کو سن بلوغ سے پہلے اصطباغ دیدیتے تہے اسلئے کہ وہ آیندہ کوئی اور مذہب اختیار نہ کرنے پاے۔ عیسائیان بنی تغلب مین سے بہت لوگ مسلمان ہوے۔ اونمین سے ایک آدمی نابالغ اولاد چہوڑکر مرگیا اب یہ قیاس ہوسکتا ہے کہ جن بچونکا باپ مسلمان ہے وہ بچے بہی مسلمان ہین مگر اوہر تو اون بچون پر عیسائیون نے دعوی کیا کہ یہ بچے اصطباغ پا چکے ہین عیسائی ہین ہمین ملین ہم انکی پرورش کرینگے اودہر مسلمانون نے کہا کہ یہ مسلمانکے بچے ہین ہم انہین عیسائیون کو نہ دینگے محض بچونکا اصطباغ قابل اعتبار نہین چونکہ مسلمانون کا دعوی زوردار تہا عدالت فاروقی سے اونکی ڈگری ہوئی اور عیسائی ہارے۔ اسی ضمن مین آیندہ کے جہگڑون اور باہمی خصومتون سے رعیت کو بچانیکے لئے جناب عمر نے یہ حکم انتظامی دیدیا کہ بنی تغلب اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی اصطباغ نہ دیدیا کرین تاکہ آیندہ کی مین مین تو تو درمیان سے اوٹہہ جاے۔ ہر گورنمنٹ کو اپنی رعایا کو امن سے رکہنے کا اختیار رہے۔ طبری نے بنی تغلب کے باب مین لکہا ہے۔ علی ان لا ینصروا اولیدا ممن اسلم اباءھم۔ یعنے اونہین اختیار نہین کہ جنکے باپ مسلمان ہوگئے ہون اونکی اولاد کو عیسائی بنا سکین۔ ایک اور جگہہ یون لکہا ہے ان لا ینصروا اولادھم اذا اسلم اباؤھم۔ یعنے جب ماں باپ مسلمان ہوجائین تو اونکی اولاد کو تم عیسائی نہین بنا سکتے۔ بنی تغلب مین سے جو لوگ مسلمان ہوگئے تہے خود اونہین نے تحریک کرکے یہ شرط عہدنامہ مین شامل کرائی تہی حضرت عمر نے اسے ایجاد نہین کیا۔

اب ناظرین خود انصاف کرسکتے ہین کہ اگر ہماری گورنمنٹ فاروقی امن عامہ مین

خلل نہ پڑنے کے خیال سے عیسائیون کو حکم دیدے کہ تم مسلمانون کی مجلسون مین صلیب اور سؤر نہ لانا اور خاص نماز کیوقت ناقوس نہ بجانا۔ تو مسلم عیسائیون کی اولاد کو اصطباغ نہ دینا تو کوئی اعتراض اوسپر نہین ہوسکتا۔

بنی ہاشم کو ملکی عہدے اسلئے نہین دیتے تھے کہ وہ خمس مین اپنا حصہ بھی شامل سمجھتے تھے۔ لہذا اونہین خوف تھا کہ کہین یہ حضرات باوجود اپنی دولتمندی اور پوری پوری یافت کے خمس مین سے اپنا حصہ نہ لیا کرین کیونکہ جسے دعویٰ ہے وہ تداخل کرنے مین کب گئی کریگا۔ حضرت عمر کی راے مین خمس کے مصارف امام وقت کی راے پر منحصر تھے۔ اونہون نے بنی ہاشم کی نسبت اپنی اس بدگمانی کا اظہار بھی کردیا تھا۔ حمص کا عامل جب مرگیا تو چاہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کو اوسکی جگہہ مقرر کرین مگر چونکہ اونکی طرف سے اطمینان نہ تھا اس لئے اونہین بلاکر کہا کہ میرے دل مین تمہاری طرف سے کچھہ کھٹکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس بولے وہ کیا۔ جناب عمر نے جواب دیا۔ مجھے ڈر ہے کہ تم کہین مجاصل ملکی مین تصرف نہ کرو۔ فاروق اعظم کی یہ بدگمانی بالکل بے اصل نہ تھی بلکہ اوسکا ظہور بھی ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ نے اپنے عہد سعادت مہد مین عبداللہ بن عباس کو عامل کردیا تھا۔ ہمارے حضرت نے بیت المال سے بہت کچھہ لیلیا۔ جب جناب مرتضوی نے سخت تقاضا کیا تو صاف لکھہ بھیجا کہ حضور گھبراتے کیون ہین مین ابھی اپنا پورا حق نہین لے چکا ہون۔ حضرت عثمان کی خلافت مین جو شورشین ہوئین اونکی وجہہ یہی ہوئی کہ ہمارے خلیفہ ثالث نے بیت المال کے ساتھہ فیاضانہ برتاؤ کرنا شروع کردیا تھا اور اپنے عزیزو

اقارب کو بڑی بڑی رقمین دیکے۔ ذوالقرنی۔ کا ثواب خوب ہی لوٹا۔ حضرت عمر نے جو کفایت اور تنگدستی بیت المال کی نسبت برتی اوس سے مسلمان بہت راضی رہے اور کسی نے کان نہ ہلائے۔

پابندی اوقات

ہمارے ممدوح وقت کے بھی بڑے پابند تھے۔ آپ غور فرمائین کہ مدینہ سے ہزار دن میل تک اسلامی فوجین پھیلی ہوئی تھین اونکی نقل وحرکت جناب عمر کے اختیار مین بالکل اس طرح تھی جیسے شطرنج کے مہرے شاطر کے ہاتھ مین ہوتے ہین۔ سلطنت مین انتظام کی شاخین بکثرت ہوگئی تھین اون سبکی نگرانی رکھنا کچھ سنہ کا نوالہ نہ تھا۔ پھر فقہ کی ترتیب اور فتوے کا بندوبست بجاے خود ایک اہم کام تھا۔ اوسپر ذاتی اشغال بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہونگے ایسے جکڑبند آدمی سے اگر پابندی وقت نہوسکے تو چنداں شکایت کی بات نہین مگر نہین کام وقت کا وقت ہی پر نبٹتا تھا مثلاً نہاوند کا معرکہ بڑا ہی سخت موقع تھا حسین پورے کے پورے ایران نے اسلام کے خلاف ہتیار اوٹھائے تھے اور جان لینے اور دینے پر تل بیٹھے تھے۔ عین اوسی نازک اور خوفناک موقع پر سعد بن وقاص کوفہ کے حاکم کی شکایتین پیش ہوئین۔ دوسرا بادشاہ ہوتا تو اس عام مصیبت مین پہلوتہی کر جاتا مگر نہین فاروق اعظم کی تیوری پر بل بھی نہ آیا۔ صرف اتنا تو فرمایا کہ گو وقت بہت تنگ ہے مگر سعد بن وقاص کی تحقیقات نہین ملتوی کی جاسکتی۔ چنانچہ ایک طرف تو کوفہ سے نہاوند کو فوجین روانہ ہورہی تھین اور اوسکے ساتھ ہی ساتھ سعد بن

وقاص کی تحقیقات بھی بڑی سرگرمی اور ہوشیاری سے جاری تھی۔

جزیرہ والے قیصر سے ملگئے اور شام پر چڑھائی کرنا چاہا۔ اہل جزیرہ کے قاصد قیصر تک پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ فاروق اعظم نے برقی سرعت سے تمام اضلاع مین مسلمانون کی فوجین پھیلا دین اور ناکے روکدیئے جس سے اہل جزیرہ کے پاس روم سے مدد نہ آسکی اور جزیرہ مسلمانون ہی کے پاس رہا۔

زیاد بن حدیر عشر کی تحصیل عراق مین کیا کرتے تھے۔ ایک عیسائی سوداگر کے گھوڑے کی قیمت اونھون نے ۲۰ ہزار جانچ کے محصول طلب کیا۔ سوداگر بگڑ گیا اور بولا گھوڑا آپ رکھہ لین اور ۸ ہزار مجھے دیدین۔ دوبارہ وہی سوداگر پھر اونکے علاقہ سے گزرا تو پھر اوس سے محصول مانگا گیا۔ اوسنے جناب عمر سے جاکے شکایت کردی۔ جناب عمر نے صرف یہ جوابدیا کہ تم خاطر جمع رکھو۔ عیسائی زیاد بن حدیر کے پاس آکر چاہتا تھا کہ ایک ہزار دیکے گھوڑا واپس لیلے مگر جناب عمر کا حکم پہلے آگیا تھا کہ ایک سال مین ایک چیز سے دو دفعہ محصول نہین لیا جاسکتا۔ ایک اور عیسائی کو اسی طرح کا معاملہ پیش آیا۔ وہ اوسوقت حضور کیخدمت مین پہونچا جبکہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اوسنے اوسی حالت مین شکایت کردی۔ حکم ہوا کہ دوبارہ محصول نہین لیا جاسکتا۔ ایکدن وہی سوداگر پھر آکے کہنے لگا کہ حضور مین وہی عیسائی ہون جسنے محصول کی بابت حضور مین شکایت پیش کی تھی۔ جناب عمر نے جوابدیا ہان ہان مین وہی مسلمان ہون جسنے تمہارا کام کردیا عیسائی نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایکدن پہلے زیاد کو حکم جاچکا ہے۔

افسوس صد افسوس وہ کیا خوش قسمت زمانہ تہا جسمین سخت حکم تہا کہ خبردار رہو ہوشیار رہو ہماری قلمرو مین کوئی متنفس بہوکہا نہ مرنے پاے۔ فقر و فاقہ مین کسیکو مبتلا ہی نہونے دو۔ ملک مین جتنے اپاہج ضعیف۔ بیکار۔ مفلوج ہون سبکو بیت المال سے تنخواہ دیا کرو۔ لاکہون آدمی گہر بیٹے خوراک پاتے تہے۔ اسکا انتظام یون ہوا تہا کہ پہلے ۲۵ سیر آٹا پکوایا اور ۳۰ لوگون کو بلاکے کہلوا دیا۔ پہر شام کو اوتنا ہی آٹا پکوایا اور انہین آدمیون کو بلاکے کہلایا۔ جب خوب تحقیق ہوگیا کہ یہ مقدار کافی ہی تو حکم ہوا کہ فی آدمی ۵۰ سیر آٹا ماہوار مقرر ہو جاے۔ منبر پہ کہڑے ہوکے اور پیمانہ ہاتہ مین لیکے اعلان عام دیدیا کہ مین نے تم لوگون کے لئے اتنی خوراک مقرر کردی ہے جو شخص اس سے کم کریگا اوس سے خدا سمجہے گا۔ دوسری روایت مین ہے کہ یون فرمایا۔ مین نے ہر مسلمان کے لئے فی ماہ دو مد گیہون اور دو قسط سرکہ مقرر کردیا ہے۔ اسے سنکر کوئی بول اوٹہا کیا غلام کو بہی آپ اتنا ہی دینگے۔ جواب ملا۔ ہان غلام کو بہی اتنا ہی ملیگا۔ غربا اور مساکین کو بلا تخصیص مذہب روزینے دیئے جاتے تہے۔ بہت سے شہرون مین مسافرخانے اور مہمان سرائین بنوائی تہین جہان مسافر بلا تکلف اوترتے اور کہانا کہاتے تہے۔ مدینہ کے لنگر خانہ مین تو خود جاکر لوگون کو کہلایا کرتے تہے وارد غہ بیت المال کے نام تاکیدی حکم تہا کہ محتاج چاہے کسی مذہب وملت کا ہو اوسے دو۔

لاوارث بچون کی پرورش

اکثر عورتین اپنے بچے چہپے چوری سے رستہ مین ڈال جاتی تہین ایسے گم نام ونشان

بچون کو اولاد لقط کہتے تھے اونکے لیے ۱۷ھ مین یہ انتظام کیا گیا کہ اون بچون کے دودہ پلانے اور دیگر اخراجات کا بیت المال سے بندوبست کر دیا جایا کرے۔ پہلے سو درم سالانہ اونکے لیے مقرر ہوا۔ جب اوسمین کام چلتا نہ دیکھا تو ہر سال اوسمین ترقی کر دی جاتی تھی۔ یتیمون کی پرورش اور غور و پرداخت بخوبی ہوتی تھی یتیمونکی جائداد ہوتی تو اوسکی حفاظت جان سے زیادہ کیجاتی تھی اور تجارت کے ذریعہ سے بھی اوسکو ترقی دیجاتی تھی۔ ایکبار حکم بن ابی العاص سے کہا کہ زکوٰۃ نکالنے سے غریب یتیمون کا مال روز بروز کم ہوتا جاتا ہے مجھے اسکا بڑا افسوس ہے تم اسے سوداگری مین لگا دو تاکہ نفع ہو اور راس المال مین کمی نہ آے چنانچہ دس ہزار کے بڑہاتے بڑہاتے لاکھہ کر دیئے۔

احکام السلطانیہ مین ہے۔ محتسب کا پہلا فرض یہ ہے کہ ایسے لوگون کو تنبیہ اور تادیب کرے جو کمانے کے قابل ہون مگر صدقہ اور خیرات پر گذر کرتے ہون اور اسے جناب عمر کا قول بتایا ہے ہمارے ممدوح کا دلی منشا یہ تھا کہ مسلمان کاہل وجود نہ ہونے پائین اور اونمین مفت خوری کا مادّہ نہ سمانے پاے۔ ہمارے حضور کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

مَکسَبَۃٌ فِیہَا دَنَاءَۃٌ خَیرٌ مِن مَسأَلَۃِ النَّاسِ۔ یعنے ذلیل سے ذلیل پیشہ بھی لوگون کے سامنے ہاتھہ پھیلانے سے اچھا ہے۔ لَا تَکُونُوا عَیَالًا عَلَی المُسلِمِینَ۔ یعنے مسلمانون پر اپنے خرچ کا بار نہ ڈالدیا کرو۔

فاروق اعظم کی تعلیم نے اسلامی جماعت پر یہ اثر کیا کہ ایک ایک مسلمان

بے نیازی۔ پاک نفسی۔ جرأت۔ آزادی۔ حلم و تواضع۔ حق پرستی۔ نیکخوئی کی تصویر بنگیا۔ اوس زمانہ کے مسلمانون مین یہ اوصاف حمیدہ الگ نظر آتے ہین۔

حضرت عمر نے اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت صلعم سے روایت کرنے مین غلطی نکرین حکم دیدیا تھا کہ رسول اللہ سے کم روایت کی جاے تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہوکے قرآن سے غافل نہوجائین۔ قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مجھسے فرمایا تم عراق مین جاکر لوگونکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا۔ قرآن مین آمیزش نہ کرنا اور وہان پہونچکے رسول اللہ سے کم روایت کرنا۔ پس عراق پہونچکے لوگون نے مجھسے کہا تو مین نے اون سے کہدیا کہ عمر نے مجھے منع کردیا ہے۔ ابوسلمہ نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ کیا تم عمر کے زمانہ مین بھی اسی طرح حدیثین بیان کیا کرتے تھے تو ابوہریرہ نے جواب دیا کہ اگر اونکے زمانہ مین ایسا کرتا تو وہ مجھے دُرّے لگوادیتے۔ جناب عمر نے اسی جرم مین عبداللہ بن مسعود۔ ابودرداء۔ ابومسعود کو قید کردیا تھا کہ تم لوگون نے حدیثون کی بہرمار کردی ہے۔

امام بلاذری نے لکھا ہے کہ چند لوگون نے جناب عمر سے کوئی مسئلہ آکے پوچھا آپنے فرمایا۔

لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثتکم بہ۔ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھسے کمی بیشی ہوجائیگی تو مین حدیث بیان کیا کرتا۔

بلاذری نے مذکورۂ بالا قول فاروقی کو متصل سند سے لکھا ہے اور راوی اُسکے یہ بتاے ہین۔ محمد بن سعد۔ عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی۔ امام ابوحنیفہ۔ موسے

بن طلحہ۔ ابوالحوتکیہ۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

عبداللہ بن مسعود حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے وہ بھی روایت کرنے مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے مین بے پروائی نہ کرین۔ مؤرخون نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب عمر کم حدیثین بیان کرتے تھے یہان تک کہ سال سال بھر متواتر آپکی زبان مبارک پر قال رسول اللہ نہین آتا تھا۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین جناب صدیق اکبر کی نسبت لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے احادیث کی احتیاط کی وہ ابوبکر تھے۔ ذہبی کہتے ہین کہ جناب ابوبکر نے پانچ سو حدیثین لکھین مگر انکو پھر آگ مین جلا دیا اور فرمایا ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھکے اوسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے ممدوح کی احتیاط اور دیگر بزرگان دین کی احتیاط مین زمین وآسمان کا فرق تھا۔ اور صحابہ کو تو صرف راوی کی ثقاہت اور عدم ثقاہت پر توجہ ہوتی تھی مگر ہمارے ذی ہوش اور روشن ضمیر فاروق کے ہان یہ قید بھی تھی کہ راوی واقعہ کی پوری حقیقت کو بھی سمجھا ہے یا نہین۔ مقدم اصول سند اور روایت کے جناب عمر نے یہ بتلائے ہین۔

(۱) ضرور ہے کہ روایت باللفظ ہو۔

(۲) صرف راوی کی ثقاہت ہی روایت کی صحت کے لئے کافی نہین ہے۔

(۳) خبر واحد ہمیشہ قابل حجت نہین ہوتی۔

(۴) خبر واحد مین تائیدی شہادت کی حاجت ہے جسے محدث اپنی اصطلاح مین تابع اور شاہد کہتے ہین۔

(۵) روایت کے اعتبار مین موقع اور محل کی خصوصیات کا بھی لحاظ نہایت ضروری ہی سب جانتے ہین کہ اسلامی علوم نے عمر فاروق کے بعد ترقی کی ہی۔ بڑے بڑے مجتہد اور آئمہ فن حضرت عمر کے بعد ہی ہوے ہین۔ امام ابوحنیفہ۔ شافعی۔ بخاری۔ غزالی۔ رازی وغیرہ۔ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین سب ہی ہوے مگر عقل کی آنکھین کھولکے غور سے دیکھو تو یہی سمجھ مین آئیگا کہ عمر فاروق کے منہ سے جو بات نکل گئی ہی اوس سے آگے کسیکو کچھ سوجھا ہی نہین بلا مبالغہ مجتہد اور مقلد کا فرق معلوم ہوگا۔ زہد۔ قناعت شکر۔ صبر۔ توکل۔ راستی۔ حق پرستی۔ رضا۔ انکسار۔ تواضع۔ خاکساری۔ سادگی اخلاق مین انبیاء علیہم السلام کے ہمپایہ تھے۔ دوسرے مین اون سے بڑھکے ہو نہین سکتے۔

بڑے بڑے مفسرون نے قرآن مجید کی تفاسیر اور نادر شرحین اور اسباب نزول کے ذکر اور نکات قرآن کی توضیح و توجیہ از سرتا پا تعلیم فاروقی اور ارشادات عمر ہی سے سیکھی ہین مثلاً واحدی۔ بغوی اور بیضاوی رحمہم اللہ اجمعین آپ ہی کے خوشہ چین ہین۔ قاریون نے قرأت بھی عمر بن الخطاب ہی سے حاصل کی ہے چنانچہ انکی سرگروہ حضرات نافع اور عاصم وغیرہ آپ ہی کے تربیت یافتہ ہین۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ مشیت ایزدی نے ازل سے فاروق اعظم کو تاک رکھا تھا کہ اس شخص کے جد وجہد اور کوشش بلیغ سے دین اسلام کی اشاعت ہوگی چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کوئی دقیقہ دین پروری اور رعیت نوازی کا باقی نہین چھوڑا۔ اودہر اعداے اسلام نے بہت جوانمردی اور غوجکشی مین کسی طرح کی کمی نہین کی ادہر فاروقی کوشش اور سعی

اور پامردی نے آگے بڑھکر ہر ایک رکاوٹ کو اوسکے راستہ مین سے دور کر دیا اور اسلام پھیلتا ہی چلا گیا اور دشمنون کے سب ارادے درہم برہم ہو گئے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مین فاروق اعظم کی جامعیت کمالات کی نسبت یون لکھا ہے۔

فاروق اعظم کا سینہ فیض گنجینہ بمنزلہ ایک عظیم الشان محل کے تھا جسمین مختلف دروازے اور در تھے۔ ہر دروازہ کی پاسبانی ایک ایک صاحب کمال کے سپرد تھی۔ اونمین سے ایک پہاٹک پر تو سکندر اعظم بیٹھا ہوا اپنا سارا سلیقہ ملک گیری اور جہان ستانی کا خرچ کیے دیتا تھا اور اپنی فوجون کو سمیٹ سمیٹ کے دشمنون کو زیر و زبر کر رہا تھا دوسرے پر نوشیروان نے آسن جما دیئے تھے اور اپنی رعیت پروری اور دادگستری اور شفقت و لینت پر حاشیئے چڑھا چڑھا کے اپنے پہلے کارنامون پر پانی پھیرنے کی تدبیر کر لی تھی۔ کسی پر امام ابو حنیفہ رح اور کسی پر امام مالک رح دھونی رمائے فتاوے اور احکام جاری کر رہے تھے۔ کسی در پر مرشد کامل شیخ عبد القادر رح جیلانی اور کسی پر ہادی واصل خواجہ بہاء الدین رح سجادے بچھائے ہوئے اپنے طالبون اور مریدون کو بادۂ عرفان سے مدہوش کیے دیتے تھے۔ کسی طرف زبردست محدث رشک ابو ہریرہ اور فخر ابن عمر درس و تدریس کے اوپر تلے ہوئے اپنے شاگردون کو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبق سے مالا مال کر رہے تھے۔ کہین حکمائے الٰہی مثل مولانا جلال الدین رح رومی اور شیخ فرید الدین عطار رح اپنی ارشادات

مفیدہ سے سننے والون کے کانون کو حکمت الٰہی کے موتیون سے کان جواہر بنائے دیتے تھے۔ اور یہ محل چارون طرف سے لوگون کے ہجوم سے گھرا ہوا ہے اور ہر صاحب حاجت اپنی اپنی درخواست اپنے مطلب کے صاحب فن سے کرتا اور کامیاب ہوکر جاتا ہے۔ غرضکہ

اگر بمدح وثناہر کسے ستودہ شود		توآن کسی کہ ستودہ بہ تست مدح وثنا	
لَیْسَ لِلّٰہِ بِمُسْتَنْکَرٍ		اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ	

کیا خدا کی قدرت سے یہ بات بعید ہے کہ تمام عالم کے کمالات کو کسی ایک فرد مین مجتمع کردے۔

تجربہ کار اور طبیعت انسانی کے جوہر شناس خوب جانتے ہین کہ بڑے بڑے کمالات تو درکنار چھوٹی چھوٹی خوبیان بھی ایک آدمی مین جمع ہونا مشکل ہین مگر عمر فاروق کے حالات اور متفرق کارنامون پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہی کہ اس شخص مین سکندر کی سی کشورستانی۔ ارسطو کی سی عقل وحکمت۔ سلیمان کا سا جاہ وحشم۔ مسیح کی سے لینت اور دنیا سے بے پروائی۔ تیمور کی سی ہمت۔ نوشیروانی عدل وانصاف۔ امام ابوحنیفہؒ کا عالی قیاس۔ ابراہیمؑ ادہم کی سی خداترسی اور خداپرستی موجود تھی۔ دنیا مین جتنے نامی گرامی فاتح اور حکمران گذرے ہین ہر ایک کی سلطنت مین ایک نہ ایک ہیئل مُدبّر یا سردار کا پیر ضرور اٹکا ہوا پاؤگے۔ یہی دیکھوگے کہ جب وہان سے وہ مُدبّر یا سردار الگ ہوگیا تو وہ فتوحات بھی ایکدم سے بند ہوگئین اور انتظام ملکی کا ڈھانچہ بگڑکے رہ گیا۔ ارسطو کی ہدایتین سکندر اعظم کے لئے اندہے کی لکڑی تھین۔ خلفاے عباسیہ کی عظمت وشان کی بنیاد برامکہ نے

مضبوط کردی تھی۔ ہمارے عرش آشیانی حضرت اکبر کو خدا نے وہ وہ بیش بہا گوہر ابوالفضل فیضی۔ ٹوڈرمل وغیرہ وغیرہ دیئے تھے جنکا نظیر آج تک نہین ہوا۔ شاہجہان کی جب تک سعد اللہ خان کے بہروسہ چلی چلتی رہی اور جب نواب موصوف نرہے تو سب ڈیپچر بگڑکے رہگیا اسے تو جانے دیجے نئے تعلیم یافتہ فرمائینگے کہ یہ شخصی حکومتین تھین بگڑے گی مان کب تک خیر منائے انکا تو ایک نہ ایکدن یہی حال ہونا تھا سو ہوا۔ اچھا جمہوری سلطنتون کو لو اور دیکھو کہ وہ پارلیمنٹ کے بل بوتے پر کیا خاک چلتی ہین اگر اونکی پارلیمنٹ اور جمہوریت کو اون سے ہم جدا کرلین تو پھر کیسی اچھی صورت اونکی رہجائیگی۔ ادھر جو ہم دیکھتے ہین تو حضرت فاروق کو خدا کے سوا اگر کوئی سہارا تھا تو اپنے دم قدم کا۔ شاید عہد صدیقی اور فاروقی کے تذکرہ خوانونکو یہ سوجھے کہ ایک سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی ایسی چلتے ہوی پرزہ تھے کہ جنکو فتح وظفر کی کنجی کہا جاے تو بجا ہے۔ خاطر جمع رکھیئے۔ عمر فاروق کو یہ خدشہ اوسی زمانہ مین ہوگیا تھا ہمین تو تیرہ سو برس کے بعد آج سوجھی ہے۔ ہمارے ممدوح نے عنان خلافت ہاتھہ مین لینے سی پہلے اس پرزہ کو کل مین سے ایسا نکالا جیسے محض بیکار شے کو الگ کردیتے ہین۔ اونکے الگ ہونے کے بعد یہی تو نہ معلوم ہوا کہ کوئی جزو کم ہی ہے یا نہین۔ ایران کے فاتح حضرت سعد بن وقاص کیطرف بھی لوگونکو کچھہ ایسا ہی گمان ہوچلا تھا کہ گویا وہی سلطنت کی روح رواں ہین وہ بھی الگ کردیئے گئے اور کمی کا احساس بھی نہوا۔ عمر فاروق جس سے کام لیتے تھے پھر گز نہ گز اوسکے محتاج اور پابند نہین ہوتے تھے۔ اونہون نے حکومت کی مشین اسطور سے چلاکے تمام جہان کو دکھادی کہ جس پرزہ کو جہان سے چاہا نکالڈالا اور جہان چاہا لگادیا

ضرورت ہوتی تھی تو تازہ بتازہ نئے پرزے بھی تیار کر لیتے تھے۔
بہت سے لوگ قائل ہین کہ نوشیروان عدل مجسم تھا مگر ضروریات ملکی کے باعث سے اوسے بھی حدود عدل والنصاف سے تجاوز کرنا پڑتا تھا۔ نوشیروان کیا بہت سے مشیخت مآبون کو دبے پر خلاف انصاف کرنا پڑتا ہے۔ مگر ہمارے ممدوح کی تمام سوانح عمری ڈھونڈھ ڈالو اونکے دامن پاک پر کوئی ایسا دھبہ نظر نہ آئیگا۔ دنیا کے بڑے بڑے نامی اور مشہور بادشاہ جس ملک مین پیدا ہوے وہان مدت سے قوانین اور قاعدے بادشاہت کے جاری تھے اسلئے اون بادشاہون کو کوئی نئی بنیاد ڈالنے کی ضرورت نہین ہوئی اور بڑی سہولت سے اونکی گذر گئی یا تو وہ قدیمی راستہ پر چلے گئے اور اگر شاذ و نادر ضرورت واقع ہوئی تو کسی انتظام مین کچھ بڑھا لیا۔ بخلاف ہمارے ممدوح کے کہ وہ جس ملک مین پیدا ہوے اوسمین بادشاہت۔ حکومت۔ قاعدہ۔ قانون کا کوئی نام بھی نہین جانتا تھا بلکہ وہان کے لوگ کچھ ایسے تھے جنکے حق مین کسی اوستاد نے فرمایا ہے۔

رفعت کسی کی ہمکو گوارا یہان نہین	جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین

طرہ سب پر یہ ہے کہ کنبہ۔ ناتے۔ اڑوسی۔ پڑوسی۔ ہموطن تو رہے بالای طاق خاص خود بدولت نے اپنی چالیس برس کی عمر تک سلطنت و حکومت کو کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا تھا۔ جوانی کا آغاز اونٹ چراتے گذرا۔ عمر ساری جہلا کی صحبت مین بسر ہوئی۔ بڑھاپے مین کرنی پڑی ایک لمبی چوڑی سلطنت اور ہر طرح کے ملکی انتظام۔ دیوانی۔ فوجداری۔ پولیس۔ عدالت۔ فوجی۔ عمارتی۔ تعلیم وغیرہ وغیرہ سر پر آپڑے اونہین سلجھانا اور ترتی دینا حضرت عمر ہی کا کام تھا اور بس۔

کہنے سننے اور بحث ومناظرہ کرنے کی تو اور بات ہی مگر گریبان مین منہ ڈالکر انصاف سے کوئی اسنا چاہے تو یہی کہہ سکیگا کہ عمر کے سوا مسلمانون کے ہان دہرا ہی کیا ہے اور یون دن مین مشعل لیکے ڈھونڈ ہنے سے دس پانچ اینچ تان کے نکل بھی آے تو ہم کہینگے کہ منہ چڑایا ہے۔ بلکہ غور سے دیکہنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور سے تو صحیح صحیح نقل بہی نہین ہوئی۔

بصورتیکہ توئی کمتر آفریدہ خدا	ترا کشیدہ ودست از قلم کشید خدا

ہمارے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف دنیا مین ہمیشہ یادگار رہیگا مظلوم اونکے نام سے فریاد کرتے تہے اور وہ فوراً سنی جاتی تہی چنانچہ مامون الرشید کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایکدن کسی سپاہی نے ایک آدمی کو بیگار مین پکڑلیا۔ وہ دردناک آواز سے چلایا۔ ہاے۔ عمر فاروق تم کہان ہو۔ کہین مامون الرشید بہی پاس تھا اوسنے یہ فریاد سنلی۔ اوس مظلوم کو اپنے سامنے طلب کرکے بولا کہ اے شخص تجھے فاروق کا عدل اور اونکی غریبون اور بیکسون کی سرپرستی یاد آگئی جو تونے درد سے اونکی دوہائی دی۔ غریب نے جوابدیا ہان۔ مامون الرشید نے کہا خدا کی قسم اگر میری رعیت جناب فاروق اعظم کی سی رعیت ہوتی تو مین اون سے زیادہ عدل کرتا۔ خیر یہ تو جناب مامون الرشید صاحب نے محض ایک بات بنائی حضرت عمر کی سی بیڈہب رعیت تو خدا کسی کو ندے پچہلے خلفا سے سیدہی ہوئی ہی نہین۔ وہی رعیت تہی جو چھ چھ دفعہ جناب مرتضوی سے لڑی۔ وہی رعیت تہی جسنے شہزادۂ کونین امام حسین کو جناب سرور کائنات کے کلیجہ سے لگا ہوا اپنی آنکھون سے دیکہا تہا اور پیرادنہین کے نازنین گلے پر چھری پہیر دینے مین ذرا بہی دریغ نہین کیا۔ وہی رعیت تہی جسنے

کربلا کے ظلمون کی پاداش کما حقہ پائی مگر پھر بنی فاطمہ کو ستانے مین کچھ بھی کمی نہین کی۔ حقیقت یہ ہے کہ عمر فاروق مین سلیقہ رعیت کو سانچہ مین ڈہال لینے کا تہا سو ڈہالکے اپنے ڈہب کا سبکو بنا لیا تہا اور پہلون مین یہ سلیقہ خدا نے رکہا نہین تہا اسلیئے اونکی بگڑتی پھری۔

بعہدت اے شہ خوبان عجب دستورے بینیم	دیار عیش ویران ملک غم معمورے بینیم

حضرت مامون کا بہی یہ ایک حیلہ تہا۔ وہ تو خلاق ازل نے خلافت کو عمر کے لیئے اور عمر کو خلافت کے لیئے گڑہا تہا۔ اسی لیئے ہمارا وہ قیاس کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مرض موت مین کاغذ قلم دوات عمر کی خلافت لکہدینے کو مانگا تہا جسے عمر نے تحصیل حاصل سمجہکے اسلیئے لکہنے نہین دیا کہ حضور کو ایسے وقت مین نہایت تکلیف ہوگی کیونکہ آیہ۔ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ کے نازل ہونیکے بعد دین کی کوئی بات لکہے جانے کے لایق نہین رہ سکتی تہی۔ حیثیت نبوت کی تو منقطع ہو چکی تہی۔ رہی تہی ایک خلافت سو دنیوی بات ٹہیری۔ عمر نے سمجہا میرے سوا ہے کون جو خلافت کو سنبہالے گا اسکی دستاویز ہی لکہوانی کیا صاف کہدیا نہین ہم نہین لکہوانا چاہتے۔ اب رہگیا یہ احتمال یعنے کوئی کہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دین کی کوئی بات ایسے نص صریح کے بعد نہین لکہی جا سکتی تہی بے شک اپنا خلیفہ ہی نامزد کرنا مقصود تہا مگر عمر کو نہین بلکہ کسی اور کو۔ اوسکے لیئے ہمارا یہ جواب ہے کہ قصہ قرطاس کا معاملہ جمعرات کا ہے اور آنحضرت صلعم نے پیر کے دن انتقال فرمایا ہے درمیان مین اچھے خاصے چار دن تہے اوس دوسرے نے کوشش کرکے اپنے نام خلافت کرالی ہوتی۔ اگر عمر سے ڈر لگتا تہا اور وہ اپنی زبردستی سے لکہنے نہین دیتے تہے تو آخر

ان چار دن مین کہانے پینے کو نہین نماز وضو کو نہین تو پاخانہ پیشاب کو تو ضرور ہی باہر گئے ہونگے اوس فرصت کو غنیمت جان کے جھٹ پٹ اپنے نام خلافت لکھوا کیون نہین لی۔ اور جب آنحضرت صلعم کے سامنے عمر سے ڈر لگتا تہا تو ہمین آمین ہی کلام ہے کہ آنحضرت کے بعد عمر کی مخالفت مین اوس سے خلافت کیا ہوتی۔

نہ من از سہر کسے چاک گریبان کردم	زخم دل پردہ نشین بود نمایان کردم

روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ جسے اوسکے خاوند ابوسفیان نے طلاق دیدی تہی جناب فاروق اعظم کیخدمت اقدس مین حاضر ہوئی اور عرض کی حضور مجھے ۶ ہزار درہم قرض دیدین مین تجارت کرونگی اور آپکے درہم واپس دیدونگی۔ آپنے اونسے قرضہ دیدیا وہ بلاد کلب مین جاکے کاروبار کرنے لگی۔ وہین اوسے یہ خبر ملی کہ ابوسفیان معہ اوسکے بیٹے عمرو کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہین۔ ہند بہی اونکے پاس پہونچی جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچہا اے ان جان آپ کیسے تشریف لائین ہند بولی تیرا باپ تیرے پاس آیا ہے مجھے خوف ہوا کہ تجھے جو کچھہ دینا ہے کہین سب اوسیکو نہ دیدے بلکہ اوس سے زیادہ تیرا بہائی عمرو مستحق ہے کیونکہ وہ جو کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے۔ مگر اوسکے پاس کچھہ بہی نہین ہے۔ جناب معاویہ نے اپنی والدہ کو دو سو دینار دیئے اور کہا کہ سو دینار آپا کو دینا اور سو عمرو کو۔ ابوسفیان نے تو اپنا حصہ فوراً لیلیا مگر عمرو بہت خفا ہوا کہ تو یہ دینار کیون لائی۔ ابوسفیان نے سمجہایا کہ بیٹا لیلو یہ تو ہند کا عطیہ ہے اسمین کوئی مشقت نہین ہوئی۔ یہ سب وہان سے ساتہہ واپس ہوے اثنائے راہ مین ابوسفیان نے ہند سے پوچہا کہ تجھے تجارت مین

کچھ نفع بھی ہوا؟ ہند بولی واللہ اعلم ابھی تک تو کچھ حساب نہیں معلوم۔ مدینہ پہونچکے ہند نے اپنے پاس کا سب اسباب بیچڈالا اور جناب فاروق کے پاس آکے شکایت کی کہ مجھے بہت نقصان ہوا میرے پاس آپکا قرضہ ادا کرنیکو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں کیا کروں میرا مال ہوتا تو میں ایک حبہ تجھسے نہ لیتا مگر یہ مال تو مسلمانوں کا ہے اسمیں سے ایک کوڑی نہیں چھوڑی جاسکتی۔ اسکے بعد آپنے ابوسفیان سے پوچھا کہو تمہیں بیٹے نے کیا دیا۔ جواب ملا سو دینار۔ آپ سنکے خاموش ہو رہے۔

روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محیصہ بن مسعود انصاری کو اہل فدک کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ اونکا سردار یوشع ابن نون یہودی تھا۔ اہل فدک نے اپنی نصف زمین آنحضرت صلعم کو دیکے صلح کرلی اور آنحضرت صلعم نے منظور فرمایا۔ پس فدک کا نصف حصہ حضور صلعم کے ساتھ مخصوص تھا۔ اوسمیں مسلمانوں کا کچھ دخل نہ تھا۔ اونہیں اوسکے لئے نہ تو کچھ محنت کرنی پڑی نہ لڑنا بھڑنا پڑا۔ اوسکی آمدنی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ ابنا بے سبیل پر صرف کردیا کرتے تھے۔ فدک کی ایک مدت تک یہی حالت رہی۔ یہانتک کہ فاروق اعظم مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوے۔ جب آپنے یہودیان حجاز کو جلاوطن کیا تو اہل فدک کے پاس بھی ابوالہیثم۔ مالک بن تیہان۔ سہل بن ابی حثمہ زید ابن ثابت انصاری کو بھیجا تاکہ اونکی زمین کی قیمت تجویز کریں۔ ان لوگوں نے یہودیوں کی زمین کی قیمت لگادی جو اونہیں دیدی گئی اور یہودیوں کو شام کیطرف جلاوطن کردیا۔

سعید بن سلیمان نے لیث ابن سعد اور یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ فدک والون نے آنحضرت صلعم سے نصف زمین نخلستان پر صلح کر لی۔ جناب عمر فاروق نے وہان کے یہودیون کو باقی نصف کی قیمت دیکے وہان سے جلا وطن کر دیا۔ اسی طرح سے بہت سے راویون نے جنکا شمار نہین ہو سکتا ہے بیان کیا ہے کہ فدک خاص آنحضرت صلعم کے تصرف مین تہا اوسمین مسلمانون کا کچھ حق نہ تہا نہ اونہین اوسکے لئے جنگ کرنی پڑی تہی۔ جناب عمر نے وہی عمل درآمد اوسکی نسبت جاری رکہا جو آنحضرت صلعم کے وقت سے اونکے زمانہ تک ہوتا چلا آیا تہا۔ اور خلافت مرتضوی مین بہی وہی ہوا جو عمر فاروق کے عہد مین ہوا۔ لہذا فدک کے نام سے کوئی دہبا دامن فاروقی پر نہین آسکتا۔

ساری دنیا کی تاریخین دیکہہ والکہہ کے کوئی اس صورت اور طبیعت اور سیرت کا بادشاہ نہین دکہا دیجے کہ۔

وہ جسکے بدن کے کپڑون مین ستائیس ستائیس پیوند لگے ہون۔ جنمین دس پانچ چمڑے کے بہی ہون۔ کندہے پر اوسکے پانی کی مشک دہری ہو اور کسی غریب بیوہ اور بیکس بڑہیا کے گہر پانی بہرنے بے شرمائے چلا جاتا ہو۔ مٹی پر پڑکے سو رہتا ہو۔ بازارون مین عام آدمیون کی طرح دوکان دوکان پڑا پہرتا ہو۔ جدہر جاتا ہو اکیلا اور تنہا۔ اونٹون کی خدمت خود کر دیتا ہو۔ اوسکے در ہو نہ گہر۔ نقیب ہو نہ دربان نہ چاؤش ہو۔ نہ حشم نہ خدم۔ بن چہنے جو کے آٹے کی روٹی روکہی کہایا کرتا ہو۔ اپنے یا اپنے کنبہ کی ترقی اور آرام اور عیش کا کبہی بہولکے بہی اوسے خیال نہ آتا ہو۔ اپنا جوتا اپنے ہاتہہ سے گانٹہہ لیتا ہو اور سب کام ذاتی اپنے ہاتہہ سے کرتا ہو۔ خالی بے فرش زمین پر بیٹہکے

سلطنت کا دربار کرتا ہوا اور عرب و عجم اوسکے نام سے لرزین جسطرف رخ کرکے کھڑا ہوجاتا ہوا دہر کی زمین ہلنے لگتی ہو۔ سکندر اعظم اور تیمور کے ہمرکاب لاکھون سپاہی تھے جب کہین اونکے سیکے پڑنے پاتے تھے اور بات بنتی تھی۔ یہان شام کا سفر اور غلام و آقا کے حصہ مین صرف ایک اونٹ ہیل بہر آقا سواری پر چلین تو میل ہی بہر غلام اونٹ پہ بیٹھے اور بادشاہ سلامت مہار تھامے آگے آگے جارہے ہون۔ اسپر یہ عرب داب ہو کہ خبردار ہوشیار مرکز عالم جنبش مین آنیوالا ہے۔ قیصر و کسریٰ سر جھکانیکو تیار ہین۔ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہون۔ چور کے آگے اندھیرے مین عمر کا نام لے دیجے تو ہاتھہ پر ہیولا لجائین اور کبھی چوری نہو سکے"

کوہ تمکین تو سایہ بدریا افگند	نبض بیتابی موج خطر آرام گرفت

خلاصہ آپکے بڑے بڑے کامون کا یہ ہے

(۱) جب خلیفہ ہوے تو ابوبکر صدیق کی ہر بات کا نہایت ادب کرتے تھے۔ گو آپنے خطبہ مین بھی بیان کردیا تھا کہ مین نرمی برتونگا مگر لوگ نام سے ہمیشہ کانپتے رہے اور ہیبت فاروقی دلون سے نہ گئی۔

(۲) اہل عرب کو غلام بنانے کی ممانعت کردی۔

(۳) اپنے عاملون اور اہلکارون کیخدمات اور وظائف مجمع عام کو خطبہ مین سنا دیا کرتے تھے جسکے معنے یہ ہوے کہ پبلک کو اپنا بادشاہ اور اپنی ذات کو عام رعیت کا خدمتگار سمجھتے تھے۔ اگر آج تک کوئی ایسا کہرا بادشاہ دنیا مین ہوا ہو تو ہمین بتاوے مثل مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے عمر فاروق نے رعیت کی

عظمت اور عزت اور خوف اور خدمتگذاری کو اپنے دل مین رکھا۔ اور رعیت نے عمر فاروق کی عظمت اور عزت اور خوف اور خدمتگذاری کو اپنے دل مین رکھا۔ وہ تالی تو دونون ہاتھہ سے بجی تھی آج کل کے بادشاہ ایک ہاتھہ سے تالی بجوانا چاہتے ہین اور جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کے قایل ہین۔ ویسی ہی عزت اور برکت ہے۔

(۴) فائدہ اور دادرسی عام کے لئے قانونی عدالتین قایم کین جنمین دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہوتا تھا اور ہر غریب مظلوم ہشاش وبشاش ہوکے وہان سے باہر نکلتا تھا نہ یہ کہ انصاف وہان چاندی سونے کے مول مہنگا بکتا ہو اور پھر بھی نتیجہ مذبذب۔

(۵) آپکی خلافت مین ایک ہزار چھتیس شہر قلمرو اسلام مین شامل ہوے۔

(۶) تاریخ اور سنہ ہجری کے موجد آپ ہی ہین۔

(۷) مدرسے قایم کیے اور مدرسون کی تنخواہین مقرر کین۔

(۸) خالد بن ولید اور سعد بن وقاص سے شیران میدان شجاعت اور شمشیر زن سپہ سالارون کو گردن پکڑ پکڑ کے معزول کر دیا اور اونکی یہ مجال نہوئی کہ نیچے سے اوپر نظر کرین۔ اللہ اکبر کیا جلال تھا۔

(۹) اخوت اسلامی اور مساوات باہمی اچھی طرح قایم کر دی جو جڑ ہے استواری کی

(۱۰) نہرین۔ سڑکین۔ پل۔ حبلخانے۔ مہمان سرائین اور شفاخانے تعمیر کرائے۔

(۱۱) مسجد حرام اور مسجد نبوی کو وسیع کر دیا۔

(۱۲) مکہ اور مدینہ کی درمیانی منزلون مین پڑاؤ کے مقامات پر سایہ دار جگہہ بنوادین اونکو پناہ دار کر دیا۔ پرانے کنوئین صاف کرائے اور نئے کنوئین جابجا کھدوائے

(۱۳) ہر صوبہ اور ہر شہر مین ہر محکمہ کا حاکم الگ الگ مقرر کر دیا پہلے یہ بات نہ تھی۔
(۱۴) اپنی قلمرو کے سب مسلمانون کی فہرست ہر وقت سامنے رہتی تھی اور سبکے وظیفے مقرر کر رکھے تھے۔ کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جسکا کچھ حال عمر فاروق کو نہ معلوم ہو۔ یہی صورت باہمی اتفاق قایم رکھنے اور قومی رعب و داب جمانے کی ہے۔
(۱۵) اراضی کی پیمایش کرا کے اوسکے حسب حال شرح لگائی۔
(۱۶) جاسوس اور پرچہ نویس جابجا متعین کئے۔
(۱۷) ایام جاہلیت کے حکام کے خالصہ کو الگ رکھا تھا اوسمین ندیدے پن سے ہاتھ نہین لگایا جاتا تھا اور غریب محتاجون کی اوس سے پرورش کیجاتی تھی
(۱۸) دریاؤن اور سمندر کے کنارہ محصول لینے کے لئے محصل مقرر کر دیئے تھے۔
(۱۹) غیر ملکی لوگون کو اپنی قلمرو مین تجارت کرنے کی اجازت دیدی تھی۔
(۲۰) ذمیون کے ساتھ احسان اور سلوک کرنے کی سخت تاکید تھی۔
(۲۱) ہر مجمع اور ہر جلسہ کی طرف سے کان کھڑے رکھتے تھے تاکہ فتنہ برپا نہونے پاے
(۲۲) ہر شخص کے حال سے کما ینبغی باخبر رہتے تھے۔ بادشاہی کرنیکا یہی گر ہے۔
(۲۳) مذہب کی سخت حفاظت فرماتے تھے تاکہ کسی بات مین تحریف اور تبدیل نہونے پاے۔
(۲۴) کفار سے جو شرطین قرار پاجاتی تھین اونکا ہر پہلو خوب سوچا سمجھا ہوا ہوتا تھا اور وہ شرطین پتھر کی لکیر ہوجاتی تھین مجال نہین کہ اونکے کسی نقطہ کا خلاف کوئی مسلمان کرنے پاے۔
(۲۵) صبح کی اذان مین الصلوٰۃ خیر من النوم ایزاد کیا۔

(۲۶) تجارتی گھوڑون پر زکوٰۃ مقرر کی۔
(۲۷) بنی تغلب سے جزیہ کے بجاے زکوٰۃ قبول کی۔
(۲۸) مساجد مین وعظ جاری کیا۔ پہلا وعظ حضرت تمیم داری نے آپ ہی کے ایما سے بیان فرمایا۔
(۲۹) مسجدون مین روشنی کرائی۔
(۳۰) گھوڑون کی نسل مخلوط نہونے کا اہتمام کیا۔

جناب فاروق اعظم کے زمانہ کے مشہور واقعات

سنہ ۲۰ھ

سنہ ۲۰ھ مین ابوبجرہ عبداللہ بن قیس نے ارض روم پر چڑھائی کی۔ یہی پہلا شخص ہے جو ارض روم مین داخل ہوا۔

بعض کا قول ہے کہ پہلے ہی پہل ارض روم پر مسیرہ بن مسروق عبسی نے حملہ کیا۔ بہت سا مال غنیمت اور قیدی وہان سے ہاتھ آے۔

بقول بعض جناب عمر نے قدامہ بن مظعون کو بحرین سے معزول کیا اور اونکی جگہہ ابوبکرہ کو بحرین ویمامہ کا عامل مقرر فرمایا۔

شراب پر حد جاری کی۔

فاطمہ بنت ولید ام عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے حضرت عمر نے اپنا عقد کیا

کوفیون نے شکایت کی کہ حضرت سعد بن وقاص نماز اچھی طرح نہین پڑہاتے اسلیے حضرت سعد کوفہ سے معزول کئے گئے۔

خیبر اور وادی قریٰ کو مسلمانون مین تقسیم کیا اور یہودیون کو وہان سے جلاوطن کردیا اور نجران کے یہودیون کو نکالکے کوفہ بھیجا۔

علقمہ بن مجزز مدلجی حبشہ بھیجے گئے۔ وہ بلاد اسلام مین گشت لگایا کرتے تھے۔ اونکے بہت سے ساتھی ضایع ہوے۔ اسکی خبر جب حضرت عمر کو پہونچی تو آپ نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اب مین مسلمانون کو بحری سفر کے لئے نہ روانہ کرونگا۔ اکثر لوگون نے اس واقعہ کو ۳۱ھ کا بتایا ہے اس حساب سے یہ خلیفہ ثالث کے عہد کا ہے۔

ہرقل مرگیا اور اوسکا بیٹا قسطنطین بادشاہ ہوا۔

جناب عمر نے اپنے عمال موجودہ اور بہت سے لوگون کے ساتھہ حج کیا۔

عیاض بن غنم فاتح جزیرہ نے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہی پہلے افسر ہین جنہون نے مسلمانون کو روم پر حملہ کرنیکی جرأت دلائی تھی۔

حضرت بلال بن رباح مؤذن آنحضرت صلعم نے دمشق مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض کہتے ہین کہ جناب بلال کا انتقال حلب مین ہوا ہے

انیس بن مرثد غنوی نے انتقال کیا۔ انا للہ۔ یہ خود بھی اور انکے باپ اور دادا بھی صحابی تھے۔

سعید بن عامر عذیم جمحی کا انتقال ہوا۔ یہ بدری تھے۔ اپنے اخیر وقت مین عامل حمص تھے۔ اکثر لوگون نے لکھا ہے کہ انکا انتقال ۱۹ یا ۲۰ھ مین ہوا ہے۔

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ یہ حضور صلعم کی حقیقی پھوپھی تھین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کا انتقال ہوا۔

مظہر بن رافع انصاری قوم بکر کے ساتھ شام سے روانہ ہو کے خیبر مین پہونچے تو یہودیون نے اونہین شہید کیا۔ اسی وجہ سے جناب فاروق نے خیبر کے یہودیون کو تنگ ہو کے نکالدیا۔

حضرت اسید بن حضیر نے انتقال کیا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔

واقعات سنہ ۲۱ھ

عمرو بن العاص نے عقبہ بن نافع فہری کو زویلہ کی فتح کو بھیجا۔ عقبہ نے اوسے صلح پر فتح کرلیا اور مواضعات مابین زویلہ و برقہ مسلمانون کو دیدیئے گئے۔ بعضون نے اس واقعہ کو سنہ ۲۰ھ کا بتایا ہے۔

(۱) عمیر بن سعد۔ دمشق۔ حوران۔ حمص۔ قنسرین۔ جزیرہ پر عامل تھے۔

(۲) معاویہ۔ بلقاء۔ اردن۔ فلسطین۔ سواحل۔ انطاکیہ۔ فلقیہ پر عامل تھے۔

(۳) ابوہاشم بن عتبہ بن ربیعہ نے فلقیہ و انطاکیہ کو صلح سے فتح کیا۔

(۴) معرہ نے مصرین کو صلح پر فتح کیا۔

حسن بصری پیدا ہوے۔

جناب فاروق بہت سے لوگون کے ساتھ حج کو گئے اور مدینہ مین زید بن ثابت کو اپنا قایم مقام کر گئے۔

مکہ۔ طائف۔ یمن۔ یمامہ۔ مصر۔ بصرہ کے امیر حسب سابق تھے کوفہ کے امیر عمار بن یاسر اور قاضی شریح تھے۔

عثمان بن عاص نے سواحل فارس پر لشکر بھیجا فارس والے جی توڑ کے لڑے جارود عبدی یہی اوسی فوج کے ساتھ تھے وہ عقبہ مین شہید ہوے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ جنگ نہاوند مین شہید ہوے۔

فتح اصفہان کے بعد حمہ صحابی کا انتقال ہوا اور وہین دفن ہوے علاء بن حضرمی عامل بحرین کا انتقال ہوا۔ اونکی جگہہ ابوہریرہ بھیجے گئے۔

جناب سیف اللہ خالد بن ولید نے حمص مین انتقال فرمایا اور جناب عمر فاروق کے نام وصیت نامہ لکھہ گئے۔ بعض کا قول ہے کہ سیف اللہ نے ۲۳ھ مین انتقال کیا بعض کہتے ہین کہ مدینہ مین وصال ہوا مگر پہلا قول صحیح ہے۔

واقعات سنہ ۲۲ھ

دس ہزار آدمیون کے ساتھہ جناب معاویہ نے بلاد روم پہ حملہ کیا۔

یزید ابن معاویہ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوے۔

جناب فاروق نے حج کیا۔

واقعات سنہ ۲۳ھ

سنہ ۲۳ھ مین آپکے عمال حسب ذیل تھے۔

(۱) نافع بن عبدالحارث خزاعی مکہ مین۔

(۲) سفیان بن عبداللہ ثقفی طائف مین۔

(۳) یعلی بن امیہ صنعا مین۔

(۴) ربیعہ جندین۔

(۵) مغیرہ بن شعبہ کوفہ مین۔

(۶) ابوموسیٰ اشعری بصرہ مین۔

(۷) عمرو بن العاص مصر مین۔

(۸) عمیر بن سعید حمص مین۔

(۹) جناب معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق مین۔

(۱۰) عثمان بن ابی العاص بحرین مین۔

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبادہ بن الصامت۔ ابوایوب انصاری۔ ابوذر شداد بن اوس کو ساتھ لیکر صائفہ پر حملہ کیا۔

جناب ممدوح نے عسقلان کو صلح پر فتح کیا۔

شریح کوفہ کے قاضی تھے اور کعب بن سور بصرہ کے۔ اکثرون کا قول ہے کہ جناب صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم نے کوئی قاضی مقرر ہی نہین کیا تھا۔

قتادہ بن نعمان انصاری نے انتقال کیا۔ یہ وہ صاحب ہین جنکی آنکھ آنحضرت صلعم نے اچھی کردی تھی۔ نماز جنازہ حضرت عمر نے خود پڑھائی۔ وہ جنگ بدر مین شامل تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ انکا انتقال ۲۴ھ مین ہوا۔

حباب بن منذر بن جموح انصاری کا انتقال ہوا۔ یہ بدری تھے۔

ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب حضرت عباس کے بڑے بھائی نے وفات پائی۔

مولی اسہیل بن عمرو بدری۔ عمیر بن وہب بدری اور عمیر بن عوف کا انتقال ہوا۔

عقبہ ابن مسعود جو بھائی تھے عبداللہ بن مسعود کے اور جنگ احد مین شامل ہوے اور ہجرت حبشہ مین بھی شریک تھے۔ وفات فرما گئے۔

عدی بن ابی الزغباء جہنی نے جو جنگ بدر مین آنحضرت صلعم کے جاسوس تھے انتقال کیا۔

عویم بن ساعدہ انصاری بدری کا انتقال ہوا۔

سہیل بن رافع انصاری بدری نے انتقال کیا۔

مسعود بن اوس کا انتقال ہوا۔ بعضون نے کہا ہے کہ وہ جنگ صفین مین شہید ہوے۔

واقد بن عبداللہ تمیمی نے وفات پائی یہ پہلے شخص ہین جنہون نے اسلام لاتے ہی فی سبیل اللہ جہاد کیا۔

عمرو بن حضرمی شہید ہوے۔ یہ اوسوقت مسلمان ہوے تھے کہ ابھی حضور صلعم دار ارقم مین داخل بھی نہین ہوے تھے۔

ابوجندل بن سہیل بن عمرو اور اونکے بھائی عبداللہ نے وفات پائی۔ عبداللہ بدری تھے۔ ابوجندل کو اونکے باپ نے قید کر رکھا تھا اور ہجرت سے منع کرتا تھا اسلئے جنگ بدر مین شریک نہوسکے آخر یوم حدیبیہ کو رہائی پائی۔

ابوخالد الحارث بن قیس نے وفات پائی۔ انہین جنگ یمامہ مین زخم لگا تھا پہلے تو اچھا ہوگیا مگر تھوڑے عرصہ بعد پھر ہرا ہوگیا اور اوسی مین آپنے انتقال کیا یہ بھی بدری تھے۔

ابوخراش ہذلی شاعر نے وفات پائی۔

غیلان بن سلمہ ثقفی کا انتقال ہوا۔

صعب بن جثامہ بن قیس اللیثی نے وفات پائی۔

حضرات ناظرین آپنے دیکھا کہ جب کسی بادشاہ اور اوسکے عہد حکومت پر خداوند کریم مہربان ہوتا ہے تو اوسکی خاطر سے بڑے بڑے سامان اور لایق و قابل آدمی پہلے سے پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے اور اوس بادشاہ اور اوسکی سلطنت پر چارون طرف سے برکتون کی بوچھار ہوتی ہے مگر جب وہ زمانہ ختم پر آتا ہے تو ہولے ہولے وہ سامان اوٹھنے لگتا ہے اور وہ قابل لوگ روانہ ہونے لگتے ہین۔

مدتے شادی و غم نیست برابر بہ جہان	گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے

اب اسکی نظیر آپ دیکھہ لین کہ عہد فاروقی اختتام پر ہے اور بدری۔ اُحدی۔ اور زبردست لوگ صرف تین ہی سال مین مدینہ کو خالی کر گئے اب خالی خلافت منتقل ہونے والی ہے خلیفہ غریب کیا کریگا۔ آپ اوپر دیکھہ چکے کہ امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح نے اسی خلافت مین کوچ فرمایا۔ مؤرخون نے لکھا ہے کہ سیف اللہ جناب خالد بن ولید نے حمص مین خلافت فاروقی کے آٹھوین سال مین رحلت فرمائی۔

واحسرتا کہ رشتۂ دولت گسستہ شد	پشت اجل زبار مصیبت شکستہ شد

غرضکہ جس زمانہ کا دنیا کو کرشمہ دکھانا تھا وہ اختتام پر ہے اسلئے اللہ جل شانہ اوسکے لوازمات بھی سمیٹ رہا ہے۔ جسنے مؤرخانہ نظر سے حضرت عرش آشیانی اکبر کی تاریخ سلطنت دیکھی ہوگی اوسکو ہماری اس تقریر کا مزہ آئیگا۔

ہم ایکدن گبن کی تاریخ اسلام دیکھہ رہے تھے اوسمین جناب مرتضوی کی خلافت کے بیان مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص نے حاضر ہوکے جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے پوچھا۔ حضور مجھے افسوس ہے کہ خلافت ابوبکر و عمر سے اچھی چلی اور آپسے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہم سے بگڑ گئی اسکا کوئی باعث بھی ہے؟ ہمارے امیر نے کمال تاسف سے فرمایا کہ بھائی وہ لوگ چل بسے جو ابوبکر و عمر کے کہنے کو سر آنکھوں پر رکھتے تھے لیکن میری اور عثمان کی کسی نے سنی نہین اور نہ کسی نے مانی پھر اونکی بنگئی تو کیا کمال ہوا اور ہماری بگڑ گئی تو کیا تعجب ہے۔ اَنَا مدینۃُ علم وعلیؑ بابھا۔ صاحب وحی کا قول ہے۔ واہ واہ۔ کیا قلّ ودلّ طور سے چارون زمانون کا لب لباب سمجھا دیا ہے جسکی تعریف نہین ہوسکتی۔ ہم ایک دفتر بھی لکھین تو کیا ہوسکتا ہے۔ رباعی

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہو گا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہو گا ترے کرم سے ہو گا

حلیہ مبارک

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال	دست قضا تو پھر کوئی تجھ سا بنا سکے

سرداری اور سروری کی پہلی نشانی جیسی کہ آنحضرت صلعم مین موجود تھی بعینہ وہی آپکے بیمثل اور بے نظیر جانشین مین پائی جاتی تھی یعنے قد مبارک ہمارے فاروق اعظم کا نہایت کشیدہ تھا اگر حضور سینکڑون ہزارون آدمیون کے مجمع مین کھڑے ہوتے تو آپکا قد سب سے نکلا رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا حضور سواری پر سوار ہین اور دوسرے ہمراہ رکاب پیدل جا رہے ہین۔

قامت است این یا صنوبر یا نہال باغ حسن	یا سہی یا سرو یا شمشاد یا طوبیٰ ست این

آنکھین بڑی پر رعب جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھ لی سب کے چہرے اور نگاہین نیچی ہوگئین۔ تلوارین تھین کہ دل کے پار ہو جاتی تھین۔ مجال نہ تھی کہ سامنے آسے

اور آدمی رعب وجلال سے بیخود نہو جاے۔

چشم چہ گویم ترک ستیزہ مژگان غمزہ خونین	تیغ نگاہش قاتل عالم خنجر تیز جنبش مژگان

آپکے سر کے تالو پر بال نہ تھے لوگ کہتے ہین کہ بڑہاپے کے اثر یا افکار سلطنت کے ہجوم سے جاتے رہے تھے مگر ایسا کہنا علم قیافہ کے ایک اصول سے ناواقف ہونے کا باعث ہے۔ رموزدان قیافہ خوب جانتے ہین کہ تالو پر بال نہونا خوش قسمتی اور عقلمندی اور ذکاوت کی علامت ہے۔

رنگ حضور کا اصل مین نہایت سرخ وسپید تہا مگر عرب کے اوس سخت قحط مین جسکا ذکر اوپر ہوچکا روغن زیتون کہاتے کہاتے اور غریبون کی مصیبت سے صدمے اوٹہاتے اوٹہاتے اور افکار رعیت سے جو جان سے زیادہ آپکو پیاری تہی وہ سرخی وسفیدی اخیر مین جاکے گندم گونی سے بدلکر زبان حال پکار رہی تہی۔

کسی کو مبتلاے حسن گندم گون نمیگردد	من اورا در بہشت عاشقی آدم نمیدانم

رخسارے ہلکے اور کم گوشت تھے۔ یہ بہی قومی غمخواری کا ایک اثر تہا۔

ہرجا سخن زعارض جانان برآمدہ	رنگین حکایتے زگلستان برآمدہ

ڈاڑہی گہنی۔ مونچہین بڑی بڑی جنکے اطراف مین بہورا پن تہا۔ ریش مبارک مین خضاب لگاتے تھے اور بالون مین ہمیشہ شانہ کیا ہوا رہتا تہا۔

خطے کہ گرد رخش ہمچو ماہ تابانست	نوشتہ سورۂ یوسف بخط ریحانست

حضور اپنے دونون ہاتہون سے یکسان کام کرلیتے تھے۔ بایان ہاتہہ دائین سے ذرا بہی کم نہ تہا۔ یہ عین سلطنت کی نشانی ہے سب کام اپنا اپنے ہاتہہ سے کرلیا کرتے تھے کبہی کسی کے محتاج نہ رہے۔ یہ بہی بلند اقبالی کی صورت ہے۔

دست تو یا پنجۂ مرجانست یا کف الخضیب	پنجۂ مہر درخشان یا ید بیضاست این

ہمارے حضور سراپا نور متناسب الاعضاء اور قوی ہیکل تھے۔

ولیم میور نے لکھا ہے کہ حضرت عمر کے کندھے چوڑے۔ سینہ کشادہ۔ صورت مین رعب داب۔ قدرت نے اونہین تیز وطرار۔ جلدی کرنے والا اور مستعد اور غصہ ور بنایا تھا۔ حالت غضب مین اپنی مونچھون کو بل دیکر لبون سے نیچے لے آتے تھے مگر وقت نے اونکی طبیعت کو نرم کر دیا تھا اور اس تحکمانہ اور رعب وداب والی صورت کے پردہ مین ایک نرم۔ ملنسار۔ متواضع اور محبت والا دل پوشیدہ تھا۔

بتان ماہ وش اوجڑی ہوئی نرگین ہتی ہین	جسے برباد کرتے ہین اوسکے دل مین رہتی ہین

جناب عمر کی ازواج واولاد کے بیان مین

ہمارے حضور نے جاہلیت اور اسلام مین کئی نکاح کئے۔ علامہ طبری نے ازواج کی تعداد سات بتائی ہے۔ اونمین سے تین نکاح جاہلیت مین اور باقی چار حالت اسلام مین ہوے۔

زینب۔ ملکہ۔ قریبہ سے آپنے مسلمان ہونے سے قبل عقد کیا تھا۔

(۱) پہلا نکاح عثمان بن مظعون کی بہن زینب سے کیا۔ عثمان بن مظعون بہت پہلے صحابیون مین تھے۔ اسلام لانیوالون مین اونکا چودھوان نمبر تھا۔ سنہ ۲ھ مین اونہون نے وفات پائی۔ آنحضرت صلعم کو اون سے بڑی محبت تھی۔ آپ بے اختیار روتے تھے اور اونکے جنازہ کو بوسے دیتے تھے۔ اونکے بھائی قدامہ بھی جلیل القدر صحابہ مین تھے۔ زینب مسلمان ہوکے مکہ مین مرین۔ جناب عبداللہ اور حضرت حفصہ انہین کے بطن سے ہین۔ اکثر مورخین نے انکے دوسرے فرزند ارجمند کا نام حضرت عبدالرحمن

اکبر لکھا ہے۔

(۲) عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل عدوی۔ جناب فاروق کے چچا زاد بھائی کی بیٹی اور سعید بن زید کی بہن تھیں۔ سعید بن زید بھی عشرۂ مبشرہ میں ہیں۔ عاتکہ سے جاہلیت میں عقد ہوا تھا۔ اونھوں نے مسلمان ہوکے ہجرت کی اور مدینہ حضرت عمر کے ساتھ گئی تھیں حضرت عیاض اون سے پیدا ہوے۔ آپ نہایت حسینہ تھیں اونکا نکاح پہلے صدیق اکبر کے بیٹے عبداللہ سے ہوا تھا وہ غزوۂ طائف میں شہید ہوگئے تو عاتکہ نے اونکا ایک نہایت دردانگیز مرثیہ لکھا۔ ۱۲ھ میں حضرت عمر سے نکاح کیا دعوت ولیمہ میں جناب علی مرتضیٰ بھی شریک تھے۔

( ) قریبہ بنت ابی امیہ المخزومی۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ یہ مسلمان نہیں ہوئیں اسلئے ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمر نے اونھیں طلاق دیدی کیونکہ مشرکہ عورت سے اسلام میں نکاح ناجائز ہے۔ پھر عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے ان سے نکاح کیا۔

(۳) ملیکہ بنت جبرول الخزاعی۔ اونھیں ام کلثوم بنت خزول بھی کہا ہے۔ یہ بھی مسلمان نہیں ہوئیں لہٰذا ۶ھ میں اونکو بھی طلاق دیدی۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبداللہ انکے بطن سے تھے۔ بعض زید اصغر اور عبیداللہ کو بھی انھیں سے بتاتے ہیں عبیداللہ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ قتل ہوے۔

(۴) ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی افلح انصاری۔ انکا نام عاصیہ بھی تھا۔ آنحضرت صلعم یا جناب عمر نے انکا نام جمیلہ رکھلیا تھا۔ حضرت عاصم ان کے بیٹے بتاے جاتے ہیں۔ اونکے باپ عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (ابی افلح) ایک معزز انصاری تھے

جو جنگ بدر مین شریک رہے۔ جناب فاروق نے اونکو بھی طلاق دیدی تھی۔
(۵) ام کلیم بنت حارث بن ہشام مخزومی۔ ابوجہل کی بھتیجی تھین۔ انکا باپ اسلام لایا تھا
(۶) ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی۔ انکی بیٹی کا نام فاطمہ بتایا جاتا ہے۔
(۷) ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب۔ بعض نے انکا نام رقیہ بھی لکھا ہے وہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے بطن سے تھین۔ اپنے عہد خلافت مین جناب فاروق نے اون سے عقد کیا تھا۔ ان سے ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ ہوئی۔

سب معتبر مؤرخون نے اس عقد کا حال مفصل طور سے لکھا ہے یعنے طبری نے تاریخ کبیر مین۔ کتاب الثقاۃ مین ابن حبان نے۔ معارف مین ابن قتیبہ نے۔ کامل مین ابن اثیر نے ایک اور ام کلثوم بھی حضرت فاروق کی بیوی تھین مگر مؤرخون نے دونون مین اچھی طرح تمیز اور تفریق کردی ہے کہ کسی طرح دھوکا نہین ہوسکتا۔ یہ نکاح ۱۷ھ مین ہوا تھا۔ صحیح بخاری مین بھی ضمناً اس نکاح کی خبر ہے اسطرح کہ ایکدفعہ جناب عمر نے عورتون کو چادرین تقسیم کین۔ اونمین ایک بچ رہی۔ فاروق اعظم سوچ مین تھے کہ یہ کسے دیجاے ایک شخص نے عرض کی اے امیرالمومنین اسے اپنی بیوی ام کلثوم بنت رسول اللہ کو دیدیجے۔ یہ نکاح ۴۰ ہزار مہر پر ہوا تھا۔ اس عقد کا حال ہم پہلے بیان کرآے ہین۔
(۸) فکیہ۔ ایک سریہ بھی آپکے گھر مین بیان کی جاتی ہین۔ جن سے ایک بیٹا عبدالرحمن اوسط یا اصغر اور ایک بیٹی زینب بتائی گئی ہے۔

ایک تاریخ مین ہمنے آپکی بیویون کی تعداد صرف ۶ لکھی دیکھی اور اونکے حالات اور ناموں مین بھی اختلاف پایا۔

روایت ہے کہ مدینہ مین آپنے ام حکیم۔ جمیلہ۔ ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ اور عاتکہ

بنت زید سے نکاح کیا۔

جناب عمر کی ایک بیوی کا نام فکیہہ یمنیہ بھی معلوم ہوتا ہے شاید یہ نام ہمارے ۸ نمبر کا ہو تو کیا التعجب ہے۔

(۹) ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ سنہ ۲۰ھ مین جناب عمر نے فاطمہ بنت ولید ام عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے اپنا نکاح کیا۔

طبری نے جناب عمر کے ۸ لڑکے اور ۴ لڑکیان لکھی ہین مگر اور لوگون نے ۹ لڑکے اور چار لڑکیان بتائی ہین۔

صاحبزادونکے اسماے گرامی یہ ہین۔

(۱) عبداللہ۔

(۲) عبیداللہ۔

(۳) عبدالرحمٰن اکبر۔

(۴) عبدالرحمٰن اوسط۔

(۵) عبدالرحمٰن اصغر۔

(۶) زید اکبر۔

(۷) زید اصغر۔

(۸) عیاض۔

(۹) عاصم۔

صاحبزادیون کے نام مبارک یہ ہین۔

(۱) حفصہ۔

(۲) رقیہ۔

(۳) فاطمہ۔

(۴) زینب۔

(۱) حضرت عمر کے بیٹون مین جناب عبداللہ بن عمر اپنے سب بھائیون مین افضل ہین اونکی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی اور اونکی والدہ ماجدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے صغرسنی مین والد ماجد کے ساتھہ ہی مسلمان ہوے اور اونہین کے ہمراہ ہجرت کی۔ بدر و اُحد کے زمانہ مین آپ بالکل بچہ تھے اسلئے اون مین شامل نہوسکے ورنہ اور سب جنگون مین شریک رہے۔ آپ جلیل القدر عالم۔ بڑے مجتہد۔ عابد۔ اور پورے طور سے سنّت پر چلنے والے تھے۔ فقہ وحدیث کے رکن اعظم سمجھے جاتے ہین۔ بخاری ومسلم مین انکے مسائل اور روایات وحدیثین بھری پڑی ہین۔ تمام محدثین کے نزدیک حدیث کے دو سلسلے سب سے زیادہ مستند ہین جنکا نام اونہون نے زنجیر زر رکھا ہے۔ ایک تو وہ حدیث جسکے راویون مین امام مالک۔ نافع اور عبداللہ بن عمر تینون صاحب شامل ہون۔ دوسرے وہ حدیث جسکے راویون مین زہری۔ سالم اور عبداللہ بن عمر تینون صاحب شریک ہون۔ امام مالک اور زہری کے سوا باقی سب حضرت عمر کے گھرانے کے ہین یعنے سالم اونکے پوتے اور نافع اونکے غلام ہین۔ جناب عبداللہ بن عمر حق گوئی مین بالکل بیباک تھے۔ ایکدفعہ حجاج بن یوسف خانہ کعبہ مین خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اوسیوقت اور اوسکے منہ پر اوسکے سامنے کھڑے ہوکر صاف لفظون مین کہدیا کہ اسے خطبہ پڑھنے کی کس نے اجازت دیدی یہ تو دشمن خدا اور رسول ہے اسنے بہت سے دوستان خدا کو بے قصور قتل کیا ہے۔ روایت ہے کہ آپکے اس کلام سے جلکر حجاج نے ایک آدمی کو

مقرر کیا۔ مکہ مین ۷۳ھ کے آخر یا ۷۴ھ کے شروع مین حجاج کے متعین کردہ آدمی نے حاجیونکے ہجوم مین زہر مین بجھے نیزہ کا پہل آپکے قدم مبارک مین چبھو دیا جسکے زخم سے آپ چند ہی روز مین وفات پاگئے۔ اکثر موقعون پر عرفہ وغیرہ مین جناب عبداللہ بن عمر حجاج سے آگے چلتے تھے اور لوگ اونکی تعظیم وتکریم بہ نسبت حجاج کے زیادہ کرتے تھے۔ یہ باتین بھی اوسے ناگوار گذرتی تھین اسلئے اوسنے آپکو شہید کرادیا۔ افسوس صد افسوس۔

جناب عبداللہ نے دو ہزار چھ سو تیس حدیثین آنحضرت صلعم سے روایت کی ہین۔ اصحاب کی ایک بڑی جماعت اور تابعین مین سے بے شمار لوگون نے اونکے ذریعہ سے روایت کی ہے۔ زہری کا قول ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر کی راے کے برابر کسیکی راے کو نہین سمجھتے وہ رسول اللہ صلعم کے بعد ساٹھ برس تک زندہ رہے۔ رسول اللہ اور اصحاب رسول اللہ کی کوئی بات اون سے پوشیدہ نہ تھی۔

حافظ ابن حجر کا قول ہے کہ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر اور دیگر صحابہ سے زیادہ روایت کرنیوالے ہین۔ سنت رسول اللہ پر چلنے کا اونکو شوق ہی نہ تھا بلکہ یہ عشق اونکا جنون کے درجہ کو پہونچگیا تھا جن کوچون اور گلیون سے آنحضرت صلعم گذرے تھے اونمین مین آپ گشت لگایا کرتے۔ اور قدم بقدم چلتے تھے۔ جہان جہان بیٹھکر حضور صلعم نے وضو کیا تھا وہین آپ بھی کرتے تھے۔ الولد سر لابیہ۔ لوگون نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ کی سی عادتین پیدا کرکے وفات پائی۔ حضرت سفیان ثوری نے روایت کی ہے کہ اونمین اپنے مال مین سے جب کوئی چیز پسند آتی تھی تو اوسے خیرات کردیا کرتے تھے۔ اونکے غلامون کو اس بات کی خبر ہوگئی تھی وہ اونکی اس عادت سے یون فائدہ اوٹھاتے تھے کہ نماز۔ روزہ

اور عبادت مین سرگرمی ظاہر کرتے اور جناب عبداللہ بن عمر خوش ہوکے اونہین آزاد کرتے تھے۔ نافع نے روایت کی ہے کہ اسی طرح اونہون نے دس لاکھ غلام آزاد کئے ایکدفعہ کسی نے اون سے یہ بھی کہدیا کہ حضرت آپ یہ کرتے کیا ہین یہ لوگ آپکو دھوکا دیتے ہین تو آپ نے فرمایا۔ بھائی جو دھوکا خدا کی عبادت کرکے دیا جاے اوسکے کہا لینے مین بھی ثواب ہے۔ ایک ایکدفعہ مین تیس تیس ہزار کی خیرات آپنے کی ہے۔ رسول اللہ صلعم اونہین صالح آدمی کہا کرتے تھے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "ہر اُمت مین عالم ہوتا ہے میری اُمت کا عالم عبداللہ بن عمر ہے"۔ آپنے کبھی بھولکر بھی امور خلافت مین دخل نہین دیا۔ صحابہ مین جو لڑائیان ہوئین اونمین طرفین سے کنارہ کش رہے۔ اپنے مرنے کے قریب فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنی سوانح عمر پر افسوس آتا ہے تو ایک بات پر آتا ہے کہ مین حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھہ ہوکے باغیون سے نہ لڑا اسکے سوا مین اپنی زندگی کے کسی کام پر افسوس کرنے کا موقع نہین پاتا۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹون کے نام یہ ہین۔ سالمؔ۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمٰن۔ عاصمؔ۔ حمزہؔ۔ زیدؔ۔ بلالؔ۔ ہر ایک اُنمین کا علم وفضل سے معمور تھا مگر سالم سب سے افضل ہین۔ صحابہ کے بعد تابعین مین سات آدمی بڑے فقیہ مانے جاتے ہین اونمین سے ایک سالم بھی ہین۔ وہ اپنے باپ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ جب جناب علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ نے اپنے مقدمہ کا فیصلہ حکم کے ہاتھہ مین دیا تو لوگون نے جناب عبداللہ بن عمر سے آکے کہا۔ تمام مسلمان چاہتے ہین کہ آپ خلیفہ ہون اگر آپ مستعد ہون تو ہم سب آپکے ہاتھہ پر بیعت کرلینگے آپنے کانون پر ہاتھہ رکھا اور فرمایا کہ بھائی مجھے معاف رکھو مین خلافت کو مسلمانون کے

خون سے خریدنا پسند نہین کرتا۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر کے سوا تابعین مین جو چھ فقہا اور تھے انکے نام یہ ہین۔ خارجہ بن زید۔ عروۃ بن الزبیر۔ سلیمان بن یسار۔ عبیداللہ بن عبداللہ سعید بن المسیب۔ قاسم بن محمد۔ مدینہ منورہ مین انہین پر حدیث و فقہ کا انحصار تھا بغیر انکے فتوے کے کوئی قاضی فیصلہ نہین کرسکتا تھا۔

(۳) فاروق اعظم کے تیسرے صاحبزادہ جناب عبدالرحمن اکبر حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ انہون نے بھی آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے۔ مگر کوئی حدیث اون سے نہین منسوب ہے۔

(۸) تیسرے عیاض تھے جو عاتکہ سے ہوے۔

(۹) چوتھے صاحبزادہ کا نام عاصم ہے۔ اونکی مان جمیلہ تھین آنحضرت صلعم کی زندگی مین پیدا ہوے تھے۔ بڑے عالم و فاضل تھے۔ جناب عمر اور دیگر صحابہ سے حدیثین بیان کی ہین۔ اون سے سنکر اونکے بیٹون حفص اور عبیداللہ اور دیگر اشخاص نے روایتین کی ہین۔ جناب عمر بن عبدالعزیز حضرت عاصم ہی کے نواسہ تھے۔ جناب عاصم نے ۷۰ھ مین انتقال فرمایا۔ وہ کشیدہ قامت۔ جسیم۔ پاکیزہ نفس اور بہت اچھے شاعر تھے اونکے کلام مین کوئی لفظ بھرتی کا یا بیکار نہین ہوتا تھا۔ اونکے ماتم مین جناب عبداللہ بن عمر نے مرثیہ لکھا تھا جسکے ایک شعر کا حاصل مطلب یہ ہے۔

کاش موت عاصم کو چھوڑ جاتی تاکہ ہم سب ساتھ رہتے اور اگر لیجانا تھا تو سبکو لیجاتی۔

(۶) پانچوین بیٹے زید اکبر حضرت ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ سے تھے۔ تیس برس کی عمر مین

بنی عدی سے لڑائی ہوئی اوسمین اونکا سر پھٹگیا اور چند روز کے بعد مان اور بیٹے دونون نے ایک ہی دن وفات پائی۔

(۷) چھٹے بیٹے زید اصغر ام کلثوم بنت جرول کے بطن سے تھے۔

(۲) ساتوین فرزند عبید اللہ بھی ام کلثوم بنت جرول سے تھے۔ آپ نہایت دلیر اور جنگ جو اور پہلوان آدمی تھے۔ شجاعت اونکی ضرب المثل ہوگئی تھی۔ جب جناب فاروق شہید ہوے تو ایک دن عبد الرحمن بن ابو بکر نے عبید اللہ سے کہا کہ مین نے ابو لولو اور حیرہ کے ایک عیسائی جفینہ کو باہم مشورہ کرتے دیکھا تھا اور اونکے پاس ایک دو دھاری تلوار تھی۔ اس گواہی سے عبید اللہ کو یقین کامل ہوگیا کہ میرے والد کے قاتل یہی دونون ہین پس تلوار لی اور جفینہ کا سر قلم کر ڈالا۔ جناب عثمان کے دربار مین مقدمہ پیش ہوا۔ وہان جناب علی اور دیگر اصحاب کی یہ راے ہوئی کہ قصاص مین عبید اللہ کو بھی قتل کر دو مگر عمرو بن العاص وغیرہ نے دربار خلافت کے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی اور فدیہ دیکے عبید اللہ کو چھوڑوا دیا۔ وہ ۳۷ھ تک زندہ رہے صفین کی لڑائی مین امیر معاویہ کی طرف ہوکے لڑے اور مارے گئے۔

(۴) آٹھوان بیٹا عبد الرحمن اوسط۔ لہیہ لونڈی کے بطن سے تھا۔ کنیت اوسکی ابو شحمہ تھی۔ اسیکو حضرت عمر نے حد مین کوڑے لگوا دیئے تھے اور وہ مر گیا۔ گو روایتین مختلف ہین مگر اصلیت اتنی معلوم ہوتی ہے کہ ابو شحمہ نے مصر مین عمرو بن العاص کی گورنری کی زمانہ مین شراب پی لی تھی۔ حضرت عمر نے اوسے مارا وہ چند روز کے بعد مر گیا۔

(۵) عبد الرحمن اصغر۔ نوین بیٹے کا نام ہے۔ اسکی مان بھی لونڈی تھی۔

فاروق اعظم کی صاحبزادیون مین سے حضرت حفصہ۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن اکبر کی بہن تہین۔ اونکا نکاح مکہ مین پہلے خنیس بن حذافہ سہمی سے ہوا۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ آئین۔ جب حضرت خنیس غزوۂ اُحد مین شہید ہوے تو ۳ھ مین وہ آنحضرت صلعم کے عقد مین آئین۔ ساٹھ حدیثین اون سے مروی ہین جنہین بہت سے صحابہ نے اختیار کیا ہے۔ ۶۳ برس کی عمر پاکر مدینہ مین وفات پائی۔ اوسوقت ۴۵ھ تھے۔

(۲) رقیہ۔ زید اکبر کی حقیقی ہمشیر تہین اور ابراہیم بن نعیم سے اونکا نکاح ہوا تہا۔

(۳) صاحبزادی کا نام فاطمہ ہے۔ ام کلیم کے بطن سے ہوئین۔ جنکے شوہر کا نام عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب تہا یعنے فاطمہ اپنے چچازاد بہائی سے منسوب ہوئی تہین۔ اوپر ہم فاطمہ کی مان کا نام ام حکیم لکہہ چکے ہین۔ یہ روایت کا اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴) زینب جو فکیہ کے بطن سے تہین۔ انکا عقد عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ عدوی سے ہوا تہا۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادون مین سے عبداللہ۔ عبیداللہ اور عاصم کی اولاد رہی اور خداوند کریم نے اونکی نسل سے بڑے بڑے عالم۔ صالح۔ محدث۔ حامل آثار اور صاحب جاہ پیدا کئے۔

حضرات ناظرین! جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سوانح عمری اب ختم ہے اس وقت تک تو آپ اونکی پاک اور بے لوث زندگی کے واقعات ملاحظہ کرتے رہے ہین اب ذرا دونون ہاتہون سے کلیجہ تہام کر شہادت کا حال بہی سن لیجئے۔

حال رحلت کردہ ام بر کاغذ نیلی رقم	شعلۂ را گو نیا در رود دل پیچیدہ ام

شہادت

فلک چوں نقش مصیبت کشید واویلا — زچشم اہل زمین خون چکید واویلا

عجب دردست جانم رانمیدانم کہ چون گریم
دلا خون شو کہ تا بر حال خود یک لحظہ خون گریم

ہائے! ہائے!! ہائے!!! دل پہلو مین خون ہو گیا۔ کلیجہ ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر منہ کو آنے لگا۔ اشکون کی جھڑی دونون آنکھون سے جاری ہے اور ایسی بہاری برسات مین بھی سر سے پیرون تک وہ آگ لگی ہے کہ خانۂ تن پھنکا جاتا ہے!!

حضرات ناظرین! خدا بنا کے کسی کی نہ بگاڑے۔ آپ بھی فرمائین۔ آمین بلکہ ثم آمین۔ غضب تو یہ ہے کہ پہر بگڑی بھی کیسی جو آج تک نہ بنی۔ افسوس صد افسوس۔ خدا اوس بنانیوالے کا گلا خنجر ظلم کے تلے نہ دکھاتا چاہے ہم بننے والے خاک مین ملجاتے اور زمین کا پیوند ہو جاتے۔ واویلا۔

نہ پایا ہمارے سوا کوئی تو نے	فلک کیا ہمین تے ستانے کے قابل

چونکہ یہ سانحہ ہوش ربا اور واقعہ قیامت زا بھی اوسی سیہ بخت اوندھی قسمت والے کا حصہ ہے جو اس کتاب کو لکھے اسلئے سنگ آمد و سخت آمد اوسے چھاتی پر رکھکے

ہم بھی لکھنا شروع کرتے ہین۔

ماہیم کزازل غم و رنج آشنائے ماست	ما از برائے درد و درد از برائے ماست

صاحبو! اسلام نے ابھی گہوارہ سے قدم نیچے نہین اوتارے تھے اور مسلمانون نے مردم شناسی اور قدردانی اور نیک و بد کی تمیز نہین سیکھی تھی کہ پیار کرنیوالے اور شفقت سے سکھانیوالے کا رخت سفر بندہ چکا اور چلنے کی تیاری ہے۔ اب مسلمانون اور بیکس و غریب اسلام کو چھاتی سے لگانیوالا کوئی میسر نہوگا۔

کھل جاتی ہے پھر ٹھوکرین کھانیکی حقیقت	جب سر پہ کوئی چاہنے والا نہین رہتا

سینہ چاک قلم صفحہ کاغذ پر سیاہ آنسو بہا کر یون گریان اور نالان ہے کہ اے لوگو۔ پہلے اس شہادت جان گداز اور قیامت شور ساز کی تاریخ یاد رکھو جو بالاتفاق یہ ہے۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء

مُدّتِ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن۔

راوی اس دردانگیز حادثہ کو با چشم اشکبار و سینۂ داغدار یون لکھتا ہے کہ پیارے فاروق کی خلافت کا گیارہوان سال تھا اور عمر اونکی پچپن ۵۵ یا تریسٹھ ۶۳ سال سے اوپر تھی کہ مسلمانون کے سرون پر رنج و الم کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ زمین پیرون کے تلے سے نکل گئی اور بیکس اسلام کی ڈہارس بندہانے والا کوئی نرہا۔ جس دین کو جناب غفران مآب نے چھاتی سے لگا لگا کر بڑے پیار سے پالا تھا اوسے خدا نے

ٹھوکرین کھانیکو بے والی وارث چھوڑ دیا۔

گلشن بخون طپیدہ شہید نگاہ کیست	گل میدرد قبا بچمن داد خواہ کیست

سر پھوڑنے کا مقام ہے کہ ہمارے عاشق زار اور مونس وغمخوار ابھی توانا و تندرست تھے اور جو عظیم الشان اور وسیع ذمہ داریان اونھین سپرد کی گئی تھین اونکو نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دے رہے تھے کہ حج کا زمانہ سر پر آگیا اور وہ غریبون کا والی اور یتیمون کا وارث ازواج رسول اللہ صلعم کیذ ینگذاری کرتا مدینہ سے مکہ گیا اور امہات المومنین کے ساتھہ حج کرکے بڑی تعظیم وتکریم سے اونھین مدینہ لایا ابھی واپس ہوے چند ہی روز گذرے تھے کہ مسلمانون کے سرون پر غم کا بادل الم کا طوفان بے وقت ٹوٹ پڑا اور اسلام کی شوکت وجلالت انجام کو پہونچ گئی۔ واحسرتا۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون	روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

وفات سے کم وبیش ایک ہفتہ قبل حضرت فاروق اعظم نے خواب مین دیکھا کہ ایک پرندنے دو تین چونچین حضور کے لگائی ہین۔ جناب کعب الاحبار نے اس واقعہ سے تین روز پہلے حضور مین آکر التماس کی کہ جہان پناہ اب حضور کا دور ختم ہو چکا توریت سے مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے کمال جرأت سے فرمایا کہ اسکا کیا غم ہے مرضی مولیٰ از ہمہ اولےٰ۔

اب چھاتی پر پتھر کی سل رکھکے سناے دیتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ ایران سے ایک غلام لاے تھے جسکا اصلی نام فیروز تھا مگر عام لوگ اوسے ابو لولو کہا کرتے تھے۔ بچپن مین کبھی یہ شخص رومی عیسائیون کے ہتے چڑھکے کٹا عیسائی بن چکا تھا۔

جب مغیرہ بن شعبہ اوسے مدینہ لے آے تو وہ یہان لوہار۔ بڑہئی۔ اور نقاشی کا کام کرنے لگا۔ اوسکی روزانہ آمدنی سے مغیرہ بن شعبہ بہی ایک خفیف رقم دو درہم لیلیا کرتے تہے یہ مدینہ مین ایسے بڑے تین کام کرنے والے کے لئے کچہہ بہت نہ تہی مگر اوس ظالم کو ایک مسلمان محسن کے ہاتہہ مین اتنا جانا بہی شاق گذرتا تہا۔ ہم جو حساب کرتے ہین تو دو درہم سات آنے سے بہی کم کے ہوتے ہین جو تین بڑے اور کارآمد پیشہ کرنے والے کے سامنے کچہہ بہی نہ تہے۔

ہمارے فاروق اعظم تو انتظام امور کے لئے بازار کی دیکہہ بہال سے غافل رہتے ہی نہ تہے ابولولو نے وہین حضور کو آگہیرا اور التماس کی۔ امیرالمؤمنین آپ میری فریاد کو پہونچین۔ مغیرہ مجہے حد سے زیادہ تنگ کرتا ہے اور میری کمائی سے بہت کچہہ لے لیتا ہے۔

جناب عمر۔ تم اوسے کیا دیتے ہو۔

ابولولو۔ دو درہم روزانہ۔

فاروق اعظم۔ تم کیا کام کرتے ہو۔

ابولولو۔ لوہاری۔ نجاری۔ نقاشی۔

امیرالمؤمنین۔ ایسے چلتے ہوے کامون کے لئے اور دارالسلطنت مین تو دو درہم کچہہ بہی نہین ہوے۔ مین اسمین کمی نہین کرسکتا۔ تم تو بڑے ہونہار کاریگر ہو اور پہر ایسی خفیف رقم کی شکایت کرتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

ابولولو۔ اپنی صورت بگاڑکے خاموش ہو رہا۔

حضرت عمر - ہمنے سنا ہے کہ تم ہوا چکی بھی بنا سکتے ہو۔

ابو لولو - ہان ہان بنا سکتا ہون۔

جناب فاروق - ایک ہمین بنا دو۔

ابو لولو - بہترین ایسی چکی بنا دونگا جسکی شہرت پورب سے پچھم تک ہو جائیگی یہ کہکے منہ بناتا اور بڑبڑاتا ہوا چلدیا۔

جناب عمر اپنے دل مین سمجھگئے کہ یہ شخص بگڑکے اور مجھے دھمکا کے یہان سے گیا ہے اور لوگون سے بھی اس کا اظہار کر دیا۔

دوسرے دن فجر کی نماز کے واسطے لوگ مسجد مین آکر جمع ہوے ابو لولو بھی آئین ملکر بیٹھ گیا جب فاروق اعظم امامت کے لئے کھڑے ہوے تو پہلی صف مین جا ملا۔ جناب عمر نے تکبیر ہی کہی تھی اور بعض روایات مین ہے کہ دوسری رکعت شروع کی تھی کہ ابو لولو نے آگے بڑھکے حملہ کیا اور ایک تیز دو دھاری تلوار سے چھ مقام پر وار کئے تین جگہ زخم لگائے۔ بھاگتے وقت اور بھی ادھر ادھر کے کئی آدمیون کو زخمی کیا۔ ایک زخم کاری جناب فاروق کی ناف کے نیچے لگا تھا حضور نے فوراً عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑکے نماز پڑھانیکے لئے اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود گر گئے۔ ہاے غضب۔ عمارت اسلام کا ستون گر پڑا اور جڑ ہلگئی۔ یہ پہلی مصیبت ہے جو مسلمانون کے سر پر آئی۔ اب آگے جو مصیبتین آئینگی وہ سب اسکی پیدا وار ہین۔ افسوس! اسلام ابھی شیر خوار بچہ ہے اور باپ اوسکا نزع کی حالت مین زمین پر گر کے دم توڑ رہا ہے۔ ہاے غضب مسلمانون کے دشمن اونکے گلون کے لئے خنجر تیز کر رہے ہین اور سپر اونکے ہاتھون سے چھین لی گئی ہے۔ مؤمنین۔ اگر

کسی رونے مین ثواب ہے تو یہی رونا ہے جو قومی مصیبت پر ہو۔ محبان اسلام! اگر تمہارے اعمال کی سیاہیان دھونی ہون تو خوب دل کھولکے رولو پر جنت تمہارا حصہ ہے۔

شبنم مگو کہ بر ورق گل فتادہ است	کان قطرہا ز دیدۂ بلبل فتادہ است

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اوسی حالت سوز و گداز مین نماز پڑہائی۔ جناب فاروق سامنے بسمل پڑے تھے۔ ابولولو نے اور لوگون کو بھی زخمی کیا۔ کلیب ابن بکیر اور بقول مسعودی بارہ آدمیونکو مجروح کیا جنمین سے چھہ تو وہین شہید ہوگئے چونکہ نماز کا وقت تھا دار پوری پڑے جب پکڑا گیا تو خودکشی کرلی۔ جناب عمر زخمون کے صدمات سے بڑی دیر تک مسجد مین بیہوش پڑے رہے۔ حضور کا پیٹ باندہ دیا گیا۔ زخم سی دیئے گئے مگر امید زندگی نرہی۔ دوا جو پلائی تو زخم سے باہر نکل آئی۔ واویلا وامصیبتا۔ ۲ ذی الحجہ ۲۳ھ روز بدہ کو جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہونیکے دوسرے دن وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

طپید مہر درخشان بخون خود ز شفق	شد است تیرہ ز سیلے رخ مہ انور
برہنہ است زماتم سر بنات النعش	جدا ز گوش ثریا شد است عقد گہر
بجاے دف زدہ نا ہید سینۂ زانو	بآب دادہ عطارد ز گریہ صد دفتر
عمامہ زد بزمین مشتری چو پیش آمد	نہاد بر چو مریخ بر گلو خنجر
ز بس بخاک فگندند خویش را ز فلک	زمین پر است ز بال فرشتگان یکسر

جناب عمر کی اس بیوقت کی موت نے اونہین اپنا جانشین بھی تجویز نہ کرنے دیا۔ وہ مدت سے اسی سوچ مین تھے مگر ابھی فیصلہ نہین کرچکے تھے کہ چشم فلک نے اونکے جاہ وجلال

مین نظر لگادی۔ وہ سروبستان خلافت مسلمانون سے الگ ہوگیا اور اسلام کے اقبال کا آفتاب غروب ہوا۔

شورش بخت نظر کن کہ چو موج دریا	دوری از من کند آنکس کہ بمن یار ترا ست

اس آخری اضطراب مین بھی ہمارے بخت بد کے اثر سے کوئی بات طے نہونے پائی۔ جناب عالی نے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ آپ چھہ اصحاب یعنے جناب علیؑ مرتضیٰ۔ حضرت عثمان۔ جناب طلحہ بن عبداللہ۔ حضرت زبیر بن العوام۔ جناب عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص ملکے کمیٹی کرین اور متفق الرائے ہوکر جسے چاہین خلیفہ کرلین۔ حضرت طلحہ اوس زمانہ مین مدینہ مین موجود نہ تھے۔ اسلیے یہ فرمایا کہ اگر وہ تین دن کے اندر اندر آجائین تو اونھین اپنے مشورہ مین شریک کرلینا اور جو نہ آئین تو باقی پانچون کو خلیفہ تجویز کرلینے کا اختیار حاصل ہے۔ مین تو اگر امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح بقید حیات ہوتے تو عنان خلافت اونکے ہاتھہ مین دے جاتا۔

صدمہ زخم کی غشی سے جب حضور کو ہوش آیا ہے تو سب سے پہلے آپنے یہ پوچھا کہ بتاؤ میرا قاتل کون ہے۔

حاضرین۔ فیروز ابولولو۔

جناب عمر۔ الحمدللہ مین ایسے آدمی کے ہاتھہ سے مقتول نہین ہوا جسے دعوے مسلمان ہونیکا ہو اور جسنے اپنی عمر بھر مین بھولے سے بھی خدا کو سجدہ کیا ہو

پھر جناب فاروق نے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ کو طلب فرماکے کہا۔ بیٹا تم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنا "عمر آپسے اجازت چاہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم کے پہلوے مبارک مین دفن کیا جائے"

جناب عبداللہ ام المؤمنین کے حضور مین مشرف ہوے۔ صدیقہ نے پہلے ہی سے غم فاروقی مین رو رو کے اپنا حال تباہ کر رکھا تھا حضرت عبداللہ کو دیکھکے اور بہی ڈاڑہین مار مار کے گریہ وزاری کرنے لگین اور فرمایا کہ ہاے عمر فاروق اب تمہارے بعد ہم بیواؤن کا وقر کوئی نہین کریگا۔ ام المؤمنین کی یہ بین سنکے قریب تہا کہ جناب عبداللہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگین مگر دونون ہاتھون سے کلیجہ کو مضبوط تہاما سر سے پیر تک بید کی طرح کانپ گئے اور دردناک آواز سے التماس کی کہ ابا جان حضور مین سلام عرض کرتے ہین اور اجازت مانگی ہے کہ اگر مجھے رسول اللہ کے پہلو مین دو گز زمین مرحمت ہوجاے تو شفقت بزرگانہ سے بعید نہوگا۔ یہ سنکر جناب صدیقہ نے اپنا حال غیر کر لیا۔ ایک چیخ آسمان پر تہی تو دوسری زمین پر۔ سننے والون کے کلیجے شق ہوتے تہے۔ پرندے ہوا مین تڑپے جاتے تہے۔ درندے دشت مین سر دہنتے تہے۔ فرشتون کی زبان پر الامان تہی۔ کروبی کہتے تہے کہ یا الٰہ العالمین آج کہین زمین پانی ہوکر نہ بہ جاے۔

اے صبحدم چہ شد کہ گریبان دریدۂ	وے شب چہ حالت است کہ گیسو پریدۂ
از دیدۂ زمانہ روان ست جوے خون	اے دیدۂ زمانہ بگو تا چہ دیدۂ

جب بڑی دیر تک یہ قیامت کبریٰ برپا رہی تو جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اشکون کی جھڑی کو روک کے جناب عبداللہ سے فرمایا۔ برخوردار۔ اپنے ابا سے کہنا کہ میری تقویت تم سے تہی مین نے اتنے دن یہ نہین سمجھا کہ ابا جان میری سر سے اوٹھہ گئے ہین آج یہ آسمان مجھے بہی بے پدر کئے دیتا ہے۔ میرے حجرہ مین جو دو بالشت زمین ہے اوسکی نسبت میری یہ آرزو تہی کہ مین بہی اپنے والی و مالک اور

باپ کے قدمون مین دفن ہوکے خاک ہوجاتی مگر مجھے ایسے تین عاشق معشوقون کو حشر تک الگ کردینے کی جرأت نہین ہوتی۔ مجھے اسوقت ایسا معلوم ہورہا ہے کہ رسول اللہ صلعم اور صدیق اکبر دونون رورو کے فرمارہے ہین کہ آج دنیا سے مسلمانون کے سر کا سایہ دور ہوگیا اسلئے اوس زمین کے مجھسے زیادہ آپ ہی مستحق ہین۔ شوق سے وہین رہیئے مجھے کوئی عذر نہین۔ جناب عبداللہ واپس آے اور والد بزرگوار سے اطلاع کردی۔ جناب عمر یہ خبر سنکے زخم کی تکلیف بھولگئے۔ بہت خوش ہوے اور فرمایا خدا عائشہ کو اسکا اجر نیک دے اسوقت اوسنے میری بڑی تمنا پوری کردی ہے۔

پھر جناب فاروق نے فرمایا کہ تا تقرر خلیفۂ جدید حضرت صہیب امامت کرین جنہین خلافت سے کوئی مطلب نہین کیونکہ اگر مین علی وعثمان وزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد ہی مین سے کسیکو امامت کے لئے کہونگا تو اوسکی نسبت یہ خصوصیت فیصلہ مین اثر ڈالیگی جیسا کہ صدیق اکبر کے معاملہ مین ہوچکا ہے۔ پھر جناب علی مرتضیٰ سے کہا کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور اگر پبلک معاملات مین کوئی عہدہ آپکو سپرد کیا جاے تو بنی ہاشم کو اوسکا والی نہ بنانا۔ اسی طرح حضرت عثمان کو وصیت کی کہ خلیفہ ہوکے اپنے اقربا اور قبیلہ کے لوگونکو ہرگز ترجیح نہ دینا۔

جاریہ بن قدامہ سعدی سے روایت ہے کہ فاروق اعظم نے پہلے اصحاب رسول اللہ صلعم کو اپنے پاس بلایا۔ اونکے بعد انصار پھر اہل شام پھر اہل عراق کو۔ یہ سب لوگ اونکے پاس جاتے تھے اور رورو کے اور اونکی تعریف کرکے چلے آتے تھے۔ سب کے بعد ہم گئے دیکھا کہ ایک سیاہ چادر پیٹ سے لپٹی ہے اور خون اوس سے ٹپک رہا ہے

ہمنے کہا کہ ہمین بہی کچہہ وصیت فرمایئے - ارشاد ہوا کہ قرآن کی پیروی کرنا اگر تم اوسکا اتباع نہ کروگے تو گمراہ ہوجاؤگے - مہاجرین کا خیال رکہنا وہ تہوڑے ہین اور تکلوگ بہت - انصار کو دین کا گہر سمجہنا - اعراب تمہاری اصل اور مادّہ ہین اور ذمی تمہارے کنبون کا رزق ہین - یہ تمہارے نبی کا طریق ہے اسکی مین تمہین وصیت کرتا ہون

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے وصیت کی - اے قریش کے لوگو مین ڈرتا ہون کہ تم لوگون پر کہین زور ظلم نہ کرنے لگو دو چیزون کا حد سے زیادہ خیال رکہنا یہ تمہارے حقمین اچہا ہوگا - ایک تو حکم دینے کے وقت اور تقسیم کرنیکے وقت عدل اور انصاف کو ہاتہہ سے نہ جانے دینا اور جو فیصلہ کرنا وہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہو - دوسرے اس بات کا خیال رکہنا کہ تم لوگون کی چال اونٹون کی قطار کی روش پر ہے خبردار اگر قطار مین سے ایک بہی ٹیڑہی چال چلنے لگا تو سب ٹیڑہے ہوجائینگے پہر سیدہا رستہ تمہین میسّر نہین ہونا - غرضکہ جو وصیت اوس مسلمانونکی رکہوالے نے کی اوسکا خلاصہ مطلب قوم کی غمخواری - دین کی حفاظت - سلطنت کا انتظام - رعیت کی خاطرداری - ملک کو اس وامان سے رکہنا - خدا سے ڈرنا مہاجرین وانصار کی تعظیم وعزت - اعراب کی حق شناسی - ذمیون کے ساتہہ سلوک سے برتاؤ کرنا اور جو معاہدے اون سے کئے جائین اونکا پورا کرنا - اونکی حفاظت سے دست کش نہونا - اونکے دشمنون کو اپنا دشمن سمجہنا اور ذمیون کو برداشت سے زیادہ تکلیف ندینا تہا - اور سب سے زیادہ مسلمانون کے لئے یہ ہدایت تہی کہ بہائیو ملجلے اتفاق سے ایک راستہ پر چلے جانا ورنہ مصیبتون اور تباہی کے گڈہے مین جا پڑوگے - اوسی چوٹی کی ہدایت کو یہ اونٹ بالکل بہولگئے ہین اور نا اتفاقی سے وہ پہیل پہوٹ

ڈالی ہے کہ فی آدمی ایک ایک رستہ ہے اوسکا اثر یہ ہوگا کہ اب تباہ ہوے جسنے فاروق سے مُدبّر اور نبض شناس سلطنت کی نہ مانی اوسکی نسبت کسی بڑے اوستاد نے یہ کہا ہے۔

جسنے نہ مانی بڑے کی سیکھہ	اوسنے لے ٹھیکرا مانگی بھیکھہ

آپ دیکھہ لین کہ اس قول کا ظہور نمایان طور پر ہو چلا ہے۔ آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارد	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

اسکے بعد ضعف کے باعث تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ مگر ایک بات دیکھتے رہیئے اور خوب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے غور اور احتیاط سے کام لیجئے کہ مظلوم اور غریب عمر نے لب گور تک اپنے خاندان کو خلافت سے الگ تہلگ رکھنے کا خیال پورے طور سے رکھا ہے بلکہ اپنے جانشینون کو بھی بڑے زور شور سے یہ وصیت کی ہے کہ خبردار ہوشیار اپنے ناتہ۔ کنبہ والونکو امور خلافت مین دخیل نہونے دینا ورنہ تمہارے آس پاس کے یہ در و دیوار اور اوپر نیچے کے زمین و آسمان تمین کاٹ ہی کہائینگے۔ ہاے اب ایسا ناصح شفیق ہم کہان سے لائین اور آٹھہ آٹھہ آنسو اپنے حال پر نہ روئین تو کیا کرین۔

باغبان گل نگر فتم زمن آزردہ مشو	پارہاے جگر خویش بدامان کردم

آپنے اپنے فرزند دل بند عبداللہ کو اہل شوریٰ کے ساتھہ شامل رہنے کو تو کہا مگر یہ سخت شرط لگا دی کہ تو ہرگز خلیفہ نہین ہو سکتا اور وصیت کی کہ اے عبداللہ یاد رکھیو اگر اہل شوریٰ مین اختلاف راے ہو تو تیرا فرض ہے کہ تو کثرت راے کا

تابع رہے اگر رائین آدھی ایک طرف اور آدھی دوسری طرف ہوجائین تو تجھے اوس طرف ہوجانا چاہیئے جدہر عبدالرحمٰن بن عوف ہون یون کثرت تیری طرف ہوجائیگی۔

اسکے بعد عام اجازت دیدی کہ جو آوے اوسے میرے پاس آنیدو۔ جتنے لوگ در دولت پر جمع تھے سب اندر آگئے۔ آپ نے اون سے پوچھا کہ بھائیو میری موت مین کوئی بڑا آدمی شریک ہو تو ایمان ایمان سے میرے سامنے کہدو۔ سب نے بالاتفاق ایک زبان ہوکر پکارا "خدا نہ کرے۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین"۔

ہمارے شیر خدا جناب علی مرتضیٰ بھی اسوقت بادل مغموم کلیجہ تھامے مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے مین ابن عباس بھی آگئے۔ فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے ابن عباس تمہین انتخاب کے معاملہ مین میری راے سے اتفاق ہے یا نہین۔ ابن عباس نے جواب دیا مین بالکل آپسے اتفاق کرتا ہون۔ یہ سنکر حضرت عمر نے پھر پوچھا کہ نہین مجھے دھوکا ندینا۔ تمہین اور تمہارے ساتھیونکو خلافت کے معاملہ مین جو کچھ کہنا سننا ہو وہ اسوقت میرے سامنے کہہ سنلو تاکہ پیچھے جھگڑا نہ پڑے اور مسلمانون کے خون نہ بہتے پھرین جو اسلام کے لئے ہتک اور نقصان کی بات ہے۔

جناب مرتضوی اور قریش مین ایسے پیچیدہ تعلقات تھے جن سے قریش واقع مین حضرت علی کے آگے سر نہین جھکا سکتے تھے۔ چنانچہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت اور معرکہ کربلا اور جناب امام حسن کے حالات دیکھنے سے ہمارے بیان کی کچھ تصدیق ہوسکتی ہے۔ جناب عبداللہ ابن عباس حضرت علی کے طرفدار اور ہم قبیلہ تھے۔ اونکی اور حضرت عمر کی گفتگو طبری نے لکھی ہے جس سے فاروق اعظم کے خیالات کا بھید

معلوم ہوجاتا ہے۔ اوسے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ہم یہان لکھتے ہین۔

جناب عمر فاروق۔ کیون عبداللہ ابن عباس حضرت علی ہمارے شامل کیون نہین ہوے۔

عبداللہ ابن عباس۔ مجھے نہین معلوم۔

راقم۔ چچازاد بھائی کو تو معلوم نہین مگر چودھوین صدی والے جناب مرتضوی کے خیالات کی لاکھون تعبیرین فرماتے ہین۔

فاروق اعظم۔ تمہارے باپ رسول اللہ صلعم کے چچا ہین اور تم رسول خدا صلعم کے چچازاد بھائی ہو۔ پھر تمہاری قوم نے تمہاری طرفداری کیون نہین کی اور تمہین کو خلیفہ کیون نہین بنایا۔

ابن عباس۔ مین نہین جانتا۔

حضرت عمر۔ تم نہین جانتے تو مین تو جانتا ہون کہ تمہاری قوم کو تمہارا سردار ہونا ہرگز منظور نہ تھا۔

ابن عباس۔ کیون۔

جناب عمر۔ کیون کیا۔ وہ چاہتے ہی نہ تھے کہ نبوت اور خلافت ایک ہی خاندان مین آجائین۔ شاید تم یہ کہتے ہو کہ ابوبکر نے ہمین خلافت سے محروم کردیا۔ خدا کی قسم یہ بات نہین ہے۔ ابوبکر نے جو کیا وہ نہایت ہی مناسب اور بہتر کیا۔ اگر وہ تمہین خلافت دے بھی دیتے تو بھی تمہارے حق مین مفید نہوتا اور بڑے بڑے جھگڑے پیدا ہوجاتے۔ اے عبداللہ ابن عباس مین نے تمہاری نسبت

بہت سی باتین سنی ہین مگر مین نے اس خیال سے اونکی تحقیق نہین
کی تاکہ تمہاری عزت میری آنکھون مین کم نہو جاے۔

ابن عباس۔ مین بھی تو سنون کہ وہ کیا باتین ہین۔

حضرت عمر۔ مین نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ لوگون نے ظلماً اور حسداً ہمارے
خاندان سے خلافت چھین لی۔

ابن عباس ظلماً تو مین نہین کہتا مگر حسد کا کچھ تعجب نہین۔ شیطان نے آدم
پر حسد کیا۔ ہم لوگ بھی تو آدم ہی کی اولاد ہین اگر محسود ہون
تو کیا تعجب ہے۔

حضرت عمر۔ افسوس صد افسوس۔ بنی ہاشم کے دلون سے پرانے رنج اور
کینے نہین مٹتے اور مجھے خوف ہے کہ اسکا نتیجہ برا پیدا ہو گا۔

راقم۔ اوہو ہمین آج معلوم ہوا کہ جناب عمر کو بھی معلوم تھا کہ لوگ ہمین
غاصب کہتے ہین اور وہ لوگ بھی بغل ہی مین موجود تھے کہ جو کہتے تھے
ہماری حق تلفی ہوئی ہے تو اوسی وقت فیصلہ کیون نہین کر لیا
گیا کہ آج کے دن کی مین مین تو تو جاتی رہتی اور پھر جب خلافت
اور امامت جزا عظم مذہب تھی تو کھل کے کیون نہین کہا گیا کہ بنی ہاشم
کے لیے جگہ خالی کرو۔ جناب علی کا حق ہے۔ نہ جناب مرتضوی
نے ہم بچھلون پر رحم کر کے اسکا دعوی کیا۔ بلکہ جناب ابن عباس نے
دل کے جلے پھپھولے پھوڑنے کو کہا تو یہ کہا۔

ابن عباس۔ آپ یہ نہ کہین کیونکہ رسول خدا صلعم بھی تو ہاشمی ہی تھے۔

جب فاروق اعظم نے دیکھا کہ میرا اخیر وقت ہے اور یہ دل کے بخار نکالتے ہین تو کہا۔ خیر اس ذکر ہی پر خاک ڈالو اور اسے جانے دو۔ حضرت ابن عباس تشریف لیگئے اس گفتگو سے ہمارے ناظرین اپنے خیال کے موافق جو نتیجہ چاہین نکال لین انہین اختیار ہے۔ مگر اتنا تو ہم ضرور کہینگے کہ فاروق اعظم کی طبیعت آزادی پسند واقع ہوئی تھی اور لوگ آزادی کے ساتھہ اونکے سامنے جو چاہتے کہہ لیتے تھے۔ اوپر کی گفتگو سے بھی اور بہت سے اور واقعات سے بھی یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ پس جب چوراہے پر دونون چیزین سامنے موجود تھین کسی نے علی مرتضیٰ کی خلافت بلافصل کا دعویٰ پیش کرکے واجبی فیصلہ نہ کرالیا اور ہمارے شیر خدا بھی خاموش بیٹھے سیر فرمایا کئے اب کہ نہ سوتے ہے نہ کپاس تو کولی سے لٹھم لٹھا کی ٹھیری ہوئی ہے اسکا فیصلہ بھی ہمین بہت اچھا کرنا آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خلافت اور ہمارے چارون خلفاء کو ہمارے سامنے لاکر موجود کردو ہم خلافت اونھا کے جناب مرتضوی کے ہاتھہ مین دیدینگے اور باقی تینون سے کہدینگے کہ حضرات آپ خاموش بیٹھے رہین ذرا بھی کان نہ ہلائین ہمارے شیر خدا پہلے موج مین خلافت کرلینگے تب تم خلیفہ ہونے پاؤگے۔ یون تو آپکی حُبّ علی ثابت ہوتی ہے۔ مگر یون کچھہ ثابت نہین ہوتا کہ خلافت گئی۔ خلیفہ گئے۔ اب تیرہ سو برس بعد سر پھوڑ رہے ہین اس ملح تو جو کچھہ رہا سہا ہے وہ بھی کھو بیٹھوگے آپنے سنا نہین مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد۔

ندارد حاصلے باسینہ صافان کاوش بیجا	بناخن چہرۂ آئینہ را نتوان خراشیدن

آپسے کہا گیا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ کیون نہین مقرر کرجاتے۔ یہ بات سنکر حضور بہت ناراض ہوے۔ پھر لوگون نے عرض کی کہ جو چھہ آدمی آپنے خلافت کے

شورے کے لیے مقرر فرمائے ہین اونہین مین سے کسی ایک کو آپ ہی نامزد کردین - جواب ملا کہ اتنا بڑا بوجھ مین اپنے سر پر نہین لینا چاہتا - لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکو قرینہ سے خبر ہوگئی تھی کہ میرے بعد حضرت عثمان یا علی مین سے کوئی نہ کوئی نامزد کیا جائیگا اسلئے انہین دونون صاحبون سے مخاطب ہوکر آپنے یہ کہا - اگر خلافت تم مین سے کسیکو ملے تو اپنے عزیزون اور قریبون کے رتبے بہت نہ بڑہا دینا افسوس صد افسوس - ہمارے خلیفہ ثالث نے اس مشورہ پر عمل نہین فرمایا جس سے بے انتہا خرابیان مسلمانون مین ظہور پذیر ہوئین - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے ہر رگ وپے مین سلطنت وحکمرانی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا اور مسلمانون کے حالات سے ایسے واقف تھے کہ ہر ایک کی قابلیت اور استعداد انکی آنکھون کے سامنے تھی -

اے تباے بادشاہی راست بر بالاے تو		تاج شاہی را فروغ از گوہر والاے تو	

اسی لیے اون سے جب اس امر مین کہا گیا تو یہی جواب ملا کہ آنحضرت صلعم بھی تو اپنا جانشین نہین مقرر کر گئے پھر مین کیون مقرر کرون - قوم جسے پسند کریگی آپ ہی لیگی - غرضکہ اوس قوم کے شیدائی اور اسلام کے عاشق زار نے اس وبال کو اپنے سر نہ لیا اور ہمین مختار و مالک کر گیا کہ اپنے دماغ اور دل سے کام لین اور دنیا مین آنکھین کھول کے چلین -

کلام دلکش او معنی آرا		معانی از سوادش آشکارا	

جناب صبحی پاشا اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ جناب عمر نے حضرت عبد الرحمن بن عوف کو بلا کے کہا - اگر تمہین خلافت منظور ہو تو مین تمہین سپرد کردون -

عبدالرحمٰن بن عوف۔ آپ مناسب سمجھین تو مین حاضر ہون۔

جناب فاروق۔ مین تمھین کبھی صلاح نہین دونگا کہ تم اس وبال کو اپنے سر لو۔

عبدالرحمٰن۔ تو مجھے بھی منظور نہین۔

پھر جناب عمر نے علی و عثمان و زبیر و سعد و عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین سے کہا کہ اگر تین روز مین حضرت طلحہ آجائین تو اور جو نہ آجائین تو اپنے مین سے کسیکو منتخب کرلینا اور جو خلیفہ ہو اوسے حلف دیکر عہد لیلینا کہ اپنون اور عزیزون کا بوجھ خلق خدا کی گردن پر نہ رکھے۔ قوم عرب کے صدقے اسلام کی پونجی اور مسلمانون کی گذران کا سہارا اور مادہ ہین اونہین انصاف سے فقرا و مساکین پر صرف کرنا اور سب اتفاق سے رہنا کیونکہ اتفاق ایک بڑی زبردست طاقت ہے۔

درجہان امروز بے پروا مباش	فارغ از اندیشۂ فردا مباش
بیخبر از نالۂ شبہا مشو	غافل از احوال مظلومان مباش
در پئے خود کن دعا گویان نیک	بد مکن با مردمان تنہا مباش
نیکوئی کن تو و نیکو نام شو	بد مکن مشہور در ایذا مباش

پھر آسمان کی طرف منہ کرکے یون مناجات کی "اے کس بیکسان و اے فریاد رس درماندگان تو اچھی طرح جانتا ہے کہ جہان تک مجھسے ہوسکا مین نے اسلام کی شان و شوکت بڑہانے ضعیفون اور ناتوانون کی محافظت اور مصالح ملکی مین کوشش بلیغ کرنے مین کوئی کمی نہین کی ہے اور اپنے جانشین کے لئے ہر طرح سے ملک مین امن و امان اور انتظام چھوڑے جاتا ہون اسپر بھی اگر مجھسے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معافی کا متمنی اور درگذر کا امیدوار ہون۔

میکنم گریہ ز آلودگیٔ دامن خویش	اشک تا دامن آلودۂ من پاک کند

اسکے بعد ابو طلحۃ الانصاری کو حکم دیا کہ ان اہل شوریٰ کو ایک حجرہ مین لیجا کر بٹھا دو اور خود حجرہ کے دروازہ پر پہرہ دیتے رہنا جب تک یہ لوگ اس معاملہ کو بڑی چھان بین سے طے نہ کرلین در حجرہ پر موجود رہنا خبردار کوئی اور آدمی اندر نہ جانے پاے تاکہ انکی تجویز مین خلل پڑے۔ پھر اپنے فرزند عبداللہ سے فرمایا کہ تم بھی انکے ساتھ جاؤ بیٹھو مگر انکی کسی بات مین دخل نہ دینا جب کثرت راے ایک طرف ہوجاے تو اوسے بسر وچشم مان لینا اور مساوات کی حالت مین عبدالرحمٰن بن عوف کیطرف ہوجانا تاکہ کثرت راے حاصل ہوجاے۔

اس تمام وقت مین جناب علی مرتضیٰ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمر کے بالین پر بیٹھے ہوے طبیب کو ہدایات کر رہے تھے کہ علاج مین کوشش کرو مگر جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو کہا گیا کہ خلافت کے لئے کسیکو نامزد کیجیے۔ جواب ملا کہ اوسکی بابت جو کچھ مجھے کرنا تھا کرچکا اس سے زیادہ کچھ نہ کرونگا۔

بعد ازان دنیا کی طرف سے منہ موڑکے یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہوے اور تادم واپسین ذکر خدا مین مشغول رہے۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسوقت زخمون کے صدمہ سے اُباجان پر غشی طاری ہوئی تو مین نے آپکے سر مبارک کو زمین سے اوٹھا کے اپنی گود مین رکھلیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اونہین ہوش آیا تو فرمایا۔ اے عبداللہ میرے سر کو زمین پر رکھدے۔ لعل اللہ یرحمنی۔ شاید خدا مجھپر رحم کرے۔ میرے دل نے فرط محبت سے گوارا نہین کیا کہ ایسے نازک وقت مین اونکے سر اقدس کو

سخت زمین پر ڈالدون مین اوسی طرح گود مین لئے بیٹھا رہا۔ آپنے جھنجلا کے فرمایا کہ اے عبداللہ۔ تیری مان تجھے نہ دیکھے تو میرے سر کو زمین پر کیون نہین رکھ دیتا۔ مین ڈر گیا اور۔ الامر فوق الادب کے بموجب حکم عالی کی تعمیل کر دی۔ آپنے اپنی پیشانی اور رخسارے زمین پر ملنے شروع کئے اور فرمایا۔ اے لوگو۔ اگر خدا نے اوسے نہ بخشا تو عمر ہلاک ہوگیا۔ یا اللہ میری خطائین معاف کر۔

اسکے بعد ارشاد ہوا کہ اگر مین مرجاؤن تو میری تجہیز و تکفین مین جلدی کرنا۔ جود و حال سے خالی نہین۔ اگر اچھا ہے تو مین جلدی اوسطرف پہونچ جاؤنگا اور اگر بُرا ہے تو تم جلدی سے سبکدوش ہوجاؤگے۔ اتنا فرماکے رونے لگے۔ مین نے عرض کی کہ ابا جان حضور روتے کیون ہین۔ فرمایا۔ وہان کا حال نہ معلوم ہونے سے۔ مین نہین جانتا کہ جنت مین مجھے لیجائینگے یا نار جہنم مین جھونکدینگے۔

عروہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ جب فاروق اعظم کے مہلک زخم لگا تو بہت سے لوگون نے جمع ہوکے التماس کی کہ اے امیرالمؤمنین کسیکو خلیفہ مقرر کر دیجے۔ ارشاد ہوا۔ اگر امین الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح زندہ ہوتے تو اونہین مقرر کر دیتا پھر اگر مجھسے خدا پوچھتا کہ اے عمر تونے ہمارے بندون کو کسکے سپرد کیا تو کہدیتا کہ خداوندا اوسکو جسے تیرے نبی محمد رسول اللہ نے اپنی امت کا امین فرمایا ہے۔ اگر سالم مولیٰ ابی حذیفہ زندہ ہوتے تو اونکو خلیفہ کر دیتا پھر اگر مجھسے پرسش ہوتی تو عرض کرتا کہ اوسے جسکو تیرے نبی صلعم نے اللہ کا دوست رکھنے والا بتایا تھا یہ سنکے لوگون نے عرض کی۔ اے امیرالمؤمنین آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ کیون نہین کر دیتے وہ ہر طرح سے اسکے قابل ہین۔ دین مین اونکا مرتبہ بلند ہے۔ فضل مین سب سے اعلیٰ ہین

اسلام اونکا مقدم ہے۔ جواب ملا اے لوگو اولادِ خطاب کے لئے اتنا ہی بہت ہے کہ اونمین سے صرف مجھی سے حساب کتاب ہوجاے اور مین قیامت کے دن برابر سرابر چھوٹون۔

پھر جناب عمر نے دوسرے موقع پر اسی معاملہ مین یون گفتگو کی کہ اے لوگو مین نے تمہارے چلے جانے کے بعد اس باب مین غور کیا تو دل نے کہا کہ علی مرتضیٰ اس کام کے لئے سب سے بہتر ہین۔ وہ تم سب کے بوجھ اپنے سر پر اٹھا سکتے ہین۔ پھر میرے دل نے مجھسے یہ کہا کہ اے عمر اگر تو نے صرف اپنی ہی راے سے ایسا کیا تو جسطرح اب دنیا مین یہ بوجھ تیرے سر پر ہے اوسی طرح قیامت تک تیرے ہی اوپر رہا۔ اس سے بہتر ہے کہ تو اس بوجھ کو اہل الرائے کے سر پر رکھدے۔ پس آپنے اون چھ اہل شوریٰ کو بلایا جنکے اسماے گرامی اوپر مذکور ہوچکے ہین۔ وہ آے اور آپکے سامنے خاموش ہو بیٹھے۔ سب سے پہلے حضرت عمر جناب علی کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے اے علی۔ شاید یہ لوگ آپ کی بہت سی تعریف کرکے اور آپکو رسول صلعم کا بہت قریبی رشتہ دار بنا کے اور آپکا علم اور فقہ جتا کے یہ خلافت آپکو دیدین تو آپ اوس حالتمین خدا سے ڈرتے رہین۔ پھر حضرت عثمان سے کہا کہ اے عثمان۔ اگر یہ لوگ میرے بعد آپکی تعریف کرکے اور آپسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور آپکی شرافت و نجابت اور تجربہ کاری بلحاظ سن و سال ظاہر کرکے خلافت آپکے سپرد کرین تو خدا سے ڈرتے رہنا یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ یہ کہکر آپ نے اون چھ اہل شوریٰ کو بلایا جنکے سامنے جناب خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا اور حضور اونسے بہت راضی و خوشنود دنیا سے گئے تھے۔

جناب عبداللہ ابن عمر وغیرہ اصحاب سے روایت ہے کہ وہ بزرگوار یہ ہین حضرت عثمان حضرت علی۔ جناب طلحہ۔ جناب زبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پھر آپنے ان سب کے سامنے فرمایا کہ مین ان چھ صاحبون مین سے اوسے خلیفہ کیا چاہتا ہون جسپر ان چھئون کا اتفاق ہو۔ اگر انمین اختلاف ہو تو جسطرف کثرت راے ہو وہی خلیفہ کیا جاے۔ اگر دونون طرف مساوی رائین ہون تو محاکمہ میرے بیٹے عبداللہ کے سر ہے جدہر وہ ہو وہی آدمی خلیفہ ہو۔ اگر لوگ اس محاکمہ سے بھی راضی نہون تو اوس جماعت کے قول پر عمل کیا جاے جسمین عبدالرحمٰن بن عوف شامل ہون۔

آپکی یہ باتین سنکے سب چلے گئے۔ آپنے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا کہ بیٹا اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون تو تم بدل وجان اونکی اطاعت کرنا اور کبھی اونکی فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھنا۔ یہ سنکر حضرت عبداللہ نے عرض کی۔ آبا جان اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جناب علی کا خلیفہ ہونا پسند کرتے ہین تو آپ خود اونہین خلیفہ کیون نہین کر دیتے یہ بات تو آپکے اختیار مین ہے۔ ارشاد ہوا کہ پسند کرتا اور بات ہے اور اپنے سر لینا دوسرا امر ہے۔ مین یہ نہین چاہتا کہ جسطرح زندگی مین یہ بوجھ میرے سر پر تھا اوسی طرح موت کے بعد بھی یہ بوجھ میرے ہی اوپر دہرا رہے۔

جناب عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک صحابی نزع کی حالت مین والد ماجد کو دیکھنے آے اوسوقت بالکل آپکا آخری وقت تھا آپکی یہ حالت معائنہ کرکے سب سے پہلے یہ کہا کہ اے امیرالمومنین اُمت محمدی پر کسیکو خلیفہ کر جایئے۔ غور فرمایئے کہ اگر اونٹون کے چرواہے اونٹون کو جنگل مین بے حفاظت چھوڑکر آپکے پاس

چلے آئین تو آپ اون سے ضرور ناراض ہونگے اور کہینگے تم ہمارے اونٹونکو بے محافظ جنگل مین کیون چھوڑ آئے۔ افسوس آپ خدا کے پاس جاتے ہین اور مسلمانونکو بے والی و وارث چھوڑے جاتے ہین یہ غریب مصیبت کے وقت کسکے دامن عاطفت کی پناہ لینگے۔

یہ دردناک بیان سنکے حاضرین مین کہرام پڑگیا۔ فرط محبت قومی سے فاروق اعظم کی آنکھون سے بھی آنسو نکل پڑے اور فرمایا۔ لوگو۔ صبر کرو۔ نہ کوئی سدا رہا ہے نہ رہیگا۔ سفر آخرت سبکو درپیش ہے تم سب ملجلے پیار و محبت سے رہنا اور اسلام کی حالت کو بگڑنے نہ دینا یہی تمہارا پہلا فرض ہے مجھ سے جیسی ہوسکی تمہاری خدمت کی اگر اوسمین کوئی فرو گذاشت ہوئی ہو تو معاف کرنا اور دعا کرتے رہنا کہ خدا بھی میری خطاسے درگذر کرے۔ ابوبکر صدیق نے مجھے خلافت دیدی تھی اگر مین بھی اونکی تقلید کرون تو کرسکتا ہون مگر مجھے قیامت تک یہ وبال اپنے سر لینا منظور نہین لہذا مین آنحضرت صلعم کی پیروی اختیار کرتا ہون جو اپنا جانشین مقرر کرکے نہین گئے۔ تم لوگ جسے چاہو اپنا حاکم خود مقرر کرلینا تاکہ تمہاری شکایت کسی طرح میرے ذمہ نہ رہے۔ پس تم سبکو خدا کے سپرد کرتا ہون خدا تمہارا حافظ و نگہبان رہے یہ فرمانا تھا کہ در و دیوار سے رونے کی صدائین آنے لگین۔ مدینہ تھا کہ جوش گریہ سے کلیجہ پھاڑے ڈالتا تھا اور ہر شخص کی زبان پر یہی بات جاری تھی کہ اب ایسا بادشاہ قسمت مین نہین جو راتون کو ہمین آرام سے سلاکے آپ چوکیدار بنیگا۔ ہائے قسمت نے کیسا روز سیاہ دکھایا۔ یہ بیوائین۔ اتنی بڑھیان۔ سارے یتیم۔ لاوارث بچے اب کسکے ہوکے رہینگے۔ جبکہ خدا نے اونکے سر کا سایہ اوٹھالیا۔ وائے نصیب اتنے

آرام کے بعد کیسا آسمان ٹوٹ پڑا۔

ازپیش من آن رشک چمن میگذرد	چون روح روانے کہ زتن میگذرد
حال عجبے روز وداعش دارم	من از سر جان واز من میگذرد

غرضکہ عمر فاروق کے یہ الوداعی کلمات اور چارون طرف کے نالے سنکے سب خاموش ہوگئے کسی نے دم نہ مارا۔

کعب احبار جب تشریف لائے تو جناب عمر نے اونکو دیکھکر دو شعر عربی کے پڑھے جنکا فارسی ترجمہ یہ ہے۔

دادا را کعب عالم این خبر	بعد سہ روز از تو کے ماند اثر
قول او صادق بد و شد آنچنان	کہ خبر داد آن خبر دار نہان
نیست مارا خوف جان اے جان جان	ہست خوفم از گناہ بے کران بجز

بات یہ تھی کہ کعب احبار نے جناب عمر کی شہادت سے قبل باریاب ہوکر کہا تھا کہ آپ وصیت فرمائیے کیونکہ مجھکو کتاب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ تین دنمین وفات پائینگے آپکی صفت اور حالات حیات وموت توریت مین موجود ہین پہر اگلے دن کعب نے آکر کہا کہ اب دو دن آپکی زندگی کے رہے ہین پہر اگلے روز آکر کہا کہ اب ایکدن باقی رہگیا ہے۔ اوسوقت تک کسی قسم کی کوئی بات ایسی نہین پائی جاتی تھی جس سے آپکی رحلت کا شبہ بھی ہوتا کہ تیسرے دن کی صبح کو یہ قیامت انگیز حادثہ واقع ہوا۔

ناظرین ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اپنے معشوق کی ایک ادا آپکو اچھی طرح دکھادین جسکے ہم گھائل ہین۔ نصیب دشمنان قبر مین پیر لٹکا دیئے ہین اور زندگی کی کوئی صورت نہین سب امیدین منقطع ہوچکی ہین کوچ کا سامان ہے۔ آنکھین پہاڑ سہاڑ کے جو

دیکھتے ہین تو زمین و آسمان کے چودہ طبق تو نظر آجاتے ہین مگر خلیفہ ہی نظر نہین آتا۔ تجربہ کاری اور لیاقت سرداری کے یہی معنی ہین کہ جو آتا ہے متقاضی ہے کہ حضرت دیر کیون لگائی ہے کہین خلیفہ کا نام لے ہی چکئے مگر وہان یہی جواب ہے کہ بہائیو عطائے تو بلقائے تو۔ مین اپنے اوپر وبال کیون لون تم جانو اور تمہارا کام۔ جس سے راضی ہو اوسے ٹھوک بجا کے اپنے آگے کر لینا۔ البتہ جن صاحبون کی نسبت ظنّ غالب ہے کہ میرے بعد یہی خلیفہ کئے جائینگے اونہین وہی مشورہ دیا گیا ہے جسکی خلاف ورزی اونکے حق مین سمِّ قاتل ہو گی خوبصورتی اور وضعداری اسی کا نام ہے۔ اے سبحان اللہ۔

روئے آئینہ زرائے تو مصفا شدہ است	طوطئ ناطقہ از فیض تو گویا شدہ است

حضرات۔ آپ یون نہ فرمائین کہ جسکی قسمت مین رونا ہی لکھا ہوا اور عادت مین جسکی رونا داخل ہوا اوسے کیونکر سمجھائین نہین یہ غلط ہے ہمسا ہنس مکھ تو پیدا ہونا مشکل ہے۔ ہم تو سوائے قومی مصیبت کے اپنے باپ مان اور اکلوتے بیٹے کو بھی رونا قطعی گناہ اور حرام سمجھتے ہین۔ البتہ قومی مصیبت پر جب کلیجہ منہ کو آتا ہے تو تار آنسو نکلنا پر تھم نہین سکتا۔ آپ دیکھین کہ خلیفہ مرچکا اب مسلمانون کا سنبھالنے والا کہین نہین اور آگے چلکے خلافت کا بھی جنازہ نکلنے والا ہے۔ اب دیکھین تو سہی کہ کون مسلمان ہے جو نہ روئیگا۔

دیکھو خاندان بنی ہاشم مین سے صرف ایک آنحضرت صلعم تو نہین ہین مگر اونکے چچا حضرت عباس موجود ہین اور وہ "لا فتا الّا علی لا سیف الّا ذوالفقار" اور "لحمک لحمی ودمک دمی" کے مخاطب ہمارے شیر خدا علی مرتضیٰ (میری خاطر سے آپ مان لین)

خلافت بلافصل کے دعویدار خدا رکھے بقید حیات ہین۔ اور سارا خاندان بنی ہاشم کھچا کھچ بھرا ہوا چاند تارون کی طرح جگمگا رہا ہے۔ اب خاندان بنی امیہ کی طرف چلیئے جناب عثمان ایک۔ ہمارے معظم و مکرم حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو۔ بزرگ خاندان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خود صحیح و سالم موجود ہین اور خاندان بنی امیہ لبریز سے بھی زیادہ پُر ہے۔ ایک غریب عمر ناشاد و نامراد بن چینے جو کے سوکھے ٹکڑے کھاے ہوے دنیا سے جاتا ہے۔ اب دیکھنا کہ خلافت مین کیسے سات چاند لگتے ہین اور عرب و عجم و عراق وغیرہ کی بادشاہت کسے منہ ڈھک ڈھک کے روتی ہے۔ اسوقت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ہمین یاد آئی جو ناظرین کے سننے کے قابل ہے

جناب مولانا صاحب فرماتے ہین کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ مین اپنے مکان کی دیوارون پر باہر سے مٹی کی تہ چڑھا رہے تھے۔ ملاحظہ ہو کہ ہندوستان سے بھی بڑے ملک کے بادشاہ کیلیئے یہ کیا اچھا نفیس کام تھا۔ ہاتھہ پیر کیچڑ مٹی مین سنے ہوے چہرہ گرد آلود۔ جسم غبار سے اٹا ہوا تھا کہ اسی حالت مین ایک متمول یہودی سوداگر سامنے آکھڑا ہوا اور عرض کی۔ اے فخر عرب و العجم۔ فریادی بنکر آیا ہون میری داد کو پہونچو۔ آپنے ہاتھہ سے مٹی کا ڈھیر تو دیوار پر رکھدیا اور دست تاسف ملتے ہوے مستغیث کے روبرو کھڑے ہوکے فرمایا کہ خیر تو ہے کیا تو بھی کوئی عمر کی تباہی کی خبر لایا ہے۔

یہودی سوداگر۔ حضور آپکے ہوتے ہوے مین لُٹ گیا۔ کہین کا نہ رہا۔ میرے بال بچے بھوکے مر جائینگے۔

جناب عمر۔ یہ کچھ کہہ تو سہی کہ ہوا کیا۔ مجھسے اوسکا کچھہ علاج بھی ممکن ہی یا نہین۔

سوداگر۔ آپ سب کچھ کرسکتے ہین۔امیرالمومنین مین لُٹ گیا للہ میری مدد فرمائیے۔

جناب فاروق اعظم۔ خدا کو یاد کر۔ وہی بیکسون کا فریادرس ہے۔جہان تک ہوسکیگا کہین بھی تیری مدد کو موجود ہون۔

سوداگر۔ امیرالمومنین احاکم بصرہ نے مجھسے ایک لاکھ درہم کا مال اسباب خرید کے اپنے گھر مین رکھہ لیا ہے۔جب دام مانگنے جاتا ہون حیلے حوالے بتاتا ہے۔مین نے کوشش کی کہ بلاسے میرا مال ہی واپس ہوجاے تو بھی صبر کرلونگا مگر یہ بھی نہوسکا۔کیا کرون

حضرت عمر۔ بس اتنی ہی بات ہے یا کچھ اور۔

سوداگر۔ ہان حضور اتنی ہی بات ہے۔

جناب فاروق۔ اچھا تو کاغذ قلم دوات مجھے دو۔

سوداگر۔ جناب مین مصیبت کا مارا تباہی مین گرفتار۔بصرہ سے یہانتک دو دو منزل کی ایک ایک منزل کرتا چلا آتا ہون۔کہین دانہ پانی ملا کہین نہین ملا۔میرے پاس لکھنے کا سامان کہان

راقم۔ یہ سنکے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دائین بائین دیکھا۔دور ایک مٹی کے برتن کا ٹھیکرا پڑا تھا اوٹھالاے اور اوسپر یہ عبارت ٹھیکری ہی سے لکھدی۔

"حاکم بصرہ کو معلوم ہو کہ تیری شکایتین تو بہت سُنی جاتی ہین مگر تعریف کسی سے نہین سُنی۔یا تو اس عیب کو دور کر یا اپنی جگہ سے الگ ہوجا۔راقم عمر بن الخطاب از مدینہ"

اب اس تحریر کی حیثیت کو دیکھئے۔ یہ ایک فرمان ہے ایک جلیل القدر بادشاہ کی طرف سے گورنر صوبہ کے نام ایک ٹھیکرے پر لکھا ہوا۔ جسپر نہ مہر ہے نہ طغرا نہ کوئی اور درباری جاہ وجلال کا نشان۔ آپنے ٹھیکرا سوداگر کے ہاتھہ مین دیدیا۔ وہ اوسے بھیک کا ٹھیکرا سمجھکے چلدیا۔ جب بصرہ مین پہونچا تو دیکھا کہ حاکم کی سواری بڑے تزک واحتشام سے چلی آتی ہے بڑا جلوس ساتھہ ہے۔ بچو۔ بڑھو۔ ہٹو۔ ہوتی چلی آتی ہے۔ سوداگر دبکے ایک طرف ہوگیا۔ جسوقت وہ عربی گھوڑا مرصع ساز وسامان سے سجا ہوا جسپر حاکم بصرہ سوار تھا پری کی طرح اٹھکیلیان کرتا ہوا پاس سے گذرا سوداگر نے بڑبکے وہ ٹھیکرا حاکم کے ہاتھہ مین دیدیا۔ اب ایک صاحب عدل و داد کی صولت دیکھنے کے قابل ہے کہ حاکم کی نظر پہلے "راقم عمر بن الخطاب از مدینہ" پر پڑی۔ دیکھتے ہی تہرا گیا۔ فوراً گھوڑے سے نیچے اوتر پڑا۔ سوداگر کا ہاتھہ پکڑے ہوے اپنے مکان پر لایا اور اوسی وقت جیسے ہوسکا اوسکے لاکھہ درہم اوسے دیدیئے۔

روایت مسطورۂ بالا مولانا جامی صاحب کی ایسی تشخیص مین سے ہے جسمین سبھی باتین تو آگئی ہین۔ حضرت عمر کی سادہ بے غرضانہ زندگی اونکی رعیت پروری اور انسانی ہمدردی خواہ آدمی کسی مذہب اور ملّت وقوم کا ہو۔ اونکی شاہی سطوت وجلال اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ اسکے سوا غیرون کو اپنون پر فوقیت دینا اونکی سوانح عمری کی ایک خاص شان ہے جسے ہمنے کہین دیکھا ہی نہین پھر خداداد اقبال ایسا جسنے آنحضرت صلعم کے وقت سے اونکے دم واپسین تک سایہ کی طرح کبھی ساتھہ ہی نہین چھوڑا اور جو خواہ مخواہ ہمسے یہ کہلا رہا ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن ہے۔ یہ باتین جسمین آپ ہمین دیکھا دینگے اوسیکو ہم عمر سے آگے کر دینگے اور عمر کو پیچھے ہٹا لینگے

ہماری کتاب کے پڑہنے والے کو اس بات پر کمال تعجب ہوگا کہ آنحضرت صلعم کے چچا جناب عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسوقت تک بقید حیات ہین اور فاروق اعظم نے اونہین خلافت کے مشورہ تک مین بہی نہین پوچہا۔ یہ کیا کیا۔ باعث یہ ہے کہ حضرت عباس اور جناب عمر مین گہرا دوستانہ اور دانت کاٹی روٹی تہی اور تمام عرب وعجم مین یہ بات مشہور تہی۔ اسی خیال سے حضرت عمر نے اونہین مشورۂ خلافت مین شامل نہین فرمایا تاکہ ملی بہگت نہ ثابت ہو اور لوگ یہ شکایت نکرین کہ گو خود خلیفہ نامزد نہین کیا اور ظاہر مین آپ الگ تہلگ رہے مگر اپنے حسب منشا کارروائی کرانیکے لئے اپنے دلی دوست کو سمجہا بوجہا کے شورے مین شامل کردیا تہا تاکہ جناب مرتضوی کو اب بہی خلافت نہ ملے۔ دوسرے حضرت عمر نے اون لوگونکو اہل شورہ مقرر کیا تہا جو اسلام لانے مین جناب عباس سے مقدم اور حضرت عباس اون سے مؤخر تہے۔ جناب عباس یا کسی اور صحابی نے کبہی اعتراض بہی نہین کیا کہ جناب عباس شورے مین کیون نہین داخل کئے گئے۔ کیونکہ سب جانتے تہے کہ اہالیان شوریٰ بہ نسبت جناب عباس کے مقدم الاسلام ہین۔

امام محمد بن حسن فرماتے ہین کہ سعید بن زید حضرت عمر کے چچازاد بہائی عشرۂ مبشرہ مین تہے اونکو بہی اپنی قرابت کیوجہ سے آپنے شورے مین داخل نہین فرمایا تاکہ میرے تقوےٰ اور احتیاط مین کسیکو شبہ نہ ہو اور لوگ یہ نہ کہین کہ دوسرون کو نصیحت تہی کہ کاروبار خلافت مین اپنون کو دخل ندینا اور خود اپنے عزیز خلافت کے کام مین داخل کئے جاتے تہے۔

روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم پر ۸۶ ہزار درہم کا قرضہ تہا اوسکے لئے

اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ میرے ترکہ سے ادا ہوسکے تو بہتر ہے ورنہ خاندان عدی سے درخواست کرنا اگر وہ بھی پورا نہ کرسکین تو کل قریش سے کہنا لیکن قریش اور بنی عدی کے سوا کسی اور کو تکلیف ندینا۔ غرضکہ حضرت عمر کا مکان مسکونہ امیر معاویہ کے ہاتھہ فروخت کرکے وہ قرضہ ادا کیا گیا۔ عمرو بن شعبہ نے جناب فاروق کے غلام نافع سے روایت کی ہے کہ فاروق اعظم پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا جبکہ اونکے ایک وارث کا حصہ ایک لاکھہ مین بکا تھا۔

روایت ہے کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وفات فرمائی تو اسوقت آپ نحیف اور کمزور آواز سے کلمہ کا ورد کر رہے تھے اور کبھی کبھی یہ شعر عربی کا پڑہتے تھے

ظلومٌ لنفسی غیر انی مسلمٌ	اصلی الصلوٰۃ کلہا واصومٌ

یعنے اگر مین مسلمان نہوتا تو میرے نفس کے لئے بڑی مشکل ہوتی مگر مین نے تمام نمازین پڑہی اور روزے رکہے ہین اسی حال مین اونکی روح پاک نے قفس عنصری سے پرواز کی اور اس دار فانی سے بہشت برین کو سدہاری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون نماز جنازہ صہیب نے پڑہائی۔ جنازہ لیکر لوگ چلے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے در دولت پر حاضر ہوکے سلام عرض کیا اور کہا کہ عمر بن الخطاب کا جنازہ حاضر ہے اگر اجازت ہو تو دفن کرین حضرت صدیقہ نے حکم دیا کہ اندر چلے آؤ اور شوق سے دفن کرو۔

جناب علی مرتضیٰ۔ حضرت عثمان۔ جناب زبیر۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ جناب سعد۔ حضرت عبداللہ بن عمر جناب طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے جنازہ کو قبر مین اوتارا اور آپ آنحضرت صلعم اور جناب صدیق اکبر کے پاس حجرۂ عائشہ مین

دفن ہوے اور اسلام کے جاہ وجلال واقبال کے آفتاب نے غروب فرمایا۔

آفاق از مصیبتے او سینہ چاک شد	خلقے بمرد وزین غم جانکاہ خاک شد

تاریخ دفن یکم محرم سنہ ۲۴ھ یوم شنبہ زخمی ہونیسے تین دن بعد

قبۂ سبز مدینہ او ترا آباد دل مین	بنگیار روضۂ محبوب کا نقشہ دل مین

ای محبان اسلام! اسلام کی مصیبتون کے آغاز کا یہ پہلا دن ہے اسے خوب یاد رکھو اور جتنی آفتین اسلام پر آئین وہ سب اسیکی پیدا وار ہین۔ رکھوالا نرہا اب سپر کون بنے۔ ہاے۔ ہاے۔ ہاے۔

کسی اوستاد نے تاریخ وفات کے دو مادے نکالے ہین جو بڑے نایاب ہین۔

شنبہ وغرۂ محرم بود	کہ عمر نقل زین جہان فرمود
بسکہ در عدل سعی وکدش بود	رحلتش ہم بسال کد فرمود

۲۴ھ

دیگر

سال نقلش خرد بحسرت خواند	وای صد ولے عدل یکیں ماند

عدل = ۱۰۴ کسی = ۸۰

۱۰۴ - ۸۰ = ۲۴ھ

غرضکہ عمر فاروق نے اس جہان گذران سے کوچ کیا جسکے باعث اسلام کے عاشق قیامت تک روتے رہینگے۔ اس واقعۂ مصعب پر بہت سے لوگون نے مرثیے لکھے ہین

مگر شمارخ کا مرثیہ سب مین زیادہ دردانگیز ہے اوسکے چند شعر ہم بھی نقل کرتے ہین۔

(۱)	جزی اللہ خیرا من امیر و بارکت	ید اللہ فی ذاک الادیم المرقق
(۲)	قضیت امورا ثم غادرت بعدھا	بوائج فی اکمامھا لم تفتق
(۳)	ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت	لہ الارض تھتز الغضاہ باسوق
(۴)	تظل الحصان البکر یلفین جنینھا	تتاخبر فوق المطی معلق
(۵)	وما کنت اخشی ان تکون وفاتہ	بکفی سبتی اوبرزق العین مسطق

یعنے

(۱) خدا جزاے خیر دے امیر المومنین عمر کو اور حق سبحانہ تعالے کا ہاتھہ اوس جلد مین برکت دے جو خنجر ظلم سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہوگئی ہے۔

(۲) اے عمر فاروق تمنے اپنے عہد مین بہت سے امور عظیمہ کا فیصلہ کیا مگر بعد ازان اونکے پردون مین ایسی مصیبتین نکلین جو ابتک ظاہر نہین ہوئی تہین۔

(۳) اب بعد مقتول مدینہ کے بڑے بڑے سرسبز درختون پر خزان چہا جائیگی اور مملکت اسلام پر اندہیرا غالب ہوگا اوسکا غم سبکو چڑہ لیگا۔

(۴) اس خبر وحشت اثر کو شتر سوار شہر بشہر لئے پہرتے ہین جہان اسکی شہرت ہوتی ہے وہان کی پاکدامن شوہردار عورتون کے حمل فرط غم واندوہ سے گر پڑتے ہین۔

(۵) افسوس ہاے افسوس مجھے یہ ڈر مطلق نہ تہا کہ ایک کمینہ ذلیل اور گرچشم ڈہیٹ آدمی اوسے مارسکیگا کیونکہ اوسکا مرتبہ ذلیل قاتل سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا۔

ہم نہین بتاسکتے کہ رونے والے قیامت تک عمر کو کیا کیا کہکے روئینگے کیونکہ دست قدرت کی اس پیاری پیاری صنعت مین لاانتہا خوبیان مضمر تہین جنکا حصر حیطہ تحریر

مین نہین آسکتا۔ ہاے صد ہزار ہاے۔ جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مظلوم مدینہ کے جنازہ پر گریبان چاک کرتے سر پر خاک اوڑاتے جانوران صحرائی کو آٹھہ آٹھہ آنسو رولواتے اوسوقت پہونچے ہین جبکہ لوگ نماز جنازہ پڑہ چکے ہین آپ پچھاڑ کہاکے گر پڑے جب ہوش ہوا تو بولے اے لوگو۔ گو تم نے میرے آنے سے پہلے نماز جنازہ پڑہ لی تو کیا ہوا اگر تم مظلوم کی روح سرائی مین مجھ سے آگے نہین بڑہ سکتے پھر کہنے لگے۔

اے عمر۔ تم زندگی بھر کے لئے ہمارا چین و آرام لیگئے اب رات کو ہم لوگ آرام سے سو نہ سکینگے۔

اے عمر۔ اب ہم ایسا آدمی کہان سے لائینگے جو ہمارا غم کہائیگا۔

اے عمر تو ہمارا اچھا اسلامی بھائی تہا۔

عمر۔ تو حق کا سخی باطل کا بخیل۔ رضا پر راضی۔ ناراضی کے موقع پر ناراض کسیکا مدّاح نہ عیب گو تہا۔ تیرا دل اچھا اور پاک اور آئینہ عفیف تہی تیرے جاہ و جلال کو دنیا بھول نہین سکتی۔

مسلمان جو اپنی لقا کے لئے عمر فاروق کے مرہون منّت ہین اگر عمر کو ہر وقت روئین تو بھی تہوڑا ہے مگر انگریزی مؤرخون کے کلام اور بھی دیکھ کر نیوالے ہین چنانچہ ولیم میور نے ہمارے رولوانے کو یون لکھا ہے کہ۔

عمر فاروق نے جو آنحضرت صلعم کے بعد مسلمانون مین سب سے بڑے آدمی تہے اس طرح وفات پائی۔ یہ شخص دانائی۔ استقلال قوت۔ سرگرمی مین اپنا مثل نہین رکہتا تہا۔ اسکے دس سالہ حکومت مین ملک کے ملک

فتح ہوے۔ اپنی خلافت کے پہلے دن وہ صرف عرب کے حاکم تھے مگر مسلمانون کو ایران۔ مصر۔ شام وغیرہ کا بادشاہ بنا کے وفات فرمائی۔ عمر کا زمانہ اسلام کی عظیم الشان خوش نصیبی کا زمانہ تھا۔ عمر کے فیصلے سنجیدہ اور عاقلانہ ہوتے تھے۔ اونہون نے کفایت شعار اور سادہ زندگی سے اپنے آپ کو کبھی آگے نہین بڑہایا۔ مقامات بعیدہ سے جب کوئی اجنبی آپ سے ملنے آتا تھا تو صحن مسجد مین کھڑے ہوکے اوسے یہ پوچھنا پڑتا تھا کہ ای مسلمانو تمہارا شاہنشاہ کہان ہے حالانکہ وہ سادہ اور زبردست خلیفہ اوسکے سامنے فرش خاک پر بیٹھا ہوتا تھا۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمر فاروق کی شان مین یہ فرمایا ہے کہ خدا عمر پر رحمت نازل کرے۔ وہ نیک مرد تھے۔ جب بات کرتے بلند آواز سے کرتے تھے۔ راستہ تیزی سے چلتے تھے۔ جسے کہلاتے تھے سیر کردیتے تھے۔ بڑے زود فہم تھے۔ اپنے ہمعصرون کو اونہون نے معاملات کے واسطے تیار کردیا۔ وہ اپنے ڈہنگ کے ایک ہی آدمی تھے۔

ابن عمر فرماتے ہین کہ۔

جناب رسول اللہ صلعم کے بعد مین نے عمر فاروق سے بڑہکے کسیکو تیز اور کہرا نہین دیکھا۔

جناب عثمان سے ایکدن کسی نے کہا کہ آپ حضرت عمر کی تقلید کیون نہین کرتے اسکے جواب مین حضور نے کمال دیانت سے فرمایا کہ۔

مجھے اتنی طاقت نہین کہ نعمان حکیم ہو جاؤن۔

جناب اسدالله الغالب علی ابن ابی طالب نے رمضان مین مساجد مین قندیلین جلتی ہو دیکھین تو فرط محبت سے فرمانے لگے کہ۔

خدا عمر کی قبر کو ایسا ہی روشن کرے جیسا کہ اوسنے مساجد کو روشن کر دیا ہے۔

ولیم میور نے تو ایک مختصر بات لکھکے کلیجہ کے ٹکڑے کر ڈالے ہین۔ اوسکی سنکر تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ سر پھوڑ ڈالو۔

"حق بجانب مؤرخان اسلام کے ہے اگر وہ اوس زبردست۔ قوی مستقل مزاج اور یکطرفہ دل والے خلیفہ کو دنیا سے جاتے ہوے دیکھکر پُر درد دل سے ٹھنڈی آہین بھرین اور آہٹہ آہٹہ آنسو روئین"

آہ صد آہ کہ اب جسم سے روح کی رخصت ہے۔ لوگو۔ ہماری فریاد کو پہونچنا۔ وادردا وامصیبتا۔ اس غیر مذہب والے نے کس بیدردی سے ہمین قتل کر ڈالا ہے۔

کیا قتل اوسنے غیرونکو موی ہم رشک کے مارے	اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

ابن اثیر اور ابن خلدون کی کتابون سے واضح ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر ایکدن حضرت عبیداللہ بن عمر کی ملاقات کو جارہے تھے کہ اثنائے راہ مین حضرت فاروق اعظم کے قاتل ابولولو کو فیروزان اور جفینہ کے ہمراہ دیکھا یہ پہلے دونون حیرہ کے عیسائیون مین سے تھے جسوقت فیروزان قید ہوکے مدینہ مین آیا ہے حضرت عمر نے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ دو ہزار درہم ماہواری اوسکا بیت المال سے مقرر کر دیا اور کہدیا کہ تم مزے سے تنخواہ لو اور مدینہ مین رہو۔ ان تینون کا رنگ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کے

دیکھتے ہی متغیر ہوگیا اور سٹ پٹا کے بھاگے۔ اوسی گھبراہٹ مین ایک دو دھاری تلوار اونکی بغل سے زمین پر گر پڑی۔ عبدالرحمن بن ابوبکر نے یہ ماجرا جناب عبیداللہ بن عمر سے جاکے بیان کیا۔ جناب عبیداللہ نے جلدی سے جاکے تینون عیسائیون کو قتل کرڈالا ناگہان وہان پر اوسیوقت سعد بن ابی وقاص آگئے } سعد بن وقاص اور حفینہ سے قریبی تعلق تھا (بلاذری وابن اثیر) } اور حضرت عبیداللہ بن عمر کو گرفتار کرکے خلیفۂ زمان عثمان بن عفان کے حضور مین لے آے اور کہا یہ شخص قتل کا مرتکب ہوا ہے۔ اسے سزا دیجاے۔ پس حضرت عبیداللہ جیلخانہ بھیجے گئے۔ جناب علی نے بھی راے دی کہ عبیداللہ بن عمر سے قصاص لیا جاے۔ مگر عمرو بن العاص نے دربار عثمانی مین آکے کہا کہ کل ہی عمر فاروق نے اس دنیا سے کوچ کیا ہے اور آج آپ اونکے فرزند کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ بڑے افسوس کی بات ہے میرا دل تو اسے گوارا نہین کرتا یہ سنکر حضرت عثمان نے عبیداللہ بن عمر کو رہا کردیا اور مقتولون کی دیت اپنے پاس سے ادا کردی۔ صبحی پاشا نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے اور اسے صحیح نہین سمجھا ہے۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ عماذیان بن ہرمزان نے کہا ہے کہ جو عجمی لوگ مدینہ مین رہتے تھے وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے رہتے تھے اور باہم مل ملاکر سیر کرنے اور ہواخوری کو جایا کرتے تھے۔ ایکدن ابولولو بھی ہرمزان سے ملنے گیا ہرمزان کے پاس ایک خنجر تھا جسکے دونون طرف نوکین تھین ابولولو نے وہ خنجر اوٹھالیا۔ ہرمزان نے پوچھا کہ کیا کروگے تو کہا کہ مجھے کچھ تراشنا ہے۔ ایک شخص نے اس موقعہ کو دیکھ لیا تھا جب خلیفہ کی شہادت ہوگئی تو اوسی شخص نے عبیداللہ سے کہا تھا کہ ہرمزان بھی

آپکے والد کے قتل مین شریک ہے۔

اسی روایت مین یہ بھی ہے کہ جناب علی کی خلافت مین حضرت عبید اللہ بن عمر قصاص کے ڈر سے جناب معاویہ کے پاس بھاگ گئے اور جنگ صفین مین مقتول ہوے۔

جناب صبحی پاشا اپنی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین فرماتے ہین کہ بعد اس واقعۂ قیامت زا کے اصحاب کرام مین سے ابو طلحۃ الانصاری اور سعد رضی اللہ عنہما نے خلیفۂ خلد مقام کی وصیت کے بموجب چھون اصحاب شوریٰ کو مسور بن مخرمہ و بروایتے دیگر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا بٹھایا۔ امرا و اصحاب کی رائین انتخاب کے باب مین مختلف پائی گئین اور مدینہ مین طلاطم پڑ جانے کا احتمال ہوا۔ اس قیل و قال کے رفع دفع کرنیکے لئے لوگون نے حضرت عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ آپ مسند خلافت پر متمکن ہون تاکہ یہ خطرہ دور ہو جاے مگر اونہون نے کسی طرح منظور نہین کیا۔ اب رائین جناب مرتضوی اور حضرت عثمان کے درمیان آکے اٹک گئین۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ علی ابن ابیطالب خلیفہ ہون۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ نہین عثمان بن عفان خلیفہ ہونگے۔ غرضکہ یون ہی رد و بدل ہوتی رہی۔ آخر شب تیسری رات کو حضرت عبد الرحمن بن عوف اور جناب علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین تمام رات ایک ہی مکان مین رہے اور نہ معلوم شب بھر باہم کیا گفتگو ہوا کی۔ بعد نماز صبح مہاجرین و انصار اور امراے اسلام کا مجمع ہوا اور مسجد نبوی مین اژدھام ہو گیا۔ جناب عبد الرحمن بن عوف نے اس ہجوم کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے لوگو اس باب مین تمہاری راے کیا ہے۔ اب ہی جو دیکھا تو کچھ رائین ہمارے شیر خدا کی طرف تھین اور کچھ جناب عثمان کی جانب مگر قطعی

طور سے کوئی فیصلہ نہین ہوسکا۔ بہت تشویش ہوئی اور فتنہ و فساد کا یقینی اندیشہ ہوگیا۔ جناب عبدالرحمٰن بن عوف نے جناب مرتضوی سے پکار کے کہا کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور امور خلافت مین ابوبکر و عمر کی تقلید منظور کرین تو ہم لوگ آپ کی خلافت پر راضی ہوتے ہین۔ جناب علی نے جوابدیا کہ مین اپنے علم کی وسعت اور مقدور بھر اجتہاد کرونگا۔ اسکے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جناب عثمان کی طرف مخاطب ہوے اور بولے کہ آپ میرے سوال کا جواب کیا دیتے ہین حضرت عثمان نے جوابدیا کہ جو تم کہتے ہو اوسے مین قبول کرتا ہون۔ یہ سنتے ہی جناب عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنا منہ آسمان کی طرف کرکے حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑلیا اور کہا اے خدا تو گواہ رہیو کہ جو بار امانت میری گردن پر تھا وہ مین نے عثمان کی گردن پر رکھدیا اور اون سے بیعت کرلی۔ یہ دیکھتے ہی وہ جم غفیر اور انبوہ کثیر جو مسجد شریف مین جمع تھا ٹیڑی دل کی طرح حضرت عثمان کی طرف جھک پڑا اور سب نے بالاتفاق اونہین سے بیعت کرلی۔ اوسی دن حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سفر سے واپس آے اور ہمارے نئے خلیفہ سے ملاقات کی۔ جناب عثمان نے اون سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ ہونا چاہین تو مین خلافت سے دست بردار ہوتا ہون۔ جناب طلحہ نے پوچھا کیا سب نے بالاتفاق آپسے بیعت نہین کرلی ہے۔ جناب عثمان نے فرمایا کہ سب نے کرلی ہے۔ طلحہ بولے جب سب نے کرلی ہے تو مین بھی اجماع اُمت سے جدا ہونا پسند نہین کرتا۔ یہ جلدی سے ہاتھ بڑہاکے حضرت عثمان سے بیعت کرلی۔

اسکے بعد ہمارے دولتمآب پاشا صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ اس باب مین روایتین بہت ہین۔ اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے خیال اور مطلب کے موافق اپنی اپنی ہانکی

ہے۔ چونکہ مجھے اس باب مین بڑا اہتمام منظور تہا اسلئے ایک خاص توجہ سے سب ہی کو تو دیکھا اور سب ہی کی سنی مگر اعتبار اور اعتماد کے قابل یہی باتین ہین جو مین نے لکھین۔ اگر اہل انصاف تواریخ معتبرہ کو بڑی فکر اور غور سے دیکھینگے تو بے شک وشبہ میری ہی تحریر کو صحیح پائینگے۔ مین نے صرف اسی امر کے واسطے تاریخ ابن اثیر اور ابن خلدون کو خصوصًا اور اور تاریخون کو عمومًا خوب ہی ڈہونڈہا۔ مگر بات اتنی ہی پائی جو لکھی گئی۔ یہ زمانۂ حال کے ایک بادشاہ کے وزیر کی تحقیق تہی جو آپکو سنائی گئی اگرچہ جناب فاروق اعظم دفن ہوچکے ہین اور حضرت عثمان کے خلیفہ ہونیسے اور عمر سے کوئی تعلق نہین اسلئے نظر سرسری اس بحث کو ہماری کتاب سے الگ بتا سکتی ہے۔ مگر نہین یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔ حضرت عثمان جناب عمر کے جانشین بلافصل ہین۔ ممکن ہے جو ہمارے مخالف یہ فرمائین کہ یار لوگ اپنے مرنے کے بعد بہی وہ ترکیب کر گئے تہے کہ حضرت علی محروم ہی رہین۔

غم صیاد و فکر باغبان ہے	دو عملے مین ہمارا آشیان ہے

ہمارے ایک شیعہ دوست نے خدا انہین بہشت نصیب کرے جو بے تعصب اور یونیورسٹی کے گریجوایٹ اور ہائی کورٹ الہ آباد کے وکیل بہی تہے ہم سے ایکبار یہ فرمایا کہ "جناب مرتضوی اور حضرت عمر مین دشمنی تو نہین مگر رقابت ضرور تہی"۔ یہ کلمہ کانٹے کیطرح ہر وقت ہمارے دل مین کہٹکا کرتا ہے اور ہم عمر بن الخطاب کے ہر فعل مین یہ بات دیکہتے رہتے ہین کہ کسی جگہہ سے بہی علی اور بنی فاطمہ کی مخالفت نکلے تو ہم عمر کے مخالف بنجائین۔ لہذا جب تک حضرت عثمان کا تسلط کامل نہوجائے ہم عمر ہی کی عملداری سمجہین گے۔ اس باب مین آپنے جناب صبحی پاشا کی تحقیق

سن لی اوس سے ذرا سا بھی لگاؤ عمر فاروق کا نہین معلوم ہوتا۔ پبلک نے اپنی کثرت رائے سے جو چاہا کر لیا اور ہم افسوس کرتے ہین کہ اب بھی ہمارے حضرت علی مرتضیٰ تجویز نہین ہوے اور کثرت رائے کو عثمان کی طرف دیکھکے ہمارے دل مین عمر کے اوس قول کا پایہ مضبوط جم جاتا ہے جو اونہون نے اپنے انتقال سے پہلے حضرت ابن عباس سے کہا تھا کہ۔

"تمہاری قوم نہین چاہتی کہ نبوت اور خلافت دونون بنی ہاشم مین جمع ہو جائین"

اس قول کی تصدیق پورے طور سے ہوگئی۔ چونکہ یہ معاملہ ہے نازک اسمین کسی ایک مورخ کی تحقیق پر بھروسا کر کے بیغم ہو جانا بھی اچھا نہین۔ لہذا ہم ایک ہندوستانی مورخ کی رائے کا بھی اقتباس کرتے ہین۔

جناب عمر کی تجہیز و تکفین کے بعد خلافت کا جھگڑا ہونے لگا۔ اگرچہ فاروق اعظم کی عقلمندی نے انتخاب کے معاملہ کو بہت مختصر اور آسان کر دیا تھا مگر پھر بھی وہ زمانہ بڑی دشواری سے گذرا۔ چھ ون اہل شوریٰ ایک مجلس مین جمع ہوے۔

اور زبیر بن العوام[1] نے اپنے طرف سے جناب علی مرتضیٰ کو
اور طلحہ بن عبداللہ[2] نے حضرت عثمان کو . . . . .
اور سعد بن ابی وقاص[3] نے عبدالرحمن بن عوف کو

اپنا قایم مقام کیا اور خود اس جھگڑہ سے الگ ہو گئے۔ اب تک چھ آدمی مشورہ مین داخل تھے اب تین نے اپنا پیچھا چھوڑایا اور صرف تین ہی رہگئے۔ یعنے جناب مرتضوی۔ حضرت عثمان[4] اور حضرت عبدالرحمن[5] بن عوف انھین سے بھی جناب عبدالرحمن بن عوف نے جو دیکھا کہ یہ خلافت کیا ہے

وبال جان ہے حضرت عمر نے مجھے ٹھیک صلاح دی تھی کہ تم قبول نہ کرنا صاف کہدیا کہ مجھے خلیفہ ہونا منظور نہین۔

اب جناب عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ دو صاحب خواستگار خلافت رہگئے ایک بنی امیہ اور ایک بنی ہاشم۔ ایک دادا کی اولاد۔ ایک گھر۔ چاہے یہ اونہین خلیفہ کردین یا وہ انہین۔ ٹنٹے بکھیڑے کی بات ہی کیا تھی۔ مگر نہین جھگڑا ہوا ہی اور بے دردی فیصلہ ہوا۔ افسوس صد افسوس۔ اپنے گھر مین تو بنا ڈنہین اور غیر بدنام کہ ابوبکر و عمر نے غصب کیا۔ خیر اب ہم یون کہنے لگینگے کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم نے باہم لڑ لڑ کے مسلمانون کو خانہ جنگیان سکھائین۔ اسلام کا ستیاناس کر دیا اور مسلمان اونسے ایسے سیکھے کہ جب لڑتے ہین آپسمین لڑتے ہین باہر غیرون سے لڑنا ہی بھول گئے۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند		سعدی از دست خویشتن فریاد	

کیا علی اور معاویہ اور حسین و یزید کی لڑائیان شرمناک نہین ہین؟ مسلمان اس اسکول سے کیا سیکھینگے؟ یہی نہ کہ بھائی بھائی کا گلا کاٹے۔

دیکھنا ہم کیا کہہ رہے تھے اور کیا کہنے لگے۔ اب دو آدمیون مین انتخاب کا جھگڑا اٹک گیا ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے پر دار و مدار ہے جدہر وہ جھکے اودہر ہی کا پلہ بھاری ہے۔ جناب عبدالرحمٰن نے جب اپنے سر جھیڑ دیکھا تو سوچنے اور غور کرنیکے لئے دو تین دنکی مہلت مانگی۔ انہین تو مہلت ملی اور اس عرصہ مین حضرت عثمان اور جناب علی کے طرفدار اپنا اپنا زور لگانے مین مشغول ہوے۔

عبدالرحمٰن بن عوف کی جان عجیب ضغط مین تھی۔ ادہر تو حضرت عثمان کا حلم۔ حیا۔ جود۔ سخا۔ ورع۔ تقویٰ۔ حسن معاش۔ مدارا۔ مسالمہ اور معاملہ اپنی طرف

کھینچتا تھا۔ اودھر حضرت مرتضوی کا علم وفضل۔ کیاست۔ فراست۔ قرابت نبوی شجاعت۔ جلادت۔ مروّت۔ جوانمردی۔ عدالت متانت۔ کرم ونجابت دامن دل کو اپنی طرف کھینچ کے کہہ رہے تھے کہ جا اینجاست۔

مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والے اور پہلو بہ پہلو عمر بسر کرنیوالے تو حیران ہین کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین۔ لیکن تیرہ سو برس بعد والے جنھون نے ان لوگون کی ہوا ہی نہین دیکھی ہے وہ خواہ مخواہ اور زبردستی ہمارا گلا دباتے ہین کہ نہین خلافت بلافصل جناب علی کا حصہ ہے۔

سارے بنی ہاشم تو البتہ حضرت علی کی طرف تھے مگر اونکے سوا اور جتنے لوگ تھے اونمین کثرت رائے حضرت عثمان ہی کی طرف تھی۔ ہم پوچھتے ہین کہ ایسی صورت مین کیا کیا جاتا کثرت رائے کی مخالفت اون ایام مین بڑی خطرناک تھی ابوبکر وعمر اگر اوسکے خلاف کرتے تو دیدہ ودانستہ موت کے منہ مین جانا تھا یا نہین اور خصوصًا اوس حالت مین جبکہ عمر کی دوراندیشی اور معاملہ فہمی پکارے گلے یہ کہہ رہی تھی۔ قوم نہین چاہتی کہ نبوت اور خلافت ایک ہی گھر مین جمع ہون اور ویسا ہی ہوا یعنے جب خلافت بنی امیہ اور بنی ہاشم اور بنی عباس مین آگئی جو ایک ہی خاندان کی شاخین ہین تو پھر سنبھلی ہی نہین اور اپنون ہی اپنون کی طرف جھکی رہی جو بالکل مصلحت فاروقی کے خلاف تھا اور قوم کو ناگوار ہوا کہ گھٹنے پیٹ کی طرف جھک رہے ہین اور اس سے جو نتائج پیدا ہوے وہ ناگفتہ بہ ہین۔

ادھر تمام مسلمان عثمان کے احسانون سے دبے ہوے تھے اور وہ عمر مین بھی جناب مرتضوی سے بڑے تھے اسلئے لوگون کا رجحان زیادہ تر اونہین کیطرف تھا

اسپر بھی عثمانیون کو صبر نہوا اور تدبیر سے باز نہ آئے سمجھے کہ اگر عبدالرحمن بن عوف نے جناب علی کے علم وجلادت پر نظر کرکے اونہین پسند کرلیا تو ہماری ہیچی ہوئی۔ اونہین مین حضرت عمرو بن العاص بڑے چلتے ہوے اور ذہین وچالاک تھے۔ لوگون نے اونسے کہا کہ جناب ایسے وقت مین مدد فرمایئے۔ وہ دوڑے ہوے جناب علی کے پاس پہونچے جاکر اونکے خیر خواہ بنے اور کہا۔ حضرت کل عبدالرحمن آپسے اور عثمان سے یہ پوچھینگے کہ اگر تمہین خلافت دیجاے تو تم رسول اللہ صلعم اور اونکے دونون خلفا ابوبکر وعمر کی پیروی کروگے یا نہین۔ اسکے جواب مین تم کہدینا انشاء اللہ۔ تاکہ سننے والے یہ سمجھین کہ آپ کی رال خلافت پر ٹپکی پڑتی ہے اور آپ مارے شوق کے اپنے اختیار سے باہر ہوگئے ہین۔ یہ بات حضرت علی کی سمجھ مین آگئی اور فرمایا کہ ایسا ہی کرونگا۔

پھر حضرت ابن العاص جناب عثمان کے پاس گئے اور اونسے اپنی خیر خواہی جتاکے کہا کہ کل کے جلسہ مین آپسے یہ سوال کیا جائیگا آپ فوراً سے پیشتر اسکا یہ جواب دین کہ مجھے بدل وجان ابوبکر وعمر کی تقلید منظور ہے مین اونہین کے قدم بقدم چلونگا۔ حضرت عثمان نے اونکی صلاح مان لی۔

اسکے بعد ہمارے حضور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پاس پہونچے اور بولے کہ حضرت آپ کس دلدل مین پھنس گئے۔ جس رستہ پر آپ پڑے ہین اوس سے ہرگون بہی فیصلہ نہوگا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی		لیکن رہ کہ تو میروی بترکستان است	

مین اس جگڑہ سے نکلنے کی ایک ترکیب آپکو بتاؤن جس سے ایکدم مین فیصلہ ہوجاتا ہے

حضرت عبدالرحمٰن - اندہے کو کیا چاہیئے دو آنکھین - پھر بتلاتے کیون نہین -

حضرت ابن العاص - جب کل انتخاب کے لئے لوگ جمع ہون تو آپ علی و عثمان کی طرف مخاطب ہوکے یہ سوال کرین "تم لوگ رسول اللہ صلعم اور اونکے دونون خلفا کی سنت پر بہی عمل کرنیکو راضی ہو یا نہین" دونون مین سے جو صاحب اسکا جواب معقول اور قابل اطمینان دین اونہین سے آپ بیعت کرلین اور جس سے آپ بیعت کرلینگے اوسی کی طرف سب رجوع ہوجائینگے -

جناب عبدالرحمٰن کے بہی سمجہ مین یہ بات آگئی اور کہا خاطر جمع رکہو کل ایسا ہی ہوگا چنانچہ دوسرے دن جب جناب مرتضوی اور حضرت عثمان اور سب لوگ جمع ہوے تو پہلے اونہون نے جناب علی کے سامنے یہ سوال پیش کرکے جواب چاہا - وجہ اس تقدیم کی یہ تہی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جناب علی کے طرفدارون مین تہے اور اونکا خلیفہ ہونا چاہتے تہے اسلئے وہ ڈرے کہ اگر حضرت عثمان سے مین نے پوچہا اور اونہون نے قابل اطمینان جواب دیدیا تو مجہے اون سے بیعت کرلینی پڑیگی کیونکہ مسلمانون کی کثرت راے بہی اونہین کیطرف ہے - اسلئے پہلے علی سے پوچہو اور اونسے جواب لیکے بیعت کرلو تاکہ تمہاری دیکہا دیکہی سب علی کی طرف آجائین -

جناب علی نے سوال مذکورۂ بالا کا یہ جواب دیا "جہانتک مجہسے ممکن ہوگا - انشاء اللہ تعالے"

اگرچہ حضرت شیر خدا کا جواب نہایت معقول تہا کیونکہ آدمی خدا کی مرضی کے

خلاف کچھ نہین کرسکتا اور جو کرتا ہے اپنی بساط کے موافق کرتا ہے اور اپنی مقدور سے باہر اوس سے کچھ نہین ہوسکتا۔ پس اگر عمرو بن العاص کی تعلیم اونہین نہ بھی ہوتی تو بھی اونکی ذات پاک سے ہمین یہی جواب پانے کی امید تھی۔ مگر وہان تو قوم ابوبکر و عمر کی ہر ادا پر قربان ہوچکی تھی۔ اونکے عہد مین مسلمانون نے بڑی بڑی موجین کی تھین اور ایسے امن چین سے رہے تھے جیسے ماں کے پیٹ مین رہتے ہین۔ وہ جناب مرتضوی کے جواب سے خوش اور مطمئن نہ ہوے اور اونکے قول کا مطلب یہ سمجھے کہ شیر خدا خلیفہ اول وثانی کے قدم بقدم چلنا پسند نہین فرماتے لہذا اونکا ٹھیک جواب جو موقع اور وقت کے خلاف تھا اولٹا پڑگیا۔

اب جو عبدالرحمن نے جناب عثمان سے پوچھا تو اونہون نے چھاتی ٹھونک کے کہا کہ مجھے بسر وچشم ابوبکر و عمر کی تقلید منظور ہے۔

اسوقت پانسہ پلٹ گیا اور حاضرین جلسہ کا رنگ کچھ اور ہوگیا جسے دیکھکر حضرت عبدالرحمن بن عوف کو مجبوراً جناب عثمان سے بیعت کرنی پڑی اور اونکے بعد سب لوگ پروانون کی طرح عثمان کیطرف رجوع ہوگئے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولے

فریاد نہ سر پھوڑ کے بنجائیگا خسرو	اصرار ہے بیفائدہ قسمت کے دھنی سے

غرضکہ ہمارے ناظرین کو مطمئن ہوجانا چاہیئے کہ کسی کی کارروائی یا زبردستی سے جناب علی خلافت سے محروم نہین ہوے۔ نہ کسی نے اونکا حق غصب کیا۔ جیسا خدا نے چاہا ہوا۔ اور جدہر کثرت رائے ہوگئی وہ عمل مین آیا۔ اب تیرہ سو برس کے بعد لڑنا محض عقل کا خون کرنا ہے۔ اس لڑائی سے نتیجہ کیا نکلیگا۔

جناب عمر کی وفات کی خبر مشہور ہوتے ہی بعض مقامات کے لوگ باغی ہوگئے

رومیون نے اسکندریہ والون کو ایسا دم پٹی پر رکھا کہ وہ اطاعت سے باہر ہو گئے روم سے مینویل (عمانویل) بہت سی فوج لیکر اسکندریہ والون کی مدد کو آگیا اور مصر کی طرف روانہ ہوا۔

آذربائجان اور ارمنستان مین بہی غدر ہو گیا۔ اناطول کی طرف سے بہی رومیونکی بہت سی فوج شام پر حملہ آور ہوئی۔ عمرو بن العاص اون رومیون کی سرکوبی کو روانہ ہوے جو مصر کیطرف آے تہے اور جاتے ہی اونہین بہگا دیا۔ وہ بہاگ کے قلعہ اسکندریہ مین پناہ گزین ہوے وہان سے بہی اونہین بدر کیا اور اسکندریہ کی شہر پناہ کو منہدم کرکے باغیون کو سزا دی۔

کوفہ مین حضرت سعد نے بیت المال سے روپیہ لیکر صرف کر لیا اسلئے حضرت عثمان نے اونکو وہان سے معزول کر دیا اور ۲۵ھ مین آذربائجان اور ارمنستان کے انتظام کے لئے اونکی جگہہ ولید بن عقبہ کو عامل کوفہ مقرر کیا۔ ولید بن عقبہ اور شرحبیل نے فوراً باغیان آذربائجان کو سزا دی۔ وہان کے رہنے والے منت سماجت کرتے آے اہل اسلام نے اونہین پناہ دی۔ مسلمان ارمنستان مین داخل ہو گئے جب سلمان بن ربیعہ بارہ ہزار دلاوران شیر شکار کے ساتہہ آے تو مخالفون نے جان کی خیر نہ دیکہکے راہ فرار اختیار کی۔ غازیان اسلام نے طفلس اور شیروان تک اونکا تعاقب کیا۔ جہان حسن تدبیر سے کام نکلا وہان سہولت سے اور جہان تلوار کا کام آگیا وہان شمشیر آبدار سے سبکو سیدہا کیا اور دربند تک قلعون اور شہرون کو فتح کرتے چلے گئے۔

جب ادہر کا بندوبست ہو چکا۔ تو ولید بن عقبہ کوفہ کی طرف لوٹے ابہی موصل تک ہی پہونچے تہے جو فرمان خلافت صادر ہوا کہ معاویہ بن ابوسفیان والی شام نے

مدد مانگی ہے۔ شام پر ۸۰ ہزار رومی حملہ آور ہوے ہین۔ تم بھی سلمان بن ربیعہ کو ۸ ہزار آدمیون کے ساتھہ والی شام کی مدد کو روانہ کردو۔

حسب الحکم سلمان بسرعت تمام شام پہونچے۔ راہ مین اونہین حبیب بن مسلم معہ فوج جرار کے ملگئے۔ یہ لشکر بلاے بے درمان کی طرح اناطول کی جانب سے ارض روم مین داخل ہوگیا اور رومیون کا قلع قمع کردیا۔

اس سے پہلے ہی لشکر اسلام مغرب کی طرف طرابلس تک فتحیاب ہوچکا تھا اسلئے بلاد غربی کی تسخیر کا وقت بھی اب آپہونچا۔ ۲۵ھ مین عمرو بن العاص مصر سے معزول کرکے مدینہ بلالئے گئے۔ اونکی جگہہ عبداللہ بن ابی سرح مصر کے انتظام کے لئے مقرر ہوے۔ اونہین یہ بھی حکم ملا کہ افریقہ مین فتوحات اسلامی کو وسعت دو۔ عقبہ بن نافع بن عبدالقیس اور عبداللہ بن نافع بن الحرث نے دس ہزار غازیان دلاور کے ساتھہ دو طرف سے افریقہ پر حملہ کردیا۔ چونکہ یہ ملک ویران اور دشوار گذار ہے اسلئے اس قلیل فوج کے ساتھہ آگے بڑھنا مناسب نہ معلوم ہوا اور دربار خلافت سے مدد کی درخواست کی گئی۔ اس درخواست پر غور کرنے کے لئے حضرت عثمان نے مدینہ مین اصحاب کو جمع کیا اور اونکی اتفاق راے سے بہت سا لشکر فراہم کیا گیا جسمین کثرت سے اصحاب کرام اور اونکے فرزند شامل تھے۔ اونمین سے چند کے نام بھی ہم سے سنکے خوش ہوجائینگے یعنے اوسمین ہمارے ابن عباس بھی تھے۔ حضرت جعفر کے فرزند دلبند بھی تھے۔ دونون بھائی امام حسن اور امام حسین بھی شریک تھے۔ ابن عمر بھی تھے اور حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے بھی تھے۔ یہان پر یہ بات غور کے قابل ہے کہ باپ کے حق کے خلاف تو دوسرا آدمی خلیفہ ہوگیا ہے اور بیٹے امام حسن و امام حسین اوسی خلیفہ کے سپاہی بنکے اوسکی طرف سے

لڑنے چلے ہین۔ ہم غریبون پر تو ابوبکر و عمر و عثمان کی طرفداری کے جرم مین تبرا کیا جاے اور حضرت علی اور اونکے بیٹے اونکے مددگار ہین تو خیر بے نباشد۔ غرضکہ ہمین تو یہ ناحق کی مین مین تو تو "مدعی سست اور گواہ چست" کا مصداق نظر آئی۔ اگر یون کہا جاے کہ جناب مرتضوی اور حضرات حسنین کی طرفداری ایک مصلحت سے تھی اور اوسمین ایک بھید تھا۔ تو ہم جواب مین یہ عرض کرینگے کہ آمنا و صدقنا ہمین تو وہی منظور ہے جو حضور فرمائین مگر یہ تو اور بتا دیجے کہ مظلوم کربلا اوس مصلحت کو یزید کے مقابلہ مین کیون بھول گئے تھے۔

قصہ مختصر یہ لشکر سحاب رحمت کی طرح ۲۶ھ مین مصر پر نازل ہوا وہان سے طرابلس پہونچا اور کئی طرف سے افریقہ پر حملہ آور ہوا۔ فوج روم مغلوب ہوگئی اور شہر سبیطلہ تک پہونچگئی جو اس نواح مین رومیون کا دارالسلطنت تھا۔ ہرقل کی طرف سے جرجیر وہان کا حاکم تھا۔ جرجیر اپنی دارالسلطنت سے دو منزل کے فاصلہ پر سوالاکہ کی جمعیت سے مسلمانون کے سامنے آیا۔ کئی لڑائیان ہوئین۔ ابھی طرفین کے دلاور میدان جنگ مین ثابت قدم تھے کہ ابن زبیر ایک فوج جرار کے ساتھہ مسلمانون کی مدد کو آگئے اب امراے اسلام نے جمع ہوکے لڑائی کی بابت مشورہ کیا۔ جناب ابن زبیر کی راے کے موافق لشکر اسلام کے دو حصہ کئے گئے۔ ایک حصہ کو حکم دیا کہ آرام کرو اور دوسرے حصہ کو دشمن کے مقابل لاے۔ لڑائی ہونے لگی۔ دونون فریق اس دلاوری اور شجاعت سے لڑے کہ اچھے اچھون کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ اپنی طرف والون کا ہراس دیکھکر وہ حصہ لشکر اسلام کا جو الگ کر دیا گیا تھا مخالفین پر آگرا۔ رومیون نے شکست کھائی اور جرجیر مارا گیا باقی رومی سبیطلہ کی طرف بھاگے بہت سا مال غنیمت

مسلمانون کے ہاتھہ آیا۔

عبداللہ بن ابی سرح نے لشکر اسلام طیار کرکے سبیطلہ کو بھی تلوار کی دھار سے قبضہ مین کرلیا۔ پھر غازیان اسلام افریقہ مین داخل ہوگئے اور قلعۂ قفصہ کو فتح کیا۔ قلعہ آجم کا بھی محاصرہ کیا گیا۔ محصورین نے تنگ ہوکے صلح کرلی۔ اسکے بعد سب اہل افریقہ سمجھگئے کہ اس عظیم الشان سیلاب کا روکنا جان سے ہاتھہ دھونا اور اپنے گھرون کو ویران کرنا ہے اسلئے صلح قبول کی اور ۲۵ لاکھہ دینار دیکر پیچھا چھوڑایا۔ حضرت عبداللہ سوا برس افریقہ مین رہکر مصر چلے آئے۔

جب یہ خبر قسطنطنیہ پہونچی تو قسطنطین بن ہرقل افریقہ والون سے سخت ناراض ہوا۔ لشکر کو کشتیون پر سوار کرکے طنجہ کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل افریقہ سے اوتنا ہی روپیہ تحصیل کرکے لاؤ جتنا کہ اونہون نے مسلمانون کو دیا ہے۔ افریقہ والون نے جوابدیا جبکہ تم ہماری محافظت نہین کرسکتے تو ہم تمہین روپیہ کیون دین۔ یہ جواب سنکر قسطنطین کا غصہ اور بھی زیادہ مشتعل ہوا۔ چھہ سو کشتیون مین فوج بار کرکے بحر ابیض کے راستہ سے اسکندریہ روانہ کی۔ اور ۳۰ ہزار آدمی جناب معاویہ پر حملہ کرنیکو بھیجے۔ حضرت معاویہ نے جلولا پر رومیون کو شکست فاش دی۔ اور زیادہ استحکام کے لئے لشکر کیکر سمندر مین گشت لگانے لگے۔ ادہر سے عبداللہ بن ابی سرح بہت سی فوج لیکر قسطنطین سے مقابلہ کرنیکو کشتیون پر سوار جناب معاویہ سے آملے۔ آپسمین صلاح مشورے ہورہے تھے کہ سامنے سے رومیون کی کشتیان آتی ہوئی نظر پڑین۔ چونکہ رات قریب تھی اسلئے مسلمانون نے اپنی کشتیان کنارہ پر لگادین اور ٹھیر گئے۔ علی الصباح جبکہ فلک چارمین کی کشتی زرین رسن نے سپہر برین کی افق سیمین سے سر باہر نکالا تو

اعلام نصرت افزائے اسلام سطح سمندر پر موج مین آے اور رومی کشتیون پر حملہ کیا
بہت سی کشتیان دشمنون کی غرق آب کردین اور ہزارون رومیون کو تہ تیغ کیا۔
اس لڑائی کا نام مؤرخین نے ذات السواری رکھا ہے کہ جس سے کشتیون کی کثرت
ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طوفان گیر و دار مین قسطنطین زخمی ہوکر ایک کشتی مین سوار ہو کر
جزیرۂ سسلی کی طرف بھاگا اور وہان صحیح و سالم پہونچگیا۔ اہالیان سسلی نے جو اوسکے
ظلم و ستم سے تنگ تھے اوسے بحالت خواب مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۱ھ کا ہے۔

جب رومیون نے اسلام کی ایسی فتوحات متواترہ دیکھین حیران و ششدر رہگئے
خصوصًا اس فتح بحری نے تو اونکے چھکے چھڑا دیئے۔ اب یقین کلی کرلیا کہ قسطنطنیہ بھی
ہمارے پاس نہین رہنے کی۔

جنگ سوریہ کے زمانہ مین یزید بن ابی سفیان والئ دمشق اور اونکے بھائی جناب
معاویہ بن ابی سفیان عامل اردن تھے۔ اوسکے بعد جناب ابوعبیدہ اور یزید طاعون
عمواس مین انتقال فرماگئے اور جناب معاویہ کی ولایت کا دائرہ وسیع اور مرتبہ اونکا
رفیع ہوگیا۔ جناب عثمان بن عفان کی خلافت کے دوسرے ہی سال مین وہ کل شام کے
والی ہوگئے۔ فاروق اعظم کے عہد مین امیر معاویہ نے قبرس کے فتح کرنے کی بارہا اجازت
مانگی اور بہت سی منت و سماجت بھی کی مگر خلیفۂ دل آگاہ اور حقیقت شناس نے اونکی
ایک نہ سُنی۔ جب امیر معاویہ نے بہت اصرار کیا تو تجربہ کار اور سخن شناس بادشاہ نے
سیدھا سا یہ جواب دیدیا کہ قبرس حدود اسلام سے بہت دور ہے مین نہین چاہتا کہ وہان
پہنساکے مسلمانون کی پیاری جانون کو ہلاکت مین ڈالون۔ خیر خلافت عمر فاروق
مین تو کیسکی ایک نہ چلی خلیفہ دور اندیش اور حقیقت آگاہ نے جو چاہا سو کیا۔ مگر ہماری

امیر معاویہ کے دل سے یہ آرزو باہر نہ نکلی۔ جناب عثمان کو سبز باغ دکھا کر حملہ قبرس (سائپرس) کی اجازت حاصل کرلی۔ مصر مین عبداللہ بن ابی سرح کے پاس حکم عثمانی پہونچا کہ اگر تمہارے لشکر کو قبرس کے فتح کرنیکا اشتیاق ہو تو بلا تامل وہان بھیجدو۔ جب عبداللہ و معاویہ دونون صاحب کشتیون پر سوار ہوکر ادھر چلے تو قبرس والون نے سات ہزار دینار خراج سالانہ پر صلح کی درخواست کی اور کہا کہ ہمنے جنگ کے وقت رومیون کے حال سے اہل اسلام کو خبردار کردیا تھا اور رومی جو دشمنان اسلام تھے اونکی مدد نہین کی تھی ہمپر رحم کرو اور اگر چاہو تو قبرس کو اپنی کشتیون کا لنگرگاہ بنا سکتے ہو۔ غرضکہ اسی طرح کی شرطین کرکرا کے صلح کرلی۔ مسلمانون کی کشتیون نے وہان لنگر ڈالکر اکثر رومی بحری قزاقون کو مغلوب کیا۔ عبداللہ بن قیس امیر البحر اسلام نے جزیرۂ قبرس مین رہکر پچاس بار قزاقان بحری کا قافیہ تنگ کیا۔ آخر کار عبداللہ بن قیس وہین سے واصل روم پر شہید ہوئے اگرچہ فتح قبرس کی زمانہ مین بہت سا اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ۲۸ھ مین فتح ہوا

حضرات ناظرین آپنے یہ بھی دیکھا کہ ہمنے پانچ برس خلافت عثمانی کے بھی اوسی کتاب مین لکھدیئے جسمین صرف عہد فاروقی ہی کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ کیا یہ اعتراض کی بات ہے۔ نہین ہرگز نہین کوئی اعتراض کی بات نہین کیونکہ ہمنے فاروق اعظم کی بابت منہ بھر بھر کے اور دل کھول کھولکے دعوی کیے ہین یہانتک کہ ہمارا یہ دعوی ہے کہ خلافت شایان شان عمر ہی تھی اور عمر جس شخص کا نام ہے وہ خلافت ہی کیواسطے پیدا ہوا تھا۔ اسکے ثبوت کی بھی تو فکر ہمین کو چاہیئے تھی۔ دیکھہ لیجیئے کہ اسوقت تک سلطنت اسلام مین وہی زور ہے جو عمر فاروق نے اوسے دلوا دیا تھا اب وہ زور سست ہونے لگا ہے اور یہان سے اقبال کی رخصت ہے۔ خاندان بنی امیہ کی سلطنت سے،

اور باگ ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہے وہ سنبھالنے والا نہ ہا اب سنبھلے کس سے۔ رہے بنی ہاشم سو بیٹھے دیکھیں یا اپنے مخالفین کی مدد کریں۔ مختصر یہ ہے کہ درد جانے اور آنیکا اوسی کو ہو سکتا ہے جسنے اپنا خون پانی کیطرح بہا کر اسلام کو سرسبز کر دیا۔

زمان خلافت عثمانی مین بعض حرکات و سکنات ایسی ہوئین کہ اہل اسلام مین خصوصًا اصحاب کرام مین باہم قیل و قال رہنے لگی۔ بعض مقامات کے رہنے والے جو نئے مسلمان ہوے تھے اور اسلام نے اپنا اثر پورے طور سے اونکے دلون مین نہین کیا تھا مرتد ہو گئے رومیون اور ایرانیون نے بھی اپنے اپنے ملک واپس کرنیکی کوششین شروع کین۔ اودہر باشندگان آذربائجان وارمنستان و کردستان نے جو یہ آپس کی مین مین تو تو دیکھی تو سمجھ گئے کہ گھر مین پھوٹ پڑی پس علم بغاوت بلند کر دیا۔ غرضکہ بڑا ہواس نفاق کا چار دانگ طرف تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ اب جن لوگون مین پہلی جرأت و شجاعت باقی تھی اونکی غیرت نے جوش کھایا اور کمر ہمت چست باندھکے آگ مین کود پڑے۔ آذربائجان وارمنستان کو زیر کر کے رومیونکو پریشان کر دیا۔ مما لک ایران وجزیرہ کردستان مین بھی برق جھندہ کی طرح جا پڑے اور سبکو فتح و تسخیر کر لیا۔ جناب ابو موسیٰ والی بصرہ جزیرہ کے کردونکو بغاوت کی سزا دینے کی تیاریان کر رہے تھے کہ یارون نے خلیفہ سے یہ جا لگائی۔ ابو موسیٰ نے بڑا مال جمع کر لیا ہے یہانتک کہ جواہرات کے لادنے کے لئے چالیس اونٹ پالے ہین خلیفہ نے بھی بے تحقیق ابو موسیٰ کو معزول کر دیا اور اونکی جگہہ اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو مقرر فرمایا۔ عبداللہ بن عامر کی عمر اسوقت ۲۵ سالہ تھی مگر فہم و فراست مین مشہور تھے۔ انہون نے پہونچتے ہی جلدی جلدی بصرہ و عمان و بحرین سے لشکر جمع کر کے کئی حصون مین تقسیم کیا اور ہر حصہ کا سردار مردان کار دیدہ اور دلاور ان جنگ آزمودہ کو

بنایا اور باغیون کی سرکوبی کو بھیجا۔ چونکہ قسمت سے وہ لوگ ملگئے تھے جنمین پہلی شرم اور حمیت باقی تھی اور اس زمانہ کی نفسانی زق زق وبق وبق سے نفرت رکھتے تھے اسلئے باغی مغلوب ہوگئے اور ایران و کردستان مین پھر امن قایم ہوگیا۔

ہمنے آدھے سے زیادہ جناب عثمان بن عفان کی خلافت کا مختصر حال آپکو سنا دیا جس سے ظاہر ہے کہ اونکے زمانہ مین جو کچھ ہوا وہ صرف فاروق اعظم کے زمانہ خلافت کا اثر تھا اور جو زور اور جوش عمر نے لوگون مین بھر دیا تھا جب تک اوس سے کام چلتا رہا جو کچھ ہوا ہوگیا۔ حضرت عثمان کا اصلی زمانہ خلافت تو اونکی خلافت کا اخیر زمانہ سمجھنا چاہیے جسمین سارے اصول سیاست مدن اور اصول سلطنت جمہوری جن پر سلطنت اسلام کے عالی شان محل کی بنیاد قایم تھی سب کے سب سست اور متزلزل کیا بلکہ درہم برہم ہوگئے اور اوسکا لازمی اور ضروری نتیجہ یعنے بغاوت وغدر نمودار ہوا۔ افسوس صد افسوس خلافت جب ہمارے حضرت اسد اللہ الغالب کے سایہ ہما پایہ کے نیچے پہونچی ہے تو اوس بیچاری کی ایسی ردی حالت اور ابتر وخراب صورت تھی جس کا درست ہونا اگر ناممکن نہ تھا تو قریب ناممکن کے ضرور تھا۔ اوسکی درستی کی کوشش بھی جہان تک ہوسکی کی گئی۔ ملک پاس سے نکالدیئے گئے۔ دوسری حکومتین مانی گئین مگر اصلاح نہ ہونا تھی نہوئی۔ جسکا ترجمہ ہمنے اپنی زبان مین یون کرلیا ہے کہ فاروق اعظم نے خلافت کا ساتھ کیا چھوڑا کہ سلطنت وخلافت نے اسلام کا ساتھ چھوڑ دیا۔ پیچھے پھر کے جو نظر کرتے ہین تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت شمار مین نہین آتی حقیقت مین ابوبکر کا زمانہ بھی پکارے گلے یہ کہہ رہا ہے کہ مین بالکل عمر فاروق کی خلافت مین شامل ہون وہی ہر وقت میرے منتظم اور شب و روز زمجمہ مین دخیل اور متصرف رہے۔ اوسے

جو اور پیچھے ہٹے تو آنحضرت صلعم کی تعلیم مین زور اور سیوقت سے آیا جبکہ عمر نے اپنی جان پہ کھیل کے اپنا سارا زور لگایا۔ پھر آپ لوگ ہمین چھوڑ کیون نہین دیتے تاکہ ہم یون کہنے لگین کہ رب جل وعلا اور خالق ارض وسما نے اپنا ایک برگزیدہ نبی عمر فاروق کی تعلیم کے لئے بھیجا اور اوس نبی کی پاک تعلیم کو مجسم کرکے عمر بنا دیا تاکہ مسلمان اوس سے سلطنت کرنیکا سبق لیا کرین۔ اِنَّ اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔ سچ ہے جو چاہتا ہی کرتا ہے اور جو چاہیگا کریگا۔ فاروق اعظم کا بزرگ نام واقع مین اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اپنے اور بیگانے کے سامنے اوسپہ جتنا چاہے فخر کرے۔

ایک غیر قوم اور غیر مذہب کا مؤرخ اس ذات پاک کے باب مین یون لکھتا ہے کہ پیمبر صلعم کے بعد اسلام مین عمر ہی سب سے بڑا رتبہ رکھتے ہین جتنی کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی وہ عمر ہی کی دانائی۔ استقلال۔ قوت اور جوش کا نتیجہ ہے۔ شام مصر اور ایران کی سلطنتین عمر ہی نے فتح کین جو آج تک مسلمانون کے قبضہ مین چلی آتی ہین۔ اسی طرح سینکڑون انگریزی کتابین اس ایک شخص کے وصف مین رطب اللسان ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے۔

اصحاب رسول اللہ صلعم نے باہم شیر وشکر کی طرح ہمیشہ بسر کی اور جیسا کہ لوگونکا گمان ہے کہ اونمین رقابت تھی یہ محض غلط ہے اور ہرگز سمجھ مین نہین آتی چنانچہ ایک سچی روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے دن جناب عثمان چند اصحاب کے ساتھ مغموم ومحزون بیٹھے ہوے تھے۔ جناب فاروق کا گذر اوسی طرف سے ہوا۔ آپنے حضرت عثمان کو سلام کیا۔ وہ ایسے تفکرات مین محو تھے کہ اونھون نے فاروق اعظم کا نہ سلام سنا نہ جواب دیا بلکہ خبر بھی نہین ہوے کہ ادھر سے کون نکل گیا۔ حضرت عمر کو یہ بات شاق

گذری فوراً جناب ابوبکر سے جاکے شاکی ہوے۔ اونہون نے سنتے ہی جناب عمر کا ہاتھ پکڑا حضرت عثمان کے پاس لے آے اور سلام علیک کرکے پوچھا کہ عثمان افسوس ہے تمنے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیون نہین دیا۔ حضرت عثمان نے کہا۔ کسکے سلام کا جناب ابوبکر عمر کے حضرت عثمان۔ واہ یہ کب میرے پاس آے اور کب سلام کیا جو مین نے جواب نہین دیا۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ استغراق تردد مین حضرت عثمان کو خبر نہوئی تھی اسوقت آپنے بڑی محبت و تپاک سے معذرت کی اور جناب فاروق سے اپنی تقصیر معاف کرائی۔ پس جب ذرا ذرا سی باتون پر ان بزرگون کو ایسا خیال ہوجاتا تھا تو ممکن نہین کہ اون آئینہ سے صاف دلون مین ایک مدت تک بغض و عناد و حسد کی گرد سمائی رہ سکے ع۔ این خیال است و محال است و جنون۔ خلافت صدیقی و فاروقی مین جناب مرتضوی ابوبکر و عمر کے دست و بازو اور معین و مشیر و صلاح کار رہے۔ عہد عثمانی مین اونکے بچون تک نے حضرت عثمان کی حمایت کی جسکی ایک مثال ابھی چند صفحے اوپر ہم بیان کر چکے ہین۔ دوسری یہ ہے کہ سنہ ۳۰ھ مین جب ولید بن عقبہ کی جگہ کوفہ کا حاکم جناب عثمان نے سعید بن العاص کو کیا۔ حضرت سعید نے وہان پہونچکے مجمع عام مین یون تقریر کی کہ "اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ مین اپنی خواہش سے کوفہ مین نہین آیا ہون بلکہ خلیفۂ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے تم لوگ فتنہ انگیزی سے توبہ کرو نہین تو مجھے مجبوراً تمپر سختی کرنا پڑی گی" مگر کوفہ والون پر نصیحت کا اثر کب ہوسکتا تھا جو لوگ عمر فاروق سے بمشکل سیدھے ہوتے تھے وہ بیچارہ سعید بن العاص کو کب خاطر مین لاتے۔ دُند مچانے لگے اور اجلاف نے اشرافون پر دست اندازی

کرنا شروع کی۔ شریف اور کمین مین کوئی امتیاز نرہا۔ حضرت سعید نے اونکی بے اعتدالیونکی رپورٹ دربار خلافت کو کی۔ جناب عثمان کا حکم آیا کہ جو جیسا ہو اوس سے اوسی طرح پیش آؤ۔ جو تمہارا ساتھ دے اور اسلام کی خیر خواہی اور مسلمانون کی ہمدمی پر ثابت قدم رہے اوسکی خاطر تواضع اور تعظیم و تکریم کرنا جس سے اسلام کے حق مین نقصان نظر آئے اوسے سزا دینے مین کبھی کمی نکرنا۔ جناب سعید نے اس فرمان خلافت کو مجمع عام مین سنا کر کہدیا کہ مین ہرگز اسکی تعمیل مین پہلوتہی نکرونگا تم ہوشیار رہنا مگر کوفیان سنگین دل کی نافرجامی اور بیفرمانی پر اسکا ذرا بھی اثر نہوا۔ حضرت سعید نے پھر اطلاع کی کہ حضرت یہ ظالم کسی طرح باز نہین آتے۔ جناب عثمان نے اصحاب کرام اور اُمرائے اسلام کو جمع کیا اور کوفیون کی ایک ایک بے اعتدالی بیان فرمائی پھر ارشاد کیا۔ میری رائے یہ ہے کہ خطۂ عراق کے صاحب املاک مسلمان وہان سے قطع تعلق کرکے یہان چلے آئین تو بہتر ہو حاضرین نے پوچھا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے لوگ اپنا نقصان کیون پسند کرنے لگے اور اپنی املاک کیسے چھوڑ دینگے۔ جناب عثمان نے فرمایا۔ یون ممکن ہے کہ جن اہل عراق کی املاک و مال جزیرہ نمائے عرب مین ہے وہ اہل حجاز سے مبادلہ کرلین۔ اگرچہ اوسوقت لوگون نے خلیفہ کی رائے منظور کرلی مگر اس سے مرکز سلطنت کا ضعف آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوگیا۔ یہ بادشاہی کیا ٹھیری ادل بدل ہوا اور عراق کی بادشاہی سے خود دست کش ہونا منظور کرلیا گیا۔ ہائے عمر تیرے مرنے کے سات ہی برس کے اندر دربار خلافت کو نیچا دیکھنا پڑا۔ اب ہم تجھے کہان ڈھونڈین۔ واویلا و امصیبتا خیر ادہر سے تو اپنا دیکے یون بیچا چھوڑا انیکی ٹھیری۔ اودہر اونکی دیکھا دیکھی طبرستان والون نے سر اٹھایا۔ طبرستانیون نے ہنگامہ برپا کردیا۔ سعید ابن العاص۔

عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زبیر۔ جناب امام حسن و حضرت امام حسین اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم اجمعین لشکر لیکر طبرستانیون کی سرکوبی کو چلے۔ ادہر سے عبداللہ بن عامر باغیان خراسان کو زیر کرکے حدود طبرستان مین داخل ہو گئے۔ جو لوگ صلح خواہ تھے اونہین امن دیا اور مخالفون کی گوشمالی کی گئی۔ دیکھئے۔ یہ دوسری بار ہے کہ جناب حسنین نے حمایت عثمانی کی ہے۔ اگر ان لوگون مین باہم رنجش ہوتی تو ان کا بچہ بچہ کیون خیر خواہ ابوبکر و عمر و عثمان ہوتا۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اپنے زمانۂ خلافت مین جناب عمر فاروق کو کسی مسئلہ مین تردد ہوا۔ آپ بلا تکلف اوسمین راے لینے کے لئے در دولت مرتضوی پر چلیگئے۔ جناب شیر خدا نے فرمایا اے امیر المومنین مرحبا۔ آپنے مجھے اپنے پاس کیون نہین بلوالیا فاروق اعظم بولے کہ مین خود آنیکو اچھا سمجھتا ہون۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جن لوگون مین باہم ایسا سلوک ہوا ونمین کدورت کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے مان بھی لیا جاے کہ اونکے دل ایکدوسرے سے صاف نہ تھے اور اصحاب کبار مین دشمنی اور عداوت تھی تو یہ الزام حقیقت مین اسلام اور شارع اسلام کی تعلیم پر ہے نہ کہ ان حضرات پر۔ کیونکہ اس حالت مین اسلام کی مشن کا نتیجہ کچھ نکلا ہی نہین کسواسطے کہ وہ ان لوگون کو جو ہر وقت رسول اللہ صلعم کے بغل مین رہے سواے بداخلاقی کے اور کچھ نہ سکھا سکا اور نعوذ باللہ منہا نہ تو رسول صلعم کو خود اور نہ علی مرتضیٰ کو ایسی کوئی تدبیر سوجھی جو ہم لوگون کو اس جال مین پھنسنے سے بچا جاتے دونون صاحب جب تک جیے ابوبکر و عمر و عثمان کی خوشامدین کرتے رہے مگر ہمارے لئے اونکی اطاعت کفر ہو گئی۔ واہ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت۔

بتواتر ثابت ہے کہ خلافت کی ذمہ داری کا بوجہ عمر کی طبیعت پر اتنا تھا کہ یہ کہا کرتے تھے "کاش میری ماں مجھکو نہ جنتی اور کاش مین ایک گھاس کا تنکا ہوتا" ایسے لوگ جو خلافت سے خوش نہ تھے وہ غصب کرکے کب لیتے۔ جاے غور ہے خلفاے اربعہ آدمی تھے۔ غلطیان کیا کرتے ہونگے ان باتون پر غل شور مچانا کہ فلان خلیفہ نے فلان امر خلافت مین غلطی کی محض ایک بیوقوفی کی بات ہے ہان اگر یہ کہا جاے کہ یہ غلطی اور راے کی کمی نہ تھی بلکہ قصداً بدنیتی تھی تو البتہ کچھ توجہ کے قابل بات ہوگی۔ اسلئے سطاعن صحابہ ایسا لغو اور بیہودہ اور جھوٹا کام ہے جسکے برابر دنیا مین دوسرا نالایق کام نہین۔ سوچنے کی بات ہے کسی نے آج تیرہ سو برس کے بعد لکھا کہ تاریخ ابن سعدون مین شجر بغلانی سے روایت ہے کہ فلان صحابی نے ایکدن شراب کے نشہ مین خالد کی جائداد ضبط کرکے ولید کو دیدی۔ دوسرے صاحب جو اوٹھے تو اونھون نے اس روایت کی تاویلین اور توجیھین گڑھنا شروع کین۔ تیسرے صاحب جنھون نے نہ اوس لال کتاب کو دیکھا ہے نہ اونھین یہ معلوم ہے کہ تاریخ ابن سعدون کا وجود کبھی دنیا مین تھا بھی یا نہین اون پر لعنت کرنا شروع کردی۔ اب دونون طرف سے کاغذ کے منہ سیاہ اور سیاہی و قلم کے خون ہونے لگے اور موٹی موٹی بھینسے کتابین چھپنے لگین جن سے نہ کبھی فیصلہ ہوا نہ آگے چلکر ہوگا۔ نتیجہ یہ کہ کچھ ادھر ہوے اور کچھ ادھر تلوارین کھنچ گئین اور شیاشپ سر کٹنے لگے۔ اسی طرح کئی سلطنتین خاک مین ملگئین۔ یہ کچھ مبالغہ کی بات نہین ہے آپ گنتے جایئے۔ سلطنت بغداد کسنے برباد کی اسی جھگڑے نے۔ دکھن ہندوستان کو کسنے کھویا اسی نحوست نے۔ اودھ سے واجد علی شاہ کو کسنے نکالا اسی لڑائی نے۔ اب ایران اور روم کے میل کا مانع کون امر ہے یہی

روسیاہ بیوقوفی۔ اب تک تو ہم ڈر رہے تھے نام نہین لیتے تھے اب مرتا کیا نہ کرتا تنگ آ رہے ہین صاف ہی کہینگے کہ جس گھر مین سُنی اور شیعہ (افراط و تفریط) ہونگے اوس گھر کی خیر نہ سمجھو جس شہر مین ہونگے اوس مین گدھونکے ہل پھرینگے۔ جس سلطنت مین ہونگے برباد ہوکے رہیگی۔ اسلام کو اگر ایک دن مٹنا ہے وہ ان ہی دونون کے ہاتھہ سے مٹے گا۔ اور اس بات سے منہ دھو رکھیئے گا کہ کوئی زمانہ ایسا آئیگا جو سب سُنی شیعہ ہوجائینگے یا سب شیعہ سُنی۔ ایسا زمانہ قیامت کے ادھر ادھر کہین نہین ہے۔

لوگ کہتے ہین کہ عیاشی اور اوباشی سے مسلمانون نے اپنی سلطنت کھوئی سب غلط۔ یورپ والے ایکدن مین اوتنی عیاشی کر لیتے ہین جتنی تیرہ سو برس مین بھی مسلمانون سے نہین ہوسکی۔ ہم سنتے ہین کہ فضول خرچی نے مسلمانون کے ہاتھہ سے ملک نکالدیا یہ ہنسنے کی بات ہے۔ اس سے زیادہ بیوقوفی اور کیا ہوگی جو لوگ ایسا کہتے ہین۔ بادشاہ کا کوئی خرچ فضول ہو نہین سکتا اوسکی مثال تو ایسی ہے کہ "گھی کہان گیا کھچڑی مین" تو پھر ہم گھی کو گیا ہوا نہین کہہ سکتے۔ رعیت جب مالدار ہو تو بادشاہ کو اگر نان شبینہ بھی میسر نہو مگر وہ بادشاہ مفلس نہین کہلا سکتا اور جو رعیت بھوکھون مرتی ہو اور بادشاہ کے پاس قارون کے خزانہ کا کئی کرور گنا ہو تو وہ بادشاہ مالدار نہین کہا جاسکتا۔ وہ تو بادشاہ جو خرچ کرتا ہے رعیت کے پاس جاتا ہے اور رعیت کے پاس جو جاتا ہے وہ بادشاہ کے پاس چلا آتا ہے۔ یہ خون کا سا دورہ ہی جو کسیوقت بند نہین ہوسکتا۔ لہذا بادشاہ سے فضول خرچی ناممکن ہے۔ اب اگر آپ یون کہین کہ مسلمانون نے بڑے بڑے ظلم کئے مسلمانون کی سلطنت قانونی نہ تھی اسلئے مٹ گئی۔ تو یہ بات بھی ہماری سمجھہ مین نہین آتی جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ جہان

جہان یورپ کی عملداری ہے وہان ہاے تو یہی مچی ہوئی ہے کون سا قانون اور قاعدہ جاری ہے اگر یاور رہنو تو اخبار اوٹھا کر دیکھلو اطمینان ہو جائیگا۔ یہ یورپ والون کا مستحکم اتفاق ہے جسنے اونکے ظلمون کو انصاف اور بے قانونی کو قانون دکھا رکھا ہے۔ اتفاق مین عجب طرح کا رعب وجلال اور اقبال ہوتا ہے جس سے اولٹی یہی سیدہی نظر آتی ہے اور نفاق ادبار کا خزانہ ہے جس سے انصاف سراسر ظلم اور بیقانونی دکھائی دیتا ہے۔ پس نہ ظلم نے نہ فضول خرچی نے نہ بے قانونی نے نہ عیاشی نے مسلمانون کی ڈبوئی۔ اگر ڈوبی ہے تو نفاق سے! نفاق سے!!!۔

دنیا مین کہین دو مسلمان ایسے نظر نہ آوینگے جنمین اتفاق ہوگا۔ اگر دو چار ہوے بھی تو کیا۔ نفاق کی سب سے بڑی پڑیا یہی سنی شیعہ کا جھگڑہ ہے اور یہ کمبخت ہمارے پولٹکس کے حد مین ہو آن گھسا ہے اسلئے مجبوراً ہمین اسکا نام لینا پڑا ناظرین ہمین معاف فرمائین۔ ہمین مذہبی بحث سے کچھ کام نہین۔ اسلام کی تاریخ مین مسلمانون کی ترقی وتنزل کے اسباب بتانا مؤرخ کا فرض ہے اور اوس فرض کے ادا کرنے مین اس بہت بڑے جز کا نام نہ لینا نری نمک حرامی ہے۔ پس اے بہایئو۔ اس زمانہ مین سب سے بڑا ثواب یا ہی اتفاق کا پھیلانا اور نفاق کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکنا ہے۔ صرف اسی اور فقط اسی اور محض اسی بات پر تمہاری زندگی منحصر ہے ورنہ موت سر پر آچکی۔

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو

یون فاروق اعظم بڑے رعب وداب والے۔ بڑے مدبر۔ عقلمند اور دور اندیش سہی مگر جو کامیابیان اونکے زمانہ مین ہوئین وہ اتفاق کے صدقہ سے تہین۔ اونکے بعد جو بربادیان ظہور مین آئین اونہین خلفا کی ناقابلیت سے منسوب کرنا ٹھیک نہین مگر نفاق کے

جلوے اور جھگڑے ضرور اونمین نظر آتے ہین۔ مسلمانون نے جو پکہ کھویا نفاق کے طفیل کھویا۔ اسلام کا کام خالی خولی صرف یہ نہ تہا کہ تمہاری گردنین پکڑ کے تمہین خدا کے سامنے جھکا دے بلکہ سب سے بہاری اور اہم فرض اسلام کا یہ تہا کہ دنیا کے تمام تفرقے مٹا دی۔ سب کو ملا جلا کے ایک کر دے اور اسی مین اسلام کی جان کی خیر بہی تہی۔ لہذا اسلام سے جہان تک ہو سکا اوسنے اپنی عملداری اور وسعت کے اندر ان تفرقون کو مٹایا۔ جناب عثمان کے زمانہ مین نفاق کی بنیاد بہی اور امیر معاویہ کو وہ اقتدار اور قوت حاصل ہو گیا کہ جناب علی مرتضیٰ کو بڑی مجبوری اور سخت خونریزی کے بعد شام اور مصر کی خلافت سے دست کش ہونا پڑا اور اسلام مین نفاق کی صورت نمایان طور سے نظر آنے لگی۔ جناب مرتضوی نے مدینہ چہوڑ کے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا اسکا نتیجہ بہی برا نکلا۔ کوفہ والون نے حضرت علی سے بہت بے اعتنائی اور سخت مخالفت کی جسکا ثبوت یہ ہے کہ اوسی ملک مین جناب مرتضوی کا مدفن بہی کوئی نہ بتا سکا۔ الحمد ری باہمی عناد اور دشمنی۔ افسوس صد افسوس۔ انصاف طلب ہے کہ پہر ہم عمر کو کیون نہ روئین اب خلافت بنی امیہ کے ہاتہ آئی اور دنیا طلبی اور غلبہ کی خواہش دلون مین جوش مارنے لگی۔ امیر معاویہ نے امام حسن کو تو الگ کیا اور آپ بادشاہ بنے اور اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین کر کے وصیت کی کہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور امام حسین سے ہوشیار رہنا یہ تینون خلافت کے دعویدار ہین۔ عبداللہ بن عمر کی طرف تو امیر معاویہ کا محض شبہ ہی شبہ تہا کیونکہ اوّل تو خود اونہین دنیا سے نفرت تہی۔ دوسرے اونکے باپ نے اونہین نصیحت کر دی تہی کہ خلافت قبول نہ کرنا۔ تیسرے لوگ اونہین خلافت دیتے تہے مگر اونہون نے نہ لی۔ چوتہے یزید نے جب بیعت لی ہے تو عبداللہ بن عباس

اور عبداللہ بن عمر نے فوراً قبول کر لی مگر عبداللہ بن زبیر اور امام حسین نے نہین کی بلکہ مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ اسکے بعد حضرت امام حسین کی شہادت کا عالم آشوب واقعہ ہوا جس نے بنی امیہ کی خلافت کی جڑ بنیاد کھود ڈالی۔

ابتک تو اہل بیت کے استحقاق کی طرف لوگون کو توجہ نہ تھی اور کسیکو کچھ پروا نتھی جناب امام حسین کے شہید ہوتے ہی وہ بے اعتنائی انتقام کے خیال سے بدلگئی۔ جناب عبداللہ بن زبیر کی نسبت لوگونکا غلط خیال یہ ہے کہ اونہون ہی نے جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کو اشتیاق دلا دلا کے کربلا کی طرف ڈھکیلا تاکہ امام حسین وہان مارے جائین اور مین اپنے دعوی خلافت کو بلا روک ٹوک پیش کر سکون۔ عبداللہ بن زبیر ہی نے شہدائے کربلا کے خون کا بدلہ لینے کے واسطے کمر ہمت چست باندہی تھی۔ اس سے مدینہ مین خونریزی اور خرابی ہوئی انصار برباد ہوگئے اور مکہ تباہ ہوگیا۔ عبدالملک کے زمانہ مین بھی مختار نے شہدائے کربلا کا عوض لیا۔ اگر آیندہ شہدائے کربلا کے انتقام کے پردہ مین دنیا طلبی اور دنیا پرستی مرکوز خاطر نہوتی تو اتنا ہی بدلہ کافی سے بہت زیادہ تھا۔ اب دولت وثروت دنیا کی خاطر سے جھوٹ موٹ کے بہانے بنا بنا کے نئے نئے جھگڑے اور لڑائیان ہونے لگین۔ یہ خیال کسیکو نرہا کہ ہمارے ذاتی مزہ کے لئے دونون طرف سے مسلمان مارے جاتے ہین اور غیر قومون کی آنکھون سے اسلام کی صولت اور سطوت اوٹھتی چلی جاتی ہے۔ اسی کمبخت زمانہ مین شیعان علی کا نیا فرقہ پیدا ہوا اور امامت کا نیا مسئلہ خون پینے کے لئے شایع کیا گیا۔ یہ ایک اور پردہ دنیا اور دنیوی اقتدار حاصل کرنے کا موجود ہوگیا۔ اگر سچ پوچھو تو یہی اندرونی اور خانگی جھگڑے سلطنت اسلام کو جڑ سے اوکھاڑ دینے کے لئے

کافی ہوگئے۔ اصلی نقصان اسلامی جاہ وجلال کو انہین سے پہونچا۔ فتوحات عرب جو طوفان کی طرح تمام دنیا کو اپنے سامنے سے بہاے لئے چلی جاتی تہین ایکدم سے بند ہوگیئن اور مسلمانونکی قوت اپنی ہی طاقت سے ٹکراکر اکے پست اور شل ہوگئی۔

بنی عباس نے شہداے کربلا اور اہل بیت اور بنی فاطمہ کی حمایت کے نام سے خلافت کی باگ اپنے ہاتھہ مین لی۔ مگر جلدی سے ثابت ہوگیا کہ دولت وثروت دنیا حاصل کرنیکے لئے یہ نرا بہانہ ہی بہانہ تہا۔ بنی امیہ اپنے آباؤ اجداد کے ظلمونکے عوض مین قتل کئے گئے۔ اونکی لاشون کا فرش کرکے اوسپر دسترخوان بچہایا گیا اور بیٹھہ بیٹھہ کے اوسی دسترخوان پر کہانے کہاے گئے۔ جب تلوار یارون کی کلیجونکی آگ نہ بجہا سکی تو اونہین لاشون کو جلوایا۔ قبرون سے بنی امیہ کی لاشین نکلوا کے بے پوست کی ہڈیان جلتی آگ کے نذر کی گیئن اور مشرقی کرہ کی زمین پر ایک بہی آدمی ایسا نہ رہا جو بنی امیہ کے بدنام نام سے پکارا جاسکے۔ افسوس صد افسوس۔

آپنے دیکہا کہ بنی امیہ نے بنی فاطمہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا ارادہ کیا تہا وہ تو نہوا بنی فاطمہ کے نام لیوا آج تک موجود ہین مگر خود اپنے پیرون مین کلہاڑی مارلی۔ اول تو باقی ہی نہین اور جو فرض کرلو کہ باقی ہین تو اونہین یزید کی اولاد مشہور ہونے سے شرم آتی ہوگی ایسی بقا سے تو فنا ہی اچہی۔ نتیجہ یہ کہ آپسمین لڑنے اور اپنی مطلب اور اپنے فائدہ کے لئے قومی ومذہبی بربادی کا خیال نرکہنے سے کوڑی کا فائدہ نہین ہوتا۔ اگر ذاتی عزت چاہتے ہو تو وہ قومی بہلائی مین ہے اپنے فائدہ پر لات مارو اور قومی عزت کے لئے جان لڑادو تو تمہارا بی بہلا ہوگا ورنہ سب ہیچ ہے۔ ہمنے اسی آگرہ مین حضرت عرش آشیانی اکبر کی قبر کو ٹھوکرین کہاتے دیکہا ہے۔

ہم پوچھتے ہین کیا بنی امیہ کی ہڈیان قبرون سے نکلواکے اور جلواکے بنی فاطمہ کا بدلہ لیا جارہا تھا؟ بنی فاطمہ کے بدلہ کی تو صرف ایک مٹی تھی جسکی آڑ مین بنی عباس کو خود سلطنت اور جاہ وجلال کے مزے لوٹنے تھے خدا اس دست خود دہان خود کا منہ کالا کرے جسنے اسلام کا ڈھیر کردیا۔ اب وہ عمر کہان سے آئے جو یہ سمجھائے کہ بھائیو اپنے ترنوالے اور عیش کے لئے مسلمانون کو دربدر بھیک مانگنے کے قابل کیون بنائے دیتے ہو۔ یہ اوسی مرنیوالے کا دم تھا کہ ایکدفعہ مال غنیمت مین بہت سا روغن زیتون آیا وہ پیالے بھر بھر کے مسلمانون مین تقسیم ہونے لگا چکنی چیز کا قاعدہ ہے کہ کچھ نہ کچھ ہمیشہ برتن مین باقی رہ جاتی ہے اوسے امیرالمومنین کے لڑکے نے پونچھ پانچھکے اپنے سر مین مل لیا۔ باپنے بیٹے کی جو یہ حرکت دیکھی تو گھسیٹتے ہوے حجام کے پاس لے پہونچے۔ بیٹے کا سر منڈوادیا اور کہا۔ تیرے بال مسلمانون کے مال کی بہت حرص کرتے ہین۔ انکی سزا یہی تھی۔ حضرات ناظرین شاید اوسوقت دیکھنے والون نے یہ سمجھا ہوگا کہ بنی عباس بنی فاطمہ کا بدلہ لیتے ہین مگر پیچھے اوسکی ساری قلعی کھل گئی کہ یہ صرف بادشاہی حاصل کرنیکے لئے ایک جال تھا۔ بنی عباس نے جیسے ظلم بنی فاطمہ پر کئے اون سے بنی امیہ کے ظلم بھی گہن کہاتے اور پناہ مانگتے ہین۔ یہ سنی اور شیعہ مین جو عداوت آپ دیکھتے ہین وہ اسی مبارک زمانہ کی یادگار ہے۔ بنی عباس نے جب اچھی طرح خلافت حاصل کرلی۔ خوب تسلط بٹھالیا تو سمجھے کہ ہمنے اپنے رستہ سے اب کانٹے اور جھاڑیان تو دور کردی ہین بنی فاطمہ کو اور الگ کردیا ہی خلافت کے دعویدار ہین۔ اب بنی عباس اور بنی فاطمہ مین ٹھنی۔ لو صاحب بہتیجے کو اسے اور چچا کے بیٹے لڑنے لگے کیا غضب ہے بنی امیہ اور بنی فاطمہ مین تو کچھ بالشت دو بالشت کی

دوری بھی تھی یہ بالکل بنی ہاشم ہی مین چلنے لگی جو بالکل ایک ہی گھر ہے لیکن بدنام ہین غریب ابوبکر و عمر کہ خلافت غصب کرلی۔ ان بیچارون نے تو مسلمانون کی بیت المال سے کبھی ایک کوڑی بھی نہین لی۔ ابوبکر کی بیوی مٹھائی کو مدتون ترسین لیکن بیت المال سے چار پیسے کی مٹھائی منگا کے اونہین ندیگئی۔ عمر نے ۳ ماشہ تیل پر بیٹے کا سر منڈا دیا بیٹی کے حلق مین اونگلی ڈالکے اشرفی نکال لی اور پھر بھی غاصب ہی رہے۔ نعوذ باللہ۔

جب بنی عباس نے بنی امیہ کا نام ونشان صفحہ دنیا سے مٹا کر اپنا تسلط جما لیا تو بنی فاطمہ کو مارنے کی طرف متوجہ ہوے جنکے نام سے سلطنت حاصل کی تھی ابومسلم سے جو اوس زمانہ کا بڑا بہادر اور سپہ سالار تھا اور جسنے عباسیونکو زمین سے اوٹھا کر آسمان حکمرانی پر پہونچا دینے مین لاکھون مسلمانون کے بیدریغ خون کر ڈالے تھے بنی عباس جلنے لگے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور نے اوس بیگناہ اور بیخطا محسن کو ذبح کراہی ڈالا۔ بنی فاطمہ مین سے جنھون نے دولت دنیا کو لات مار کے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی وہ تو امن مین رہے مگر جنھون نے سلطنت کی ہوس کو دل مین جگہ دی اونھون نے موت کے مزے چکھے۔ خلیفہ متوکل باللہ حد سے زیادہ اونکا دشمن بنا۔ نہر کا پانی پھیر کے جناب امام حسین کے مزار کی طرف موڑ دیا اور اوسجگہ ہل جتوا کے کھیتی کرادی۔ جو لوگ زیارت کو آتے تھے وہ ستاے جاتے تھے بہت سے عالم اس جرم مین گھوڑون سے روندوا دے گئے کہ وہ خلیفہ کے دونون بیٹون کو امام حسن اور امام حسین پر فضیلت کیون دیتے تھے۔ استغفراللہ انھین بے اعتدالیون نے سنی و شیعہ مین قطعی دشمنی پیدا کرادی۔

بنی فاطمہ نے سلطنت حاصل کرنے کی جتنی تدبیرین کین وہ سب ناکام رہین۔ اچھا ہوا ہم بہت خوش ہین۔ معلوم نہین اوس زمانہ کا رنگ انہین کیسا بنا دیتا جس سے یہ محفوظ رہے۔ ظالم سے مظلوم اچھا۔ مگر اتنا ادھر سے بھی ضرور ہوا کہ تلوار کی کمی زبان سے پوری کی جاتی تھی اور وہی باتین مذہبی رنگ پکڑ لیتی تھین۔

ابوبکر و عمر کے زمانہ کے سوا اول سے آخر تک جتنی لڑائیان اور کشت وخون باہم ہوے اور مسلمان مسلمان آپسمین لڑے اون سب کی تہ مین دنیا طلبی کے سوا کچھ نہ تھا بنی امیہ کی نالائقیون پر تو خاک ڈالو غضب تو یہ ہے کہ بنی ہاشم نے بنی ہاشم کے ساتھہ کب اچھا سلوک کیا جو ہمین صبر آوے۔ بنی امیہ بنی عباس اور بنی فاطمہ کسی نے اپنے مقدور بھر کمی نہین کی۔ تاریخ گواہ ہے۔ مسلمانون کا خون سب سے اپنا دعویٰ کر سکتا ہے

حیف صد حیف جتنا کشت وخون مسلمانون کا ان لڑائیون مین ہوا جو آگے چلکے مذہب بن گئین اوسکا حساب نہین ہو سکتا۔ اوسپر صبر کرنا ہی ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اسی باہمی عداوت نے مسلمانون کا ناس کر دیا اور اونکی سلطنت دنیا سے اوٹھگئی۔ اسی کمبخت سُنی شیعہ کے جھگڑہ نے ہلاکو کی خون خوار اور خونریز فوج کو سلطنت عباسی کی بربادی کے لئے بغداد مین بلا لیا اور عباسیون کی خلافت خاک مین ملگئی۔ جسے جناب شیخ سعدیؒ عربی اور فارسی دونون مین روے مین جسکا ترجمہ ہم لکھے دیتے ہین۔

ہاے کاش ایسا ہوتا کہ پہلے مین مرجاتا پر بغداد کی تباہی کی ہوا میری قبر پر سے گذرتی۔ جب طبیب نے میری نبض پر ہاتھہ رکھا تو مین نے اوسے جھڑکدیا کہ جا اپنا کام کر مجھے وہ مرض نہین ہے جسے تو اچھا کریگا۔ بنی عباس پر جو قیمت کے دن مصیبت تھی اوسکا حال

یا رو کچھ نہ پوچھو وہ بیان کی قید مین نہین آسکتی۔ اوس دن شراب مرگ کے جام گردش مین تھے اور کشتون کے سراس طرح تڑپتے تھے گویا نشہ مین جھوم رہے ہین۔ ہاے مدرسہ مستنصریہ کی دیوارین علماے راسخین پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہین جو عقل و دانش کے مالک تھے۔ زمانہ کے یہ سخت ظلم ہین کاش مین ان سے پہلے مرجاتا اور جاہلون کا ظلم شریفون پر نہ دیکھتا۔ مین نے شہر عباد ان مین قیام کرکے دجلہ کے پانی کو دیکھا جو خون کیوتر بنکے سمندر کی طرف چلا جاتا تھا۔ شہر واسط کی مصیبت پر میرے آنسوؤنکا طوفان ایسا جاری ہے کہ خلیج فارس مین طغیانی ہوگئی ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ اب بغداد پھر آباد ہوگا اور وہان کے علما کے چہرے غبار ذلت سے پاک کیے جائین گے۔ ہاے وہ بنی عباس جن سے دنیا کو فخر تھا اور جنکے اخلاق برگزیدہ چہرے نورانی تھے کدہر گئے۔ اونکا ذکر اب دنیا کے لئے افسانہ ہوگیا کیسا افسانہ جو قیامت تک کانون کو برچھیون کی نوکون سے چھید کے خون بہائیگا افسوس ہاے افسوس اب منبرون پر خطبہ پڑہا جائیگا اور مستعصم باللہ کا آمین ذکر نہوگا۔ اے لوگو کیا اسپر صبر آسکتا ہے کہ یونس تو پانی مین ڈوب جاے اور ریچھ پانی مین خوشی سے اوچھلتے پھرین۔ کاش ایسا ہوتا کہ پردہ نشین عورات کے قید مین جانیکی خبر سننے سے پہلے مین بہرا ہوجاتا۔ قید کی صبح قیامت کا دن تھی جسمین ریوڑ کے ریوڑ آدمیون کے سرون پر خاک ڈالے میدان حشر کی طرف ہنکاے جاتے تھے۔ بہت سے فریاد کرتے تھے کہ ہے کسی مین مروت جو ہماری مدد کرے مگر باز کے پنجہ مین چڑیا کی کون سنتا ہے۔ جو لوگ گھر کی چہار دیواری کے عادی نہ تھے اونکے ننگ و ناموس بھیڑ بکریون کی طرح جنگل کیطرف

ہنکالے جاتے تھے۔ جو لڑکیان پردہ مین بھی چادر سے منہ باہر نہین نکالتی تھین اونکو کھلے سر قید کرکے ظالم لیگئے۔ ہاے۔ خدا اوس شخص کو اپنے حفظ و امان مین رکھے جو دولت عباسی کی تباہی کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہوجاے کیونکہ زید کی مصیبت عمرو کے لئے تازیانہ ہونا چاہیئے۔

آسمان راحق بود گر خون ببارد بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمدؐ گر قیامت می برآری سر ز خاک	سر برآر و این قیامت در میان خلق بین
دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام	قیصران روم بر سر خاک و خاقان بر زمین
خون فرزندان عمّ مصطفےٰ شد ریخته	ہم برآن خاکے کہ سلطانان نہادندے جبین
تازنینان حرم را خون حلق تازنین	ز استان بگذشت و ما را خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتے کاین چنان گردد چنین

بغداد کی تباہی اور بربادی گو سُنی شیعہ کی عداوت کا نتیجہ تھا مگر اصل مین زمانہ نے پکار کے مسلمانون سے اس پردہ مین یہ کہا تھا کہ کرامت اور کامیابی میل جول اور باہمی اتفاق مین ہے۔ اگر تمنے ذرا بھی مَین مَین تو تو کی تو سمجھے رہنا کہ بغداد کا سا حال ہوگا مگر اسکو ہم نہ سمجھے اور وہ ہوا جسکا بیان نہین ہوسکتا۔

تاریخ کو کھولکے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ بنی عباس کا وہ حال ہوا جو پانسو برس پہلے اونکے ہاتھون سے بنی امیہ کا ہوا تھا۔ اور وہ بقول سعدیؒ مسلمانون کے ہوشیار ہوجانے کے لئے کافی سے بھی زیادہ تھا مگر افسوس ہے کہ مسلمانون نے اوس سے عبرت نہ پکڑی۔ سلطان سلیم اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے زمانہ مین وہی چنگاریان پھر بھڑک اوٹھین اور مسلمانون کی لاکھون جانین تلف ہوئین یہانتک

کہ ہندوستان مین بہی اسی تفرقہ اور مخالفت کی آگ نے مسلمانون کے گہر جلادیئے سعدی کا جگر تو بغداد ہی کی تباہی دیکہکر شق ہوگیا تہا مگر ہمارے سامنے وہ تباہی کے سامان ہین جنہین دیکہکر پتہر کے جگر بہی پانی ہوتے ہین۔

ایشیا۔یورپ۔افریقہ اور ہندوستان مین مسلمانی سلطنتون کے بگڑنے کے اتنے آثار ہین کہ اگر ہم اون سے سبق لین تو بہت کچہہ ہماری آنکہین کہل سکتی ہین۔

قسم ہے خدا کی اگر باہمی دشمنیان ہمین گہر کے گہر ہی مین مشغول نہ رکہتین تو آج کے دن دنیا مین سوائے اسلامی سلطنت کے کوئی اور سلطنت نہوتی۔

مسلمانو! تمہاری تاریخ سے بڑہکے تمہارا کوئی معلم نہین ہوسکتا آؤ ہم اوس سے تعلیم لیکے اتفاق کرلین اور اخوت اور محبت کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پہر جوڑلین اور وہ کام کرین جو زمانہ کے موافق ہو تاکہ مسلمانون کی اولاد کہلانے کے قابل ہوجائین۔آمین یارب العالمین۔

تصوف وسلوک سیدنا عمر بن الخطاب

اس سے پہلے کہ ہم فاروق اعظم کے تصوف کے متعلق کچہہ تحریر کرین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت تصوف کو بیان کردین جسکو بہ لسان شرع احسان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔تصوف بعض کا خیال ہے کہ صوف سے اخذ کیا ہے چونکہ اس مشرب کے حضرات دنیاوی لباسہاے فاخرہ سے بالکل مبرا اور موٹے موٹے کپڑے استعمال کرتے تہے متصوف کہلاے اور وہ اخلاق یا وہ علوم جو اون سے

قابل مادون نے اخذ کئے تصوف کے نام سے نامزد ہوے مگر جب ہمنے کہا ہے کہ
تصوف کا دوسرا نام احسان ہے پس صرف احسان کی جو کچھہ کیفیت شرع مین وارد
ہوئی ہی وہی تصوف ہے۔ احسان کا مادہ ہے حسن یعنے نیک کام کرنا نیک کام کیا
اور کس طریقہ سے ادا کرنا۔ اسکی بابت دیکھنا چاہیئے کہ کیا مدعا ہے۔ جب حضرت
جبرئیلؑ نے حضور سرور کائناتؐ سے آنکر منجملہ دیگر امور کے احسان سے دریافت
کیا ہے تو آپنے فرمایا۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنے
خداوند عالم کی اس طرح عبادت کرنا گویا کہ تو اوسکو دیکھہ رہا ہے اور اگر یہ مرتبہ نصیب
نہو تو یہی ہو کہ وہ تجھکو دیکھہ رہا ہے۔ کانک تراہ مین ایک لطیف اشارہ اس جانب ہے
کہ اعلیٰ مرتبہ احسان سے رویت پروردگار عالم اس عالم مین ممکن نہین۔ غرض ہمارے نزدیک
کیا صاحب شرع کے جناب پاک مین یہی جس تصوف کا اعتبار ہے وہ یہی ہی۔ اسکے
اصول تین ہین۔ سب سے پہلے علم۔ علم نہوگا تو عبادت ہی کیا کرے گا لیکن ایسی قسم کی
عبادت کیلئے جس علم کی ضرورت ہے وہ بمعنی یقین ہے یقین یہی وہ یقین نہین جو
دوسرون کی دیکھا دیکھی یا کتب استدلالیہ کی مزاولت سے پیدا ہو بلکہ خاص وہ
مرتبہ جو امور خیر یعنی صوم صلوٰۃ کے استمرار و دوام سے پیدا ہوا ہے جسکو خاص عطیہ
الٰہی سمجھنا چاہیئے اور تصوف کی اصطلاح مین جسکو یاد داشت سے تعبیر کیا جاتا ہے
اب یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تمام مسلمان اپنی اپنی استعداد کے مطابق امور خیر
مین مصروف رہتے ہین لیکن یقین کا یہہ مرتبہ اونکو حاصل نہین ہوتا اسکی کیا وجہ۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال خیر کے ادا کرنیکے لئے کچھہ ایسی شرطین بھی ہین
کہ جب اون شروط کیساتھہ اعمال خیر ہونگے یہ مرتبہ یقین اوس جانب سے فیضان

ہوگا۔ وہ جہانتک خیال جاتا ہے بس یہ تین چیزین معلوم ہوتی ہین۔ ایک تو اخلاص کہ بغیر اسکے وہ عمل خیر بس صورت کے اعتبار سے چاہے خیر کہنے کے قابل ہو لیکن حقیقت کی راہ سے اوسکی خیریت اوسی وقت ہے جب اخلاص ہو۔ اخلاص کے معنے ہین خالص کرنا یعنے ماسوالمعبود سے اپنے خیال کو بالکل خالص کرکر اوسکی خدمت مین حاضر ہونا۔ دوسرے اون اعمال کے مقدار کی زیادتی جنسے اس اخلاص مین مدد ملے جیسے نوافل ومستحبات ومسنونات کی نہایت پابندی کرنا اس کا ایک خاص اثر قلب پر پڑتا ہے اس سے کچھ وہی واقف ہین جو اس رنگ مین رنگے ہوے ہین۔ تیسرے ان اعمال مین خشوع وخضوع جو اخلاص کے لوازمات مین سے ہی بہ کمال مصروفی بجالانا اس قسم کے خیالات اور اس قسم کے اشغال مین مصروف رہنا جنسے خشوع وخضوع کی ہر وقت یاددہانی رہے۔ علم کا لابدی نتیجہ ہی کہ اوسکا اثر کچھ نہ کچھ قلب پر پڑتا ہے اس مرتبہ یقین کا جو کچھ اثر قلب پر پڑتا ہے وہ دو قسم کا ہوتا ہے یا تو بہت جلد زائل ہوجاتا ہی وہ ارباب تصوف کے یہان حال سے تعبیر کیا گیا ہے یا دیرپا ہوتا ہے وہ مقام ہے۔ ابوطالب مکی جو اس فن کے شیوخ مین سے ہین دس مقامات تحریر فرماتے ہین۔ توبہ۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ رجا۔ خوف۔ توکل۔ رضا۔ فقر اور محبت۔ یہ وہ مقامات ہین کہ ہر انسان کسیوقت مین انمین سے کسی نہ کسی مقام مین ضرور ہوتا ہے۔ تمام قلوب کی ساخت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ ان سے کسی وقت خالی ہو ہی نہین سکتی فرق صرف اسقدر ہے کہ یقین کے حاصل ہونیسے پیشتر انکے مصارف اور امور ہوتے ہین اور بعد یقین کے اور۔ یہ وہ مقامات ہین جنکو اصول مقامات کہیئے ورنہ مقامات کا انحصار ان دس ہی پر

نہین ہے۔ صدق حال۔ شدت لامر اللہ۔ تواضع۔ صدیقیۃ۔ محمدثیۃ۔ شہیدیۃ۔ حواریۃ۔ جنمین سے بعض کے ساتھہ بعض صحابہ بھی بہ لسان مبارک مبشر ہو چکے ہین۔

پہلے ہمنے بیان کیا ہے کہ یہ امور یقین سے پیشتر بھی ہوتے ہین اور یقین کے بعد بھی اور پھر یقین کے بعد بھی بعض ایسے ہین کہ وہ امور مذمومہ سے بہت مشابہ ہو جاتے ہین جیسے توکل و رجا۔ ظاہر مین تکبر و حرص سے مشابہ ہین انمین سے یہ امتیاز کر لینا کہ یہ مقامات یقین ہی سے پیدا ہوے ہین ایک مشکل کام ہے۔ انکے یہان کے اصول کے مطابق انکے امتیاز کی صورت یہ ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جو ان مقامات کیساتھہ متصف ہو رہا ہے اوسکے یقین کا پایہ کہانتک ہے اگر مرتبہ یقینی ناقص ہے تو صاف سمجھہ لینا چاہیئے کہ یہ مقامات نہین بلکہ امور طبعیہ ہین اور اگر مرتبہ یقینی بہت اونچے پایہ پر ہے تو اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ اس یقین کے حاصل ہونیسے پیشتر بھی وہ ان صفات کے ساتھہ موصوف تہا یا نہین اور پھر خاص اوسی رنگ کے ساتھہ جس مین اب ہے اگر یہ صفتین اسی رنگ مین پہلے بھی تہین سمجھہ لو کہ مقام نہین مقام نتیجہ ہے یقین کا اور یہ امور یقین سے بھی پیشتر تہے پس مقام کہان اور اگر یقین سے پیشتر نہ تہے تو سمجھہ لو کہ ہان یہ مقامات ہین۔ ارباب فہم اس مختصر سے اپنے اپنے مقامات کا امتیاز کر سکتے ہین۔ صوفیہ کے یہان حال و مقام دونون نگہداشت کے قابل ہین لیکن زیادہ مہتم بالشان مقام ہے اور تمرات و کوائف جو کچہہ مرتب ہوتے ہین وہ اسی پر حوالہ فرماتے ہین۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست		تو بمان ای آنکہ چون تو پاک نیست	

اسمین روزہا سے حالات مراد ہین اور تو کا خطاب مقام عشق کیجانب ہے جسکا سلسلہ

اوپر سے چلا آتا ہے۔ اور اسی واسطے زیادہ کوشش اسی کی کیجاتی ہے کہ وہ واردہ
قلبی جو حال کی صورت مین جلوہ گر ہوا ہے مقام ہو جاے۔ یہی دوسری اصل ہے
اب جب قلب پر اثر پڑا جو یقین کا نتیجہ تھا تو قلب کا اثر جوارح پر پڑے گا کیونکہ تمام
اعضا تابع قلب ہین جو خاص کیفیت ان حضرت مین پیدا ہوتی ہے انکے تمام لشکر
مین خاص وہی رنگ چھا جاتا ہے ذرا سی خوشی سے تمام اعضا مین ایک خاص قسم
کی چستی و چالاکی محسوس ہونے لگتی ہے ذرا سے رنج سے تمام اعضا ڈھیر ہو کر رہجاتے
ہین ان ہی حضرت کی اصلاح سے اصلاح جمیع اعضا ہے اور اگر کہین ذرا بھی بگڑ بیٹھے
تو سب کو لے ڈوبے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے
ان فی جسد اٰدم لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ
الا وھی القلب۔ یعنے بدن انسان مین ایک ایسا ٹکڑا ہے جس کے بننے سے سارا
بدن بنجاتا ہے اور اسکے بگڑنیسے سب کا ستیاناس ہو جاتا ہے سن لو وہ دل ہے
پس ممکن نہین کہ یہ حضرت کسی حالت کو ایسے چھپاے بیٹھے رہین کہ اعضا کو خبر
تک نہو۔ یون سمجھیے کہ یقین کا ایک دریا قلب سے اُمنڈتا ہے جسکے کفون سے اعضا
بھی اپنا کچھ حصہ لیتے ہین اسی کا نتیجہ ہے عمل یا دوام عمل۔ کرامات۔ تربیت و تعلیم
مسترشدان۔ حضرت فاروق اعظم نے جس خوبی سے ان تمام اصولونکو طے فرمایا
ہے ہم تو کیا بڑے بڑے بھی اچھی طرح سے بیان نہین کر سکتے آپکا عمل آپ کا قول
آپکی تعلیم خواہ وہ حاضرین کے لئے ہو خواہ غائبین کیلئے اس کثرت سے ہین کہ دفاتر بھی
اونکے لئے ناکافی ہین ان ہی تین اصول کی تکمیل فعلی اور قولی کو ہم آگے چلکر مختلف
سرخیونمین مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر بیان کرینگے اگرچہ ان مین سے

بعض بیانات ایسے بھی ہونگے جو تاریخ کے گذشتہ اوراق مین گذر چکے ہین لیکن یہان پھر دوبارہ اونکو ذکر کرینگے اسلئے کہ وہان اور حیثیت سے ملحوظ تھے اور یہان اور حیثیت سے یہ اور خیال فرمالیجئے کہ مشائخ کے مقامات کی شناخت کا مدار اکثر قرائن پر ہوتا ہے مثلاً کسی شخص کو کئی مرتبہ مصیبت کی حالت مین ہمنے بیچین نہین پایا ہم سمجھ گئے مقام صبر مین ہے یا اوسکو ہم دیکھ رہے ہین کہ ہماری طرح سے اسباب ظاہر یہ مین منہمک نہین ہے ہم نے حکم لگا دیا کہ مقام توکل مین ہے یا اچنبھے کی کوئی چیز دیکھ لی فوراً چلّا اوٹھے کرامت صادر ہوئی۔ اور یا شناخت خود اوس صاحب مقام کے بیان سے معلوم ہوئی اوسکو اپنی حالت کا وجدان ہو گیا اوس نے اپنے احباب سے اوس کا ذکر کر دیا۔ لیکن انمین سے کوئی بھی طریقہ اطمینان بخش نہین پہلے مین تو ممکن ہے کہ وہ قرینہ جسکو ہم نے قرینہ قرار دے رکھا ہے فی نفسہ غلط ہو یا ٹھیک ہو لیکن وہ اوس کا مقام نہو بلکہ طبعی حالت ہو مثلاً ہے ہی ہمیشہ سے سنگدل یا کچھ ایسا سادہ لوح سا کہ اوسکو رنج و تکالیف اور نیز راحت و مسرت کا احساس و شعور ہی سرے سے کم ہوتا ہے۔ دوسری صورت کا تو دار و مدار ہی صاحب مقام کیساتھ حسن ظن پر ہے پھر ان دونون صورتون مین اکثر ہمارے سامنے کی باتین نہین ہوتین بلکہ سنی سنائی ہوتی ہین تو ناقلین کے جرح و تعدیل پر سارا بار رہا بہرحال سینکڑون خرخشون کے بعد نتیجہ یہی نکلے گا کہ ظنی طور پر ہم سمجھ سکین گے کہ وہ اس مقام والے حضرت ہین مگر جناب فاروق اعظم کے مقامات کا حال ہی اور ہے حضرت جعفر صادقؒ کے صریح ارشادات سے آپکے مقامونکا پتہ صاف طور سے چل رہا ہے اور اس کثرت سے پایہ ثبوت کو وہ ارشادات پاک پہونچے ہین کہ اونکی اجمالی حالت پر

تو ایمان لانا ضروری ہوگیا۔ ہمارا آئندہ بیان اس بیان کی فی الجملہ شرح کے واسطے کافی ہے۔

تمہید ۲ یہ اور یاد رکھہ لیجیے کہ نفس ناطقہ مین دو قوتین دو دیعت رکھی گئی ہین۔ عاملہ۔ عاقلہ۔ قوت عاملہ کی جب پورے طور سے تہذیب ہوجاتی ہے اوسی کا نام عصمت یعنے معصوم ہونا ہے۔ قوت عاقلہ کا کمال یہ ہے کہ اوس عالم کی باتین اوسکو بذریعہ ملک معلوم ہونے لگین وہان کے اسرار مشہود ہونے لگین یہ وحی ہے۔ سوائے انبیاء کے یہ دونون مقام کسی اُمتی کو حاصل نہین ہوسکتے مگر ان دونونکے کمالون کا علیحدہ علیحدہ ایک ایک پرتو یا نائب ہے جسمین یہ دونون نائب جمع ہوجاتے ہین بس وہ مرشد خلائق اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور مظہر رحمت الٰہی ہوجاتا ہے مرتبۂ وحی کی نائب ہے محدثیت اور اوس جامع مرتبتین کی راے کا وحی کی موافق ہونا صاحب فراست وکشف صادق ہونا عصمت کا نائب ہے ایسے کامل شخص کے سایہ سے بھی شیطان کا بھاگ جانا۔ جب یہ دونون مرتبہ جمع ہوجاتے ہین تو مرتبۂ شہیدیت حاصل ہوجاتا ہے اور اس کا مستحق ہوجاتا ہے کہ وہ پیغمبر کا نائب ہو دنیا مین علوم شرائع کی اشاعت وترویج مین پیغمبر کا نائب ہو اور آخرت مین بڑے بڑے درجات پر فائز ہو۔ اب سنیے جناب رسالتمآب فرماتے ہین تم سے اگلی اُمتونمین کچھہ لوگ محدث گذرے ہین اگر میری امت مین کوئی ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہین۔ احمد و ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آپکا ارشاد پاک ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ حضرت علی فرماتے ہین کہ حضرت عمرؓ جو کچھہ فرماتے تھے اوسکی تصدیق مین قرآن پاک نازل ہوتا تھا حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ جب صحابہ مین اختلاف واقع

ہوتا تو جس جانب حضرت عمرؓ کی راے ہوتی اوسیکے مطابق قرآن پاک نازل ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی وہ فرماتے ہین کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے عمرؓ کے زبان و دل پر حق کو مقرر کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے ہم دیکھا کرتے تھے کہ حضرت عمر کی ایسی باتین ہوتی تھین جس سے سبکو اطمینان قلبی حاصل ہوجاتا تھا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا کہ شیطان جب تمہارے سامنے آئیگا تو اُترا جاے گا۔ حضرت علی فرماتے ہین ہمارا یہ خیال ہوتا تھا کہ حضرت عمر کا شیطان بھی آپکو بہکانے سے ڈرتا ہے۔ دوسری مشہور روایتون مین رسول مقبول نے آپکو شہید فرمایا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے کہ میری امت مین اقوی خدائی امورمین عمر ہین۔ بھیڑیئے کے کلام کرنیکی حدیث مین حضور سرور عالم نے فرمایا۔ انا وابوبکر وعمر۔ یعنے میرا اور ابوبکر اور عمر کا اسپر ایمان ہے۔ اس موقعہ پر یہ دونون حضرات موجود بھی نہ تھے۔ اس سے مرتبہ یقین ان دونون حضرات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے موقعہ پر ارشاد پاک ہی۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔ یعنے اتباع کرو ان کا جو میرے بعد ہین یعنی ابوبکر و عمر کا۔ اسکو تراویح بیست رکعت کو بدعت عمری کہنے والے ہمارے بھائی غور سے دیکھین۔ ایک موقعہ پر ارشاد پاک ہی جب تک یہ یعنے عمر تم مین ہین تم پر کوئی آفت و مصیبت نہین آنے کی۔ چونکہ احصار و حصر اس قسم کے ارشادات کا مقصود نہین ان ہی پر اکتفا کیا گیا صرف ان ہی سے مقامات متذکرۂ بالا یعنے تکمیل قوت عاملہ کے نائب محدثیت اور قوت عاقلہ کے نائب راے کا موافق وحی ہونا یا مرشد عامہ مسلمین ہونا کیسا صاف طور سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اب ہم ان اصول

ثلثہ یعنے یقین ومقام وکرامات وتعلیم کو تھوڑی تھوڑی روایتون سے بیان کرتے ہین جس کا ہم نے وعدہ اور ارادہ کیا ہے۔ اسسے معلوم ہو جائیگا کہ تصوف یعنے احسان شرعی آیا یہی تصوف ہے جس کا آج کل ہم عموم بلوہ دیکھ رہے ہین یا اوس زمانہ مین اوس کا مفہوم ومصداق کچھ اور تھا اس مین حضرت عمر کے اقوال و افعال بھی جو ہم نقل کرتے ہین فیصلہ کرینگے جنکے اقتدا واتباع کا ہمکو حکم کیا گیا ہی

(علم وعلماء کی قدر) آپ فرماتے ہین کہ ہزار ایسے عابد وناکام مرجانا جو شب زندہ دار اور روزہ دار ہون بہ نسبت ایک ایسے عالم کی موت کے جسکو حرام وحلال مین بصیرت تام ہو بہت ہی آسان ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مکان سے نکلتا ہے اور اوسکے سر پر گناہون کا بار ایسا ہوتا ہے جیسا جبل تہامہ یکسی موقع پر علم کی بات سنکر اوسکو خوف ہو جاتا ہے اور ندامت حاصل ہوتی ہے گھبرا کر پھر مکان کو پلٹ آتا ہے اس حالت مین اور جاتے وقت کی حالت مین زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے اسوقت اسکے ذمہ کسی گناہ کی باز پرس نہین ہوتی پس جہانتک ہو سکے مجلس علماء کو ترک نکرو پروردگار عالم نے کوئی مقام مجالس علماء سے بڑھکر نہین پیدا کیا یہ اور سمجھ لیجئے کہ یہ علم کس قسم کا ہی کیا ہدایہ وشرح وقایہ ازبر کر لینا ہی اس زمرہ مین داخل ہونے اور اس سلسلہ مین منسلسل ہونے کے لئے کافی ہی؟ خود فرماتے ہین کہ مجھے جسقدر اس امت مین منافق علیم کا خوف ہے اسقدر کسیکا خوف نہین لوگون نے عرض کیا۔ منافق علیم سے کون حضرات مراد ہین۔ فرمایا جسکی زبان پر تو علم ہو لیکن دل مین اوسکا کچھ اثر نہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو افقہ صحابہ مین سے تھے۔ فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ علم کے دس حصون مین سے نو حصہ عمر لیگئے

بعض نے عرض کیا کہ ایسے علماء صحابہ کے ہوتے ہوے آپ ایسا فرماتے ہین جواب دیا کہ علم سے میرا مقصود وہ نہین جو تم سمجھے میرا مطلب عرفان رب سے ہے۔

(تعہد) آپنے اپنے تمام عمال کو لکھہ بھیجا تہا کہ تمام کامون مین مہتم بالشان نماز ہی جو اسکو ضائع کر رہا ہے اوس سے دیگر امور کی کیا توقع کیجائیگی اونکا اور بہی ضائع کرنیوالا ہوگا۔ نماز کا آپکو اسقدر خیال تہا کہ جس شب آپکے زخم آیا ہے اوسکی صبح کو جب نماز کے واسطے جگایا گیا آپ فوراً مستعد ہو گئے حالانکہ زخم سے خون بہ رہا تہا اور فرمایا کہ جو شخص تارک صلوٰۃ ہے اوسکو اسلام سے حصہ ہی کیا ملا۔ آپکی نظر مبارک نماز وجماعت کے اسرار پر نہایت فائز تہی حضرت ابوموسیٰ اشعری سے آپ فرمایا کرتے تہے کہ ہمارے پروردگار کی کچہہ یاد دلاؤ وہ قرآن مجید کی آیات کی تلاوت فرماتے یہانتک کہ بعض اوقات نماز کا آدہا وقت اس مین صرف ہوجاتا اور لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی پکار چارون طرف سے کرتے آپ فرماتے کیا ہم نماز مین نہ تہے۔ آپکا مقصود یہ ہرگز نہ تہا کہ محض اسی حالت مین رہنا نماز فریضہ کے ادا کرنے کے قائم مقام تہا بلکہ جو حالت نماز مین حضوری پیدا ہوتی ہے وہی آپکو حاصل تہی جماعت کے فوائد کی جانب آپ کبہی کبہی اس طرح اشارہ فرمادیتے تہے کہ جماعت مین اپنے بہائیونکو دیکہہ بہال لیا کرو جو لوگ مرض کیوجہ سے شریک جماعت نہ ہوسکین ہون اونکی عیادت کو جاؤ اور جو لوگ یون ہی رہگئے ہین اون پر عتاب وغیرہ کیا کرو۔ واقعی جماعت کی خوبی بہت بڑی یہی ہے کہ اوس سے اپنے بہائیونکی کیفیت معلوم ہوتی رہتی ہے اگر انکو امداد کی ضرورت ہے تو مدد دے سکتے ہین۔ حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہین کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی زبان مبارک سے اللہ اکبر زیادہ سنا جایا کرتا تہا گویا یہ

آپکا شغل اور وظیفہ تہا۔ آپ فرمایا کرتے تہے کہ مساجد بیوت اللہ ہین ہر صاحب خانہ آنیوالے کی کچہ نہ کچہ خاطر و مدارات کرتا ہے۔ سمجہیئے کہ عرفان فاروقی کیسا تہا۔ توکل کا کیا کوئی اور مرتبہ ہے؟ جب وقت وصال حضرت علی تشریف لائے ہین تو فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے روئے زمین پر کوئی ایسا شخص جسکے نامۂ اعمال کیساتہ مین خدا سے مل سکون تم سے زیادہ محبوب نہین۔ پوچہیئے حضرت علی سے کہ حضرت عمر کی کیا شان تہی خدا ہمارے بہائیونکو آنکہین دے جس سے وہ شان فاروقی دیکہ سکین

(آفات زبان) آپ فرماتے ہین کہ زق زق بق بق کرنا شیطانی حرکات مین سے ہے۔ ایک شخص نے آپکے سامنے آپکی تعریف کی۔ فرمایا۔ تم مجھے اور اپنے آپکو دونونکو ڈبوتے ہو۔ حضرت احنف کو آپنے تعلیم فرمائی کہ جو زیادہ ہنستا ہے اوسکی ہیبت جاتی رہتی ہے جو مذاق زیادہ کیا کرتا ہے لوگ اوسکو ہلکا سمجہنے لگتے ہین جو شخص جس چیز کا زیادہ ذکر کرتا ہے اوسی چیز سے وہ پہچانا جاتا ہے جو شخص زیادہ بکتا ہے ضرور ہے کہ خراب باتین بہی اوسکی زبان سے نکلین گی۔ خراب باتون سے اوسکی حیا جاتی رہیگی حیا کے جاتے رہنے سے تقویٰ بہی چل دیتا ہے اور تقویٰ کا جانا اور دل کا مردہ ہونا برابر ہے۔ ارشاد ہے کہ انسان کیلئے تمام گمراہیون مین سے صرف یہی تین باتین کافی ہین۔ جو خود کرتا ہے دوسرون پر اوسی کا طعن کرتا ہے۔ لوگون کے اون عیبون پر اوسکی نظر رہتی ہے جو خود اوسمین ہین اور جنسے یہ بالکل غافل ہے۔ اپنے دوستونکو فضول باتونمین تکلیف دیتا ہے۔

(آفات قلب) آپ جب خطبہ پڑہتے تو اکثر یہ نصیحت فرماتے کہ وہی شخص کامیاب رہا جو ان تین آفتون سے محفوظ ہے۔ خواہشات نفسانیہ۔ طمع۔ غضب۔ ایک مرتبہ

آپکو ایک شخص پر غصہ آیا فوراً ناک مین پانی دینا شروع کیا۔ حدیث مرفوع مین آیا ہی کہ غصہ کیوقت پانی پی لینا چاہیئے۔ ایک شخص نے آپسے درخواست کی کہ بعد نماز صبح لوگون کو وہ کچھ نصیحت کرے۔ آپنے منع فرمایا۔ اوس نے عرض کیا کہ آپ نصیحت سے روکتے ہین؟ فرمایا ہان مجھے اسکا ڈر ہے کہ کہین اس وعظ کے بدولت آپکے غرور کا سر مبارک ثریا تک نہ پہونچ جاے۔ وعاظ کے لئے یہ مقام نہایت دشوار ہے دوسرے کی تکمیل اپنے کمال حاصل کرنے کے بعد ہے جب تک اپنے نفس کی تہذیب نہین کی ہے دوسرے کا مہذب بنانا خام خیالی ہے۔ سننے والونکے لئے ضرور ہی کہ وہ اسکا خیال نکرین کہ کہنے والا کون ہے۔ اسکا عمل کیا ہے بلکہ یہ دیکھین کہ کہتا کیا ہے۔ لیکن اثر جب ہی پڑیگا جب قائل خود خالص ہوگا ورنہ اثر معلوم

آپنے ایکمرتبہ ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ تمہاری قوم کا سردار کون ہی۔ اوسنے عرض کیا مین ہون۔ آپنے فرمایا اگر تم سردار ہوتے تو ایسا نہ کہتے۔ خود آپکا عمل بالکل ایسا ہی تہا۔ عجب وتکبر کو پاس نہ پھٹکنے دیتے تہے۔ شیخ سعدیؒ نے ایک دلچسپ واقعہ اسی قسم کا بیان کیا ہے ہم اوسکو یہان لکھتے ہین۔ دیکھنا چاہیئے کہ جو تمام روئے زمین کے مسلمانون کا سردار ہو وہ تو درکنار کوئی گدا سے کوچہ گرد بہی اس قسم کی تواضع کر سکتا ہے؟ وہ فرماتے ہین۔

گدای شنیدم کہ در تنگ جای	نہادش عمر پای بر پشت پای	ندانست درویش بیچارہ کوست
کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست	برآشفت بروی کہ کوری مگر	بد و گفت سالار عادل عمرؓ
نہ کورم ولیکن خطا رفت کار	ندانستم از من گناہ در گذار	چہ منصب بزرگان چنین بودہ اند
کہ با زیردستان چنین بودہ اند	فروتن بود ہوشمند گزین	نہد شاخ پر میوہ سر بزمین

ذرا ملاحظہ ہو اندہے کی سنہ زوری اور اوس عالیشان بادشاہ کی انکساری اور پھر یہ
بھی دیکھئے کہ ایسے تنگ مقام مین پانون پھیلانا کسکا قصور تہا اگر ہمسے ہوتے تو اوسکی
جواب مین ایک مُکا رسید کرتے مگر وہان شان عدل اسبات کی کب مقتضی تہی فرمایا
کہ بھائی اندہا تو نہین ہون لیکن نادانستگی مین قصور ہوگیا ہی معاف کردو۔ انصاف
اسیکا نام ہے جو اپنے نفس کے معاملات مین بہی انصاف کا پہلو نہ چہوڑے
وہ واقعی سالار عادل ہے۔ آپکی فروتنی کا یہ عالم تہا کہ مکان کو جاتے وقت ایک
ہاتھہ مین گوشت اور دوسرے مین دُرہ ہوتا تہا۔ آپ محض نفس کشی کی غرض سے
مشک بہر بہر کر لاتے تہے لیکن ہمارا جہانتک خیال ہے نفس کشی تو خیر تہی ہی
اصل مقصود کام تہا اور کام مین عار نہ تہا بس یہی ایک چیز تہی کہ حسب ضرورت
ہر قسم کے کام اون سے لیلیتی تہی وہ خوب سمجہے ہوے تہے کہ دنیا کیا چیز ہے
اور اوسکے لئے کس چیز کی ضرورت ہے آپکو بالکل خبر نہوتی تہی کہ لباس کیا ہے
اور کیسا ہے۔ شام کے سفر مین آپ کی سواری کا شریک آپکا غلام تہا۔ جب شام
قریب آیا غلام کی باری تہی چنانچہ غلام سوار تہا اور خود بدولت اونٹ کی نکیل
پکڑے آگے آگے چل رہے تہے راہ مین چہوٹا سا نالا ملا اوسکو اوسی حالت مین پار
کیا جناب ابوعبیدہ نے کہا کہ حضرت شام کے بڑے بڑے سردار آپکے استقبال
کو آرہے ہین اس حالت مین دیکھینگے تو کیا کہینگے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچہہ
عزت و شرافت ہمکو عطا فرمائی ہے وہ اسلام کی بدولت ہے پھر ہمکو لوگون کے
کہنے کی کیا پرواہ۔ اصل پوچہیئے تو ایک بڑا گر آپ بتلا گئے۔ بہت سارے ایسے
کام ہین کہ ہم اونکو یقینی اچہا سمجہتے ہین لیکن لوگونکی برا کہنے کے ڈر سے اوس

امر حق کو چھوڑ دیتے ہین آپنے اوسکی تعلیم قول سے نہین بلکہ عمل سے فرمائی ایک مرتبہ
حضرت عمر و بن اسود عنسی نے کہا کہ مین کبھی مشہور کپڑا نہ پہنونگا۔ کبھی گدہ پر نہ سوؤنگا۔
سم تراشیدہ گھوڑے پر سوار نہونگا اور کبھی کہا کہ پیٹ نہ بھرونگا۔ حضرت عمر نے
یہ سنکر فرمایا کہ جسکو رسول مقبول کا طریقہ مبارک دیکھنا ہو وہ عمرو بن اسود کو دیکھ
لے۔ آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمام راتین عبادت مین گذارے۔ تمام دن روزہ سے
کاٹے۔ صدقہ دے۔ جہاد کرے لیکن حب فی اللہ اور بغض فی اللہ نہو تو کچھہ بھی
مفید نہین۔ واقعی اصلاح قلب کی اعلیٰ سے اعلیٰ کیفیت اگر ہے تو یہی ہے کہ جس کے
ساتھہ محبت ہو تو اوس کا مدار محض للہیت ہو اگر نفرت ہو تو وہ بھی محض برائے خدا
جسکو جس قدر محبوب حقیقی سے تعلق۔ اوسیقدر محب کو اوسکے ساتھہ محبت اور جسکو
جسقدر اوس جناب سے بُعد ہے اوسی قدر وہ محب کی نظرون سے گرا ہوا ہے۔
محب کا کوئی مطلب اور کوئی غرض اپنے نفس کی جانب سے نہین جو کچھہ ہی مطلوب کی
جانب سے۔ آپ اکثر فرماتے علانیہ اعمال کیا کرو۔ لوگون نے دریافت کیا اعمال
علانیہ کی کیا کیفیت ہی۔ فرمایا ایسے اعمال کیا کرو کہ اگر لوگون کو اطلاع ہو جاے
تو تمکو محجوب نہونا پڑے۔ معلوم ہوا اعمال کی وہی حیثیت مقصود ہے جو پروردگار
عالم نے مقرر فرمادی ہے۔ نہ یہ کہ جلوت مین تو نماز روزہ و دیگر عبادات اور خلوت
مین بس خدا ہی حافظ ہے ایسے حضرات کو سوچنا چاہیئے کہ اونہون نے قبل
عبادات کسکو بنایا اور خدا تعالیٰ کے علام الغیوب ہونیکو کہانتک یاد رکھا۔ کیا
جلوت مین جسکی معبودیت کا اقرار کیا جاتا ہے خلوت مین اوسکی معبودیت نہین نہین
بلکہ ظاہر مین جو اونکے معبود تھے خلوت مین وہ نتھے۔ اسی واسطے ریا کو قریب قریب

شرک کہا گیا ہے۔ اسیواسطے لا الہ الا اللہ کی بعض مواقع پر لا مقصود الا اللہ کے ساتھہ بہی تفسیر کیگئی ہے۔ فاحفظ ھذا والفتنۃ۔ آپ کا فرمان ہے کبہی فضولیات مین نہ پڑو اور دشمن سے الگ رہو مگر ہان وہ دوست جو امین ہون اور امین وہی ہین جو اللہ تعالے سے شانہ سے ڈرتے ہین۔ فاجر کی صحبت سے گریزان رہو اور کبہی اپنے اسرار پر اوسکو مطلع نکرو۔ مشورہ لینا ہو تو ایسے لوگون سے لو جو خدا سے ڈرنیوالے ہین۔ (توبہ) آپ کا ارشاد ہے کہ حساب سے پہلے خود اپنا حساب کر لو۔ میزان قیامت سے پیشتر اپنے اعمال جانچ لو۔ ایک مرتبہ نماز مغرب مین صرف اس قدر تاخیر ہوگئی کہ تارہ نکل آیا۔ اتنی سی تاخیر کے کفارہ مین آپنے ایک غلام آزاد کیا۔ آپ فرماتے تہے کہ توبہ کرنیوالونکے پاس بیٹہا کرو۔ دل کے نرم کرنیکے لئے بڑے اچھے علاج ہین ایک مرتبہ آپنے احنف بن قیس سے دریافت فرمایا کہ سب مین زیادہ احمق کون شخص ہے۔ اونہون نے کہا وہ جو اپنی آخرت دنیا کے پیچھے تباہ کرلے۔ فرمایا کہ وہ شخص اوس سے بہی زیادہ بیوقوف ہے جو دوسرے کی دنیا لیکے اپنی آخرت تباہ کرے۔ ایک مرتبہ آپ خدمت اقدس رسالت پناہ مین حاضر ہوے دیکہا کہ آپ رو رہے ہین۔ سبب دریافت کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل نے آکر بیان کیا کہ اللہ تعالے اوس بڈہے کے عذاب دینے سے شرماتا ہے جس کا بڑہاپا اسلام مین گذرا ہو۔ کیا اوس بڈہے کو جسکی جوانی اسلام مین گذری ہے بڑہاپے مین گناہ کرتے شرم نہین آتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(ذم دنیا۔ مدح قناعت) آپنے لکہہ کر بہیجا تہا کہ دنیا نہایت خوشگوار سبزہ زار ہے جو اوسکو اسلے حاصل کرتا ہے کہ اوسکو اوسکے مصارف مین صرف کرے وہ

اسکے نامستحق ہے کہ اوسمین اوسکے لئے برکت عطا فرمائی جاے اور جو دوسرے خیال سے حاصل کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ کہاے جاتا ہی مگر سیر نہین ہوتا۔ جب فارس کے خزانونکے ڈہیر آپکے سامنے لگاے گئے ہین تو اونکو دیکھکر فاروق اعظم بہت روے عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یہ خوشی کا وقت ہے نہ رونیکا۔ فرمایا کہ جب اس کا گذر ہوتا ہے تو ساتھہ ساتھہ آپس کی پھوٹ۔ بغض و عداوت بہی آتے ہین آپنے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ایکر تبہ لکھا۔ وہ بڑا اچھا حاکم ہے جسکی رعایا اوس سے خوش ہو نیک کردار ہو اور جسکی رعایا بدبخت ہو اوس حاکم سے بدتر کوئی حاکم نہین دیکھو ایسا نہو کہ متاع دنیا مین سے کچھہ حصہ لیلو اگر تم ایسا کروگے تو تمہارے نائب و ماتحت بہی اسمین پڑجائینگے۔ اس حالت مین خدا کے سامنے تمہاری مثال اوس جانور کی سی ہوجائیگی جو ایک نہایت سبزہ زار دیکھکر اوسپر پل پڑی اور چارون طرف اسلئے سنہارے کہ موٹا ہوجاے مگر یہ خبر ہی نہین کہ اوسکی موت اوسکے موٹا ہونے ہی مین ہے۔ آپ اپنے کپڑے خود ہی دہو لیا کرتے تہے اور آپکو کسی قسم کا عار نہوتا تہا۔ عطار خراسانی فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ لوگ آپکے انتظار مین دیر تک بیٹہے رہے جب آپ باہر تشریف لاے تو قف کا سبب پوچہا گیا فرمایا کہ اپنے کپڑے دہوے تہے جب سوکہہ گئے تو پہنکر آیا ہون۔ کیا اس سلطنت کو دنیاوی سلطنت کہا جاسکتا ہے۔ کیا دنیاوی بادشاہون مین کہین اسکی کوئی نظیر ملسکتی ہی۔ آپ کہانا تناول فرمانے سے فارغ ہوکر اونگلیان چاٹتے اور ایک ہاتہہ کو دوسرے ہاتہہ سے پونچہہ لیتے اور فرماتے کہ میرے رومال یہی ہین۔ مدینہ منورہ مین جب غلہ گران ہوگیا تو آپنے جو کہانے شروع کردیئے وہ

موافق مزاج نہ آئے آپنے شکم مبارک کی جانب خطاب کرکے فرمایا کہ جب تک
مسلمانونکو ارزانی حاصل نہ ہو تم کو یہی کھانا پڑینگے۔ عبداللہ بن عامر فرماتے ہین
کہ ایکمرتبہ سفر مین مین آپکے ساتھہ تہا۔ کسی موقع پر خیمہ نہ لگایا لوگون نے کہا پھر کس
چیز کے سایہ مین قیام فرماتے تھے جواب دیا کہ درخت پر اپنی چادر ڈالکر اوسکے سایہ
مین آرام فرمالیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو دنیا و دین
دونون مین وبال ہے۔ واقعی قلت طعام تمام امراض سے محفوظ رہنے کے لئے
کافی ہے۔ دنیاوی صحت تو یون بنتی ہے۔ رہی آخرت تو کم خوراکی سے ایک
خاص قسم کی قلب مین ترقی پیدا ہوجاتی ہے۔ نیند بہی کم آتی ہے۔ خیال اچھی طرح
سے جم جاتا ہے۔ زیادہ کلام کرنیکو بہی دل نہین چاہتا۔ آپکے تزہد کے بیشمار واقعات
امام غزالیؒ وغیرہ نے اپنی کتابونمین تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین انمین غور کرنے سے
معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی خلافت کہانتک جاہ طلبی یا دنیا طلبی
کی راہ سے تہی؟ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر نہ ایسے قدیم الاسلام
تھے نہ ایسا بہت زیادہ فی سبیل اللہ خرچ کیا کرتے تھے پھر کیا تہا جو اس اعلیٰ درجہ پر
پہونچگئے۔ وہ تہا آپ کا زہد و خلوص اس نے اونکو عروج اسلام کا تاج بنادیا۔ اس نے
سمجھادیا کہ اسلام کے اصول کیسے مطابق عقل ہین۔ تمام کثافتین خواہ دنیوی ہون
یا دینی اس سے کیسی صاف ہوجاتی ہین۔ ہمکو اوس زمانہ اور اون حالات پر جو اس
زمانہ مین ہورہے تھے پیش نظر رکھہ کر آپکے حالات کو بہ نظر انصاف دیکھنا چاہیئے پھر
صاف معلوم ہوجائیگا کہ ایسا شخص کسقدر دنیاوی اولجھنونمین پھنس کر کسقدر خلوص
اور رجوع الی اللہ پیدا کرسکتا ہے۔ خود آپکا اسلام اور ایام جاہلیت کی آپ کی

خشونت اور پہر ایام خلافت کی انصاف پسندی یہ وہ واقعات ہین کہ اسلام سے پیشتر کسی نبی کی امت مین سے کسی اولوالعزم کو نہین ملے۔ اب ہم تھوڑے سے وہ وقائع جنسے آپکے یقین کامل کا کچھ رتبہ معلوم ہو نقل کرتے ہین کیونکہ اصل اسلام واصل تصوف یہی ہے۔ اوسی واقعہ پر غور کیجیے جب جناب رسالتمآب نے ازواج مطہرات سے کچھ دنونکے واسطے علیحدگی اختیار فرمائی تھی۔ تو فاروق اعظم نے عرض کیا تھا خدا کی قسم اگر حضور کا فرمان واجب الاذعان ہو تو مین ابہی حفصہ کی گردن اُڑانیکو مستعد ہون۔ ایک اور واقعہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ ذی الخویصرہ نے ایک مقام پر حضور سے عرض کیا کہ عدل فرمائیے اسمین چونکہ ایک قسم کی سوء ادبی نکلتی تھی فاروق اعظم نے فوراً اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو ابہی اس کا سر اُڑا دون۔ حضور نے فرمایا کہ عمر چھوڑ دو۔ ایک واقعہ جانکاہ آپکے صاحبزادہ ابوشحمہ ہی کا ہے کہ اونپر آپ نے حد جاری فرمائی۔ ذرا سا بہی اگر احکام شرع مین اپنے نفس کا خیال ہو تو ممکن نہین کہ اس قسم کا واقعہ ہو۔ مجاہد کہتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس کی مجلس مین تفضیل صحابہ کا ذکر چلا۔ سب نے کہا کہ افضل صحابہ حضرت صدیق اکبر ہین پہر حضرت عمر حضرت ابن عباس حضرت عمر کا ذکر سنتے ہی اسقدر روے کہ قریب بیہوش ہونیکے ہو گئے۔ پہر کہا کہ خدا اوس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس نے قرآن پڑہکر اوسپر عمل کیا۔ حدود الٰہی کو اس شان سے اجرا کیا جیسا حق تھا اور ان امور مین کسی کے کہنے سننے کی پروانہ کرتا تھا۔ مین نے خود دیکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بچہ پر حد جاری فرمائی یہانتک کہ اونکا انتقال ہو گیا۔ لوگون نے اس واقعہ کی تفصیل دریافت کی فرمایا کہ ایک روز حضرت عمر مسجد مین تشریف فرما تھے اور احباب گرداگرد

جمع تھے۔ یکایک ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ اپنے اس بچہ کو لیجئے۔ فرمایا۔ میرا بچہ کیسا۔ اوسنے کہا آپکا نہین آپکے صاحبزادہ کا۔ پوچھا کس بچہ کا۔ اوس نے کہا ابوشحمہ کا۔ پھر اوسنے اول سے آخر تک اپنی سرگذشت بیانکی جس سے معلوم ہوا کہ ابوشحمہ آپکے صاحبزادہ سے یہ خطا سرزد ہوئی ہے جسکی وجہ سے اونکے سو درّے لگنے شرعاً ضروری ہین۔ فاروق اعظم نے فوراً نقیب کے ذریعہ سے مسلمانونکو مسجد مین جمع کراکر فرمایا کہ سب یہین حاضر رہنا پھر ابن عباس کو لیکر پاپیادہ مکان پر پہونچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا۔ ابوشحمہ یہان ہے۔ اندر سے آواز آئی کہانا کھا رہے ہین۔ امیرالمومنین اندر پہونچے اور بیٹے سے کہا۔ کہانا کہا شاید یہ تیرا آخری کہانا ہو۔ یہ سنکر صاحبزادہ کا رنگ فق ہوگیا اور ایک لرزہ تمام بدن پر پڑ گیا یہانتک کہ لقمہ جو ہاتھ مین تھا چھوٹ پڑا۔ آپنے پوچھا بیٹا مین تمہارا کون ہون۔ ابوشحمہ نے جواب دیا انت ابی وامیرالمومنین۔ پوچھا کوئی میرا حق اطاعت بھی تمپر ہے۔ کہا ایک نہین دو ایک بحیثیت والد ہونیکے دوسرا باعتبار مسلمانونکے سردار ہونے کے حضرت امیرالمومنین نے قسم دیکر وہ واقعہ دریافت کیا جو اوس لونڈی کیساتھ گذرا تھا آپنے اوسکے جواب مین صاف صاف اوسکے بیانکی تصدیق کی مگر یہ بھی آخر مین کہا کہ حضور مین نے توبہ کرلی ہے۔ آپنے فرمایا توبہ سے حدود شرعیہ معاف نہین ہوسکتین۔ پھر اونکا ہاتھ پکڑا اور مسجد کیجانب گھسیٹتے ہوے لیچلے۔ ابوشحمہ نے نہایت حسرت والتجا سے عرض کیا۔ حضور مجھے رسوائی سے بچایئے اور جو سزا دینا ہو یہین دے لیجئے۔ فاروق اعظم نے فرمایا۔ کیا تمنے خداوند کریم کا یہ ارشاد نہین سنا ولیشھد عذابھا طائفۃ من المومنین۔ آخر کشان کشان اونکو مسجد مین

پہونچے اور تمام صحابہ کے سامنے کھڑا کر کے کہا عورت سچی ہے ابوشحمہ اوسکے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ فرما کر آپنے اپنے غلام افلح کو حکم دیا کہ ابوشحمہ کے سو دُرّے لگا خبردار اسکی رعایت نکرنا کہ میرا بچہ ہے۔ افلح اس حکم کو سنکر کانپ اوٹھا اور روکر کہنے لگا۔ یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ اپنے آقازادہ کو کوڑون سے پیٹون۔ حضرت عمر نے فرمایا اے افلح تو خوب جانتا ہے کہ میری اطاعت خدا و رسول کی اطاعت ہے۔ میرا حکم کچھ میرا حکم نہین بلکہ میرے آقا کا حکم ہے لہذا جو مین حکم دون اوسکی بجاآوری تیرے ذمہ واجب ہے۔ افلح نے مجبوراً ابوشحمہ کے کپڑے اوتارے۔ حاضرین نے جب یہ عالم دیکھا سب تو رونے روتے بیتاب ہوگئے۔ خود حضرت عمر کی آنکھون سے برابر آنسو جاری تھے صاحبزادہ سے ارشاد ہو رہا تھا کہ بیٹا یہ مین اسلئے کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ تجھپر اور مجھپر دونو پر رحم فرمائے۔ اون سے تو یہ ارشاد تھا اور افلح کو برابر حکم ہو رہا تھا کہ اضرب یعنی مارے جا۔ جب ستر دُرّے لگ چکے تو ابوشحمہ کو تشنگی غالب ہوئی اور پانی مانگا۔ حضرت عمر نے فرمایا بیٹا صبر کرو اگر اللہ تعالیٰ نے تمکو اس سزا پر گناہون سے پاک وصاف کر دیا تو تم حضرت سرور عالم ﷺ کے دست مبارک سے آب کوثر پیوگے پھر تمکو کبھی تشنگی نہوگی۔ پھر افلح کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا۔ اضرب۔ جب اسّی دُرون پر نوبت آگئی تو ابوشحمہ بیدم ہوگئے اور والد کو الوداعی سلام کیا۔ آپنے جواب مین فرمایا وعلیک السلام اگر رسول اللہ کی حضوری نصیب ہوجاے تو میرا سلام عرض کرنا اور کہدینا کہ آپکے خادم عمر کو اس حالت مین چھوڑ آیا ہون کہ وہ قرآن پڑھتا اور اوسکی احکام جاری کرتا تھا۔ پھر غلام سے ارشاد ہوا۔ اضرب۔ دس دُرّے اور لگے تھے کہ ابوشحمہ کمال ضعف سے بالکل ساکت وخاموش ہوگئے اور طاقت گویائی جواب دیگئی

ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ حالت دیکھکر تمام صحابہ مین ایک حالت پیدا ہوگئی اور سب نے سفارش کی کہ تھوڑی دیر کے لئے درّے مارنا موقوف کرادیجئے۔ فرمایا جب گناہ مین تاخیر نہین ہوئی تو سزا مین ناممکن ہے۔ حضرت عمر یہ فرماہی رہے تھے کہ ابوشحمہ کی والدہ روتی ہوئی باہر نکل آئین اور کہا یا امیرالمومنین آپ ابوشحمہ کو چھوڑ دیجئے مین ہر درّہ کے بدلہ ایک پاپیادہ حج کرونگی اور اس قدر صدقہ بھی ادا کردونگی۔ آپنے ارشاد فرمایا حج اور صدقہ سے حد کا بدلہ نہین ہوسکتا۔ پھر غلام سے فرمایا۔ حد پوری کر جسوقت آخری کوڑا لگا ہے ابوشحمہ زمین پر گرے اور اونکی روح مرکز اصلی کو پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عمر نے بیٹے کی لاش کو دیکھکر فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھکو تیرے گناہون سے پاک کرے۔ پھر بے اختیار روے اور ابوشحمہ کا سر زانو پر رکھکر فرمانے لگے۔ میرا باپ قربان ہو اوسپر جسکی جان حق پر نکلی اور جو حد کے تمام ہونے پر اس عالم کو چھوڑ گیا اور جسپر اوسکے باپ اور اقارب تک نے ترس نہ کھایا۔ لوگون مین ایک عام واویلا مچا ہوا تھا۔ یہ وہ مصیبت تھی جو کم دیکھی گئی ہوگی۔ اس واقعہ کے چالیسوین روز حذیفہ بن الیمان نے حضرت سرور عالم کو خواب مین دیکھا کہ ایک جوان حلہ بہشتی پہنے آپکے ہمراہ ہے۔ آپ فرماتے ہین اے حذیفہ عمر سے میرا سلام کہہ اور کہدے کہ تمنے قرآن پڑہا اور اوسکی تعمیل کا حق ادا کردیا۔ جب ارشاد پاک ختم ہوا تو اوس جوان نے کہا اے حذیفہ میرے باپ سے عرض کرنا کہ جسطرح سزا دیکر آپ نے مجھکو گناہونکی آلائش سے پاک وصاف کردیا خدا وند تعالیٰ آپکو اوسکی جزا بخشے اور طاہر و پاک فرماوے۔ اس واقعہ کی صحت کے متعلق عام مورخین نے اختلاف کیا ہے۔ خود اس کی روایات مین بھی کلام ہے۔

(عام ہمدردی) میرے خیال مین جسقدر اسکو تصوف سے مناسبت ہے اوسیقدر خلافت کی زیادہ شایان ہی نہین بلکہ اعلیٰ درجہ کی ضروریات مین سے ہے۔ اس عام ہمدردی کا کم سے کم یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ مظلومونکی داد رسی جس تن دہی سے کیجائیگی وہ بغیر اسکے ممکن نہین جسقدر رعایا کی حقوق کی نگہداشت اسکے ذریعہ سے ہوسکتی ہے کیا بے درد شخص سے خیال مین بھی آسکتی ہے۔ اسیکا نتیجہ ہوگا کہ رعایا اپنے خلیفہ کی جان نثار ہوگی اور اوسکی نیت کا اثر جب پڑیگا تو تمام اسی رنگ مین رنگ جائینگے پھر ان ممالک مین جو ترقی ہو وہ تھوڑی ہے۔ آہ مسلمانونکا ایک اعلیٰ درجہ کا جوہر اون سے جدا ہوکر دیگر اقوام کے تاجونمین جا لگا اور اب یہ حالت ہوگئی کہ دنیا بھر مین مسلمانون سے زیادہ بیدرد کوئی قوم خیال نہین کیجاتی۔ اگر کوئی واقعہ جو کسی خاص بادشاہ کی نیت بد کا نتیجہ ہو یا واقعی ذرا سا سیاسی پہلو لئے ہو وہ سب اسلام کے سر تھوپا جاتا ہے اور علی الاعلان پکارا جاتا ہے کہ اسلام نہایت بیدرد ہے۔ افسوس ہزار افسوس۔

ایکمرتبہ حضرت عمر مدینہ منورہ مین لوگونکو کھانا کھلا رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ بائین ہاتھ سے کھا رہا ہے فرمایا کہ خدا کے بندہ داہنے ہاتھ سے کھا اوس نے عرض کیا کہ بیکار ہے۔ موتہ کی لڑائی مین اسمین چوٹ آگئی تھی۔ آپ اوسکی یہ مجبوری دیکھکر رو پڑے اور نہایت افسوس کیساتھ دریافت فرمانے لگے کہ تمکو وضو کون کراتا ہوگا سر کون دھوتا ہوگا کپڑے کون پاک کرتا ہوگا پھر خادم کو آواز دی اور اُس خادم کو ایک سواری اور تمام ساز و سامان کیساتھ اوس شخص کو دے ڈالا۔ اسمین علاوہ ہمدردی کے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمدردی صرف زبانی نہین تھی بلکہ وہ ہمدردی آپکو مجبور کرکر اوسی پر آمادہ کرتی تھی جو اوس وقت کے مناسب ہوتا تھا جس سے

ظاہر ہوگیا کہ سچی ہمدردی تھی نہ کہ آجکل کی ہی۔ ایک شب کو حسب معمول گشت مین دیکھا کہ ایک عورت اپنے بچونکو لئے ہوے بیٹھی ہے اور وہ بچے رو رہے ہین آپنے دریافت فرمایا کہ کیون روتے ہین اوسنے کہا بھوک کے ماری۔ سامنے ہانڈی بھی چڑھی ہوئی تھی آپنے فرمایا پھر اسمین کیا ہے۔ اوس نے کہا پانی ہے انکے بہلانیکے لئے رکھدیا ہے کہ اس سے بہل کر سوجائین اور تھوڑی دیر کے لئے مجھے اس عذاب سے نجات ملجائے یہ سنکر آپ کمال آبدیدہ ہوے اور بیت المال سے سامان خود لاے اور اپنے ہاتھ سے ہانڈی پکاکر بچونکو کھلا پلا دیا جیسا پہلے مذکور ہوچکا ہے۔ نہین معلوم پھر ایسی حالت کو لوگ دنیوی سلطنت کس طرح کہتے ہین کیا ادنیٰ سے ادنیٰ نواب یا راجہ کا ایسا حال سنا ہے یا آج کل کسی سے امید ہے۔

ایکمرتبہ کچھ تاجر آکر عیدگاہ مین ٹھیر گئے آپ حضرت عبدالرحمن کو ساتھ لیکر اونکی حفاظت کے واسطے تشریف لیگئے تمام شب آپنے اونکی حفاظت کی۔ رات مین کئی مرتبہ ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی آپ اوسکی ماں سے جاجا کر کہہ آتے تھے کہ کیون رولاتی ہو آخری مرتبہ فرمایا تم کیسی ماں ہو تمہارا بچہ تمام شب کیسا رویا ہے اوس نے کہا مین اس بچہ کا دودھ چھوڑانا چاہتی ہون اسلئے روتا ہے۔ پوچھا اسقدر جلد کیون چھوڑاے دیتی ہو۔ اوس نے کہا عمر کا حکم ہے کہ صرف اون بچونکا بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوسکتا ہے جو دودھ چھوڑ چکے ہون۔ آپنے فرمایا۔ عمر کا برا ہو جس کے حکم سے خدا جانے کسقدر مسلمانونکے بچونکو تکلیف ہوئی ہوگی اور اعلان کرادیا کہ بچونکو پیدا ہوتے ہی وظیفہ ملا کریگا۔ آپنے اس حکم کو تمام عمال کو بھی لکھہ بھیجا تھا۔

ایک شب کے گشت مین آپ ایک اعرابی سے ملے جسکی بی بی دردزہ مین مبتلا تھی

آپنے حضرت ام کلثومؓ کو اوسکے خیمہ مین پہونچا دیا اونہون نے خیمہ کے دروازہ پر آکر فرمایا امیرالمومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی مبارکباد دیجئے۔ اعرابی امیرالمومنین کا نام سنکر کانپ اوٹھا اور نہایت لجاجت سے عذر کرنے لگا آپنے فرمایا کچھ خیال مت کرو پھر اوس نوزائیدہ بچہ کا وظیفہ مقرر فرمادیا اور فی الحال کچھ دے بھی دیا۔

(خوف الٰہی) جوان سب خوبیونکا سرچشمہ یا سردفتر تہا۔ یقین کامل کا پہلے پہل جو اثر ہوتا ہے وہ یہی ہے اسی سے ہر امر مین خواہ دینی ہو یا دنیوی اس کا خیال رہتا ہے کہ پروردگار عالم کے کسی حکم کے خلاف تو نہین بس یہ خیال ہی ایسا سیدہا کر دیتا ہے کہ کہین کجی نہین رہتی۔ پروردگار عالم نے علماء و اولیا کی جو شانین فرمائی ہین اونمین حصر کے ساتھ جسکو بیان کیا ہے وہ خشیت ہی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ اولیاء کے بارے مین ارشاد ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون غرض یہی وہ صفت ہے جسکی قرآن مبارک مین اگر غور سے دیکھا جاے تو جا بجا تاکید ہے بلکہ بعض مقامات پر ایک ہی آیت مین دو دو جگہ۔ یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسکا اندازہ اوسیوقت ہوتا ہے جب کوئی خواہش یا آرزو پیدا ہو یا سخت غصہ کی حالت ہو ایسی حالت مین کتاب اللہ یا حدیث رسول مقبول یاد دلا دیجاے تو فوراً رک جاے۔ رکنا کیا معنے بلکہ شائبہ بھی باقی نرہے۔ ایک یا دو مرتبہ ایسی حالت طاری ہوجانا اعلیٰ درجہ کا کمال نہین بلکہ طبیعت مین داخل ہوجاے کسی موقع پر اوسکے خلاف ظاہر ہونا ایسا ہی ہو جیسے سخت موانع کی حالت مین امور طبعیہ کے خلاف ہونا بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو چونکہ یقین سے تعلق ہے اسوجہ سے اسکے

خلاف کسی صورت مین سرزد ہونا ممکن نہین بشرطیکہ یقین کامل ہو۔
ایک شخص نے آپسے آکر عرض کیا کہ آپ ہماری بارے مین بالکل انصاف نہین کرتے۔ حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوے۔ حرّبن قیس نے عرض کیا کہ حضور سرور کائنات کو پروردگار عالم تعلیم فرماتا ہے۔ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین بس یہ سننا تھا کہ حضرت عمر کی وہ غصہ کی حالت جاتی رہی۔ ایکمرتبہ آپ کپڑے بدل کر جمعہ کی نماز کو تشریف لئے جاتے تھے راہ مین حضرت عباس کا مکان تھا اونکے یہان اوس روز دو چوزہ ذبح ہوے تھے اونکا خون پانیمین ملکر پرنالہ کی راہ آپکے کپڑے پر گرا آپنے حکم دیا کہ اسیوقت پرنالہ توڑ دیا جاے پھر کپڑے بدل کر نماز کو تشریف لیگئے وہاں حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ یہ پرنالہ اس مقام پر حضور سرور عالم کا لگایا ہوا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر نے حضرت عباس کو قسم دیکر فرمایا کہ پرنالہ کو اوسی موقع پر فوراً جا کر لگا دو۔ حضرت عباس نے اوسکو پھر وہین لگا دیا۔

ایک شب کو عبداللہ بن مسعود کو ہمراہ لئے گشت فرما رہے تھے ایک مکان سے بیوقت کچھ روشنی نکلتی ہوئی معلوم ہوئی آپ اوس مکان مین گھس گئے دیکھتے کیا ہین کہ ایک بڈھا شخص بیٹھا ہوا ہے سامنے شراب رکھی ہے اور ایک چھوکری بیٹی گا رہی ہے وہان پہونچکر فرمایا مین نے ایسا بڈھا جو گورمین پائون لٹکاے بیٹھا ہو اس سے زیادہ بدافعال نہین دیکھا۔ بڈھے نے سر اوٹھا کر کہا امیر المومنین آپ کا یہ فعل میرے افعال سے بدرجہا قبیح ہے۔ ایک تو آپنے اس اندرونی حالت کا تجسس کیا۔ محتسب اندرون خانہ چہ کار۔ خود پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔ ولا تجسسوا۔ دوسرے آپ بغیر میری اجازت کے میرے مکان کے اندر تشریف لے آے یہ بھی شرعاً ممنوع ہے

حضرت عمرؓ کے انصاف کو دیکھئے آپنے فرمایا کہ تم سچے ہو بیشک ایسا ہی ہے پھر وہان سے
اپنا لباس دانتون مین چباتے ہوے باہر تشریف لاے اور فرماتے تھے اگر خدا تعالےٰ
نے عمر کو نہ بخشا تو کیا مصیبت ہے۔ اسکے بعد مدت تک بڑے صاحب حضور کے یہان
حاضر نہوے۔ پھر جو حاضر ہوے تو نہایت شرمندہ۔ آپنے فرمایا ذرا میرے قریب
آجاؤ جب وہ قریب آے تو آپنے قسمیہ فرمایا کہ تم سے جو کچھ ظہور مین آیا اوسکو نہ تو
مین نے کسی شخص سے کہا ہی اور نہ عبداللہ ابن مسعودؓ نے۔ بڑے میان نے کہا مین
قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین نے بھی تمام اوس خرافات کو ترک کر دیا ہے۔ آپکا خوف
الٰہی سے یہ حال تھا کہ کبھی زمین پر سے تنکا اوٹھا لیتے اور فرماتے "کاش مین یہی
ہوتا کاش مین پیدا ہی نہوتا۔ کاش میری ماں ہی مجھکو نہ جنتی۔ کاش مین کچھ بھی نہوتا
کاش مین بالکل بھولا بسرا ہوتا" آپ فرمایا کرتے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ بھی مرجائیگا
تو مجھے ڈر ہے کہ مجھسے باز پرس نہو۔ عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہین کہ حضرت عمر کے
رخسارون پر روتے روتے نشان پڑ گئے تھے کبھی روتے روتے گر بھی جاتے تھے اور ایسی
چوٹ آتی تھی کہ کئی روز تک گھر سے باہر نہ نکل سکتے تھے اور آپ کی عیادت کیجاتی تھی۔
ایکمرتبہ راہ مین حضرت علی سے جو ملاقات ہوئی تو شہزادگان نبوت حضرات حسنینؓ
بھی آپکے ہمراہ تھے دونون حضرات حضرت عمر کو گھیر کر کھڑے ہو گئے آپکی آنکھون مین
آنسو بھر آے۔ حضرت علی نے کہا۔ کیون حضرت کیون روے۔ فرمایا اس سے بڑھکر
رونے کی کیا بات ہوگی کہ اس امت مرحومہ کے کاروبار میرے متعلق کئے گئے ہین
مین اونکے معاملات کا فیصلہ کرتا ہون اور مجھے بالکل خبر نہین کہ میری فیصلہ حق ہین
یا ناحق۔ حضرت علی نے فرمایا آپ ہمیشہ انصاف کرتے ہین لیکن اس سے آپکا رونا بند نہوا

پھر حضرت امام حسنؓ نے آپکا انصاف بیان فرمایا مگر آپ ویسے ہی روتے رہے جب حضرت امام حسینؓ نے بھی ایسا ہی کچھ فرمایا تو آپکے آنسو تھم گئے اور پوچھا کیا آپ ان امور کے گواہ ہین صاحبزادہ حضرت علیؓ کے چہرۂ مبارک کو دیکھنے لگے حضرت علی نے فرمایا گواہ ہوجاؤ مین بھی تمہارے ساتھ گواہ ہون - ایکمرتبہ راہ چلتے آپنے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا - اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ - تو اسقدر اسکا اثر ہوا کہ ایک ماہ تک آپکی عیادت کیگئی - ایکدفعہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ راہ مین کھڑا ہوا ایک عورت سے باتین کر رہا ہے آپنے اوسکے ایک درّہ مارا - وہ چلّا اٹھا کہ یہ میری بی بی ہے - فرمایا پھر بھی تمکو ایسے مقام پر کھڑے ہوکر باتین نہ کرنا چاہئین - اوس نے کہا حضور ہم ابھی یہان مسافرانہ وارد ہوے ہین - آپنے درّہ اوسکے حوالہ کرکے فرمایا تو مجھسے قصاص لو - اوس نے کہا مین نے معاف کیا اور جب تک مکرر سہ کرر اوسکی معافی کے الفاظ نہ سن لیے چین نہ آیا پھر بھی حضرت عبدالرحمٰن سے اسکا ذکر کیا اونہون نے کہا کہ آپ تو ادب دینے والے ہین یہ آپکا منصب ہے، اور یہ حدیث سنائی حضورؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ندا دیجائیگی کہ اس امت مین سے کوئی اپنے نامہ اعمال کو ابوبکر و عمرؓ سے پہلے نہ اوٹھاے" یہ خشیت رب کی وہ حالت تھی کہ اس عالم سے جدائی کیوقت تک آپسے جدا نہوئی -

(مکاشفات) جسکو بہ لسان شرع فراست سے تعبیر فرمایا گیا ہے - یہ وہی قوت ہے جو وحی کی نائب اور قوت عاقلہ کی کمال ہے - حضرت عمر ایکمرتبہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے یکایک آپنے خطبہ چھوڑ کر یہ فرمانا شروع کیا - یا ساریۃ الجبل - دو تین مرتبہ فرماکر پھر خطبہ شروع کردیا عبدالرحمٰن بن عوف نے دریافت کیا کہ حضرت یہ آج کیا ارشاد

ہو رہا تھا۔ فرمایا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ساریہ اور اونکے ساتھی پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہین اور کفار چار و نطرف سے اونکو گھیرے ہوے ہین بے اختیار میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ ساریہ جبل سے ملجاؤ۔ ابو مسلم خولانی جب مدینہ منورہ حاضر ہوے ہین (یہ وہ حضرت ہین کہ اسود بن قیس نے جس نے یمن مین دعوی نبوت کیا تھا ان سے بھی کہا کہ آپ میرے نبی ہونیکا اقرار کیجیے انہون نے انکار کیا۔ اوس نے بہت سی آگ دہکوا کر انکو اوسمین ڈلوا دیا۔ اوس مین سے بالکل صحیح وسالم باہر نکل آے۔ اوس نے اپنی سرحد سے باہر نکلوا دیا یہ سیدھے مدینہ منورہ چلے آے) تو جون ہی یہ مسجد پاک کے دروازہ پر پہونچے حضرت فاروقؓ نے فرمایا لو یہ تمہارے وہ بھائی آے جنکی نسبت اسودؔ کا خیال تھا کہ آگ انکو جلا دے گی اور خدا نے انکو بچا دیا اوسکے بعد آپ اون سے اوٹھکر ملے اور فرمایا کیا تم عبد اللہ بن ثوب نہین ہو۔ اونہون نے کہا بیشک اسکے بعد رو کر فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ مین نے اپنی حیات ہی مین اس امت مرحومہ مین ایسے لوگ بھی دیکھ لیے جنکو حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ کی طرح سے اللہ تعالیٰ شانہ نے آگ سے محفوظ رکھا۔ ایک جمرہ کا واقعہ ہی دیکھ لو کہ جیسا آپنے فرمایا تھا بجنسہ وہی ہوا۔

ایکمرتبہ حضرت علیؓ نے خواب مین دیکھا کہ صبح کی نماز جناب رسالتمآب کے اقتدا کیساتھ ادا فرمائی نماز سے فارغ ہونیکے بعد جناب رسالتمآب محراب سے تکیہ لگا کر تشریف فرما ہوے کہ ایک جاریہ ایک طبق مین تازہ چھوارے لیے ہوے آئی آپنے اوسمین سے ایک چھوارا اوٹھا کر فرمایا علی کھاتے ہو۔ عرض کیا۔ ہان۔ آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر آپکے منہ مین رکھدیا پھر دوسرا چھوارا اوٹھا کر وہی فرمایا انہون نے پھر وہی نعم عرض کیا آپ نے وہ بھی کھلا دیا۔ اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔ آپ فرماتے ہین کہ جاگنے کے بعد میری عجیب

حالت تھی حضور اقدس کے دیدار مبارک کو دل تڑپ رہا تھا اور چھوارونکی شیرینی
میری زبان پر تھی۔ اوٹھکر مین نے وضو کیا اور مسجد کو چلدیا وہان حضرت عمر صبح کی نماز پڑہا
رہے تھے مین بہی شریک ہوگیا۔ حضرت عمر نماز سے فارغ ہوکر محراب کے سہارے سے بیٹہ گئے
میرے دل ہی مین آیا تہا کہ مین اپنا خواب بیان کردون کہ اتنے مین ایک جاریہ
چھوارونکا طبق لیکر آئی اور حضرت عمر کے سامنے رکہدیا حضرت عمر نے ایک چھوارا اہمین سے
اوٹھا کر فرمایا علی کہاتے ہو آپنے وہی کہا نعم آپنے اپنے ہاتہہ سے انکو کہلادیا پہر دوسرا
چھوارا اوٹھا کر یہی فرمایا حضرت علی نے وہی نعم اس مرتبہ بہی فرمایا وہ بہی کہلادیا اوسکے
بعد آپنے بقیہ چھوارے دوسرے صحابہ مین تقسیم فرمادیئے۔ حضرت علی فرماتی ہین میرے
دل مین خواہش تہی کہ کچہ اور اسی طرح سے کہلادین۔ آپنے فرمایا۔ اگر جناب رسالتمآب نے
اور دیئے ہوتے تو ہم بہی دیتے حضرت علی فرماتے ہین مجہے سخت تعجب ہوا کہ جو کچہہ
شب کو مین نے دیکہا تہا اللہ تعالیٰ شانہ نے اوس سب پر آپکو مطلع فرمادیا۔ میرا یہہ
خیال آنا تہا کہ آپنے پہر مجہے مخاطب کیا اور فرمایا اے علی مومن دین کے نور سے دیکہتا
ہے۔ آپنے فرمایا سچ ہے مین نے بالکل ایسا ہی دیکہا تہا اور یہی لذت اور مزا جو آپکے
ہاتہہ سے حاصل ہوا بالکل وہی تہا کہ جو جناب رسالتمآب کے دست مبارک سے آیا تہا یہانسے
معلوم ہوسکتا ہے کہ عرفان فاروقی کس درجہ پر تہا جسکو امام الاولیا سیدنا علی کرم اللہ
وجہہ عالم خواب مین ملاحظہ فرمائین اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی عالم مین اوسکو
مشاہدہ فرمالین وہ خاص کیفیت جسکو حضرت علی نے دست مبارک کے عطیہ سے محسوس
کیا اسکو مین سوا اسکے کہ فنا فی الرسول اگر کوئی درجہ ہی تو وہ حضرت فاروق اعظم کا ہی
اور کیا کہہ سکتا ہون۔ ارباب معنی اسمین غور فرماوین اور اس واقعہ کو مکرر سہ کرر پڑہین

اور خط اوٹھاکر تفضیل کے جھگڑون سے باز آئین - واقعی یہ ہی کہ آفتاب نبوت کا ایک
خاص خاص پرتو ہر ذرہ پر پڑا اور ہر ذرہ اوس پرتو کی خصوصیت مین ایک دوسرے
سے ممتاز ہے - صحابہ کے حالات کو دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے حال پر
حضور کی ایک خاص عنایت اور ایک خاص علاقہ تہا جسمین ہر شخص مست اور دوسری
سے ممتاز تہا مگر اس سرمستی یہ کمال مستی تہا کہ اون حضرات کو اپنی اس مستی کا بہی ہوش
نہ تہا اور انا رجل من رجال زبان زد حال تہا - اسیوجہ سے یہ بالکل محالات
مین سے ہے کہ کسی صحابی کو من کل الوجوہ دوسرے صحابی پر فضیلت ہو بلکہ اگر ان
حضرت کی دو شانین ایسی ہین جو دوسرے مین نہین تو اون دوسرے صحابی مین
ایک شان ایسی ہوگی جو انمین نہین ہان اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک بعض صحابہ کو
بعض پر یقیناً فضیلت ہے - اوس فضیلت مین اون ہی حیثیات کو دخل ہے - یہ سمجھ لینا کہ مذہب
اہل سنت والجماعۃ من کل الوجوہ افضلیت بعض صحابہ کا ہے بالکل غلط اور قلت
تدبر پر مبنی ہے - شان مرتضوی اور شان فاروقی الگ دو شانین ہین بالکل اور ہر
حیثیت مین ہم ہرگز یہ نہین کہہ سکتے کہ حضرت عمر افضل ہین بعض خصوصیات جناب مرتضیٰ
کی وہ ہین جنمین وہی ممتاز ہین اور نہ ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ شان مرتضوی کو شان فاروقی
پر ہر حیثیت مین فوقیت ہے - اب رہا یہ کہ وہ کونسی خصوصیات ہین جو ایک دوسرے
کو باہمد گر ممتاز کر رہی ہین اوسکے لئے بس ہم اسقدر کہنے کے لئے تیار ہین کہ اصول
تصوف اور اونکی تکمیل جیسا کہ ہم تمہید مین عرض کر آئے ہین پورا پورا اس امر کا فیصلہ
کر سکتے ہین کہ تصوف مین بہی شان عمری آیا اوسی پایہ کی ہے یا نہین جس پایہ کی آپکی
خلافت تہی - ناظرین اسکو خوب غور سے دیکھکر راے قایم کرین ورنہ خوش فہمی کسی دوسرے

راستہ نہ لیجاے مقام نہایت نازک اور باریک ہے۔

ایکمرتبہ حضرت عمر مسجد مین تشریف فرما تھے ایک صاحب کا اوس جانب سے گذر ہوا آپ سے کسی نے عرض کیا حضرت آپ اسکو پہچانتے ہین۔ فرمایا کہ اسقدر تو مجھکو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شخص سواد بن قارب کاہن جو اپنی قوم مین ایک سرپرآوردہ شخص تھا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بعثت مبارک کی خبرین دیا کرتا تھا اگر وہ شخص اب بھی ہی تو یہی ہے پھر اوسکو بلا کر دریافت فرمایا کہ وہ سواد بن قارب کاہن تم ہی ہو جو بعثت مبارک کی خبرین دیا کرتے تھے۔ اونھون نے جوابدیا ہان مین وہی ہون یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مشرف باسلام ہو چکے ہین آپنے فرمایا۔ اچھا تمہارا جن جو حضور سرور کائناتؐ کے متعلق خبرین لاتا تھا اونمین سے کوئی سناؤ تو سہی۔ حضرت سواد بن قارب نے کہا ایک شب کو مین کچھ سوتا اور کچھ جاگتا تھا جو میرا جن میرے پاس آکر میرے پانوٗنکو ہلانے لگا اور کہا اے سواد بن قارب اگر صاحب فہم ہو تو سمجھو اگر کچھ کچھ سمجھ رکھتے ہو تو خوب سمجھو کہ قبیلہ لوی بن غالب مین پیغمبر آخر الزمان کی بعثت ہو گئی وہ خداوند عالم کی عبادت کی جانب سب کو بلا رہے ہین اوسکے بعد اوسنے یہ شعر پڑھنے شروع کیے۔

عجبت للجن وتجسا سها	وشدها العیس باحلاسها
تهوی الی مکة تبغی الهدی	ما خیر الجن کانجاسها
فارحل الی الصفوة من هاشم	واسم بعینیك الی راسها

یعنے مجھے جنات کے تجسس اور اپنے اپنے اونٹونپر اونکی کاٹھیان کسنے کا تعجب ہوتا ہی وہ ہدایت کی طلب مین مکہ کی جانب چلے جا رہے ہین تمام جن ایک سے نہین تم بھی

آل ہاشم مین سے برگزیدہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کوچ کرو اور اونکے دیدار مبارک سے مشرف ہو۔ حضرت سواد فرماتے ہین کہ دوسری اور تیسری شب پھر یہی معاملہ ہوا اب تو میرے دل مین ایک خاص اثر ہوا جسنے مشرف باسلام ہونے پر مجبور کیا۔ وہ رات تو اسی مین گذاری صبح ہوتے ہی اونٹ پر کاٹھی کس مکہ کیجانب چل کھڑا ہوا۔ وہان معلوم ہوا کہ جناب سرور عالم یہان سے مدینہ کیجانب ہجرت فرما گئے وہان سے مین نے یہانکا عزم کیا یہان آکر اب مین نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ مسجد مبارک مین رونق افروز ہین مین مسجد کے دروازہ پر پہونچکر اپنی اونٹنی کو باندہ بوندہ خدمت اقدس مین حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ اور قریب آؤ مین قریب ہوا فرمایا اور قریب آؤ مین اور قریب ہوا اسقدر آپنے مجھکو قریب کر لیا کہ مین بالکل آپکے سامنے حاضر ہو گیا اوسکے بعد ارشاد ہوا۔ ہان کیا خبر ہے بیان کرو۔ مین نے اپنی تمام سرگذشت بیان کر کے اسلام قبول کر لیا جناب سرور عالم اس بیانسے نہایت مسرور ہوے اور دیگر صحابہ کے چہرون سے بھی خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی اون سے اوٹھکر ملے اور فرمایا۔ مین اس واقعہ کو سننا چاہتا تھا الحمد للہ آج تمہاری زبان سے اسکو سن لیا کہ واب بھی وہ جن تمہارے پاس آیا کرتا ہے۔ حضرت سواد نے فرمایا کہ اسلام کے بعد نہین آیا اور قرآن پاک کی تلاوت نے سارے مزے بھلا دیئے مجھے اب کسی کی پروا نہین۔ یہ بھی ایک قسم کی فراست ہے کہ محض حالات کے سننے سے اوسکے مصداق کو متعین کر لیا جو کشف کے اقسام مین داخل ہے۔

ایکمرتبہ آپ تشریف فرما تھے حابس بن سعد طائی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب مین لڑائی ہو رہی ہے اور ہر ایک کے ساتھ کچھ کچھ

تارے ہین آپنے فرمایا تم کس جانب تھے۔ اونہون نے عرض کیا۔ ماہتاب کے جانب۔ فرمایا حضرت میری جانب سے آپ کسی امر کے متولی نہون آپ مٹی موئی نشانی کے ساتھہ تھے۔ یہی انکا حال ہوا جنگ صفین مین حضرت امیر معاویہ کے جانب تھے اور اوس جنگ مین آپکا انتقال ہوا۔ تعبیر رویا بھی ایک قسم کا کشف یا فراست ہی ہے۔

ایکمرتبہ آپنے ایک بڑا لشکر کسی جانب روانہ فرمایا اوسکے متعلق ابھی کچھہ حال معلوم نہوا تھا کہ ایک روز آپنے کئی مرتبہ والبیکاہ والبیکاہ فرمایا۔ کچھہ معلوم نہوا کہ یہ کیا ارشاد ہے جب وہ لشکر مظفر و منصور واپس ہوا اور آئی لشکر اپنی فتوحات بیان کرنے لگا۔ آپنے فرمایا اسکو تو رہنے دو پہلے اوس شخص کی کیفیت بیان کرو جسکو زبردستی تم نے پانی مین اوتارا تھا۔ اوس نے عرض کیا حضور خدا کی قسم میرا مقصود ہرگز نہ تھا کہ کسی قسم کی اوسکو تکلیف پہونچاؤن۔ ایک مقام پر پانی تھا اوسکی گہرائی دریافت کرنیکی غرض سے مین نے اوسکو پانی مین اوتارا وہ سخت سردی کا دن تھا سردی سے اوسکا تمام بدن اینٹھہ گیا اور وہ قریب مرگ ہوگیا آخری وقت مین اوس نے آپکو واعمراہ واعمراہ کہہ کر پکارا اور مر گیا اب سمجھہ مین آیا کہ آپ کا والبیکاہ فرمانا اسیکا جواب تھا۔ آپنے فرمایا سیاست تو یہی چاہتی ہے کہ اسیوقت تمہاری گردن اوڑا دیجاے مگر خیر جاؤ۔ اسی وقت اوسکے ورثا کو دیت دو اور میرے سامنے ہرگز نہ آؤ میری نزدیک ایک مسلمان کی موت کے مقابلہ مین دوسرونکے مار ڈالنے کی خوشی کچھہ نہین ہوسکتی۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہین کہ جو امیر المومنین کی زبان سے نکلتا بالکل ویسا ہی ہوجایا کرتا تھا جب کبھی آپ فرماتے انی لاظنہ کذا وہ بالکل آپکے خیال ہی کے مطابق نکلتا۔ ہمارا خیال ہے کہ تکمیل قوت عاملہ اور قوت عاقلہ کے بیان کیلیے اب دیگر روایات کی

ہمکو ضرورت نہین غور کیا جاے تو اسی مین بہت ساری اصول تصوف اور تعلیمات و کرامات والہامات اچھے طور سے معلوم ہو رہی ہین اور اب اسی لئے ہم اس بیان کو بھی یہین پر ختم کئے دیتے ہین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا و مولٰنا محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

تمت

شمس التواریخ کا تیسرا حصّہ ختم ہوا

شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۶ عیسوی

خاتمہ قابل غور ناظرین باتمکین

مازیاران چشم نیکی داشتیم	خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

مدت مدید و عرصہ بعید سے نیازمند کی اقتضاے دلی تھی کہ شمس التواریخ کا حصہ سوم واقعات خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی عالم متبحر معتبر سے ترتیب دلوا کر طبع کرے تاکہ وہ شایقین ناظرین جو بذریعہ تحریر و تقریر تہ دل سے طالب گار و خواستگار حصہ سوم کے تھے چشم ما روشن دل ما شاد کے نعرے لگانے لگین چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو اس کار خیر کی کفالت و اعانت مین حضرت افضل الفضلاء اکمل الکملاء فضیلت دستگاہ مولٰنا محمد سعادت اللہ نے اصرار کے ساتھہ اس کوچہ دشوار گذار مین قدم ہمت بڑہایا اور کمر حمیت اسلام کی چست کی اور باینہمہ عہد و جہد یہی اقرار فرمایا کہ بموجب آیہ ہدایت در ایہ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ کے نہ ہم اجرت کے طلبگار اور نہ مزد کے خواستگار انشاء اللہ تعالیٰ اسکا اہتمام محض عند اللہ ہوگا اور بہت جلد ہوگا مزید برآن حضرت

مولنا ممدوح نے ایک خواب کا دیکھنا بھی اسی اشتہار مین بیان فرمایا چنانچہ ہر دو امر کی تصدیق دیباچہ مین باین عبارت ارقام فرمائی ہے "مجھے نہ داد کا اشتیاق ہے نہ صلہ طلبی۔ کیسکے فرمان واجب الاذعان کی بجاآوری کا شوق مجھے لئے جارہا ہے" لیکن باوصف فضل و کمال وفصاحت و بلاغت و علو ہمت قطع نظر صلہ والعام و رویا احلام جناب مستطاب معلے القاب کو بمقتضاے بشریت ایسے کچھ حوائج و علائق دنیاوی پیش آے کہ فرمان واجب الاذعان کا شوق و ذوق قاطبتہً نسیًا منسیا بلکہ ہبا رمنثورًا بنگیا غرض کہ مولنا مخدوم نے بتکلف تمام و بدقت مالا کلام طوعًا و کرہًا جولائی ۱۹۰۵ء تک صرف ۵۲ صفحہ تک نسیم قلم وزینت رقم فرمای جسکی اجرت ایک رقم معتد بہا ۱۵ کے قریب ادا کی گئی مزید بر آن اس لیت ولعل وڈھیل ڈھال کے سبب نیازمند کو اسقدر ضرر پہونچا اور نقصان بے پایان اوٹھانا پڑا جسکے بیانمین ادب بصد ادب سد راہ ہی مگر یہ تو ملخصًا ضروری قابل اظہار کہ بکثرت خریدار خریداری سے دست بردار ہی نہین بلکہ بیزار ہو گئے پس بہ مجبوری تمام یہ کام بادا ے معاوضہ حوالہ جناب مولوی وارث علی صاحب مولف حصص اولین کیا گیا اون سے بھی بہ تقاضای کبر سنی بہت کم کم مسودہ حاصل ہوا اسکے اوپر طرہ یہ ہوا کہ شروع ۱۹۰۶ء سے کاغذ بھی بہت دیر دیر سے اور وہ بھی بہ مجبوری مختلف کارخانون کا ملتا رہا اب بفضل خدا و ببرکت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حصہ سوم کامل و مکمل تیار ہی اور حصہ چہارم زیر طبع تتمہ امر واقعی یہ ہی کہ نیازمند کو حضرات علما سے حسن عقیدت خاص و لطف ارادت بالاختصاص ہی کیونکہ از روی قرآن و حدیث اونکا پاس آداب جملہ مسلمانونپر فرض ہی نیازمند بھی اس سے مستثنی نہین لیکن امر واقعی کے اظہار مین بے اختیار ہے بر رسولان بلاغ باشد و بس۔ امہ بس باقی ہوس۔ **الملتمس** نصیر الدین احمد مالک مطبع